وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

از تالیف لطیف مجدد دین امام المفسرین حجۃ اللہ علی العالمین عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر ادخلہ اللہ دار الجنان المسمے بہ

ترجمان القرآن بلطائف البیان

تفسیر کلام رحمٰن باہتمام شیخ احمد پسر شیخ محی الدین غفر اللہ لہما تاجر کتب بازار کشمیری و مالک مطبع احمدی لاہور صانہ اللہ تعالیٰ عن شرور الدنیا و آثار یوم الدین

در مطبع احمدی واقع لاہور مطبوع گردید

کامل تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان

از تالیف لطیف مجدد دین خاتم المفسرین علامہ علماء العالمین محمد مقبول بارگاہ صمدانی نواب عالیجاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمان القرآن بلطائف البیان

تفسیر ترجمان باہتمام شیخ احمد پسر شیخ محی الدین تاجر کتب بازار کشمیری واقع
مطبع احمدی لاہور صانہا اللہ تعالیٰ عن شرور الدنیا و آفاتہا الی یوم الدین -

در مطبع احمدی واقع لاہور مطبوع گردید

خاکسار کی دکان پر ہر ایک قسم و ہر ایک علم کی کتاب باجزا قیمت بر دستیاب ہو سکتی ہے المشتہر شیخ احمد پسر شیخ محی الدین مرحوم تاجر کتب بازار کشمیری لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین والصلوۃ والسلام علی عبدہ
ورسولہ محمد سید المرسلین وخاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعہم باحسان اجمعین التابعین اتصفین
امابعد ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے رب معبود کو پہچانے اُس کی صفتوں کو جانے اُسکے حکم معلوم کرے اُسکی مرضی نامرضی سمجھ بوجھ لے
کیونکہ بغیر اسکے بندگی نہیں ہوتی اور جو بندگی بجا نہ لائے وہ بندہ نہیں گندہ ہے اسکی پہچان بتانے سے آتی ہے آدمی محض
نادان پیدا ہوتا ہے سب چیز سکھانے سے سیکھتا ہے بتلانے سے جان لیتا ہے سو بتلانے والے کتنی ہی تقریریں کریں پر اُس
برابر نہیں ہو سکتی جو اللہ پاک نے آپ بتائی ہے وہ ہدایت جو اسکی کلام میں ہے ہرگز کسی دوسرے کی کلام میں نہیں ہو سکتی
ہے لیکن اسکا کلام عربی زبان میں ہے ہندوستانی کو اسکا سمجھنا محال تھا اسلئے پہلے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فارسی
ترجمہ کلام اللہ کا لکھا فتح الرحمن نام رکھا پھر اُنکے فرزند بزرگوار شاہ عبدالقادر نے اردو میں ترجمہ لکھ گئے موضح القرآن نام
رکھ گئے اس ترجمہ ہندی سے ہندوستانیوں کو بڑا نفع ہوا جس طرح ترجمہ فارسی سے اہل علم نے فائدہ اُٹھایا قرآن شریف
کی تفسیریں دنیا میں بے گنتی ہیں تیرہ سو تفسیر کا پتا کتاب اکسیر میں دیا گیا ہے یہ وہ تفسیریں عربی میں بہت فارسی میں تھوڑی
دو چار اردو میں ایک دو مگر اس لیے مدت سے ایک جماعت اہل دین کی مجھ سے یہ بات کہہ رہی تھی کہ تم اُردو زبان میں ایک
ایسی تفسیر لکھو جو نہ بہت لمبی چوڑی ہو نہ مختصر بلکہ متوسط و وسط ہو قرآن پاک کا مطلب سمجھاوے کم علموں کو ہدایت
کا رستہ بتاوے مجھ کو اتنی فرصت کہاں تھی کہ میں اس کام کا ارادہ کرتا لیکن جب تقاضا زیادہ ہوا تو چار ناچار غرہ رمضان

سنہ [illegible] ہجری روز دوشنبہ سے مین لکھنا اس تفسیر کا شروع کیا موضح القرآن کو اُس کے مؤلف نے سنہ [illegible] ہجری مین لکھا تھا جس کو
تین برس کم سو برس ہوئے وہ ترجمہ تھا اب یہ تفسیر ہے اس کو شہر رمضان مین اس لیے شروع کیا کہ سب سے پہلے نزول قرآن پاک کا
آسمان دنیا سے بیت العزت پر اسی مبارک مہینہ مین ہوا تھا کما قال تعالیٰ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ اس تفسیر
مین ترجمہ تینون کا مع فوائد کے موضح القرآن سے لیا ہے باقی مطالب تفسیر حافظ ابن کثیر تفسیر قاضی محمد بن علی شوکانی تفسیر
فتح البیان سے لیکر لکھے ہین عبارت موضح القرآن کو مطابق روزمرہ حال کے کر لیا ہے بالکل موافق اصل کے نہین رکھا
اس لیے کہ تین کم سو برس کی مدت مین بعض محاورے اُردو زبان کے بدل گئے ہین اس تفسیر سے یہ غرض ہے کہ عامہ اہل اسلام
اپنی بولی مین اللہ کا کلام سمجھ لین قرآن شریف کا مطلب بوجھ لین اسی سبب سے جو باتین علمی تھین جنکو عام لوگ نہین سمجھ
سکتے ہین جیسے مسئلے علم صرف نحو معانی بیان قرارت وغیرہا کے وہ اس تفسیر مین نہین لکھے فقط مقصود کتاب اللہ پر اکتفار
کیا گیا جو تفسیر قرآن شریف کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین یا لغت عرب سے ثابت
ہوئی ہے وہی اس تفسیر مین لکھی گئی ہے کیونکہ جیسا مطلب اللہ کے کلام پاک کا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و اہل قرون ثلثہ
مشہود لہا بالخیر سمجھتے تھے ویسا مطلب ہر کوئی عالم بیان نہین کر سکتا ہے علاوہ اس کے قرآن کے معنی اپنی رائے
یا غیر کی رائے سے بیان کرنا یا علم معقول کا اس مین ملانا بڑا گناہ ہے تہر دوسے کی تفسیر تو وہی ہے جو سلف سے نقل ہو کر
ہم تک پہونچی ہے سیاست ہے یہ بات لازم ہے کہ جس طرح اول اپنے بچون کو قرآن پڑھاتے ہین اسی طرح اس بات کا بھی
اہتمام رکھین کہ جو بچہ حرف شناس ہو کر اردو زبان پڑھنے سمجھنے لگے اسکو اول موضح القرآن کا سبق دین تاکہ وہ قرآن
شریف کے لفظی معنے سمجھ لے پھر اسکو یہ تفسیر پڑھا دین اس مین یہ فائدہ ہوگا کہ سب سے پہلے اللہ کی کتاب کا مطلب اس کے
جی مین بیٹھ جاویگا جب قرآن پاک پڑھ لیا اور اُسکا مطلب سمجھ لیا تو پھر چھ کتابین حدیث کی پڑھاوے ان کتابون
کا ترجمہ بھی اردو زبان مین ہو گیا ہے پھر جسکو فقط معلوم کرنا احکام دین کا مقصود ہو تو اُس کو اتنا علم واسطے عمل کے
کافی ہے اور جو کسی کو اللہ ہمت بلند نہمت ارجمند بخشے اور وہ سارے علم درسی پڑھ کر عالم ہو جاوے تو اُس کے لیے تفسیرین
عربی زبان کی صحاح و سنن کی کتابین موجود ہین وہ انکو پڑھے پڑھاوے درجہ عالی حاصل کرے قرآن شریف مین
فرمایا ہے کیا پڑھے اَن پڑھے برابر ہو سکتے ہین یعنے نہین ہو سکتے جن کو علم ملا ہے اُن کے بڑے بڑے رتبے ہین اللہ
سے وہی لوگ ڈرتے ہین جو عالم ہونے مین جنت انہین کو ملیگی جو اللہ سے ڈرتے رہتے ہین اللہ کو بغیر علم کے کوئی نہین
پہچان سکتا علم بھی تین چیز ہین ایک اللہ کا کلام دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تیسرے فرائض کا علم
اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ سب فضول ہے آیا تو کیا نہ آیا تو کیا دین دنیا کی درستی کو یہی علوم قرآن و حدیث و فرائض
کفایت کرتے ہین جب ایسا ذخیرہ عمل ہوا تو پھر آخرت درست ہو گئی اب کچھ بھی باقی نہین رہا کہ اُس کے لیے آدمی بے فائدہ
کوئی محنت اٹھاوے اب آدمی جس نے مثلاً قرآن شریف مع ترجمہ و تفسیر پڑھ لیا ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

حاصل کر لیا ہے انشاء اللہ تعالی مصداق اس آیت شریف کا ہوجاویگا وَاٰتَیۡنٰہُ فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً ؕ وَ اِنَّہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ
لَمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ سارا دارمدار دین اسلام کا دو امر پر ہے ایک اخلاص دوسرا صواب اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ خالص اسکو
پوجے کسی چیز کو اسکی عبادت میں کسی اچھے برے حال میں کسی طرح پر بھی شریک نکرے اسی کو اپنا معبود بکہے اسی کو
اپنا رب جانے تمام ہوئی توحید الوہیت و ربوبیت کی صواب کے یہ معنے ہیں کہ عمل مطابق صحیح حدیث ظاہر سنت کے
کرے بدعت ورائے کی ہوا بھی لگنے نہ دے جب یہ دونوں باتیں کسی مسلمان میں جمع ہوجاتی ہیں تو وہ شخص مومن کامل ہوجاتا
ہے ورنہ اُسکے ایمان میں نقصان ہے کیونکہ اخلاص نہ ہوا تو ضرور ہی کوئی نہ کوئی کہلا چہپا شرک اُس سے صادر ہوگا
یا اُسکے عقیدہ میں موجود ہوگا صواب نہ ہوا تو عمل میں بدعت آگہسے گی ہر بدعت گمراہی ہوتی ہے اب یہ شخص شرک و
بدعت میں پہنسکر بالکل ستیاناس ہوگیا پہلے ناس تہا اب ہیمہ ہوکر ستیاناس بنا لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بہرحال اس تفسیر
کو اُردو زبان میں بہت سہل و آسان کرکے لکہا گیا ہے اسکا نام تاریخی **ترجمان القرآن بلطائف البیان**
رکہا ہو اللہ تعالی اس خدمت کو اپنے فضل وکرم سے ویسا ہی خالصًا لوجہ اللہ قبول فرماوے جس طرح اُن دونوں
ترجمہ فارسی وہندی کو ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالی سے قبول فرماکر ایک عالم کو اُن سے فیضیاب رشد وہدایت کیا ہے
جس طرح ہمارا سلسلہ سند کتاب وسنت کا اُن بزرگوں تک پہونچتا ہے اسی طرح سلسلۂ قبولیت اس خدمت کا بھی اُن دونوں
ترجموں سے جا ملے اللہ کے احسان وانعام سے یہ بات کچھ دور نہیں ہے اللہ پاک پہلے مجہکو پہر میرے اہل واولاد کو پہر
ساری مومن مرد وعورتوں کو توفیق اتباع کتاب وسنت کی روزی کرے اللہم آمین مقدمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ یعنے اتاری ہم نے تجہپر کتاب جو بیان کرتی ہے ہر چیز کو اور فرمایا مَا فَرَّطۡنَا
فِی الۡکِتٰبِ مِنۡ شَیۡءٍ یعنے نہیں چہوڑی ہمنے کتاب میں کوئی چیز حدیث میں آیا ہے سَتَكُونُ فِتَنٌ قِيلَ وَمَا الْمَخْرَجُ
مِنْهَا قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ اس کو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے
یعنے عنقریب کچھ فتنے ہونے والے ہیں کسی نے کہا اُن سے نکاسی کیونکر ہوگی فرمایا اللہ کی کتاب موجود ہے اُس میں
اگلی پچہلی خبر حال کا حکم ہے ابن مسعود کہتے ہیں جو کوئی علم سیکہنا چاہے وہ قرآن کو حاصل کرے اس میں اولین
وآخرین کی خبر ہے اس اثر کو سعید بن منصور نے روایت کیا ہے بیہقی نے کہا مراد علم سے اس جگہ اصول علم ہیں حسن
بصری نے کہا ہے اللہ نے ایک سو چار کتابیں اتاری سب کتابوں کا سارا علم ان چار کتابوں میں رکہا توریت
انجیل زبور فرقان پہر پہلی تین کتابوں کا سارا علم فرقان میں رکہا فرقان کا سارا علم مفصل میں رکہا پہر سارا
علم مفصل کا فاتحۃ الکتاب کو سونپا جس نے تفسیر سورۂ فاتحہ کی معلوم کرلی اُس نے گویا سب علم منزلہ کتب کا حاصل
کرلیا اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے امام شافعی فرماتے ہیں جو کچھ ائمہ دین کہتے ہیں وہ سب شرح ہے سنت کی یعنے
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری سنت شرح ہے قرآن کریم کی بعض سلف نے کہا ہے میں نے کوئی حدیث

نہین سُنی مگر اُس کے لیے ایک آیت کتاب اللہ کی ڈھونڈھ نکالی سعید بن جبیر نے کہا ہو نہین پہونچی مجھکو کوئی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ٹھیک ٹھیک مگر مین نے اُسکا مصداق کتاب اللہ مین پایا اس اثر کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے یہی ابن مسعودؓ کا قول ہو کہ اس قرآن مین ہر علم اتارا گیا ہے ہمکو ہر چیز کا تمیز بخشا ہے لیکن ہمارا علم دریافت سے بیان قرآن کے قاصر ہوا اَخْرَجَهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ اَبِي حَاتِمٍ ابوہریرہ مرفوعًا کہتے ہین اللہ تعالی اگر کسی چیز کو چھوڑتا تو ذرہ وخردلہ و بعوضہ کو چھوڑ دیتا اَخْرَجَهُ اَبُو الشَّيْخِ شافعی نے کہا ہو جو حکم نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے وہ سب قرآن سے سمجھا ہے حدیث عائشہ مین مرفوعًا آیا ہے مین حلال نہین کرتا کسی چیز کو مگر جو اللہ نے اپنی کتاب مین حلال کی ہے رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ یہی شافعی کا قول ہے کہ دین مین کسی شخص پر کوئی حادثہ نہین ہوتا مگر اللہ کی کتاب مین ایک رستہ ہدایت کا اُس حادثے مین موجود ہوتا ہے بعض احکام جنکا ثابت ہونا سنت سے ابتداءً معلوم ہوتا ہے درحقیقت وہ بھی کتاب اللہ ہی سے ماخوذ ہین اسلیے کہ اللہ کی کتاب نے اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمپر واجب کیا ہے حضرت کی بات پر چلنا ہمپر فرض ٹھیرایا ہے ایک بار شافعی نے مکہ معظمہ مین یہ بات کہی تھی کہ اے لوگو تم جو چاہو مجھ سے پوچھو مین ہر بات کا جواب قرآن سے دونگا کسی نے کہا بھلا بتاؤ محرم کو زنبور کا قتل کرنا جائز ہے یا نہین اُنہون نے کہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ قَالَ اللّٰهُ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا پھر اپنی سند سے یہ حدیث حذیفہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ پھر ایک دوسری حدیث بسند خود ذکر کی جس کا مضمون یہ تھا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے محرم کو حکم قتل کرنے زنبور کا دیا ہے بخاری نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ اُنہون نے یہ حدیث پڑھی لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ اَلْحَدِيْث ایک عورت نے اس مین گفتگو کی اُنہون نے کہا بھلا جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہو اور وہ بات قرآن مین بھی موجود ہو مین اُسپر کس طرح لعنت نکرون اُس نے کہا مین نے تو سارا قرآن جو درمیان ان دونون لوحون کے ہے پڑھا مگر جو تم کہتے ہو وہ اس مین کہین نہین پایا اُنہون نے کہا اگر تو قرآن پڑھتی تو ضرور پالیتی کیا تو نے یہ آیت نہین پڑھی ہے وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اُس نے کہا ہان پڑھی ہے کہا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کامون سے منع فرمایا ہے ابن برجان کہتے ہین جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہے وہ یا تو خود قرآن مین موجود ہے یا قرآن مین اُسکی اصل ہے قریب ہو یا بعید جس نے سمجھا اُس نے سمجھا جو اندھا رہا وہ اندھا رہا اسی طرح ہر حکم و ہر فیصلہ آپ کا قرآن مین موجود ہے حدیث عائشہ مین آیا ہے كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ مقصد یہ کہ پیغمبر تو قرآن پر چلین امت نہ چلے بعض علما نے کہا ہے ایسی کوئی چیز نہین ہے جس کا نکالنا قرآن سے ممکن نہ ہو لیکن اس شخص کو جسے اللہ نے سمجھ دی ہے یہانتک کہ بعض اہل علم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ سال کی اس آیت سورہ منافقین سے برآمد کی ہے وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا اس طرح پر کہ یہ آیت سر ہے تریسٹھ سورت کا اور اسکے پیچھے تغابن ہے جس سے حضرت کے مفقود ہونے پر افسوس ظاہر ہوتا ہے

مربی نے کہا ہے قرآن شریف نے ساری علوم اولین و آخرین جمع کر لیے ہین سوائے متکلم کے کوئی احاطہ ان علوم کا بطور
حقیقت کے نہین کر سکتا ہے یا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سو وہ بھی اس علم کو نہین جانتے جس کے ساتھ اللہ پاک متفرد
خاص ہے پھر بعد آپکے سب سے زیادہ سادات صحابہ جانتے تھے ان مین جو اعلام تھے جیسے خلفائے اربعہ و ابن مسعود و
ابن عباس وہ زیادہ اعلم تھے ابن عباس نے کہا ہے کہ اگر ایک رسی اونٹ کے پاؤن باندہنے کی کہو جاوے تو مین اُس کو
کتاب اللہ مین پالونگا پھر وہ علم صحابہ سے تابعین کے ارث مین آیا پھر ہمتین گھٹ گئین عزیمتین سست پڑ گئین امنگ
جاتی رہی اہل علم کم ہو گئے جو بوجھ ان علوم کا صحابہ و تابعین نے اٹھایا تہا وہ اُن سے نہ اُٹھ سکا انہون نے علم
کو نوع نوع کر ڈالا ہر گروہ ایک فن خاص کے ساتہ قائم ہوا کسی[1] نے ضبط لغات تحریر کلمات معرفت مخارج حروف
شناخت عدد کلمات و آیات و سور و اجزاء و انصاف و ارباع و عدد سجدات و تعلیم اعشار آیات و حصر کلمات
متشابہ و آیات متماثلہ کی طرف توجہ کی نہ معانی سے کچھ سروکار رکہا نہ مطالب کی تدبیر سے کچھ واسطہ ان لوگون کو
قرار کہتے ہین کسی نے[2] یہ کیا کہ اسماء و افعال و حروف عاملہ و غیر عاملہ و معرب و مبنی سے بحث کی اسماء و توابع اسماء
مین خوب دل کہولکر کلام کیا اقسام افعال لازم و متعدی و رسوم خط کلمات و جملہ متعلقات ان امور کو وسعت سے
بیان کیا پھر کسی نے[3] ان مین مشکل پر اعراب لگایا کسی نے ہر ایک کلمہ کو معرب کر دکہایا مفسرین[4] الفاظ پر جہک پڑے
دیکہا کوئی لفظ ایک معنی پر دال ہے کوئی لفظ دو معنے پر کوئی دو سے بھی زیادہ پر پہلے لفظ کو اُس کے حکم پر رکہا
خفی کے معنے ظاہر کیے احد المحتملات کی ترجیح مین گہسے یعنی جس کے دو یا زیادہ معنے تھے ان مین ایک کو راجح دوسرے
کو مرجوح بتلانے لگے ہر ایک نے اپنے فکر سے کام لیا جدہر نظر گئی اُسکے موافق کہا اہل اصول[5] و کلام اٹھے انہون نے
بیان ادلہ عقلیہ شواہد اصلیہ و نظریہ کا ذمہ لیا جیسے یہ آیت شریف لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا اس آیت
سے اللہ کی وحدانیت و وجود و بقا و قدم و قدرت و علم و تنزیہ پر بہت سے دلائل برآمد کیے بہت سی حجتین قائم کین
اس علم کا نام اصول دین ٹہیرا ایک گروہ[6] نے معانی خطاب مین تامل کیا کسی کو مقتضی عموم کسی کو مقتضی خصوص پایا اس سے
احکام حقیقت و مجاز لغات کے نکالے تخصیص و اضمار و نص و ظاہر و مجمل و محکم و متشابہ و امر و نہی و نسخ وغیرہ مین گفتگو
کی انواع قیاسات و استصحاب حال و استقراء اتباع کو حل کیا اس فن کا نام اصول فقہ ہوا ایک دوسرے گروہ[7] نے اپنی نظر صحیح
فکر صادق سے کام لیا حلال و حرام و سائر احکام مین غور کیا احکام کے اصول و فروع بنائے قول مفصل و مبسوط لکہا
اس کا نام علم فروع و فقہ ٹہیرا کسی گروہ[8] نے یہ کیا کہ ساری قصص قرون سابقہ و امم خالیہ کو چہان ڈالا اخبار کو نقل
آثار کو مدون وقائع کو ضبط کیا مبدء دنیا اول اشیاء کا ذکر نکالا یہ فن موسوم بعلم تاریخ و قصص ہوا دوسرے
لوگ اٹھے انہون نے جتنے حکم و امثال و مواعظ تھے جن سے دل ہل جاوین پہاڑ پھٹ پڑین انکو جمع کیا وعد وعید تحذیر
تبشیر ذکر موت و معاد و حشر و نشر و حساب کتاب عقاب ثواب جنت و نار کو نکالا مواعظ کے فصول زواجر کے اصول

مقرر کیے یہ لوگ وعاظ و خطبا کہلائے ایک اور قوم اوٹھی وہ ذکی تھی اُس نے اصول تعبیر خواب کو نکالا قصہ یوسف علیہ السلام
مین ذکر بقرات سمان کا آیا ہے دو قیدیون نے خواب دیکھا تھا چاند سورج تارون نے سجدہ کیا تھا اُنھون نے اس
قسم کی آیات سے اس فن کو نکالا تعبیر اسکا نام رکھا ہر خواب کی تفسیر کتاب سے جو برآمد کی جہان کہین قرآن سے حل نہ ہوا
سنت سے نکالی کیونکہ سنت شارح کتاب ہے پھر اگر سنت سے بھی مدد نہ لگی تو حکم و امثال سے اخذ کی پھر عوام کی بول چال
و عرف و عادات و اصطلاح پر نظر ڈالی اُس سے کچھ نکالا ایک قوم وہ آئی جس نے آیت میراث سے حساب سہام و ارباب
سہام کا سمجھا اس علم کا نام علم فرائض رکھا نصف ثلث ربع سدس خمس ثمن مقرر کیے حساب فرائض کا مسائل
عول کی درست کیے احکام وصایا نکالے دوسری جماعت کھڑی ہوئی اُس نے یہ کام کیا کہ جس قدر آیات دلیل
تھے اللہ کی حکمت روشن پر جن مین ذکر رات دن چاند سورج منازل قمر نجوم و بروج وغیرہ کا تھا اُنکو فراہم کر کے
علم مواقیت بنایا شعرا و کتاب آئے اُنھون نے ساری توجہ اپنی طرف جزالت لفظ ابداع نظم حسن سیاق و مبادی
و مقاطع و مخالص و تلوین خطاب و اطناب و ایجاز کلام کے صرف کردی معانی و بیان و بدیع کا استنباط کیا ارباب
اشارات و اصحاب حقیقت نے اپنی نگاہ علیحدہ دوڑائی اُنپر جو الفاظ و معانی و دقائق کتاب کے کھلے اُنھون
نے اُسکو اعلام ٹھیرا کر اصطلاحات فنا و بقا و حضور و خوف و ہیبت و انس و وحشت و قبض و بسط و نحوہا کو
قائم کیا ف یہ بیان ان فنون کا ہے جنکو ملت اسلامیہ نے قرآن پاک سے لیا ہے ان فنون کے سوا اور علوم
بھی ہین جنپر فرقان عظیم مستوعی و مشتمل ہے جیسے علم طب ہیئت ہندسہ جدل جبر و مقابلہ نجامت وغیر ذلک طب کا
دار و مدار حفظ نظام صحت و استحکام قوت وغیرہ پر ہے یہ امور اعتدال مزاج سے بتفاعل کیفیات متضادہ حاصل
ہوتے ہین سو ایک آیت کتاب کی ان سب کو جامع ہے کما قال تعالی وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا پھر یہ بات سمجھنا
چاہیے کہ اعادہ صحت کا بعد اختلال کے حدوث شفاء بدن کا بعد اعتلال کے کس چیز سے ہوتا ہے سو یہ بات
اس آیت شریف سے معلوم ہوئی شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ پھر طب اجساد پر طب قلوب کا اور
ٹہنا دیا فرمایا وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ ہیئت اُن آیتون کی لپیٹ مین بیان کی گئی ہے جن مین ملکوت سماوات
و ارض کا بیان مخلوقات کے پھیلانیکا عالم علوی و سفلی مین ذکر ہے ہندسہ جیسے یہ آیت کریمہ اِنْطَلِقُوْا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ
شُعَبٍ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ اس مین قاعدہ ہندسیہ موجود ہے کہ شکل مثلث کے لیے سایہ نہین ہوتا جدل
کے براہین مقدمات و نتائج و قول بموجب معارضہ وغیرہ اشیاء کثیرہ بہت آیات کتاب اسکی حاوی ہین اس باب
مین مناظرہ ابراہیم علیہ السلام اصل عظیم اساس قدیم ہے جبر و مقابلہ کی یہ صورت ہے کہ اوائل سورہ مین ذکر مدد
اعوام و ایام تواریخ امم سابقہ کا آیا ہے اس مین بقائی ملت اسلامیہ تاریخ مدت دنیا بھی کہ کتنی گذری کتنی باقی ہے موجود
ہے بعض کو بعض مین ضرب کرنے سے یہ سارے حالات معلوم ہوسکتے ہین نجامت اس قول مین ہے اَوْ اَثَارَةٍ مِّنْ

عَلِمَهُ ابن عباس نے اس کی تفسیر اسی کے ساتھ کی ہے بعض نے کہا ہے مراد اس سے اسناد علم حدیث ہے اس آیت کو اگر دونو
علم کی دلیل اصیل ٹھیراوین تو کوئی مانع نہین ہے قرآن پاک سے حکم اتباع سنت ورد تقلید کا تو جا بجا سے نکلتا ہے
اس آیت شریف سے سلسلہ اسناد کا علم ہونا بھی ثابت ہوا وللہ الحمد ف قرآن پاک مین جس طرح اصول جملہ علوم و فنون
کے موجود ہین اسیطرح اصول صنائع و اسماء آلات کے بھی جنکی ضرورت ہوا کرتی ہے مذکور ہین منجملہ صنائع کے خیاطت
ہے یعنے درزی کا کام اسپر یہ آیت دلیل ہے وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ اس آیت سے کام کفش دوزی کا بھی سمجھا جاتا ہے
جوتے گانٹھنے کو عربی مین خصف کہتے ہین حدادت یعنی آہنگری کا کام اسکا ذکر اس آیت مین ہے آتُونِي زُبَرَ
الْحَدِيدِ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ بنا یعنے معماری کا کام اسکا ذکر بہت آیتون مین ہے قال اللہ تعالی وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا
بِأَيْدٍ نجارت یعنی درودگری کا ذکر اس آیت مین ہے أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ غزل یعنے سوت کاتنے کا ذکر اس آیت
مین ہے نَقَضَتْ غَزْلَهَا نسج یعنے جولاہے کا کام اسکا ذکر اس آیت مین ہے كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا فلاحت
یعنے کھیتی باڑیکا کام اسکا ذکر اس آیت مین ہے أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ اس کے سوا اور آیات مین بھی یہ ذکر آیا ہے
صید یعنے شکار کھیلنا اسکا ذکر کئی آیتون مین آیا ہے غوص یعنے غوطہ مارنا اسکا ذکر اس آیت مین ہے كُلَّ بَنَّاءٍ
وَغَوَّاصٍ وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً صیاغت یعنے سناری کا کام اسکا ذکر اس آیت مین ہے وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ
بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا زجاجت یعنی شیشہ آلات کا کام اسکا ذکر اس آیت مین ہے صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ
الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ فخارت یعنی خشت پزی کا کام اسکا ذکر اس آیت مین ہے فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى
الطِّينِ ملاحت یعنی ملاحی و تیراکی کا کام اسکا ذکر اس آیت مین ہے أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ کتابت
یعنے لکھنے کا کام اسکا ذکر اس آیت مین ہے عَلَّمَ بِالْقَلَمِ اس کے سوا اور آیتون مین بھی یہ ذکر آیا ہے خبز و طحن یعنے
نان پزی کا کام اسکا ذکر اس آیت مین ہے أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا طبخ یعنے باورچی گری کا کام اسکا ذکر اس
آیت مین ہے فَجَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ غسل و قصارت یعنی گاذری کا کام اسکا ذکر اس آیت مین آیا ہے وَثِيَابَكَ
فَطَهِّرْ - قَالَ الْحَوَارِيُّونَ یہ حواری دھوبی تھے جزارت یعنی قصابی کا کام اسکا ذکر اس آیت مین ہے إِلَّا مَا
ذَكَّيْتُمْ بیع و شرا یعنے سوداگری کا کام اسکا ذکر بہت آیتون مین آیا ہے صبغ یعنے رنگریزی کا کام اسکا ذکر
اس آیت مین ہے صِبْغَةَ اللَّهِ وَبِيضٌ وَحُمْرٌ حجارت یعنی سنگتراشی کا کام اسکا ذکر اس آیت مین ہے وَتَنْحِتُونَ
مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا کیالت و وزن یعنی وزن کشی کا کام اسکا ذکر بہت آیتون مین آیا ہے رمی یعنے تیر
اندازی کا فن اسکا ذکر اس آیت مین ہے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ - وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ
قُوَّةٍ قوت کی تفسیر حدیث شریف مین گو تیر اندازی آئی ہے مگر لفظ عام ہے ہر طرح کے فن سپاہ گری کو
بھی شامل ہے جیسے بندوق چلانا غلیلہ مارنا توپ چھوڑنا اس مین سب ہی داخل ہوگی وہ جو ہیسکی ہی

طرح اسما آلات وضروب ماکولات ومشروبات ومنکوحات وجمیع وقائع کائنات جو قرآن عظیم مین مذکور ہین اس آیت کے معنی کو ثابت کرتے ہین مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ تمام ہوا کلام مرسی کا مع زیادات قَالَهُ السَّیُوْطِیُّ اس کلام مین ذکر کفش دوزی وعلم اسناد حدیث کا کلام سیوطی پر بھی بڑہا دیا گیا ہے اسی طرح کریمہ وَاَجْلِبْ عَلَیْهِمْ بِخَیْلِكَ وَرَجِلِكَ سے فن انتظام واقسام لشکر ثابت ہوتا ہے اور کریمہ وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ مین ساری صنائع جدید داخل ہین جو قیامت تک دنیا مین حادث ہون غرضکہ جب کوئی شخص قرآن شریف مین جتنا زیادہ غور کرتا ہے تو اُتنا ہی اس بات کو جان لیتا ہے کہ اللہ پاک کی کتاب پاک ہر شے پر مشتمل ہے خواہ بطریق دلالت نص یا بطور اشارت نص کے ہے انواع علوم سو کوئی باب ومسئلہ کسی علم کا ایسا نہین ہے جسکی کچھ اصل وبنیاد قرآن شریف مین نہ ہو ضرور ہی قرآن مین کوئی نہ کوئی دلالت اس باب یا مسئلے پر ہوتی ہے اگر ہمنے اُس کو نہ پایا تو یہ ہماری علم وفہم کا قصور ہے نہ کتاب اللہ کا فتور **ف** قرآن مجید مین علم عجائب مخلوقات کا علم ملکوت ارض وسموات کا علم اس چیز کا جو اُفق اعلیٰ اور تحت الثریٰ مین ہے علم بدء خلق کا نام مشاہیر انبیاء ورسل وملائکہ کے عیون اخبار امم سابقہ کے موجود ہین جس طرح قصہ آدم کے نکلنے کا مع ابلیس کے جنت سے قصہ تسمیہ اولاد کا عبد الحارث قصہ رفع ادریس کا آسمان پر قصہ غرق قوم نوح کا قصہ عاد اولیٰ وثانیہ کا قصہ تبع کا قصہ یونس کا قصہ اصحاب کہف کا قصہ اصحاب الرس کا قصہ ثمود وناقہ کا قصہ قوم لوط وقوم شعیب کا اور دو بار مرسل ہونا اُنکا قصہ موسیٰ کی ولادت کا پھر دریا مین پھینکدینے کا پھر قتل قبطی کا پھر مدین کو جانے کا پھر تزوج دختر شعیب کا پھر تکلم باری تعالیٰ کا جانب طور مین پھر آنے کا پاس فرعون کے پھر نکلنے کا مصر سے پھر فرعون کے ڈوبنے کا پھر گوسالہ کے پوجنے کا پھر قوم پر صاعقہ گرنے کا ذکر قتیل بنی اسرائیل وذبح بقرہ کا قصہ قتل جبارین کا قصہ مصاحبت خضر کا قصہ قوم کے جانیکا سرنگ کی راہ سے چین کو قصہ طالوت وداؤد کا ساتھ جالوت کے قصہ سلیمان کا ساتھ بلقیس ملکہ سبا کے قصہ اُس قوم کا جو ڈر سے طاعون کے بھاگی تھی اللہ نے اُنکو مار کر پھر جلایا قصہ ابراہیم کا اور مجادلہ اُنکا ساتھ اپنی قوم کے اور مناظرہ ساتھ نمرود مردود کے قصہ چھوڑ آنے ہاجرہ واسمٰعیل کا مکہ معظمہ مین قصہ بنای کعبہ کا قصہ ذبیح کا قصہ یوسف علیہ السلام کا یہ قصہ بہت بسط سے مذکور ہے اس مین مذمت عشق وفسق کی مدح تقویٰ وطہارت کی ہے قصہ مریم کا اور ولادت عیسیٰ اور اُنکے ارسال ورفع کا آسمان پر قصہ زکریا کا قصہ یحییٰ کا قصہ ایوب کا قصہ ذا الکفل کا قصہ ذا القرنین کا اور جانا اُنکا مطلع ومغرب شمس تک اور بنانا سد یاجوج وماجوج کا قصہ اصحاب کہف کا قصہ اصحاب رقیم کا قصہ بخت نصر کا قصہ ان دو شخصون کا جن مین ایک صاحب باغ تھا قصہ اصحاب جنت کا قصہ مومن آل یٰسین کا قصہ اصحاب فیل کا قصہ جبار کا جسنے ارادہ صعود کا آسمان پر کیا تھا پھر ہر ایک قصے کے نیچے اس قدر مواعظ وحکم ہین جنکی تفصیل کے لیے ایک دفتر کافی نہین ہوسکتا ہے **ف** قرآن شریف مین اعتنا رہا ذکر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم بہی فرمایا گیا ہے آپ کا مبعوث ہونا ہجرت کرنا دعوت ابراہیم بشارت عیسی علیہما السلام ہونا ذکر کیا ہے منجملہ غزوات کی ذکر غزوہ بدر کا سورۂ انفال مین ذکر غزوۂ احد کا سورۂ آل عمران مین غزوۂ خندق کا احزاب مین نضیر کا سورۂ حشر مین حدیبیہ کا سورۂ فتح مین تبوک کا سورۂ برارۃ مین حجۃ الوداع کا مائدہ مین یہ قصہ نکاح زینب بنت جحش کا تحریم سریہ تظاہر ازواج قصہ افک عائشہ صدیقہ قصۂ شب معراج کا قصہ انشقاق قمر کا قصہ سحر یہود کا مفصلاً یا مجملاً جیسا جس جگہہ مناسب و ضرور تہا نازل کیا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر وحیات وبات جیت کی قسم کہائی ہے لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ وَقِيْلِهٖ يَا رَبِّ سارے کتب سیر اسلام گویا انہین حالات وواقعات ومقالات کی شرح ہین ف انسان کا حال بدء الخلق سے موت تک مع کیفیت موت وقبض روح کے ذکر کیا ہے یہہ بیان کیا ہے کہ بعد عود روح کے طرف آسمان کے کیا ہوتا ہے مؤمنین کے لیے فتح باب کرتے ہین اور کفار کو اوپر سے نیچے گرا دیتے ہین عذاب قبر سوال قبر مقر ارواح اشراط ساعت کبرے کا الگ ذکر ہے یہ دس علامتین ہین نزول عیسے خروج دجال ظہور یاجوج ماجوج سیر دابۃ الارض دخان رفع قرآن طلوع شمس از مغرب بند ہونا دروازہ توبہ کا ہونا خسف کا احوال بعث جیسے نفخ صور واسطے فزع وصعق کے دوسرا نفخ واسطے بعث وحشر ونشر کے احوال موقف کا شدت حرارت آفتاب کی سایہ عرش کا صراط میزان حوض حساب ایک قوم کا بے حساب ہونا دوسری قوم کا معذب ہونا گواہی عضا کی دینا کتاب داہنے یا بائین ہاتہ مین یا پس پشت سے ذکر شفاعت مع جنت کا اور جو کچہ جنت مین ہوگا جیسے ابواب ہشتگانہ انہار اشجار ثمار زیور ظروف درجات رؤیت الٰہی ذکر نار کا اور جو کچہ نار مین ہے انواع اودیہ عقاب واقسام عذاب سے جیسے زقوم وحمیم وغسلین وغیر ذلک ان سب کا حال اگر بطریق بسط لکہا جاوے تو کئی مجلد مین آوے جس قدر کتب معتمدہ ائمہ اسلام نے ان سب ابواب مین لکہے ہین وہ سب کتب گویا تفسیر ہین قرآن کی بابت ان امور کے جنکو انہون نے سنت صحیحہ وآثار قویہ سے صراحۃً یا اشارۃً اجمالاً یا تفصیلاً سمجہا بوجہا ہے ف قرآن شریف مین اسم پاک کے سارے اسماء حسنے موجود مین جس طرح حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اللہ تعالی کے ننانوے (۹۹) نام ہین جو کوئی انکو یاد کر لیگا وہ بہشت مین جاویگا سوا ان اسماء حسنے کے دیگر اسماء وصفات قریب ہزار کے آئے ہین اسی طرح بہت سے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مین مذکور ہین کچہ اوپر ستر شعب ایمان کا بہی ذکر ہے شرائع اسلام تین سو پندرہ آئے ہین انواع کبائر کا ذکر الگ کیا ہے اقسام صغائر جدا بتائے گئے ہین ہر حدیث نبوی کی تصدیق علیحدہ فرمائی گئی ہے سو جب سارا علم حدیث مع ساری سنت مطہرہ کے شرح وتفسیر قرآن پاک ٹہیرا تو سمجہو کہ فہم قرآن کا موقوف ہوا علم سنت پر پس جسکو علم حدیث نہین ہے وہ عالم قرآن بہی نہین ہے اسیطرح جب کوئی عامل بالسنۃ نہین ہے وہ عامل بالقرآن بہی نہین ہوسکتا ہے گو زبانی دعوے

فہم یا عمل بالکتاب کا کیون نہ کری جس طرح کہ اہل رای وغیرہ اصحاب بدع کیا کرتے ہین تِلْكَ اَمَانِیُّهُمْ ہنوز دلی دور
ست غرضکہ قول مجمل بیان مین فضائل کتاب اللہ کے یہ ہے جو اس جگہہ بطور نمونہ ذکر کیا گیا جس علم و فن قرآنی کو دیکھو
خواہ صریح ہو یا بطور ایما عجب دلکشی کہتا ہے ؎ مخدرات سراپردہ ہای قرآنی * چہ دلبرند کہ دل مے برند پنہانی *
قرآن و حدیث کی لذت وہی شخص پا سکتا ہے جسکو ہمراہ علم نافع کے توفیق عمل صالح اخلاص دل کی بہی حاصل
ہوئی ہے ورنہ اکثر اہل زمانہ کی وہی مثل ہے ع کہ نکتہ دان نشود کرم گر کتاب خورد * انواع علوم قرآن مین
بہت لوگون نے کتابین تصنیف و تالیف کی ہین کسی نے اسباب نزول مین کسینے معرب و مبہمات مین
کسینے مواطن نزول مین سب سے زیادہ جامع کتاب اتقان سیوطی رح ہے اُن کا احسان ساری امت کی گردن
پر ثابت ہی پہر کتاب الاکلیل مین اُنہون نے مختصر طور پر بہت اچھے اچھے استنباط اہل علم کے بعض آیات
کتاب اللہ سے ذکر کیے ہین جنکے دیکہنے سمجہنے سے مرد فہمیدہ عالم سنجیدہ کے دل مین قدر کتاب اللہ کی
بڑہتی ہے غزالی رح سے نقل کیا ہے کہ آیات احکام عدد مین پانسو آیت ہین بعض نے کہا کہ ایک سو پچاس آیت
ہین شاید مراد ان صاحبون کی یہ ہوگی کہ صرائح احکام اسیقدر آیات مین ہین ورنہ آیات قصص و امثال
وغیرہ سے بہت احکام نکل سکتے ہین انتہے حافظ ابن الوزیر نے لکہا ہے کہ وہ آیات احکام جنکا حفظ
رکہنا مجتہد مطلق کو ضرور ہے ایک سو تینتیس آیت ہین بس بس مینے ان آیات کی تفسیر عربی مین لکہی
ہے اُسکا نام نیل المرام ہے شیخ عز الدین بن عبد السلام نے کتاب الامام مین لکہا ہے کہ اللہ نے قرآن
شریف مین امثال ذکر کیے ہین مطلب اُن سے تذکیر و وعظ ہے اس لیے کہ بعض ان میں مشتمل مین بیان تفاوت
مراتب ثواب و حبط عمل یا مدح و ذم افعال پر سو یہ سب امثال دلیل ہین احکام پر پہر یہ کہا ہے کہ معظم آیات
قرآن احکام سے خالی نہین ہین ابواب حسنہ اخلاق جمیلہ پر مشتمل مین کسی آیت سے کوئی حکم صراحۃً نکلتا ہے
کسی آیت سے بطور استنباط حاصل ہوتا ہے خواہ دوسری آیت سے ملا کر نکالا جاوے یا بغیر ملانے کے
جیسے استنباط تحریم استمنا کا اس آیت سے اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ الی قولہ فَمَنِ ابْتَغٰى
وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ اور صحیح ہونا انکحہ کفار کا اس قول سے وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ
اور صحیح ہونا صوم جنب کا اس قول سے فَالْاٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ الی قولہ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ یہ سب مثالین ہین استنباط
کی بلا ملانے کے رہا ملا کر نکالنا سو اُس کی مثال یہ ہے جیسے استنباط چہ مہینے کے حمل کا اس قول سے
وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا مع قولہ وَفِصَالُهٗ فِیْ عَامَيْنِ پہر کبہی یہ استدلال احکام پر کسی صیغہ سے ہوتا
ہے کبہی اخبار سے جیسے اُحِلَّ لَكُمْ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ کبہی اس خیر و شر نفع و ضرر سے جو عاجل یا
آجل مین مرتب ہوتا ہے پہر اُس کے انواع ہین جیسے ترغیب ترہیب عباد تقریب الی الافہام سو جو کام

ایسا ہو کہ اُسکو شارع نے معظم رکھا ہو یا اُسکی مدح کی یا اُسکے فاعل کو ممدوح کہا یا اُسکو یا اُسکے فاعل کو محبوب ٹہرایا یا اُس سے یا اُسکے فاعل سے رضامندی
ظاہر کی یا اُس کو موصوف باستقامت یا برکت یا طیب فرمایا یا اُس کی یا اسکے فاعل کی قسم کھائی جیسے قسم
شفع و وتر و خیل مجاہدین و نفس لوامہ کی یا اُسکو سبب اپنے ذکر و محبت یا ثواب عاجل یا آجل یا شکر یا ہدایت یا مغفرت
گناہ یا تکفیر سیئات یا قبول یا نصرت فاعل یا بشارت کا ٹہرایا یا اُسکی آمر معروف کہا یا اُسکے فاعل سے نفی حزن
وخوف فرمائی یا اُس کو وعدہ امن کا دیا یا اُس کو سبب اپنی ولایت و قرب کا کہا یا صفت مدح سے اُس کو
یاد کیا جیسے حیات یا نور یا شفا یا رحمت سو یہ سارے اقسام دلیل ہیں اُنکی مشروعیت پر خواہ وہ واجب ہوں
یا مندوب اور جس کام کا ترک کرنا مطلوب شارع ہوا یا اُس کے فاعل کو مذموم کہا ہے یا اُسپر عتاب کیا ہے یا اُسکو
کو دشمن کہا ہے یا اُسپر لعنت کی ہے یا اُس سے نفی محبت کی فرمائی ہے یا اُس کے فاعل کو مشابہ بہائم یا مشابہ
شیاطین ٹہرایا ہے یا مانع ہدایت یا قبول کا بتایا ہے یا اُسکا وصف ساتھ کراہت و برائی کے کیا ہے یا اُس
کو سبب نفی صلاح و فلاح یا عذاب عاجل یا آجل کا قرار دیا ہے یا اُسکو ساتھ ذم و لوم یا ضلالت یا معصیت
یا وصف خبث یا رجس یا نجس یا فسق یا اثم یا سبب اثم یا لعن یا غضب یا زوال نعمت یا حدوث نقمت کی
یاد کیا ہے یا اُس کو کوئی حد منجملہ حدود کے یا قسوۃ یا خزی یا ارتہان نفس یا عداوت خدا یا محاربہ یا استہزا
یا سخریہ یا سبب نسیان فاعل بتایا ہے یا اپنے نفس کا وصف بابت صبر یا حلم یا صفح یا عفو کرنے کے
کیا ہے یا اُس سے توبہ کرنے کی طرف بلایا ہے یا اُسکے فاعل کو متصف بحقارت یا ذلت کیا ہے یا اُس
کو طرف عمل شیطان کے منسوب فرمایا ہے یا تزیین ابلیس یا ولائے ابلیس کہا ہے یا وصف اُسکا کسی صفت
ذم سے کیا ہے جیسے ظلم یا بغی یا عدوان یا مرض یا بیزار ہونا انبیاء کا اس کام سے یا اُس کے فاعل سے یا شاکی
ہونا اُن کا طرف اللہ کے ذکر کیا ہے یا اُس پر حزن کرنے سے نہی کی ہے یا اُس کے فاعل کو خائب خاسر کہا
ہے یا اُسپر حرمان جنت کو مرتب کیا ہے یا اُس کے فاعل کو عدو اللہ یا اللہ کو اُسکا عدو ٹہرایا ہے یا فاعل
کو محارب خدا و رسول یا حامل اثم غیر کہا ہے یا اُس کو بلفظ لَا یَنْبَغِی لَا یَکُوْنُ یاد کیا ہے یا لَیْسَ مِنَ اللّٰہِ
فِیْ شَیْءٍ یا لَیْسَ مِنَ الرَّسُوْلِ وَاَصْحَابِہٖ فرمایا ہے یا اُسکو سبب ایقاع عداوت و بغض کا بین المسلمین یا
موجب عدم فلاح کا ٹہرایا ہے یا اُس کے حق میں فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ یا قَاتَلَہُ اللّٰہُ و نحوہا ذکر کیا ہے یا یہ
کہا ہے کہ اللہ اُس کے فاعل سے دن قیامت کے بات نہ کریگا نہ اُس کے طرف دیکھیگا نہ اُسکے عمل کو درست
کریگا یا اُس کے کید کو چلنے نہ دیگا یا اُسپر کوئی شیطان گماشتہ ہے یا وہ کام سبب زیغ قلب کا ہے سو
یہ کل انواع دلیل ہیں منع فعل و عمل مذکور پر اور یہ دلالت اُنکی تحریم پر دلالت سے مجرد کراہت پر ظاہر
ہے رہی اباحت سو لفظ احلال نفی جناح نفی حرج و اثم و مواخذے سے یا اذن سے یا عفو سے یا منت

رکھنے سے یا سکوت کرنے سے بیان تحریم کے یا کسی شے کے حرام ہونے پر انکار کرنے سے یا اس کہنے سے خَلَقَ
او جَعَلَ یا فعل مِنْ قَبْلِنَا کو بغیر انکار کرنے سے ثابت ہوتی ہے پھر خواہ یہ دلالت ان الفاظ کی مشروعیت اشیا پر
وجوباً ہو یا استحباباً واللہ اعلم ف اللہ تعالی نے دنیا مین اپنے رسول بھیجے وہ اُسکی طرف سے خوشخبری لائے ڈر بھی لائے
یہ بات اس لیے ہوئی کہ پھر لوگون کو کوئی حجت اللہ تعالی پر باقی نہ رہے سب کے بعد ہمارے نبی اُمّی عربی مطلبی
مکی مدنی کو بھیجا جب سے وہ آئے سارے جن و انس کے لیے قیامت تک رسول ٹھیرے اللہ نے فرمایا ہے فَاٰمِنُوْا
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ یعنے ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے اَنْ پڑھے نبی پر دوسری جگہہ فرمایا ہے اِنِّيْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا مین بھیجا ہوا ہون اللہ کا تم سب کی طرف تیسری جگہہ فرمایا ہے لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ یعنے
تاکہ ڈراؤن مین تم کو اس قرآن سے اور جسکو وہ پہونچے سو جس کسی کو یہ قرآن پہونچ گیا ہے عرب ہو یا عجم کالا ہو
یا گورا انس ہو یا جن اُسکے لیے یہ کتاب نذیر ہے یعنے ڈرانیوالی چوتھی جگہہ فرمایا ہے وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ
الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ یعنے جو کوئی گروہ اس قرآن کو نہ مانیگا اُس کے لیے جہنم وعدہ ہے معلوم ہوا کہ
کافر قرآن کا منکر فرقان کا کوئی ہو کہین ہو دوزخ مین جاویگا قرآن کا انکار ایک تو یون ہوتا ہے کہ سرے
ہی سے اُسکو اللہ کا کلام ہی نہ سمجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر خاتم الانبیاء اعتقاد نہ کرے جس طرح
عقیدہ یہود و نصاری وغیرہما کا ہے دوسری شکل یہ ہے کہ پیغمبر کو مانے مگر کلام اللہ کو مخلوق جانے یہ بھی
کفر ہے جس طرح عقیدہ معتزلہ کا ہے تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن و پیغمبر دونون پر ایمان لائے مگر بعض حکم
قرآن کے نہ مانے جس طرح بعض لوگون نے کہا ہے کہ ہم حرمت سود کی تقسیم فرائض کی صحت طلاق کی نہین مانتے
یہ بھی کفر صریح ہے چوتھی صورت یہ ہے کہ قرآن کا اقرار کرے مگر قرآن پر کسی امام یا عالم یا مجتہد کی بات کو غالب
رکھے یہ بھی درحقیقت قرآن کا انکار ہے مقلد مذاہب یہی کام کیا کرتے ہین اسیطرح سنت صحیحہ پر کسی کے
قول یا رائے یا قیاس یا اجتہاد کو مقدم کرنا گویا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر ہونا ہے جب یہ کام
دیدہ دانستہ کیا جاتا ہے تو ایمان باقی نہین رہتا پانچوین جگہہ کہا ہے فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا
الْحَدِيْثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ چھوڑ دے تو مجھکو اور اُس شخص کو جو اِس قرآن کو جھٹلاتا
ہے مین اُنکو درجہ بدرجہ اتارون گا اس طرح کہ وہ نہ جانین گے حدیث مین آیا ہے مین بھیجا گیا ہون طرف
ہر لال و کالے کے مجاہد نے کہا ہے مراد انس و جن ہین غرضکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ثقلین ہین جو کچھ
اللہ تعالی نے اس قرآن مین اُنکو وحی کی ہے وہ اُس کو اللہ کیطرف سے ساری انس و جن کو پہونچانیوالے
ہین اللہ نے فرمایا ہے اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا
كَثِيْرًا یہ کیون نہین غور کرتے ہین قرآن مین اگر وہ سوائے اللہ کے کسی اور کے پاس سے آتا تو اس مین بڑا اختلاف

ف عموم البعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

باتے دوسری جگہہ فرمایا ہے كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ یعنی یہ قرآن ایک
مبارک کتاب ہی جس کو ہمنے تجہ پر اتارا تاکہ یہ لوگ اُس مین غور کرین اور عقلمند ہوشیار ہوجاوین تیسری جگہہ کہا ہے أَفَلَا
يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا یہ کیون نہین سوچتے قرآن کو یا اُنکے دلون پر قفل لگے ہوئے ہین
معلوم ہوا کہ قرآن کا اتارنا نرے پڑہنے ہی کے لیے نہین ہے بلکہ اسلیے ہی کہ پڑہ کر اُسکا مطلب سمجہین اُس مطلب
پر چلین نجات ہمکو پڑہنے ہی پر ہوئی پر وجب ہے پڑہے پر اس دلیل سے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ
الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ یعنی اللہ نے جن لوگون کو یہ کتاب دی ہے اُن سے اس بات
کا عہد لیا ہے کہ وہ اس کتاب کا مطلب لوگون کو کہولکر سنادین کچہ نہ چہپاوین اسی لیے عالمون نے قرآن کی تفسیرین
لکھی ہین اپنا ذمہ بری کیا ہے اب کوئی اُنکی بات سُنو یا نہ سُنو وہ تو اپنے حق سے ادا ہوگئے پہر جن لوگون نے
اس عہد کو توڑے دامون پر بیچ دیا اللہ نے اُن کا کچہ بھی حصہ آخرت مین نہ رکہا بلکہ قیامت کے دن اُن سے بات
بہی نہ کریگا نہ اُنکی طرف آنکہہ اُٹہا کر دیکہے گا نہ اُنکو اُنکے گناہ سے پاک کریگا اُن کے لیے تو دکہہ کی مار ہوگی جس
طرح فرمایا ہے إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَ
لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اس آیت مین مذمت ہی اُن کتاب
والون کی جو ہم سے پہلے تہے کہ اُنہون نے اللہ کی کتاب کو جو اُنپر اُتری تہی چہوڑ دیا دنیا کے جمع کرنے پر جہک
پڑے کتاب کی تو پیروی نہ کی کچہ اور ہی دہندے مین لگ گئے رہے اُن پڑہے اُن پر غور کرنا قرآن مین اس
دلیل سے وجب ہی کہ اللہ نے فرمایا ہے أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ
الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ
فَاسِقُونَ ٥ یعنی کیا ابہی وقت واسطے ایمان والون کے نہین آیا ہے کہ اُنکے دل اللہ کی یاد کے لیے اور جو حق
بات اتری ہے اُس کے لیے عاجزی کرین دب جاوین یہ اُن لوگون کی طرح نہ ہون جو اُن سے پہلے تہے کہ جب
اُن پر مدت دراز ہوئی تو اُنکے دل سخت پڑ گئے اُن مین اکثر یہی فاسق لوگ ہوئے مراد اللہ کے ذکر اور حق سے
یہی اللہ کی کتاب ہے جس نے اس کتاب کو پڑہا اُس نے اللہ کو یاد کیا جس نے اس کو سمجہا اُس نے حق مانا جو کوئی
اُسکو پڑہتے پڑہتے سمجہتے سمجہتے تہک کر بیٹہہ رہا گہبرا گیا کہ کہانتک اسکو پڑہا کرون کب تک اس پر چلون
تو سمجہو کہ اُسکا دل سخت ہوگیا ہے وہ بیحکم بن گیا ہے ورنہ یہ قرآن ایسی چیز ہے کہ ایمان والا جتنا اس کو
پڑہے گا اُتنا ہی اُسکا ایمان قوی ہوتا رہے گا اُس کے عمل کو قبولیت حاصل ہوگی اس آیت کے بعد یہ فرمایا ہی
اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ٥ معلوم ہوا کہ جس طرح
زمین مر کر جی اُٹہتی ہے اسی طرح جو دل گناہ کرتے کرتے سخت ہوجاتے ہین وہ ایمان و ہدایت کے ملنے سے ملائم

وزم پڑ جاتے ہیں سو کوئی ایمان وہدایت اس قرآن پاک کے بیان سے بہتر نہیں ہے اسی کو ہر مسلمان پڑہتا رہے اسی کو ہر مومن سمجھتا رہے اس کتاب میں جتنا کوئی شخص غور کریگا اُتنے ہی علم و رحمت و برکت کے دروازے اُس پر کہلتے رہینگے جتنا کوئی آدمی اس کتاب سے دور بہاگے گا اُتنا ہی اُسکا دل سخت و سیاہ ہوتا جاویگا ایمان و ہدایت سے دور جا پڑیگا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

ف قرآن کی تفسیر یون ہوتی ہے کہ پہلے قرآن کو قرآن ہی سے بیان کرے اس لیے کہ جو بات ایک جگہہ قرآن پاک مین مجمل آئی ہے وہ دوسری جگہہ تفصیل سے بیان کی گئی ہے اسی طرح جو تفسیر قرآن حمید کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکی ہے وہ ہر چیز پر مقدم ہے بلکہ وہی تفسیر ساری امت پر حجت ہے اُس کے خلاف ہرگز کہنا یا کرنا نہ چاہیے اسی کی پیروی سب پر واجب ہے، امام شافعی نے کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا ہے وہ قرآن سے سمجہ کر دیا ہے اللہ نے فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ ہمنے اتاری تجہ پر کتاب سچ تا کہ حکم دے تو لوگون کو اُس بات کا جو اللہ نے تجہ کو دکہائی ہے یعنی موافق قرآن کے سمجہ بوجہکر حکم دے خیانت والون کا حامی مت بن دوسری جگہہ فرمایا وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ یعنے نہین اُتاری ہمنے تجہ پر کتاب مگر اس لیے کہ کہولکر سناوے تو اُنکو وہ چیز جس مین وہ اختلاف کرتے ہین یہ کتاب ہدایت و رحمت ہے واسطے ایماندار قوم کے معلوم ہوا کہ آپس کے اختلاف اس قرآن سے دور ہو جاتے ہین جب دو آدمیون مین بابت کسی عقیدہ و حکم کے جہگڑا ہو تو چاہیے کہ قرآن سے اُسکا فیصلہ کر لین جو لوگ اس قرآن کو ہدایت و رحمت نہین جانتے ہین اُنکا ایمان درست نہین ہے تیسری جگہہ کہا ہے وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ہمنے اتارا تجہ پر ایک ذکر کہ کہے تو لوگون سے جو اُنپر اتارا گیا ہے شاید وہ کچہ سوچ بچار کرین معلوم ہوا کہ قرآن پاک دو کامون کے لیے آیا ہے ایک ذکر کے لیے جسکو تلاوت و تذکیر و وعظ کہتے ہین دوسرے واسطے فکر کرنیکے کہ خوب غور کرکے اُس کا مطلب مدعا سمجہ لین پہر اُس کے موافق عمل کرین یہ بات نہین ہے کہ نرے ذکر ہی کے لیے اُتارا گیا ہو فکر سے کچہ واسطہ نرکہتا ہو بلکہ ذکر و فکر دونون مطلوب شرع ہین حدیث مین آیا ہے اَلَا اِنِّيْ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ یعنے مجہ کو قرآن دیا گیا ہے قرآن کے ساتہ وہ چیز بہی دی گئی ہے جو مثل اُس کے ہے یعنی حجت ہونے مین مراد مثل سے سنت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہے حافظ ابن کثیر نے کہا ہے سنت کا نزول بہی وحی سے ہوا ہے جیسے نزول قرآن کا اتنی بات ہے کہ سنت کی تلاوت مثل تلاوت قرآن کے نہین ہوتی ہے شافعی وغیرہ اماموں نے اس بات پر بہت سی دلیلین ذکر کی ہین یہ جگہہ اُنکے لکہنے کی نہین ہے غرض یہ ہے کہ

قرآن کی تفسیر اگر قرآن مین نہ ملے تو پہر سنت مطہرہ مین ڈہونڈہے جس طرح معاذ نے وقت روانگی یمن کے کہا تہا
کہ مین حکم موافق قرآن کے کرونگا اگر قرآن مین نہ ملیگا تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق حکم دونگا اگر سنت
مین بہی نہ ملیگا تو اجتہاد کرونگا آپنے اُنکے سینے پر ہاتہہ مار کر فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے رسول رسول
اللہ کو توفیق موافق مرضی رسول اللہ کے دی اس حدیث کی سند جید ہے سو جب تفسیر قرآن کی قرآن وحدیث سے
ہاتہہ نہ لگے تو پہر صحابہ کے اقوال سے لینا چاہیے اسلیے کہ اُنہون نے احوال وقرائن اُس وقت کے دیکہہ بہالے
ہین وقت نزول قرآن کے وہ حاضر وموجود ہوتے تہے فہم تام علم صحیح عمل صالح رکہتے تہے یہ بات بہت
بعید ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر بیان کرین اور اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکو سنا نہ ہو یہ بہی اگر مانا
جاوے کہ اُنہون نے نہین سنا تو بہی وہ اُن عرب مین ہین جو لغت عرب کے تل تل سے واقف تہے بال کی
کہال نکالتے تہے خصوصًا جو اُن مین بڑے عالم تہے جیسے چارون خلیفے اور ابن مسعود اور ابن عباس
ابن مسعودؓ نے کہا ہے قسم ہے خدا کی نہین اتری کوئی آیت کتاب اللہ کی مگر مجہے معلوم ہے کہ کس کے حق مین
اُتری ہے اور کہان اتری ہے اگر مین جانون کہ کوئی مجہ سے زیادہ قرآن جانتا ہے تو مین ضرور اُس کے
پاس پہونچون پہر کہا جو کوئی ہم مین سے دس آیتین قرآن پاک کی سیکہہ لیتا تہا جبتک کہ وہ اُس کے معنے
پہچان نہ لیتا اور اُسپر عمل نہ کر لیتا تب تک آگے نہ بڑہتا یہ مضمون کئی روایتون مین آیا ہے ابن عباسؓ
کو تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا دی تہی کہ اے اللہ انکو دین کی سمجہ دے قرآن کے معنے سکہادے
ابن مسعودؓ نے کہا ہے ترجمان قرآن ہین ابن مسعودؓ کا انتقال ۳۲ھ ہجری مین ہوا ابن عباس اُنکے بعد ۳۶
برس تک جیے اس مدت مین کیا کچہ علم اُنکو حاصل نہ ہوا ہوگا ہان جو بات ان دونون صاحبون نے اہل
کتاب سے حکایت کی ہے وہ لائق استشہاد کے ہوسکتی ہے نہ لائق اعتضاد کے کیونکہ یہ باتین تین قسم
پر ہین اول ایک وہ بات ہے جسکی صحت ہم کو معلوم ہے سو وہ بات صحیح ہے دوسری وہ بات ہے جسکا کذب ہمپر
معلوم ہے مخالف ہے ہمارے ملت کے تیسری وہ بات ہے جس سے ہمارا دین ساکت ہے سو ہم اُسپر نہ ایمان لائیں
نہ اُسکو جہوٹ بتائین گو اُس کی حکایت کرنا جائز ہو مگر غالبًا اس قسم کی بات ذکر کرنے سے بہی کچہ فائدہ دین کا
حاصل نہین ہوتا ہے مثلًا نام اصحاب کہف کے کیا تہے کتے کا رنگ کیا تہا انکی گنتی کیا ہے عصا موسیٰ
علیہ السلام کا کس درخت کی لکڑی کا تہا ان پرندون کے کیا نام تہے جنکو اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کے لیے
زندہ کر دیا تہا وہ کونسا عضو گاؤ کا تہا جس سے قتیل بنی اسرائیل کو مارا تہا جس درخت کے پاس اللہ نے موسی
علیہ السلام سے بات چیت کی تہی وہ کونسا درخت تہا ان چیزون کو اللہ پاک نے قرآن شریف مین مبہم رکہا ہے
انکی تعیین مین نہ کوئی دین کا فائدہ ہے نہ دنیا کا نفع ہان نقل کرنا خلاف کا کچہ منع نہین ہے اسلیے کہ اللہ نے

بہی نقل خلاف کا فرمایا ہی سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ
سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا
وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا اس آیت نے ہم کو اس جگہہ پر ایک ادب سکھایا یا تعلیم لائق فرمائی یعنے اللہ نے تین
قول نقل کیے ہین دو قول کو ضعیف ٹہیرایا ہے تیسرے قول سی سکوت کیا ہے معلوم ہوا کہ شاید یہی قول صحیح ہو اگر
باطل ہوتا تو ان دونون کیطرح اس قول کو بہی رد فرماتا پہر یہ فرمایا کہ اُنکی گنتی پر مطلع ہونے مین کچہ فائدہ نہین ہے
اللہ ہی کو معلوم ہے یا جسکو اللہ نے آگاہ کر دیا ہے پہر کہا تو اپنی جان کو ایسے کام کے پیچہے جس مین کچہ فائدہ نہین
ہے مشقت مین مت ڈال نہ اُن سی کچہ اس گنتی کی پوچہہ پاچہہ کر کیونکہ سوای گپ لگانے ٹڑبارنے کے اُنکو کچہ خاک
بہی معلوم نہین ہے وہ جو کچہ کہتے ہین رجمًا بالغیب کہتے ہین غرضکہ یہ قاعدہ حکایت خلاف کا بہت اچہا قاعدہ ہی
اقوال کو جمع کرکے قول صحیح بتا دی باطل امر کا بطلان جتا دی جس طرح تفسیر فتح القدیر تفسیر فتح البیان وغیرہما مین
کیا گیا ہے ف جب تفسیر قرآن شریف کی قرآن پاک یا سنت صحیحہ یا قول صحابی مین نہ ملے تو اکثر علما کا یہ قول ہے کہ
تابعین کے قول کو لیوی مگر جس شخص کو علم نہین ہوتا ہے وہ عبارات تابعین کو مخالف یکدیگر سمجہ کر چند قول مختلف
ٹہیرا دیتا ہے حالانکہ یہ بات یون نہین ہے اسلیے کہ کوئی شخص ان مین کا لازم شے سے تفسیر کرتا ہے کوی
نظیر شے سے کوئی بعینہ کسی چیز پر نص کرتا ہے سو ان سب اقسام کے غالبًا ایک ہی معنی ہوتے ہین اکثر جگہون
مین عقلمند آدمی اُسکو معلوم کر سکتا ہے دوسری جماعت اہل علم نے یہ کہا ہے کہ جبکہ اقوال تابعین کے فروع
مین حجت نہین ہین تو تفسیر مین کیونکر حجت ہو سکتے ہین حافظ ابن کثیر نے کہا یہ بات ٹہیک ہے لیکن جبکہ
یہ سب کے سب کسی بات پر اجماع کر لینگے تو پہر اُس کے حجت ہونے مین کیا حجت ہے اُس مین کچہ بہی شک نہ ہوگا
اگر اختلاف کرینگے تو پہر بعض کا قول نہ بعض دیگر پر حجت ہوگا نہ مَن بعد پر بلکہ اُس وقت لغت قرآن یا سنت
مطہرہ یا اقوال صحابہ یا عموم لغت عرب کی طرف رجوع کرینگے پہر کہا کہ تفسیر کرنا قرآن کا نری رای سی
حرام ہے حدیث ابن عباس مین مرفوعًا آیا ہے جس نے کہا کچہ قرآن مین اپنی رای یعنے عقل و قیاس سے یا جو
بات وہ نہین جانتا تہا تو وہ شخص اپنی جگہہ آتش دوزخ مین مقرر کرلے اسکو ترمذی نے حسن کہا ہی نسائی و
ابوداؤد نے بہی روایت کیا ہے بلکہ دوسری روایت مین یون آیا ہے کہ جس نے کہا کچہ قرآن مین اپنی رای
سے اور ٹہیک کہا تو بہی وہ شخص چوک گیا اُس نے خطا کی معلوم ہوا کہ جب قرآن کی تفسیر کرے تو حتے
الامکان اوّلًا قرآن پاک ہی سے کرے پہر سنت مطہرہ سے پہر قول صحابی سے پہر اجماع تابعین سے
پہر لغت عرب سے یہ پانچ مرتبے ہوئے اپنی طرف سی ہرگز کوئی بات نہ کہو اگرچہ اچہی ہی کیون نہ ہو رای سے
تفسیر کرنے والے کو جہنمی فرمایا ہے حدیث فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ واسطے نیچریہ کے ایک بڑی بشارت

ہی جنہون نے ساری قرآن کی تفسیر اپنی راے یا تدبیر سے گڑہی ہے جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سا شخص یہ بات کہے کہ اگر مین
بے جانے بوجھے کچھ کتاب اللہ مین کہونگا تو کون سی زمین مجھے اُٹھاےگی کونسا آسمان مجھ پر سایہ کریگا تو پھر کسی اور شخص
کی کیا ہستی ہے جو قرآن کے معنے اپنے دل سے بناے کسی نے عمر بن خطاب سے منبر پر پوچھا تھا کہ فَاكِهَةً وَّاَبًّا کے کیا معنے
ہین ذرا سوچکر کہا کہ اے عمر یہ تو تکلف ہے یعنے ہر گز جی سے معنے نہ کہنا مطلب یہ کہ کیفیت لفظ ابّ کا علم کہو لنا
چاہیے ورنہ یہ بات تو کہلی ہوئی تہی کہ ابّ ایک گہاس ہے جسکو ہندی مین دوب کہتے ہین اسیطرح ایک شخص
نے ابن عباس سے پوچہا کہ ہزار برس کا دن کیسا ہوگا کہا تمہین بتاؤ کہ پچاس ہزار برس کا دن کیسا ہوگا اُس
نے کہا مین تم سے پوچہتا ہون فرمایا اللہ نے ان دونون دنون کا ذکر اپنی کتاب مین فرمایا ہے اللہ ہی جانے
مطلب یہ ہے کہ اپنی طرف سے بے جانے بوجھے قرآن شریف کے معنے بتانے کو مکروہ جانا ناپسند کہا حاصل
یہ ہوا کہ سلف تفسیر قرآن مین بہت احتیاط کرتے تہے سخت ڈرتے تہے **ف** فضائل قرآن شریف کے
بہت حدیثون مین آے ہین قرآن خوان اگرچہ ہے کہ وہ سارا اجر اُس کو ملے تو یہ بات بغیر اس کے نہین
ہوسکتی ہے کہ اول ساری معنے قرآن شریف کے سمجھ لے اسلیے کہ نتیجہ قرآن پڑہنے کا یہی ہے پھر جو شخص معنے
سمجھ لیگا تو قرآن پر عمل بہی کریگا کیونکہ بے سمجھے معنے کے عمل نہین ہوسکتا ہے بڑی شرم کی بات ہے کہ سارا
قرآن تو حفظ ہو نوک زبان پر ہو طوطے کیطرح رات دن اُس کو رٹے مگر معنے اُس کے معلوم نہ ہون نہ حرام
کی خبر ہو نہ حلال کی نہ محکم کی پہچان ہو نہ متشابہ کی نہ مجمل کی شناخت ہو نہ مفصل کی نہ ترغیب کو جانے نہ ترہیب
کو پہچانے فقط عبارت کا پڑہنا لفظون کا منہ سے نکالنا آتا ہو سو جو شخص نرے لفظ قرآن کے یاد کرلیتا
ہے مگر معنے نہین سمجھتا وہ بے شبہ اس اجر گران ثواب نمایان سے محروم ہے جو حدیثون مین آیا ہے گو مجرد
تلاوت یا قرارت کے کسی قدر اجر سے محروم نہ رہے مگر عالم کا اجر بے شبہ نرے قاری سے دوچند سہ چند بلکہ
ہفت صد چند بلکہ اس عدد سے بہی زیادہ بقدر قلت و وسعت عمل و علم کے ہوتا ہے ع بقدر بحر باشد
وسعت آغوش ساحلہا ۔ عثمان نے کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم مین بہتر وہ شخص ہے جسنے
قرآن شریف سیکہا سکہایا اس کو بخاری نے روایت کیا ہے عائشہ کا لفظ مرفوع یہ ہے جو شخص قرآن
کا ماہر ہے وہ ہمراہ فرشتون کے ہوگا وہ فرشتے جو کہ بزرگ و نیک و کاتب اعمال و احوال ہین اور جو شخص
قرآن کو اٹک اٹک کر پڑہتا ہے اور یہ پڑہنا اُس پر مشکل ہے تو اُس کو دوہرا اجر ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے
معلوم ہوا کہ نرا پڑہنا قرآن شریف کا بے فہم معنے کے بہی خالی اجر سے نہین ہے بلکہ جسکی زبان نہین
چلتی اُس کو بہ نسبت صاف پڑہنے والے کے دوگنا ثواب و اجر ملیگا حدیث عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مین مرفوعًا
آیا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کے سبب سے بعض قومون کو بڑہاتا ہے بعض کو گہٹاتا ہے رواہ مسلم بڑہاتا انکو

ہے جو اُس کے معنے سمجھ کر جہانتک بنتا ہے اُسپر عمل کرتے ہین گھٹا تا اُنکو ہے جو اُسپر نہین چلتے کچھ پروا اُس کے حلال و
حرام کی نہین کرتے اَبو امامہ کا لفظ یون ہے تم قرآن پڑہا کرو یہ دن قیامت کے اپنے یارون کا شفیع ہوگا رَوَاہُ
مُسْلِمٌ قرآن کے یار وہی لوگ ہین جو قرآن کو پڑہتے پڑہاتے ہین سیکہتے سکہاتے رواج دیتے رہتے ہین
رات دن اسی کام کاج مین بسر کرتے ہین جان و مال سے قرآن کے پہیلانے مین کوشش بجا لاتے ہین ابن عباس
نے مرفوعاً کہا ہے جس کسی شخص کے اندر کچھ قرآن نہین ہے وہ اُجاڑ گہر کی طرح ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن
صحیح کہا ہے اَبو سعیدؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالی کہتا ہے جس شخص کو قران نے
میرے ذکر و سوال سے باز رکہا مین اُسکو سوال کرنیوالون سے بہی زیادہ دونگا فضیلت اللہ کی کلام کی سب
کلامون پر ویسی ہے جیسے فضیلت اللہ کی ساری خلق پر ہے رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ ابن مسعودؓ کا لفظ
مرفوع یہ ہے جس نے ایک حرف اللہ کی کتاب کا پڑہا اُسکو ایک نیکی ملی ہر نیکی دس گنے ہوتی ہے مین یہ نہین کہتا
ہون کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے میم ایک حرف ہے اسکو ترمذی نے صحیح
کہا ہے دارمی نے بہی روایت کیا ہے حدیث علیؓ مین مرفوعاً آیا ہے کہ جس نے قرآن کو حفظ کیا پہر اُسکے حلال
کو حلال اُسکے حرام کو حرام جانا تو اللہ اُسکو بہشت مین داخل کرے گا وہ اپنے دس گہر والون کا شفیع ہوگا
ایسے گہر والے جنکے لیے دوزخ واجب ہو چکی ہوگی رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ ابو موسی مرفوعاً
کہتے ہین تم خبرداری کرو قرآن کی قسم ہے خدا کی جتنا جلد اونٹ اپنی پابند سے نہین نکلتا اس سے زیادہ
یہ قرآن نکل بہاگتا ہے مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ بہت دیکہا ہے کہ جبتک کوئی آدمی روزانہ تلاوت قرآن کرتا رہتا
ہے تلاوت مذکور کی خبرداری رکہتا ہے تبتک تو قرآن قابو مین رہتا ہے جہان سستی یا غفلت سے دو
چار دن تلاوت اُس کی چہوڑ دی پہر مہینون تک نوبت قرآن پڑہنے کی نہین آتی ہے اس لیے خبرداری
کا حکم فرمایا ہے حدیث مین امر کا صیغہ آیا ہے جس سے اس کام کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے ابن عمروؓ نے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین قرآن خوان سے کہینگے قرآن پڑہ اور چڑہ اچہی طرح پڑہ جس طرح
تو دنیا مین پڑہتا تہا تیری جگہ پچہلی آیت کے پاس ہے جسکو تو پڑہے گا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَھْلُ السُّنَنِ اِلَّا
ابْنَ مَاجَۃَ معلوم ہوا کہ جس شخص کو جتنا قرآن یاد ہوگا ایک سورت سے لیکر ایک پارے تک ایک پارے سے لیکر
آخر قرآن تک اُسکی ترقی مراتب جنت مین اُسی حد تک ہوگی اس حدیث مین بڑی بشارت ہے اُس شخص کے لیے
جس کو سارا قرآن حفظ ہے وہ جب قرآن شریف کو بسم اللہ سے لیکر سین والناس تک پڑہ جاویگا تو
برابر عدد آیات قرآن شریف کے ترقی درجات کر جاویگا حافظ ابن کثیر نے کہا ہے قرآن شریف مین چہہ
ہزار آیتین ہین پہر اس عدد سے زیادہ مین اہل علم نے اختلاف کیا ہے کسی نے کہا سب اسی قدر ہین کسی

نے کہا اس عدد پر دو سو چار آیتین زیادہ ہین کسی نے چودہ آیتین زیادہ بتائین کسی نے دو سو انیس جتائین کسی نے دو سو پچیس یا چھتیس کہہ سنائین کسی نے دو سو چھتیس زیادہ ٹھیرائین آیتین کلمے سو عطا بن یسار نے کہا ہے ستتر ہزار چار سو انتالیس کلمے ہین مجاہد نے کہا ہے تین لاکھ اکیس ہزار ایک سو اسی حرف ہین عطا بن یسار نے کہا ہے تین لاکھ تئیس ہزار پندرہ حرف ہین حجاج نے حافظون قاریون کو جمع کر کے کہا تھا بتاؤ قرآن شریف مین کتنے حرف ہین سب نے گن کر اس پر اتفاق کیا کہ تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حرف ہین پھر کہا نصف قرآن کس حرف تک ہی کہا حرف فا تک سورۂ کہف مین اس لفظ پر وَلْيَتَلَطَّفْ رہا ثلث اول و ثانی وغیرہ سو تفسیر ابن کثیر مین اسکا ذکر کیا ہے مگر سب مین اختلاف کا ہونا لکھا ہے بہرحال جب ہر حرف قرآن پر دس نیکیان ملتی ہین تو اب عدد حروف کو دس گنا کر کے حساب کرو کہ ایک ختم قرآن مین کتنی نیکیان ہاتھ آئین یہ محض اللہ کا فضل ہے ورنہ کسی بندے کی یہ طاقت کہان ہے کہ اتنی نیکیان تمام عمر مین بھی کر سکے دنیا مین کوئی مکان غالباً سات یا نو یا گیارہ منزل سے زیادہ نہین ہوتا ہے حافظ قرآن کو چھ ہزار چھ سو منزلہ مکان جنت مین عنایت ہوگا اس نعمت و دولت کا کیا ٹھکانا ہے اگر کسی کو کم ہمتی سے حفظ قرآن نصیب نہین ہوا ہے تو بقدر حروف قرآن کے ناظران ہی پڑھ کر ضرور ہی اجر لینا لازم ہے اگر اس اجر سے بھی محرومی ہوئی تو سمجھو کہ سخت بدنصیبی نے دامن پکڑا تین دن یا سات دن یا ایک ماہ مین اگر لگاتار قرآن ختم نہین ہو سکتا ہے تو بلا سے ایک دو رکوع ہی ہر روز پڑھ لیا کرے اُس کے ترجمے مین غور کرے اس سے اتنا تو ہوگا کہ قرآن خوانون مین گنا جاویگا اس کے لیے ہر دن مین قرآن کا پڑھنا لکھا جاویگا اتنے ہی حرفون کے عوض جتنا پڑھا ہے فی حرف دس نیکیان تو لے ہی مرے گا و باللہ التوفیق

سورۂ فاتحہ حدیث ابی ہریرہؓ مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الحمد للہ رب العالمین ام القرآن ام الکتاب سبع مثانی قرآن عظیم ہے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ اسکو فاتحہ اسلیے کہتے ہین کہ قرآن مین پہلے سب سے یہی سورت لکھی مین آئی ہے قرارت نماز بھی اسی سے شروع ہوتی ہے اسکو حمد بھی کہتے ہین صلوۃ بھی بولتے ہین حدیث صحیح قدسی مین آیا ہے قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ مراد صلوۃ سے اس جگہہ یہی سورت مبارک ہی اسلیے کہ یہ سورت شرط نماز ہے بے اس کے پڑھے نماز نہین ہوتی اسکا ایک نام شفا بھی ہے حدیث ابی سعید مین مرفوعاً نزدیک دارمی کے آیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب شفا ہی ہر زہر سے دوسری روایت مین اسکو رقیہ فرمایا ہے ایک شخص نے ایک سانپ کے کاٹے ہوئے پر اسکو پڑھا تھا فرمایا کہ تونے کیونکر جانا کہ یہ رقیہ ہے یعنے منتر زہر کا۔ ابن عباس اسکو اساس القرآن کہا کرتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اساس فاتحہ بتلاتے تھے یہ سورہ مکے مین اتری تھی کسی نے کہا دو بار اتری ہے ایک بار مکے مین ایک بار مدینے مین کسی نے کہا آدھی مکے

مین آدہی مدینے مین پہلی بات زیادہ ٹہیک ہے اکثر علمار کا یہی قول ہے اسی کو بغوی و بیضاوی نے صحیح ٹہیرایا
ہے سب سورتون کے نام اور سب سورتون اور آیتون کی ترتیب توقیفی ہے یعنی نقل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے موقوف ہی سورت قرآن مجید کے ایک ٹکڑی کو کہتے ہین کبہی کسی سورت کا ایک ہی نام ہوتا ہے کبہی کئی نام
جیسے سورۂ فاتحہ کے بہت نام ہین صحابہ نے مصاحف مین نام سورتون کے نہین لکھے تہی یہ ایجاد حجاج ز
کی ہے اس سورہ مین چبیس کلمے ایک سو تیرہ حرف ہین **ف** رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سعید بن
معلے سو فرمایا مین تجہ کو ایک بہت بڑی سورت قرآن کی سکہاؤنگا پہلے اس سے کہ تو مسجد سو باہر آوے پہر
سورہ فاتحہ بتائی کہا کہ یہی وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجہہ کو دیا گیا ہے اس کو بخاری و احمد و
ابو داؤد و نسائی نے روایت کیا ہے ابی بن کعب سے کہا تو چاہتا ہے کہ مین تجہ کو ایک ایسی سورہ سکہاؤن
جو نہ توریت و انجیل مین اتری ہے نہ زبور و فرقان مین پہر فرمایا کہ وہ سورت یہی سورہ فاتحہ ہے اس کو احمد
و نسائی نے روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح بتایا ہے حدیث عبد اللہ بن جابر مین نزدیک احمد کے بڑے خیر
والی سورت ٹہیرایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض سورتون کو بعض سورتون پر فضیلت حاصل ہے اکثر
علمانے یہی کہا ہے اگرچہ یون تو سارا ہی اللہ کا کلام فاضل ہے بلکہ نور علی نور ہے روایت ابی ہریرہ مین
مرفوعاً آیا ہے کہ جس نے ایسی نماز پڑہی جس مین فاتحہ نہ پڑہی تو وہ نماز ناقص ناتمام رہی کسی نے ابو ہریرہ سو
کہا بہلا ہم پیچہے امام کے ہوتے ہین کہا تو اپنے جی مین پڑہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے
فرماتے تہے اللہ عزوجل کہتا ہے تقسیم کیا مینے صلوٰۃ یعنے سورہ فاتحہ کو درمیان اپنے اور درمیان اپنے
بندے کے آدہون آدہ میرے بندے کو اسکا سوال ملتا ہی جب اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
اللہ نے فرمایا حمد کی میری میرے بندے نے جب کہا الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فرمایا ثنا کی مجہ پر میرے بندے نے جب کہا
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہا بزرگی بیان کی میری میرے بندے نے کبہی یون کہا کہ سونپ دیا مجہکو میرے بندے نے جب کہا اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ
فرمایا یہ ہے درمیان میرے اور میرے بندے کے بندی کے لیے ہے جو اس نے مانگا جب کہا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ الآیہ فرمایا یہ ہے واسطے میرے بندے کے بندی کو اسکا سوال ملا اسکو مسلم و نسائی نے روایت کیا
ہے ترمذی نے صحیح ٹہیرایا ہے نسائی کا لفظ یہ ہی کہ آدہی سورت میرے لیے ہے آدہی میرے بندے کے لیے
بندی کو اسکا سوال ملتا ہی ابو ذرعہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے امام احمد بہی اسکے راوی ہین حدیث
ابی سعید مین نزدیک سعید بن منصور و بیہقی کے اس سورت کو ہر سقم کی شفا کہا ہے حدیث ابن عمر مین نزدیک
دارمی و بیہقی کے ہر بیماری کی دوا فرمایا ہے ابن عباس کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل
علیہ السلام بیٹہے تہے کہ ناگہان ایک آواز اوپر سے سنی گئی جبریل نے آنکہہ طرف آسمان کے اٹہا کر کہا یہ ایک

دروازہ ہے آسمان کا جو آجتک کبھی نہ کھلا تہا اس دروازے سے ایک فرشتہ اُترا اُسکا تم کو بشارت ہو دو نور کی جو تم کو دیے گئے ہین تم سے پہلے کسی نبی کو نہین دیے گئے ایک فاتحۃ الکتاب دوسرے خواتیم سورہ بقرہ تو کوئی حرف بہی ان دونون کا نہ پڑہیگا مگر وہ نور تجہ کو دیا جاویگا اس کو مسلم ونسائی نے روایت کیا ہے **ف** ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ نماز مین پڑہنا سورہ فاتحہ کا کچہ متعین نہین ہے بلکہ جو کچہ قرآن سے جس جگہہ سے کچہ بہی پڑہ سکے تو نماز ہوجاتی ہے باقی تین امامون اور جمہور علمار کے نزدیک پڑہنا اس سورت کا مقرر ہے بدون اس کے نماز نہین ہوتی اسلیے کہ حدیث عبادہ بن صامت مین مرفوعًا آیا ہے نہین نماز اُس شخص کی جس نے فاتحہ نہ پڑہی یہ حدیث صحیحین مین ہے ابوہریرہ کا لفظ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافی نہین ہوتی وہ نماز جس مین ام القرآن پڑہی نہ گئی اسکو ابن خزیمہ وابن حبان نے اپنی صحیح مین روایت کیا ہے ابن کثیر کہتے ہین اس باب مین بہت حدیثین آئی ہین انتہے یہی مذہب موافق ظاہر سنت کے بہی ہے اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ مقتدی بہی فاتحہ پڑہے ورنہ اُسکی نماز بہی ادا نہ ہوگی اس مسئلہ مین اگرچہ دو تین قول ہین مگر صحیح قول یہی ہے کہ مقتدی پر بہی پڑہنا فاتحہ کا واجب ہے اس قول کی دلیلین بہت صحیح وصاف ہین جو لوگ واجب نہین کہتے ہین اُن کی دلیلین قوی وغالب نہین ہین ضعیف وخفیف ہین **ف** قراءۃ سے پہلے استعاذہ کرنا نزدیک جمہور کے سنت ہے اس دلیل سے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنے جب تو قرآن پڑہنا چاہے تو پہلے شیطان رجیم سے پناہ مانگ لے اس کہنے مین بندے کیطرف سے اُس کے ضعف وعجز کا اقرار ہے اللہ کی قدرت کا دفع مضرت پر اظہار ہے ابن کثیر نے کہا لطائف استعاذہ سے ایک یہ بات ہے کہ اُسکے کہنے سے مُنہ پاک ہوجاتا ہے جو لغو ورفث مونہ سے نکلتا ہے اُس سے طہارت حاصل ہوجاتی ہے انتہے حکم مطلق استعاذہ کا قرآن پاک مین فقط تین جگہہ آیا ہے وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ وقال قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ تیسری جگہہ بجائے اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ کے اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ فرمایا ہے باقی اول آیت مثل آیت اول ہے اس معنے مین کوئی چوتھی آیت نہین آئی اس اختلاف مین کہ لفظ مختار استعاذے کا کیا ہے کچہ فائدہ نہین ہے جو لفظ قرآن پاک مین آیا ہے یا حدیث مین آچکا ہے کفایت کرتا ہے ابوسعید کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لیے اُٹہتے کہتے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ اسکو اہل سنن نے روایت کیا ہے ابی بن کعب کی روایت مین مرفوعًا یون آیا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ دوسری روایت مین یہ لفظ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ایک اثر ضعیف منقطع مین ابن عباس سے اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بہی آیا ہے غرض کہ جس لفظ سے کوئی اعوذ کہیگا کفایت کرتا ہے خواہ پکار کر کہے یا چپکے پڑہے **ف** شیطان اُس کو

ك اور کبہی ایسا کرے مجکو شیطان کی چیم تو پناہ پکڑ اس کی بیشک وہی ہے سنتا جانتا ۱۲

ك کہہ اے رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطانون کی چیڑ سے اور پناہ تیری چاہتا ہون اے رب اس سے کہ میرے پاس آوین ۱۲

کہتے ہین جسکی طبیعت بشر کی طبیعت سے دور ہو بسبب اپنے فسق کے وہ ہر چیز سے مہجور ہو پہر ہر متمرد سرکش کو جن ہو یا انس یا کوئی اور حیوان شیطان کہتے ہین اللہ تعالی نے فرمایا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا معلوم ہوا کہ شیطانون کا کام یہ ہے کہ جہوٹی بات فریب دہی کے لیے بنا کر ایک دوسرے سے کہتے ہین مسند امام احمد مین ابوذر رض سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے ابوذر تو پناہ مانگ اللہ کی شیاطین انس وجن سے انہون نے کہا کیا انسانون مین بہی شیاطین ہوتے ہین فرمایا ہان دوسری روایت مسلم مین جو ابوذر سے آئی ہے کالے کتے کو شیطان فرمایا ہے رجیم کے دو معنے ہین ایک یہ کہ لوگون کو اپنے وسوسہ اندازی سے رجم کرتا ہے خیالات فاسد کے جال مین پہانستا ہے دوسرے یہ کہ وہ خود خیر سے مطرود مردود مرجوم ہے جس طرح اللہ نے کہا وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ پہر فرمایا وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُوْرًا پہر کہا اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ابن کثیر نے اسی پچہلے معنی کو اشہر واصح ٹہیرایا ہے واللہ اعلم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ف صحابہ رض نے اللہ کی کتاب پاک کو اسی جملہ مبارک سے شروع کیا تہا سارے علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہہ ایک آیت ہے سورہ نمل کی ابن عباس رض کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل یعنے فرق ایک سورت کا دوسری سورت سے نہ پہچانتے یہانتک کہ بسم اللہ اُترتی اسکو ابو داؤد نے باسناد صحیح روایت کیا ہے یہ روایت مستدرک حاکم مین بہی آئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ ہر سورت قرآن کے اول مین ایک آیت مستقل ہے آدمی جب کوئی سورہ قرآن پاک کی پڑہے نماز مین یا تلاوت مین تو ضرور ہے کہ پہلے بسم اللہ پڑہ لے ام سلمہ رض نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کو فاتحہ کے اول مین نماز کے اندر پڑہا ہے اس کو ایک آیت فاتحہ کی سمجہا ہے رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَفِيْهِ ضُعْفٌ ایک جماعت صحابہ وتابعین کا یہی قول ہے کہ بسم اللہ سوا سورہ براءت کے ہر سورت کی ایک آیت ہے یہی ہے مذہب شافعی و احمد کا بہی مالک و ابوحنیفہ بسم اللہ کو کسی سورہ کی آیت نہین کہتے پہلا ہی قول قوی تر وصحیح تر ہے سو اس بنیاد پر جب سورہ فاتحہ پکار کر پڑہے تو بسم اللہ بہی پکار کر پڑہے یہی مذہب ہے ایک گروہ صحابہ وتابعین و ائمہ مسلمین کا سلف وخلف سے خطیب نے کہا ہے کہ بسم اللہ کو چارون خلیفہ جہر سے پڑہتے تہے مگر یہ روایت غریب ہے ابن کثیر نے نام ان صحابہ وتابعین کے لکہے ہین جو جہر کیا کرتے تہے پہر بہت سے نام لے ڈالے پہر یہ کہا کہ جب بسم اللہ بعض سورۃ فاتحہ ٹہیری تو اب اسکا جہر بہی کرنا چاہیے ابوہریرہ رض نے نماز پڑہی بسم اللہ جہر سے کہی پہر نماز پڑہ کر یہ کہا کہ مین بہت مشابہ ہون تم مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اس کو نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم نے روایت کیا ہے دارقطنی وخطیب وبیہقی نے صحیح کہا ہے ابن عباس سے مرفوعاً آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ پکار کر پڑہتے تہے اسکو حاکم نے صحیح کہا ہے صحیح بخاری مین انس بن مالک سے آیا ہے کہ کسی نے اُن سے پڑہنا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کا پوچہا کہا آپ کی قراءت کہینچکر تہی پہر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہکر بتایا کہ بسم اللہ کو یون کہینچتے الرحمن
کو یون الرحیم کو یون ام سلمہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قراءت کو الگ الگ پڑہتے تہے بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ دارقطنی نے کہا یہ اسناد صحیح ہے یعنے ہر آیت پر
وقف کرتے تہے ایک کو دوسری سے نہ ملاتے بعض لوگ جو میم رحیم کو الف لام الحمد سے کسی عمل وغیرہ کے لیے ملا کر پڑہنا بتاتے
ہین یہ خلاف سنت صحیحہ ہے ہرگز نہ چاہیے بلکہ قراءت کا منقطعہ ہونا ضرور ہے تاکہ موافق سنت صحیحہ کے واقع ہو
ابن کثیر نے کہا ہے ابو حنیفہ و مالک و احمد کا یہ مذہب ہے کہ نماز مین بسم اللہ بجہر نہ پڑہے لکن جو کوئی پکار کر پڑہتا
ہے تو اُس کی نماز یہ بہی صحیح بتاتے ہین یہ بہی غنیمت ہے و للہ الحمد فتح البیان مین کہا ہے حدیثین ترک بسملہ کی اگرچہ صحیح
تر ہین لکن اثبات راجح تر ہے کیونکہ مخرج صحیح سے آیا ہے اسلیے اُسی کا اختیار کرنا اولیٰ ہے خصوصًا جبکہ ترک کی تاویل
ممکن ہے یہ تاویل مقتضی اس بات کی ہے کہ بسم اللہ ذاتًا بہی ثابت ہے یعنے قرآن ہونے مین اور وصفًا بہی ثابت ہے یعنے
جس سورت کی اول مین آئی ہے اُس کے ساتہ اُس کو بہی پکار کر پڑہنا چاہیے حاصل یہ ہوا کہ بسم اللہ ایک آیت ہے سورۂ
فاتحہ اور ہر سورت قرآن کی اُس کے جہر و اسرار کا وہی حکم ہے جو سورہ فاتحہ کا حکم ہے جہان کہین سورۂ فاتحہ کو
جہر سے پڑہے وہان اُسکو بہی جہر سے کہے جہان کہین سورۂ فاتحہ کو چپکے پڑہے وہان اُسکو بہی چپکے کہے اس ترکیب سے
سب روایتین جمع ہو جاتی ہین اختلاف مٹ جاتا ہے اتفاق ہاتہ آتا ہے **ف** ابن عباس کہتے ہین عثمان بن
عفان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حال بسم اللہ کا پوچہا فرمایا یہ ایک نام ہے اللہ کے نامون مین
سے درمیان اس کے اور درمیان اللہ کے اسم اکبر یعنے اعظم کے ویسا ہی قرب ہے جیسا کہ دونون آنکہون کی سیاہی
سفیدی مین ہے اسکو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین روایت کیا ہے یہ روایت دوسری سند سے نزدیک ابن مردویہ
کے بہی آئی ہے ابن مسعود کہتے ہین جو کوئی یہ بات چاہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو انیس زبانیہ نار سے بچاوے تو وہ بسم
اللہ الرحمن الرحیم پڑہے ہر حرف اسکا ایک زبانیہ کا سپر بنجاویگا اسکو بہی قرطبی نے ذکر کیا ہے ابن عطیہ نے اسکی نصرت
فرمائی ہے اس دلیل سے کہ ایک آدمی نے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ کہا تہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مینے کچہ اوپر تیس فرشتون کو دیکہا کہ وہ اس کلمے کے لینے مین جلدی کرتے ہین کیونکہ
اس کلمے کے کچہ اوپر تیس حرف ہین انتہے اس کے سوا یہ ایک ایسی بات ہے کہ جسکو کوئی شخص نری اپنی عقل و
اجتہاد سے نہین کہہ سکتا ہے ابو تمیمہ ایک سواری پر ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تہے سواری کو ٹہوکر لگی
اُنہون نے کہا تَعِسَ الشَّيْطَانُ یعنے خدا کرے کہ شیطان مرے فرمایا تو یہ نہ کہو کہ وہ اس کہنے سے بڑا ہو جاتا ہے
یعنے مارے خوشی کے پہول جاتا ہے کہتا ہے مین نے اسکو اپنی قوت سے پچہاڑ دیا تو بسم اللہ کہہ کہ اس کہنے سے وہ مکہی

کے برابر چھوٹا ہو جاتا ہے اس کو امام احمد نے روایت کیا ہو نسائی کا لفظ عمل الیوم واللیلہ مین مرفوعًا یون ہو کہ وہ
پھول کے برابر گھر کے ہو جاتا ہے بسم اللہ کے کہنے سے دب کر مثل ایک مکھی کے چھوٹا ہنجاتا ہے یہ تاثیر بسم اللہ کی برکت ہو
ابن کثیر کہتے ہین اسی لیے ہر کام ہر بات کے اول بسم اللہ کہنا مستحب ہے جیسے دیباچہ کتاب وقت دخول خلا اول وضو
بلکہ نزدیک بعض علما کے بسم اللہ کا وضو سے پہلے کہنا واجب ہے اسی طرح وقت ذبح وقت اکل وقت جماع مستحب یا واجب
ہے اس باب مین بہت حدیثین آئی ہین **ف** حدیث ابوہریرہ مین مرفوعًا آیا ہے اللہ کے ننانوین نام ہین جس نے
اُنکو یاد کر لیا وہ بہشت مین جاویگا اس کو شیخین نے روایت کیا ہے اللہ نے فرمایا وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ
بِهَا دوسری جگہہ یون کہا ہے اُدْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى بعض محققین نے
کہا ہو کہ اللہ کا لفظ مبارک اسم اعظم ہے اللہ کا قرآن مین یہ نام پاک دو ہزار تین سو ساٹھہ جگہہ آیا ہے رحمٰن کا لفظ
سوا اللہ کے کسی اور مخلوق پر بولا نہین جاتا اس سے معلوم ہوا کہ بعض نام اللہ پاک کے ایسے بھی ہین جو غیر اللہ پر بولے
جاتے ہین جیسے رؤف رحیم کہ حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے ہین حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ یا جیسے سمیع و بصیر کہ حق مین ہر انسان کے آئے ہین اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الی قوله فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا
بخلاف لفظ اللہ و رحمٰن کے کہ اُنکا بولنا غیر اللہ پر درست نہین ہو لکن چونکہ رحمٰن کا اطلاق بعض کفار قریش نے مسیلمہ
کذاب پر کیا تھا اس لیے عطا خراسانی نے یہ بات کہی ہے کہ بسم اللہ مین بعد رحمٰن کے لفظ رحیم کا اسی لیے آیا ہو
کہ مجموع وصف الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خاص ساتھ اللہ کے ہے کیونکہ لفظ رحمٰن بعض عرب نے غیر اللہ کو بھی اپنی جہالت و
حماقت و عناد کی راہ سے کہہ لیا ہے مگر یہ وصف مجموعی کسی دوسرے پر بولا نہین گیا اس سبب سے یہ وصف قاطع
وہم مذکور ہے بہ نسبت لفظ رحیم کے لفظ رحمٰن مین زیادہ مبالغہ ہے ابن جریر کی تقریر سے یہ نکلتا ہے کہ گویا
اس بات پر سب کا اتفاق ہو رحمٰن وہ ہے جو سب پر رحم کرے رحیم وہ ہے جو خاص مومنون پر کرم فرماوی
یا رحمٰن وہ ہے جو دنیا و آخرت دونون جگہہ رحمت کرے رحیم وہ ہے جو خاص آخرت مین رحم فرماوے لکن دعاء
ماثورہ مین یون آیا ہے رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہی بات زیادہ
ٹھیک ہو واللہ اعلم ابن مبارک نے کہا رحمٰن وہ ہے کہ جب اُس سے مانگو تو وہ یوے رحیم وہ ہے کہ جب اُس سے نہ مانگو تو
خفا ہووے اسکا پتہ اس حدیث ابوہریرہ سے بھی چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی خدا
سے سوال نہین کرتا ہے اللہ اُس پر غضبناک ہو جاتا ہے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اے اللہ ہم تجھ سے یہ بھیک مانگتے
ہین کہ تو ہم کو دونون جہان مین عفو و عافیت دے تو ہماری جھولی اس دعا کے قبول سے بھر دے اللّٰهم آمین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ سب تعریف اللہ کو جو صاحب ہے سارے جہان کا **ف** جب کوئی شخص
کوئی اچھا کام اپنے اختیار سے کرتا ہے اور دوسرا شخص اُسکی بندگی کے ارادے سے اُس کام کی ثنا و صفت

اپنی زبان سے بجا لاتا ہے تو اُسکو حمد کہتے ہین یہ حمد خاص اسد ہی کی ذات پاک کو لائق ہے دوسرے کو زیبا نہین حدیث
مین آیا ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ ابن عباس کہتے ہین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شکر کا کلمہ ہے بندہ جب یہ کلمہ کہتا ہے تو اللہ
فرماتا ہے لو میرے بندے نے میرا شکر کیا حکم بن عمیر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تو نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا تو اسد کا شکر ادا کیا اب اسد تجھ کو زیادہ دیگا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ ابن عمرو کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سر ہے شکر کا جس نے اسکی حمد نہ کہی اُس نے اسد کا شکر ادا نہ کیا اسکو عبد الرزاق وخطابی وحکیم ترمذی و
بیہقی نے روایت کیا ہے قرآن پاک مین نوح علیہ السلام کو بندہ شکر گذار فرمایا ہے اس لیے کہ وہ اسد کی بہت حمد
کیا کرتے تھے جابر نے مرفوعًا کہا ہے کہ فضل ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہی اور فضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے اس کو ترمذی
نے حسن کہا ہے نسائی وابن ماجہ وابن حبان وبیہقی نے بھی روایت کیا ہے ابو مالک اشعری کا لفظ یہ ہے کہ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ترازو کو بھر دیتا ہے رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ وَاَحْمَدُ انس کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ حمد سے زیادہ
کوئی چیز اسد کو محبوب نہین ہے ابو ہریرہؓ کی حدیث مین یون فرمایا ہے کہ ہر عمدہ کام جو اسد کے حمد سے شروع نہین
کیا جاتا وہ برکت سے جدا ہے رَوَاهُ اَهْلُ السُّنَنِ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْبَيْهَقِيُّ مسلم کا لفظ مرفوع انسؓ سے یون
آیا ہے کہ خوش ہوتا ہے اسد اُس بندے سے جو ہر نوالے ہر گھونٹ پر اسد کی حمد کرتا ہے ف رب کہتے ہین کسی
چیز کے مالک مربی مدبر مصلح جابر قائم کو معبود کو بھی رب بولتے ہین سو یہ سارے معنے اسد پاک کی ذات مین موجود
ہین رب کا استعمال غیر اسد کے لیے اضافت سے ہوتا ہے جیسے رب الدار وغیرہ بے اضافت خاص اسد کے لیے
بولا جاتا ہے کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ نام اسم اعظم ہے عالم کہتے ہین ہر موجود ما سوا اسد کو یعنے جو کچھ اسد کے
سوا موجود ہے وہ سب عالم ہے لفظ عالم مین ساری خلق داخل ہے کسی نے کہا عالم مشتق ہے علامت
سے یہ مصنوعات گویا وجود صانع کے علامت ہین ابن المعتز نے کیا خوب کہا ہے ؎ فَيَا عَجَبًا كَيْفَ
يُعْصَى الْاِلٰهُ + اَمْ كَيْفَ يَجْحَدُهُ الْجَاحِدُ + وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَّهٗ اٰيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ + بعض
نے کہا ہر زمانے کے لوگ عالم کہلاتے ہین ابن عباس نے کہا مراد عالم سے جن وانس ہین بعض نے ملائکہ وشیاطین
کو بھی زیادہ کیا ہے قول اول صحیح تر ہے اس دلیل سے کہ جب فرعون نے موسی علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ رب
العالمین کون ہے تو اُنھون نے یہ جواب دیا تھا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اس سے یہی معلوم
ہوا کہ اسد تعالی عالم سے الگ تھلگ ہے عالم مین داخل نہین ہے اسی لیے قرآن مین آیا ہے کہ رحمن عرش پر ہے
عالم کی گنتی مین اختلاف ہے کسی نے کہا چودہ ہزار عالم ہین کسی نے کہا سترہ ہزار کسی نے کہا اٹھارہ ہزار کسی نے
کہا اسی ہزار عالم ہین ٹھیک بات یہ ہے کہ سوا عالم الغیب کے کسی کو گنتی عوالم کی معلوم نہین ہے کعب احبار نے
کہا نہین جانتا کوئی شخص عدد عوالم کو مگر اسد عز وجل اسکے مین کہتا ہون قرآن مجید مین فرمایا ہے وَمَا

يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بہت مہربان نہایت رحم والا لفظ رب العلمین مین ایک طرح کا ڈرانا تہا اس لیے
ان دونون نام مبارک کو ذکر کرکے تسلی خاطر بخشی ترہیب کو ترغیب سے ملا دیا مابعد بسم اللہ کو اس لیے مکرر ذکر کیا کہ سب امور سے
زیادہ اللہ پاک کو توجہ طرف اپنی رحمت کے ہے یا بڑی حاجت خلق کو اُسی رحمت سے پڑتی ہے صحیح مسلم مین ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً
آیا ہے اگر جان لے مومن اُس عقوبت کو جو اللہ کے پاس ہے تو کوئی ایک بہی جنت کی طمع نہ کرے اور اگر معلوم کرے کافر
اُس رحمت کو جو نزدیک اللہ کے ہے تو کوئی ایک بہی اُسکی رحمت سے ناامید نہ ہووے ۔ اگر دہد یک صلائے کرم عزازیل
گوید نصیبی برم ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مالک انصاف کے دن کا انصاف کا دن وہ ہے جس دن ساری خلق کا حساب
کتاب ہوگا ہر عمل کا نیک ہو یا بد عامل کو بدلہ ملیگا مگر یہ کہ کسیکو اُسکا گناہ معاف کر دیا جاوے قرآن مین تفسیر اُس
دن کی یون آئی ہے ثُمَّ مَا اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۔ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۔ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ
اُس دن کے مالک و حاکم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ سوا اللہ کے کسی کا حکم اُس دن نہ چلیگا جس طرح کہ دنیا مین وہ لوگ حکم
چلاتے تہے اکثر صحابہ و تابعین و سلف نے یہی معنے کہے ہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ
الْقَهَّارِ کسی کا کیا مقدور ہے کہ اُس دن بغیر اذن خدا کے کوئی بات منہ سے نکال سکے حدیث ابی ہریرہ مین مرفوعاً آیا ہے
مٹھی مین لیگا اللہ زمین کو لپیٹے گا آسمان کو داہنے ہاتہ مین پہر فرماویگا مین ہون بادشاہ کہان ہین زمین کے
بادشاہ کہان ہین جبر کرنے والے تکبر کرنیوالے اسکو شیخین نے روایت کیا ہے دوسری روایت مین ابو ہریرہؓ سے
مرفوعاً صحیحین مین یون آیا ہے کہ بہت خوار نام نزدیک اللہ کے وہ شخص ہے جس کا نام ملک الاملاک ہے نہین مالک مگر
اللہ دنیا مین جو غیر اللہ کو مالک کہتے ہین یہ کہنا مجازاً ہے یہ مجاز قرآن پاک مین بہی آیا ہے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ
لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۔ دوسری جگہہ کہا ہے وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ تیسری جگہہ فرمایا ہے وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا
صحیحین مین آیا ہے مِثْلُ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ اس آیت شریف مین بہی بجائے مالک مَلِک پڑہا گیا ہے دونو
طرح پر قرارت ثابت ہوئی ہے اس دن کی تخصیص سے یہ بات لازم نہین آتی ہے کہ اور دن کا مالک یا ملک نہ ہو
اس لیے کہ پہلے اُس کے لفظ رب العالمین کا فرما دیا ہے جو دنیا و آخرت دونون کو شامل ہے اس آیت سے معاد کا
ہونا ثابت ہوا قیامت کا قائم ہونا پایا گیا جو معاد کا منکر ہے وہ کافر ہے یہ معاد جسمانی ہوگا نہ فقط روحانی
یہ حساب اعمال کا اُس دن حقیقی ہوگا نہ خیالی نہ مجازی اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ تجہی کو ہم بندگی
کرتے ہین اور تجہی سے ہم مدد چاہتے ہین ۔ اس آیت مین ابطال ہے جبر و قدر دونون کا جمع کا صیغہ اسلیے ہے
کہ گویا اس جملے کا کہنے والا ساری عباد و موحدین کیطرف سے خبر دیتا ہے اس سے یہ نکلا کہ جماعت کو پکڑے رہے
مراد جماعت سے اہل سنت ہین سنت کہتے ہین حدیث کو عبادت وسیلہ ہے استعانت کا اسلیے پہلے ذکر عبادت کا کیا
پہر استعانت کا لفظ ایاک کو لفظ نعبد و نستعین پر مقدم کیا ہے اس سے حصر و قصر و اختصاص عبادت کا و استعانت

کاساتھ اسکے سمجھا گیا معلوم ہوا کہ سوای اللہ کے نہ کوئی لائق عبادت کے ہے نہ لائق مدد چاہنے کے جب پوچھو تو اسہی کو پوچھو
جب کسی کام میں مدد مانگے تو اسہی سے مانگے ۔ وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے * جسے تم مانگتے ہو اولیا سے *
عبادت کہتے ہیں سبے سری کی خواری و ذلت اختیار کرنے کو یہ ذلت و خواری سوا خدا کے کسی کے لیے نہ چاہیے عبودیت
ایک ادنی مرتبہ ہے عبادت کا استعانت یہ ہے کہ کسی سے کہے تم ہماری مدد کرو ہمارا کام نکالو سو سارے دین کی چکلی انہیں
دو امر پر پھرتی ہے اسلیے بعض سلف نے کہا ہے کہ سورۂ فاتحہ بھید ہے سارے قرآن کا فاتحہ کا بھید یہی دو کلمے ہیں
کیونکہ پہلے کلمے میں بیزاری ہے شرک سے دوسرے کلمے میں علیحدگی ہے اپنے حول و قوت سے سونپنا ہے اپنے کام کا اللہ عز و
جل کو یہ بات اور بھی آیتوں میں آئی ہے جیسے فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا رَبُّ
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ اس سورت کے اول میں اللہ نے اپنی ثنا فرمائی ہے صفات حسنی
کا ذکر کیا ہے بندوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ تم بھی اسیطرح پر اُسکی ثنا و صفت کیا کرو اسی لیے جو کوئی شخص فاتحہ
پڑھنے پر قدرت رکھتا ہے مگر وہ اُس کو نہیں پڑھتا تو اُسکی نماز صحیح نہیں ہوتی جس طرح کہ صحیحین میں عبادہ بن صامت
سے مرفوعًا آیا ہے کہ نہیں ہوئی نماز اُس شخص کی جس نے فاتحۃ الکتاب نہیں پڑھی ف ابن کثیر نے کہا ہے عبادت
ایک بڑا مقام ہے بندے کو اس مقام سے شرف حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ بندہ منسوب طرف جناب الٰہی کے ٹھیرتا
ہے اللہ تعالی نے اپنے رسول کو اشرف مقامات میں لفظ عبد یاد فرمایا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ
دوسری جگہہ کہا اِنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ تیسری جگہہ فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰي بِعَبْدِهٖ لَيْلًا غرض کہ
وقت نزول قرآن و وقت قیام بدعوت و وقت معراج کے عبد نام رکھا جب مخالفوں کی تکذیب سے دل تنگ ہوا تو یہ
کہا کہ تم قیام بعبادت کرو وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝
وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ صوفیہ کا یہ کہنا کہ عبادت حصول ثواب و دفع عقاب کے لیے بیفائدہ ہوتی ہے
بلکہ عبادت خاص اس کی ذات پاک کے لیے چاہیے جنت و نار سے غرض نہ رکھے کچھ ٹھیک بات نہیں ہے دیکھو حدیث
اعرابی میں آیا ہے کہ جب اُس نے یہ بات کہی کہ مجھے تمہارا اور معاذ کا سا گنگنانا نہیں آتا میں تو اللہ سے جنت
مانگتا ہوں نار سے پناہ چاہتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ یعنے ہم بھی تو اسی
کے ارد گرد گنگناتے ہیں اللہ نے فرمایا ہے يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا یعنے دوزخ کے ڈر جنت کے لالچ
سے عبادت کرتے ہیں ابو طلحہ کہتے ہیں ہم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے ایک لڑائی میں جب دشمن سے
ملاقات ہوئی میں نے سنا آپ کہتے ہیں يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ میں نے دیکھا کہ لوگ
زمین پر گرتے ہیں فرشتے انکو آگے پیچھے سے مارتے ہیں اسکو بغوی و باوردی نے کتاب معرفۃ الصحابہ میں طبرانی
نے اوسط میں ابو نعیم نے دلائل میں ذکر کیا ہے اسیطرح کا ایک وہ قصہ ہے کہ جب مقابلہ والی دمشق کا دشمن

کے لشکر سے ہوا تو وقت حرب و ضرب کے بادشاہ نے کہا یَا خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ شَیْخُ الْاِسْلَامِ ابن تیمیہ وہان موجود تھے
شریک جہاد تھے کہا تو یہ کیا کہتا ہے یون کہہ یَا مَالِکَ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اُسنے یون
ہی کیا یہی کہا اللہ نے فتح بخشی یہ برکت اُسکو اس کلمہ توحید عبادت تفرید استعانت سے نصیب ہوئی ولله الحمد ٭

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ دکھا ہم کو راہ سیدھی ثابت رکھہ ہم کو کھلے رستے پر ہدایت کر ہمین وہان آئندہ
مین جیسے ہدایت کی ہے ہم کو زمانہ حال مین کہا اللہ نے وَالَّذِیْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًی دوسری جگہہ فرمایا وَالَّذِیْنَ
جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ہدایت کہتے ہین راہ دکھلانے توفیق دینے مطلب کھولنے الہام کرنے رستہ
بتلانے کو نرمی کے ساتھہ جو مطلب تک پہونچاوے مستقیم کہتے ہین برابر سیدھی چیز کو ابن کثیر نے کہا ساری
مفسرون نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ صراط مستقیم وہ کھلا رستہ ہے جس مین کسی طرح کا ٹیڑہ نہ ہو یہی معنے ہر
کے سارے لغت عرب مین ہین انتہے مراد یہان سیدھی راہ سے طریق حق ملت اسلام ہے حدیث نواس بن
سمعان مین بھی صراط کو اسلام فرمایا ہے ابن کثیر نے اسکی سند کو حسن صحیح کہا ہے ابن مسعود نے کہا مراد کتاب
اللہ ہے یعنے ہم کو قرآن پر عمل کرنے کی توفیق دے کسی نے کہا مراد طریقہ سنت و جماعت ہے یعنے حدیث
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر چلا کسی نے کہا مراد راہ حج ہے ابن عباس نے کہا سمجھا ہم کو دین حق کسی نے
کہا دکھا ہم کو راہ مستحقین جنت کی پہلا قول ظاہر تر ہے اور اگر ساری معنے مراد لین تو بھی کوئی مانع نہین
ہے ابن کثیر کہتے ہین عبارتین مفسرین سلف خلف کی بیان مین معنے صراط کے مختلف ہین لیکن حاصل
سب کا یہی ایک بات ہے کہ مراد متابعت ہے اللہ و رسول کی یعنے اتباع کتاب و سنت ابن مسعود کہتے ہین صراط
مستقیم وہ راہ ہے جس پر ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا ہے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۝
راہ اُن لوگون کی جنپر تو نے فضل کیا مراد اُن لوگون سے وہ چار قسم کے لوگ ہین جنکا ذکر سورہ نسا مین فرمایا
ہے وَمَنْ یُّطِعِ اللہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ
وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۝ ابن عباس نے کہا مراد یہان موسی و عیسے علیہما السلام
کی قوم ہے جو اپنے دین حق سے نہین بدلے یا مراد اصحاب رسول اللہ و اہل بیت با صدق و صفا ہین یا انبیاء
علیہم السلام یا ساری ایماندار ہین پہلا قول اولی ہے اس آیت مین اشارہ ہے اس بات کا کہ سلف صالح کا مقتدا
بننا اچھا ہوتا ہے سو اقتدا اور چیز ہے تقلید اور چیز اللہ نے فرمایا ہے فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِهْ انکی راہ پر چل
یعنے جیسے وہ موحد و دیندار تھے اسی طرح کا تو بھی موحد حق پرست بنجا غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝
نہ جن پر تو نے غصہ کیا اور نہ بہکنے والے حدیث طویل عدی بن حاتم مین مرفوعاً آیا ہے کہ مغضوب علیہم یہود
ہین ضالین نصاری ہین رَوَاہُ اَحْمَدُ وَحَسَّنَہُ التِّرْمِذِیُّ اسی طرح حدیث ابی ذر مین نزدیک ابن مردویہ

اور صدیق اور شہید اور نیک بخت اور خوب ہو انکی رفاقت ۱۲ ... انکی راہ ۱۲

کے مرفوعًا یہ تفسیر آئی ہے یہی قول ساری صحابہؓ و مفسرین کا ہے کسی کا اس مین خلاف معلوم نہین ہوتا کسی نے کہا مراد یہ
ہے کہ بسبب بدعت کے غصہ ہوا سنت سے بہک گئے یہ قول قرطبی کا ہے کسی نے کہا بلکہ اس مین ساری کافر عاصی بدعتی شامل
ہین لیکن ٹہیک بات وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی ہے کہ مراد اس غضب و ضلال سے الون سے اہل کتاب
ہین اُنکا طریقہ اہل ایمان کے طریقے سے جدا ہے اہل ایمان کا طریقہ علم حق عمل صواب دونون پر شامل ہے یہود نے
عمل نہ کیا نصاری کو علم نہ ہوا اسلیے یہود پر غصہ کیا گیا نصاری بہکا دیے گئے کیونکہ جو شخص عالم ہوکر ترک
عمل کرتا ہے وہ مستحق غضب کا ٹہیرتا ہے بخلاف اُس شخص کے جسے سری ہی سے کچہ علم حاصل نہ ہوا جاہل ہا نصاری
نے دریافت حق کا قصد کیا تہا مگر رستہ نہ ملا اتباع حق ہاتہہ نہ لگا گمراہ ہوکر رہ گئے اگرچہ یہود و نصاری دونو
ہی گمراہ و مغضوب ہین لیکن وصف اخص یہود کا یہی غضب ہے جسطرح اللہ تعالی نے فرمایا مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ
عَلَيْهِ فَبَآءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وصف اخص نصاری کا یہی ضلال ہے جس طرح ارشاد کیا قَدْ ضَلُّوْا مِنْ
قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ٥ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ
وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ٥ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ
مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ٥ معلوم ہوا کہ یہ تفسیر مغضوب علیہم اور ضالین کی قطع نظر احادیث و آثار کے خود کلام اللہ سے
بہی ثابت ہے وللہ الحمد **ف** اول سورت حمد ہے آخر سورت فہم ہے اس سے معلوم ہوا کہ مطلع خیرات عنوان سعادات
یہی توجہ کرنا ہے طرف اللہ کے راس آفات اصل مخالفات یہی مُنہ پہیرنا ہے اللہ سے دور رہنا ہے اُسکی طاعت و
عبادت سے اُسکا انجام غضب و گمراہی ہوتا ہے اس سورت مین چار قسم کے علوم کا ذکر ہوا ہے ایک علم اصول ہے
الحمد للہ سے لیکر رحیم تک اسی طرف اشارہ ہے انعمت علیہم سے معرفت نبوت کا پتا دیا ہے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ
سے معاد کا ہونا ثابت کیا ہے دوسرا علم فروع ہے اس علم مین بڑی چیز عبادت ہے مالی ہو یا بدنی سو وہ اِيَّاكَ
نَعْبُدُ سے ثابت ہوئی ہے تیسرا علم اخلاق ہے وہ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ سے مُسْتَقِيْم تک پایا جاتا ہے چوتہا علم
تاریخ ہے کہ اگلی امتون مین کون سعید تہا کون شقی ہوا وہ انعمت علیہم سے آخر تک دریافت ہوتا ہے غزالی
و رازی نے مشتمل ہونا اس سورہ کا علوم قرآن پر بہت بسط سے بیان کیا ہے یہانتک کہ رازی نے دس ہزار مسئلے
اس سورت سے نکالے ہین **ف** اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بڑا مقصود قرآن شریف کے اتارنے سے
یہی اخلاص توحید قطع کرنا علائق شرک کا ہے کوئی سا ہی علاقہ کیون نہ ہو یہ بات ایسی کہلی ہوئی ہے کہ حاجت
نقل اقوال کی اسپر نہین ہے سب ہی کو تو معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے رسول اسی کام کے لیے بہیجے کتابین
اسی غرض سے اتارین یہ اجمال تفصیل سے بے پروا کرتا ہے جسکو شک ہو وہ قرآن کریم مین غور و فکر کرے
بہت جلد معلوم کر لیگا کہ بڑا مقصد اس کتاب کا یہی ہے اگر قرآن مین غور کرنے سے عاجز ہے تو فقط اسی

سورۂ فاتحہ مین غور اگر کرے تیس جگہہ سے اخلاص توحید کا حکم نکلتا ہے فتح البیان وغیرہ خالص مین بیان ان جگہون کا کیا گیا
ہے **ف** ابن کثیر نے کہا ہو صحیح مذہب علما کا یہ ہے کہ جو خلل درمیان ضاد و ظاء کے ہو جاتا ہے وہ معاف ہو اس لیے کہ
مخرج ان دونون کا قریب یکدیگر ہے ضاد اول حافہ زبان و اضراس سے نکلتا ہے ظاء نوک زبان و اطراف ثنایا سے
برآمد ہوتی ہے دونون حرف اقسام مجہورہ رخوۂ مطبقہ سے ہین اسلیے استعمال ایک حرف کا دوسرے حرف کی جگہہ اُس
کے لیے جسکو تمیز نہین ہو مغفور ہے رہی یہ کہ اَنَا اَفْصَحُ مَنْ نَّطَقَ بِالضَّادِ سو بے اصل ہے **ف** یہ سورہ سات آیت
ہے باوجود اس اختصار کے اس مین اللہ کی حمد و تمجید و ثنا ہے اسماء حسنی صفات علیا کا بیان ہو معاد کا ذکر ہے عباد
کو ارشاد ہے کہ وہ اپنے حول و قوت سے بری ہو کر خدا سے سوال و تضرع کرین اخلاص عبادت توحید الوہیت توحید
ربوبیت بجالائین اللہ کو شریک و نظیر و مماثل سے پاک جانین دین قویم صراط مستقیم پر ثابت رہنا مانگین یہانتک کہ
وہ جنت مین ہمسائگی انبیا و صدیقین و شہدا و صالحین کی پاوین اس سورہ مین ترغیب ہے اعمال صالحہ کی تاکہ ہمراہ
ایسے اعمال والون کے دن قیامت کو ہون ترہیب ہے مسالک باطلہ سے تاکہ ہمراہ اہل باطل کے محشور نہ ہون
ف انعام ایک اچھی چیز ہے اسلیے اسکی اسناد اپنی طرف کی غضب و ضلال ایک بری چیز ہے اسلیے ذکر اُسکے
فاعل کا نہ کیا اگرچہ دونون کا فاعل حقیقی اللہ ہی ہے فرمایا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا
مُّرْشِدًا وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ اس طرح کی اور بہی بہت آیتین ہین جن سے یہ بات بخوبی ثابت ہو کہ اللہ
ساتہ ہدایت و ضلال کے متفرد ہے نہ جس طرح فرقہ قدریہ نے کہا کہ بندے اپنے کام کے مختار ہین جو چاہین سو کرین
وہ اس مطلب پر متشابہ قرآن کو حجت لاتے ہین اور جو آیتین صریح اُنپر رد کرتی ہین اُنکو چھوڑتے ہین یہی حال
سارے اہل غی و ضلال کا ہے حدیث صحیح مین آیا ہے جب دیکہو تم ان لوگون کو جو متشابہ قرآن کو جستجو کرتے ہین
سو اللہ نے اُنہین کا نام لیا ہے تم اُن سے بچو ابن کثیر کہتے ہین الحمد للہ کہ قرآن مین کوئی حجت صحیح واسطے کسی مبتدع
کے نہین ہو قرآن تو واسطے جدا کرنے حق کے باطل سے اور علیحدہ کرنے ہدایت کو ضلالت سے آیا ہے اس مین تناقض
و اختلاف کیون ہونے لگا وہ تو طرف سے حکیم حمید کے اترا ہے **ف** بعد پڑہنے سورۂ فاتحہ کے آمین کہنا
مشروع و مستحب ہے، آمین کے یہ معنی ہین کہ اے اللہ قبول کر ہم سے اس دعا کو منہ کانے لگا وائل بن حجر نے کہا جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولا الضالین کہا تو مینے سنا کہ آمین کہی آواز لنبی کی اسکو احمد اور ابوداود اور
ترمذی نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن بتایا ہے لفظ حدیث مذکور کا مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ ہو ابوداود کا
لفظ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ ہو یعنے آمین پکار کر کہتے نہ چپکے دوسری روایت مین مرفوعًا یون آیا ہے کہ رَبِّ
اغْفِرْ لِيْ اٰمِيْنَ کہتے اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْهُ ابوہریرہ کا لفظ یہ ہو کہ جب وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑہتے تو آمین
کہتے اول صف والے جو قریب ہوتے وہ اُسکو سنتے اسکو ابوداود نے روایت کیا ہے ابن ماجہ نے اتنا اور

ٹہرایا ہے فَیَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ یعنے مسجد گونج جاتی دارقطنی نے کہا اسکی سند حسن ہے صحیحین مین ابوہریرہ رضہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بہی آمین کہو جسکی آمین موافق آمین ملائکہ کے ٹہریگی اُس کے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے مسلم کا لفظ یون ہی کہ جب تم مین کا کوئی شخص نماز مین آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہین تو جسکی آمین اُنکے موافق ٹہرتی ہے اُس کے اگلے گناہ بخشدیے جاتے ہین موافق ہونے کا مطلب یہ ہی کہ وقت یا اجابت یا اخلاص مین یکسان ہوا ابوموسے سے مرفوعاً کہتے ہین جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اللہ تعالی تمہاری دعا قبول کریگا رَوَاہُ مُسْلِمٌ ابن ماجہ کا لفظ مرفوع عائشہ رض سے یون ہی کہ حسد نہ کیا یہود نے تمپر کسی چیز کے سبب جتنا حسد کرتے ہین وہ تمہاری سلام و آمین کہنے پر معلوم ہوا کہ جس کو آمین کا کہنا برا لگے اُس مین ایک طرح کا شائبہ یہودیت کا ہے امام احمد کا لفظ عائشہ رض سے اس طرح پر آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر یہود کا آیا فرمایا حسد نہ کیا اُنہون نے ہم پر کسی چیز کا جتنا کہ حسد کرتے ہین وہ ہمپر جمعہ کی بابت کہ اللہ نے ہم کو بتایا وہ اس سے گمراہ ہوگئے اور قبلہ پر کہ ہم کو بتایا اُن کو نہ ملا اور آمین کہنے پر پیچہے امام کے **ف** ابن کثیر کہتے ہین امام اگر کہنا آمین کا چلا کر بہول جاوے تو مقتدی ایک بار پکار کر آمین کہے اور اگر امام نے آمین پکار کر کہی ہے تو ماموم جہر نہ کرے یہی مذہب ہے ابوحنیفہ کا امام احمد کا مذہب یہ ہی کہ مقتدی بہی پکار کے کہے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر مسجد چہوٹی ہو تو ماموم جہر نہ کرے تاکہ وہ لوگ پڑہنا امام کا سنین بڑی ہو تو جہر کرے تاکہ ساری اطراف مسجد مین تامین پہونچ جاوے انتہے یہ تعلیل کچہ نہین ہے بلکہ کہنا آمین کا بجہر و اسرار دونو طرح پر ثابت ہوا ہے جہر سے کہنے مین اسوقت کہ بدعت کا زور و شور ہی زندہ کرنا سنت مردہ کا ہے و باللہ التوفیق لکن جبکہ اس کہنے پر کسی جگہہ نوبت حرب و ضرب آوے تو پہر چپکے ہی کہنا مصلحت ہی واللہ اعلم موضح قرآن مین لکہا ہے یہ سورت اللہ صاحب نے بندون کے زبان سے فرمائی کہ وہ اس طرح کہا کرین انتہے

سورۃ البقرہ

یہ سورت مدتون تک مدینہ مین اترا کی کہتے ہین سب سے پہلے مدینے مین یہی سورہ نازل ہوئی تہی لکن یہ آیت وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللهِ کہ یہ ساری قرآن کے بعد آسمان سے دن نحر کے منے مین حجۃ الوداع کے اندر اتری ہے آیات ربوا کو بہی آخر ما نزل من القرآن کہا ہے اس سورت کی فضیلت مین بہت سی حدیثین صحاح و سنن مین آئی ہین کچہ ابن کثیر نے ذکر کی ہین بعض خاص ہین ساتہ آیۃ الکرسی کے بعض ساتہ خواتیم سورہ بقرہ کے بعض مین فضیلت اسکی اور آل عمران دونون کی آئی ہے بعض مین فقط ذکر فضیلت سبع طوال کا ہے یہ سورت دو سو چہ یا سات اور اسی آیت ہی کلمے چہ ہزار یکصد و اکیس حرف پچیس ہزار یا پانسو واللہ اعلم ابن عربی نے کہا اس مین ہزار امر ہزار نہی ہزار حکم ہزار خبر ہین خالد بن معدان

نے اسکا نام فسطاط القرآن کہا تہا اس سورت کا اخذ کرنا برکت ہی ترک کرنا حسرت ہے جادوگر اسکو حاصل نہین کرسکتے وللہ الحمد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الٓمّٓ ۚ ایک جماعت محدثین کا یہ قول ہے کہ یہ حروف مقطعہ اللہ تعالی کے بہید ہین قرآن مین یہ بہید اللہ تعالی کی ہر کتاب مین ہوتا ہے یہ وہ متشابہ ہے کہ اکیلا اللہ ہی اسکو جانتا ہے ہم کو اسپر ایمان لانا چاہیے کلام کرنے کی کچہ ضرورت نہین یہی مذہب ایک جماعت صحابہ کا بہی تہا جیسے خلفائے اربعہ و ابن مسعودؓ ابو حاتم نے کہا ہے نہین پائی ہمنے یہ حرف مگر اوائل سور مین ہم نہین جانتے کہ مراد اللہ تعالی کی ان حرفون سے کیا ہی دوسرے گروہ نے ان حروف کے معانی ٹہیرائے طرح طرح کے مطلب بتائے ہین رازی نے وہ اقوال اُنکے ذکر کیے ہین سب سے زیادہ باریک بینی اس مقدمے مین زمخشری معتزلی نے کشاف مین کی ہے جس کے لئے شوکانی نے فتح القدیر مین لکہے ہین بڑے قلق کی بات ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ان حروف کے معانی مین کلام نہ فرماوین کچہ مطلب انکا نہ کہین بہت کہین تو اتنا کہ مین نہین کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہی بلکہ الف ایک حرف ہی لام ایک حرف میم ایک حرف ہی ہر حرف پر ایک نیکی ہے ہر نیکی دس گنی ہے مگر امت نے بلا تکلیف شارع وہ خوض و غور کیا جس کا کوئی نفع بہی دین و دنیا مین بجز تضییع اوقات تحصیل سیئات کے نہین ہی ساری بحث اس مسئلہ کی فتح البیان مین لکہی گئی ہے ابن کثیر نے کہا ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ ذکر ان حرفون کا شروع سورہ مین واسطے بیان اعجاز قرآن کے ہے تاکہ خلق کو اپنا عاجز ہونا معارضہ قرآن سے معلوم ہوجاوے کہ باوجودیکہ یہ وہی حرف مین جن کے ساتہ وہ رات دن باہم خطاب کیا کرتے ہین مگر انکو ایسی ترکیب نہین دے سکتے رازی نے کہا مبرد و ایک جماعت محققین کا یہی مذہب ہے اسی کو قرطبی نے بہی فراء و قطرب سے حکایت کیا ہی اسی کی بڑی نصرت کشاف مین کی ہے اسی طرف ہمارے شیخ امام ابو العباس ابن تیمیہ اور حافظ مجتہد ابو الحجاج مزی بہی گئے ہین انتہی ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ ۛ اس کتاب مین کچہ شک نہین ہی مراد کتاب سے اس جگہہ بہی کتاب اللہ ہے جس کا نام قرآن کریم فرقان عظیم ہے اس کے سوا دس قول اور ہین سب مین زیادہ قوی یہی قول ہے اس مین کچہ شک نہین ہے کہ یہ کتاب اللہ کے پاس سے آئی ہے سراپا حق و صدق ہے اللہ نے فرمایا الٓمّٓ ۚ تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ؕ ریب کے معنے ہین شک کے ابن ابی حاتم نے کہا مجہے اس معنے مین کسی کا اختلاف معلوم نہین مطلب کہ اس مین کسی طرح کا شک و شبہ نہ کرو گویا یہ خبر بمعنے نہی کے ہے ریب کے ایک معنے تہمت کے بہی ہین حدیث مین آیا ہے شک ریبت ہی صدق طمانینت ہی قرطبی نے کہا معنے اس نفی عام کے یہ ہین کہ یہ کتاب کسی طرح جگہہ شک و شبہ و تہمت و بدگمانی کی نہین ہے اسکی دلالت واضح ہی کہ بجائے برہان ساطع کے ہے اس بات کو چاہتی ہے کہ کسی طرح کا بہی کوئی شک اس مین سے الله نہ پاوے هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۙ راہ بتاتی ہے ڈرنے والون کو معلوم ہوا

کہ اگرچہ یہ کتاب فی نفسہ ہدایت ہی لیکن نفع اسکا خاص ایمان والون ہی کو ہوتا ہے جنکو اللہ کا ڈر ہے جو لوگ نڈر ہین انکو کچہ فائدہ اس کتاب سے نہین ہوتا ہے قال تعالیٰ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وقال تعالیٰ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَّالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ وقال تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ معلوم ہوا کہ جو لوگ قرآن پاک کو شفا و ہدایت و رحمت و موعظت نہین سمجھتے ہین وہ ایمان سے محروم ہین جب ایمان نہ ہوا تو متقی بہی نہ ہوئے ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے یہ کتاب نور ہے واسطے اہل تقوی کے ابن عباسؓ نے کہا متقی وہ مومن ہین جو شرک سے بچتے ہین طاعت پر عمل کرتے ہین دوسرا لفظ یہ ہے کہ متقی وہ لوگ ہین جو ترک ہدی پر اللہ کے عقاب سے ڈرتے ہین قرآن مجید کی تصدیق پر رحمت کی امید رکہتے ہین کلبی نے کہا متقی وہ آدمی ہین جو کبیرے گناہون سے پرہیز کرتے ہین اعمش نے بہی اسکی تصدیق کی ہے کسی نے کہا متقی وہ ہین جنکا ذکر بعد اس کے آیا ہے کہ غیب پر ایمان لاتے ہین نماز قائم رکہتے ہین الآیہ ابن جریر نے کہا آیت ان سب اقسام کو شامل ہے حدیث عطیہ سعدی مین مرفوعًا آیا ہے بندہ متقی نہین ہوتا جبتک کہ بے ڈر کی چیز کو بچنے کے لیے ڈر والی چیز سے نہ چہوڑ دی رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ شوکانی رحمہ اللہ نے کہا ہے معنے شرعی تقوی کے یہی ہین جو اس حدیث مین آئے ہین اسی معنی کی طرف جانا واجب ہے اس حدیث کو احمد و عبد بن حمید و بخاری نے تاریخ مین اور ابن ابی حاتم و بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن صحیح بتایا ہے باوجود اس حدیث کے کچہ حاجت اُس تعریف تقوی کی نہین ہے جو یارون نے اپنی عبارتون مین ادا کی ہے گو اُس تعریف مین کچہ برائی نہ ہو لیکن آفتاب کے سامنے مشعل و چراغ بیکار ہوتے ہین ہدایت سے کبہی ایمان مراد لیتے ہین سو ایمان کا دل مین پیدا کرنا سوا اللہ کے کسی سے نہین ہو سکتا اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وقال لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وقال مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وقال مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا کبہی ہدایت سے مراد بیان حق ہوتا ہے یعنی حق کا کہولکر ظاہر کرنا اُس کے طرف راہ دیکہانا اُسکا پتا بتانا قال تعالیٰ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وقال اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ وقال وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى وقال وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ دار جریہ ہے کہ مراد نجدین سے اس جگہہ خیر و شر ہے عمر بن خطاب نے ابی بن کعب سے پوچہا کہ تقوی کیا چیز ہے کہا تم کبہی خاردار رستے پر چلے ہو کہا ہان کہا پہر کیا کیا کہا دامن اٹہا کر الگ تہلگ بچتا ہوا چلا کہا یہی تو تقوی ہے حدیث ابی امامہ مین مرفوعًا آیا ہے کہ حاصل نہ کی آدمی نے کوئی چیز بعد اللہ سے ڈرنے کے بہتر نیک بی بی سے کہ جب اسکو دیکہے تو وہ اُسکو خوش کرے جب اُسکو حکم دے تو وہ بجا لاوے

ف تو تو ڈر سنانیوالا اور ہر قوم کو ہوا ہے راہ بتانے والا ۱۲ ف اور وہ جو ثمود تہے سو ہمنے انکو راہ بتائی پہر انکو خوش لگا اندہا رہنا سوجہنے سے ۱۲

جب قسم کہائی تو وہ اُسکو سچا کرے اگر اُسکے پاس سے کہین چلا جائے تو وہ اپنی جان سے اُس کے مال مین خیر خواہی کرے رواہ
ابن ماجة اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ جو یقین کرتے ہین بن دیکہا یہ وصف ہے متقیون کا کہ وہ غیب کی بات پر
ایمان لائے ایمان کہتے ہین تصدیق کرنے کو یعنے دل سے کسی بات کو سچا سمجہ لینا کسینے کہا ایمان کے معنے اس جگہہ
ڈر مین ابن جریر نے کہا اولی یہ ہے کہ وہ لوگ موصوف ہین ساتہ ایمان بالغیب کے قول و اعتقاد و عمل مین پہر کبہی اللہ کا
ڈر بہی معنی ایمان مین داخل شامل ہوجاتا ہے یعنی اس ایمان مین جس کے معنے یہ ہین کہ قول کی تصدیق عمل سے کرے
ایمان کا لفظ ایک ایسا کلمہ جامع ہے کہ شامل ہے اللہ و کتب و رسل کی تصدیق کو اقرار کو فعل سے ابن کثیر کہتے ہین لفظ
ایمان کا لغت مین تصدیق محض پر بولا جاتا ہے اللہ نے فرمایا یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ یوسف کے بہائیون
نے اپنے باپ سے کہا تہا وَمَاۤ اَنۡتَ بِمُؤۡمِنٍ لَّنَا وَلَوۡ كُنَّا صٰدِقِيۡنَ اسی طرح جب یہ لفظ ہمراہ اعمال کے آتا ہے
تو بمعنے تصدیق ہوتا ہے کقولہ تعالیٰ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جب مطلقًا مستعمل ہوگا تو ایمان
شرعی بغیر اعتقاد و قول و عمل کے نہین ہوتا ہے اکثر ائمہ کا یہی مذہب ہے بلکہ شافعی و احمد و ابو عبیدہ وغیرہ نے
اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ایمان قول و عمل ہے گہٹتا ہے بڑہتا ہے اس باب مین بہت سی احادیث و آثار آئی
ہین جنکو ابن کثیر نے اول شرح بخاری مین علیحدہ ذکر کیا ہے جس نے ایمان کی تفسیر اس جگہہ خشیت کے ساتہ
کی ہے اُسکی یہ دلیل ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَيۡبِ وقولہ مَنۡ خَشِيَ الرَّحۡمٰنَ
بِالۡغَيۡبِ وَجَآءَ بِقَلۡبٍ مُّنِيۡبٍ یہ خشیت خلاصہ ہے ایمان و علم کا اللہ نے فرمایا اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا
یعنے نہین ڈرتے اللہ سے مگر عالم پہر دوسری جگہہ یون کہا ہے ذٰلِكَ لِمَنۡ خَشِيَ رَبَّهٗ یہ جنت اُس کے لیے ہے جو
اپنے رب سے ڈرتا ہے معلوم ہوا کہ بہشت حصہ اہل علم ہی کا ہے رہی یہ بات کہ مراد غیب سے اس جگہہ کیا چیز ہے
کسینے کہا اللہ فرشتے کتابین رسول و دن آخرت کا اور جنت و نار و لقاء الہی ہے یہ لوگ ایمان لائے ہین اس
بات پر کہ بعد مرنے کے پہر جی اٹہینگے سو یہ سب غیب ہے ابن عباس نے کہا غیب وہ ہے جو طرف سے خدا کے آیا ہے
کسی نے کہا قرآن ہے بعض نے کہا جو شخص ایمان لایا اللہ پر وہ ایمان لایا غیب پر کسی نے کہا مراد غیب سے اسلام
ہے کسی نے کہا قضا و قدر ہے سو یہ سارے معنے ملتے جلتے ہوئے ہین یہ ساری چیزین بن دیکہی ہین سب پر
ایمان لانا واجب ہے ابو جمعہ نے کہا ہمنے کہانا کہایا صبح کا ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہمارے ساتہ ابو عبیدہ
بن جراح تہے اُنہونے کہا اے رسول خدا بہلا ہم سے کوئی بہتر بہی ہے ہم ہمراہ آپ کے اسلام لائے آپ کے
ساتہ ہوکر ہمنے جہاد کیا فرمایا ہان ایک قوم بعد تمہارے آویگی جو مجہ پر ایمان لاویگی اُنہونے مجہے دیکہا نہیں
ہے رواہ احمد دوسرا لفظ یون ہے ہمنے کہا ای رسول خدا بہلا کوئی قوم ہم سے زیادہ اجر مین ہوگی ہم
اللہ پر ایمان لائے ہمنے آپ کی پیروی کی فرمایا تم کو اس بات سے کون منع کرتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

تمہارے بیچ مین موجود ہین ہر دم آسمان سے وحی چلی آتی ہے بلکہ ایک قوم بعد تمہارے ہوگی اُنکو ایک کتاب درمیان
دو لوح کے ملیگی وہ اُس کی تصدیق کرینگے جو کچھ اُس کتاب مین ہوگا اُسپر عامل ہونگے اُنکا اجر تمہارے اجر سے دوچند
بڑا ہے رَوَاہُ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ مراد کتاب سے اس جگہہ یہی مصحف شریف ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ عمل کرنا وجادت پر جائز ہے
فتح الباری مین لکھا ہے کہ صحابہ کی فضیلت سے کوئی چیز برابری نہین کر سکتی انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا ہے نرے اجر کے زیادہ ہونے سے یہ بات لازم نہین آتی ہے کہ غیر صحابہ افضل ہون صحابہ پر اسلیے کہ اجر کی کمی
وبیشی باعتبار عمل کے ہوتی ہے سو مشاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی عمل نہین پاتا ہے انتہے لفظ عمرو بن
شعیب عن ابیہ عن جدہ کا یہ ہے بہت پسند مخلوق مجھکو ایمان مین وہ قوم ہے جو بعد تمہارے ہوگی اُنکو صحیفے
ملینگے اُن مین کتاب ہوگی وہ ایمان لائینگے اُسپر جو کچھ کہ درمیان اُن صحف کے ہوگا رَوَاہُ ابْنُ عَرَفَۃَ
ابو حاتم نے کہا مغیرہ بن قیس اس سند مین منکر الحدیث ہے لیکن اسی کے لگ بھگ ابو یعلی ابن مردویہ حاکم نے
بھی حدیث محمد بن حمید کو روایت کیا ہے حاکم نے اُس کو صحیح بتایا ہے ان حدیثون مین بشارت ہے متبعین
کتاب وسنت کو لیے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکھا ہے فقط قرآن کو پایا ہے اُسپر ایمان
لائے ہین عمل کیا کرتے ہین لغت مین غیب ہر اُس چیز کو کہتے ہین جو تجھ سے غائب ہو کسی نے کہا مراد
غیب سے اس جگہہ دل ہے یعنی سچے دل سے تصدیق اس کتاب کی کرتے ہین کسی نے کہا جس چیز کی خبر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور وہ عقل سے دریافت نہین ہو سکتی ہے جیسے علامات قیامت عذاب
قبر حشر نشر صراط میزان بہشت دوزخ وہ سب غیب ہے حدیث جبریل علیہ السلام مین ایمان شرعی اسی کو
ٹھیرایا ہے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تصدیق کرے تو اللہ کی اُسکے فرشتون کتابون رسولون کی دن
آخرت کی ایمان لائے تو قدر پر خیر ہو یا شر یہ حدیث بخاری مین بلفظ وَالْقَدَرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ آئی ہے
حدیث نزیلہ بنت اسلم مین ذکر تحویل قبلہ یون آیا ہے کہ جب اُنکو یہ خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے منہ طرف قبلہ کی کیا تو وہ بھی اندر نماز کے پھر گئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی فرمایا
اُولٰٓئِکَ قَوْمٌ اٰمَنُوْا بِالْغَیْبِ یہ وہ قوم ہے جو غیب پر ایمان لائی اسکو ابن حاتم وطبرانی وابن مندہ
وابو نعیم نے روایت کیا ہے عوف بن مالک نے مرفوعاً کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کاشکے مین اپنے بھائیون کو دیکھتا صحابہ نے کہا کیا ہم آپ کے بھائی نہین ہین فرمایا ہان ہو لیکن
ایک قوم بعد تمہارے آویگی جو مجھ پر تمہارا سا ایمان لاویگی تمہاری سی تصدیق کرے گی تمہاری سی
مدد مجھکو دیگی سو کاش مین اُنکو ملتا اُن بھائیون سے ملاقات کرتا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِیْ مُسْنَدِہٖ
اس حدیث کا مصداق کامل اہلحدیث کا گروہ ہے اُنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بھائی کہا ہے

اُنکی یہ پہچان بتائی ہے کہ وہ ایمان و تصدیق و نصرت نبوی مین مثل صحابہ کے ہونگے سو یہ وصف سوا اس قوم کے کسی
دوسری قوم مین معلوم نہین ہوتا کیونکہ یہ اُسی طریقہ پر قائم ہین جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ رسول قائم تھے
احیاء سنت سے ہمیشہ نصرت دین اسلام کرتے ہین قلع وقمع بدعات سے مددگار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہتے
ہین و للہ الحمد ابو امامہ باہلی کا لفظ مرفوع یہ ہے خوشی ہو اُسکو جس نے مجھے دیکھا مجھ پر ایمان لایا یعنے ایک بار
پھر خوشی ہو اُسکو جو مجھ پر ایمان لایا اور اُس نے مجھے نہین دیکھا ہے یعنی سات بار اخرجہ احمد والطیالسی و
البخاری فی تاریخہ والحاکم ابن مسعود کہتے ہین قسم ہے اُسکی کہ جسکے سوا کوئی معبود نہین ہے نہین ایمان
لایا کوئی شخص بہتر ایمان بالغیب سے پھر یہ آیت پڑہی الم الایۃ تابعین کے قول ایمان بالغیب مین بہت ہین
راجح یہی ہے کہ ایمان شرعی ان سب مذکورات پر صادق آتا ہے اعمال داخل ہین ایمان مین حدیث ابوہریرہ
مین مرفوعاً آیا ہے ایمان کچھ اوپر ستر شعبے ہے افضل اُن مین کہنا ہے لا الہ الا اللہ کا ادنی اُن مین دور کرنا ہے
ایذا کی چیز کا رستے سے حیا ایک شاخ ہے ایمان کی اسکو شیخین نے روایت کیا ہے وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ
درست کرتے ہین نماز کو یعنے ہمیشہ نماز ٹھیک وقت پر بلا تاخیر بدون قضا کے ارکان وسنن وہیأت
ثابتہ کے ساتھ ادا کرتے ہین فرائض وحدود وافعال نماز کو خلل پڑنے سے بچاتے ہین اصل معنے اقامت کے یہ ہین
کہ ہمیشگی کرے ثابت رکھے معلوم ہوا کہ جو شخص وقت پر نماز نہین پڑہتا یا بعض وقت کی نماز پڑہتا بعض وقت
کی اٹھا جاتا ہے یا بے وقت ادا کرتا ہے یا اس طرح نہین پڑہتا جس طرح حدیث سے ثابت ہے یا غفلت کے ساتھ
بے پرواہی سے پڑہتا ہے وہ مقیم صلوۃ نہین ہے بلکہ ایک نماز فرض کے عمداً ترک کرنے سے کفر لازم آجاتا ہے
اگر قبل توبہ کے مرگیا یا مارا گیا تو مرتد ہوا اُسکو مقابر مسلمین مین دفن کرنا نہ چاہیے لوگ دعوی ایمان اسلام کا
رکھتے ہین مگر اکثر نماز مین عمداً ترک کرتے یا تاخیر سے پڑہتے یا غفلت سے ادا کرتے ہین اُنکے انجام کا خدا ہی
حافظ ہے خصوصاً عورات کہ ان سے پابندی اوقات نماز کی کسی طرح نہین ہوسکتی ہے اگر جہنم مین سب سے
زیادہ یہ ہووین تو کیا تعجب ہے ابن عباس نے کہا مراد نماز سے اس جگہ پانچون نمازین ہین قتادہ نے کہا مراد
محافظت ہے وقت ووضو ورکوع وسجود پر کسی نے کہا مراد اقامت سے پورا کرنا رکوع وسجود وتلاوت وخشوع
کا ہے بہرحال حاصل ان سب عبارتون کا آخر کو ایک ہی ہوتا ہے کہ ایسی نماز پڑہے جیسی نماز رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم پڑہتے تھے اس مین سب کچھ آگیا حدیث شریف مین آیا ہے صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي
اس نماز مین رفع یدین آمین بجہر باندہنا ہاتھ کا سینے پر بیٹھنا استراحت کے لیے اعتدال کرنا بعد رکوع
کے وغیرہ سنن سب کچھ تھے اس نماز کی ترکیب مسک الختام شرح بلوغ المرام مین لکھی ہے نماز کا مطلب رسالہ
حقیقۃ الصلوۃ مین کسی نے خوب بیان کیا ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہین

یعنے خدا کی راہ اور اطاعت مین صدقہ دیتے ہین رزق نزدیک جمہور کے وہ چیز ہے جو لائق نفع لینے کی ہو حلال ہو
یا حرام معتزلہ حرام کو رزق نہین کہتے یہ اُنکی غلط فہمی ہے یہ اور بات ہو کہ رزق حرام کا کہانا لینا دینا کبیرہ ہے
مگر رزق ہونے سے تو باہر نہین ہو سکتا اس لفظ سے کہ کچہ خرچ کرتے ہین یہ نکلا کہ اسراف و تبذیر بُری چیز ہے مال
کا اُڑانا خلاف مرضی خدا مین صرف کرنا بڑا گناہ ہے ایسے لوگون کو قرآن شریف مین اخوان الشیاطین فرمایا
ہے یہ مرض اُن امراء مین جو بخیل نہین ہین سب سے زیادہ ہوتا ہے روسا مین کوئی بخل سے ہلاک ہوا تو کوئی اسراف
سے قتادہ نے کہا مراد اس خرچ سے نکالنا زکوۃ کا ہے ابن مسعودؓ نے کہا مراد خرچ کرنا اپنے گہر والون پر ہے
ابن جریر نے کہا آیت شامل ہو زکوۃ فرض و نفل و صدقہ قریب و غریب وغیرہ جملہ نفقات کو ابن کثیر نے کہا اللہ
نے نماز و انفاق مال کو ایک ساتھ بہت جگہہ ذکر کیا ہے یہ اسلیے کہ نماز حق ہو اللہ کا عبادت ہو خدا کی یہ عبادت مشتمل ہے خدا کی توحید
و ثنا و تمجید اور اپنی عاجزی و دعا و توکل پر انفاق احسان کرنا ہے ساتھ مخلوق خدا کے یہ نفع متعدی ہوتا ہے
سو سب سے اولی تر ساتھ اس احسان کے قرابت والے گہر والے مملوک ہین پہر اجنبی لوگ اول فاول ثم الاول فالاول بعدہ روز ش
اسلیے ساری نفقات واجبہ اور زکوۃ مفروضہ اس آیت مین داخل ہین اسی لیے صحیحین مین ابن عمرؓ سے مرفوعًا
آیا ہے کہ بنیاد اسلام کی پانچ چیزون پر ہے ایک گواہی اس بات کی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰهِ دوسرے قائم رکہنا نماز کا تیسرے دینا زکوۃ کا چوتہے روزہ رکہنا رمضان کا پانچوین حج کرنا خانہ خدا کا ابن کثیر
کہتے ہین حدیثین اس مقدمے مین بہت آئی ہین انتہے وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اور جو یقین
کرتے ہین جو کچہ اترا ہے تجہ پر مراد سارا قرآن ساری شریعت اسلام ہے مطلب قرآن کے اُترنے کا یہ ہے کہ
جبریل علیہ السلام نے آسمان مین اللہ کا کلام سُنا اُسکو جون کا تون لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے
اُس کو اوپر سے نیچے اتار لائے اس سے خدا کا علو و فوق نکلا قرآن کا کانون سے سنا جانا زبانون سے پڑہا
جانا سینون مین محفوظ ہونا مصحفون مین لکہا جانا حرف و صوت کا ہونا ثابت ہوا یہ سارے اوصاف
کلام اللہ کے خود کلام اللہ و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئے ہین وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
اور جو اترا تجہ سے پہلے یعنے اور رسولون پر جیسے صحف ابراہیم زبور داود توریت موسے انجیل عیسے وغیرہا کہ
ان سب پر ایمان لانا اجمالًا فرض عین اور قرآن پر تفصیلًا فرض کفایہ ہے ایک جماعت صحابہ وغیرہ نے
کہا مراد اس آیت سے مومنین اہل کتاب ہین بدلیل قولہ تعالی وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ دوسری جگہہ فرمایا ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ
يُؤْمِنُوْنَ جس طرح کہ مراد آیت اول سے مومنین عرب ہین کسینے کہا نہین بلکہ یہ دونون آیتین حق مین
سارے مومنین کے عربی ہون یا عجمی انسی ہون یا جنی کتابی ہون یا مسلمان آئی ہین شوکانی رحمہ اللہ نے

اسی بات کو راجح کہا ہی پہر کہا دیکہو اللہ نے کئی جگہہ اُن مومنون پر ثنا کی ہے جنہون نے ان دونون امر کو مانا ہے یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ دوسری جگہہ فرمایا ہے اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ تیسری جگہہ کہا ہے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ چوتہی جگہ ارشاد کیا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْہُمْ ابن کثیر نے کہا ہو کہ اگرچہ ساری مومنین اس مین داخل ہین لکن اہل کتاب کو ایک خصوصیت یہ ہو کہ وہ اپنی کتاب پر ایمان مفصل لائی ہین پہر جب مسلمان ہوکر قرآن پر بہی ایمان مفصل لائینگے تو اُنکو دوبارہ اجر ملیگا غیر اہل کتاب کا ایمان اگلی کتابون پر اجمالی ہی ہان کبھی یون بہی ہوتا ہے کہ بہت سو عربون کا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُن لوگون کے ایمان سو جو اسلام مین داخل ہوتے ہین اتم واکمل واعم واشمل ہوا ہے گو اُن کو دوہرا اجر ملے اسلیے کہ اُنکی تصدیق کا ثواب اُنکی دوبارہ اجر پر بڑہ جاوے گا انتہی وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اور آخرت کو وہ یقین جانتے ہین یعنے جتنے کام اُس دن ہونگے جیسے بعث ونشر وحشر وغیرہ کسی مین اُنکو کچہ شک نہین ہو سب کو سچے دل سے تصدیق کرتے ہین معلوم ہوا کہ یہ وصف متقین کا ہے کہ وہ اس یقین کو اساس ایمان اور اسلام سمجھتے ہین بخلاف اہل کتاب کے کہ اُنکا اعتقاد امور آخرت مین صحت سے دور ہے چہ جائے اس کے کہ وہ مرتبہ یقین تک پہونچ سکین ابن کثیر نے کہا ہے مراد آخرت سو اس جگہہ بعث وقیامت وجنت ونار وحساب ومیزان ہے وہ دن بعد دنیا کے آویگا اسلیے اُس کو آخرت ویوم آخر بولتے ہین اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وہ اُنہون نے پائی ہے راہ اپنے رب سے۔ مراد راہ سو نور یا استقامت یا بیان یا برہان یا بصیرت یا توفیق یا سداد بلکہ یہ سب معانی مراد ہو سکتے ہین اس جملہ مین خبر دی ہے حالات متقین سے کہ وہ بسبب کمال استعداد اعمال صالحہ وترک محرمات کے اللہ کیطرف سو کامیاب کامران راہ شناس ہو گئی ہین وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اور وہی ہین مراد کو پہونچے یعنی دنیا وآخرت مین ابن عباس نے کہا پایا اُنہون نے اپنا مطلب وبدعا بچو بدی سو اُس چیز کے جس سے بہاگے تہے کسی نے کہا آگ سو بچے جنت کو پہونچے ابن عمرو کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم بعض قرآن پڑہتے ہین ہم کو امید بندہتی ہے بعض جگہہ ناامیدی آگہیرتی ہے فرمایا کیا مین تم کو جنت دوزخ والون کی خبر نہ دون کہا ہان فرمایا الٓمّٓ سے لیکر مُفْلِحُوْنَ تک ذکر اہل جنت کا ہے کہا ہمین امید ہے کہ ہم یہی لوگ ہون پہر فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ سے عَظِیْمٌ تک ذکر اہل نار کا ہو کہا ای رسول خدا یہ لوگ ہم نہین ہین فرمایا سچ کہتے ہو کذا قالہ ابن ابی حاتم یعنے وہ لوگ جو منکر ہوئے برابر ہے اُنکو تو ڈراوی یا نہ ڈراوے وہ نہ مانینگے یعنے

اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اُس کے رسولون پر اور جدا نہ کیا کسیکو اُن مین ۱۲

اللہ نے اُنپر کفر کو لکھدیا ہو وہ کسی طرح ایمان لانیوالے نہین خواہ اُنکو خوف دلایا جاوے یا نہ دلایا جاوے جس طرح دوسری جگہہ فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْہِمْ کَلِمَتُ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَوْ جَآءَتْہُمْ کُلُّ اٰیَۃٍ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝ تیسری جگہہ حق مین معاندین اہل کتاب کے یہ ارشاد کیا ہے وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَۃٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ ؕ یعنے جسکو خدا نے شقی ٹہیرادیا ہے اُس کو کوئی سعید نہ کرے گا جس کو اللہ نے گمراہ کردیا ہے اُسکو کوئی راہ پر نہ لگاویگا پہر اے رسول تو اپنی جان اس حسرت مین کیون کہوتا ہے تو تو رسالت کو پہونچادے کوئی مانے یا نہ مانے جو مانیگا وہ اپنا بہلا کریگا جو نہ مانیگا وہ تیرا کیا بگاڑ کرسکتا ہے اُسکے لیے تیری بلا رنج کرے تیرا کام ابلاغ کا ہے حساب لینا ہمارا کام ہے ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حرص تہی کہ ساری لوگ ایمان لے آوین ہدایت کی راہ پر چلین آپ کا کہنا مانین اللہ نے فرمایا ایمان نہین لاتا مگر وہی شخص جسکے لیے پہلے سے سعادت مقرر ہوچکی ہے گمراہ وہی ہوتا ہے جو پہلے سے بدبخت ٹہیر چکا ہے ابو العالیہ نے کہا یہ آیتین حق مین قاعدین احزاب کے اتری ہین جنکے حق مین اللہ نے دوسری جگہہ یون فرمایا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَہُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَہَنَّمَ یَصْلَوْنَہَا علماء نے کہا ہے یہ آیت عام ہے مگر معنے اس کے خاص ہین یعنی مراد اس سے وہ شخص ہے جسکا کفر پر مرنا اللہ کے علم مین ٹہیر چکا ہے اللہ نے یہ چاہا کہ لوگون کو یہ بات جتادے کہ اُن مین ایسے آدمی بہی ہین جنکا یہ حال ہوگا خاص تعیین کسی شخص کی نہین ہے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ ؕ وَعَلٰۤی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ ؗ وَّلَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ مُہر کردی اللہ نے اُن کے دلون پر اور اُنکے کان پر اور اُنکی آنکہون پر ہے پردہ اور اُنکے لیے ہے بڑی مار دل کان آنکہہ کا ذکر اسلیے کیا کہ علم کے یہی تین رستے ہین دل سے انسان سمجہتا ہے کان سے سنتا ہے آنکہہ سے دیکہتا ہے سو جب دل پہ کان پر مہر لگ گئی آنکہہ پر پردہ پڑگیا تو اب نہ ہدایت کو سمجہ سکتے ہین نہ حق کو دیکہہ سکتے ہین نہ سن سکتے ہین بعض اہل علم کہتے ہین اس آیت مین خبر دی ہے اس بات کی کہ وہ حق بات کے سننے سے تکبر و اعراض کرتے ہین ابن جریر نے کہا یہ قول ٹہیک نہین اسلیے کہ اللہ تعالی نے تو یہ کہا ہے کہ ہم نے اُنکے دل پر مہر کردی ہے زمخشری نے ابن جریر کا رد پانچ طرح پر کیا ہے مگر ابن کثیر کہتے ہین کہ وہ سب وجوہ ضعیف ہین اعتزال نے اُسکو یہ جرءت دلائی کہ خدا کا مُہر لگانا اُس کے اعتقاد مین ایک امر قبیح ٹہیرا اگر وہ اس آیت مین غور کرتا فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَہُمْ وقولہ نُقَلِّبُ اَفْئِدَتَہُمْ وَاَبْصَارَہُمْ الآیہ تو رد مذکور نہ کرتا یہ بات جان لیتا کہ اللہ تعالی اُنکے دلونپر مُہر لگاکر درمیان اُنکے اور درمیان ہدایت کے حائل ہوگیا ہے اُن کی ترک حق و تمادی باطل کی یہ پوری پوری سزا جزا ہے قرطبی نے کہا امت کا اجماع ہے اس بات پر کہ اللہ نے اپنے نفس کو موصوف کیا ہے ساتہ ختم و طبع کرنے کے کافرونکے دلونپر جس طرح فرمایا بَلْ طَبَعَ اللّٰہُ عَلَیْہَا بِکُفْرِہِمْ

پھر حدیث تقلیب قلب کو ذکر کیا پھر اس دعا کو یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک پھر حدیث حذیفہ کو جس میں ذکر
عرض فتنوں کا دلوں پر آیا ہے یہ حدیث بخاری میں ہے ابن جریر کہتے ہیں حدیث ابوہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ مومن
جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل میں ایک کالا نکتہ پڑجاتا ہے اگر توبہ کرلی رک گیا باز رہا تو دل کو صیقل ہوگئی
اور اگر زیادہ گناہ کیا تو نکتہ بھی بڑھتا گیا یہاں تک کہ ساری دل پر چھا گیا یہ وہی رَین ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ه اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے نسائی نے بھی روایت کیا
ہے پھر ابن جریر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اس بات کی کہ جب گناہ دل پر لگاتار آتے ہیں تو
دل کو بند کر دیتے ہیں جب دل بند ہوگیا تو اللہ کیطرف سے اُس پر مہر لگ گئی اب نہ ایمان اس تک جا سکتا ہے نہ کفر وہاں
سے باہر آسکتا ہے یہی مطلب ہے اس آیت شریف کا غرض کہ مہر تو دل پر کان پر لگتی ہے آنکھ پر پردہ پڑتا ہے
قال تعالیٰ وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً مجاہد نے کہا رَین طبع سے ہلکا ہے طبع اقفال
سے کم ہے اقفال سب سے زیادہ سخت ہے باقی رہا عذاب عظیم سو مراد اس سے اس جگہ عذاب آخرت عقاب ثابت
ہے یا قتل و قید دنیا عذاب نام ہے ہر اُس چیز کا جو انسان کو تکلیف دیتی ہے کوئی چیز کیوں نہ ہو عظیم نقیض
ہے حقیر کی جس طرح کبیر نقیض ہے صغیر کی اس بنیاد پر عظیم کبیر سے بڑھکر ٹھیرا جس طرح کہ حقیر صغیر سے کمتر ہے پہلے
اللہ تعالیٰ نے چار آیتوں میں ذکر مومنین مخلصین کا کیا تھا پھر دو آیت میں ذکر خالص کافروں کا فرمایا اب تیرہ آیتوں
میں ذکر منافقین کا فرماتا ہے یہ وہ گروہ ہے جو نہ ادھر ہے نہ ادھر ظاہر میں موافق مومنین کے تھے باطن میں مطابق
کافرین کے اسلئے اس فرقہ سیوم کے حق میں یوں فرمایا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ابن کثیر
کہتے ہیں اس فرقہ کا حال اکثر لوگوں پر مشتبہ رہتا تھا اسلیے کئی وصف اُنکے بیان فرمائے ہر وصف ایک طرح
کا نفاق ہے ان کا ذکر سورۂ براءت میں سورہ منافقین میں سورہ نور وغیرہ میں آیا ہے تاکہ سب لوگ انکا
حال معلوم کرکے بچتے رہیں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ه ایک لوگ
وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور انکو یقین نہیں ہے یہ آیت شریف حق میں عبد اللہ
بن ابی و معتب بن قشیر و جد بن قیس اور انکے یاروں کے اُتری ہے یوم آخر سے وہ وقت مراد ہے جو منقطع نہ ہو
بلکہ ہمیشہ رہے سو ایسا وقت قیامت کا دن ہے خدا نے اُن سے نفی ایمان کی بالکل کر دی کہ کسی زمانے میں بھی ایمان
نہ لاوینگے يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ج دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے خداع لغت میں معنے
فساد آیا ہے مطلب یہ ہوا کہ مفسدوں کا سا کام کرتے ہیں گو اللہ پر کسی کا فساد مخفی نہیں رہتا ہے وَمَا يُخٰدِعُوْنَ
اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ه اور کسی کو دغا نہیں دیتے مگر آپ کو اور نہیں بوجھتے نفاق اس بات کو کہتے ہیں کہ
خیر ظاہر کرے شر چھپائے سو یہ کئی طرح پر ہوتا ہے ایک نفاق اعتقادی ہے ایسے نفاق والا دوزخی ہے دوسرا

عملی ہو یہ اکثر نوبت کہا ابن جریج نے کہا منافق وہ ہے جس کا قول خلاف اُسکے فعل کے ہو اور اُسکا خلاف اُسکے علانیہ کے ہو اور غل کچھ مخرج کچھ حاضر کچھ غائب کچھ تھا مفتون کا حال یہ ہے مین اسلیے اترا کہ مکے مین نفاق نہ تھا وہان جو شخص بخلاف ہوتا وہ ناخوشی سے اظہار کفر کرتا باطن مین مومن ہوتا جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینے مین ہجرت کر آئے یہان کے انصار بت پرست تھے یہود اپنے اگلون کی چال پر چلتے تھے جب بدر کی لڑائی ہوئی تو عبداللہ بن ابی بن سلول اور اعراب حوالی مدینہ نے نفاق ظاہر کر دیا یہ عبداللہ قبیلہ خزرج سے تھا اللہ نے اہل ایمان کو خبردار کر دیا کہ تم اُنکے ظاہر حال پر دہوکا نہ کہاؤ وہ دل مین کافر ہین گو ظاہر مین اعتقاد ایمان ظاہر کرتے ہین معلوم ہوا کہ فجار کے حق مین کبہی گمان خیر نہ کرے آیت کا یہ مطلب ٹہیرا کہ یہ لوگ یون خیال کرتے ہین کہ جس طرح کفر کو چہپا کر ایمان کو جتا کر ہمنے لوگون کو دہوکا دیا ہے اسیطرح یہ فقرہ ہمارا سامنے اللہ کے اور اہل ایمان کے بہی چل جاویگا اسلیے اللہ تعالی نے اُنکے مقابلہ مین یہ کہا کہ یہ تمہارا فقرہ تمہاری ہی جان پر وبال ہوگا گو تم نہین جانتے ہو ان باتون سے نہ کچہ خدا تعالی کا بگڑتا ہے نہ مومنون کا کچہ بگاڑ ہوگا بلکہ پانی کا ہنگا تمہاری ہی اوپر آویگا ابن جریج نے کہا اُن کی دغابازی یہ تہی کہ ظاہر مین لا الٰہ الا اللہ کہکر اپنا مال وخون بچا لیتے تہے مگر جی مین اُنکے اور ہی کچہ بسا تہا قتادہ نے کہا منافق وہ ہے جو بدخلق ہو زبان سے تصدیق کرے دل سے انکار رکہے قول کچہ ہو عمل کچہ صبح کو اور حال شام کو اور حال ناؤ کی طرح کہ جدہر کی ہوا چلی اُدہر ہو گئی لاحول ولا قوۃ الا باللہ ابن سیرین نے کہا سلف کے نزدیک کوئی آیت شریف اس آیت سے زیادہ تر خوفناک نہ تہی فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا اُنکے دل مین آزار ہے پہر زیادہ دیا اللہ نے اُنکو آزار مرض اسی چیز کو کہتے ہین جو آدمی کو حد صحت و تندرستی سے نکال دے جیسے کوئی علت یا نفاق یا تقصیر کسی امر مین بعضے نے کہا مرض نام ہے درد کا اس صورت مین یہ لفظ واسطے فساد عقیدہ کے ادہار لیا گیا خواہ شک و نفاق ہو یا انکار و تکذیب جس قدر اللہ کی نعمتین دینی و دنیاوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادہ ہوتی تہین اتنا ہی ان کا مرض نفاق زیادہ ہوتا جاتا تہا یہ جملہ بددعا ہے اُنپر کہ تم اسی طرح سے شک و حسرت و نفاق مین پڑے رہو ابن زید نے کہا مراد مرض دین ہے نہ مرض بدن عکرمہ وطاؤس نے کہا مراد اس مرض سے ریا ہے کسی نے کہا یہ مرض شک کرنا تہا اسلام مین اللہ تعالی نے فرمایا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ یعنی شر پر شر ضلالت پر ضلالت بڑہتی جاتی ہے گویا یہ جزا جنس عمل سے ہے کہ جیسا کیا ویسا ہی پایا اُنکے مقابلے مین یہ آیت ہے وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ دوسرے موضع قرآن مین فرمایا ہے ایک آزار یہ تہا کہ جس دین کو دل نہ چاہتا تہا ناچار قبول کرنا پڑا دوسرا آزار اللہ نے یہ زیادہ دیا کہ حکم جہاد کا کیا جنکے خیرخواہ تہے اُن سے لڑنا پڑا انتہے وَلَهُمْ عَذَابٌ

اَلِیْمٌۢ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ۝ انکو دکھہ کی مار ہے اسپر کہ جھوٹ کہتے تھے۔ ابن عباسؓ نے کہا قرآن مین جہان کہین لفظ اَلِیْمٌ کا آیا ہے مراد اُس سے سوجع ہے یعنی عذاب درد ناک جسکا دکھہ دل کے اندر جا گھستا ہے جھوٹ یہ ہوتا ہے کہ کسی چیز کا حال خلاف اسکی ماہیت کے ظاہر کرین یہ حرام ہے کیونکہ اسپر عذاب کا استحقاق بیان کیا ہے اُنکا جھوٹ یہ تہا کہ مومن نتھے مگر آپ کو مومن کہتے تھے ابو السعود نے کہا ہے تبدیل تحریف کیا کرتے تہے انتھی **ف** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ بعض منافقین کو جانتے پہچانتے تہے مگر اُنکو قتل نہ کیا اسلیے کہ عرب کہین یہ بات نہ کہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہین کیونکہ اُنکا قتل کرنا تو کفر پر ہوتا مگر یہ گنوار ظاہر مین انکو مسلمان سمجھتے تہے وہ اس حکمت کو کاہے کو بوجھتے مفت مین بدنام کرتے یہ ویسی بات ہے کہ باوجود معلوم ہونے سوء اعتقاد مؤلفۃ القلوب کے اُنکو دیتے لیتے رہتے تہے اسکے سوا اور بہی جواب ہین جنکا ذکر ابن کثیر نے کیا ہے

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝ جب کہا جاتا ہے اُنکو کہ فساد نہ ڈالو ملک مین تو کہتے ہین کہ ہمارا کام تو سنوار ہے سن رکھو وہی ہین بگاڑنیوالے پر نہین سمجھتے۔ ایک جماعت صحابہ نے کہا کہ مراد فساد سے اس جگہہ کفر و گناہ کرنا ہے جسنے زمین مین اللہ کی نافرمانی کی یا حکم کسی معصیت کا دیا تو اُسنے زمین مین فساد ڈالا کیونکہ درستی ملک کی صلاح مین و آسمان کی طاعت سے ہے سلمان نے کہا ابہی اس آیت والے لوگ نہین آئے ابن جریر نے کہا مطلب یہ ہے کہ اس صفت والے فسادی ان لوگون سے جو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تہے کہین بڑہے ہوے ہین یہ مطلب نہین ہے کہ اس صفت کا کوئی آدمی اس وقت مین موجود نہ تہا پہر کہا کہ بڑے مفسد زمین مین یہی اہل نفاق ہین خدا کا گناہ کرتے ہین فرائض بجا نہین لاتے دین مین شک رکھتے ہین مومنون کے دعوے کو جہٹلاتے ہین اہل تکذیب کے مددگار ہین اسپر اُنکو یہ خیال ہے کہ وہ ملک و حال کی اصلاح کرتے ہین ایک فساد ملک کا یہ ہے کہ ایمان والے کفار کے یار دوست ہو جاوین قال تعالٰی وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ اللہ پاک نے اس آیت شریف مین رشتہ دوستی کا مومن و کافر سے کاٹ دیا دوسری جگہ فرمایا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اس مین صریح نہی ہے اس بات کی کہ مسلمان کسی کافر سے دوستی یاری کرے نہی کا فائدہ تحریم ہوتا ہے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کسی کافر کا دوست ہے دل سے انکار اسکی دوستی کا نہین رکہتا ہو وہ مرتکب حرام ہے مسلمان مخلص نہین ہے بلکہ منافق خالص ہے یہ دوستی زمین مین کوئی فتنہ و فساد کھڑا کرے گی چنانچہ نتیجہ اس دوستی کا آج کل سب اہل تجربہ پر ظاہر ہے ابن عباس نے کہا کہ جب ان سے کہو کہ تم فساد نہ کرو تو وہ یہ کہتے ہین کہ ہم تو درمیان دونون فریق مومنین و اہل کتاب کے صلح کرانے ہین اللہ نے فرمایا جسکو یہ اصلاح سمجہتے ہین

وہی لوگ ہیں فسادی لیکن نہیں سمجھتے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ
السُّفَهَاءُ وَلَٰكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ جب کہا جاتا ہے انکو ایمان میں آؤ جس طرح ایمان میں آئے سب لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم اس
طرح مسلمان ہوں جیسے مسلمان ہوئے بے وقوف سنتا ہے وہی ہیں بیوقوف پر نہیں جانتے پہلی آیت میں منافقوں کا
فساد مذکور تھا اس آیت میں انکو حکم ایمان لانیکا فرمایا مراد لوگوں سے اس جگہہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
کیا مہاجرین کیا انصار یا عبد اللہ بن سلام اور انکے یار ف اس آیت سے معلوم ہوا کہ توبہ زندیق کی قبول ہوتی
ہے زبان سے اقرار کرنا بھی ایمان ہوتا ہے مطلب یہ کہ جیسے سب لوگ اللہ و ملائکہ و کتب و رسل و بعث بعد الموت
جنت و نار پر یقین لائے ہیں اسی طرح تم بھی یقین لاؤ وہ اسکے جواب میں کہتے ہیں کیا ہم ان اصحاب کی طرح یقین
لائیں یہ تو احمق ہیں سفیہ لغت میں جاہل ضعیف الرای کو کہتے ہیں جو نفع نقصان اچھی طرح نہیں سمجھتا چنانچہ
اسی لیے اللہ تعالی نے عورتوں اور بچوں کو سفہاء فرمایا ہے وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا
عامہ علماء نے سفہاء کی تفسیر یہی کی ہے کہ مراد اس جگہہ نساء و صبیان ہیں اللہ تعالی نے جواب دیا کہ وہ خود ہی احمق
ہیں اس سے زیادہ اور کیا انکی حماقت ہوگی کہ وہ اپنی ضلالت و جہل ہی کو نہیں جانتے ہیں ان سے بڑھ کر اور کون
اندھا اور ہدایت سے دور تر ہوگا وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا
مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ۝ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ جب ملاقات کرتے
ہیں مسلمانوں سے کہتے ہیں ہم مسلمان ہوئے اور جب اکیلے جاتے ہیں پاس اپنے شیطانوں کے کہتے ہیں ہم ساتھ
ہیں تمہارے ہم تو ہنسی کرتے ہیں اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے اور بڑھاتا ہے انکو انکی شرارت میں بہکے ہوئے مراد شیاطین
سے اس جگہہ انکے سردار اور بڑے رئیس گروہ یہود و مشرکین کے ہیں وہ علماء یہود و رؤساء کفر کے پاس جاکر
اپنا اتحاد دلی ظاہر کرتے تھے کہتے ہم تم ایک ہیں ہم تو ان مسلمانوں کو مسخر بناتے ہیں ان سے دل لگی کرتے
ہیں ہم کچھ سچ مچ ایمان نہیں لائے اللہ نے جواب ترکی بترکی دیا کہ تم کیا ان سے ہنسی کروگے اللہ خود تم سے ہنسی
کرتا ہے تمہاری گمراہی بڑھتی جاتی ہے اس ہنسی کا نتیجہ تم کو قیامت کے دن معلوم ہوجاویگا قال اللہ تعالی
يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ
فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ دوسری
جگہہ فرمایا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا الآية سو اس قسم کی آیتیں گویا اللہ
تعالی کا استہزاء و مکر و خدیعت و سخریہ ہے ساتھ منافقین و مشرکین کے اور وہی کہا ہے بلکہ استہزاء ہذا کا ان
سے یہ ہے کہ انکو ملامت کی ہے جتنی کی ہی ہے انکے کفر و عصیان پر کسینہ کہا مراد یہ ہے کہ ہم اس استہزاء کی سزا و
جزاء دینگے اول ظلم تھا دوسرا عدل ہے کسینہ کہا جس طرح وہ اپنے شیطانوں سے مکر یہ بات کہتے ہیں کہ ہم

رسول اللہ مین تھا سو ہمراہ ہین اسیطرح اللہ نے دنیا مین انکے مال وخون کو محفوظ رکھا آخرت مین انپر عذاب و نکال ہوگا تو یہی اللہ کا استہزا ہے انکے ساتھ ابن جریر نے اسی قول کو قوت دی ہو اس لیے کہ ہونا مکر وخدع وسخریہ کا بطور لعب و عبث کر خدا سے منتفی ہے مگر بطریق مقابلہ و انتقام کے براہ عدل ومجازات کچھ منع نہین ہے بعض نے کہا جب یہ لوگ کوئی گناہ کرتے ہین تو اللہ ایک نئی نعمت انکو دیتا ہے وہ نعمت درحقیقت نعمت ہے راحت نہین حجت ہے قال اللہ تعالی فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے مراد بڑہانے سے مہلت دینا ہے یہ مہلت انکے لیے ہلاکت ہے قال تعالی أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَل لَّا يَشْعُرُونَ وقال تعالی سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ٥ ابن جریر نے کہا ٹھیک بات یہ ہے کہ ہم انکو مہلت دیکر انکی سرکشی و تمرد کو بڑہاتے ہین جس طرح فرمایا ہے وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ٥ طغیان یہ ہے کہ کسی کام مین حد سے تجاوز کرے جس طرح کہا ہے إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ابن عباس وغیرہ صحابہ نے کہا ہے مراد طغیان سے اس جگہہ کفر ہے ابن زید نے کہا ہے مراد ضلالت ہے بعض نے کہا ہے آنکھہ کی کوری کو عمے کہتے ہین دل کی کوری کو عمہ بولتے ہین کبھی بجاے عمہ عمی بھی استعمال مین آجاتا ہے جیسے فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ٥ مطلب یہ ہے کہ دل کے اندہے ہین انکے ہیے کی پہوٹ گئی ہین یہانتک کہ وہ اپنا نقصان تک نہین پہچانتے اپنی چالاکی کو عقل سمجہ رکہا ہے وہ ساری عقل ایک دن انکو جہنم کی سیر کراویگی أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ٥ یہ لوگ وہی ہین جنہون نے خرید کی راہ کے بدلے گمراہی سو نفع نہ لائی انکی سوداگری اور نہ راہ پائی انہون نے ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے کہ مطلب اسکا یہ ہے کہ گمراہی لی ہدایت چہوڑی ابن عباس نے کہا ایمان دیکر کفر مول لیا مجاہد نے کہا ایمان لاکر کافر ہوئے قتادہ نے کہا انہون نے گمراہی کو ہدایت پر دوست رکہا یعنے جس طرح خدا نے فرمایا ہے وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ یہ قتادہ نے کہا واللہ تم نے انکو دیکہا ہے کہ وہ راہ سے نکلکر گمراہ ہوگئے ہین جماعت سے باہر آکر فرقت کی طرف چلو گئے ہین امن چہوڑکر خوف مین جا پڑے ہین سنت سے علیحدہ ہوکر بدعت پر اڑگئے ہین اصل پونجی پر جو آمد زیادہ ہو اسکو ربح کہتے ہین سوداگر کے کام کاج کو تجارت بولتے ہین سو انکو اس تجارت مین ٹوٹا ہے نہ نفع کیونکہ راس المال ایمان کو برباد کرکے ضلالت کے معتقد ہوئے ہدایت سے بہک گئے ہین ؎ ہوئی شب کو داد وستد کچہ عجب ڈہب کا بوسے کے لینے پہ ہم جو اڑے ❊ تو لبون پر ملتے ہی لب کے جان دی حسن اور لینے

کے دینی پروہ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ انکی مثال جیسے ایک شخص نے سلگائی آگ پھر جب روشن
کیا اس کے گرد کو لے گیا اللہ انکی روشنی اور چھوڑا انکو اندھیروں میں نظر نہیں آتا بہرے ہیں گونگے اندھے سو
وہ نہیں پھرینگے یعنی اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دین اسلام کو روشن کیا خلق نے اس میں راہ پائی منافق اُس
وقت اندھے ہوگئے آنکھ کی روشنی نہ ہو تو مشعل کیا کام آوے کاش نرا اندھا ہو تو کسی کو پکارے یا کسی کی
بات سنے بہرا بھی ہو گونگا بھی تو وہ کیونکر راہ پر آوے منافقوں کو نہ عقل کی آنکھ ہے کہ آپ پہچانیں نہ مرشد
کی طرف رجوع ہے کہ وہ ہاتھ پکڑے نہ حق بات پر کان کہتے ہیں ایسے شخص سے توقع نہیں ہے کہ پھر آوے اس
مثال میں دلیل ہے اس بات پر کہ یہ لوگ ایمان لاکر کافر ہوگئے جس طرح اللہ نے کئی جگہ فرمایا ہے ذٰلِكَ
بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۝ رازی نے کہا یہ تشبیہ نہایت صحیح
ہے اس لیے کہ انہوں نے ایمان لاکر نور کمایا تھا پھر منافق بنکر اُس نور کو کھو دیا ایک بڑی حیرت میں پڑ گئے
دین کی حیرت سے کوئی حیرت زیادہ بڑی نہیں ہے ابن جریر کا یہ خیال کہ وہ کبھی بھی ایمان نہ لائے تھے اس دلیل
سے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ٹھیک بات نہیں ہے اسلیے
کہ اس آیت میں جو خبر دی ہے وہ انکے نفاق و کفر کا حال ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ پہلے اس سے کبھی انکو
ایمان حاصل نہ ہوا ہو بلکہ وہ ایمان اُس سے لیکر پھر انکے دلوں پر مہر لگا دی گئی ابن جریر کو آیت ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
آمَنُوا الآیۃ شاید یاد نہ ہوئی ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئے تو
کچھ لوگ مسلمان ہو گئے پھر پیچھے سے منافق بن گئے سو انکی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک شخص اندھیرے میں تھا
اُس نے آگ سلگائی آگ کی روشنی میں جو کچھ قذرے وادی تھا وہ سوجھنے لگا اُس نے جو چیز بچنے کی تھی پہچان
لی ناگہاں وہ آگ بجھ گئی اب کچھ نہیں سوجھتا کہ کس چیز سے بچے کس سے نہ بچے یہی حال منافق کا ہے
کہ وہ ظلمت شرک میں پڑا تھا اسلام لایا حرام حلال خیر شر پہچانا اتنے میں پھر وہ کافر ہوگیا اب کچھ بھی نہیں
پہچانتا ابن عباس نے فرمایا مراد نور سے انکا ایمان ہے جسکی بات چیت کرتے تھے مراد ظلمت سے انکی ضلالت
و کفر ہے جس میں وہ پھنس گئے یہ ایک قوم تھی ہدایت پر پھر وہ ہدایت اُن سے لے لی گئی عطا خراسانی نے
کہا یہ آیت شریفہ مثال ہے منافق کی کہ احیاناً دیکھتا پہچانتا ہے پھر اُسکا دل اندھا ہو جاتا ہے ابن زید
نے کہا یہ صفت ہے منافقوں کی کہ وہ پہلے تو ایمان لائے ایمان انکے دل میں چمکا جس طرح آگ والے سلگانے
والے کے روشن ہو جاتی ہے پھر کافر ہو گئے اللہ انکے ایمان کی روشنی لے گیا جس طرح کہ وہ آگ بجھ گئی اب
اندھیرے میں پڑے ہیں کچھ سوجھائی نہیں دیتا ابو العالیہ نے کہا منافق جب کلمہ اخلاص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ

کہتا تو چمک اٹھتا ہی پہر جب اُس نے شک کیا تو اندہیری مین جا گرا قتادہ نے کہا یہ لوگ یعنی منافق دنیا مین کلمہ پڑہکر کہاتے
پیتے نکاح کرتے خون و مال بچاتے ہین جب مرینگے تو اللہ تعالی انکو اندہیرے مین اندہون کی طرح چہوڑ دیگا ابن عباس
نے کہا ظلمت سے مراد عذاب ہے بعد مرنے کے قتادہ نے کہا مرتے وقت اُن سے ایمان لے لیا جاتا ہے اسلیے کہ کچہ اصل اسکی انکے
دل مین نہ تہی نہ وہ عمل انکا کچہ حقیقت رکہتا تہا بلکہ ایک دہوکے کی ٹٹی تہی اب قبر کے اندہیرے مین پڑے رہو وہ لوگ
اندہے بہرے گونگے ہین کہ کبہی طرف ہدایت کی نہ پہرینگے نہ اسلام قبول کرینگے نہ اپنے نفاق و ضلالت سے تائب ہونگے
یہ آگ باطل کی آگ ہے اسکا چمکنا اس لیے فرمایا کہ ہر باطل کی چمک ایک لحظہ ٹہرتی ہے ہوم وہام سے ہو جاتی
عرب کی مثل ہے لِلْبَاطِلِ صَوْلَةٌ ثُمَّ یَضْمَحِلُّ علماء بلاغت نے کہا ہے ضرب المثل کا رتبہ واسطے پردہ کشائی
اور اظہار امر خفی کے بہت بڑا ہے اس لیے اللہ تعالی نے قرآن مجید مین جا بجا مثالین کہاوتین ذکر فرمائی ہین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی اکثر وعظ و نصیحت و گفتگو مین مثال و کہاوت بیان فرمایا کرتے تہے ابن جریر
نے کہا ایک جماعت کی مثال ایک شخص سے بہی ہو سکتی ہے جیسے یہ آیت رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ
كَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ وقال تعالی مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ
یَحْمِلُ اَسْفَارًا ضرب مثل سے قائل کا مطلب سننے والے کے گلے اترتا ہے اسکے دل مین اگر کچہ بہی وہ عقل و شعور رکہتا
ہے تو اثر کامل بخشتا ہے ورنہ اندہے کے آگے رونا اپنی آنکہین کہونا ہوتا ہے مثل ہر زبان مین نیا رنگ رکہتی
ہے عربی فارسی اردو سب لغتون مین مستعمل ہوتی ہے علماء ادب نے اس باب مین مستقل کتابین لکہی ہین جیسے
امثال میدانی و خزینۃ الامثال وغیرہما اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ یَجْعَلُوْنَ
اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِیْطٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ یَكَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ
اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِیْهِ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَیْهِمْ قَامُوْا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ
وَاَبْصَارِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یا جیسے مینہ پڑتا آسمان سے اُس مین ہین اندہیرے اور گرج اور بجلی
ڈالتے ہین انگلیان اپنی کانون مین مارے کڑک کے اور موت کے ڈر سے اور اللہ گہیر رہا ہے منکرون کو قریب ہے کہ
اچک لے بجلی انکی آنکہین جس بار چمکتی ہے اُنپر چلتے ہین اُس مین اور جب اندہیرا پڑا کہڑے رہے اور اگر چاہے اللہ
لیجائے اُنکے کان اور آنکہین بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنے دین اسلام مین آخر کو سب نعمت ہی نعمت
ہے گو اول اُس مین کچہ محنت و زحمت ہو جیسے مینہ کہ اس کے شروع مین اول کڑک اور چمک ہوتی ہے پہر آخر اُس
سے آبادی ہے سو جو لوگ منافق ہین وہ اول کی سختی سے ڈر جاتے ہین اُنکو آفت سامنے آتی ہے جیسے بجلی
مین کبہی اُجالا کبہی اندہیرا ہوتا ہے اسی طرح منافق کے دل مین کبہی اقرار کبہی انکار رہتا ہے ف اللہ
پاک نے شروع سورت سے یہانتک تین لوگون کا حال ذکر فرمایا ایک مومن کا دوسرے کافر کا جنکے دل پر مہر ہے

ع ۲

یعنے اُنکی قسمت مین ایمان نہین لکہا ہو تیرے منافق کا جو دیکہنے مین مسلمان مین اور دل اُنکا ایک طرف نہین ہو ابن کثیر نے کہا یہ ایک دوسری مثال ہے جو اللہ نے منافقون کے لیے بیان فرمائی ہے یہ وہ قوم ہے کہ کبہی تو اظہار حق کرتی ہے کبہی شک ظاہر کرتی ہو اُنکے دل ہمیشہ شک و کفر و تردد مین ہین مثل مینہ کے ظلمات سے مراد شک و کفر و نفاق ہے رعد سے مراد خوف ہی منافقون کو ہمیشہ دہشت و گہبراہٹ رہتی ہے کما قال تعالٰی یَحْسَبُونَ کُلَّ صَیْحَۃٍ عَلَیْہِمْ وقال یَحْلِفُونَ بِاللّٰہِ اِنَّہُمْ لَمِنْکُمْ وَمَا ہُمْ مِنْکُمْ وَلٰکِنَّہُمْ قَوْمٌ یَفْرَقُونَ ۝ لَوْ یَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغَارَاتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَوَلَّوْا اِلَیْہِ وَہُمْ یَجْمَحُوْنَ برق سے مراد ایمان کی چمک ہے جو گاہ گاہ اُن منافقون کے دل مین ہوتی ہے اسلیئے فرمایا کہ وہ کڑک کے ڈر سے کان مین انگلیان دے لیتے ہین لیکن کیا فائدہ کہ اللہ تو اُنکو ہر طرف سے گہیرے ہوے ہے وہ اُسکی قدرت و مشیت و ارادے سے نکلکر کہان بہاگ سکتے ہین قال تعالٰی بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ تَکْذِیْبٍ وَّاللّٰہُ مِنْ وَّرَآئِہِمْ مُّحِیْطٌ ظلمات اسلیے کہا کہ ایک تاریکی رات کی ہوتی ہے دوسری بادل کی تیسری مینہ کی رعد نام ہے ایک فرشتہ کا جو بادل کو ڈانٹتا ہے ابن عباس کہتے ہین یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا تہا رعد کیا چیز ہے فرمایا ایک فرشتہ ہے اُس کے ہاتہ مین آگ کے کوڑے ہین جن سے وہ بادل کو ہانکتا ہے جدہر اللہ چاہے کہا یہ آواز کیا ہے فرمایا یہ ڈانٹ ہے بادل کو کہ جہان کا حکم ہے وہان جاوے کہا سچ ہے الحدیث اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اس کی سند مین اگرچہ کچہ گفتگو ہے لیکن اکثر علماء اسی طرف گئے ہین فلاسفہ و جہلہ متکلمین کا یہ قول کہ یہ آواز رعد کی اجرام ابر کی گڑگڑاہٹ ہے یا پانی زمین کے بخارات ہین یہ بجلی صدمہ بخارات سے نکلتی ہے بالکل بے اصل بات ہے ابن عباس نے کہا رعد نام ہے ایک فرشتہ کا جو ابر کو ہانکتا ہے بجلی چمک ہے اسکے کوڑے کی یہ کوڑا نور کا ہے اُس سے بادل کو گہرکتا ہے اکثر صحابہ و جمہور علماء شریعت یہی کہتے ہین کہ برق ایک مخراق ہے ہاتہ مین فرشتے کے یعنے پہاڑنیوالا کوڑا جب وہ چابک کسی ابر کو مارتا ہے تو وہ ابر جہان کا حکم ہوتا ہے وہان وہان متفرق ہو کر جاتا یا برستا ہے صاعقہ ایک ٹکڑا ہے آگ کا جو مخراق ملک سے وقت شدت غضب و ضرب کے جدا ہو کر گرتا ہے کسی نے کہا یہ آگ فرشتے کے منہ سے نکلتی ہے کسینے کہا نہین بلکہ وقت آواز رعد کے آسمان سے اترتی ہے ابن عمر کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آواز رعد و صاعقے کی سنتے تہے تو یون کہتے تہے اَللّٰہُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُہْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے حدیث غریب کہا ہے غریب ایک قسم ہے حدیث صحیح کی ابن عباس نے کہا لگتا ہے کہ محکم قرآن ساری عیب منافقون کے بتا دیے جب اُنکو کچہ عزت اسلام سے ملتی ہے تو مطمئن ہو جاتے ہین جب کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو کافر ہونے پر طیار ہوتے ہین کقولہ تعالٰی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَہٗ خَیْرُنِ اطْمَاَنَّ بِہٖ جیسے ایک جوان عیسائی کو دیکہا کہ مسلمان بنکر قرآن پڑہنا شروع کیا کئی ماہ تک یہی دہندا رکہا اس امید پر کہ ریاست مین کوئی نوکری معقول تنخواہ کی

ف اور قمین کہا از این اسی کہ وہ بیٹہک تمہین ہیں اور وہ قوم ہیں ڈرتی ہیں اور بیکس وہ ہگا [illegible] مین آلہی ہین بیٹہ بجاو کوئی گہر یا اس کسی سے کی طرف تو اسکی طرف بہاگین بہی جلدی رسیان تو ڑ کر

ف کوئی نہین بلکہ منکر جہٹلانے لگے اور اللہ سے انکا گہیرے کہرے

ف اور بعض کہتے ہیں [illegible] اسکو ماسلا کہتے ہیں [illegible]

ف [illegible]

ہوا ویگی اتفاقاً نئی ال مرتد ہوکر عیسائی ہوگیا یہی حال اکثر نومسلمون کا دیکھا سنا جاتا ہے کہ دنیا کے لیے اسلام قبول کرتے ہین جب
تکلیف رزق کی ہونے لگتی ہے تو اسلام چھوڑ کر پھر کفر اختیار کر لیتے ہین اخلاص اس وقت مین عنقا و کیمیا ہوگیا ہے پرانے اہل اسلام
مین بہی باقی نہ رہا نئے ایمان والون کا کیا ذکر ہے ابن عباس نے کہا ہے مطلب آیت کا یہ ہے کہ وہ حق کو پہچانتے اور کہتے ہین اُنکی
بات مین استقامت ہو مگر جب طرف کفر کے جھکتے ہین تو متحیر ہو کر رہجاتے ہین یہی قول اکثر صحابہ کا ہے ابن کثیر نے کہا ہے و ہو اظہر
بہی یہی قول ہے اسی طرح ان کا حال دن قیامت کے بہی ہوگا کہ جب لوگون کو مطابق اُنکے ایمان کے نور دیا جاویگا کسی کو کئی میل
تک کسی کو کم کسی کو زیادہ پہر کسی کا نور کبہی بجھے گا کبہی چمکے گا کوئی ایک بار صراط پر چلیگا پہر ٹہر جاویگا کسی کا نور بالکل بجھ جاویگا
وہ خالص منافق ہونگے جنکے حق مین فرمایا ہے یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ الی قولہ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا سو مومنین کے حق مین
یون فرمایا ہے یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ الآیۃ وقال تعالی یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ **ف** اس کہنے سے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے عموم قدرت الٰہی
کا ثابت ہوا بلا کسی استثنا کے کوئی بہی چیز کیسی ہی مشکل کیون نہ ہو اللہ سب پر قادر ہے یہ بہی معلوم ہوا کہ حادث وقت
اپنے حدوث کے ممکن وقت اپنے بقا کے داخل مقدورات مین معتزلہ کا یہ خیال کہ استطاعت فعل سے پہلے ہوتی ہے کچھ
ٹہیک بات نہین ہے اس جگہ ذکر قدرت کا واسطے ڈرانے منافقین کے فرمایا ہے تاکہ اسکی سطوت و باس سے ڈر کر ترک
نفاق کرین یہ بات سمجھ لین کہ اگر اللہ اُنکو اندھا بہرا کر دیگا تو کیا دور ہے اس لیے کہ ہر چیز اُس کے احاطے مین ہے وہ ہر چیز پر
قدرت رکھتا ہے یہ نفاق اُنکا سامنے قادر محیط کے کسی طرح نہین چل سکیگا غرضکہ یہ مثال اللہ نے واسطے منافقون کے
بیان کی ہے سو منافق دو طرح کے ہوتے ہین ایک اعتقادی کہ ظاہر مین مسلمان باطن مین کافر و شیطان دوسرے عملی
جنکے حق مین یون فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین جس کسی مین وہ ہون تو وہ خالص منافق ہے اور جس کسی مین ایک ہی چیز ہو تو
اُس مین ایک ہی خصلت نفاق کی ہے جب تک کہ اس خصلت کو چھوڑ نہ دے جب بات کہے تو جھوٹ کہے جب وعدہ کرے
تو خلاف کرے جب اسکو پاس امانت رکھین تو خیانت کرے رَوَاهُ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ و ذکرہ مرفوعاً دوسری روایت مین
جو صحیح بخاری کی ہے کہ جب لڑے تو گالی بکے تیسری روایت مین پانچوین چیز یہ آئی ہے کہ جب عہد کرے تو توڑ ڈالے اس سے
معلوم ہوا کہ انسان مین کبہی ایک شعبہ ایمان کا دوسرا شعبہ نفاق کا ہوتا ہے خواہ عملی ہو جس طرح اس حدیث مین آیا
ہے یا اعتقادی جس طرح آیت شریف سے ثابت ہوا اکثر سلف و بعض علما کا یہی قول ہے یہ ویسی بات ہے کہ قرآن مین فرمایا
ہے وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ معلوم ہوا کہ کفر و شرک باطنی ساتھ ایمان ظاہری کے جمع ہوجاتا ہے
گو فائدہ نہ کرے سو جس طرح شرک ایمان کو تباہ کر دیتا ہے اسی طرح نفاق اخلاص کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیتا ہے کفر و نفاق
کا سایہ غلبہ ہی ہو گیا ان سے بچا رہے اللہم احفظنا ابن کثیر نے کہا ہے یہانتک اللہ نے کئی قسم کے آدمیون کا ذکر فرمایا ہے

ایک خالص مومنین انکا وصف چار آیتون مین اوپر گذر چکا ہے دوسرے خالص کفار انکا ذکر دو آیتون مین ہو چکا ہے تیسرے خالص منافق وہ دو قسم ہین ایک وہ جن کے لیے آگ سلگانے کی مثال دی گئی ہے دوسرے وہ جو متردد ہین کبھی ایمان ظاہر کرتے ہین کبھی ایمان چھپاتے ہین انکی مثال مینہ سے دی گئی ہے یہ پہلی قسم سے کسی قدر ہلکے ہین یہ مقام بعینہ جو میسے مشابہ آیس منزلہ النّور کے ہے جسکا ذکر سورہ نور مین آیا ہے مومن کی مثال وہان چراغ وفانوس سے دی ہے تقریر مثال منکمکی اُس جگہہ مفصل آویگی پھر ابن کثیر نے یہ کہا ہے کہ بعد اس کے اللہ نے مثال ان کفار کی بیان کی ہے جن کو یہ خیال ہے کہ وہ کچھ دین رکھتے ہین حالانکہ وہ کچھ بھی چیز نہین ہین بلکہ اصحاب جہل مرکب ہین کما قال تعالی وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اَعْمَالُھُمْ کَسَرَابٍۭ بِقِیْعَۃٍ یَّحْسَبُہُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓی اِذَا جَآءَہٗ لَمْ یَجِدْہُ شَیْـًٔا الآیۃ پھر مثال ان کفار کی بیان کی جو اصحاب جہل بسیط ہین انکے حق مین یہ فرمایا ہے اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰہُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰىھَا ۭ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ غرضکہ کفار کو دو قسم ٹھیرایا ہے ایک داعیہ دوسرا مقلد چنانچہ ذکر ان دونون کا اول سورہ حج مین یون آیا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّبِعُ کُلَّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ وقال وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا ھُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ اسی طرح اللہ نے تقسیم مومنین کی اول سورۂ واقعہ و آخر سورہ مذکورہ اور سورہ انسان مین دو طرح پر کی ہے ایک سابقین جو مقربین کہلاتے ہین دوسرے اصحاب یمین جنکو ابرار کہتے ہین سو مجموعہ ان آیات سے یہ خلاصہ نکلا کہ مومنین دو قسم ہین مقربین و ابرار اسیطرح کفار دو قسم ہین دعاۃ و مقلدین اسی طرح منافق دو طرح پر ہین ایک منافق خالص دوسرے وہ جن مین کوئی شعبہ نفاق کا ہے جس طرح حدیث سابق ابن عمرؓ مین گذر چکا ابو سعیدؓ مرفوعاً کہتے ہین کہ دل چار طرح کے ہوتے ہین ایک اجرد اُس مین چراغ سا جلتا ہے اجرد کہتے ہین برہنہ کو دوسرا اغلف جسکو غلاف مین باندھ دیا ہے تیسرا منکوس یعنے اوندھا چوتھا مصفح سو اجرد مومن کامل کا دل ہے اُسکا چراغ وہی نور ایمان ہے اغلف کافر کا دل منکوس منافق خالص کا دل ہے کہ حق کو پہچان کر منکر ہو گیا ہے مصفح وہ دل ہے جس مین ایمان و نفاق ہے ایمان کی مثال اسکے اندر ایسی ہے جیسے ساگ جسکو پاک پانی بڑھاتا ہے نفاق کی مثل اسکے اندر ایسی ہے جیسے پھوڑا کہ پیپ لہو اُس کو بڑھاتا ہے سو جونسا مادہ دوسرے مادہ پر غالب آگیا وہی اس دل پر غالب بیٹھا اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے ابن کثیر نے کہا یہ اسناد جید حسن ہے ابن جریر وغیرہ مفسرین کہتے ہین کہ یہ دونون مثالین آیت شریف کی ایک ہی قسم کے منافقون کے لیے ہین ابن کثیر نے کہا یہ باعتبار جنس منافقین کے ہے کیونکہ کئی قسم اہل مین جنکو احوال و صفات کا ذکر اللہ نے سورہ براءت مین کیا ہے انکے اقوال و افعال کا پتا بتایا ہے سو ان دونون مثالون کو دو قسم کے منافقین کے واسطے ٹھیرانا زیادہ تر مطابق ہے انکو احوال و صفات سے واللہ اعلم جس طرح دو مثالین دو قسم کے کافرون کی سورہ نور مین ذکر کی ہین ایک دعاۃ دوسرے مقلدین پہلی قسم کے حق مین مثال سراب کی دی ہے جس کو پیاسا شخص پانی سمجھتا ہے یہ دعاۃ ہین دوسری قسم کے حق مین مثال دریا و تاریکی کی فرمائی ہے یہ مقلدین ہین جو اصحاب جہل مرکب ہین

مین گرفتار مین غلطین اصحاب جبل بسیط مین واسد اعلم انتہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

تَتَّقُوْنَ ۙ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا

تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے بنایا تم کو اور تم سے اگلون کو شاید تم پرہیزگاری

پکڑو جس نے بنا دیا تم کو زمین بچھونا اور آسمان چھت اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اُس سے میوے کھانا تمہارا سو نہ ٹھہراؤ اللہ

کے برابر کسی کو اور تم جانتے ہو **ف** ابن عباس کا یہ قول کہ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ خطاب ہے اہل مکہ کو یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خطاب ہے اہل مدینہ

کو اکثری ہے نہ کلی کیونکہ سورہ بقرہ ونساء وحجرات بالاتفاق مدنی ہین حالانکہ ہر ایک مین ان سورتون سے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ

آیا ہے اور اس جگہ یہ خطاب ساری مکلفین کے لیے عام ہے ابن عباس نے کہا قرآن مین جہان کہین اُعْبُدُوْا آیا ہے اُس کے

معنے یہ ہین کہ وَحِّدُوْا یعنے اللہ کی توحید کرو شرک سے بچو پیدا کرنے کا ذکر اس جگہ اسلیے کیا ہے کہ ساری کافر اللہ کے خالق ہونے

کا اقرار رکھتے ہین وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ اس لیے اسی بات کی سند انپر رکھی جس کے وہ معترف تھے تاکہ انکا

شرک سکین ابن کثیر کہتے ہین اس آیت شریف مین اللہ نے اپنی توحید الوہیت کو بیان فرمایا ہے کہ اس انعام کو تو دیکھو کہ ہم نے

تم کو معدوم سے موجود کیا طرح طرح کی کھلی چھپی نعمتین دین زمین کو پہاڑون سے منضبط کرکے تمہارے چلنے پھرنے کو ایک فراش

بنا دیا آسمان کو چھت کر دیا کما قال تعالیٰ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ فتح البیان مین ہے

اگر کوئی آدمی پاس جہان مین غور کرے تو اُس کو مانند ایک آباد گھر کے پاویگا جس مین ہر حاجت کی چیز موجود ہے آسمان

کو دیکھو چھت کی طرح بلند ہے زمین کو دیکھو فرش کی طرح بچھی ہوئی ہے تارون کو دیکھو چراغون کی طرح روشن ہین انسان کو

دیکھو جیسے گھر کا کوئی مالک ہو پھر اس گھر مین ہر طرح کی روئیدگی ہر طرح کے جانور ہر کام کی چیز موجود و مہیا ہے انسان پر

جس کی تسخیر مین یہ سب اشیاء ہین واجب ہے کہ اسکا شکر بجا لائے اس نعمت کو غفلت سے نہ برتے ؎ ابر و باد و مہ و خورشید

و فلک در کارند ٭ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری ٭ ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار ٭ شرط انصاف نباشد کہ تو

فرمان نبری ٭ ابن کثیر نے کہا ہے کہ مراد آسمان سے اس جگہ بادل ہے یعنے اللہ نے حاجت کے وقت بادل سے مینہ برسایا

اس مینہ سے طرح طرح کی کھیتی اور پھل نکالے یہ مضمون بہت جگہ قرآن پاک مین آیا ہے بہت مشابہ اس آیت سے وہ آیت ہے

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ

اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ مطلب یہ ٹھہرا کہ جب خالق رازق مالک اس گھر کا وہی ایک اللہ ہوا جس نے یہ سب کچھ بنایا ہے تو اب اسی ایک

اللہ لاشریک لہ کی عبادت چاہیے نہ کسی اور کی ہرگز کسی غیر کو اُس کی عبادت مین شریک نہ کرے صحیحین مین ابن مسعود سے آیا ہے

کہ مین نے کہا اے رسول خدا کے کونسا گناہ نزدیک اللہ کے بہت بڑا ہے فرمایا یہ گناہ کہ تو کسی کو برابر اُس کے ٹھہرا دے حالانکہ اُس

نے تجھ کو بنایا ہے اسی طرح حدیث معاذ مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہا تو جانتا ہے اللہ کا

حق اُس کے بندون پر کیا ہے پھر کہا یہ حق ہے کہ اُسی کی عبادت کرین کسی چیز کو اُس کا شریک نہ ٹھہراوین ایک اور حدیث مین

یون آیا ہے تم مین کوئی شخص یون نہ کہا کرے کہ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ بلکہ یون کہے مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ یعنے کسی کا
چاہا کچہ نہین ہوتا ہے جبتک کہ اللہ نہ چاہے جب پہلا اللہ چاہ لیتا ہے تب ہی پہر کوئی بندہ بہی چاہتا ہے والا فلاں کے چاہنے
ولی نہ چاہا اُس نے وہ چاہا ہسکا ہوا ہمارا نہ ہوا۔ حدیث طویل طفیل بن سخبرہ مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
بات سے منع کیا کہ کوئی یون کہے مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ پہر فرمایا کہ یون کہو مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ
اسکو ابن ماجہ نے بہی دوسری طرح پر اسناد اس کے روایت کیا ہے سفیان ثوری کی روایت مین بہی ابن عباسؓ سے یون
آیا ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ کہا تہا فرمایا کیا تو نے مجہے برابر خدا تعالی
کے ٹہیرایا یون کہہ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ اس کو ابن مردویہ و نسائی و ابن ماجہ نے بہی روایت کیا ہے ابن کثیر نے کہا یہ سب
صیانت وحمایت ہے جناب توحید کی انتہے فتح البیان مین کہا ہے کہ اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ استعمال کرنا
حجت کا ترک کرنا تقلید کا واجب ہے ف ابن عباسؓ نے کہا یہ خطاب کہ اے لوگو تم اپنے رب کو پوجو دونون گروہ کفار
ومنافقین کو ہے پہر کہا تم جانتے ہو کہ یہ توحید جس کیطرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو بلاتے ہین بیشک یہی حق ہے پہر
کیون کسی کو اللہ کے برابر ٹہیرا لیتے ہو جو نہ نفع دے نہ ضرر پہونچائے مراد بنانے انداد سے شرک ہے یہ شرک چیونٹی کی چال سے بہی زیادہ
مخفی ہے جو اندہیری رات مین کسی کالے پتہر پر چلے یہ برابری ساتہ خدا کے یون ہوتی ہے کہ اس طرح کہے قسم اسکی اور
تیری جان کی یا یون کہے کہ اگر یہ کتیا یا یہ بط گہر مین نہ ہوتی تو چور گہسکر چوری کر لیجاتے یا کسی سے یہ کہے کہ اللہ اور تو
چاہیگا تو یون ہوگا یا اگر اللہ او فلانا شخص نہ ہوتا تو یون ہوتا یہ سب کہنا اللہ کے ساتہ شریک کرنا ہے انتہے اسکی نظیر یہ ہے
کہ بعض جاہل حاجتمند کسی امیر یا دولتمند سے یون کہنے لگتے ہین کہ اوپر اللہ ہے نیچے تم ہو اس کہنے سے مشرک ہو جاتے ہین
سننے والا اگر منع نہین کرتا ہے تو وہ بہی مشرک ٹہیر جاتا ف ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت دلیل ہے توحید باریتعالی پر کہ
اسکی عبادت مین کسی کو شریک کرنا نہ چاہیے تنہا اُسیکو پوجنا لازم ہے بہت مفسرون نے اس آیت سے استدلال کیا ہے وجود
صانع عالم پر جیسے رازی وغیرہ سو جسطرح اس آیت کو وجود صانع پر دلالت ہے اسی طرح یہ آیت توحید عبادت پر بہی بطریق
اَولی دلیل ہے کیونکہ جو کوئی شخص ان موجودات سفلیہ علویہ اور اختلاف اشکال و الوان وطبائع ومنافع مین تامل
کرے گا اور دیکہے گا کہ ان منافع کو کس طرح پر ان کی جگہون مین کس عمدہ طریق سے رکہا گیا ہے تو
ضرور ہی ان سب کے خالق کی قدرت وحکمت وعلم واتقان وعظمت سلطان کو معلوم کر لیگا جس طرح کسی ایک اعرابی
یعنے گنوار آدمی سے کسی نے پوچہا تہا کہ خدا کے ہونے پر کیا دلیل ہے اس نے جواب دیا سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْبَعْرَ لَيَدُلُّ عَلَى
الْبَعِيْرِ وَاِنَّ اَثَرَ الْاَقْدَامِ لَيَدُلُّ عَلَى الْمَسِيْرِ فَسَمَاءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَاَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ وَبِحَارٌ ذَاتُ اَمْوَاجٍ اَلَا
يَدُلُّ ذٰلِكَ عَلَى وُجُوْدِ اللَّطِيْفِ الْخَبِيْرِ یعنی بڑے تعجب کی بات ہے کہ مینگنی دلالت کرتی ہے اونٹ پر اور چلنے پر قدم کا
نشان دلالت کرتا ہے پہر یہ آسمان برجون والا اور زمین رستون والی اور دریا موجون والے کیا اللہ کی ہستی پر

ولالت نہین کرتے ہین ۔ رازی نے امام مالک سے حکایت کی ہے کہ رشید نے اُنسے پوچہا تہا کہ وجود خدا پر کیا دلیل ہے
انہون نے یہی استدلال کیا ہے کہ زبانون آوازون رنگون کا اختلاف بڑی نشانی ہے ابوحنیفہ رہ سے کسی زندیق نے
کہا تہا کہ وجود باریتعالی پر کیا دلیل ہے انہون نے کہا ذرا مجہکو چہوڑ دو مینے ایک خبر سنی ہے اُس کے فکر مین ہون مجہ
سے لوگون نے ذکر کیا ہے کہ دریا مین ایک کشتی طرح طرح کے سامان تجارت سے بہری ہوئی چلی جاتی ہے کوئی اس
کا نگاہبان چلانیوالا نہین وہ خود ہی آتی جاتی چلتی پہرتی رہتی ہے بڑی بڑی موجون کو پہاڑ کر جہان چاہتی
ہے وہان چلی جاتی ہے کوئی اسکا ہانکنے والا نہین لوگون نے کہا ایسی بات تو کوئی عاقل بہی نہین کہے گا یعنے یہ
کس طرح ہو سکتا ہے انہون نے کہا کمبختو بہلا یہ ساری موجودات جس مین عالم علوی و سفلی بہی ہے اور یہ مضبوط و محکم چیزین
جو اس کائنات مین پائی جاتی ہین کیا بے صانع ہین سب لوگ حیران ہوکر اسلام لائے حق کی طرف پہر آئے اسی طرح کسی
نے شافعی سے دلیل وجود صانع پر سوال کیا تہا کہا دیکہو یہ پتے توت کے ہین انکا ایک ہی مزہ ہے کیڑا انکو کہاتا ہے تو
ابریشم بنتا ہے شہد کی مکہی کہاتی ہے تو شہد نکلتا ہے گائے بکری کہاتی ہے تو مینگنی گوبر ہو جاتا ہے ہرن کہاتا ہے
تو مشک نکلتا ہے حالانکہ یہ سب ایک ہی چیز ہے یہی سوال کسی نے امام احمد سے بہی کیا تہا کہا یہان ایک مضبوط قلعہ
چکنا بے در کا بے منفذ کا ہے باہر سے جیسی سفید چاندی اندر سے جیسے صاف سونا ناگاہ اس قلعے کی دیوار ٹوٹ گئی اس
مین سے ایک جانور سنتا دیکہتا اچہی شکل نمکین آواز کا نکلا یعنے انڈے سے بچہ مرغ کا پیدا ہونا کسی اور شخص نے کہا ہے جو
کوئی ان آسمانون کی اونچائی اور کشادگی مین تامل کریگا چہوٹے بڑے تارے چلتے ٹہیرے ہوئے دیکہے گا فلک اعظم کا ہر رات دن
چکر مارنا اپنی خاص چال پر چلنا جان لیگا ان دریاؤن کو دیکہے گا کہ ہر طرف سے زمین کو گہیرے ہوئے ہین پہاڑ زمین پر کہڑے
ہوئے ہین تاکہ زمین اور زمین والے ٹہیرے رہین پہر اختلاف انکی شکل و رنگ کا معلوم کریگا جس طرح کہ اللہ پاک نے فرمایا
ہے وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ
إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۔ اسی طرح ان نالون ندیون مین غور کرے گا جو ایک قطرے سے دوسرے قطر کو بہتے ہین ہر جگہ
نفع کے لیے جاری ہین پہر ان طرح طرح کے جانورون کو جو زمین پر پہیلے ہین اس گہاس پہول اور پہلون کو جنکی شکل جنکا مزہ جنکی بو
جنکی رنگت باوجود ایک ہونے طبیعت آب و خاک کے مختلف ہے دیکہیگا تو ضرور یہی سمجہ لیگا یہ سب دلیل ہین وجود و قدرت
و حکمت صانع پر پہر رحمت عام خلق پر پہر لطف و احسان شامل ساتہ نوع انسان وغیرہ کے بدون کسی صانع کے کیونکر ہو سکتا
ہے لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ اس طرح کی آیتین قرآن عظیم مین بہت ہین وَإِن كُنتُمْ

فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِن
لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝ اگر ہو تم شک مین اس کلام
سے جو اتارا ہمنے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس قسم کی اور بلاؤ جن کو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو پہر اگر نہ کرو

اصلاً بیٹ نکریگی بچو آگ جسکی چیشیان ہین آدمی اور پتھر تیار ہے منکرون کے واسطے جب ان توحید کا کر دیا تو اب بیان نبوت کا شروع کیا کافرون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اگر تم کو اس کتاب مین جو ہمنے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہے کچھ شک ہے اور تم اسکو طرف سے غیر اللہ کے سمجھتے ہو تو تم مثل اس کی بنا لاؤ اور جسے چاہو اس کام پر مدد لو جن کو تم پوجتے ہو اور معبود ٹھیراتے ہو انہین سے مدد لو اگر یہ کتاب اللہ جل جلالہ کا کلام نہین تو تم بھی ایسی کتاب اکیلے یا سب ملکر بنا لاؤ گے اگر نہین بنا لاؤ گے تو پھر انکار تمہارا اس کتاب سے ناحق ہے اس طرح کا دعوی قرآن پاک مین کئی جگہہ آیا ہے منکرین کو طرف معارضہ کتاب کے بتوحد بلند بلایا ہے سورہ قصص مین فرمایا ہے قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ سورہ سبحان الذی مین کہا ہے قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝ سورہ ہود مین فرمایا ہے أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ سورہ یونس مین ارشاد کیا ہے وَمَا كَانَ هَٰذَا الْقُرْآنُ أَن يُفْتَرَىٰ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ یہ ساری آیتین مکے مین اتری ہین پھر انکے ساتھ مدینہ مین بھی تحدی کی ہے فرمایا تم کو اگر اس مین کچھ شک ہے تو کوئی سورہ قرآن کی سی بنا لاؤ اسی کو ابن جریر زمخشری رازی وغیرہ اور ایک جماعت صحابہ و تابعین و محققین نے اختیار کیا ہے اور ترجیح دی ہے حاصل یہ ہے کہ یہ تحدی سب کو کی گئی خواہ متفرق ہون یا مجتمع امی ہون یا کتابی اگر نرے احاد امیین کو یہ تحدی ہوتی تو اس قدر عموم و شمول نہوتا دس آیت سے لیکر ایک آیت تک یہ کہا کہ بھلا تم مثل لا سکے ہو تو آؤ یہ تحدی مکے مدینے مین بارہا واقع ہوئی کفار کی دشمنی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے انکا بغض دین سے بیحساب تھا مگر باوجود اس شدت عداوت کے مقابلہ قرآن معارضہ فرقان سے بالکل عاجز نکلے اسی لیے اللہ تعالی نے کہا کہ البتہ تم ایسا نکر سکو گے یعنے نہ اب نہ آیندہ یہ ایک دوسرا معجزہ ہے کہ قطعی خبر دی کہ یہ بات ہرگز قیامت تک ان ہو نہ سکیگی کہ قرآن کا معارضہ کر سکین یہ غیب کی خبر کہنے مین ایسا ہی ہوا کہ اس زمانے سے لیکر ہمارے اس زمانے تک کسینے معارضہ نہ کیا اور نہ یہ معارضہ ہو سکتا ہے اور کیونکر کوئی یہ معارضہ کر سکے گا حالانکہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو ہر شے کا خالق ہے بھلا کسین مخلوق کی بات خالق کی بات کی طرح ہو سکتی ہے جو کوئی قرآن مین غور کرے گا اسکو بہت سی وجوہ اعجاز کے کھلے چھپے لفظاً و معنًا ہاتھ لگ سکتے ہین اللہ نے فرمایا ہے الٓرٰ ۚ كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۝ معلوم ہوا کہ الفاظ اس کتاب کے محکم ہین معنے مفصل ہین یا بالعکس اسکے غرضکہ کچھ بھی ہو لفظ و معنے دونون فصیح و معجز ہین کوئی اسکا مقابلہ کر سکتا ہے نہ اسکے مثل لا سکتا ہے پچھلی پہلی باتین جنکی قرآن پاک نے خبر دی ہے کہ ہو بہو ٹھیک ویسے ہی ہین جیسے پہلی کتابون مین تھین [illegible]

احکام میں اول بیان سے معلوم ہوا کہ سارا کلام اسکا حق و صدق و عدل و ہدی ہے جسمیں نہ کسی طرح کی گپ شپ ہے نہ
کسی قسم کا جھوٹ نہ کسی طرح کا افترا جس طرح کہ شعراء عرب وغیرہ میں لاف و گزاف ہوتا ہے دروغ بندی کی جاتی ہے اسی لیے
حق میں شعر کے یوں کہا ہے کہ خیر میں تر وہی شعر ہوتا ہے جو دروغ تر ہو ذرا کسی قصیدہ طویلہ کو دیکھو کہ غالب اشعار اسکے
وصف نساء یا اسپ یا شراب یا کسی شخص معین کی مدح یا ذکر ناقہ یا جنگ یا کسی اندیشہ درندہ یا کسی شے مشہور کے بیان میں
ہوتے ہیں جس سے سوائے قدرت متکلم کے کسی شے معین خفی یا دقیق یا اظہار واضح کا کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا پھر
قصیدے یا غزل میں ایک ہی دو شعر عمدہ ہوتے ہیں جنکو بیت القصیدہ یا بیت الغزل کہہ سکتے ہیں باقی سارا [illegible] ہذیان
و طغیان کو سوا کچھ نہیں ہوتا بخلاف قرآن کریم کے کہ اول سے آخر تک نہایت درجہ فصاحت غایت مرتبہ بلاغت میں
واقع ہوا ہے اس بات کو وہی شخص خوب جانتا ہے جو کلام عرب کو اجمالاً و تفصیلاً پہچانتا ہے تصریف عبارت کو سمجھتا
ہو جتاب سے قرآن کے اخبار میں تامل کرو دیکھو کس درجہ با حلاوت ہیں خواہ مبسوط ہیں یا مختصر پھر خواہ مکرر آئے ہیں یا بے تکرار
پھر جو مکرر ہیں انکی حلاوت و علو کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں قند مکرر ہیں کتنے ہی تکرار کرو بار بار پڑھے سے جاذبہ پرانا ہوتا ہے نہ
علما اس سے ملول ہوتے ہیں نہ جی گھبراتا ہے نہ دل حفت میں آتا ہے وعید و تشدید کو اگر دیکھو تو بڑے بڑے سخت و درشت
پہاڑ ہل جائیں پھر ان دلوں کا کیا ذکر ہے جنکو کچھ فہم و شعور حاصل ہے وعد کو دیکھو تو ایسے کہ جس سے دل ایمان کی کھلی آنکھ
دار السلام کا شوق پیدا ہو عرش رحمن کی ہمسائگی کا ذوق دو بالا ہو جیسا نجمل ترغیب میں فرمایا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ
مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ دوسری جگہ کہا ہے وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَ
تَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ مقام ترہیب میں ارشاد کیا ہے أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَأَمِنتُم
مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُونَ
كَيْفَ نَذِيرِ مقام زجر میں یوں کہا ہے فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ مقام وعظ میں یہ فرمایا ہے أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ
سِنِينَ ثُمَّ جَاءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ اس طرح کے انواع فصاحت و بلاغت و
حلاوت و طلاوت سے بحساب بھرا ہوا ہے پھر ان آیات کو دیکھو جو احکام و اوامر و نواہی میں آئے ہیں کہ کس طرح ہر شے
معروف پر جو حسن نافع طیب محبوب کا امر کیا ہے کس طرح ہر شے قبیح رذیل دنی سے نہی فرمائی ہے ابن مسعود وغیرہ
سلف نے کہا ہے جب تو قرآن میں سنے کہ اللہ تعالی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا فرماتا ہے تو ذرا اسپر کان رکھ کہ یا تو وہ
کسی خیر کا حکم ہے یا کسی شر سے نہی فرماتا ہے چنانچہ اسی جگہ سے یہ ارشاد کیا ہے کہ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ
الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ الآیۃ
پھر جا بجا صفت معاد و ہول قیامت و صفت جنت و نار و بیان نعیم و جحیم و ذکر لذت و عذاب الیم جو آئی ہے وہ اسلئے
[illegible] دنیا میں [illegible] آخرت میں [illegible] بناتی ہے [illegible] مستقیم پر

ثابت قدم کرتی ہین جس شیطان رجیم کو دلون سے باہر نکالتی ہین اسی لیے صحیحین مین ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ ہر نبی کو انبیا
مین سے کچھ نشانیان دی گئی تہین جنکے سبب سے لوگ اُنپر ایمان لائے تہے مجھکو بہی وحی طرف سے اللہ کے دیگئی ہے مین امید کرتا
ہون کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے ہی تابع لوگ ہونگے یہ لفظ مسلم کا ہے مطلب یہ ہوا کہ مین اس معجزہ وحی کے ساتھ
خاص ہون مجھکو یہ قرآن معجزہ بشر ملا ہے کوئی بشر اسکا معارضہ نہین کر سکتا بخلاف اور کتب الٰہی کہ وہ نزدیک اکثر علما
کے معجز نہین تہین پہر ابن کثیر نے یہ کہا ہے کہ معجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو آپکے صدق پر دلیل ہین بیگنتی
ہین اُن کا حصر نہین ہو سکتا ہے وللہ الحمد بعض متکلمین نے تقریر اعجاز قرآن کی اس طرح پر کی ہے کہ قول اہلسنت و
معتزلہ دونون کو شامل ہے یعنے اگر یہ قرآن فی نفسہ معجز ہے اور کوئی بشر اس جیسا کلام نہین لا سکتا ہے اور اُنکی قوت
مین معارضہ اسکا ممکن ہی نہین تو مطلب حاصل ہو گیا اور اگر معارضہ اسکا ممکن ہے اور باوجود شدت عداوت کے معارضہ نہین کر سکتے
تو یہ عجز ان کا دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ نے اُنکو معارضہ کرنے سے باوجود قدرت کی پہیر دیا ہے ابن کثیر کہتے ہین کہ یہ
تقریر اگرچہ پسند نہین ہے اس لیے کہ قرآن فی نفسہ معجز ہے کسی بشر کا یہ مقدور ہی نہین ہے کہ اسکا معارضہ کر سکے لیکن
بطریق تنزل و مجادلہ و منافحہ عن الحق کے یہ تقریر درست ہو سکتی ہے چنانچہ رازی نے بہی اسی طریقے پر جواب سوال کا سورۂ
قصار سے مثل والعصر و سورہ کوثر کے دیا ہے **ف** اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بندہ کہا
ہے یہ اضافت واسطے تشریف و تعظیم کے ہے عبد کا لفظ ماخوذ ہے تعبد سے تعبد کہتے ہین تذلل کو ؎ داغ غلامیت
کرد پایۂ خسرو بلند ✤ صید ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید ✤ اسی لیے اہل تجربہ نے یہ بات کہی ہے کہ بندہ بننا تو مشکل ہے مگر
خدا بننا سہل ہے کیونکہ اکثر لوگ غرور و تکبر مین گرفتار ہو جاتے ہین سو یہ وصف سوا خدا کے کسی کو زیبا نہین ہے متکبر گویا
مدعی خدائی کا ہوتا ہے جس طرح کہ خاکسار مدعی عبدیت کا ہوتا ہے سو جو شخص رتبہ غلامی و بندگی مین جتنا چست و چالاک
ہوگا اتنا ہی نزدیک خدا کے مقبول و مقرب ٹہیریگا جو شخص جتنا شخصیت و خود بینی و خود پرستی مین پہنسا ہوگا اتنا
ہی خدا سے دور رحمت سے مہجور ہے گا **ف** سورت کہتے ہین ایک ٹکڑے قرآن کو چہوٹی سی چہوٹی سورت وہ ہے جس مین
تین آیتین ہون ایسی سورت بہی معجز ہے معتزلہ کا یہ کہنا کہ تعلق اعجاز کا ساتھ ساری قرآن کے ہے کچھ ٹہیک بات نہین
ہے بلکہ مثل سورہ والعصر و سورۂ کوثر کے بہی معجز ہے ابن کثیر نے کہا ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ جو اس
جگہہ آیا ہے اور وہ جو سورہ یونس مین بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ فرمایا ہے سو ہر سورت قرآن کو طویل ہو یا قصیر شامل ہے اس لیے کہ نکرہ
سیاق شرط مین اصطلاح نزدیک محققین کے عام ہوتا ہے جس طرح سیاق نفی مین پس اعجاز قرآن کا طوال و قصار دونو
سورہ مین حاصل ہے مین نہین جانتا کہ کسی نے سلف و خلف مین سے اس بات پر نزاع کیا ہو شافعی نے کہا ہے لوگ
اگر سورۂ والعصر مین غور کرین تو وہ اُنکو کفایت کر سکتی ہے **حکایت** عمرو بن العاص پاس مسیلمہ کذاب کے گئے تہے
اسلام لانے سے پہلے مسیلمہ نے کہا اُنکو آجکل مکہ مین تمہارے صاحب پر کیا اُترا اُنہون نے کہا ایک مختصر سورہ نہایت بلیغ

اسی طرح پہر وا عصر پڑہکر سنائی تہوڑی دیر سوچ کر سر اوٹہا کر کہا مجہ پر بہی اسی طرح کی ایک سورت نازل ہوئی ہے کہا کیا کہا یا دبر یا وبر اِنَّمَا اَنْتَ اُذُنَانِ وَ صَدْرٌ وَ سَائِرُكَ حَفْرٌ نَقْرٌ کہو ای عمرو یہ کیسی سورت ہو اونہون نے کہا واللہ تو خود جانتا ہے کہ مین تجہ کو کاذب جانتا ہون تہے یعنی یہ نثر قافیہ جو تو نے قرآن کے مقابلے مین بنایا ہرگز وحی نہین ہے اور نہ تو رسول ہے مین کہتا ہون کہ پوری سورت و آیت کو بہی طویل ہو یا کثیر جانے دو ہر جملہ تامہ قرآن پاک کا بجائے خود معجزہ ہے کسی بڑے ادیب فصیح بلیغ شاعر عربی دان کا کیا مجال ہے کہ اسکا معارضہ کر سکے اس جیسی ترکیب الفاظ کی بٹہا سکے گو کوئی احمق جاہل اس بات کو نہ مانے اسکے لیے اللہ پاک نے نفی ماضی و حال و استقبال کی فرمائی ہے سو اگر کسی بشر کو کچہ بہی قدرت ہوتی تو ضرور ہی اب تک کچہ نہ کچہ بنا لاتا مگر جب کہ نہ لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور اسکا عجز بخوبی ظاہر ہو گیا حالانکہ عرب اہل فصاحت و بلاغت تہے قرآن پاک انہین کے جنس کلام سے آیا ہے اونکو اس بات کی بڑی حرص و طمع تہی کہ وہ نور قرآن کو بجہا دین امر نبوی کو باطل کر دین مگر باوجود اس شدت حرص کے کسی ایک نے بہی کچہ معارضہ نہ کیا بلکہ گرفتاری ذریت اخذ اموال قتل نفوس پر راضی ہو گئے سو جب ان کا عجز ظاہر ہو گیا تو اب صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کیا شک باقی رہا پہر جب یہ بات صحیح ٹہیری تو اب سب کے ترک عناد و حجت واجب ہے یہ خبر تو قرآن نے وقوع سے پہلے دی ہے اسی لیے ایام نبوت مین اور بعد اسکے ابتک کسی ایک کافر سے بہی معارضہ واقع نہ ہوا **ف** وقود کہتے ہین لکڑی اور ایندہن کو کما قال تعالیٰ وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ وقال تعالیٰ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ پتہر سے مراد اس جگہ بت ہین جنکو وہ کافر پوجتے تہے یا گندہک کا پتہر مراد ہے جس مین آگ جلد لگ جاتی ہے یا ہر قسم کے پتہر مراد ہین کچہ ہو اوس آگ کی قوت ظاہر ہے کہ وہ نہ آدمی کو چہوڑیگی نہ پتہر سے مونہ موڑیگی مالک نے مرفوعاً کہا ہے کہ اوس آگ کو ہزار برس سلگایا تہا تب وہ لال ہوئی پہر ہزار برس جلایا تب سفید ہوئی پہر ہزار برس سلگایا تب کہین جاکر سیاہ ہوئی اب یہ کالی بہڑکی ہے اسکی لپٹ نہین بجہتی رواہ ابن مردویہ والبیہقی فی شعب الایمان ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ یہ آگ جسکو لوگ سلگاتے ہین ایک جزو ہے ستر جزو نار جہنم سے صحابہ نے کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہی ایک جزو کافی ہے فرمایا بلکہ انسٹہ جزو اسپر گرمی مین بڑہے ہوئے ہین رواہ مالک و احمد والشیخان **ف** اس کہنے سے کہ یہ آگ یا یہ پتہر آگ کے طیار ہین واسطے منکرون کے یہ ثابت ہوا کہ دوزخ مع اپنے آلات و اوزار کے اس گہڑی موجود ہے یہ بات نہین ہے کہ قیامت کے دن پیدا کی جاویگی اس مقدمے مین بہت حدیثین بہی آئی ہین تحاجت الجنة والنار یا جیسے اِسْتَاْذَنَتِ النَّارُ رَبَّهَا یا جیسے حدیث ابن مسعود کہ ہم نے ایک آواز سنی پوچہا اے رسول خدا یہ کیا ہے فرمایا ایک پتہر ہے جس کو کنارہ جہنم سے نیچے ڈالا ہے ستر برس سے وہ نیچے جا رہا تہا اب اسکی تہ مین پہونچا یہ حدیث مسلم مین ہے اسی طرح ذکر نار کا حدیث نماز کسوف و حدیث معراج وغیرہ مین متواتر المعنے ہے معتزلہ اس عقیدے کے خلاف پر جمے ہوئے ہین بلوطی قاضی اندلس بہی ادہر گئے ہین پہر یہ انکی غلطی ہے یہ عقیدہ خلاف ظاہر قرآن و حدیث ہے کیونکہ کتاب و سنت دونون مین صیغہ ماضی کا

آیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جہنم آج موجود و طیار ہے ورنہ خدا کی خبر مین کذب لازم آویگا اس کی کیا ضرورت ہے کہ ماضی کو بمعنی مستقبل ٹھیرایا جاوے جو اللہ نار کو اُس دن پیدا کرسکتا ہے اُس نے اگر پہلے سے اسکو پیدا کر رکہا ہے تو اس مین معتزلہ کا کیا نقصان ہے دیکھو قوم فرعون کے حق مین فرمایا ہے اَلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا یعنے قوم فرعون دریائے نیل مین ڈوبنے کے بعد ہر دن صبح و شام دوزخ پر عرض کیے جاتے ہین اگر دوزخ نہین ہے تو پہر کس کے سامنے کیے جاتے ہین حدیث مین آیا ہے کہ ہر مردے پر صبح و شام اُس کی جگہہ جنت و دوزخ سے عرض کی جاتی ہے اسی کہدیا جاتا ہے کہ یہ تیری جگہہ ہے جبکہ تو قبر سے جی کر اُٹہے گا سو عرض کرنا کسی چیز کا بے اُسکے موجود ہونے کے نہین ہوسکتا

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور خوشی سنا انکو جو یقین لائے اور کیے کام نیک کہ اُنکے لیے ہین باغ بہتی ہین نیچے اُنکے ندیان جس بار ملے انکو وہان کا کوئی میوہ کہانے کو کہین یہ وہی ہے جو ملا تہا ہم کو آگے آویگا میوہ اُنکے پاس ایک طرح کا اُنکے لیے ہین وہان عورتین ستہری انکو ہے وہان ہمیشہ رہنا یعنے جنت کے ہر میوے کا مزا جدا ہے اگرچہ صورت نئی نہ ہو صورت دیکہکر جانینگے کہ وہی قسم ہے جو پہلے دنیا مین یا جنت مین کہا چکے ہین لیکن جب چکہینگے تو مزا جدا پاوینگے

ف اللہ تعالی نے جب انجام کافرون کا بتادیا اور اُنکے عذاب و نکال کا حال جتادیا تو ثواب مومنین کا انجام خیر ارشاد فرمایا اسی لیے قرآن کا نام مثانی رکہا ہے کہ بعد ذکر ایمان کے ذکر کفر کا یا بالعکس اسکے آتا ہے بعد بیان حال اشقیا کے حال سعدا کا یا بالعکس بیان کیا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ ایک چیز کو ذکر کیا پہر اُسکے مقابل کا ذکر کیا اور جو اُسکی نظیر کا ذکر کرین تو یہ تشابہ کہلاتا ہے بہرحال جمع کرنے ترغیب ترہیب وعد و وعید مین مومنین کو بجا آوری اطاعت الہی مین ایک طرح کا نشاط و سرور حاصل وقت ہوتا ہے کافرون کا حوصلہ نافرمانی پست پڑتا ہے عمل صالح کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ جنت جب ملتی ہے کہ ایمان کے ہمراہ کام بہی اچہے ہون یہ بات نہین ہے کہ نرا ایمان جنت دلاوے اہل علم نے کہا ہے عمل صالح وہ ہے کہ جس مین چار باتین ہون علم و نیت و صبر و اخلاص یعنے ریا سے پاک ہو جنت کے درختون اور کہڑکیون کے نیچے ندیان جاری ہونگی حدیث مین آیا ہے یہ نہرین بدون خندق کے بہتی ہونگی یعنے برابر زمین پر یہ نہ ہوگا کہ مثل دنیا کے وہ نہرین اور ندیان زمین نشیب مین جاری ہون کوثر کے حق مین آیا ہے کہ اُسکے دونون کنارون پر خالی موتیون کے قبے ہونگے سو اس مین کچہ منافات نہین ہے اسلیے کہ مٹی کوثر کی مشک خالص ہوگی سنگریزے اُسکے موتی و جواہر کے ہونگے ای اللہ ہم تجہ سے تیرا فضل مانگتے ہین تو نیکو کار رحمت فرما ہے حدیث مرفوع ابی ہریرہ مین آیا ہے کہ جنت کی نہرین ٹیلون کے نیچے سے پہوٹ کر آتی ہین یہ ٹیلے مشک کے پہاڑون کے نیچے ہین رواہ ابن ابی حاتم ف ابن

عباسؓ نے کہا جنت کی کوئی چیز بھی مشابہ کسی شے دنیا کے نہ ہوگی مگر نام مین یعنی یہان فقط وہان کی چیز کا سا نام ہے باقی خیر و
عافیت ابن زید نے کہا فقط نام چیزون کے پہچانینگے جیسے دنیا مین سیب انار وغیرہ لکن مزا جدا ہوگا **ف** بی بیان ہر گہر و
نجاست وغیرہ سے ستھری صاف پاک ہونگی مجاہد نے کہا یعنے حیض بول براز آب بینی آب دہن منی نفاس نہ ہوگا قتادہ نے کہا
ایذا و اثم سے پاک ہونگی نہ حیض آویگا نہ کلفت ہوگا جابر بن عبداللہ مرفوعًا کہتے ہین کہ اہل جنت کہاینگے پیینگے مگر نہ موتینگے
نہ ہگینگے نہ رینٹ ہوگی نہ تہوک انکو حمد و تسبیح کا اس طرح الہام ہوگا جیسے سانس لینے کا الہام ہوتا ہے اُن کا طعام ڈکار ہوگا
پسینا جیسے مشک یعنے خوشبودار اس کو مسلم نے روایت کیا ہے کسی نے کہا وہ بیبی بی بیان دنیا کی بوڑہیان چہندی مٹریل
عورتین ہونگی سب طرح گہن سے پاک کردیجاوینگی بعض نے کہا اخلاق بد سے پاک ہونگی **ف** جنت کہتے ہین گلستان بوستان
کو جسکو درخت و پہول چہپائے رہتے ہین کسی نے کہا جنت کہجور کا باغ ہوتا ہے فردوس انگور کا باغ یہان جنت نام ہے
ثواب کے گہر کا **ف** خلود کہتے ہین ہمیشہ باقی رہنے کو جس کی انتہا نہ ہو یا دیر تک رہنے کو خواہ ہمیشہ رہے یا نہ رہے یہان مراد
اگلے معنے ہین آیات و احادیث مین یون ہی آیا ہے مطلب یہ ہوا کہ جنت سے باہر ہونگے نہ موت آویگی بلکہ اپنے حال پر ہمیشہ
ناز و نعمت مین بلا انقطاع رہینگے ولہ الحمد شیخین وغیرہما نے ابن عمر سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ جب جنتی جنت مین
ناری نار مین جاچکینگے تو ایک آواز دینے والا انکے بیچ مین کہڑا ہو کر یہ آواز دیگا کہ اے دوزخ و بہشت والو اب موت نہین
ہے ہر کوئی جس حال مین ہے اسی مین مدام رہیگا ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ اگر اہل نار سے کہین کہ تم دوزخ مین بقدر
تعداد دنیا کے ہر کنکرے کے رہوگے تو وہ خوش ہوجاوین اور اگر اہل جنت سے کہین کہ تم جنت مین بقدر شمار ہر سنگریزہ کے
رہوگے تو وہ غم مین گرفتار ہوجاوین لیکن ان سب کے لیے ابد مقرر ہے اسکو طبرانی و ابن مردویہ و ابو نعیم نے ذکر کیا ہے
اسامہ بن زید کی حدیث مین مرفوعًا آیا ہے کہ ہے کوئی کمر باندہنے والا واسطے جنت کے جنت مین کوئی خطرہ نہین قسم ہے رب کعبہ کی
جنت ایک نور ہے چمکتا ہوا ایک پہول ہے لہراتا ہوا ایک محل ہے گچ کیا ہوا ایک نہر ہے بہتی ہوئی ایک میوہ پکا ہوا ایک جورو
ہے حسین جمیل کپڑے بہت سے ہین رہنا بہی ہمیشہ کے لیے ہے سلامتی کے گہر مین ایک پہل ہے سرسبز ہرا بہرا الحدیث رواہ
ابن ماجۃ والبزار و ابن حبان والبیہقی وغیرہم احادیث وصف جنت صفت نساء اہل جنت بیان نعمتہائے جنت
ذکر سامان جنت مین بہت آئی ہین یہ جگہہ انکو نہین سما سکتی یہ حدیثین صحیحین وغیرہما مین موجود مین جنت کے بیان مین کوئی
کتاب حادی الارواح اور مثیر ساکن الغرام سے بہتر اسلام مین تالیف و تخلیص نہین ہوئی ہے ابن کثیر نے کہا یہ خبر خلود
جنت کی پوری سعادت ہے وہ اس نعمت کے ساتھہ اس مقام مین موت و انقطاع سے بالکل امن مین ہونگے جس کے لیے
نہ آخر ہے نہ انقضا بلکہ نعمت سرمدی ابدی علی الدوام ہوگی اللہ ہم کو نصیب کرے آمین اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسۡتَحۡیٖۤ اَنۡ یَّضۡرِبَ

مَثَلًا مَّا بَعُوۡضَۃً فَمَا فَوۡقَہَا ؕ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّہُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ۚ وَاَمَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَیَقُوۡلُوۡنَ

مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰہُ بِہٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیۡرًا ۙ وَّ یَہۡدِیۡ بِہٖ کَثِیۡرًا ؕ وَمَا یُضِلُّ بِہٖۤ اِلَّا الۡفٰسِقِیۡنَ ۙ الَّذِیۡنَ یَنۡقُضُوۡنَ

عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اللہ کچھ شرماتا
نہیں اس بات سے کہ بیان کرے کوئی مثال ایک مچھر یا اس سے اوپر کی پھر جو یقین کرتے ہیں سو جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے انکے رب
کا کہا اور جو منکر ہیں سو کہتے ہیں کیا غرض تھی اللہ کو اس مثال سے گمراہ کرتا ہے اس سے بہتیرے اور راہ پر لاتا ہے بہتیرے اور
نہیں گمراہ کرتا مگر انہیں کو جو بیحکم ہیں جو توڑتے ہیں اقرار اللہ کا مضبوط کیے پیچھے اور توڑتے ہیں وہ چیز جو اللہ نے جوڑنی
فرمائی اور فساد کرتے ہیں ملک میں انہیں کو آیا نقصان قرآن شریف میں کہیں مثال مکڑی کی کہیں مثال مکھی کی فرمائی
ہے اس پر کافر عیب پکڑتے تھے کہ اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ ان چیزوں کا ذکر کرے یہ کلام اگر اللہ کا کلام ہوتا تو اس
میں ایسے مذکور نہ ہوتے اس پر اللہ تعالی نے یہ دو آیتیں اتاریں **ف** ربیع بن انس نے کہا یہ مثال اللہ نے دنیا کے لیے
بیان کی ہے کہ جس طرح مچھر جب تک بھوکا رہتا ہے جیتا ہے جب کھا کر تن جاتا ہے تو مر جاتا ہے اسی طرح یہ قوم
جنکے لیے یہ کہاوت کہی گئی ہے جب پیٹ بھر کے دنیا حاصل کر لیتے ہیں تو اللہ انکو پکڑ لیتا ہے پھر یہ آیت پڑھی فَلَمَّا
نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ رواہ ابن جریر یہ گویا اختلاف ہو بیان میں سبب نزول کے
ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے اسلیے کہ اسکا میل جول سورت سے زیادہ ہے حدیث میں آیا ہے دنیا کی قدر نزدیک
خدا کے اگر برابر ایک پر پشہ کے بھی ہوتی تو کبھی کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ ملتا معلوم ہوا کہ دنیا سامنے
اللہ کے ایک مچھر کے پر سے بھی زیادہ بے حقیقت و بیقدر ہے یہ معنی اس بنا پر ہیں کہ مراد فوق سے فوقیت صغر و
حقارت میں ہو اکثر محققین کا یہی قول ہے بعض نے کہا مراد فوق سے اکبریت ہو اسلیے کہ کوئی چیز مچھر سے زیادہ
حقیر و صغیر نہیں ہے اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے بدلیل حدیث عائشہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کسی مسلمان کو کوئی کانٹا یا اوپر اسکے نہیں لگتا مگر اسکے لیے ایک درجہ لکھا جاتا ہے اسکی ایک خطا مٹائی
جاتی ہے سو اللہ نے خبر دی ہے کہ مثال کہنے میں کوئی شے صغیر نہیں سمجھی جاتی ہے اگرچہ حقارت و صغر میں برابر
مچھر ہی کے کیوں نہ ہو جس طرح مچھر کے پیدا کرنے میں کوئی عار نہیں لگتا ہے اسی طرح مچھر کی مثال لانے میں کوئی
جگہ عار و انکار کی نہیں ہے اسی لیے مثال مکھی و مکڑی کی بھی بیان فرمائی ہے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا
لَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ
مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ وقال تعالى مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ
اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ وقال تعالى اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ
طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ

وقال تعالیٰ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ الآیۃ ثم قال وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ الآیۃ کما قال ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ الآیۃ وقال ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وقال وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ غرض کہ قرآن مین امثال بہت آئی ہین بعض سلف نے کہا کہ جب مین کوئی مثل قرآن کی سنتا ہون اور اُس کو نہین سمجھتا تو اپنی جان پر روتا ہون اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ مجاہد نے کہا امثال چھوٹی ہون یا بڑی مومنین سب پر ایمان لاتے ہین سب کو طرف سے اللہ کے جانتے ہین اللہ انکو ان امثال سے رستہ دکھاتا ہے ابو العالیہ نے کہا جو لوگ کافر ہوے وہ کہتے ہین اللہ کو ان مثالون سے کیا مطلب تھا جیسا کہ سورہ مدثر مین فرمایا ہے وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ اسی طرح یہان یہ کہا کہ بہتیرون کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیرون کو راہ دکھاتا ہے گمراہ نہین ہوتے اس سے مگر فاسق بے حکم لوگ ایک جماعت صحابہ نے کہا مراد يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا سے منافقین ہین يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا سے مومنین ہین منافقون نے جب مثل کو سچ سمجھکر جھٹلایا تو گمراہی پر اور گمراہی بڑھی مومنون نے جب مثل کو حق جانکر تصدیق کی ہدایت پر اور ہدایت زیادہ ہوئی کسی نے کہا مراد اہل کفر ہین کہ جان بوجھکر انکار کرتے ہین کسی نے کہا مراد خوارج ہین یہ تفسیر بلا معنے ہے کیونکہ وقت اترنے اس آیت کے خوارج موجود نہ تھے ہان عموم مفہوم مین داخل ہین اسلیے کہ خارجی وہ شخص ہے جو طاعت امام وقیام شریعت اسلام سے باہر نکلا فاسق بھی اسی کو کہتے ہین جو طاعت سے خارج ہو لفظ فاسق کا شامل ہے کافر و عاصی دونون کو اتنی بات ہے کہ فسق کافر کا زیادہ سخت ہوتا ہے مراد آیت سے فاسق کافر ہے واللہ اعلم اس دلیل سے کہ نقض عہد وغیرہ جو اوصاف فساق کے اس جگہہ بیان فرمائے ہین وہ سب صفات کفار کے ہین مومنون کے صفات اسکے برخلاف ہوتے ہین جس طرح کہ سورہ رعد مین فرمایا ہے اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ الیٰ قولہ وَيَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ قرطبی نے کہا اس آیت مین دلالت ہے مذہب اہل سنت پر کہ ہدایت و ضلالت طرف سے خدا کے ہوتی ہے زمخشری کا یہ کہنا کہ اسناد ضلال کی طرف خدا کے مجاز ہے عقیدہ اعتزال کا ہے اس مقام کو رازی نے اپنی تفسیر مین خوب ہی حل کیا ہے ف مراد عہد سے اس جگہ

اللہ کی وصیت ہی ساتھ امر و نہی کے جو زبان انبیا پر اور کتب آسمانی مین فرمائی ہے اسکے توڑنے سے یہ مراد ہے کہ اسپر عمل کرنا چھوڑ دیا کسی نے کہا مراد کفار اہل کتاب اور منافقین ہین انسے اللہ نے توریت مین یہ عہد لیا تہا کہ توریت پر چلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرین بعد مبعوث ہونیکو انکی تصدیق کرین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے انہون نے پہچان کر انکا انکار کیا لوگون سے انکا حق ہونا چھپایا یہ عہد شکنی ہوئی اس وجہ کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے کسی نے یون کہا ہے کہ مراد اس .... آیت سے ساری اہل کفر و شرک و نفاق ہین ان سے عہد توحید کا لیا گیا تہا ادلہ ربوبیت انپر ظاہر کیے گئے تہے یہ اقرار یہی تہا کہ جب ہمارے رسول معجزات لائین جن پر کوئی شخص قادر نہین ہے تو تم ان کا امر و نہی قبول کرنا انہون نے اس عہد و اقرار کا یہ نقض کیا کہ توحید و نبوت و کتب سب کے منکر ہوئے زمخشری کا میل خاطر طرف اسی وجہ کے ہے ابن کثیر نے بہی اسی وجہ کو حسن کہا ہے کسی نے کہا مراد اس عہد سے عہد اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ہے اسکا توڑنا یہی ترک وفا تہا **ف** ابو العالیہ نے کہا ہے منافقون مین چہہ عادتین ہوتی ہین جب انکو لوگون پر غلبہ ہوتا ہے تو وہ ساری خصلتین ظاہر کر دیتے ہین جب بات کرین تو جہوٹ بولین جب وعدہ کرین خلاف کرین جب امین ہون تو خیانت کرین اللہ سے عہد باندہکر توڑ ڈالین جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسکو کاٹین زمین مین فساد کرین اور اگر لوگون کا انپر غلبہ ہو تو پہر اگلی تین باتین ظاہر کرتے ہین پچہلی تین باتون سے خاموش ہو رہتے ہین ایسا ہی ربیع بن انس نے بہی کہا ہے سدی نے کہا عہد وہ ہے جو قرآن مین انسے لیا گیا انہون نے اسکا اقرار کیا تہا پہر کافر ہوکر اس عہد کو توڑ ڈالا مراد کاٹنے سے قطع صلہ رحم ہے کقولہ تعالی فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ اسکو ابن جریر نے راجح بتایا ہے کسی نے کہا بلکہ مراد ہر وہ چیز ہے جس کے وصل و فعل کا حکم تہا اسکو قطع کیا چہوڑ دیا جیسے صلاۃ مومنین وصل قول بعمل لزوم جماعات مفروضہ حفظ شرائع و حدود و ترک ہر خیر فعل ہر شر کہ اس سے وہ پیوند جو درمیان اللہ اور بندے کے ہے قطع ہو جاتا ہے جمہور کا قول یہی ہے اور یہی قول کہ آیت عام ہے ٹہیک معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم **ف** مراد زمین مین فساد کرنے سے وہ افعال و اقوال ہین جو مخالف امر خدا ہون جیسے عبادت غیر اللہ ضرر رسانی خلق بدلڈالنا اس چیز کا جس کی حفاظت کا حکم ہے غرضکہ جو چیز شرعًا یا عقلًا خلاف صلاح ہے وہ فساد ہے قتادہ نے کہا مین نہین جانتا کہ اللہ نے کسی گناہ پر ایسی سخت وعید فرمائی ہو جو نقض میثاق پر ارشاد فرمائی ہے سو جس کسی نے اللہ سے کوئی اقرار کیا ہو سچے دل سے عہد باندہا ہو اسکو چاہیے کہ اپنا اقرار پورا کرے اپنا عہد وفا کرے احادیث صحیحہ مین نہی آئی ہے عہد شکنی سے اور اسپر سخت وعید فرمائی ہے مقاتل بن حیان نے کہا ہے أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ مثل اس آیت کی ہے أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ابن عباس نے کہا جس چیز کو اللہ نے طرف غیر اہل اسلام کے نسبت کیا ہے جیسے خاسر مراد اس سے کفر ہے اور جس چیز کو طرف اہل اسلام کے منسوب فرمایا ہے مراد اس سے گناہ ہے خسران کہتے ہین تجارت مین نقصان ہونے کو منافق و کافر کا یہی نقصان ہے کہ وہ رحمت خدا سے محروم ہین اس سے زیادہ کیا ٹوٹا ہوگا

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ

تُرْجَعُوْنَ۔ تم کس طرح منکر ہوا اللہ سے اور تھے تم مردہ پھر اُس نے تم کو جلایا پھر مارتا ہے پھر جلا دیگا پھر اسی کے پاس لوٹ جاؤگے
ف اس آیت مین اللہ پاک نے اپنے وجود و قدرت و خالق و متصرف ہونے پر حجت بیان کی ہی یعنے تم کس طرح اللہ کے ہونیکا
انکار کرتے ہو غیر اللہ کو پوجتے ہو حالانکہ تم عدم تھے اُس نے تم کو وجود بخشا کما قال اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ
اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ وَقَالَ تعالیٰ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا
اس طرح کی آیتین اور بہت ہین ابن مسعود نے کہا قَالُوْا رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا اسکا
وہی مطلب ہے جو سورہ بقرہ مین فرمایا ہے كُنْتُمْ اَمْوَاتًا الآیۃ ابن عباس نے کہا تم مردہ تھے یعنی پشت آبا مین کچھ چیز نہ تھے پھر
تمکو پیدا کیا پھر سچ مچ مارا پھر مبعوث کریگا یہ آیت مثل قولہ تعالیٰ کے ہے اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ دوسرا لفظ
انکا یون ہے کہ تم پیدا ہونے سے پہلے مٹی تھے یہ مردگی ہوئی پھر تم کو جلایا یہ زندگی ہوئی پھر تم کو ماریگا تم قبر مین جاؤگے یہ
دوسری موت ہی پھر قیامت کو اٹھا دیگا یہ دوسری زندگی ہوئی غرضکہ دوبار مرنا و دوبار جینا ثابت ہوا کسی نے کہا جلا کر مارنا
یہ ہے کہ قبر مین زندہ کرکے پھر ماریگا صحیح وہی بات ہی جو ابن مسعود و ابن عباس سے اوپر گذر چکی ایک جماعت تابعین کی بہی
اسی طرف گئی ہے کما قال تعالیٰ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ اصنام کے
حق مین فرمایا ہے اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَّمَا يَشْعُرُوْنَ الآیہ وقال وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا
حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ حاصل یہ ہوا کہ مراد موت اول سے عدم سابق ہے اور مراد حیات اول سے خلق ہے اور موت ثانی سے
موت معہود مراد ہے اور حیات ثانی سے بعث فتح البیان مین لکھا ہے کہ یہ تفسیر احسن اقوال ہے اسی طرف ایک جماعت صحابہ
گئی ہے ابن عطیہ نے کہا ہے یہی قول اس آیت سے مراد ہے کافر کسی طرح اس سے گریز نہین کرسکتے مین اس لیے کہ جب یہ بات
اُنہون نے مان لی کہ پہلے معدوم تھے پھر دنیا مین موجود ہوئے پھر ایک دن اسی جگہ مرینگے تو اب انکو اقرار کرنا دوسری حیات
کا لازم آیا کسی نے کہا قبر مین زندہ ہونا حکم مین حیات دنیا کے ہے هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰى
اِلَى السَّمَاءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ وہی ہے جس نے بنایا تمہارے لیے جو کچھ زمین مین ہے سب پھر
چڑھ گیا آسمان کو تو ٹھیک کیا انکو سات آسمان اور وہ ہر چیز سے واقف ہی ابن کیسان نے کہا یعنے یہ ساری معدن
نبات حیوان پہاڑ دریا تمہاری نفع دین دنیا کے لیے بنائے ہین دین کا نفع یہ ہے کہ تم اللہ کی اس عجائب مخلوقات کو
دیکھکر عبرت و فکرت حاصل کرو توحید کا یقین لاؤ دنیا مین ان چیزون سے نفع اٹھاؤ یہ بہی معلوم ہوا کہ اصل اشیا مین
اباحت ہی جب تک کہ کوئی دلیل اس اصل سے پھیر نہ دے اس مین حیوانات وغیرہ سب یکسان مین کسی نے کہا اس آیت
سے یہ بہی نکلتا ہے کہ مٹی کا کھانا حرام ہے کیونکہ ہمارے لیے مَا فِي الْاَرْضِ کو پیدا کیا ہے نہ نفس ارض کو لکن اس سے
بہتر یہ دلیل ہے کہ حدیث مین تحریم اکل تراب آئی ہے اسکے سوا مٹی مضر بہی ہے ف پہلا ایک توحید کی دلیل ایسی
بیان کی تہی جو خاص انکی جانون مین نظر آتی ہے اب وہ دوسری دلیل زمین آسمان و زمین کی پیدائش کی ذکر فرمائی استوا

کے معنے اس جگہ قصد کے ہین لفظ آسمان اس جگہ جنس ہے ہر چیز سے واقف ہونا دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ عالم ساری خلق کو محیط ہے جس طرح فرمایا اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ کل شے مین علم ساری کلیات جزئیات کا داخل ہے یا اسلیے فرمایا کہ خالق کو عالم ہونا ساری مخلوق کا واجب ہے بعض علمار نے کہا ہے کہ صفت علم کی امام ہے ساری صفتون کی **ف** تفصیل اس آیت کی سورہ حم سجدہ مین آئی ہے فرمایا قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَا اَقْوَاتَهَا فِیْ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ اس آیت مین دلالت ہے اس بات پر کہ پہلے اللہ نے زمین بنائی پہر سات آسمان بنائے بانی عمارت کا یہی دستور ہوتا ہے کہ اول نیچے کی بنیاد رکہتا ہے پہر اوپر کی عمارت بناتا ہے رہی یہ آیت ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰىهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا الی قولہ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا سو اس جگہ یہ عطف خبر کا خبر پر ہے نہ فعل کا فعل پر کسی نے یہ بہی کہا ہے کہ پہیلانا زمین کا بعد خلق آسمان و زمین کے ہوا ہے **ف** ابن عباس و ابن مسعود اور ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تہا پانی سے پہلے کوئی چیز اللہ نے نہین بنائی جب یہ ارادہ کیا کہ خلق کو بنائے تو پانی سے دہوان نکالا وہ پانی کے اوپر اونچا ہو گیا اللہ نے اُسکا نام آسمان رکہا پہر پانی کو خشک کر دیا اسکا نام زمین رکہا یہ زمین یکلخت تہی اُسکو پہاڑ کر سات زمینین ٹہیرائین یہ کام دو دن مین کیا اتوار پیر کو اس زمین کو ایک مچہلی کے اوپر پیدا کیا ہے یہ وہی مچہلی ہے جس کا ذکر قرآن مین آیا ہے نٓ وَالْقَلَمِ یہ مچہلی پانی مین ہے پانی ایک صاف پتہر پر ہے پتہر ایک فرشتے کی پشت پر ہے فرشتہ ایک سخت پتہر پر ہے وہ پتہر ہوا مین ہے اس پتہر کا ذکر لقمان نے کیا ہے یہ پتہر نہ آسمان مین ہے نہ زمین مین مچہلی نے حرکت کی زمین ہلنے لگی اللہ نے اُسپر پہاڑ رکہدیے وہ تہم گئی ع زمین از تب لرزہ آمد ستوہ ۔ فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ ۔ پہاڑون کو اس بات کا زمین پر فخر ہے یہی مطلب ہے اس آیت کا وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ اللہ نے پہاڑ اور لوگون کا قوت اور درخت وغیرہ دو دن مین پیدا کیے منگل بدہ کو یہی مطلب ہے اس آیت کا قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ الآیۃ دہوان پانی کے سانس سے اٹہا اُسکو آسمان ٹہیرایا یہ آسمان ایک لخت تہا پہر اُسکے سات آسمان کیے یہ کام دو دن مین ہوا جمعرات جمعہ کو اس دن کو جمعہ اسلیے کہا جاتا ہے کہ آسمان زمین کی پیدائش اس دن مین جمع کی گئی تہی ہر آسمان مین امر کا وحی کرنا یہ ہے کہ اس مین فرشتے بنائے دریا پانی پہاڑ برف بنایا اور وہ جو معلوم نہین پہر آسمان کو تارون سے رونق دیکر شیطانون سے محفوظ رکہا پہر جب پیدائش سے فراغت ہوئی تو عرش پر جا بیٹہا یہی مطلب ہے اس آیت کا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وقال كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ عبد اللہ بن سلام کا قول یہ ہے کہ اللہ نے ابتدا خلق کی اتوار سے کی اتوار پیر کو ساری زمینین بنائین قوت

اور پہاڑ کو منگل بدھ کے دن بنایا آسمانوں کو جمعرات جمعہ کے دن پیدا کیا پچھلی گھڑی کو دن جمعہ کے اس کام سے فارغ ہوا اس گھڑی میں آدم کو شتابی پیدا کیا اسی گھڑی میں قیامت بھی قائم ہوگی مجاہد نے کہا ایک آسمان دوسرے آسمان کے اوپر ہے ایک زمین دوسری زمین کے نیچے ہے **ف** ابن کثیر کہتے ہیں اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ خلقت زمین کی آسمان سے پہلے ہے یہی بات آیت سورہ سجدہ سے بھی نکلتی ہے کہ پہلے ذکر خلق ارض کا کیا ہے پھر آسمان کی طرف جا ئیگا سوان دونوں آیتوں کو دلالت ہے اس مطلب پر میں نہیں جانتا کہ علمائے دین سے کسی نے اس بات میں نزاع کیا ہو مگر قتادہ نے یہ زعم کیا ہے کہ آسمان پہلے زمین سے پیدا ہوا ہے قرطبی نے اس میں توقف کیا صحیح بخاری میں آیا ہے کہ یہی سوال کسی نے بعینہ ابن عباس سے کیا تھا اسکے جواب میں کہا کہ پھیلانا زمین کا بعد خلق آسمان کے ہوا تھا یعنے پہلے زمین پیدا کی پھر آسمان بنایا پھر زمین کو پھیلایا یہی جواب علمائے قدیم اہل حدیث تفسیر نے بھی دیا ہے ہم نے اس تقریر کو سورہ والنازعات میں تحریر کیا ہے حاصل یہ ہے کہ جو چیزیں اندر زمین کے اللہ نے رکھی ہیں ان سب کو قوت سے فعل میں بعد خلق آسمان کے لایا ہے نفس زمین پہلے آسمان سے بنی ہے جیسے نباتات جمادات سیاہ وغیرہ مع اختلاف نوع وصفت ولون وشکل وغیرہ اسی طرح گردش کرنا آسمانوں کا ہے مع اپنے ثوابت وسیارات کے چکر مارنا افلاک کا ہے مع ان چیزوں کے جو اللہ نے انکے اندر رکھی ہیں واللہ اعلم **ف** فتح البیان میں یوں ہی درمیان ان آیتوں کے جمع کیا ہے کہ پھیلانا ارض کا بعد خلق سما کے ہے پھر یوں کہا ہے کہ یہ جمع جید ہے اسی کی طرف جانا ضرور ہے یہی قول شوکانی کا بھی ہے آیت مذکور سے سات آسمانوں کا ہونا ثابت ہو رہی زمین سو سارے قرآن پاک میں فقط ایک جگہ یہ فرمایا ہے وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ اسپر کسی نے یہ کہا ہے کہ مراد گنتی ہے یعنے زمینیں بھی سات ہیں کسی نے کہا ہے مراد مثایا ہے ماوردی نے کہا ساتوں زمینیں یک تحت ہیں بیچ میں فاصلہ نہیں ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مثل آسمانوں کے الگ الگ ہیں مگر دعوت اسلام مختص ساتھ اسی زمین کے ہے جسپر ہم رہتے ہیں حدیث صحیح میں بھی زمینوں کا سات عدد ہونا آیا ہے رازی نے بیان میں آسمانوں کے کہ سات ہیں یا آٹھ مذہب حکمار کا ذکر کرکے کیا اچھی بات لکھی ہے کہ اس خبط سے سمجھے یہ ہوشیاری حاصل ہو جاویگی کہ عقل ہرگز ایسی چیزوں کو دریافت نہیں کر سکتی ہے یہ علم اسی کو ہے جس نے انکو بنایا ہے اسلیے اس جگہ انہیں سمعی دلیلوں پر بتاک کر بیٹھے رہنا واجب ہے اسقدر حدیث میں نزدیک اہل سنن کے ایک جماعت صحابہ سے وصف آسمان میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں ہر آسمان کا دَل پانسو برس کی راہ کا بتایا ہے ہر آسمان کا فاصلہ دوسرے آسمان سے اسی قدر مدت کا فرمایا ہے زمین آسمان دونوں کی گنتی سات سات عدد ارشاد کی ہے مگر کسی حدیث صحیح صریح مرفوع میں یہ نہیں آیا کہ ہر طبقہ زمین میں عالم وا ولاد مع انبیاء وعلماء وجہلاء مثل اسی زمین علیا کے موجود ہیں صحابہ کے آثار اس جگہ بکار آمد نہیں ہو سکتے گو انکی سند صحابہ تک صحیح ہی کیوں نہ ٹہیرے کیونکہ ایسے آثار غالبًا اسرائیلیات سے لیے گئے ہیں اسرائیلیات کا یہ حکم ہے کہ نہ انکی تصدیق کرو نہ تکذیب سو ہم کو اس جگہ توقف کرنا لازم ہے **ف** مسلم

ونسائی نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کے فرمایا پیدا کیا اللہ نے تربت کو دن سنیچر کے
پہاڑون کو دن اتوار کے درختون کو دن پیر کے مکروہ چیزون کو دن منگل کے نور کو دن بدھ کے پھیلایا جاندارون کو دن جمعرات
کے بنایا آدم کو بعد عصر دن جمعہ کے پچھلی گھڑی مین ساعات جمعہ سے درمیان عصر کے رات تک ابن کثیر کہتے ہین یہ حدیث
غرائب مسلم سے ہے علی بن المدینی و بخاری و بہت سے حفاظ نے اس حدیث مین کلام کیا ہے اس کو کلام کعب احبار ٹھیرایا ہے یعنی
ابوہریرہؓ نے اس کو کعب سے سنا تھا بعض راویون کو دھوکا ہوا انہون نے اسکو مرفوع ٹھیرا دیا اس کی تحقیق بیہقی نے کی ہے

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ
وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ جب کہا تیرے رب نے فرشتون کو مجھکو بنانا ہے
زمین مین ایک نائب بولے کیا تو مقرر کریگا اس مین وہ شخص جو فساد کرے وہان اور کرے خون اور ہم پڑھتے ہین تیری خوبیان
اور یاد کرتے ہین تیری پاک ذات کو فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہین جانتے **ف** اللہ تعالی بنی آدم کو اپنے احسان و منت
کی خبر دیتا ہے کہ دیکھو کہ تمہاری ایجاد کرنے سے پہلے ہم نے تمہارا ذکر ملأ اعلی مین کیا تھا تمہارا خلیفہ ہونا ایک دوسرے کے
بعد قرن در قرن قوم در قوم ٹھیرایا تھا کما قال تعالی هُوَ الَّذِىْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ وقال وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ
الْاَرْضِ وقال وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِى الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ وقال فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ ابن کثیر نے
کہا مراد خلیفہ سے اس جگہ نرے آدم علیہ السلام نہین ہین جس طرح ایک گروہ مفسرین نے کہا ہے اور قرطبی نے اسکو طرف
ابن مسعود و ابن عباس و جمیع اہل تاویل کے منسوب کیا ہے کیونکہ اس مین نظر ہے بڑا اختلاف ہے رازی نے ذکر اس کا کیا
ہے اگر نرے آدم مراد ہوتے تو فرشتے یہ نہ کہتے کہ تو مفسدون خونریزون کو کیون مقرر فرماتا ہے بلکہ مراد جنس انسان
ہے یہ بات ملائکہ کو کسی علم خاص سے معلوم ہو گئی ہو گی یا طبیعت بشریہ سے اس امر کو سمجھا ہو گا اسلیے کہ اللہ تعالی نے
انکو سنا دیا تھا کہ مین اس جنس کو کھنکھناتی مٹی سے بناؤنگا یا لفظ خلیفہ سے یہ سمجھا اسلیے کہ خلیفہ کا کام یہی ہے کہ درمیان
مین لوگون کے فصل مظالم کرے محارم و آثام سے انکو روکے لیکن یہ بات ملائکہ کی کچھ بطور اعتراض کے اللہ پر یا بطور
حسد کے بنی آدم پر نہ تھی جس طرح بعض مفسرین نے خیال کیا ہے اسلیے کہ اللہ تعالی نے کہا ہے لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ یعنی بے
اذن کے وہ کوئی بات پوچھ نہین سکتے مین بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ یعنے حسد سے بھی بری ہین اور یہان تو اللہ نے انکو پیدا
کرنا اس خلق کا جتا دیا تھا بلکہ یہ سوال بطور دریافت حال کے تھا کہ اس طرح کی مخلوق کے پیدا کرنے مین کیا حکمت ہے
وہ لوگ تو مفسد خونریز ہونگے سو اگر عبادت درکار ہے تو ہم تیری عبادت کرتے ہین ہم سے کوئی قصور بھی سرزد نہین
ہوتا ہے ہمین پر اقتصار کرنا کیا برا ہے اللہ نے جواب دیا کہ جو مصلحت راجح اس کام کی باوجود اس مفسدی کے
جو تم کہتے ہو مجھے معلوم ہے وہ تمہین معلوم نہین ہے کیونکہ مین ان مین نبی و رسول بھیجون گا ان مین صدیق شہید صالح
عابد زاہد اولیا ابرار مقرب علما عامل خاشع محب متبع پیدا کرونگا حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جب فرشتے اعمال

ے وہی سمجھے مقام زمین مین " ے اور گروہ کو نائب زمین پر " ے اور اگر ہم چاہین تو کالین تم مین سے فرشتے زمین مین تمہاری جگہ " ے پیچھے ان کے ناخلف " ے اس کے آگے نہین بول سکتے ے بلکہ وہ بندے مین جنکو عزت دی ہے "

عباد ویکا آسمان پر چڑہتے ہین تو اللہ تعالی باوجودیکہ اُن سے زیادہ دانا تر ہو سوال کرتا ہے کہ تم نے میرے بندون کو کس حال مین چہوڑا وہ کہتے ہین ہم اُنکے پاس گئے تہے وہ نماز پڑہ رہے تہے ہم اُنکو چہوڑ کر آئے ہین وہ نماز مین تہے یا اسلیے ہو کہ فرشتہ درمیان ہمارے آتے جاتے رہتے ہین نماز صبح نماز عصر مین یکجا ہوکر یہ شیر جاتے ہین اور وہ اعمال اوپر لیجاتے ہین دوسری حدیث مین آیا ہے کہ رات کا عمل دن سے پہلے دن کا کام رات سے پہلے طرف اللہ کے جاتا ہے سو یہ کہنا ملائکہ کا کہ ہم اُنکو نماز پڑہتے پایا نماز پڑہتے چہوڑا گویا تفسیر ہے اس آیت کی اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اس کے سوا اور بہی بہت جواب رازی وغیرہ نے ذکر کیے ہین یہ جواب سب مین واضح تر ہے ابن عباس نے کہا پہلے اس زمین مین جن بستے تہے جب اُنہون نے فساد کیا خون گرایا بعض نے بعض کو مارا تو اللہ نے اُنکے قتل کرنے کو ابلیس بہیجا اُس نے اُنکو مار دہاڑ کرکے دریاؤن کے بندرون کیطرف نکالدیا پہاڑون کیطرف بہگا دیا پہر اللہ نے آدم کو بنا کر اس جگہہ بسایا اسلیے اُنکو خلیفہ فرمایا اور کہتے ہین جن جان آدم سے دو ہزار برس پہلے تہے بسبب فساد خونریزی کے اللہ تعالی نے ملائکہ بہیجکر اُنکو طرف جزائر بحور کے نکالدیا اُنکی جگہہ آدم کو آباد کیا **ف** قتادہ نے کہا مراد تسبیح سے سبحان اللہ کہنا ہے مراد تقدیس سے نماز پڑہنا ہے یہی بات ایک جماعت صحابہ نے بہی کہی ہے مجاہد نے کہا التسبیح سے مراد تعظیم ہے تقدیس سے مراد تکبیر ہے ضحاک نے کہا تقدیس تطہیر ہے محمد بن اسحاق نے کہا مطلب یہ ہے کہ ہم تیری نافرمانی نہ کرینگے نہ کوئی ایسی بات جو تجہے ناپسند ہو ابن جریر نے کہا تقدیس کہتے ہین تعظیم و تطہیر کو یعنے بڑائی کرنا پاک کہنا اسی لفظ سے یہ لفظ ہے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ یعنے ہم تجہ کو پاک و بری کہتے ہین اُس چیز سے جسکو اہل شرک تیری طرف لگاتے ہین ہم تجہے اُس سیل کمیل سے جسکو اہل کفر تیری طرف نسبت کرتے ہین منزہ و مبرا کہتے ہین صحیح مسلم مین ابوذرؓ سے آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا گیا افضل کلام کیا ہے فرمایا وہ کلام ہے جسے اللہ نے اپنے فرشتون کے لیے چنا ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ بیہقی نے عبد الرحمن بن قرط سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین سماوات علیا پر یہ تسبیح سنی سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی **ف** قرطبی وغیرہ نے کہا اس آیت سے یہ نکلا کہ مقرر کرنا خلیفہ کا واسطے فیصلہ خلق قطع نزاع نصرت مظلوم اقامت حدود زجر عن الفواحش وغیرہ امور مہمہ کے واجب ہے کہ جو بے امام کے قائم نہین ہو سکتے ہین سو جو چیز واجب بغیر جس چیز کے تمام نہ ہوا تو وہ چیز بہی واجب ہوتی ہے یہ امامت یا تو نص سے مل سکتی ہے جس طرح ابوبکر امام ہوئے یا ایما سے یا خلیفہ کرنے سے جس طرح ابوبکر نے عمر کو خلیفہ ٹہیرا دیا تہا یا ایک جماعت صلحا کے شوریٰ پہ چہوڑ دینے سے جس طرح عمر نے کیا یا اہل حل و عقد کے اجتماع سے کسی شخص کی بیعت پہ یا کسی ایک شخص کے بیعت کر لینے پر کہ اسکا التزام نزدیک جمہور کے واجب ہے امام الحرمین نے کہا ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے واللہ اعلم یا اس طرح کہ ایک آدمی لوگون کو اپنی طاعت پر مقہور کر لے کہ اس صورت مین بہی اُس کی اطاعت واجب ہو جاتی ہے تا کہ شقاق و اختلاف پیدا نہ ہو اسپر شافعی نے نص کی ہے عقد امامت پر گواہی

جو نماز پڑہتے ہین پہنچ کر معلوم ہو جاتے ہین ۸۷

کا ہونا کسی کے نزدیک شرط نہین ہے کسی کے نزدیک شرط ہے دو گروہ کافی ہین یہ بات واجب ہے کہ امام مرد آزاد بالغ عاقل مسلمان عادل مجتہد بصیر سلیم الاعضا واقف کار جنگ آزما قرشی النسب ہو یہی صحیح ہے ہاشمی ہونا یا خطا سے معصوم ہونا شرط نہین ہے فسق سے معزول ہوگا مگر یہ کہ کفر صریح ظاہر ہو لوگون کے نزدیک بھی اسکی طرف سے کوئی برہان عزل موجود ہو خود معزول ہونے مین اختلاف ہے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے خلافت معاویہ کو دیدی تھی آپ معزول ہو بیٹھے تھے لیکن وہ عزل بسبب عذر کے تھا اسپر انکی مدح آئی ہے دو اماموں کا یا زیادہ کا زمین مین نصب کرنا درست نہین ہے حدیث مین آیا ہے جو کوئی آوے پاس تمھارے اور تمہارا کام فراہم ہو وہ تمہارے درمیان جدائی ڈالنا چاہے تو تم اُس کو مار ڈالو کوئی کیون نہ ہو یہی قول جمہور کا بھی ہے امام الحرمین وغیرہ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے ہان استاذ ابو اسحاق نے دو یا زیادہ اماموں کا قائم ہونا جائز بتایا ہے مگر جبکہ اقطار دور دراز اقالیم وسیع ہون مگر امام الحرمین کو اس مین تردد ہے یہ ایسی بات ہے کہ خلفاء بنی عباس عراق مین تھے فاطمیین مصر مین اموی مین مغرب مین ہم اس مسئلہ کی تقریر کسی اور جگہ مین کتاب الاحکام سے لکھینگے انتہے کلام ابن کثیر مین کہتا ہون کہ یہ مسئلہ طوائف الملوک کا ہے اسکی تحقیق کتاب حسن المساعی مین بخوبی لکھی گئی ہے استاذ کا کہنا درست ہے **ف** یہ ارشاد اللہ پاک کا کہ ہم خلیفہ مقرر کرینگے ملائکہ ارض سے تھا جو بعد اخراج جن کے زمین پر بس گئے تھے یا مطلق ملائکہ سے اس کہنے مین انکو مشاورت کی تعلیم کی آدم کی تعظیم جتائی ایجاد کی حکمت جتائی کہ جس مین خیر غالب ہو اُس کو شر پر اختیار کرنا بہتر ہوتا ہے بعض نے کہا کہ یہ کچھ فرشتون سے مشورہ نہ تھا بلکہ انکے جی کی بات کا دریافت کرنا تھا بعض نے کہا بلکہ یہ ارشاد ہے عباد کو کہ تم مشورہ کیا کرو اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ملائکہ کو علم غیب نہین ہے غیب کو سوا اللہ کے کوئی نہین جانتا

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىٕهِمْ ۚ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۙ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

سکھائے آدم کو نام ساری چیزون کے پھر وہ دکھائے فرشتون کو کہا بتاؤ مجھ کو نام اُنکے اگر ہو تم سچے وہ بولے تو سب سے نرالا ہے نہین معلوم ہمکو مگر جتنا تو نے سکھایا تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار کہا اے آدم بتا دے ان کو نام اُنکے پھر جب اُس نے بتا دیے نام اُنکے کہا مین نے نہ کہا تھا تم کو کہ مجھے معلوم ہین پردے آسمان اور زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرو اور جو چھپاتے ہو **ف** اللہ پاک نے اس جگہ بندگی آدم کی ملائکہ پر بیان کی کہ ہم نے اس کو مختص کیا تھا ساتھ علم اسماء کے وہ ہر چیز کا نام جانتا تھا فرشتے نہین جانتے تھے یہ ماجرا بعد اسکے ہوا کہ ملائکہ نے آدم کو سجدہ کیا تھا لیکن اس فضل کو اس قصہ پر اسلیے مقدم کیا کہ اس مقام کو عدم علم ملائکہ سے ساتھ حکمت خلق خلیفہ کے مناسبت ہے کیونکہ اللہ نے اُنکے سوال کے جواب مین یہ فرمایا تھا کہ جو مین جانتا ہون وہ تم نہین جانتے اسی لیے اللہ نے ذکر اس امتحان کا اس جگہ کیا تاکہ آدم کا شرف علم مین اُنپر ظاہر ہو جاوے **ف** ابن عباس نے کہا ہے اللہ نے آدم کو نام اُن کی اولاد کے اور جانورون کے الگ الگ بتا دیے کیگدھا

یا اونٹ یا گھوڑا یا یہ زید یہ عمر دیہ بکر دوسرا لفظ ان کا یہ ہے کہ وہ اسماء یہی متعارف نام تھے جو سب لوگ بولتے چلتے ہیں انسان جن جانور
سما ارض سہل بحر خیل حمار وغیرہا تیسرا لفظ یہ ہے کہ سکھایا انکو نام رکابی و دیگچی کا یہانتک کہ بڑے چھوٹے کوزے کا مجاہد نے کہا
سکھایا نام ہر جانور ہر پرندی ہر شے کا ربیع نے کہا سکھائے نام فرشتون کے کسی نے کہا نام ستارون کے کسی نے کہا نام ساری ذریات کا ابن جریر نے پہلے ہی
کو ترجیح دی ہے۔ ابن کثیر نے کہا صحیح یہ ہے کہ نام ساری چیزون کے سکھائے مع ذات وصفت وفعل کے جیسا کہ ابن عباس
نے کہا ہے حَتَّى الْفَسْوَةَ وَالْفُسَيَّةَ یعنے مکبر مصغر سب کچھ سکھا دیا اسی لیے صحیح بخاری مین انس سے مرفوعًا آیا ہے کہ قیامت
کے دن مومنین جمع ہو کر کہینگے چلو اپنے رب کے پاس کسی سے سفارش کرائین پھر آدم کے پاس آکر یہ بات کہینگے کہ تم سب آدمیون
کے باپ ہو اللہ نے تمکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا فرشتون سے تم کو سجدہ کرایا ہر چیز کا نام تم کو سکھایا تم ہماری سفارش اپنے
رب سے کرو اَلْحَدِیْثُ بِطُوْلِهٖ اسکو مسلم ونسائی وابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے مقصود اس جگہ فقط یہ مضمون ہے وَعَلَّمَكَ
اَسْمَاءَ كُلِّ شَیْءٍ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ آدم کو ساری مخلوقات کے نام سکھائے تھے اسی لیے یہ کہا کہ پھر ان کو یعنی مسمیات
کو آدم نے ملائکہ پر عرض کیا قتادہ نے کہا ہے کہ ان اسمار کو عرض کیا ابن مسعود و ایک جماعت صحابہ کا یہ قول ہے کہ خلق کو ملائکہ
پر عرض کیا مجاہد کا لفظ یہ ہے کہ ارباب اسمار کو عرض کیا حسن و قتادہ نے کہا ہر چیز کا نام سکھایا وہ ہر ایک چیز کا نام لیتے
ایک ایک گروہ عرض کیا جاتا مطلب یہ ہوا کہ ملائکہ سے یہ بات کہی گئی کہ یہ اشیا جو تم کو دکھائے گئے تم انکے نام بتاؤ اگر
تم اس بات مین سچے ہو کہ جسکو مین زمین مین خلیفہ کرونگا وہ فسادی خون ریز ہوگا اور جو تم ہوگے تو مطیع و تابع رہوگے سو
جب تمکو ان چیزون کی جو تمہین دکھائی گئی ہین نام تک معلوم نہین ہین حالانکہ تم انکو دیکھ رہے ہو تو جو چیزین ابھی
وجود مین نہین آئی ہین اور زمانہ آیندہ مین ہونگی انکو تم کیا خاک معلوم کروگے اسپر ملائکہ نے اللہ کی تنزیہ تقدیس اپنی
کم علمی کا اقرار کیا ابن عباس نے کہا لفظ سُبْحَانَ اللهِ تنزیہ کرنا ہے اللہ کا اپنی جان کو ہر برائی سے عمر نے علی سے پوچھا یہ کیا
کلمہ ہے فرمایا اللہ نے اس کلمہ کو اپنے لیے دوست رکھا پسند کیا ہے اللہ چاہتا ہے کہ یہ کلمہ پڑھا جاوے میمون بن مہران نے کہا
یہ ایک ایسا نام ہے جس سے اللہ کی تعظیم نکلتی ہے **ف** زید بن اسلم نے کہا آدم نے نام یون بتائے کہ تم جبرئیل ہو یہ میکائیل
ہے وہ اسرافیل یہانتک کہ ساری نام غراب تک گن ڈالے مجاہد نے کہا نام کبوتر و غراب و ہر چیز کا لیا پھر جب فضل آدم کا ملائکہ
پر بیان اسمار اشیا مین ظاہر ہوا تو اللہ نے کہا کیون مینے نہ کہا تھا کہ مین ہر غیب ظاہر و مخفی کو جانتا ہون کما قال تعالیٰ وَاِنْ
تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی اور زبان ہدہد سے واسطے سلیمان علیہ السلام کے یون خبر دی ہے اَلَّا یَسْجُدُوْا
لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِیْمِ ابن عباس نے کہا مطلب یہ ہے کہ مین سر کو ویسا ہی جانتا ہون جیسے کہ علانیہ کو ایک گروہ صحابہ نے کہا مراد وَمَا تُبْدُوْنَ
سے یہ قول ملائکہ ہے اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا الآیۃ اور مراد تَكْتُمُوْنَ سے وہ تکبر و غرور ہے جو ابلیس کے نفس مین تھا
ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے قتادہ وغیرہ نے کہا تَكْتُمُوْنَ سے قول ملائکہ مراد ہے کہ اللہ نے جتنی مخلوق بنائی ہے

سب سے زیادہ علم ہمکو ہے ہم سے زیادہ کسی کی آؤ بھگت نزدیک اللہ کے نہین ہے اب انکو معلوم ہو گیا کہ آدم کو علم و کرم میں انپر فضیلت حاصل ہے ابن جریر نے کہا سب سے بہتر قول اس باب مین قول ابن عباس کا ہے کہ جو تم زبان سے کہتے ہو وہ اور جو دل مین چھپاتے ہو وہ سب میرے نزدیک برابر ہے کوئی چیز سر ہو یا علانیہ مجھپر مخفی نہین ہے **ف** کشاف مین کہا ہے کہ آدم عجمی نام ہے یہی قول بیضاوی وسمین کا بھی ہے کہ یہ نام کسی لفظ سے نکالا نہین گیا ہے اللہ جب آدم کو پیدا کر چکا تو سب چیزون کے نام انکو سکھا دیے مراد اسمار سے مسمیات ہین کسی نے کہا ساری لغات مراد ہین لکن جب انکی اولاد متفرق ہو گئی تو کسی کو زبان عربی یاد رہی کوئی بھول گیا مراد علم اسمار سے یہ ہے کہ لفظ و معنے مفرد و مرکب حقیقت و مجاز سب کچھ سکھا دیا مراد اسم سے وہ لفظ ہے جو معنے پر دلالت کرے خواہ ذات ہو یا عرض پس اس مین اسم و فعل و حرف سب داخل ہے یہ قول کہ اللہ نے اپنے سارے اسمار حسنی سکھا دیے تفسیر مظہری مین لکھا ہے مگر خصوص سے عموم بہتر ہوتا ہے علیم اسکو کہتے ہین جو محیط ہو سارے معلومات کا حکیم کہتے ہین قاضی عدل کو یا اسکو جسکا کام بہت پختہ ہو کوئی فساد خلل اُسکے کام مین نہ آسکے اس آیت سے یہ بھی نکلا کہ آدم نبی متکلم تھے کیونکہ اللہ نے اُنسے یہ بات کہی کہ تم انکو نام بتاؤ و نام بتانے سے یہ نکلا کہ علم کو مزیت ہے جہل پر اسی لیے علم شرط ہے واسطے خلافت کے اللہ نے فضل آدم کا ملائکہ پر اسی علم سے ظاہر کیا تھا علم سے بڑھکر اگر اور کوئی شرف ہوتا تو اُسی سے اظہار فضل فرماتا اسی علم کی فضیلت کے سبب فرشتون سے سجدہ اُنکو کرایا معلوم ہوا کہ عالم کے لیے کھڑا ہو جانا جائز ہے اگر بطریق محبت علم کے ہو نہ بطور تعظیم شخص کے طیبی نے کہا اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم لغت عبادت سے بڑھکر ہے پھر علم شریعت کا کیا ذکر **ف** یہ ارشاد کہ مین آسمان زمین کے غیب کو جانتا ہون دلیل ہے اس بات پر کہ دعوی غیب دانی کا یا کسی چھپی بات پر مطلع ہونے کا جس طرح منجم و کاہن و اہل رمل و ساحر و شعبدہ باز وغیرہم کرتے ہین مردود ہے اللہ تعالی کے سوا کوئی بھی علم غیب نہین جانتا نہ ملائکہ نہ انبیاء نہ اولیاء

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

جب ہم نے کہا فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ مین گر پڑے مگر ابلیس نے نہ مانا اور تکبر کیا وہ تھا منکرون مین **ف** یہ ایک دوسری کرامت ہے جسکا احسان اللہ نے ذریت آدم پر رکھا کہ ہمنے ملائکہ سے آدم کو سجدہ کرایا اس مقدمہ مین بہت سی حدیثین آئی ہین حدیث شفاعت اوپر گذر چکی ہے موسی و آدم سے جب ملاقات ہوئی تو انھون نے بھی اُن سے یہی کہا کہ تم وہی آدم ہو جسے خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا اپنی روح اُس مین پھونکی اپنے فرشتون سے اُس کو سجدہ کرایا ابن عباس کہتے ہین ابلیس ایک قبیلہ ملائکہ سے تھا جنکو جن کہتے ہین یہ قبیلہ منجملہ ملائکہ کے آگ گرم سے پیدا کیا گیا تھا اسکا نام حارث تھا یہ بھی ایک جنت کا خزانچی ہو گیا تھا باقی سب فرشتے نور سے بنے ہین وہ جن جنکا ذکر قرآن مین آیا ہے انکی خلقت شعلہ نار سے ہے وہ شعلہ آگ کی زبان ہوتا ہے جیکہ بھڑکتی ہے انسان مٹی سے بنا ہے سب سے پہلے زمین مین جن بسے تھے اُنھون نے فساد کیا خون بہایا بعض نے بعض کو قتل کر ڈالا تو اللہ تعالی نے ایک لشکر ملائکہ کا ابلیس

کو دیکر اُن پر بہیجا یہ ملائکہ اسی قبیلہ کے تہے جن کو جن کہتے ہین جب ابلیس نے انکو مارکر جزائر و اطراف جبال کی طرف بہگا دیا
تو اس نے اپنے دل مین یہ غرور کیا کہ مین نے ایسا کام کیا ہے جو کسی سے نہ بنا اللہ تعالی کو اس کے دل کی بات پر خبر ہو گئی وہ ملائکہ
جو اس کے ہمراہ گئے تہے انکو معلوم نہ ہوا جب اللہ نے اُن ملائکہ سے کہا کہ مین زمین مین ایک نائب مقرر کرونگا تو انہون
نے کہا کہ جس طرح جن نے فساد کیا خون بہایا اسی طرح یہ بہی کریگا ہم کو اسی کام کے لیے بہیجا گیا تہا اللہ تعالی نے فرمایا
جو مجہے معلوم ہے وہ تم نہین جانتے ہو یعنی اس کبر و غرور پر جو ابلیس کے دل مین ہے مجہی کو اطلاع ہے پہر آدم کی مٹی
اٹہا کر ایک چپکتی کھنکہنانی خاک سے انکو پیدا کیا اپنے ہاتہ سے بنایا چالیس رات تک اُن کا دہڑ پڑا رہا ابلیس
آتا پاؤن سے ٹہوکر مارتا وہ دہڑ کھنکہناتا کما قال تعالے مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ یعنے پولی چیز سے جو ٹہوس نہین ہے بنایا
ابلیس منہ کی طرف سے گہسکر دبر کیطرف سے نکلتا کبہی دبر کیطرف سے گہسکر منہ کی طرف سے باہر آتا پہر کہتا کہ تو نرے اس
صلصلہ کے لیے نہین ہے کسی اور کام کے لیے بنایا گیا ہے اگر مین تجہ پر غالب ہوا تو تجہے برباد کرونگا اور جو تو مجہ پر
غالب آیا تو مین تیری نافرمانی کرونگا جب اللہ تعالی نے اس دہڑ مین اپنی روح پہونکی تو یہ پہونکنا سر کی طرف سے ہوا
جہانتک بدن مین روح جاتی خون و گوشت بنتا جاتا جب روح ناف تک پہونچی بدن کو دیکہکر خوش ہوئے چاہا
کہ اٹہ بیٹہین مگر نہ ہو سکا یہی مطلب ہے اس آیت کا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ یعنے سراسر ضرار پر اس کو صبر نہین جلد باز
ہے جب جان ساری تن مین پہونچ گئی چہینک آئی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا یہ کہنا اللہ کے الہام سے تہا اللہ تعالی
فرمایا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ یا آدم پہر اللہ تعالی نے ان فرشتون سے جو ہمراہ ابلیس کے بہیجے گئے تہے نہ اُن فرشتون سے جو آسمانون
مین تہے یہ فرمایا کہ تم آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا غرور کیا اس کے دل مین تکبر تہا جی مین کہتا
تہا کہ مین اسکو ہرگز سجدہ نہ کرونگا مین اس سے کہین بہتر ہون عمر مین بڑا خلقت مین قوی ہون یہی مطلب ہے اس آیت کا
خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ یعنے آگ مٹی سے زیادہ زبردست ہے جب ابلیس نے سجدہ نہ کیا تو اللہ تعالی
نے اُسکو ہر طرح کی خیر سے نا امید کرکے شیطان رجیم کر دیا یہ اسکی معصیت کی عقوبت ہوئی پہر آدم کو سب چیزون
کے نام بتائے سب چیزون کو حاضر کرکے ان فرشتون کے سامنے جو ہمراہ ابلیس کے تہے آدم سے نام ظاہر کرائے
سب نے اللہ کا عجز اپنے اوپر معلوم کرکے برارت اپنی علم غیب سے ظاہر کی ابن کثیر کہتے ہین یہ سیاق اس اثر کا غریب ہے اس
مین ایسی چیزین ہین جن مین نظر ہے لنبا جہگڑا ہے تفسیر مشہور ابن عباس کی اسی اسناد سے آئی ہے اسی کے لگ
بہگ کم و بیش سدی نے روایت کیا ہے سدی کی تفسیر مین اسرائیلیات بہت ہین کیا عجب ہے کہ بعض بات مدرج
ہو کلام صحابی نہ ہو یا صحابہ نے بعض اگلی کتابون سے لی ہو حاکم نے مستدرک مین اسناد سدی کو بعینہ لاکر
شرط بخاری پر بتایا ہے پہر ابن کثیر نے کہا ہے غرض یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جب ملائکہ کو حکم سجدہ آدم کا دیا تو ابلیس
بہی اس خطاب مین داخل ہوا اگرچہ انکی ذات کا نہ تہا مگر انکے مشابہ تہا اور انکے کام کرکے ان مین ملتا جلتا ہو گیا تہا اسی لیے مخالفت

امر ہذ سوم ٹہیرا اس کا بیان اپنی جگہہ پر آوے گا جہاں یہ فرمایا ہے وَكَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ابن عباس نے کہا ہو ابلیس معصیت سے پہلے فرشتوں میں تہا عزازیل نام رکہتا تہا ساکن زمین سے تہا سب ملائکہ سے زیادہ عبادت کرتا سب سے علم زیادہ رکہتا اسی گہمنڈ پر اُس نے تکبر کیا اُس کی قوم کا نام جن تہا دوسرا لفظ یہ ہے کہ پہلا نام اُسکا عزازیل تہا اشراف ملائکہ میں تہا چار پر رکہتا تہا پہر ابلیس ہو گیا تیسرا لفظ یہ ہے کہ زمین و آسمان و دنیا کا سلطان تہا دونوں جگہہ کی سیاست کرتا تہا جب عاصی ہوا اللہ نے مسخ کر کے شیطان رجیم کر دیا حسن نے کہا ہے کہ ابلیس ہرگز ایک دم بہی منجملہ ملائکہ کے نہ تہا بلکہ جس طرح اصل نوع انس آدم علیہ السلام ہیں اسیطرح وہ ملعون اصل نوع جن ہے **ف** ابو العالیہ نے کہا کافرین سے مراد اس جگہہ عاصین ہیں سدی نے کہا یعنے اُن کافروں میں سے جو ہنوز پیدا نہیں ہوے ہیں پیچہے ہونگے قرطبی نے کہا اللہ نے ابلیس کو کفر و ضلالت ہی پر پیدا کیا تہا گو کام فرشتوں کا سا کرتا تہا پہر اس کو اُس کی اصل پر پہیر دیا وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ فرمادیا **ف** قتادہ نے کہا یہ سجدہ کرنا ملائکہ کا اللہ کی طاعت آدم کو سجدہ تہا اللہ تعالی نے آدم کا یہ اکرام کیا کہ ملائکہ سے انکو سجدہ کرایا کسی نے کہا یہ سجدہ تحیت و اکرام و سلام تہا جس طرح یوسف علیہ السلام کو برادران یوسف نے سجدہ کیا تہا کما قال تعالی وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا یہ سجدہ اگلی امتوں میں مشروع تہا ہماری ملت میں منسوخ ہو گیا معاذ کہتے ہیں میں ملک شام میں گیا تہا دیکہا کہ وہ لوگ اپنے علما کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا آپ اللہ کے رسول ہو آپ کو سجدہ کرنا بہت ٹہیک بات ہے فرمایا میں اگر کسی بشر کو حکم سجدہ کرنیکا واسطے کسی بشر کے دیتا تو عورت سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے کیونکہ شوہر کا حق اسپر بہت بڑا ہے رازی نے اسی کو ترجیح دی ہے بعض نے کہا یہ سجدہ اللہ کو تہا آدم قبلہ تہے جس طرح فرمایا اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ لکن اس تعلیل میں نظر ہے ظاہر تر یہی ہے کہ قول اول اولی ہے یہ سجدہ آدم ہی کو تہا اُنکے اکرام و اعظام و احترام و سلام کے لیے اُس کے بجا لانے میں اللہ کے حکم کی اطاعت تہی قبلہ ٹہیرانے میں کیا شرف ظاہر ہوتا ہے یا سجدہ سے خضوع کو مراد لینے میں نہ انحنا و وضع پیشانی کو زمین پر کیا خوبی نکلتی ہے رازی نے ان دونوں قول کو ضعیف ٹہیرایا اگلی بات کو قوی کہا ہے یہ ٹہیک ہے حدیث صحیح بخاری بمقدمہ شفاعت بہی اسی کی موید و مصرح ہے وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ **ف** رازی نے کہا مامور بسجدہ آدم خاص ملائکہ ارض تہے یا سموات کی بہی یہ دو قول ہیں اہل علم کے ہر ایک قول کو ایک گروہ نے ترجیح دی ہے مگر ظاہر آیت کریمہ عموم ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ انتہی میں کہتا ہوں یہ عموم اُسی وقت مفہوم ہو سکتا ہے کہ مراد ملائکہ سے خاص وہ ملائکہ نہ ہوں جو ہمراہ ابلیس گئے تہے ورنہ یہ عموم خاص انہیں کے ساتہ رہیگا لکن جبکہ کوئی مرفوع حدیث اس باب میں وارد نہیں ہے تو ایسی جگہہ ایمان اجمالی مطابق ظاہر کتاب و سنت کو کافی ہے حاجت زیادہ خوض و غور کی نہیں قتادہ نے کہا عدو اللہ ابلیس نے آدم علیہ السلام پر حسد کیا اس بات پر کہ یہ کرامت انکو کیوں ملی یہ فضل کیوں حاصل ہوا

کہا مین آتشی ہون یہ خاکی ہے گناہ کبر کی ابتدا اسی مردود سے ہوئی ہے حسد وکبر سے آدم کو سجدہ نہ کیا حدیث صحیح مین آیا
ہے وہ شخص جنت مین نہ جاویگا جس کے دل مین رائی برابر کبر ہوگا ابلیس کے دل مین کبر و کفر و عناد تھا اسی وجہ سے اللہ
کی رحمت سے مردود و مطرود ہوا حظیرۃ القدس سے دور پڑا بیت تکبر عزازیل را خوار کرد * بزندان لعنت گرفتار کرد *
کسی نے کہا کافر ہو گیا کسی نے کہا پہلے ہی سے علم خدا مین کافر تھا قرطبی نے اسی کو راجح کہا ہے پھر یہ لکھا کہ ہمارے
اہل علم نے یہ بات کہی ہے کہ جس کسی کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے کرامات وخوارق عادات ظاہر کیے اور وہ شخص نبی نہین
ہے تو یہ کچھ دلیل اُس شخص کی ولایت پر نہین ہو سکتی ہے جس طرح کہ بعض صوفیہ و رافضہ نے خیال کیا ہے پھر
کہا کہ ہم یقین نہین کر سکتے کہ ایسا شخص اللہ سے باایمان ہو کر ملیگا ہان ولی باایمان ملتا ہے ابن کثیر نے کہا کبھی
خارق عادت ہاتھ پر فاجر کافر کے بھی ظاہر ہوتا ہے دیکھو ابن صیاد نے کہا تھا ھُوَ الدُّخُّ جب کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پوشیدہ رکھا یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ اسی طرح جب اُس کو غصہ آتا تو اتنا پھول جاتا کہ
رستہ بھر جاتا ابن عمرؓ نے اسی امر پر اُس کو مارا تھا احادیث مین کیا کچھ خوارق عادات دجال سے نہین آئے ہین جیسے
آسمان سے پانی برسانا زمین کا خزانہ ہمراہ لیے پھرنا ایک جوان کو مار کر جلانا شافعی ولیث بن سعد نے کہا ہے جب تم
کسی آدمی کو دیکھو کہ پانی پر چلتا ہوا مین اُڑتا ہے تو دھوکا نہ کھاؤ جب تک کہ اُس کے کام کو کتاب وسنت پر عرض نہ کرلو
مین کہتا ہون ہوا مین باز و کبوتر اُڑتے پانی پر کتے وغیرہ حیوان چلے جاتے ہین اس مین کیا فخر ہوا اللہ نے انسان
کو اکرم مخلوقات اشرف کائنات بنایا ہے اسکا فخر یہ نہین ہے کہ پانی پر چلے یا ہوا مین اُڑے اسکا شرف تو یہ ہے کہ
بندگی کا پورا پورا حق ادا کرے غرور وتکبر کی ہوا بھی لگنے نہ دے نعلین کیطرح خاکسار رہے دستار کیطرح صاحب
نخوت نہ ہو ف بقاعی نے کہا ہے پہلے آدم کو تعلیم اسماء ہوئی پھر سجدہ پھر اسکان جنت پھر اخراج جنت سے
پھر اسکان زمین مین اس آیت مین دلیل ہے مذہب اہل سنت پر کہ انبیاء ملائکہ سے افضل ہین یہ قصہ آدم علیہ السلام کا
قرآن مین سات سورتون مین آیا ہے اس سورت مین پھر سورۂ اعراف پھر سورہ حجر سورہ اسرا سورۂ کہف سورۂ طٰہٰ
سورۂ صٓ مین مطلب اس تکرار کا شاید تسلی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لیے کہ حضرت ہاتھ سے اہل زمانہ
اور اپنی قوم کے بڑی محنت وتکلیف مین گرفتار رہتے تھے یہ بات خطیب نے کہی ہے مگر یہ ظاہر ہے کہ تکرار مذکور واسطے
اظہار شرف وفضل آدم علیہ السلام کے ساری خلق پر ہے حتیٰ کہ ملائکہ پر بھی اسلیے کہ آدم کسی محنت مین تھے فتح البیان
مین ہے کہ یہ سجدہ دن جمعے کے وقت زوال سے عصر تک تھا اول جبریل علیہ السلام نے پھر میکائیل نے پھر اسرافیل
نے پھر عزرائیل نے پھر سارے ملائکہ مقربین نے کیا انتہے یہ قول اسی بنیاد پر ٹھیک ہوگا کہ سجدے کو خاص ساتھ
ملائکہ ہمراہی ابلیس کے نہ کیا جاوے جس طرح کہ قول اکثر اہل علم کا ہے شیطان کا نام سریانی مین عزازیل عربی مین
حارث تھا بعد عصیان کے ابلیس نام ہوا ابلیس کے معنے مایوس کے ہین نام کے ساتھ صورت بھی بدل گئی

استکبار یہ ہے کہ اپنی جان کو بڑا سمجھے حدیث صحیح مین آیا ہے کبر رد کرنا حق کا حقیر جاننا لوگون کا ہے آبا یعنے انکار بعد استکبار
کے تھا لکن ذکر اسکا اسلیے مقدم کیا گیا کہ انکار افعال ظاہر سے ہے استکبار افعال قلوب سے پھر سورہ ص مین فقط ذکر
استکبار کا فرمایا سورہ حجر مین ذکر انکار پر قصر کیا ہے آیت شریف سے قبیح ہونا تکبر کا برا ہونا خوض کا اللہ کے سر مین نکلا یہ
بھی معلوم ہوا کہ صیغہ امر کا واسطے وجوب کے ہوتا ہے اور جسکو خدا نے جان لیا ہے کہ وہ کفر پر وفات کریگا حقیقت مین کافر
وہی شخص ہے کیونکہ اعتبار خاتمے کا ہے اگرچہ فی الحال مومن ہی کیون نہ ہو اسی کو مسئلہ موافاۃ کہتے ہین اس مین حنفیہ
شافعیہ ماتریدیہ کا اختلاف ہے سبکی نے اس باب مین ایک مستقل کتاب لکھی ہے وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ
الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ
عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَ
مَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ کہا ہم نے اے آدم بس تو اور تیری عورت جنت مین اور کھاؤ اُس مین محظوظ ہو کر جس جگہ
چاہو اور نزدیک نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم بے انصاف ہو جاؤ گے پھر ڈگایا اُن کو شیطان نے اُس سے پھر
نکالا اُن کو وہان سے جس آرام مین تھے ہمنے کہا تم سب اترو ایک دوسرے کے دشمن ہو تم کو زمین مین ٹھیرنا ہے
اور کام چلانا ایک وقت تک **ف** یہ تیسری سنت ہے اللہ کی بنی آدم پر کہ اُس نے جنت کو اُن کے باپ آدم پر مباح
کر دیا تھا کہ جہان چاہین رہین اور جو چاہین سو کھائین اُوٹھ مین ابوذر کہتے ہین مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
کیا آدم نبی تھے فرمایا ہان نبی رسول تھے اللہ نے اُن سے دُو بدُو کلام کیا تھا کہا اے آدم تو اور تیری جورو جنت مین
رہ ابن کثیر نے کہا اس جنت مین اختلاف ہے کہ یہ کہان تھی آسمان پر یا زمین مین اکثر نے کہا ہے آسمان پر تھی
قرطبی نے معتزلہ وقدریہ سے نقل کیا ہے کہ زمین مین تھی اسکا حال سورہ اعراف کی تفسیر مین آویگا انتہے فتح البیان
مین کہا ہے کہ بعض نے کہا یہ جنت زمین فلسطین مین تھی یا درمیان فارس و کرمان کے اللہ نے اسکو امتحان آدم
کے لیے بنایا تھا وہان سے انکا اتارنا یہ تھا کہ طرف زمین ہند کے نقل کر آئے کما قال تعالی اِهْبِطُوا مِصْرًا یعنے
مصر کو جاؤ یہان سے نکلجاؤ رستہ لو چلتے پھرتے نظر آؤ آدم کی خلقت بلا خلاف اسی زمین پر ہوئی تھی اس قصے
مین رفع اُن کا آسمان پر ذکر نہین کیا ہے اگر رفع ہوتا تو اس نعمت عظمی کا ذکر ضرور کیا جاتا اور یہ جنت اگر دار الخلد
ہوتی تو ابلیس اس مین نہ جاتا کسینے کہا یہ سب ممکن ہے ادلہ نقلیہ متعارض ہین اسلیے کسی بات پر یقین نہ کرنا توقف کرنا
واجب ہے ابو السعود نے بھی یہ بات کہی ہے حافظ ابن القیم نے کتاب حادی الارواح مین فریقین کے دلائل کو بدون
تصریح قول راجح کے بتفصیل تمام ذکر کیا ہے اس مین شک نہین کہ جس بات کو ہمین اللہ و رسول نے صراحۃً نہین بتایا ہم
کو اس مین خوض کرنا کچھ ضرور نہین ہے **ف** ابن کثیر کہتے ہین سیاق آیت یہ چاہتا ہے کہ حوا آدم کے جنت مین
جانے سے پہلے پیدا ہوئے ہین محمد بن اسحاق نے اسی بات کو تصریح کی ہے مگر بحوالہ توریت وغیرہ اہل علم کے

ابن عباس نے کہا جب آدم پر خواب ڈالی گئی تو ایک پسلی اُنکے بائین جانب کی لیکر اُس جگہہ گوشت سے جوڑ دیا گیا آدمؑ بدستور سوتے رہے جاگے نہین یہانتک اُنکی اس پسلی سے یہ بی بی حوا نام پیدا ہو کر پوری ایک عورت ہوگئین تا کہ آدمؑ کو اُن سے چین ملے آرام ہاتھ آئے جب وہ اُس خواب احت سے جاگے نیند سے چونکے حوا کو اپنے پہلو کے پاس بیٹھا دیکھا کہا لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَذَوْجَتِیْ یعنے یہ میرا ہی سا گوشت پوست خون ہے میرا جوڑا ہے پھر اُن سے اُن کا دل ٹھیر گیا پھر اللہ نے انکا بیاہ آدم سے کر دیا کہا تم دونون جنت مین رہو مگر اس درخت کے پاس نہ پھٹکنا کسی نے یہ کہا کہ پیدایش حوا کی بعد دخول جنت کے ہوئی تھی ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ اور ایک جماعت کا یہی قول ہے حوا کا نام حوا اسلیے ہوا کہ شے حی سے پیدا ہوئین یعنے تم جیو ف یہ ارشاد اللہ پاک کا اس درخت کے پاس نہ جانا بطور امتحان و آزمایش کے تھا۔ ابن عباس نے کہا یہ درخت انگور کا تھا یہی قول ہے ایک جماعت صحابہؓ تابعین و تبع تابعین کا یہود کا یہ زعم ہے کہ وہ درخت گیہون کا تھا ایک روایت مین ابن عباسؓ سے بھی یون ہی آیا ہے دوسری روایت مین سنبلہ کہا ہے یہی قول ہے ابو الجلد کا پھر جس درخت کے پاس آدمؑ نے توبہ کی تھی وہ زیتون کا درخت تھا مگر اس گیہون کا دانہ جنت مین بہت بڑا تھا جیسے گاؤ کا سر مکھن سے زیادہ نرم شہد سے زیادہ شیرین تھا ابو مالک نے کہا کھجور کا درخت تھا مجاہد نے کہا انجیر کا درخت تھا کسی نے لوز کا درخت بتایا کسی نے کہا قلم کا درخت تھا کسی نے کہا کافور کا درخت تھا کسی نے کہا اترج کسی نے کہا درخت کی جنس سے تھا ابو العالیہ نے کہا جو کوئی اس درخت کو کھاتا اُس کو حدث ہوتا بہشت جگہہ حدث کی نہین ہے یعنے اس لیے آدم وہان سے نکالے گئے وہب بن منبہ نے کہا یہ درخت شاخدار تھا اس مین پھل لگتا فرشتے اس کو اپنے ہمیشہ رہنے کے لیے کہاتے اللہ نے آدم و حوا کو اس درخت سے روک دیا کہ تم اُس کے پاس تک نہ جانا کہانے کا کیا ذکر ہے ابن جریر نے کہا ٹھیک بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص درخت سے بعینہ ان دونون کو منع کر دیا تھا نہ سارے اشجار جنت سے ہم نہین جانتے کہ وہ کونسا درخت معین تھا کیونکہ اللہ نے قرآن مین کوئی دلیل تعیین شجر پر ذکر نہین کی ہے نہ سنت صحیحہ مین آئی ہے کوئی کسی درخت کو بتلاتا ہے کوئی کسی جھاڑ کو جتلاتا ہے یہ ایسا علم ہے کہ اگر اُس کو جان لیا تو عالم کو کچھ نفع نہین نہ جانا تو جاہل کو کچھ ضرر نہین و اللہ اعلم رازی نے بھی اسی ابہام کو ترجیح دی ہے ابن کثیر نے بھی اسی کو صواب کہا ہے شوکانی بھی اسی طرف گئے ہین غرض کہ کچھ ہی کیون نہ ہو شیطان نے ان دونون میان بی بی کو جنت سے بسبب اس درخت کے ڈگا دیا لغزش دی جس اچھے لباس اچھے گھر اچھے رزق اچھے چین آرام مین تھے اس سے نکال باہر کیا اللہ نے فرمایا اب تم زمین مین ایک وقت تک یعنے تا موت یا تا قیام قیامت رہو تمہارا قرار رزق اجل سب زمین ہے۔ ابن کثیر نے قصہ سانپ و ابلیس کا کہ کیونکر جنت مین جا کر وسوسہ ڈالا تفسیر سورہ اعراف مین ذکر کیا ہے اس لیے کہ وہان قصہ آدم کا مفصل تر آیا ہے مگر اخبار مذکور اسرائیلی ہین نہ لائق تصدیق ہین نہ مستحق تکذیب ف ابی بن کعب مرفوعاً کہتے ہین

کہ اللہ نے آدم کو ایک لنبا آدمی بنایا تہا سر پر بہت بال تہے جیسے کھجور کا درخت ہو جب اُنہوں نے اُس درخت کو چکھا جس سے اللہ نے منع کیا تہا تو بدن پر سے کپڑے گر گئے ستر نظر آنے لگا جنت میں دوڑتے پھرتے تھے ایک درخت مین بال سر کے اولجھ گئے یہ اُس سے چھڑانے لگے رحمٰن نے پکار کر کہا اے آدم کیا تو مجھ سے بھاگتا ہے کہا نہیں اے رب بلکہ شرماتا ہون اس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے ابن عباسؓ کہتے ہین آدم جنت مین عصر سے مغرب تک رہے حسن نے کہا ایک ساعت دن مین رہے یہ ساعت برابر ایک سو تین دن کے ایام دنیا سے تھی۔ ربیع بن انس نے کہا آدم نوین یا دسوین ساعت مین جنت سے نکلے اُن کے سر پر ایک تاج تھا جنت کے درخت کا سدی نے کہا جب اللہ نے فرمایا یہان سے نکلو تو آدم ہند مین اترے اُنکے ساتھ حجر اسود اور کچھ جنت کے پتے تھے وہ پتے ہند مین پھینکدیے اُس سے یہ سارے خوشبو کے درخت پیدا ہوئے عطر ہندوستان کی اصل وہی جنت کے پتے ہین آدم اُن پتون کو بطور یادگار نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے ہمراہ مٹھی بھر جنت سے لیتے آئے تھے۔ ابن عباسؓ نے کہا آدم دحنا نام زمین پر اترے یہ زمین درمیان مکہ و طائف کے ہے حسن بصری نے کہا آدم ہند مین حوا جدہ مین ابلیس دستمیسان مین جو زمین بصرہ سے چند میل کے فاصلے پر ہے سانپ اصبہان مین اُترے ابن عمرؓ نے کہا آدم صفا پر حوا مروہ پر نازل ہوئے رجاء بن سلمہ نے کہا آدم زانو پر ہاتھ رکھے ہوئے سرنگون اُترے ابلیس انگلیون مین انگلیان ڈالے ہوئے آسمان کی طرف دیکھتا ہوا اُترا یہ سب آثار صحابہ ہین حدیث مرفوع مین کوئی جگہ معین اترنے آدمؑ کی نہین آئی اتنا صحیح ہے کہ ہند مین اترے مگر نام شہر یا قصبے یا گاؤن کا مرفوعًا ثابت نہین ہوا ہمین اتنا کافی ہے کہ جہان اللہ لے جاتا وہان اتار اجگہہ معلوم ہوئی تو کیا نہ معلوم ہوئی تو کیا۔ ابو موسی نے کہا ہے اللہ نے جب آدم کو زمین پر اُتارا ہر چیز کی صنعت سکھادی کچھہ پھل جنت کے بطور توشہ اور زادراہ ساتھ کردیے یہ تمہارے پھل وہین سے آئے ہین صرف اتنی بات ہے کہ یہ بگڑ جاتے ہین وہ نہین بگڑتے ابو ہریرہؓ مرفوعًا کہتے ہین بہتر دن جس پر سورج چمکا جمعہ کا دن ہے اسی دن مین آدمؑ پیدا ہوئے اسی مین داخل جنت ہوئے اسی دن وہان سے نکالے گئے رواہ مسلم و النسائی ف رازی نے کہا ہے اس آیت شریف مین بڑی دھمکی ہے سب گناہون پر کئی وجہ سے ایک یہہ کہ جو شخص تصور کرے گا کہ آدمؑ پر بابت ایک ذرا سی لغزش کے کیا گذرا تو وہ معاصی سے بہت ڈریگا وہان تو آدم ایک ادنے قصور پر خارج کیے گئے یہان بنی آدم سو رات دن تلذذ کے ساتھ گناہ پر گناہ ہوتے ہین کسی کو دھیان تک بھی نہین آتا اس کا انجام دیکھیے کیا ہوتا ہے ان فاسقون کی وہی مثل ہے ؎ پدرم جنت جاوید بگندم بفروخت ٭ ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم ٭ فتح موصلی نے کہا ہے کہ پہلے ہم ایک قوم جنت کی تھے۔ ابلیس ہم کو قید کر کے دنیا مین لایا ہے ہم کو سوائے رنج و غم کے کچھ حاصل نہین جب تک کہ ہم اُسی گھر مین پھر

یہ جن میں جہان سے نکالے گئے ہیں سچ ہے مسافر کو آرام جب ہی ملتا ہے کہ وہ تکلیف سفر سے چھوٹ کر اپنے گھر بار اپنے
وطن مسکن میں آوے ف پرانے دشمن آدمی کے دو ہی ہین ایک ابلیس ایک سانپ اسی لیے فرمایا ہے بعضکم لبعض تمہارے
دشمن ہین بعض کے یعنے درمیان ابلیس و ذریت مومنین آدم کی قدیم سے عداوت چلی آئی ہے اسی طرف اس آیت
مین بھی اشارہ فرمایا ہے اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا عدوان کہتے ہین ظلم کو عدو وہ ہے جو دوستدار
نہ ہووے بقول دشمن پیمانِ دوست بشکستی + ببین کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی + عداوت حیات کا یہ حال ہے کہ
بہت سی حدیثون مین نزدیک اہل سنن وغیرہ کے حکم آیا ہے کہ سانپون کو قتل کرو اُنکے عوض لینے سے نڈر و قرطبی
نے یہ حدیثین لکھی ہین کچھ فتح البیان مین بھی مذکور ہین سو سانپ کو تو لوگ مارتے بھی ہین اسلیئے کہ اُس کے کاٹے
سے جان جاتی ہے آدمی مرجاتا ہے مگر شیطان کو جس کے سبب سے ایمان جاتا ہے جس کا مکر سانپ کے زہر سے بڑہا ہوا ہے
اُس کو ہزارون لاکھون مین بھی شاید دو چار ہی آدمی عبادت خالص توحید صادق اختیار کر کے مارتے ہون تو مارتے
ہون ورنہ خیر سلّا فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے
رب سے کئی ایک کلمے پھر قبول کی اللہ نے توبہ اُسکی وہی ہے بر حق معاف کرنے والا مہربان موضح قرآن مین کہا ہے یعنی
آدم کے دل مین اللہ نے کئی لفظ ڈالدیے اُس طرح پکارا تو بخشا گیا وہ سورہ اعراف مین ہین انتہے ابن کثیر نے کہا
وہ کلمے یہ تھے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ یہی بات ایک جماعت سلف نے
بھی کہی ہے ابن عباسؓ نے کہا وہ تلقے یہ تھی کہ حج کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا عبید بن عمیر نے کہا آدم نے عرض کیا
اے رب یہ خطا جو مجھ سے ہوئی ہے میرے پیدا کرنے سے پہلے مجھ پر لکھی گئی تھی یا مینے اپنی طرف سے ایجاد کی ہے
ایک بدعت نکالی ہے فرمایا نہین بلکہ تیری پیدایش سے پہلے مین نے تجھ پر لکھ لی تھی اُنہون نے عرض کیا کہ جس
طرح مجھ پر وہ خطا لکھی گئی ہے اسی طرح اب تو مجھ کو بخش بھی دے سو تلقی مذکور یہ کلمے تھے ابن عباسؓ نے کہا آدم
نے عرض کیا کہ اے رب کیا تونے مجھ کو اپنے ہاتھ سے نہین بنایا ہے کہا ہان کہا کیا اپنی روح مجھ مین نہین
پھونکی ہے فرمایا ہان کہا کیا چھینک کے جواب مین یرحمک اللہ نہین کہا ہے کیا تیری رحمت تیرے غضب سے بڑہ کر
نہین ہے فرمایا ہان کہا کیا تونے اس خطا کو مجھ پر نہین لکھا تھا فرمایا ہان عرض کیا بھلا مین اگر توبہ کرون پشیمان
ہون تو پھر تو مجھکو جنت مین لیجاوے گا فرمایا ہان اس کو حاکم نے روایت کیا ہے صحیح الاسناد بتایا ہے معلوم
ہوا کہ توبہ کرنے سے جنت مل سکتی ہے جو توبہ نہین کرتا وہ جنت سے محروم رہتا ہے توبہ کا وقت اول تو وہی ہے
کہ جس وقت بھولے چوکے سے گناہ ہو گیا ہے اُسی وقت تدارک اُسکا توبہ سے چاہیئے دیر نہ کرے آخر وقت مرنے
سے پہلے ہی ہے عین حالت نزع مین توبہ کام نہین آتی ہے توبہ ہار الفس بازپسین دست زدست + بیخبر دیر
رسیدی در محمل لبستند + ابی بن کعب کا لفظ یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا آدم نے عرض

کیا کہ اے رب اگر مین تائب ہون رجوع کرون تو کیا تو مجھکو جنت دیگا پھر وہان پھیر کر لیجاوے گا فرمایا ہان وہ کلمے یہی باتین ہین اس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے یہ حدیث غریب منقطع ہے مجاہد نے کہا وہ کلمات یہ تھے اَللّٰھُمَّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّکَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ پہلا قول اولی ہے اگرچہ خدا و رسول نے ہم کو وہ کلمات بعینہا نہین بتلائے ہین وہی جانے کہ وہ کیا کلمات تھے کچھ ہون بہرحال آدم کی توبہ قبول ہوئی یہی وعدہ اللہ کا بنی آدم سے بھی ہے کقولہ اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وقولہ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ وقولہ مَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا اس کے سوا اور بہت آیتین ہین جو مغفرت ذنوب نادم قبول توبہ تائب پر دلالت کرتی ہین محو الحوبہ نام رسالہ مین حال استغفار و توبہ کا مفصل لکھا گیا ہے یہ قبول کرنا توبہ کا محض اللہ تعالی کا لطف و فضل اپنی خلق پر رحمت و رافت اپنے بندون پر ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ توبہ قبول ہونے کی یہ علامت ہے کہ جس کام کو خدا کے ڈر سے چھوڑا ہے اسپر ندامت ہو چکی ہے پھر اُس کام کو نہ کرے اس کے اردگرد نہ پھرے ورنہ توبہ توڑنے سے اگلے گناہ پھر قائم ہو جاتے ہین

قُلْنَا اھْبِطُوْا مِنْھَا جَمِیْعًا ۚ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝

ہم نے کہا تم ساری یہان سے اُترو پھر کبھی پہونچے تم کو میری طرف سے راہ کی خبر تو جو کوئی چلا میرے بتائے پر تو نہ ڈر ہوگا اُنکو اور نہ اُن کو غم اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائین اُنھون نے ہماری نشانیان وہ ہین دوزخ کے لوگ وہ اسی مین رہ پڑے

ف یہ ڈرانا اگرچہ آدم و حوا و ابلیس سب کو تھا جس وقت کہ اُن سب کو جنت سے نکالا لیکن مراد اس جگہہ ذریت آدم ہے ابو العالیہ نے کہا مراد ہدے سے انبیاء و رسل و بینات و بیان ہین مقاتل بن حیان نے کہا ہدے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہین حسن نے کہا ہدے قرآن ہے ابن کثیر نے کہا یہ دونون قول صحیح ہین ابو العالیہ کا قول عام تر ہے آیت دلیل ہے اس بات پر کہ متبع کتاب و رسول پر آخرت مین کچھ خوف و غم نہ ہوگا یعنے نہ ڈر ہول آخرت کا نہ غم فوت ہو دنیا کا سورہ طٰہٰ مین فرمایا ہے اِھْبِطَا مِنْھَا جَمِیْعًا بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی فَمَنِ اتَّبَعَ ھُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی ۝ ابن عباس نے کہا ہے یعنی متبع ہدے دنیا مین گمراہ آخرت مین بدبخت نہ ہوگا وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی ابن جریر نے سعد بن مالک خدری سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ دوزخی لوگ دوزخ مین نہ مرینگے نہ جیینگے لیکن کچھ قوم مین جنکو بسبب خطاؤن کے آگ پہونچی ہے اللہ انکو مارے گا جب وہ کوئلہ ہو جاوینگے تو اُنکے لیے اذن شفاعت کا ہوگا اسکو مسلم نے بھی ابو سلمہ سے روایت کیا ہے باقی رہی تیسری قسم جو ایمان لائے مگر کوئی طاعت نہ کی وہ قسم ان دونون آیتون مین داخل نہین ہے خلود کے معنے اس جگہ دوام بلا انقطاع کے ہین کسی نے کہا یہ اہباط

ل یا اللہ نہین کوئی معبود سوا تیرے تو پاک ہے ساتھ تعریف اپنی کے اے رب میرے مینے اپنی جان پر ظلم کیا پس بخش مجھکو بیشک تو بہتر بخشنے والا ہے ۱۲
ع کیا جانتے نہین کہ اللہ وہی قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندون سے ۱۲
ع اور جو کوئی کرے گناہ یا اپنا برا کرے ۱۲
ع اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے کام نیک ۱۲
ے نہین کوئی معبود سوا اسکے جو معاف کرنیوالا التفات رحم والا ہے
ے ای اللہ بخش مجھکو اور قبول کر توبہ میری ۱۲
ے اترو یہان سے دونو اکٹھے ہو ایک ایک دشمن پھر کبھی پہونچے تم کو میری طرف سے راہ کی خبر پھر جو چلا میری بتائی راہ پر نہ وہ بہکیگا نہ وہ تکلیف مین پڑیگا ۱۲
ے اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اسکو ملتی ہے گذران تنگی کی اور لاوینگے ہم اسکو دن قیامت کے اندھا ۱۲

ثانی تاکید و تکریر ہے کسی نے کہا پہلا اہباط جنت سے آسمان دنیا پر تھا دوسرا آسمان دنیا سے زمین پر ہوا قول اول صحیح ہے ف صحیحین وغیرہما میں قصہ مناظرہ آدم و موسی کا آیا ہے آخر یہ بات کہی کہ کیا یہ ملامت اس امر پر ہے جس کو اللہ نے پہلے میرے پیدا کرنے سے مجھ پر مقدر کیا تھا ایک جماعت صحابہ کا یہی قول ہے کہ اترنا آدم کا زمین ہند پر ہوا علی مرتضی رض کہتے ہیں سب سے زیادہ خوشبودار یہی زمین ہند کی ہے یہیں اترے تھے جنت کی خوشبو یہاں کے درختوں میں لگ گئی یہ بات کہ آدم کا اترنا کس طرح پر ہوا اُنکے ساتھ کیا کیا چیز آئی اتر کر کیا کام کیا اس کا کچھ ذکر ابن القیم نے حادی الارواح میں کیا ہے میر آزاد بلگرامی نے فضائل ہند میں ایک مستقل رسالہ تالیف کیا ہے شمامۃ العنبر نام اسکا ترجمہ ہدایۃ السائل میں مرقوم ہے آدم جب یہاں آئے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم انکی پیشانی پر چمکتا تھا پھر وہ نور پشت در پشت منتقل ہو کر مکہ معظمہ سے ظاہر ہوا سارے جہان کے لوگوں کا وطن اصلی یہی سر زمین ہند ہے اسی جگہ سے ساری اولاد آدم کی متفرق ہو کر سات اقلیم میں جا بسی ہے ع گر نیست از بہشت فزوں بوستان ہند ﴿ آدم زناز و نعمت جنت چسان گذشت ﴾ حدیث مرفوع ابی ہریرہ رض میں آیا ہے اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑتا حوا نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کی خیانت نہ کرتی اس کو بخاری و حاکم نے روایت کیا ہے سب سے پہلے جس نے شرک کیا عورت ہی اسکا فتنہ سب سے بڑھ کر ہوتا ہے ہابیل اسی کے پیچھے مارے گئے قصہ بقرہ کا بھی اسی فتنے کی بنیاد پر تھا سب سے پہلے عشق اسی سے ظاہر ہوا زنا کی ابتدا بھی اسی سے ہوتی ہے انکا مکر سب سے بڑا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو ناقص عقل ناقص دین فرمایا ہے پھر یہ بھی کہا ہے کہ بڑے عقلمند کی عقل کو یہ کھو دیتی ہیں اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝

ای بنی اسرائیل یاد کرو احسان میرا جو میں نے کیا تم پر پورا کرو اقرار میرا میں پورا کرونگا اقرار تمہارا میرا ہی ڈر رکھو مانو جو کچھ میں نے اتارا وہ سچ بتاتا ہے تمہاری پاس والی کتاب کو مت ہو تم پہلے منکر اُس کے نہ لو میری آیتوں پر مول تھوڑا مجھ سے بچتے رہو بنی اسرائیل کہتے ہیں اولاد حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کو انہیں میں حضرت موسی علیہ السلام بھی پیدا ہوئے تھے انپر توریت اتری تھی انہوں نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے چھڑا کر ملک شام میں بسایا تھا اللہ نے اُن سے یہ اقرار لیا تھا کہ حکم توریت پر قائم رہنا جو نبی بھیجوں تم اسکی مدد کرنا ملک شام تمہارے پاس رہیگا مگر وہ گمراہ ہو گئے یعنی بدنیت ہو کر رشوت لیتے غلط مسئلے بتاتے خوشامد کے لیے حق بات چھپاتے اپنی ریاست چاہتے پیغمبر کی اطاعت نکرتے پیغمبر کی صفت جو توریت میں لکھی تھی وہ بدل ڈالی اللہ تعالی نے انکو اپنا احسان انکی نافرمانی یاد دلائی توریت میں یہ نشان بتایا تھا کہ جو کوئی نبی اُٹھے اگر وہ توریت کو سچا کہے تو تم جانو کہ وہ ہمارا بھیجا ہوا ہے نہیں تو جھوٹا

ہے آیتوں پر تھوڑا مول یہ تھا کہ دنیا کی محبت سے دین چھوڑتے تھے ف ابن کثیر نے کہا ہے اس آیت میں اللہ
پاک نے حکم کیا ہے بنی اسرائیل کو اس بات کا کہ وہ اسلام میں داخل ہوں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی
کریں نام یعقوب کا حوصلہ بڑہانے کو لیا یعنے اے اولاد عبد صالح مطیع خدا کے تم بھی متابعت حق میں ویسے
ہی چست ہو جاؤ جیسے تمہاری باپ چالاک تھے جس طرح کہتے ہیں یَا ابْنَ الْكَرِيْمِ اِفْعَلْ كَذَا يَا ابْنَ الْعَالِمِ
اطْلُبِ الْعِلْمَ یہ خطاب ہی جماعت یہود کو جو زمانہ نبوی میں ساکن مدینہ اولاد یعقوب علیہ السلام سے تھے ابن
عباس نے کہا اسرائیل کے معنے میں عبد اللہ کسی نے کہا رجل اللہ یعنے مرد خدا کسی نے کہا صفوۃ اللہ مگر پہلا قول اولی
ہے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شکر کرو اسلیے کہ جس نے نعمت کو یاد کیا اُس نے شکر ادا کیا جس نے انکار کیا اُس
نے کفران نعمت کیا ذکر بالکسر ضد ہے خاموشی کی ذکر بالضم ضد ہے فراموشی کی نعمت سے یہ مراد ہے کہ پتھر سے
نہر جاری کی من وسلوی اتارا فرعون کی غلامی سے نجات دی ابر کا سایہ کیا ابو العالیہ نے کہا نعمت یہ تھی کہ
نبی اور رسول بھیجے کتابیں اتاریں یہ ویسی بات ہے کہ موسے نے اپنی قوم سے کہا تھا يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ مراد عالمین
سے اسی زمانے کے لوگ ہیں عہد سے وہ عہد مراد ہے جو بابت خاتم الانبیاء کے لیا گیا تھا کہ جب وہ آویں تم
اُن کی تصدیق و پیروی کرو ہم بھی اپنا عہد پورا کرینگے جو آصار و اغلال تمہاری گردن پر تمہارے گناہوں
کے سبب سے رکھے گئے ہیں وہ دور کر دینگے حسن بصری نے کہا مراد اس عہد سے یہ آیت ہے یعنی وَلَقَدْ اَخَذَ
اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ
اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ
وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ الآیۃ اوروں نے کہا ہے یہ عہد وہ تھا جو توریت میں لیا گیا
تھا کہ ہم عنقریب ایک نبی عظیم بنی اسمعیل سے اٹھاوینگے ساری شعوب اُسکی اطاعت کرینگی مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں جس نے اُنکی پیروی کی اللہ اُس کے گناہ بخشے گا اُس کو بہشت میں لیجاوے گا دوسرا اجر دے گا
اس کی تصدیق قرآن پاک میں یوں ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ الی قولہ اُولٰٓئِكَ
يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا علی بن عیسے نے کہا اسکی مصدق یہ آیت ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا
اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ پھر حدیث میں جن لوگوں کے دوہرے اجر آئے ہیں اُن
میں ایک وہ کتابی بھی ہے جو پہلے عیسی علیہ السلام پر پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا ہے رازی نے
اس جگہہ بہت سے بشارات انبیاء علیہم السلام کے بابت بعثت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لکھے ہیں بعض
بشارات فتح البیان میں بھی ذکر کیے گئے ہیں ابو العالیہ نے کہا اُن کا عہد یہ تھا کہ عبادت دین اسلام کی

پیچھے علم کے ایسا یعنے کچھ دے اور اوس عالم کے پیچھے علم طلب کرو ۱۲ ف۲ اے قوم یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب پیدا کیے تم میں نبی اور کر دیا تم کو بادشاہ اور دیا تمکو جو نہیں دیا کسیکو جہان میں ۱۲ ف۳ اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل کا اور اٹھائے ہمنے ان میں بارہ سردار اور اللہ نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم کہری رکھو نماز اور دیتے رہو گے زکوۃ اور یقین لاؤ گے میرے رسولوں پر اور انکی مدد کرو گے اور قرض دو گے اللہ کو اچھی طرح کا قرض نہیں اتاروں گا تم سے برائیاں تمہاری اور داخل کروں گا تمکو باغوں میں کہ بہتی ہیں نیچے انکے نہریں ۱۲ ف۴ جو کوئی منکر ہوا تم میں اسکے بعد وہ بیشک بھولا سیدھی راہ ۱۲ ف۵ جنکو ہمنے دی ہے کتاب اس کے پہلے وہ اسکو یقین کرتے ہیں اور جب انکو سناتے ہیں

کہتے ہیں ہم یقین لائے اسپر یہی ہے ٹھیک ہمارے رب کا بھیجا ہم ہیں اس سے پہلے کے حکم بردار وہ لوگ پاوینگے اپنا حق دوہرا اسپر کہ ٹھہرے رہے ف۶ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور یقین لاؤ اس کے رسول پر دیوے تم کو دو بوجھ اپنی مہر سے ۱۲

بجا لاؤ ابن عباس نے کہا اللہ کا اُن سے یہ عہد تھا کہ میں تم سے راضی ہونگا تم کو جنت میں داخل کرونگا ابن ابی حاتم نے
کہا اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسکی بعثت کفار پر بھی ہوئی ہے اس طرح کسی نے کہا وہ عہد یہ تھا وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ
الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ کسی نے کہا بلکہ یہ تھا خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ کسی نے کہا بلکہ وہ تھا جو سورہ
اعراف میں آیا ہے وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا
يُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ ا
عہد اللہ کا اُن کے ساتھ سو کسی نے کہا وہ عہد یہ تھا وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَ
حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ الآية وقال تعالى وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ
اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ
ساری عہد ہوں جو ان آیتوں سے سمجھے جاتے ہیں واللہ اعلم **ف** یہ جو کہا میرا ہی ڈر رکھو اسکا مطلب ہوا کہ اگر تم
عہد توڑو گے تو میں تم کو سزا دونگا ابن عباس نے کہا یعنے جو آفات تمہارے آبا و اجداد پر نازل ہوئے تھے جیسے مسخ
وغیرہ وہی بلا تم پر نازل کرونگا پہلے ترغیب دی تھی پھر یہ ترہیب سنائی غرضکہ ہر طرح پر رغبت و رہبت سے اُن کو
طرف اختیار حق اتباع رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے بلایا قرآن پاک کے زواجر سے نصیحت پذیر ہونا اور امر خدا کا
بجا لانا احبار کتاب اللہ کی تصدیق کرنا سمجھایا مگر ہدایت اسی کو ہوتی ہے جسے خدا چاہے اسی لیے یہ کہا ہے کہ تم
پہلے کافر نہ ہو ابن عباس نے کہا یعنے تم کو علم ہے جو اوروں کو نہیں ہے پھر کس لیے سب سے پہلے تمہیں منکر محمد صلی
اللہ علیہ وسلم بنتے ہو حالانکہ انکے مبعوث ہونے کی خبر سن چکے پڑھ چکے ہو ابن جریر نے کہا ہے مراد قرآن ہے یعنی
پہلے منکر قرآن کے تم نہ ہو ابن کثیر نے کہا دونوں قول صحیح ہیں اسلیے کہ باہم متلازم ہیں جو قرآن کا انکار کریگا
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی منکر ہوگا جو حضرت کا منکر ہوگا وہ قرآن کا بھی انکار کرے گا مراد اول کافر سے
بنی اسرائیل ہیں اور چونکہ اُن سے پہلے اور بہت کفار عرب قریش وغیرہ انکار کر چکے تھے تو مطلب یہ ہے کہ قوم بنی اسرائیل
میں سب سے پہلے منکر تم نہ ہو اسلیے کہ قرآن میں سب سے پہلے یہی یہود مدینہ مخاطب ہوئے ہیں انکے انکار سے یہ بات
لازم آویگی کہ اُن کی جنس میں سب سے پہلے وہی کافر و منکر ٹھیرے **ف** حسن بصری نے کہا ہے تھوڑا مول عبارت
ہے ساری دنیا سے یعنی تم بعوض ایمان و تصدیق رسول کے ان شہوات فانی قلیل کو اختیار نہ کرو سدی نے کہا ہو
یعنے تھوڑے سے لالچ پر اللہ کے نام کو نہ چھپاؤ یہی لالچ مول ہے ابو العالیہ نے کہا تعلیم علم پر اجرت نہ لو دیکھو تمہاری
پہلی کتابوں میں کیا لکھا ہے اے ابن آدم تو علم سکھا مفت میں جس طرح تونے اسکو مفت میں سیکھا ہے کسی نے
کہا ہے مطلب یہ ہے کہ تم عوض بیان و ایضاح و نشر علم کے کتمان و لبس و مکر و دہوکا نہ دو اسلیے کہ تمہاری ریاست
دنیا میں بہت تھوڑا قائم رہے گی کیونکہ یہ دنیا قلیل و حقیر ہے عنقریب زائل ہوجاویگی حدیث ابی ہریرہ میں مرفوعاً آیا

ہے جس نے سیکھا کوئی ایسا علم جس سے ذات الٰہی مقصود ہوتی ہے پھر نہ سیکھا اس کو مگر اسلیے کہ کچھ سامان دنیا ہاتھ آئے
تو وہ شخص دن قیامت کے جنت کی خوشبو نہ پاویگا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ معلوم ہوا کہ علم دین پڑھ کر دنیا کمانا جہنم میں جانا ہے
ابن کثیر نے کہا تعلیم کرنا علم کا اگر اجرت پر مقرر کر لیا ہے تو جائز نہیں ہے ہاں بیت المال سے بقدر کفاف حال و
عیال کے لے سکتا ہے پھر اگر وہان سے کچھ نہیں ملتا ہے اور بسبب تعلیم کے کمائی بھی نہیں کر سکتا ہے تو یہ شخص
مثل اُن کے ہے کہ جس کی کچھ اجرت مقرر نہیں ہے سو جب مقرر نہ ہوئی تو اب نزدیک مالک و شافعی و احمد و جمہور
علما کے تعلیم مذکور پر مزدوری لے سکتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں بذیل قصہ شخص مار گزیدہ یون آیا ہے کہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰهِ پھر قصہ زن مخطوبہ
مین آیا ہے زَوَّجْتُکَهَا بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ انتہٰی لیکن پہلی حدیث میں اجرت بعوض رقیہ کے تھی نہ عوض تعلیم کے دوسری
صورت مین تعلیم عوض مہر تھی نہ عوض اجرت، اسی لیے حدیث عبادہ بن صامت مین آیا ہے کہ ایک شخص نے اُن کو
عوض تعلیم قرآن کے ایک کمان تحفے میں دی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو آگ کی کمان اپنے
گلے مین لٹکانا چاہتا ہے تو اُس کو قبول کر رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ ابن کثیر نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ تعلیم اللہ کے
لیے تھی اسی لیے عوض ثواب کے تحفہ لینا جائز نہ ہوا اگر پہلے ہی سے اجرت ٹھیرالی جاتی تو درست ہوتا پھر کہا
کہ یہ حدیث نزدیک اکثر علما کے اسی مطلب پر لگائی گئی ہے ف ڈر کو تقوی کہتے ہیں تقوی یہ ہے کہ اللہ
کی اطاعت بامید رحمت الٰہی بجالائے اللہ کی معصیت بخوف عقاب خدا ترک کرے اس کہنے مین کہ مجھی سے ڈرتے
بچتے رہو وعید سخت ہے حق کے چھپانے خلاف حق کے ظاہر کرنے مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجالانے پر وَلَا

تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ

ست ملاؤ صحیح مین غلط اور نہ چھپاؤ سچ کو جانکر کھڑی کرو نماز دیا کرو زکوۃ جھکو ساتھ جھکنے والون کے ف
اللہ نے اس آیت مین یہود کو دو چیزون سے منع کیا اظہار حق کا حکم دیا ابن عباس نے کہا یعنے حق کو باطل سے
سچ کو دروغ سے نہ ملاؤ ابو العالیہ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
خیر خواہی بجالاؤ قتادہ نے کہا یعنے یہودیت و نصرانیت کو اسلام مین داخل نکرو حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ کا
دین یہی اسلام ہے یہودیت نصرانیت بدعت ہے اللہ کی طرف سے نہیں ہے ابن عباس نے کہا سچ کا چھپانا
جانکر یہ تھا کہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توریت انجیل مین لکھا ہوا پایا رسول کو بھی پہچان لیا مگر نہ مانا جان
بوجھ کر انکار کر گئے حق بات کو چھپا ڈالا یا یہ مطلب ہے کہ تم حق بات کو چھپاتے ہو حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ اس
چھپانے مین کس قدر نقصان عظیم ہے اُن لوگون کا جو تمہارے اس اضلال و باطل مین پھنسینگے کیونکہ پہنچانا
انکو جہنم کی سیر کراوے گا ف اس آیت سے یہ نکلا کہ جس کسی کو حق بات معلوم ہے اسپر ظاہر کرنا اُس حق کا واجب ہے

ف یعنی نکاح کیا تجھ سے اس کو بسبب اس قرآن کے جو تیرے ساتھ ہے ... عوض ... اجرت ...

چھپانا اُسکا حرام ہے اس مین تنبیہ ہے ساری خلق کو تحذیر ہے ایسے کام سے سو یہ خطاب اگرچہ صورت مین خاص ہے مگر معنے مین عام ہے معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص پر نہ ملانا حق کا باطل سے نہ چھپانا حق کا کسی سے فرض ہے جس مسلمان نے کتابین علم حدیث کی پڑھی یا سنی ہین اور اُس کو حکم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کسی مہم امور دین دنیا سے معلوم ہو چکا ہے مگر وقت سوال کے وہ اس حق کو چھپاتا ہے یا کسی مُلّا مشائخ کی بات سے ملا کر راہ صواب سے گمراہ کرتا ہے وہ اس آیت مین داخل ہے لفظ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سے یہ ثابت ہوا کہ کفر یہود کفر عناد تھا نہ کفر جہل سو اس کفر کا گناہ بہت غلیظ اسکی سزا بہت سخت ہی جس طرح انکار مقلدین کا اتباع سنت سے انکار عناد ہے نہ انکار جہل اس آیت سے یہ نہین نکلتا کہ ہمراہ جہل کے لبس و کتمان جائز ہوتا ہے کیونکہ جاہل پر یہ بات واجب ہے کہ وہ کسی چیز مین خصوصًا امر دین مین بے سمجھے بوجھے پیشقدمی نہ کرے اس لیے کہ تکلم کرنا تصدی کرنا احکام دین مین کام اُس شخص کا ہے جو علم مین ہمتا فہم مین یکتا ہو کہان جہال و مقلدین کہان یہ مسائل شرع مبین لاحول و لاقوۃ الا باللہ **ف** فتح البیان مین اس مقام پر رد کیا ہے ان متکلمین و مفسرین پر جنھون نے آیات بینات قرآن کے مناسبات باہمی بیان کیے ہین پہلے بقاعی نے یہ کام کیا تھا پھر اورون نے تفسیر رحمانی تفسیر عزیزی مین بھی یہی غوغا ہے اللہ کے کلام پاک کو اس تکلف سے کیا علاقہ نزول آیات کا ہمیشہ موافق حالات متنوعہ و حادثات مختلفہ کے رہا ہے اُنکے لیے مناسبت باہمی کا جستجو کرنا کوہ کندن و کاہ برآوردن یا باد دشت پیمودن یا آہن سرد کوفتن ہے پس بس انا للہ **ف** مقاتل نے کہا ہے اس آیت مین حکم کیا ہے اہل کتاب کو نماز پڑھنے کا ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس بات کا کہ تم مال کی زکوۃ حضور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مین حاضر کیا کرو ہمراہ اس امت اسلام کے رہو انہین مین کے ایک تم بھی ہو جاؤ ابن عباسؓ نے کہا مراد زکوۃ سے اس جگہ طاعت و اخلاص ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ مراد مقدار زکوۃ ہے دو سو یا زیادہ یہ قول ظاہر تر ہے اس لیے کہ ذکر زکوۃ کا ہمراہ نماز کے آیا ہے اگرچہ پہلے معنے بھی لغۃ صحیح ہو سکتے ہین ادائے زکوۃ خود ایک طاعت و اخلاص ہے اسی لیے حسن نے کہا ہے کہ مراد زکوۃ سے فریضہ واجبہ ہے کیونکہ اعمال بے زکوۃ و بے نماز کے کچھ نفع نہین دیتے ہین حارث عکلی نے کہا مراد صدقہ فطر ہے مگر عموم بہتر ہے فتح البیان مین ہے کہ مراد نماز سے اس جگہ نماز پنجگانہ ہے وقت معین پر مع جملہ حدود و ارکان کے یہی حال زکوۃ کا ہے **ف** رکوع کہتے ہین کمر جھکانے سر نیچا کرنے کو مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھو ساتھ نمازیون کے رکوع کا ذکر اس جگہ اسلیے کیا کہ یہود کی نماز مین رکوع نہ تھا یا اہل جاہلیت پر رکوع کرنا بھاری تھا رکوع شرعی کو سارے نمازی جانتے ہین حدیثون مین اسکا ذکر آیا ہے گردن و کمر کو جھکا کر گھٹنون کو کف دست سے پکڑ کر باطمینان تمام ذکر مشروع کرے **ف** اس آیت سے نکلا کہ نماز جماعت سے پڑھنا چاہیے یہ جماعت نزدیک بعض اہل علم کے واجب ہے جمہور کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے

نہ واجب یہی قول حق ہے کیونکہ ایک جماعت صحابہ سے مرفوعاً احادیث صحیحہ مین آیا ہے کہ نماز جماعت کی تنہا نماز سے
پچیس یا ستائیس درجہ بڑھکر ہے معلوم ہوا کہ اگر کسی عذر سے یا بے عذر نماز فرض تنہا پڑھی ہے تو بھی ہو گئی جماعت
اگر فرض ہوتی تو تنہا پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوتا بخاری مین مرفوعاً آیا ہے کہ جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے
وہ اُس شخص سے بہتر ہے جو اکیلا نماز پڑھکر سو رہتا ہے پوری بحث اس مسئلہ کی شرح منتقے مین ہے قرطبی نے
اس آیت کے نیچے مسائل جماعت و امامت کے اچھی طرح لکھے ہین اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ
وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ کیا حکم کرتے ہو تم لوگون کو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو تم پڑھتے
ہو کتاب پھر کیا نہین بوجھتے یہ خطاب ہے اہل کتاب کو کہ جو تم اورون کو کہتے ہو وہ کام خود نہین کرتے کیا
تم یہ نہین سمجھتے ہو کہ کیا کر رہے ہو فنداانیند سے جاگو آنکھین کھولو قتادہ نے کہا بنو اسرائیل لوگون سے کہتے
کہ اللہ کی اطاعت کرو نیک کام کرو اللہ سے ڈرو خود خلاف اس ارشاد کے کرتے اُسپر اللہ نے اُنکو یہ عار دلائی
ابن جریج نے کہا منافق لوگ لوگون سے کہتے تھے روزہ رکھو نماز پڑھو خود یہ کام نہ کرتے سو جو کوئی دوسرے
کو حکم خیر کا کرے اُسکو چاہیے کہ سب سے جلد اور سب سے پہلے آپ اس کام کو بجا لائے ورنہ وہی مثل ہو گی کہ خود را فضیحت
دیگران را نصیحت ابن عباسؓ نے کہا ہے مطلب یہ ہے کہ اے اہل کتاب تم لوگون کو کفر سے منع کرتے ہو
اسلیے کہ تمھارے پاس نبوت اور عہد توریت ہے مگر خود تم اس عہد کا انکار رکھتے ہو جو کہ بابت تصدیق رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تم سے لیا گیا تھا۔ دوسرا لفظ یہ ہے کہ تم لوگون سے تو کہتے ہو کہ دین محمد صلے اللہ علیہ
وسلم مین داخل ہو ولکن خود مسلمان نہین ہوتے ابو الدرداء نے کہا آدمی ہرگز فقیہ یعنے سمجھدار نہین ہوتا
جب تک کہ اللہ کے لیے لوگون کو دشمن نہ رکھے پھر اپنی جان کیطرف پھرے اُس کو لوگون سے بھی زیادہ
دشمن سمجھے ابن زید نے کہا جب کوئی آدمی پاس یہود کے آکر کوئی بات پوچھتا جس مین حق یا رشوت
نہ ہوتی تو اُس کو سچی بات بتا دیتے حاصل یہ ہے کہ اللہ نے اس کام پر اہل کتاب کی مذمت کی اور اُن کو
اُنکی خطا پر حق مین اُنکے نفس کے آگاہ کیا کہ دیکھو تم اورون کو تو خیر کا حکم کرتے ہو مگر خود نہین کرتے یعنی
نیک بات کا حکم کرنا تو اچھا ہے اسپر کچھ مذمت نہین مذمت اسپر ہے کہ اس نیک کام کو تم نے چھوڑ رکھا ہے
یہ اسلیے فرمایا کہ امر بمعروف ہر عالم پر واجب ہے لیکن اسکے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ وہ کام آپ بھی کرے یہ
نہ ہو کہ فقط اُنکو حکم دیکر بیٹھ رہے جس طرح شعیب علیہ السلام نے فرمایا تھا وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى
مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ الخ سو امر بمعروف
فعل معروف دونون واجب ہین ایک کے کرنے سے دوسرا کام ساقط نہین ہوتا ہے یہی صحیح تر ہے نزدیک سلف
وخلف کے یہ قول بعض کا کہ مرتکب معاصی غیر کو بھی نہی منکر نہ کرے ضعیف ہو اس سے زیادہ ضعیف یہ ہے

ف اور مین نہین چاہتا کہ پیچھے آپ کرون جو کام تم سے چھڑاؤن مین تو چاہتا ہون سنوارنا جہانتک ہو سکے اور بن آنا ہے اللہ کی مدد سے اسی پر بھروسا کیا اور اسی کیطرف رجوع ہون ۱۲

کاسر قیت ہو اس قول پر تمسک کیا جاوے حالانکہ آیت میں اس مدعا پر حجت نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ عالم امر معروف کرے
گو خود اس نے وہ کام نہیں کیا ہے نہی منکر بجالاوے گو اس سے وہ کام ہو گیا ہے سعید بن جبیر نے کہا اگر یہی بات ہو
تو پھر نہ کوئی امر بمعروف کرے نہ نہی منکر مالک نے کہا یہ بات سچ ہے وہ کون شخص ہے جس میں کوئی چیز نہیں ہے یعنی گناہ
ابن کثیر نے کہا لیکن یہ حالت مذموم ہے یعنی جان بوجھکر ترک طاعت فعل معصیت کرنا دیدہ و دانستہ مخالفت
کی راہ چلنا ہے کیونکہ عالم غیر عالم برابر نہیں ہوتے ہیں اسی لیے احادیث میں اس حال پر وعید سخت آئی ہے انس
بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے گذرا میں شب معراج میں ایک قوم پر جن کے ہونٹھ آگ
کی قینچی سے کترے جاتے تھے میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں کہا تمہاری امت کے دنیادار خطیب ہیں جو لوگوں کو
حکم کرتے نیک کام کا بھولتے آپ کو اور وہ کتاب پڑھتے ہیں پھر کیوں نہیں بوجھتے رواہ احمد دوسری روایت
اسامہ سے یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک آدمی کو دن قیامت کے لاکر آگ میں ڈالینگے
اس کی آنتیں اسکی لپٹ جاوینگی وہ آگ میں یوں پھرے گا جیسے گدہا چکی لیکر چکر کھاتا ہے دوزخی لوگ اس کے
پاس آکر کہیں گے کہ اے فلان تجھے کیا ہوا کیا تو ہم کو حکم نیکی کا بدی سے منع نہیں کرتا تھا وہ کہے گا میں
تم کو امر بمعروف کرتا مگر خود بجا نہ لاتا تم کو بدی سے منع کرتا خود اسکو بجا لاتا شیخین نے بھی اسی کے لگ بھگ
روایت کی ہے انس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ معاف کرے گا ان پڑہوں کو دن قیامت
کے وہ جو کہ علما کو معاف نہ کرے گا رواہ احمد معلوم ہوا کہ سوا شرک و کفر کے بعض معاصی میں جہل عذر ہو سکتا
ہے اس لیے ہے کہ پڑہا ان پڑہا برابر نہیں ہوتا قال تعالے هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۔ ولید بن عقبہ مرفوعا کہتے ہیں کچھ لوگ بہشتی دوزخیوں کو جھانک کر کہینگے تم کیسے
نار میں آئے واللہ ہم تو تم سے سیکھ کر بہشت میں پہنچے وہ کہینگے ہم جو کہتے تھے وہ نہ کرتے تھے رواہ ابن عساکر
ایک آدمی پاس ابن عباس کے آیا کہا میں چاہتا ہوں کہ امر بمعروف نہی عن المنکر کروں انہوں نے کہا کیا تو اس
رتبے کو پہونچ گیا ہے کہا امید تو ہے کہا اگر تجھ کو اس بات کا ڈر نہ ہو کہ تین آیتیں کتاب اللہ کی تجھے رسوا کرینگی
تو تو یہ کام کر کہا وہ کون آیتیں ہیں کہا أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ الخ اس کو تو نے مضبوط
کر لیا ہے کہا نہیں پوچھا دوسری آیت کون ہے کہا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ
تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ پوچھا اس کو تو نے محکم کر لیا ہے یا نہیں کہا نہیں کہا تیسری آیت کیا ہے کہا قول شعیب
علیہ السلام کا ہے وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ الآیۃ کہا اسکو بھی محکم نہیں کیا ہے کہا تو پھر اپنی ہی جان سے شروع
کر اس کو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے ابراہیم نخعی نے کہا ہے میں وعظ کہنا انہیں تین آیتوں کے سبب مکروہ
رکھتا ہوں ۔

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا

الربع ۳ع

وَیُقِیْمُوْا اَلَّھُمْ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۵ قوت پکڑو محنت سہارنے سے اور نماز سے البتہ وہ بھاری ہے مگر اُن پر جنکو دل پگھلے ہین
جن کو خیال ہے کہ انکو ملنا ہے اپنے رب سے اور وہ اسی کی طرف پھر کر جائین گے یعنے اسکی عادت کرو تو سب کام دین کے
آسان پڑین ف مجاہد نے کہا مراد صبر سے اس جگہ روزہ ہے قرطبی نے کہا اسی لیے رمضان کو شہر صبر کہتے ہین
جس طرح حدیث مین آیا ہے کہ صوم نصف صبر ہے کسی نے کہا صبر یہ ہے کہ گناہون سے باز رہے اسی لیے اُس کو ہمراہ
نماز کے ذکر کیا ہے عمر بن خطاب نے کہا صبر دو طرح کا ہے ایک مصیبت پر یہ حسن ہے اس سے زیادہ حسن وہ ہے کہ اللہ
کے محارم پر صبر کرے ابو العالیہ نے کہا اللہ کی مرضی پر رہنا اُس کو اللہ کی طاعت جانتا یہی مدد لینا ہے صبر و نماز
سے ابن کثیر نے کہا نماز بڑی مدد ہے ثابت قدمی پر کام مین اللہ نے فرمایا ہے وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی
عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط معلوم ہوا کہ جس کی نماز اُس کو خلاف شرع اور بیحیائی کے کام سے نہین
روکتی وہ نماز اللہ کے یہان قبول نہین ہوتی ہے حدیث حذیفہ مین آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر غم میں
ڈالتا تو آپ نماز پڑہنے لگتے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ ابن جریر کا لفظ یہ ہے کہ پناہ پکڑتے نماز سے علی مرتضےٰ نے
کہا شب بدر مین جو کوئی تہا وہ سوتا تہا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ نماز پڑہ رہے تہے صبح تک دعا کرتے
رہے رَوَاہُ اِبْنُ نَصْرِ الْمَرْوَزِیُّ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوہریرہ رض پر گذرے وہ پیٹ کے بل پڑے ہوے
تھے فرمایا کیا تیرے پیٹ مین درد ہے کہا ہان فرمایا اٹھ نماز پڑہ بے شک نماز شفا ہے رَوَاہُ اِبْنُ جَرِیْرٍ ابن
عباس کو سفر مین خبر ملی کہ انکے بھائی قثم مر گئے انا للہ الخ کہکر راہ سے علیحدہ ہو کر اونٹ بٹھا کر نماز پڑہنے لگے
پھر سواری کے پاس جا کر یہ آیت پڑہی وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اسکو بھی ابن جریر نے روایت کیا ہے ابو
جریج نے کہا یہ دونون چیزین معونت ہین اللہ کی رحمت پر حدیثین مدح صبر جزائے صابرین مین بہت آئی
ہین مگر عام ہین نہ خاص ساتھ اس آیت کے کسی قدر سیوطی نے انکو درمنثور مین ذکر کیا ہے اسی طرح اللہ نے
قرآن شریف مین جا بجا اثنا صبر کی ترغیب صبر مین ذکر فرمائی ہے ؎ صبر ست علاج دل بیمار تو واقف ٭
افسوس ککم داری و بسیار ضرورست ٭ مین کہتا ہون کہ صبر کی جزا مین اگر اور کوئی آیت و حدیث نہ ہوتی مگر
یہی ایک آیت اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ تو وسطے اختیار کرنے صبر کے دین دنیا مین کفایت
تھی حدیث صہیب مین مرفوعًا آیا ہے کہ انبیاء وقت گھبراہٹ کے نماز پڑہا کرتے تہے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَآئِیُّ
وَابْنُ حِبَّانَ ف مراد خاشعین سے نزدیک بعض کے مومنین ہین کسی نے کہا خائفین ہین کسی نے کہا مطیعین
ہین کسی نے کہا مصدقین بوعد و وعید ہین کسی نے کہا مستکینین ہین کسی نے کہا متذللین ہین کسی نے کہا
متواضعین ہین سفیان ثوری کہتے ہین مین نے اعمش سے پوچھا خشوع کیا چیز ہے کہا اے ثوری تو لوگون کا
امام بنا چاہتا ہے اور خشوع کو نہین جانتا پہچانتا کہ خشوع کچھ یہ نہین ہے کہ موٹا کہائے موٹا جھوٹا پہنے

سرنگون ہے بلکہ خشوع یہ ہے کہ شریف وکمینہ کو حق مین یکسان سمجھے جو کام اللہ نے تجہ پر فرض کیا ہے تو اُسکے اندر
عاجزی وفروتنی خاکساری عجز بہی برتے ابن کثیر کہتے ہین ظاہر یہ ہے کہ ہرچند یہ آیت سیاق انذار بنی اسرائیل
مین آئی ہے لکن کچہ خاص گروہی لوگ مقصود نہین ہین بلکہ اُنکے اور غیر سب کے لیے ہے انتہے اس آیت سے یہہ
نکلا کہ نماز یا یہ وصیت یا یہ استعانت اُسی پر آسان ہولی ہے جو قیامت کا مقر ہے خدا کے ملنے کا اپنے محشور ہونے
کا یقین رکہتا ہے پس جسکو معاد کا یقین آگیا اُسپر طاعات کا بجالانا منکرات کا چہوڑنا سہل ہوگیا جس کا ایمان
ضعیف ہے اُسپر بجالانا طاعت کا ترک کرنا گناہون کا بہت مشکل ہوجاتا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ مراد
ظن سے اس جگہہ مطابق محاورہ عرب واشعار اہل ادب کے یقین ہے مجاہد نے کہا قرآن مین جہان کہین لفظ
ظن کا آیا ہے معنے اسکے علم ہین یہی بات ایک جماعت سلف نے کہی ہے حدیث بخاری مین آیا ہے کہ اللہ
دن قیامت کے ایک بندے سے کہیگا اَظَنَنْتَ اَنَّکَ مُلَاقِیَّ فَیَقُوْلُ لَا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اَلْیَوْمَ اَنْسَاکَ کَمَا نَسِیْتَنِیْ
اس جگہہ بہی ظن بمعنے یقین بولا گیا ہے اس آیت پر ربع اول پارہ اول کا ختم ہوا وللہ الحمد والمنۃ *

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ○ اے اولاد یعقوب کی
یاد کرو تم احسان میرا جو مینے تم پر کیا ہے مینے تم کو بڑا کیا جہان کے لوگون سے ف عمر بن خطاب جب
اس آیت کو پڑہتے کہتے وہ قوم تو گذر چکی مراد تم لوگ ہو یعنے اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اس آیت
مین اللہ تعالے نے ان نعمتون کو یاد دلایا ہے جو یہود کے آبا و اسلاف پر کی تہین اور جو بزرگی انکو اُس زمانے
کے لوگون پر دی تہی جیسے رسولون کا اُنہین مین سے بہیجنا کتابون کا اُنہین پر اُتارنا کما قال تعالی وَلَقَدِ
اخْتَرْنٰھُمْ عَلٰی عِلْمٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ وقال تعالی وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ
اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا ق وَّاٰتٰکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ابو العالیہ نے کہا وہ تفضیل یہ تہی کہ
انکو بادشاہی وپیغمبری دی اُس وقت مین جو شخص عالم تہا اُس پر کتابین اتارین ہر زمانے مین ایک عالم ہوتا ہے
ابن کثیر نے کہا اسی بات پر حمل کرنا آیت کا واجب ہے اسلیے کہ یہ امت اُن سے افضل ہے بدلیل اس آیت کریمہ کے
کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ط وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ
الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ اہل سنن نے معاویہ قشیری سے مرفوعًا روایت کیا ہے تم پورا کروگے ستر امت کو تم اُن
مین بہتر وبزرگ تر ہو اللہ پر اس باب مین اور بہی حدیثین آئی ہین کسی نے کہا مراد ایک طرح کی تفضیل ہے سب
لوگون پر نہ مطلقًا مگر اس مین نظر ہے۔ کسی نے کہا نہین بلکہ ساری امتون پر فضیلت دی گئی تہی اسلیے
کہ اکثر انبیاء اسی امت مین ہوئے لکن اس مین بہی نظر ہے کیونکہ لفظ عالمین کا عام ہے سارے اگلے پچہلے
انبیا کو شامل ہے حالانکہ ابرہیم خلیل علیہ السلام اُن سے پہلے تہے اور وہ سارے انبیاء سے افضل ہین اور

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو پیچھے ہوئے وہ ساری خلق سے انا آدم تا ایندم افضل ہین بلکہ سید اولاد آدم ہین دنیا و آخرت مین **ف** فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ مراد عالمین سے اُس زمانے کے لوگ ہین پس یہ لفظ شامل ماضی و مستقبل نہ ہوگا اور وہ تفضیل اگرچہ حق مین آبار کے ہے لیکن اس سے ایک طرح کا شرف ابنار کو بھی حاصل ہوتا ہے ۔ کشاف مین کہا ہے کہ مراد عالمین سے ایک بڑا گروہ ہے جس طرح فرمایا ہے بٰرَكْنَا فِيهَا لِلْعٰلَمِيْنَ لفظ عالم بولتے ہین مراد کثرت ہوتی ہے انتہے مگر رازی نے اسکو ضعیف بتایا ہے شوکانی رحمہ نے اس ضعف کو قبول نہین کیا بلکہ کشاف کی تایید فرمائی ہے یہی بات ٹھیک ہے وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ بچو اُس دن سے کہ کام نہ آوے کوئی شخص کسی کے ایک ذرہ نہ قبول ہو اُس کی طرف سے سفارش نہ لین اس کے بدلے مین کچھ نہ اُنکو مدد ہو بچنے بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہم کیسے ہی گناہ کرین پکڑے نجاوینگے ہمارے باپ دادے پیغمبر ہم کو چھوڑا لینگے **ف** مراد اُس دن سے قیامت کا دن ہے وہان کوئی کسی کے کچھ کام نہ آوے گا کما قال تعالی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وقال لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ وقال يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا یہ مقام نہایت بلیغ ہے کہ نہ باپ بیٹے کا بھلا کر سکے نہ بیٹا باپ کے کام آسکے بلکہ اس دن ہر کوئی شخص اپنے بہائی مان باپ سے بہاگے گا پہلے جی سے مراد نفس مومن ہے دوسرے جی سے مراد نفس کافر ہے یعنے طاعت کسی مطیع کی کسی عاصی کو اُس کے عذاب سے جو اُسپر واجب ہو گیا ہے دور نہ کر سکے گی نہ کسی شخص کی کوئی سفارش چلیگی کما قال تعالے فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ اسی طرح زبان اہل نار سے ارشاد کیا فَمَا لَنَا مِنْ شٰفِعِيْنَ ۝ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ اسی طرح اگر کوئی یہ چاہے کہ فدیہ یا بدلا دیکر رہا ہو تو یہ بھی پذیرا نہ ہوگا کما قال تعالے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ وقال اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وقال وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا وقال فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَاْوٰىكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ان آیتون مین اللہ تعالے نے یہ خبر دی ہے کہ نہ وہ رسول پہ ایمان لائے نہ اُنہون نے رسول کی پیروی اختیار کی تو اب وہ اللہ سے بھی دن قیامت کے اُسی حال مین ملینگے نہ کوئی قرابت اُن کے کام آویگی نہ کسی بڑے شخص کی شفاعت اُنکے لیے چلیگی اگر زمین بھر سونا دینگے تو وہ بھی نہ لیا جاویگا کما قال تعالی مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وقال لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ابن عباس نے کہا مراد لفظ عدل سے بدل ہے بدل فدیہ ہوتا ہے یہی بات ایک جماعت سلف نے بھی کہی ہے کہ مراد عدل سے اس جگہ فداء ہے علی مرتضے نے کہا صرف نفل ہے عدل فریضہ ہے لیکن یہ قول اس جگہ غریب ہے قول اول اظہر ہے ایک حدیث مین بھی آیا ہے کہ عدل فدیہ ہے رواہ ابن جریر **ف** اسکا مطلب کہ

انکو مدد نہ پہونچیگی یہ ہے کہ وہان کوئی ایسا شخص نہ ہوگا کہ جس کو غصہ آوے اور وہ انکی مدد کے لیے کھڑا ہو کر عذاب خدا سے
انکو رہائی دلوادے غرضکہ نہ کوئی اپنا انکا مددگار ہوگا نہ کوئی پرایا کما قال تعالی فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ یعنے اس حق
مین کافر کے نہ کوئی فدیہ قبول کرے گا نہ کسی کی شفاعت کوئی انکو عذاب سے چھوڑا سکے نہ پناہ دے سکے کما قال وَهُوَ يُجِيرُ
وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ وقال فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗ اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗ اَحَدٌ وقال مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝
بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ وقال فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ الآیۃ
ابن جریر نے کہا معنے آیت کریمہ یہ ہین کہ اس دن کوئی انکی مدد نہ کرے گا جس طرح کہ کوئی سفارشی بھی نہ ہوگا نہ بدلا قبول
کیا جایگا نہ فدیہ لیا جایگا وہان دوستی باطل رشوت مضمحل شفاعت بیکار ہو جاوے گی تناصر و تعاون قوم سے اُٹھ
جاویگا حکم اُسی ایک جبار عادل کا ہوگا جسکے سامنے نہ شفیعون کی کچھ چلے نہ مددگارون سے کچھ بنے بدی کی سزا مثل
اُس کے نیکی کی جزا دو چند اُس سے دیگا یہ آیت مثل اس آیت کے ہے کہ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ
الخ انتہے غرضکہ اہل کتاب ہون یا مشرکین خانہ خراب انکے لیے اُس دن کوئی طریقہ رہائی کا عذاب خدا سے نہین ہے
وہ دن کچھ دنیا کا سا دن نہین ہے کہ وہان دینے لینے کھانے کھلانے خوش آمد در آمد سعی و سفارش سے کام چل
نکلے بھائی بند مدد کرین یا دوست آشنا کام آوین یا باپ دادے بچالین وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ
الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ جب چھوڑایا ہمنے تم کو فرعون
کے لوگون سے وہ دیتے تھے تم کو بری تکلیف ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹے جیتی رکھتے تھے تمہاری عورتین اس مین
مدد ہوئی تمہارے رب کی بڑی **ف** یہ چھوٹنا اُن کا موسے علیہ السلام کے طفیل سے ہوا ابن کثیر نے کہا فرعون لعین
نے خواب دیکھا تھا ڈر گیا وہ خواب یہ تھا کہ ایک آگ بیت المقدس سے نکلی ہے بلادِ مصر مین قبط کے گھرون مین
گھس گئی ہے بنی اسرائیل کے گھر بچ گئے مین مضمون اسکا یہ تھا کہ زوال ملک کا ہاتھ پر ایک شخص اسرائیلی کے ہوگا۔
کسی نے کہا فرعون کو بھی یہ بات کہی گئی تھی کہ بنی اسرائیل ایک شخص کے منتظر ہین جس کے ہاتھ پر انکو دولت و رفعت
حاصل ہوگی تب فرعون نے یہ حکم دیا کہ اُن مین جو لڑکا پیدا ہو اُسکو قتل کر ڈالو لڑکیون کو چھوڑ دو پھر بنی اسرائیل کو محنت
و مشقت کے کامون مین پکڑا اور ذلیل خدمتین لینا شروع کیا **ف** ابن کثیر کہتے ہین فرعون نام ہے ہر کافر بادشاہ مصر کا قوم
عمالقہ وغیرہم سے جس طرح کہ قیصر نام ہے ہر کافر بادشاہ روم و شام کا کسرے نام ہے ہر کافر بادشاہ فرس کا تبع
نام ہے ہر کافر بادشاہ یمن کا نجاشی نام ہے ہر بادشاہ حبشہ کا بطلیموس نام ہے ہر بادشاہ ہند کا انتہے لکن کتب
تاریخ مین بطالسہ نام ملوک یونان کا تھا یا ہے جیپال لقب ہر بادشاہ ہند کا ٹھیرا یا ہے خاقان لقب ہے ہر بادشاہ
چین کا۔ پھر ابن کثیر نے کہا کہتے ہین نام اُس فرعون کا جو زمانہ موسے علیہ السلام مین تھا ولید بن مصعب بن ریان
ہے کسی نے کہا مصعب بن ریان ہے اولاد عملیق بن اود بن ارم بن سام بن نوح سے تھا اسکی کنیت ابو مرہ تھی

اصل مین فارسی ہے اہل اصطلاح سے پہر کہا کچہ بھی ہو اسکی اسپر لعنت پڑے انتہے فتح البیان مین اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ نام فرعون کا قول اہل کتاب مین قابوس تہا چارسو برس سے زیادہ جیا موسی علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال کی ہوئی۔ مسعودی نے کہا عربی مین فرعون کے کچہ معنے نہین مین جوہری نے کہا فرعون کہتے ہین ہر سرکش جبار متکبر مکار کو

ف لفظ بلا کا خیر و شر دونون مین آتا ہے یہان اگر خیر مراد ہے تو وہ خیر یہ تھی کہ اللہ نے اُنکے آباو اسلاف کو عذاب فرعون سے نجات دی اسی لیے ابن جریر و ابن عباس و مجاہد نے ترجمہ بلا کا اس جگہ نعمت عظیمہ کیا ہے اور اگر مراد شر ہے تو یہ شر ذبح کرنا ابناء کا زندہ رکہنا نساء کا تہا سدی و ابو العالیہ وغیرہما نے کہا ہے اصل بلا آزمایش ہے یہ آزمایش کبھی خیر کبھی شر سے ہوتی ہے کما قال تعالی وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وقال وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ٥ قرطبی نے کہا مراد بلا سے اس جگہ شر ہے یہی قول ہے جمہور کا وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ٥ جب ہم نے چیرا تمہارے پیٹھنے کے ساتھ دریا پھر بچا دیا تم کو اور ڈبا دیا فرعون کے لوگون کو اور تم دیکھتے تھے یہ قصہ مفصل سورہ شعراء مین آیا ہے وہین لکھا جاویگا دیکھنے کا ذکر اسلیے کیا کہ انکا دل ٹھنڈا ہو دشمن کی خواری اپنی آنکھون سے دیکھین عمرو بن میمون نے کہا جب موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر نکلے فرعون نے کہا جب تک مرغ صبح نہ بولے تم پیچھا نہ کرنا اس دن مرغ ہی نہ بولا صبح کو ایک بکری منگا کر حلال کی کہا جب تک مین اس کی کلیجی سے فارغ ہون تبتک چھ لاکھ قبط جمع ہو جاوین چنانچہ جمع ہو گئے موسی علیہ السلام جب دریا پر پہونچے ایک اُنکے صحابی نے جنکا نام یوشع بن نون تہا کہا تیرے رب کا حکم کہان ہے کہا سامنے اُنہون نے اپنا گھوڑا دریا مین ڈالدیا وہ غوطے کھانے لگا یوشع پھر کر آئے پھر وہی کہا کہ کہان کا حکم ہے واللہ نہ مین جھوٹا ہون نہ تم جھوٹے ہو۔ تین بار یہی کہا پہر موسے علیہ السلام کو وحی آئی کہ تم اس دریا کو اپنی لاٹھی سے مارو جب مارا تو وہ پھٹ گیا ہر ٹکڑا اسکا ایک بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا موسیٰ مع اپنے ہمراہیون کے چل نکلے پیچھے سے فرعون نے آلیا جب بیچ دریا مین پہونچے دریا یکسان ہو گیا مطلب ہے اس آیت کا کہ ہم نے فرعون کو ڈبا دیا اور تم دیکھتے تھے اسی طرح بہت سے سلف نے کہا ہے کہتے ہین یہ دن عاشوراء کا تہا ابن عباسؓ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین آئے دیکھا کہ یہود دن عاشوراء کے روزہ رکھتے ہین پوچھا یہ کیا دن ہے جس مین تم روزہ رکھتے ہو کہا یہ ایک اچھا دن ہے اس دن خدا تعالی نے بنی اسرائیل کو ہاتھ سے دشمن کے نجات دی تھی موسے نے روزہ رکھا تہا فرمایا تم سے زیادہ حقدار موسیٰ کا مین ہون پہر اس دن روزہ رکھا اور سب کو حکم دیا کہ روزہ رکھو رَوَاهُ أَحْمَدُ اسی کے لگ بھگ اس حدیث کو بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے انس کی حدیث مین مرفوعًا آیا ہے کہ چیرا اللہ نے دریا کو واسطے بنی اسرائیل کے دن عاشوراء کے رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى لیکن سند اس حدیث کی ضعیف ہے زید عمی اسکے راوی ہین ان مین ضعف ہے ان سے

زیادہ اُنکے شیخ زید رقاشی ضعیف ہین فتح البیان مین کہا ہے کہ یہ قصہ جس طرح ایک بڑا معجزہ ہے موسی علیہ السلام کا جسر
کا شکر ساری بنی اسرائیل بیجان و زبان سو واجب ہے اسی طرح بیان کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قصے کو جن کا تون
ایک بڑا معجزہ ہے واسطے یہود کے جس کا قبول کرنا اُنکے اخلاف پر لازم ہے وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ
اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ہ جب ہم نے وعدہ کیا موسی سے چالیس رات کا پھر تمنے بنا لیا بچھڑا بعد
اُس کے اور تم بے انصاف ہو۔ اس کا قصہ سورۂ اعراف و طہ مین آویگا سورۂ اعراف مین فرمایا ہے وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى
ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ کہتے ہین یہ ایک مہینہ ذیقعدہ کا دس دن ذی حجہ کے تھے یہ ماجرا بعد خلاص کے
فرعون سے بعد نجات کے بحر سے ہوا تھا بے انصاف اسلیے فرمایا کہ اُنہون نے شرک کیا شرک سے بڑھ کر کوئی بے
انصافی و ظلم نہین ہے یہ آٹھ ہزار نفر تھے بلکہ سبنے اسکو پوجا تھا سوا ہارون و مع بارہ ہزار شخص کے یہی قول اولی
ہے ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ہ پھر معاف کیا ہم نے تم کو اسپر بھی شاید تم احسان مانو
یعنے بعد تشریف بری موسے کے طور پر اُنہون نے ایک گوسالہ کو پوجا تھا اللہ نے وہ قصور اُن کا معاف کیا اپنا احسان
یاد دلایا کہتے ہین اس عجل کا نام بہموت یا بہبوت تھا موسی عجمی عبری نام ہے سومار کو شاشجر کو بولتے تھے اُن کو
پانی اور درخت کے بیچ مین سے پایا تھا اسلیے موسے کہنے لگے شین سین ہو گیا شکر کہتے ہین محسن پر ثنا کرنے کو
احسان ماننے کو وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ہ جب دی ہمنے موسی کو کتاب اور چکوتی
شاید تم راہ پاؤ چکوتی وہ حکم جن سے معاملے فیصل ہون روا ناروا معلوم ہو **ف** مراد کتاب سے اس جگہ توریت
شریف ہے فرقان وہ ہے جو حق و باطل ہدایت و ضلالت مین فرق کردے تمیز بخشے کسی نے کہا فرقان نیہ تھا کہ
اُنکو بچایا یا فرعون کو ڈوبایا کسینے کہا فرقان وہ ہے جو حلال حرام مین جدائی کردے یا دریا کا پھٹ جانا اولے
یہ ہے کہ مراد فرقان سے حجت و بیان الٰہی ہے جیسے عصا و ید بیضا وغیرہ یعنے ہمنے موسی کو کتاب دی معجزات
دیے یہ دینا بھی بعد نکلنے کے دریا سے ہوا تھا جس طرح کہ سورۂ اعراف سے سمجھا جاتا ہے ولقولہ تعالی وَلَقَدْ
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُوْنَ ہ اسکے بعد توبہ بنی اسرائیل کی صفت بیان فرمائی ارشاد کیا وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ
ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ
بَارِئِكُمْ ط فَتَابَ عَلَيْكُمْ ط اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ہ جب کہا موسے نے اپنی قوم کو اے قوم تم نے نقصان
کیا اپنا یہ بچھڑا بنا کر اب توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف اور مار ڈالو اپنی جان یہ بہتر ہے تم کو اپنے
خالق کے پاس پھر متوجہ ہوا اللہ تم پر تحقیق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان **ف** لفظ باری کے کہنے
مین یہ جتلایا کہ یہ گناہ تم سے بڑا ہوا کہ جو تمہارا خالق تھا اسی کو تمنے چھوڑ کر غیر کو پوجا ابن عباس کہتے

ہین اسنے فرمایا انکی توبہ یہ تھی کہ ہر ایک شخص جس سے ملے باپ ہو یا بیٹا اسکو تلوار سے قتل کرے کچھ پروا نہ کرے کہ اس جگہ کس کو جان سے مارا پس ان لوگون نے جن کا حال موسےٰ و ہارونؑ پر مخفی رہا تھا مگر اللہ کو انکے گناہون پر اطلاع تھی توبہ کی اپنے گناہون کا اقرار کیا اللہ کا حکم بجا لائے اللہ نے قاتل و مقتول دونون کو بخشدیا رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ابن کثیر نے کہا یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث الفتون کا یہ حدیث سورہ طٰہٰ مین پوری آوے گی انتہے ابن عباسؓ کہتے ہین موسےٰ نے خدا کے حکم سے یہ حکم دیا تھا کہ تم آپ کو قتل کرو جن لوگون نے بچھڑا پوجا تھا وہ بیٹھے جنہون نے نہین پوجا تھا انہون نے ہاتھ مین خنجر لیکر قتل کرنا شروع کیا اتنے مین سخت اندھیرا ہو گیا ایک نے دوسرے کو قتل کیا جب اندھیرا دور ہوا دیکھا تو ستر ہزار آدمی مقتول ہوئے تھے جو شخص قتل ہوا اسکی توبہ قبول ہوئی جو بچ گیا وہ بھی تائب ٹھیرا رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ یہ قصہ قتل کا اس تعداد کے ساتھ ایک جماعت سلف سے منقول ہے جنکا نام ابن کثیر نے لیا ہے

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم یقین نکرینگے تیرا جب تک کہ ندیکھین ہم اللہ کو کھلم کھلا پھر پکڑ لیا تم کو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے پھر اٹھا کھڑا کیا ہم نے تم کو مر گئے پیچھے شاید تم احسان مانو۔ ابن عباسؓ نے کہا جھرۃً کے معنے علانیۃً ہین قتادہ نے کہا عیاناً ہین یہ وہ ستر آدمی تھے جن کو موسےٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھ لیجانے کو پسند کیا تھا انہون نے اللہ کا کلام سنکر کہا کہ ہم تو جب ایمان لائینگے کہ اللہ کو اپنے سامنے دیکھین اسپر بجلی کی آواز سنکر بیہوش ہو کر مر گئے کسی نے کہا صیحہ کہتے ہین آسمانی چیخ کو کسی نے کہا آگ کو سدی نے کہا موسیٰ اس حال کو دیکھکر روئے اللہ سے دعا کی کہا اے رب مین نبی اسرائیل سے کیا کہونگا یہ انکے چیدہ لوگ تھے جو مر گئے اللہ نے وحی کی کہ یہ وہ ستر شخص ہین جنہون نے بچھڑا پوجا تھا پھر اللہ نے انکو زندہ کر دیا اٹھ کھڑے ہوئے ہر ایک دوسرے کے زندہ ہو جانے کو دیکھتا تھا ربیع بن انس نے کہا یہ موت انکی سزا تھی اب وہ جی کر اپنی عمر پوری کرینگے ابن کثیر نے اس قصے کو ابن اسحاق سے بطولہ روایت کیا ہے یہ قول رازی کا کہ وہ سب بعد اس جلینے کے نبی ہو گئے ٹھیک نہین ہے اس لیے کہ زمانہ موسے مین سوا ہارون و یوشع کے کوئی نبی نہین ہوا یہ قول اہل کتاب کا کہ ان سبھون نے اللہ کو دیکھا غلط ہے موسے تو دیکھ ہی نسکے وہ سب کیا دیکھتے قرطبی نے کہا وہ بعد اس حیات کے مکلف رہے یہ نہین ہوا کہ تکلیف شرعی اٹھ کے ساقط ہو جاتی

ف معتزلہ کہتے ہین دیدار خدا کا نہ دنیا مین ہو سکتا ہے نہ آخرت مین ہوگا اہل سنت کہتے ہین یہان تو نہین ہوتا مگر وہان ضرور ہوگا احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ لوگ اپنے رب کو دیکھینگے ان حدیثون کی دلالت قطعی ہے دلائل عقلیہ قواعد کلامیہ اس لائق نہین ہین کہ بمقابلہ احادیث کی حجت ہو سکین یہ بحث [illegible] ابن القیم نے حادی الارواح مین مفصل لکھی ہے جمہور سلف و خلف سے ہمنادیدار الٰہی کا روز قیامت کو ادلہ کتاب و سنت سے بخوبی ثابت کیا ہے جزاہ اللہ خیرا

وَظَلَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰکِنْ

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور سایہ کیا ہم نے تم پر ابر کا اور اتارا تم پر من و سلوے کہاو ستھری چیزین جو دین ہم نے تم کو اور ہمارا کچھ نقصان نہ کیا پر اپنا ہی نقصان کرتے رہے **ف** جب فرعون غرق ہو چکا اور بنی اسرائیل خلاص ہو کر چلے جنگل مین اُنکے خیمے ڈیرے پہٹ گئے تو سارے دن ابر رہتا دہوپ کا بچاؤ اناج نہ ہو نچا تو من و سلوے اترا من ایک چیز تہی میٹھی دہنیے کے سے دانے رات کو اوس مین برستے لشکر کے گرد ڈہیر ہو رہتے صبح کو ہر آدمی اپنی قوت کو برابر چن لاتا سلوی ایک جانور کا نام ہے شام کو لشکر کے گرد ہزارون جانور جمع ہوتے اندہیرا پڑے پکڑ لاتے کباب کرکے کہاتے مدتون تک یہی کہایا کیے **ف** ابن عباسؓ نے کہا یہ ابر ویسا نہ تہا جیسا ہوتا ہے بلکہ اُس سے زیادہ ٹہنڈا اور پاکیزہ تہا ایسے ہی ابر مین اللہ دن قیامت کے آویگا فرشتے دن بدر کے اسی جنس کے ابر مین آئے تہے یہ بادل انکے ساتھ تیہ یعنے جنگل مین رہتا تہا من کہتے ہین ترنجبین کو مجاہد نے کہا وہ ایک طرح کا گوند تہا عکرمہ نے کہا اوس تہی مگر گاڑہی سدی نے کہا یا درخت ترنجبین پر پڑتی قتادہ نے کہا انکی جگہہ مین گرتی جس طرح برف گرتا ہے دودہ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیرین تہی طلوع فجر سے سورج نکلتے تک برسا کرتی جو شخص ایک دن کی قوت سے زیادہ لیتا تو خراب ہو جاتی ربیع بن انس نے کہا من ایک پانی تہا شہد کی طرح اُس کو پانی مین ملا کر پیتے وہب بن منبہ نے کہا من پتلی روٹی تہی یعنے چپاتی شعبی نے کہا یہ تمہارا شہد ستروان حصہ ہے من کا یہی قول ہے زید بن اسلم کا بہی ابن کثیر کہتے ہین عبارتین مفسرون کی شرح من مین ایک دوسرے کے لگ بہگ ہین فقط اتنی بات ہے کہ کسی نے اسکو طعام کہا ہے کسی نے پانی ٹہیرایا ہے ظاہر یہ ہے کہ من وہ ہے جس کی اللہ نے اُنپر سنت رکھی طعام ہو یا شراب یہ چیز بے محنت و مشقت ملتی تہی جو من اب مشہور ہے اُسکو تنہا کہاؤ تو طعام ہے پانی مین ملاؤ تو شراب ہے کسی اور چیز سے جوڑو تو اور کچہ ہو جاوے ولکن آیت سورہ اس جگہہ مراد نہین ہے اس دلیل سے کہ بخاری مین سعید بن زید سے مرفوعًا آیا ہے کہ کماءہ من ہے اسکا پانی آنکہہ کے لیے شفا ہے اس حدیث کو امام احمد نے بہی روایت کیا ہے بلکہ سوا ابو داؤد کے سب اہل سنن اسکے راوی ہین ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے یہ حدیث کئی طریق سے نزدیک شیخین وغیرہما کے آئی ہے ابن کثیر نے بہت سے طرق اس حدیث کے اپنی تفسیر مین ذکر کیے ہین پہر کہا ہے کہ ابن عباسؓ کہتے ہین کہ سلوی ایک پرندہ ہے مشابہ سمانی کے یہی بات ابن مسعود اور ایک جماعت صحابہ نے بہی کہی ہے۔ عکرمہ نے کہا ہے وہ ایک چڑیا تہی جیسے جنت کی چڑیا کنجشک سے بڑی قتادہ نے کہا وہ پرندہ سرخی مائل تہا باد جنوب اسکو لاتی تہی وہب بن منبہ نے کہا سلوی ایک موٹا پرندہ ہوتا ہے مثل کبوتر کے اسکو ایک سنیچر سے دوسرے سنیچر تک کے لیے پکڑ رکہتے تہے وہ ایک میل کے انداز مین ایک نیزہ بلند زمین پر گرتا برستا تہا سدی نے کہا جب بنی اسرائیل جنگل مین گئے موسی علیہ السلام سے کہا یہان طعام کہان ہے اللہ نے من و سلوی اتارا کہا پانی کہان ہے پتہر پر عصا مارا بارہ چشمے جاری ہوگئے کہا سایہ کہان ہے بادل آیا وہ سایہ کرتا تہا کہا لباس کہان ہے کپڑا بدن پر مثل بچون کے بڑہتا نہ پہٹتا **ف** فتح البیان مین ہے کہ وہ بادل انکے

ساتھ جنگل میں رہتا تھا ایک ستون نور کا تہا وہ رات کو جب چاند نہ ہوتا چمکتا یہ جنگل جس کو تیہ کہتے ہیں یہ درمیان شام و
مصر کے تہا نو کوس کا لمبا چوڑا وہان چالیس برس تک حیران پریشان رہے نکلنے کی راہ نہ ملی مفسرین کہتے ہیں یہ سزا
اسپر ہوئی کہ شہر جبارین میں جانے سے انکار کیا تہا کہا تو اور تیرا رب جا کر لڑو انکی تعداد چہہ لاکھ تہی سب اسی تیہ میں
تباہ ہو کر مر گئے مگر وہ شخص جو بیس برس کا نہ تہا ہارون بہی یہین مرے سال بہر بعد اُنکے موسی علیہ السلام نے بہی انتقال
فرمایا **ف** اللہ نے اس من وسلوی کو حلال لذیذ ٹہرایا فرمایا کہاؤ مگر جمع کرنے سے منع کیا تہا معلوم ہوا کہ جو چیز سامنے
مہمان کے لائیں وہ اسکا مالک نہیں ہو جاتا ہے نہ اُس کو بلا اذن میزبان کے اس چیز میں کوئی تصرف پہونچتا ہے اُنہوں
نے یہ ظلم اختیار کیا تہا کہ جو رزق بے مشقت و محنت کے دنیا میں بے حساب کے عقبے میں اُنکو ملتا تہا اُس کو لیکر جمع کرنا
شروع کیا جو حد مقرر کر دی تہی اُس سے آگے بڑھ گئے مستحق عذاب کے ہوئے عصیان کیا نعمت کا شکر بجا نہ لائے

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ
خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ جب کہا ہم نے داخل ہو اس شہر میں کہاتے پہرو اس میں جہان چاہو محظوظ
ہو کر داخل ہو دروازے میں سجدہ کرکے کہو گناہ اترے تو بخشیں ہم تم کو تمہاری تقصیرین اور زیادہ بہی دینگے نیکی
والون کو پہر بدل لی بے انصافون نے بات سوا اُس کے جو کہدی تہی پہر اتارا ہمنے بے انصافون پر عذاب آسمان
سے اُنکی بے حکمی پر **ف** جنگل میں اپنی تقصیر سے پہنسے تہے سورہ مائدہ میں اسکا بیان ہے پہر ایک کہانے سے
تہک گئے تب ایک شہر میں پہونچایا اور حکم دیا کہ دروازے میں سجدہ کرکے جاؤ حطہ کہو یعنے گناہ اترے اُنہوں نے
ٹھٹھے سے بدلے حطے کے حنطہ کہا یعنے گیہوں سجدے کے بدلے چوتڑ کے بل سرکنے لگے پہر شہر میں جا کر اُنپر طاعون
پڑا یعنے پہوڑے کی وبا آئی دو پہر میں قریب ستر ہزار آدمی کے مر گئے **ف** ابن کثیر نے کہا اس آیت میں ملامت
ہے انپر وہ جب ہمراہ موسے علیہ السلام کے مصر سے نکلے تہے اُنکو حکم ہوا تہا کہ تم ارض مقدس میں جاؤ وہ تمہارے
باپ اسرائیل کی میراث ہے وہان جو کفار عمالیق رہتے ہیں اُنکو لڑ بہڑ کر نکالدو وہ اُنکی جنگ سے ہٹ گئے ہمت
ہار دی اسپر اللہ نے اُنکو ایک جنگل میں پہینکدیا یہ پہینکنا بطور عقوبت کے تہا جس طرح کہ سورہ مائدہ میں مذکور
ہے اسی لیئے صحیح تر قول یہی ہے کہ وہ شہر بیت المقدس تہا خود اللہ تعالی نے موسے علیہ السلام سے اسکی حکایت کی
ہے يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا الآیات کسی نے کہا کہ وہ شہر اریحا قریہ
جبارین تہا یہی قول ابن عباس و عبد الرحمن بن زید کا بہی ہے مگر ابن کثیر کہتے ہیں کہ بات بعید ہے اس لیے کہ وہ
باراوہ بیت المقدس نکلے تہے یہ شہر اُنکے رستہ پر نہ تہا لیکن ابن کثیر نے کہا ہے اریحا ایک قریہ ہے زمین بیت مقدس
نزدیک بیت المقدس کے پہر ابن کثیر نے کہا کہ اس سے زیادہ بعید یہ قول ہے کہ مراد شہر مذکور سے مصر تہا اسکو

کہا اے قوم داخل ہو زمین پاک میں جو لکہدی ہی ہے اللہ نے تمکو اور الٹے نہ پہرو اپنی پیٹہ پیہہ پہر جاؤگے نقصان میں

ع ۳

رازی نے ذکر کیا ہے صحیح یہی ہے کہ مراد بیت المقدس ہے کیونکہ جب چالیس برس بعد وہ ہمراہ یوشع بن نون علیہ السلام کے تیہ سے نکلے اور اللہ نے انکو فتح دی اور اُس دن تیسرے پہر جمعے کو تہوڑی دیر کے لیے سورج روکدیا گیا تہا یہانتک کہ فتح حاصل ہوئی تو اُس وقت انکو یہ حکم ملا کہ تم دروازہ شہر سے سجدہ کرتے ہوئے اندر شہر کے جاؤ یہ سجدہ واسطے بجا آوری شکر خدا کے حصول فتح و نصرت بلفظ مذکور پر تہا اور اس بات پر کہ اللہ نے اُن کا شہر انکو دلا دیا جنگل سے نجات بخشی کہتے ہین اس قریے مین بقیہ قوم عاد تہی جنکو عمالقہ بولتے ہین کسی نے کہا کوئی قریہ ملک شام کا تہا قاضی بیضاوی و جمہور مفسرین کا قول وہی قول اول ہے ابن عباس نے کہا مراد سجدے سے اس جگہ رکوع ہے یعنے باب صغیر سے رکوع کرتے ہوئے اندر جاو حسن بصری نے کہا یہی سجدہ مراد ہے کہ سر زمین پر رکہا جاوے مگر رازی نے اسکو بعید سمجہا ہے کسی نے کہا مراد سجدے سے اس جگہ خضوع ہے کیونکہ معنے حقیقی سجدے کے نہین بنتے ہین ابن عباس نے کہا یہ دروازہ قبلہ رخ تہا کسی نے کہا مراد باب سے کوئی جہت قبلہ کی تہی کسی نے کہا وہ جگہ اب تک بلفظ باب حطہ معروف ہے کسی نے کہا مراد باب قبہ ہے جس طرف موسے و بنی اسرائیل نماز پڑہتے تہے جس نے یہ کہا ہے کہ مراد شہر اریحا ہے وہ کہتا ہے مطلب یہ تہا کہ جس دروازے سے چاہو اندر جاؤ کیونکہ اُس شہر کے سات دروازے تہے وہ لوگ سجدے کے عوض سر اوپر کو اٹہائے ہوئے گئے خلاف حکم کے کیا ابن عباس نے کہا حطہ کے یہ معنی ہین کہ یہ امر حق ہے دوسرا لفظ یون ہے کہ بمعنے مغفرت و استغفار کے ہے عکرمہ نے کہا مراد یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ اپنے گناہ کا اقرار کرو ابن کثیر کہتے ہین حاصل یہ ہوا کہ انکو یہ حکم تہا کہ وقت فتح کے اظہار عاجزی و خاکساری کا کرین فعل و عمل دونون سے اپنے قصور کا اقرار کرکے مغفرت چاہین اللہ کی نعمت کا شکر بجا لائین کیونکہ اللہ کو ایسے کام کرنا محبوب ہوتا ہے جس طرح فرمایا ہے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ۝ اس سورت کی تفسیر مین بعض صحابہؓ نے یہ کہا ہے کہ مراد کثرت ذکر و استغفار ہر وقت فتح و نصرت کے مگر ابن عباسؓ نے یون کہا ہے کہ اس مین خبر دی ہے وفات نبوی کی عمر رضی اللہ عنہ نے بہی یہی مقرر رکہا لیکن ان دونون قول مین کچہ منافات نہین ہے اسلیے کہ پہلے حکم ذکر و استغفار کا دیا تہا پہر اُسی کے ساتھ خبر انتقال بہی بیان کردی عادت شریف نبوی یہ تہی کہ جب فتح ہوتی تو بہت خضوع کرتے دن فتح مکہ کے جب ثنیہ علیا سے داخل شہر ہوئے متواضع تہے پہر نہا دہو کر آٹھ رکعتین پڑہین کسی نے کہا نماز چاشت کی کسی نے کہا نماز فتح کی اسی لیے امیر و امام کو مستحب ہے کہ جب کوئی شہر فتح کرے تو وقت اول دخول شہر کے آٹھ رکعت نماز پڑہے جس طرح سعد بن ابی وقاصؓ نے کیا تہا جب ایوان کسرے مین پہونچے آٹھ رکعت نماز پڑہی صحیح یہ ہے کہ نماز مذکور کو دو دو رکعت کرکے پڑہے کسی نے کہا بلکہ ساری نماز کے بعد ایک ہی سلام پہیر واللہ اعلم ف بخاری نے ابو ہریرہؓ سے

مرفوعًا روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل سے یہ کہا گیا تھا کہ تم دروازہ مین سجدہ کرتے حطہ کہتے ہوئے داخل ہو یہ چوتڑ کے بل گھسٹتے
ہوئے گھسے حَبَّۃٌ فِیْ شَعْرَۃٍ کہا دوسرے لفظ مین حنطۃ بجاے حبۃ آیا ہے اس کو ابن اسحاق نے روایت کیا ہے تیسرے لفظ مین
حِنْطَۃٌ حَمْرَاءُ فِیْهَا شَعِیْرَۃٌ آیا ہے بیدار سے مروی ہے ابن مسعود نے کہا انکا لفظ یہ تھا ہطا سمعاتا ازبۃ مزبا اس کا ترجمہ
عربی مین یہ ہے حَبَّۃُ حِنْطَۃٍ حَمْرَاءُ مَثْقُوْبَۃٌ فِیْهَا شَعْرَۃٌ سَوْدَاءُ غرضکہ حاصل اقوال مفسرین کا یہ ہے کہ جس بات کا اللہ نے
انکو حکم دیا تھا کہ قول وفعل دونون مین خاکساری ظاہر کرین حطۃ کہین یعنے ہمارے گناہون کو دور کر سو انہون نے وہ
تو کچھ نہ کیا کیا حطہ کی جگہ بطور مسخر اپن حنطہ وغیرہ کہا سجدہ کی جگہ سرین کے بل اندر گھسے یہ نہایت حد کی مخالفت
ومعاندت وبے ادبی ہوئی اسلیے اللہ نے انپر اپنا عذاب اتارا کما قال تعالی فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا
مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ معلوم ہوا کہ فسق سبب ہے نزول عذاب کا۔ ابن عباس نے کہا قرآن مین جہان کہین
لفظ رجز آیا ہے مراد اس سے عذاب ہے یہی بات مجاہد وابو مالک وسدی نے بھی کہی ہے ابو العالیہ کا یہ قول ہے کہ رجز
بمعنے غضب ہے شعبی نے کہا رجز طاعون ہے یا اولا حدیث سعد واسامہ وخزیمہ مین مرفوعًا آیا ہے کہ طاعون رجز ہے
یہ عذاب تھا جو اللہ نے تم سے اگلے لوگون پر اتارا تھا رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالنَّسَائِیُّ اور دوسرا لفظ اسامہ بن زید
کا مرفوعًا یہ ہے کہ یہ درد وبیماری رجز ہے تم سے پہلے بعض امتون پر یہ عذاب آیا تھا رَوَاهُ ابْنُ جَرِیْرٍ ف اہل
علم کہتے ہین اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ اقوال منصوص علیہا کا بدلنا جائز نہین ہے بلکہ خاص اتباع ان کا
متعین ہوتا ہے رازی نے کہا اذکار واقوال توقیفی کا بدلنا ناجائز ہے انتہے مین کہتا ہون کہ جب سے آخر امت نے
الفاظ نبوی اور عبارات قرآنی کو چھوڑ کر تحریری فقہ سے بیان مسائل واحکام مین اپنے الفاظ تراشیدہ یا عبارات
قوم کو اختیار کیا ہے تب ہی سے یہ سارا اختلاف درمیان اہل اسلام کے پڑا ہے اگر نصوص کتاب وسنت کا بلفظہا
حفظ کرتے تو یہ خرابی تقلید واتباع راے وغیرہ کی پیش نہ آتی غزالی نے احیاء العلوم مین کئی لفظ لکھے ہین جن کے
معنے سلف مین کچھ تھے پھر اصطلاح خلف مین وہ الفاظ مبدل ہو کر کچھ اور ہی معنے انکے ٹھیر گئے از انجملہ ایک لفظ
فقہ کا ہے کہ صدر اول مین فقیہ اس کو کہتے تھے کہ دنیا مین زاہد آخرت مین راغب ہوتا اب فقیہ وہ آدمی ہے جس کو مسائل
خرید وفروخت نکاح اجارہ وغیرہ کے معلوم ہون کتب فروع سے ایسے مسئلے نکالکر بتا سکے بہرحال اللہ تعالی نے بات
بدلنے والون کو ظالم فاسق کہا انپر عذاب اتارا معلوم ہوا کہ فسق سبب نزول عذاب کا ہوتا ہے اب بھی یہی دیکھا گیا
کہ جب کسی شہر وقریے مین کثرت فسق وفجور کی ہوتی ہے تو وہان وبا آتی ہے سیکڑون ہزارون کو برباد کر جاتی ہے
یہ وبا رجز ہے کسی جگہ قحط پڑتا ہے کسی جگہ زلزلہ آتا ہے کہین خسف ومسخ ہوتا ہے کسی جگہ سیلاب طوفان تباہی لاتا ہے
کسی جگہ طاعون ہوتا ہے کہتے ہین اس رجز مین جو بنی اسرائیل پر آیا تھا ایک ساعت مین ستر ہزار نفر مر گئے تھے یا یہ
اس کے سوا تھی جو ان پر تیہ مین نازل ہو چکی تھی [illegible] بجاے یَفْسُقُوْنَ یَظْلِمُوْنَ فرمایا ہے معلوم ہوا

کہ وہ جامع ہر دو وصف تہے وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًاؕ قَدْ عَلِمَ

كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْؕ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ جب پانی مانگا موسی نے واسطے قوم اپنی کے تو کہا ہمنے مار اپنی لاٹہی سے پتہر کو پہر بہ نکلے اُس سے بارہ چشمے پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گہاٹ کہاؤ پیو روزی اللہ کی نہ پہرو ملک مین فساد مچاتے **ف** اُسی جنگل مین جہان حیران پریشان پڑے پہرتے تھے پانی نہ ملا تو ایک پتہر سے بارہ چشمے نکلے وہ لوگ بارہ قوم تہے کسی مین لوگ زیادہ کسی مین کم ہر قوم کے موافق ایک چشمہ تہا اُس کو پہچان لیا جب لشکر کوچ کرتا تو وہ پتہر ساتھ اٹہا لیتے جب مقام ہوتا تو رکہہ دیتے کہتے ہین یہ ایک نرم پتہر تہا گز در گز کسی نے کہا برابر سر آدمی کے تہا یا برابر سر گاؤ کے یا جنت کا پتہر تہا دس گز لمبا برابر قد موسے علیہ السلام کے اُس کے دو شعبے تہے جو رات کو اندہیرے مین چمکتے تہے مشعل کا کام دیتے وہ پتہر گدہے یا گاؤ پر لادا جاتا تہا کسی نے کہا وہ پتہر ہمراہ آدم ؑ کے آیا تہا شعیب علیہ السلام کو ورثے مین ملا تہا انہون نے ہمراہ عصا کے موسی علیہ السلام کو دیا تہا یا یہ وہ پتہر تہا جو موسے کی کپڑے لیکر بہاگا تہا جبریل علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ تم اس پتہر کو اُٹہا لو اُس مین اللہ کی قدرت ہے تمہارے لیے معجزہ ہے۔ ابن عباس نے کہا وہ پتہر چوکونٹہا تہا ہر جانب سے تین تین چشمے بہتے یہ ایک لفظ ہے حدیث الفتون کا جس کو نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہین یہ قصہ مشابہ قصہ سورۂ اعراف ہے اتنی بات ہے کہ وہ مکی ہے یہ مدنی اس لیے وہان ضمیر غائب کی ہے یہان خطاب کی ہے وہان فَانْبَجَسَتْ فرمایا تہا یعنے پہلا بہا و یہان فَانْفَجَرَتْ کہا ہے یعنے پہلا بہاؤ ان دونون سیاق مین دس وجہ سے علیحدگی ہے جس کا ذکر کشاف مین کیا ہے لکن مطلب قریب یکدیگر ہے بہرحال اس آیت شریف مین اُنکو اس بات سے بہی منع کیا تہا کہ تم زمین مین فساد کرتے نہ پہرو پہلے ان کو ظالم فاسق کہا تہا اب گویا مفسد بہی ٹہیرایا جو لوگ مفسد نہین ہین انکے لیے وعدہ حسن آخرت کا کیا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًاؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ جس کسی شخص مین ظلم و فسق و فساد جمع ہو سمجہو کہ وہ ہمرنگ بنی اسرائیل ہے اسکا انجام بہی انہین کا سا ہوگا اللہم احفظنا **ف** یہ عصا جس سے پتہر کو مارا تہا درخت آس کا تہا ہمراہ آدم علیہ السلام کے جنت سے آیا تہا دس گز کا لنبا تہا برابر طول موسے علیہ السلام کے اُسکا نام علیق تہا یا نبعہ وہ بارہ قومین جنکے لیے وہ بارہ چشمے نکلے تھے چہ لاکہ آدمی تہے انکا پڑاؤ بارہ کوس مین ہوتا تہا یہ ایک بڑا معجزہ ہے موسی علیہ السلام کا کہ ایک حجر صغیر سے ایک جمع کثیر کو سیراب کردیتے تھے مگر ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معجزہ اس سے بہی بڑہ کر ہوا کہ دو انگلیون کے بیچ سے اتنا پانی بہا کہ ایک جم غفیر نے پیا پتہر سے تو پانی نکلنا کچہ دور نہین ہے لحم و دم کے بیچ سے نکلنا کرامت عظمی ہے وَ اِذْ قُلْتُمْ

یٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآىٕهَا وَ فُوْمِهَا

وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَاؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا

سَآلۡتُمۡ جب کہا تمنے اے موسیٰ ہم نہ ٹہیرینگے ایک کہانے پر سو پکار ہمارے لیے اپنے رب کو کہ نکالے ہمارے لیے جو اگتا ہے
زمین سے ساگ ککڑی گیہون مسور پیاز کہا موسیٰ نے کیا تم لیا چاہتے ہو ایک چیز جو ادنے ہے بدلے ایک چیز کے جو بہتر
ہے اترو کسی شہر مین تو ملے تم کو وہ جو تم مانگتے ہو **ف** حسن بصری نے کہا انہون نے اپنا اگلا عیش یاد کیا وہ قوم اِنہیں
چیزون والی تہی ایک کہانا باوجودیکہ منّ و سلوی ملتا تہا اسلیے کہا کہ ہر دن وہی طعام تہا نہ دوسرا فوم کو ابن مسعود
نے ثوم پڑہا ہے ثوم کہتے ہین لہسن کو اسی طرف ایک جماعت سلف بہی گئی ہے یہی قول ابن عباس و مجاہد و حسن کا
بہی ہے گویا حرف بدل گیا ہے بجائے ثاء مثلثہ حرف فاء کا استعمال آتا ہے کسی نے کہا ہے فوم گیہون کو کہتے ہین
ابن عباس نے کہا زبان بنی ہاشم مین حنطہ کو فوم بولتے ہین مجاہد و عطا نے کہا فوم سے مراد روٹی ہے لغت قدیمہ مین
فوموا بمعنے اختبزوا آیا ہے جوہری نے بہی فوم کا ترجمہ حنطہ کیا ہے ابن درید نے سنبلہ ٹہیرایا ہے یعنے گیہون کے
بال جس مین وہ لگے ہون قتادہ نے کہا جس دانے کی روٹی پکاؤ وہی فوم ہے کسی نے کہا ہے فوم لغت شامیہ مین
چنے کو کہتے ہین نخود فروش کو فامی بجائے فومی بولتے ہین بخاری نے کہا بعض کہتے ہین جتنے حبوب ماکول ہوتے
ہین وہ سب فوم ہین **ف** جس سوئیدگی کی بیل نہ چلے اسکو ساگ کہتے ہین کشاف مین کہا ہے جو سبزہ زمین سے
اگتا ہے اسکو بقل بولتے ہین مراد انکی اچہے پاکیزہ ساگ تہے جسکو لوگ کہاتے ہین جیسے پودینا کرفس کراث وغیرہ
یہ چیزین اسلیے مانگین کہ شہوت کو قوت ہو یا اسلیے کہ جنگل مین پڑے پڑے اکتا گئے تہے اس بہانے سے شہر مین جانا
چاہا لکن پہلی بات بہتر ہے یہ جو فرمایا کہ شہر کو جاؤ یہ کہنا بطور اہانت و تعجیز کے تہا اسلیے کہ جنگل سے بسبب مسدود
ہونے راہون کے کسی شہر مین جا نہ سکتے تہے اگر رستہ پاتے تو چالیس برس تیہ مین حیران پریشان رہکر بسر نہ کرتے
یہ بہی معلوم ہوا کہ خیر کو چہوڑ کر ادنے لینا دلیل ہے حماقت و جہالت کی ایسی ادلا بدلی انجام کو نقصان و خسران لاتی ہے کتاب
و سنت خیر محض ہین آرائے و قیاس ادنے ہین جو لوگ اس ادنے کو لیتے ہین خیر کو چہوڑتے ہین بلندی سے طرف پستی
کے آتے ہین کمینے ہین بے خیر ہین وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡكَنَةُ وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ
كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ ۝ ڈالی اُن پر
ذلت و محتاجی اور کما لائے غصہ اللہ کا یہ اس پر کہ وہ حکم اللہ کا نہ مانتے تہے اور خون کرتے نبیون کا ناحق یہ اس لیے
کہ بے حکم تہے حد پر نہ رہتے تہے **ف** ابن کثیر نے کہا وہ خواری و محتاجی انکو شرعًا و قدرًا گلے کا ہار ہوگئی تہی جس
نے انکو پایا ذلیل و خوار کیا خود بہی ذلیل و محتاج تہے ابن عباس نے کہا وہ صحاب قبالات ہین یعنے جزیہ یہی انکی
ذلت و مسکنت ہے حسن و قتادہ نے کہا وہ ذلیل ہوکر اپنے ہاتہ سے جزیہ دیتے ہین اللہ نے انکو خوار کردیا ہے اُن کو
کچہ قوت باقی نہ رہی مسلمانون کے ہاتہ سے پامال ہوئے جب اس امت نے انکو پایا تو وہ مجوس کے جزیہ گذار تہے
سدی وغیرہ نے کہا مراد مسکنت سے فاقہ کشی ہے عطیہ عوفی نے کہا خراج ہے ضحاک نے کہا جزیہ ہے شوکانی کہتے

ع

ہین یہ خبر جو اللہ پاک نے دی ہے سب نے مانون مین برابر معلوم ہوئی یہود سے زیادہ ذلیل و خوار و محتاج و فقیر کوئی فرقہ
نہین ہے کبہی انکو کچہ شوکت وجمعیت نہ ملی ہمیشہ ہر زمانے مین جہان کہین ہے غلامون کی طرح رہے اتفاقًا اگر اُن
مین کوئی مالدار بہی ہوتا ہے تو وہ محتاجی فقیری ظاہر کرتا ہے تاکہ اُس کے مال مین کسی کو طمع نہ ہو خواہ یون کہ اپر
جزیہ بڑہاوے یا یون کہ بطور ظلم اُن کا مال چہین لیوے غرضکہ سارے اہل ملل مین اُن سے بڑہ کر نہ کوئی ذلیل ہے
نہ حریص مال گویا سب کے سب فقرا و گدا ہین اگرچہ آسودہ حال کیون نہ ہون **ف** ضحاک وغیرہ نے کہا ہے غضب کما
لانے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے غضب کے مستحق ٹہیر چکے ہین لائق خفگی بنگئے ہین یہ سزا جزا اُنکی اس بات پر ہوئی کہ اُنہون نے
اتباع حق سے تکبر کیا اللہ کی آیتون کا انکار کیا انبیاء علیہم السلام کو مع اُنکے اتباع کے جو حامل شرع تہے خوار و
حقیر کیا یہانتک کہ اُنکو مار ڈالا اس سے بڑہکر اور کیا کفر ہوگا۔ حدیث مین آیا ہے کبر کہتے ہین ردّ حق تحقیر مردم کو
یعنے آپ کو بڑا ٹہیرانا اورون کو خوار سمجہنا حق باتون کا نہ ماننا اسی لیے جب بنی اسرائیل سے یہ کام ہوئے تو اللہ
تعالی نے اُنپر اپنا عذاب اتار ا دنیا و آخرت مین لباس خواری و بے اعتباری کا پہنا دیا۔ ابن مسعود کہتے ہین
بنی اسرائیل ایک ایک دن مین اول وقت تو تین تین سو انبیا کو قتل کرتے تہے پہر تیسرے پہر کو ساگ بہاجی کا
بازار لگاتے لین دین بیچ کہوچ کرتے شعیا و زکریا و یحیے کو اُنہین نے قتل کیا تہا حدیث ابن مسعود مین مرفوعًا
آیا ہے کہ سب سے زیادہ سخت تر عذاب مین دن قیامت کے وہ شخص ہوگا جسکو کسی نبی نے قتل کیا ہے یا اُس نے
کسی نبی کو جان سے مارا ہے یا پیشوا لئے ضلالت تہا یعنے امام بدعت یا مورت بنانے والا ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا عصیان
کہتے ہین فعل مناہی کو اعتدا کہتے ہین حد سے آگے بڑہ جانے کو اس قوم مین یہ دونون وصف تہے اِنَّ الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ بات یون ہے کہ جو لوگ مسلمان ہوئے اور جو لوگ یہودی اور
نصرانی ہوئے اور صابئین جو کوئی یقین لایا اللہ پر اور کام کیا نیک تو انکو ہے اُنکی مزدوری اپنے رب کے پاس نہ انکو ڈر ہے
وہ غم کہاوین یعنے کسی فرقہ خاص پر موقوف نہین ہے بلکہ یقین لانا شرط ہے اور نیک عمل کرنا اپنے اپنے وقت پر جس
نے نیک کام کیا اُس نے ثواب پایا یہ اسلیے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل اسی بات پر مغرور تہے کہ ہم پیغمبرون کی اولاد مین
ہم ہر طرح خدا کے یہان بہتر ہین یہود کہتے ہین حضرت موسی علیہ السلام کی اُمت کو نصاری کہتے ہین حضرت عیسی
کی اُمت کو صابئین ایک فرقہ تہا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مانتا تہا **ف** ابن کثیر کہتے ہین جب اللہ نے
حال اُس فرقے کا بیان کر دیا جس نے خلاف امر خدا کیا تہا اور زجر کا مرتکب ہوا تہا جس بات کا اذن نہ تہا اُس کو
بجا لایا تہا یہانتک محارم کیا تہا تو اب اس بات پر آگاہ کیا کہ جس کسی نے امم گذشتہ مین اچہی کار روائی کی ہے
اُسکو اچہا بدلا ملیگا یہی امر تا قیام ساعت قائم ہے کہ جو کوئی متبع رسول نبی اُمی کا ہوگا اُس کے لیے سعادت

ابدی ہے نہ اس کو آیندہ کچھ ڈر ہے نہ کسی چیز کے فوت ہوجانے پر کچھ غم ہے کما قال تعالیٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ
عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ فرشتے وقت احتضار کے مومنین سے یہ بات کہتے ہین جو اس آیت مین مذکور ہے اِنَّ الَّذِیْنَ
قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ہ
سلمان نے کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حال اُس دین والون کا پوچھا جن کے ہمراہ مین تھا مینے اُنکی نماز و عبادت
کا ذکر کیا تھا اس پر یہ آیت اتری رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ سدی نے کہا یہ آیت اصحاب سلمان فارسی کے حق مین نازل
ہوئی ہے یہود کا ایمان یہ تھا کہ توریت و سنت موسی پر چلنا چاہیے لیکن جب عیسی آئے تو جس کسی نے توریت و سنت
موسوی کو چھوڑ کر اتباع عیسے کا نہ کیا وہ ہلاک ہوا انصاری کا ایمان یہ تھا کہ انجیل و شرائع عیسے پر چلنا چاہیے تھا
مگر جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو جس کسی نے انجیل و شرع عیسوی کو چھوڑ کر آپ کا اتباع نہ کیا وہ ہلاک ہوا
ابن عباس کہتے ہین اس آیت کے بعد یہ آیت اتری وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی
الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ہ معلوم ہوا کہ کسی شخص سے کوئی عمل و طریقہ مقبول نہین ہے جب تک کہ موافق شریعت محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کے نہ ہو ہان آپ کی بعثت سے پہلے جس نے اپنے زمانے کے رسول کا اتباع کیا ہے وہ طریق ہدایت و
سبیل نجات پر تھا اس آیت مین فقط ذکر ایمان و یقین لانے کا اللہ و یوم آخر پر ہے رسول کا ذکر نہین ہے یہ اس لیے کہ بے
اتباع رسول کے کوئی شخص بہی اللہ و معاد پر یقین نہین لا سکتا ہے اللہ پر وہی آدمی ایمان لاوے گا جو پہلے رسول پر
ایمان لا چکا ہوگا ف بعض نے کہا ہے مراد لفظ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے منافقین ہین اسلیے کہ ذکر انکا ہمراہ ہر
سہ فرقہ مذکورہ کیا ہے یعنے ظاہر مین وہ ایمان دار بنے ہین لیکن اولی یہی ہے کہ مراد اس جگہ سچے مومن بصدق رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہین گویا اللہ نے حال اس امت اسلامیہ اور اگلی اُمتون کا بیان فرمایا ہے کہ مرجع ان سب کا
ایک ہی امر کیطرف ہے اور وہ امر یہ ہے کہ اللہ و معاد پر یقین لاوین عمل صالح کرین ایمان سے وہی بات مراد ہے جو حدیث
جبریل مین آئی ہے کہ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ ایسا ایمان اسی کو
ملتا ہے جو ملت اسلامیہ مین داخل ہوتا ہے کیونکہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا قرآن کو نہ مانا وہ
ہرگز مومن نہین ہے اور جس نے ان دونون کو مانا وہ مسلمان ایماندار ہوا نہ یہودی رہا نہ نصرانی نہ مجوسی ف یہود
کہتے ہین اولاد یہوذ بن یعقوب علیہ السلام کو ذال دال ہوگئی ہے یا تہود سے مشتق ہے بمعنے توبہ کرنا کقولہ تعالی اِنَّا ھُدْنَآ
اِلَیْکَ اَیْ تُبْنَا یا تہود کہتے ہین ہلنے کو یہ وقت قرأت توریت کے ہلتے تھے جس طرح لڑکے مکتب مین سبق پڑھتے وقت
ہلا کرتے ہین اسلیے یہود کہلائے جب عیسی علیہ السلام آئے تو انپر انکی تابعداری واجب ہوئی جنہون نے انکا دین قبول
کیا وہ نصاری کہلائے انکو انصار بہی کہتے ہین قال تعالی قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ یا اسلیے کہ ناصرہ نام گاون
مین آکر بسے تھے پھر جب خاتم النبیین ہمارے بنی آدم کے رسول ہو کر آئے انپر تصدیق انکی فرض ہوئی جنہون نے

مانا وہ سچے مومن کہلائے امت محمدیہ کا نام مومنین ٹہیرا اسلیے کہ اس امت کا ایمان بہت کثرت سے انکی تصدیق نہایت
شدت سے ہے کیونکہ یہ سارے اگلے نبیون پر ایمان لائے ہین آیندہ کے غیوب کا یقین کہتے ہین آگے ہے صابئین سو مجاہد
نے کہا وہ ایک قوم تہی درمیان مجوس و یہود و نصاری کے اُن کا کوئی دین نہین تہا یعنے لا مذہب تہے ایک جماعت سلف
نے کہا ہے وہ ایک فرقہ ہے اہل کتاب کا زبور پڑہتا تہا اسی لیے ابو حنیفہ و اسحاق کہتے ہین کہ انکا ذبیحہ حلال ہے
اُن سے نکاح کرنا درست ہے حسن نے کہا یہ مجوس کی طرح تہے دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ فرشتہ پرست تہے زیاد نے کہا وہ قبلے
کیطرف نماز پنجگانہ پڑہتے تہے ابو الزناد نے کہا وہ قوم متصل عراق قریہ کوثی مین لبتی تہی سب نبیون کو مانتے تہے
تیس روزے رکہتے ہین کیطرف نماز پنجگانہ پڑہتے وہب بن منبہ نے کہا صابی وہ شخص ہے جو موحد ہو نہ کفر کرے نہ کسی
شریعت پر چلے ابن زید نے کہا وہ ایک دین ہے جو لوگ جزیرہ موصل مین تہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے نہ عمل کرتے نہ کتاب
رکہتے نہ نبی فقط یہی کلمہ کہتے اسی لیے مشرکون نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صابئین کہدیا تہا یعنے کلمہ
کہنے مین مشابہ صابئین کے ہین خلیل نے کہا وہ ایک قوم تہی انکا دین نصاری کے دین سے ملتا جلتا تہا مگر قبلہ
انکا طرف باد جنوب کے ہے انکو یہ زعم ہے کہ وہ دین نوح علیہ السلام پر ہین مجاہد وغیرہ نے کہا ہے کہ انکا دین یہود
و مجوس سے ملکر بنا ہے اس لیے انکا ذبیحہ نا درست ہے اُن سے نکاح کرنا جائز نہین ہے قرطبی نے کہا حاصل یہ ٹہیرا
کہ وہ موحد تہے مگر تاثیر نجوم کے قائل تہے نجوم کو فاعل مانتے تہے اسی لیے ابو سعید اصطخری نے جواب خلیفہ قادر باللہ
مین فتوی اُنکے کفر کا دیا تہا۔ رازی کا مذہب یہ ہے کہ وہ ایک قوم ستارہ پرست تہی انکا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ نے
کواکب کو قبلہ عبادت و دعا ٹہیرایا ہے یا اس عالم کی تدبیر انکو سونپی ہے پہر کہا کہ یہ قول منسوب ہے طرف کشرانیین کے
جنکے رد و ابطال کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے تہے ابن کثیر کہتے ہین اظہر اقوال و اللہ اعلم قول مجاہد و ابن منبہ
وغیرہما کا ہے کہ وہ قوم نہ دین یہود و نصاری پر تہی نہ مذہب مجوس و مشرکین پر بلکہ اپنی فطرت پر باقی تہی اُن کا کوئی دین بہی
نہ تہا جس کے وہ پیرو ہوتے اسی لیے مشرک لوگ مسلمانون کو صابی کہتے تہے یعنے سارے ادیان اہل ارض سے باہر ہین
ع ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے ٭ بعض علما نے یہی کہا ہے کہ صابئین وہ لوگ ہین جنکو دعوت کسی نبی کی
نہین پہونچی و اللہ اعلم کسی نے کہا ہے انکا یہ دعوے تہا کہ وہ دین صابی بن شیث بن آدم پر ہین شیخ الاسلام ابن تیمیہ
نے کتاب رد منطقیین مین لکہا ہے کہ شہر حران پہلے صابئین کا گہر تہا یہ جگہ اسی قوم کی منڈی تہی ابراہیم
علیہ السلام اسی جگہ پیدا ہوئے تہے یا عراق سے چلکر یہان آئے تہے یہان بہت سے تارون کی صورتین تہین
جیسے زحل مشتری زہرہ عطارد قمر بلکہ علت اولی و عقل اول و نفس کلیہ کی بہی ہیکل بنائی تہی یہ دین اُن کا ظہور
نصرانیت سے پہلے تہا پہر ان مین نصرانیت آگئی کچہ صابی ہی بنے رہے آخر مین اسلام آگیا یہ صابیہ و فلاسفہ دولت اسلام
مین بہی آخر وقت تک باقی رہے بغداد مین پیشہ طبابت و کتابت کا کیا کرتے تہے فارابی جب حران مین آیا

سنہ۲۰۰ چارسو ہجری تھے اُس نے یہین کے فلاسفہ سے علم سیکھا تھا اسی طرح دمشق والے بھی قبل ظہور دین نصرانیت کے صابی تھے قطب شمالی کیطرف نماز پڑہتے تھے مساجد قدیمہ دمشق کا قبلہ اسی قطب کی طرف ہی جامع دمشق کے نیچے ایک بڑا معبد اس قوم کا تھا یہ دو قسم ہین ایک حنیف موحد دوسرے مشرک اللہ نے اس آیت مین پہلی ہی قسم کی ثنا فرمائی ہے یہ نسخ و تبدیل سے پہلے توریت پر چلتے تھے پہر انجیل پر چلے جو اُن سے بھی پہلے تھے وہ ملت ابراہیمی کے تابع تھے مجوس و مشرک اُنکے برخلاف ہین کیونکہ ان مین کوئی مومن نہین ہے اسی لیے اللہ نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اس جگہ چہہ ملت کا ذکر فرماکر یہ ارشاد کیا کہ اُن کا نباؤ اس دن ہم کرینگے اُن مین کسی مومن کا ذکر نہین کیا پہر یہ صابیہ مشرک ہوگئے فلاسفہ اُنہین مشرکین مین سے ہین ہان اگلے فلسفی جو موحد قائل صانع عالم مقر معاد تہے وہ منجملہ صابئین حنفاء کے تھے جن پر اللہ نے ثنا کی ہے رہے صابیہ مشرکین سو یہ بہی مثل مشرکین عرب کے مقر حدوث عالم تھے جس طرح مشرکین ہند بہی اسی کے قائل ہین اہل مقالات نے ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے منجملہ ان مشرکین فلاسفہ کے جو شخص قائل قدم عالم ہوا ہے ارسطو ہے انکے تابع رہے فلاسفہ اسلام جیسے ابن سینا وغیرہ سو اُن کا حال بھی مثل صابیہ مشرکین کے تہا اُنکے علوم اسی قوم مذموم کے فنون سے ماخوذ ہین اسی لیے علماء اسلام نے اُن کو ملاحدہ مین شمار کیا ہے اس زمانہ آخر مین کہ ہم دوش قیامت کبریٰ معلوم ہوتا ہے سرزمین ہند مین دہریت کا بڑا زور شور ہے دعوی اسلام کا رکہتے ہین مگر در پردہ اسلام کے بیخ کن ہین آقماهم اللّٰہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ جب لیا ہم نے اقرار تم سے اور اونچا کیا تم پر پہاڑ پکڑو جو ہم نے دیا زور سے یاد کرتے رہو جو اس مین ہے شاید تم کو ڈر ہو پہر تم پہر گئے بعد اس کے سو اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اسکی مہر تو تم خراب ہوتے **ف** جب توریت اتری تو کہنے لگے ہم سے اتنے حکم نہو سکیگے تب پہاڑ اوپر آیا کہ گر پڑے تب ڈر کر قبول کیا کما قال تعالیٰ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ طور کہتے ہین پہاڑ کو اس لفظ کو سورۂ اعراف مین یون ہی تفسیر کیا گیا ہے اسی طرف ایک جماعت صحابہ و تابعین کی گئی ہے یہی معنے ظاہر بھی ہین ابن عباسؓ کہتے ہین طور وہ پہاڑ ہے جو کچھ اگاتا ہو جو نہین اگاتا ہے وہ طور نہین ہے۔ طور اس پہاڑ کا بھی نام ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اسکی باتین ہوئی تھین توریت اتری تھی یہ اس پہاڑ کے نیچے آگئے تھے وہ اُنکے اوپر ہوگیا تہا کسی نے کہا ہے سریانی زبان مین طور ہر پہاڑ کو کہتے ہین یہ پہاڑ جو اُنکے سر پر اونچا کیا گیا تہا منجملہ جبال فلسطین کے تہا۔ حدیث الفتون مین ابن عباس سے آیا ہے کہ جب وہ اطاعت سے باز رہے تو

تو اُن پر پہاڑ لایا گیا تہا تا کہ سنین ہا نین سدی نے کہا اُنکو حکم ہوا تھا کہ سجدہ کرو نمانا تو پہاڑ لایا گیا اُس کو دیکہکر
بدحواس ہو کر سجدے مین گر پڑے لکن ایک جانب سے پہاڑ کو دیکہتے جاتے تہے کہ کہین گر نہ پڑے اللہ نے رحم کیا پہاڑ
ہٹا لیا اُنہون نے کہا سب سے زیادہ محبوب یہی سجدہ ہے جس کے سبب سے یہ عذاب دور ہو گیا اسیلیے اب تک وہ اسی
طرح سجدہ کرتے ہین **ف** حسن نے کہا مراد مَآ اٰتَیْنٰکُمْ سے توریت ہے یعنے اُس کو پکڑے رہو آبو العالیہ نے کہا مراد
قوت سے طاعت ہے مجاہد نے کہا عمل کرنا ہے قتادہ نے کہا مراد کوشش و طاقت ہے یاد کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جو کچہ
اُس مین لکہا ہے اسکو تم پڑہو سمجھو اُس پر چلو لیکن وہ بعد ایسے مضبوط عہد کے اپنے اقرار سے پہر گئے عہد کو
توڑ ڈالا مگر اللہ نے اُنکی توبہ قبول کی نبی و رسول بہیجے ورنہ دنیا و آخرت دونون کو برباد کر چکے تہے بعض علما،
نے کہا ہے کہ اگر پہلی بار مان لیتے تو کچہ حاجت اس عہد و پیمان کی نہ ہوتی ابن عطیہ نے کہا اللہ نے وقت
سجدے کے انکے دلون مین ایمان پیدا کر دیا تہا یہ بات نہین ہے کہ زبردستی ایمان لائے ہون دل مطمئن
نہ ہوا انتہے شوکانی فرماتے ہین یہ تقریر بناوٹ ہے قواعد مذہبی کی پابندی نے ایسی بات کہلوائی ہے ورنہ ہر شخص
عاقل جانتا ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا اکراہ ہوگا کہ ایک پہاڑ لا کر سر پر دہر دیا جاوے کہ مانو تو مانو ورنہ یہہ
تم پر گرتا ہے تم جانو بلکہ بعض مفسرین نے یہ لکہا ہے کہ سامنے سے آگ آئی پیچہے سے دریا آیا اوپر پہاڑ تہا غرضکہ
ہمارا تو یہ قول ہے کہ بیشک اللہ نے اپنر اکراہ کیا وہ زبردستی ایمان لائے اسی ایمان پر اللہ نے اُن سے عذاب
کو اٹہا لیا یہ ویسی بات ہے کہ ہماری شریعت مین یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ جب کوئی کلمہ اسلام منہ سے کہلے تو اب
اُس پر تلوار نہ چلاؤ ہاتہ کہینچ لو جہان تک ہاتہ اونچا ہوا ہے وہین تک روک لو صحیح بخاری مین آیا ہے کہ ایک شخص
نے اسی طرح ایک شخص کو بعد تکلم بکلمہ اسلام مار ڈالا تہا جب یہ عذر کیا کہ اُس نے تقیہ سے کلمہ کہا ہے نہ قصد صحیح سے
تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اُس کے دل کو چیر کر دیکھ لیا ہے مجھکو یہ حکم نہین ہے کہ مین لوگون
کے دلون کو پہاڑ کر دیکہون رہی یہ بات لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ وقولہ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ سو یہ معاملہ حکم قتال سے
پہلے کا تہا پہر منسوخ ہو گیا **ف** حدیث مین آیا ہے کہ مینے تم مین دو بہاری چیزین چہوڑی ہین جب تک تم اُنکو
پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب اللہ دوسری سنت میری یہ حدیث مشکوۃ مین ہے اسیطرح اور بہت
حدیثون مین ترغیب تمسک قرآن و حدیث کی بلکہ وصیت انکے اتباع کی فرمائی ہے یہ ارشاد کیا ہے کہ اُن کو
اپنے دانتون سے مضبوط پکڑے رہو قرآن پاک مین اہل علم سے اس بات کا عہد و پیمان لیا گیا ہے کہ تم احکام
قرآن کو بیان کیا کرو سو جس طرح بنی اسرائیل اپنے قول و قرار سے بابت اخذ و عمل توریت کے پہر گئے اسی طرح
ایک مدت سے اُنکا طریقہ اس امت نے بہی اختیار کر لیا ہے یہ معجزہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جیسا
فرمایا تہا ویسا ہی ہوا یعنے ارشاد کیا تہا کہ تم اگلی امتون کی چال پر چلو گے شبر بشبر و ذراع بذراع سو اصل

تقلید طریقہ یہود کا ہے اس امت آخرین یہ تقلید ایسی آگھسی ہے کہ زمانہ مہدی و عیسے علیہ السلام سے پہلے دور ہونا اسکا محال نظر آتا ہے جب سے یہ تقلید رائے و قیاس عوام اس امت اسلامیہ نے پسند کر لی ہے تیرے میرے کہنے سننے پر قناعت کر کے بیٹھ رہے ہین قرآن کا پڑھنا حدیث کا سمجھنا کتاب پر چلنا سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے تب ہی سے اسلام غریب ہو گیا مسلمانون پر ادبار آگیا یہود کی طرح ذلیل و محتاج ہو گئے انا للہ آب انکی بھی یہی حالت ہو گئی ہے کہ جب تک مثل یہاڑ بنی اسرائیل کے کسی امام مہدی ہادی یا نبی برحق کا کوڑا اُن کو نہ لگیگا تب تک یہ بھی اپنے عہد پر نہ چلینگے سیرت مہدی علیہ السلام میں آیا ہے کہ وہ سنت کو زندہ بدعت کو مردہ کرینگے تقلید کو اُٹھا وینگے کتاب و سنت پر سب کو چلاوینگے پس جب کبھی ان مقلدین و مبتدعین کے سر پر انکی تلوار چمکیگی تب کہین یہ بھی مثل یہود بے ہبود کے توبہ کرینگے راہ راست پر آجاوینگے ابھی تو مثل بنی اسرائیل کے اپنے جہل و حمق و ضد و عناد پر جمے ہوئے ہین اہل حق کا رد کرتے ہین ابطال حق احقاق باطل پر مستعد ہین مگر یہ ظالم بہت جلد معلوم کر لینگے کہ کونسا پلٹنے والا پلٹتا ہے یہ لوگ یا اہل حق وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ تم جان چکے ہو جنہون نے تم مین زیادتی کی ہفتے کے دن مین تو ہمنے کہا ہو جاؤ بندر پھٹکارے پھر ہمنے وہ دہشت رکھی اُس شہر کے روبرو والون اور پیچھے والون کو اور نصیحت رکھی ڈر والون کو یہ قصہ سورۂ اعراف مین ہے وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ القصہ بکمالہا + سدی نے کہا یہ گاؤن والے اہل ایلہ تھے یہی قول قتادہ کا ہے ابن عباس نے کہا یہ گاؤن درمیان ایلہ و طور کے تھا اُسکو مدین کہتے تھے بہرحال اللہ نے اُن سے یہ عہد و میثاق لیا تھا کہ تم سنیچر کے دن کی تعظیم کرو اُس دن مچھلی کا شکار نہ کھیلو اُنھون نے یہ حیلہ نکالا کہ ایک دن پہلے سنیچر سے جال ڈالتے حوض بناتے مچھلی اس مین پھنسکر رہجاتی رات کو پکڑ لیتے اللہ کو غصہ آیا اُنکو بندر بنادیا بندر شکل و صورت مین سب سے زیادہ مشابہ انسان ہے گو حقیقت مین حیوان ہے اسیطرح جبکہ اُنکے اعمال و حیلے ظاہر مین مشابہ حق تھے اور باطن مین مخالف حق تو اللہ نے اُنکو وہی جزا سزا دی جو اُنکے جنس عمل کی تھی مجاہد نے کہا اُنکے دل مسخ ہو گئے تھے کچھ سچ مچ بشکل بندر ہی نہین بنگئے تھے یہ ایک مثل ہے جو اللہ نے بیان کی كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ابن کثیر کہتے ہین مجاہد کا یہ قول غریب خلاف ظاہر سیاق آیت ہے کیونکہ اس جگہ کے سوا دوسری جگہہ بھی یون ہی فرمایا ہے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ ابن عباس نے کہا جوان لوگ بندر ہو گئے تھے بوڑھے سور بن گئے تھے قتادہ نے کہا قوم کے دم نکل آئی تھی چیخنے چلانے لگے پہلے وہ مرد عورت تھے اب بندر ہو گئے ابن عباس نے کہا اللہ نے انکو بندر بنادیا اُنکی معصیت پر وہ تین دن زندہ رہے کوئی صاحب مسخ تین دن سے زیادہ نہین جیتا ہے نہ کھایا نہ پیا نہ نسل چلی اللہ نے بندر سور ساری خلق چھ دن مین بنائی ہے اس قوم کو بندر کی صورت مین

کردیا اُسی طرح جسکے ساتھ جو چاہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے جسکو جو چاہے بناوے اُن مین فقط وہ لوگ بچ گئے
جو قوم کو اس کام سے منع کرتے تھے ورنہ سب کے سب ہلاک ہوجاتے ابن کثیر کہتے ہین غرضکہ یہ بات نہین ہے جو مجاہد نے کہی
تہی اُنکا مسخ معنوی تہا نہ صوری بلکہ صحیح یہی ہے کہ صوری و معنوی دونون طور پر مسخ تہا پہر ابن عباس سے سارا قصہ
مفصل اُنکے مسخ کا نقل کیا ہے جس کا خلاصہ اوپر گذرا فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ صیغہ امر کا اس آیت مین واسطے
تحویل و تسخیر و تکوین کے ہے یعنی قدرت کا تعلق واسطے اُنکے نقل کرنے کے حقیقت بشریت سے طرف حقیقت
بندر کے ہوا یہ سچ مچ مسخ ہوگئے پہر کہا ہے کہ ایک جماعت مفسرین نے یون ذکر کیا ہے کہ یہود دو فرقے ہوگئے تھے ایک فرقے
نے سنیچر کے دن زیادتی کی حد سے آگے بڑہ گئے خلاف حکم خدا کیا مچہلی کا شکار کرنے لگے دوسرا فرقہ دو قسم ہوگیا
ایک قسم نے کہلکر منع کیا کنارہ کشی اختیار کی دوسری قسم نے شکاریون کا ساتھ نہ دیا لیکن اپنے میل جول کہا
کہلکر منع بہی نہ کیا نہ الگ ہوئے اللہ نے سب کو مسخ کردیا سوا پہلے فرقے کے کوئی نہ بچا یہ قصہ زمانہ داؤد مین واقع
ہوا تہا لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْۤ اِسْرَآئِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ الآیۃ **ف** اللہ تعالی نے اس
عقوبت کو واسطے اُس شہر والون کے اور جو شہر اُسکے اردگرد تھے عبرت ٹہیرایا کما قال تعالی وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا
حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ومنہ قولہ تعالی اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا
مِنْ اَطْرَافِهَا الآیۃ مراد اطراف سے آس پاس کے شہر ہین ایک قول پر قتادہ نے کہا ہے ما قبلہا سے مراد اگلے
لوگ ہین ما خلفہا سے پچہلے لوگ بنی اسرائیل کے لیکن یہ بات ٹہیک نہین ہے کیونکہ مراد مکان ہے نہ زمان اگر
پچہلون کی نسبت یہ عبرت درست بہی ہو تو اگلون کی نسبت نہین بنتی اسلیے مضبوط بات یہی ہے کہ مراد وہ گانو
ہین جو اُس وقت موجود تھے جنکو اس حادثے کی خبر پہونچی تہی کما قال تعالی وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ
بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ وقال تعالی اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا حاصل یہ کہ اللہ نے اُنکو
عبرت و نکال ٹہیرایا واسطے اُنکے جو اُس زمانے مین تھے اور موعظت و پند ٹہیرایا اُنکے لیے جو بعد مین آوینگے
اور اس خبر متواتر کو معلوم کرینگے ابن عباس نے کہا ہے یہ موعظت قیام قیامت تک کے لیے ہے حسن و قتادہ نے
کہا یعنے تاکہ لوگ اللہ کے انتقام سے ڈر کر معصیت سے بچین سدی نے کہا ہے مراد متقین سے اس جگہ امت
محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے ابن کثیر نے کہا مطلب یہ ہے کہ وہ نکال و وبال جو اُنپر آیا تہا اسلیے آیا کہ اُنہون نے
ارتکاب محارم خدا کا کیا طرح طرح کے حیلے نکالے اب جو لوگ متقی ہون اُنکو ایسے کام سے بچنا چاہیے کہیں
یہ نہ ہو کہ جو آفت اُنپر آئی تہی وہ اِنپر بہی آجاوے حضرت ابی ہریرہ مین مرفوعا آیا ہے تم وہ کام نہ کرو جو یہود نے
کیا تہا کہ ذرا سے حیلے نکالکر اللہ کے حرام کو حلال ٹہیرا لیا تہا رواہ احمد وھذا الاسناد جید جامی نے نفحات
کے حیلون کا شکوہ اپنے نظم مین بہت خوب کیا ہے اُنکو حیلہ گر شعبدہ باز بتایا ہے کیونکہ وہ لوگ طمع دنیا کے لیے

امراء کی خوشامد کیواسطے ناجائز امر کو کسی حیلے حوالے بہانے سے لباس جواز کا پہنا دیتے ہین ابن القیم نے اعلام الموقعین مین ابطال حیل کا مفصل طور پر کیا ہے اللہ نے اس حیلہ گری سے اہل حدیث و قرآن کو ہمیشہ بچایا اور بچاوے گا ؎

با اہل حدیثیم دغا را نشناسیم ✤ صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست ✤ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ

اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝ جب کہا موسٰے نے اپنی قوم کو اللہ فرماتا ہے تم کو کہ ذبح کرو ایک گاو بولے کیا تو ہمکو ٹھٹھے مین پکڑتا ہے کہا پناہ اللہ کی اس بات سے کہ مین نادانون مین ہون عبیدہ سلمانی نے کہا ہے بنی اسرائیل مین ایک شخص بانجھ تھا اُسکے اولاد نہ ہوئی تھی مگر بڑا مالدار تھا اُسکا بھتیجا جو وارث ہوتا تھا اس نے اُس شخص کو قتل کر ڈالا پہر رات کو اُسکی لاش اٹھا کر کسی اور شخص کے دروازے پر رکھدی صبح کو اُن گھر والون پر دعوی خون کا کیا لوگ ہتیار باندہ کر لڑنے پر طیار ہوئے ایک عقلمند آدمی نے کہا تم کیون خانہ جنگی کرتے ہو تمہارے درمیان مین رسول اللہ موجود ہین موسی علیہ السلام کے پاس آکر یہ حال کہا اُنہون نے کہا اللہ فرماتا ہے کہ تم ایک گاو ذبح کرو وہ لوگ اعتراض نہ کرتے تو ایک ادنی گاو کافی ہوجاتی اُنکے طول دینے سے یہ نوبت پہونچی جسکا ذکر اللہ نے اس جگہہ کیا ہے ابن کثیر نے اس قصہ کو ابن عباس و ابو العالیہ و سدی وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ نقل کرکے یہ بات لکہی ہے کہ ان سیاقات مین کسی قدر اختلاف ہے ظاہر یہ ہے کہ کتب بنی اسرائیل سے ماخوذ ہین سو گو نقل اُنکی جائز ہو مگر نہ تصدیق ہوسکتی ہے نہ تکذیب یہ سیاقات لائق اعتماد کے نہین ہین مگر اسیقدر جو موافق حق کے ہون **ف** یہ قصہ ذبح بقرہ کا تلاوت مین مقدم ہے مگر آیت وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْهَا سے موخر ہے یہ بہی ہوسکتا ہے کہ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نزول مین مقدم ہوا امر ذبح موخر ہو

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِكَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیْنَا وَاِنَّاۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِیَةَ فِیْهَا قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝

بولے پکار ہمارے لیے اپنے رب کو کہ بیان کرے ہمکو کہ وہ گاو کیسی ہے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ نہ بوڑہی ہے نہ بن بیاہی میانہ ہے انکے بیچ اب کرو جو تم کو حکم ہے کہا پکار ہمارے لیے اپنے رب کو کہ بیان کرے ہم کو کیا ہے رنگ اُسکا کہا وہ فرماتا ہے وہ ہے زرد ڈہڈہا رنگ اُسکا خوش آتی ہے دیکھنے والون کو کہا پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کرے کس قسم مین ہے وہ ہمکو گایون مین شبہ پڑا ہے ہم اللہ نے چاہا تو راہ پالینگے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک گاو ہے محنت والی نہین کہ جوتتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کہیت کو بدن سے پوری

اُس مین کچھ داغ دھبّا نہین ہے بولے اب لایا تو ٹھیک بات پھر ذبح کیا اسکو اور لگتے نہ تھے کہ کرین یہ کام ف اس
آیت مین اللہ پاک نے بنی اسرائیل کا تعنت بیان کیا ہے کہ اُنہون نے کثرت سوال سے رسول کو تنگ کردیا ویسے ہی اللہ نے
اُنکی جان پر تنگی کی یہ اگر کوئی گاو پکڑ کر حلال کر دیتے تو کام چل جاتا لکن اُنہون نے تشدد کیا ویسا ہی تشدد اُن پر
ہوا حدیث مین آیا ہے اگر یہ انشاءاللہ نہ کہتے تو آخر ابد تک حال گاو کا نہ کہلتا اسکو ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہؓ
سے مرفوعاً روایت کیا ہے میانہ ہونا درمیان کبر وصغر کے علامت قوت وحسن کی ہے حسن نے کہا یہ ایک وحشی
گاو تہی ابن عباس نے کہا جو شخص زرد جوتا پہنیگا جب تک پہنے رہیگا خوش رہیگا۔ ابن عمرؓ نے کہا اُس گاو
کے کھر زرد تھے ابن جبیر نے کہا بلکہ سینگ بہی زرد تھے عطیہ نے کہا زردی ایسی گہری تہی کہ سیاہ ہوجائے تو
کچھ دور نہین ہے مجاہد نے کہا نہین بلکہ صاف رنگ تہی ابن عباس نے کہا لگتا تہا کہ شدت زردی سے
سفید ہوجائے وہب بن منبہ نے کہا تو اُسکی کہال کو دیکہتا تو یہ خیال کرتا کہ گویا سورج اُسکے پوست سے نکلتا
ہے توریت مین اس گاو کو سرخ رنگ لکہا ہے ابن کثیر کہتے ہین یہ خطا ہے تعریب کی یعنے مترجم نے ترجمہ غلط
کیا ہے زرد کی جگہہ سرخ لکہہ گیا حقیقت مین وہ بیلی تہی شدت زردی سے لال کالی نظر آتی واللہ اعلم یہ جو
فرمایا کہ اُس مین داغ نہ تہا اسکا مطلب یہ ہوا کہ بے عیب تہی نہ سفید نہ سیاہ نہ سرخ بلکہ ایک رنگ تہی اور اس
کہنے مین کہ وہ یہ کام کیا نہ چاہتے تھے مذمت ہے اُنکی کہ باوجود اس بیان وسوال وجواب وایضاح کے بڑی
مشکل سے اُنہون نے اس کو ذبح کیا کسی نے کہا کہ بسبب گرانی قیمت کے ذبح کرنا نہ چاہتے تھے مگر اس قول
مین نظر ہے اسلیے کہ یہ قول نقل ہے بنی اسرائیل سے ظاہر یہی ہے کہ اُنکو تعنت وشرارت کے سبب سے باز رہنا
مقصود تہا بعض نے کہا ہے بخوف فضیحت باز رہنا چاہتے تھے قول اول اولیٰ ہے ف اس آیت سے کئی
ایک حکم نکلتے ہین ایک یہ کہ امر کرنے والا عموم امر مین داخل نہین ہوتا ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام داخل نہ
ہوئے بدلیل قولہ تعالیٰ فَذَبَحُوْهَا دوسرا حکم یہ ہے کہ سنت بقر مین ذبح کرنا ہے تیسرا یہ کہ آنا امر کا مجملاً
جائز ہے بیان مین تاخیر روا ہے چوتہا یہ کہ مستہزی کو جاہل کہہ سکتے ہین پانچوان یہ کہ انشاءاللہ کہنے
سے امور مین استثنا ہوجاتا ہے چہٹا یہ کہ امر مستلزم مشیت نہین ہوتا ہے ساتوان یہ کہ امر فور کے لیے
ہوتا ہے لقولہ وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ آٹھوان یہ کہ حیوان مین سلم جائز ہے حیوان کا حصر وصف سے کرسکتے ہین
ابن کثیر نے کہا سلم کرنا حیوان مین مذہب ہے مالک واوزاعی ولیث وشافعی واحمد وجمہور علما کا سلفاً خلفاً
مگر ابوحنیفہ وثوری ایسے سلم کو صحیح نہین کہتے ہین وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا

كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝
جب تم نے مار ڈالا تہا ایک شخص پہر لگے ایک دوسرے پر دہرنے اور اللہ کو ہے نکالنا اُس چیز کا جو تم چہپاتے تہے

پہر کہا ہمنے مارو تم اُس مردے کو ایک ٹکڑا اُس گاؤ کا اسی طرح جلا دیگا اللہ اُس مردے کو دکہاتا ہے تم کو اپنے نمونے
شاید تم بوجہو ف بنی اسرائیل مین ایک شخص مارا گیا تہا اُسکا قاتل معلوم نہ تہا اُس کے وارث ہر کسی پر دعوی کرتے
تہے اللہ نے اس طرح اُس مردے کو جلایا اُس نے بتایا کہ ان وارثون ہی نے مجھکو مارا تہا بخاری نے کہا اِدّٰرَءْتُم
کے معنی اِختلفتم مین یہی قول مجاہد کا بہی ہے عطا خراسانی کہتے ہین اسکے معنی اِختصمتم ہین ابن جریج نے
کہا اس کے یہ معنے ہین کہ بعض نے کہا تمنے مارا دوسرون نے کہا تمنے مارا بہرحال ایک ٹکڑا گاؤ کا مارا اُس ٹکڑے
مین اختلاف ہے کسی نے کچہہ کہا کسی نے کچہ کہا یہ سب اقوال ابن کثیر نے لکہے ہین پہر کہا کہ کوئی سا ہی عضو ہو معجزہ
حاصل ہے اس عضو کی تعیین مین اگر کچہ فائدہ ہوتا دینی یا دنیاوی تو اللہ تعالی ہم کو بتا دیتا لیکن جب عضو مذکور
مبہم رہا اور کسی طریق صحیح سے ہمکو طرف سے معصوم کے نہ پہونچا تو ہم کو بہی اسکا مبہم رکہنا بہتر ہے ف حدیث مرفوع
ابن عباس مین آیا ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی کام ایک ٹہوس پتہر کے اندر کریگا جسکا نہ کوئی دروازہ ہے نہ اُس مین
کوئی روزن تو وہ کام اُسکا لوگون مین ظاہر ہو جاوے گا کوئی سا کام کیون نہ ہو اسکو احمد نے روایت کیا ہے حاکم
نے صحیح بتایا ہے سعید بن انس نے کہا نہ کیا کسی آدمی نے کوئی کام اچہا سات گہرون کے بیچ مین مگر اللہ اُس کو
ظاہر کر دیگا نہین کیا کوئی کام برا کسی آدمی نے درمیان سات گہرون کے مگر ظاہر کر دیگا اُس کو اللہ تصدیق اسکی
کتاب اللہ مین موجود ہے وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جسکی کوئی خصلت اچہی
یا بری ہے اللہ اُسکی ایک چادر ظاہر کرتا ہے جس سے وہ خصلت پہچانی جاتی ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین نے
اسی طرح کے کلمات ذکر کیے ہین مین کہتا ہون کہ اگرچہ بات عام ہے مگر بالخصوص قتل و زنا و سحر کسی طرح چہپ
نہین سکتا ف ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اُنہون نے چالیس برس تک گاؤ کو تلاش کیا
پہر ایک شخص کے پاس پایا کہال بہر کر دنانیر دیے پہر اُسکو حلال کر کے ایک عضو اُسکا قتیل کو مارا وہ خون
آلودہ اُٹھہ بیٹہا پوچہا تجہ کو کس نے قتل کیا ہے کہا فلان شخص نے اللہ نے اس کام کو ایک حجت معاد کی ٹہیرایا
یعنے جس طرح وہ مردہ زندہ ہوگیا اسی طرح اللہ سب مردون کو دن قیامت کے زندہ کریگا معلوم ہوا کہ قیامت
کا ہونا معاد کا آنا برحق ہے منکر اُسکا کافر ہے ف اللہ تعالی نے اس سورت مین ذکر زندہ کرنے مردون کا پانچ
جگہہ فرمایا ہے ایک ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ دوسرا یہ قصہ تیسرا قصہ اَلَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ
اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ چوتہا قصہ اَلَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا پانچوان قصہ ابراہیم
علیہ السلام اور چار پرندون کا۔ اسی طرح زمین کے زندہ کرنے کو بعد موت کے دلیل ٹہیرایا ہے اعادہ اجسام پر
بعد مٹی ہو جانے کے چنانچہ حدیث ابی رزین عقیلی مین آیا ہے کہ اُنہون نے کہا اے رسولخدا اللہ مردون کو
کیونکر زندہ کرتا ہے فرمایا کیا تیرا گذر کسی سوکے جنگل مین نہین ہوا ہے پہر دوبارہ گذر مین تو نے اُس کو

ع اور اللہ کو ہے نکالنا جو تم چہپاتے تہے
ع پہر اٹہا کہڑا کیا ہمنے تمکو پیچہے مرنے تمہارے کے
ع وہ لوگ جو نکلے اپنے گہرون سے اور وہ ہزارون تہے موت کے ڈر سے
ع یا مانند اُس شخص کے کہ گذرا ایک شہر پر اور وہ گرا پڑا تہا اپنی چہتون پر

سر سے ملا یا ہو کہا ہاں فرمایا اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کردیگا رواہ ابو داود و الطیالسی اس حدیث کے لیے
یہ آیت گواہ ہے وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ ۚۖ اَحْیَیْنٰھَا وَاَخْرَجْنَا مِنْھَا حَبًّا فَمِنْہُ یَاْکُلُوْنَ وَجَعَلْنَا فِیْھَا
جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْھَا مِنَ الْعُیُوْنِ ۙ لِیَاْکُلُوْا مِنْ ثَمَرِہٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْہُ اَیْدِیْھِمْ ۭ اَفَلَا
یَشْکُرُوْنَ ۝ غرض اس بیان سے رد کرنا ہے منکرین بعث پر یہ رد مقتضی اس بات کا ہے کہ مخاطب اس آیت کے عرب ہوں
نہ یہود اسلیے کہ وہ بعث و جزا کے مقر ہیں مگر اس بنیاد پر یہ جملہ درمیانی معترضہ ٹھیریگا مطلب یہ ہے کہ جیسے ہم
نے اس قتیل کو جلا دیا اسی طرح ہم سارے مردوں کو دن قیامت کے زندہ کرینگے ان دونوں امر میں باعتبار جواز
و امکان کچھ فرق نہیں ہے یہ نمونہ اسی لیے دکھایا گیا ہے کہ شاید تم اپنی جان کو معاصی سے باز رکھو سیوطی
نے در منثور میں قصہ بقرہ کا بڑا المباچوڑا وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے یہاں کچھ حاجت اس کے ذکر کی نہیں ہے
اگر مرفوع ہوتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا **ف** کسی نے کہا یہ آیت دلیل ہے مذہب مالک کی اس بات میں کہ قول زخمی کا کہ مجھکو
فلاں شخص نے قتل کیا ہے لوث ہوتا ہے اسلیے کہ جب اس مردے نے جی کر قاتل کو بتایا تو یہ قول اسکا مقبول ٹھیرا
کیونکہ یہ حالت اسکی ایسی نہیں تھی کہ اس میں گنجائش تہمت کی ہو سکے حدیث انس کی بھی اسی کو راجح بتاتی
ہے ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر پتھر سے کچل کر ہلاک کیا تھا اس سے پوچھا تجھے کس نے مارا فلاں و فلاں نے
جب یہودی کا نام لیا تو اس نے سر ہلایا اسکو گرفتار کیا اس نے اقرار کیا مالک کہتے ہیں لوث کی صورت میں اولیا
قتیل سے بطور قسامت کے حلف لینگے جمہور کہتے ہیں یہ قول قتیل کا لوث نہیں ہے انتہے میں کہتا ہوں مسئلہ
لوث کا ابن القیم نے کتاب طرق حکمیہ میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے جس کا کچھ خلاصہ کتاب حسن المساعی میں آگیا ہے ثُمَّ قَسَتْ
قُلُوْبُکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ فَھِیَ کَالْحِجَارَۃِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَۃً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَۃِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْہُ الْاَنْھٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْھَا
لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْہُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْھَا لَمَا یَھْبِطُ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ۭ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝
پھر سخت ہو گئے دل تمہارے اسکے بعد سو وہ جیسے پتھر یا پتھر سے بھی زیادہ سخت پتھروں میں تو وہ بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹتی
ہیں اُن میں تو وہ بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں نکلتا ہے اُن سے پانی اُن میں تو وہ بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں ڈر سے اللہ کے
اللہ بیخبر نہیں تمہارے کام سے **ف** اللہ تعالی نے اس آیت میں بنی اسرائیل کو لتاڑا ہے کہ تم عجب کمبخت نالائق ہو
کہ یہ ساری نشانیاں تم نے دیکھیں مردے کا جی اٹھنا دیکھا اسپر بھی کچھ نرم نہ ہوئے بلکہ سخت دل ہو گئے جیسے پتھر کہ
کسی طرح نرم نہیں ہوتا **ع** موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا ۔ پھر اسی لیے مومنین کو منع کیا کہ دیکھو تم ان کا سا کام
نہ کرنا فرمایا اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ
اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُھُمْ ۭ وَکَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ابن عباس
نے کہا جب مقتول نے زندہ ہو کر کہدیا کہ مجھکو میرے بھتیجوں نے قتل کیا ہے تو پھر وہ بدستور مقبوض ہو گیا اُس

اس وقت انہون نے پہر انکار کیا کہ ہمنے نہین مارا یہ انکار تہا حق کا بعد رویت کے اسلیے اللہ نے انکو کہا کہ تمہارے دل اتنے پتھر سے بہی زیادہ سخت ہوگئے ہین کہ کسی طرح نہین پسیجتے بلکہ پتہر کے بہی تمنے کان کترے کہ اُن مین کسی سے تو ندی بہتی ہے کوئی پہاڑ کے اوپر سے بخوف خدا نیچے آگرتا ہے تمہاری سختی ایسی ہے کہ اسکا کچہ علاج نہین ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ معلوم ہوا کہ پتہر کو بہی بحسب حال خود ایک طرح کا ادراک و شعور ہوتا ہے اللہ نے فرمایا تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ مجاہد نے کہا جو نسا پتہر ہے اُس سے یا تو کوئی نالہ ندی نکلتا ہے یا ذرا سا پانی بہتا ہے یا وہ اللہ کے ڈر سے پہاڑ پر سے نیچے گرتا ہے یعنی ان کامون سے خالی نہین ہے قرآن مین یون ہی آیا ہے ابن عباسؓ نے کہا مطلب یہ ہے کہ بعض پتھر تمہارے دل سے زیادہ نرم ہین تم حکم حق کو نہین مانتے وہ حکم اٹھاتے ہین يَا جِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ یحییٰ جبائی کا یہ قول کہ مراد پتہر کے گرنے سے اولون کا برسنا ہے ابر سے بعید ہے رازی و ابن کثیر نے بہی اسکو بعید سمجھکر یہ کہا ہے کہ اس مین خروج ہے ظاہر لفظ سے بلا دلیل نتھے پتہر کا پہاڑون پر سے گرنا بہت لوگون نے دیکھا ہے خبر متواتر سے سنا ہے پہر اسکا انکار کرنا بات بنانا کیا ضرور ہے پہر لفظ قرآن کا حجت ہے اتباع ظاہر لفظ کا فرض ہے یحییٰ بن یعقوب نے کہا مراد ندی سے زیادہ رونا ہے مراد پانی نکلنے سے کم رونا ہے مراد گرنے سے دل کا رونا ہے بغیر آنسو کے کسی نے سمجھا ہے کہ یہ اسناد مجازی ہے جس طرح دیوار کے حق مین ارادہ کا ذکر کیا ہے يُرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ مگر رازی اور قرطبی نے کہا اس کی کچہ حاجت نہین ہے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ یہ صفت اندر پتہر کے پیدا کر دے کما فی قولہ تعالیٰ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وقال تعالیٰ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ الآیہ وقال تعالیٰ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ وقال تعالیٰ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ الآیہ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ وقال تعالیٰ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ الخ وقال تعالیٰ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الخ حدیث صحیح مین آیا ہے هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ ستون منبر کا رونا خبر متواتر سے ثابت ہے صحیح مسلم مین آیا ہے کہ مین اب تک اُس پتہر کو پہچانتا ہون جو مجکو قبل بعثت کے مجہ پر سلام کرتا تہا حجر اسود کے حق مین آیا ہے کہ وہ دن قیامت کے اپنے ہاتھ مونہ لگانے والے کے لیے گواہی دیگا اس طرح کی اور بھی بہت دلیلین آئی ہین حاصل یہ ہے کہ تمہارے دل یا تو پتہر کیطرح ہین یا پتہر سے بھی زیادہ کڑے ہین وہ ان دو صفتون سے کسی طرح باہر نہین ہو سکتے ہین ابن جریر نے کہا یعنے بعض دل مثل پتہر کے ہین اور بعض پتہر سے بھی زیادہ سخت ہین حدیث ابن عمر مین مرفوعاً آیا ہے تم بہت باتین بغیر ذکر اللہ کے نہ کیا کرو کیونکہ بہت باتین کرنا بغیر ذکر اللہ کے قسوت قلب ہے یعنے دل کی سختی ہے اور بہت دور لوگون مین اللہ سے وہی قلب قاسی ہوتا ہے اسکو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے ترمذی نے غریب بتایا ہے انس کا لفظ مرفوعاً نزدیک بزار کے یہ ہے کہ چار

جنہرین بدبختی ہین ایک سوکہنا وٓ آنکہہ کا یعنے یہ کہ آنسو نہ نکلے دوسرے سختی دل کی تیسرے لمبی امید چوتہے حرص دنیا کی اَفَتَطۡمَعُوۡنَ

اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا لَکُمۡ وَقَدۡ کَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ یَسۡمَعُوۡنَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُوۡنَہٗ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡہُ وَہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ۝ وَ

اِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعۡضُہُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ قَالُوۡۤا اَتُحَدِّثُوۡنَہُمۡ بِمَا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ لِیُحَآجُّوۡکُمۡ

النصف

بِہٖ عِنۡدَ رَبِّکُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝ اَوَلَا یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ ۝ اب کیا تم اے مسلمانو توقع رکہتے ہو کہ وہ مانین تمہاری بات اور ایک لوگ تہے اُن مین کہ سنتے کلام اللہ کا پہر اُسکو بدل ڈالتے بعد بوجہہ لینے کے اور وہ اُسکو جانتے تہے اور جب ملتے مین ایمان والون سے کہتے ہین ہم مسلمان ہوئے اور جب اکیلے ہوتے ہین ایک دوسرے کے پاس تو کہتے ہین تم کیون کہدیتے ہو اُنسے جو کہولا ہے اللہ نے تم پر کہ جہٹلاوین وہ تم کو اُس سے آگے تمہارے رب کے کیا تم کو عقل نہین ہے کیا اتنا بہی نہین جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو چہپاتے ہین اور جو کہولتے **ف** جو اُن مین منافق تہے وہ خوشامد کے لیے اپنی کتاب مین سے پیغمبر آخر الزمان کی باتین مسلمانون کے پاس بیان کرتے اور جو مخالف تہے وہ اُنکو اسپر الزام دیتے کہ تم اپنے علم مین سے اُنکے ہاتہہ سند کیون دیتے ہو **ف** تحریف کا ذکر جس طرح اس آیت مین ہے ایسا ہی دوسری جگہہ پر فرمایا ہے فَبِمَا نَقۡضِہِمۡ مِّیۡثَاقَہُمۡ لَعَنّٰہُمۡ وَجَعَلۡنَا قُلُوۡبَہُمۡ قٰسِیَۃً ۚ یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِہٖ یہ تحریف کرنا اُنکا بعد فہم و فقہ و عقل کے تہا لفظ کے کچہ اور ہی معنے بٹہاتے تہے یہ وہی لوگ ہین جنہون نے خدا کا دیکہنا مانگا تہا بجلی گرے مرگئے پہر دوبارہ جیے اُنہون نے وہان پہاڑ پر اللہ کا کلام سنا سمجہ لیا بوجہہ لیا تہا جب پہر کر آئے تو ایک فریق نے اُسکو بدل ڈالا سدی نے کہا مراد یہ ہے کہ توریت مین تحریف کی حرام کو حلال حلال کو حرام حق کو باطل باطل کو حق ٹہیرا دیا جب کوئی شخص حقدار رشوت لیکر آتا تو اُسکو کتاب اللہ سے مسئلہ نکالکر بتادیتے جب کوئی مدعی باطل آتا رشوت لاتا تو اسکو ویسا ہی مسئلہ نکالکر سمجہا دیتے جب کوئی ایسا آدمی آتا جو نہ حقدار ہوتا نہ رشوت گزار نہ اُنکو اس مسئلے سے کچہ سروکار تو اُسکو ٹہیک ٹہیک مسئلہ کہدیتے اسی بنیاد پر اللہ نے فرمایا اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ الخ یہی حال بعینہٖ آجکل فقہائے زمانہ کا ہے کہ جس طرح کا مسئلہ کہو کتب فتاوی سے نکالکر بتادین حکم زبانی و تحریری جاری کردین حالانکہ خوب جانتے ہین کہ وہ مسئلہ بالکل خلاف کتاب اللہ و مخالف سنت رسول اللہ ہے مگر حجاب سم یا قرابت یا مروت مرید یا شاگرد یا آمد رشوت یا تحفہ و ہدیہ مانع حق گوئی حق نویسی ہے انا للہ الخ یہ بلا نہ ہوتی تو اسلام اس حالت پُر ملالت تک کاہیکو پہونچتا **ف** جو توریت و انجیل آج پاس یہود و نصاری کے موجود ہے بعض اہل علم کے نزدیک بالکل مبدل محرف ہے الفاظ بدل گئے ہین بعض محدثین و فقہا کے نزدیک وہ تحریف معنوی تہی بخاری مین یون ہی لکہا ہے اسی کو فخر رازی نے اختیار کیا ہے تیسرے گروہ نے کہا کہین لفظ کو بدلا ہے کسی جگہہ معنون کو بگاڑا ہے یہی قول حق ہے موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فقط ایک سورت دی تہی باقی توریت پاس اولاد ہارون کے رکہدی تہی جب وہ سب قتل ہوگئے

یعنے واقعہ بخت نصر مین تو عزیر نے کچہ تہوڑی سی توریت جمع کی وہ بہی زبان حفاظ سے وہی توریت آج موجود ہے اُسمین کمی وبیشی ہوگئی ہے ترجمہ خلاف کیا گیا ہے اصل کا کہین اتا پتا نہین چلتا ہے یہی حال انجیل کا ہے کہ اُسکے چار نسخے ہین باہم مختلف لفظ و معنے دونون مین تحریف و تبدیل ہوگئی اب یہ سنا گیا ہے کہ واسطے دفع اعتراضات اہل اسلام کے نئے سر سے ترمیم ہوتی رہتی ہے موضع اعتراض کو بدل دیا جاتا ہے ع لو مبارک ہو تمہین میری بہی شامت آئی ہے ف ابن عباسؓ نے کہا مراد ان لوگون سے منافق ہین یہ یہودی جب اصحاب سے ملتے کہتے ہم تو مسلمان ہین سدی نے کہا یہ وہ یہودی تہے جو ایمان لائے پہر منافق ہوگئے یہی قول بہت سے سلف وخلف کا ہے ابن وہب نے کہا ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تہا کہ ہماری اس قصبہ مدینہ مین کوئی نہ آوے مگر وہی شخص جو مسلمان ہو اسپر رؤساء اہل کفر و نفاق نے کہا تم جاکر کہو ہم مسلمان ہین پہر جب ہمارے پاس آؤ تو انکار کرجاؤ وہ لوگ صبح کو مدینے جاتے بعد عصر کے پہر آتے پہر ابن وہب نے یہ آیت پڑہی وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ یہ جانا انکا مدینے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر لگانے کو تہا جب پہر کر آتے وہی کافر کے کافر رہتے مسلمان انکو مسلمان سمجہتے تہے اللہ نے اُنکے حال پر آگاہ کردیا ف مراد فتح سے ذکر بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے آپس مین چرچا کرتے کہ ایک نبی ہونے والا ہے پہر دوسرون کو منع کرتے کہ تم یہ ذکر نہ کرنا مجاہد نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن قریظہ کے نیچے قلعے کے کہڑے ہوکر یہ فرمایا یَآ اِخْوَانَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِیْرِ وَیَا عَبَدَةَ الطَّاغُوْتِ اسپر اُنہون نے کہا یہ خبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہان سے ملی تمہین مین سے یہ بات نکلی ہے تم یہ حال کیون انسے کہتے ہو کہ خود تمپر انکی حجت قائم ہو سدی نے کہا یعنے تم مسلمانون سے حال اپنے عذاب سابق کا کیون کہتے ہو وہ کہنے لگین گے کہ ہم اللہ کو تم سے زیادہ محبوب و مکرم ہین اللہ نے فرمایا تمہاری اس تدبیر سے کیا ہوتا ہے تم کہو یا نہ کہو اللہ کو تو سب کچہ خبر ہے کہلی چہپی بات کی الحمد للہ کہ اس آیت پر نصف پارہ سورۂ بقرہ کا تمام ہوا

وَمِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِیَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ○ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ

بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ

وَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا یَكْسِبُوْنَ ○ ایک اُن مین یعنے یہود مین ان پڑہے ہین خبر نہین رکہتے کتاب کی مگر باندہ لین اپنی امیدین نہین اُنکے پاس مگر اپنے خیال سو خرابی ہے اُنکی جو لکہتے ہین کتاب اپنے ہاتہ سے پہر کہتے ہین یہہ اللہ کے پاس سے تاکہ لین اسپر مول تہوڑا سو خرابی ہے انکو اپنے ہاتہ کے لکہنے سے اور خرابی ہے انکو اپنی کمائی سے ف یہ وہ لوگ ہین جو عوام کو اُنکی خوشی کے موافق باتین جوڑ کر لکہہ دیتے تہے اور نسبت کرتے تہے طرف خدا یا رسول کے جیسے اس زمانے کے اکثر فقہاء اہل الرائے و قیاس ہین انکا حال وہی ہے جو اگلے یہود کا تہا

ف۱ اور کہا ایک لوگون نے اہل کتاب مین کہ مان لیجیو اترا مسلمانون پر دن چڑہے اور منکر ہو جاؤ آخر دن شاید وہ پہر جاوین ۱۲
ف۲ اے بندرون اور خنزیرون کے بہائیو اور اے شیطانون کے پوجنے والو ۱۲

تاکہ رشوت لیکر مسئلے بناتے فقہ کی کتابون کو دیکھو کتنے مسئلے اور حیلے بنا کر طیار کر رکھے ہین جدھر کہو باگ حکم کی موڑ دین
جس ناجائز کو کہو جائز کر دین دار الحرب کا نام لیکر سود کھلا دین شراب دو آتشہ پلا دین محرم سے زنا کرنے پر حد ساقط کر دین
تمثال نعل نبوی کی پوجا کرا دین قبرون پر چادر چڑھوا دین چراغ جلوا دین غرضکہ اب سب کچھ ہو سکتا ہے انا للہ **ف** ابن کثیر
نے کہا امی وہ ہے جو لکھنا نہین جانتا ہے یہی قول ابو العالیہ اور ربیع قتادہ ابراہیم نخعی وغیرہم کا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کو امی اسی لیے کہا ہے کہ لکھ نہین سکتے تھے کما قال تعالیٰ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ
اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۔ حدیث مین آیا ہے اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا یعنے ہم اپنے
عبادات مین کسی حساب کتاب کے محتاج نہین ہین وقال تعالیٰ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ابن جریر نے کہا
جس کسیکو لکھنا نہین آتا ہے عرب اُسکو طرف اُسکی مان کے نسبت کرتے ہین جہل مین نہ طرف باپ کے یعنی یہ اپنی مان کی طرح
ان پڑہ ہے لفظ امانی سے مراد جھوٹی باتین ہین یہ قول ابن عباس کا ہے مجاہد نے کہا مراد اسید ہین ہین قتادہ نے کہا
اللہ سے ویسی آرزو کرتے جو اُن کے لیے نہین ہے ابن زید نے کہا تمنا کر کے یہ کہتے ہین کہ ہم اہل کتاب ہین حالانکہ
نہین ہین یہ ویسی بات ہے جیسے اہل رائے وقیاس آپکو سنی کہتے ہین حالانکہ تارک سنت عامل بدعت ہین ابن
جریر نے کہا اشبہ بصواب قول ابن عباس کا ہے کہ وہ توریت کو کچھ نہ سمجھتے تھے لیکن کذب و زور بناتے مراد
تمنی سے اس جگہ یہی پیدا کرنا کذب کا ہے کسی نے کہا مراد تمنی سے تلاوت ہے یعنی سو کہا پڑھنا عمل سے کچھ کام رکھنا
ف جن کی خرابی کا ذکر فرمایا ہے سو یہ دوسری قسم یہود کی ہے سوا ان پڑھون کے ابن کثیر نے کہا یہ وہ لوگ ہین
جو طرف مکر و کذب کے بلاتے تھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ جوڑتے تھے لوگون کا مال دھوکا دیکر کھاتے تھے ویل کے
معنے مین ہلاک و دمار کے کسی نے کہا جہنم کا ایک جنگل ہے یا دوزخ کا زرد آب حدیث ابو سعید خدری مین مرفوعًا آیا ہے
ویل ایک وادی ہے جہنم مین کافر آدمی اُس مین پہلے اس سے کہ اسکی تہ مین پہونچے چالیس برس تک نیچے کو گرتا دہنستا
چلا جاویگا رواہ ابن ابی حاتم ترمذی نے بھی اس کو روایت کیا ہے غریب کہا ہے مگر ابن کثیر نے سند ترمذی
کو منکر بتایا ہے ابن عباس نے کہا ویل مشقت عذاب کو کہتے ہین خلیل بن احمد نے کہا شدت شر کو بولتے ہین سیبویہ
نے کہا جو ہلاکت مین پڑا اسکو ویل کہتے ہین اصمعی نے کہا ویل دکھ ہے کسی نے کہا حزن ہے ابن عباس نے کہا مراد
ان سے علما یہود ہین اور مشرکین سدی نے کہا کچھ یہودی کتاب لکھکر عرب کے ہاتھ فروخت کرتے تھے کہتے یہ کتاب
خدا کی ہے تھوڑا سا مول لے مرتے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اے مسلمانو تم اہل کتاب سے کیا پوچھا
کرتے ہو یہ کتاب جو اللہ نے اپنے نبی پر اتاری ہے یہ سب خبرین دیتی ہے تر و تازہ ہے بوڑھی نہین ہوئی اللہ نے تم
کو سنا دیا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا وہ اپنے ہاتھ سے اور کتاب لکھکر اللہ کی کتاب ٹھیرا کر تھوڑے
داموں پر بیچتے ہین یہ علم جو تمہارے پاس آیا ہے کیا تم کو اُنکے سوال سے منع نہین کرتا واللہ ہم انکو نہین دیکھتے

کہ وہ کبھی بھی تم سے کوئی بات تمہاری کتاب کی پوچھین اسکو بخاری نے روایت کیا ہے حسنؒ نے کہا مراد تھوڑے مول سو ساری دنیا ہے اور جو کچھ اُنہون نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے وہ سب کذب و بہتان و افترا ہے اور جو کچھ کما کر کھایا ہے وہ سب حرام ہے تفتازانی نے کہا ہے تکرار لفظ ویل اسلیے ہے کہ وہ کتابت وہ کسب دو گناہ جداگانہ ہین ہر گناہ پر ویل ہے نہ مجموع پر ف سیوطی نے سلف سے کچھ آثار نقل کیے ہین اس بات پر کہ اس آیت مین دلیل ہے کراہت بیع مصاحف پر حالانکہ یہ دلالت اس مین نہین ہے پھر ایک جماعت سلف سے جواز بلاکراہت بھی نقل کیا ہے وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً ط قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ اور کہتے ہین ہمکو آگ نہ لگے گی مگر گنتی کے دن تو کہہ کیا لے چکے ہو تم اللہ کے یہان اقرار تو البتہ خلاف نکرے گا اللہ اپنا اقرار یا جوڑتے ہو اللہ پر جو معلوم نہین رکھتے ف ابن عباسؓ نے کہا یہود کہتے تھے دنیا سات ہزار برس ہے ہم ہر ہزار پیچھے ایک دن آگ مین رہین گے یہ سات دن ہوئے پھر عذاب موقوف ہو جاوے گا اسپر اللہ نے یہ آیت اتاری خٰلِدُونَ تک دوسرا لفظ یہ ہے کہ یون کہتے تھے کہ جو ہمنے چالیس دن بچھڑا پوجا ہے اتنے ہی دن ہم کو آگ لگیگی باقی خیر سلّا تیسرا لفظ یہ ہے کہ چالیس برس آگ لگے گی حدیث ابی ہریرہؓ مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح خیبر سے پھر کر یہود کو جمع کرکے پوچھا دوزخی کون لوگ ہین کہا ہم دوزخ مین تھوڑا سا رہین گے پھر ہماری جگہہ تم سب رہوگے فرمایا کالا ہو منہ تمہارا ہم ہرگز کبھی تمہاری جگہہ نہ ہونگے الحدیث مثل اس کے بخاری و احمد و نسائی نے بھی حدیث لیث بن سعد سے روایت کیا ہے ف اس کہنے مین کہ کیا تمنے کوئی اقرار لیا ہے انکار ہے اُنکے دعوی باطل کا کہ وہ چند روز سے زیادہ آگ مین نہ رہین گے مطلب یہ ہے کہ نہ تو کوئی عہد تمہارا اللہ سے ثابت ہوا ہے نہ تم نے کوئی عمل صالح کیا ہے جو اس دعوے کو سچا کرے عہد سے مراد اس جگہہ وعدہ ہے بلکہ تم کو آگ ہمیشہ لگے گی نہ چند روز جیسا کہ تم کہتے ہو بَلَى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ ہان جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اُس کو اس کے گناہ نے سو وہی ہین دوزخ والے وہ اُسی مین رہ پڑے اور جو یقین لائے اور کیے عمل نیک وہ ہین جنت والے وہ اُس مین رہ پڑے ف اللہ تعالی نے فرمایا بات یون نہین ہے جیسیکہ تم تمنا کرتے ہو بلکہ جو کوئی گناہ کرتا ہے اور شرمندہ نہین ہوتا پھر اُن گناہون کو لیکر قیامت مین آوے گا سو اسیئات کے کوئی حسنہ اُس سے نہ ہوا تو وہ اہل نار ہے اور جس نے ایمان کے بعد عمل صالح موافق شریعت کے کیا وہ اہل جنت ہے یہ آیت ویسی ہے جیسے فرمایا ہے لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝ ابن عباسؓ نے کہا مطلب گناہ کمانے کا یہ ہے کہ تمہارے عمل کیے تمہارا سا کفر کیا ہر طرف سے کفر نے اُسکو گھیر لیا کوئی اچھا کام نہ ہوا دوسرا لفظ یہ ہے کہ مراد شرک ہے یہی

ع ۹

یہی قول مجاہد و عکرمہ و حسن و قتادہ وغیرہم کا بھی ہے سدی و حسن نے یہی کہا ہے کہ مراد سیئہ سے گناہ کبیرہ ہے مجاہد نے کہا یعنے
گناہ نے دل کو گھیر لیا ابو ہریرہ و عطاء و ابو وائل نے کہا شرک نے گھیر لیا ربیع بن خیثم نے کہا مراد وہ شخص ہے جس
کی موت خطاؤن پر ہوئی توبہ کرنے سے پہلے یہی قول ابو رزین و سدی کا بھی ہے ابو العالیہ و مجاہد و حسن سے یہ بھی کہا ہے
کہ گھیر لیا اُس کو ایسی خطا نے جو گناہ کبیرہ کو واجب کرتی ہے ابن کثیر کہتے ہین یہ سارے قول معنے مین ایک دوسرے کے لگ بھگ
ہین پھر ابن مسعود کی حدیث مرفوع لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بچو حقیر گناہون سے کہ یہ آدمی پر جمع ہو کر ہلاک
کر دیتے ہین پھر یہ مثال فرمائی کہ ایک قوم ایک جنگل مین اتری باورچی آیا کوئی لکڑی لایا کوئی لکڑی لینے گیا جب ایک
ڈھیر جمع ہو گیا تو آگ جلائی اُس مین جو کچھ ڈالا وہ پک گیا اس کو احمد نے روایت کیا ہے یعنے چھوٹے چھوٹے گناہ جمع ہوتے
ہوتے گنہگار کو ہلاک کر دیتے ہین ابن عباس نے کہا مطلب عمل صالح کا یہ ہے کہ ایمان لایا اُس پر جس کا تمنے انکار کیا جو
دین تمنے ترک کیا ہے اُس پر عمل کیا اُن کے لیے جنت ہے خلود کے معنے دوام و ہمیشگی کے ہین یعنی ثواب خیر و شر اپنے اہل پر ہمیشہ بلا انقطاع قائم و دائم رہیگا
ف اس کہنے سے کہ گھیر لیا گناہ نے یہ معلوم ہوا کہ نرا گناہ ہو جانا موجب خلود نار کا نہین ہوتا ہے بلکہ جب گناہ ہر طرف
سے آکر گھیر لیتا ہے کوئی نیکی بھی باقی نہین رہتی ہر جانب سے رستے نجات کے بند ہو جاتے ہین تب کہین خلود نار ہوتا
ہے یہ قول کہ مراد خطا سے اس جگہ شرک ہے اولی ہے اس لیے کہ حدیث سے تبواتر ثابت ہو چکا ہے کہ عصاۃ موحدین نار سے
باہر نکالے جاوینگے علاوہ اسکے گو اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا مگر نزول اس آیت کا حق مین یہود کے
ہوا ہے اس سے بھی تائید شرک کی نکلتی ہے اسی پر مفسرین کا اجماع ہے اس سے قول معتزلہ کا باطل ہوا کیونکہ خلود نار خاصہ مشرکین
و کفار کا ہے اس سے یہ بات متعین ہو گئی کہ مراد سیئہ و خطیئہ سے اس جگہ وہی کفر و شرک ہے نہ فعل کبائر پہلی آیت مین
فَاُولٰٓئِكَ فرمایا تھا دوسری آیت مین اُولٰٓئِكَ کہا معلوم ہوا کہ شرک تو سبب خلود نار ہے مگر ایمان سبب خلود جنت نہین
ہے بلکہ خلود جنت محض فضل خدا پر موقوف ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ
مُّعْرِضُوْنَ ۝ جب لیا ہمنے اقرار بنی اسرائیل کا بندگی نہ کرنا مگر اللہ کی اور مان باپ سے سلوک نیک اور قرابت والے سے اور یتیمون
اور محتاجون سے اور کہو لوگون کو نیک بات اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوۃ پھر تم پھر گئے مگر تھوڑے تم مین اور تم کو
دھیان نہین ف بنی اسرائیل کا پھر جانا اقرار مذکور سے قصداً و عمداً تھا وہ اپنے اقرار کو جانتے پہچانتے تھے اللہ نے
انکو حکم دیا تھا کہ وہ عبادت مین شرک نہ کرین یہی حکم ساری خلق کو دیا ہے بلکہ خلق کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ اللہ
کی عبادت بلا شرک بجا لاوین کما قال تعالی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ
وقال تعالی وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ سو سب حقوق مین بہت بڑا
اور عمدہ حق یہی اللہ کا حق ہے کہ اکیلا اُسی کو پوجین کسی کو اُسکا شریک نہ ٹھہراوین اس کے بعد پھر مخلوق کا حق ہے ان

مین سب سے زیادہ اولی و موکد تر حق ماں باپ کا ہے اسی لیے اللہ تعالی نے اپنے حق کو اور والدین کے حق کو ملا کر ذکر کیا ہے
کما قال تعالی اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ وقال وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا
الی قولہ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ صحیحین مین ابن مسعود سے آیا ہے کہ مینے کہا اے رسول خدا کون
عمل افضل ہے فرمایا نماز پڑھنا وقت پر کہا پھر کون عمل فرمایا سلوک کرنا ماں باپ سے کہا پھر کون عمل فرمایا جہاد کرنا راہ
خدا مین نماز اللہ کا حق ہے برّ والدین مخلوق کا حق ہے اس کو جہاد پر بھی مقدم رکھا دوسری حدیث صحیح مین آیا ہے کہ
ایک آدمی نے کہا مین کس کے ساتھ احسان و نیکی کرون فرمایا اپنی ماں سے کہا پھر فرمایا وہی تیری ماں کہا پھر فرمایا اپنے
باپ سے پھر جو تجھ سے جتنا قریب ہو یہ جملہ کہ بندگی نہ کرنا مگر اللہ کی اسکا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ کی بندگی کرو کسی کو اسکا شریک
نہ ٹھیراؤ یتیم اُن بچون کو کہتے ہین جنکے لیے کوئی کمانے والا باپ دادا نہین ہوتا ہے مسکین وہ ہے جو اپنے لیے اور
گھروالون کے لیے نفقہ نہین پاتا اسکا بیان سورہ نسا مین ہر اجسے نیچے اس آیت کے آویگا وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِکُوْا
بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا نیک بات کہنے سے یہ مراد ہے کہ بھلی بات اچھا کلمہ کہے نرمی سے پیش آوے اس مین
امر معروف نہی عن المنکر داخل ہے جس طرح کہ حسن البصری نے کہا ہے کہ قول حسن یہ ہے کہ نیکی کا حکم دے بدی سے
روکے حلم و عفو کرے قصور سے در گذرے ہر عادت نیک جسکو اللہ تعالی پسند کرتا ہے قول حسن ہے ابو ذر مرفوعًا کہتے
ہین تو کسی احسان کو حقیر نہ سمجھ اگر کچھ نہ پاوے تو کشادہ روئی ہی سے ملے اسکو مسلم نے صحیح مین حدیث ابی عامر
روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح کہا ہے ابو عامر کا نام صالح بن رستم ہے پہلے ذکر فعل حسن کا کیا ہے کہ ماں باپ یتیم
یتیم مسکین سے سلوک کرو پھر ذکر قول حسن کا کیا دونون طرح کے احسان قولی و فعلی کو جمع کر دیا پھر اپنی عبادت و
احسان خلق کو موکد بذکر نماز و زکوۃ فرمایا پھر یہ خبر دی کہ بنی اسرائیل نے یہ سارے کام چھوڑ دیے تھے سب کا دیدہ
ودانستہ مونہ موڑ لیا تھا مگر تھوڑے لوگون نے کہ وہ اپنے اقرار پر قائم رہے ف اللہ تعالی نے اس امت کو بھی
اسی طرح کا حکم دیا ہے سورہ نسا مین فرمایا ہے وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی
الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ
اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ابن کثیر کہتے ہین سو جیسا کچھ اس امت نے ان کامون کے ساتھ
قیام کیا ہے ویسا قیام کسی اگلی امت نے نہ کیا تھا مین کہتا ہون یہ قیام اس امت کے سلف نے کیا تھا اب خلف
برخلاف اس قیام کے ہین الا ما شاء اللہ پس جو کوئی باوجود امکان و قدرت کے قائم ان امور پر نہین ہے اس مین
گویا ایک شعبہ تمرد و یہودیت کا ایک نمونہ جبل بنی اسرائیل کا ہے ف ابن ابی حاتم نے اس جگہ ایک نقل غریب لکھی
ہے کہ اسد بن وداعہ جب گھر سے باہر نکلتے جو یہودی نصرانی ملتا اسکو سلام کرتے کسی نے کہا تم یہ کیا کام کرتے ہو کہا
اللہ نے فرمایا ہے وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وہ قول حسن یہی سلام ہے یہی طرح عطا خراسانی سے بھی مروی ہے ابن کثیر

ع اور جب لیا ہم نے اقرار بنی اسرائیل سے کہ بندگی نہ کرنا مگر اللہ کی اور ماں باپ سے سلوک نیک اور قرابت والے سے اور یتیموں اور فقیروں سے اور کہیو لوگوں کو نیک بات اور قائم رکھیو نماز اور دیتے رہیو زکوٰۃ پھر تم پھر گئے مگر تھوڑے تم میں اور تم ہو پھرنے والے ع اور جب لیا ہم نے اقرار تمہارا

کہتے ہین سنت صحیحہ مین ثابت ہوا ہے کہ اُن سے ابتدا بسلام نہ کرے انتہے وہ سلام کرین تو فقط وعلیکم کہے لیکن اس زمانے مین بسبب شدت غربت اسلام کے یہ سنت بالکل متروک ہوگئی ہے ف یہ اقرار جو اللہ نے بنی اسرائیل سے لیا تہا زمانہ موسی علیہ السلام مین ہوا تہا یہی اقرار وہی ہے جو اس آیت مین ذکر ہوا ایک عدم شرک دوسرے احسان ساتھ مان باپ کے گو وہ کافر ہی کیون نہ ہون جو کام کو خلاف امر خدا کے نہین ہے اُس مین اطاعت والدین کی ضرور ہے محتاج ہون تو صلہ رحم کرے کافر ہون تو طرف ایمان کے بلائے بات چیت اٹہنا بیٹہنا ادب و لحاظ سے کرے فاسق ہون تو امر معروف بدون سختی و درشتی کے بجا لائے اُف نہ کہے ف کسی نے کہا مراد قول حسن سے کلمہ توحید ہے یا صدق یا حسن خلق لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ قول کوئی نوع خاص نہین ہے جس چیز پر عرفاً حسن ہونا صادق آتا ہے وہ سب اس مین داخل ہے خطاب قُولُوا کا یا تو یہود زمانہ موسیٰ کو تہا یا یہود زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے غرضکہ اللہ نے بنی اسرائیل کو یہ آٹھ حکم دیے تہے مگر وہ اس پر قائم نہ رہے

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ۝ ثُمَّ أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

جب لیا ہمنے اقرار تمہارا نہ کروگے خون آپس مین اور نہ نکال دوگے اپنون کو اُنکے وطن سے پہر تمنے اقرار کیا اور تم مانتے ہو پہر تم ویسے ہی خون کرتے ہو آپس مین اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فرقے کو اُنکے وطن سے چڑہائی کرتے ہو اُنپر گناہ سے اور ظلم سے اور اگر وہی آوین تم پاس کسی کی قید مین پڑکر تو اُنکی چہڑوائی دیتے ہو اور وہ بہی حرام ہے تم پر اُنکا نکال دینا پہر کیا مانتے ہو تہوڑی کتاب اور منکر ہوتے ہو تہوڑی سے پہر کچہ سزا نہین اُسکی جو کوئی تم مین یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی زندگی مین اور قیامت کے دن پہونچائے جاوین نہایت سخت عذاب مین اللہ بیخبر نہین تمہارے کام سے ف یعنی اپنی قوم غیر کے ہاتہ پہنسے تو چہڑانے کو موجود ہو اور آپ اُنکے ستانے مین قصور نہین کرتے اگر خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونون جگہ چلو انتہے ابن کثیر نے کہا یہ آیت انکار ہے اُن یہود پر جو زمانہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین تہے اوس و خزرج سے لڑتے وہ دونون قبیلے جاہلیت مین بت پرست تہے باہم اُنکی لڑائی ٹہنتی مدینے کے یہود تین قبیلے تہے بنی قینقاع بنی النضیر حلفاء خزرج بنو قریظہ حلفاء اوس جب لڑائی ہوتی تو ہر قبیلہ ہمراہ اپنے حلفاء کے لڑتا یہودی اپنے دشمن کو مارتا کبہی دوسرے یہودی کو بہی قتل کرتا حالانکہ اُنکے دین مین بموجب نص کتاب کے یہودی کا یہودی کو قتل کرنا حرام تہا مگر وہ مارتا گہر سے نکال دیتا سارا مال لوٹ لیتا پہر جب لڑائی ہوچکتی تو فریق مغلوب کے اپنے قیدیون کو بموجب حکم توریت چہڑاتے اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم بعض کتاب کو مانتے ہو بعض کو نہین مانتے ہمارا تمہارا اقرار تو یہ تہا کہ کسی کو قتل کرو نہ کسی کو اُس کے گہر سے نکالو نہ اُسپر چڑہائی کرو کما قال تعالے فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ

ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ عِنۡدَ بَارِئِکُمۡ طیار لیوکہ ایک ملت والی بمنزلہ ایک جان کے ہوتے ہین جسطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مثال اہل ایمان کی دوستی و رحمت و مواصلت مین مثل ایک تن کے ہے کہ جب ایک عضو بیمار ہوا تو سارا بدن گرم ہوگیا اُولٰٓئِکَ

الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا بِالۡاٰخِرَۃِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنۡہُمُ الۡعَذَابُ وَلَا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ۝ یہ وہی ہین جنھون نے خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دیکر سو نہ ہلکا ہوگا انپر عذاب اور نہ انکو مدد پہونچیگی ف شروع آیت اول سے یہانتک مذمت یہود کی ہے کہ جس توریت کو وہ صحیح کہتے ہین اُسی کی مخالفت کرتے ہین اسی لیے توریت پر اور اُنکی نقل پر کچھ اعتماد نہین ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو کچھ حال متعلق نعت و صفت و بعثت و مخرج و ہجرت وغیرہا توریت مین لکھا تھا وہ سب چھپا ڈالا غائب غلہ کر دیا اگلے پیغمبرون نے جو خبر پیغمبر آخر الزمان کی دی تھی اُن ملاعین نے اُسکو آپس مین بھی پوشیدہ رکھا اسی لیے اللہ نے کہا کہ اس کام کی سزا دنیا مین رسوائی آخرت مین سخت سے سخت عذاب ہے بھلا کہین وہ کرتوت اُن کے اللہ سے مخفی رہ سکتے مین کیا اُسکو بیخبر سمجھ لیا ہے ہان اُنھون نے آخرت دیکر دنیا مول لی ہے تو اب ایک ساعت بھی اُنکے عذاب مین تخفیف نہ کی جاویگی نہ کوئی اُنکو اُس دکھ سے چھڑاویگا۔ فتح البیان مین لکھا ہے کہ دنیا مین یہہ رسوائی ہوئی کہ مارے پکڑے گئے ذلیل و خوار ہوئے جزیہ دینا پڑا وطن سے اخراج ہوا بنی قریظہ قتل ہوئے قید مین پھنسے بنی النضیر اپنے گھرون سے طرف اریحا واذرعات کے جو زمین شام مین ہے نکالے گئے آخرت کا عذاب الگ ہے گویا دونون جہان کی ذلت و خواری اُنکے لازم حال ہوگئی ہے وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَقَفَّیۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ

بِالرُّسُلِ ۫ وَاٰتَیۡنَا عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ الۡبَیِّنٰتِ وَاَیَّدۡنٰہُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ؕ اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌۢ بِمَا لَا تَہۡوٰۤی اَنۡفُسُکُمُ

اسۡتَکۡبَرۡتُمۡ ۚ فَفَرِیۡقًا کَذَّبۡتُمۡ ۫ وَفَرِیۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ ۝ ہمنے دی موسی کو کتاب اور لگاتار بھیجے ہمنے بعد اُس کے رسول اور دیے عیسی مریم کے بیٹے کو معجزے صریح اور قوت دی اُسکو روح پاک سے پھر بھلا جب تم پاس لایا کوئی رسول جو نہ چاہا تمہارے جی نے تو تم تکبر کرنے لگے پھر ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو مار ڈالتے ف مراد کتاب سے توریت ہے جسکو اُنھون نے تحریف تبدیل کر ڈالا اخلاف اُسکے عمل کیا پھر جو رسول و نبی بعد موسی کے آئے وہ اُنھین کی شریعت کے موافق حکم کرتے رہے کما قال تعالے اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىۃَ فِیۡہَا ہُدًی وَّنُوۡرٌ ۚ یَحۡکُمُ بِہَا النَّبِیُّوۡنَ الَّذِیۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِیۡنَ ہَادُوۡا وَالرَّبّٰنِیُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ کِتٰبِ اللّٰہِ وَکَانُوۡا عَلَیۡہِ شُہَدَآءَ الآیۃ یہ مطلب ہوا پے درپے بھیجنے رسولون کا سدی نے کہا قَفَّیۡنَا کے معنے یہ ہین اتبعنا کسی نے کہا اردفنا مطلب دونون کا قریب ہے کما قال تعالی ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا یہانتک کہ انبیاء بنی اسرائیل کا توڑ عیسے بن مریم پر ہوا یہ بعض احکام خلاف توریت کو بھی لائے تھے اس لیے اللہ تعالی نے انکو معجزات دیے ابن عباس نے کہا وہ مردہ کو زندہ کرتے مٹی سے پرندہ بناتے اُسمین جان پہونکتے بیمار کو اچھا کرتے غیب کی خبر سناتے روح القدس اُنکے مؤید تھے روح القدس کہتے ہین جبریل علیہ السلام کو وہ ہر وقت انکے ساتھ رہتے تھے یہ سب ٹھاٹھ اسلیے تھا کہ بنی اسرائیل اُنکو سچا سمجھین مگر اُنھون نے اُنپر حسد کیا بسبب مخالفت

ف ہم نے اتاری توریت کہ اس مین ہدایت اور روشنی ہے حکم کرتے پیغمبر جو حکم بردار تھے یہود کو اور درویش اور عالم اسواسطے کہ نگہبان ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب پر اور اُسکی خبرداری پر تھے سو تم نہ ڈرو لوگون سے اور مجھ سے ڈرو اور مت خرید کرو میری آیتون پر مول تھوڑا اور جو کوئی حکم نہ کرے اسکے موافق جو اتارا اللہ نے سو وہی لوگ ہین منکر ۱۲

ف ہم بھیجا ہمنے اپنے رسولون کو پے درپے ۱۲

ربع ع ۱۰

بعض احکام توریت کو پھر اُنکے دشمن ہو گئے جھٹلانے لگے کما قال تعالی اخبارا عن عیسی علیہ السلام وَلِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ وَجِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ الآیۃ غرضکہ معاملہ بنی اسرائیل کا ساتھ انبیا کے بہت برا تھا ایک گروہ کو اگر جھٹلاتے تو دوسرے گروہ کو قتل کرتے یہ برتاؤ اس لیے تھا کہ وہ انبیا خلاف اُنکی رای و ہوے کے امر کرتے احکام توریت کو اُنپر لازم ٹھیراتے تھے جو تصرف مخالفت توریت مین کیا تھا اُس سے روکتے تھے سو یہ بات اُنپر نہایت شاق تھی لہذا نوبت قتل بعض تکذیب بعض کی آئی یہ خصلت یہود کی اس زمانہ آخر مین درمیان اس امت اسلام کے بھی پھیل گئی ہے جو کوئی اہل بدعت و رای سے یہ کہتا ہے کہ تم قرآن و حدیث پر چلو اُنکی جان و آبرو کے دشمن ہو جاتے ہین مار ڈالنے کی فکر کرتے ہین جو کوئی اُنکے تصرفات کو مسائل شرع مین ظاہر کر دیتا ہے اُسکی تکذیب کرتے ہین غرضکہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ تم شبر بشبر ذراع بذراع یہود کی چال پر چلو گے سچ ہوا مقلدین مذاہب نے وہ کام کر دکھایا ف ایک جماعت صحابہ و تابعین نے کہا ہے کہ مراد روح القدس سے اس جگہ جبریل علیہ السلام ہین بدلیل قولہ تعالی نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ حدیث عائشہؓ مین نزدیک بخاری کے تعلیقا آیا ہے کہ حق مین حسان بن ثابت کے فرمایا ہے اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ بعض روایات مین یہ لفظ ہین کہ حسان سے کہا اُھْجُھُمْ اَوْ ھَاجِھِمْ وَجِبْرِیْلُ مَعَکَ ؎ فیض روح القدس ار باز مدد فرماید * دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد * شہر بن حوشب نے کہا کچھ یہودیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہم کو روح کا حال بتاؤ فرمایا تم کو قسم ہے اللہ کی اور اللہ کے ایام کی بنی اسرائیل مین تم جانتے ہو کہ روح جبریل ہین کہا ہان صحیح ابن حبان مین ابن مسعود سے مرفوعا یون آیا ہے اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ اَنَّہٗ لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ حَتّٰی تَسْتَکْمِلَ رِزْقَھَا فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ ابن جریر نے کہا راجح یہی قول ہے اسکے سوا اور بھی اقوال ہین مثلا ابن عباسؓ نے کہا روح القدس وہ اسم اعظم ہے کہ جسکے ذریعہ سے عیسی مردون کو زندہ کر دیتے کسی نے کہا روح محافظ ہے ملائکہ پر ربیع بن انس نے کہا قدس سے مراد رب تبارک و تعالی ہے مجاہد و حسن نے کہا قدس اللہ پاک ہے اُسکی روح جبریل ہین ؎ صدائے شہپر جبریل عشق ہر ساعت * ز جنبش دل پر اضطراب مے شنوم * سدی نے کہا قدس بمعنی برکت ہے ابن عباس نے کہا بمعنے طہر ہے کسی نے کہا روح انجیل ہے جس طرح قرآن بھی روح ہے کما قال تعالی وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا لکن صحیح وہی قول اول ہے اس لیے کہ اِذْ اَیَّدْتُّکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ فرما کر ذکر انجیل وغیرہ کا کیا ہے پس اگر روح سے مراد انجیل ہوگی تو کلام اللہ مین تکرار بیفائدہ لازم آویگی زمخشری نے کہا قدس صفت روح کی ہے یعنی روح مقدسہ گویا کہ خود نفس مطہر عیسی علیہ السلام مراد ہے مگر پکی بات وہی ہے جو اوپر گذری وللہ الحمد ف پیغمبرون کا لگاتار بعد موسی علیہ السلام کے آنا بطور تبعیت تھا نہ بطریق استقلال زمانہ عیسوی تک متواتر نبی آتے رہے شریعت ایک ہی تھی سب انبیا طرف توریت کے بلاتے جیسے شمویل الیاس اشمائیل الیسع یونس زکریا یحیی شعیا حزقیل داؤد سلیمان ارمیا جیسے علیہم السلام اللہ نے ان رسولوں کو امت موسی سے چن لیا

ان سب ہی یا قرار لیا تہا کہ تم صفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صفت امت محمدیہ کی اپنی امتون کو پہونچاؤ و عیسی علیہ السلام کو جو معجزے دیے تہے انکا ذکر آل عمران و مائدہ مین ہی عیسی علیہ السلام کا نام سریانی مین ایشوع ہے مریم کے معنے خادم ہین یعنے خادم خانہ خدا تہین عبری زبان مین معنے مریم کے یہ ہین کہ مرد سے لگاؤ نہ کرے سیوطی نے تحبیر مین لکہا ہے کہ موسی سے عیسے تک ایکہزار نو سو پچیس برس گذرے تہے وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ ○ کہتے ہین ہمارے دلپر غلاف ہے یون نہین لعنت کی ہے اللہ نے انکے انکار پر سو کم یقین لاتے ہین ف یہود اپنی تعریف مین کہتے تہے کہ ہمارے دلپر پردہ ہے یعنی سوائے اپنے دین کے کسی کی بات ہمکو اثر نہین کرتی اللہ نے فرمایا کہ حق بات اثر نہ کرے یہ نشان ہے لعنت کا ابن عباس نے کہا غلاف ہے یعنے کچہ نہین سمجہتا دوسرا لفظ یہ ہے کہ دلپر مہر لگ گئی ہے سدی نے کہا پردہ پڑ گیا ہے یہ مثل اس آیت کی ہے وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ اسی کو ابن جریر نے راجح بتایا ہے حذیفہ کی حدیث مین آیا ہے دل چار طرح کے ہوتے ہین ان مین ایک اغلف ہے جس پر خدا کا غصہ ہوا یہ دل کافر کا دل ہوتا ہے حسن نے کہا اس دل کا ختنہ نہین ہوا یعنے خیر سے دور طہارت سے مہجور ہے ابن عباس نے یہ بہی کہا ہے کہ یعنے ہمارے دل بہرے ہین علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کے محتاج نہین ہین اسپر اللہ نے لعنت کی کما قال تعالی فی سورة النساء وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا یعنی ایمان لانے والے تہوڑے ہین کافر منکر بہت ہین یا انکا ایمان تہوڑا ہے یعنی امر معاد و ثواب و عقاب جو موسی علیہ السلام لائے تہے اُس کو تو مانتے ہین پہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہین اسکو نہین مانتے ہین سو بعد اس انکار رسول اللہ کے وہ پہلا ایمان کیا فائدہ دے سکتا ہے بعضے نے کہا قلیل سے یہ مراد ہے کہ کچہ بہی ایمان نہین لاتے سب کے سب ہی تو منکر ہو رہے ہین جیسے یہ محاورہ مَنْ زَنَى بِأَرْضٍ قَلَّمَا تُنْبِتُ یعنی لَا تُنْبِتُ شَيْئًا یعنے جس زمین مین حرامکاری ہوتی ہے وہان کسی طرح کی پیداواری نہین ہوتی وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ○ جب انکو پہونچی کتاب طرف سے اللہ کے سچا بتاتی انکے پاس کی کتاب کو اور تہے فتح مانگتے پہلے سے کافرون پر پہر جب پہونچا انکو وہ جو پہچان رکہا تہا منکر ہوگئے اُس سے سو لعنت ہے اللہ کی منکرون پر ف یہود جب غلبہ کافرون کا دیکہتے تو دعا مانگتے کہ نبی آخر الزمان جلدی ظاہر ہون جب پیدا ہوئے تو آپ ہی انکے منکر ہوگئے مراد کتاب سے اس جگہ قرآن ہے یہ قرآن توریت کو سچا بتاتا ہے محمد بن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حق مین انصار اور یہود کے اُتری ہے وہ یہود جو ہمسایہ انصار تہے انصار کہتے ہین ہم مدت تک زمانہ جاہلیت مین اُنپر غالب رہے اور ہم مشرک تہے اور وہ اہل کتاب وہ کہا کرتے تہے اب عنقریب ایک نبی اٹہنے والا ہے اُس کا زمانہ آگیا ہم اُسکے ہمراہ ہوکر تم کو عاد و ارم کی طرح قتل کرینگے جب اللہ نے رسول اللہ صلعم کو قریش سے ظاہر کیا اور ہمنے انکی پیروی اختیار کی تو وہ منکر ہوگئے یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ پہچان کر کافر بنگئے ابن عباس نے کہا جب انہون نے دیکہا کہ یہ پیغمبر یہود مین سے نہ ہوئے غیر یہود سے اُٹہے تو حسد کیا ورنہ بقول ابو العالیہ یون کہا کرتے تہے کہ اے اللہ

ف اور کہتے ہین ہمارے دل پر غلاف ہے [illegible]
ع اور کہتے ہین ہمارے دل پر غلاف ہے [illegible]
ترجمہ شاہ

اُس نبی کو بہیجو جسکو ہم اپنے نزدیک لکہا ہوا پاتے ہین یعنی توریت مین تاکہ ہم عذاب و قتل کرین مشرکین کو اس آیت سے یہہ نکلا کہ حق کو پہچان کر نہ ماننا موجب لعنت کا ہوتا ہے یہ مقام بڑے خوف کا ہے جس کو یارون نے ہلکا سمجہ لیا ہے قرآن و حدیث کا اتباع فرض ہے اس فرضیت کو ساری مسلمانون نے اُس دن سے پہچان رکہا ہے جس دن سے قرآن اترا سنت فراہم ہوئی مگر اس حق پر اکثر خلق نہین چلتی جاہل لوگ دین مین تقلید کو واجب جانتے ہین اسی و قیاس پر عمل کرتے ہین یہ ایک شعبہ ہے یہودیت کا جو اس امت کے بعض افراد مین آگیا ہے کیونکہ اصل تقلید انہین یہود سے نکلی ہے جس طرح کہ قرآن پاک سے ثابت ہوتا ہے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ یَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْیًا اَنْ یُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝ برے مول خرید کیا اپنی جان کو کہ منکر ہوئے اسکے اتاری کلام سے اس ضد پر کہ اتاری اللہ اپنے فضل سے جسپر چاہے اپنے بندون مین سو کما لائے غصے پر غصہ منکرون کو عذاب ہے ذلت کا مجاہد نے کہا یہود نے حق دیا باطل لیا نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپایا سدی نے کہا قرآن کا انکار کیا تصدیق و نصرت نبوی سے الگ رہی یہ بات اس حسد و کراہیت و بغی سے کی کہ اللہ کا کلام اُنپر کیون اُترا اس سے بڑہ کر اور کیا حسد ہوگا ابن عباس نے کہا ایک غضب اسپر ہوا کہ توریت کو ضائع کیا دوسرا غضب یہ ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا کما لانے کا یہ مطلب ہے کہ اس دوہرے غضب و غصے کے مستحق ٹہیر گئے ابو العالیہ نے کہا ہے پہلا غصہ یہ ہے کہ انجیل و عیسے کو نہ مانا دوسرا یہ کہ قرآن و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ کفر کیا یہی قول عکرمہ و قتادہ کا بہی ہے سدی نے کہا پہلا غضب بچہڑے کے پوجنے پر تہا دوسرا انکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ذلت کا عذاب اسلیے مقرر ہوا کہ سبب اس کفر کا حسد و بغی تہا منشا بغاوت و حسد کا یہی تکبر ہوتا ہے اسیلیے بمقابلہ تکبر کے اہانت و ذلت دارین تجویز ہوئی کما قال تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۝ یعنے خوار و ذلیل و حقیر و فقیر و بے حقیقت ہو کر جہنم مین جاوینگے امام احمد نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے متکبر لوگ دن قیامت کے مثل چیونٹیون کے آدمی کی صورتون مین حشر کیے جاوینگے ہر طرح کی ذلت و خواری انپر چڑہی آتی ہوگی یہانتک کہ بولس نام قیدخانہ جہنم مین داخل ہونگے وہان سب آگون سے بڑی آگ اُنپر سوار ہوگی دوزخیون کا نچوڑ انکو پلایا جاوے گا وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَیَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِیَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ جب کہا جاتا ہے انکو مانو تم اللہ کا اتارا کلام تو کہتے ہین ہم مانتے ہین جو اتارا ہمپر اور نہین مانتے وہ کلام جو پیچہے اُس سے آیا اور وہ اصل تحقیق ہے سچ بتاتا ہے اُنکے پاس والے کلام کو کہہ پہر تم کیون مارتے رہے ہو نبی اللہ کے پہلے سے اگر تم ایمان رکہتے تہے **ف** مراد یہود و نصاری ہین انکا قول یہ تہا کہ ہم کو ایمان لانا توریت انجیل پر کافی ہے ہم قرآن کو نہین مانتے حالانکہ خوب جانتے ہین کہ قرآن مصدق توریت و انجیل ہے سو جب انکا مصدق ہوا تو اُنپر حجت قائم ہوگئی

قال تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ پھر اللہ نے یہ الزام دیا کہ اگر تمہارا یہ دعوی کہ تم توریت پہر
ایمان رکھتے ہو سچا ہوتا تو تم انبیاء کو کیون قتل کرتے آخر وہ بھی تو یہی کہتے تھے کہ توریت سچی کتاب ہے اور تم کو بھی اُن کا
سچ معلوم ہو گیا تہا پھر جو تمنے انکو قتل کیا تو یہ بغی وعناد واستکبار نہ تہا تو پھر کیا تہا معلوم ہوا کہ تم نری اپنی ہوا
ورای کے تابع ہو کما قال تعالیٰ اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَھْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا
تَقْتُلُوْنَ ۝ سدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین انکو قتل انبیاء پر عار دلائی ہے فتح البیان مین ہے کہ یہ خطاب اگرچہ
بظاہر حاضرین کو ہے مگر مراد ان کے اسلاف ہین کیونکہ جب اُن کے فعل پر راضی ہوئے تو گویا انہین کیطرح ہوئے معلوم
ہوا کہ راضی معصیت مثل فاعل معصیت کے ہوتا ہے وَلَقَدْ جَآءَکُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ
وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ آچکے تم پاس موسیٰ صریح معجزے لیکر پھر تمنے بنا لیا بچھڑا اُس کے پیچھے اور تم ظالم ہو **ف** مراد بینات سے آیات
واضحات ودلائل قاطعات ہین اس بات کے کہ وہ اللہ کے رسول ہین اور سوا اللہ کے کوئی معبود نہین ہے وہ نشانیان یہی
طوفان ٹڈی مینڈک خون عصا سن سلوی سایۂ ابر فلق بحر انفجار حجر وغیرہا تہین معہذا جب موسیٰ طور پر گئے تو تم نے
اُنکے پیچھے گوسالے کو معبود ٹہیرا لیا کما قال تعالیٰ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّھِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ سو
تم ظالم ہو یعنے اس عبادت عجل مین یہ اسلیے کہ شرک ظلم ہوتا ہے کما قال تعالیٰ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا
مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ
الْعِجْلَ بِکُفْرِھِمْ قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ بِهٖٓ اِیْمَانُکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ جب لیا ہمنے اقرار تمہارا اور اونچا کیا تم پر پہاڑ
پکڑو جو ہمنے تم کو دیا زور سے اور سنو بولے سنا ہمنے اور نہ مانا اور رچ رہا اُنکے دلون مین وہ بچھڑا ماری کفر کے تو کہہ برا ہے
وہ جو کچھ سکہاتا ہے تم کو ایمان تمہارا اگر تم ایمان والے ہو یعنے ظاہر مین کہا کہ ہمنے سنا جی مین کہا کہ ہم نے نہ مانا **ف**
اس آیت کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے اللہ اُنکی خطاؤن کو گن گن کر جتلاتا ہے بچھڑے کا رچ جانا یہ کہ دل مین اُسکی محبت گہر
گئی حدیث ابو الدرداء مین مرفوعًا آیا ہے کہ محبت کسی چیز کی تجھ کو اندھا بہرا کر دیتی ہے رَوَاہُ اَحْمَدُ سدی نے کہا موسیٰ
نے گوسالے کو لیکر ذبح کیا اُسکو ریتی سے ریت کر اُس کے بُرادے کو دریا مین پہینکدیا اُس دن جو کوئی دریا بہتا تہا کچھ
نہ کچھ اُس مین سے اُس مین جا ملا موسیٰ نے کہا اسکا پانی پیو سب نے پانی پیا جس کے دل مین محبت اُس بچھڑے کی تہی اُس
کی مونچھون پر اثر سونے کا ظاہر ہوا یہ مطلب ہے اس آیت کا کہ وہ اپنے دلون مین اُسکی محبت پلائے گئے تہے علی مرتضیٰ نے
کہا جس کسی نے اُس پانی کو پیا اور وہ محب عجل تہا اُسکا چہرہ مثل سونے کے زرد ہو گیا سعید بن جبیر نے کہا اُنکے چہرے
مثل زعفران کے ہو گئے قرطبی نے کتاب قشیری سے نقل کیا ہے کہ جس عابد عجل نے وہ پانی پیا مجنون ہو گیا پھر کہا کہ یہان
یہ مقصود نہین ہے کیونکہ اسکا مطلب یہ ہوا کہ اُنکے لب وچہرے پر اثر ظاہر ہوا حالانکہ مذکور یہان یہ امر ہے کہ اُن کے
دل مین محبت اُس بچھڑے کی گہس گئی تہی یعنے اُس وقت مین کہ وہ اُس کے عابد تہے پھر اللہ نے کہا کہ باوجود ان افعال

تھے کس طرح تم مدعی ایمان کے بنتے ہو یعنی درحقیقت تم مومن نہیں ہوا سلیے کہ ایمان کسی طرح یہ حکم نہیں کرتا ہے کہ پہر
کو پوجو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرو قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا
الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ
النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۛۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۛۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ○ تو کہہ اگر تم کو ملنا ہے گھر آخرت کا اللہ کے یہان الگ سوا اور لوگون کے تو تم مرنے کی آرزو
کرو اگر سچ کہتے ہو اور یہ آرزو کبھی نہ کرینگے جس واسطے آگے بھیج چکے ہین ہاتھ اُنکے اللہ خوب جانتا ہے گنا ہگارون کو تو
دیکھے اُنکو سب لوگون سے زیادہ حریص جینے کی اور شریک پکڑنے والون سے بھی ایک ایک چاہتا ہے کہ عمر پاوے ہزار برس
اور کچھ اسکو سرکا نہ دیگا عذاب سے اتنا جینا اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہو ف وہ کہتے تھے جنت مین ہمارے سوا کوئی نجاوےگا
ہمکو عذاب نہ ہوگا اللہ نے فرمایا اگر تم یقیناً بہشتی ہو تو مرنے سے کیون ڈرتے ہو ابن عباسؓ نے کہا اللہ نے اپنے پیغمبر سے
فرمایا کہ تم اُن سے یہ بات کہدو کہ موت کی دعا کرو اُس فریق پر جو جھوٹا ہے انہون نے یہ نہ مانا اور اگر ایک دن بھی وہ یہ
آرزو کرتے تو جو یہودی روی زمین پر ہوتا وہ مرجاتا مراد تمنای موت سے سوال موت ہے ابن جریر نے مرفوعاً روایت
کیا ہے کہ اگر یہود آرزوی موت کرتے تو مرجاتے اپنی جگہ آگ مین دیکھہ لیتے اور جو لوگ مباہلہ کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے نکلتے وہ اگر پھرتے تو اہل و مال کچھ نہ پاتے ابن کثیر کہتے ہین اس آیت کی تفسیر مین وہی پہلا قول ابن عباسؓ
کا متعین ہے یعنے جو فریقین مین اکذب ہو یا مسلمانون مین اُس پر بطور مباہلہ دعاے بدکرو اسی طرح یہ آیت سورہ جمعہ
کی بھی آئی ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○
وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ
ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ غرضکہ جب ان ملاعین نے یہ زعم کیا کہ وہ اللہ کے
ابنا و احبا ہین اور یہ بات کہی کہ جنت مین نجاوےگا مگر وہی شخص جو یہودی یا نصرانی ہوگا تو انکو واسطے مباہلہ و بددعا
کرنے کے اکذب فریقین پر بلایا گیا جب وہ نکل بھاگے تو سب نے جان لیا کہ وہی ظالم ہین کیونکہ اگر اُن کو اپنے
صدق پر یقین تھا تو پھر کس لیے اُنہون نے پیشقدمی نہ کی جب نہ کی تو معلوم ہوا کہ جھوٹے دغاباز ہین ابن کثیر نے کہا
یہ ویسی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد نجران کو جو نصاریٰ تھے جب بعد قیام حجت کے اُنپر مناظرے مین طرف
مباہلے کے بلایا اور آیت مباہلہ اتری تو اُنہون نے آپس مین یہ بات کہی کہ اگر تمنے اس نبی سے مباہلہ کیا تو تم مین کوئی
ایک بھی باقی نہ رہیگا ناچار جزیہ دینے پر صلح کرلی اسی کے قریب وہ آیت ہے جو مشرکین سے کہی گئی قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ
فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا یعنے ہم مین تم مین جو کوئی گمراہ ہوگا اللہ اُسکی گمراہی کو زیادہ کرےگا حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے
مسئلہ صفات الٰہی مین منکرین صفات سے مباہلہ کرنا چاہا تھا مگر وہ مستعد نہ ہوئے اسیطرح ایک اور جماعت اہل علم نے

اہل بدعت وضلالت سے ارادہ مباہلہ کا اپنے اپنے وقت مین کیا تھا مگر اللہ تعالی اہل باطل وضلال کو ہمیشہ زک دیتا ہو
کوئی مباہلہ پر راضی نہ ہوا یہ مباہلہ ہر زمانے مین قیامت تک ساتھ مخالفین حق ناصرین باطل کے ہو سکتا ہے کچھہ
خاص ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا زمانہ نبوی سے نہ تھا کسی نے کہا ہے کہ وہ معاملہ مباہلہ نہ تھا ابن جریر بھی
اسی طرف گئے ہین لکن ابن کثیر نے کہا ہے کہ وہ گفتگو مطابق قول ابن عباسؓ کے بطور مباہلہ کے تھی اسی لیے وہ
اس میدان سے بھاگ نکلے کیونکہ اُنکو حال اپنے کذب وافترا و کتمان نعت نبوی کا معلوم تھا اور جانتے تھے
کہ مباہلہ مین کاذب کی بیخ کنی ہو جاتی ہے اس مباہلہ کا نام اس جگہ تمنی اس لیے رکھا گیا کہ ہر محق یہ چاہتا ہے کہ
اللہ مناظر مبطل کو ہلاک کر دے خصوصًا جبکہ اُس کے پاس کوئی حجت بھی واسطے بیان حق وظہور صدق کے موجود
ہوتی ہے وہ مباہلہ ساتھ موت کے تھا اسلیے کہ اُنکو جینا بہت عزیز تھا جانتے تھے کہ مرنے کے بعد انجام بد ہوگا اسی
لیے اللہ نے فرمایا کہ وہ ہرگز ایسی تمنا نہ کرینگے ان کو تو یہ امید ہی کہ ہزار برس جیین اس قدر طول عمر اسی لیے چاہتے
تھے کہ سوء عاقبت کو جانتے تھے کیونکہ دنیا مومن کا قید خانہ کافر کا باغ ہے اُن کی حرص مشرکون کی حرص سے بھی بڑی
ہوئی تھی جو کتاب نہین رکھتے ابن عباسؓ نے کہا مراد مشرکین سے اس جگہ اعاجم ہین اسیطرح حاکم نے ثوری سے
بھی روایت کیا ہے سند کو صحیح بتایا ہے حسن بصری نے کہا مراد احرص الناس سے منافق ہین وہ اہل شرک سے بھی
حرص مین زیادہ تھے ہر یہودی یا ہر مجوسی یہ چاہتا ہے کہ ہزار برس جیے ابن عباسؓ نے کہا یہ قول ہے پارسی کا کہ ہزار
سال بزی یا ہزار سال نوروز یا مہرجان بزی مجاہد نے کہا اُنکو گناہ کرنا ساری عمر محبوب ہے ابن عباسؓ نے کہا
وہ جینا اُنکو عذاب سے نجات نہ دیگا یہ اسلیے کہ مشرک کو امید بعث کی بعد موت کے نہین ہے وہ کہتا ہے جو جی گئے
وہی غنیمت ہی یہودی سمجھ چکا ہے کہ آخرت مین سوائے خواری ورسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آویگا اسلیے طول حیات کو
دوست رکھتا ہے یہ وہی یہودی ہین جو دشمن جبریل ...... علیہ السلام تھے سو جس طرح ابلیس کو بسبب کافر
ہونے کے طول عمر سے کچھ نفع نہین ہے اسیطرح وہ طول عمر اُنکو بھی عذاب خدا سے نہین بچا سکتا ہے قُلْ مَنْ كَانَ

عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝

مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ۝ تو کہہ جو کوئی ہوگا دشمن جبریل
کا سو اُس نے تو اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم سے سچ بتاتا ہے اُس کلام کو جو اُس کے آگے ہے راہ دکھاتا
ہے خوشی سناتا ہے ایمان والون کو جو کوئی ہوگا دشمن اللہ کا اور اُس کے فرشتون اور رسولون کا اور جبریل میکائیل
کا تو اللہ دشمن ہے اُن کافرون کا ف یہود نے کہا کہ یہ کلام جبریل لاتا ہے اور وہ ہمارا دشمن ہی کئی بار ہمارے
دشمنون کو ہمپر غالب کر گیا کوئی اور فرشتہ لاتا تو ہم مانتے اسپر اللہ تعالی نے فرمایا کہ فرشتے جو کچھ کرتے ہین وہ بیحکم نہین
کرتے جو کوئی اُنکا دشمن ہوگا بیشک اللہ اُسکا دشمن ہے ابن جریر نے کہا اہل تفسیر کا اتفاق ہی اس بات پر کہ یہ

آیت جواب ہین یہود بنی اسرائیل کے اتری ہے وہ جبریل کو دشمن میکائیل کو اپنا دوست خیال کرتے تھے اس مین اختلاف ہے
کہ یہ بات اُنہون نے کس طرح کہی بعض نے کہا ہے اُنسے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امر نبوت مین مناظرہ ہوا تھا اُس پر یہ
گفتگو پیش آئی سپر روایات اس مناظرے کے لکھے ہین جو تفسیر ابن کثیر مین بروایت امام احمد و ترمذی وغیرہما مذکور ہین عکرمہ
نے کہا جبر میک اسراف بمعنے عبد ہین ایل بمعنے اللہ ہے اسیطرح اور سلف نے بھی کہا ہے بعض نے کہا ایل کے معنے عبد کے
ہین باقی کلمات کے معنے اللہ اسلیے کہ لفظ ایل کا کسی جگہ نہین بدلتا جیسے عبد اللہ عبد الرحمن عبد الملک عبد السلام عبد الکافی
عبد الجلیل وغیرہ کہ ان سب اسمار مین لفظ عبد موجود ہے مضاف الیہ بدلا گیا ہے کلام غیر عرب مین مضاف الیہ پہلے آتا
ہے مضاف پیچھے ہوتا ہے سو اسی طرح وہ نام ہین جبریل میکائیل اسرافیل بعض نے کہا کہ یہ گفتگو اُس مناظرے پر ہوئی
جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور یہود سے بمقدمہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوا تھا اس مناظرے کو ابن کثیر نے اپنی تفسیر
مین لکھا ہے **ف** آیت شریف کا مطلب یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام روح امین ہین اللہ کیطرف سے ذکر حکیم لیکر آئے
یہ ایک رسول ہین اللہ کے منجملہ رسل ملائکہ کے فرشتے ہین جس نے اللہ کے کسی ایک رسول کو دشمن ٹھیرایا اُس نے گویا سارے
رسولون سے دشمنی پیدا کی جسطرح کہ ایک رسول پر ایمان لانے سے سب رسولون پر ایمان لانا لازم آتا ہے اور ایک رسول کے
انکار سے سب رسولون سے انکار کرنا پڑتا ہے کما قال تعالی إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا
بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ الخ ان آیتون مین اللہ نے بعض پر ایمان لانے بعض سے انکار
کرنے پر حکم کفر محقق کا لگایا اسی طرح جبریل کا دشمن اللہ کا دشمن ہے اس لیے کہ وہ کچھ اپنی طرف سے نہین لاتے نہ آتے ہین
اللہ کے حکم سے اُترتے ہین اُسکا کلام لاتے ہین کما قال تعالی وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ الآیۃ وقال تعالی وَإِنَّهُ
لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ بخاری شریف مین ابوہریرہ سے
مرفوعًا آیا ہے جس نے دشمن رکھا کسی میرے دوست کو وہ مجھ سے لڑنے کو نکلا اسی لیے اللہ نے دشمن جبریل علیہ السلام پر غصہ
فرمایا **ف** مراد اس کلام سے جو آگے ہے پہلی کتابین ہین قرآن اُن سب کتابون کی تصدیق کرتا ہے دلون کو راہ
ہدایت کی دکھاتا ہے جنت کی نوید دیتا ہے یہ ہدی و بشری خاص واسطے مؤمنین کے ہے جس طرح فرمایا ہے قُلْ هُوَ
لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ وقال تعالی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ لفظ رسل کا شامل
ہے رسل ملائکہ و بشر کو کما قال تعالی اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ذکر جبریل و میکائیل کا علیحدہ اس لیے
کیا ہے کہ مقصود انہین کی نصرت کرنا ہے جبریل اللہ کے سفیر و وکیل ہین طرف انبیا علیہم السلام کے میکائیل کو اس لیے
ملا لیا ہے کہ یہود انکو اپنا دوست کہتے تھے اللہ نے یہ بات جتلا دی کہ ایک کی دشمنی بعینہ دوسرے کی دشمنی ہے بلکہ خود
خدا کی دشمنی ہے میکائل بھی تو بعض اوقات مین پاس پیغمبرون کے آیا کیے ہین جس طرح ابتدائے امر مین ہمراہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے رہتے تھے لیکن جبریل کا آنا جانا اس لیے بہت ہوتا ہے کہ وحی کا لانا انہین کا وظیفہ ہے میکال پانی و پیداوار

زمین پر عمل میں جس طرح اسرافیل صور پھونکنے پر دن قیامت کے مقرر ہیں اسی لیے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو اٹھتے یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَآئِیْلَ وَمِیْکَآئِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ بعض سلف نے کہا ہے جبرئیل کا نام ملائکہ میں خادم اللہ ہے سلیمان دارانی نے کہا یہ حدیث مجھکو اس ساری دفتر سے زیادہ پسند آئی علی بن حسین نے کہا جس نام میں ایل ہو اسکا مرجع طرف اللہ عز وجل کے ہے ف اس آیت شریف میں دلیل ہے شرف و رفعت مرتبہ جبرئیل علیہ السلام پر اور اس بات پر کہ دشمنی یہود کی اُن سے بالکل بیوجہ ہے اُن سے تو کوئی کام سوا محبت کے نہیں ہوا ہے اُنکا آنا اللہ کے حکم سے ہوا وہ کچھ اپنی رائے سے یہ کلام نہیں لائے دل کا ذکر اس لیے کیا کہ دل جگہ ہے عقل و علم کی خزانہ ہے حافظے کا گھر ہے رب کا لم کرمانی نے کہا ملائکہ کو رسل پر مقدم کیا جس طرح اللہ کو سب کے اوپر ذکر فرمایا یہ اسلیے کہ عداوت پیغمبرون کی بسبب اترنے کتابون کے تھی کتابون کا اترنا بذریعہ فرشتون کے ہوتا ہے فرشتون کا آنا جانا اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اس لیے یہ ترتیب اختیار فرمائی گئی وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ ۚ وَمَا یَکْفُرُ بِھَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَوَکُلَّمَا عٰھَدُوْا عَھْدًا نَّبَذَهٗ فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ ؕ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ ۙ کِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ کَاَنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْکِ سُلَیْمٰنَ ۚ وَمَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ ھَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَکْفُرْ ؕ فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْھُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا ھُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَیَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ؕ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَیْرٌ ؕ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ ع ہمنے اتارین تیری طرف آیتین کھلی ہوئین منکر نہ ہونگے اُنکے مگر وہی لوگ جو بیحکم ہین کیا جس بار باندہین گے ایک اقرار پھینک دیگی اُسکو ایک جماعت اُن مین بلکہ وہ اکثر یقین نہین کرتے جب پہونچا اُنکو رسول اللہ کیطرف سے سچ بتاتا اُنکے پاس کی کتاب کو پھینکدی ایک جماعت نے کتاب دیے گیون مین سے اللہ کی کتاب اپنی پیٹھ کے پیچھے گویا اُنکو معلوم نہین اور پیچھے لگے ہین اُس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت مین سلیمان کی کفر نہین کیا سلیمان نے لیکن شیطانون نے کفر کیا لوگون کو سکھاتے تھے سحر اور وہ علم جو اترا دو فرشتون پر بابل مین ہاروت ماروت پر اور وہ سکھلاتے تھے کسی کو جب تک نہ کہتے کہ ہم تو ہین آزمانے کو سو تو مت کافر ہو پھر اُن سے سیکھتے جس چیز سے جدائی ڈالتے ہین مرد مین اور اسکی عورت مین اور وہ اُس سے کسی کا کچھ بگاڑ نہین سکتے بغیر اذن اللہ کے اور سیکھتے ہین جس سے اُنکو نقصان ہو نفع نہین جان چکے ہین کہ جو کوئی اُسکا خریدار ہوا اُس کو آخرت مین کچھ حصہ نہین ہو بہت بُری چیز ہے جسپر بیچا اپنی جان کو اگر اُن کو

ف ۱ واسطے اسرافیل و میکائیل جبرئیل اسرافیل کے پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے جاننے والے چھپے اور ظاہر کے تو ہی فیصلہ کرے گا اپنے بندون کے درمیان جن باتون میں وہ جھگڑتے ہیں مجھ کو ہدایت کر حق بات پر جس میں لوگ مختلف ہوئے ہیں اپنے حکم سے بیشک تو ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے سیدھی راہ

سمجھ ہوتی اور اگر وہ یقین لاتے اور پرہیز کرتے تو بدلا تہا اللہ کے یہان سو بہتر اگر اُنکو سمجھ ہوتی **ف** یعنی یہود نے اپنے دین و کتاب کا علم چھوڑ دیا لگے تلاش مین اعمال سحر کے سحر لوگون مین دو طرف سو آیا ہے ایک حضرت سلیمانؑ کے عہد مین آدمی شیطان سلطان ہے تہے اُن شیطانون سو سیکہا یہود اُس کو نسبت کرتے تہے طرف سلیمان علیہ السلام کی کہتے تہے ہم کو یہ اُنہین سو پہونچا ہے اُنکو حکم جن و انس پر اِسی کے زور سو تہا سو اللہ نے بیان کر دیا کہ وہ کام کفر کا ہے سلیمان کا کام نہین ہے اُنکو عہد مین شیطانون نے سکہایا ہے دوسرے ہاروت ماروت کی طرف سو یہ دو فرشتے تہے شہر بابل مین بصورت آدمی رہتے اُنکو علم سحر معلوم تہا جو کوئی طالب اُسکا جاتا اول کہدیتے کہ اس مین ایمان جاتا رہیگا پہر اگر وہ چاہتا تو سکہا دیتے اللہ تعالی کو آزمایش منظور تہی سو اللہ نے فرمایا کہ ایسے علمون سو آخرت کا کچہ فائدہ نہین سو بلکہ نقصان ہو دنیا مین بہی ضرر پاتے ہین بغیر حکم خدا کے کچہ نہین کر سکتے علم دین و علم کتاب سیکہتے تو اللہ کے یہان ثواب پاتے **ف** ابن جریر نے کہا یہ آیتین کہلی ہوئین علوم مخفی و اسرار اخبار یہود و اخبار اوائل بنی اسرائیل مین جن کو سوائے علماء یہود کے کوئی جانتا نہ تہا اُنہون نے ان آیتون کو تحریف و تبدیل کر ڈالا تہا اللہ نے قرآن مین اسکو ظاہر کر دیا سو جسکو اللہ نے فطرت سلیم و صحیح دی ہے وہ جانتا ہے کہ یہ باتین جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہین بے سیکہنے کے کسی بشر سو یہ سب سچی باتین ہین کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو نزدیک امی تہے مگر جو بات اُنکی کتاب سے کہتے تہے ٹہیک کہتے تہے جب اُنکو یہ بات یاد دلائی کہ تم سے عہد میری مدد دہی کا اور مجہہ پر ایمان لانے کا لیا گیا ہے تو کہنے لگے کہ واللہ ہم سے کوئی عہد بہی اس بابت نہین لیا گیا تہا اُسپر اللہ نے کہا اُنکی یہی عادت ہے کہ آج عہد کیا کل توڑ ا جس پیغمبر کی صفت اُنکی کتاب مین درج ہے اُسکی تکذیب کرتے ہین حالانکہ اُسکی پیروی و مدد کا اقرار ہو چکا تہا کما قال تعالی اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ اس جگہ یہ فرمایا کہ اُنہون نے اللہ کی کتاب یعنی توریت کو ایسا الگ کر دیا کہ گویا اُسکو جانتے پہچانتے ہی نہین ہین اُس کے عوض سحر سیکہنا جادو کرنا اختیار کیا چنانچہ لبید بن اعصم یہودی لعنہ اللہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہی جادو کیا تہا اللہ نے اُنکو آگاہ کر دیا شفا بخشی یہ قصہ صحیحین مین حضرت عائشہؓ سے مفصل آیا ہے سدی نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو یہود نے اُنکا مقابلہ توریت سو کیا توریت کو موافق قرآن کے پایا ناچار اُسکو چہوڑ کر کتاب آصف و سحر ہاروت ماروت کو لیا وہ کتاب و سحر موافق قرآن کے نہ تہا اس لیئے اللہ نے کہا کہ گویا وہ کچہ نہین جانتے ہے ہوئے سیدہے ہین یعنے جان بوجہہ کر وہ کام کیا ابن عباس کہتے ہین جب ملک سلیمانؑ کا جاتا رہا کچہ لوگ جن و انس کے مرتد ہو کر تابع شہوات ہو گئے جب اللہ نے ملک پہر دیا اور لوگ دین پر قائم ہوئے جیسے پہلے تہے تو سلیمان علیہ السلام نے اُنکی کتابین لیکر اپنی کرسی کے نیچے گاڑ دین اسی قرب زمانہ مین سلیمانؑ کا انتقال ہو گیا انس و جن نے اُن کتابون کو نکال کر کہا کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سو سلیمان پر اُتری تہی اُنہون نے اسکو ہم سے چہپایا تہا پہر اُسکو اپنا دین ٹہیرایا اور جو شہوات شیطانون نے نکالی تہی جیسے باجا کہیل تماشا اُسکو اختیار کیا آصف سلیمان کا کاتب تہا اسم اعظم جانتا تہا پہر ایک

چیز حکم سلیمان علیہ السلام کی زبان سے لکھتا رہتا تھا پھر اُسکو نیچے اُنکی کرسی کے دفن کر دیتا جب سلیمان علیہ السلام کا انتقال
ہوگیا شیطانون نے اُس کتاب کو نکالکر بیچ اُسکے سطور مین سحر و کفر لکھدیا لوگون سے کہا کہ سلیمان اسیپر عمل کرتے تھے جاہل لوگون نے
سلیمان علیہ السلام کو کافر کہنا گالیان دینا شروع کیا علما خاموش تھے اسلیے اللہ نے فرمایا کہ سلیمان تو کفر سے بری ہین
کافر وہی شیطان تھے دوسری روایت ابن عباسؓ سے یون ہے کہ حضرت سلیمانؑ جب پاخانے جاتے یا کسی بی بی کے پاس
رہتے تو اپنی انگوٹھی جرادہ نام بی بی کو دیجاتے جب اللہ نے چاہا کہ اُنکی آزمایش لے تو ایکدن وہ اپنی انگوٹھی جرادہ کو دیکر
گئے تھے کہ اتنے مین ایک شیطان اُنکی صورت مین بنکر آیا اور جرادہ سے انگوٹھی لیکر پہن لی سارے شیاطین و جن و انس
اُس کے تابع ہوگئے جب سلیمانؑ نے آکر انگوٹھی مانگی جرادہ نے کہا تو سلیمان نہین ہے اُنھون نے سمجھ لیا کہ مین بلا مین
مبتلا کیا گیا ہون شیاطین نے اُن دنون مین کفر و سحر لکھ لکھا کر نیچے اُنکی کرسی کے گاڑ دیا پھر بعد اُنکی وفات کی نکالکر ظاہر
کیا کہ سلیمان انہین کتابون کے سبب سے سب پر غالب تھے لوگون نے سلیمان کو کافر کہا بیزاری ظاہر کی اُن کتابون کو یہود
نے حاصل کیا تھا یہانتک کہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا یہ آیت اُنپر اتاری وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ
كَفَرُوا ابن اسحاق کا لفظ یون ہے کہ شیطانون نے موت سلیمان علیہ السلام کی معلوم کرکے طرح طرح کے سحر لکھ ڈالے کہ
جو کوئی ایسا کرنا چاہے تو وہ یون کرے ویسا کرنا چاہے تو یہ کرے پھر اسپر مثل نقش خاتم سلیمان کے مہر لگائی اور اُسکے
شروع مین یہ لکھدیا هٰذَا مَا كَتَبَ اٰصِفُ بْنُ بَرْخِيَا الصِّدِّيْقُ لِلْمَلِكِ سُلَيْمٰنَ ابْنِ دَاوٗدَ مِنْ ذَخَائِرِ كُنُوْزِ الْعِلْمِ پھر اُسکو زیر
کرسی دفن کردیا اسکے بعد بقیہ بنی اسرائیل نے اُسکو نکالکر لوگون مین پھیلایا کہا سلیمانؑ نے اسی کی بدولت یہ ملک پایا
تھا سب سے زیادہ اُسکو انہین یہود نے سیکھا لعنہم اللہ تعالیٰ اس باب مین اور بھی روایتین ہین حسن نے کہا جس چیز کی شیطان
تلاوت کرتے تھے اس مین ایک تہائی شعر ایک تہائی سحر ایک تہائی کہانت تھی معلوم ہوا کہ برا شعر اور منکر نظم حکم مین سحر و
کہانت کی ہوتا ہے جیسے اشعار مدح شراب و عشق پرستی و زناکاری و سماع و غنا و مدح کفر و فسق و اعضاے معشوق وغیرہ کی
یہ سحر زمانہ سلیمان علیہ السلام سے پہلے بھی تھا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام ان سے پہلے آئے تھے اُنکے اور ساحرون سے مقابلہ ہوا تھا
اسی طرح قوم صالح علیہ السلام نے صالح سے کہا تھا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ یہ صالح ابراہیم علیہ السلام سے بھی پہلے تھے
معلوم ہوا کہ سحر کی اصل ہے یہ بات نہین ہے کہ بے اصل محض ہو یہی آیت اس باب مین نص قطعی ہے گو سیکھنا سکھانا جادو کا کفر ہو یا
گناہ کبیرہ قرطبی نے کہا مَآ اُنْزِلَ مین ما نافیہ ہے یعنی نہ سلیمان نے کفر کیا نہ فرشتون پر سحر اترا لیکن شیاطین بابل مین
لوگون کو سحر سکھایا کرتے تھے اس صورت مین مراد مَلَكَيْنِ سے جبرئیل و میکائیل علیہما السلام ہونگے کیونکہ ساحران یہود کو یہ زعم تھا
کہ اللہ نے اُنہین کے ذریعہ سے سلیمانؑ پر جادو اتارا تھا اسلیے اللہ نے اُنکی تکذیب فرمائی کہ نہ وہ دونون سحر لائے نہ سلیمانؑ نے
کفر کیا یہ سحر تو کام شیاطین کا ہے وہی لوگون کو جادو سکھایا کرتے تھے کسی نے کہا مراد مَلَكَيْنِ سے داود و سلیمان علیہما السلام مین
محسور ہے مگر ابن جریر نے حرف ما کے نافیہ ہونیکا انکار کیا ہے مَا کو بمعنی اَلَّذِيْ ٹھیرایا ہے مَلَكَيْنِ سے ہاروت و ماروت کو مراد کہا

پھر کہا کہ اللہ نے انکو زمین پر اتارا تعلیم سحر کا اذن دیا بندون کا امتحان لینا منظور تھا یہ دونون فرشتے اُس تعلیم مین مطیع حکم
تھے ابن کثیر کہتے ہین یہ مسلک ابن جریر کا نہایت غریب ہے اس سے زیادہ غریب یہ بات ہے کہ ہاروت ماروت دو قبیلہ جن تھے جس
طرح ابن حزم نے بیان کیا ہے اکثر سلف کا یہ مذہب ہے کہ یہ دونون فرشتے آسمان سے اتر کر زمین پر آئے تھے حدیث ابن عمر مین
مرفوعًا آیا ہے کہ جب آدم زمین پر اتارے گئے فرشتون نے کہا اے رب تو زمین پر ایسے مفسد سفاک کو بھیجتا ہے ہم تیری تسبیح و
حمد کرتے ہین فرمایا جو مجھے معلوم ہے وہ تم کو معلوم نہین کہا ہم بنی آدم سے زیادہ مطیع ہین فرمایا تم مین سے دو فرشتے آوین
مین انکو زمین پر بھیجتا ہون پھر دیکھون وہ کیا کرتے ہین کہا ہاروت ماروت حاضر ہین انکو زمین پر اتارا زہرہ کو ایک بہت ہی
اچھی صورت مین اُنکے لیے ظاہر کیا انھون نے اُس سے زنا کرنا چاہا اُس نے کہا شرک کرو نہ مانا کہا اس بچے کو قتل کرو نہ مانا
کہا یہ پیالہ شراب کا ہے اسے پی لو اسکو پی لیا نشے مین آکر دونون نے اُس سے زنا بھی کیا بچے کو بھی جان سے مارا جب
ہوش مین آئے عورت نے کہا لو بیٹھے تم سے سب کام کرا لیے جو تم نہ مانتے تھے انکو اختیار دیا گیا کہ عذاب دنیا لو یا عذاب
آخرت انھون نے عذاب دنیا اختیار کیا اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے ابن کثیر نے مع ساری طرق نقل کر کے
اسکی سند و رفع مین بڑی گفتگو کی ہے اول یہ لکھا تھا کہ ذُكِرَ الْحَدِيْثُ الْوَارِدُ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ صَحَّ سَنَدُهٗ وَرَفْعُهٗ پھر بعد
ذکر طرق مختلفہ کے یہ کہا ہے کہ دَارَ الْحَدِيْثُ وَرَجَعَ اِلٰى نَقْلِ كَعْبِ الْاَحْبَارِ عَنْ كُتُبِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ پھر جو آثار صحابہ و
تابعین کے اس مقدمے مین آئے ہین انکو ذکر کیا ہے علی مرتضی سے منقول ہے کہ زہرہ ایک زن جمیلہ تھی اہل فارس سے
جس سے ہاروت ماروت پھنسگئے ابن عباس و ابن مسعود کہتے ہین زہرہ کو بشکل ایک عورت پارسن کے اُنکے پاس اُتارا
وہ اُس سے مبتلا ہو گئے زہرہ کو بیدخت کہتے ہین یہی قول ابن عمر کا بھی ہے ابن کثیر کہتے ہین نزول زہرہ کا بصورت
زن جمیلہ سخت غریب ہے اس سے تو وہ قول قریب معلوم ہوتا ہے جو ابن عباس نے کہا کہ یہ قصہ زمانہ ادریس علیہ السلام
مین واقع ہوا تھا اُس زمانے مین ایک عورت تھی نہایت شکیل جیسے تارون مین زہرہ یہ شراب پیکر اُس سے مبتلا ہو
گئے هٰذَا اَقْرَبُ مَا رُوِيَ فِيْ شَانِ الزُّهْرَةِ قتادہ نے کہا وہ ایک عورت تھی اپنے شوہر کا جھگڑا لیکر آئی تھی یہ
اُس کے حسن پر کھو گئے اُسکا نام عربی مین زہرہ نبطی مین بیدخت فارسی مین اناہید تھا وہ اسم اعظم سیکھکر آسمان پر
اڑ گئی تارہ بنکر رہ گئی ابن عمر جب اس لال تارے کو دیکھتے لعنت کرتے کہتے اسی نے ہاروت ماروت کو فتنے مین
ڈالا حاصل کلام یہ ہے کہ قصہ ہاروت ماروت کا ایک جماعت تابعین سے مروی ہے اگلے پچھلے مفسرون نے بڑی
کہانی اسکی لکھی ہے مرجع سب کا اخبار بنی اسرائیل ہین اس مقدمے مین کوئی حدیث مرفوع صحیح متصل الاسناد صادق
مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم تک نہین آئی ہے ظاہر سیاق قرآن پاک کا اجمال قصہ ہے بدون بسط و اطناب کے
اس لیے جس قدر قرآن مین آیا ہے اسپر حسب مراد خدا ہم ایمان لاتے ہین باقی اللہ جانے اور اسکا علم فتح البیان
مین بھی اقوال مفسرین کا ارد بعینہ جمع کیا ہے زہرہ کا مسخ ہو کر تارا بنجانا ہاروت ماروت کا بطور امتحان کے آنا

پھر معصیت میں گرفتار ہو جانا ثابت کیا ہی پھر کہا کہ یہ سب امور داخل مقدور باری تعالی ہیں کچھ جگہ استبعاد کی نہیں ہے ف ابن جریر
نے اپنی سند سے ایک قصہ عورت کا جو بابل سے سحر سیکھکر ایمان کھو کر نزدیک عائشہ کے آئی تھی بطول لکھا ذکر کیا ہے وہ قصہ تفسیر ابن کثیر
میں موجود ہی پھر ابن کثیر نے کہا کہ ابن جریر نے اثر مذکور سے یہ استدلال کیا ہی کہ ساحر کو قلب اعیان پر قدرت ہوتی ہی اور درونع کہ
نہیں بلکہ مجرد تخییل ہے کما قال تعالی سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ وقال تعالی يُخَيَّلُ اِلَيْهِ
مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى یہ بھی اس سے استدلال کیا ہے کہ وہ بابل جو قرآن شریف میں مذکور ہی بابل عراق ہے نہ بابل دنیا وند علی ہر تقدیر
کا بھی یہی قول ہے بلکہ بحوالہ حدیث مرفوع بابل کو ملعون کہا ہی وہان نماز عصر کا وقت آگیا تھا نہ پڑھی علحدہ ہو کر پڑھی معلوم ہوا
کہ جس طرح دیار ثمود میں بے روتے ہوئے جانے سے منع کیا ہی اسیطرح ارض بابل میں نماز پڑھنے کو مکروہ فرمایا ہے اصحاب ہیئت کہتے
ہیں بابل اقلیم عراق سے ہی عہد اسکا بحر محیط سے جسکو وقیانوس بولتے ہیں تترو جہ ہے تو بابل کا طول ہوا اور عرض ہے بابل سے وسط ارض
تک جانب جنوب سے مقابلہ خط استوای میں تینیس درجہ ہی فتح البیان میں لکھا ہی بابل نام ہی ایک زمین کا یا ایک شہر کا سواد عراق
میں یا زمین کوفہ کا یہ قول ابن مسعود کا ہی کسی نے کہا جبل دماوند ہی یا نہاوند یا نصیبین یا مغرب ہی بابل کا نام بابل اس لیے ہوا کہ
اس جگہ تبلبل السنہ ہوا تھا خلائق کی زبانون میں تفرقہ پڑ گیا تھا ف اہل علم نے اس بات سے استدلال کیا ہی اسبات پر کہ سیکھنا
سحر کا کفر ہی حدیث عبداللہ میں آیا ہی جو کوئی آیا پاس کسی ساحر یا کاہن کے پھر سچا کہا اسکو اسکی بات میں تو کفر کیا اُسنے ساتھ
قرآن کے رواہ البزار باسناد صحیح حاکم نے کہا ہی کہ اسکی اسناد صحیح ہی ف جادو سیکھکر میان بی بی میں جدائی ڈالتے
حالانکہ یہ رشتہ اختلاط و الفت کا ہی سو یہ کام شیطانون کا ہوتا ہی مسلم میں ابوہریرہ سے مرفوعا آیا ہی شیطان اپنا تخت پانی پر رکھکر
اپنا لشکر بھیجتا ہے یعنی واسطے اغوای بنی آدم کے سو سب سے زیادہ قریب تر ہیں اس سے بڑا فتنہ انگیزی میں نزدیک اُس کے وہ شخص
ہوتا ہے جو آکر بات کہتا ہی کہ مینے اسکو نہ چھوڑا یہانتک کے اسکو اُسکی بی بی سے جدا کر دیا شیطان اُسکو پاس بلا کر گلے لگاتا ہی
کہتا ہی تو بہت اچھا ہی الحدیث ابن کثیر نے کہا ہی کہ سبب تفریق کا درمیان میان بی بی کے وہ خیال ہوتا ہے جو میان
بی بی کو طرف سے ایک دوسرے کے بابت بدصورتی یا بدخلقی وغیرہما کے آتا ہی یا دوسری عقد یا کسی اور دشمنی سے پیدا ہوتا ہی فتح البیان
میں کہا ہی کہ اللہ نے تفریق کو طرف ساحرون کے منسوب کیا ہی سحر کو سبب فرقت کا ٹھیرایا ہے یہ دلیل ہی اس بات پر کہ سحر کا اثر دلون
میں حسد و بغض و حب و فرقت و قرب و بعد کے ساتھ ہوتا ہی ایک گروہ نے کہا ساحر کو فقط اسی قدر تفرقے پر قدرت ہوتی
ہے اس لیے کہ اللہ نے اتنا ہی فرمایا ہے اگر زیادہ قدرت ہوتی تو اس محل ذم سحر میں ذکر فرماتا دوسرے گروہ نے کہا نہیں اس
سے زیادہ قدرت ہوتی ہی یہان فقط اغلب تاثیر کا ذکر کیا ہے پھر کہا کہ سحر کے سیکھنے میں سوای اس کے کہ ساحر کا نقصان
ہو کوئی فائدہ بھی نہیں ہی ابو السعود کہتے ہیں جس چیز کی آفات سے امن نہ ہو اس سے بچنا بہتر ہی جیسے سیکھنا علم فلسفہ کا کہ انجام
کو گمراہ کر دیتا ہی ف یہ بات کہ ساحر کسی کو بلا اذن خدا کے ضرر نہیں پہنچا سکتا اسکا مطلب حسن بصری نے یون کہا ہی کہ جسپر چاہے سحر
کو مسلط کر دے جسپر نہ چاہے مسلط نہ کرے کیا مقدور ہی کہ بے اذن خدا کے وہ کسیکا کچھ کر سکیں سفیان ثوری نے کہا یعنی

لے لما ب۱۲ سے بلد دین لوگون کی آنکھین باندھ دیا اور انکو ڈرا دیا اور لائے بڑا جادو ۱۲ سے اس کا خیال میں آتی ہی جادو سے کہ دوڑتی ہی ۱۲

اسکے حکم سے محمد بن اسحق نے کہا یعنے جبکہ اللہ اُسکو پھر ارادہ ساحر کر دے ابن عباس و مجاہد و سدی نے کہا خلاق کے معنی نصیب ہین
حسن نے کہا دین یعنی جاہ وگر بے نصیب ہے دین ہوتا ہے اس لفظ سے وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا ساحر کے کافر ہونے پر استدلال
کیا ہے امام احمد اور ایک جماعت سلف کا یہی قول ہے بعض نے کہا کافر نہین ہوتا ہے لیکن حد اسکی یہ ہے کہ گردن مارین یہ قول
شافعی سے منقول ہے رازی نے معتزلہ سے نقل کیا ہے کہ وہ منکر ہین وجود سحر کے بلکہ کبھی معتقد وجود سحر کو کافر کہدیتے ہین
ہان اہل سنت کے نزدیک اڑ جانا ساحر کا ہوا مین آدمی کو گدہا بنا دینا گدہے کو انسان کر دکہانا جائز ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ جس
وقت ساحر اپنا منتر پڑہتا ہے اور کلمات معینہ کہتا ہے تو اُس وقت اللہ اس چیز کو پیدا کر دیتا ہے یہ بات نہین ہے کہ موثر اس کام مین
فلک یا نجوم ہون جسطرح فلاسفہ و منجمین و صابئین کہتے ہین پہر اس لفظ سے وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ
استدلال کیا ہے اس بات پر کہ سحر واقع ہوتا ہے اللہ کے پیدا کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا تہا ایک عورت ساحرہ بابل
سے پاس عائشہؓ کے آئی تہی اس کے سوا اور بہت حکایات سحر مین ہین پہر رازی نے کہا سیکہنا سحر کا کچہ مذموم نہین ہے ایک علم شریف
ہے یہ علم نہ ہو تو معجزہ اور سحر مین کیونکر فرق سمجہا جاوے انتہی ابن کثیر نے اس قول کا رد بخوبی کیا ہے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جو
کوئی پاس کاہن یا عراف کے گیا وہ کافر ہوا اصحاب و تابعین و ساری ائمہ مسلمین کا جنکو علم سحر نہ آتا تہا معجزات کو بخوبی جانتے
پہچانتے تہے پہر ابو عبد اللہ رازی سے بحوالہ کتاب سر مکتوم آٹہ قسمین سحر کی نقل کین ہین ان مین کلام کیا ہے بعد اسکے کتاب
الاشراف علی مذاہب الاشراف تالیف وزیر ابن ہبیرہ سے یہ روایت کی ہے کہ سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ سحر کی حقیقت ہے مگر ابو حنیفہ
کہ وہ سحر کو بیحقیقت کہتے ہین یہ ہا سیکہنا سحر کا سوا ابو حنیفہ و مالک و احمد کا یہ مذہب ہے کہ ساحر کافر ہو جاتا ہے پہر نزدیک مالک و احمد
کے بمجرد وصل استعمال کے لائق قتل کے ٹہیرتا ہے شافعی و احمد کے نزدیک فی الفور مارنے کی کچہ ضرورت نہین ہے جب مکرر سحر کرے
یہ کام کرے تو مارا جاوے پہر یہ بات کہ ساحر کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہین شافعی کہتے ہین قبول نہین ہوتی باقی تین امام قبول
ہونا بتاتے ہین ف قرطبی نے وہب سے نقل کیا ہے کہ جس مرد کو عورت سے کسی نے سحر کر کے باندہ دیا ہو تو سات پتے بیری کے لیکر
اور دو پتہرون کے بیچ مین کوٹ کر پانی مین ملا کر آیۃ الکرسی پڑہکر مسحور کو تین گہونٹ اسکو پلا کر باقی پانی سے نہلا دین انشاء اللہ اثر اس
سحر کا جاتا رہیگا یہ عمل اس باب مین جید ہے ابن کثیر کہتے ہین سب سے زیادہ نفع دور کرنے سحر کا وہ ہے جو اللہ نے اپنے رسول پر خاص
اسکے دور کرنے کے لیے اتارا ہے وہ معوذتین ہین حدیث مین آیا ہے کہ پناہ نہ پکڑی کسی نے ساتھ کسی چیز کے مثل ان دونون سورت
کے اسی طرح آیۃ الکرسی شیطان کو دور کر دیتی ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ
بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ اے ایمان والو تم نکہو راعنا کہو انظرنا سنتے رہو منکرون کو دکہ کی مار ہے نہین
چاہتا ان لوگون کا جو منکر ہین کتاب والون مین اور شرک والون مین یہ کہ اترے تمپر کچہ نیک بات تمہارے رب سے اللہ خاص کرتا ہے
اپنی مہر سے جسکو چاہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے ف یہود پیغمبر صلعم کی مجلس مین بیٹہتے حضرت کلام فرماتے بعض بات جو سنی نہوتی

چاہتے کہ بہ تحقیق کریں تو کہتے رٰاعِنَا یعنے ہماری طرف بھی توجہ ہو ان سے مسلمان بھی کبھی کسی وقت یہ لفظ کہتے تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ تم یہ لفظ نکہو اگر کہنا ہو تو اُنْظُرْنَا کہو اسکے بھی معنی یہی ہیں اور آگے سے سنتے رہو کہ پوچھنا ہی نہ پڑے یہود کو اس لفظ کے کہنے میں غامض ہوکر کو زبان دبا کر کہتے تو راعینا ہو جاتا یعنے ہمارا چرواہا اور انکی زبان میں راعنا احمق کو بھی کہتے تھے ابن کثیر کہتے ہیں اللہ نے ایمان والوں کو منع کیا کہ وہ قول و فعل میں مشابہ کفار کے نہوں یہود ایسی بات بولتے جس میں توریہ ہوتا یہ کام بقصد حقارت کرتے اِسْمَعْ لَنَا کی جگہ رَاعِنَا کہتے رعونت سے کما قال تعالیٰ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اسی طرح احادیث میں آیا ہے کہ جب سلام کرنا چاہتے تو اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ کہتے سام کے معنی موت ہیں اسی لیے ہم کو یہ حکم ہوا کہ ہم انکے جواب میں وَعَلَيْكُمْ کہیں یعنی یہ موت تمہیں پر پڑے ہم میں کوئی اس سے واسطہ نہیں حدیث مرفوع ابن عمر میں آیا ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ رواہ احمد یعنے جس نے مشابہت پیدا کی کسی قوم سے وہ انہیں میں سے ہے اسکو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے ابن کثیر نے کہا اس حدیث میں دلالت ہے نہی شدید تہدید و وعید پر اوپر تشبہ پیدا کرنے کے ساتھ کفار کے انکے اقوال و افعال و لباس و اعیاد و عبادات وغیرہ امور میں جو ہمارے لیے مشروع نہیں ہوئے انتہی میں کہتا ہوں صحیح شرح اس حدیث کی شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کتاب اِقْتِضَاءُ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ لِمُخَالَفَةِ اَصْحَابِ الْجَحِيْمِ میں لکھی ہے مثل اسکے کسی کتاب میں دیکھی سنی نہیں گئی یہ حدیث ایک بڑی اصل ہے اسلام میں مسلمانوں نے اس زمانہ میں بالخصوص عمل کرنا اس حدیث پر ترک کر دیا گویا انکے خیال میں منسوخ ہو گئی ہے اِنَّا لِلّٰهِ ایک آدمی پاس ابن مسعود کے آیا کہا مجھے کچھ عہد کرو کہا جب تو سنے کہ اللہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فرماتا تو تو اسپر کان رکھ وہ کسی خیر کا حکم کرتا ہے یا کسی شر سے نہی فرماتا ہے خیثمہ نے کہا قرآن میں جہاں کہیں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ہے توریت میں وہاں يٰٓاَيُّهَا الْمَسَاكِيْنُ ہے عطاء نے کہا لفظ رَاعِنَا انصار کہتے تھے اللہ نے اس لفظ سے منع کر دیا ابن جریر نے کہا ٹھیک بات یہ ہے کہ اللہ نے مومنین کو اس لفظ کے کہنے سے نہی فرمائی یہ کلمہ اللہ کو مکروہ و ناپسند آیا ہے یہ ویسی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم انگور کو کرم نکہو حبلہ کہو عبدی نکہو فتای کہو ف اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ جو الفاظ محتمل دشنام و نقص ہوں انکے بولنے سے بچو گو ارادہ متکلم کا اُن سے نقص و دشنام کا نہ ہو اس میں ذریعہ کا بند کرنا وسیلہ کا دور کرنا مادہ فساد کا کاٹنا ہے پھر اللہ نے حال شدت عداوت کفار کا اہل کتاب ہوں یا مشرک بیان فرمایا اس غرض سے کہ ان میں اور مومنین میں قطع مودت ہونا چاہیے کسی طرح کا باہم میل جول نہو رحمت سے مراد اس جگہ قرآن و اسلام ہے یا نبوت یا جنس رحمت بغیر تعیین بندوں کو جو خیر دنیا و دین میں ملی ہے وہ بدون کسی استحقاق کے محض خدا کے فضل و انعام سے حاصل ہوئی ہے سو بڑا فضل والا وہی ہے جسکو چاہے جو رحمت و نعمت دے یہود و مشرکین کا حسد کرنا مومنین پر بابت اس خیر و برکت کے بلا موجب صحیح ہے

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

ف وہ جو یہودی ہیں بیرونی کی شیخیں بات کو اسکے ٹھکانے سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور کہتے کہ سن نہ سنایا جائیو اور راعنا اپنی زبان کو مروڑ کر اور دین میں عیب لگانے کو اور جو وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا انکے حق میں اور درست لیکن لعنت کی انکو اللہ نے انکے کفر سے سو ایمان نہیں لاتے مگر کم ۔

اللہ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝ جو موقوف کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بہلا دیتے ہین تو پہونچاتے ہین اُس سے بہتر یا اُسکی برابر کیا تجہ کو معلوم نہین کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے کیا تجہ کو معلوم نہین کہ اللہ ہی کو سلطنت ہے آسمان و زمین کی اور نہین تمہارا سوا اللہ کے کوئی حمایتی اور نہ مدد کرنے والا ف یہ بہی یہود کا طعن تہا کہ تمہاری کتاب مین بعضی آیت منسوخ ہوتی ہے اگر اللہ کیطرف سے تہی تو پہر کیا عیب دیکہا کہ موقوف کی اللہ نے فرمایا عیب پہلی آیت مین تہا نہ پہلی مین پر حاکم ہر وقت جو چاہے سو حکم کرے ابن عباسؓ نے کہا مراد نسخ سے اس جگہ تبدیل ہے مجاہد نے کہا محو ہے قرظی نے کہا نسیان ہے ضحاک نے کہا ترک ہے سدی نے کہا قبض ہے یعنی رفع جیسے یہ آیت اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا الْبَتَّۃَ یا یہ قول لَوْ کَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ ذَھَبٍ لَابْتَغٰی لَھُمَا ثَالِثًا ابن جریر نے کہا مراد نسخ سے نقل آیت ہے جیسے حلال کو حرام یا حرام کو حلال مباح کو محظور محظور کو مباح کر دینا یہ نقل و تبدیل و تغییر اُسی امر و نہی و حظر و اطلاق و منع و اباحت مین ہوتا ہے نہ اخبار مین خواہ نسخ حکماً یا خطاً یا باقی احکام و انواع و شروط نسخ کے کتب اصول فقہ مین مفصل مرقوم ہین یہان اُنکے ذکر کی کچہ حاجت نہین ہے ابن عمرؓ کہتے ہین دو آدمیون کو ایک سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑہائی تہی وہ اُسکو پڑہا کرتے تہے ایک رات نماز کو کہڑے ہوے تو ایک حرف بہی نہ پڑہ سکے صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا فرمایا منسوخ ہو گئی یا بہلا دی گئی اب تم اُس کو چہوڑ دو رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ اُسکی سند مین سلیمان بن ارقم ضعیف ہے زہری بموجب اسی روایت کے نُنْسِھَا بضم نون خفیفہ پڑہا کرتے جس نے نَنْسَاھَا بفتح نون پڑہا ہے اُس کے معنے تاخیر کے ہین ابن عباسؓ نے کہا بلکہ ترک و تبدیل کے ہین مجاہد نے کہا اس کے یہ معنے ہین کہ ہم اسکو خط مین ثابت رکہتے حکم مین بدل دیتے ہین جس نے بضم نون پڑہا ہے اُس نے اس لفظ کو نسیان سے لیا حسن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض قرآن پڑہتے پہر اُس کو بہول جاتے ابن عباسؓ نے کہا کہ رات کو وحی اترتی دن کو فراموش ہو جاتی اسپر اللہ نے یہ آیت اتاری ف یہ بات کہ جس آیت کو ہم منسوخ کرتے ہین اُس سے بہتر یا اُسکی برابر دوسری آیت لاتے ہین اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ دوسری آیت نفع عاجل و آجل مین یا ایک نفع مین ان دو نفعون مین سے زیادہ ہوتی ہے یا مثل اُس کے نہ زیادہ یہ بات ناسخ منسوخ مین نظر کرنے سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ کبہی ناسخ اخف ہوتا ہے تو نفع اُسکا عاجل مین زیادہ ہوتا ہے کبہی اثقل ہوتا ہے تو ثواب اُسکا آجل مین زیادہ ہوتا کبہی دونون یکسان ہوتے ہین تو نفع مین برابر ٹہیرتے ہین شافعی کا یہ کہنا کہ قرآن سنت متواترہ سے منسوخ نہین ہوتا ہے دلیل اسی آیت کی صحیح نہین ہے بلکہ حق یہ ہے کہ کتاب کا سنت سے منسوخ ہو جانا جائز ہے اس ارشاد سے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے یہ نکلا کہ نسخ بہی منجملہ مقدورات الٰہی کے ہے انکار کرنا نسخ کا انکار کرنا قدرت کا ہے اس مین دلیل ہے جواز نسخ پر دوسرے ارشاد مین کہ آسمان و زمین مین اُسی کی سلطنت ہے تکذیب ہے یہود کی جو منکر نسخ ہین ف سارے اہل اسلام سلفاً و خلفاً اس بات پر متفق ہین کہ نسخ ثابت و جائز ہے عقلاً واقع ہے سمعاً کسی ایک شخص نے بہی اس مین خلاف نہین کیا ہم ہان یہود نا بہبود منکر نسخ کے ہین سو توریت اُنپر حجت ہے کیونکہ ہونا نسخ کا اُس سے ثابت ہے جب نوح علیہ السلام کشتی سے باہر نکلے تہے تو اللہ نے اُن سے کہا تہا کہ میننے ہر دابہ کو تیرے لیے اور تیری ذریت کے لیے غذا مقرر کیا ہے سا خون کے سو تم اُسکو نہ کہانا پہر حرمت و نہی اسرائیل

ے یہ بہی ترجمہ ہے
اسکا مینی
اور یہ ۱۲

ے یا امر دیا یا یاد اسکا یعنی ترجمہ نا اُس کے
تو البتہ شکفتگی اسکا ہر کرو ۱۲ ے اگر ہوجاوین
آدم کے لئے دو جنگل ذہب سونا تو چاہتا تیسرا تلاش کرے
۱۲

پر بہت سے حیوانات حرام کر دیے تھے یہی توریت سے ثابت ہے کہ آدم بہن کا بیاہ بھائی سے کر دیتے تھے پھر اس نے اسکو موسی علیہ السلام وغیرہ پر حرام کر دیا یہی توریت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو پہلے حکم دیا کہ تم اپنے بیٹے کو ذبح کرو پھر فرمایا کہ ذبح نہ کرو اسی طرح موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا تھا کہ جنھوں نے بچھڑا پوجا ہے انکو قتل کرو پھر کہا اب تلوار اٹھا لو اسی طرح سنیچر کے دن کام کرنا حرام کیا تھا حالانکہ اگلوں پر اسکے حرام نہ تھا اس طرح کے احکام توریت موجودہ میں بہت موجود ہیں قرآن عظیم نے ساری اگلی شریعتوں پرانی کتابوں کو جیسے توریت انجیل وغیرہ ہا ہیں منسوخ کر دیا نسخ آیت کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ تعبد اسکی قرارت یا حکم یا دونوں کا ختم ہو چکا ف بعض علماء نے کہا ہے کہ پانسو آیت منسوخ ہیں لیکن نزدیک محققین کے پانچ آیتوں سے زیادہ منسوخ نہیں ہیں یہی قول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فوز الکبیر میں ہے لیکن ان پانچ میں بھی نظر ہو رہی حدیث سو ابن جوزی نے کہا ہے کہ اکیس حدیثیں منسوخ ہیں ابن القیم نے کہا نہیں بلکہ دس حدیث سے بھی کم ہیں بلکہ اس کے نصف سے بھی کم زرقانی نے شرح موطا میں لکھا ہے کہ مذہب محدثین و اصولیین و فقہا کا یہ ہے کہ جہانتک جمع ممکن ہو جمع کرنا واجب ہے صاحب دراسات اللبیب نے ایک رسالہ مستقل بیان ابطال نسخ اجتہادی میں لکھا ہے پھر کہا کہ یہ دعوی اکثر فقہا خصوصاً حنفیہ کا ہے متقدمین کے نزدیک نسخ مستبعد ہے جو مرفوع ہا تا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور جو غیر تک پہنچتا ہے وہ زیادتی و تجاوز کرتا ہے تعبد سے طرف تشریع کے انتہی ف ابن کثیر نے کہا کہ اس آیت شریف میں اللہ پاک نے اپنے بندوں کو یہ ارشاد کیا ہے کہ متصرف خلق میں وہی اکیلا اللہ ہے خلق و امر اسی کا ہے جس کو جس طرح چاہا بنایا جسکو چاہا سعید کیا جسکو چاہا شقی ٹھیرایا کسی کو تندرست رکھا کسی کو بیمار ڈالا کسی کو توفیق دی کسی کو بے مدد چھوڑا اسی طرح جس چیز کو چاہا حلال کیا جسے چاہا حرام کیا جسے چاہا مباح فرمایا جسے چاہا خطر ٹھیرایا اللہ سے کون سوال کر سکتا ہے سوال تو انہیں بندوں سے ہوگا اسکا حکم کرنا ساتھ کسی شے کے مصلحت سے ہوتا ہے جسکو وہی جانتا ہے نہی کرنے کی مصلحت بھی اسیکو معلوم ہوتی ہے ہم پر تو یہ فرض ہے کہ ہم اسکی پوری طاعت کریں امر بجالائیں رسول کی تصدیق و پیروی میں رہیں پھر یہ کہا ہے کہ اس مقام میں ایک بڑا رد و بیان بلیغ ہے کفر یہود کا دعوی استحالہ نسخ میں یہ دعوی انکا عقلاً جہل و کفر ہے نقلاً افترا و تہمت ہے ابن جریر نے کہا یہود نے نسخ احکام توریت کا انکار کیا اسی لیے نبوت عیسی و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانا کیونکہ عیسی علیہ السلام نے بعض احکام توریت کو منسوخ کیا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم توریت و انجیل دونوں کو بدل دیا ابن کثیر کہتے ہیں مسلمانوں میں فقط ایک ابو مسلم اصفہانی نے یہ کہا ہے کہ قرآن میں نسخ نہیں ہے سو یہ قول اسکا ضعیف مردود مرذول ہے اور جو جواب اس نے آیات منسوخہ کے دیے ہیں وہ سب نامقبول ہیں

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝ کیا تم یہی چاہتے ہو کہ سوال شروع کرو اپنے رسول سے جیسے سوال ہو چکے ہیں موسی سے پہلے اور جو کوئی انکار لیوے بدلے بدل یقین کے وہ بھولا سیدھی راہ کو یعنی یہود کے بہکانے سے تم اپنے نبی کے پاس شبہے نہ لاؤ جیسے وہ اپنے نبی کے پاس لاتے تھے شبہے نکالنا گویا یقین چھوڑ کر انکار پکڑنا ہے ف اس آیت میں مومنین کو کثرت سوال سے منع کیا ہے کہ ہونے سے پہلے

کسی چیز کا سوال نہ کیا کرو کما قال تعالی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا
حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ یعنے اگر بعد نزول کے تفصیل پوچھو گے تو بتا دیجاویگی لیکن جو چیز ابھی نہیں ہوئی ہے اُسکا سوال
کیا کہیں وہ چیز اس وجہ یا پوچھنے سے حرام نہو جاوے اسی لیے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ بڑا مجرم مسلمانوں میں وہ شخص ہے کہ جسنے سوال
کیا ایک شیء کا جو حرام نہ تھی وہ اُس کے سوال کرنے سے حرام ہو گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی مرد کو
اپنی جورو کے ساتھ پاوے تو کیا کرے اگر کچھ کہتا ہے تو بڑا بول مونہ سے نکالتا ہے اگر چپکا رہتا ہے تو بڑی بات پر چپکا ہوتا
ہے آپنے ان مسائل کو مکروہ جانا عیب سمجھا پھر اللہ نے آیت ملاعنہ بھیجدی اس سوال کا یہ نتیجہ ہوا صحیحین میں مغیرہ بن شعبہ سے
مرفوعًا آیا ہے کہ قیل وقال اضاعت مال کثرت سوال سے منع فرمایا ہے صحیح مسلم میں یون ہے تم چھوڑ دو مجھکو جب تک کہ چھوڑے
رہون مین تم کو تم سے پہلے کے لوگ اسی کثرت سوال و اختلاف کے سبب سے ہلاک ہو گئے ہیں جس بات کا تم کو حکم دون وہ تم جہانتک
تک نبی بجالاؤ جس کام سے منع کرون اُس سے بچتے رہو یہ حدیث اس وقت فرمائی تھی جبکہ اللہ نے حج فرض کر دیا تھا ایک شخص نے کہا
کیا ہر سال فرض ہے آپ چپ ہو رہے تیسری بار فرمایا نہیں اگر ہان کہتا تو واجب ہو جاتا اگر واجب ہوتا تو تم سے نہ بنتا اسی لیے انس
کہتے ہیں کہ ہم منع کیے گئے تھے سوال سے ہمکو یہ بات پسند آتی تھی کہ کوئی گنوار آدمی صحرائی آوے اور کچھ پوچھے اور ہم سنیں براء
بن عازب کا لفظ یہ ہے کہ مجہ پر ایک سال گذر جاتا تھا میں کچھ پوچھنا چاہتا مگر دہشت وہیبت سے پوچھ نہ سکتا تھا یہ تمنا
کرتا کہ کوئی اعرابی آجاوے رواہ ابو یعلی ابن عباس کہتے ہیں میں نے کوئی قوم بہتر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں دیکھی نہیں
سوال کیا مگر بارہ مسئلوں کو وہ سب قرآن میں موجود ہیں جیسے یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَیَسْئَلُوْنَكَ
عَنِ الْیَتٰمٰی اور مثل اس کے ف ام بمعنے بل ہے یا استفہام انکاری ہے آیت مومنین کافرین سب کو شامل ہے اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سب ہی کیطرف تو مبعوث ہوئے ہیں کما قال تعالی یَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا
مُوْسٰۤی اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ابن عباس نے کہا رافع بن حریملہ و وہب بن
زید نے کہا تھا اے محمد آسمان سے کوئی کتاب ہمپر اُتروا دو جسے ہم پڑہیں ہمارے لیے نہریں چلاؤ تو ہم تم کو سچا سمجھیں تمہارے کہے
پر چلیں اسپر یہ آیت اتری اَمْ تُرِیْدُوْنَ الآیۃ ابو العالیہ نے کہا ایک آدمی نے سوال کیا تھا کہ ہمارے کفارات بھی مثل کفارات بنی اسرائیل
ہوتے تو کیا اچھا ہوتا فرمایا اے اللہ میں یہ نہیں چاہتا پھر کہا جو تم کو دیا گیا ہے وہ اُن سے کہیں بہتر ہے اُن سے جب کوئی خطا ہوتی
تو وہ اُسکو اپنے گھر کے دروازے پر لکھا ہوا پاتے کفارے کے پاتے اگر کفارہ دیتے دنیا میں رسوا ہوتے نہ دیتے تو آخرت میں بدنام
ہوتے تو یہ کہا وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا پھر فرمایا نماز پنجگانہ جمعے سے
جمعے تک کفارہ ہیں درمیان کا جسنے بدی کا ارادہ کیا مگر نہ کی وہ گناہ اُسپر لکھا نہ گیا جسنے بدی کی ایک ہی گناہ لکھا
گیا جسنے ارادہ نیکی کا کیا مگر نہ کی تو ایک نیکی لکھی گئی اگر وہ نیکی کر لی تو دس گنی لکھی گئی ہلاک نہیں ہوتا اللہ پر مگر ہلاک
ہونیوالا پھر اللہ نے یہ آیت بابت آثاری مجاہد نے کہا موسیٰ سے یہ سوال کیا تھا کہ ہمیں اللہ کو کھلم کھلا دکھلا دو قریش نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ کوہ صفا کو سونا کر دو فرمایا بہتر مگر مثل مائدہ عیسوی کے حق میں بنی اسرائیل کے ہوگا اسپر وہ باز رہے
یہی بات سدی و قتادہ نے بھی کہی ہے حاصل یہ ہے کہ اللہ نے اُن لوگون کی مذمت فرمائی ہے جو سوال کسی شے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے بطور تعنت و اقتراح کے کرتے تھے جس طرح بنو اسرائیل نے موسی علیہ السلام سے براہ تکذیب و عناد سوال کیا تھا **ف**
مراد سیدھی راہ سے صراط مستقیم ہے اس راہ سے نکلنا یہ ہے کہ جہل و گمراہی میں جا پڑے ابن کثیر کہتے ہیں یہی حال ہے اُن لوگون
کا جو تصدیق و اتباع و انقیاد انبیاء سے پھر گئے ہیں سوال بے حاجت بطور کفر و تعنت کر کے مخالفت و تکذیب میں
پڑ گئے کما قال تعالی اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَھُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَھَنَّمَ یَصْلَوْنَھَا وَبِئْسَ
الْقَرَارُ ابو العالیہ نے کہا نرمی کے بدلے سختی لی وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَکُمْ مِّنْ بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ
عِنْدِ اَنْفُسِھِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○
چاہتا ہے بہت کتابی الون کا کسی طرح تمکو پھیر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر کر دین حسد کر کے اپنے اندر سے بعد اسکے کہ کھل چکا انپر
حق سو تم درگذر کرو خیال میں نہ لاؤ جبتک بھیجے اللہ اپنا حکم اللہ ہر چیز پر قادر ہے آخر حکم پہونچا اُسپر یہود کو مدینے کے آس
پاس سے نکال باہر کر دیا ابن کثیر نے کہا اللہ نے اپنے مومن بندون کو اس بات سے ڈرایا ہے کہ تم اہل کتاب کی چال نہ چلو وہ
تم سے ظاہر و باطن میں عداوت رکھتے ہیں باوجود جانتے اس امر کے کہ تم اور تمھارے نبی صاحب فضل ہیں تمپر حسد کرتے
ہیں سو تم تا آنے حکم یعنے نصر و فتح کے خاموش رہو ابن عباس نے کہا یہ آیت حق میں حیی بن اخطب و ابو یاسر بن اخطب
یہودی کے اتری ہے جو حسد انکو تھا وہ کسی کو نہ تھا اُنسے جہانتک ہوتا لوگون کو اسلام سے پھیرتے زہری نے کہا یہ آیت حق
مین کعب بن الاشرف کے اتری ہے یہ یہودی شاعر تھا ہجو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتا تھا **ف** یہ آیت فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا
مثل اس آیت کے ہے وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا الایۃ سدی نے کہا آیت عفو
و صفح منسوخ ہے ناسخ اسکی وہ آیت ہے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ وقولہ وَقَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ
لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ الی قولہ صٰغِرُوْنَ یہی قول ایک جماعت سلف کا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے چنانچہ لفظ حَتّٰی یَاْتِیَ
اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ سے معلوم ہوتا ہے اسامہ بن زید نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ مشرکین و اہل کتاب سے موافق اس حکم کے
درگذر کرتے انکو معاف فرماتے انکی ایذا دہی و ستانی پر صبر کرتے یہانتک کہ اللہ نے اجازت قتل کی فرمائی تب بڑے بڑے
مردے قریش کے جہان سے مارے گئے ابن کثیر کہتے ہیں اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے اسکی اسناد صحیح ہے مگر کتب ستہ
مین اسکو نہیں دیکھا ہان اصل اسکی صحیحین میں ہے **ف** جس طرح زمانہ نبوی میں اہل کتاب یہ چاہتے تھے کہ مسلمان
اسلام کو چھوڑ کر کتابی ہو کر نصاریٰ بنجاوین انکی دولت و عزت جاتی رہے اسی طرح اس زمانے میں وہ لوگ اسی فکر میں لگے ہوئے ہیں
کہ سارے اہل اسلام کتابی ہو کر دین حق سے پھر جاوین کوئی مزاحم انکا دنیا و دین میں بیرون زمین پر باقی نہ رہے سو جس طرح
ابتداء اسلام میں صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی ایذا پر صبر کیا تھا اسی طرح آج غرباء اسلام صابر ہیں

تکلیفین اُنکے ہاتھہ سی پاتے ہین درگذر کرتے ہین پس جسطرح اللہ نے بعد ایک مدت کے اپنے رسول کو حکم اُنکے قتل کا دیا تھا اسیطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون سے یہ وعدہ کیا ہی کہ زمانہ مہدی و عیسے علیہما السلام مین تم اُنکو قتل کروگے سو سارے مسلمان اسی انتظار مین خاموش ہین حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ اگرچہ بحسب وعدہ نبوی ایک نہ ایک گروہ اہل اسلام کا کسی نہ کسی قطر مین ہمیشہ غالب رہتا ہے مخالف اُسکو کچھ ضرر نہین پہونچا سکتے مگر یہ عموم بلوی غربت اسلام کا بدون ظہور مہدی موعود فاطمی و نزول عیسی روح اللہ علیہما السلام دور ہوتا نظر نہین آتا اس آیت پر ثلث پارہ الٓمٓ کا تمام ہوا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور جو آگے بھیجوگے اپنے لیے بھلائی وہ پاؤگے اللہ کے پاس اللہ تمہارا کام دیکھتا ہے اس آیت مین اللہ نے مسلمانون کو یہ کہا کہ تم اُس کام مین مشغول ہو جو تم کو فائدہ بخشے عاقبت کو درست کردے دنیا مین نصر و فتح حاصل ہو آخرت مین گواہ حاضر ہون جس دن کہ ظالمون کو عذرداری کچھ نفع نہ دیگی بلکہ اُنکو لعنت و بدانجامی ہوگی اسی لیے یہ فرمایا کہ ہم تمہارا کام دیکھتے ہین یعنے تمہاری کرتوت سے ہم غافل نہین اچھا ہو یا بُرا ہر ایک کی جزا سزا ضرور ہے ہر عامل کو ملیگی یہ آیت اگرچہ خارج بمخرج خبر ہے مگر اس مین وعد و وعید و امر و زجر سب کچھ ہے یہ آیت مثل اس آیت کے ہے وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ گویا سب کو جتا دیا کہ تم اطاعت کرو ثواب لو معصیت سے بچو عذاب سے نجات پاؤ وَقَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ہُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ط تِلْکَ اَمَانِیُّہُمْ ط قُلْ ہَاتُوْا بُرْہَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْہَہٗ لِلّٰہِ وَہُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗۤ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ کہتے ہین ہرگز نہ جاوینگے جنت مین مگر جو ہونگے یہود یا نصاری یہ آرزوئین باندھ لی ہین اُنہون نے کہہ لاؤ سند اپنی اگر تم سچے ہو کیون نہین جس نے تابع کیا منہ اپنا اللہ کیطرف اور وہ نیکی پر ہے اُسی کو ہے مزدوری اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے اُنپر اور نہ اُنکو غم اللہ نے اس آیت مین اہل کتاب کا غرور ذکر کیا ہے کہ ہر ایک اُن دونون گروہون سے اس بات کا مدعی ہے کہ جنت مین وہی شخص جاویگا جو اُنکی ملت پر ہوگا کما قال تعالی فی سورۃ المائدۃ قَالُوْا نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ لکن اللہ نے فرمایا کہ وہ جھوٹے دغاباز ہین یہ اُنکی سوکھی تمنا ہے وہ اپنے گناہون کا عذاب پاوینگے جہنم کی سیر کرینگے اگر وہ سچے ہوتے تو معذب نہ ہوتے یہ دعوی اُنکا ویسا ہی ہے جیسے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً سو جس طرح اللہ نے اُن پر اُس جگہ رد کیا تھا اسی طرح اس جگہ بھی رد فرمایا کہ یہ دعوی اُنکا بلا دلیل و حجت و بینہ ہے ابو العالیہ نے کہا ہے کہ یہ تمنا اُنکی خدا پر ناحق ہے اسی لیے اُنسے سند طلب کی کہ تم اپنی حجت پیش کرو گواہ لاؤ پھر یہ فرمایا کہ جسنے اپنا منہ خدا کو سونپا یعنے اپنا دین خالص کیا اور وہ محسن ہے یعنے متبع رسول اُسکا انجام بخیر ہے ابن کثیر نے کہا عمل متقبل کے لیے دو شرطین ہین ایک یہ کہ خالص اللہ ہی کے لیے ہو دوسری شرط یہ ہے کہ صواب یعنی موافق سنت مطہرہ ہو خالص ہوا مگر صواب نہ ہوا تو متقبل نہ ہوگا اسی لیے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے کیا ایسا کام جس پر ہمارا حکم نہین تو وہ مردود ہے رَوَاہُ مُسْلِمٌ مِّنْ حَدِیْثِ عَائِشَۃَ سو عمل درویشون کا اور جو اُنکی طرح ہین گو فرض کیا جاوے کہ وہ اس مین مخلص ہین لکن متقبل نہین ہے

جبتک کہ متابع رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہون کون رسول جو طرف ساری خلق کے بھیجے گئے ہین انہین لوگون کے حق مین اللہ نے فرمایا ہے
وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا وقال تعالى وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ
مَاءً حَتَّى إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وقال تعالى وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلَى نَارًا حَامِيَةً تُسْقَى مِنْ
عَيْنٍ آنِيَةٍ عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر انہین رہبان کے ساتھ کی ہو سہی یہ بات کہ عمل صورت ظاہری مین موافق
شریعت ہو لیکن خالص واسطے اللہ کے نہ ہو تو ایسا عمل بھی مردود ہوتا ہے کالائی بدبریش خاوند یہ حال اہل ریا و نفاق کا ہے
کما قال تعالى إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى يُرَاءُونَ النَّاسَ
وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا وقال تعالى فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ
وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ اسی لیے یہ ارشاد فرمایا ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ
أَحَدًا اور اس جگہ یہ فرمایا بَلَى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ مطلب دونون آیت کا یکسان ہوتا ہے پھر اس اخلاص وصواب
پر یہ اقرار کیا کہ نہ کسی گذشتہ امر پر غم اور نہ کسی آیندہ امر پر کچھ خوف ہوگا سعید بن جبیر نے کہا ہے یعنے نہ مرتے دم غم نہ آخرت
مین کچھ ڈر وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ
كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○ یہود نے
کہا نصاری کچھ راہ پر نہین نصاری نے کہا یہود کچھ راہ پر نہین وہ سب پڑہتے ہین کتاب اسی طرح کہا ان لوگون نے جنکے پاس
علم نہین ہے انہین کی سی بات سو اللہ حکم کریگا ان مین دن قیامت کے جس بات مین وہ جھگڑتے تھے **ف** اس آیت شریف مین
اللہ پاک نے حال تناقض وتباغض وتعادی وتعاند اہل کتاب کا باہم بیان فرمایا ہے یعنی انکے آپس مین بڑی نقیض وبغض
وعداوت ودشمنی ہے ابن عباس نے کہا جب نجران کے عیسائی پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے تو علماء یہود بھی حاضر
ہوئے آپس مین نزاع ہوا رافع بن حریملہ نے کہا تم کچھ چیز نہین ہو عیسی علیہ السلام و انجیل کا انکار کیا ایک نصرانی نجرانی نے
جواب دیا کہ تم بھی کچھ شے نہین ہو موسی و توریت کا انکار کیا اسپر اللہ نے یہ آیت اتاری فرمایا یہ دونون کتاب خوان ہین اپنی اپنی
کتاب مین تصدیق ایک دوسرے کی پاتے ہین یہود کا انکار کرنا عیسے علیہ السلام سے بالکل غلط ہے اسلیے کہ اللہ نے توریت مین
زبان موسی علیہ السلام پر اُنسے یہ عہد لیا ہے کہ عیسیٰ کی تصدیق کرنا اسی طرح انجیل مین موسی و توریت کی تصدیق
ہے پھر ایک کا دوسرے کو کافر کہنا کیا مجاہد و قتادہ نے کہا اگلے یہود و نصاری کچھ راہ پر تھے یہ وہ ہین جو زمانہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مین تھے انہون نے بدعات نکالے متفرق ہوگئے مگر صحیح یہ ہے کہ ساری اگلے پچھلے مراد ہین ایک نے دوسرے کا
مقابلہ فاسد بالفاسد براہ جحود وعناد وکفر کیا **ف** مراد لَا يَعْلَمُونَ سے نصاری ہین جنہون نے یہود سے یہ بات
چیت کی یہ قول قتادہ کا ہے عطا نے کہا یہ وہ امتین ہین جو یہود و نصاری سے پہلے تھین قبل توریت و انجیل کے جیسے
قوم نوح ہود وصالح لوط شعیب علیہم السلام کہ ان سب نے اپنے انبیا کے حق مین یہ بات کہی کہ وہ کسی راہ پر نہین ہین

منہ ایمانا للہ کے اور وہ نیکی پہ ہر کرا

سدی نے کہا مراد عرب ہین انہون نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کچھ راہ پر نہین ہین موضح قرآن کا لفظ یہ ہے جن پاس علم نہین ہے
وہ عرب کی لوگ ہین آگے حضرت ابراہیم کا دین سہ کہتے تھے پھر آخر بہک کر بت پوجنے لگا ایسے شخص کو مشرک کہتے وہ اپنی ہی راہ بتاتی
تے انتہی ابن جریر نے کہا آیت مذکور عام ہے سب کو شامل ہے کوئی دلیل قاطع کسی کی تعیین پر موجود نہین ہے اسی لیے حمل
علے الجمیع اولی ہے واللہ اعلم انتہے مین بہی یہی کہتا ہون کہ یہ آیت کچھ خاص ساتھ امم سابقہ یا عرب گذشتہ کی نہین ہو بلکہ ہر زمانے
کے بے علم اسی طرح کی گفتگو اپنے اپنے وقت مین کیا کرتے ہین باوجود قرآن پڑہنے کے روافض کو دیکھو خوارج تو صب کو
لا علی شی کہتے ہین کافر سمجھتے ہین خوارج تکفیر روافض کی کرتے ہین ہنوز فرق اسلام مین ایسے فرقے بہت نکلینگے جن کے
باہم سلسلہ تکفیر یکدیگر کا جاری رہا یا اب تک جاری ہے یہی حال مقلدین مذاہب کا ہے کہ ہر ایک مقلد دوسرے کی تضلیل تبدیع
بلکہ تکفیر کرتا ہے ہان اللہ تعالی نے ایک گروہ اہل سنت وجماعت کو اس بلا سے بچا لیا ہے کہ وہ کسی مسلمان کو کافر ولا شی نہین
کہتے نہ ماول کی تکفیر کرتے ہین جبتک کہ کفر تصریحی موجود نہ ہو وللہ الحمد ولہ المنۃ رازی نے کہا ہے یہ واقعہ یقیناً اس امت
مین واقع ہوا ہے کہ ہر ایک گروہ دوسرے گروہ کی تکفیر کرتا ہے باوجودیکہ تلاوت قرآن پر سب کا اتفاق ہے انتہے **ف** یہ جو
فرمایا کہ انکا نیاؤ روز قیامت ہوگا اسکا مطلب یہ ہے کہ اسدن عدل جاری ہوگا ذرہ برابر کسی پر جور وظلم روا نہ رکہا جاویگا جس
طرح کہ سورہ حج مین فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ هَادُوۡا وَالصّٰبِـِٕیۡنَ وَالنَّصٰرٰی وَالۡمَجُوۡسَ وَالَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡۤا اِنَّ
اللّٰهَ یَفۡصِلُ بَیۡنَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدٌ یہ چہ گروہ ہوے جنکا اس دن فیصلہ کیا جاویگا کما قال تعالی
قُلۡ یَجۡمَعُ بَیۡنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفۡتَحُ بَیۡنَنَا بِالۡحَقِّ وَهُوَ الۡفَتَّاحُ الۡعَلِیۡمُ مراد فتح سے اس جگہ فیصلہ وحکم ہے آدم سے لیکر
اس دم تک جتنی امتین گذری ہین اور جتنے اختلاف باہم خلق کے ہوئے ہین ان سب کا فیصلہ واجبی پروردگار
عالم کے روبرو حشر بخوبی ہونے والا ہے تم بہی منتظر رہو ہم بہی منتظر ہین وہان معلوم ہوجاویگا کہ حق پر کون تہا اور ناحق پر
کون وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنۡ یُّذۡکَرَ فِیۡهَا اسۡمُهٗ وَسَعٰی فِیۡ خَرَابِهَا اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَهُمۡ اَنۡ
یَّدۡخُلُوۡهَاۤ اِلَّا خَآئِفِیۡنَ لَهُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ وَّلَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ اس سے بڑہ کر ظالم کون ہے جس نے
منع کیا اللہ کی مسجدون مین کہ ذکر کیا جاوے وہان نام اسکا اور دوڑا انکے اجاڑنے کو ایسون کو نہین پہونچتا کہ داخل ہون
ان مین مگر ڈرتے ہوئے انکو دنیا مین ذلت ہے آخرت مین بڑی مار ہے **ف** نصاری اپکو منصف جانتے تہے اور یہود کو
ظالم کہ انہون نے حضرت عیسے سے دشمنی کی اور ہمنے انکو مانا اللہ فرماتا ہے کہ جب نصارے نے غلبہ پایا تو مسجد بیت المقدس
کو ویران کیا یہود کی مسجدین اجاڑین یہود کی ضد سے سو یہ کیا انصاف ہے کہ آدمیون کی ضد سے اللہ کی مسجدین ویران کریں
پہر فرمایا کہ یہ بہی لائق نہین ہے کہ وہ اس ملک مین حاکم رہین آخر اللہ نے وہ ملک شام مسلمانون کے ہاتہ لگایا جب سے اب
تک بحمدہ تعالی قبضہ اسلام مین ہے چند روز کے لیے نکل گیا تہا پہر آگیا اب ہاتہ مین ترک کے ہے ابن کثیر کا لفظ یہ ہے
کہ ان مانعین مساجد سے کون لوگ مراد ہین اس مین اختلاف ہے ابن عباس نے کہا یہ نصاری ہین مجاہد نے کہا وہ بیت المقدس

مین ایذا کی چیز ڈالتے لوگون کو نماز پڑہنے سی روکتی قتادہ نے کہا مراد ساعی خراب سے بخت نصر ہی اسکے لشکر یون نے بیت المقدس کو اجاڑا نصاری نے اسکی مدد کی یہ کام یہود کی دشمنی پر کیا یہ بخت نصر بابلی مجوسی تھا لکن اس قول مین اتنی بات ہے کہ باتفاق اہل سیر عہد بخت نصر کا قبل مولد مسیح علیہ السلام تہا اور نصاری بعد مسیح کے ہوئے پھر کیونکر اسکے مددگار ہو سکتے ہین سدی نے کہا روم نے بخت نصر کی مدد کی مسجد مین مردار لاکر ڈالے یہ اسلیے کہ بنی اسرائیل نے یحیی بن زکریا کو قتل کیا تہا یہی قول حسن بصری کا بہی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ مراد مانعین سے وہ مشرک ہین جو دن حدیبیہ کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مکہ معظمہ کے حائل ہوئے تہے یہانتک کہ نحر ہدی ذی طوی مین کرکے چلے آئے اُن سی کتنا ہی کہا کہ کبھی کسینے کسی کو اس گہر سے نہین روکا ہے بلکہ آدمی اپنے باپ بہائی کے قاتل کو بہی دیکھکر منع نہین کرتا تہا اُنہون نے ایک نہ مانا کہا جنہون نے ہمارے آباء کو دن بدر کے قتل کیا ہے وہ ہرگز ہمارے شہر مین داخل نہونگے ہم باقی ہون اور وہ آدین یہ نہین ہوسکتا ہے سعی خراب سی یہ مراد ہے کہ جو کوئی مسجد الحرام مین ذکر کرتا حج عمرے کو آتا اُسکو آنے نہ دیتا ابن عباس نے کہا قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑہنے سے نزدیک کعبے کے منع کردیا تہا اُسپر یہ آیت اُتری ابن جریر نے پہلا قول اختیار کیا ہے اس دلیل سی کہ قریش نے ویرانی کعبہ مین کوئی سعی نہین کی روم نے تخریب بیت المقدس مین کوشش کی تہی ابن کثیر نے کہا ظاہر قول ثانی ہے اس دلیل سے کہ جس وقت نصاری نے یہود کو نماز بیت المقدس سی روکا تہا اُس وقت دین نصاری کا دین یہود سے زیادہ تر قائم و مضبوط تہا یہی لوگ اقرب تہے یہود کا ذکر کرنا اُس وقت مقبول نہ تہا اسلیے کہ قبل اس سے زبان داؤد و عیسی علیہ السلام پر ملعون ہوچکی تہی اسکے سوا جب اللہ تعالی نے مذمت یہود و نصاری بیان فرما چکا تو طرف ذم مشرکین کے توجہ فرمائی جنہون نے رسول خدا و اصحاب باصفا کو مکے سے نکال دیا تہا مسجد الحرام سے روک دیا تہا رہی یہ بات کہ قریش نے کوئی سعی ویرانی کعبہ مین نہین کی سو اس سے زیادہ اور کیا خرابی ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کو نکال دیا اپنے بتون کو لیکر غالب بن بیٹھے اپنے شرک و انداد کو رواج دیا کما قال تعالی وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وقال تعالی مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللهَ فَعَسَى أُولَئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ وقال تعالی هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُؤْمِنَاتٌ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ سو جب ایسے لوگ وہان سی نکالے بہگائے گئے جو مومن نمازی زکوتی تہے تو اس سے بڑھکر اور کیا ویرانی کعبے کی ہوگی عمارت سی کچہ یہ مراد نہین ہے کہ اُسکی اچہی صورت طیار کرین آراستگی پیراستگی رکہین

وہان سے نواقف ڈالتے ہیں سنگ دل کو کعبہ کی ...

نقش ونگار بناوین بلکہ اُسکی عمارت وآبادی یہی ہے کہ اُس مین اللہ کا ذکر ہو شرع شریف قائم کی جاوے چرک کفر نجاست شرک سے
پاک وصاف رہے ف مطلب اس جملہ کا کہ داخل نہ ہون مسجد مین مگر ڈرتے ہوئے یہہ ہے کہ جب تمکو لے مسلمانون قدرت حاصل ہو
تو تم ان ظالمون کو نہ آنے دو مگر بطور صلح یا باخذ جزیہ اسی لیے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو سال آیندہ میں
نوین برس یہ حکم دیا تہا کہ میدان منی مین یہ بات پکار دو کہ بعد اس سال کے کوئی مشرک حج کو نہ آوے نہ برہنہ اس گہر کا طواف کرے
اور جس کے لیئے کوئی مدت ٹہیر چکی ہے وہ اپنی مدت پوری کرے یہ تصدیق وعمل ہے اس آیت پر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ
نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا بعض نے کہا بلکہ مطلب یہ ہے کہ نہ آوین مسجد مین مگر ہیبت زدہ کانپتے ہوئے
کہ کہین مومنین اُنکو پکڑ نہ لین چہ جای اسکے کہ وہ مسجد پر غالب ہون اور مومنین کو دخول مسجد سے منع کرین یعنے حق و وجب تو یوں
ہے اگر کفار وغیرہم کا ظلم وستم نہ ہو کسی نے کہا یہ بشارت ہے طرف سے اللہ کے مسلمانون کو اس بات کی کہ وہ مسجد الحرام پر اور
ساری مسجدون پر عنقریب غالب آجاوینگے اور مشرک اس قدر ذلیل ہوینگے کہ کوئی بےخوف ہو کر مسجد مین نہ آسکیگا ہر کسی کو
یہ ڈر ہوگا کہ کہین مسلمان اُسکو پکڑ کر عقوبت نہ کرین یا قتل نہ کر ڈالین اگر اسلام نہ لاوے سو اللہ نے یہ وعدہ اپنا پورا کیا مشرکون کو دخول
مسجد الحرام سے روک دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ جزیرہ عرب مین دو دین باقی رہنے نہ پاوین یہود ونصاری
وہان سے نکال دیئے جاوین ولله الحمد والمنة یہ اگر تشریف اکناف مسجد حرام تطہیر بقعہ بعثت رسول انام کی نہین ہے تو پہر کیا ہے
یہ تو دنیا میں اُنکی رسوائی کا سامان ہوا کہ جزا جنس عمل سے ملے جس طرح مسلمانون کو مسجد حرام سے روکا تہا اُسی طرح وہ خود
روکے گئے جس طرح اُنکو مکہ معظمہ سے نکالا تہا اُسی طرح وہ بہی نکلے آخرت مین ہتک حرمت بیت نصب اصنام دعا غیر
اللہ طواف عریان پر علیحدہ عذاب عظیم ہوگا پہر جس کسی نے تفسیر مسجد کی ساتہ بیت المقدس کے کی ہے وہ کہتا ہے کہ کعب احبار
نے کہا ہے کہ جب نصاری اُسپر غالب آئے اور اُسکو ویران کر دیا تو اللہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہیجا اُنپر یہ آیت
اُتاری سو زمین پر کوئی نصرانی نہین ہے جو بیت المقدس مین آوے مگر ڈرتا ہوا آتا ہے سدی نے کہا کوئی رومی نہین مگر
اُسکو یہ ڈر ہے کہ کہین وہان اُسکی گردن ماری نہ جاوے یا اس سے جزیہ رکہوا لیا نہ جاوے قتادہ نے کہا نہین آتے مساجد
مین مگر چوری سے ابن کثیر کہتے ہین کہ یہ کچہ منافی اس بات کے نہین ہے کہ عموم آیت مین داخل ہوا اسلیے کہ نصاری نے
جب بیت المقدس پر ظلم کیا جس صخرے کی طرف یہود نماز پڑہتے تہے اُسکو خوار وحقیر کر دیا تو شرعًا وقدرًا معاقب بذلت
ہوئے مگر بعض اوقات دہر مین جبکہ انہین سے وہ جگہ بہر گئی اسی طرح جب یہود نے وہان عصیان خدا کا کیا نافرمانی میں
نصاری سے بہی آگے بڑہ گئے تو اللہ نے اُنکو سزا اجرا بہی بہت بڑی دی اسلیے اُن لوگون نے خزی دنیا کو تفسیر کیا ہے ساتہ
خروج مہدی علیہ السلام کے یہی قول ہے سدی وعکرمہ ووائل بن داؤد کا قتادہ نے کہا ہے مراد اس رسوائی سے یہہ
کہ ذلیل ہو کر آئین اپنے ہاتہ سے جزیہ دین مگر صحیح یہ ہے کہ خزی دنیا ان سب اقوال سے عام تر ہے حدیث مین رسوائی دنیا
وآخرت سے پناہ مانگی ہے بشیر بن ارطاۃ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تہے اللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا

فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ روایت احمد یہ حدیث حسن ہی اگرچہ کتب ستہ مین نہین ہے ان مین فقط یہی ایک حدیث یا حدیث لَا تُقْطَعُ الْاَیْدِیْ فِی الْغَزْوِ مروی ہی انکو ابن ابی ارطاۃ بھی کہتے ہین **ف** فتح البیان مین ہے مراد ویرانی مساجد سے یہ ہی کہ انکو ڈھادین یا ادای طاعات سے جنکے لیے انکی بنای ہوئی ہے بیکار و معطل کردین جیسے سیکھنا سکھانا علم کا بیٹھنا واسطے اعتکاف کے انتظار کرنا نماز کا سو کسی حال مین لائق نہین وہان نہ آوین مگر حالت خوف مین ڈرتے کانپتے لرزتے ہوئے کیونکہ بیت المقدس جگہ حج و زیارت نصاری کی ہی کسی نے کہا مراد خوف سے جزیہ لینا ذمی سے قتل کرنا حربی کا ہے کسی نے کہا فتح قسطنطنیہ و رومیہ و عموریہ ہے مگر قول اول اولی ہے اس آیت مین بندون کو یہ ارشاد ہی کہ مسجدون کو اہل کفر سے ممنوع رکھین کوئی سی مسجد کسی طرح کا کافر کیون نہ ہو اسلیے کہ لفظ عام ہے گو سبب خاص ہو انکے لیے دنیا مین رسوائی ہے یعنے ذلت و قتل و گرفتاری و جزیہ و قید وغیرہ آخرت مین عذاب عظیم ہے یعنے آگ دوزخ

وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۝ اللہ ہی کی ہے مشرق و مغرب جس طرف تم منہ کرو وہان ہی متوجہ ہے اللہ بر حق اللہ گنجایش والا ہے سب خبر رکھتا ہے یہود و نصاری کا ایک یہ بھی جھگڑا تھا کہ ہر کوئی اپنے قبلے کو بہتر بتاتا اللہ تعالی نے فرمایا کہ اللہ ایک طرف مخصوص نہین ہے اسکے حکم سے جس طرف منہ کرو وہ متوجہ ہے **ف** اس آیت مین تسلی دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کو جنہین کفار نے مکے سے نکال دیا تھا مسجد و مصلی الگ کر دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین کعبے کے سامنے بیت المقدس کیطرف نماز پڑھتے تھے جب مدینے مین آئے سولہ یا سترہ مہینے تک ادھر ہی نماز پڑھی پھر اللہ نے طرف کعبے کے پھیر دیا اور یہ آیت اتاری ابن عباس نے کہا کہ سب سے پہلے جو قرآن مین منسوخ ہوا یہی حکم قبلے کا تھا آیت ناسخ یہ ہے وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ پھر کہا مراد وجہ اللہ سے قبلۃ اللہ ہے مجاہد نے کہا تم جہان کہین ہو منہ قبلے کو کرو یعنے کعبے کو ابن جریر نے کہا بعض نے کہا ہے کہ نزول اس آیت کا قبل فرضیت توجہ کے طرف کعبے کے ہوا ہے یعنی جب مشرق مغرب اسکی ٹھیری کوئی جگہ اس سے خالی نہین ہے کما قال وَلَآ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ اَکْثَرَ اِلَّا ھُوَ مَعَھُمْ اَیْنَمَا کَانُوْا تو جس سمت کو تمہارا منہ ہوگا وہ اللہ کی طرف ہوا پھر جب تو جہ طرف مسجد الحرام کے فرض ہوئی تو وہ حکم ہر سمت کا منسوخ ہو گیا ابن کثیر کہتے ہین یہ بات کہ کوئی جگہ اللہ سے خالی نہین ہے مراد اس سے اگر علم خدا ہے تو صحیح ہے کیونکہ اسکا علم محیط جمیع معلومات ہے رہی ذات اسکی سو وہ کسی حیز مین ساری خلق سے محصور نہین ہو سکتی تَعَالٰی عَنْ ذٰلِکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا پھر ابن جریر سے یہ نقل کیا ہی کہ بعض کے نزدیک یہ آیت اذن ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا کہ نماز تطوع یعنے نفل حالت سیر و سفر و شدت و خوف و مسایفہ مین جدھر چاہین مشرق و غرب سے پڑھین ابن عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یون ہی کرتے تھے سواری جدھر چلے ہے جاوے اس آیت کے یہی معنے فرماتے تھے اس حدیث کی اصل صحیحین و سنن مین ہے

ل۔ اور جہان کہ تو نکلے منہ کر طرف مسجد حرام کی اور جس جگہ تم ہوا کرو منہ کرو اسی کیطرف ۱۲

ع۔ اور نہ اس سے کم اور زیادہ جہان وہ نہیں ہے انکے ساتھ جہان کہین ہون ۱۲

عہ۔ وہ ذات پاک اس بات سے بہت بلند ہے ۔

بخاری مین ابن عمر سے آیا ہے کہ اگر خوف زیادہ ہو تو تم نماز پڑہو پیادہ سوار رو بقبلہ غیر قبلہ نافع نے کہا مین سمجہتا ہون کہ وہ اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے تہے مسئلہ ابن کثیر کہتے ہین شافعی نے درمیان سفر مسافت و سفر عدوی کے کچہ فرق نہین کیا ہے سب مین نماز نفل راحلہ پر پڑہی یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے مگر مالک و مالکیہ اس کے خلاف کہتے ہین ابو یوسف و ابو سعید اصطخری نے یہ اختیار کیا ہے کہ نفل سواری پر شہر مین پڑہے نہ سفر مین یہی قول انس بن مالک سے مروی ہے یہی مختار طبری ہے بعض نے کہا نزول اس آیت کا حق مین ایک قوم کے ہوا تہا جنکو قبلہ معلوم نہ ہوا ہر کسی نے ایک طرف نماز پڑہی اللہ نے انکو آگاہ کر دیا کہ یہ تمہاری نماز ہو گئی جو تمنے بعد تحری کے پڑہی گو طرف قبلے کے نہ ہوئی عبید اللہ نے کہا ہم ایک اندہیری رات مین ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تہے لوگون نے پتہر جمع کرکے مسجد بنا کر نماز پڑہی صبح کو معلوم ہوا کہ اودہر قبلہ نہ تہا حضرت سے کہا آج کی رات ہمنے نماز غیر قبلہ کیطرف پڑہی اسپر یہ آیت اتری اسکو ابن کثیر نے اپنی سند سے لکہا ہے اسکی سند مین ضعفا ہین اسی کے لگ بہگ اور حدیثین بہی بالفاظ و طرق مختلفہ آئی ہین ابن کثیر نے کہا گو ان مین ضعف ہے مگر بعض مقوی بعض ہین رہی یہ بات کہ جو نماز طرف قبلے کے نہین پڑہی ہے اسکی قضا کرے یا نہین سو اس مین دو قول ہین اور یہ روایات دلائل ہین عدم قضا کے کسی نے کہا یہ آیت حق مین نجاشی کے اتری ہے جب حضرت نے خبر موت نجاشی دیکر نماز پڑہنا چاہا لوگون نے کہا وہ قبلے کی طرف نہین پڑہتا تہا اسپر یہ آیت اتری قتادہ نے کہا وہ طرف بیت المقدس کے پڑہتا تہا اس کو ناسخ نہین پہونچا تہا قرطبی نے کہا حضرت نے اسپر نماز جنازہ پڑہی اس سے معلوم ہوا کہ غائب پر یہ نماز پڑہنا درست ہے پہر کہا کہ نماز خاص تہی ساتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تہے مین کہتا ہون خصوصیت پر کوئی دلیل لائق تعویل کے موجود نہین ہے جب نہین ہے تو ہر غائب پر پڑہنا مسنون ہوا یہی بات ٹہیک ہے حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درمیان مشرق و مغرب کے قبلہ ہے اہل مدینہ و اہل شام و اہل عراق کا رواہ ابن مردویہ ابن کثیر نے کہا اس حدیث کو اس جگہ سے ایک مناسبت ہے اسکو ترمذی نے بہی باختصار روایت کیا ہے حسن صحیح کہا ہے پہر یہ کہا کہ کئی صحابی سے یہی آیا ہے کہ درمیان مشرق و مغرب کے قبلہ ہے ابن عمر نے کہا جب تو مغرب کو داہنی طرف مشرق کو بائین طرف کریگا تو قبلہ درمیان مین ہوگا اسکو دارقطنی و بیہقی نے بہی روایت کیا ہے مدینے کے لوگ جنوب کی طرف مونہ کرکے نماز پڑہتے ہین ہند کے لوگ مغرب کی طرف منہ کرتے ہین مکے کے لوگ مسجد الحرام مین ہر چہار طرف منہ کرتے ہین ابن جریر نے ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت حق مین دعا کے اتری ہے مجاہد نے کہا جب آیت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اتری تو لوگون نے کہا ہم کدہر مونہ کرین تب یہ آیت نازل ہوئی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ معلوم ہوا کہ دعا ہر طرف درست ہے گو رو بقبلہ ہو کر مانگنا افضل و اولی ہو ف واسع وہ ہے جو بندون پر انکے دین مین گنجائش بخشے جو بات انکی طاقت سے باہر ہے اسکی تکلیف نہ دے اسکا علم سب کو سمالے کما قال وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا قرطبی نے کہا واسع وہ ہے جسکا جود و سخا ہر شے کو سمالے علیم وہ ہے جسکو ہر چیز کا علم ہو کوئی چیز اُسکے علم سے غائب نہ ہو سکے

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ○ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

کہتے ہین اللہ رکہتا ہو اولاد وہ سب سے نرالا ہے بلکہ اُسی کا مال ہے جو کچہ ہے آسمان و زمین مین سب اُس کے آگے ادب سے ہین نیا نکالنے والا آسمان و زمین کا جب حکم کرتا ہے کسی ایک کام کا تو یہی کہتا ہے اُسکو کہ ہو وہ ہوجاتا ہے **ف** اس آیت مین اور جو اس سے ملی ہوئی ہے رد ہے نصاری پر اور جو اُنکی طرح ہین یہود و مشرکین عرب سے جو فرشتون کو خدا کی بیٹیان ٹہیراتے تہے اللہ نے اُن سب کو جہٹلایا اُنکے دعوی کو باطل فرمایا بعد اپنی تقدیس کے یہ ارشاد کیا کہ جو کچہ درمیان آسمان و زمین کے ہے سب مین اُسی کا تصرف ہے سب کا وہی ایک خالق رازق مقدر مسخر مدبر مصرف ہے جو چاہے سو کرے سب اُس کے بندے و ملک ہین پہر کوئی اُن مین سے کس طرح اُسکی اولاد ہو سکتا ہے ولد جب ہوگا تو شے متناسب سے ہوگا اللہ کا کوئی نظیر عظمت و کبریا مین شریک نہین ہے نہ بی بی رکہتا ہے تو اب بچا کہان سے آویگا کما قال تعالی

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ وقال تعالی وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ○ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ○ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ○ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ○ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ○ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ○ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ○ وقال تعالی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

ان آیتون مین اللہ پاک نے یہ تقریر فرمائی کہ وہی ایک ذات سید عظیم ہے جس کا کوئی نظیر و شبیہ نہین ہے ساری چیزین جو اُس کے سوا ہین اُسی کی مخلوق مربوب ہین پہر اُس کے لیے کہان سے اولاد ہو سکتی ہے اسی لیے بخاری نے ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر مین مرفوعًا یون روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے جہٹلایا مجہہ کو بنی آدم نے اور یہ اُسکو لائق نہ تہا گالی دی مجہکو اور یہ اُس کو چاہیے نہ تہا اُسکا جہٹلانا مجہے یہ ہے کہ وہ زعم کرتا ہے کہ مین اُس کے اعادے پر جیسا کہ وہ تہا قادر نہین ہون اُسکا گالی دینا مجہے یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میری اولاد ہے سو مین تو نرالا ہون اس بات سے کہ جورو بچے اختیار کرون بخاری ساتہ اس حدیث کے اس طریق سے منفرد ہین ابوہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ فرماتا ہے تکذیب کی میری ابن آدم نے یہ اُسکو لائق نہ تہا گالی دی مجہکو یہ اُسے چاہیے نہ تہا تکذیب یہ کی کہ مین اُسکو پہر اعادہ نہ کرونگا جس طرح پہلی بار اُسکو بنایا حالانکہ اول خلق کچہ مجہ پر اُس کے اعادے سے زیادہ آسان نہین ہے گالی یون دی کہ یون کہا اللہ اولاد رکہتا ہے حالانکہ مین ایک اکیلا معبود ہون کسی کا محتاج نہین نہ کسی کو میں نے جنا نہ کسی نے مجہ کو جنا نہ کوئی میرا ہمسر اسکو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے صحیحین مین مرفوعًا آیا ہے اللہ سے زیادہ سماعت ایذا پر کوئی صابر نہین وہ تو اُس کے لیے اولاد ٹہیراتے ہین اللہ اُنکو رزق و تندرستی دیتا ہے یہ اولاد ٹہیرانے والے یہود و نصاری ہین یہود نے عزیر کو اللہ کا بیٹا کہا نصاری نے مسیح کو ولد اللہ ٹہیرایا کفار عرب نے ملائکہ کو بنات اللہ کہا **ف** ابن عباس نے کہا قانت کے معنے مین نمازی عکرمہ نے کہا قانت وہ ہے جو اقرار اپنی بندگی کا کرے

سعید بن جبیر نے کہا قنوت کے معنے ہیں اخلاص ربیع بن انس نے کہا قانت کہتے ہیں قائم کو دن قیامت کے سدی نے کہا
یعنے مطیع بروز حشر مجاہد نے کہا تابعداری یعنی جب کہا کہ انسان ہو تو ہو گیا دوسرا قول مجاہد کا یہ کہ طاعت کافر کی یہ ہے کہ اُس کا
سایہ سجدہ کرتا ہے اور وہ جی میں ناخوش ہے ابن جریر نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اس کے اندر سارے قول آجاتے ہیں
کیونکہ قنوت وطاعت واستکانت الی اللہ شرعی وقدری ہوتی ہے کما قال تعالی وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ
فِي الْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ حدیث ابو سعید خدری میں مرفوعاً آیا ہے قرآن کے جس حرف
میں ذکر قنوت کا ہے مراد اُس سے طاعت ہے رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ اسی کے مثل امام احمد نے بھی روایت کیا ہے لیکن سند
ضعیف ہے لائق اعتماد نہیں کیا عجب ہے کہ کلام کسی صحابی یا تابعی وغیرہ کا ہو اس قسم کے اسانید تفاسیر میں بہت آتی
ہیں اُن میں اکثر نکارت ہوتی ہے اُنہیں دھوکا کھانا نہ چاہیے کیونکہ سند ضعیف ہے **ف** بدیع وہ ہے جو بے مثال سابق
کے بنا دی یعنے نئے اوپجی کی ہے کوئی اگلا نمونہ نہ ہو مجاہد وسدی نے کہا یہی معنے مقتضائے لغت ہیں اسی لیے شرع
نو ایجاد و احداث کو بدعت کہتے ہیں جس طرح صحیح مسلم میں آیا ہے اِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ابن کثیر کہتے ہیں بدعت
دو طرح پر ہوتی ہے ایک بدعت شرعیہ جیسے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ
دوسری بدعت لغویہ جیسے قول عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا حق میں تراویح کے نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ عمر نے سب کو اس نماز
پر جمع کر کے مستمر کیا تھا اس پر یہ کلمہ کہا انتہی اس تقریر ابن کثیر سے یہ بات نکلی کہ ہر بدعت شرعی گمراہی ہوتی ہے حسنہ
سیئہ کی تقسیم نہیں ہے تقسیم اگر ہے تو طرف اسی شرعی ولغوی کے ہے پس بس یہی بات حق وصواب ہے اس لیے
کہ حدیث مرفوع میں کہیں بھی اتا پتا تقسیم بدعت کا نہیں چلتا یہ کلیہ اپنے جملہ افراد کو شامل ہے قیامت تک جن
علماء وفقہاء نے بدعت کو پانچ یا کم وبیش عدد پر تقسیم کیا ہے وہ نری انکی رای وقیاس ہے سو یہ دونوں حجت نہیں ہیں
اس تقسیم کی مثال میں ایسی چیزیں بھی ذکر کر دی ہیں جو سرے ہی سے خارج از بدعت ہیں نہ شرعی بدعت ہو سکتی ہے نہ
لغوی جیسے کتابت علم وغیرہ کہ ثبوت اسکا خود کتاب وسنت سے ہو چکا ہے علاوہ اس کے جو قائل ہیں حسنہ سیئہ کے
بھی یہ بات کہتے ہیں کہ ادنے سنت بدعت حسنہ سے بہتر ہوتی ہے مثلاً استنجا کرنا مطابق آداب سنت کے رباط
ومدرسہ وخانقاہ کے بنانے سے بہتر ہے اس مثال کو ملا علی قاری حنفی وشیخ عبد الحق دہلوی نے شرح وترجمہ مشکوٰۃ
میں لکھا ہے بدعت سے دل کا تاریک ہونا دل پر زنگ لگ جانا مہر لگنا سنت سے دل کا روشن ہو جانا نور کا پھیلنا بیان
کیا ہے یہ جگہ زیادہ تفصیل کی بیان بدعت کے لیے نہیں ہے ابن جریر نے کہا بدیع بمعنے مبدع ہے مبدع وہ
ہے جو ایسی چیز بنائے نکالے جو کسی نے اُس جیسی بنائی نکالی نہ ہو پھر کہا اسی وجہ سے مبتدع فی الدین کو مبتدع
کہتے ہیں کہ جو چیز اُسکے غیر نے نکالی نہ تھی وہ اس نے نئی نکالی اسی طرح ہر محدث قول یا فعل غیر متقدم فیہ کو عرب
میں مبتدع کہتے ہیں پھر ابن جریر نے یہ لکھا ہے کہ معنے اس آیت شریف کے یہ ہوئے کہ اللہ سبحانہ پاک ہے کہ اُسکی

اولاد ہو وہ تو ساری آسمان و زمین کا مالک ہے یہ سب اُسکی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں طاعت کا اقرار کرتے ہیں وہ آسمان
سب کا خالق باری ہو جسنے بغیر کسی اصل و مثال کے اُسنے انکو بنایا اس میں بندون کو آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ وہ مسیح
جسکو یہ خدا کا بیٹا کہتے ہیں وہ خود اسی بات کی گواہی دیتا ہے سو جسنے آسمان و زمین کو بغیر کسی اصل سابق و مثال متقدم
کے بنایا ہے اُسنے مسیح کو بھی اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا و ایجاد کیا انتہے ابن کثیر نے کہا یہ کلام ابن جریر کا جید عبارت
اُنکی صحیح ہے **ف** اس ارشاد میں کہ جب ہم کوئی حکم کرتے ہیں تو فقط کن کہنے سے وہ شے موجود ہو جاتی ہے اپنی کمال قدرت
عظیم سلطان کو بیان فرمایا ہے کہ ایک بار کا کن کہدینا اُس چیز کے بنکر طیار ہو جانے کو مطابق ارادہ کے کافی ہو جاتا
ہے کما قال تعالیٰ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ وقال تعالیٰ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ
اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ وقال تعالیٰ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ شاعر نے کہا ہے ؎ اِذَا مَا اَرَادَ اللّٰهُ
اَمْرًا فَاِنَّمَا + يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ قَوْلَةً فَيَكُوْنُ + اس سے یہ بھی نکلا کہ عیسے کا پیدا ہونا بھی اس کلمہ کن فیکون سے ہوا ہے
قال تعالیٰ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہے
کہ سچ مچ بھی حرف کن ارشاد ہوتا ہے یہ بات نہیں ہے کہ یہ مجاز ہو حقیقت نہ ہو کیونکہ کوئی امر حمل کرنے سے معنی حقیقی پر مانع نہیں
ہے نہ کوئی دلیل موجب تاویل آئی ہے پھر یہ کہنا بیضاوی وغیرہ کا کہ وہان کوئی قول نہیں ہے قضا کو اس لفظ سے تعبیر کیا
ہے نص قطعی ہے ۱۲ اور کہے اللہم احفظنا وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۭ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ کہنے لگے جنکو علم نہیں کیون نہیں
بات کرتا ہم سے اللہ یا ہمکو آوے کوئی آیت اسیطرح کہہ چکے ہیں اُنسے اگلے انہیں کی سی بات ایک سے ہیں دل بھی اُنکے ہمنے
بیان کر دیں نشانیان واسطے اُن لوگون کے جنکو یقین ہے یعنے اگلی امت جو یہود تھی وہ بھی اپنے نبی سے یہی کہتی
تھی جواب کے لوگ کہنے لگے **ف** ابن عباس نے کہا رافع بن حرملہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد اگر
تم خدا کے رسول ہو جیسا کہ تم کہتے ہو تو تم اُس سے کہو وہ ہم سے باتیں کرے ہم اُسکا کلام کو سنیں اسپر یہ آیت اتری مجاہد
نے کہا یہ قول نصاریٰ کا تھا اسیکو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے اسلیے کہ سیاق آیت کا انہیں کے حق میں ہے لیکن ابن کثیر نے
کہا اس میں نظر ہے قرطبی نے کہا ہے یہ یہان کیون نہیں مخاطب کرتا ہمکو خدا ساتہ تمہاری نبوت کے اے محمد سو ظاہر
سیاق بھی یہی ہے واللہ اعلم ابو العالیہ ربیع بن انس قتادہ سدی نے کہا ہے یہ قول کفار عرب کا تھا انکے اگلے یہود و نصاریٰ کے لوگ ہیں
اس دلیل سے وَاِذَا جَاۗءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ الایۃ وقولہ تعالیٰ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ
لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا الیٰ قولہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا وقولہ تعالیٰ وَقَالَ الَّذِيْنَ
لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا وقولہ تعالیٰ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا
مُّنَشَّرَةً ... اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ تعنت و عناد سے سوال کرتے تھے ... یہ کہنا اُنکا مثل قول

تو آسمان اس میں کون ... ایک آدمی ہی ہون بھیجا ہوا ۱۲

یہود ونصاری کو براہ کفر وعناد تہا کما قال تعالیٰ یَسْئَلُکَ اَھْلُ الْکِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْھِمْ کِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓی اَکْبَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً وقال تعالیٰ وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً وقولہ تعالیٰ تَشَابَھَتْ قُلُوْبُھُمْ یعنے مشرکین عرب کے دل کفر وعناد وفساد مین مثل انکے ہوگئے جو انسے پہلے تہے کما قال تعالیٰ کَذٰلِکَ مَآ اَتَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ اَتَوَاصَوْا بِہٖ الآیۃ **ف** اسکے بعد یہ فرمایا ہے کہ ہمنے صدق رسل پر جو دلائلین بین وہ کہول کر سنا دین اب کسی اور سوال وزیادت کی حاجت نہین ہے یعنے اُس شخص کو جو یقین لایا ہے نبی کو اُسنے سچا جانا ہے رسول کی آمدنے اپیروی کی ہے اسکی باتون کو سمجہتا ہے ورنہ وہ لوگ جنکے دل اور کان پر اسنے مہر لگادی آنکہ پر پردہ ڈالدیا ہے سو انکے حق مین یہ فرمادیا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْھِمْ

کَلِمَتُ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْھُمْ کُلُّ اٰیَۃٍ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلَا تُسْئَلُ

عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ۝ ہمنے بہیجا ہے تجہ کو ٹہیک بات لیکر خوشی اور ڈر سنانیکو تجہ سے پوچہ نہین دوزخ والون کی یعنے تجہ پر یہ الزام نہین کہ تو نے انکو مسلمان کیون نہین کیا **ف** ابن عباس نے مرفوعًا کہا ہے کہ مراد خوشی سنانیوالا جنت کا ڈرانیوالا آگ دوزخ سے ہے رواہ ابن ابی حاتم عدم سوال کا یہ مطلب ہے کہ کافر کے کفر کی بازپرس تجہ سے نہوگی کقولہ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ وکقولہ فَذَکِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ وکقولہ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِجَبَّارٍ فَذَکِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ اسکی مثل اور بہی آیتین ہین یہ معنی جب ہین کہ تا ء تسأل مضموم ہو اور اگر مفتوح پڑہی جاویگی تو یہ معنے ہونگے کہ تو کچہ حال انکا نہ پوچہ جس طرح کہ عبدالرزاق نے محمد قرظی سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تہا کاش مین جانتا کہ میرے ماں باپ نے کیا کیا یعنے انکا انجام کیسا ہوا اسپر یہ آیت اتری پہر کبہی آپنے مرتے دم تک انکا ذکر نہ کیا قرطبی نے کہا یہ ویسی بات ہے جیسے کہتے ہین کہ فلان شخص کا حال کیا پوچہتا ہے مت پوچہ یعنے وہ تیرے گمان سے بہی آگے بڑہ گیا ہے پہر کہا کہ ہم تذکرے مین یہ بات ذکر کی ہے کہ اللہ نے آپکے ماں باپ کو زندہ کر دیا تہا وہ ایمان لے آئے اور اس حدیث کا کہ میرا باپ تیرا باپ نار مین ہین جواب دیا ہے ابن کثیر کہتے ہین جو حدیث حیات ابوین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مروی ہے وہ کسی کتاب مین کتب ستہ سے نہین ہے یعنے صحاح ستہ مین اسکی اسناد ضعیف ہے انتہے ابن کثیر نے سچ کہا کہ یہ حدیث بلکہ اور حدیثین جو اس باب مین آئی ہین جن پر سیوطی وغیرہ نے تمسک کیا ہے سب اسیطرح پر بے اصل یا منکر یا شاذ یا موضوع ہین اس مین کچہ شک وشبہ نہین ہے عدم ایمان ابوین نبی ہے کوئی منقصت بہی دامن پاک رسالت مین نہین لگتی پہر اس قدر شور وغوغا زید وعمر کا اثبات ایمان ابوین کے لیے کیون ہے ابن جریر نے جو قول قرظی کو اس بنیاد پر رد کیا تہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شک کرنا امر ابوین مین محال ہے اس لیے اگلی ہی قراءت ٹہیک ہے سو اسکا رد ابن کثیر نے کیا اور یہ کہا محتمل ہے کہ یہ بات وقت استغفار واسطے ابوین کے ہو پہلی اس سے کہ انکا حال معلوم ہو جب معلوم ہوا تو اُن دونون سے تبرا کیا اور یہ خبر دی کہ وہ اہل نار سے ہین جسطرح صحیح مین آیا ہے اسکے امثال بہت سے ہین اور نظائر بہی ابن جریر کا کہنا کچہ لازم نہین ہے انتہے اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مختار ابن کثیر کا بہی یہی ابوین کا کفر ہے اور ... بعد ممات کے ایمان نہین لائے یہی عقیدہ مطابق حدیث مسلم کے سب مسلمین کا

ہے مخالف اس کا مخالف حدیث صحیح ہے بلکہ ہماری نزدیک تو یہ بات بہتر ہے کہ ایسے مسائل مین سرے سے خوض ہی کرنا خلاف مقصود شرع برحق ہے ہم کو تو قرآن مین یہ کہہ سنایا ہے تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ سو ہم کو اسی قاعدے پر جمے رہنا چاہیے مالا یعنی کو چھوڑنے مین اسلام کی خوبی ہے بیجا خوض وغور کرنے مین تضییع وقت و تباہی ایمان ہے **ف** عطاء بن یسار نے ابن عمرو سے ملکر یہ کہا کہ بتاؤ صفت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توریت مین کیا ہی کہا واللہ وہ موصوف مین توریت مین اُسی صفت کے ساتھ جو قرآن مین آئی ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِّلْأُمِّيِّينَ وَأَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَا فَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَفْتَحُ بِهِ أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَانْفَرَدَ بِإِخْرَاجِهِ الْبُخَارِيُّ یعنے اے نبی بھیجا ہمنے تم کو گواہ بنا کر خوشی دینے والا ڈر سنانیوالا پناہ ان پڑھون کی تو میرا بندہ و رسول ہے مین نے تیرا نام متوکل رکھا نہ بد مزاج ہے نہ سخت دل نہ بازارون مین چلاتا پھرتا نہ بدی کو بدی سے دور کرے بلکہ معاف فرماوے بخش دے وفات نہ دیگا اُسکو اللہ یہان تک کہ سیدھا کردے اُس کے سبب ٹیڑھی ملت کو یون کہ وہ کلمہ طیبہ کہین اس کلمے سے وہ اندھے آنکھون بہرے کانون بند دلون کو کھول دیگا اس حدیث کو ابن مردویہ نے بھی روایت کیا مگر اتنا اور زیادہ کیا کہ عطاء نے کہا پھر مین کعب احبار سے ملا اُنسے بھی یہی سوال کیا کسی حرف مین اختلاف نہ ہوا مگر کعب نے اپنے لغت مین یون کہا أَعْيُنًا عُمُومِي وَآذَانًا صُمُومِي وَقُلُوبًا غُلُوفًا وَلَنْ

تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۞ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ

وَمَن يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۞ ہرگز راضی نہ ہونگے تجھ سے یہود اور نہ نصاریٰ جبتک تابع نہ ہو تو اُن کے دین کا تو کہہ جو راہ اللہ دکھاوے وہی راہ ہے کبھی تو چلا اُنکی پسند پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہونچا تو تیرا کوئی نہین اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنیوالا نہ مددگار جنکو ہمنے دی ہے کتاب وہ اسکو پڑھتے ہین جو حق ہے پڑھنے کا وہ اسپر یقین لاتے ہین اور جو کوئی منکر ہوگا اُس سے سو اُنہین کو نقصان ہی یہود مین کچھ لوگ کم کم با انصاف بھی تھے کہ اپنی کتاب کو پڑھتے تھے سمجھ کر وہ اس قرآن پر ایمان لائے ایک اُنکے عالم تھے عبداللہ بن سلام اُنکے ساتھ اور بھی کئی مسلمان ہوئے **ف** ابن جریر نے کہا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو نو فریق کبھی تجھ سے راضی و خوش نہ ہونگے سو تم اُنکی رضامندی و موافقت کو چھوڑ کر اُنکے بلانے مین طرف اُس حق کے جو اللہ نے بھیجا ہے اللہ کی رضامندی طلب کرو جو راہ اللہ نے تمکو دکھادی ہے وہی دین مستقیم صحیح کامل شامل ہے قتادہ نے کہا یہ ایک خصومت ہے جو اللہ نے اپنے رسول اللہ اُنکے اصحاب کو سکھائی ہے کہ تم اہل ضلالت سے یون لو جھا کرو پھر قتادہ رح نے کہا مجھکو یہ حدیث مبارک

یعنے وہ ایک جماعت نے گنتی تہا ہوا جو کہ کسی اور ٹٹا پر جسکی دادر حی کے پیچ مین ... علم کی " کہ آنکھین اندھی اور کان بہرے اور دل نافل "

پہونچی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا حق پر لڑے گا اور غالب
رہیگا جو کوئی اُس کے خلاف ہوگا وہ کچھ نقصان اُنکو پہنچا سکیگا یہانتک کہ اللہ کا حکم آوے ابن کثیر کہتے ہین
یہ حدیث بخاری مین آئی ہے ابن عمرو سے انتہی ف اس ارشاد مین کہ اگر تو نے اہل کتاب کا اتباع کیا تو تیرا
کوئی تیرا حامی و ناصر نہین ہے ایک بڑی تہدید اور وعید شدید ہے امت کو اس بات پر کہ کہین وہ اتباع طرائق یہود
و نصاری کا نہ کرین بعد اسکے کہ قرآن و سنت کو معلوم کر چکے ہین یہ خطاب گو رسول کو ہے مگر امر امت کو ہے
فتح البیان مین کہا ہے کہ اس آیت مین ایسی سخت وعید ہے کہ جس سے دل کانپتے ہین جی بیٹھے جاتے ہین اہل
علم حامل حجتہائے الٰہی قائم بہ بیان شرائع ہین اُنپر اس آیت نے یہ بات واجب کر دی ہے کہ وہ اہل بدعت
و متمذہبین مذاہب سوئے سے جو تارک عمل بکتاب و سنت اور اختیار کرنیوالے رائے محض کے بمقابلہ قرآن و حدیث
پر ہین کسی طرح کی مداہنت نہ کرین اسلیے کہ یہ لوگ اگرچہ ظاہر مین اظہار قبول کرتے ہین اخلاق نرم سے پیش آتے
ہین لیکن ان کو سوائے اتباع بدعت اور دخول مداخل ضلالت کی کوئی بات پسند نہین آتی پس جو کوئی شخص عالم کتاب
و سنت ہو کر ان کی بدعت و تقلید کو معلوم کر کے اُنسے مداہنت کرنا ترک نہ کریگا تو سمجھ لو کہ اُسکے لیے طرف
سے اللہ کے نہ کوئی دوستدار ہے نہ مددگار ف اکثر فقہاء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اس بات پر کہ سارا
کفر ایک ملت ہوتا ہے کیونکہ لفظ ملت کا آیت مین مفرد آیا ہے بقولہ تعالیٰ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ اس بنا پر
مسلمان و کافر ایک دوسرے کے وارث نہین ہو سکتے ہین بلکہ ہر ایک کافر اپنے قرین کا وارث ہوتا ہے خواہ
ہم مذہب ہو یا نہ ہو اسلیے کہ یہ سب ایک ہی ملت ہین یہی مذہب ہے شافعی و ابوحنیفہ و احمد کا دوسرا قول احمد
کا موافق مالک کے ہے کہ دو اہل ملت متفرق وارث یکدیگر نہین ہو سکتے جسطرح کہ حدیث مین آیا ہے واللہ اعلم
ف مراد ان لوگون سے جنکو کتاب دیگئی ہے یہود و نصاری ہین یہی قول ہے ابن زید کا اسی کو ابن جریر
نے اختیار کیا ہے قتادہ نے کہا مراد اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین عمر بن خطاب نے کہا مطلب
حق تلاوت کا یہ ہے کہ جب ذکر جنت پر گذرتے ہین سوال جنت کرتے ہین جب ذکر نار پر گذرتے ہین نار سے
پناہ مانگتے ہین یہ بات مرفوعاً بھی مروی ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آیت رحمت پر گذرتے سوال
رحمت کرتے جب آیت عذاب پڑھتے پناہ مانگتے ابن مسعود نے کہا حق تلاوت یہ ہے کہ اسکے حلال کو حلال
حرام کو حرام جانے جیسا وہ اترا ہے اسی طرح اُسکو پڑھے یہ نکرے کہ کلمات کو اُنکی جگہہ سے بدل دے یا کسی شی کو
کسی امر کا مطلب پر جو قرآن کا مطلب نہین ہے لگا دے یہی بات ابن عباس سے بھی منقول ہے حسن بصری نے
کہا مطلب یہ ہے کہ محکم پر عمل کرے متشابہ پر ایمان لاوے جو مشکل ہو اسکو خدا پر چھوڑ دے یہی ابن عباس
اور ابن مسعود کا قول ہے کہ مراد حق تلاوت سے پورا پورا اتباع کرنا ہے پھر یہ آیت پڑھی وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا یعنی

اِتّبَعَهَا اسی طرح عکرمہ عطا مجاہد وغیرہم سے مروی ہے بلکہ ابن عمر نے اس مطلب کو مرفوعًا روایت کیا ہے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ میں یہ فرمایا يَتَّبِعُوْنَهٗ حَقَّ اِتِّبَاعِهٖ اس کی سند اگرچہ بہت ضعیف ہے مگر ابن کثیر نے کہا کہ معنے صحیح ہیں ابو موسی اشعری نے کہا جو کوئی قرآن کا اتباع کرتا ہے وہ اس کے سبب سے ریاض جنت میں اتار جاتا ہے **ف** یہ ارشاد کہ کتاب پڑھنے والے ہی یقین لاتے ہیں اسکا یہ مدعا ہوا کہ اہل کتب منزلہ میں جو کوئی اقامت کتاب کما حقہ کرتا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بھی ایمان لاتا ہے کما قال تعالی وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وقال تعالی قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ یعنی جب تم توریت و انجیل کو پورا پورا قائم کرو گے کما حقہ انپر ایمان لاؤ گے جو اخبار بعث و نعت و صفت و امر باتباع محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے موجود ہیں انکی تصدیق کرو گے تو یہ بات تمکو حق کی طرف کھینچ لیجاویگی تم ان میں اتباع محمد کیلئے لکھو گے کما قال تعالی اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ الآیۃ قال تعالی قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا یعنی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جس حال کا وعدہ کیا تھا وہ واقع ہوا قال تعالی اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وقال تعالی وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ اسی لیے بعد اسکے یہ فرمادیا کہ جو کوئی منکر ہوگا اس سے تو انہیں کو نقصان ہے کما قال تعالی وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ حدیث صحیح میں ہے قسم ہے اللہ کی نہ سنے گا مجھکو کوئی یہودی نصرانی اس امت کا پھر ایمان نہ لائیگا مجھپر مگر وہ دوزخ میں جاویگا

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۔

اے بنی اسرائیل یاد کرو احسان میرا جو میں نے تمپر کیا اور وہ کہ بڑا کیا تمکو سارے جہان پر اور بچو اس دن سے کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی شخص کو ایک ذرہ اور نہ قبول ہو اسکی طرف سے بدلا اور نہ کام آوے اسکے سفارش اور نہ انکو مدد پہونچے **ف** اس طرح کی آیت شروع اس سورت میں

[illegible]

گذر چکی ہے اسجگہہ اسلیے مکرر آئی کہ مراد تاکید وحث ہو اتباع رسول نبی امی پر جسکی صفت یہ لوگ اپنی کتابون مین پاتے مین اسکی نعت و اسم و امر و امت کے حال سے بخوبی آگاہ ہین سو انکو اس بات سے ڈرایا ہے کہ تم اُن نعمتہای دینی و دنیوی کو یاد کرو جو تمپر ہوئے ہین عرب پر جو تمہارے بنی عم ہین حسد نکرو کہ اللہ نے خاتم رسل کو کیون نہین بہیجا یہ حسد تمکو سبب مخالفت و تکذیب رسول امی کا نہو فتح البیان مین ہے کہ مراد اس عام سے خاص ہے کقولہ تعالی وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ یعنے جب کسی شخص کے لیے عذاب واجب ہوتا ہے اور سوا عقاب کے وہ کسی چیز کا مستحق نہین رہتا تو اسوقت کسی کی سفارش و سعی اُس کے حق مین بکار آمد نہین ہوتی وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ٭ جب آزمایا ابراہیم کو اُسکے رب نے کئی باتون مین پہر اُسنے پوری کین فرمایا مین تجہ کو کرونگا سب لوگونکا پیشوا بولا اور میری اولاد مین کہا نہین پہونچتا میرا اقرار بے انصافون کو **ف** بنی اسرائیل اسبات پر بہت مغرور تہے کہ ہم اولاد ابراہیم ہین اللہ نے ابراہیم کو وعدہ دیا تہا کہ نبوت و بزرگی تیرے گہر مین رہیگی۔ ہم ابراہیم کے دین پر ہین ہمکا دین کوئی مانتا ہے اب اللہ تعالی اُنکو سمجہاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ ابراہیم کی اُس اولاد کو ہے جو نیک راہ پر چلین سو ابراہیم کے دو نو بیٹے پیغمبر تہے ایک مدت تک بزرگی اسحق کی اولاد مین رہی اب اسمعیل کی اولاد مین پہنچی ابراہیم کی دعا دو نو کے حق مین تہی دین اسلام ہمیشہ سے ایک ہے سب پیغمبر سب امتین اسی پر گذرین وہ یہ کہ جو حکم اللہ بہیجے پیغمبر کے ہاتہہ سو قبول کرنا اب مسلمان اسی راہ پر ہین تم اُس راہ سے پہر گئے ہو **ف** اس آیت شریفہ مین اللہ تعالی نے اپنے خلیل جلیل ابراہیم علیہ السلام کے شرف پر آگاہ کیا کہ ہم نے انکو توحید و دین اسلام کا امام و پیشوا ٹہیرایا تہا اسلیے کہ وہ ہمارے امر و نہی کو بجا لایا گو یا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خطاب ہے کہ تم اسبات کی یاد دہی ان مشرکین و اہل کتاب کو کرو کہ تم مدعی ملت ابراہیم کے ہو مگر اسپر قائم نہین ہو بلکہ جس راہ پر مین اور مومنین ہین یہی راہ ابراہیم علیہ السلام کی تہی ابراہیم آزمائش مین پورے نکلے کما قال تعالی وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ یعنی ساری شرع کو عمل بجا لا کر پورا کیا وقال تعالی إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وقال تعالی مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ **ف** مراد کلمات سے شرائع و اوامر و نواہی ہین اسلیے کہ کلمات بولکر کبہی کلمات قدریہ مراد لیے جاتے ہین جس طرح مریم علیہا السلام سے نقل فرمایا ہے وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ کبہی کلمات شرعیہ مراد ہوتے ہین کما قال تعالی وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا

وَعَهِدْنَا سورہ کبھی کبھی خبر ہوتی ہے کبھی طلب مدل گلہ رہا نہیں ہے اسی جنس کی یہ آیت باب ہے کہ جب نے ابراہیم کو آزمایا اُسنے تمہاری باتون کو پورا کر دکھایا اُسکا امام بنانا گویا جزا ہے عمل ہے کہ جسطرح تمنے قیام با وامر وترک نواہی کیا اسی طرح لوگ تمہارے پیچھے چلین گے تمہارا اقتدا کرینگے تم انکے پیشوا ہو ابن عباس نے کہا یہ کلمات مناسک تھے دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ پانچ طرح کی طہارت سر مین پانچ قسم کی طہارت بدن مین تھی سر مین مونچھون کا کترانا کلی کرنا ناک مین پانی ڈالنا مسواک کرنا مانگ نکالنا یا سر منڈانا بدن مین ناخن کترنا موئے زیر ناف مونڈنا بغل کے بال دور کرنا بول وبراز کے اثر کو پانی سے دہونا یہی قول سعید بن مسیب ومجاہد وشعبی ونخعی وغیرہم سے بہی منقول ہے اسی کو قریب یہ حدیث عائشہ سے ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دس چیزین فطرت سے ہین قطرنا مونچھون کا چھوڑنا ڈاڑہی کا مسواک کرنا ناک مین پانی ڈالنا ناخن کترانا براجم کا دہونا موئے بغل کا دور کرنا حلق زیر ناف کرنا پانی سے استنجا کرنا مصعب نے کہا دسوین چیز مین بہول گیا شاید مضمضہ ہوگا رواہ مسلم ابو ہریرہ کا لفظ صحیحین مین یون ہے فطرت پانچ چیزین ہین ختنہ کرنا استرا لینا مونچھین کترانا ناخن کترانا بغل کے بال اکہاڑنا ولفظ مسلم یہی ابن عباس نے کہا ہے کہ وہ دس یا تین ہین چھ انسان مین چار مشاعر یعنی مناسک حج مین انسان مین حلق عانہ نتف ابط ختان تقلیم اظفار ابن ہبیرہ نے کہا یہ چار معن درحقیقت ایک چیز ہین پنجم قص شارب ششم سواک وغسل جمعہ مشاعر مین طواف سعی مابین صفا ومروہ رمی جمار افاضہ پہر یہ کہا کہ مبتلا نہ ہوا ساتھ اس دین کے کوئی شخص جسنے پورا قیام کیا ہو ساتھ اسکے مگر ابراہیم دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ اسلام کے تیس سہم ہین دس آیتین سورہ برأت مین ہین اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الآیۃ دس آیتین اول سورۂ قد افلح المؤمنون مین قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الآیۃ دس آیتین سورۂ احزاب مین اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الآیۃ ابراہیم علیہ السلام نے ان سب کو پورا کیا الخ انکے لیے برأت لکہی تیسرا لفظ یہ ہے کہ مراد ان کلمات سے ایک تو فراق قوم ہے راہ خدا مین اور جب حکم ہوا کہ انکو چھوڑ دو تو فی الفور قوم سے جدا ہو گئے دوسرے حجت کرنا ہے نمرود سے اللہ کی راہ مین تیسرے صبر کرنا ہے آگ مین گرنے پر چوتھے ہجرت کرنا ہے وطن اور شہر سے پانچوین مہمان نوازی کرنا چھٹے ذبح ولد پر طیار ہو جانا حسن بصری نے کہا وہ آزمائش یہ تھی کہ ستارہ وچاند وسورج وآگ وہجرت وختان وذبح ولد مین مبتلا کیا ہر حال مین اللہ سے راضی رہے پکے نکلے مجاہد نے کہا وہ ابتلا یہ تھی کہ ابراہیم نے کہا مجھ کو لوگون کا پیشوا کر کہا اچھا کہا میری اولاد مین بہی امامت مقرر کر فرمایا میرا عہد ظالمون کو نہین پہونچتا کہا اس گہر کو مرجع خلق بنا کہا اچھا کہا اس کی جگہہ کر فرمایا اچھا کہا ہمکو ہماری اولاد کو مسلمان بنا دیکہ فرمایا اچھا کہا ان مین جو ایمان والا ہو انکو رزق دے فرمایا اچھا ربیع بن انس نے کہا وہ کلمات یہ مصداق جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا وقوله وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وقوله وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى وقوله وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ الآیۃ وقوله وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ

الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ یہ سب جملہ انہیں کلمات کے ہین جن پر آزمائش کی گئی تو شعبی نے کہا منہ کلمے یہ تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ ... مِنْهُمْ سعید بن مسیب کہتے ہین سب سے پہلے جسنے ختنہ کیا مہمان کو کہلایا ناخن کترے موچہین کم کین بوڑھے ہوئے ابراہیم علیہ السلام ہین انہوں نے سفید بال دیکھکر کہا یہ کیا ہے فرمایا وقار ہے کہا یا رَبِّ زِدْنِيْ وَقَارًا یعنی اے رب اس عزت و اعتبار کو بڑھا۔ کسی نے کہا سب سے پہلے منبر پر خطبہ انہیں نے پڑھا تھا ڈاک کی چوکی مقرر کی تلوار چلائی مسواک کی پانی سے استنجا کیا ازار پہنی ابن جریر کہتے ہین جائز ہے کہ مراد کلمے سے سارے امور مذکور ہوں یا بعض مگر جزم ساتھ کسی امر کے جائز نہیں ہے کہ فلان بات تھی مگر حدیث یا اجماع سے سو اس باب مین نہ کوئی حدیث آئی ہے نہ ایک راوی سے نہ ایک جماعت سے جسکا ماننا واجب ہو پھر ابن جریر نے کہا کہ اولیٰ بالصواب قول مجاہد و ربیع بن انسؓ کا ہے ابن کثیر نے کہا اسمین قوی تو وہی بات تھی کہ لفظ کلمات شامل جمیع مذکورات ہے کیونکہ سیاق سے علاوہ قول مجاہد وغیرہ کے یہی معلوم ہوتا ہے فتح البیان مین ذکر اختلاف اقوال اہل علم کی بابت کلمات کے یہ لکھا ہے کہ حق یہ ہے کہ جب اس باب مین نہ کوئی حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوئی ہے نہ کسی اور طریق سے تعیین کلمات کا معلوم ہوا ہے تو اب فقط اتنی ہی بات رہ گئی کہ یا تو وہ اُسکے قائل ہوں جو اللہ نے کہا اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا اور اسکو بیان کلمات کا ٹھیرا دین یا سکوت اختیار کرین اللہ پر چھوڑ دین اور جو کچھ ابن عباسؓ وغیرہ صحابہ و تابعین سے بمقدار تعیین کلمات مروی ہے اول تو وہ اقوال صحابہ ہین انکی حجت کیا اسی طرح تابعین کے پھر اگر یہ بھی مان لیا جاوے کہ اُسمین اجتہاد کا دخل نہیں ہے بلکہ وہ حکم مرفوع مین ہین تو بھی تعیین کلمات مین اتنا بڑا اختلاف ہے جو عمل کرنے سے بعض پر منع کرتا ہے پھر کس بات پر عمل کریں کس پر نہ کریں بلکہ خود ایک صحابی سے جیسے ابن عباسؓ ہین روایات مختلف آئی ہین انپر کیونکر عمل ہو سکتا ہے بیان سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو کوئی طرف عموم کے گیا ہے اور اُس نے یہ بات کہی ہے کہ یہ کلمات جمیع کلمات مذکورات ہین اُسکا قول ضعیف ہے اس لیے کہ اس قول سے یہ بات لازم آتی ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر ضعیف و متناقض قول سے کی گئی جو لائق قیام حجت کے نہیں ہے پھر اسمین بھی اختلاف ہے کہ وہ آزمائش نبوت سے پہلے تھی یا پیچھے جس نے کہا ہے کہ پہلے تھی اُس کی دلیل یہ ہے کہ انکو بعد اسکے امام بنایا یہ ابتلا سبب امامت ٹھیری سبب مسبب پر مقدم ہوتا ہے جس نے کہا بعد نبوت کے تھی اُس کی حجت یہ ہے کہ تکلیف بدون وحی الٰہی کے معلوم نہیں ہو سکتی ہے تو تکلیف بعد نبوت کے ہوا کرتی ہے کسی نے یہ کہا کہ اگر مراد ابتلا سے ابتلا بکوکب و قمر و شمس ہے تو نبوت سے پہلے تھی اور اگر شریعت ہے تو بعد نبوت کے تھی مین کہتا ہوں کہ اس خوض کی بھی کچھ حاجت نہیں ہے ہمکو اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا جیسے کبھی آزمایا ہو اور جس کسی امر مین آزمایا ہو وہ اُس آزمائش مین پورے ثابت قدم راسخ دم کے مضبوط نکلے اللہ نے انکو سارے جہان کا پیشوا کیا بعد انکے جو پیغمبر آیا وہ انہین کی نسل مین تھا وہ مامور تھا ساتھ انکے اتباع کے

ابراہیم علیہ السلام وہ شخص ہین جنکو اگلے پچہلے سب لوگ دنیا بہر کے مانتے ہین یہود و نصاری مقر ہین انکے فضل کے انکی طرف یا انکی اولاد کی طرف منسوب ہونیکو اپنا شرف سمجہتے ہین دوسرون پر مباہات کا فخر کرتے ہین کہ ہم انکی اولاد مین ہین حرم کے رہنے والے خانہ کعبہ کے خادم ہین جب اسلام آیا تو اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے وہ امور نقل کیے جو مشرکین و اہل کتاب قبول کرنا قول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کرنا دین اسلام کا منقاد ہونا واسطے شرع کے واجب آتا ہے اسلیے کہ جو باتین اللہ نے ابراہیم علیہ السلام پر واجب کی تہین وہ خصائص دین محمد صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے ہین اس مین قیام حجت ہے یہود و نصاری و مشرکین عرب پر بابت وجوب اتباع رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ انپر ایمان لائین انکی تصدیق کرین **ف** الخ جب ابراہیم علیہ السلام کو امام عالی مقام کیا تو انہون نے رب سے یہ سوال کیا کہ میرے بعد جو امام ہون وہ میری ہی اولاد سے ہون اللہ نے یہ دعا انکی قبول کی مگر یہ بہی سنا دیا کہ تمہاری اولاد مین ظالم بہی ہونگے سو یہ عہد انکو نہ پہونچیگا یہ منصب انکو نہ ملیگا یعنی وہ امام مقتدی نہ ہونگے اسبات کی دلیل کہ وہ سوال مقبول ہوا یہ آیت سورہ عنکبوت ہے وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ سو بعد ابراہیم علیہ السلام کے جو نبی آیا جو کتاب اتری وہ انہین کی ذریت مین ہوا مجاہد نے کہا اس آیت سے یہ نکلا کہ تمہاری ذریت مین بے انصاف لوگ بہی ہونگے سو ظالم آدمی امام نہین ہوسکتا ہم ظالم کو مقتدی نہین بنا سکتے ہان جو اُن مین نیک ہوگا اُسکو ہم امام کرینگے سعید بن جبیر نے کہا مراد یہ ہے کہ مشرک امام نہین ہوگا۔ قتادہ نے کہا مراد آخرت ہے رہی دنیا سو دنیا مین کبہی ظالم بہی امام بنجاتا ہے یہی قول نخعی و عطا و حسن و عکرمہ کا بہی ہے ربیع بن انس نے کہا اللہ کا عہد طرف بندون کے اللہ کا دین ہے یعنے یہ دین ظالمون کو نہین ملتا ظالم بے دین رہتا ہے دیکہو اللہ نے فرمایا ہے وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ وَمِن ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ یعنے اے ابراہیم تمہاری ساری اولاد حق پر نہوگی یہی قول ابو العالیہ و عطا و ابن حبان کا بہی ہے ضحاک نے کہا مراد یہ ہے کہ میری اطاعت کسی میرے دشمن کو جو نافرمان ہے نہین پہونچے گی جو میرا دوستدار مطیع ہوگا اُسکو ملیگی۔ حدیث علی مرتضی مین مرفوعا تفسیر مین اس آیت کی یون آیا ہے کہ نہین طاعت مگر معروف مین رواہ ابن مردویہ سدی نے کہا مراد عہد سے اسجگہہ نبوت ہے ابن کثیر کہتے ہین یہ اقوال مفسرین سلف کے ہین جنکو ابن جریر و ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے پہر ابن جریر نے یہ اختیار کیا کہ یہ آیت اگرچہ ظاہر مین خبر ہے کہ وہ عہد ظالمون کو نہ ملیگا مگر اسمین ابراہیم علیہ السلام کو یہ بات جتلائی ہے کہ تمہاری نسل مین ظالم لنفسہ بہی ہونگے انتہی مگر اس تقریر مین کچہ فائدہ نہین ہے اگر ابن جریر یون کہتے کہ یہ خبر بجائے امر ہے تو بہتر ہوتا یہ مطلب ٹہیرتا کہ بندون کو یہ چاہیے ہے کہ امور شرع پر کسی ظالم کو والی نہ کرین یہ بات ہمنے اسلیے کہی ہے کہ اللہ کی خبر غلط نہین پڑتی حالانکہ ہمکو معلوم ہے کہ عہد امامت وغیرہ بہت ظالمون کے ہاتہہ لگ گیا ہے آیت سے خوند منداد زمالکی نے کہا ہے کہ ظالم اس لائق نہین ہے کہ خلیفہ ہو یا حاکم یا مفتی یا شاہد یا راوی فتح البیان مین لکہا ہے کہ ایک جماعت علما نے اس

۴ اور ٹہرائی اُسکی اولاد مین پیغمبری اور کتاب ۱۲

۵ اور برکت دی ہم نے اوپر ابراہیم اور اسحاق کے اور دونو کی اولاد مین نیکی والے بہی ہین اور بدکار بہی ہین اپنے حق مین صریح ۱۲

آیت سے دلیل پکڑی ہے اسبات پر کہ امام کا اہل عدل وعمل یا نفع ہونا ضرور ہے اس لیے کہ جب اس عدل وعمل سے دور ہوگا تو ظالم ٹہیرے گا بلکہ اضافت عہد اسبات کو چاہتی ہے کہ جتنے کام دین کے ہین امام ان سب مین وصف ظلم سے سالم ہو یہ بہی ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ یا تو دعائیہ ہو یا بطور استفہام جسکے جواب مین بعض ذریت کا ظالم ہونا ارشاد فرمایا وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى جب ٹہیرایا ہمنے یہ گہر کعبہ اجتماع کی جگہہ لوگون کے لیے اور پناہ اور کر رکہو جہان کہڑا ہوا ابراہیم نماز کی جگہہ ابن عباس نے کہا اسکا یہ مطلب ہے کہ لوگ اس گہر سے جب اپنی حاجت پوری کر کے اپنے اہل وعیال کو جاتے ہین تو پہر اس گہر کو آتے ہین یعنے مکرر کر یہان حج کرتے ہین یہی بات ایک جماعت صحابہ وتابعین نے کہی ہے کہ جو کوئی یہان سے گہر کو پہر کر جاتا ہے اسکو شوق یہان کے آنے کا لگا رہتا ہے ہر شہر وملک سے لوگ دوڑ دوڑ کر یہان آتے ہین شاعر نے کہا ہے ؎ جَعَلَ الْبَيْتَ مَثَابًا لَّهُمْ ❊ لَيْسَ مِنْهُ الدَّهْرَ يَقْضُونَ الْوَطَرَا یعنی یکبار رویدم وبار دیگر ہوس دارم ؎ دوبارہ می طلبم طوف کعبہ اے نواب ❊ خدا دہد بہ پر وبال من ہوائے دگر ❊ عکرمہ وقتادہ وعطا وغیرہم نے معنی مثابہ کے یہ کہی ہین کہ مراد اس سے مجمع ہے ؎ نہ پوچھو اہل ہو قف ہم سے دیوانون کی بیتابی ❊ یہان مجمع سنا یان بہی تلاش یار مین آئی ❊ امن سے یہ مراد ہے کہ یہان لوگ بے کھٹکے رہتے ہین اللہ کی پناہ مین ہوتے ہین ابو العالیہ نے کہا یعنے دشمن وہتہیار اٹہانے سے امن مین ہین جاہلیت مین ارد گرد سے لوگون کو اوچک لیتے تہے مگر حرم والے کہ انکو کوئی نہ پکڑتا تہا نہ ستاتا یہ چین وآرام مین تہے مجاہد وعطا وسدی وقتادہ وغیرہم کا یہ قول ہے کہ جو اس جگہہ آیا وہ امن مین ہوا ایک جماعت اہل علم نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اسبات پر کہ جو کوئی ملتجی طرف حرم کے ہو اسپر کوئی حد قائم نہ کی جاوے اسکا قول وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا بہی اسکا مؤید ہے بعض نے کہا یہ حکم منسوخ ہے صحیح یہ ہے کہ محکم ہے اسکو یہان تک تنگ کرین کہ وہ باہر آوے پہر اسکو پکڑ کر سزا جزا دیوین اسی لیے ابن عباس نے کہا ہے کہ مراد امن سے معاذ وملجا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اللہ نے اس آیت مین شرف خانہ کعبہ کا بیان کیا جو وصف اسکا شرعًا وقدرًا تہا وہ ذکر فرمایا کہ یہ ایسی جگہہ ہے جسکا شوق ارواح کو ہے کوئی اگر ہر سال یہان آیا کرے تو بہی اسکا جی نہین بہرتا گویا اللہ نے ابراہیم کی دعا قبول کی وہ یہ دعا تہی فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ الی قولہ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ پہر اللہ نے کہا یہ وہ جگہہ ہے کہ کوئی کچہ ہی کیون نہ کرے جب اس جگہہ آجاتا ہے تو اسکو پناہ ملجاتی ہے ابن زید نے کہا آدمی اپنے باپ بہائی کے قاتل کو دیکہتا مگر تعرض نہ کرسکتا جیسا کہ اللہ نے سورۂ مائدہ مین فرمایا ہے جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ یعنے اس گہر کی تعظیم کے سبب سے بدی دور کی جاتی ہے چنانچہ اسی لیے ابن عباس نے کہا ہے کہ اگر لوگ اس گہر کا حج نہ کرین تو اللہ آسمان کو زمین پر گرا کر ایک طبق کر دے سو یہ شرف اس گہر کو

بلی نشانی کے خرق سے حاصل ہوا ہے وہ بانی خلیل الرحمن علیہ السلام ہین کما قال تعالی وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وقال تعالی اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ابن عباس مرفوعاً کہتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن فتح مکہ کے فرمایا یہ وہ شہر ہے جسکو اللہ نے دن پیدا کرنے آسمان و زمین کے حرام کر دیا سو یہ حرام ہے بحرمت خدا قیامت تک یہان کسی شخص کو مجھسے پہلے قتال کرنا حلال نہین ہوا مجھکو بھی ایک ساعت سے زیادہ حلال نہ ہوا وہ قیامت تک حرام ہے یہان کا کانٹا کاٹا جاوے نہ شکار بھڑکایا جاوے نہ لقطہ اٹھایا جاوے مگر جو شخص کہ اسکو پہچنواوے نہ گھانس اکھاڑی جاوے عباس نے کہا اے رسول خدا مگر اذخر کہ یہ لہارون اور گھرون کے لیے کام آتی ہے فرمایا مگر اذخر اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجتہاد کرنا درست تھا آپکا اجتہاد حکم وحی مین تھا۔ **ف** اس آیت کریمہ مین مقام ابراہیم علیہ السلام پر خبر دی نیز یہ کہ حکم دیا کہ اسکے پاس نماز پڑھا کرو مفسرین کا اختلاف ہے کہ مراد اس مقام سے کون جگہہ ہے کیا چیز ہے ابن عباس نے کہا سارا حرم مقام ابراہیم ہے یہی بات مجاہد و عطا سے بھی مروی ہے عطا کا لفظ یہ ہے کہ سارا حج مقام ابراہیم ہے سعید بن جبیر نے کہا مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جسپر وہ کھڑے ہو کر اسمعیل علیہ السلام کو پتھر اٹھا کر دیتے تھے اللہ نے اس پتھر کو رحمت ٹھیرایا ہے سدی نے کہا اس پتھر کو زوجہ اسمعیل نے اٹھا کر نیچے قدم ابراہیم علیہ السلام کے رکھکر انکا سر دھویا تھا اسکو قرطبی نے ضعیف اور دون نے راجح کہا ہے رازی نے اسکو حسن بصری و قتادہ و ربیع بن انس سے حکایت کیا ہے۔ جابر کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حج مین طواف کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مقام ہے ہمارے باپ کا فرمایا ہان کہا کیا ہم اسکو مصلی نہ بناوین اسپر یہ آیت اتری رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ یہ وحی موافق رائے عمر بن خطاب رض کے آئی اسی طرح بہت جگہہ وحی نے انکی رائے سے موافقت کی ہے یہ سب اٹھارہ جگہہ ہین جنکو سیوطی نے علیحدہ رسالے مین جمع کیا ہے اس حدیث کو ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے لفظ کا فرق ہے مگر معنے ایک ہین۔ بخاری شریف مین آیا ہے کہ فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا مین موافق ہوا اپنے رب سے تین باتون مین یا موافق ہوا مجھسے رب میرا مینے کہا اے رسول خدا کاش آپ اس مقام ابراہیم کو اختیار کر لے اسپر یہ آیت اتری مینے کہا آپکے پاس نیک و بد سب طرح کے لوگ آتے ہین کاش آپ امہات المؤمنین کو حکم پردے کا دیتے اسپر آیت حجاب نازل ہوئی مینے سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض بیبیون پر خفا ہوئے ہین تو کہا کہ تم باز رہو ورنہ اللہ اپنے رسول کو تمسے بہتر عورتین بدل دیگا اسپر یہ آیت اتری عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ الآیۃ اس حدیث کو امام احمد نے بھی بنحوہ روایت کیا ہے ترمذی نے حسن صحیح بتایا ہے یہ حدیث مسلم مین بھی آئی ہے علی بن المدینی اسکو صحیح کہتے ہین ابن ابی حاتم کی روایت مین اتنی بات زیادہ آئی ہے کہ عبداللہ بن ابی پر نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا

تہا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز اسپر پڑھی آیت اتری وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ یہ اسناد صحیح سے ان مین کچھ تعارض نہین ہے یہ بہی ہوا وہ بہی ہوا **ف** پہلے یہ پتھر زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر مین دیوار کعبہ مین لگا تہا سب سے پہلے عمر رضہ نے اسکو نقل کیا یعنے اس جگہہ سے اکہاڑ کر اُس جگہہ جہان اب تک جمعے دہے رکہدیا اسکو بیہقی نے بسند صحیح روایت کیا ہے ابن کثیر کہتے ہین اسکو خلیفہ مہدی راشد نے اسجگہہ رکہا ہے ہم مامور ہین کہ اُنکا اتباع کرین اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ یہ وہ شخص ہین جنکی رائے سے قرآن نے اسجگہہ نماز پڑہنے مین موافقت کی اسی لیے کسی صحابی نے اُنپر انکار نہ کیا یہ مقام قدیم سے ملتصق دیوار کعبہ تہا اسکی جگہہ معروف ہے متصل باب حجر اسود داہنی جانب اُس شخص کے جو دروازے سے داخل ہوکر سامنے کو جاوے ابراہیم علیہ السلام جب کعبہ بنا چکے تو اُسکو پاس دیوار کے یا جس جگہہ بنا ختم ہوئی وہان رکھکر چھوڑ دیا تہا لہذا یہ حکم ہوا کہ بعد طواف کے اُسجگہہ نماز پڑہو اور یہی مناسب بہی تہا۔ کہ مقام اُسی جگہہ پر ہو جہان بنا کعبہ منتہی ہوئی ہے مگر عمر رضہ نے اُسکی جگہہ بدل دی کہتے ہین اُس پتہر پر نقش انگشتان پائے ابراہیم علیہ السلام تہا کثرت مسح سے جاتا رہا اُسکے پاس نماز پڑہنے کا حکم دیا گیا ہے کسی طرف جہات اربع سے کیون نہ پڑہو لیکن تخصیص نماز کی پیچھے مقام کے فعل رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فعل صحابہ سے مستفاد کی گئی ہے حکم مسح وتقبیل کا نہین دیا گیا بخاری نے شروع قصہ مقام مین ایک اثر طویل ابن عباس سے لکھی ہے ترمذی کی حدیث مین آیا ہے کہ رکن ومقام دو یاقوت ہین جنت کے اللہ نے اُنکے نور کو مٹا دیا جابر کہتے ہین دوڑکر چلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین شوط مین پہر برابر چلے چار شوط مین جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پیچھے آکر دو رکعتین پڑہین پہر یہ آیت پڑہی ابن جریر کی روایت مین اتنا اور آیا ہے کہ مقام کو درمیان اپنے اور خانہ کعبہ کے کرکے دو رکعت پڑہین ابن کثیر کہتے ہین یہ ایک ٹکڑا ہے اُس حدیث طویل کا جو صحیح مسلم مین حدیث حاتم بن اسمٰعیل سے آئی ہے بخاری مین عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ ابن عمر رضہ نے کہا آئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہر طواف کیا سات بار پہر نماز پڑہی پیچھے مقام کے دو رکعت یہ سب حدیثین دلیل ہین اسبات کی کہ مراد مقام سے وہی پتھر ہے جسپر ابراہیم علیہ السلام کہڑے ہوکر کعبہ بناتے تہے جب دیوار اونچی ہوگئی اسمٰعیل علیہ السلام اُس پتھر کو اُٹھا لائے تاکہ اُسپر کھڑے ہوکر ہاتھ سے پتھر اُٹھا کر دین جیسے ایک طرف کی دیوارین بن چکتی تو دوسرے رُخ کی بناتے وہ پتھر ہر طرف جاتا اُسپر کھڑے ہوتے یہانتک کہ چارون دیوارین کعبے کی بن گئین یہ قصہ ابن عباس سے نزدیک بخاری کے مفصل آیا ہے نقش قدم اُسمین ظاہر تہے کچھ نشان اُنکا مسلمانون نے بہی پایا تہا۔ انس بن مالک نے کہا مینے مقام کو دیکھا اُسمین انگلیان اور تلوے کا نقش تہا لوگ اسکے ہاتھ سے مسح کرکے اُن نقشون کو کھو دیا قتادہ نے کہا اسجگہہ حکم نماز پڑہنے کا ہے

بلکہ مباح کے طرف منتقل ہوا ہے۔ وہ بانی خلیل الرحمن علیہ السلام ہیں کما قال تعالیٰ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ
أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وقال تعالیٰ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ فِيهِ آيَاتٌ
بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
دن فتح مکہ کے فرمایا یہ وہ شہر ہے جسکو اللہ نے دن پیدا کرنے آسمان و زمین کے حرام کردیا سو یہ حرام ہے بحرمت خدا قیامت تک
پہلے کسی شخص کو مجھ سے پہلے قتال اس میں حلال نہیں ہوا مجھکو بھی ایک ساعت سے زیادہ حلال نہ ہوا سو قیامت تک حرام ہے یہاں کا کانٹا
نہ کاٹا جاوے نہ شکار بھڑکایا جاوے نہ لقطہ اٹھایا جاوے مگر جو شخص کہ اسکو پہچنوا دے اور گھاس نہ کاٹی جاوے عباس نے کہا اے رسول خدا مگر اذخر کہ یہ لوہاروں
اور گھروں کے لیے کام آتی ہے فرمایا مگر اذخر اخرجہ الشیخان اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجتہاد کرنا
درست تھا آپکا اجتہاد حکم وحی میں تھا۔ ف اس آیت کریمہ میں مقام ابراہیم علیہ السلام پر طبرانی نے ذکر کر کے
حکم دیا اسکے پاس نماز پڑھنے کا مفسرین کا اختلاف ہے کہ مراد اس مقام سے کون جگہ ہے کہا ابن جبیر نے
کہا سارا حرم مقام ابراہیم ہے یہی بات مجاہد و عطاء سے بھی مروی ہے عطا کا لفظ یہ ہے کہ سارا حج مقام
ابراہیم ہے سعید بن جبیر نے کہا مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جسپر وہ کھڑے ہو کر اسمعیل علیہ السلام کو پتھر اٹھا کر
دیتے تھے اللہ نے اس پتھر کو رحمت بنایا ہے۔ سدی نے کہا اس پتھر کو زوجہ اسمعیل نے اٹھا کر نیچے
قدم ابراہیم علیہ السلام کے رکھکر انکا سر دھویا تھا اسکو قرطبی نے ضعیف اور دون نے راجح کہا ہے رازی نے اسکو
حسن بصری و قتادہ و ربیع بن انس سے حکایت کیا ہے۔ جابر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جب حج میں طواف کیا تو عمر نے کہا یہ مقام ہے ہمارے باپ کا فرمایا ہاں کہا کیا ہم اسکو مصلی نہ بناویں اسپر
یہ آیت اتری وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى یہ وحی موافق رائے عمر بن خطاب کے آئی اسی طرح بہت جگہ وحی نے انکی رائے سے
موافقت کی ہے یہ سب شمار جگہیں ہیں جنکو سیوطی نے علیحدہ رسالے میں جمع کیا ہے اس حدیث کو ابن ابی حاتم
و ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے لفظ کا فرق ہے مگر معنے ایک ہیں۔ بخاری شریف میں آیا ہے کہ فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں موافق ہوا اپنے رب سے تین باتوں میں یا موافق ہوا مجھسے رب میرا میں نے کہا اے
رسول خدا کاش ہم پاس مقام ابراہیم کو اختیار کرتے اسپر یہ آیت اتری میں نے کہا آپکے پاس نیک و بد سب طرح
کے لوگ آتے ہیں کاش آپ امہات المؤمنین کو حکم پردے کا دیتے اسپر آیت حجاب نازل ہوئی مجھے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض بیبیوں پر غصہ ہونے کی خبر پہنچی کہا اگر تم باز رہو ورنہ اللہ اپنے رسول کو تم سے بہتر عوض دیگا
اسپر یہ آیت اتری عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ مُسْلِمَاتٍ الآیۃ ابن حجر نے
کہا امام احمد نے بھی یہ روایت کیا ہے ترمذی نے حسن صحیح بتایا ہے حدیث مسلم میں بھی آئی ہے کہ علی بن المدینی
کہتے ہیں ابن ابی حاتم کی روایت میں ... آئی ہے کہ عبداللہ بن ابی پر نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا

تھا فعل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نسخ تا اسپر آیت اتری وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اسنادہ صحیح ہے ان میں کچھ تعارض نہیں ہے یہ بھی ہوا وہ بھی ہوا **ف** پہلے یہ پتھر زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر میں دیوار کعبہ میں لگا تھا سب سے پہلے عمر رضہ نے اسکو نقل کیا یعنے اس جگہہ سے اکھاڑ کر اس جگہہ جہاں اب تک ہے دب رکھدیا اسکو بیہقی نے بسند صحیح روایت کیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں اسکو خلیفہ مہدی راشد نے اسجگہہ رکھا ہے ہم مامور ہیں کہ انکا اتباع کریں اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ یہ وہ شخص ہیں جنکی رائے سے قرآن نے اسجگہہ نماز پڑہنے میں موافقت کی اسی سے کسی صحابی نے اُنپر انکار نہ کیا یہ مقام قدیم سے متصل دیوار کعبہ تھا اسکی جگہہ معروف ہے متصل باب حجر اسود داہنی جانب اس شخص کے جو دروازے سے داخل ہو کر سامنے کو جاوے ابراہیم علیہ السلام جب کعبہ بنا چکے تو اُسکو پاس دیوار کے یا جس جگہہ بنا ختم ہوئی وہاں رکھکر چھوڑ دیا تھا ابتدا یہ حکم ہوا کہ بعد طواف کے اسجگہہ نماز پڑھو اور یہی مناسب بھی تھا کہ مقام اُسی جگہہ پر ہو جہاں بنا کعبہ منتہی ہوئی ہے مگر عمر رضہ نے اسکی جگہہ بدل دی کہتے ہیں اُس پتھر پر نقش انگشتان پائے ابراہیم علیہ السلام تھا کثرت مسح سے جاتا رہا اُسکے پاس نماز پڑہنے کا حکم دیا گیا ہے کسی طرف جہات اربع سے کیوں نہ پڑھو لیکن تخصیص نماز کی پیچھے مقام کے فعل رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فعل صحابہ سے مستفاد ہوگئی ہے مگر مسح وتقبیل کا نہیں دیا گیا بخاری نے شروع قصہ مقام میں ایک اثر طویل ابن عباس سے لکھی ہے ترمذی کی حدیث میں آیا ہے کہ رکن ومقام دو یاقوت ہیں جنت کے اللہ نے انکے نور کو مٹا دیا حجاب کہتے ہیں دوڑ کر چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین شوط میں پھر برابر چلے چار شوط میں جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پیچھے آکر دو رکعتیں پڑہیں پھر یہ آیت یاب پڑہی ابن جریر کی روایت میں اتنا اور آیا ہے کہ مقام کو درمیان اپنے اور خانہ کعبہ کے کرکے دو رکعت پڑہیں ابن کثیر کہتے ہیں یہ ایک ٹکڑا ہے اُس حدیث طویل کا جو صحیح مسلم میں حدیث حاتم بن اسمٰعیل سے آئی ہے بخاری میں عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ ابن عمر رضہ نے کہا کہ آئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر طواف کیا سات بار پھر نماز پڑہی پیچھے مقام کے دو رکعت یہ سب حدیثیں دلیل ہیں اس بات کی کہ مراد مقام سے وہی پتھر ہے جسپر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر کعبہ بناتے تھے جب دیوار اونچی ہو گئی اسمٰعیل علیہ السلام اس پتھر کو اٹھا لائے تاکہ اسپر کھڑے ہو کر ہاتھ سے پتھر اٹھا کر دیں جب ایک طرف کی دیوار بن چکتی تو دوسرے رخ کی بناتے وہ پتھر ہر طرف جاتا اسپر کھڑے ہو کے بناتے یہاں تک کہ چاروں دیواریں کعبے کی بن گئیں یہ قصہ ابن عباس رضہ کی روایت بخاری کے مفصل آیا ہے نقش قدم اسمیں ظاہر تھے کچھ نشان انکا سلف کے وقت تک بھی پایا جاتا تھا انس بن مالک رضہ نے کہا میں نے مقام کو دیکھا اُسمیں انگلیاں اور تلوے کا نقش تھا لوگوں کے ہاتھ پھیرنے سے وہ نقش مٹ گئے قتادہ نے کہا اسجگہہ نماز پڑہنے کا

میں کرنے لگے جو صفت نگی استحقاق کیا تہا وہی صفت اس مقام کی جسکے قریب میں مقام کا اثر دیکھا تہا الخ لیکن اب مٹ گیا ہے سب نے ہاتھ لگا لگا کر وہ الا ابن عیینہ نے کہا ہے ایک بار سیل آیا تہا وہ مقام کو بہا لیگیا عمر نے پہر وہ بارہ اسکو لاکر رکہا سفیان کہتے ہیں ہمیں نہیں معلوم کہ درمیان اس پتہر اور دیوار کی تحویل سے پہلے کسقدر مدت گذری ہے نہ یہ معلوم ہے کہ جدار کعبہ سے چپکا ہوا تہا یا نہیں مگر ایک روایت میں مجاہد سے یوں آیا ہے کہ اسکی جگہہ خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدلی ہے مگر قول اول صحیح ہے۔ وَعَهِدْنَا

إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا

بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ

إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ

الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ

الرَّحِيمُ ۝ کہدیا ہمنے ابرہیم اسمعیل کو کہ پاک رکہو گہر میرا واسطے طواف والوں اعتکاف والوں رکوع سجدہ کرنیوالوں کے جب کہا ابراہیم نے اے رب کر اسکو شہر امن کا رزق دے اسکے لوگوں کو میوے جو کوئی ان میں یقین لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر فرمایا جو کوئی منکر ہے اسکو بھی فائدہ دونگا تہوڑے دنوں پہر اسکو قید کر بلاونگا دوزخ کے عذاب میں اور بری جگہہ پہنچا جب اٹہانے لگا ابرہیم بنیادیں اس گہر کی اور اسمعیل اے رب قبول کر ہمسے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا اے رب ہمکو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بہی ایک امت حکم بردار اپنی اور جتا ہمکو دستور حج کرنے کے اور معاف کر ہمکو تو ہی ہے اصل معاف کرنیوالا مہربان **ف** حسن بصری نے کہا مراد پاک کرنے سے یہ ہے کہ کوئی چیز ایذا اور نجاست کو وہاں نہو جہد کے معنے میں حکم وحی کے ہیں ابن عباس نے کہا یعنے بتوں سے پاک کرو مجاہد نے اتنا اور زیادہ کیا کہ جہوٹی بات اور جہوٹی بات اور ناپاکی سے پاک رکہو ابو العالیہ عطا و قتادہ وغیرہم نے کہا یعنے لا الہ الا اللہ کہکر شرک سے پاک صاف رکہو طواف کے معنے ہیں ارد گرد گہومنے کے اسکو سب جانتے پہچانتے ہیں مراد طائف سے اس جگہہ وہ شخص ہے جو مسافر ہو کر آیا ہے عاکف سے وہ شخص مراد ہے جو مکے میں رہتا ہے یہی قول قتادہ و ربیع بن انس کا بہی ہے عطا نے کہا مراد وہ آدمی ہے جو اور شہروں سے آکر یہاں ٹہیرا ہے کہتا ہے میں مجاور ہوں تم عاکف ہو ابن عباس نے کہا جب کہ نشین ہوا تو نمازی عاکفین ہوا صحیح میں ثابت ہوا ہے کہ ابن عمر مسجد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سوتے تھے اور بے عورت کے تہے ابن عباس کہتے ہیں جو وہاں نماز پڑہتا ہے وہ رکع و سجود میں سے ہے ابن جریر نے ان دونوں روایتوں کو ضعیف کہا ہے ابن کثیر نے کہا پہلی بات ٹہیک ہے حاصل یہ ہے کہ اللہ نے ان باپ بیٹے کو حکم دیا تہا کہ تم اس گہر کو خاص تمام اللہ وحدہ لا شریک لہ کے بناو کما قال تعالی وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ فقہا کا اختلاف کعبے میں

نماز افضل ہے یا طواف کعبہ کا۔ امام مالک کہتے ہیں باہر کے شہر والوں کے لیے طواف افضل ہے جو ہو سکے کہا بلکہ نماز مطلقاً افضل ہے نزدیک جمہور کے اول لکی ابن کثیر نے کتاب الاحکام میں ذکر کی ہے مراد اس آیت سے رد ہے ان مشرکوں پر جو پاس کعبے کے غیر کی پرستش کرتے تھے پھر منع کرتے اور تنگ کرتے ہیں کہ وہاں آنے سے رد کتے کما قال تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ اِ۟لْعَاكِفُ فِیْهِ وَالْبَادِ وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ پھر ذکر کیا کہ یہ گھر اسلیے بنایا گیا ہے کہ یہاں نری اللہ کی عبادت کیجاوے طواف یا نماز سے سورۂ حج میں مضمون یہ کہ نماز کے ذکر فرمانے میں قیام رکوع سجود عاکفین کا ذکر اسلیے نہیں کیا کہ پہلے ہو چکا تھا اس آیت میں ذکر طائفین عاکفین کا کیا رکوع وسجود کا ذکر فرمایا قیام کو چھوڑ دیا اسلیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ رکوع سجود بعد قیام ہی کے ہوتا ہے اس آیت میں ان یہود و نصاریٰ پر بھی رد ہے جو اس گھر کا حج نہیں کرتے کیونکہ ابراہیم خلیل واسماعیل ذبیح علیہما السلام کی فضیلت کا اعتقاد رکھتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ انہوں نے یہ گھر اسی واسطے حج وعمرے وغیرہ میں بنایا ہے اعتکاف ونماز کے لیے طیار کیا ہے حالانکہ اہل کتاب کچھ بھی ان کاموں میں سے نہیں کرتے تو پھر کس طرح یہ مقتدی خلیل علیہ السلام ٹھیر سکتے ہیں حالانکہ جو کام اللہ نے انکے لیے مشروع کیے تھے وہ ان سے ادا نہیں ہوئے موسیٰ بن عمران وغیرہ انبیاء علیہم السلام نے اس گھر کا حج کیا تھا جس طرح نبی معصوم نے خبر دی ہے **ف** تطہیر مساجد کی اسی آیت شریف سے لی گئی اور اس آیت سے فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ یہی سنت مطہرہ سو بہت سی حدیثوں میں حکم تطہیر وتطییب مساجد کا اور بچانے کا اذی ونجاست وغیرہ سے آیا ہے سیسی لیے یہ فرمایا ہے اِنَّمَا بُنِیَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِیَتْ لَهٗ۔ ابن کثیر کہتے ہیں جمع اس مقصد میں ایک رسالہ علیحدہ لکھا ہے وللہ الحمد والمنۃ **ف** اس میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کعبے کو کس نے بنایا امام محمد باقر نے کہا ملائکہ نے اس قول میں غرابت ہے عطا و سعید بن المسیب نے کہا آدم نے اسکو پانچ پہاڑوں سے بنایا حرا طور سینا طور زیتا جبل لبنان جودی یہ روایت بھی غریب ہے ابن عباس و کعب احبار و قتادہ وغیرہم نے کہا سب سے پہلے شیث علیہ السلام نے بنایا ابن کثیر کہتے ہیں کہ غالب یہ ہے کہ اس قول کی سند میں اہل کتاب ہیں یہ کتب ایسی ہیں کہ نہ لائق تصدیق ہیں نہ لائق تکذیب انپر کچھ اعتماد نہیں اگر کوئی حدیث اس باب میں صحت کو پہونچے تو سر آنکھوں پر ہے **ف** جابر بن عبداللہ مرفوعاً کہتے ہیں ابراہیم نے بیت کو حرام و امن کیا میں نے دونوں سنگستان مدینہ کو حرام کیا نہ اسکا شکار صید کیا جاوے نہ وہاں کا درخت خار دار کاٹا جاوے اسکو ابن جریر ونسائی و مسلم نے روایت کیا ہے یہ مضمون ایک جماعت صحابہ سے کئی طرق سے آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ نے حرام کیا مکے کو جس دن پیدا کیا آسمانوں اور زمینوں کو سو یہ قیامت تک کے لیے حرام ہے اسکو بخاری و اہل سنن نے روایت کیا

ابی ہریرہ سے تعلیقاً روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے حدیث صفیہ بنت شیبہ سے لیا ہے اسنا بلا صحت سی مذکور ہین
اور ان مین کچھ تعارض نہین ہے اسلیے کہ جب ابرہیم علیہ السلام نے لوگون کو یہ بات پہنچا دی کہ اللہ نے اسکو
حرام کیا اور یہ ہمیشہ سے حرم امن تہا تو نسبت تحریم کی طرف ابراہیم علیہ السلام کے یعنی اظہار ہے یعنی ظاہر کر دیا
اس حکم الٰہی کے وہ ہین اسی جمع کو ابن عطیہ و ابن کثیر نے اختیار کیا ہے ابن جریر کہتے ہین یہ پہلے ہی سے حرام تہا
لیکن اللہ نے حکم تعبد کا خلق کو نہین دیا تہا یہان تک کہ ابرہیم علیہ السلام نے سوال کیا تب اسکو حرام کیا حکم تعبد کا
دیا جیسے یہی ہے حدیث ابو ہریرہ مین مرفوعاً آیا ہے کہ ابرہیم اللہ کے بندے اور خلیل تہے اور مین اللہ کا بندہ
و رسول ہون انہون نے مکے کو حرام کیا مین نے مدینے کو درمیان دو نو پہاڑ کے حرام کیا یہان کا خار و شکار حرام
ہے یہان لڑائی کے لیے ہتہیار اٹہانا نہ چاہیے نہ یہان کا کوئی درخت کاٹا جاوے مگر واسطے چارہ شتر
کے اسکو ابن جریر نے اپنی سند سے روایت کیا ہے ابن کثیر نے اس طریق کو غریب ٹہیرا کر یہ لکہا ہے کہ یہ حدیث کتب ستہ
مین نہین ہے لیکن اصل اسکی صحیح مین اس طرح پر ابو ہریرہ سے آئی ہے کہ لوگ جب پہلا پہل دیکہتے پاس رسول خدا
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لاتے آپ اسکو لیکر فرماتے اے اللہ برکت دے ہمارے پہل مین اور شہر ہمارے صاع و مد
یعنے پنسیری و سیر مین اے اللہ بیشک ابرہیم تیرے بندے و خلیل و نبی تہے مین بہی تیرا بندہ و نبی ہون انہون
نے تجہ سے دعا واسطے مکے کے کی مین تجہسے دعا واسطے مدینے کے کرتا ہون ویسی ہی دعا اور مثل اس کی
ہمراہ اسکے یعنی دو چند اسکے پہر کسی بہت خرد سال بچہ کو بلا کر وہ پہل دیتے دوسرا لفظ یہ ہے کہ برکت ہمراہ برکت
کے پہر جو بہت چہوٹا بچہ حاضر ہوتا اسکو مرحمت فرماتے یہ لفظ مسلم کا ہے رافع بن خدیج کا لفظ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ابرہیم
نے مکے کو حرام کیا مین مابین ہر دو پہاڑ مدینہ کو حرام کرتا ہون رواہ ابن جریر و مسلم و صحیحین مین انس سے مرفوعاً
آیا ہے اے اللہ مین حرام کرتا ہون جو کچہ درمیان دو نو پہاڑ مدینہ کے ہے جیسے ابرہیم نے مکے کو حرام کیا اے اللہ
برکت دے انکے مد و صاع مین اے اللہ برکت دے انکے مکیال سیر و پنسیری مین بخاری نے کہا مراد اہل مدینہ ہین
دوسرا لفظ انس کا یہ ہے کہ اے اللہ برکت دے مدینے کو دو چند اسکی جو مکے کو دی ہے رواہ الشیخان عبد اللہ بن
زید مرفوعاً کہتے ہین کہ ابرہیم نے مکے کو حرام کیا اسکے لیے دعا کی مین نے مدینے کو ویسا ہی حرام کیا جیسا ابرہیم
نے مکے کو مین نے دعا کی ہے واسطے مد و صاع مدینہ کے جیسے دعا کی تہی ابرہیم نے واسطے مکے کے رواہ البخاری
مسلم کا لفظ یہ ہے ابرہیم نے حرام کیا مکے کو دعا کی واسطے مکے والون کے مین نے حرام کیا مدینے کو جیسے ابرہیم
نے مکے کو حرام کیا تہا مین نے دعا کی ہے مدینے کی سیر و پنسیری مین دو چند اسکی جو ابرہیم نے واسطے مکے کے کی
تہی ابو سعید کا لفظ یہ ہے اے اللہ ابراہیم نے مکے کو حرام کیا اسکو حرم ٹہیرایا مین مدینے کو حرام کرتا ہون
درمیان دو نو پہاڑ کے یہان نہ کوئی خون بہایا جاوے نہ ہتہیار اٹہایا جاوے نہ درخت کے پتے جہاڑے

جاتی ہین کہ جیسے جانے کہ اے اللہ برکت دے ہمارے شہر ہمارے شہر ہماری شہر یمن ہمارے سیر مین اے اللہ ایک برکت کے ساتھ دو برکتین کر دے رواہ مسلم ایک بزرگ گئے ایک بقال کو مدینہ منورہ مین دیکہا کہ وہ بازار مین ساگ بیچتا تہا یہ کہتا بار بار کہ الۃ النبی تعالیٰ فاتی بہ تحکمہ کو تحلیل ری غم کی برکت تو آ اور اگر پہر تو نہ جاتا ابن کثیر کہتے ہین صحیحین مین تحریم مدینہ مین بہت آئی ہین اسجگہ یہی ذکر کی گئین جنکو تحریم ابراہیم علیہ السلام سے بکن کبہ بمعنی تعلق تہا کیونکہ اس مین مطابقت ہو آیت کریمہ سے بعض نے کہا تحریم مکہ کی زبان ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی بعض نے کہا جب سے زمین پیدا ہوئی ہے تب ہی سے یہ حرمت بہی ہے ابن کثیر کہتے ہین یہی اظہر و اقوی ہے احادیث دلالت کرتی ہین اسبات پر کہ اللہ نے مکے کو قبل خلق سموات و ارض حرام کر دیا تہا۔ ابن عباس نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دن فتح مکے کے فرمایا اللہ نے اس شہر کو اُس دن حرام کیا جس دن آسمان و زمین پیدا کیے سو یہ اللہ کے حرام کرنیسے قیامت تک حرام رہیگا الحدیث رواہ مسلم ابو شریح عدوی کہتے ہین کہ دوسرے دن فتح مکہ کے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہڑے ہو کر بعد حمد و ثنائے الہی یہ فرمایا کہ مکے کو اللہ نے حرام کیا ہے لوگون نے حرام نہین کیا کسی شخص کو جو اللہ و یوم آخر پر ایمان رکہتا ہے حلال نہین کہ وہان خون بہاوے یا درخت کاٹے اگر کوئی شخص رخصت قتال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حجت پکڑے تو تم اُس سے یہ بات کہدو کہ اللہ نے اپنے رسول کو اذن دیا تہا کچہ تمکو تو اذن نہین دیا ہے وہ اذن بہی ایک ساعت نہار کے لئے دیا تہا پہر اسکی حرمت اسیطرح ہو گئی جسطرح دیروز تہی چاہیے کہ حاضر آدمی غائب کو پہونچا دے یہ لفظ مسلم کا ہے معلوم ہوا کہ حرمت اس جگہ کی بنائے ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کی ہے جسطرح کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نزدیک اللہ کے پہلے خاتم النبیین لکہے ہوئے تہے حالانکہ آدم ہنوز مٹی کے پتلے تہے مگر ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا بہی کی تہی کہ اے رب بہیجا ان مین ایک رسول انہین مین کا اللہ نے مطابق اپنے علم و قدرت سابق کے اس دعا کو قبول فرمایا اسی لیے حدیث مین آیا ہے کہ جب آپ سے یہ کہا کہ اپنے ابتدائے امر سے خبر دو تو فرمایا مین دعا ہون اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی بشارت عیسیٰ بن مریم کی میری مان نے دیکہا کہ اُن سے ایک نور نکلا جس سے محلات شام کے چمک گئے

شعر
پیغام خدا نخست آدم آورد ◆ انجام بشارت ابن مریم آورد ◆ با جملہ رسل ز انتساب خاتم بود ◆ احمد برہانش خاتم آورد ◆

رہی یہ بات کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ جمہور کے نزدیک مکہ افضل ہے مالک و مالکیہ کے نزدیک مدینہ افضل ہے ابن کثیر کہتے ہین ہم اسکا ذکر دوسری جگہ مع دلیلون کے کرینگے مین کہتا ہون ایسے مسائل مین صبر سے غور ہی کرنا مفید ہو جاتا ہے کہ فضائل حرمین شریفین جدا جدا آئے ہین جو جسکی فضیلت ہے وہ بجائے خود ثابت ہے کوئی حدیث مرفوع تفضیل مین ایک کی دوسرے پر نہین آئی ہے کہ اُسپر اعتماد کیا جائے کہ مکہ مین اگر خانہ کعبہ ہے تو مدینہ مین گہر رسول اللہ کا ہے جب تک اللہ ہے پہر رسول اللہ ہے شعر سعادت ان بند مکرد

نزول ہو گئے بیت خدا سے بیت رسول و مدینہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی محترم شہر ٹھیرایا برکے
کے جگہ چند آگے بتایا ہمکو اس حکم کا ماننا واجب ہے اسی طرح ذکر انبیا مسجد کا ہمراہ مسجد کے بیت المقدس کے کیا ہر ایک کی
فضیلت بیان فرمائی ہمکو چاہیے کہ ہم فضیلت مذکور کو نگاہ رکھیں کہ سفر سے بعد حج و عمرہ کے سفر مسجد نبوی کا کریں
وہاں پہنچکر زیارت مصطفوی سے مشرف ہوں اللہم ارزقنا **ف** یہ کہنا خلیل جلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اے رب
اس شہر کو امن والا کر اسکا مطلب یہ ہے کہ خوف و رعب سے یہاں کے لوگوں کو محفوظ رکھ سو اللہ تعالیٰ نے شرعاً و قدراً
یوں ہی کیا کقولہ تعالیٰ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا و قولہ اَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ
صحیحین میں حرمت قتال مکہ کا بیان گذر چکی ہیں جس میں ... فرمایا آپ نے کہ حلال نہیں کسی شخص کو کہ یہاں ہتھیار رکھے
میں یعنی اسلئے کہ یہ کام خلاف امن ہے اسنے مکہ کو امن ٹھیرایا ہے یہاں کوئی ایسا کام کرنا حرام ہے جس سے کہ
اہل مکہ کو خوف و وحشت و انگیز حال ہو اس سورت میں یوں فرمایا ہے رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا او بلد امن جگہ تھی
ہے یعنی اس شہر کو امن رکھ یہاں یہی مناسب ہے اسلئے کہ یہ دعا قبل بنائے کعبہ تھی سورہ ابراہیم میں یوں ارشاد کیا ہے
وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وہاں یہی مناسب ہے اسلئے کہ یہ دعا دوسری بار بعد بنا بیت و شہر
اہل مکہ تھی جبکہ اسحاق علیہ السلام پیدا ہو چکے تھے وہ اسمعیل علیہ السلام سے تیرہ برس چھوٹے تھے اسی لیے آخر دعا
میں یوں کہا ہے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ **ف**
ابی ابن کعب نے کہا یہ لفظ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا الآية اللہ پاک کا قول ہے یہی بات مجاہد و عکرمہ نے کہی ہے
ابن جریر نے اسکو صواب ٹھیرایا ہے اور دوسروں نے کہا بلکہ وہ تمام دعا ابراہیم علیہ السلام ہے ابن عباس اسی طرف
گئے ہیں کہا یہ قول ہے ابراہیم کا وہ اسسے سوال کرتے ہیں کہ جو کوئی منکر ہو اسکو بھی کچھ فائدہ دے دوسرا
قول ابن عباس کا یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے امن مانگا مومنین ہی پر قصر کیا تھا اسنے فرمایا نہیں جو کوئی کافر
ہو میں اسکو بھی رزق دونگا کیا ایک خلق پیدا کروں اسکو رزق نہ دوں تھوڑی دنوں فائدہ دونگا پھر اسکو عذاب
نار میں مبتلا کروں گا پھر ابن عباس نے یہ آیت پڑھی كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ
مَحْظُورًا یہی بات عکرمہ و مجاہد سے بھی مروی ہے یہ آیت مثل قولہ تعالیٰ کے ہے إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ
لَا يُفْلِحُونَ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ و قولہ تعالیٰ وَمَن كَفَرَ
فَلَا يَحْزُنكَ كُفْرُهُ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ
عَذَابٍ غَلِيظٍ و قولہ سبحانہ وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِّن
فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ وَزُخْرُفًا وَإِن كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ و قولہ تعالیٰ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ

ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ف یہ مشابہ کہ پہلے تو کچھ کہا پیچھے ان کو طرف عذاب کے دوزخ اور بری جگہ کے
اسکا یہ مطلب ہوا کہ جب کافر نے دنیا میں چند روز فائدہ اٹھا لیا تو اب چار نا چار اسکو عذاب نار بھگتنا پڑے گا کافر نے
اگر چند مدت تک مہلت و تاخیر دیتا ہے پھر ایک بارگی ہی سخت پکڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا
وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ٥ صحیحین میں آیا ہے کہ اللہ سے زیادہ کوئی صبر کرنیوالا ایذا پر نہیں ہے
وہ تو اللہ کی اولاد ٹھیراتے ہیں اسپر انکو روزی و تندرستی دیے جاتا ہے یہ بھی صحیح میں آیا ہے کہ اللہ مہلت دیتا ہے
ظالم کو یہاں تک کہ جب پکڑ لیتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا پھر یہ آیت شریف پڑھی وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ
اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ابن کثیر نے کہا جسنے اس آیت کو تمام دعاء ابراہیم علیہ السلام
ٹھیرایا ہے ضمیر قال کو طرف انکی عائد بتایا ہے سو یہ قراءت مخالف قراء سبعہ کے ہے اور ترکیب سیاق بھی اس سے منکر ہے
نظم کلام سے واللہ اعلم ف قواعد جمع ہے قاعدہ کی قاعدہ کہتے ہیں نیم اور بنیاد کو اللہ نے رسول خدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا تم اپنی قوم کو یاد دلاؤ کہ جب ابراہیم اسمعیل علیہما السلام نے اس گھر کی بنیاد ڈالی تھی یا اسکو
کھڑے کیے تھے تو اس وقت اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ تو اس عمل کو ہم سے قبول فرما قرطبی وغیرہ نے ابی نور ابن
سے حکایت کی ہے کہ وہ اس آیت کو یوں پڑھتے تھے وَيَقُوْلَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا الاٰیۃ ابن کثیر نے کہا یہ قول انکا
بعد اسکے رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ الاٰیۃ اسی بات پر دلیل ہے وہ دونوں بزرگ اس عمل صالح میں مشغول تھے اور
اللہ سے سائل قبول تھے وہیب بن ورد جب اس آیت کو پڑھتے روتے اور کہتے اے خلیل الرحمن تم رحمن کا گھر بناتے
ہو اور عدم قبول سے ڈرتے ہو یہ ویسی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین مخلصین ذکر کیا ہے۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا
وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ یعنی صدقات نفقات قربات دیتے ہیں مگر دل انکے خوف زدہ ہو رہے ہیں کہیں یہ دیا
اُن سے قبول نہ ہوا ہو یہ بات ایک حدیث صحیح عائشہ سے بھی آئی ہے کسی نے کہا اس قرآن بنانیوالے ابراہیم تھے اور دعا
اسمعیل کرتے تھے [illegible] ابن عباس نے کہا ابراہیم و اسمعیل کو حال اسمعیل شیرخوار ہی لائے یہاں
کعبہ کے پیوند یا جہاں زمزم ہے ایک درخت اعلائے مسجد میں تھا اس وقت مکے میں نہ کوئی آدمی تھا نہ پانی ابراہیم
نے تھیلی میں کچھ کھجور اور ایک مشک میں کچھ پانی رکھ کر پیٹھ پھیری اسمعیل کی ماں انکے پیچھے چلیں کہا اے ابراہیم
تم کہاں جاتے ہو ہمکو اس جنگل میں چھوڑے جاتے ہو جہاں نہ کوئی انیس ہے نہ کوئی شے کئی بار یہی بات کہی مگر
بالکل متوجہ نہوئے آخر یہ کہا کیا اللہ نے تمکو یہ حکم دیا ہے کہا ہاں کہا تو اب وہ ہمکو ضائع نہ کرے گا یہ کہکر پھر
آئیں ابراہیم علیہ السلام جب ثنیہ کے پاس پہونچے جہاں کوئی انکو نہ دیکھتا تو کعبہ کی طرف منہ کرکے یہ دعا کی
ہاتھ اٹھا کر کہا رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ الاٰیۃ
یہاں تک کہ اسمعیل کی ماں اسمعیل کو دودھ پلاتی اور وہ پانی پیتی جب ہو چکا آپ بھی پیاسی ہوئیں اور بچہ بھی

دیکہا اُس کی زبان خشک ہوئی جاتی ہے دیکہا نہ گیا صفا کا پہاڑ نزدیک تہا اسپر کہڑے ہو کر منہ طرف جنگل کے
کیا کہ کوئی نظر آوے کسیکو نہ دیکہا وہان سے اُتر کر جب وادی مین پہونچین دامن کرتے کا اُٹہا کر جو بہی تیز دوڑی
کی طرح دوڑین وادی سے آگے بڑہکے مروہ کے اوپر کہڑے ہو کر نظر کی کہ کوئی نظر آوے کسی کو ندیکہا سات بار ایسا
کام کیا ابن عباس کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اسی لیے لوگ ان دونون پہاڑون کے بیچ مین
دوڑتے ہین جب مروہ پر چڑہ گئین تو ایک آواز سنی اپنے جی سے کہا ٹہیر جا پہر دوبارہ سنی کہا اے آواز والے تیرے
پاس کچہ فریاد رسی ہے دیکہا تو ایک فرشتہ زمزم کی جگہہ پر ہے اُس نے اپنی ایڑی لگائی یا بازو سے کرید وہان سے
پانی نکلا اسکو بطور حوض روکنے لگین ہاتہہ سے سمیٹنے لگین اپنی مشک مین چلو بہر بہر کرکے ڈالنے لگین وہ اسی طرح
جوش مارتا تہا ابن عباس نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے ام اسمعیل پر اگر وہ زمزم
کو چہوڑ دیتین یا یون فرمایا کہ چلو بہر بہر کر پانی نہ لیتین تو یہ زمزم ایک چشمہ آب صافی کا ہوجاتا غرضکہ انہون نے
پانی پیا اپنے بچے کو دودہ پلایا فرشتے نے اُن سے کہا تو ضائع ہونیکا خوف نکر اس جگہہ ایک گہر اللہ کا ہوگا
جسکو یہ بچہ اور اسکا باپ بناوے گا اللہ اُس گہر والون کو ضائع نکرے گا یہ گہر زمین سے مثل ٹیلے کے اونچا
تہا وہان سیلاب آتے دائین بائین نکل جاتے وہ جگہہ یون ہی رہا تک کہ وہان پر گذر ایک جماعت جرہم یا
ایک اہل بیت جرہم کا ہوا وہ کدا کے رستے سے ادہر آئے اور نشیب مکہ مین اُترے ایک پرندہ اڑتا ہوا دیکہا کہا یہ
پانی کے گرد پہرتا ہے ہم تو اس جنگل مین بارہا آئے کبہی پانی نہین دیکہا کسی کو بہیجا دیکہا تو پانی موجود ہے
وہ پانی پر آئے وہان اسمعیل کی مان موجود تہین اُنہون نے کہا تم ہمین اذن دیتی ہو کہ ہم تمہارے پاس اترین
کہا ہان لیکن اس پانی مین تمہارا کچہ حق نہین ہے کہا بہتر ابن عباس کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا مادر اسمعیل کو بہی انس چاہتی تہین وہ لوگ وہان اتر پڑے اپنے گہر والون کو بہی بلا بہیجا جب کئی گہر وہ
جمع ہوگئے اور اسمعیل بہی جوان ہوگیا اور زبان عربی اُن سے سیکہ لی اور نہایت انکو پسند آیا تو جب جوان پہنچے ایک
عورت سے نکاح کردیا اس اثنا مین ام اسمعیل کا انتقال ہوگیا ابرہیم علیہ السلام بعد شادی اسمعیل علیہ السلام کے آئے
کہ اپنے ترکے کو دیکہین اسمعیل کو نہ پایا انکی عورت سے انکا حال پوچہا کہا باہر ہمارے لیے کچہ لینے کو گئے ہین گذر اوقات
کا حال دریافت کیا کہ کس شکل سے بسر ہوتی ہے کہا ہم نہایت تنگی سختی ترشی مین ہین اُس عورت نے گذران کی شکایت
کی فرمایا جب تیرا شوہر آوے تو میرا اُس سے سلام کہیو اور یہ بہی کہہ کہ اپنے دروازے کی چوکہٹ بدل دے جب اسمعیل
آئے انکو کچہ ساانس معلوم ہوئی کہا تمہارے پاس کوئی آیا تہا کہا ہان ایک بڈہا اسی صورت کا آیا تہا اُس نے تمہارا حال
مجہسے پوچہا مین نے کہدیا پہر مجہسے حال گذر اوقات کا دریافت کیا مین نے یہ بات کہی کہ ہم بڑی تنگی ترشی سختی مین ہین کہا
تجہے کوئی وصیت کر گئے ہین کہا ہان تجہکو سلام کہہ گئے ہین اور یہ کہہ گئے ہین کہ تم اپنے دروازے کی چوکہٹ کو بدل دو

کہا وہ تیرا باپ تہا مجکو حکم دے گئے کہ مین تجہہ کو جدا کر دون سو تو اپنے گہر والون کے پاس جا انہون نے اسکو طلاق دیدی دوسری
عورت قبیلہ جرہم سے نکاح کیا ابراہیم علیہ السلام چند روز تک آئے جبتک کہ اللہ نے چاہا پہر انکے پاس آئے پہر انکو نہ پایا انکی عورت
کے پاس آکر انکا حال پوچہا کہا ہمارے لیے کچہ لینے گئے ہین کہا تم کیسے ہو تمہاری گذران کیونکر کس شکل پر ہوتی ہے کہا ہم
خیر و وسعت سے ہین اللہ کی ثنا بیان کی کہا تمہارا کہانا کیا ہے کہا گوشت کہا پینا کیا ہے کہا پانی فرمایا ای اللہ برکت دے
انکے گوشت و پانی مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس دن کوئی غلہ انکے پاس نہ تہا ورنہ اسی کے لیے دعا کرتے
کہا کوئی شخص ان دونون چیزون پر غیر مکہ مین کفایت نہین کرتا مگر موافق نہین پڑتین پہر ابراہیم علیہ السلام
نے فرمایا جب تیرا خاوند آوے تو اُس سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ تم اپنے گہر کی چوکہٹ قائم رکہو جب اسمعیل علیہ السلام آئے
کہا تمہارے پاس کوئی شخص آیا تہا کہا ہان ایک بوڑہا اچہی شکل کا آیا تہا اُس عورت نے انکی ثنا وصفت کی کہا تمہارا حال مجہے
پوچہا تہا مین نے کہا اچہا تمہاری اوقات کس طرح بسر ہوتی ہے ہم نے کہا اچہی طرح کہا مجہے کچہ کہہ گئے ہین کہا ہان
یہ کہا ہے کہ تمہین سلام کہون تم اپنے گہر کی چوکہٹ ثابت رکہو کہا وہ میرا باپ تہے اور تو میرے گہر کی چوکہٹ ہے حکم
دیگئے ہین کہ تجہہ کو اپنے پاس رہنے دون پہر ابراہیم علیہ السلام چند روز تک جبتک کہ اللہ نے چاہا نہ آئے پہر آئے
تو دیکہا کہ اسمعیل علیہ السلام بیٹہے ہوئے تیر بنا رہے ہین جو درخت پاس زمزم کے تہا اُسکے نیچے جب باپ کو دیکہا کہڑے
ہوگئے جو کام باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے کرتا ہے وہ کیا یعنے ادب و تعظیم سے پیش آئے فرمایا ای اسمعیل اللہ نے مجہ کو
ایک کام کا حکم دیا ہے کہا جو حکم آپ کو دیا ہے وہ آپ کرین فرمایا تو میری مدد کریگا کہا ہان فرمایا اللہ نے مجہ کو یہ حکم دیا
ہے کہ مین اس جگہہ ایک گہر بناؤن ایک اونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا اسوقت وہ دونو صاحبون نے بنیاد گہر کی اونچی کی
اسمعیل علیہ السلام پتہر لاتے ابراہیم علیہ السلام گہر بناتے جب بنیاد اونچی ہو چکی تو اُس پتہر کو لاکر رکہا ابراہیم علیہ السلام
اسپر کہڑے ہوکر بناتے اسمعیل علیہ السلام پتہر اٹہا اٹہا کر دیتے جاتے وہ دونو بزرگ یہ کہتے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ غرض کہ گہر کے گرد اس بنانے مین پہرتے یہ دعا کہتے تہے اس حدیث کو عبد الرزاق نے مطولا ابن ابی حاتم و ابن جریر
نے مختصر روایت کیا ہے ابن مردویہ بہی اسکے راوی ہین عماد ابن کثیر نے اس حدیث کو بخاری شریف سے بطریق دیگر نقل
کرکے یہ کہا ہے کہ بخاری نے اسکو کتاب الانبیا مین ان دو وجہ سے روایت کیا ہے حاکم سے بڑا تعجب ہے کہ انہون نے اس حدیث
کو مستدرک مین روایت کرکے یہ کہا ہے صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ حالانکہ بخاری نے اس حدیث کو روایت کیا ہے
ہان ذبیح کا اور ذبح کا بوجہ اختصار نہین آیا اگرچہ صحیح مین دوسری جگہہ آیا ہے کہ سینگ اُس بکری کے کعبہ مین لٹکے تہے یہ
بہی آیا ہے کہ ابراہیم اپنے اہل کے دیکہنے ملنے کو براق پر سوار ہوکر آتے جاتے تہے پہر بلاد مقدسہ کو پہر کر چلے جاتے
واللہ اعلم ابن جریر نے جو قصہ بنانے بیت کا علی رضی سے بسند خود ذکر کیا ہے اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ کعبہ کو قبل عقد
ابراہیم و اسمعیل کے بنایا تہا آج کنہر کہتے ہین مشکل ہے کہ اس جگہہ ماجرا کہا ہو جب اسمعیل بڑے ہوگئے تو پہر

وہان گہر بنایا کما قال پہر سدی نے بنانے بیت کا قصہ روایت کرکے یہ کہا ہے کہ اس سیاق سے یہ نکلتا ہے کہ
قواعد بیت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کے بنے ہوئے تہے فقط انہی تک بات ہولی کا دے نے انکو یہ جگہ بتادی
بہت لوگ اسی طرف گئے ہین جیسا ابن عباس عطا بن ابی رباح نے کہا پہلے اس گہر کو آدم علیہ السلام نے بنایا تہا
حجر اسود ایک یاقوت ہے جنت کا پہر اللہ نے اس کی ترسیم ہاتھ سے ابراہیم علیہ السلام کے کرائی اس باب مین کئی حدیثین
آئی ہین ابن عباس نے کہا اللہ نے اس گہر کو دو ہزار برس پہلے پیدائش دنیا سے چار رکن پر پانی کے رکہا تہا پہر زمین کو
گہر کے نیچے سے پہیلایا مجاہد نے کہا ارکان اس گہر کے ساتوین زمین مین ہین ازرقی نے اپنی تاریخ مکہ
مین ذکر کیا ہے کہ ذوالقرنین نے ہمراہ ابراہیم علیہ السلام کے طواف کیا اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ اسکا بہت اگلا ہے
حدیث عائشہؓ مین آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نہین دیکہتی کہ تیری قوم نے جب اس گہر کو
بنایا تو قواعد ابراہیم علیہ السلام سے گہٹا دیا انہون نے کہا پہر آپ ویسا ہی کیون نہین کر دیتے فرمایا اگر تیری قوم
کفر سے قریب ہوئی نہ ہوتی تو مین اسکو ویسا ہی بنا دیتا ابن عمرؓ نے کہا مین خیال کرتا ہون کہ رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استلام اُن دو رکن کا جو متصل حجر کے ہین اسی لیے شاید چہوڑ دیا تہا کہ گہر قواعد ابراہیم
پر تمام نہوا رواہ البخاری ومسلم لفظ عائشہؓ سے یہ ہے اگر تیری قوم کا زمانہ عہد جاہلیت یا کفر سے نزدیک نہ ہوتا
تو مین خزانہ کعبہ کا راہ خدا مین خرچ کر دیتا اور دروازہ اسکا زمین پر رکہتا حجر کو اسمین داخل کر دیتا بخاری مین
آیا ہے کہ پہر ابن الزبیر نے اسی حدیث کی بنیاد پر کعبے کے دو دروازے بنائے ایک اندر جانیکا دوسرا باہر نکلنے
کا ابن کثیر نے اس حدیث عائشہؓ کو کئی طریق سے نقل کیا ہے اسکے بعد ذکر بنائے قریش کا کعبے کو بعد ابراہیم
کے کیا ہے کہ بعد مدت ہائے دراز کے زمانہ خلیل سے پانچ برس قبل بعثت رسول خدا کے انہون نے کعبے کو بنایا انکے ہمراہ رسول خدا بہی تہے
پینتیس سال کے ہوتے تہے پہر ایک کہنے مین حجر اسود کو لیکر ہر قبیلے نے خواہش اسکی جگہ پر پہنچانے کی تو رسول خدا نے اپنے دست
مبارک سے اسکو جما دیا ابن اسحاق نے کہا کعبہ عہد نبوی مین اٹہارہ گز تہا اسکو قباطی پہناتے پہر چادر پہنائی
گئی سب سے پہلے دیباج حجاج بن یوسف نے پہنایا پہر بنائے قریش اول عمارت ابن زبیر مین بعد سن ساٹھ
کے اور آخر اوائل عہد یزید بن معاویہ جبکہ ابن زبیر کا محاصرہ کیا تہا جل گئی تب ابن الزبیر نے زمین تک توڑ کر قواعد
ابراہیم علیہ السلام پر بنایا حجر کو داخل کعبہ کیا دو دروازے شرق و غرب کی جانب سے ملے ہوئے رکہے جیسا کہ
اپنی خالہ عائشہ صدیقہ سے سنا تہا ویسا بنا دیا جبتک وہ امیر رہے کعبہ بہی اسی صورت پر رہا جب حجاج نے انکو
قتل کیا تو پہر کعبے کو بحکم عبد الملک خلیفہ وقت اسی اگلی وضع پر کر دیا اس قصے کو مسلم ونسائی نے ذکر کیا ہے تابعین
کہتے ہین سنت یہی تہی جو کام ابن زبیر نے کیا تہا اسکو بغور سمجہنا چاہیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسی کو
دوست رکہتے تہے ولیکن اس سے ڈرتے کہ لوگ تازہ اسلام ہین کفر سے قریب العہد ہین کہین دل انکے انکار نہ کرین

موقوف رکھا تھا اگر یہ سنت عبد الملک کو مخفی رہی اسی سبب سے یہ بات اسکو ثابت ہو گئی کہ بیشک عائشہ رضہ نے اس حدیث
کو رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کیا ہے تو یہ کہا وددت انی ترکت وما تحمل یعنے اسی حال پر
چھوڑ دینا اچھا تھا انتہی ما ۃ مسلم پھر ابن کثیر نے کہا کہ حدیث مذکور عائشہ رضہ سے بطرق صحیحہ متعددہ ثابت ہے یہ دلیل
ہے اس بات کی کہ جو کام ابن الزبیر نے کیا تھا وہ چوکس و ٹھیک اچھا تھا اگر کعبہ اسی شکل پر چھوڑ دیا جاتا تو بہت بہتر
تھا لیکن جب یہ صورت حال قائم ہو گئی تو اب نزدیک بعض علماء کے بدلنا اسکا مکروہ ہے کہتے ہین مہدی یا ہارون رشید
نے امام مالک سے پوچھا تھا کہ ہم کعبے کو گرا کر مطابق فعل ابن زبیر بنا دین مالک نے کہا اسے امیر المؤمنین تم کعبۃ اللہ کو بادشاہون
کا کھیل تماشا نکرو کہ جو کوئی چاہے اسے ڈھا کر بنایا کرے امیر رشید نے اسکا بنانا موقوف رکھا اس حکایت کو عیاض
و نووی نے ذکر کیا ہے سو یہ پھر واللہ اعلم اسی طرح آخر زمان تک رہے گا یہانتک کہ دو سوکھی پنڈلی والا حبشی اسکو
ڈھادیگا جس طرح کہ صحیحین مین ابو ہریرہ سے مرفوعا آیا ہے یُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ اور یہ بات بعد
خروج یاجوج ماجوج کے ہوگا اس دلیل سے کہ بخاری مین ابو سعید خدری سے مرفوعا آیا ہے کہ بعد انکے خروج کے پھر
کا حج و عمرہ ہوگا انتہی مین کہتا ہون کہ قسطلانی مین ذکر کیا ہے کہ کعبہ دس بار بنایا گیا ہے ایک بار فرشتون نے
بنایا دوسری بار آدم نے تیسری بار شیث نے یہ پتھر کا تھا طوفان مین ڈوب گیا چوتھی بار ابراہیم نے
نے پانچوین بار عمالقہ نے چھٹی بار جرہم نے اس بانی کا نام حارث بن مضاض تھا ساتوین بار قصی نے جو
پانچوان دادا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تھا آٹھوین بار قریش نے نوین بار ابن زبیر نے اوائل ۶۴ھ
مین دسوین بار حجاج نے لکھتے سلیمان جمل نے کہا ہے انکے بعد بعض ملوک نے ۱۰۳۹ھ مین بنایا رازی نے
کہا یہ دلیل ہے اس بات پر کہ بنانا مسجد کا قربت ہے دعائے قبول کرنا مستحب ہے **ف** یہ دعا ہمکو مسلمان
بنا حج کے دستور سکھا مطلب اسکا یہ ہے کہ ہمکو اپنا حکم بردار کر ہم تیری طاعت وعبادت مین کسی کو شریک
نہ کرین کسی نے کہا یعنے اپنا مخلص کر کسی نے کہا مسلمان تو تھے مگر ثابت رہنا مانگا عکرمہ نے کہا اللہ نے اس دعا
پر فرمایا مین نے ایسا ہی کیا سدی نے کہا مراد ذریت سے عرب ہین ابن جریر نے کہا ٹھیک بات یہ ہے کہ ذریت
عام ہے عرب وغیرہ کو اسلیے کہ بنی اسرائیل بھی ذریت ابراہیم علیہ السلام مین اسنے فرمایا ہے وَمِنْ
قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ابن کثیر نے کہا قول ابن جریر کا کچھ قول سدی کی نفی نہین
کرتا ہے اسلیے کہ تخصیص عرب کی منافی اعلاے عرب کے نہین ہے سیاق آیت شریف کا عرب ہی کے حق مین
اسی لیے بعد اسکے دعا بعثت رسول کی عرب مین سے کی ہے وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین
جو عرب مین مبعوث ہوئے کما قال تعالی هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ مبعوث ہونا یہ خبر کچھ منافی عموم
رسالت کی طرف احمر و اسود کے نہین ہے حضور تعالی قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا اسکے

سوا اور بہت دلیلین قاطع موجود ہین یہ دعا ابرہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی ویسی ہے جیسے خدا نے متقین کے حال سے خبر دی ہے کہ الَّذِینَ یَقُولُونَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۔ اس سے مقصود دعا اسقدر مامور غوب فیہ ہے کیونکہ پوری محبت عبادت خدا کی یہی ہے کہ اس بات کو چاہے کہ اسکی اپنت سے ایسے آدمی پیدا ہون جو وحدہ لاشریک لکی عبادت خالص و خاص کرین اسی لیے جب اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا تہارا مین تمکو سب لوگون کا پیشوا کر دونگا تو انہون نے کہا کہ میری ذریت مین بہی کر فرمایا میرا عہد ظالمون کو نہین پہونچتا اور یہ ہو لے وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۔ حدیث ابو ہریرہ مین مرفوعا آیا ہے جب آدمی مرجاتا ہے تو اسکا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین کام ایک صدقہ جاریہ دوسرا علم جس سے نفع ہو تیسرا ولد صالح جو اُس کے لیے دعا کرے **ف** مراد حج کے دستور سے یہ ہے کہ جس قاعدے سے حج کیا جاتا ہے وہ ہمکو سکہا دے یہ قول عطا کا ہے مجاہد نے کہا یعنی ہمکو جگہہ ذبح کی بتا دے یہی قول قتادہ کا بہی ہے ابن عباس کہتے ہین جب ابرہیم علیہ السلام کو حکم مناسک ہوا سعی مین شیطان سامنے آیا یہ اس سے سبقت لیگئے پہر جبریل علیہ السلام انکو لیکر منیٰ مین آئے کہا یہ جگہہ ہے لوگون کے مناخ کی جب جمرۂ عقبہ کے پاس گئے تو پہر شیطان سامنے آیا اسکو سات کنکریان مارین پہر جمرۂ وسطے پر آئے یہان بہی آگے آیا وہی سات کنکریان مارین پہر جمرۂ قصوی پر آئے یہان بہی شیطان سامنے آیا سات کنکریان مارین تب ہاں سے ہٹا پہر جبریل علیہ السلام مزدلفے پر انکو لائے کہا یہ مشعر ہے پہر عرفات مین لائے کہا یہ عرفہ ہے پہر کہا اب تو تم نے پہچان لیا اسکو ابوداؤد طیالسی نے روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ جو مناسک حج کے ملت اسلام مین آج مقرر ہین یہ سب سکہائے ہوئے جبریل علیہ السلام کے ہین جبریل علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کو سکہائے حضرت ابراہیم سے اس امت مین بذریعہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم آئے وسعد ابلغہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔ اے رب ہمارے اٹہا اُن مین ایک رسول انہین مین کا پڑہے اُنپر تیری آیتین اور سکہا وے انکو کتاب اور پکی باتین اور سنوارے انکو بے شک تو زبردست حکمت والا **ف** اللہ پاک نے اس آیت مین یہی دعا ابرہیم علیہ السلام کی اہل حرم کے لیے ذکر فرمائی وہ دعا یہی کہ میری ذریت سے ایک رسول اُن مین بہیجے یہ دعا انکی موافق تقدیر سابق الٰہی کے پڑگئی وہ تقدیر تعیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تہی واسطے بہیجنے کے طرف اُمیون کے بلکہ طرف سارے عالمین و ساری خلق کے جن و انس سے جس طرح کہ حدیث عرباض بن ساریہ مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے مین نزدیک اللہ کے خاتم النبیین تہا اور آدم ہنوز مٹی کے پتلے ہی تہے مین تمکو شروع اسکا کا بتا دون مین دعا ہون اپنے باپ ابرہیم کی بشارت ہون عیسیٰ علیہ السلام کی خواب ہون اپنی مان کا

اسیطرح سب پیغمبرون کی مائین دیکہا کرتی تہین ذکا تو احمد مراد یہ ہے کہ سب سے پہلے جسنے رسول خدا صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم کو لوگون مین مشہور کیا اور آپکا ذکر شریف کیا وہ ابرہیم علیہ السلام ہین یہ دہوم دہام آپکے ذکر شریف کی بیچ
لوگون مین لگاتار رہی یہانتک کہ خاتم انبیا بنی اسرائیل عیسی علیہ السلام نے اپنی قوم مین کہڑے ہو کر آپکے نام
مبارک کا خطبہ پڑہا اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي
اسْمُهٗ اَحْمَدُ اسی لیے حدیث مذکور مین یہ فرمایا ہے کہ مین دعوت ابرہیم بشارت عیسی ہون تہے خواب آپ کی ان
کے سو انکی یہ صورت ہے کہ وہ خواب انہون نے زمانہ حمل مین دیکہے تہے اسکا ذکر اپنی قوم سے کیا تہا اُس دن سے
سب مین شہرت و اشاعت ہو گئی تہی ایک تمہید آپ کی نبوت کی قائم ہوئی تخصیص ملک شام کی اس لیے ہے کہ شام مین
آپ کی نبوت و دین کا استقرار ہوگا اسی لیے شام آخر زمان مین اسلام و اہل اسلام کی ہنڈی شہیرگاہ ہین عیسی
علیہ السلام بہی دمشق مین منارۂ سفید شرقی سے نازل ہونگے صحیحین مین مرفوعا آیا ہے ہمیشہ ایک گروہ اس امت کا
غالب رہیگا حق پر جو کوئی اُسکا مددگار نہ ہوگا وہ کچہ نقصان اسکو پہونچا نسکیگا نہ کوئی اور مخالف یہانتک کہ اللہ
کا حکم آوے اور وہ گروہ اسی حال پر ہو بخاری نے کہا یہ گروہ شام مین ہوگا انتہے مین کہتا ہون اسکا یہ مطلب نہین
ہے کہ شام ہی مین وہ گروہ ہوا کرے گا کسی دوسری جگہہ نہ ہوگا بلکہ شام مظنہ غالب ہے اور اقطار ارض مین بہی
ایسے لوگ ہو چکے ہین اور ہمیشہ ہوتے رہتے ہین اس حدیث مین ایک اشارہ پر بشارت یہہ بہی ہے کہ اسلام تا قیام
قیامت دنیا مین باقی رہیگا یہ نہوگا کہ کوئی مخالف یا دشمن بد خواہ اسکو روئی زمین سے مٹا دے گو غربت
ہی کے ساتہہ کیون نہ ہو نہین بلکہ سب جگہہ غربت ہی نہوگی ایک ایک گروہ کو کسی جگہہ شام یا کسی اور جگہہ ہمیشہ
ایکطرح کا غلبہ تام رہیگا وللہ الحمد لفظ گروہ کا اس حدیث مین عام ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ فرقہ جو حق پر ہمیشہ
غالب رہیگا یہ شامل ہے اہل علم اہل ملک دونوکو چنانچہ اسی سبب سے جو لوگ عالم کتاب و سنت ہین وہ ہمیشہ اہل
بدعت و رای و اصحاب قیاس پر غالب رہتے ہین جو ملوک و رؤسا دیندار ہین وہ فساق فجار اشرار پر غلبہ رکہتے
ہین - ابو العالیہ نے کہا جب ابرہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مبعوث ہون تو
اُن سے کہدیا گیا کہ یہ تمہاری دعا قبول ہے یہ رسول مذکور آخر زمانے مین ہوگا یہی قول ہے سدی و قتادہ کا
بہی کتاب سے مراد قرآن ہے حکمت سے مراد سنت یعنی حدیث رسول اللہ ہے یہی قول ہے حسن و قتادہ و مقاتل بن
حیان و ابو مالک وغیرہم کا کسی نے کہا بلکہ مراد حکمت سے فہم ہے دین کا ابن کثیر نے کہا ان اقوال مین کچہ منافات
نہین ہے کسی نے کہا مراد حکمت سے فصل ہے درمیان حق و باطل کے ابن قتیبہ نے کہا مراد اس سے علم و
عمل ہے آدمی حکیم نہین ہوتا ہے جبتک کہ دونو کا جامع نہ ہو ابن درید نے کہا ہر بات جو کہ نصیحت کرے
کسی مکرمت کی طرف بلائے کسی قبیح امر سے روکے وہی بات حکمت ہے مین کہتا ہون جو بات کہ ساتہہ اسکے سنت مطہرہ

مین موجود و داخل مین جس نے قرآن و حدیث کو پکڑا وہی بڑا حکیم صاحب فہم و علم و عمل ہوا قرآن پاک مین جا بجا
کہین لفظ حکمت کا آیا ہے مراد اُس سے یہی سنت ہے قرآن شریف عمل بالسنۃ کی جو تعلیم دیتا ہے سنت اسکا
قرآن پر آمادہ کرتی ہے دین کے اصل یہی دو چیزین ہین ایک کتاب اللہ دوسری سنت رسول اللہ اجماع
کا ثبوت نہایت ہی مشکل ہے قیاس بے کسی حجت ماثورہ کے نالائق عمل ہے نہ قابل عمل ہے ابن عباس نے کہا مراد پاک
کرنے سنوارنے سے اللہ کی طاعت و اخلاص ہے محمد ابن اسحاق نے کہا آیت کے یہ معنے ہین کہ سکہاتا ہے
انکو خیر تاکہ وہ کرین اور شر تاکہ اُس سے بچین اور خبر دیتا ہے انکو اپنی رضا کی کہ اللہ اُن سے راضی ہوگا اگر وہ
اُسکی اطاعت کرینگے اُسکی نافرمانی سے دور رہینگے عزیز اُسکو کہتے ہین جسکو کوئی چیز عاجز کرے وہ ہر چیز
پر توانا ہو حکیم وہ ہے جسکے قول و فعل ٹھیک ہون اشیا کو اپنے علم و عدل سے انکی جگہہ مین رکھے کسائی نے
کہا عزیز کہتے ہین غالب کو حکیم کہتے ہین عالم کو معلوم ہوا کہ حکیم وہ ہے جو عالم سنت مطہرہ و کتاب عزیز
ہے نہ وہ جو دانشمند فنون یونان ہے حکمت بڑی قسمت والون کو ملتی ہے نہ ہر صاحب رائے و قیاس کو وَمَنْ

يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِىَّ اِنَّ
اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ کون پسند نہ رکھے دین ابرہیم مگر جو بیوقوف ہو
اپنے جی سے ہمنے اسکو خاص کیا دنیا مین اور وہ آخرت مین نیک ہے جب کہا اسکو اسکے رب نے حکم بردار ہو
بولا مین حکم مین آیا جہان کے صاحب کے یہی وصیت کرگیا ابراہیم اپنے بیٹون کو اور یعقوب اے بیٹو اللہ نے
چنکر دیا ہے تمکو دین پھر نہ مریو تم مگر مسلمانی پر **ف** اسنے کافرون پر رد کیا کہ یہ جو تمنے شرک بات نکالا ہے
یہ مخالف ملت ابرہیم خلیل کے جو سارے حنفا کے امام تھے کیونکہ انہون نے نرا اسکی توحید اختیار کی تھی کسی غیر
کا لگاؤ نہین رکھا تھا نہ ایک پلک رہنے برابر کبھی شرک کیا بلکہ ہر معبود سوا اللہ سے بیزار ہوئے اپنی ساری قوم
کے مخالف ہو بیٹھے تنک کہ باپ سے الگ تھلگ ہو گئے کہا يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وقال تعالى وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِىْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اِلَّا
الَّذِىْ فَطَرَنِىْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝ وقال تعالى وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ
اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۝ وقال تعالى اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا
لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ
وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اسی سبب سے یہان فرمایا کہ نہین پہرتا ملت ابرہیم سے مگر وہی شخص جو احمق ہے جسنے
حق کو اپنی حماقت و بدتدبیری سے چہوڑکر گمراہی لیکر ہلاک کیا ہے کیونکہ اس شخص کو اسنے دنیا مین واسطے ہدایت

وا رشادات کے کم عمری سے منتخب کر لیا تھا پھر اسکو اپنا خلیل یعنے جانی دوست ٹھیرایا اور وہ آخرت مین گروہ
اہل صلاح وسعادت سے ہے سکے طریقہ و مسلک وملت کو چھوڑ کر گمراہی کے رستے پر چلنا اس سے زیادہ اور کیا ظلم
و بیوقوفی ہو گی کما قال تعالیٰ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ابو العالیہ وقتادہ نے کہا یہ آیت حق مین یہود کے اتری ہے
انہون نے ایک ایسا طریقہ نکالا تھا جو اللہ کی طرف سے نہ تھا ملت ابراہیم کو چھوڑ کر احداث کا ابتداع کیا تھا چنانچہ قول
اللہ کا اس بات پر گواہ ہے مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ
ابو العالیہ نے کہا یہود و نصاریٰ ملت ابراہیم علیہ السلام سے پھر گئے بدعت یہودیت و نصرانیت نکالی جو کچھ اللہ
کی طرف سے نہ تھی ملت خلیل کو چھوڑ بیٹھے اللہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا قتادہ نے کہا
جو کوئی ایمان لانے سے اس رسول پر جو عین دعوت ابراہیم ہے پھر جاتا ہے وہی ملت ابراہیم سے بھی پھرا ہوا
ہے معلوم ہوا کہ جو بات منسوخ نہین ہوئی ہے اس مین اتباع ملت ابراہیمی کا لازم ہے **ف** جب رب نے
ابراہیم علیہ السلام سے یہ فرمایا کہ تم مخلص بعبادت خالص فرمانبردار ہو جاؤ تو انہون نے فی الفور منشرحا وقدرا
مان لیا ابو السعود کہتے ہین کہ جو کچھ رتبہ ابراہیم علیہ السلام کو ملا وہ اس چھانٹنے پر ملا کہ ہر حکم کے منقاد
امر ہو گئے بیچ جی سے مخلص نکلنے ابن عباس نے کہا اللہ نے یہ امر انکو اسوقت فرمایا تھا جبکہ وہ تہ خانے سے
باہر آئے تھے کواکب سے استدلال کر کے حدوث کو اکب کا معلوم کر کے توحید پر ثابت ہوئے تم سمجھ لیا تھا کہ
یہ کواکب کسی محدث مدبر کے محتاج ہین سو جسکی طرف محتاج ہین وہی انکا صانع ہے اسی کو ماننا اور سب کو
چھوڑنا چاہیے ؎ خلیل کو بہ ملک یقین گشت ✦ منم لا احب الآفلین گشت ✦ پھر ابراہیم نے اپنی اولاد
کو بھی اسی حکم برداری کی وصیت کی یعنی ملت اسلام کی یا اس کلمے کی کہ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کیونکہ انکو
اس ملت یا کلمے پر بڑی حرص تھی اس کی نہایت محبت تھی مرتے دم تک اسکی محافظت کرتے رہے قرطبی نے
کہا مراد کلمہ ہے اس لیے کہ یہی قریب ہے یعنے یون کہو کہ ہم مسلمان ہوئے لیکن راجح یہ ہے کہ مراد ملت حنیفیہ ہے
اسلیے کہ مطلوب پہلون سے اتباع ملت کا ہے نہ مجرد تکلم بکلمہ اسلام سو وصیت ملت کی اعلیٰ تر ملائق تر
بحال ابراہیم علیہ السلام ہے کہتے ہین یہ سب آٹھ شخص تھے ان مین ایک اسمٰعیل علیہ السلام بھی ہین یہ سب
مین بڑے تھے کسی نے کہا جو دو بیٹے تھے واللہ اعلم پھر انکے بیٹے اپنے بعد بھی اپنی اولاد کو بھی یہی وصیت
کر گئے جیسے اللہ نے فرمایا ہے وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ بعض سلف نے لفظ یعقوب کے
منصوب پڑھا ہے لفظ بَنِيْهِ پر معطوف ٹھیرایا ہے اسکا مطلب یہ ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد
اور اپنے پوتے یعقوب بن اسحاق کو یہ وصیت کی تھی وہ اسوقت حاضر تھے قشیری کا یہ کہنا کہ یعقوب بعد

ابراہیم کے پیدا ہوئے مین دلیل صحیح کا محتاج ہے اسلیئے کہ ظاہری جبکہ اسحق کے گھر یعقوب بحالت حیات خلیل وسارہ
علیہما السلام مین پیدا ہوگئے تھے کیونکہ دونون کی بشارت ایک ہی ساتھ دیگئی تھی فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ
إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ سو اگر اسوقت یعقوب موجود نہوتے تو بحاظ ذریت اسحق کے ذکر کرنا انکا کچھ مفید نہ تہا اسکے سوا اللہ
پاک نے سورۂ عنکبوت مین فرمایا ہے وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ دوسری
آیت مین یون کہا ہے وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً یہ آیتین مقتضی ہین اسبات کی کہ یعقوب حیات خلیل علیہ
السلام مین موجود تہے **ف** یہہ کہنا کہ نہ مرو تم مگر مسلمان۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ حالت حیات مین اسکو اچھی طرح
برتو یعنی مسلمان بچے تابع فرمان بنے رہو اسبات کو ایسا پکڑو کہ اللہ تمکو اسی کلمے پر مارے کیونکہ آدمی غالبا اُسی
حالت پر مرتا ہے جسمین گہسا رہتا ہے پھر اسی حال پر وہ مبعوث بہی ہوگا اللہ کی عادت کریم یون ہی جاری
ہے کہ جو کوئی قصد خیر کا کرتا ہے تو اللہ اسکو توفیق خیر کی دیتا ہے خیر کو اُسپر آسان کردیتا ہے جس نے نیت کی
کسی عمل صالح کی تو وہ اُسپر ثابت رہیگا۔ رہی یہ بات کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کوئی آدمی اہل جنت کا سا کام
کرتا ہی رہتا ہے یہانتک کہ درمیان اُس آدمی کے اور جنت کے ایک باع یا ایک ذراع رہجاتا ہے پس اسپر کتاب سبقت کرجاتی
ہے وہ اہل نار کا سا کام کرنے لگتا ہے نار مین جاتا ہے کوئی آدمی اہل نار کا سا کام کرتا ہے یہانتک کہ
اُسکے اور نار کے درمیان ایک باع یا ایک ذراع باقی رہجاتا ہے پھر کتاب سابق ہوجاتی ہے وہ اہل جنت کا سا
کام کرنے لگتا ہے جنت مین داخل ہوجاتا ہے سو یہ حدیث کچھ معارض اس آیت باب کو نہین ہے کیونکہ بعض
روایات مین اس حدیث کی یون آیا ہے کہ اہل جنت کا سا عمل اور اہل نار کا سا عمل بظاہر لوگون کی نظر مین
کرتا ہے حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ
وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ فضیل بن عیاض نے کہا مسلمان
مرنیکا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے ساتھ گمان نیک رکھو حدیث جابر مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
تین دن پہلے مرنے سے یہ فرمایا کہ نہ مرے کوئی شخص مگر وہ نیک گمان رکھتا ہو اپنے رب کے رواہ الشیخان

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ
وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ
لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ کیا تم حاضر تھے جسوقت پہنچی یعقوب
علیہ السلام کو موت جب کہا اپنے بیٹون کو تم کیا پوجوگے بعد میرے بولے ہم بندگی کرینگے تیرے اور تیرے باپ
دادون کے رب کی ابراہیم واسمعیل واسحق وہی ایک رب ہے ہم اُسی کے حکم پر ہین وہ ایک جماعت تھی گذر
گئی انکا ہے جو کما گئے تمہارا ہے جو تم کماؤ تم سے پوچھ نہین انکے کام کی **ف** اللہ پاک نے اس آیت مین

حجت قائم کی ہے عرب پر اولاد اسمٰعیل ہین اور کفار بنی اسرائیل پر اسطرح کہ جب یعقوب کو موت آئی تو انہون
نے بھی وصیت کی تھی کہ فقط اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کو پوجنا اُسی کی عبادت و اطاعت کرنا اسمٰعیل کا آبا مین
شمار کرنا بطور تغلیب کے ہے اسلیے کہ اسمٰعیل یعقوب کے باپ نہ تھے چچا تھے نحاس نے کہا عرب چچا کو باپ بولتے ہین
خالہ کو مان کہتے ہین حدیث مین یَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْهِ یعنے چچا باپ کے برابر ہوتا ہے وَ الْخَالَۃُ
بِمَنْزِلَۃِ الْاُمِّ یعنی خالہ بجا ماں کے ہوتی ہے اسی آیت سے بعض نے دادا کو باپ ٹہیرا کر بھائیون کو
محروم لکھا ہے بخاری نے کہا یہی قول ہے صدیق کا عائشہ و حسن بصری و طاؤس و عطا و ابو حنیفہ اور
بہت اگلے پچھلے اسی طرف گئے ہین مالک و شافعی و احمد کا قول ہے کہ بہائی بھی اپنا حصہ لینگے عمر و عثمان
و علی و ابن مسعود و زید بن ثابت اور ایک جماعت سلف و خلف و ابو یوسف و محمد کا بھی یہی مذہب ہے ف
خطاب یہود و نصاری کو ہے یہ اپکو منسوب طرف ابراہیم علیہ السلام اور انکی اولاد کے کرتے تھے یون کہتے کہ
اُنکا دین بھی یہودیت و نصرانیت ہے اللہ نے اُنپر رد کیا فرمایا تم مقتدی ہو اُنکا دین یہی دین اسلام
تھا جسمین توحید و اخلاص ہے یعقوب و عیص توام پیدا ہوئے تھے ولادت مین پہلے عیص نکلے پیچھے یعقوب
آئے اسلیے انکا یہ نام بسبب متعاقب پیدا ہونے کے رکہا گیا انکے بارہ بیٹے تھے اسمٰعیل کا نام اسحق سے
اسلیے پہلے لیا کہ یہ چودہ برس ...... اُنسے بڑے تھے ہمارے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جد اعلی
ہین ایک رب کہہ کر جو یہ کہا کہ ہم اسی کے حکم پر ہین اُسکا مطلب یہ ہوا کہ ہم توحید الوہیت کے قائل ہین
اسکے بیچ مطیع و خاضع ہین کما قال تعالی وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَیْهِ
یُرْجَعُوْنَ ابن کثیر کہتے ہین یہ اسلام ساری انبیاء علیہم السلام کی ملت ہے گو شریعتین انکی طرح طرح کی ہین جدے
الگ الگ تھے کما قال تعالی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا
فَاعْبُدُوْنِ اس باب مین بہت سی آیتین ہین حدیث شریف مین آیا ہے ہم گروہ انبیاء اولاد علاتی ہین
ہمارا دین ایک ہے ف پہلی آیت کا یہ مطلب ہوا کہ تمہارے آبا و اسلاف جو انبیاء و صلحا تھے اور تم
آپ کو انکی طرف منسوب کرتے ہو سو یہ انتساب طرف انکے کچھ تمہارے کام نہین آ سکتا جبتک کہ تم خود
اچھا کام نہ کرو انکے اعمال انکے ساتھ گئے تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہین تم سے انکے اعمال کی کچھ
باز پرس نہ ہوگی تم سے تمہارے اعمال پر مواخذہ ہوگا ابو العالیہ و قتادہ نے کہا مراد اُمت سے ابراہیم
اسمٰعیل اسحق یعقوب اسباط ہین فتح البیان مین کہا ہے کہ اس آیت شریف مین رد ہے ان لوگون پر جو
اپنے سلف کے عمل پر توکل کرتے کہ نکے اعمال سے اپنا جی خوش کر لیتے ہین اسی لیے حدیث شریف مین
آیا ہے کہ جسکے عمل نے دیر لگائی اُسکے نسب نے جلدی نہ کی یعنے نیک عمل تمہارے کام آوین گے نہ

تھیں ان کا مقصود محض تقلید مذہب آباء و اجداد تھا نہ اتباع حق کا مذہب ہونا امام شرکین کا حبیب آباء و اجداد
کہتا ہے تیبن خارجی نے کہا اس میں اتباعات کسب کا واسطے بندو کے یعنی بندہ کاسب ہے اسی کسب پر ان

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مطلب یہ ہیں ہو جاؤ یہودی یا نصاری تو راہ پر آؤ تو کہہ نہیں ہم نے پکڑی ہے راہ ابراہیم کی
جو ایک طرف کا تھا اور وہ تھا شریک کرنیوالوں میں ابن عباس نے کہا عبد اللہ بن صوریا اعور یہودی نے رسول
خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا ہدایت نہیں ہے مگر وہی جس پر ہم ہیں سو تم ہماری پیروی کرو ہدایت پاؤ گے
اسی طرح نصاری نے کہا تب اللہ نے یہ آیت اتاری دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ یہ آیت حق میں رؤسا یہود کے
اتری ہے جیسے کعب بن اشرف مالک بن صیف وہب بن یہودا اور حق میں نصاری نجران کے جیسے سید
و عاقب اور انکے اصحاب وہ لوگ دین میں مومنوں سے جھگڑتے تھے ہر ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ ہمارا دین حق
ہے ہم ہی اللہ کے دین کے مستحق تر ہیں اسی طرح آج کل مقلدین مذاہب اہل سنت یہ بات کہتے ہیں کہ ہمارا
مذہب حق ہے تم بھی مقلد اسی مذہب خاص کے ہو جاؤ راہ پر آ جاؤ گے سو انکا جواب بھی وہی ہے جو جواب
اللہ نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سکھایا ہے کہ ہم یہودیت و نصرانیت کو جسکی طرف تم ہمیں
بلاتے ہو آنا نہیں چاہتے بلکہ ہم ملت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرتے ہیں وہ اپنے دین میں یکسو اور
مستقیم تھے یہی جواب ہمارا اہل تقلید کو ہے کہ ہم بھی کسی امام کی طرف آنا کسی مذہب کی تقلید کرنا بندوں کے
بندے بننا نہیں چاہتے ہم تو متبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں جن پر قرآن اترا تھا اس قرآن میں مذمت
تقلید آئی ہے تقلید کی طرف بلانا بعینہ ویسا ہی ہے جیسا کہ طرف یہودیت و نصرانیت کے بلانا تھا اس
لیے کہ اصل تقلید مذہب یہود سے نکلی ہے قرآن پاک میں حکایت تقلید کی دو ہی فرقوں سے فرمائی ہے
ایک تو اہل کتاب سے دوسری مشرکین سے سو اسی وجہ سے علمائے اسلام نے تقلید کو شرک کہا ہے حرام بتایا ہے
یہ تقلید اگر اصول ایمان میں ہے تو شرک بالقصد ہے اگر فروع احکام میں ہے تو شرک فی الرسالۃ ہے جس طرح کوئی عالم
دنیا میں اللہ کا قصد اصغ اس عیب سے خالص نہیں ہے اسی طرح کوئی مقلد جہاں ہو جس مذہب رسول خدا صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم نہیں ہے مشرکوں نے اللہ تعالی کی یہ قدر کی کہ اس کو چھوڑ کر ہر کسی مخلوق عاجز یا معبود مصنوعی
سے التجا کرنے لگے غیر اللہ کی عبادت اختیار کر لی معبود برحق سب علائق کو کہنی تھا یہ بندے کسی الہی کے
بنے قال تعالی وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ مقلدوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ قدر کی کہ انکے
اقوال و افعال صحیح نظر کر کے اقوال علماء و رجال کو سند کر لیا اب تو رسول کی بھی غلام ہی اور متبعان

ابن خلص کو آپ نے ابن عباس نے کہا حاجی کو اور ابو العالیہ نے کہا حنیف وہ ہے جو نماز قبلے کی طرف پڑھتا ہے حج کو واجب
جانتا ہے مجاہد نے کہا حنیف کہتے ہیں متبع کو ابو قلابہ نے کہا حنیف وہ ہے جو اللہ کے سارے رسولوں پر ایمان
لاتا ہے اگلے ہوں یا پچھلے قتادہ نے کہا حنیفیت یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دے اسمین تحریم امہات
و بنات و خالات و عمات کی داخل ہے جو چیزیں اللہ نے حرام کی ہیں وہ سب شامل ہیں فتح البیان میں کہا ہے
کہ حنیف وہ ہے جو دین باطل سے طرف دین حق کے مائل ہوا ہو یا مفرد میں بخاری نے ابن عباس سے روایت کیا
ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا گیا کہ کونسا دین اللہ کو زیادہ محبوب ہے فرمایا حنیفیہ سمحہ أخرجه
احمد ... یعنے ملت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جس میں کسی طرح
کے شرک و بدعت کا لگاو ملاؤ نہیں خالص توحید مجرد اتباع ہے
...... اس ارشاد میں کہ ابراہیم علیہ السلام مشرکین کے نہ تھے تعریض ہے یہود کے کیونکہ انکا قول ہے عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اسی طرح نصاری مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں اسلیے اسنے فرمایا کہ ابراہیم اس حالت پر تھے
جو تمہاری حالت ہے یعنے شرک باللہ کرنا قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ
وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ
مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ تم کہو ہمنے یقین کیا اللہ کو اور جو اترا ہم پر اور جو اترا ابرہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب اور
اسکی اولاد پر اور جو ملا موسی و عیسی کو اور جو ملا سب پیغمبروں کو اپنے رب سے ہم فرق نہیں کرتے ایک میں ان سب سے
ہم اسی کے حکم پر ہیں ف اللہ پاک نے مسلمانوں کو اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو تم پر اترا ہے بواسطہ محمد
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اسپر تم مفصلاً ایمان لاؤ اور جو اگلے انبیاء پر اترا ہے اسپر مجملاً ایمان لاؤ پھر بعض رسل کے نام
لیکر ذکر کیے تھے باقی انبیاء کا ذکر مجمل کیا یہ فرمایا کہ کسی میں فرق نہ کرو سب پر یکساں ایمان لاؤ ان لوگوں کی
طرح نہو جن کے حق میں یہ ارشاد کیا ہے وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ
وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ابوہریرہ کہتے ہیں
اہل کتاب توریت کو عبرانی زبان میں پڑھکر اہل اسلام کے لیے عربی زبان میں تفسیر کرتے تھے رسول خدا صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تم انکو نہ سچا کہو نہ جھوٹا بلکہ یوں کہو اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا اخرجہ البخاری ابن عباس کہتے ہیں
رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اکثر دو رکعت سنت فجر میں یہی آیت پڑھتے اٰمَنَّا بِاللّٰهِ الخ دوسری رکعت میں
یہ آیت اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ اخرجہ مسلم و ابو داود و النسائی ابو العالیہ و ربیع و قتادہ نے کہا
اسباط سے مراد یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں وہ بارہ آدمی تھے انمیں ہر ایک شخص سے ایک گروہ پیدا ہوا انکا
نام اسباط رکھا گیا خلیل بن احمد نے کہا اسباط بنی اسرائیل میں مثل قبائل کے ہیں بنی اسمعیل میں

زمخشری کا لفظ یہ ہے کہ اسباط پوتے ہین یعقوب علیہ السلام کے انکے بارہ بیٹون کی ذریت انکو رازی نے مقرر
رکھا ہے کوئی معارضہ نہین کیا بخاری کا لفظ یہ ہے کہ اسباط قبائل بنی اسرائیل تھے اس سے یہ معلوم ہوا کہ مراد
اسباط سے یہان شعوب بنی اسرائیل ہین ان مین جو انبیاء ہوئے انپر اللہ نے وحی اتاری جسطرح موسی
علیہ السلام نے انسے کہا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا اور قال تعالی وَ
قَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا قرطبی نے کہا اسباط مشتق ہے سبط سے بسکون با سو مده سبط کہتے
ہین لگاتار کو سو یہ اسباط جماعات تھے یا ماخوذ ہے سبط سے بالتحریک سبط کہتے ہین درخت کو یعنی کثرت مین
بمنزلہ درختون کے تھے ابن عباس نے کہا سارے نبی بنی اسرائیل مین ہوئے مگر دس نوح ہود صالح شعیب
لوط ابرہیم اسحق یعقوب اسمعیل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرطبی نے کہا سبط کہتے ہین اس جماعت
و قبیلے کو جو ایک اصل کی طرف رجوع کرین قتادہ نے کہا اللہ نے حکم دیا کہ سب مومنین اللہ پر ایمان لاوین
اللہ کی سب کتابون رسولون کی تصدیق کرین سلیمان بن حبیب نے کہا ہمکو فقط اتنا حکم ہے کہ ہم توریت
و انجیل کو مانین یہ حکم نہین ہے کہ انپر عمل بھی کرین حدیث معقل بن یسار مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایمان لاؤ توریت زبور انجیل پر لیکن گنجائش کرے تمکو قرآن اسکو ابن ابی حاتم
نے روایت کیا ہے یعنی عمل فقط قرآن ہی پر کرو نہ کسی اور کتاب پر یہی بات سارے اہل سنت اہل بدعت و
اصحاب تقلید سے کہتے چلے آتے ہین کہ سب علماء اولیاء اسلام و ائمہ دین کو مانو یعنی انکو اللہ کا بندہ
مخلص و مقبول سمجھو مگر سوائے قرآن و حدیث کے کسی کی بات کو سند نہ پکڑو سند کے لیے یہی دو چیزین ہین
ایک کتاب عزیز دوسری سنت مطہرہ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا

فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً
وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ٥ پس اگر وہ بھی یقین لاوین جسطرح پر تم یقین لائے ہو تو راہ پاوین اور اگر پھر جاوین
تو اب وہی ہین ضد پر سو اب کفایت ہے تیری طرف سے انکو اللہ وہی ہے سنتا جانتا ہمنے لیا رنگ
اللہ کا اور کسکا رنگ ہے اللہ سے بہتر ہم اسی کی بندگی پر ہین نصاری کا دستور تہا کہ جسکو اپنے دین مین
ملاتے تہے زرد رنگ بچاتے انکے کپڑے بہی رنگ کر اس پر ڈال دیتے یہ انکے مقابلے مین فرمایا ف اس آیت
مین یہ کہا ہے کہ اگر اہل کتاب خیر و کفایت تمہاری طرح سب کتب انبیاء پر بلا فرق ایمان لاوین تو سمجھو کہ وہ
راہ پر آگئے حق بات کو پا گئے اور جو وہ باوجود قیام حجت کے باطل سے طرف حق کے نہ آوین تو جانو کہ ضد پر
ہین اللہ انکو سمجھے گا انکو قتل و نکالے یہی حال بعینہ مقلدین کا ہے کہ اگر وہ مثل اہل سنت کے قرآن حدیث
کو مان لین تو سمجھو کہ راہ پر لگ گئے اگر نہ مانین تو جانو کہ اپنی ضد پر جمے ہوئے ہین سمجھ ہو اللہ تعالى سمجھین کو

کفایت کرے گا ہے آگے شقاق مشتق ہے شق سے بمعنی جانب کیونکہ ہر فریق مخاصم ایک جانب میں برخلاف جانب خصم
کے ہوتا ہے یا ماخوذ ہے صعوبت سے کیونکہ ہر ایک فریق ایسا کام کرتا ہے جو دوسرے فریق پر شاق و دشوار گذرتا
ہے آیت شریف کا محل دونوں معنی پر درست ہے ابو العالیہ نے شقاق کے معنے فراق کہے ہیں کسی نے خلاف منازعت
کسی نے عداوت و محاربت کسی نے ضلال بتلائے ہیں اس آیت میں معجزہ ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ
جو خبر بابت کفایت الٰہی کے بطور غیب دی گئی تھی وہ پوری ہوئی اللہ نے اپنا وعدہ وفا کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو قریظہ و بنی نضیر و بنی قینقاع پر فتح و نصرت بخشی یہود و نصاریٰ کو ذلیل و خوار کر دیا وللہ الحمد تم صحیح
کہا میں نے آنکھ سے دیکھا کہ خون عثمانؓ کا وقت قتل کے اسی آیت شریف پر گرا تھا رواہ ابن ابی حاتم ابن عباس
نے کہا مراد اللہ کے رنگ سے اللہ کا دین ہے یہی قول ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ہے کسی نے کہا مراد تطہیر ہے کسی
نے کہا ایمان کسی نے کہا اللہ کی فطرت جو اس نے بندوں کو...... یہ اکیا ہے نصاریٰ کے گھر جب اولاد پیدا ہوتی
تو وہ پانی میں اسکو رنگتے اسی کو معمودیہ کہتے ہیں اسکو تطہیر اولاد ٹھہراتے تھے جب وہ کام ہو جاتا تو کہتے
کہ اب یہ سچ مچ نصرانی ہوا اللہ نے انپر رد کیا فرمایا بہتر رنگ اللہ کا رنگ ہے یعنی دین اسلام جسکو نوح سے لیکر
عیسیٰ تک سارے پیغمبر لائے ہیں اس رنگ سے بڑھکر کسی رنگ میں تطہیر و طہارت نہیں ہے یہ رنگ خاص
اسکا بنایا ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ کیا تیرا اللہ رنگتا بھی ہے موسیٰ نے کہا اللہ
سے ڈرو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو پکار کر فرمایا کہ میں سرخ سیاہ سفید رنگ رنگتا ہوں یہ سارے رنگ
میرے ہی رنگ ہیں پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت اتاری اسکو ابن ابی حاتم نے موقوفا ابن مردویہ نے
مرفوعا روایت کیا ہے ابن کثیر نے موقوف کو بشرط صحت اسناد اشبہ بتایا ہے کسی نے کہا مراد صبغت سے ختنہ ہو
اس لیے کہ ختان میں خون نکلتا ہے ختنے والا اس میں رنگ جاتا ہے مگر پہلا قول اولیٰ ہے قُلْ اَتُحَاجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ

وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۝ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ

مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ کہہ کیا اب تم جھگڑتے ہو ہمسے اللہ میں اور وہی ہے رب ہمارا اور رب تمہارا اور ہمکو ہے عمل ہمارا اور تمکو
ہے عمل تمہارا ہم اسی کے ہیں نرے کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق یعقوب اور انکی اولاد یہود تھے یا نصاریٰ
کہہ تمکو خبر زیادہ ہے یا اللہ کو اور اس سے زیادہ ظالم کون جس نے چھپائی گواہی جو تھی پاس اسکے اللہ سے اور اللہ بیخبر
نہیں تمہارے کام سے وہ ایک جماعت تھی گذر گئی انکا ہے جو وہ کما گئے تمہارا ہے جو تم کما گئے تم سے پوچھ نہیں
ان کے کام کی ف اللہ پاک نے حکم دیا اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات بتلانے کو کہ تم ان مشرکوں کو

بچانے کو وعدہ کرو فائدہ یہ کہ ذکر کیا تم جیسا بقدر توحید و اخلاص فی العبادہ و اتباع اوامر و ترک نواہی جیسے مناظرہ کرتے تھے حالانکہ تمہیں انصاف ہے ہم میں تم میں وہی ایک رب ہے جسکے اخلاص اور ہمیں کا مستحق ہے وہ اکیلا لا شریک ہے تمہارے کام سے بری تم ہمارے کام سے بیزار کما قال تعالی فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ وقال تعالی فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وقال تعالی أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ ابراہیم علیہ السلام نے دعوے جھگڑے کہ اپنی قوم سے کہا تھا وقال تعالی أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ الآیۃ اسی طرح اس آیت میں ارشاد کیا ہے کہ ہم تم سے بری تم ہم سے بری ہم تو اسی ایک اکیلے اللہ کے پوجنے والے ہیں پھر اللہ نے انکے اس دعوی پر کہ ابراہیم وغیرہ انبیاء و اسباط ملت یہودیت و نصرانیت پر تھے انکا رد فرمایا یہ کہا کہ کیا تمہیں اللہ سے بھی زیادہ خبر ہے جو تم ایسا دعوی کرتے ہو حالانکہ اللہ کو خبر ہے کہ وہ نہ یہود تھے نہ نصاری کما قال تعالی مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ **ف** حسن بصری نے کہا وہ اس کتاب میں جو انکے پاس آئی تھی یہ بات پڑھتے تھے کہ بیشک دین ہی اسلام ہے محمد اللہ کے رسول ہیں ابراہیم اسمعیل اسحاق یعقوب اسباط یہودیت و نصرانیت سے بری و بیزار اور الگ تھلگ تھے سو گویا انہوں نے اس بات کا اقرار کر لیا تھا لیکن وقت پر اس گواہی کو چھپا گئے اللہ نے کہا چھپا جاؤ ہم کچھ تمہارے کام سے بیخبر نہیں اس میں تہدید شدید و وعید غلیظ ہے یعنی جب اللہ کا علم ہر چیز کا محیط ہے تو وہ ضرور ہی سزا جزا تمہاری اس عمل کی دیگا پھر یہ فرمایا کہ انتساب تمہارا طرف انکے بدون متابعت کے کچھ کام آنے والا نہیں ہوگا تم نری اس نسبت پر بھولے نہ رہو دیکھو جس نے ایک نبی کا انکار کیا اس نے گویا سارے انبیاء کا انکار کیا خصوصا سید الانبیاء خاتم الرسل رسول رب العالمین کا منکر ہوا اس آیت شریف پر ایک پارہ قرآن مجید کا آج ۲۲ رمضان شریف سنہ ہجری کو ختم ہوا و للہ الحمد سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ اب کہینگے بیوقوف لوگ کہ پہر گئے مسلمان اپنے قبلے سے جس پر تھے تو کہہ اللہ ہی کی ہے مشرق و مغرب دکھاتا ہے جسکو چاہے سیدھی راہ اسی طرح کیا ہم نے تمکو امت معتدل کہ ہو تم بتانے والے لوگوں پر اور رسول ہو تم پر بتانے والا اور نہیں ٹھیرایا ہم نے قبلہ جس پر تو تھا مگر اسواسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہیگا رسول کا اور کون پہر جاوے گا الٹے پاؤں اور یہ بات بھاری ہوئی

کہ انکے جھگڑنے کی وجہ سے منہ جانب نہیں اللہ کو منظور کرے تمہارا یقین ناکام بجز اللہ لوگوں پر حجت کرنے کا
ف حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ سے مدینے آئے سولہ برس تک نماز طرف بیت المقدس کے پڑہی پھر حکم آیا
کعبے کی طرف پڑہو تب یہود اور بعضے کچے مسلمان انکے بہکانے سے لگے شبہہ لانے کہ وہ قبلہ قبلہ سب نبیوں کا اُس کا
چھوڑنا بھی کا نقصان نہیں ہے ابن کثیر نے کہا مراد بیوقوف لوگوں سے اس جگہ مشرکین عرب ہیں یہ قول زجاج
کا یا علماے یہود یہ قول ہے مجاہد کا یا منافقین یہ قول ہے سدی کا مگر آیت ان سب کو حاوی ہے بخاری نے براء سے روایت
کیا ہے کہ نماز پڑہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طرف بیت المقدس کے سولہ یا سترہ مہینے مگر آپ کو یہ خوشی تھی کہ قبلہ
طرف کعبے کے ہو چنانچہ سب سے پہلے جو نماز طرف کعبے کی پڑہی عصر کی نماز تھی آپکے ہمراہ ایک قوم نے بھی پڑہی پھر ان میں
کا ایک آدمی مسجد والوں پر گذرا وہ لوگ رکوع میں تھے اس نے کہا میں اللہ گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ہمراہ نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے نماز طرف مکے کے پڑہی ہے وہ سب لوگ طرف کعبے کے پھر گئے کچھ لوگ جو پہلے قبلے پر قبل تحویل کے طرف
کعبے کے مر گئے تھے ہم انکے حق میں کچھ کہہ نہ سکتے تھے تب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اللہ تمہاری نماز برباد کرنے
کا نہیں بخاری اس طریق کے ساتھ متفرد ہیں مسلم نے اسکو اور طرح پر روایت کیا ہے اس مقدمے میں بہت حدیثیں آئی
ہیں حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور تھے کہ صخرہ بیت المقدس کو منہ کریں مکے میں دونوں رکن
کے بیچ میں کعبہ سامنے ہوتا منہ طرف صخرے کے رہتا جب مدینے میں تشریف لائے یہاں جمع ہونا ان دونوں امر کا مشکل پڑا اللہ نے
حکم دیا کہ منہ طرف بیت المقدس ہی کے کرو یہ قول ہے ابن عباس و جمہور کا پھر اختلاف ہوا کہ یہ امر قرآن میں آیا یا اور
طرح پر اس میں دو قول ہیں قرطبی نے عکرمہ و ابو العالیہ و حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ توجہ طرف بیت المقدس کے اجتہاد نبی
سے تھی مطلب یہ کہ کچھ اوپر دس مہینے تک یہ توجہ بعد آنے کے مدینے میں اُس طرف رہی لیکن رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم بہت دعا و عاجزی کرتے تھے اس بات کے لیے کہ توجہ طرف کعبے کی ہو کیونکہ کعبہ قبلہ ہے ابراہیم علیہ السلام کا
اللہ نے انکی دعا قبول فرمائی حکم دیا کہ منہ طرف بیت عتیق کے کریں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا لوگوں کو یہ
بات معلوم کرائی پہلی نماز جو اسطرح پڑہی عصر کی نماز تھی جسطرح اوپر صحیحین سے گذرا چکا نسائی نے ابو سعید بن معلی سے روایت
کیا ہے کہ وہ نماز ظہر کی تھی کہا سب سے پہلے میں نے اور میرے صاحب نے نماز طرف کعبے کے پڑہی بہت سے مفسرین
کا یہی قول ہے کہ جب حکم تحویل قبلہ کا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترا تو آپ دو رکعت ظہر کی پڑھ چکے تھے پھر حکم
سجد بنی سلمہ میں آیا اسلیے اسکا نام مسجد القبلتین ہوا حدیث نویلہ بنت مسلم میں آیا ہے کہ جب خبر آئی تو وہ نماز ظہر میں
تھے لوگ [illegible] پھر گئے مرد عورتوں کی جگہ اور عورتیں مردوں کی جگہ آگئیں [illegible] ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے
سب سے [illegible] اسکو یہ خبر کل کی نماز صبح تک پہنچی [illegible]
[illegible] رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن [illegible] قبلہ کہا

ایک ہے وہ لوگ جو [illegible] کی طرف [illegible] حکم ناسخ
کا اور منسوخ [illegible] ہے بعد [illegible] نازل ہوا ناسخ کا [illegible] قبلہ ان کو یہ حکم [illegible] منسوخ
[illegible] مکہ [illegible] اللہ [illegible] جب قبلے میں [illegible] ہوا تو بعض لوگوں کو جو اہل نفاق [illegible] کفر تھے
بہت میں شک [illegible] پیدا ہوا خبط [illegible] میں پڑ کر کہنے لگے ان مسلمانوں کو کیا ہوا کہ کبھی ادھر نماز پڑھتے ہیں
کبھی ادھر اللہ نے انکا جواب اتارا کہ مشرق مغرب سب اللہ ہی کی ہے یعنے اسیکا امر و حکم و تصرف سب جگہ چلتا ہے
تم جدھر منہ کرو گے ادھر ہی اللہ [illegible] اسی بات پر [illegible] کی طرف [illegible]
[illegible] اسکا حکم [illegible] سو جس طرح اللہ نے [illegible] ابراہیم [illegible] کئی بار [illegible] طرف
پھیر کر [illegible] غلام [illegible] اسکے تصرف و حکم میں ہیں جدھر وہ کہیگا اسی طرف متوجہ ہونگے
یعنے [illegible] رسول محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کی امت پر بڑی عنایت ہے کہ انکو قبلہ ابراہیم خلیل الرحمن کا بتایا
کی طرف جسکی بنا اللہ وحدہ لا شریک کے نام پر ہوئی تھی اور وہ ساری زمین کے گھروں سے اشرف ہے [illegible]
یہ وہ گھر ہے جسکو ابراہیم خلیل نے بنایا تھا اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلاتا
ہے حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حق میں اہل کتاب کے فرمایا ہے وہ کسی چیز پر اتنا
حسد نہیں کرتے ہیں جتنا حسد ہم پر جمعہ اور قبلہ اور آمین خلف امام کہنے پر کرتے ہیں کہ اللہ نے ہمکو ان چیزوں
کی طرف راہ دکھائی اور انکو ان باتوں سے گمراہ کر دیا رواہ احمد **ف** اس امت کو امت معتدل ٹھیرایا
اسکا یہ مطلب ہے کہ ہمنے تمکو طرف قبلہ ابراہیم کے پھیرا اس قبلے کو تمہارے [illegible] کیا تا کہ تم بہترین امم ہو [illegible]
کے [illegible] گواہی دو کیونکہ سب تمہارے فضل کے معترف ہیں وسط کے معنے اسجگہ خیار و اجود کے ہیں [illegible]
میں [illegible] کہا جاتا ہے کہ قریش [illegible] عرب میں نسب [illegible] میں یعنی قوم و خاندان میں وہ سب سے بہتر و افضل و اشرف
[illegible] میں رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی قوم میں وسط تھے یعنی نسب میں سب سے زیادہ شریف [illegible]
[illegible] عصر کو صلوٰۃ وسطیٰ کہتے ہیں کہ وہ افضل صلوات ہے سو جب اللہ نے اس امت کو وسط ٹھیرایا [illegible] خاص
بھی کیا [illegible] شرائع [illegible] فرمایا ہے هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي
الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا
عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور ایک حدیث میں رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے بلائے جاوینگے
نوح دن قیامت کے پھر ان سے کہا جاوےگا [illegible] امت بلائی جاویگی ان سے کہا جاویگا
[illegible] کوئی ڈرانے والا نہیں آیا [illegible] نوح سے کہیگا کہ
[illegible] کہینگے محمد صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] فرمایا [illegible]

أُمَّةً وَّسَطًا الآیۃ پہر فرمایا الوسط کہتے ہین عدل کو یعنی معتدل کو سو تم بلائے جاؤگے نوح کے لیے گواہی بلاغ کی دوگے مین تیہر گواہی دونگا رواہ احمد و البخاری و النسائی و ابن ماجۃ دوسرا لفظ ابو سعید خدری کا مرفوعًا یہ ہے آویگا ایک نبی دن قیامت کے اُسکے ساتہ دو آدمی یا زیادہ ہونگے پہر اُسکی قوم کو بلاکر کہا جاویگا کہ اسے تمکو ہمارا حکم پہونچا دیا وہ کہینگے نہین اُسے کہینگے کیون تمنے قوم کو حکم پہونچا دیا وہ کہیگا ہان کہینگے بہلا تمہارا کون شخص گواہ ہے وہ کہیگا محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور انکی امت مین اُسپر محمد اور انکی امت بلائی جاویگی اُنسے کہینگے کیون اس نبی نے اپنی قوم کو ہمارا حکم پہونچا دیا تہا وہ کہینگے ہان پہونچا دیا تہا اُنسے کہینگے تمنے کیونکر جانا وہ کہینگے ہمارے نبی آئے انہون نے ہمکو خبر دی کہ رسولون نے جو حکم تہا وہ پہونچا دیا یہ مطلب ہے اللہ پاک کے اس قول کا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا الآیۃ رواہ احمد جابر بن عبد اللہ مرفوعًا کہتے ہین کہ ہم اور ہماری امت دن قیامت کے ایک ٹیلے کے اوپر سے جہانکتی ہوگی کوئی آدمی نہ ہوگا مگر یہ چاہیگا کہ وہ ہمارے گروہ مین سے ہوتا کوئی نبی نہوگا جسکو اسکی قوم نے جہٹلایا ہے مگر ہم گواہی دینگے کہ اُسنے رسالت اپنے رب کی پہونچا دی رواہ ابن مردویہ و ابن ابی حاتم دوسرا لفظ جابر کا یہ ہے کہ آئے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک جنازہ بنی سلمہ پر اور مین پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تہا بعض نے کہا اے رسول خدا یہ کیا اچہا آدمی تہا پارسا مسلمان اُسپر ثنا خیر کی فرمایا تو ذمہ دار ہے اس بات کا اُسنے کہا چہپا حال اللہ جانتا ہے لیکن جو ہمکو ظاہر ہوا وہ یہی حال تہا فرمایا جنت واجب ہوگئی پہر ایک دوسرے جنازے پر بنی حارثہ مین گئے وہان بہی مین آپکے پاس تہا کسی نے کہا اے رسول خدا یہ کیا بُرا آدمی تہا بدمزاج سخت طبع اُسپر ثنا بدی کی فرمایا تو ذمہ دار ہے اس بات کا اُسنے کہا چہپا حال اللہ جانتا ہے جو ہمکو ظاہر ہوا وہ تو یہی حال تہا فرمایا دوزخ واجب ہوگئی مصعب بن ثابت نے کہا ہم سے محمد بن قرظی نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سچ فرمایا پہر یہ آیت پڑہی وَّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ الآیۃ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے شیخین نے اسکو روایت نہین کیا ابو الاسود کہتے ہین مین مدینے کو آیا وہان بیماری تہی لوگ لگاتار مرتے تہے مین پاس عمر بن خطاب کے بیٹہا ایک جنازہ گذرا اسکو لوگون نے اچہا کہا انہون نے کہا واجب ہوگئی پہر دوسرا جنازہ گذرا اسکو برا کہا عمر نے فرمایا واجب ہوگئی مینے کہا اے امیر المؤمنین کیا چیز واجب ہوگئی کہا جسطرح رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تہا وہی بات مینے کہی جس مسلمان کے لیے چار شخص گواہی بہلائی کی دیتے ہین اللہ اسکو جنت مین داخل کریگا مینے کہا اور تین کہا تین بہی مینے کہا اور دو کہا دو بہی پہر مینے ایک کی گواہی کا حال نہین پوچہا رواہ احمد و کذا رواہ البخاری و الترمذی و النسائی ابو زہیر ثقفی نے کہا مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سنا فرماتے تہے قریب ہے کہ جان لوگے تم اپنے نیکون کو بدون سے کہا کیونکر فرمایا ثنا نیک ثنا بد سے تم اللہ کے گواہ ہو زمین مین رواہ ابن مردویہ و ابن ماجۃ و احمد شہادت علم مین لفظ علی کو ناس پر مقدم کیا شہادت رسول مین مقدم فرمایا یہ اسلیے کہ اول مین غرض اثبات شہادت

امت اسلام ہے اور ان دونون باتون مین خاص ہے امت اسلام کا ساتہ گواہ ہونے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اوپر اسی کے مثل آیت ہے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ف
موضح قرآن مین ہے امت وسط اور شہادت کے یہ فائدہ لکھا ہے کہ جسطرح ان دونون باتون مین دیکھا تو تمہارے پاس
پوری بات ہے اور مخالفون کے پاس ناقص ایک یہہ کہ تم سب نبیون کو مانتے ہو یہود ونصاری کسیکو مانتے ہین کسی
کو نہین دوسرے یہہ کہ تمہارا قبلہ کعبہ ہے جو ابراہیم کے وقت سے مقرر ہوا ہے ابراہیم پیشوا ہے سب کا یہود ونصاری کا قبلہ
پیچھے ثابت ہوا اسی طرح ہر بات مین تم پورے ہو اور سب ناقص ہین انکو حاجت ہے کہ تم بتاؤ تمکو حاجت نہین کہ
تمہین کوئی امت بتادے مگر تمہارا نبی انتہی آگے بعد اسکے خصلت تبدیل قبلہ کی بیان فرمائی کہ ہمنے جو پہلے منہ کرنا
طرف بیت المقدس کے مشروع کیا تہا پہر اسکو طرف کعبے کے پہیر دیا اسلیے کیا کہ حال تابع ومطیع کا منقلب ومرتد
سے ظاہر ہوجاوے کہ کون تمہاری پیروی کرکے کعبے کو منہ کرتا ہے کون الٹے پاؤن پہر کر دین سے برگشتہ ہوتا ہے یہ
لوٹ پہیر قبلے کی اگرچہ بہاری بات نظر آتی ہے لیکن جنکے دل کو اللہ نے ہدایت کی ہے اور وہ تصدیق رسول کا یقین
رکھتے ہین جو کچھ رسول لایا اسکو حق جانتے ہین انپر کچھ بہاری نہین ہے کیونکہ وہ یہہ بات جانتے ہین کہ اللہ جو چاہے
سو کرے اسکو تکلیف دینے منع کرنے کا اختیار ہے اسکی حکمت تام اسکی حجت بالغ ہے جنکے دل مین بیماری ہے انکا حال
دوسرا ہے جب کوئی نیا حکم آتا ہے تو ان کے دل مین بہی نیا شک پیدا ہوتا ہے کما قال تعالی وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم
مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝
وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وقال تعالی قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ
وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى وقال تعالی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ
لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا اسی سبب لوگ تصدیق واتباع رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر اس مقدمے مین ثابت رہے اور جدہر اللہ نے حکم دیا تہا بغیر شک وشبہ کے اس طرف منہ کیا وہ سادات
صحابہ تہے بعض علماء نے کہا ہے کہ سابقین اولین وے ہین جنہون نے مہاجرین وانصار کے دونون قبلے کی
طرف نماز پڑہی ہے بخاری نے اس آیت کی تفسیر مین ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ لوگ قبا مین صبح کی
نماز پڑہتے تہے کہ اتنے مین ایک آدمی نے آکر یہہ کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن اترا ہے
یہ حکم ہوا ہے کہ منہ طرف کعبے کے کرو وہ اسی وقت متوجہ طرف کعبے کے ہوگئے اسکو مسلم نے بہی روایت
کیا مگر اس طرح پر ترمذی کا لفظ یہہ ہے کہ وہ رکوع مین تہے اسی حالت مین طرف کعبہ کے مڑ گئے اسی کے
مثل مسلم نے انس سے روایت کیا ہے ایمان سے مراد اسجگہ نماز ہے طرف بیت المقدس کے جو پہلے قبلے
کے مڑنے سے پڑہی تہی اللہ نے کہا اس نماز کا ثواب ضائع نہوگا صحیح مین براء سے آیا ہے کہ ایک قوم

جو طرف بیت المقدس کے نماز پڑھتے تھے مر گئے تھے لوگون نے کہا اُنکا کیا حال ہوگا اُسپر یہ آیت اتری مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيمَانَكُمْ رَوَاهُ الترمذي عن ابن عباس صحّحه موضح قرآن مین لکھا ہے یعنی تمہارا قبلہ ابرہیم کے وقت سے کعبہ مقرر ہے چند روز سے بیت المقدس ٹھیرایا تھا ایمان آزمانے کو اسمین جو لوگ ایمان پر قائم رہے انکو برادر ہے انتہی اللہ نے اس آیت مین نماز کا نام ایمان کہا معلوم ہوا کہ جو مسلمان نمازی ہوتا ہے وہی مومن ہے جو مسلمان کہلاکر نماز نہین پڑہتا یا بے قاعدہ پڑہتا ہے یا کبھی پڑہتا کبھی نہین پڑہتا وہ مومن نہین ہے اسی لیے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جس نے عمداً نماز ترک کی وہ کافر ہوا یہی قول نزدیک اہل حدیث کے قوی مدلل ہے نماز کو ایمان اسلیے کہتے ہین کہ اُس مین نیت و قول و عمل سب کچھ جمع ہین یہی صفت ہے ایمان کی واللہ اعلم اس آیت مین رد ہے منکرین نسخ پر دلالت ہے جواز نسخ سنت پر قرآن پاک سے اس لیے کہ استقبال بیت المقدس کا سنت فعلیہ سے ثابت ہوا تہا نہ قرآن کریم سے امت وسط ہونے سے یہ بہی نکلا کہ اجماع امت حجت ہے اسلیے کہ جب ساری امت اتفاق کرے اگر وہ امر باطل ہو تو عدالت امت مین بٹا لگ جاوےگا یہ بہی معلوم ہوا کہ یہ امت سب اگلی امتون پر فضیلت رکھتی ہے قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ وَاِنَّ الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُونَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ہم دیکہتے ہین پہر پہر جانا تیرے منہ کا آسمان مین سو البتہ پہیرینگے ہم تجہکو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے اب پہیر منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے اور جس جگہہ تم ہوا کرو پہیرو منہ اُسی کی طرف جن کو ملی ہے کتاب البتہ جانتے ہین کہ یہی بات ٹہیک ہے طرف سے انکے رب کے اسے بیخبر نہین اُن کامون سے جو وہ کرتے ہین جب تک بیت المقدس کی طرف نماز تھی تو حضرت کا دل کعبہ کو چاہتا تہا نماز مین آسمان کی طرف نگاہ کرتے شاید فرشتہ حکم لاتا ہو کعبہ کی طرف کا پہر یہ آیت اتری تب کعبہ مقرر ہوا اس سے باشارۃ النص علو و استوا اللہ کا آسمان یعنی عرش پر ثابت ہوتا ہے ابن عباس نے کہا اول چیز جو قرآن مین منسوخ ہوئی یہی قبلہ ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جب ہجرت کرکے مدینے مین آئے یہان کے باشندے اکثر یہود تھے اللہ نے کہا تم منہ طرف بیت المقدس کے کرو یہود خوش ہوئے چند ماہ تک یہی حال رہا حضرت قبلہ ابرہیم علیہ السلام کو دوست رکھتے تھے اور اللہ سے دعا مانگتے آسمان کی طرف دیکہا کرتے اُسپر یہ آیت اتری یہود شک کرنے لگے کہ کیون ہوا اللہ نے کہا مشرق مغرب سب اُسی کی ہے یعنی اسمین تمہارا کیا اجارہ ہے جدہر چاہا حکم دیا ابن عباس نے کہا منہ پہیرو مسلمانو طرف مسجد الحرام کے منہ پہیرنا طرف یہی بات ہم مین سے بہی کہی ہے ایک قول شافعی کا بہی اسی کے موافق ہے یعنی غرض یہ ہے کہ مکے مین تو جہ طرف عین کعبے کی ہو دوسرا قول یہ ہے کہ مراد جہت ہے اکثر لوگ اسی طرف گئے ہین علی مرتضی و ابو العالیہ و مجاہد و عکرمہ و قتادہ و ربیع وغیرہم نے کہا مراد طرف سے سامنا ہے کعبہ کا حدیث مین آیا ہے کہ ما بین مشرق و مغرب

کے قبلہ ہے یعنی واسطے اہل مدینہ کے حضرت ابن عباس مین مرفوعًا آیا ہے کہ بیت قبلہ ہے اہل مسجد کا مسجد قبلہ ہے
اہل حرم کا حرم قبلہ ہے سارے اہل زمین کا کیا مشرق کیا مغرب میری امت سے تعاہ ابنُ جریر بزاہر ابو سعید بن معلی نے
کہا ہم مسجد کو صبح سویرے سے جایا کرتے زمانہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین وہان نماز پڑھتے ایک دن جو وہان گذر ہوا
دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم منبر پر بیٹھے مین ہمنے کہا کوئی نیا حکم آیا ہے ہم بیٹھ گئے رسول خدا صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ الآیہ جب پڑھ چکے میں نے اپنے رفیق سے کہا
آؤ دو رکعتین پڑھ لین پہلے اس سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم منبر سے اترین تاکہ ہم اول مصلی ہون پھر
ہمنے چھپ کر نماز پڑہی بعدہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم منبر سے اتر کر لوگون کو نماز ظہر پڑھائی ابن عمر بھی
اس نماز کو ظہر بتلاتے تھے صلوٰۃ وسطی کہتے تھے مگر مشہور یہ ہے کہ وہ نماز عصر کی تھی اسی نماز کا نام صحیحین مین
وسطی آیا ہے یہی سبب تھا کہ اہل قبا کو خبر دیر مین وقت نماز صبح کے پہونچی تویلہ بنت مسلم کی حدیث مین یون
آیا ہے کہ نماز ظہر کی یا عصر کی تھی جب اہل مسجد بنی حارثہ نے منہ طرف کعبے کے کر لیا اور یہ خبر حضرت کو پہونچی
فرمایا اولٰٓئک رِجَالٌ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ تعاہ ابنُ مَرْدَوَیہ یعنی یہ وہ لوگ ہین جو بن دیکھی چیز پر ایمان لاتے یقین
کرتے ہین **ف** اللہ نے آیت باب مین استقبال کعبے کا حکم عام دیا ہے کہ سارے مین سے کیا پورب پچھم کیا اتر دکھن
کہین ہو منہ کعبے ہی کی طرف کرو سوا نماز نفل کے حالت سفر مین کہ اسکو اسی طرف پورا کرے جدہر قالب ہو
مگر قلب کعبے ہی کی جانب متوجہ ہو اسی طرح حالت قتال مین ہر حال مین پڑھ سکتا ہے اسیطرح جس نے
کوشش کر کے نماز پڑہی مگر قبلے کی سمت سے چوک گیا تو اُس کی نماز ہو گئی اللہ کسی جی کو وسعت سے زیادہ تکلیف
نہین دیتا مالکیہ نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ نمازی نماز مین طرف امام کے دیکھے سجدے کی جگہ نہ دیکھے
یہی مذہب ہے شافعی و احمد و ابو حنیفہ کا مالکیہ کہتے ہین اگر جائے سجدے کو دیکھے گا تو ایکطرح کا انحنا کرنا پڑیگا یہ
منافی ہے کمال قیام کو بعض اہل علم نے یون کہا ہے کہ حالت قیام مین طرف سینے کے دیکھے قاضی شریک نے کہا نہین بلکہ
موضع سجود پر نظر رکھے یہی قول ہے جمہور جماعت کا اسلیے کہ اس مین خضوع خشوع اچھی طرح بنتا ہے اس مقدمے
مین ایک حدیث بھی آئی ہے جب رکوع کرے تو موضع قدمین کو دیکھے جب سجدہ کرے تو موضع بینی کو
دیکھے جب قعود کرے تو جانب کنار نظر رکھے پھر اللہ نے فرمایا یہ یہود جو تمہارے رو بکعبہ ہونیکا انکار کرتے
ہین بیت المقدس سے پھر جانے پر شک لاتے ہین انکو یہ خوب معلوم ہے کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کعبے
ہی کی طرف منہ کرنے کا حکم دیگا اسلیے کہ اُنہون نے اپنے انبیاء سے اپنی کتابون مین ساری نعت
و صفت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور امامت اسلام کی اور خصائص اس امت مرحومہ کے اور حال آپکے
شرف و شریعت کا تعظیم کا ادا ہونے کے تم کو اسی تائید مین سن لیا مگر حسد و کفر و عناد سے چھپاتے ہین اسی

واسطے اللہ نے انکو یہ کہی ہی کہ اللہ تمہارے عمل سے غافل نہیں ہی تمکو سزا اس تمہاری حسد و کفر و عناد کی ضرور

ہی دیگا ۔ وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَۃٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَھُمْ ۚ وَمَا بَعْضُھُمْ

بِتَابِعٍ قِبْلَۃَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّکَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اگر لاوے تو
کتاب والوں پاس ساری نشانیاں نہ چلیں تیرے قبلے پر اور نہ تو مانے انکا قبلہ اور ان میں ایک نہیں مانتا دوسرے کا
کا قبلہ کبھی تو چلا انکی پسند پر بعد اس علم کے جو تجھکو پہونچا تو بیشک تو بھی ہے بے انصافوں میں ۔ اس آیت میں
اسبات کی خبر دی ہے کہ یہ یہود بڑے کافر و معاند و مخالف ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سچا مگر کار
کرتے ہیں انکے پاس اگر ہزار دلیلیں صحت و حقیت دین اسلام کی لاؤ تو بھی یہ انکو نہ مانیں نہ اپنی خواہش
نفس پر چلنے کو چھوڑیں کما قال تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْھِمْ کَلِمَتُ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْھُمْ کُلُّ
اٰیَۃٍ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝ اسی لیے اسجگہہ یوں فرمایا ہے کہ اگر تو لاوے انکے پاس ساری نشانیاں
تو بھی یہ تیرے قبلے پر نہ چلیں گے نہ تو انکے قبلے پر چلیگا ۔ اسمیں یہ خبر دی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نہایت درجہ تابع حکم خدا کے ہیں جسطرح اہل کتاب آرا و اہوا کو پکڑے ہوے ہیں اسی طرح رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم امر و طاعت و اتباع مرضات الہی پر جمے ہوے ہیں رسول سے کسی حال میں بھی قبلہ ہو یا اور
کچھ پیروی انکی ہوا کی نہو گی آیت باب سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل کتاب آپس میں بھی متفق و موافق یکدیگر نہیں ہیں
اگرچہ متابعت رسول پر حرص ظاہر کرتے ہیں دیکھو یہی ایک قبلہ کا مسئلہ ہے کہ یہود تو بیت المقدس کیطرف
منہ کرتے ہیں نصاری طرف مطلع شمس کے ۔ ابن القیم نے بدائع الفوائد میں لکھا ہے کہ قبلہ اہل کتاب کا کسی وحی اور
توقیف الہی سے نہیں ہے بلکہ انکے مشورے و اجتہاد سے مقرر ہوا تھا نصاری کو تو بالیقین اللہ نے انجیل میں
کوئی حکم شرق کے قبلہ مقرر کرنیکا نہیں دیا ہے وہ خود اسبات کے مقر ہیں کہ قبلہ مسیح کا وہی قبلہ بنی اسرائیل
کا تھا یعنی صخرہ بیت المقدس ان کے بڑے بوڑہوں نے یہ قبلہ تجویز کیا تھا سو نصاری یہود کے ساتھ اس بات
پر متفق ہیں کہ اللہ نے کبھی اپنے رسول کو حکم استقبال بیت المقدس کا نہیں دیا نہ یہ قبلہ انکے لیے مشروع کیا اسبات
کے نیز مسلمان بھی گواہ ہیں تورات میں کسی جگہہ حکم استقبال صخرے کا نہیں ہے تابوت کو رکھکر نماز پڑہتے
تھے جب آئے صخرہ پر رکھدیتے بعد رفع تابوت کے صخرے کو قبلہ ٹھیرا لیا تھا انتہی ۔ پھر اللہ نے عالم کو جسپر حجت
زیادہ تر قائم ہوتی ہے بہ نسبت غیر عالم کے اسبات سے ڈرایا ہے کہ جس حق کو وہ جان چکا ہے اسکی مخالفت
نکرے اسی لیے خطاب سوای امت میں یہ کہا کہ اگر ایسا کروگے تو تم ظالم ہوگے فتح البیان میں اسجگہہ بہت
اچھی تقریر رد اہل بدعت و ہوا پر کی ہے حدیث میں آیا ہے کہ علم تین ہیں جنمیں ایک آیت محکمہ یعنی قرآن دوسری
سنت قائمہ یعنی حدیث تیسری فریضہ عادلہ یعنی احکام میراث پھر فرمایا کہ جو کچھ انکے سوا ہے وہ فضول ہے یعنی زائد

معلوم ہوا کہ تقلید مذاہب ائمہ علم سے باہر ہے جو شخص قائل وفاعل تقلید ہے وہ متبع ہوائے رجال ہے سو یہ تقلید جب بعد علم کے ہوگی تو مقلد منجملہ ظالمین کے ہو جاویگا — اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝ جنکو دی ہے

ع ۲

ہمنے کتاب وہ پہچانتے ہین یہ بات جیسے پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو ایک فرقہ اُن مین کا چھپاتا ہے حق کو جانکر حق وہ ہی جو تیرا رب کہے سو نہ ہو تو شک لانیوالون مین سے **ف** عرب واسطے صحت کسی شے کے یہ مثل بولتے تھے جسطرح حدیث مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے جسکے ساتھ ایک بچا چھوٹا تھا فرمایا کیا یہ تیرا بیٹا ہے اُسنے کہا ہان آپ گواہ رہین فرمایا یہ کچھ تجھ پر یا تو اسپر مخفی نہین ہے قرطبی نے عمر سے نقل کیا ہے کہ انہون نے عبداللہ بن سلام سے کہا تم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ویسا ہی پہچانتے ہو جیسے اپنے بیٹے کو کہا ہان بلکہ اس سے بھی زیادہ آسمان کا امین زمین کے امین پر انکی نعت لیکر اترا میںنے انکو پہچان لیا مین نہین جانتا کہ انکی ماں کون ہین یا یہ مراد ہے کہ جسطرح آدمی اپنے بیٹے کو اور ون کے بیٹون سے پہچان لیتا ہے کسی طرح کا شک نہیں کرتا اسی طرح اہل کتاب نعت وصفت نبوی کو بلا شک وشبہ بخوبی پہچانتے ہین مگر باوجود اس تحقیق واتفاق علمی کے اپنی ہٹ دھرمی سے حق کو جو انکی کتابون مین ہے لوگون سے چھپاتے ہین پھر اللہ نے اپنے رسول کو تسلی دی کہ یہ لوگ اگر جان پہچان کر کتمان حق کرتے ہین تو پڑے کیا کرین تم کسی طرح کا شک کرو حق وہی ہے جو طرف سے تمہارے رب کے آیا ہے تم کو سکھایا بتایا ہے — وَلِکُلٍّ وِّجْھَةٌ ھُوَ مُوَلِّیْھَا فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ ہر کسی کو ایک طرف ہے جدہر وہ منہ کرتا ہے سو تم سبقت چاہو نیکیون مین جس جگہ تم ہوگے اللہ تمکو اکٹھا کر لاویگا بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے یعنی یہ ضد کہ ہمارا قبلہ بہتر یا تمہارا عبث ہے بہتری اُسی کو ہے جو نیکیون مین زیادہ ہو ہر امت کو ایک ایک قبلہ کا حکم ہوا تھا آخر سب کو ایک جگہ جمع ہونا ہے انتہے ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ واسطے اہل ادیان ہین ہر قبیلے نے ایک قبلہ پسند کر لیا تھا اللہ کا منہ اُسی طرف ہے جدہر مومنون کا منہ ہے ابو العالیہ نے کہا یہودی ایک جانب منہ کرتے ہین نصرانی ایک جانب تمکو اللہ نے قبلہ بتا دیا کہ تم ادہر منہ کیا کرو یہی بات مجاہد عطا ضحاک ربیع سدی نے بھی کہی حسن نے کہا ہر قوم کو یہی حکم تہا کہ وہ کعبے کی طرف نماز پڑہا کرین یہ آیت مشابہ اس آیت کے ہے لِکُلٍّ جَعَلْنَا مِنْکُمْ شِرْعَةً وَّمِنْھَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَکُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰکِنْ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا مطلب یہ کہ اللہ سب کے جمع کرنے پر زمین سے قادر ہے گو بدن جدا ہو گئے ہون ٹوٹے خاک بنگئے ہون فتح البیان مین لکھا ہے آیت باب کا یہ مطلب ہے کہ ہر صاحب ملت کا ایک قبلہ ہے وہ اُسطرف منہ کرتا ہے مسلمانون کا قبلہ کعبہ ہے یہود کا بیت المقدس نصاری کا مطلع شمس اسے امت محمد تم مین ہر ایک کو ہے ایک قبلہ ہو جدہر وہ نماز پڑہتا ہے مشرق یا مغرب جنوب یا شمال یعنی اُس جہت

یہ مین کہ خطاب ہے اہل اسلام کو ہو سو تم اے مسلمانو جلدی کرو طرف استقبال بیت الحرام کے یعنے نماز کو اول وقت پڑھا کرو کہ یہ افضل ہے کیونکہ ظاہر صیغہ امر وجوب ہوتا ہے جب ثابت نہو گا تو ادنی درجہ استحباب کا ہے یہ آیت دلیل ہے مذہب شافعی پر کیونکہ وہ قائل ہین فضیلت نماز کے اول وقت میں مستبق یہی ہے کہ پار کسی شے کو اول اول پہونچ جاوے کام مین جلدی کر تاخیر نہ ہونے دے تم کسی جہت مین جہات مختلفہ سے کیون نہ ہو اللہ تعالی تمکو دن قیامت کے واسطے جزا کے یکجا فراہم کریگا اس مین وعدہ ہے واسطے اہل طاعت کے ثواب کا وعید ہے اہل معصیت کو عقاب کی یا تمہاری نماز کو جہات مختلفہ مین مثل ایک جہت کے ٹھیرا دیگا اللہ تعالی جب ہر چیز پر قادر ہوا تو اسپر بھی قادر ہے کہ اعادہ تمہارا بعد موت کرے **وَمِنْ حَيْثُ**

خَرَجْتَ قولہ **فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ**

قولہ **فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ**

إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ جس جگہ سے تو نکلے منہ کر طرف مسجد الحرام کے یہی تحقیق ہے طرف تیرے رب کے اللہ بیخبر نہین تمہارے کام سے جہان سے تو نکلے منہ کر طرف مسجد الحرام کے اور جس جگہہ تم ہوا کرو منہ کرو اسی کی طرف تا کہ نرہے لوگون کو تم سے جھگڑنے کی جگہہ مگر جو ان مین بے انصاف ہین سو ان سے مت ڈرو مجھسے ڈرو اور اسواسطے کہ پورا کرون مین تم پر فضل اپنا شاید تم راہ پاؤ **ف** مسجد الحرام کہتے ہین مکے کی مسجد کو حرام کے معنی جس جگہہ بند رہنا چاہیے اس جگہہ کئی باتین منع ہین آدمی کو مارنا جانور کو ستانا درخت کا کاٹنا گھانس کا اکھاڑنا پڑا مال اٹھانا ابن کثیر کہتے ہین اس آیت میں تیسرا حکم ہے استقبال مسجد الحرام کا سب شہرون زمین سے اسکی حکمت مین اختلاف ہے کسی نے کہا واسطے تاکید کے ہے اسلیے کہ اول ناسخ قرآن مین یہی مسئلہ قبلہ کا ہے جو اسلام مین واقع ہوا کسی نے کہا پہلا حکم اسکے لیے ہے جو کعبے کو دیکھ رہا ہے دوسرا حکم اسکو ہے جو مکے مین موجود ہو مگر کعبے سے غائب ہے تیسرا حکم اسکو ہے جو باقی شہرون مین رہتا ہے رازی نے اسی کو موجہ کہا ہے قرطبی نے کہا راجح یہ ہے کہ امر اول اسکے لیے ہے جو مکے مین ہو امر ثانی اسکو ہے جو بقیہ امصار مین ہو امر ثالث اسکو ہے جو سفر مین ہو اسکے سوا اور بھی حکمتین رازی وغیرہ نے ذکر کی ہین **ف** مراد اس ارشاد سے کہ لوگون کو تم سے جگہہ جھگڑنے کی نرہے اہل کتاب ہین کیونکہ وہ جانتے ہین کہ منجملہ صفات اس امت کے ایک صفت یہہ بھی ہے کہ انکا قبلہ کعبہ ہوگا سو جب اس طرف منہ نکرینگے تو ہمکو مسلمانون پر ایک موقع حجت کرنیکا ملیگا یا وہ یہہ حجت لاوینگے کہ مسلمان ہمارے موافق ہین یعنی توجہ مین طرف بیت المقدس کے اسکو ابن کثیر نے ظاہر تر کہا ہے ابو العالیہ کہتے ہین جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف کعبے کے متوجہ ہوئے تو اہل کتاب نے کہا اس شخص کو شوق اپنے باپ کے گھر کا اپنی قوم کے دین کا ہوا پہلے جب نماز طرف بیت المقدس کے پڑھتے تھے تو یون کہتے تھے کہ عنقریب یہ شخص ہمارے دین مین آجاویگا جسطرح ہمارے قبلہ کو مانتا ہے یہی قول ہے مجاہد عطا

ضحاک ربیع قتادہ سُدی کلبی انہوں نے کہا مراد ظالموں کس جگہہ مشرکین قریش ہیں جنہوں نے یہ بات کہی تہی کہ محمد
ہمارے ہی قبلے کی طرف رجوع کیا اتمام نعمت کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے تمکو قبلۂ ابراہیم علیہ السلام کا بتادیا ملت حنیفیہ کو تمہارے
لیے تمام کر دیا یا مراد ہر تمام دین اسلام پر یا داخل ہونا جنت میں یا دیکہنا اللہ تعالی کا حشر میں كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ
رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ فَاذْكُرُوْنِيْٓ
اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ جیسا بہیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا پڑہتا ہے تمہارے پاس آیتیں
ہماری اور تمکو سنوارتا اور سکہاتا ہے کتاب و حکمت اور سکہاتا ہے تم کو جو تم نہ جانتے تہے سو تم یاد رکہو مجھکو میں
یاد رکہوں تمکو احسان مانو میرا اور ناشکری نہ کرو۔ ف اللہ پاک نے اس آیت میں بڑی نعمت مومنین پر یاد دلائی
کہ دیکہو ہم نے رسول کو بہیجا جو اللہ کی آیات بینات تمکو سناتا ہے اخلاق رذیلہ چرک نفوس افعال جاہلیت سے تمکو پاک
کرتا ہے اندہیرے سے نکالکر اجالے میں لاتا ہے ابن کثیر نے کہا مراد کتاب سے قرآن ہے حکمت سے سنت یعنی
حدیث جو بات جاہلیت میں جانتے تہے جو بیوقوفی کی بات کیا کرتے تہے اب برکت رسالت سے ہو اکہ احوال
اولیاء خصائل علماء کو پہونچ گئے جاہل سے عالم احمق سے عقلمند ظالم سے عادل فاسق سے صالح ہو گئے سب
لوگوں سے علم میں گہرے دل میں بڑے نیک پاک تکلف میں سب سے کم سچے میں سب سے زیادہ سچے ہو گئے قال
تعالی لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ الآیۃ راہ سنت میں
کہا ہے ۵ گر نبودی ذات پاک انبیاء ۔ حق سے باطل کس طرح ہوتا جدا ۔ پہر ان لوگوں کی مذمت فرمائی
جو قدر اس نعمت کی نہیں پہچانتے ہیں قال تعالی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ
دَارَ الْبَوَارِ ابن عباس نے کہا مراد نعمت اللہ سے آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اسی لیے اللہ نے مومنوں سے یہ کہا
ہے کہ تم اس نعمت کا اقرار کرو مقابلے میں اس نعمت کے ذکر و شکر سے پیش آؤ ف قرآن پاک میں جہاں کہیں
لفظ کتاب و حکمت کا کہا آیا ہے ترجمہ اسکا سلف نے قرآن و حدیث کیا ہے معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر و شکر یہی ہے
کہ ان دونوں کو پکڑے رہے جو لوگ ایسا نہیں کرتے ہیں وہ ناشکر ہیں بڑے افسوس کی بات ہے کہ اللہ و رسول
پر ایمان لا کر مسلمان بنکر اللہ کی بات نہ سنیں انکی کتاب نہ پڑہیں رسول کی سنت کو نہ مانیں اسپر عمل نہ کریں
زید و عمرو کے کہنے سننے کو سند پکڑیں خدا و پیغمبر کا مقابلہ علماء و اولیاء سے کریں مخلوق کو مقابلہ خالق میں
امت کو مواجہ رسول میں لاویں اس سے زیادہ اور کیا ناشکری ہوگی زید بن اسلم نے کہا موسی علیہ السلام نے
کہا تہا اے رب میں تیرا شکر کیونکر کروں فرمایا تو مجھے یاد رکہ بہول مت یہی تیرا شکر ہے جب تو مجھکو بہول
جاویگا تو پہر ناشکر ہو جاویگا حسن بصری ابو العالیہ سدی ربیع کہتے ہیں اللہ یاد کرتا ہے اسکو جو اسے یاد کرے
بڑہاتا ہے اسکو جو اسکا شکر بجا لاتا ہے عذاب کرتا ہے اسکو جو ناشکری کرتا ہے بعض سلف نے اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ

حاشیہ:
اُردو ترجمہ ...
رسول نعمت ...
یہ محبوس ہی ...
...
ف۵ ...

کرے یعنی کہے ہیں کہ اسکی اطاعت کی جاوے نافرمانی نہ ہو اسکا ذکر کیا جاوے اسکو نہ بھولے شکر بجا لاوے کفران نعمت نکرے جنید سے کسی نے پوچھا تھا کہ شکر نعمت کیونکر ہوتا ہے کہا جو نعمت خدا دے اسکو خلاف مرضی خدا میں صرف نکرے یہی اُس نعمت کا شکر ہے مکحول ازدی نے ابن عمر سے کہا تھا وقاتل نفس شارب خمر سارق زانی اللہ کا ذکر کرتے ہیں اللہ نے کہا ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کہا ہاں جب لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ بھی انکا ذکر لعنت کے ساتھ کرتا ہے یہانتک کہ وہ خاموش ہو جاویں حسن بصری نے کہا تم یاد کرو مجھکو فرائض میں میں یاد کرونگا تمکو اُن کاموں میں جو میں نے اپنے نفس پر واجب کیا ہے سعید بن جبیر نے کہا تم یاد کرو مجھکو طاعت میں میں یاد کرونگا تمکو مغفرت یا رحمت سے ابن عباس نے کہا اللہ کا یاد کرنا تمکو تمہارے یاد کرنے سے اللہ کو کہیں بڑا ہے حدیث صحیح میں آیا ہے جسنے یاد کیا مجھکو اپنے جی میں میں یاد کرتا ہوں اُسکو اپنے جی میں جو یاد کرتا ہے مجھکو مجمع میں میں یاد کرتا ہوں اُسکو بہتر مجمع میں اُسکے مجمع سے امام احمد کا لفظ انس سے مرفوعاً یوں آیا ہے کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے اے ابن آدم اگر یاد کرے گا تو مجھکو اپنے جی میں تو یاد کرونگا میں تجھکو اپنے جی میں اور جو یاد کریگا تو مجھکو مجمع میں تو یاد کرونگا میں تجھکو مجمع ملائکہ میں یا تیرے مجمع سے بہتر مجمع میں اگر نزدیک ہوگا تو مجھسے ایک بالشت تو نزدیک ہونگا میں تجھسے ایک گز اور جو نزدیک ہوگا تو مجھسے ایک گز تو نزدیک ہونگا میں تجھسے ایک باع اگر آویگا تو پاس میرے چلکر تو آؤنگا میں پاس تیرے دوڑکر یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اسکو بخاری نے بھی حدیث قتادہ سے روایت کیا ہے قتادہ کا لفظ یہ ہے کہ اللہ قریب تر ہے ساتھ رحمت کے **ف** ذکر تین طرح پر ہوتا ہے ایک زبان سے جیسے تسبیح تحمید تہلیل وغیرہ اذکار ماثورہ کا پڑھنا دوسرا دل سے کہ اللہ کے بدائع مخلوقات عجائب مصنوعات میں تفکر کرنا انکو وحدانیت کی دلیل سمجھنا تیسرا جوارح یعنے اعضاء سے کہ جن کاموں کا حکم ہے جیسے نماز وغیرہ طاعات وحسنات اُن میں ڈوبے رہنا اس آیت شریف میں بعد بیان فم کرکے ذکر شکر کا کیا ہے یعنی اللہ تعالی نے حکم شکر کا کیا شکر پر وعدہ زیادتی خیر کا فرمایا قال تعالی وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ معلوم ہوا کہ شکر کرنا موجب وعدہ مزید ہے عمران بن حصین مرفوعاً کہتے ہیں جس کسی پر اللہ انعام کرتا ہے تو اُس نعمت کا اثر دیکھنے کو اپنی خلق یا اپنے بندے پر دوست رکھتا ہے رواہ احمد

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ

اے ایمان والو قوت پکڑو ساتھ سہنے اور نماز سے بیشک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے نہ کہو جو کوئی مارا جاوے اللہ کی راہ میں کہ وہ مردے ہیں بلکہ زندے ہیں لیکن تمکو خبر نہیں ہے **ف** اللہ بعد بیان شکر کے بیان صبر کا کیا اسلیے کہ بندہ یا تو نعمت میں ہوتا ہے تو پھر شکر واجب ہوتا ہے یا نقمت میں ہوتا ہے تو پھر صبر کرنا لازم ہے حدیث میں آیا ہے

عجب واسطے مومن کے حکم نہین کرتا اللہ اسکے لیے کوئی حکم ہی مگر وہ واسطے اُسکے بہتر ہوتا ہے اگر خوشی پہونچی اور شکر کیا تو اچھا ہوا اور جو نقصان پہنچا اور صبر کیا تو بھی بہتر ہوا غرضکہ تحمل مصائب پر کوئی استعانت صبر و صلوۃ سے بڑھکر عمدہ نہین ہے اور پہلے پارے مین گذر چکا ہے وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ۔ حدیث مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی غم ستاتا تو نماز پڑھنے لگتے تھا صبر سو وہ دو طرح پر ہوتا ہے کہ ایک صبر ترک محارم و مآثم دوسرا صبر فعل طاعات و قربات پر سو دوسرے صبر کا ثواب زیادہ ہے اسلیے کہ مقصود یہی صبر ہے تیسرا صبر مصائب و مصاعب نوائب پر ہوتا ہے یہ صبر بھی واجب ہے جیسے استغفار کرنا معائب سے عبدالرحمن بن زید نے کہا صبر دو چیزون مین ہے ایک صبر اللہ کے لیے اُس امر پر جسکو وہ محبوب رکھتا ہے گو جان و بدن پر بھاری ہو دوسرا صبر اُس چیز سے جسکو وہ ناخوش رکھتا ہے گو جی اُسیطرف کھچے سو جو کوئی شخص اس طرح پر ہوتا ہے وہی اُن صابرین مین سے ہے جو ان شاء اللہ صحیح سالم رہینگے امام زین العابدین کہتے ہین جب اللہ ساری اگلے پچھلے لوگون کو جمع کریگا تو ایک منادی پکاریگا صبر والے کدھر ہین حساب سے پہلے جنت مین جاوین ایک گروہ لوگون کا اُٹھ کھڑا ہوگا فرشتے اُن سے آگے بڑھکر ملاقات کرینگے یون کہینگے کدھر چلے وہ کہینگے جنت کو یہ کہینگے حساب سے پہلے وہ کہینگے جی ہان یہ کہینگے ہم صابرین ہین یہ کہینگے تمہارا کیا صبر تھا وہ کہینگے کہ اللہ کی طاعت پر اور اُس کی معصیت سے صبر کیا یہان تک کہ ہمکو موت آئی یہ کہینگے تم ایسے ہی ہو جو تمنے کہا آؤ جنت مین جاؤ عاملون کا اجر بہت اچھا ہے ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ اس روایت کی گواہ ہے سعید بن جبیر نے کہا ہے صبر اعتراف کرنا ہے بندے کا مصیبت پر امید رکھنا ہے ثواب کی اللہ سے آدمی کبھی قوی دل ہوتا ہے جزع کرتا ہے مگر صبر نہین چھوڑتا

صبر ست علاج دل بیمار تو واقف ✤ افسوس کہ کم داری و بسیار ضرورست ✤

اس کے بعد اللہ پاک نے فضیلت جہاد و مجاہدین کی بیان فرمائی یہان سے یہ اشارہ کیا کہ تم جہاد مین محنت اُٹھاؤ مضبوطی اختیار کرو شہید لوگ اپنے برزخ مین زندہ ہین رزق پاتے ہین جسطرح کہ حدیث صحیح مسلم مین آیا ہے کہ شہیدون کی جان سبز چڑیون کے پوٹے مین ہے یہ پرندے جنت مین جہان چاہتے ہین چرتے پھرتے ہین پھر شام کو اُن قندیلون کے اندر جو عرش کے نیچے لٹکتی ہین آکر بسیرا کرتے ہین تیرے رب نے اُنکو جھانک کر پوچھا تم کیا چاہتے ہو کہا اے رب ہم کیا چاہینگے جو تو نے ہمکو دیا ہے وہ کسی ایک مخلوق کو نہین دیا اللہ تعالی پھر بھی پوچھے گا جب وہ دیکھین گے کہ بے جواب دیے نہین بنتا تو کہینگے ہمکو پھر دنیا مین بھیج دے کہ ہم تیری راہ مین لڑین دوبارہ مارے جاوین یہ بات شہادت کا ثواب دیکھکر کہینگے اللہ فرماویگا مین نے لکھ رکھا ہے کہ وہ پھر دنیا کو رجوع نہ کرینگے کعب بن مالک مرفوعا کہتے ہین جان مومن کی ایک پرندہ ہے

سبز پرندون کی صورت مین جنت مین چرا کرتا ہے جب تک کہ اللہ اسکو طرف اسکے بدن کے دن بعث کے پھیرے رواہ احمد یہ
حدیث شامل جملہ مومنین ہے اگرچہ قرآن پاک مین خاص ذکر شہدا کا بغرض انکی تشریف و تکریم و تعظیم کے کیا ہے۔
ف آیت باب چودہ شہدائے بدر کے اتری ہے یہ چودہ آدمی تھے چھ مہاجر آٹھ انصار تفسیر خازن مین
انکے نام بھی لکھے ہیں لوگ کہنے لگے کہ فلان مرگیا اس سے دنیا کا چین گیا اسپر یہ آیت اتری کسی نے
کہا کفار کہتے تھے کہ لوگ ناحق اپنی جان ظلم سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی کے لیے کھوتے
ہین اسمین کچھ بھی فائدہ نہین اسپر یہ آیت نازل ہوئی اللہ نے فرمایا کہ یہ تمہارا ایک خیال خام ہے جو لوگ اللہ کی
راہ مین مارے گئے ہین وہ برزخ و قبر مین تمسے زیادہ ناز و نعمت مین بسر کر رہے ہین جنت کی سیر ہی بہتر سے
بہتر رزق ہے تمہارے نہ جاننے سے کیا ہوتا ہے فتح البیان مین لکھا ہے کہ اس آیت مین دلیل ہے اس بات
پر کہ عذاب قبر کا واسطے عصاۃ کے ثواب قبر کا واسطے مطیعین کے ثابت ہے اس مسئلہ مین بہت سی صحیح حدیثین آئی
ہین درجہ تواتر معنوی کو پہونچی ہین اسی طرح کی ایک یہ آیت شریف ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ
اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ
وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝
أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ البتہ ہم آزمادینگے تمکو کچھ ایک ڈر سے اور بھوک
سے اور نقصان سے مالون اور جانون اور میوون کے خوشی سنا صبر کرنیوالون کو جنکو جب پہنچے انکو کچھ مصیبت کہین ہم اللہ
کا مال ہین ہمکو اسی کی طرف پھر جانا ہے ایسے لوگ انہین پر شاباشین اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہین
راہ پر اس آیت شریف مین اللہ پاک نے یہ خبر دی ہے کہ کبھی اپنے بعض بندون کا امتحان یعنی انکی آزمایش کرتے
ہین کما قال تعالی وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ یہ امتحان کبھی ساتھ
خوشی کے ہوتا ہے کبھی ساتھ نقصان کے جیسے ڈر یا بھوک کما قال تعالی فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَ
الْخَوْفِ کیونکہ بھوک اور ڈر ایسی چیز ہے کہ جسکو ڈر والے پر ظاہر ہو جاتی ہے اسی لیے وہان لباس جوع و
خوف کہا یہان کچھ خوف و جوع فرمایا یعنی تھوڑا سا ڈر ذرا سی بھوک مال کا نقصان یہ ہے کہ کچھ مال برباد ہو جاے
جان کا نقصان یہ ہے کہ یار دوست قارب احباب مر جاوین میوون کا نقصان یہ ہے کہ باغون کھیتون مین پیدا
نہ ہو معمول عادت سے کم میوہ و غلہ نکلے بعض سلف نے کہا ہے کہ بعضے درخت کھجور کے ایک ہی بار پھلتے تھے
سو یہ سب باتین اللہ کی طرف سے بطور آزمائش ہوا کرتی ہین جس نے ان نقصانات پر صبر کیا اس نے ثواب پایا
جسنے نہ کیا نا امید ہوا اسپر عذاب اترا اسی سبب یہ فرمایا ہے کہ صابرون کو خوشی سنا دو بعض مفسرین کہتے ہین
مراد خوف سے اللہ کا ڈر ہے بھوک سے روزہ رمضان کا مراد ہے نقصان مال سے زکوٰۃ ہے نقصان جان سے

ہماری ہے بمیل سے اولاد کی ابن کثیر کہتے ہیں اس تفسیر میں نظر ہے نقصہ بیشک لفظ قرآن پاک کا عام ہے ہر طرح کے سوا جملا اقسام نقصان کو شامل ہے حاجت تخصیص و تعیین کسی نوع خاص کی نہیں ہے فتح البیان میں بھی قول مذکور کو منسوب طرف امام شافعی کے کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ دو تو عدل و علاوہ کیا اچھے ہیں صلوات و رحمت تو دو عدل ہوئے ثُمَّ الْمُهْتَدُونَ علاوہ ہے ابن کثیر نے کہا علاوہ وہ چیز ہے جو دو عدل کے بیچ میں رکھتے ہیں یہ ایک زیادہ بار ہے اسی طرح انکو ثواب صبر و استرجاع کا الگ ملا اجر ہدایت اللہ اور زیادہ ہوا اناللہ الخ کے کہنے پر جو ثواب ملتا ہے اُسمیں بہت سی حدیثیں آئی ہیں ام سلمہ کہتی ہیں میں نے ایک بات رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنی میرا جی بہت خوش ہوا آپ نے فرمایا کسی مسلمان کو کوئی مصیبت نہیں پہونچتی پیر وہ انا للہ الخ پڑھکر یہ کہتا ہے اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ هٰذِهٖ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا مگر اسکے ساتھ یہی معاملہ کیا جاتا ہے الحدیث رَوَاهُ اَحْمَدُ امام حسین رضی اللہ عنہ مرفوعا کہتے ہیں کہ جس کسی مسلمان مرد عورت کو کوئی مصیبت پہونچتی ہے وہ اُس یاد کرکے گو مدت دراز ہو چکی ہو انا للہ کہتا ہے تو اللہ اسکو اتنا ہی اجر دیتا ہے جتنا دن مصیبت کو دیا تہا رَوَاهُ اَحْمَدُ ابو موسی نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے جب مرتا ہے اے ملک الموت تو نے میرے بندے کے بچے کو قبض کر لیا اُسکی آنکہ کی ٹھنڈک لیلی اُن کا پہل چہین لیا وہ کہتا ہے ہان اللہ فرماتا ہے پھر اُس نے کیا کہا یہ کہتا ہے تیری حمد کی انا للہ الخ پڑہا اللہ کہتا ہے اسکے لیے بہشت میں ایک گھر بناؤ اُسکا نام بیت الحمد رکھو رَوَاهُ اَحْمَدُ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے ثواب میں اہل بلا و اجر صابرین کے بہت سی حدیثیں آئی ہیں سب کا ذکر اس جگہ مشکل ہے کچھ احادیث اس باب کے رسالہ عافیۃ المبتلین میں لکھی گئی ہیں اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ صفا و مروہ جو ہیں نشان ہیں اللہ کے پھر جو کوئی حج کرے اُس گھر کا یا زیارت تو گناہ نہیں اسکو کہ طواف کرے ان دونوں میں اور جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی تو اللہ قدردان ہے سب جانتا **ف** صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں مکے کے شہر میں عرب کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہمیشہ حج کرتے رہے ہیں لیکن کفر کے وقت میں اکثر غلطیاں پڑ گئی تہیں ان دو پہاڑوں پر دو بت دہرے تہے حج میں وہاں بھی طواف کرتے تہے جب لوگ مسلمان ہوئے جانا کہ یہ بھی کفر کی غلطی تہی اب وہان نہ جانا چاہیے اسپر یہ آیت اتری انہتے عروہ نے عائشہ سے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی طواف صفا و مروہ نہ کرے تو اُسپر کچھ گناہ نہیں ہے عائشہ نے کہا ای بھانجے تو نے یہ بہت بُری بات کہی اگر یہ آیت کا یہی مطلب ہوتا جو تم نے کہا تو یہ آیت یون آتی فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ لَّا یَّطَّوَّفَ بِهِمَا لیکن یہ آیت اس طرح اتری ہے کہ انصار مسلمانی سے پہلے احرام مناۃ نام بت کا باندہتے تہے مشلل کے قریب اُسکی پوجا کرتے تہے جو کوئی اُسکا حج کرتا وہ طواف صفا و مروہ سے تنگ جانتا جب رسول خدا صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے کہا تو یہ آیت اُتری پھر عائشہ نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونو پہاڑ کا طواف سنون
کیا ہے کسی شخص کو یہ بات نہیں پہونچتی کہ وہ اُنکا طواف کرنا چھوڑ دے یہ حدیث صحیحین میں ہے شعبی نے کہا صفا پر
اساف مروہ پر نائلہ تھا اُنکا استلام کرتے جب اسلام آیا اُنکے درمیان طواف کرنے کو حرج جانتے اسپر یہ آیت اتری
ابن کثیر کہتے ہیں محمد بن اسحق نے ذکر کیا ہے کہ اساف و نائلہ دو بشر تھے اُنہوں نے اندر کعبے کے زنا کیا مسخ
ہوکر پتھر بن گئے قریش نے ان دونو کو سامنے کعبے کے رکھدیا تھا کہ لوگ عبرت پکڑیں بعد ایک مدت دراز کے
وہ معبود ٹھیر گئے کعبے سے اُٹھا کر صفا مروہ پر بیجا کر رکھدیا جو کوئی طواف صفا و مروہ کرتا وہ اُنکا بھی استلام کرتا
حدیث جابر میں آیا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب طواف بیت سے فارغ ہوئے استلام رکن کا
کرکے باب صفا سے نکلتے ہوئے یون کہتے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ پھر فرماتے اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللهُ
بِهِ رواہ مسلم نسائی کا لفظ یہ ہے اِبْدَءُوْا بِمَا بَدَءَ اللهُ حبیبہ بنت ابی تجراۃ نے کہا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو دیکھا طواف کرتے تھے درمیان صفا و مروہ کے لوگ سامنے تھے آپ اُنکے پیچھے دوڑتے تھے
یہانتک کہ دیکھتی تھی میں آپکے دونوں زانو کو بسبب زور سے دوڑنے کے اُنپر ازار لپیٹی فرماتے تھے دوڑو
اللہ نے تمپر دوڑنا لکھا ہے یہ حدیث دلیل ہے شافعی و احمد و مالک کی اسبات پر کہ سعی درمیان صفا و مروہ کے
ایک رکن ہے حج کا کسی نے کہا واجب ہے رکن نہیں اگر عمداً یا سہواً ترک ہوگیا تو دم دینا چاہیے یہی قول ہے
احمد کا بھی ایک روایت میں اسی طرف ایک جماعت بھی گئی ہے ابو حنیفہ و ثوری و شعبی و ابن سیرین کہتے
ہیں کہ مستحب ہے قرطبی نے کہا انکی یہ دلیل ہے وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا مگر قول اول ارجح ہے اسلیے کہ رسول خدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ طواف کیا ہے اور فرمایا لِتَأْخُذُوا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ سو جو کچھ کام آپنے حج میں کیے ہیں
وہ سب واجب ہیں مگر وہ کام جو کسی دلیل سے باہر ہو گیا ہے واللہ اعلم اگلی حدیث کا لفظ یہ تھا اِسْعَوْا فَإِنَّ اللهَ
كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ یہ صحیح ہے وجوب میں شوکانی رح بھی اسی طرف گئے ہیں بہرحال اللہ تعالی نے اس آیت میں
بیان فرمایا ہے کہ طواف درمیان صفا و مروہ کے منجملہ شرائع کے ہے جو اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو مناسک
حج میں بتائی تھے پہلے گذر چکا ہے کہ اصل اس طواف کی طواف ہاجر علیہا السلام ہے کہ وہ تلاش آب دوڑتی پھرتی
تھیں پھر اللہ نے اُنکے لیے زمزم نکالدیا جسکا پینا طعام طعم شفاء سقم ہے سو جسطرح ہاجرہ ذلیل و خوار و عاجز و
و خائف و مضطر و فقیر ہوکر دوڑی تھیں اسیطرح حاجی کو چاہیے کہ اپنا فقر و ذل طرف اللہ کے باامید صلاح حال و ہدایت
بال و غفران گناہ مستحضر کرے ساتھ اسکے یہ چاہے کہ اللہ اُسکو مرتے دم تک صراط مستقیم پر قائم و دائم رکھے جو حال اسکا
فی الحال ہے جن گناہوں میں وہ گرفتار ہے اُس حال سے پھیر کر طرف حال کمال و غفران و سداد و استقامت کے
لیجاوے جیسے ساتھ ہاجر علیہا السلام کے کیا تھا تطوع سے یہ مراد ہے کہ جو کوئی اس طواف کو عدد واجب [illegible]

آٹھوان نوان چھپانیکی حالت تو بہتر ہے کچھ منع نہین اسلئے تھوڑے عمل پر بھی زیادہ ثواب ملتا ہے ذرہ برابر کسی پر ظلم نہین کرتا اور اِن تَكُ حَسَنَةً يُضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا کسی نے کہا مراد نفل صدقہ ہے یہ کہ جو دینا نفل اسمین سعی کرے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ ساری عبادات مین زیادتی کر رہی سکو رازی نے نقل کیا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ

يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا

وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ جو لوگ چھپاتے ہین جو کچھ ہمنے اتارا صاف حکم اور راہ کے نشان بعد اسکے کہ ہم انکو کھول چکے لوگون کے واسطے کتاب مین انپر لعنت کرتا ہے اللہ اور لعنت کرتے ہین سب لعنت کرنیوالے یہ انکے واسطے ہے جنکو علم خدا کا پہونچا مگر غرض دنیا کیلیے چھپا رکھا ہان جنہون نے توبہ کی اور سنوارا اور بیان کر دیا تو انکو مین معاف کرتا ہون اور مین ہون معاف کرنیوالا مہربان جو لوگ منکر ہوئے اور منکر ہی مر گئے انہین پر ہے لعنت اللہ کی اور فرشتون کی اور سب لوگون کی رہ پڑے اسمین نہ ہلکا ہو انپر عذاب انکو فرصت ملیگی ۔ف یہ آیت شریف وعید شدید ہے اُس شخص کیلیے جس نے چھپایا دلالات بینہ کو مقاصد صحیحہ مین نافع قلوب بعد اسکے کہ اللہ نے ان دلالتون کو اپنی کتابون مین پیغمبرون پر اتارا ہے ابو العالیہ نے کہا یہ آیت حق مین اہل کتاب کے اتری جنہون نے احکام توریت اور صفت نبوی کو چھپایا انپر ہر شے کی لعنت ہے یعنی جسطرح عالم کیلیے ہر شے یہانتک کہ مچھلی پانی مین پرندہ ہوا مین استغفار کیا کرتا ہے اسیطرح انپر ہر شے لعنت کیا کرتی ہے حدیث ابو ہریرہ مین مرفوعاً آیا ہے جس سے کسی علم کا سوال کیا گیا اُس نے چھپایا قیامت کے دن اسکو آگ کی لگام لگاوینگے ابن کثیر نے کہا بعض طرق اس حدیث مسند کے مقوی بعض ہین بخاری ومسلم مین تو ابو ہریرہ سے یون آیا ہے کہ اگر دو آیتین کتاب اللہ مین نہ ہوتین تو مین کسی سے بھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا ایک تو یہی دوسری وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ

رہی یہ بات کہ اظہار علوم دین کا فرض کفایہ ہے یا فرض عین اسمین خلاف ہے اصح یہ ہے کہ جب اسکو بعض نے ظاہر کر دیا جسکے پاس ہر کوئی پہونچ سکتا ہے تو اب وہ مکتوم نرہا کسی نے کہا جب عالم سے پوچھین تو اظہار ضرور ہے والا فلا اس حدیث مین دلیل ہے وجوب قبول قول واحد پر اسلیے کہ اگر اسکی بات کا ماننا واجب نہ ٹھیرتا تو اسپر بیان کرنا بھی واجب ہونا قید بینات وہدی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ۔۔۔ غیر بینات وہدی کا چھپانا جائز ہے یہی ثابت ہوا کہ کافر پر بعد موت کے لعنت کرنا منع نہین ہے مراد کاتمین سے احبار یہود و رہبان نصاریٰ ہین کسی نے کہا بلکہ ہر کاتم حق تارک بیان واجب ہے اسی کو شوکانی رحمہ اللہ نے ترجیح دی ہے اسلیے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا براء بن عازب کہتے ہین ہم ساتھ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے ایک جنازے پر فرمایا کافر کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایسا مزہ لگاتے ہیں جسکو ہر جاندار سوائے ثقلین یعنے
انس وجن کے سنتا ہے ہر سننے والا جانور اسکو لعنت کرتا ہے یہ مطلب ہے اس آیت کا یعنی مراد لاعنین سے دواب ارض ہیں
رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَ ابْنُ مَاجَۃَ مجاہد نے کہا جب خشک سالی ہوتی ہے تو بہائم کہتے ہیں یہ قحط بسبب عاصیان بنی آدم
کے ہوا ہے اللہ عصاۃ بنی آدم کو لعنت کرے ابو العالیہ و قتادہ و ربیع نے کہا لاعنون ملائکہ و مومنین ہیں حدیث میں
آیا ہے عالم کے لیے ہر شے مغفرت چاہتی ہے یہاں تک کہ مچھلی بھی دریا میں اس آیت میں یہ آیا ہے کہ کاتم علم کو اللہ فرشتے
سب آدمی لعنت کہتے ہیں یعنی ہر فصیح و اعجمی خواہ یہ لعنت زبان قال سے ہو یا زبان حال سے پھر اللہ نے اس حکم سے تائبین
مصلحین مبینین مستثنے کر دیا کہا ہم انکی توبہ قبول کر لیتے ہیں ابن کثیر نے کہا اس آیت میں دلیل ہے اسبات پر کہ جو کوئی طرف
بدعت یا کفر کے بلاتا ہے داعیہ ہوتا ہے وہ جب توبہ کریگا تو اللہ بھی اسکی توبہ قبول فرماویگا اگلی امتوں میں اس قسم
کے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی تھی یہ بات خاص ساتھ اسی شریعت حقانیت مرحومہ کے ہے جسکو نبی الرحمۃ نبی
التوبہ لائے ہیں وللہ الحمد پھر اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہ جو کوئی کفر پر یہاں تک جما رہا کہ اسکو موت آگئی تو وہ بھی ملعون ہے
اللہ و ملائکہ و سارے آدمی اسپر لعنت کرتے ہیں وہ قیامت تک اسی دائرہ لعنت میں لگا تار پڑا رہیگا پھر جہنم کی
سیر کریگا نہ عذاب کم ہوگا نہ دم بھر کی فرصت نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ ابو العالیہ و قتادہ نے کہا کافر کو دن
قیامت کے کھڑا کرینگے اسپر اللہ لعنت کریگا پھر ملائکہ پھر سب لوگ پھر ساری خلق **مسئلہ** کافر پر لعنت کرنا جائز
ہے اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے عمر بن خطاب و ائمہ پچھلے آنکے قنوت وغیرہ میں کفار پر لعنت کرتے تھے رہا کافر
معین سو ایک جماعت علماء کا یہ مذہب ہے کہ اسپر لعنت نکریں اسلیے کہ حال خاتمے کا معلوم نہیں ہے آیت باب سے اسی مدعا
پر استدلال کیا ہے اسلیے کہ اس میں لعنت غیر معین پر آئی ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ایک قوم معین پر
لعنت کی تھی سو انکو وحی سے جو معلوم ہوتا تھا وہ دوسرے کو معلوم نہیں ہو سکتا ہے دوسرے گروہ نے کہا کافر معین
پر بھی لعنت کرنا جائز ہے ابن العربی مالکی کا مختار یہی ہے لیکن جس حدیث سے انہوں نے حجت پکڑی ہے وہ ضعیف
ہے غیر کا استدلال یہ ہے کہ حضرت کے پاس مست کو لاتے اسپر حد جاری کی جاتی ایک آدمی نے کہا لَعَنَہُ اللّٰہُ مَا اَکْثَرَ مَا
یُؤْتٰی بِہٖ یعنی لعنت خدا کی اسپر اکثر یہی شخص لایا جاتا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تَلْعَنْہُ فَاِنَّہٗ
یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ تو اسکو لعنت نکرو وہ تو اللہ و رسول کو چاہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو محب خدا و رسول نہیں
ہے اسپر لعنت ہو سکتی ہے مگر فتح البیان میں ابن العربی مالکی سے عدم جواز لعن عاصی معین کا نقل کیا ہے اس
حدیث کی دلیل سے کہ ایک شرابی کو بار بار لائے بعض حاضرین نے کہا لَعَنَہُ اللّٰہُ مَا اَکْثَرَ مَا یُؤْتٰی بِہٖ حضرت نے
فرمایا لَا تَکُوْنُوْا اَعْوَانًا لِلشَّیْطَانِ عَلٰی اَخِیْکُمْ یہ حدیث صحیحین میں ہے حاصل یہ نکلتا ہے کہ کافر معین پر لعنت درست
ہے فاسق معین پر درست نہیں یعنی نزدیک ابن عربی کے وَاِلٰہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ع ١١

تمہارا سب کا ایک اکیلا صاحب کسی کو اُس کے سوا پوجنا نہیں بڑا مہربان ہے رحم والا آلا انشاہ یاک نئی آیت شریف ہے یعنی خبر دی ہے کہ مین اکیلا ایک رب معبود ہون میرا کوئی شریک و عدیل نہین ہے مین واحد احد فرد صمد ہون حدیث اسما بنت یزید مین مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتون مین ہے ایک تو یہی آیت دوسری الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اخرجہ ابن ابی شیبۃ واحمد والدارمی وابو داؤد والترمذی وصححہ وابن ماجہ مگر اس حدیث کی سند مین شہر بن حوشب ضعیف ہے دیلمی نے اس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ کوئی شے سرکش جن پر ان دو آیتون سے جو سورہ بقر مین ہین سخت تر نہیں ہے وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الآیتین پھر اللہ نے بعد اپنے متفرد ہونا ساتھ الوہیت وخلق ارض وسماء وغیرہ کے بیان فرمایا اسبات کو وحدانیت کی دلیل ٹھیرایا اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ آسمان وزمین کا بنانا رات دن کا بدلتے آنا کشتی جو لیکر چلتی ہے دریا مین جو چیزین کام آوین لوگونکو اور وہ جو اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر جلایا اس سے زمین مرگئی پیچھے اور بکھیرے اُسمین سب قسم کے جانور اور پھیرنا ہواؤنکا اور ابر جو حکم کا تابع ہے درمیان آسمان وزمین کے اُنمین نمونے ہین عقلمند لوگون کو **ف** بعد بیان توحید کے اس آیت مین آٹھ چیزون ذکر کین یہ وہ صنائع ہین جو کافرون کو کسی خدا سے بن نہین سکتے سب یا بعض کو بھی تو وہ مہیا نہین کر سکتے ایک پیدا کرنا آسمانون و زمین کا دوسرے آگے پیچھے لانا رات دن کا تیسرے چلانا ناؤ کا دریا مین چوتھے برسانا پانی کا آسمان سے پانچوین زندہ کرنا زمین کا چھٹے بکھیرنا جانورون کا اُس مین ساتوین پھیرنا ہواؤن کا ایک سمت سے دوسرے سمت کو آٹھوین قابو مین رکھنا بادل کا کہ جدہر کو حکم ہو وہان جا کر برسے جہان کا حکم نہو وہان نہ برسے سو جو کوئی شخص کسی ایک مد مین بھی ان امور کے غور کریگا اور اپنی فکر کو لڑاویگا اُسکا ذہن تصور سے حقیقت امر مذکور کی تنگی کریگا اُسپر تصدیق اس بات کی کہ کوئی اُسکا صانع حکیم ہے واجب ہوگی آسمان بصیغہ جمع اسلیے ذکر کیا کہ ہر آسمان دوسری جنس کا ہے بخلاف زمین کہ ساری زمین ایک ہی طرح کی ہے یعنی ہستی کی آسمان مین یہ نمونہ ہے کہ بے ستون بے کسی علاقے کے اونچا و بلند کھڑا ہوا ہے چاند سورج تارے اُس مین ٹھیرے ہین کوئی سیارہ ہے کوئی ثابت ہے اس وسعت و لطافت کا کیا ٹھکانا ہے کہ ہر فلک علیحدہ چکر کھا رہا ہے ع رات دن گردش مین ہین ہفت آسمان + ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا زمین مین یہ نشانی ہے کہ وہ کثیف و پست ہے پہاڑ و دریا جنگل ٹیلے آبادی معدن جوہر ثمر نبات شجر وغیرہ منافع رکھتی ہے رات دن کا بدلنا یہ ہے کہ ایک جاتا ہے دوسرا اُس کے پیچھے آتا ہے ایک دم کی دیر نہین ہوتی ذرہ برابر فرق نہین پڑتا لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝

پھر کبھی دن بڑا ہوتا ہے تو رات گھٹ جاتی ہے کبھی رات چھوٹی ہو جاتی ہے دن بڑھ جاتا ہے باہم ایک کے معاوضہ ہونا بتاتا ہے کہا قال تعالی یولج اللیل فی النہار ویولج النہار فی اللیل یعنی رات سے کچھ لیکر دن میں زیادہ کر دیا دن سے لیکر رات میں کچھ بڑھا دیا ابن الخطیب نے کہا ہے کہ اوقات جس طرح زمان میں مختلف ہیں اسیطرح مکان میں بھی مختلف ہوتے ہیں جسکے نزدیک زمین کروی ہے اُسکے نزدیک جس ساعت کو معین کرو گے تو وہ ساعت کسی جگہ زمین میں صبح ہوگی کسی جگہہ ظہر کسی جگہہ عصر کسی جگہہ مغرب کہیں عشاء اسی طرح سے جاؤ لیکن یہ یاد رہے کہ ہم اعتبار شہروں مختلف کا طول میں کریں گر اعتبار اختلاف بلاد کا عرض میں کرینگے تو جس شہر کا عرض شمال میں زیادہ تر ہوگا وہاں گرمی کے دن بڑے جاڑے کے چھوٹے ہونگے سو یہ احوال مختلفہ رات دن کے بسبب اختلاف طول و عرض بلاد کے ایک امر عجیب ہیں انتہی رات کا ذکر پہلے اسلیے کیا ہے کہ ظلمت پہلے ہے نور پیچھے ہوا کما قال تعالی وآیۃ لھم اللیل نسلخ منہ النہار یہی صحیح تر یہی قول ہے قشانی قدرت کی رات دن میں یہ ہے کہ دن کھانے کمانے چلنے پھرنے بند و بست کرنے ہر چیز کے اُٹھانے دھرنے بنانے سنوارنے کے لیے ہے رات سونے راحت لینے چین کرنے آرام پانے کے لیے ہے شکر اُنکے اختلاف میں مصالح عباد ہیں سورج ڈوبنے سے سورج نکلنے تک پوری رات ہے صبح نکلنے سے سورج ڈوبنے تک پورا دن ہے جو وقت درمیان طلوع فجر کے ہے سورج نکلنے تک وہ مشترک ہے درمیان رات دن کے اسلیے کہ اُس میں کچھ رات کا اندھیرا کچھ دن کا اجالا باقی رہتا ہے لیکن یہ بات باعتبار اصطلاح اہل لغت کے ہے نہ موافق شرع کے ؎ خورشید کا ماہ کا نکلنا دیکھو + تاروں کا ہجوم کرکے چلنا دیکھو + ہے دن کو سفید شب کو پوشاک سیاہ + گردوں کا غذا رنگ بدلنا دیکھو + ناؤ کے چلنے میں یہ نشان ہے کہ وہ پانی کے اوپر بار لادے ہوئے لوگوں کو سوار کیے ہوئے چل رہی ہے پانی کی تہ میں نہیں بیٹھتی ہوا کے زور سے چلتی پھرتی آتی جاتی ہے دریا کو اور کشتی کا مسخر کر رکھا ہے کہ باوجود قوت سلطان آب وہ یہاں بحر کے اُسکو اپنے اوپر لادے اُٹھائے ہوئے ہے اللہ کے سوا کون ہے جو اُس سے بچا سکے لوگوں کو نفع یہ ہے کہ ناؤ پر چڑھ کر ملکوں ملکوں تجارت کرتے پھرتے ہیں یہاں کا مال وہاں وہاں کا مال یہاں لاد کر لاتے فائدہ اُٹھاتے ہیں سوداگران کشتی والوں کا دل قوی نکرتا تو کسی طرح اُنکی غرض بابت استعمال نفع کے پوری نہوتی اللہ تعالی نے ہر قطر عالم کو ساتھ ایک شے معین کے خاص کیا ہے سب کو سب کا محتاج بنایا ہے یہی سبب اختیار سفر کشتی پر باوجود خوف بحر کے ہوتا ہے حامل محمول الیہ دونو کو نفع ملتا ہے پانی برسنے میں یہ نشانی ہے کہ عالم زندہ ہو جاتا ہے روئیدگی پیدا ہوتی ہے خلق کا رزق نکلتا ہے زمین کا حسن و جمال ظاہر ہوتا ہے زمین سوکھنے کو مردہ موت فرمایا ہے ایکدم تری زمین ہری و تازہ نہیں ہوتی ہے کہ بڑی نشانی قدرت کی [illegible]

جگہ پر ہیا کہیں نہ بھا یہاں نہیں یہ سارا ان ملائک پر استفادہ کیا تو پھر یہ سے لگا قال تعالیٰ وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ
الْمَیْتَۃُ اَحْیَیْنٰھَا وَاَخْرَجْنَا مِنْھَا حَبًّا فَمِنْہُ یَاْکُلُوْنَ الی قولہ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ اور کبھی پھیلانے
مین ہیں دو جگہ انسان کا جو نطفہ ایک ہی اصل کے ہے یعنی آدم علیہ السلام کے گر سب شکل رنگ زبان عادت
اخلاق وصفات وغیرہ سب کے الگ الگ ہیں ایک کا حال دوسرے شخص سے نہیں ملتا پھر بنی آدم پر سارے جہان
کا قیاس کر ابن عباس نے کہا جو چیز زمین پر رینگتی ہے ساری خلق سے انسان ہو یا اور کچھ وہ دابہ ہے کوئی بڑا کوئی چھوٹا
اللہ ان سب کو جانتا ہے سب کو رزق دیتا ہے کوئی چیز اس پر مخفی نہیں ہے کما قال تعالیٰ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا
عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّھَا وَمُسْتَوْدَعَھَا کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ہوا ؤن کے پھیر پھار میں یہ نشانی ہے کہ کبھی
ہوا رحمت لاتی ہے کبھی عذاب کبھی بادل کے آنے کی بشارت دیتی کبھی ابر کو ہانکتی ہے کبھی جمع کرتی ہے کبھی جدا جدا
کبھی طرف جنوب کے چلتی ہے اسکو شامیہ کہتے ہیں کبھی طرف سے یمن کے آتی ہے کبھی جانب شرق سے جیسے
منہ پر چھونکا لگتی ہے اسکو صبا کہتے ہیں کبھی طرف سے غرب کے آتی ہے اسکو دبور بولتے ہیں اسلئے کہ جانب
دبر یعنی پشت کعبہ سے چلتی ہے ہواؤں کا فرق اور علم جوانب کعبہ پر کھا گیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں لوگوں نے
پانی ہوا انواء کے بیان میں کتابیں لکھی ہیں لغات و احکام ریاح و مطر و انواء کو ذکر کیا ہے یہاں اسکا بسط
کرنا طول ہے انتہی فتح البیان میں بیان کیا ہے کہ کوئی ہوا عقیم ہوتی ہے کوئی باردار کوئی صرصر کوئی نصر
کوئی ہلاک کوئی تیز و گرم کوئی ٹھنڈی و نرم کوئی آندھی کوئی بگولا کوئی جنوب کوئی شمال کوئی دبور کوئی قبول کوئی
صبا کوئی نکباء پھر بڑے چھوٹے جہاز کو اتنی ہی ہوا لگتی ہے جسکا وہ متحمل ہوتا ہے حدیث میں دشنام دہی
ہوا سے نہی آئی ریح ایک جسم لطیف ہے کہ نہ ہاتھ میں آوے نہ دکھائی دے مگر اسکو ایسی قوت حاصل ہے کہ درخت
جڑ سے اکھیڑ دیتی ہے گھروں کو ڈھا کر برابر کر دیتی ہے ہر ذی روح کی زندگی بے ہوا کے نہیں اگر ہوا دم بھر رک جاوے
تو ہر جاندار مر جاوے جو کچھ روئے زمین پر ہے وہ سب سڑ جاوے بادل کو دیکھو کہ آسمان و زمین کے بیچ میں کیسا اندل
ہو کر بے کھمبے علاقہ کے ٹھہرا رہتا ہے اسی کو مسخر کہتے ہیں ہر بادل میں اتنا پانی بھرا ہوتا ہے جس سے جنگل کے جنگل بھر
جاتے ہیں مگر کیا مجال ہے کہ اس کے بوجھ سے گر پڑے نہیں بلکہ اسی طرح بے ستون قائم رہتا ہے ایک جگہ سے دوسری
جگہ جا لاتا جاتا پھرتا ہے اسکے سوا اور بہت نشانیاں اسکے اندر ہیں جو مخفی نہیں اسی لیے اللہ نے یہ فرمایا کہ ان میں
نشانیاں ہیں واسطے اہل عقل کے یعنی علامتیں ہیں اللہ کی توحید و تفرید پر کما قال تعالیٰ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ
وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ فتح البیان میں
ہے ان میں چیزوں میں بڑی دلالت ہے وجود صانع مختار پر اور سب باتوں پر [illegible]

[illegible]

شریک اسکا ہے کوئی انکا تفسیر تیسیر مین آیات کا لفظ بصیغہ جمع اسلئے کہا ہے کہ ہر ایک مین ان نوعون بہشتگانہ سے بہت سی
نشانیان ہین جنکا بیان اسامر کی کہ اس شے کے لیے کوئی خالق مدبر مختار ہے ابن عباس نے کہا قریش نے پاس رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آکر یہ بات کہی کہ تم خدا سے دعا کرو کہ کوہ صفا سونیکا ہو جاوے ہم گھوڑے ہتھیار مول
لین تب تمپر ایمان لاکر تمہارے ساتھ ہوکر لڑین فرمایا بہتر تم عہد کرو کہ اگر اللہ صفا کو سونیکا کر دیگا تو تم ایمان
لے آوگے سبنے اقرار کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی جبرئیل علیہ السلام آئے کہا اللہ فرماتا ہے ہم صفا کو
انکے لیے سونیکا کیے دیتے ہین لیکن اگر وہ پھر تمپر ایمان نہ لائے تو ہم انکو ایسا عذاب کرینگے جو سارے جہان مین کسی کو
نہ کیا ہوگا حضرت نے کہا اے رب یا مین مجھکو اور میری قوم کو چھوڑ دے مین انکو روز بروز بلاتا رہونگا اسپر اللہ
نے یہ آیت اتاری اسکو ابن مردویہ وابن ابی حاتم وغیرہما نے روایت کیا ہے کسی نے مطول کسی نے مختصر۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۗ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا
إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا
وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا
مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝ بعضے لوگ ہین جو ٹھیراتے ہین
اسکی برابر اور دن کو انکی محبت رکھتے ہین جیسے محبت اللہ کی اور ایمان والون کو اُس سے زیادہ محبت اسکی ہے
کبھی دیکھیں یہ بے انصاف اُسوقت کو جب دیکھیں گے عذاب کہ سارا زور اللہ کو ہے اسکی مار سخت ہے جب الگ ہو جاوین
جنکے ساتھ ہوئے تھے اپنے ساتھ والون سے اور دیکھین عذاب اور ٹوٹ جاوین انکے سب طرف ملاقہ اور
کہینگے ساتھ پکڑنے والے کاشکے ہمکو دوسری بار زندگی ہو تو ہم الگ ہو جاوین اُنسے جیسے یہ الگ ہوگئے ہمسے
اسطرح دکھاتا ہے اللہ انکو کام اُنکے افسوس دلانے کو اور انکو نکلنا نہین آگ سے ف جنکو لوگ پوجتے ہین
سوا اللہ کے وہ اُس روز پوجنے والون کو جواب دینگے اُنکی امید ٹوٹ جاویگی افسوس کھاوین گے
اُسوقت کچھ فائدہ افسوس کھانیکا نہین ہوگا اس آیت شریف سے احوال بت پرستون کا شروع ہوا معلوم
ہے زندگی مد کرتے ہین مثل نظیر کو مطلب ہے کہ مشرک خدا کی برابر اور دن کو ٹھیرا کر پوجتے ہین جیسی محبت انکو
اللہ سے چاہیے تھی وہ محبت غیر اللہ سے کرتے ہین حالانکہ اللہ کا کوئی شریک و ضد و نظیر نہین ہے صحیحین
مین ابن مسعود سے آیا ہے کہ مینے کہا اے رسول اللہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے فرمایا یہ ہے کہ برابر کرے تو اللہ
سے کسی کو اور اللہ نے تجھکو بنایا ہے ایمان والون کو محبت اسکی سب سے زیادہ ہے کیونکہ وہ اسکی
معرفت رکھتے ہین اور کسی شے کو اُسکے ساتھ شریک نہین کرتے اکیلا اسکو پوجتے ہین اور اسی کی
پھر سارے کامون مین اُسی کی طرف التجا لاتے ہین اسی کو اپنا مالک و نافع و ضار جانتے ہین

کسی مخلوق کو بھی اعتبار مقابلہ خالق کے نہیں کرتے پھر اسکے شرکون ظالمون کو یہ دیکھنا ملیکا کہ وہ
عذاب خدا کو دیکھ لین تو انکو یہ بات معلوم ہو جاویگی سالقدرۃ للہ ہی کو ہے نہ کسی اور کو اسی ایک لا شریک لہ
کا حکم جاری ہے ساری کائنات اُسکے سلطان کی مقہور و مغلوب ہے اُسکا عذاب سخت ہے کما قال تعالی فیومئذ
لا یعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد یعنی اگر ان ظالمون مشرکون کو معلوم ہوجاوے کہ وہان کیا بلا
انکے سر پر آئیگی کس درجہ کی ہائل قطعی شنیع مین بطفیل اس شرک و کفر و ظلم کے مبتلا ہونگے تو وہ اس گمراہی سے
جسمین پھنسے ہوئے ہین باز رہین پھر یہ خبر دی کہ وہ اپنے متبوعین سے آپ بیزار ہو جاوینگے متبوع تابعین سے
بیزار ہونگے مثلا جن ملائکہ کو وہ اپنے زعم مین پوجتے تھے وہ اُس دن یہ کہینگے تبرأنا الیک ما کانوا ایانا
یعبدون پھر یون گذارش کرینگے سبحانک انت ولینا من دونہم بل کانوا یعبدون الجن اکثرہم
بہم مؤمنون اسیطرح اور آلہہ بھی اُنسے بیزار ہوکر انکی پوجا پاٹ سے اپنی علیحدگی ظاہر کرینگے کما قال تعالی
ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وہم عن دعائہم غافلون و
اذا حشر الناس کانوا لہم اعداء وکانوا بعبادتہم کفرین ○ وقال تعالی واتخذوا من دون اللہ
الہۃ لیکونوا لہم عزا کلا سیکفرون بعبادتہم ویکونون علیہم ضدا ○ ابراہیم علیہ السلام
نے اپنی قوم سے کہا انما اتخذتم من دون اللہ اوثانا مودۃ بینکم فی الحیوۃ الدنیا ثم یوم القیمۃ
یکفر بعضکم ببعض ویلعن بعضکم بعضا وماوئکم النار وما لکم من نصرین ○ وقال تعالی
ولو ترى اذ الظلمون موقوفون عند ربہم یرجع بعضہم الی بعض القول یقول الذین استضعفوا
للذین استکبروا لولا انتم لکنا مؤمنین قال الذین استکبروا للذین استضعفوا انحن
صددنکم عن الہدى بعد اذ جاءکم بل کنتم مجرمین وقال الذین استضعفوا للذین استکبروا
بل مکر الیل والنہار اذ تامروننا ان نکفر باللہ ونجعل لہ اندادا واسروا الندامۃ لما راوا
العذاب وجعلنا الاغلال فی اعناق الذین کفروا ہل یجزون الا ما کانوا یعملون وقال
وقال الشیطن لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی
علیکم من سلطن الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم ما انا بمصرخکم
وما انتم بمصرخی انی کفرت بما اشرکتمون من قبل ان الظلمین لہم عذاب الیم ○ علاقے
اور اسجگہ جو ظالمون یا اُسا بظالم [illegible] یہ کہنا انکا کہ اگر ہم دوبارہ زندہ ہون تو پھر ہرگز اُن خرکا
[illegible] سے اسکی [illegible] خطاب [illegible] اسکے خبر دی ہے وہ دنیا مین جیسے تھے
[illegible] کرتے تھے [illegible] یہی ہے [illegible] ہم [illegible] گے

انکو عمل انکے افسوس لائے کو یعنی وہ سارے اعمال برباد و مضمحل ہو کر ہوا ہوجاوینگے کچھ بکار آمد نہونگے کما قال تعالی و قدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا ۝ وقال تعالی مثل الذین کفروا بربھم اعمالھم کرماد اشتدت به الریح فی یوم عاصف الآیۃ وقال تعالی والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبه الظمآن ماء الآیۃ اسی جہت سے پھر یہ فرمادیا کہ وہ آگ سے باہر نکلنے والے نہیں ہیں معلوم ہوا کہ جہنم میں کفار کو خلود ابدی دائمی بلا انقطاع ہوگا جسطرح اہل جنت کو بھی جنت میں اسی قسم کا خلود میسر آویگا۔ یہ بات نہیں ہے کہ جنت تو ہمیشہ کے لیے ہے دوزخ بعد ایک مدت دراز کے مع اپنے اہل کے فنا ہوجاوے جسطرح مذہب بعض سلف و خلف کا ہے آگے خدا جانے آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے جو بات ظاہر بطور نص کے ہے وہ یہی خلود ہے فریقین کا جنت و نار میں دائما بلا انقطاع اس آیت سے ایک جماعت اہل علم نے قدیما و حدیثا استدلال کیا ہے مذمت تقلید پر اور اس بات پر کہ جسطرح اہل شرک کے متبوعین اپنے تابعین سے بیزاری ظاہر کرینگے اسی طرح ائمہ مجتہدین اپنے مقلدوں سے سخت ناراض و بیزار ہونگے اسلیے کہ چاروں امام رضی اللہ عنہم اپنی تقلید سے اور غیر کی تقلید سے منع کر گئے ہیں سو جس کام سے دنیا میں انہوں نے منع کیا تھا وہاں اس کام پر آخرت میں ضرور ہی انسے خفا ہونگے اس تردد و عدول حکمی کو اپنے مقلدوں سے ہرگز پسند نہ کرینگے انشاء اللہ

تعالی یا ایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطن انه لکم عدو مبین ۝ انما یامرکم بالسوء والفحشاء وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون ۝ لوگو کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے جو حلال ہے ستھرا اور نہ چلو قدموں پر شیطان کے وہ تمہارا دشمن ہے صریح وہ تو یہی حکم کرے گا تمکو برے کام اور بیحیائی کا اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تمکو معلوم نہیں **ف** جب یہ بات بیان ہوچکی کہ سوا اللہ کے کوئی الہ نہیں ہے خالق مستقل وہی وحدہ لاشریک لہ ہے تو اب یہ بیان فرمایا کہ رازق ساری خلق کا بھی وہی ایک اللہ ہے اسجگہ احسان جتایا کہ ہمنے اُن کے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب مباح کر دیا ہے بشرطیکہ ہماری طرف سے حلال طیب ہو اور طیب ہونے کے یہ معنے ہیں کہ بدن و عقل کو کسی طرح کا نقصان نہ دے پھر شیطان کے طرائق و مسالک کی پیروی کرنے سے منع کیا جیسے جاہلیت والوں کو بحائر سوائب وصائل حرام کرکے بہکا دیا تھا عیاض بن حمار مرفوعا کہتے ہیں اللہ فرماتا ہے جو مال دیا میں نے اپنے بندوں کو وہ انکو حلال ہے میں نے اپنے بندوں کو حنیف بنایا پیچھے سے شیطانوں نے اُنکو دین سے اُچکا دیا جو میں نے حلال کیا تھا اسکو پھر حرام کر دیا الحدیث کذا فی مسلم ابن عباس کہتے ہیں یہ آیت پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پڑھی گئی سعد بن ابی وقاص نے کہا ای رسول خدا اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھ کو مستجاب الدعوات کر دے فرمایا اے سعد پاک اور حلال کر اپنے کھانے کو تیری دعا قبول ہوگی قسم ہے اسکی کہ جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آدمی ایک لقمہ حرام اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے چالیس دن اسکی دعا قبول نہیں ہوتی جس بندے کا

گوشت حلال اور سودے الگ ہے اُس کے لائق یہی صحیح ہے تنبیہ ابن عمر درر نے کہا **ف** یہ آیت حق میں ثقیف و خزاعہ و عامر و بنی مدلج وغیرہم کے اتری ہے جنہوں نے حرث و انعام کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا قرطبی نے کہا بعضوں نے کہا یہ آیت اُس قوم میں اُتری ہے جنہوں نے اچھے کھانے اچھے کپڑے کو اپنی جانوں پر حرام ٹھیرا لیا تھا کرخی نے کہا یہ قول مرجوح ہے لکن شوکانی رحمہ نے فرمایا کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا موضح قرآن میں ہے کہ لوگوں نے دین ابراہیم علیہ السلام کو کئی طرح بگاڑا تھا اول غیر اللہ کو پوجنے لگے اُنکی نیاز میں جانور ذبح کرنے لگے کہ وہ مدار ہوتا ہے اور کفر ہے دوسری یہ کئی چیزیں حرام ٹھیرا لیں جنکا بیان سورہ مائدہ و انعام میں آیا ہے گوشت خوک کو حلال سمجھا ان باتوں پر اللہ انکو الزام دیتا ہے اچھے حلال کو حلال اسلیے کہتے ہیں کہ خطر کا عقدہ حل ہو گیا طیب وہ ہے جو مزیدار ہو اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ جو چیزیں زمین میں موجود ہیں اور کوئی نص یا ظاہر انکی حرمت میں نہیں آئی ہے اصل اُن میں اباحت ہے یہاں تک کہ کوئی دلیل مقتضی تحریم کی آوے اس سے زیادہ دلالت میں اس عابر یہ آیت ہے هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا **ف** قتادہ و سدی نے کہا جو اللہ کی معصیت ہے وہ خطوات شیطان ہے عکرمہ نے کہا مراد خطوات سے نزغات شیطان ہیں مجاہد نے کہا شیطان کے قدم ہیں یا خطائیں اُس کی ابو مجلز نے کہا مراد نذور ہیں معاصی میں شعبی نے کہا ایک آدمی نے یہ نذر کی تھی کہ اپنے بیٹے کو حلال کرے مسروق نے اسکو فتوی دیا کہ بکرا ذبح کر دے اور یہ کہا تیری نذر خطوات شیطان میں سے ہے ابن مسعود کے پاس ضرع و ملح لائے تھے وہ اسکو کھانے لگے ایک آدمی الگ جا بیٹھا انہوں نے کہا اُسکو بھی دو اُسنے کہا میں نہیں لیتا پوچھا کیا روزہ دار ہے کہا نہیں پوچھا پھر کیا سبب کہا میں نے ضرع کو اپنے اوپر ہمیشہ کے لیے حرام کر لیا ہے ابن مسعود نے کہا یہ خطوات شیطان میں سے ہے تو اسکو کھا اور قسم کا کفارہ دے تنبیہ ابن ابی حاتم ابو رافع کہتے ہیں میں ایک دن اپنی جورو پر خفا ہوا اُس نے کہا میں ایک دن یہودیہ ہوں ایک دن نصرانیہ میرے ساری لونڈی غلام آزاد ہیں اگر تو مجھ کو طلاق نہ دے انہوں نے ابن عمر سے ذکر کیا انہوں نے کہا إِنَّمَا هٰذِهِ مِنْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ یہی بات زینب بنت ام سلمہ نے کہی یہ مدینہ میں بڑی افقہ تھیں ابن عباس نے کہا جو قسم یا نذر غصے میں ہوتی ہے وہ خطوات شیطان ہے اُسکا کفارہ وہی قسم کا کفارہ ہے غرض کہ مراد خطوات سے آثار و طرق و تزئین و عمل شیطان ہے اور جو چیز شرع میں نہیں آئی ہے وہ منسوب بطرف شیطان کے کسی نے کہا مراد خطوات سے محقرات ذنوب ہیں کسی نے کہا آرائش شیطان ہے لکن اولی یہ ہے کہ لفظ کو عام رکھا جاوے کسی فرد و نوع کے ساتھ خاص کریں۔ یہ کہنا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے تعلیل ہے واسطے نہی اتباع کی دوسری آیت میں ہے إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ وقولہ سبحانہ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ اللہ نے بعد سجدہ آدم علیہ السلام سے عداوت اسکی

ساتھ ہی آدم کے ظاہر کردی وقال تعالی أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا تفسیر میں فرمایا کہ شیطان تمکو حکم اعمال سیئہ کا دیا کرتا ہے سب مین بدتر یہ ہے کہ زنا وغیرہ کرنا اسکا سبحان ہے زیادہ بدتر یہ ہے کہ تم بے جانے کوئی بات اللہ پر جوڑو ابن کثیر کہتے ہین اس آیت مین ہر کافر و بدعتی داخل ہے فتح قرآن کا لفظ یہ ہے یعنی مسئلہ اپنی طرف سے بنالو جیسے اب بھی بہت غلط العام مشہور ہے مین انتہی فتح البیان مین یون ہے جیسے یہ کہنا کہ یہ حلال ہے یہ حرام ہے بغیر علم کے ظاہر یہ ہے کہ یہ آیت صادق ہے ہر اُس بات پر جو شرع مین بغیر علم کے کہی گئی ہے پس شامل ہوگی سارے مذاہب فاسدہ و آراء کاسدہ و قیاسات باطلہ و اجتہادات جامدہ کو جنکا اذن اللہ نے نہین دیا اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کوئی دلیل اُس مین آئی شیطان کا حکم و وسوسہ عبارت ہے انہین خطرات سے جو آدمی کے دل مین گذرتے رہتے ہین و لالہ ان خواطر کا اللہ ہے شیطان بطور عرض جو حدیث مین آیا ہے کہ چلتا پھرتا ہے شیطان اندر ابن آدم کے مثل

خون کے یعنی رگون مین وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ جو انکو کہو چلو اُسپر جو نازل کیا اللہ نے کہین نہین ہم چلینگے اُسپر جسپر دیکھا اپنے باپ دادون کو بھلا اگرچہ اُنکے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہون کچھ نہ راہ کی خبر پہنچے جب معلوم ہوا کہ باپ دادون کی رسم خلاف حکم خدا کے ہے تو پھر اُسپر چلنا کیا ابن عباس نے کہا یہ آیت حق مین یہود کے اتری ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انکو طرف اسلام کے بلایا تھا انہون نے کہا ہم تو باپ دادون کی راہ پر رہین گے ابو السعود کا لفظ یہ ہے یہ آیت حق مین مشرکین کے اتری ہے انکو حکم ہوا تھا کہ وہ قرآن پر چلین اور جو کچھ طرف سے اللہ کے اترا ہے جیسے کھلی کھلی دلیلین حجتین اُنکی پیروی کرین سو انہون نے وہ توڑ کر تقلید کی طرف جھکے انتہی یہ ابو السعود مفسر حنفی مذہب تھے انکے بیان سے ظاہر ہوا کہ تقلید اہل شرک سے آئی ہے بموجب قول ابن عباس کے بھی پایا گیا کہ اصل تقلید یہود سے چلی ہے غرضکہ خواہ یہ تقلید مشرکین یا اہل شرک یہود ہو یا مذہب یہود نا مسعود اس آیت شریف مین اُنکی مذمت مقلدین کے جہل کا اظہار ہے اسی طرح کی دوسری آیت ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا الخ یعنے ہم تو اسی کو حلال حرام سمجھین گے جسپر ہمنے اپنے آباو اجداد کو پایا ہے جو اللہ و رسول کہتے ہین اُسکی پیروی ہمسے نہوگی یہی طور ہے مقلدین مذاہب کا کہ جو ہمارے ائمہ و علماء کتب فقہ مصطلح و فتاوی و آراء مین لکھ گئے ہین ہم اُسی کو مانین گے جو قرآن و حدیث مین آیا ہے اسپر ہرگز نہ چلین گے فتح البیان مین کہا ہے اس آیت مین دلیل ہے قبح تقلید و منع تقلید پر پھر رازی سے ایک عمدہ تقریر باب رد تقلید کے نقل کی ہے پھر کہا رازی نے یون کہا ہے کہ لانا اس آیت کا بعد زجر کے اتباع خطوات شیطان سے اسی تنبیہ ہے

ہے کہ درمیان متابعت وساوس شیطان اور درمیان متابعت تقلید کے کچھ فرق نہین ہے یہ آیت ایک بڑی قوی دلیل ہے اسبات پر کہ نظر و استدلال کرنا واجب ہے جو کچھ خاطر مین بغیر دلیل کے آوے یا کوئی خبر کچھ اُسپر اعتماد نکرے انتہے کتاب دین خالص مین قریب تمین آیت کے رد تقلید مین لکھی ہین اسماء مین کتاب ہٰذا ب الطلب سالہ قول مفید فتاوی اعلام الموقعین وغیرہ مولفات ائمہ دین کافی وافی شافی صافی ہین بیضاوی کا لفظ یہ ہے آیت مذکور کے یہہ ہے کہ یہ آیت دلیل ہے منع تقلید پر اُس شخص کے لیے جو نظر و اجتہاد پر قادر ہے انتہے یہ بات بیضاوی کی کچھ ٹھیک نہین اسلیے کہ جو شخص قدرت نظر و اجتہاد کی نہین رکھتا ہے جب نہین رکھتا تو کیا اب اُسکو تقلید کرنا چاہیے حالانکہ تقلید کرنا اہل اسلام کا فروع و احکام مین کسی حالت مین بھی خواہ وہ مسلمان عالم ہو یا جاہل درست نہین ہے عالم کی تو کیا شامت آئی ہے کہ وہ علم حاصل کرکے جاہلون مین ملیگا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ ○ اور جو جاہل ہے اُسکو اتنا کافی ہے کہ عالم کتاب و سنت سے ہر مسئلہ و حکم کا حال یہین دریافت کر لیا کرے کرتا و اس تقدیر مین اللہ و رسول کا کیا ارشاد و امر ہے یہی معنے ہین اس آیت شریف کے فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ذکر نام ہے قرآن کا اہل ذکر سے علماء کتاب اللہ مراد ہین عالم کتاب کا وہی ہوتا ہے جو علوم سنت مطہرہ پر عبور رکھتا ہے ایسا شخص ہر مسئلہ کا جواب نصوص قرآن و حدیث سے یا کلیات و عمومات کتاب و سنت سے قیاس تک دے سکتا ہے نہ محتاج فقہ و رائے ہے نہ آرزومند قیاس ❊ بقول مصطفی زار زرائے دیگران مانده ام

شہود یار مانع گردد از اغیار عاشق را ❊ وَمَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً صُمٌّۢ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ مثال اُن منکرون کی جیسے مثال ایک شخص کی کہ چلاتا ہے ایک چیز کو جو سنتی نہین مگر پکارنا و چلانا بہرے گونگے اندھے ہین سو انکو عقل نہین لیتے ان کافرون کو سمجھانا ویسا ہے جیسا کوئی جنگل کے جانورون کو بلاوے سو وہ سوائے آواز کچھ نہین سمجھتے یہی حال ہے اُس شخص کا کہ آپ علم نرکھے اور علم والے کی بات قبول نہ کرے انتہی ف یہہ ایک مثال ہے جو اللہ نے واسطے مذمت مقلدین کے بیان فرمائی کما قال تعالی لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ مَثَلُ السَّوْءِ مطلب آیت کا یہ ہے کہ جس وضلال و جہل و تقلید مین یہ کافر گرفتار ہین اُنکی کہاوت دواب کی کہاوت ہے کہ آواز تو سنتے ہین مگر بات نہین سمجھتے یہی محصل ہے ابن عباسؓ و ابو العالیہ و مجاہد و عکرمہ و عطا و حسن و قتادہ و ربیع بن انس کا معلوم ہوا کہ اسلام مین تقلید نہین ہے یہ تقلید اہل کتاب و اہل شرک و اہل کفر سے نکلا اس زمانے مین بھی پھیل گئی ہے اسی لیے علمائے دین نے تقلید کو شرک و حرام کہا ہے منحوس و مشوم بتایا ہے کسی نے کیا یہ مثال انکے پکارنے کی جیسون کہ ہے جو وہ سنتے ہین نہ دیکھتے نہ کچھ سمجھتے ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا

[Margin note: ص بحوالہ... ص ... ص ... لیدعو الیٰ [illegible]]

کیا ہے لیکن یہ کیا ہے جہلی بات کو اصلی بتاتا ہے اس لیے کہ بت مطلقاً کچھ نہیں سنتے ہیں نہ کچھ جو ہیں نہ دیکھتے
ہیں نہ پکڑتے ہیں نہ اُن میں حیات ہے جنگل کے جانور پکارنا بلانا تو سنتے ہیں مگر بات نہیں سمجھتے سو اسی طرح
حال مقلدین کا ہے کہ مثل دواب کے آواز دعیان توحید و سنت کی سنتے ہیں مگر بات اُنکی سمجھتے نہیں
اُنکی حق سننے یعنے اُسکے قبول کرنے سے بہرے حق کہنے سے گونگے راہ حق دیکھنے سے اندھے حق سمجھنے
سے بے شعور ہیں کما قال تعالیٰ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ اس آیت میں کافرون کے واعظ وداعی یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو تشبیہ دی ہے ساتھ راعی کے کہ جس طرح وہ اونٹ بکری کو پکارتا ہے مگر سوائے آواز کے وہ کچھ نہیں سمجھتے
ایسا ہی حال اُن کافرون کا ہے جن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف اسلام کے بلاتے ہیں ایک جماعت
سلف کا قول یہی ہے بیضاوی نے کہا مطلب یہ ہوا کہ کافر بسبب انہماک کے تقلید میں بہائم میں ہیں نہیں
سمجھتے جو اُنپر پڑھا جاتا ہے یہ بہائم کی طرح ہیں کہ آواز سنیں مگر بات نہ سمجھیں عطاء نے کہا یہ آیت واسکو
یہود کے اتری ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اِنَّمَا
حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ
عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اے ایمان والو کہاؤ ستھری چیزین جو تمکو روزی دی ہمنے اور شکر کرو اللہ کا اگر تم
اُسی کے بندے ہو یہی حرام کیا ہے تمپر مردار اور خون اور گوشت سور کا اور جسپر نام پکارا اللہ کے سوا کا پھر جو کوئی
پھنسا ہو نہ بے حکمی کرتا نہ زیادتی تو اسپر نہیں گناہ تحقیق اللہ بخشنے والا ہے مہربان یعنے مُوشی مین جتنی ہی
چیزین حرام ہین سو ہی جبکہ آدمی بہوک سے مرنے لگے تو یہی معاف ہین بشرطیکہ بے حکمی نکرے یعنی نوبت اضطرار
کی نہ پہونچے اور کہانے لگے زیادتی بہی نکرے بقدر ضرورت کہاوے **ف** اللہ نے اس آیت میں اپنے
مومن بندون کو حکم دیا کہ وہ پاک رزق کہاوین اللہ کا شکر ادا کرین اگر اُسکے بندے ہین حلال کا کہانا سبب ہوتا
ہے دعا وعبادت کے قبول ہونیکا جیسے کہ حرام کہانا قبول نہ کرنے سے روک دیتا ہے ابو ہریرہ سے مرفوعاً کہتے ہین
اے لوگو اللہ پاک ہے قبول نہیں کرتا مگر پاک اللہ نے حکم دیا مومنون کو اُسی بات کا جو حکم دیا ہے رسولون کو فرمایا
اے رسولو کہاؤ طیبات عمل کرو صالحات میں تمہارے کامون کو جانتا ہون اسی طرح یہ کہا کہ اے ایمان والو
کہاؤ طیبات جو ہم نے تمکو دیے ہین پھر ذکر کیا ایک آدمی کا کہ وہ لمبا سفر کرتا ہے پریشان بال گرد آلودہ ہے دونو
ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا کر یا رب یا رب کہتا ہے حالانکہ اُسکا کہانا حرام ہے پینا حرام ہے لباس حرام ہے حرام
سے پلا ہے کہو اُس کی دعا کہان سے قبول ہو رواہ احمد ومسلم والترمذی معلوم ہوا کہ اصل قبولیت
عبادت و دعا میں اکل حلال ہے اُسکے پھر وہ جب صدق مقال بھی ہوتا ہے تو آدمی سراپا مقبول ہو جاتا ہے۔

سارے تصوف کا گویا دو حرفوں میں ف جب یہ فرمایا کہ رزق حلال کہاؤ تو اب سنتی حرام سے منع
کر دیا پہر حرام چیزوں کو نام لیکر بتا دیا مردار وہ جانور ہے جو آپ ہی آپ مرجائے کوئی اسکو حلال نہ کرے
ذبح نہ کیا جاوے خواہ گلا گہونٹا ہوا ہو یا پہاڑ پر سے گرا ہوا یا سینگ کا مارا ہوا یا درندے کا پہاڑا
ہوا لیکن جمہور نے مردہ دریا کو اس سے مستثنے کیا ہے بقولہ تعالی اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ و بدلیل حدیث
عنبر جو بخاری و مسند و موطا و سنن میں آئی ہے و بقولہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم هُوَ الطَّهُوْرُ مَآؤُهٗ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهٗ یعنے
دریا کا پانی پاک اور اسکا مردہ درست ہے حدیث ابن عمر میں مرفوعا آیا ہے حلال ہوئے ہمارے لئے دو مردار وہ مچھلی
ٹڈی جگر طحال ساری تقریر اس مسئلہ کی سورۂ مائدہ میں آویگی مسئلہ مردار کا دودہ انڈا اجلا ہوا ہو
شافعی وغیرہ کے نزدیک نجس ہے اس لیے کہ اس مردار کا جز ہے مالک نے ایک روایت میں پاک بتایا ہے
مگر بسبب ہمسائگی کے نجس ہوتا ہے اسیطرح انفحہ میتہ میں اختلاف ہے صحابہ نے پنیر مجوس کا کہایا ہے قرطبی
نے کہا کچھ تہوڑے سے دودہ میں وہ ملا ہوتا ہے سو جب پتلی چیز زیادہ ہو تو تہوڑی نجاست معاف ہوتی ہے
سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا سمن و جبن و فرا کا کیا حکم ہے فرمایا
حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا حرام وہ ہے جو اللہ حرام کیا اور جس چیز سے سکوت فرمایا وہ
معاف ہے رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ اسی طرح خون رواں حرام ہے کو نجس ہو یہی حکم گوشت خنزیر کا ہے خواہ
اسکو ذبح کیا ہو یا وہ خود مرگیا ہو سور کی چربی بہی مثل لحم کے حرام ہے تغلیبا یا اس لیے کہ لحم شامل شحم ہوتا
ہے یا بطریق قیاس کے یا لئے پر ابن کثیر نے کہا جو جانور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہے کسی تہان پر یا کسی
بت پر یا کسی پانسے پر اور مثل اسکے جسکے لیے جاہلیت والے ذبح کیا کرتے تہے تو وہ حرام ہے حسن بصری سے
پوچہا کہ ایک عورت نے اپنے کہیل تماشے کے لیے ایک شادی منائی ہے اس میں ایک اونٹ حلال کیا ہے کہا
اسکو نہ کہاؤ وہ تو بت کے لیے ذبح کیا گیا ہے قرطبی نے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچہا کہ یہ جو عجم اپنی عیدوں میں جانور
ذبح کرتے ہیں پہر مسلمانوں کو اس میں سے تحفہ بہیجتے ہیں اسکا کیا حکم ہے کہا جو جانور اس دن کے لیے
ذبح کیا جاوے اسکو نہ کہاؤ ان کے درختوں کا پہل کہاؤ انتہے مطلب یہ ہے کہ جو جانور کسی بت یا تہان کے لیے یا خلاف
طریقہ اسلام کسی جلسے جشن میں ذبح کیا گیا ہے اسکا کہانا حرام ہے آہلال کے معنی لغت میں بلند کرنا
آواز کا ہے سو جس جانور پر کسی طاغوت یا صنم کا نام پکارا گیا وہ جانور اس کی طرف منسوب ہوا اور اسکو
کی نیاز و نذر کے لیے رکہا گیا تو وہ حرام ہوچکا خواہ وقت ذبح کے اس پر نام اس صنم یا طاغوت
کا لیا جاوے یا اللہ ہی کے نام سے حلال کیا جاوے وہ کسی طرح حلال نہیں ہوتا مفسرین سلف و خلف نے جا بجا
کے معنی میں فقط ذبح کا ذکر کیا ہے سو اس لیے کہ جاہلیت والے جس جانور کو بنام غیر اللہ کے مقرر کرتے تہے

وقت ذبح کے بہی اُسی غیر کا نام لیتے تہے خدا اسکا نام اسنے اُنکے کام پر رد کیا فرمایا جسپر غیر خدا کا نام لیا جاوے
وہ مثل سور و خون و مردہ کے حرام ہے اہل تفسیر نے شان نزول پر خیال کرکے لفظ ذبح کو اختیار کر لیا معنی لغوی
پر خیال نہ کیا حالانکہ لغت مقدم ہوتی ہے قرآن پاک کی بلاغت کو دیکھو کہ نزول آیت کا بمقصد ذبح جاہلیت ہوا
مگر وحی مین وہ لفظ بولا گیا جو ذبح و بجز ذبح صورت دو نو کو شامل ہے تاکہ یہ نہ ہو کہ اگر کسی نذر نیاز غیر اللہ کے جانور
پر ذبح کے وقت نام اللہ کا لے لین تو اسکو حلال طیب سمجھکر جاہل مسلمان نوش جان کرجاوین بلکہ یہ جتلا دیا کہ اصل اعتبار
اسجگہ نیت کا ہے جب نیت صاحب نذر و نیاز کی واسطے غیر اللہ کے ہولی تو اب وقت ذبح کے خواہ اللہ کا نام
لیا جاوے یا غیر اللہ کا برابر ہے اللہ کے نام لینے سے کچھ وہ جانور حلال نہین ہوجاتا ہے بلکہ یہ آیت نہایت درجہ
عام ہے ذبح حیوان وغیرہ نذور غیر اللہ سب کو شامل ہے اسلیے کہ حرف ما کا عربی زبان مین صیغہ اعم العام کا ہوتا ہے
معلوم ہوا کہ جس کسی چیز پر جانور ہو یا اور کچھ جب غیر اللہ کا نام لگیگا تو وہ چیز حرام ہوجاویگی کھانے کی ہے تو کھانا
اُسکا پہننے کی ہے تو پہننا اُسکا کسی اور استعمال کی ہے تو استعمال اُسکا حرام ہوگا کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے
نہ خصوصیت سبب کا مگر جس کسی چیز کو دلیل نے خاص کردیا ہو کہ یہ اور بات ہے فتح البیان مین کہا ہے کہ یہ ذبح جو
معتقدین اموات قبور پر کرتے ہین یہ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مین داخل ہے اس ذبح مین اور جو وثن کے لیے ذبح
ہوتا ہے کچھ فرق نہین ہے نظام نے تفسیر نیشاپوری مین لکھا ہے کہ علما نے کہا اگر کسی مسلمان نے کوئی ذبیحہ ذبح
کیا مقصود اُسکا اس ذبح سے تقرب الی غیر اللہ ہے تو وہ ذابح مرتد ہوگیا وہ ذبیحہ اُسکا مرتد کا ذبیحہ ہے انتہی
صاحب روض نے کہا ہے کہ جب مسلمان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیلیے ذبح کیا تو وہ کافر ہوگیا انتہی۔
شوکانی نے کہا جب ذبح سید الرسل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے نزدیک اہل علم کے کفر ہے تو اور اسواے
کیسے کیونکر درست ہوسکتا ہے انتہی عطا و مکحول و حسن و شعبی کے نزدیک ذبیحہ نصاری کا باسم مسیح جائز ہے بدلیل
وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ مگر مالک و شافعی و ابو حنیفہ اُسکو حلال نہین کہتے ہین اُن کی یہ حجت ہے کہ
جب انہون نے ذبح پر نام مسیح کا لیا تو یہ مِمَّآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ہوگیا جب ہوگیا تو حرام ہوا علی مرتضی کہتے ہین
جب تم یہود و نصاری کو سنو کہ وہ اہلال لغیر اللہ کرتے ہین تو نکھاؤ اور جب نہ سنو تو کھاؤ کیونکہ اللہ نے اُنکو ذبائح
حلال کیے ہین جو کچھ وہ کہتے ہین اللہ کو معلوم ہے حاصل کلام یہ ہوا کہ اگرچہ لفظ طعام عام ہے مگر آیت اہلال مخصص ہے
واسطے عموم مذکور کے معنی یہ ہیں کہ کہانا یہود و نصاری کا تمکو حلال ہے مگر وہ کہانا جسپر نام غیر خدا کا لگا ہو۔
خواہ کوئی جانور ہو جسکو نام عیسی علیہ السلام پر ذبح کیا ہو یا اور کوئی چیز ہو ان چیزون کو اللہ نے اس آیت مین
حرام کردیا ہے انہین چیزون کا کہانا حالت اضطرار و احتیاج و ضرورت مین مباح فرمادیا ہے جب کوئی اور
کہانا نملے فقط یہی چیزین ملین مجاہد نے کہا باغی عادی نہونے کے یہ معنی ہین کہ رہزن نہو امام سے جدا نہو

سبب سے لیجا بھی یہ کہا ہے تو اس شخص کو ان چیزون کا کہانا درست ہے مدینہ کو مضطر ہونا کچہ رخصت نہین ہے یہی قول
سعید بن جبیر کا بھی ہے مقاتل بن حیان نے کہا بانی نہ ہو بینی یعنی حلال نہ بھی سدی نے کہا ہے شہوت کے لئے کہائے
حلال تھا ایسے مضطر وہ سکلیا جاکر خوب مزیدار پکا کر نہ کہا وے بلکہ سادے طور پر پہر جب حلال ملے تو اوس حرام کو
پہینکدے ابن عباس نے کہا پیٹ بہر کر نہ کہا وے یہ زیادتی ہے بے حاجت کہ مردار کو نوش نکرے یہ بغاوت ہے
قتادہ نے کہا یعنی حلال ملتے ہوئے حرام کی طرف نہ دوڑے مجاہد نے کہا مضطر وہ ہے جو مکرہ ہو اوسکا بس چلتا نہی
نے کہا مضطر کو اگر مردار ملا اور غیر کا کہانا بہی جسمین قطع وادی نہین ہے تو وہ مردار نہ کہاوے بلکہ غیر کا کہانا بغیر
خلاف کہا لیوے رہی یہ بات کہ اس طعام کا ضمان لازم آتا ہے یا نہین سو مالک کے دو قول ہین عباد بن شرحبیل
نے مدینہ بہوک کے ایک شخص کے باغ سے ایک بال توڑ کر دانے نکال کر کہا لیے تہے کچہ اپنی کملی مین رکہہ لیے مالک
باغ نے انکو مارا کپڑا چہین لیا انہون نے آکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا فرمایا اے شخص تو نے جس صورت
مین کہ یہ بہوکا تہا نہ سامی اسکو کیون نہ کہلایا اگر جاہل تہا تو کیون نہ بتایا پہر انکا کپڑا واپس کرا دیا اور ایک وسق یا
نصف وسق طعام دلوا دیا اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ابن کثیر نے اس حدیث کی سند صحیح قوی جید
بتائی ہے اس کے بہت سے شواہد ہین چنانچہ حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا جو پہل لٹکتا ہو اوسکا کیا حکم ہے فرمایا حاجت والے نے اگر اپنے منہ مین کچہ لیلیا گود نہ
نہ بہری تو اوسپر کچہ گناہ نہین ہے الحدیث مقاتل بن حیان نے کہا یہ آیت حق مین مضطر کے ہے جس نے حالت
اضطرار مین کہا لیا ہے ہمکو یہ بات پہونچی ہے کہ تین لقمے سے زیادہ نہ کہاوے سعید بن جبیر نے کہا اللہ غفور رہے
جو حرام کہا لیا ہے اسکو معاف کرنیوالا رحیم ہے حرام کو مضطر کے لیے حلال کر دیا مسروق نے کہا جس نے اضطرار مین
نہ کہایا نہ پیا پہر مرگیا تو دوزخ مین گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کہانا مردار کا مضطر کے لیے عزیمت ہے نہ رخصت کیا
ہر اسی قسم کی غزالی نے کہا ہے ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے جیسے افطار کرنا واسطے بیمار کے فتح البیان کا
مسئلہ یہی ہے کہ مضطر وہ ہے جسکو ڈر ہو مر جانیکا اگر کرہ ہے تو اسکو کہانا محرمات کا بندال اکراہ تک روا ہے اور اگر بہوکا
ہے ہمیشہ بہی فاقے مین مبتلا رہتا ہے تو پیٹ بہر کے کہا یا کرے اگر یہ مخمصہ نادر ہے تو نزدیک شافعی کے بقدر سد رمق
کہا لے یہی قول ابو حنیفہ رح کا ہے مالک کہتے ہین پیٹ بہر کے کہا وے | اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ

وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۙ اُولٰٓىٕكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ

لَا یُزَكِّیْهِمْ ۖۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ

فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْكِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍۭ

بَعِیْدٍ ۝ ترجمہ جو لوگ چہپاتے ہین جو نازل کی اللہ نے کتاب سے اور مول لیتے ہین اوسپر مول تہوڑا انہین کہاتے اپنے پیٹ مین

الربع

نہ آگے سے بات کریگا اُن سے اللہ دن قیامت کے اور نہ سنوار یگا انکو اُنکے لیے ہے دُکھ کی مار وہی ہیں جنہوں نے مول لی گمراہی بدلے راہ کے اور عذاب بدلے بخشش کے سو کیسا صبر ہے انکو آگ پر یہ اسواسطے کہ اللہ نے اتاری کتاب سچی اور جنہوں نے کئی راہیں نکالیں کتاب میں وہ ضد میں دور پڑے ہیں یہود نے اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخر الزمان کی صفت چھپا ڈالی بہت آیتوں کے معنے بدل ڈالے دنیا کی غرض کے لیے کہ انکی ریاست نہ جاتی رہے وہ لوگ عرب سے ہدیہ تحفہ لیتے تھے ڈرے کہ اگر ہم صفت مذکور ظاہر کرینگے تو لوگ ہمکو چھوڑ کر پیغمبر کے تابع ہو جاوینگے آمدنی بند ہو جاویگی اسلیے اس تھوڑی آمدنی پرست کو چھپا ڈالا اپنی جانوں کو بعوض ہدایت و اتباع حق و تصدیق رسول و ایمان باللہ کے اس بیحقیقت آمدنی پر بیچا یا دنیا و آخرت دونو کا نقصان کیا دنیا میں اللہ نے اپنے بندوں پر صدق اپنے رسول کا ظاہر کر دیا آیات ظاہرات و دلائل قاطعات دیکر انپر جنکو اس بات کا ڈر تھا غضب پر غضب پڑا کئی جگہ اللہ نے کتاب اسمین انکی مذمت کی ہے جسطرح اس آیت میں فرمایا ہے کہ انہوں نے وہ تھوڑا مول نہیں کھایا بلکہ آگ پیٹ بھر کھاتے قال تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سونے چاندی کے برتن میں کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ غٹ غٹ اتارتا ہے اسی جگہ سے محاورہ اردو میں پیٹ کو دوزخ کہتے ہیں سو ایسے ہی پیٹ دوزخ ہیں جن میں طعام حرام جاتا ہے ورنہ مال حلال پیٹ میں جا کر نور بن جاتا ہے مال حرام آگ ہو جاتا ہے **ف** اسے پاک کرنا اُن سے بات کرنا اس بات پر ہوگا کہ انہوں نے حق بات چھپائی جان بوجھ کر گر گئے اسلیے مستحق غضب ٹھیرے نہ سنوار نیکا یہ مطلب ہے کہ انکو گناہ سے بری نکرے گا بلکہ گناہ برابر رہیگا حدیث مرفوع ابی ہریرہ میں آیا ہے تین آدمی ہیں جن سے اللہ بات نکریگا نہ انکو پاک صاف کریگا انکو دکھ کی مار ہوگی ایک بڈھا زناکار دوسرا بادشاہ دروغ گو تیسرا ہوگا متکبر رواہ ابن اَبِی حَاتِم آگ پر صبر کرنیکا یہ مطلب ہے کہ جو کوئی انکو دیکھیگا وہ تعجب کریگا کہ انہوں نے اس سخت عذاب کو کیونکر اپنے لیے گوارا کیا انکو اس عذاب نکال اعمال پر کسطرح صبر آگیا یہ کہا مطلب ہے کہ گناہ کرنے پر خوب ہی جمے ہوئے ہیں اُسکا انجام اُنکے لیے دوزخ ہوگا یہ عذاب اس بات پر ٹھیرا کہ اللہ نے پیغمبروں پر کتابیں اتاریں جن میں تحقیق حق ابطال باطل ہے انہوں نے ان آیات کو ہنسی ٹھٹھا کر لیا کتاب تو یہ کہتی تھی کہ تم علم کو ظاہر و منتشر کرو انہوں نے خلاف اس کے تکذیب کی چھپایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو طرف اسکے بلایا نیکی کا حکم دیا بدی سے منع کیا یہ لگے انکو جھٹلانے انکار کرنے صفت چھپانے اسپر مستحق وبال نکال کے ٹھیرے **ف** یہ چھپانا صفت کا یوں تھا کہ جو صفت در وقت نبوت خاتم رسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تورات میں لکھا تھا اسکو علمائے یہود نے چھپا دیا اسکا مطلب اسطرح بیان کیا جو آیت شریف اگرچہ حق میں یہود کے ہے

پارۂ سیقول میں رکوع ۴ (margin note, partly illegible)

لیکن اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اب جو کوئی علمائے اہل اسلام میں سے ایسا کرتا ہے کہ احکام قرآن کو بطمع
دنیا کے چھپا ڈالتا ہے یہ وہ دانستہ خلاف سنت و قرآن کے قول زید و عمرو سے فتوی دیتا ہے اُسکا حکم
وہی یہود کا حکم ہے جو سزا انکی اس جگہ بیان فرمائی ہے وہی سزا ایسے عالم اس اُمت کے بھی ہے مراد کتاب سے
جسمین اختلاف کیا توریت ہے نصاری نے کہا اسمین صفت عیسی کی ہے یہود نے انکار کیا یا قرآن ہے جسمین
کفار قریش مختلف ہوئے کسی نے کہا سحر و کہانت ہے کسی نے کہا اگلی کہانیان ہین اس آیت پر ربع اول پارہ

سیقول ختم ہوا و للہ الحمد و المنۃ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ

ابْنَ السَّبِیْلِ وَ السَّآىِٕلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ

وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

نیکی یہی نہیں کہ منہ کرو اپنے مشرق یا مغرب کی طرف لیکن نیکی وہ ہے جو کوئی ایمان لاوے ساتھ اللہ پر اور پچھلے دن
پر اور فرشتون پر اور کتاب پر اور نبیون پر اور دیوے مال اُس کی محبت پر ناتے والون کو اور یتیمون کو اور
محتاجون کو اور راہ کے مسافر کو اور مانگنے والون کو اور گردن چھوڑانے مین اور کھڑی رکھے نماز اور دیا کرے
زکوۃ اور پورا کرنے والے اپنے اقرار کو جب قول کرین اور ٹہیرنے والے سختی مین اور تکلیف مین اور وقت
لڑائی کے وہی لوگ ہین جو سچے ہوئے اور وہی بچاؤ مین آئے **ف** ابن ابی حاتم نے کہا اس آیت
مین بڑے جملے عام قاعدے مضبوط عقیدے ہین ابوذر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا تھا ایمان
کیا چیز ہے آپنے یہ آیت پڑھ کر سنائی پھر بھی سوال کیا پھر اسی آیت کو پڑھا پھر پوچھا فرمایا جب تو نیکی کرے تو تیرا
دل اُس کو دوست رکھے جب تو برا کام کرے تو دل تیرا اُس کو دشمن رکھے لیکن اسکی سند مین انقطاع ہے اسی
کے مانند ابن مردویہ نے بھی ابوذر سے مطولا ذکر کیا ہے مگر وہ روایت بھی منقطع ہے ابن کثیر نے
کہا پہلے اللہ نے مومنین کو یہ حکم دیا تھا کہ منہ طرف بیت المقدس کے کیا کرین پھر انکو کعبے کی طرف پھیر دیا
یہ بات ایک گروہ اہل کتاب و بعض مسلمین پر شاق گذری اسلیے اللہ نے حکمت تحویل قبلہ کی بیان فرمائی کہ
اصل بات اللہ عزوجل کی طاعت و بجا آوری حکم ہے جدہر کا وہ حکم دے اودہر ہی رخ کرنا چاہیے بڑی
نیکی و تقوی و ایمان یہی اتباع شریعت ہی کچھ نرے ایک طرف منہ کرنے پہ مشرق یا مغرب کی جانب نیکی
و طاعت نہین ہے اگر بے حکم خدا ہو یہ ویسی بات ہے جیسا مقدمۂ قربانی مین فرمایا ہے لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا
وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ابن عباس نے کہا نیکی یہ نہین ہے کہ تم نماز پڑھو عمل نہ کرو یہ آیت
جب اتری کہ قبلہ پھیر دیا گیا فرائض و حدود نازل ہوئے اللہ نے حکم دیا کہ فرائض بجالاو یہی قول ضحاک و مقاتل

کا بھی ہے ابو العالیہ نے کہا یہود کا قبلہ مغرب تھا نصاریٰ کا مشرق اسلئے کہا یہ کچھ بات نہیں بلکہ حقیقت ایمان
و عمل کی وہ ہے جو آیت میں ہے یہی بات حسن و ربیع نے بھی کہی ہے ثوری نے کہا ساری انواع بر یہی ہیں
جو اس آیت میں مذکور ہیں ابن کثیر نے کہا یہ سچ ہے کیونکہ جو شخص متصف بہ ساتہا اس آیت کو وہ دائرہ اسلام میں بالکل
داخل ہے ساری خیر اُس نے حاصل کر لی اللہ پر ایمان لایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا قائل ہوا وجود ملائکہ کا جو مدبیان
امر و رسل کے سفیر ہیں مصدق ٹھیرا جو کتابیں اللہ کی آسمان سے انبیاء پر اُتری ہیں اُن سب کو مانا کیونکہ
لفظ کتاب کا اسم جنس ہے سب کتابوں کو شامل ہے خصوصاً اُس کتاب کو جو خاتم و اشرف کتب ہے یعنی قرآن
ہر خیر اُس پر منتہی ہوئی ہے دین و دنیا کی سعادت اسکے اندر ہے اُس نے سب کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے پھر سارے پیغمبروں
پر ایمان لایا جنکے خاتم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یہ بیان ہے اصول عقائد کا ہے فروع سو اُن کا بیان
بعد اسکے کیا ہے مال دینے کا یہ مطلب ہوا کہ مال سے محبت تھی مال میں رغبت تھی مگر اُسکو نکال دیا اسی مطلب پر ابن مسعود
و سعید بن جبیر وغیرہ سلف و خلف نے نص کی ہے صحیحین میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ افضل صدقہ وہ ہے
کہ تو صدقہ نکالے اور تو تندرست و بخیل ہو تونگری کی امید رکھتا ہو محتاجی سے ڈرتا ہو۔ حاکم کا لفظ مستدرک
میں ابن مسعود سے یوں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمایا ہے کہ تو صدقہ
دے اور تو صحیح شحیح ہو امید وار زیست کا ڈرنے والا فقر سے ہو پھر کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے شرط شیخین پر اگرچہ انہوں
نے اسکو روایت نہیں کیا ہے ابن کثیر نے کہا اصح یہ ہے کہ موقوف ہے وقال تعالیٰ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى
حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا وقال تعالیٰ لَنْ تَنَالُوا
الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وقال تعالیٰ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ آیت اول میں یہ تھا
کہ انہوں نے باوجود محبت مال کے مال دیا کھانا کھلایا اس آیت میں یہ ہے کہ جس مال کے خود محتاج تھے اُس پر دوسروں
کو اختیار رکھا اپنی تنگی ترشی کا کچھ خیال نہ کیا یہ رتبہ اگلے رتبے سے بڑھا ہوا ہے **ف** مراد ناتے دار وہ
ہے رشتہ دار لوگ ہیں انکو صدقہ دینا اولیٰ تر ہے حدیث شریف میں آیا ہے صدقہ کرنا مساکین پر ایک صدقہ
ہے رحم والوں پر صدقہ بھی ہے صلہ بھی ہے اولیٰ تر تیرے دینے نیکی کرنیکے لیے بھی تیرے رشتہ دار ہیں
پہنے اول خویش بعدہ درویش قرآن پاک میں کئی جگہ یہی حکم آیا ہے کہ قرابت والوں سے احسان کرو یتیم وہ ہے
جسکے لیے کوئی کمانیوالا نہ ہو اسکے باپ دادا مر گئے ہوں وہ خود ضعیف و ناتوان و کم عمر نابالغ ہو کما نہ سکتا ہو
علی مرتضیٰ سے مرفوعاً آیا ہے کہ نہیں یتیمی بعد بلوغ کے رَدِّ مُغْنِی اَزْ حَرْبِ مساکین وہ ہیں جنکے پاس
کھانے پینے رہنے کو بقدر کفایت نہیں ہے انکو اتنا دے جس سے انکا کام نکلجاوے حاجت رفع ہو کر
میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے وہ شخص مسکین نہیں ہے جو گلی کوچے میں پھرتا رہتا ہے ایک دو لقمہ یا ایک

دستے ... ہین کیون وہ بوجھتا نہین پایا گیا سوء و ہونکی انکو جہان سکتا ہے کہ کچھ صدقہ اسکو دے ابن
السبیل سے مسافر مراد ہے جسکے پاس خرچ نہ رہا انکو اتنا دیوے کہ وہ اپنے شہر مین پہنچ جاوے اسی طرح
وہ شخص جو کسی طاعت کے لیے سفر کرتا ہو بتاہے اسکو بھی اسقدر دینا ہے کہ جاکے اسمین مہمان بھی داخل ہے
ابن عباس نے کہا ابن السبیل وہ مہمان ہے جو پاس مسلمانون کے آکر اترتا ہے یہی قول ہے ایک جماعت تابعین
کا سائلین وہ لوگ ہین جو مانگتے پھرتے ہین انکو زکوات صدقات سے کچھ دیوے حدیث حسین بن علی رضی اللہ عنہما
مین مرفوعا آیا ہے سائل کا حق ہے اگرچہ گھوڑے پر چڑھکر آوے رواہ احمد و ابو داؤد اس حدیث کو اگرچہ بعض
محدثین نے سخت ضعیف کہا ہے مگر بے اصل محض نہین ہے ابن کثیر نے اسکو نقل کیا اگرچہ کلام کیا گردن چھڑانے
کا مطلب یہ ہے کہ مکاتبین کو دیوے جسکو مقدور ادائے زر کتابت کا نہین ہے سورہ براءت مین ان انواع پر زیر
آیہ صدقات کلام مبسوط آویگا انشاء اللہ تعالی فاطمہ بنت قیس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا
کیا مال مین اور بھی حق ہے سوا زکوۃ کے آپنے یہ آیت پڑھی رواہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ
و ابن ماجہ و قال الترمذی اقامت صلوۃ کا یہ مدعا ہے کہ نماز کے کامون کو پورا پورا اوقات معینہ پر رکوع سجدے
طمانینت خشوع خضوع سے مطابق وجہ مرضی شرعی ادا کیا زکوۃ سے یہ مراد ہے کہ جو حق تعالی نے مال پر
جس حساب سے بسکہ یعنی ایک سال کے فرض کیا ہے وہ نکالا یا یہ کہ جان کو برے اخلاق کمینہ خصال سے
پاک صاف کیا کقولہ تعالی قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا موسی علیہ السلام نے فرعون سے کہا
ہَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى وَ اَهْدِیَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى وقولہ تعالی وَ وَیْلٌ لِّلْمُشْرِكِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
یعنی ابن کثیر نے کہے ہین اگرچہ یہ دونوں معنی درست ہین لیکن اگلے معنی انسب زیادہ حیان ہین اسی
سے پہر یہ کہا ہے کہ یا مراد زکوۃ مال کی ہوگی یہی قول ہے سعید بن جبیر و مقاتل بن حیان کا ان تمام
کا دینا امداد زکوۃ کا دینا .... بطور تطوع و بر و صلہ ہوتا ہے جسطرح حدیث فاطمہ
بنت قیس مین گذرچکا کہ اِنَّ فِی الْمَالِ حَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ وفائے عہد کا ذکر اور جگہہ بھی قرآن پاک مین آیا
ہے کقولہ تعالی الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ اسکے برعکس صفت نفاق ہے جسطرح
حدیث مین آیا ہے کہ منافق کی تین علامتین ہین جب بات کہے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو خلاف کرے
جب امانت دار بنے تو خیانت کرے دوسری حدیث مین یون ہے کہ جب عہد کرے تو توڑ ڈالے جب جھگڑے
تو گالی بکے اور صبر کرنے سے سختی مین یہ مراد ہے کہ حالت محتاجی مین جسکو باسا کہتے ہین صابر رہے مرض
و بیماری مین جسکو ضرا کہتے ہین حالت قتال ملاقات اعداء مین جسکو حین الباس کہتے ہین صابر
رہے یہی قول ہے ایک جماعت سلف کا ... ہین حاجتین بہت سخت ہوتی ہین اسلیے خاص ان

جگہوں میں صبر کرنے کو فرمایا ہے پھر کہا یہ لوگ کہ متصف ہیں ساتھ ان صفتوں کے سچے ہیں تو ایمان کے سچے قول و عمل
کے پکے یہی لوگ ہیں انہوں نے اللہ سے ڈر کر محارم کو چھوڑا اطاعات بجا لائے واحدی نے کہا یہ واو اجتماع
اوصاف میں آتے ہیں یہ دلیل ہیں اس بات پر کہ شرائط نیکی سے یہ بات ہے کہ ان سب اوصاف کو کمل و جمع کرے
اگر ایک وصف حاصل کیا ہے تو مستحق وصف بر نہوگا کسی نے کہا یہ خاصہ ہے انبیاء کا اس لیے کہ غیر میں سارے صفات
جمع نہیں ہو سکتے ہیں کسی نے کہا بلکہ عام ہے سارے مومنین میں فتح البیان میں اسی کو اولی کہا ہے اس لیے کہ
تخصیص پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے **ف** اول آیت میں پانچ چیزوں پر ایمان لانا بیان کیا ہے پھر چھ
جگہہ میں مال خرچ کرنیکا ذکر فرمایا پھر نماز زکوۃ عہد صبر کا نام لیا صبر کی تین جگہہ تا میں یہ سب پندرہ وصف
ہوئے یا اشارہ اگر مواضع صبر کو علیحدہ گنا جاوے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى

الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ

بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ
حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ اے ایمان والو حکم ہوا تم پر برابر بدلا لینے کا مارے گیوں میں صاحب کے
بدلے صاحب غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت پھر جسکو معاف ہوا طرف سے اُس کے بھائی کے کچھ
تو چاہیے مرضی پہ چلنا موافق دستور کے اور پہونچانا اُسکو نیکی سے یہ آسانی ہوئی تمہارے رب کی طرف سے اور مہربانی
پھر جو کوئی زیادتی کرے بعد اسکے تو اُسکو دکھ کی مار ہے یعنی ہر صاحب دوسرے صاحب کی برابر ہے ہر غلام دوسرے غلام
کی برابر ہے شرافت نکذ ات کا فرق نہیں دولتمند اور فقیر کا تفاوت نہیں جیسے کفر میں معمول ہو رہا تھا۔
جسکو معاف ہوا یعنی مقتول کے وارث اگر قصاص موقوف کر کے مال پر راضی ہوں تو قاتل کو چاہیے کہ اُسکو راضی کرے
او منت اُٹھا کر خون بہا پہونچا دے یہ آسانی ہوئی پہلے اگلی امت پر قصاص ہی مقرر تھا اس امت کے لیے
معاف کرنا یا مال پر صلح کرنا بھی جائز ٹھیرا پھر جو کوئی دیت کا روپیہ لیکر بعد صلح کے مارنے کا قصد کرے تو خود
اُسکو دکھ کی مار پڑے گی پھر فرمایا کہ تمکو قصاص میں زندگی ہے اے عقلمندو شاید تم بچتے رہو یعنی حاکموں
کو چاہیے قصاص لانے میں عشوہ نہ کریں تا آئندہ خون کا ہونا بند ہو **ف** ابن کثیر نے کہا یہ آیت بنی قریظہ
و بنو نضیر میں اتری ہے بنو نضیر جاہلیت میں بنی قریظہ سے بڑے تھے جب کوئی نضری کسی قرظی کو مار ڈالتا تو اُسکے
عوض مارا نہ جاتا بلکہ سو وسق کھجور دیکر پیچھا چھوٹتا جب کوئی قرظی کسی نضری کو مار ڈالتا تو اُسکے عوض مارا جاتا
اگر فدیہ دیا تو دو سو وسق کھجور کے دیتا یعنی دیت قرظی سے دوچند اللہ تعالی نے حکم دیا کہ قصاص برابری کا
رکھو اتنے ہی طریقہ جاہلیت کا آج کل اکثر جگہ جاری ہے سعید بن جبیر نے کہا اسلام سے کچھ پہلے دو قبائل
عرب جاہلیت میں باہم لڑے تھے [illegible] بہت لوگ مارے گئے

جن نے بعض کا بدلا نہ لیا تھا کہ اتنے مین مسلمان ہو گئے ایک قبیلہ دوسرے قبیلے پر مال مین اور عورتون مین دست درازی کرتا اسپر قسم کہائی کہ جب تلک نہ قتل کیا جاوے آزاد عوض ہمارے غلام کے اور مارا نہ جاویگا تب تلک ہم راضی نہوینگے اُسپر یہ آیت اُتری کہ آزاد کے عوض آزاد غلام کے عوض غلام عورت کے عوض عورت پھر آیت اِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ نے اس آیت کو منسوخ کر دیا ابن عباس نے وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی کی تفسیر مین کہا ہے کہ وہ مرد کو عوض عورت کے نہین مارتے تھے بلکہ مرد کو عوض مرد کے عورت کو عوض عورت کے قتل کرتے تھے اللہ تعالی نے یہ آیت بھیجی اِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ آزادون کو قصاص عمد مین برابر کر دیا خواہ مرد ہون یا عورتین اسی طرح غلامون کو مالک کا یہی بھی قول ہے کہ آیت باب منسوخ ہے بقولہ اِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ **مسئلہ** ابو حنیفہ رح کا یہ مذہب ہے کہ صاحب عوض غلام کے مارا جاویگا اس لیے کہ آیت مائدہ عام ہے یہی مذہب ہے ثوری و ابن ابی لیلے و داؤد و علی و ابن مسعود و سعید بن المسیب و ابراہیم نخعی و قتادہ و حکم کا بخاری و علی بن المدینی کہتے ہین کہ سید عوض عبد کے قتل کیا جاویگا کیونکہ حدیث حسن جو سمرہ سے آئی ہے وہ عام ہے مَنْ قَتَلَ عَبْدَہٗ قَتَلْنَاہُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَہٗ جَدَعْنَاہُ وَمَنْ خَصَاہُ خَصَیْنَاہُ جمہور کہتے ہین آزاد عوض غلام کے مارا نہ جاویگا کیونکہ غلام ایک سامان ہے اگر خطا سے قتل ہو گیا تو اس مین دیت واجب نہین آتی جو جب آتی ہے وہ یہی اسکی قیمت ہے اور جب کہ اسکا عوض اطراف مین نہین لیا جاتا تو جان مین بطریق اولی نہ لیا جاویگا اسی طرح قول جمہور کا یہ ہے کہ مسلمان عوض کافر کے مقتول نہ ہوگا کیونکہ بخاری شریف مین علی مرتضی سے مرفوعا آیا ہے لَا یُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِکَافِرٍ اب کوئی حدیث یا قول مخالف اسکے صحیح نہوگی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس طرف گئے ہین کہ مسلمان عوض کافر کے مارا جاویگا اسلیے کہ آیت مائدہ عام ہے مانا کہ عام ہے لیکن اس حدیث صحیح سے اس عموم کی تخصیص ہو سکتی ہے یہ نہین ہو سکتا کہ حدیث صحیح عمل چھوڑ دی جاوے غالبا امام صاحب کو یہ حدیث نہین پہونچی ورنہ ہرگز وہ خلاف اُس کے نہ کہتے **مسئلہ** حسن و عطا نے کہا ہے مرد عوض عورت کے مارا نہ جاویگا بدلیل اسی آیت کے جمہور اسکے خلاف کہا ہے بدلیل آیت مائدہ کے و بدلیل قول اصلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَکَافَأُ دِمَاءُهُمْ لیث نے کہا اگر شوہر اپنی جورو کو مار ڈالا تو خاص اسی بات اُسکا قتل نہین کیا جاویگا **ف** مذہب ائمہ اربعہ و جمہور کا یہ ہے کہ ایک جماعت عوض میں ایک شخص کے قتل کیجاوے گی ایک لڑکی کو سات شخصون نے قتل کیا تھا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر سارے اہل صنعا اُسکے مارنے پر چڑھتے تو ہم سبکو قتل کرتا انکے عہد مین کوئی صحابی مخالف اُن کا اس مسئلے مین معلوم نہ ہوا گویا یہ حکم بمنزلہ اجماع کے ہے امام احمد سے ایک روایت مین آیا ہے کہ قتل جماعت بعوض شخص واحد نہ ہوگا ایک جان کے عوض ایک ہی جان ماری جاویگی ابن المنذر نے اسکی حکایت معاذ و ابن زبیر و عبد الملک بن مروان و زہری و ابن

سیر حیوحیب بنایا ثابت سے کرکے یہ کہا ہے کہ اصح یہی ہے اور جس کسی نے قتل جماعت کا رد کیا ہے اُس کے
پاس کوئی حجت نہیں ہے اور جب ابن زبیر سے یہ قول ثابت ہوا تو اختلاف صحابہ کا لائق غور و فکر نہیں رہے گا
انتہے قصاص کہتے ہیں برابری و یکسان کرنے کو قتل و دیت و جراحت میں نزدیک مالک و شافعی کے قاتل
کو اسطرح کی چیز سے قتل کرنا چاہیے جس سے اُس نے قتل کیا ہے ابو حنیفہ و احمد کے نزدیک ایک روایت میں فقط
تلوار سے مارنا چاہیے نہ کسی اور چیز سے یہی مذہب قوی ہے **ف** ابن عباس نے کہا عفو کرنا برادر کا یہ ہے
کہ عمد میں بعد استحقاق دم کے دیت لے لے یہی قول ہے ایک جماعت تابعین کا دینے والا پوری دیت ادا
کرے ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ مطلوب احسان کے ساتھ دیا جاوے یعنی عفو کو سنت سمجھے یہی قول ایک
گروہ تابعین کا ہے ائمہ اربعہ کہتے ہیں ولی دم کو یہ بات نہیں پہنچتی کہ دیت پر خون معاف کر دے مگر قاتل
کی رضا پر باقی اہل علم کہتے ہیں کہ یہ عفو جائز ہے گو قاتل راضی نہ ہو۔ ایک گروہ سلف کا یہ مذہب ہے کہ عورت
کو معاف کرنا نہیں پہونچتا ہے دوسرون نے کہا پہونچتا ہے پھر اللہ نے فرمایا کہ جو یہ تمنے قتل عمد میں
لینا دیت کا تجویز کر دیا یہ تمہارے رب سے تخفیف و رحمت ہے ورنہ اگلی امتون پر قتل یا عفو واجب تھا ابن عباس
کہتے ہیں اللہ نے بنی اسرائیل پر قصاص مقتولین کا فرض کیا تھا اُنمین عفو نہ تھا اس امت پر بابت عفو یعنی قبول
دیت قتل عمد میں آسانی کر دی قتادہ نے کہا اللہ نے اس امت پر رحم کیا انکو دیت کا مال کہلایا جانے سے پہلے
تھے کسی کو حلال نہ تھا توریت والون میں قصاص یا عفو تھا انمین ارش یعنی دیت نہ تھی انجیل والون میں فقط
معاف کرنا تھا اسی کا انکو حکم ہوا تھا اس امت کے لیے قصاص عفو ارش سب کچھ مقرر کر دیا یہی قول ایک جماعت
تابعین کا ہے پھر جس نے بعد لینے اور قبول کرنے دیت کے قتل کیا وہ مستحق عذاب سخت کا ہوگا یہی قول ہے
ابن عباس و مجاہد و عطا و عکرمہ و حسن و ربیع وغیرہم کا حدیث مرفوع میں آیا ہے جو مارا گیا یا زخمی ہوا
اسکو تین امر کا اختیار ہے قصاص لے یا معاف کرے یا دیت لے اگر کوئی چوتھی بات کرنا چاہے تو اسکو
دونو ہاتھ پکڑ لو یعنی وہ چوتھا کام اسکو کرنے نہ دو پھر جسنے زیادتی کی بعد اسکے وہ ہمیشہ کو نار جہنم میں گیا
تو اُسکا قتل حسن کا لفظ سمرہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں معاف نہیں کرتا
اُس آدمی کو جسنے قتل کیا بعد دیت لینے کے یعنی اب میں اُسکی دیت قبول نکرونگا اُسکو سزائے قتل
ہی دونگا **ف** قصاص کے مقرر ہونے میں بڑی حکمت ہے وہ حکمت یہ ہے کہ اسمین بقا ہے کیونکہ
جب قاتل کو یہ بات معلوم ہو گی کہ وہ مارا جاویگا تو ضرور ہی وہ اس کام سے حتی الامکان باز آویگا
جیسا کہ جاہلیت میں بھی کہتے تھے اگلی کتابون میں لکھا ہے اَلْقَتْلُ اَنْفٰی لِلْقَتْلِ یعنی قتل کرنے سے قتل کا
موقوف ہونا ہے یہ عبارت قرآن کی عبارت سے فصاحت و بلاغت میں کمتر ہے ذالکہ

فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اور تمہارے واسطے قصاص میں زندگی ہے اے عقلمندو تاکہ تم بچو ف ابو العالیہ نے کہا اللہ نے قصاص کو حیات ٹھیرایا بہت آدمی قتل کرنا چاہتے ہیں پھر اس ڈر سے کہ وہ بھی قتل کیے جاوینگے رک رہتے ہیں یہی قول ہے ایک جماعت سلف کا اہل عقل کو اس لیے مخاطب فرمایا اس حکمت کا سمجھنا بغیر عقل کے نہیں ہو سکتا ہے قتل ہی محارم و آثام سے باز رکھتی ہے۔ تقوی ایک ایسا لفظ ہے جو فعل طاعات ترک منکرات کا جامع ہے

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ع

حکم ہوا تم پر جب حاضر ہو کسیکو تم میں موت اگر کچھ مال چھوڑے کہ دلوا مرے ماں باپ کو اور ناتے والوں کو دستور سے ضرور ہے پرہیزگاروں کو پھر جو کوئی اسکو بدل ڈالے بعد اسکے کہ سن چکا تو اسکا گناہ انہیں پر ہے جنہوں نے بدلا بیشک اللہ ہے سنتا جانتا پھر جو کوئی ڈرا دلوانے والے کی طرفداری سے یا گناہ سے پھر ان میں صلح کروا دی تو اس پر گناہ نہیں البتہ اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف کفر کی رسم میں مردے کے وارث سوائے اولاد کے کوئی نہ تھے اولاد میں بھی فقط بیٹا سو اللہ پاک نے اول اولاد ہی وارث رکھی مگر مردے کو ضرور ہے کہ ماں باپ ناتے والوں کو موافق انکی حاجت کے اپنے روبرو سے دلوا جاوے پھر اگر مردہ کہہ مرا تھا مگر دینے والوں نے نہ دیا تو مردے پر کچھ گناہ نہیں گنہگار وہی ہیں پھر کسی نے دیکھا کہ مردہ بے انصافی سے دلوا گیا ہے اولاد کو بہت تھوڑا بچا تو اور وں کو سمجھا کر صلح کرا دی ایسا بدلنا گناہ نہیں ہے پہلے اللہ تعالی نے یہی حکم فرمایا تھا پھر سورۂ نساء میں وارثوں کے حصے آپ ہی ٹھیرا دیے اب مردے کا دلوانا موقوف ہوا ف ابن کثیر کہتے ہیں یہ آیت مشتمل ہے اس امر پر کہ والدین و اقربین کے لیے وصیت کرنا چاہیے سو یہ بات قبل اترنے آیت مواریث کے اصح القولین پر واجب تھی جب اللہ نے فرائض اتاری یہ حکم منسوخ ہو گیا مواریث مقدرہ اللہ کی طرف سے فرض ہو گئے انکو ہمارے وارث لے لیتے ہیں وجوبا بغیر وصیت کے لے سکتے ہیں بغیر موصی کا احسان اٹھانا ایکا ضرور اسی لیے حدیث عمرو بن خارجہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا اللہ نے ہر حق والے کو اسکا حق دیدیا اب وارث کو حاجت وصیت کرنے کی نہیں ہے ذکرہ اہل السنن ابن عباس ایک دن بیٹھے ہوئے سورۂ بقرہ پڑھتے تھے جب اس آیت پر پہنچے کہا یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے مدعا انکا یہ ہے کہ ماں باپ کے ہوتے ہوئے کوئی اور وارث نہیں ہوتا تھا مگر جو کہ اقربین کے لیے مردہ وصیت کر جاوے پھر اللہ نے آیت میراث اتاری ماں باپ کا حصہ مقرر فرمایا اور کہا وصیت اقربین کے لیے [illegible] مدعا انکا یہ ہے

آیت ناسخ ہے یہ ہے لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ
وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ایک بڑی جماعت سلف نے جنکے نام ابن کثیر نے لکھے ہیں یہی
کہا ہے کہ یہ آیت ناسخ ہے آیت مذکورہ کی رازی سے تعجب ہے کہ انہوں نے ابو مسلم اصفہانی سے حکایت کیا ہے کہ یہ
آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ آیت مواریث اسکی تفسیر ہے یعنی فرض ہوا تمپر جو وصیت کی ہے اللہ نے بقدر توریث والدین
واقربین کے اور وہ وصیت یہ ہے يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ پہر کہا یہی قول ہے اکثر مفسرین و فقہائے معتبرین
کا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ یہ آیت حق میں وارثوں کے منسوخ ہے حق میں غیر وارثوں کے ثابت ہے یہی مذہب ہے ابن عباس
و حسن و مسروق و طاؤس و ضحاک وغیرہم کا ابن کثیر کہتے ہیں یہی قول ہے سعید بن جبیر و ربیع و قتادہ و مقاتل بن
حیان کا لیکن انکے قول پر اسکا نام ہماری پہلی اصطلاح پر نسخ نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ آیت مواریث نے حکم بعض
افراد مدلول عموم آیت وصایت کا اٹھا دیا ہے نہ حکم ساری آیت کا کیونکہ لفظ اقربین کا عام ہے وارث و غیر وارث
سے سو حکم وارث کا اٹھ گیا اس لیے کہ حصہ اسکا معین ہو چکا غیر وارث جسپر پہلی آیت دلیل ہے باقی رہگیا لیکن
یہ بات اس شخص کے قول پر حاصل ہوئی ہے جو یہ بات کہتا ہے کہ وصایت ابتداء اسلام میں مستحب تھی پہر منسوخ ہوگئی
اور جو یہ بات کا قائل ہے کہ واجب تہی چنانچہ سیاق آیت سے بہی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے تو پہر منسوخ ہونا
اس آیت کا آیت مواریث سے متعین ہو جاویگا یہی قول ہے اکثر مفسرین و فقہائے معتبرین کا کیونکہ حکم وجوب
وصیت کا واسطے والدین و اقربین وارثین کے بالاجماع منسوخ ہے بلکہ بدلیل حدیث آیندہ منہی عنہ ہے اِنَّ اللّٰہَ
قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ پس آیت میراث ایک حکم مستقل ہے اللہ نے اہل فروض
و عصبات کے لیے اسکو واجب کر دیا ہے اس آیت سابق کا حکم بالکل اٹھا دیا رہے وہ اقارب جنکو کچھ میراث
نہیں اسو مرد کو مستحب ہے کہ ثلث میں سے کچھ انکو بہی دلوا جاوے تاکہ آیت وصیت سے اور اسکی شمول
سے ہتنا استہ لی رہے صحیحین میں ابن عمر سے مرفوعاً آیا ہے نہیں لائق ہے کسی شخص مسلمان کو جس کے
پاس کوئی شے لائق وصیت کرنے کے ہے کہ وہ دو راتیں بسر کرے مگر یہ کہ وصیت اس کی پاس اس کے
لکھی ہوئی طیار ہو پہر ابن عمر نے کہا نہیں گذری مجھ پر کوئی رات جب سے کہ میں نے اس حدیث کو رسول خدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا مگر میرے پاس میری وصیت موجود ہے آیات و احادیث بقدر احسان کرنے
کے اقارب سے بہت سی آئے ہیں ف ابن عباس نے کہا مراد لفظ خیر سے اس آیت میں مال ہے یہی قول
ہے ایک جماعت سلف کا مال کا نام جو خیر رکھا اس سے یہ نکلا کہ وصیت مال طیب میں کرنا مستحب ہے۔
خواہ بہت مال ہو یا تہوڑا بعض نے کہا نہیں بلکہ جب بہت مال ہو تب وصیت کرے پہر مقدار کثیر میں
اختلاف ہے علی مرتضی سے کہا گیا کہ فلانا شخص مرگیا ہے تین سو یا چار سو درہم چھوڑا ہے

کچھ وصیت نہیں کی کہا کچھ چیز نہیں ہے اللہ نے تو یہ فرمایا ہے کہ خیر چھوڑ جاوے یعنی مال کثیر اسی طرح علی نے ایک
اپنی قوم کے آدمی کی عیادت کو گئے تب اُس نے کہا میں وصیت کروں اُنہوں نے کہا اللہ تعالے نے ذکر ترک خیر کا کیا ہے
تو نے تھوڑا سا مال چھوڑا ہے سو اولاد کو دیجا ابن عباس کہتے ہیں جس نے ساٹھ دینار چھوڑے اُس نے کچھ چیز نہ
چھوڑی طاؤس نے کہا جس نے اسی دینار نہ چھوڑے اُس نے کچھ مال نہ چھوڑا قتادہ نے کہا ہزار دینار یا ہزار سے
اوپر مال ہوتا ہے کسی نے کہا سات سو دینار کسی نے کہا پانسو دینار غرض کہ اکثر کا قول یہی ہے کہ خیر مال کثیر کو کہتے
ہیں نہ مال قلیل کو سو جس کے پاس تھوڑا مال ہے اُسپر وصیت واجب نہیں ہے بڑے مال دار پر واجب ہے پھر جس
شخص پر کسی کا قرض آتا ہے یا اُس کے پاس کسی کی کوئی امانت رکھی ہے تو باتفاق اہل علم اُسپر وصیت کرنا
واجب ہے اور جس شخص کا یہ حال نہیں ہے تو نزدیک اکثر کے فقیر ہو یا غنی اُسپر واجب نہیں مگر ایک گروہ
کے نزدیک واجب ہے حدیث ابن عمر جو اوپر گذری اسی کی مؤید ہے **ف** حسن نے کہا مراد معروف سے یہ ہے کہ
اقربا کے لیے ایسی وصیت کرے جو ورثہ کو ضرر نہ دے نہ اسراف ہو نہ تنگی جیسا کہ صحیحین میں آیا ہے کہ سعد نے
رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا میرے پاس مال ہے مگر سوا ایک دختر کے کوئی میرا وارث نہیں ہے
میں دو تہائی مال کی وصیت کر جاؤں فرمایا نہیں کہا آدھے مال کی فرمایا نہیں کہا ایک تہائی کی فرمایا
ہاں ایک تہائی بہت ہے اگر تو اپنے وارثوں کو آسودہ چھوڑ جاوے یہ بہتر ہے اس سے کہ اُن کو محتاج
کر جاوے وہ ایک ایک شخص لوگوں سے مانگتے پھریں یہ بھی بخاری میں ہے کہ ابن عباس نے کہا اگر
لوگ تہائی سے چوتھائی پر آگے بند کریں تو کیا اچھا ہو رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے
ثلث دے ثلث بہت ہے حنظلہ بن حذیم بن حنیفہ نے کہا میرے دادا حنیفہ نے ایک یتیم کو پالا تھا اُسکے
لیے سو اونٹ کی وصیت کی یہ بات اُنکے بیٹوں پر شاق گذری رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچا
حنیفہ نے کہا ہاں میں نے سو اونٹ کی وصیت اس یتیم کے لیے کی ہے جسکو حذیم کہتے ہیں یعنی آنحضرت نے
فرمایا نہیں نہیں نہیں صدقہ پانچواں حصہ ہوتا ہے ورنہ دسواں ورنہ پندرھواں ورنہ بیسواں ورنہ
پچیسواں ورنہ تیسواں ورنہ پینتیسواں اگر اس سے زیادہ دے تو چالیسواں الحدیث بطولہ رواہ احمد
ف جس نے وصیت کو بدل ڈالا تحریف کیا اُسکے حکم کو تغیر کر دیا اُس میں کچھ بڑھا یا گھٹایا تو یہ گناہ انہیں
پر ہے جنہوں نے اُسکو بدلا وصیت کرنیوالے پر اس تبدیل میں جبکہ جانا وصیت کا بطریق اولی و اکمل
ہے ابن عباس وغیرہ نے کہا میت کا اجر اللہ پر واقع ہوا گناہ کا تعلق بدلنے والوں سے رہا اللہ جانتا ہے جو میت
نے وصیت کی ہے جو کچھ اُس میں بدلا گیا ہو اُس کو کچھ بھی اُس سے چھپا نہیں ہے ابن عباس و ابو العالیہ و مجاہد
و ضحاک و ربیع و سدی کہتے ہیں جنف کہتے ہیں خطا کو یہ اثم کی ضد ہے اور خطا کا قتال [illegible] ہے جیسے کسی وارث کو

یا تہائی سے زیادہ کر دینا مثلاً یون کہا کہ فلان چیز بیٹے کے ہاتھ فروخت کر دی یا بیوی وارث کو اتنا اتنا دینا یا اور وسائل اصلاح کے کرجانا یہ خطا بدون عمل کے ہو طبیعت و قوت شفقت کی راہ سے بغیر قصد کرے یا بقصد گناہ تو ایسی حالت مین وصی کو پہونچتا ہے کہ اصلاح تعفیہ کرے عدل برتے وصیت کو توجیہ شرعی پر لاوے باقی جو بات اُس کی وصیت سے اقرب بہ شبہ ہو اُسکو عمل مین لاوے تاکہ مقصود موصی و وجہ شرعی دونو حاصل ہون اصلاح کی اصلاح و توفیق داخل تبدیل نہین ہے ابن عباس نے مرفوعاً کہا ہے کہ حیف وصیت مین منجملہ کبائر کے ہے رَوَاہُ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ ابن کثیر کہتے ہین مگر اس کی رفع مین نظر ہے سب سے بہتر حدیث جو اس باب مین آئی ہے وہ یہ ہے کہ ابوہریرہ نے کہا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا آدمی ستر برس کام اہل خیر کا سا کرتا ہے جب وصیت کرتا ہے تو اس مین حیف یعنی ظلم کر جاتا ہے اُسکا خاتمہ بدعمل پر ہوتا ہے اسلیے دوزخ مین جاتا ہے کوئی آدمی ستر برس کام اہل شر کا سا کرتا ہے پھر وصیت مین انصاف کر جاتا ہے داخل جنت ہو جاتا ہے ابوہریرہ نے کہا تمہارا جی چاہے تو تم یہ آیت پڑھو تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا الاٰیۃ رَوَاہُ عبدالرزاق وصیت و احکام وصیت کے بیان مین ابوالنصر میر علی حسن خان سلمہ اللہ تعالی نے رسالہ تخریج الوصایا بہت خوب جمع کیا ہے **ف** فتح البیان مین لکھا ہے کہ ان آیتوں مین وعید ہے واسطے اُس شخص کے جو وصیت مطابق حق کو جس مین کسیطرح کا حیف و ضرر نہین ہے بگاڑ ڈالے قرطبی نے کہا اگر ایسی وصیت کی ہے جو جائز نہین جیسے شراب یا سور یا کسی اور معصیت کی تو اُسکا بدل دینا جائز ہے جاری کرنا جائز نہین جس طرح تہائی سے زیادہ دینا جائز نہین ہے قَالَہٗ اَبُوْ عَمْرٍو انسے پھیرنے والے یا تو وصی ہونگے جنہون ایسی وصیت کا انکار کیا کتابت یا قسمت حقوق یا شہود مین اُسکو بدل ڈالا مثلاً گواہی چھپا رکھی یا بدل دی یا غیر وصی اسجگہ ایک اشکال ہے وہ یہ کہ کلام سابق جسمین ذکر وصیت کا واسطے والدین و اقربین کے تھا منسوخ ٹھیرا اور مضمون تبدیل وصیت تا آخر آیت برقرار رہا اب تک اُسی پر عملدرآمد ہے اس صورت مین ضمیر آیت محکمہ کی آیت منسوخہ پر کس طرح عاید ہو سکے گی سلیمان جمل نے کہا ہے کہ یہ بات لائق تامل کے ہے مینے نہین دیکھا کہ کسی مفسر نے اس اشکال پر آگاہی دی ہوا نتہے لکن یہ اشکال اُس شخص کے قول پر لازم آتا ہے جو قائل نسخ وصیت مذکور رہا لا کہ اوپر گذر چکا ہے کہ ایک جماعت آیت مذکورہ کو محکم تا باقی ہے جب محکم ٹھیری تو اب نہ کچھ جگہ تامل کی ہے نہ تنبیہ کی ہکذا فی فتح البیان لکن قول قوی یہی ہے کہ آیت مذکورہ منسوخ ہے نہ محکم اس صدت مین کوئی امر اس سے مانع نہین ہو سکتا ہے کہ نصف آیت منسوخ و نصف آیت محکم ہو جس طرح بعض آیات محکم منسوخ ہین نہ تلاوۃ یا بالعکس واللہ اعلم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ

كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اے ایمان والو حکم

ہوا تمپر روزہ کا جیسے حکم تہا تم سے اگلون پر شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ یعنی روزہ سے سلیقہ آجاوے جی روکنے کا۔

تو جبکہ بہت کسیکو کئی دن ہین گنتی کے پہر جو کوئی تم مین بیمار ہو یا سفر مین تو گنتی چاہیے اور

دنون سے اور جنکو طاقت ہے تو بدلا چاہیے ایک فقیر کا کہانا پہر جو کوئی شوق سے کرے نیکی تو اوس کے لیے

بہتر ہے اور روزہ رکہو تو تمہارا بہلا ہے اگر تم سمجہ رکہتے ہو آول یہی حکم اترا تہا کہ بیمار و مسافر چاہین

تو پہر قضا کرین جنکو طاقت ہے یعنی بے عذر ہین وہ چاہین کہ پہر قضا کرین تو بالفعل ہر روزہ کے بدلے

ایک فقیر کو کہلا دین اور تو بہی بہتر ہے کہ روزہ ہی رکہین پہر اسکے بعد جو آیت اوتری اوس مین فقط بیمار

و مسافر کو رخصت ملی قضا کی اور کسیکو نہین کذا فی موضح القرآن **ف** اس آیت شریف مین اللہ پاک

نے مومنون کو یہ حکم دیا ہے کہ تم روزہ رکہا کرو یعنی کہانے پینے جماع کرنے سے خالص اللہ کی نیت سے

رکے رہو اس مین پاکی و پاکیزگی ہے جی کی اخلاط ردیہ و اخلاق رذیلہ سے یہ روزہ کچہ تمہین پر تو کہا فرض نہین

ہوا ہے بلکہ جو اشخاص تم سے پہلے تہین اونپر بہی فرض تہا تمکو اس نیک کام مین انکی پیروی کرنا چاہیے بلکہ

اس فرض کے ادا کرنے مین تم انکی نسبت زیادہ کوشش و کوشش رکہو کما قال تعالی لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ

شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ

اور یہان جو کہا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اس لیے کہ روزے مین بدن کا پاک کرنا ہے شیطان کے رستون کا بند کرنا ہے اسی لیے صحیحین مین آیا ہے اے

گروہ جوانون کے جو کوئی تم مین بیاہ کر سکے وہ کرے جو نکر سکے وہ روزہ رکہے یہ روزہ اوسکے لیے خصی

ہونا ہے پہر یہ فرمایا کہ روزہ کچہ بہت زیادہ نہین ہے کہ جی پریشان ہووے اوسکے ادا کرنے بجالانے مین ضعف

پیدا ہو بلکہ گنتی کے دن ہین گنتی کے شروع اسلام مین ہر مہینے مین تین دن روزہ رکہتے تہے پہر صوم رمضان

سے وہ حکم منسوخ ہو گیا معاذ و ابن مسعود و ابن عباس و عطاء و قتادہ و ضحاک نے کہا ہے کہ زمانہ نوح

علیہ السلام سے ابتک یہی دستور تہا کہ ہر مہینے مین تین روزے ہوتے اللہ نے وہ حکم روزہ رمضان سے

اوٹہا دیا اور حسن بصری نے کہا ہے واللہ ہر امت گذشتہ پر بہی ایک ماہ کامل کے روزے فرض تہے جیسے

ہمپر فرض ہین ایام معدودات سے مراد عدد معلوم ہے ابن عمر سے مرفوعا آیا ہے رمضان کا روزہ

اللہ نے اگلی امتون پر فرض کیا تہا الحدیث بطولہ رواہ ابن ابی حاتم یہی ابن عمر نے کہا ہے کہ اگلی

امتون پر یہ فرض تہا کہ جب نماز عشاء پڑہکر سو رہین تو انپر کہانا پینا عورتون سے صحبت آیندہ تک حرام

تھا یا آجل اسی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ابن عباس نے کہا مراد اگلون سے اس جگہ اہل کتاب ہین یا شعبی و سدی و عطا خراسانی سے بہی مروی ہے پہر اللہ نے ابتداے اسلام کا ذکر کیا کہ اُس زمانے مین مرض و سفر مین افطار کرنا درست تہا مقیم صحیح جسکو طاقت تہی اُسکو یہ اختیار دیا گیا تہا کہ چاہے روزہ رکہے چاہے افطار کرے افطار کے بدلے ایک فقیر کو ہر دن کہانا کہلا دیا کرے یا ایک سے زیادہ کو اور جو روزہ رکہے تو افضل ہے یہی قول ہے ابن عباس و مجاہد و طاؤس وغیرہ سلف کا امام احمد نے معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے کہ نماز روزے نے تین پلٹے کہائے جب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینے مین آئے سترہ مہینے تک نماز طرف بیت المقدس کے پڑہا کیے پہر اللہ نے حکم کعبے کا دیا یہ ایک پلٹا ہوا دوسرا پلٹا یہ تہا کہ جب نماز کے لیے جمع ہوتے ایک دوسرے کو پکارتا یہانتک کہ ناقوس بجانے کی ٹہیری تہی کہ اتنے مین عبداللہ بن زید نے خواب مین اذان سنی رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُسکو جاری کیا اسی طرح کے دوسرے خواب عمر بن خطاب نے دیکہے تہے یہ دو پلٹے ہوئے تیسرا پلٹا یہ تہا کہ جب نماز کو آتے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بعض رکعات پڑہ چکے ہوتے تو ایک نمازی دوسرے نمازی سے اشارۃً پوچہتا کہ کے رکعتین ہو چکی ہین وہ کہتا ایک یا دو اُسپر وہ شخص اتنی نماز پڑہ کر پہر جماعت مین داخل ہوتا معاذ آئے انہون نے کہا کوئی نہین ہم جس حال پر رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پاوینگے وہی کرینگے پہر جو نماز ہمسے پہلے ہو چکی ہو اُسکو پورا کرینگے چنانچہ ایسا ہی کیا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا یہ سنت تمہارے لیے معاذ نے نکالی ہے سو تم ایسا ہی کیا کرو یہ تین حال ہوئے نماز کے اما روزہ سو جب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینے مین آئے تو ہر ماہ مین تین روزے رکہتے اور ایک روزہ عاشورا کا رکہتے تہے پہر اللہ نے آیت یاایہا الخ اتاری اُسپر یہ ٹہیری کہ جسکا جی چاہے وہ روزہ رکہے جو نہ رکہے وہ ایک مسکین کو کہانا کہلائے اُسکے بعد آیت آئندہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي الآیۃ اِلٰی فَلْيَصُمْهُ تک اُسپر ہر مقیم صحیح پر ایک ماہ کا صوم ٹہیرا مریض و مسافر کو رخصت ملی بوڑہے کو جسے طاقت روزہ رکہنے کی نہین ہے کہانا دینا ٹہیرا یہ دو پلٹے ہوئے تیسرا پلٹا یہ تہا کہ جب تک رات کو سوتے تب تک کہاتے پیتے عورتون کے پاس جاتے جب سو گئے تو رک گئے ایک شخص انصاری صرمہ نام روزے رکہتا مزدوری کرتا رات کو گہر آیا نماز عشاء پڑہ کر سو گیا کچہ کہایا نہ پیا صبح کو روزہ رہا آنحضرت صلے نے اسکو سخت تکلیف مین دیکہہ کر حال پوچہا اُس نے سب کہا اور عمر تو یہ ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ بعد سو جانے کے جماع کر بیٹہے پہر حضرت سے حال کہا اُسپر یہ آیت اتری اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ الٰی قولہ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ اسے ابوداؤد نے سنن مین حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے صحیحین مین عائشہ سے آیا ہے کہ عاشورا کا روزہ رکہا جاتا

جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو یہ حکم تھا کہ جسکا جی چاہتا روزہ رکھتا اسکو بخاری نے ابن عمر و ابو
سلمہ سے روایت کیا ہے **ف** سلمہ نے کہا ابتداے اسلام میں جو کوئی چاہتا روزہ رکھتا نہ رکھتا تو ہر روز
ایک مسکین کو کہانا دیتا بخاری نے سلمہ بن اکوع سے [illegible] روایت کیا ہے کہ یہ آیت ما بعد اتری اس نے
اس حکم کو منسوخ کر دیا ابن عمر کا بھی یہی قول ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اسی طرح عبداللہ نے بھی کہا ہے
کہ آیہ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ اسکی ناسخ ہے اور بخاری میں ابن عباس سے آیا ہے کہ یہ
آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ بوڑہے مرد و عورت کے لیے ہے جنکو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے وہ ہر دن ایک
مسکین کو کھانا کھلا دیں یہ روایت ابن عباس سے کئی طریق سے آئی ہے ابن ابی لیلی کہتے ہیں میں پاس
عطا کے گیا رمضان میں اور وہ کہا رہے تھے مجھ سے کہا ابن عباس کہتے ہیں یہ آیت اتری اس نے
پہلی آیت کو منسوخ کر دیا مگر کبیر فانی اگر چاہے تو ہر روز ایک مسکین کو کہانا کھلا دے آپ افطار کرے ابن کثیر
نے کہا حاصل امر یہ ہوا کہ نسخ حق میں صحیح مقیم کے ثابت ہے روزہ رکھنا اسپر واجب ہے بقولہ تعالی فَمَن
شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ رہا شیخ فانی بوڑہا جو روزہ نہیں رکہ سکتا وہ افطار کرے اسپر قضا نہیں
اس لیے کہ اسکو ایسا وقت کہاں آوے گا کہ وہ اس وقت میں قضا کر سکے وہ تو روز بروز کمزور ہوتا جاتا
ہے رہی یہ بات کہ جب اس شیخ نے افطار کیا تو ہر روز ایک مسکین کا کھلانا اسپر اگر مقدور رکھتا ہے واجب ہے
یا نہیں تو اس میں علما کے دو قول ہیں قول صحیح جسپر اکثر اہل علم ہیں یہی ہے کہ فدیہ دینا بعوض ہر دن
کے واجب ہے جس طرح ابن عباس وغیرہ سلف نے يُطِيقُونَهُ کو تفسیر کیا ہے ساتھ لفظ يُجَشَّمُونَهُ کے یہی
قول ابن مسعود کا ہے اسی کو بخاری نے بھی اختیار کیا ہے لفظ بخاری کا یہ ہے کہ جو شیخ کبیر طاقت صوم
نہ رکھتا ہو وہ کھانا کھلا دے انس رضی اللہ عنہ نے جب بوڑہے ہو گئے ایک یا دو سال تک ہر دن ایک
مسکین کو گوشت روٹی کہلائی اور خود افطار کیا یہ بات جسپر بخاری میں ہے اسکو حافظ ابو یعلی موصلی نے
سند کیا ہے یعنی ایوب بن ابی تمیمہ نے کہا ضعیف ہو گئے انس روزہ رکھنے سے ایک بڑا طباق ثرید کا
طیار کر کے تیس مسکین کو بلا کر کھلا دیا یہ روایت انس کی کئی طریق سے آئی ہے اسی حکم میں حامل و مرضع
کو بھی رکھا ہے جب انکو اپنی جان یا بچے کی جان کا ڈر ہو تو افطار کریں فدیہ دیں قضا رکھیں بعض
کا یہ قول ہے کہ فقط فدیہ دیں قضا نہ رکھیں بعض نے کہا بلکہ قضا بلا فدیہ واجب ہے کسی نے کہا نہ افطار
ہے نہ فدیہ نہ قضا **ف** [illegible]
[illegible]
[illegible]

کو بہتوں نے یوں نقل کیا ہے کہ منظر روایت کرتے ہیں انس سے کہ ماہ رمضان میں تھا انس کا افطار وشتاہ
بیمار ہوا انہوں نے کہا اگر اب انکو اٹھا لیگا تو ہم دن بدن سے زیادہ رکھا کریں گے۔ پھر دوسرا شخص مسئلہ ہوا اس
کے گوشت کھایا تو شدت کے لگا اس نے کہا اگر مجھ کو شفا ہو گئی تو سات روزے اور رکھوں گا پھر وہ پھر بیمار ہوا شاہ
ہوا اس نے کہا ان میں ان کو بھی پورا کرنا چاہیے ہم ربیع میں روزہ رکھیں گے سو ایسا ہی کیا پچاس روزے
ہو گئے حاصل یہ کہ اگر طاقت صوم نہیں ہے تو افطار عزیمت ہوگا اور جو طاقت مع مشکل کے ساتھ ہو تو افطار رخصت ہے
جمہور کا یہی قول ہے مجتہد کہتے ہیں جو سفر مبیح افطار ہے وہ بقدر مسافت قصر صلوٰۃ ہوتا ہے قدر مسافت میں
جو اختلاف ہے وہ معروف ہے پھر بعض نے ایسے مقادیر بیان کیے ہیں جن پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے حق یہ ہے
کو جس پر سفر صادق آتا ہے وہی مبیح افطار ہے اسی طرح جس پر مرض صادق آوے اس میں
افطار کرے سفر طاعت میں افطار کرنے پر تو اجماع ہے لیکن سفر مباح میں اختلاف ہے حق یہ ہے کہ سفر
مباح میں بھی رخصت فطر ثابت ہے سفر معصیت مختلف فیہ ہے لفظ یطیقونہ کو مخفف و مشدد دونوں طرح
پڑھا ہے مخفف کی بنیاد پر آیت منسوخ ہے تشدید والی بنیاد پر محکم ہے تشدید کے معنی تکلیف و مشقت کے
ہوتے ہیں اگر ہمزہ باب افعال کا اس جگہ واسطے سلب کے ٹھیرایا جاوے تو بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں
حاجت تقدیر کرنے حرف لا کے نفی کی بھی نہ ہوگی آیت بھی محکم رہے گی ورنہ منسوخ ٹھیرے گی فدیہ کی
مقدار میں اختلاف ہے کسی نے کہا گیہوں ہر دن نصف صاع غیر گندم ایک صاع بعض نے کہا فقط ایک
مد غالب قوت بلد سے ابن عباس نے کہا ہر مسکین کو صبح شام کا کھانا دے اپنی ام ولد سے کہا تو بھی
کے حکم میں ہے جسکو طاقت روزہ رکھنے کی نہیں ہے تو کھانا دے روزہ نہ رکھ وہ حامل تھی یا مرضعہ ابن
عمر کی ایک بیٹی نے سوال کیا کہ میں روزہ رمضان کا رکھوں وہ حامل تھی کہا افطار کر ہر دن ایک مسکین کو
کھلا اسی طرح ایک جماعت تابعین سے مروی ہے غرضکہ حامل و مرضع و شیخ فانی و شیخوخ فانیہ فدیہ دیکر افطار
بالقضا کر سکتے ہیں اسی طرح سفر مرض حیض نفاس عذر فطر ہے لیکن انپر قضا واجب ہے نہ فدیہ شَهْرُ رَمَضَانَ

الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ

وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَ
لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ مہینا رمضان کا جس میں
اترا قرآن ہدایت واسطے لوگوں کے اور کھلی نشانیاں راہ کی اور فیصلے پھر جو کوئی پاوے تم میں یہ مہینا تو
روزے رکھے اس کے اور جو کوئی ہو بیمار یا سفر میں تو گنتی چاہیے اور دنوں سے چاہتا ہے اللہ تم پر آسانی نہیں
چاہتا تم پر دشواری اور اس واسطے کہ پوری کرو گنتی اور تاکہ بڑائی کرو اللہ کی اس پر کہ تم کو راہ بتائی اور تاکہ تم احسان مانو

قرآن مین کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا مہینا اسی سے پیارا ہے کہ اس مین قرآن اُترا ہے پس قرآن
کی خدمت اس مہینے مین اول چاہیے اسی سبب سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقید کیا تراویح کا
اور آپ چند سفر جماعت کرکے پہر نہ کروائی کہ قرآن مین اشارات ہین صحیح فرض نہ ہوجاوی انتہے۔
ف اللہ پاک نے اس آیت مین رمضان کی مدح کی نہ کسی اور مہینے کی سب مہینون مین اس مہینے کو واسطے
اُتارنے قرآن شریف کے پسند کیا حدیث مین آیا ہے کہ یہ وہ مہینا ہے جسمین اللہ کی کتابین پیغمبرون
پر اُترا کرتی تہین امام احمد نے واثلہ بن اسقع سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ صحیفے ابراہیم علیہ السلام
کے پہلی رات رمضان کے اُترے توریت چھٹی رمضان کو انجیل تیرہوین رمضان کو قرآن چوبیسوین رمضان
کو نازل ہوا حدیث جابر مین یون آیا ہے کہ زبور بارہوین رمضان کو انجیل اٹھارہوین کو اُتری
باقی مثل متقدم اسکو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے یہ سارے صحف و ہر سہ کتب جس کسی نبی پر اُتری
ایکبارگی ہی اُتری رہا قرآن سو سب کا سب تو ایک دفعہ آسمان دنیا پر طرف بیت العزت کے اُترا یہہ
ماجرا ماہ رمضان شب قدر مین ہوا کما قال تعالی إِنَّآ أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وقال إِنَّآ أَنزَلْنَاهُ فِي
لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ پہر تہوڑا تہوڑا الگ الگ مطابق واقعات و حادثات اترتا رہا اسی طرح کئی طریق سے
ابن عباس سے مروی ہے یہی مطلب ہے اس آیت کا وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً
وَاحِدَةً كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ
تَفْسِيرًا غرضکہ جب مشرکین کوئی جہگڑا لاتے تو اللہ انکا جواب دیتا اس لیے وقتًا فوقتًا نازل ہوتا رہا
پھر بعد مدح رمضان مدح قرآن ارشاد فرمائی کہ یہ وہ چیز ہے جس سے بندون کے دلون کو ہدایت ہوتی
ہے وہ بندے جو اسپر ایمان لائے ہین اس کی تصدیق کرتے ہین اسکے تابع ہین نشانیون سے طرح
دلیلین حجتین ہین کہلی کہلی صاف صاف جو دلالت کرتی ہین ہدایت منافی ضلال پر اور رشد مخالف
غی پر جدا کرتی ہین حق کو باطل سے حرام کو حلال سے یہ قول بعض سلف کا کہ اس مہینے کو فقط رمضان
نہ کہو ماہ رمضان شہر رمضان کہو کچہ ٹہیک نہین ہے اس لیے کہ حدیث ابو ہریرہ جو اس باب مین
آئی ہے وہ ضعیف و منکر ہے صحیح حدیث مین نزدیک بخاری کے یون آیا ہے مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا
وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ معلوم ہوا کہ دونون طرح پر بولنا درست ہے۔ **ف** آیت شریف
دلیل ہے وجوب صوم پر حق مین حاضر کے جس نے حالت صحت مین اندر شہر کے ہلال رمضان پایا
اس آیت نے اگلی اباحت افطار و فدیہ کو حق مین مقیم صحیح کے نسخ کر دیا مگر مریض و مسافر کو رخصت
ہے کہ وہ جتنے دن افطار کرسکتے دوسرے پہر قضا کرے اللہ کو آسانی منظور ہے نہ مشکل مسئلہ

ابن حزم نے محلی مین ایک جماعت صحابہ و تابعین سے یہ نقل کیا ہے کہ جو شخص اول ماہ مین مقیم تھا پھر اثناے ماہ مین مسافر ہوا اسے سفر اسکے افطار کے واسطے عذر نہین ہے لقولہ تعالیٰ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ مگر اُس مسافر کو مباح ہے جسنے راہ مین چاند دیکھا ابن کثیر کہتے ہین کہ یہ قول غریب ہے اس حکایت مین نظر ہے اس لیے کہ سنت صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ماہ رمضان مین غزوہ فتح کے لیے نکلے کدید مین پہنچکر افطار کیا سب کو حکم افطار کا دیا یہ حدیث صحیحین مین ہے مسئلہ ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہ مذہب ہے کہ سفر مین افطار کرنا واجب ہے لقولہ تعالیٰ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ مگر صحیح قول جمہور کا ہے کہ یہ امر تخییر کے لیے ہے نہ واسطے وجوب کے اس لیے کہ حدیث مین آیا ہے کہ صحابہ ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے رمضان مین نکلتے کوئی صائم ہوتا کوئی مفطر ایک دوسرے پر عیب نہ لگاتا اگر افطار واجب ہوتا تو ضرور ہی صوم کا انکار کیا جاتا بلکہ خود فعل حضرت سے ایسی حالت مین صائم ہونا ثابت ہے ابو الدرداء کہتے ہین نکلے ہم ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ماہ رمضان ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ مین گرمی نہایت سخت تھی لوگ مارے گرمی کے ہاتھ سر پر رکھتے تھے ہم مین کوئی روزہ دار نہ تھا مگر رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور عبد اللہ بن رواحہ یہ حدیث صحیحین مین ہے مسئلہ ایک گروہ نے جنمین شافعی بھی ہین یہ کہا ہے کہ صوم سفر مین افضل ہے افطار سے اسلیے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سفر مین روزہ رکھا ہے دوسرے گروہ نے کہا بلکہ افطار افضل ہے صوم سے انہون نے رخصت کو اختیار کیا اس لیے کہ حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حال صوم کا سفر مین پوچھا تھا فرمایا جسنے افطار کیا اچھا کیا جسنے روزہ رکھا اسپر کچھ گناہ نہین ہے دوسری حدیث مین یون فرمایا ہے کہ تم اللہ کی رخصت کو پکڑو جسکی اجازت تم کو دی ہے تیسرے گروہ نے کہا دونون صورتین برابر ہین اسلیے کہ حدیث عائشہ مین آیا ہے کہ حمزہ اسلمی نے کہا اے رسول خدا مین بہت روزے رکھتا ہون بھلا سفر مین بھی رکھون فرمایا چاہے رکھے چاہے نہ رکھے یہ حدیث صحیحین مین ہے چوتھے گروہ نے کہا اگر روزہ مشکل ہو تو افطار افضل ہے بدلیل حدیث جابر کہ حضرت نے ایک مرد کو دیکھا کہ اسپر چھتری لگائی گئی ہے پوچھا یہ کیا ہے کہا روزہ دار ہے فرمایا نیکی نہین ہے روزہ رکھنا سفر مین اسکو شیخین نے روایت کیا ہے ابن کثیر کہتے ہین ہان اگر سنت سے منہ پھیرے افطار کو مکروہ رکھے تو اسپر افطار کرنا متعین روزہ رکھنا حرام ہوگا کیونکہ مسند احمد وغیرہ مین ابن عمر و جابر وغیرہما سے آیا ہے مَنْ لَمْ يَقْبَلْ رُخْصَةَ اللهِ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ جِبَالِ عَرَفَةَ یعنے جب نے اللہ کی رخصت کو منظور نہ کیا اسپر برابر پہاڑ عرفات کے گناہ ہے

گر طمع خواہند ز من سلطان دین ۔ خاک بر فرق قناعت بعد ازین ۔ مسئلہ قضاء

روزی کی لگا تار کہے یا الگ الگ اس مین دو قول ہین ایک یہ کہ لگا تار کہے کیونکہ قضا حکایت ادا ہے دوسرا قول یہ کہ کیا ہے متفرق رکھے چاہے متتابع جمہور سلف و خلف اسی طرف گئے ہین دلیلین بھی اسی بات پر ثابت ہین کیونکہ رمضان مین لگا تار رکھنا بضرورت ادا تھا کہ مہینہ پورا ہو جاوے جب رمضان نہ رہا تو اب فقط صوم مراد رکھیگا گنتی پوری کرے اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ پہر یہ فرمایا کہ مراد آسانی ہے نہ دشواری ابو قتادہ ایک اعرابی سے راوی ہین کہ اس نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا فرماتے تھے اِنَّ خَیْرَ دِیْنِکُمْ اَیْسَرُہٗ اِنَّ خَیْرَ دِیْنِکُمْ اَیْسَرُہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ ابو عروہ نے کہا ہم منتظر تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ اتنے مین آئے سر سے پانی ٹپکتا تہا وضو یا غسل سے نماز پڑہی لوگون نے پوچہنا شروع کیا کہ اس کام مین ہمپر کچھ حرج ہے تین بار فرمایا اِنَّ دِیْنَ اللّٰہِ فِیْ یُسْرٍ اسکو احمد و ابن مردویہ اسی آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے انس بن مالک کا لفظ یون ہے کہ حضرت نے فرمایا یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَکِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالشَّیْخَانِ صحیحین مین آیا ہے کہ جب آپنے معاذ و ابو موسی کو طرف یمن کے بہیجا تو یہ کہا بَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَیَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا سنن و مسانید مین آیا ہے کہ آپنے فرمایا بُعِثْتُ بِالْحَنِیْفِیَّۃِ السَّمْحَۃِ محجن بن ادرع کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکہا نماز پڑہتا ہے تھوڑی دیر تک اسکو دیکہا کیے پہر فرمایا کیا یہ سچے دل سے پڑہتا ہے انہون نے کہا مدینہ والون مین سب سے زیادہ نمازی یہی شخص ہے فرمایا اسکو یہ بات نہ سناؤ وہ ہلاک ہو جاویگا پہر کہا اِنَّ اللّٰہَ اِنَّمَا اَرَادَ بِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الْیُسْرَ وَلَمْ یُرِدْ بِھِمُ الْعُسْرَ رَوَاہُ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ مَرْدُوْیَہ معلوم ہوا کہ اس شخص کے زیادہ انہماک کو عبادت مین خلاف یسر سمجھا کیونکہ اختیار کرنا ہر بات کا آسان ہے مگر نباہ کرنا مشکل ہوتا ہے جتنا نبہے اتنی ہی عبادت کرے مشکل مین نہ پڑے **ف** اللہ کی بڑائی کہنے کا یہ مطلب ہے کہ جب عبادت کر چکے تو اللہ کا ذکر کرے تکبیر کہے جسطرح بعد ختم رمضان کے نماز عید کو جاتے ہوے اللہ اکبر وغیرہ ذکر کیا کرتے ہین کما قال تعالی فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا و قال فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ و قال وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْہُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ اسی لیے حدیث شریف مین استحباب تسبیح تحمید تکبیر کا بعد نماز فرض کے آیا ہے ابن عباس کہتے ہین ہم نہین پہچانتے تہے پڑہ چکنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز کو مگر آواز تکبیر سے اسی لیے اکثر علما کہتے ہین کہ عید الفطر مین تکبیر کہنا چاہیے دلیل انکی یہی آیت باب ہے وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ یہانتک کہ داود بن علی اصفہانی ظاہری اس طرف گئے ہین کہ تکبیر کہنا عید الفطر مین واجب ہے کیونکہ ظاہر امر وجوب ہے ابن کثیر نے کہا ان کے مقابلے مین مذہب

ابو حنیفہ رحمہ کا ہے کہ عید الفطر مین تکبیر کہنا ہی مشروع نہین ہے باقی لوگ مستحب بتلاتے ہین احسان ماننے کا یہ مطلب ٹھیرا کہ جب تمنے اللہ کی طاعت کیلیے فرائض ادا کیے محارم چھوڑے حدود کا حفظ کیا تو اب تم زمرۂ شکر کرنیوالو احسان ماننے والون مین داخل ہو سکتے ہو وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ جب تجھسے پوچھین بندے میرے مجھکو تو مین نزدیک ہون پہنچتا ہون پکارنے کی پکار کو جس وقت مجھکو پکارتا ہے تو چاہیے کہ حکم مانین میرا اور یقین لاوین مجھپر شاید نیک راہ پر آوین اوپر کی آیت مین فرمایا تھا کہ بڑائی کرو اللہ کی یعنے عید کے دن جو تکبیر کہتے ہین با آواز بلند اسواسطے دوسری آیت مین فرمایا کہ اللہ دور نہین بلند آواز اور فائدے کیلیے ہے **ف** معاویہ قشیری نے کہا ایک اعرابی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا کہ ہمارا رب نزدیک ہو تو ہم چپکے سے بات کرین دور ہو تو پکارین رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم چپ ہو رہے اسپر یہ آیت اتری رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِم ابن جریر ابن مردویہ کا لفظ حسن سے یہ ہے کہ اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا ہمارا رب کہان ہے اسپر اللہ نے یہ آیت اتاری عطاء نے کہا جب آیت اتری وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ لوگون نے کہا اگر ہمین ساعت دعا معلوم ہو تو دعا کرین اسپر آیت باب نازل ہوئی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہود مدینہ کہتے اے محمد ہمارا رب کیونکر ہماری دعا سنیگا تم تو یہ زعم رکھتے ہو کہ ہمارے اور آسمان کے بیچ مین پانسو برس کا فاصلہ ہے ہر آسمان کا نشانا بھی اتنا ہی ہے اسپر یہ آیت آئی ابو موسی اشعری نے کہا ہم ساتھ تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایک لڑائی مین کسی اونچی نیچی جگہہ پر اترتے چڑھتے نہ تھے مگر پکار کر تکبیر کہتے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمارے پاس آکر فرمایا اے لوگو تھامو اپنی جانون کو تم کسی بہرے یا غائب کو نہین پکارتے ہو تم تو سننے والے دیکھنے والے کو پکارتے ہو جسکو تم پکارتے ہو وہ تمہاری اس سواری کی گردن سے بھی زیادہ تم سے نزدیک ہے اے عبد اللہ بن قیس مین تجھکو ایک خزانہ جنت کے خزانو سے نہ سکھا دون لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَبَقِيَّةُ الْجَمَاعَةِ وَأَحْمَدُ انس کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ تعالی فرماتا ہے مین ہون پاس گمان اپنے بندے کے مین ہون ساتھ اسکے جب وہ مجھکو پکارتا ہے رَوَاهُ أَحْمَدُ ابو ہریرہ مرفوعا کہتے ہین کہ اللہ تعالی کہتا ہے مین ہمراہ ہون اپنے بندے کے جب وہ مجھکو یاد کرتا ہے اور ہونٹھ اسکے میرے ذکر سے ہلتے ہین رَوَاهُ أَحْمَدُ ابن کثیر نے کہا یہ مثل اس آیت کے ہے إِنَّ اللهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ و قوله تعالی إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى یہ خطاب ہے موسی و ہارون علیہما السلام کو مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی دعای داعی کو برباد نہین کرتا نہ کوئی شے اسکو سننے دعا سے باز رکھتی ہے بلکہ وہ سمیع الدعا ہے پس اس مین ترغیب ہے اس بات پر کہ تم دعا کرو ہم سنینگے تمہاری دعا

فضل کی نجاوی کی جسطرح حدیث سلمان فارسی مین مرفوعاً آیا ہے اللہ شرماتا ہے اسبات سے کہ بندہ دونون ہاتھ اپنے اسکی طرف پھیلاوے خیر کا سوال کرے وہ انکو پھیرا دیوے خالی رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَھْلُ السُّنَنِ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے بعضی نے اطراف مین ایک متابع اسکا ذکر کیا ہے ابو سعید کا لفظ مرفوع یہ ہے کوئی مسلمان ایسی دعا نہین کرتا جسمین کوئی گناہ یا قطع رحم نہو مگر اللہ اسکو تین چیزون مین سے ایک چیز دیتا ہے یا تو جلد اسکی دعا قبول کر لیتا ہے یا آخرت کے لیے جمع کر رکھتا ہے یا کوئی برائی مثل اُسکے دور کر دیتا ہے لوگون نے کہا اب ہم کثرت سے دعا کرینگے فرمایا اللہ اکثر ہے رَوَاہُ اَحْمَدُ عبادہ بن صامت کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین پکارتا اللہ کو پشت زمین پر کوئی مسلمان کسی دعا مین مگر دیتا ہے اللہ اسکو یا روکتا ہے کوئی برائی مثل اسکے جبتک کہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہین کرتا رَوَاہُ اَحْمَدُ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے مالک ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہین کہ قبول ہوتی ہے دعا ہر ایک کی تم مین سے جبتک کہ جلدی نکرے یون نہ کہے کہ مین نے دعا کی پھر دعا قبول نہوئی پھر تھک کر بیٹھ رہے دعا کرنا چھوڑ دے انس کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ خیر سے رہتا ہے جبتک کہ جلدی نکرے الحدیث رَوَاہُ اَحْمَدُ ابن عمر نے مرفوعاً کہا ہے کہ دل یاد رکھنے والے ہین بعضا دل بعضے دل سے زیادہ یاد رکھتا ہے سو جب تم اللہ سے مانگو تو اجابت کا یقین رکھکر مانگو اسلیے کہ قبول نہین کرتا اللہ دعا کو غافل دل سے رَوَاہُ اَحْمَدُ ابن ابی نافع کہتے ہین مین اور عائشہ بیٹھے تھے عائشہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کو پوچھا اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فرمایا ای رب یہ مسئلہ عائشہ کا جبرئیل علیہ السلام اترے کہا اللہ نے تمکو سلام کہا ہے یہ میرا نیک بندہ سچی نیت پاک دل سے کہتا ہے ای رب مین کہتا ہون لبیک پھر اسکا کام کر دیتا ہون رَوَاہُ ابْنُ مَرْدُوْیَۃَ یہ حدیث غریب ہی ف اللہ پاک نے اس آیت کو درمیان احکام صیام اسلیے ذکر فرمایا کہ وقت پورے ہونے ماہ صیام کے یا نزدیک ہر افطار کے دعا مین کوشش کرنا چاہیے جسطرح کہ حدیث ابن عمرو سے مرفوعاً آیا ہے کہ دعا صائم کی وقت افطار کے قبول ہوتی ہے ابن عمرو جب افطار کرتے تو اہل و عیال کو بلا کر دعا کیا کرتے رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّیَالِسِیُّ دوسرا لفظ انکا نزدیک ابن ماجہ کے یہ ہے کہ دعا صائم کی وقت افطار کے مردود نہین ہوتی ابن عمرو وقت فطر یہ دعا کرتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ابو ہریرہ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تین شخص ہین جنکی دعا پھیری نہین جاتی ایک امام عادل دوسرا صائم جبتک افطار کرے تیسرا مظلوم اسکی دعا کو اللہ بادل کے اوپر اٹھا لیتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہین فرماتا ہے مجھکو قسم ہے اپنی عزت کی مین مدد کرونگا تیری گو بعد ایک مدت کے ہو رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَھْلُ السُّنَنِ ؎ بتر س از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن ؛ اجابت از در حق بہر استقبال می آید ؎ تن مظلوم نکند با سپند ؛ ہر کہ کند دو

بہرحال جب بندہ اپنے رب سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اللہ اُس بندے سے قریب ہوتا ہے کسی نے کہا اس آیت میں سوال
قرب و بعد رب سے تھا کسی نے کہا اجابت دعا سے بدلیل اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ لیکن ظاہر یہ ہے کہ سوال دونون
ہی امر سے تھا قطع نظر روایات سابقہ کے پھر کسی نے کہا یہ قرب اجابت ہے کسی نے کہا قرب علم ہے کسی نے
کہا قرب انعام ہے کشاف مین کہا یہ قرب عبارت ہے سہولت اجابت سے اسلیے کہ قرب مکانی ممکن نہین ہے
انتہے لیکن یہی بات جو کس طلب غیبک مسئلہ ہے کہ قرب ایک صفت ہے قریب مجیب کے ہمکو اسپر ایمان لانا چاہیے
تاویل و تعطیل سے کچھ علاقہ نہین ہے ایک روایت باب کے یہ بھی ہے کہ مین قبول کرتا ہون عبادت دعا کو داعی
سے بطرح حدیث مین آیا ہے کہ الدعاء هو العبادة اخرجه ابو داود وغيره من حديث النعمان بن بشير مگر
ظاہر یہ ہے کہ اجابت اس جگہ اپنے معنی لغوی پر باقی ہے دعا کے عبادت ہونے سے یہ بات لازم نہین آتی کہ اجابت
عبارت ہے قبول ہونے سے یعنی عبادت مقبول ہونا اسکا اسلیے کہ اجابت مدعو کی ہے قبول ہونا اس عبادت کا اور یہ بات
ہے مطلب فقط اسکا مانگنا بطرح جو سبب اجابت فرماتے ہین مطلب جلد حاصل ہو جاتا ہے یعنی عنقریب
کبھی دیر مین کبھی بعید کبھی کوئی بدلہ سے داعی کے مل جاتی ہے جسکو معلوم بھی نہین ہوتی یہ ہو یا یہ ہم
جسکو بلائین تو پہلے سب بلائے کو توصاف بیان و طاعت کی مان رہا یا یہ مطلب کہ آمد کے امر و نہی پر قائم ہو کر
دعا مانگتے ہین اجابت کی امید رکھین نبایہ مستجاب کہا استجابت کا بیان یہ معنی ہین کہ تم میری اطاعت کرو اجابت
کے ہیں صنعت مین یہ ہین کہ بندہ کی طرف سے طاعت ہو اللہ کی طرف سے عطا ہو اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ
إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ
وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ
مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ
تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ حلال ہوا تم کو راتوں
مین بے پردہ ہونا اپنی عورتون سے روزہ کی راتوں مین وہ تمہاری پوشاک ہین اور تم پوشاک ہو انکی اللہ نے معلوم کیا کہ
تم اپنی چوری کرتے تھے سو معاف کیا تم کو اور درگذر کی تم سے پھر اب ملو انسے اور چاہو جو لکھدیا
اللہ نے تمکو اور کھاؤ اور پیو جبتک کہ صاف نظر آوے تمکو دھاری سفید جدی دھاری سیاہ فجر سے پھر
پورا کرو روزہ رات تک اور نہ لگو انسے جبکہ اعتکاف بیٹھے ہو مسجدون مین یہ حدین ہین باندھی اللہ کی
سو اُن حدون کے پاس جاؤ اس طرح بیان کرتا ہے اللہ آیتین اپنی لوگون کو شاید وہ بچتے رہین **ف**
جب روزہ فرض ہوا تو مسلمان سارے رمضان مین عورتون کے پاس جاتے اور پہلی امت کی طرح رات کو سو کر
پھر نہ کھاتے اس مین بعض شخص روک سکے حضرت سے عرض کیا تب یہ آیت اتری یعنے تم اپنی مہ ... کرتے

[illegible] سے بخاری میں ہے [illegible]
اور بخاری میں ہے کہ ستون ہی وضع کا ذب ہو گا اشکال نہیں رات کو [illegible]
یہ حصہ بطرف اللہ کے سلمانوں کے لیے بتلائے اسلام میں بعد افطار کے کھانا
پینا صحبت کرنا حلال تھا جب نماز پڑھ لی یا سو گیا تو یہ سب کام حرام ہو گئے جب تک دوسری رات آوے
اس میں ان کو بڑی تکلیف ہوتی تھی مراد ہے یہ وہ ہمنے سے اجگہ جماع کرنا ہے یہی قول ہے ابن عباس
ایک جماعت کثیر کا تابعین وغیرہم سے لباس ہونیکا یہ مطلب کہ تم ان کے پاس چین پاتے ہو وہ تمہارے
پاس چین پاتی ہیں یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ربیع بن انس نے کہا یعنے تم انکا لحاف
ہو وہ تمہارا لحاف ہیں حاصل یہ ہے کہ ہر ایک مرد و عورت ایک دوسرے سے خلط ملط گھسے ہیں اُٹھتے بیٹھتے لگا
رہتا ہے ایسا مناسب نظر آیا کہ انکو شب رمضان میں رخصت مجامعت و مباشرت کی ہووے کہ اُنپر اس روگ
سے کچھ حرج نہ ہو آیت کا سبب نزول اس آیت کے پہلے قصہ قیس بن صرمہ کا گذر چکا ہے کہ وہ ایک رات بھوکے
سو گئے دوسرے دن دوپہر کو غش آ گیا جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر ہوا یہ آیت آئی سب کو نہایت
درجہ خوشی حاصل ہوئی [illegible] اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے
شب رمضان میں جماع واقع ہو گیا تھا اُسپر یہ آیت اُتری قالہ ابن عباس یہ دونوں قصے کئی طرح سے مروی
ہیں ایک جماعت صحابہ و تابعین نے کہا ہے کہ مراد چاہنے سے اسکے لکھے کو یہ ہے کہ مطلب اولاد کو چاہنے
کہا بلکہ مراد جماع ہے ابن عباس نے کہا مراد لیلۃ القدر ہے قتادہ نے کہا یعنی وہ رخصت جو اللہ نے دی ہے
اسکو لو کسی نے کہا قرآن کے مباحات کو چاہو کسی نے کہا بیبیاں لونڈیاں دیکھو گر نظم قرآن کسی ایک بات
پر ان باتوں سے مخصوص نہیں ہے نہ کوئی اور دلیل اُسپر قائم ہے اسی لیے ابن جریر نے عام ہونا آیت کا ان
سب امور کے لیے اختیار کیا ہے حسن بصری نے وَابْتَغُوا میں ایضا پڑھا ہے بخاری شریف میں سہل بن
سعد سے آیا ہے کہ جب یہ آیت اُتری اور مِنَ الْفَجْرِ نہ آیا تو کچھ روزہ دار لوگ سفید و سیاہ تاگا پاؤں میں
باندھ لیتے جب تک صاف نظر آتے تب تک کھاتے پیتے جب مِنَ الْفَجْرِ اُترا تو سمجھے کہ مراد سفید و سیاہ
سے دن اور رات ہے [illegible] کو حضرت سے ذکر کیا فرمایا [illegible]
مراد سفیدی دن کی اور سیاہی رات کی ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رخصت کا حکم ابھی موقوف ہوا کہ لکھا ہے یہ ابو داؤد و حاکم کی روایت میں آیا ہے عجب ہے معنی سے متصل [illegible]
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] امام [illegible]
اپنے صحیح میں کہا [illegible] سحری کا [illegible] رخصت نہ ہو
رخصت کا اینا عجب ہوتا ہے اس لیے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ترغیب سحر پر ثابت ہوئی ہے
آپ نے فرمایا کہتے ہیں تم سحر کرو سحر میں برکت ہے رَوَاہُ الشَّیْخَانِ صحیح مسلم میں عمرو بن العاص سے مرفوعاً آیا ہے
کہ فصل درمیان ہمارے اور روزے اہل کتاب کے یہی کھانا سحر کا ہے ابو سعید کا لفظ مرفوع نزدیک امام
احمد کے یہ ہے کہ سحر لقمہ برکت ہے تم اسکو نہ چھوڑو گو کوئی ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ پی لے اللہ و فرشتے
درود بھیجتے ہیں سحری کرنیوالوں پر حدیثیں ترغیب سحر میں بہت آئی ہیں یہاں تک کہ پانی ہی پی کر مشابہ
آکلین ہو جاوے سحر کا تاخیر کرنا انفجار فجر تک سنت ہے جیسے کہ صحیحین میں انس بن مالک نے زید بن ثابت سے
روایت کیا ہے کہ سحری کی ہم نے ہمراہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر کھڑے ہوئے نماز کو انس نے کہا
بھلا اذان و سحر میں کتنا فاصلہ تھا کہا بقدر پچاس آیت کے ایک حدیث طبرانی میں مرفوع آیا ہے کہ ہمیشہ رہیگی امت
اسلامیہ میری خیر سے جبتک کہ جلدی کرے گی افطار میں دیر لگاوے گی سحر میں رَوَاہُ احمد بہت حدیثوں
میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سحر کا نام غذائے مبارک رکھا ہے حذیفہ کا لفظ یہ ہے کہ
سحر کیا ہم نے ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گویا دن تھا مگر سورج نہ نکلا تھا اس حدیث کو امام احمد و نسائی و ابن ماجہ
نے روایت کیا ہے نسائی نے کہا ہے عاصم بن ابی النجود اس کے متفرد ہیں یہ حدیث محمول ہے قرب صبح پر جیسے کہ اللہ تعالی
نے فرمایا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ [illegible] قرب انقضاء عدت
ہے ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس حدیث کا معنی یقینی ہے یعنی ایسے وقت سحر کیا کہ طلوع فجر کا یقین نہ تھا گو بعض کو
گمان طلوع ہوا ہو ایک جماعت کثیر سلف سے مروی ہے کہ انہوں نے متعدد سحر میں نزدیک قرب فجر کے سہل انگاری
کی ہے ابوبکر و عمر و علی و ابن مسعود و حذیفہ و ابو ہریرہ و ابن عمر و ابن عباس و زید بن ثابت سے یوں ہی مروی ہے
اور ایک طائفہ تابعین کا بھی یہی مذہب کیا ہے جنکا نام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے [illegible]
کیا ہے [illegible] بعض علما سے نقل کیا ہے [illegible] طلوع شمس تک [illegible]
[illegible] کسی عالم کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

الصبح

طلق سمنعزو فاکہا ہے یہ فجر نہیں جو افق میں ادہر لمبی جاتی ہے لیکن فجر وہ ہے جو چکل ولال ہوتی ہے رواہ احمد والترمذی ترمذی کا لفظ یہ ہے کہ کہا دہوکہ نہ دے تمکو سپیدی چمکنے والی پہ ہتنے والی یہانتک کہ چکل ہو تمہارے پیس سمرۃ بن جندب کا لفظ مرفوع یون ہے کہ دہوکا نہ دے تمکو کانا بلال کا اور یہ سفیدی جبتک کہ فجر نہ پہیلے یا نکلے رواہ ابن خزیمہ وغیرہ دوسرا لفظ سمرہ کا یہ ہے منع نہ کرے تمکو تمہارے سحور سے اذان بلال کی اور نہ لمبی فجر ولیکن وہ فجر جو آسمان کے کنارے میں پہیلتی ہے تیسرا لفظ انکا یون ہے نہ دہوکہ دے تمکو اذان کہنا بلال کا اور یہ سفیدی جو صبح کا ستون ہے یہانتک کہ یہ سفیدی اڑ سے اسی کے مثل مطلب صحیح مسلم میں بہی آیا ہے ابن عباس نے کہا فجر دو ہوتی ہین جو آسمان پر چمکتی ہے وہ کسی چیز کو حلال حرام نہین کرتی ہے لیکن وہ فجر جو پہاڑون کی چوٹیون پر روشن ہوتی ہے وہ کہانے پینے کو حرام کر دیتی ہے عطار نے کہا آسمان پر ساطع ہونیوالی وہ فجر ہے جو لمبی جاتی ہے اس سے نہ شرب صائم حرام ہو نہ نماز صبح فوت ہو لیکن جبکہ وہ پہاڑون پر پہیل جاتی ہے تو صائم کو شرب حرام جاتی کا صبح فوت ہو جاتا ہے ابن کثیر نے کہا اس اثر کی اسناد صحیح ہے بہت سلف کا یہی قول ہے **مسئلہ** اللہ پاک نے جو فجر کو غایت اباحت جماع وطعام وشراب واسطے مرید صوم کے مقرر کیا اس میں دلیل ہے اسبات پر کہ جس نے حالت جنابت میں صبح کی وہ نہا دالے روزہ پورا کرے کچھ حرج نہیں ہے یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ اور جمہور علما کا سلفا وخلفا کیونکہ حدیث عائشہ وام سلمہ میں نزدیک شیخین کے آیا ہے کہ صبح کرتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ جنب ہوتے جماع سے بغیر احتلام پھر نہالتے روزہ رکھتے ام سلمہ کا لفظ یہ ہے کہ پہر افطار نہ کرتے نہ قضا رکھتے صحیح مسلم میں عائشہ سے آیا ہے کہ ایک آدمی نے کہا اے رسول خدا پالیتی ہے مجھ کو نماز اور میں جنب ہوتا ہون کیا روزہ رکھون فرمایا یہی میرا حال ہے میں تو روزہ رکھ لیتا ہون اس نے کہا آپ میری طرح نہیں ہین اللہ نے آپکے اگلے پچھلے گناہ بخشدیے فرمایا واللہ میں امید کرتا ہون کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہون اور تم سب سے بڑھ کر بچنے کی چیز کو جانتا ہون مگر حدیث ابوہریرہ میں مرفوعا یون آیا ہے کہ جب اذان صبح ہوگئی اور کوئی تم میں کا جنب ہے تو اس دن روزہ نہ رکھے رواہ احمد یہ حدیث جید الاسناد ہے شرط شیخین پر اور صحیحین ونسائی میں بہی آئی ہے لیکن بعض علمانے اسکو معلول کہا ہے بسبب عدم رفع کے اور بعض اسی کی طرف گئے ہین ابوہریرہ اور ایک جماعت تابعین کا یہی مذہب ہے بعض نے یون تفرقہ کیا ہے کہ اگر سوگیا اور صبح ہوگئی تو کچھ مضائقہ نہیں ہے یعنی بموجب حدیث عائشہ وام سلمہ کے اور جو یہ کام باختیار خود کیا تو پھر روزہ نہ رہا بدلیل اسی حدیث ابوہریرہ کے عروہ وطاؤس وحسن کا یہی قول ہے بعض نے کہا ہے کہ اگر روزہ فرض ہے تو تمام کرکے قضا رکھے اور جو نفل ہے تو کچھ ضرر نہیں ابراہیم نخعی وحسن بصری سے یون ہی کہا ہے بعض نے کہا حدیث ابوہریرہ حدیث عائشہ وام سلمہ سے منسوخ

ہو گئی لیکن تاریخ تو معلوم ہی نہیں ہے، ابن حزم نے یہ دعوی کیا ہے کہ نسخ حدیث مذکور کا آیت سے ہے مگر یہ بھی معیاب ہے
کیونکہ تاریخ ندارد بلکہ ظاہر تاریخ سے خلاف ہوا ہے بعض نے حدیث ابو ہریرہ کو نفی کمال پر محمول کیا ہے پس بموجب
حدیث عائشہ و ام سلمہ کے جو دلیل میں جواز پر روزہ ہوگا ابن کثیر نے کہا یہی مسلک اقرب و اجمع اقوال ہے **ف**
اس ارشاد سے کہ تمام کرو روزے کو رات تک یہ نکلا کہ افطار نزدیک غروب آفتاب کے حکم شرعی ہے جیسا کہ صحیحین میں
عمر بن خطاب سے مرفوعاً آیا ہے کہ جب آوے رات ادھر سے اور جاوے دن ادھر سے تو صائم افطار کرے ابو ہریرہ کا لفظ
مرفوع یہ ہے اللہ تعالی فرماتا ہے بڑا محبوب بندوں میں مجھ کو وہ شخص ہے جو جلدی سے روزہ افطار کرتا ہے رَوَاہُ
اَحْمَدُ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے، بشیر بن خصاصیہ کی بی بی نے چاہا تہا کہ دو روزے ملا کر رکھیں بشیر نے منع
کیا اور یہ کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مواصلت سے نہی فرمائی ہے یہ کہا ہے کہ یہ کام نصاری کرتے ہیں
تم اسی طرح روزہ رکھو جس طرح تمکو اللہ نے حکم دیا ہے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ جب رات ہو تو روزہ کھول
ڈالو اسی لیے احادیث صحیحہ میں وصال صوم سے منع کیا ہے وصال یہ ہے کہ دوسرے پر روزہ رکھے بیچ میں کچھ کھاوے
حدیث ابی ہریرہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تم وصال نہ کرو کہا آپ تو کرتے ہیں فرمایا
میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات بسر کرتا ہوں مجکو میرا رب کھلاتا پلاتا ہے لوگ وصال سے باز نہ رہے حضرت
نے انکے ساتھ دو رات دن وصال کیا پھر چاند دیکھ لیا فرمایا اگر چاند دیر کرتا تو میں تمہارے ساتھ زیادہ وصال
کرتا یہ بات بطور خفگی و غصے کے فرمائی رَوَاہُ اَحْمَدُ یہ حدیث صحیحین میں بھی آئی ہے یہیں ثابت ہوا ہے کہ وصال
خصائص رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے تہا آپ کو وصال کی طاقت تھی مدد ملتی تھی ابن کثیر کہتے ہیں
طعام و شراب جسکا ذکر حضرت نے فرمایا ظاہر یہ ہے کہ معنوی تہا حسی ورنہ حسی کے ہمراہ وصال نہیں تا جس طرح
کسی شاعر نے کہا ہے ؎ لَهَا اَحَادِيثُ مِنْ ذِكْرَاكَ تَشْغَلُهَا ✤ عَنِ الشَّرَابِ وَتُلْهِيهَا عَنِ الزَّادِ ✤
ہاں جسکو یہ بات پسند ہو کہ غروب آفتاب سے وقت سحر تک کا رہے تو یہ ہو سکتا ہے کیونکہ حدیث ابی سعید خدری میں آیا
ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے وصال نہ کرو جو کوئی وصال کرنا چاہے وہ سحر تک کرے کہا آپ جو
کرتے ہیں فرمایا میں تمہاری ہیئت نہیں ہوں میں جو رات بسر کرتا ہوں تو ایک مطعم ایک ساقی مجھکو کھلاتا
پلاتا ہے رَوَاہُ الشَّيْخَانِ ام ولد حاطب نے فرمایا تو کہ صحبت وصال آل محمد سحر سے سحر تک رَوَاہُ ابْنُ جَرِيرٍ
علی مرتضی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم وصال کرتے تھے سحر سے سحر تک رَوَاہُ اَحْمَدُ ابن زبیر و غیرہ سلف
چند روز وصال کرتے تھے تو بطور ریاضت نفس کرتے تھے نہ بطریق عبادت یا نہی وصال کو تھی ارشادی براہ
شفقت سمجھا تھا جسطرح حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ یہ منع ازراہ رحمت تھا اس لیے ابن زبیر اور انکے بیٹے عامر
وغیرہ لوگ جو انکی چال پر تھے اسکام کو کرتے انکو قوت تھی کہتے ہیں ابن زبیر لگاتار سات دن روزہ رکھتے ساتویں

رہو اپنے کہانے سے قوی مضبوط نظر آتے ہو ابو العالیہ نے کہا اللہ نے روزہ دن کا فرض کیا ہے جب رات آئی تو اب
جسکا جی چاہے کہائے جسکا جی نہ چاہے نہ کہائے **ف** ابن عباس نے کہا منع مباشرت حالت اعتکاف
مین اُس شخص کے حق مین ہے جو رمضان یا غیر رمضان مین مسجد کے اندر معتکف ہوا ہے اللہ نے اُسپر وطی کرنا
عورتون کا رات کو اور دن کو حرام کیا ہے جبتک کہ اعتکاف ہوچکے ضحاک نے کہا مسجد غیر مسجد کسی جگہہ بھی اعتکاف مین
جماع نہین یہی قول ہے مجاہد و قتادہ وغیرہما کا اسی طرف ایک جماعت صحابہ و تابعین گئی ہے اسی پر علماء کا
اتفاق ہے کہ جو شخص مسجد مین معتکف ہے اُسپر عورتین حرام ہین اگر کسی حاجت ضروری کے لیے گھر مین
آیا ہے تو زیادہ حاجت سے نہ ٹھیرے قضاے غائط یا اکل جسکے لیے آیا ہو کر کے جلد پھر کھڑا ہو جورو کا
بوسہ لے نہ اُسکو گلے لگائے نہ بیمار پرسی کرے ہان راہ چلتے پوچھ لے فتح البیان مین لکھا ہے کہ اعتکاف
شرع مین نام ہے ملازمت طاعت مخصوص کا شرط مخصوص پر اسپر اجماع ہے کہ اعتکاف واجب نہین ہے
اور نہین ہوتا مگر مسجد مین ابن مسعودؓ نے مرفوعا کہا ہے کہ نہین اعتکاف مگر مساجد ثلاثہ یا مسجد جماعت مین
رَوَاہُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ انتہے عورت اگر اعتکاف کرے تو اُسکو مسجد بیت کافی ہے یعنے نزدیک تین
امامون کے سوا امام مالک کے گھر کی مسجد وہی جگہہ ہے جسکو مکان زنانہ مین عورتون نے واسطے نماز پڑہنے
کے علیحدہ مقرر کر رکہا ہے اور اگر مسجد مین پردہ کر کے یا خیمہ یا ڈیرا راوٹی لگا کر اعتکاف کرے تو سب سے
افضل ہے اس لیے کہ ازواج مطہرات نے مسجد نبوی مین بوریے کا حجرہ بنا کر اعتکاف کیا ہے واللہ اعلم ابن کثیر
نے مسائل متعلق و مختلف اعتکاف کتاب الصیام مین لکھے ہین فقہاے مصنفین جو کتاب اعتکاف کو بعد
کتاب الصیام کے لکھتے ہین یہ اقتدا ہے قرآن عظیم کا کیونکہ اللہ پاک نے بعد ذکر صوم کے ذکر اعتکاف کا فرمایا
اس ترتیب مین یہ ارشاد بھی ہے کہ تم صوم مین اعتکاف بھی کیا کرو آخر شہر صیام مین معتکف ہوا کرو
جسطرح رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ عشرہ اواخر شہر رمضان آخر دم تک اعتکاف
کرتے رہے پھر حضرت کے بعد آپکی بیبیون نے اعتکاف کیا یہ حدیث صحیحین مین عائشہؓ سے آئی ہے صفیہ بنت
حیی حضرت کے دیکھنے کو آیا کرتین مین حضرت معتکف ہوتے تو وہ بھر بات چیت کر کے چلی جاتین ایک رات رخصت
ہوکر اپنے گہر جاتی تہین انکا گھر جانب مدینہ مین اسامہ بن زید کے گھر مین تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم اُنکے پہونچانے گھر تک کھڑے ہو گئے راہ مین دو انصاری ملے اُنہون نے حضرت کو دیکھکر جھپاٹا
کیا دوسری روایت مین ہے کہ شرم سے پیچھے ہٹنے لگے اس لیے کہ حضرت کے ساتھ حضرت کی بی بی تہین فرمایا
ٹھیرو جلدی سے بہاگے نہ جاؤ یہ صفیہ بنت حیی ہے اُنہون نے کہا سبحان اللہ اے رسول خدا فرمایا شیطان
خون کی طرح آدمی کی رگون مین چلتا پھرتا ہے مین ڈرا کہ کہین تمہارے دل مین کچھ اور خیال نہ آوے تعاؔ

الشیخان امام شافعی رحمہ نے فرمایا حضرت نے یہ چاہا کہ اپنی امت کو تہمت کی جگہ سے بچنے کی تعلیم فرماوین تاکہ کسی محذور مین نہ گرین ورنہ وہ دونون انصاری اتقی تھے وہ کبھی کسی طرح کا گمان رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکرتے رہی یہ بات کہ لفظ مباشرت سے اس آیت شریف مین کیا مراد ہے ابن کثیر نے کہا مراد جماع اور دواعی جماع مین جیسے بوسہ لینا یا گلے لگانا یا اور کچھ سو اسکے باقی رہا چیز کا اٹھانا دہرنا یا کوئی اور کام کرنا سو منع نہین ہے کیونکہ صحیحین مین عائشہ سے آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک اپنا اُنسے نزدیک کر دیتے تہ سر مین کنگہی کرتی مین حالانکہ حائض ہوتی مین حضرت گہر مین بغیر حاجت انسان نہ آتے غرضکہ یہ سارے حکم رخصت و عزیمت وحرمت و اباحت عایت صوم کے جو اسجگہہ بیان فرمائے ہین اللہ کے حدود و شرائع ہین انکے پاس پہٹکنا نہ چاہیے سو جسطرح اس آیت شریف مین احکام صیام بیان کیے ہین اسی طرح اللہ تعالی سائر احکام اپنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان صدق ترجمان پر لوگون کے لیے بیان فرماتا ہے شاید وہ لوگ راہ پر آجاوین طاعت اختیار کرین کما قال تعالی هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس مین ناحق اور نہ پہونچاؤ انکو حاکمون تک کہ کھا جاؤ کاٹ کر لوگون کے مال مین سے مارکر گناہ کے اور تمکو معلوم ہے یعنی کسی کے مال کی خبر حاکمون کو نہ دو یا اپنا مال رشوت مین دیکر حاکم کو مہربان بنا کر کسی کا مال نہ کھا جاؤ **ف** ابن عباس نے کہا یہ آیت اُس شخص کے حق مین آئی ہے کہ جسپر کسی کا مال لینا ہے مگر کوئی گواہ نہین یہ شخص اس مال کا انکار کرکے حاکم کے سامنے جھگڑتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ اسپر حق ثابت ہے وہ اُس مال کو حرام طور کھاتا ہے یہی بات ایک جماعت تابعین نے کہی ہے پھر یہ کہا کہ تو نہ جھگڑا در تو جانتا ہے کہ تو ظالم ہے صحیحین مین ام سلمہ سے آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سُن رکھو کہ مین بشر ہون میرے پاس کوئی خصم آتا ہے شاید بعض لوگ تمہارے بات چیت مین بعض سے تیز ہین مین اُسکے موافق حکم دیتا ہون سو جسکو مینے کوئی حق کسی مسلمان کا دلوا دیا تو وہ ایک آگ کا ٹکڑا ہے اب چاہے اُس ٹکڑے کو اُٹھاوے یا چھوڑ دے پس اس آیت کریمہ اور اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ حکم حاکم کسی نفس الامر مین مبدل نہین کر دیتا ہے تو پھر کوئی چیز حرام حقیقت مین حلال ہوگی نہ کوئی حلال چیز حرام ہو سکیگی بلکہ فقط ظاہر کا الزام رہا حاکم کو اجر ملیگا حیلہ گر گناہ رہیگا اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا کہ تمکو معلوم ہے یعنی بطلان اپنے دعوی کا جسکو تم باتین بنا کر ثابت کیا چاہتے ہو قتادہ نے کہا اے لوگو حکم قاضی کا نہ کسی حرام کو حلال کر سکتا ہے نہ کسی باطل کو حق قاضی جو دیکھتا ہے اُس کی رو گواہی دیتے ہین اسکے موافق حکم کرتا ہے بشر ہے اُس سے خطا بھی ہو جاتی ہے بیشک

بات بھی کہتا ہے سو جس کسی کے لیے کوئی حق ٹال دیا گیا تو وہ جھگڑا ابھی نہیں چکا قیامت میں اللہ دونوں کو جمع کر کے حقدار
کا فیصلہ ناحق والے سے کریگا یہ فیصلہ اس نیاؤ سے زیادہ درست و ٹھیک ہوگا جو باطل کے لیے محق پر دنیا میں کیا گیا تھا۔
ف یہ آیت شریف شامل ہے ساری بہت ساری مال کو کوئی چیز بھی اس حکم عام سے باہر نہیں نکل سکتی مگر جسپر کوئی
دلیل شرعی جلی ہو کہ فلان مال کا لینا جائز ہے کہ سوقت اخذ اسکا حق سے ہوگا نہ باطل سے اور اس مال کا کھانا حلت
سے ہے کا نہ گناہ سے گو صاحب مال ناخوش ہی کیون نہو جیسے دلوانا قرض کا جبکہ قرضدار نہ دے یا لینا زکوۃ کا جو اسپر
واجب ہی ہے یا جس کسی کا نفقہ شرع میں واجب ہے حاصل یہ ہے کہ جس مال کا لینا مالک سے شرع نے مباح نہیں کیا
ہے وہ مال ناکول بالباطل ہے گو مالک مال کا جی خوش ہو جیسے مہر بغی یعنی کسی کی خرچی یا حلوان کاہن یعنی نذرانہ غیب
کی باتیں بتلانے والے کا یا قیمت شراب کی یا اجرت سرودی کی یا جہاد رشوت یا جھوٹی گواہی یا امانت میں خیانت
یا ظلم و غصب نماز کی ورنہ لی وجوہ سی سے مال لیکر کھانا یعنے یہ نہ کرو کہ ادھر تو باطل سے مال کھاؤ اور ادھر حاکمون
تک جھوٹی بات بنا کر پہنچاؤ حاکم خواہ مال میں حکم دے یا فرج میں جب وہ حکم کسی جھوٹی گواہی یا جھوٹی قسم پر جاری
ہوگا تو اس مال کا کھانا کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا اسی کا نام اکل بالباطل ہے اسیطرح جب کسی حاکم نے رشوت
لیکر کوئی حکم دیا تو وہ مال باطل سے لیا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حکم حاکم سے اباحت
ہو جاتی ہے سو یہ روایت یا تو ان سے ثابت نہ ہوگی اور اگر ثابت ہے تو مردود ہے بنص کتاب و سنت صحیحہ یعنی
حدیث متفق علیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کسی نے کہا مراد آیت سے یہ ہے کہ تم حاکمون کا نام لیکر لوگون کا مال کھاؤ و لکن یعنی
اول ولی ہین قاضی شریح کہا کرتے تھے میں حکم کرتا ہون موافق تیرے اور میں خیال کرتا ہون کہ تو ظالم ہے لکن
مجھکو سوا اسکے کہ جو بینہ حاضر ہے اس کے مطابق حکم کر دون اور کچھ نہیں بن سکتا ہے مگر میرا حکم کسی حرام کو تیرے
لیے حلال نہیں کریگا۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ
مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ ترجمہ
پوچھتے ہیں چاند کا نیا نکلنا تو کہہ یہ وقت ٹھیرے ہیں واسطے لوگون کے اور واسطے حج کے اور نیکی یہ نہیں کہ گھرون
میں آؤ چھت پرسے لیکن نیکی وہی ہو کوئی بچتا رہے اور گھرون میں آؤ دروازون سے اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید
تم مراد کو پہنچو **ف** لوگون نے حضرت سے پوچھا تھا کیا سبب ہے چاند ایک حالت پر نہیں رہتا اللہ نے جواب
فرمایا کہ اسپر حال بدلتے رکھے ہیں تا مہینے کی حد ٹھیرے پھر مہینون سے برس ٹھیرے پھر اسپر خلق کی معاملت اور
کی عبادت کو وقت ٹھیرے عبادت جو برس میں مقرر ہے ایک روزہ ہے جسکا حکم مذکور ہوا دوسرے حج ہے اسکا
حکم آگے شروع ہوتا ہے کفر کی غلطیون میں ایک یہ تھا کہ جب گھر سے نکلا احرام باندھا حج کا پھر کچھ ضرورت ہوئی
کہ گھر میں جانا چاہیے تو دروازے سے نہ جاوے چھت پر چڑھ کر آتے اسکو اللہ نے غلط کیا ابن عباس نے کہا

موقیت سے یہ مراد ہے کہ لوگ ہلال سے وقت ختم میعاد قرض کا عورتوں کی عدت کا وقت حج کا
معلوم کرتے ہیں ابو العالیہ نے کہا یہ وقت ہیں صوم مسلمین و افطار صوم و عدت نساء کے یہی قول
ہے عطاء و ضحاک و قتادہ و سدی و ربیع کا ابن عمر نے مرفوعاً کہا ہے اسنے ہلال کو وقت مقرر
کیا ہے تم روزہ رکھو ہلال دیکھکر کھولو ہلال دیکھکر اگر تمپر ابر ہو تو تیس دن گن لو رواہ عبدالرزاق
اسکو حاکم نے بھی حدیث ابن ابی رواد سے نقل کیا ہے پھر یہ کہا کہ وہ ثقہ عابد مجتہد شریف
النسب تھا اس حدیث کی اسناد صحیح ہے شیخین نے اسکو روایت نہیں کیا یہی مضمون حدیث
طلق میں بھی مرفوعاً آیا ہے۔ حدیث ابی ہریرہ کلام علی مرتضی سے بھی مروی ہے ابن عباس
کہتے ہیں معاذ بن جبل و ثعلبہ بن عنمہ انصاری نے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا تھا کہ چاند کا
کیا حال ہے کہ پہلے تو باریک ایک تاگے کی طرح نکلتا ہے پھر بڑھتا جاتا ہے پھر برابر چوکس ہو کر گھٹنا
شروع ہوتا ہے باریک پڑ جاتا ہے پھر اسی طرح نکلتا ہے اسکا یہ جواب ملا کہ یہ بہت سے کاموں کے وقت
ہیں جیسے حل دین صوم و فطر اوقات حج اجارات اوقات حیض شروط سو حلہ ایمان و نذور وغیرہ ذلک اسلئے
اسکی چال اور سورج کی چال میں فرق ہے وہ ایک حال پر رہتا ہے اسکا حال بدلتا جاتا ہے خازن و ابو سعود
نے کہا یہ جواب مطابق سوال ہے اس سے حساب ماہ و سال کا درست رہتا ہے و مثلہ قولہ تعالیٰ لِتَعْلَمُوا
عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ کسی نے کہا یہ جواب اور طرح پر دیا ہے اسمیں تنبیہ ہے اس بات پر کہ تم سبب
اختلاف کو کیا پوچھتے ہو وہ تو ایک غیب کی بات ہے تمکو اس سے کچھ غرض نہیں یہ پوچھو جو ہم نے بتایا اسطرح کے جواب کو
اسلوب حکیم کہتے ہیں بخاری میں براء سے مروی ہے کہ جاہلیت میں جب احرام باندھتے گھر کے پچھواڑے سے آتے اسپر یہ آیت
اتری کہ گھر میں دروازے سے آؤ ابو داود کا لفظ یہ ہے کہ انصار جب سفر سے آتے تو گھر کے دروازے سے
داخل نہ ہوتے جابر نے کہا قریش کو حمس کہتے تھے وہ احرام میں ابواب سے آتے انصار اور سارے عرب پشت
کی طرف سے آتے ایک روز رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بستان میں تھے دروازے سے باہر آئے قطبہ
بن عامر انصاری ہمراہ تھے لوگوں نے کہا اے رسول خدا یہ شخص تاجر ہے آپکے ہمراہ دروازے سے باہر آیا اس سے کہا
تم نے یہ کیوں کیا کہا جو تمکو کرتے دیکھا وہی میں نے کیا آپ نے کہا ہم تو حمس ہیں کہا میرا دین تو وہی ہے جو تمہارا دین ہے اسپر یہ آیت
اتری رواہ ابن ابی حاتم اسی طرح ایک جماعت صحابہ و تابعین سے بھی مروی ہے حسن بصری نے کہا جو سفر کے ارادے سے
نکلتا اور نہ جاتا تو گھر کے پچھواڑے سے گھر میں آتا باب سے نہ آتا محمد بن کعب نے کہا جب کوئی اعتکاف کرتا تو دروازے سے
گھر میں نہ آتا عطاء بن رباح نے کہا اہل یثرب جب عید سے پھرتے گھروں میں پچھواڑے سے آتے اسکو اچھا کام سمجھتے
ابو عبیدہ نے کہا یہ ایک ضرب المثل ہے اسکے یہ معنے ہیں کہ جہال سے سوال کرنا کوئی اچھی بات نہیں اچھی بات تقوی ہے اور سوال

کرو اہل علم سے کسی کی کہ اس مثل کے یہ معنی ہیں کہ عورتوں کی دبر میں جماع نہ کرو قبل میں کرو اللہ سے ڈرو جو تم کو حکم دیا ہے
وہ بجالاؤ جس سے منع کیا ہے اُس کے پاس جاؤ شاید جلد تم کو استانے سامنے کھڑا کر کے جزا دیگا اُس دن
تم اُس کی پکڑ سے چھوٹ کر اپنی مراد کو پہنچ جاؤ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ
لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ
وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنِ انتَهَوْا
فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا
عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ لڑو اللہ کی راہ میں اُن سے جو لڑتے ہیں تم سے اور نہ زیادتی کرو اللہ نہیں چاہتا زیادتی
والوں کو مارو اُنکو جہاں پاؤ نکالدو اُنکو جہاں سے اُنہوں نے تمکو نکالدیا دین سے بچلانا مارنے سے
زیادہ ہے نہ لڑو اُن سے مسجد الحرام پاس جبتک وہ نہ لڑیں تم سے اُس جگہ پھر اگر وہ لڑیں تو اُنکو مارو
یہی سزا ہے منکروں کی پھر اگر وہ باز آویں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے لڑو اُن سے جبتک کہ نہ باقی
رہے فساد اور حکم رہے اللہ کا پھر اگر وہ باز آویں تو زیادتی نہیں مگر بے انصافوں پر **ف** حج کے
ساتھ میں یہ مذکور بھی ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے وقت سے شہر مکہ جائے امان ہے اگر یہاں دشمن
کو دشمن پاتا تو بھی کچھ نہ کہتا حج کے اول و آخر تین مہینے ذیقعدہ ذی الحجہ محرم چوتھا رجب کہ وہ بھی وقت
زیارت تھا یہ چار مہینے وقت امان تھے کہ ملک عرب میں راہیں جاری ہوتیں لڑائی موقوف رہتی
اللہ تعالیٰ اُنکا حکم فرماتا ہے اس بیچ میں اور بھی لڑائی کے حکم جہاد کے آداب سکھاتا ہے یہ جو فرمایا کہ جو تم سے
لڑیں ان سے لڑو زیادتی نہ کرو اس کے معنی یہ ہیں کہ لڑائی میں لڑکے بوڑھے عورتیں قصداً نہ مارے
جاویں لڑنے والوں کو مارو پھر یہ بتایا کہ مکہ جائے امن ہے لیکن جب انہوں نے ابتدائی اور تم پر ظلم کیا ایمان
لانے پر ستانے لگے کہ یہ مار ڈالنے سے زیادہ ہے تو اب اُنکو امان نہ رہی جہاں پاؤ مارو آخر جب مکہ فتح ہوا تو
حضرت نے بھی حکم کیا کہ جو ہتھیار سامنے کرے اُسی کو مارو باقی سب کو امن دیا پھر اللہ نے کہا اگر اس سب پر بھی مسلمان
ہوں تو توبہ قبول ہے پھر یہ فرمایا کہ لڑائی کافروں سے اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو دین سے گمراہ نہ کریں اور
حکم اسکا جاری رہے اگر تابع ہو کر رہیں تو لڑائی کی حاجت نہیں ایمان تو دل پر موقوف ہے زور سے مسلمان
کرنا کیا حاصل **ف** ابو العالیہ نے کہا پہلی آیت ہے جو متعلق قتال میں مدینہ میں اُتری اس کے اترنے
پر جو کوئی لڑتا اُس سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی لڑتے جو نہ لڑتا اُس سے نہ لڑتے یہانتک کہ
سورہ برات اتری یہی قول ابن زید کا ہے اُنہوں نے کہا یہ آیت منسوخ ہے اسکی ناسخ وہ آیت ہے فَاقْتُلُوا
الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ ابن کثیر کہتے ہیں اس میں نظر ہے اسلیے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ

بہر کیف ہے کہ جو دشمن پرچڑھکا ارادہ قتال اسلام اور اہل اسلام کا ہو یعنی جسطرح وہ تم سے لڑتے ہیں تم بہی اُنسے لڑو کما قال وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً اسی لیے اس آیت میں یہ فرمایا ہے وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ الآیۃ یعنی تمہاری ہمت لڑنے پر ویسی ہی آمادہ اور بلند رہے جیسی اُنکی ہمت جیسے تمہارے لڑنے پر اور تمہارے نکالنے پر تمہارے شہروں سے برابر کا بدلہ ہے زیادتی سے منع کیا یعنی مرتکب منہی نہو جیسے مثلہ کرنا خیانت کرنا نساء و صبیان و شیوخ کا مارنا جنکو کچھ عقل نہ ہمت قتال یا رہبان و اصحاب صوامع کا قتل کرنا درختوں کا جلا دینا حیوان کا بغیر مصلحت مار ڈالنا یہی قول ہے ابن عباس و عمر بن عبد العزیز و مقاتل بن حیان کا اسی لیے صحیح مسلم میں بریدہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے تہے جاؤ لڑو راہ خدا میں مارو انکو جو منکر ہیں اللہ کے خیانت نکرو غدر نکرو مثلہ نکرو بچون کو اور صومعہ والون کو نمارو رَوَاہُ احمد و ایضاً ابن عباس کا یہ لفظ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جب کوئی لشکر بہیجتے فرماتے نکلو بسم اللہ لڑو راہ خدا میں کافرون سے زیادتی نکرو خیانت نکرو مثلہ نکرو اولاد کو صومعہ والون کو نمارو رَوَاہُ احمد اسی طرح ابو داؤد نے بہی انس سے روایت کیا ہے صحیحین میں ابن عمر سے آیا ہے کہ بعض غزوات نبوی میں ایک عورت مقتول ملی آپنے قتل نساء و صبیان پر انکار کیا حذیفہ نے کہا بیان کین رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہم سے کہاوتیں ایک تین پانچ سات نو گیارہ اُن میں سے ایک مثل کہی باقی چہوڑدین فرمایا ایک قوم کمزور و محتاج تہی ان سے جبر و عداوت والے لڑے اللہ نے اہل ضعف کو اُنپر فتح دیا اُنہوں نے اپنے دشمنون کو کام کاج میں لگایا اُنپر مسلط ہوگئے اللہ کو اپنے اوپر دن قیامت کے خفا کر دیا رَوَاہُ احمد ابن کثیر نے کہا یہ حدیث حسن الاسناد ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جب ان ضعفاء نے اُن اقویا پر قدرت پائی تو زیادتی بیجا کی جو کام لائق اُنکے نہ تہا اُن سے لینا شروع کیا اللہ تعالی انپر بسبب اس زیادتی ...... کے ناخوش ہوگیا احادیث و آثار اس باب میں بہت ہیں جہاد میں جان کا جانا لوگون کا قتل ہونا ہوتا ہے اس لیے اسکا پتہ لگا دیا کہ انکا کفر و شرک ساتھ خدا کے روکنا اسکی راہ سے کہیں زیادہ سخت اور بڑا ہے قتل سے ابو العالیہ و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و حسن و قتادہ و ضحاک و ربیع نے کہا شرک سخت تر ہے قتل سے یعنی مراد فتنے سے اسجگہ شرک ہے پہر فرمایا کہ پاس مسجد الحرام کے نہ لڑو صحیحین میں آیا ہے کہ حرام کیا اللہ نے اس شہر کو جس دن آسمان زمین کو پیدا کیا سو یہ حرام ہے اللہ کے حرام کرنے سے قیامت تک حلال نہیں ہوا مگر ایک ساعت دن کو اور وہ اس ساعت میں بہی حرام ہے اسکی حرمت سے روز قیامت تک کاٹا جاوے درخت اسکا نہ کہیر جاوے کانٹا اسکا اگر کوئی رخصت لے قتال رسول سے تو تم کہدو کہ اللہ نے اذن دیا تہا اپنے رسول کو تمکو اذن نہیں دیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں مراد لڑنا ہے ایک دن فتح مکہ کے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لڑکر لیا تہا کچھ لوگ خندمہ کے نزدیک رہگئے کسی نے کہا صلح سے ختم کیا تہا اس

اس دلیل سے کہ آپ نے فرمایا تھا جس نے بند کر لیا دروازہ پناوہ امن میں ہے جو داخل ہوا مسجد میں وہ امن میں ہے جو
گھس گیا گھر میں ابوسفیان کے وہ امن میں ہے پھر اللہ تعالیٰ نے قتال سے نزدیک مسجد حرام کے روکدیا مگر اس صورت
میں کہ ابتدا انہی کی طرف سے ہو گویا دفع کرنا ہے حملہ آور کا جس طرح کہ حضرت نے دن حدیبیہ کے نیچے درخت کے
بیعت لی تھی قتال پر جبکہ قریش و ثقیف نے حملہ کیا تھا مگر اس وقت بھی قتال کو اللہ نے روکدیا کما قال تعالیٰ
وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۔ وقال وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ
وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ
لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۔ پھر ارشاد کیا کہ اگر وہ لوگ حرم میں نہ لڑیں توبہ کر کے مسلمان
ہو جائیں تو اللہ اُنکے گناہ بخشدیگا گو مسلمانوں کو انھوں نے اللہ کے حرم میں قتل ہی کیوں نہ کیا ہو اسلئے کہ
اللہ کے آگے کوئی گناہ اتنا بڑا نہیں جسکو توبہ کرنے سے بھی بخشا نہ جاوے پھر فرمایا کہ کافروں سے اتنا لڑو کہ فتنہ
یعنے شرک باقی نہ رہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہی قول ہے کہ اللہ کا دین سب دینوں پر اونچا و غالب
ہو جاوے جس طرح صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری سے آیا ہے جبکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا کوئی آدمی
شجاعت کے لئے کوئی حمیت کے لیے کوئی ریا کے لیے لڑتا ہے انمیں سے کونسا لڑنا اللہ کی راہ میں ہے فرمایا جو
اسلئے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو وہی اللہ کی راہ میں ہے یہ بھی صحیحین میں آیا ہے مجھکو حکم ہے کہ میں لوگوں سے یہانتک لڑوں کہ
وہ سب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے قائل ہوں جب وہ اسکے قائل ہونگے تو اپنے خون اپنے مال مجھسے بچا لینگے مگر حق سے اُنکا حساب اللہ
پر ہے پھر اگر وہ شرک و قتال مومنین سے باز ہیں تو پھر جو کوئی اُنسے بعد اس باز رہنے کے لڑیگا وہی ظالم و متعدی ہے مراد عدوان
سے یہاں مجازاً معاقبہ و مقابلہ ہے کقولہ فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ وقولہ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ
سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۔ عکرمہ و قتادہ نے کہا ظالم وہ ہے
جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے سے انکار کیا بخاری میں ہے کہ دو آدمی فتنہ ابن زبیر میں پاس ابن
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آئے کہا لوگ ضائع ہو گئے تم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
بیٹے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب ہو تمکو نکلنے سے کون مانع ہے انھوں نے کہا یہ
مانع ہے کہ اللہ نے میرے بھائی کا خون حرام کیا ہے کہا اللہ نے یہ بھی تو فرمایا ہے وَقَاتِلُوهُمْ
حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم نے قتال کیا یہانتک کہ فتنہ باقی نہ رہا دین اللہ کا ہو گیا
تم یہ چاہتے ہو کہ یہانتک لڑو کہ پھر فتنہ قائم ہو جاوے دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک آدمی نے ابن عمر
سے کہا کیا سبب ہے تم ایک سال حج کرتے ہو ایک سال گھر بیٹھتے ہو اللہ کی راہ میں جہاد کرنا تم نے
چھوڑ دیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ نے کیسی ترغیب جہاد میں فرمائی ہے کہا اے بھتیجے اسلام

کی پانچ بنیادین یعنی ایمان لا الہ الا اللہ ورسول پر پڑھنا نماز پنجگانہ کا روزہ رکھنا رمضان مین ادا کرنا زکوۃ و حج کا کہا تم نہین سنتے جو اللہ نے اپنی کتاب مین کہا وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ ابن عمر نے کہا ہم یہ کام عہد رسالت مین کر چکے جب اسلام کم تہا آدمی فتنۂ دین مین پہنس جاتا تہا یا مارا جاتا یا قید کیا جاتا جب اسلام بہت ہو گیا کوئی فتنہ نہ رہا کہا بہلا علی و عثمان کے حق مین کیا کہتے ہو کہا اللہ نے عثمان کو معاف کیا مگر تمکو معاف کرنا خوش نہین آتا رہے علی سو وہ ابن عم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے داماد ہین پہر ہاتہ سے اشارہ کیا کہ یہ انکا گہر ہے جیسے تم دیکہتے ہو **ف** فتح البیان کا یہ لفظ ہے کہ با اطلاق اہل علم قتال ہجرت سے پہلے منع تہا بقولہ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ وقوله وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا وقوله لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ وقوله اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ وغیرہ آیات جو مکے مین اتری ہین پہر جب مدینے کو ہجرت ہوئی حکم قتال کا ہوا یہ آیت باب اتری کسی نے کہا پہلی آیت قتال کی یہ ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا یہان تک کہ یہ آیت آئی اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ قولہ تعالی وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً کہتے ہین اس آیت سے ستر آیتین منسوخ ہوئین ایک جماعت سلف نے کہا مراد اَلَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ سے سوا عورتون بچون بوڑہون بیمارون درویشون دیوانون اپاہجون لنگڑون لولون معذورون کے ہین اور اس آیت کو محکم غیر منسوخ ٹہیرایا ہے اللہ نے پہلی آیت مین حکم جہاد کا اس شرط سے فرمایا تہا کہ اگر کفار پیشقدمی کرین تو تم بہی لڑو دوسری آیت مین یہ کہا کہ خواہ وہ لڑین یا نہ لڑین تم لڑو مگر باستثناء مسجد الحرام وقت فتح مکے جو کوئی مسلمان نہوا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بموجب حکم اَخْرِجُوْهُمْ شہر سے نکالدیا فتنے سے ایک مراد وہ آفت بہی ہے جو آدمی کی جان پر یا اہل و مال پر یا آبرو پر آتی ہے وہ بہی قتل سے بڑھکر ہے ظاہر یہ ہے کہ مراد فتنہ سے دین مین کسی سبب ہو کسی صورت پر ہو اسی لیے اسکو اشد ٹہیرایا ہے ایک گروہ نے کہا یہ آیت محکم ہے یعنی حرم مین قتال کرنا حرام ہے مگر جب کوئی براہ تعدی قتال کرے تو اسکا مدافعہ مقاتلہ سے جائز ہے شوکانی کہتے ہین حق یہی ہے جسنے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے اسنے کہا جمع ممکن ہے اس طور پر کہ جہان مشرک کو پاؤ مگر حرم مین یعنی عام کو خاص پر بنا کیا اور حدیث صحیحین حلت ایک ساعت آئی ہے اسی کی مؤید ہے قائلین نسخ کہتے ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن خطل کو قتل کیا حالانکہ وہ کعبے کے پردے سے لگا تہا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ قتل اسی ساعت حلت مین ہوا تہا اب یہی حکم ہے کہ مشرکون کو قتل کرنا چاہیے گو حرم مین ہو مگر ابتداء بہی انکی طرف سے ہو اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَیْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۝

حرمت کا مہینا مقابل حرمت کے ہے پہر کیونکر ہوا یہ بلکہ ہے پہر جسنے تم پر زیادتی کی تم بہی اسپر زیادتی کرو جیسی اسنے زیادتی کی تمسے اور ڈرو اللہ سے اور جان رکہو کہ اللہ ساتہ ہے پرہیزگارون کے **ف** یعنی اگر کوئی کافر ماہ حرام کو مانے کہ اس مہینے مین تم سے نہ لڑے تو تم بہی اُس سے نہ لڑو اور اسکے کے لوگ اسی مہینے مین ظلم کرتے رہے مسلمانون پر پہر مسلمان اُنسے کیون قصور کرین بلکہ سفر حدیبیہ مین ماہ ذیقعدہ تہا عمرے کو حضرت گئے کافرون نے روکا وہ رہ گئے یہ آیت اسواسطے اُتری کہ مسلمان خطرہ کرتے تہے کہ اگر ماہ حرام مین کافر لڑنے لگین تو ہم کیا کرین لڑتے تہے **ف** ابن عباس ضحاک سُدی قتادہ مقسم ربیع عطا وغیرہم نے کہا ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سال ششم ہجرت مین عمرے کے لیے گئے تو مشرکون نے شہر مین آنے جیسا اسمین جانے سے آپ کو اور سارے ہمراہیون کو ماہ ذیقعدہ مین روکدیا حالانکہ یہ مہینا حرام تہا آخر سال آیندہ پر صلح کرلی چنانچہ اگلے سال مع مسلمین داخل ہوئے وللہ الحمد اللہ نے اُس قصے کا ذکر کیا اور یہ آیت اُتاری جابر بن عبد اللہ کہتے ہین حضرت شہر حرام مین نہ لڑتے مگر جبکہ آپ سے کوئی لڑتا جب لڑتے اور مہینا حرام کا آجاتا تو رک جاتے یہان تک کہ گذرجاوے اسکو امام احمد نے روایت صحیح کیا ہے یہ بات یون ہوئی کہ حضرت حدیبیہ مین ٹہیرے ہوئے تہے کہ اتنے مین یہ خبر آئی کہ عثمان مارے گئے انکو حضرت نے بطور سفیر نزدیک مشرکین بہیجا تہا بیان حضرت نے نیچے درخت کے ایک ہزار چارسو اصحاب سے قتال مشرکین پر بیعت لی تہی جب معلوم ہوا کہ عثمان زندہ ہین تو رک گئے مصالحہ کرلیا پہر جو کچہ ہوا سو ہوا اسی طرح جب قتال ہوازن سے دن حنین کے فارغ ہوئے تو طائف کا محاصرہ فرمایا پہر مہینا ذوالقعدہ کا آگیا اس محاصرے مین منجنیق بازی ہوتی تہی چالیس دن تک محاصرہ رہا صحیحین مین آیا ہے کہ ابن عمر نے کہا جب بہت صحابہ مارے جانے لگے تو حضرت وہان سے بے فتح پہر آئے مکے کی طرف پہر جعرانہ سے عمرہ کیا جہان غنیمت حنین کی تقسیم ہوئی تہی یہ عمرہ جعرانہ بہی ماہ ذیقعدہ مین پڑا تہا سال ہشتم ہجرت سے **ف** اس آیت مین حکم عدل کا فرمایا ہے یہان تک کہ مشرکین مین بہی کما قال تعالی فَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وقال وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ابن عباس کہتے ہین یہ آیت مکے مین اُتری ہے جہان ...... نہ جہاد تہا نہ کوئی خار پہر آیت قتال نے جو مدینے مین اُتری ہے اسکو منسوخ کردیا ابن جریر اس قول کا رد کرتے ہین یہ کہتے ہین کہ نہین بلکہ یہ آیت مدنی ہے بعد عمرۂ حدیبیہ کے اُتری ہے اس قول کو طرف مجاہد کے منسوب کیا ہے ابن کثیر نے کہا اللہ ہے ساتہ متقیون کے یعنی نصرت و تائید سے دنیا و آخرت مین ہاتہہ سارے اگلے پچہلے مفسرون نے شرح آیت استواء کے باقی آیات معیت و قرب و احاطہ کو تاویل کیا ہے ساتہ الفاظ مناسب مقام کے سیاق مین اہل مذاہب اربعہ کی ایک ہی

حال ہے یا اس بیے کیا ہے کہ علو و فوق ذات استوا سے سمجھا گیا ہے سو اپنے حال پر قائم ہے آیات متشابہ موافق محکم ہو جاوین لیکن محققین اہل حدیث کا یہ طریقہ ہے کہ وہ قرب و معیت وغیرہا پر ایمان لاتے ہین تاویل عون و نصر و غیرہا نہین کرتے کیفیت اس معیت و قرب وغیرہا کی حوالہ استوی علی العرش رکھتے ہین کہ وہی جانے کہ معیت کیسی ہے یہ قرب کیسا ہے ہان بسبب ثبوت صفت استواء کے جسکا منشا یہ ہے کہ اپنی ذات پاک سے سارے عالم مین الگ تہلگ ہے عرش جو منتہائے مخلوقات غایت کا شامخ ہے اور اسکے اوپر پہر کوئی مخلوق نہین ہے اللہ اُس عرش کے اوپر ہے ہان جس جگہہ خود اللہ پاک نے قید علم وغیرہ کی لگا دی ہے جیسے مسئلہ احاطہ ہر شے مین وہان ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ احاطہ علمی ہے اسی جگہہ سے اہل تاویل و تفسیر نے بہی قرب و معیت کے ساتھ بہی کوئی قید مناسب مقام لگا دی ہے سو یہ تفسیر کچھ خلاف مقصود شرع نہین ہے مگر عدم خوض اولی و احوط ہے **ف** فتح البیان مین ہے کہ بطور مکافات و مجازات شہر حرام مین لڑنا منع ہے یہ آیت صریح ہے اسبات مین کہ ان سے سال حدیبیہ مین قتال واقع ہوا اور وہ یہ تہا کہ کچہ تہوڑی سی اکہاڑ پچہاڑ تیر اندازی و سنگ باری مین ہو کر رہگئی کسی نے کہا بدلا لینا ابتدائے اسلام مین تہا پہر آیت سے منسوخ ہو گیا کسی نے کہا نہین بلکہ اب بہی اسبات اسلامیہ باقی ہے اگر کوئی شخص کسی کے مال یا بدن یا آبرو پر تعدی کرے تو وہ بہی اسی طرح کا بدلا لے سکتا ہے شافعی وغیرہ اسی کے قائل ہین دوسرون نے کہا امور قصاص کے مقصور مین حکام پر بہی حکم اموال کا بہی ہے اسلئے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے تو ادا کر امانت کو خیانت نکر اُس کی جس نے تیری خیانت کی ہے اَخرَجَہُ الدَّارَقُطنِیُّ وَغَیرُہٗ ابو حنیفہ وغیرہ بہی کہتے ہین جمہور مالکیہ و عطا اسی طرف گئے ہین لیکن قول اول ارجح ہے ابن منذر اسی کے قائل ہین یہی مختار ہے ابن عربی و قرطبی کا بلکہ داؤدی نے ہسکو مالک سے بہی حکایت کیا ہے حضرت نے ابو سفیان کی بی بی سے فرمایا تہا کہ تو اُس کے مال سے بقدر کفایت خود و اولاد خود لیلیا کر یہ حدیث صحیح اسی کی مؤید ہے اس سے زیادہ صریح وہ منع تر آیت باب ہے فَمَنِ اعتَدٰی عَلَیکُم الاٰیۃ یہ جملہ گویا پہلے جملے کی تائید ہے اَلحُرُمٰتُ قِصَاصٌ یعنی ہر حرمت دریدگی مین قصاص یعنے بدلا ہے مگر ابن عباس نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اُس آیت سے وَمَن قُتِلَ مَظلُومًا فَقَد جَعَلنَا لِوَلِیِّہٖ سُلطٰنًا یعنی مقتول کا ناصر سلطان ہے وہ عوض قتل کا قاتل سے لیگا اور جس نے خود ہی بدلا لیلیا سلطان کو نہ پوچہا تو وہ عاصی مسرف ہے اس نے جاہلیت کا سا کام کیا اسکا حکم نہ مانا سو ہسکا جواب یہ ہے کہ مراد سلطان سے حجت تسلط ولی مقتول ہے قاتل پر اسی لیے اسراف فی القتل سے منع کیا ہے اور اگر آیت کے یہی معنی ہون جو ابن عباس نے فرمائے ہین تو یہ آیت مختص قتل کی مخصص عموم آیات مذکورۂ نہ ناسخ اسلیے کہ اس آیت مین لفظ قتل بہ تخصیص کی بجا و آیات مذکورہ مشامل قتل وغیرہ

ان آیات کے بعد خرچ کرنا جس پر مدار تقویٰ ہے معلوم ہے قَاتِلُوا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ … وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۰ خرچ کرو اللہ کی راہ میں نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاک میں نیکی کرو اللہ چاہتا ہے نیکی والون کو یعنی جہاد چھوڑ کر نہ بیٹھو اسی میں تمہارا ہلاک ہے بخاری نے حذیفہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حق میں نفقہ کے اتری ہے یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ابو عمران نے کہا ایک آدمی نے مہاجرون سے قسطنطنیہ میں صف دشمن پر حملہ کیا صف پھاڑ کر گھس گیا ہمارے ساتھ ابو ایوب انصاری تھے لوگون نے کہا دیکھو اس نے اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ابو ایوب نے کہا اس آیت کو ہم خوب جانتا ہون یہ ہمارے حق میں اتری ہے ہم حضرت کے پاس رہے حضرت کے ساتھ تھے جب اسلام پھیل گیا غالب ہوا ہم سب انصاری جمع ہوئے یہ ٹھہری کہ اب تو لڑائی بند ہے اہل و اولاد میں رہکر کچھ گھر کا دھندا کرین اسپر یہ آیت اتری سو تہلکہ یہی ہے کہ اہل و مال میں اقامت کرے جہاد چھوڑ دے اسکو اہل سنن و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و ابن جریر و ابن مردویہ و ابو یعلی و ابن حبان و حاکم سب نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن صحیح غریب کہا ہے حاکم نے شرط شیخین پر بتایا ہے ابو داود نے طریق دیگر لفظ دیگر سے روایت کیا ہے براء بن عازب سے ایک شخص نے پوچھا بھلا اگر مین دشمن پر حملہ کرون اکیلا ہون وہ مجھکو مار ڈالین تو کیا مین آپ ہلاکت مین پڑا کہا نہین اللہ نے اپنے رسول سے کہا ہے فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ یہ آیت تو حق مین نفقے کے آئی ہے حاکم نے اسکو شرط شیخین پر کہا ہے ترمذی نے اتنا اور زیادہ کیا تہلکہ یہ ہے کہ آدمی سے گناہ ہوا اور وہ توبہ نہ کرے مگر عمرو بن عاص نے ایک شخص کو محاصرہ دمشق سے اسی آیت کی بنیاد پر پھیر لیا کہ اس نے تنہا عدو پر محاصرہ کیا تہا وہ شخص از دشنوہ کا تہا ہان ابن عباس کہتے ہین کہ یہ آیت قتال مین نہین ہے بلکہ نفقے مین ہے کہ ہاتھ کو نفقہ فی سبیل اللہ سے نہ روکے کہ تہلکے مین پڑے ضحاک نے کہا انصار خیرات صدقات کیا کرتے تہے ایک سال قحط پڑا انہون نے اپنا ہاتھ روک لیا اسپر یہ آیت اتری حسن بصری نے کہا مراد تہلکے سے بخل ہے نعمان بن بشیر نے کہا تہلکہ یہ ہے کہ آدمی گناہ کرے پھر کہے کہ میری بخشش نہ ہوگی یہی قول عبیدہ و حسن و ابن سیرین کا بھی ہے یعنی ناامیدی کی بنیاد پر زیادہ گناہ کر کے ہلاک ہو جاوے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تہلکے سے مراد اللہ کا عذاب ہے زید ابن اسلم نے کہا تہلکہ یہ ہے کہ آدمی بھوک پیاس ملہ چلنے سے ہلاک ہووے فتح البیان مین کہا ہے حق یہ ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا پس جس بات پر صادق آوے کہ وہ تہلکہ ہے دین یا دنیا مین وہ اس آیت مین داخل ہے ابن جریر کا بھی یہی قول ہے اسی آیت مین وہ شخص بھی داخل ہے جو اکیلا لڑائی مین بادشاہ کے لشکر پر حملہ کرے قدرت بچاؤ کی نہ رکھتا ہو مجاہدین کو اس سے کچھ نفع

سو ترمذی … ماہ مین … [illegible] ۱۲

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible] اللہ کا احسان کا شکر کیا [illegible] ہے مقامات [illegible]

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ

الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ

نُسُكٍ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ

أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ

ربع

الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ پورا کرو حج و عمرہ اللہ کے لیے پھر اگر تم روکے گئے
تو جو میسر ہو قربانی بھیجو اور حجامت نکرو سر کی جبتک پہونچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر پھر کوئی تم مین
مریض ہو یا اسکو دکھ دیا اُسکے سر نے تو بدلا دیوے روزے یا خیرات یا ذبح کرنا پھر جب تم کو خاطر جمع ہو
تو جو کوئی فائدہ لیوے عمرہ ملا کر حج کے ساتھ تو جو میسر ہو قربانی ہو پھر جسکو پیدا نہ ہو تو تین روزے
رکھے حج کے دنون مین اور سات روزے رکھو جب تم پھر کر جاؤ یہ دس ہوئے پورے یہ اسکو ہے جسکے گھر والے
نہ ہون پاس مسجد الحرام کے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے ف
یہان سے حکم حج کے بیان کیے حج کا طریق یہ ہے کہ احرام باندھے پھر عرفے کے دن عرفات مین حاضر
ہو پھر وہان سے چلے تو رات رہے مشعر الحرام مین پھر صبح عید منا مین پہونچکر کنکر پھینکے اور حجامت
کرکے احرام اتارے پھر مکے مین جا کر طواف کعبہ کرے پھر صفا و مروہ کے بیچ مین دوڑے پھر منا
مین آوے تین دن رہے ہر روز کنکر پھینکے پھر مکے جا کر طواف رخصت کرے اور چلا جاوے عمرہ کا طریقہ
یہ ہے کہ احرام باندھے جن دنون چاہے طواف کعبہ کرے صفا مروہ کے بیچ مین دوڑے پھر حجامت کرکے احرام
اتارے حج و عمرے مین قربانی ضرور نہین ہے مگر کسی سبب سے یہان اللہ تعالی نے تین سبب فرمائے ایک
یہ کہ احرام کرکے شخص رکا گیا مرض سے یا دشمن سے تو کسی کے ہاتھ قربانی بھیجے جب کہ مین [illegible]
ہو تب یہ احرام سے نکلے پہلے حجامت نکرے دوسرا یہ کہ آزار سے یا سر کے بالون سے عاجز ہو کر احرام
مین حجامت کرے تو اسکا بدلا ہے یا قربانی پہونچانی یا تین روزے یا چھ محتاجون کو کھلا دے تیسرا
یہ کہ حج و عمرہ جدا جدا نکرے ایک ہی سفر مین دونون ادا کرے تو قربانی ضرور ہے پھر قربانی پیدا نہ
ہو تو دس روزے تین حج کے دنون مین اور سات پیچھے اور قربانی کم سے کم ایک بکری ایک شخص کو
اور ایک گائے یا اونٹ سات شخص کو [illegible] جو قربانی آئی سو مکے کے رہنے والون
[illegible] قران [illegible]

ہو گئے ہیں ف اللہ پاک نے بعد احکام جہاد کے ذکر جہاد کا کیا تھا اب بیان حج کا فرمایا حکم پورا کرنے کا حج
و عمرہ کو پورا کرنا ظاہر سیاق یہ ہے کہ جب افعال حج و عمرے کے شروع کر دیے تو انکو پورا کرے اور اسی لیے
اسی سبب رک جانے کی صورت بھی بیان کر دی کہ اگر تمام نہ کرسکو تو یہ یون کرو علما کا اتفاق ہے اس بات
پر کہ حج و عمرہ شروع کرنے سے کہلے بند ہو جاتا ہے خواہ عمرے کو واجب کہیں یا مستحب علی مرتضی نے کہا اتمام یہ ہے
کہ احرام گھر سے باندھ کر چلے یہی قول ابن عباس و سعید بن جبیر و طاؤس کا بھی ہے سفیان ثوری نے کہا اتمام یہ
ہے کہ گھر سے احرام باندھے سوا حج و عمرے کے کوئی ارادہ نہو میقات سے لبیک کہے یہ نہو کہ تجارت یا
کسی اور کام کے لیے نکلا ہو مکے کے پاس پہونچ کر کہے حج یا عمرہ کرتا چلوں یہ اگرچہ کافی ہے لیکن پورا
کرنا یہی ہے کہ اُسی کے ارادے سے نکلے نہ کسی اور کام کے لیے مکحول نے کہا اتمام یہ ہے کہ ان دونو کو
میقات سے شروع کرے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اتمام یہ ہے کہ حج و عمرہ الگ الگ کرے حج کے مہینون سے
علیحدہ عمرہ بجا لائے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ قاسم بن محمد نے کہا عمرہ حج کے مہینون
میں پورا نہیں ہوتا کسی نے پوچھا پہلا ماہ محرم میں عمرہ کرے تو کیسا ہے کہا ہان اسکو پورا جانتے تھے اسی طرح
قتادہ سے بھی آیا ہے مگر اس میں نظر ہے اس لیے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے
چار عمرے کیے چاروں ذیقعدہ میں تھے عمرہ حدیبیہ سنہ چھ میں عمرہ قضا سنہ سات میں عمرہ جعرانہ
سنہ آٹھ میں عمرہ ہمراہ حج ان دونون کا احرام ایک ساتھ سنہ دس میں ماہ ذیقعدہ باندھا ان کے سوا
پھر کوئی عمرہ بعد ہجرت کے نہیں کیا لیکن ام ہانی سے فرمایا کہ عمرہ کرنا رمضان میں برابر حج کے ہے ہمراہ میرے
یہ اس لیے فرمایا تھا کہ انہوں نے ارادہ حج کا ہمراہ آپ کے کیا تھا لیکن بسبب نملنے سواری کے رہ گئیں یہ قصہ
بخاری میں مفصل آیا ہے مگر سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ یہ اُنکے خصائص میں سے تھا سدی کا یہ قول ہے کہ مراد
اتمام سے یہ ہے کہ حج و عمرہ قائم کرو ابن عباس کہتے ہیں کہ اتمام یہ ہے کہ جس کسی نے احرام حج یا عمرے
کا باندھا ہو اسکو یہ بات درست نہیں ہے کہ احرام کھول ڈالے جب تک کہ حج و عمرہ پورا نہ کرے حج کا پورا ہونا
دن نحر کے یون ہوتا ہے کہ جمرے کو کنکر مارے کعبے کا طواف کرے صفا مروہ میں دوڑے تب احرام اتار
ڈالے دوسرا قول انکا یہ ہے کہ حج عرفہ ہے عمرہ طواف ہے عبد اللہ نے اس آیت کو یون پڑھا ہے وَاَقِیۡمُوا
الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَةَ اِلَی الۡبَیۡتِ یعنی عمرہ میں بیت سے تجاوز نہ کرے علقمہ نے کہا ہے اٰمِنُوا الۡحَجَّ وَ
ہے شعبی نے لفظ وَالۡعُمۡرَةُ کو رفع سے پڑھا ہے یعنی عمرہ واجب نہیں ہے بہت سی حدیثون میں کئی طرح
سے ایک جماعت صحابہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ آنحضرت نے حج و عمرہ دونون کا احرام ایک ساتھ باندھا
تھا صحیح میں آیا ہے کہ صحابہ سے فرمایا جو کوئی ہدی لایا ہو وہ دونون کا احرام باندھے یہ بھی صحیح میں ہے

[illegible]

ہے کہ اُنکا عمرہ صحیح ہوا اور قیامت تک کے لیے حکم معلوم ہوا کہ افضل انواع حج تمتع ہے کہ کسی نے قران کو
افضل بتایا ہے کشمین میں آیا ہے کہ ایک شخص نے جعرانے میں حضرت سے پوچھا کہ ایک شخص نے احرام عمرہ
کا باندھا ہے وہ جبہ پہنے ہو اور بہت خوشبو لگائے ہوئے ہے آپ خاموش رہے پھر وحی آئی سر اُٹھا کر کہا سائل
کہاں ہے اُس نے کہا میں حاضر ہوں فرمایا جبہ کو اُتار ڈال خوشبو کو دھو ڈال پھر حج کا کام تو حج میں کرتا ہے
وہی عمرے میں کر فضائل حج و عمرہ میں بہت حدیثیں آئی ہیں یہ جگہ اُنکے لکھنے کی نہیں ہے اس مقدمہ میں
ایک چہل حدیث علیحدہ لکھی گئی ہے طراز الحجرہ ایضاح الحجہ میں بھی فضائل عمرہ و حج بیان ہوئے ہیں
ف امت کا اتفاق ہے کہ مقدور والے پر حج کرنا واجب ہے اور اس آیت سے بعض نے وجوب عمرہ کا بھی
سمجھا ہے اسطرح کہ حکم تمام کا گویا امر ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہی مذہب ہے شافعی و احمد وغیرہما
بھی اسیطرف گئے ہیں مالک و نخعی و اصحاب الرائے کے نزدیک عمرہ سُنت ہے نہ واجب اعلم ابو حنیفہ
سے قول بوجوب مروی ہے ابن مسعود و جابر بھی عمرے کو سُنت کہتے تھے حدیث زید بن ثابت میں آیا
ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے حج و عمرہ دو فرض ہیں کچھ تیرا نقصان نہیں جسکو چاہے پہلے شروع کر اخرجہ الدار قطنی
والحاکم طلحہ کی حدیث میں مرفوعاً یوں آیا ہے کہ حج جہاد ہے عمرہ تطوع یعنی نفل ہے جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے
کہ ایک آدمی نے کہا کیا عمرہ واجب ہے فرمایا نہیں لیکن اگر تم عمرہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہو گا شوکانی بھی
کے قائل ہیں کہ عمرہ سُنت ہے نہ واجب آیت و حدیث کا یہ جواب ہے کہ جب افعال عمرہ شروع کر دیے تو اب پورا
کرنا عمرے کا بلا خلاف واجب ہوا اس سے روایات مختلفہ جمع ہو جاتی ہیں **ف** ارکان حج کے پانچ ہیں
ایک احرام دوسرے کھڑا ہونا عرفے میں تیسرا طواف چوتھے سعی پانچویں سر کے بال منڈانا یا کترانا۔ ارکان
عمرے کے چار ہیں احرام طواف سعی حلق یا تقصیر جب ارکان کر لیے حج و عمرہ تمام ہو گیا۔ اکثر اہل
علم نے کہا ہے کہ یہ آیت حصر کی سنہ چھ سال حدیبیہ میں اُتری ہے جبکہ مشرکوں نے حضرت کو مکے جانے
نہ دیا اور اللہ نے پوری سورۂ فتح اُتاری اصحاب کو رخصت دی کہ جو ہدی وہ لائے ہیں اُسکو ذبح کر ڈالیں
پہلے تو اصحاب نے بانتظار نسخ حلق نہ کیا نہ احرام کھولا آخر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حلق کرا اپنا سر منڈایا تب اکثر لوگ بھی سر منڈا کر احرام سے باہر نکل آئے بعض نے فقط بال کترائے اُس پر
حضرت نے فرمایا رحم کرے اللہ سر منڈانے والوں پر پھر لوگوں کے کہنے سننے پر تیسری بار قصر کرنے والوں کو بھی دعا
میں شامل کر لیا اُس ہدی میں فی بدنہ سات سات آدمی شریک تھے سب ایک ہزار چار سو صحابی تھے
یہ جگہ حدیبیہ میں حرم سے باہر تھی بعض نے کہا نہیں بلکہ کنارہ حرم پر تھی ابن عباس نے کہا حصر
فقط ہے دشمن کا کوئی بیمار ہو گیا یا کسی اور دکھ درد میں یا راہ بھول جانے میں پھنس گیا تو اُسکو کچھ نہیں ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ فَإِذَا أَمِنتُمْ پس یہی حصر نہیں اور حصر اقول یہ ہے کہ حصر کچھ دشمن پر موقوف نہیں ہے
بلکہ دشمن اور مرض اور سوا اسکے سب کو شامل ہے حجاج انصاری نے مرفوعاً کہا ہے کہ لنگڑا ہو گیا یا کوئی ہڈی ٹوٹ
گئی یا کسی اور میں مبتلا ہو گیا وہ احرام سے نکل گیا وہ سال آئندہ حج کرے ابن عباس و ابوہریرہ نے
اس حدیث کی تصدیق کی رواہ احمد اس حدیث کو ابو داؤد و ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے ایک جماعت
صحابہ و تابعین کا یہی مذہب ہے کہ حصر دشمن و مرض کے سبب ہوتا ہے ثوری نے کہا احصار ہر موذی چیز
سے ہو سکتا ہے غرض کہ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ محصر وہ شخص ہے جو مکے سے بعد احرام باندھنے کے بیماری یا دشمن
کے سبب ممنوع ہو گیا شافعیہ و اہل مدینہ کہتے ہیں کہ حصر فقط دشمن سے ہوتا ہے اس جگہ مذہب حنفیہ کا قوی
و مطابق ہے حدیث ہے صحیحین میں عائشہ صدیقہ سے آیا ہے کہ حضرت نزدیک ضباعہ دختر زبیر کے آئے انہوں
نے کہا اے رسول خدا میں حج کرنا چاہتی ہوں مگر بیمار ہوں فرمایا تو حج کر یہ شرط کرلے کہ جگہ میرے حلال
ہونے کی وہی ہے جہاں اے اللہ تو مجھ کو روک دے اسکو مسلم نے بھی ابن عباس سے روایت کیا ہے بعض اہل علم نے
کہا ہے کہ یہ شرط صحیح ہے اسی حدیث کی دلیل سے امام شافعی نے کہا اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو میں بھی اسیکا قائل
ہوں بیہقی وغیرہ حفاظ نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت ہو گئی ہے وللہ الحمد جمہور علماء نے کہا ہے کہ جب کوئی
محصر ہو جائے تو اسی جگہ جہاں محصر ہو گیا ہے احرام اتار ڈالے اگر ہدی ہمراہ لایا ہو تو اسکو ذبح کر دے سر کے بال
منڈوا ڈالے جیسے حضرت و اصحاب حضرت نے حدیبیہ میں کیا تھا **ف** علی مرتضیٰ نے کہا مراد ہدی سے
اس جگہ بکری ہے ابن عباس نے کہا نہیں بلکہ اونٹ گاؤ بھیڑ بکری سب ہی ہیں ایک جماعت تابعین اور ائمہ
اربعہ کا یہی مذہب ہے کہ ہدی اس جگہ بکری ہے مگر عائشہ و ابن عمر فقط اونٹ گاؤ کو ہدی کہتے ہیں کچھ تابعی
اس طرف بھی گئے ہیں ابن کثیر کہتے ہیں ظاہر ہے کہ مستند ان لوگوں کا وہی قصہ حدیبیہ ہے کہ وہاں
جب احرام سے باہر نکلے تو بکری نہ تھی اونٹ گاؤ تھے صحیحین میں جابر سے آیا ہے کہ حکم دیا ہمکو حضرت
نے کہ ہم اونٹ گاؤ میں شریک ہو جائیں سات سات آدمی ایک ایک گاؤ میں میسر ہونے کا مطلب ابن
عباس نے یہ کہا کہ بقدر مقدور کام کرے یعنی اگر آسودہ ہے تو اونٹ حلال کرے ورنہ گاؤ ورنہ بکری
عروہ نے کہا یہ بات ارزانی گرانی پر موقوف ہے قول جمہور کا یہی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے
کہ جو قربانی میسر آوے وہ کرو اس لیے محصر کو ذبح کرنا بکری کا کافی ہو سکتا ہے ہدی نام ہے اونٹ گاؤ بکری
کا یہی قول ہے ترجمان قرآن ابن عباس کا صحیحین میں عائشہ سے آیا ہے کہ ایک بار حضرت نے بکری بطور
ہدی بھیجی حسن نے کہا اعلیٰ ہدی بدنہ ہے اوسط بقرہ ہے ادنیٰ شاۃ ہے **ف** حضرت نے سال حدیبیہ میں
حلق اس طرح ہدی خارج حرم کیا تھا یعنی بسبب حصر کفار قریش کے روا ماں نہ کہ حرم تک پہنچ جاوے

سو جبتک ہدی اپنے ٹھکانے نہ پہنچے گی ورحاجی تو تمام افعال حج و عمرہ سے فارغ نہ ہو اگر قارن ہے یا نزاع کرکے
اگر مطوع ہے یا متمتع ہے تب تک سر نہ منڈاوے جس طرح صحیحین میں حفصہ سے آیا ہے کہ انہوں نے حضرت سے کہا لوگوں کا
کیا حال ہے کہ وہ عمرے سے باہر آگئے اور آپ ابتک حلال نہیں ہوئے ہیں فرمایا میں نے اپنے سر کو گوند لگایا
ہے ہدی کے قلادہ لگایا ہے سو جب تک ہدی کو نحر نہ کرلونگا حلال نہ ہونگا یعنے احرام نہ کھولونگا تو حکم
وَلَا تَحْلِقُوا کا عطف آیت اَتِمُّوا پر ہے نہ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ پر جس طرح ابن جریر نے خیال کیا ہے فتح البیان کا بیان
یوں ہے کہ یہ خطاب ساری امت کو ہے کیا محصر کیا غیر محصر ایک جماعت اہل علم کی اسی طرف گئی ہے ایک
گروہ نے کہا بلکہ یہ خطاب بمحصرین کو ہے کہ جبتک تمہاری قربانی ٹھکانے نہ لگے تب تک تم احرام
سے نہ نکلو پھر ٹھکانے میں اختلاف ہے مالک و شافعی نے کہا مراد موضع حصر ہے واسطے اقتدائے حضرت
کے کہ حدیبیہ میں محصر ہو گئے تھے ابو حنیفہ نے کہا حرم ہے بدلیل قول تعالیٰ ثُمَّ مَحِلُّهَا اِلَى الْبَيْتِ
الْعَتِيْقِ مگر جواب یہ ہے کہ یہ آیت حق میں صاحب امن کے ہے جو بیت تک پہونچ سکتا ہے حنفیہ نے حدیبیہ
کا یہ جواب دیا ہے کہ جانب اسفل حدیبیہ اصل حرم ہے مگر یہ جواب مردود ہے اس لیے کہ جس جگہ وہاں
نحر ہوئی وہ جگہ حرم میں نہ تہی **ف** کعب بن عجرہ نے کہا مجھ کو پاس حضرت کے لے گئے میرے سر
جوئیں میرے منہ پر جھڑ رہی تہیں فرمایا میں نہیں خیال کرتا تہا کہ تیری تکلیف اس حد کو پہونچی کیا تجھے
کوئی بکری نہیں ملتی میں نے کہا نہیں فرمایا تین روزے رکھ یا چھ مسکین کو کھلا ہر مسکین کو آدھا صاع دے
اور سر منڈوا ڈال پھر یہ آیت خاص میرے حق میں اتری لیکن تم سب کو شامل ہے رواہ البخاری یہ حدیث
کئی طرح سے نزدیک امام احمد وغیرہ کے آئی ہے سب کا ایک ہی مطلب ہے یہی مذہب ہے مجاہد عکرمہ عطا اور
حسن نخعی ضحاک ائمہ اربعہ عامۂ علماء کا کہ ایسا شخص مختار ہے چاہے روزہ رکھے چاہے صدقہ دے نصف
صاع یعنے دو مد میں صاع کا ایک فرق ہوتا ہے چاہے بکری ذبح کر کے فقرا کو بانٹ دے غرضکہ ان تینوں
کاموں سے جو کرے گا وہ کافی ہوگا قرآن پاک میں اس جگہ سہل سے سہل لفظ بولے ہیں کہ فدیہ صیام ہو یا
صدقہ یا نسک اور حضرت نے کعب بن عجرہ کو پہلے حکم ذبح شاۃ کا دیا پھر صدقے کا پھر روزے کا وہ افضل سے
افضل بات بتائی سو ہر ایک حکم بجائے خود بہت خوب ہے وللہ الحمد والمنۃ **حکایت** ابراہیم نے سعید
بن جبیر سے مطلب اس آیت کا پوچھا کہا طعام دے یا بکری سو لیکر ذبح کرے اگر نہ ہو سکے تو بکری کے
دام مقرر کرکے اتنا کھانا صدقہ کرے ورنہ روزہ رکھے ہر دن آدھا صاع دے ابراہیم نے کہا میں نے
علقمہ سے یوں ہی سنا ہے جب ابراہیم چلے گئے سعید بن جبیر نے کہا یہ کون شخص تہا بڑا خوش طبع
ہے میں نے کہا ابراہیم ہیں کہا بڑے ظریف آدمی ہیں ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے جب میں نے اسی

کا انکار اسپر ہم سے کیا تو اس نے کہا کہ ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے ذرا گھٹ گئی حسن نے کہا محرم کے سر میں عیب کوئی
ایسا ہو تو سر منڈائے ان میں کا حق ملیک کام کرے دس روزے رکھے یا دس مساکین کو کھلائے ہر مسکین کو دو
مکوک دے ایک مکوک تمر ایک مکوک گیہون یا بکری ذبح کرے مگر یہ قول غریب ہے ٹھیک بات وہی ہے جو حدیث
کعب بن عجرہ میں گذری کہ تین روزے رکھے یا چھ مسکین یا ایک بکری کا فدیہ ہوتا ہے پس بس ور یہ فدیہ بہی اختیار
پر ہے قرآن پاک کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے اور یہ ترتیب قتل صید میں معروف ہے قرآن نے اسپر نص کی
ہے فقہا کا اسپر اتفاق ہے یہان وہ ترتیب نہیں ہے فتح البیان میں کہا ہے کہ مراد مرض سے اس جگہ وہ چیز ہے
جسپر نام بیماری کا چسپکتا ہے مراد اذی سے یہ ہے کہ جوئیں ہوں یا درد سر یا زخم یا اور کچھ مثل اسکے اس صورت
میں سر منڈا کر فدیہ دے فدیہ وہی ہے جو حدیث کعب بن عجرہ میں گذر چکا ہے ابن عبد البر نے کہا ہے نہیں
خلاف درمیان علما کے اس بات میں کہ مراد نسک سے اس جگہ بکری ہے جمہور کا یہی مذہب ہے کہ تین روزے رکھے
یا چھ مسکین کو کھلائے مالکیہ شافعیہ حنفیہ کہتے ہیں حضرت کے مد سے دو مد کھانا دے ثوری نے کہا گیہوں دے تو آدھا صاع
اور کچھ دے تو ایک صاع ابو حنیفہ بہی اسی کے موافق بولتے ہیں مگر ابن منذر نے کہا یہ غلط ہے اسلئے کہ بعض
احادیث کعب میں مرفوعا آیا ہے کہ تین صاع تمر چھ مسکین کو دو احمد کے دو قول ہیں ایک موافق مالک و
شافعی کے دوسرا یہ کہ گیہوں ہوں تو ہر مسکین کو ایک مد دے تمر ہو تو نصف صاع **ف** یہ فدیہ کس جگہ دے
عطا نے کہا جب دم دے تو مکے ہی میں دے طعام صیام جہاں چاہے یہی قول اصحاب الرائے کا بہی ہے طاؤس
و مجاہد و حسن و شافعی کہتے ہیں دم اور طعام مکے میں دے صیام کا اختیار ہے مالک نے کہا تینوں کا اختیار
ہے جہاں چاہے ادا کرے فتح البیان میں کہا ہے حق یہی ہے اسلیے کہ تعیین مکان پر کوئی دلیل نہیں ہے
یہ خون خون تخییر و تقدیر ہے جسطرح کہ خون قربانی کا خون ترتیب تعدیل تھا ابو اسماء نے کہا علی و حسین رضی اللہ
عنہما ہمراہ عثمان رضی اللہ عنہ کے حج کو آئے تھے حسین کے سر کو تکلیف تھی علی مرتضی نے انکا سر منڈوا دیا
ایک اونٹ ذبح کیا ابن کثیر کہتے ہیں اگر یہ ناقہ عوض حلق تھا تو مکے سے باہر ذبح ہوا اور اگر عوض تحلل تھا تو
کھلی بات ہے **ف** اسکے بعد اللہ نے یہ فرمایا کہ جب تم کو خاطر جمع ہو یعنی بیماری سے یا دشمن کے ڈر سے امن
تم پاسکے ادا کرسکو تو جس نے عمرے کو حج سے ملایا ہو یعنے عمرے کا احرام باندہ کر مکے میں آیا پھر یہاں بعد
عمرے کے احرام کہول کر مقیم رہا یہاں تک کہ پھر احرام حج کا باندہا تو اب اسکو ہر وہ چیز جو محرم کو مباح نہ تھی درست
ہوگئی یہی معنی ہیں تمتع کے اسکے جائز ہونے میں کچھ خلاف علما کا نہیں ہے بلکہ نزدیک محققین کے تمتع افضل
انواع حج ہے ابن کثیر کہتے ہیں لفظ تمتع کی شامل ہے اس شخص کو جس نے دونو کا احرام باندہا یا پہلے عمرے کا پہر
اُس سے فارغ ہو کر احرام حج کا باندہا یہ تمتع خاص ہے کلام فقہا میں یہی تمتع معروف ہے دوسری قسم تمتع کی قران ہے

اور دونون قسمون کو شامل ہے احادیث صحاح اسپر دلیل ہین کیونکہ بعض راوی یون کہتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے تمتع کیا تہا بعض کہتے ہین کہ آپ قارن تہے اس مین خلاف نہین کہ آپ نے ہدی روانہ کی تہی پہر حال اللہ
تعالی نے یہ فرمایا کہ جس نے تمتع کیا ہے اسکو جو ہدی میسر آوے وہ ذبح کرے کم سے کم قربانی ایک بکری ہے اگر گاو
ذبح کرے تو بہی ہو سکتا ہے اسلیے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیبیون کی طرف سے گاوہی ذبح
کی تہی حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے کہ حضرت نے اپنی بیبیون کی جانب سے بقرہ ذبح کیا اور وہ سب متمتعات
تہین تدل انہ مردود یہ دلیل ہے مشروعیت تمتع پر جیسطرح کہ صحیحین مین عمران بن حصین سے آیا ہے کہ اتری
آیت متعہ کتاب اللہ مین اور متعہ کیا ہمنے ہمراہ حضرت کے پہر کوئی آیت ایسی نہین اتری جو اسکو حرام کرتی یا اس سے منع کرتی یہانتک کہ
حضرت کا انتقال ہو گیا ایک آدمی نے اپنی راے سے جو چاہا کہدیا بخاری نے کہا کہتے ہین یہ آدمی حضرت
عمر رضی اللہ عنہ تہے یہ قول بخاری کا صراحۃً بہی آیا ہے کہ عمر نے لوگون کو تمتع کرنیسے منع کر دیا تہا کہتے تہے اگر
ہم کتاب اللہ کو پکڑین تو اللہ نے حکم اتمام کا دیا ہے یعنی اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ابن کثیر نے کہا حقیقت
مین عمر نے تمتع سے کچہہ بطور تحریم منع نہین کیا تہا یہ نہی اسلیے کی تہی کہ لوگ کثرت سے قصد بیت اللہ کا حج و عمرے
کے لیے کرین چنانچہ خود ہی اسبات کی تصریح بہی کر دی تہی ہدی تمتع وہ بکری ہے جسکو دن نحر کے ذبح کرتے
ہین اگر یوم النحر سے پہلے بعد احرام حج کے ذبح کر دیا ہے تو بہی نزدیک شافعی کے کافی ہے گو نزدیک ابو حنیفہ
کے کفایت نہین کرتی یہ دم دم ترتیب و تقدیر ہے اس آیت شریف مین تین انواع دم کے ذکر کیے جو نسک
مین واجب ہوتے تہا دم سورہ مائدہ مین آوے گا اس آیت کے نیچے وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ سوم
دم دم تخییر و تعدیل ہے دو چیزون مین واجب ہوتا ہے ایک صید دوسرے ذبح فقہا نے بہت دم نکالے ہین
جنکی کچہہ اصل کتاب و سنت سے معلوم نہین ہوتی نہ انپر کوئی دلیل صحیح صریح قائم ہے اسلیے دما مین انہین تین دم
پر اکتفا چاہیے جو قرآن یا حدیث مین آئے ہین بس پہر جو کوئی شخص ہدی نہ پاوے یعنی بسبب عدم مال
یا عدم حیوان کے تو وہ زمانہ حج ایام مناسک مین تین روزے رکہے یعنی شروع احرام سے یوم النحر تک
یہ قول ابن عباس کا ہے علما نے کہا ہے اولی یہ ہے کہ عرفے سے پہلے عشرہ ذی الحجہ مین رکہ لے یہی قول ہے
عطاء کا کسی نے کہا اول شوال سے بہی رکہنا جائز ہے طاوس و مجاہد وغیرہما اسی کے قائل ہین شعبی کے نزدیک
دن عرفے کا یا دو دن پہلے عرفے کے بہی رکہنا درست ہے یہی قول مجاہد و سعید بن جبیر و سدی و عطا و طاؤس
و حاکم و حسن و حماد کا بہی ہے ابن عباس نے کہا عرفے سے پہلے رکہے تیسرا روزہ اگر عرفے کو پڑے تو بہی صوم
پورا ہو گیا جب گہر جاوے تو سات روزے اور رکہ لے ابن عمر نے کہا ایام ترویہ سے ایک دن پہلے رکہو دوسرا دن ترویہ
کے تیسرا دن عرفے کا پہر اگر سب یا بعض فوت ہو جاوے عید نہین بلکہ نزدیک شافعی کے نزدیک ایام تشریق مین رکہے اسلیے

صحیح بخاری مین عائشہ و ابن عمر سے آیا ہے کہ ایام تشریق مین رخصت صیام نہین ہے مگر اُس شخص کو جس کے پاس ہدی
نہین ہے یہی قول ہے علی مرتضی اور ایک جماعت تابعین کا دوسرا قول جدید شافعی کا یہ ہے کہ ایام تشریق مین روزے
رکھنا جائز نہین اسلیے کہ حدیث قتیبہ ہذلی مین مرفوعاً آیا ہے کہ ایام تشریق کہانے پینے ذکر اللہ کے دن ہین
رواہ مسلم پہر جب بعد حج کے وطن گہر اہل وعیال کی طرف پہرے تو سات روزے رکھے عطاء و مجاہد نے
کہا جائز ہے راہ مین رکھ لے اس لیے کہ یہ رخصت ہے اسی طرف احمد و اسحق بہی گئے ہین یعنی وجوب بعد وصول
وطن کے ہے ابن عمر نے کہا گہر پہونچکر رکھے یہی قول ایک جماعت تابعین کا ہے ابن جریر نے اسپر اجماع نقل
کیا ہے بخاری مین ابن عمر سے بذیل حدیث طویل مرفوعاً آیا ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کر
پہر کر مکے مین آئے تو فرمایا جس نے ہدی نہ پائی ہو وہ تین دن ایام حج مین روزہ رکھے جب گہر پہونچے تو سات
روزے رکھے الحدیث یہی قول قوی ہے مالک نے کہا منی سے پہر کر اگر رکھے تو بہی کچھ ڈر نہین ابن عباس نے
کہا یعنے جب اپنے شہر کو پہرے اعمال حج سے فارغ ہو تب رکھے یہی قول ابو حنیفہ کا ہے مگر پہلا قول راجح
ہے یہ جو فرمایا یہ پورے دس روزے ہوگئے یہ اس لیے فرمایا کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ تین یا سات مین اختیار
ہے ورنہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ تین سات دس ہوتے ہین کسی نے کہا بلکہ یہ تاکید ہے ابن جریر نے کہا کامل
کا یہ مطلب ہوا کہ عوض ہدی کا ہوگیا کسی نے کہا نہین بلکہ یہ تاکید پر تاکید ہے کہ اس عدد سے کم نہ کرے
یہ ثواب و اجر مین برابر ہدی کے ہے **ف** اس مین اختلاف ہے کہ حاضرین مسجد الحرام سے کون لوگ مراد ہین
اسلیے کہ حضار مسجد الحرام پر متعہ نہین ہے کسی نے کہا خاص اہل حرم مراد ہین نہ اور کوئی ابن عباس و طاؤس
اسی طرف گئے ہین ابن عباس نے کہا ہے اے مکے والو تمہارے لیے متعہ نہین یہ تو اہل آفاق کے لیے حلال
کیا گیا ہے تمپر حرام ہے تم تو ایک جنگل قطع کرکے وہان سے اہلال عمرہ کر لیا کرو طاؤس نے کہا ہے متعہ
اُن لوگون کے لیے ہے جنکے گہر والے حرم مین نہین رہتے ہین نہ مکے والون کے لیے کسی نے کہا مراد وہ
لوگ ہین جو درمیان حرم و میقات کے بستے ہین یہ تمتع نہ کرین یہی قول ہے عطاء کا یعنے مراد رہنے والے
عرفہ و مزدلفہ و عرنہ و رجیع کے ہین زہری نے کہا جنکے گہر والے ایک دن کی راہ پر ہون وہ متعہ کرے
دوسرے قول مین دو دن بتلائے ہین ابن جریر نے اس جگہ شافعی کا مذہب اختیار کیا ہے کہ مراد اہل حرم ہین اور
وہ لوگ جو اسقدر فاصلے پر ہون کہ وہان نماز قصر نہین کی جاتی ہے کیونکہ اتنی دور کا آدمی حاضر سمجہا
جاتا ہے نہ مسافر حاصل یہ ہے کہ اشارہ ذلک کا یا تو طرف تمتع کے ہے تو حضار پر متعہ نہین ہے جسطرح
ابو حنیفہ رح و حنفیہ کہتے ہین کہ اگر تمتع کرے گا تو دم آویگا یہ دم جنایت ہے یعنے تقصیر ہے آپ اُس مین
سے نہ کہاوے یا طرف حکم یعنے وجوب ہدی یا صیام کے مستمتع پر ہے تو پہر حاضر مسجد پر متعہ واجب ہوگا جسطرح

شافعی و دشافعیت کہا ہے مراد حاضرین کرنے کا یا میقات کا یا میقات سے ادہر کا رہنے والا ہو مالک نے کہا مراد
اہل مکہ ہیں ابو حنیفہ نے کہا میقات والے ہیں میقات سے مراد ذو الحلیفہ جحفہ قرن یلملم ذات عرق ہے یہ پانچ
مواقیت ہیں پانچ طرف سے مکہ معظمہ کے کسی نے کہا وہ مراد ہیں جن پر نماز جمعہ لازم ہے سیوطی نے کہا مراد اہل
سے خود ذات محرم ہے یعنی احرام والا حاضر مسجد ہو گا اس قول کو بجز یوں کہا ہے طبری نے کہا مراد اہل ہے جو
بیچ میں مناسک پہلے کچھ ہوا اللہ نے اسکے بعد یہ فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو یعنی اسکے امر و نہی کو بجا لاؤ [illegible] وہ اپنے
مخالف امر و مرتکب نہی کو سخت عذاب کرے گا [illegible] مراد امر بالتقوی عموما ہے الحج اشہر
معلومات فمن فرض فیہن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج وما تفعلوا من خیر یعلمہ
اللہ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی واتقون یا اولی الالباب حج کے کئی مہینے ہیں معلوم جس نے
لازم کر لیا ان میں حج تو نہیں ہے روا ہے [illegible] نہ گناہ نہ جھگڑنا حج میں جو کچھ تم نیکی کروگے
وہ اللہ کو معلوم ہے خرچ راہ لیا کرو کہ بہتر خرچ راہ [illegible] تقویٰ ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو

ف حج کے لیے احرام باندھنے کا وقت غرہ شوال سے [illegible] قربانی تک ہے اس سے پہلے نہیں حج
و عمرہ احرام کر لینے سے لازم ہو جاتا ہے احرام یہ کہ دل میں حج کرنے کی نیت کرے زبان سے یوں لبیک کہے
پھر جب حرم میں داخل ہوا تو مرد و عورت کی [illegible] اور یہ گناہ اور ایسے کی [illegible] اور ان کے
بال اتارنے ناخن کترنے اور خوشبو [illegible] سے پرہیز کرے مرد بدن پر سلے کپڑے
نہ پہنے سر نہ ڈھانکے ہاں عورت کپڑے پہنے [illegible] کفر کی غلطی [illegible]
کے حج کو جانا ثواب کہتے تھے [illegible] فرمایا کہ [illegible]
تو خرچ لے کر جاؤ بڑا فائدہ یہ ہے کہ سوال کرو [illegible] **ف** [illegible]
حج کے معلوم مہینوں میں [illegible] احرام [illegible] ان مہینوں میں اور مہینوں میں [illegible]
اکمل ہو [illegible] قول [illegible] ابو حنیفہ
[illegible] اسحاق نخعی ثوری لیث [illegible]
[illegible] بلال مواقیت ہے [illegible] ان تینوں مہینوں کی [illegible] کہ یہ آیت عام
ہے اور آیت [illegible] خاص [illegible] عام [illegible] دلیل [illegible] جہاد و نسک
کے [illegible] احرام اسکا تمام سال [illegible] مثل [illegible] حج کا [illegible]
قیاس جو [illegible] نص [illegible] باطل [illegible] شافعی [illegible] احرام حج کا [illegible] حج کے درست نہیں
ہے اگر پہلے باندھا تو عمرہ ہوگا یہی مذہب ہے ابن عباس و جابر و عطا و طاؤس و مجاہد کا یہی [illegible] دلیل [illegible]

اِنَّ وَقۡتَ الۡحَجِّ اَشۡهُرٌ یہ ہے تعریف کی تقدیر میں دو قول ہیں دوسری تقدیر یہ ہے اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ عمر سے یت ہے
مَعۡلُوۡمٰتٌ نحوی لوگ اسی طرف گئے ہیں اس میں اشہر حج کو تمام سال کے مہینوں سے خاص کر لیا ہے اس سے معلوم
ہوا کہ قبل ان مہینوں کے احرام حج کا باندھنا صحیح نہیں ہے یہ مہینے مثل اوقات نماز کے ہیں ابن عباس کہتے ہیں
کسی کو لائق نہیں ہے کہ احرام حج کا باندھے مگر شہر حج میں اس لئے کہ اللہ نے فرمایا ہے حج مہینے ہیں معلوم دوسرا لفظ
انکا یہ ہے کہ سنت یہ ہے کہ محرم نہ ہو مگر اشہر حج میں اسکو ابن خزیمہ نے باسناد صحیح روایت کیا ہے صحابی کا قول
مِنَ السُّنَّةِ کذا نزدیک اکثر اہل علم کے حکم مرفوع میں ہوتا ہے خصوصا قول ابن عباس ترجمان القرآن کا علاوہ اسکے
اس وقت میں ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے جابر نے کہا لَا یَنۡبَغِیۡ لِاَحَدٍ اَنۡ یُّحۡرِمَ بِالۡحَجِّ اِلَّا فِیۡ اَشۡهُرِ الۡحَجِّ روایت
ابن کثیر کہتے ہیں اسنادہ لا باس بہ لیکن شافعی و بیہقی نے اسکو موقوف روایت کیا ہے موقوف ہی صحیح و ثابت
ہے مرفوع سے اور صحت میں مذہب صحابی بھی ہے کا یہ مذہب بقول ابن عباس کے مِنَ السُّنَّةِ اَنۡ لَّا یُحۡرِمَ
بِالۡحَجِّ اِلَّا فِیۡ اَشۡهُرِهٖ ثابت ہو جاویگا۔ ف بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ اشہر معلومات شوال ذو القعدہ
عشرہ ذی الحجہ ہے اسکو بخاری نے صیغہ جزم کے ساتھ تعلیق کیا ہے ابن جریر نے کہا یہ اسناد صحیح ہے حاکم نے
کہا اسکے شیخین پر ہے یہی مذہب ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین و شافعی و ابو حنیفہ و احمد و ابو یوسف و ابو ثور کا
اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے اطلاق جمع کا دو ماہ دس دن پر بطور تغلیب ہے مالک کے نزدیک شوال
ذیقعدہ پورا ذی الحجہ ہے یہی قول ہے ابن عمر کا طاؤس مجاہد و عروہ و ربیع و قتادہ بھی اسی طرف گئے ہیں اس مذہب
میں ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے مگر موضوع ہے اس مذہب کا فائدہ یہ ہے کہ جب ذی الحجہ حج کا مہینہ ٹھہرا تو بقیہ ذی الحجہ
میں عمرہ مکروہ ہوگا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعد لیلۃ النحر کے بھی حج درست ہے عبد اللہ سے باسناد صحیح آیا ہے کہ ان
مہینوں میں عمرہ نہیں ہے ابن سیرین نے کہا کسی کو اہل علم سے اس بات میں شک نہیں ہے کہ عمرہ غیر اشہر حج
میں افضل ہے عمرہ کرنے سے اشہر حج میں قاسم بن محمد نے کہا اصحاب عمرہ کو ان مہینوں میں تمام نہیں سمجھتے تھے
عمر و عثمان عمرہ کرنا غیر اشہر حج میں محبوب کہتے تھے ان مہینوں میں عمرہ کرنے سے منع کرتے تھے ف
اس کہنے سے کہ جس نے ان مہینوں میں حج فرض کیا یہ بات معلوم ہوئی کہ احرام باندھنے سے حج کرنا لازم ہو جاتا
ہے ابن جریر نے کہا اہل علم کا اجماع ہے اس پر کہ مراد فرض سے اس جگہہ ایجاب لزوم ہے ابن عباس نے کہا
یعنے جس نے فرض کر لیا حج یا عمرہ عطا نے کہا مراد فرض سے احرام ہے یہی قول ہے ابراہیم و ضحاک وغیرہما کا
ایک لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ تلبیہ حج کرکے پھر اس میں رہنا ٹھیرنا نہ چاہیے اسیطرف ایک جماعت صحابہ و تابعین
گئی ہے قاسم بن محمد نے کہا فرض کرنا یہ ہے کہ لبیک کہے ابو حنیفہ کہتے ہیں الزام حج یہی ہے کہ تلبیہ کرے
یا ہدی کے گلے میں قلادہ ڈالے شافعی کہتے ہیں فقط نیت حج کی احرام میں کافی ہے رَفَثَ سے مراد جماع

کما قال تعالی اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلیٰ نِسَائِکُمْ یہی قول ہے ابن عباس سدی قتادہ عکرمہ زہری مجاہد مالک کا سو جسطرح رفث حرام ہے اسیطرح دواعی مباشرت تقبیل ولمس وغیرہ بھی حرام ہین بلکہ سامنے عورتون کے اسطرح کا ذکر بھی نہ کالے ابن عمر نے کہا رفث یہ ہے کہ پاس عورت کے جاوے یا مرد عورت باہم الیسا چرچا کرین ابن عباس سے مین حدی کہتے شعر غزل پڑہتے کسی نے کہا تم احرام مین رفث کرتے ہو کہا رفث وہ بات ہے جو سامنے عورتوں کے کہی جاوے پھر کہا رفث عورت سے کریدہ جماع کا ذکر کرنا ہے عطا نے کہا رفث جماع ہے اور فحش بات کہنا تھا یہ عادت اپنی تعریض جماع کو حالت احرام مین مکروہ جانتے تھے طاوس نے کہا رفث یہ ہو کہ عورت سے یون کہے جب تم حلال ہو جاؤ گی تو مین تم سے ملونگا یہی قول ابو العالیہ کا ہے ابن عباس نے یہ بھی کہا ہے کہ رفث یہ ہے کہ عورت سے چمٹے لپٹے بوسہ لے غمز کرے بیحیائی کی بات کہے اسیطرف ایک جماعت کثیر تابعین وغیرہم کی بھی گئی ہے فسوق سے مراد معاصی ہین یہ قول ہے ابن عباس اور ایک جماعت تابعین کا ابن عمر نے کہا فسوق گناہ مین شکار ہو یا اور کچھ حرم مین جو نا فرمانی خدا کی ہو کی وہ فسوق ہے ابن زبیر مجاہد و سدی و نخعی و حسن نے کہا مراد فسوق سے گالی دینا ہے انکی دلیل یہ حدیث صحیح ہے کہ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ابن زید نے کہا فسوق ذبح کرنا ہے واسطے بتون کے قال تعالیٰ اَوْ فِسْقًا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ضحاک نے کہا فسوق برا لقب رکھنا ہے ظاہر یہ ہو کہ فسوق اس آیت مین کوئی معصیت خاص نہین ہے اگر کسی جگہ یہ لفظ کسی فرد پر اور معاصی سے بولی گئی تو اس سے تخصیص عطا کی سات اس فرد کے واجب نہین آتی ہے ابن کثیر نے کہا جن لوگون کا یہ قول ہے کہ مراد فسوق سے اجملہ سارے معاصی ہین تو ان ٹھیک کی بات کہی دیکھو اللہ نے ظلم سے منع فرمایا ہے اگرچہ ظلم سارے برس بہی منع ہے لیکن اشہر حرم مین بہت سخت ہو کہ تم مت ظلم کرو انھمین اپنی جانون پر فرمایا [illegible] فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْھِنَّ اَنْفُسَکُمْ حرم کے حق مین فرمایا وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ابن جریر نے الحکمۃ اختیار کیا ہے کہ مراد فسوق سے ارتکاب ہے ان امور کا جو منع ہین جیسے قتل کرنا شکار کا منڈانا بال کا کترانا ناخن کا اور جو مثل ان کے ہو مگر اولیٰ وہی ہے جو ہمنے ذکر کیا ہے حدیث ابو ہریرہ مین مرفوعا آیا ہے جس نے حج کیا اس گھر کا پہر نہ رفث کیا نہ فسق وہ پہر گناہون سے ایسا نکلا جیسے آج اسکی ماں نے اُس کو جنا ہو وَلَاجِدَالَ فِی الْحَجِّ اس جدال مین دو قول ہین ایک یہ کہ وقت حج کے مناسک حج مین مجادلہ کرے اسکو اللہ پاک نے خوب کھول کر بیان کیا ہے مجاہد نے کہا اس نے حج کے مہینے بیان کر دیے ان مین باہم کوئی کے جدال نہ چاہیے سدی نے کہا حج مقرر ہو گیا اب کا ہے کی جدال ہے یعنی مشرک لوگ نسی کرتے تھے مہینے بدل ڈالتے تھے اب سو نے مہینے مقرر کر دیے

کوئی الجھن کچھ باقی نہین رہی ابن عباسؓ نے کہا مراد جھگڑنا ہے حج مین امام مالکؒ نے کہا جدال حج مین واللہ اعلم یہ تھی
کہ قریش نزدیک مشعر حرام کے ٹھیرتے مزدلفے مین عرب عرفے مین ٹھیرتے باہم یہ جھگڑا ہوتا کہ ہم راہ صواب پر ہین
وہ کہتے نہین بلکہ صواب پر ہم ہین تم نہین ہو ابن زید نے کہا مختلف جگہون مین وقوف کرتے ہر ایک یہ بات
کہتا کہ موقف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہی ہے جہان ہم ہین تو یہ جھگڑا ہے جو مین اللہ نے مناسک بیان کرکے یہ
جھگڑا چکا دیا محمد بن کعب نے کہا قریش جب منی مین جمع ہوتے کہتے ہمارا حج تمہارے حج سے تمام تر ہے
وہ کہتے نہین بلکہ ہمارا حج ہے قاسم بن محمد نے کہا جدال یہ ہے کہ کوئی کہے حج کل ہے کوئی کہے آج ہے
اتنی چھوٹی سی بات کو اختیار کیا ہے کہ مراد قطع تنازع ہے مناسک حج مین واللہ اعلم دوسرا قول یہ ہے
کہ مراد جدال سے جھگڑا مخاصمہ ہے ابن مسعودؓ نے کہا جدال یہ ہے کہ تو اپنے رفیق سے جھگڑے اسکو غصے مین لادے
یہی قول ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے ابو العالیہ عطا مجاہد سعید بن جبیر عکرمہ جابر مکحول سدی مقاتل عمرو بن
دینار ضحاک ربیع نخعی حسن قتادہ وغیرہ سب یہی کہتے ہین ابن عباسؓ نے کہا تو اپنے صاحب سے مراد ملاحاة
تکرار نہ کرے اس سے منع یہ ہے نخعی نے کہا صحابہ جدال کو مکروہ جانتے تھے ابن عمرؓ نے کہا مراد جدال سے سب
و منازعت ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ مراد مراء و خصومات ہے عکرمہ نے کہا مراد جدال سے غصہ ہے کہ کسی مسلمان کو تو
خفا کرے ہان غلام پر بابت کسی تقصیر کے خفا ہونا یا اسکا خفا کرنا بشرطیکہ اسکو مارے نہین ۔ درست ہے ابن
کثیر نے کہا بلکہ اگر مارے بھی تو جائز ہے اس لیے کہ حدیث اسماء بنت ابی بکرؓ مین آیا ہے کہ جب ابو بکرؓ کے غلام
نے شتر بار برداری گم کر دیا جس پر انکا اور حضرت کا سامان تھا تو ابو بکرؓ اسکو مارنے لگے یہ ماجرا سفر حج مین بمقام عرج
پیش آیا حضرتؐ نے تبسم فرمایا فقط اتنا کہا اس محرم کو دیکھو یہ کیا کام کرتا ہے رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَ
ابْنُ مَاجَةَ بعض سلف نے کہا ہے پورا حج یہ ہے کہ جمال کو مارے مگر عمرؓ کے قول سے ایک نکتہ لطیف نکلتا
ہے اسلیے اولی یہ ہے کہ نہ مارے اسی لیے حدیث جابر بن عبد اللہ مین مرفوعا آیا ہے کہ جس نے پورا کیا نسک
اپنا اور سلامت رہے مسلمان اسکی زبان و ہاتھ سے بخشا گیا اگلا گناہ اسکا رواہ عبد بن حمید ف جب تم افعال قبیح
سے منع کر دیا تو فعل جمیل پر آمادہ کیا شر کے بعد ذکر خیر کا عصیان کے بعد ذکر طاعت کا فرمایا یہ کہ کر رفث
کی جگہہ اچھی بات کہو فسق کے عوض بر و تقوی اختیار کرو جدال کے عوض وفاق و اخلاق جمیلہ سے پیش
آؤ اسی لیے کہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ کو سب کچھ معلوم ہے وہ تمہارے عمل کی جزا دیگا برا ہوگا تو بری جزا اچھا
ہوگا تو اچھی جزا پھر تقوی کو بہتر زاد راہ ٹھیرایا ابن عباسؓ کہتے ہین کچھ لوگ اپنے گھرون سے بے خرچ کے نکلتے
تھے کہتے ہم بیت اللہ کے حج کو جاتے ہین کیا اللہ ہمین کھانے کو نہ دیگا اسنے کہا تم خرچ لے کر نکلو اپنی
آبرو بچاؤ دوسرا لفظ ان کا یہ ہے کہ اہل یمن حج کو بے زاد آتے اپنے آپکو متوکل ٹھیراتے اللہ نے حکم دیا کہ

زاد لیکر آؤ ابن عمر کا لفظ یہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے تھے جب احرام باندھتے جو زاد پاس ہوتا اسکو پھینک دیتے نیا زاد
لیتا اسنے انکو منع کیا فرمایا تم آتا ستو خشک و ملی رکھو یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ابن عمر نے
کہا آدمی کی بزرگی یہ ہے کہ اُسکا زاد راہ پاک ہو انکے ہمراہ اگر کوئی ہوتا تو اُس سے یہ شرط کر لیتے کہ مال حلال
لیکر حج کو آئے ہو تو ہمراہ میرے چلو پھر اللہ نے جسطرح انکو حکم زاد کا سفر دنیا مین دیا اسی طرح یہ بھی ارشاد کیا
کہ زاد آخرت تقوی ہے کما قال تعالی رِيْشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ یعنے لباس حسی کے بعد لباس
معنوی کا بھی رستہ دکھایا کہ وہ خضوع و طاعت و تقوی ہے یہ زاد و لباس آخرت کو بہتر و فائدہ مند کہا
عطا خراسانی نے کہا مراد خیر الزاد سے زاد آخرت ہے عبد اللہ سے حدیث مرفوع مین آیا ہے جو شخص زاد
لیتا ہے دنیا مین وہ نفع کرتا ہے اسکو آخرت مین رَوَاہُ الطبرانی مقاتل بن حیان نے کہا جب یہ
آیت اُتری ایک شخص نے فقرائے مسلمین سے کھڑے ہو کر کہا اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو زاد
نہین ملتا فرمایا زاد لے اور آبرو کو لوگون سے بچا بہتر زاد تقوی ہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ آخر آیت
مین یہ ارشاد کیا کہ اے عقلمندو میرے عقاب نکال و عذاب سے ڈرو جو خلاف میرے حکم کے کرتا ہے اسکو
سزا ملیگی معلوم ہوا کہ اللہ سے وہی ڈرتے ہین جو عقل رکھتے ہین جاہل بے عقل کو خوف خدا کا نہین ہوتا۔
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ
الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ نہین تمپر کچھ گناہ
کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا پھر جب طواف کو چلو عرفات کو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر حرام کے یاد کرو
اُسکو جسطرح تمکو سکہایا تم تھے اس سے پہلے راہ بہکے یعنی حج مین مال تجارت بھی لیجاؤ روزی کمانا تمکو
تو منع نہین لوگون نے اس مین شبہ کیا تہا کہ شاید حج قبول نہ ہو اسلیے یہ فرمایا بخاری نے ابن عباس
روایت کیا ہے کہ عکاظ و مجنہ و ذو المجاز جاہلیت کے بازار تھے لوگون نے موسم مین تجارت کرنے کو
گناہ سمجھا اُسپر یہ آیت اُتری بعض نے کہا جب اسلام آیا لوگون نے تجارت کو ترک جانکر حضرت سے پوچھا
اللہ نے یہ آیت بھیجی دوسرا لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ لوگ خرید و فروخت لین دین تجارت موسم
حج مین نہ کرتے تھے اسنے فرمایا اس مین کچھ گناہ نہین ہے تم خوشی سے تلاش رزق کرو یعنی جیسے پہلے
احرام سے سودا گری بیع شرا درست ہے ویسے ہی بعد احرام کے درست ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین نے
یہی کہا ہے کہ مراد موسم حج ہے ابو امامہ تیمی نے ابن عمر سے پوچھا ہم کرایہ کرتے ہین ہمارا حج ہوتا ہے
کہا کیا تم طواف نہین کرتے عرفے مین نہین آتے رمی جمار نہین کرتے سر نہین منڈاتے کہا ہان یہ سب
کچھ کرتے ہین کہا یہی بات ایک آدمی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھی تہی آپنے کچھ جواب دیا

پھر جبرئیل اس آیت کو لیکر آئے حضرت نے انکو بلاکر فرمایا آنْتُمْ حُجَّاجٌ تم اے کرایہ کرنیوالو حاجی ہو رَوَاہُ اَحْمَدُ
یہ حدیث کئی طریق سے آئی ہے ابو صالح مولی عمر نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم حج مین تجارت کرتے تھے کہا
انکی معاش تو اسی حج مین تھی غرض کہ اس آیت شریف مین رخصت ہے حاجی کو تجارت کرنے کی اسیطرح حکم اور اعمال کا
ہے جن مین رزق ملے لفظ فضل سے اس جگہہ یہی مراد ہے قال تعالی فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ
اللّٰهِ فتح البیان مین کہا ہے حق یہ ہے کہ اذن اس آیت مین بطور رخصت ہے ترک اسکا اولی ہے لقولہ تعالی
وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اخلاص یہی ہے کہ کوئی چیز حامل فعل پر سوا عبادت
ہونے اس فعل کے نہو **ف** عرفہ نام ہے اس جگہہ کا جہان حج مین اکٹہے ہوتے ہین یہ کہڑا ہونا ایک عمدہ فعل
ہے حج کا حدیث عبدالرحمن دئلی مین مرفوعا آیا ہے کہ حج عرفات ہی ہے جس نے عرفہ پایا فجر سے پہلے اس نے حج
پایا ایام منی کے تین دن ہین جس نے جلدی کی دو دن مین اسپر کچھہ گناہ نہین جس نے دیر کی اس پر بھی کچھ
گناہ نہین رَوَاہُ اَحْمَدُ وقت وقوف کا زوال یوم عرفہ سے طلوع فجر ثانی یوم نحر تک ہوتا ہے اس لیے کہ حضرت
حجۃ الوداع مین بعد ادائے نماز ظہر غروب آفتاب تک کہڑے رہے اور یہہ فرمایا خُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ
یعنے تم اپنے قاعدے حج کے مجھ سے سیکھہ لو یہ بات کہ جس نے عرفے کو پہلے طلوع فجر کے پالیا اس نے حج پایا
مذہب ہے ائمہ ثلثہ کا امام احمد کا مذہب ہے کہ وقت وقوف کا اول یوم عرفہ سے ہوتا ہے انکی دلیل حدیث
عروہ ہے کہ انہوں نے مزدلفے مین حضرت کو نماز کے لیے نکلتے دیکھکر کہا اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مین دو پہاڑ طے سے اپنی سواری کو تھکا کر اپنی جان کو تکلیف دیکر آیا ہوں واللہ میں نے کوئی پہاڑ بے وقوف
کے نہین چھوڑا پھر اجر ہوا فرمایا جو شخص ہماری اس نماز مین حاضر ہوا ہمارے ساتھ کہڑا رہا یہانتک کہ ہم چلیں
اور اس سے پہلے عرفے مین رات یا دن مین کہڑا ہو چکا ہے اسکا حج پورا ہوا اور سکا میل کچیل دور ہوا رَوَاہُ
اَلْخَمْسَةُ اَهْلُ السُّنَنِ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ عرفات کو اس لیے عرفات کہتے ہین کہ جب جبرئیل علیہ السلام
نے ابرہیم علیہ السلام کو حج کرایا تو عرفے مین پہونچکر کہا عرفت یعنی تونے طریقہ حج کرنے کا پہچان لیا یہ
قول ہے علی مرتضی کا عطا کا یہ لفظ ہے کہ جبرئیل مجو نسا مناسک دکہاتے کہتے عرفت عرفت کسی نے کہا ہے
باہم آدم وحوا علیہما السلام کے تعارف ہوا تہا کسی نے کہا لوگون کے آپسمین تعارف ہوتا ہے اصح یہ علم
ہوا کسی نے کہا بلکہ یہ اصلی نام ہے عرفات کا نام مشعر الحرام مشعر اقصی الال بر وزن ہلال یہی ہے جو پہاڑ
بیچمین اس وادی کے ہے اسکو جبل رحمت کہتے ہین ابن عباس نے کہا جاہلیت والے عرفے مین کہڑے
رہتے جب سورج پہاڑون پر چمکتا گویا پہاڑون کے سر پر عمامہ ہے تو وہان سے چلتے رسول خدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیر لگائی جب سورج ڈوب گیا تو عرفے سے چلے رَوَاہُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وابن مردویہ

نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ پہر مزدلفے میں آکر ٹھیرے نماز صبح پڑہی جب ہر چیز سفید ہو گئی اور وقت اخیر ہوا تب
وہاں سے روانہ ہوئے اس اسناد کو ابن کثیر نے حسن بتایا ہے مسور بن مخرمہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عرفات میں ہمکو خطبہ سنایا اللہ کی حمد وثنا کرکے اما بعد فرمایا جب خطبہ پڑہتے اما بعد کہتے
اس خطبے میں یہ ارشاد کیا کہ آج دن بڑے حج کا ہے تم سن رکہو کہ مشرک بت پرست آج کے دن یہاں سے
سورج ڈوبنے سے پہلے جبکہ سورج پہاڑوں کے سر پر ہوتا تہا گویا عمائم رجال ہے تب جاتے تہے اور ہم بعد غروب
آفتاب کے چلینگے وہ لوگ مشعر حرام سے بعد نکلنے سورج کے جبکہ پہاڑوں کے سر پر چمکتا تہا گویا مردوں کے
سروں پر عمامے بندہے ہیں روانہ ہوتے تہے اور ہم قبل طلوع آفتاب کے روانہ ہونگے ہمارا طریقہ خلاف
طریقہ اہل شرک ہے رَوَاہُ ابْنُ مَرْدُوْیَہ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح شرط شیخین پر ہے ابن کثیر کہتے ہیں
مسور کو سماع ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات نہیں ہے کہ فقط رویت ہو سماع نہ ہو جس
طرح ہمارے چہٹ بہیے لوگ وہم کرتے ہیں معلوم ہوا کہ سنت صحیحہ یہ ہے کہ عرفے سے بعد غروب
آفتاب کے مزدلفے سے قبل طلوع آفتاب چلے لیکن یہ سنت ایک مدت سے ترک ہو گئی ہے اکثر لوگ خلاف اس کے مطابق طریقہ
جاہلیت عرفے سے قبل غروب اور مزدلفے سے بعد طلوع چلتے ہیں پہر مشعر الحرام میں ٹھیر کر دعا نہیں کرتے
حالانکہ اس جگہ حکم ذکر کرنے کا منصوص قرآن ہے انا اللہ حدیث طویل جابر میں آیا ہے کہ کہڑے رہے حضرت
عرفے میں یہانتک کہ سورج ڈوب گیا کچہ زردی جہا گئی پہر بعد غائب ہونے قرص کے اسامہ کو اپنے
پیچہے سوار کرکے چلے قصوا نام اونٹنی کی باگ یہانتک کہینچی کہ پالان سے جا لگی سیدہے ہاتہ سے اشارہ
فرماتے تہے اے لوگو آہستہ آہستہ چلو جس پہاڑ پر آتے ذرا باگ تلنے کی ڈہیلی کر دیتے تاکہ پہاڑ پر چڑہ
جاوے یہانتک کہ مزدلفے پہونچکر نماز مغرب وعشا ایک اذان دو اقامت سے پڑہی بیچمین کوئی سنت
نہیں پڑہی پہر لیٹ رہے جب فجر ہو گئی نماز صبح ادا کی اذان و اقامت کہی پہر قصوا پر سوار ہو کر مشعر
الحرام میں آئے یہاں رو بقبلہ ہو کر دعا و تکبیر و تہلیل و توحید کرتے رہے جبتک خوب روشنی ہو کہڑے
رہے پہر سورج نکلنے سے پہلے آگے چلے رَوَاہُ مُسْلِمٌ صحیحین میں اسامہ بن زید سے آیا ہے کہ کسی نے
ان سے پوچہا حضرت کی کیا چال تہی کہا بیچ کی چال جب کوئی کشادہ ملجاتے ذرا تیز چلتے سفیان
بن عیینہ نے کہا مراد ذکر سے اس مشعر الحرام کے بیچ دو نمازیں ہیں ابن عمر نے کہا مشعر حرام یہی سارا
مزدلفہ ہے ابن عمر نے کہا مشعر یہی پہاڑ ہے اور جو کچہ اس کے گرداگرد ہے لوگوں کو دیکہا قزح پر
ازدحام کرتے ہیں کہا یہ ساری جگہ ہی تو مشعر ہے ایک جماعت صحابہ وتابعین سے کہا مشعر درمیان
دونوں پہاڑ کے ہے **ف** شاعر کہتے ہیں معالم ظاہرہ کو مزدلفہ کا نام مشعر الحرام اسلیے ہے کہ وہ

داخل حرم ہے ایک گروہ سلف اور بعض اصحاب شافعی جیسے قفال و ابن خزیمہ کا یہ مذہب ہے کہ وقوف یہاں کا رکن ہے حج کا بے اسکے حج صحیح نہیں ہوتا ہے انکی دلیل وہی حدیث عروہ ہے دوسرا قول یہ ہے کہ واجب ہے نہ رکن ترک سے دم لازم آتا ہے ایک قول شافعی کا یہی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ مستحب ہے نہ واجب نہ رکن ترک سے کوئی شے بیچ لازم نہیں آتی یہ سب تین قول ہوئے اہل علم کے زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سارا عرفہ موقف ہے بطن عرنہ سے مرتفع ہو سارا جمع یعنی مزدلفہ موقف ہے مگر محسر یہ حدیث مرسل ہے اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ سنت یہ ہے کہ دونوں کام کرے یعنی مزدلفے میں نماز مغرب و عشا جمع کرے مشعر حرام میں ذکر و دعا و تہلیل میں مشغول ہو آس کہنے میں کہ جسطرح اللہ نے تمکو سکھایا ہے اسطرح اسکو یاد کرو تنبیہ ہے اللہ کے انعام و احسان پر کہ اس نے تمکو وہی شاعر حج بتائے سکھلائے جو ابراہیم خلیل کرتے تھے ورنہ تم پہلے اس بتلانے کے یا پہلے اس قرآن یا رسول کے گمراہ تھے یہ سب معانی متقارب متلازم صحیح ہیں

ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ پھر طواف کو چلو جہاں سے سب لوگ چلیں اور گناہ بخشواؤ اللہ سے اللہ ہے بخشنے والا مہربان یہ بھی کفر کی ایک غلطی تھی کہ مکے کے رہنے والے عرفات تک نہ جاتے کہ عرفات حرم سے باہر ہے حرم کی حد پر کھڑے رہتے سو فرمایا کہ جہاں سے سب لوگ چلیں تم بھی چلو اگلی تقصیر پر نادم ہو **ف** ابن کثیر کہتے ہیں گویا اللہ نے اس آیت میں یہ حکم دیا کہ جو کوئی عرفے میں کھڑا ہوا ہے وہ مزدلفے کو جاوے مشعر حرام کے پاس ذکر اللہ کرے اسکا وقوف عرفات میں اسی جگہ ہو جہاں سب کھڑے ہوں نہ وہاں جہاں قریش کھڑے ہوتے تھے کنارہ زمین حرم پر نزدیک زمین حل کے کہتے ہم اللہ کے شہر والے اللہ کے گھر میں رہنے والے ہیں۔ بخاری میں عائشہ سے آیا ہے کہ قریش اور انکے ہم مذہب لوگ مزدلفے میں کھڑے ہوتے انکو حمس کہتے تھے باقی سارے عرب عرفات میں وقوف کرتے جب اسلام آیا اللہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ تم عرفات میں جاکر وقوف کرو پھر وہاں سے مطابق قاعدے کے پھرو یہی قول ہے ابن عباس و مجاہد و عطا و قتادہ و سدی وغیرہم کا اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اس پر اجماع نقل کیا ہے جبیر بن مطعم کہتے ہیں میرا اونٹ کھو گیا تھا میں اسکی تلاش میں عرفات آیا دیکھتا کیا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہیں میں نے اپنے جی میں کہا یہ تو حمس میں سے ہیں اس جگہ کیسے کھڑے ہیں۔

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالشَّيْخَانِ بخاری کی روایت ابن عباس سے مقتضی اس امر کی ہے کہ مراد چلنے سے اس جگہ سے ہے کہ مزدلفے سے چلکر منی میں کنکر مارنے کو آؤ یہی قول ضحاک کا بھی ہے ابن جریر نے کہا مراد لفظ ناس سے اسجگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں کسی نے کہا مراد امام ہے ابن جریر کہتے ہیں کہ اگر اجماع حجت کا خلاف

سکھلائی تھی ہی قول ربیع شیر قا الله پاک نے اکثر بعد قضائے عبادات کے حکم اپنے ذکر کا فرمایا ہے صحیح مسلم میں آیا ہے
حضرت جب نماز سے فارغ ہوتے تین بار استغفار کرتے صحیحین میں ہے کہ بعد نماز کے تینتیس تینتیس بار تسبیح تحمید تکبیر کہنے
کی ترغیب دی ہے ابن جریر نے کہا حدیث مرداس سلمی میں آیا ہے کہ حضرت نے تیسرے پہر عرفے کو اپنی امت کے لیے
استغفار کی بخاری میں شداد بن اوس سے آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا سید الاستغفار یہ ہے آخر تک جسنے اسکو رات میں کہا
پہر اسی رات مرگیا تو بہشت میں گیا جس نے اسکو دن میں کہا پہر مرگیا تو داخل جنت ہو صحیحین میں ابن عمر سے آیا
ہے کہ ابو بکر رضی الله عنہ نے کہا ای رسول خدا مجھے کوئی دعا سکھا دو جسے میں نماز میں مانگا کروں فرمایا کہہ اللّٰهم
إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۔ ابن کثیر نے کہا احادیث استغفار میں بہت آئی ہیں انتہے یہ حدیثیں رسالہ محو الحوبہ بالاستغفار
والاستغفار و التوبہ میں لکھی ہیں اسی طرح بہت حدیثیں مغفرت اہل عرفہ و نزول رحمت میں اوپر ادا حاج
دعا میں آئی ہیں حکم استغفار کا اس جگہ اسلیے ہوا کہ وہ جگہ مسقط رحمت موطن قبول مظنۂ اجابت موضع قربت
محل عبادت فرض ہے یہاں سارے گناہوں کی مغفرت مانگے سارے معاصی سے توبۂ نصوح کرے ۔

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي
الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۞ وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا
عَذَابَ النَّارِ ۞ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۞ (النصف) پہر جب پورے کر چکو تم اپنے حج کے کام
تو یاد کرو الله کو جیسے یاد کرتے تھے تم اپنے باپ دادوں کو بلکہ اُس سے زیادہ یاد پہر کوئی آدمی یہ کہتا ہے ای
رب ہمارے دے ہمکو دنیا میں اور نہیں اُسکو آخرت میں کچھ حصہ اور کوئی اُن میں یوں کہتا ہے ای رب ہمارے
دے ہمکو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کے عذاب سے یہ لوگ انہیں کو ہے کچھ حصہ اپنی
کمائی سے اور الله جلد لیتا ہے حساب اس آیت شریف میں الله پاک نے یہ حکم دیا کہ بعد قضائے مناسک و
فراغ حج کے الله کا ذکر بکثرت کرو عطا نے کہا یعنے جسطرح بچہ ابا ابا کہتا ہے بار بار ماں باپ کو پکارتا ہے
اسی طرح تم بعد قضائے حج کے الله کے ذکر میں لگے رہو یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ابن
عباس نے کہا لوگ بزمانہ جاہلیت موسم حج میں کھڑے ہوتے کوئی کہتا میرا باپ بہت کھانا کھلاتا تھا لوگوں کا بار اٹھاتا
تھا دیت دیتا تھا سوا باپ دادوں کے ذکر کے اور کچھ ذکر انکو نہ تھا اسپر الله نے یہ آیت اتاری اسیطرف ایک
جماعت صحابہ و تابعین بھی گئی ہے ابن جریر نے ایک جماعت سے اسکو حکایت کیا ہے ابن کثیر نے انکا نام لیا
مقصود ارشاد کرنا ہے لوگوں کو طرف ذکر خدا کے اس جگہ تحقیق کے ہے سبب نشک کے پہر بعد کثرت ذکر کے پہر
ارشاد کیا کہ وہ مکر و کریں یہ جگہ مظنۂ اجابت ہے انکی مذمت فرمائی جو نری دنیا مانگتے ہیں آخرت سے کچھ غرض نہیں

سکتے اس قسم مین نفرت دلاتی ہے مشابہ ہونے سے ساتھ اُن لوگون کے جو ذکر آیا، وہ دعا سے دنیا کرتے تھے ابن عباس نے کہا ایک قوم اعراب کی موقف مین آکر یون کہتی اے اللہ اس سال کو بانی کی سال کر سبزی دکھیتی سال کر اچھی بیدا وار اچھی ولادت کی سال کر آخرت کا کچھ ذکر نہ کرتے اُسپر اللہ نے یہ آیت اتاری اُن لوگون کی مدح کی جو دنیا و آخرت دونو مانگتے ہین یہ دعا جامع ہے ہر خیر کو دافع ہے ہر شر کو دنیا کی خوبی شامل ہے ہر مطلب دنیوی کو جیسے تندرستی گھر کشادہ نیک بی بی رزق وسیع علم نافع عمل صالح سواری اچھی ثنائے جمیل وغیرہ اسوا جنیر عبارت مفسرین مشتمل ہے ان عبارتون مین کچھ منافات نہین ہے اسلیے کہ سب معنٰے دنیا مین مندرج ہین رہا حسنۂ آخرت سو سب سے اعلیٰ و افضل ہوتا ہے جنت مین امن ہوتا ہے فزع اکبر سے عرصات مین آسانی حساب کی وغیرہ امور صالحہ آخرت رہی نجات دوزخ سے سو آسان ہوتا ہے اُن اسباب کا جو مقتضی اس نجات کی ہین جیسے بچنا محارم سے ترک کرنا آثام و شبہات و حرام و شہوات کا قائم ہے کہا جسکو قلب شاکر لسان ذاکر جسد صابر ملا اسکو دنیا اور آخرت دونون کی خوبی ملی عذاب نار سے بچگیا۔ قرطبی نے کہا اکثر اہل علم اسی بات پر ہین کہ مراد خوبی دارین سے اس آیت مین نعیم دنیا و آخرت ہے پھر کہا کہ یہی قول صحیح ہے اس لیے کہ لفظ حسنہ نکرہ ہے سیاق نفی مین یہ سب کو شامل ہو جاتا ہے اسی لیے حدیث مین اس دعا پڑھنے کی ترغیب آئی بخاری نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ حضرت اس دعا کو پڑھا کرتے تھے اللّٰھم ربّنا آتنا الخ امام احمد نے کہا قتادہ نے انس سے پوچھا کہ حضرت کون دعا زیادہ مانگتے تھے کہا یہی دعا انس کی عادت یہ تھی کہ جب کوئی دعا کرتے تو اس دعا کو بھی ضرور اسکے ساتھ مانگتے مسلم مین آیا ہے کہ ابو طالوت پاس انس کے تھے ثابت نے کہا تمہارے بھائی چاہتے ہین کہ تم اُن کے لیے دعا کرو کہا اللّٰھم آتنا فی الدنیا حسنۃ الخ پھر تھوڑا باتین کرکے اُٹھ کھڑے ہوئے ثابت نے کہا تمہارے بھائی جاتے ہین اب انکے لیے کچھ دعا کرو کہا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالون جب تم مین کسی کو خوبی دنیا و آخرت کی ملے اور وہ عذاب نار سے بچگیا تو ساری خیر اسکو ملگئی یعنے اور کیا چاہتے ہو انس کہتے ہین حضرت نے ایک مسلمان کی عیادت کی وہ سوکھ کر بلا ہوگیا تھا فرمایا کیا تو نے اسسے کچھ مانگا ہے یا مانگتا ہے اُس نے کہا مین کہتا تھا اللّٰھم ما کنت معاقبی بہ فی الاٰخرۃ فعجلہ فی الدنیا یعنی اے اللہ جو سزا تو مجکو آخرت مین دیتا ہو وہ یہین دنیا مین دیدے آخرت کا سوا اخذ مذ رکھ جو کچھ عقاب ہونا ہو وہ یہین ہوجاوے فرمایا سبحان اللہ تجکو اُس کے عقاب کی کہان طاقت یا استطاعت ہے تو نے یہ کیون نہ کہا ربّنا آتنا فی الدنیا حسنۃ الخ انس کہتے ہین اُس نے یہی دعا کی اللہ نے اسکو شفا بخشی یہ حدیث افراد مسلم سے ہے شافعی علیہ الرحمہ نے ابن ابی السائب سے روایت کیا ہے کہ حضرت درمیان رکن بنی جمح اور رکن اسود یہی دعا کرتے تھے اسکو ابن ماجہ نے بھی ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے مگر سند اسکی ضعیف ہے۔ انتہیٰ

[illegible]

کہا ابن عباس نے مرفوعاً روایت ہے کہ نہیں گذرا میں کسی رکن پر مگر دیکھا وہاں ایک فرشتہ دیکھا وہ آمین کہہ رہا
ہے سو جب تم وہاں گذرا کرو تو یہی دعا مانگا کرو ایک شخص نے ابن عباس سے کہا میں نے ایک قوم سے اجارہ کیا
کہ مجھ کو سوار کر لیں میں انکے ہمراہ حج کروں گا اتنی اجرت کم کر دوں گا بھلا یہ بات کافی ہے یا نہیں کہا تو
اُن لوگوں میں ہے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اُولٰٓئِکَ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا کَسَبُوْا
وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ حاکم نے کہا یہ حدیث شرط شیخین پر ہے اس آیت شریف پر نصف پارہ سیقول
ختم ہوا ولله الحمد وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ وَمَنْ تَاَخَّرَ
فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ لِمَنِ اتَّقٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ۝ یاد کرو اللہ کو گنتی دن گنتی کے
پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو دن میں اُسپر نہیں گناہ اور جو کوئی رہ گیا اُسپر نہیں گناہ جو کوئی ڈرتا رہے تم ڈرتے رہو
اللہ سے اور جان رکھو کہ تم اُسی پاس جمع ہو گے **ف** ان آیتوں میں فرمایا کہ کفر کے وقت دستور
تھا حج سے فارغ ہو کر تین روز عید کے بعد خوشی کرتے بازار لگاتے باپ دادوں کی بڑائی بیان کرتے
اب اللہ نے اُس کے بدل میں ٹھیرا مقرر کیا اللہ کو ان دنوں میں یاد کرو وہ پھر کو کنکر پھینکتے ہیں ہر
نماز کے بعد تکبیر کہتے ہیں اور سوائے نماز کے ہر وقت بھی پھر کوئی چاہے تو دو ہی دن رہکر رخصت ہو تین دن
رہے تو بہتر اور یہ فرمایا کہ جنکو نری رغبت دنیا پر ہے وہ آخرت سے محروم ہیں اب حج کا مذکور ہو چکا **ف**
ابن عباس نے کہا مراد ایام معدودات سے ایام تشریق ہیں اور ایام معلومات سے ایام عشر عکرمہ نے کہا یعنی
تکبیر کہو ایام تشریق میں بعد نماز فرض کے اللہ اکبر اللہ اکبر الخ عقبہ بن عامر نے مرفوعاً کہا ہے یوم عرفہ یوم
نحر ایام تشریق ہم مسلمانوں کی عید ہے یہ دن کھانے پینے کے ہیں رواہ احمد نبیشہ ہذلی کا لفظ مرفوع یہ ہے
ایام تشریق ایام ہیں اکل وشرب وذکر اللہ کے رواہ احمد ومسلم دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ حضرت نے عبد اللہ
ابن حذافہ کو بھیجا کہ تم منی میں پکار سب کو کہدو کہ روزہ نہ رکھیں یہ دن ہیں کھانے پینے اللہ کے یاد کرنے
کے حدیث عائشہ میں آیا ہے حضرت نے منع کیا ہے روزہ رکھنے سے ایام تشریق میں فرمایا یہ ایام ہیں اکل
وشرب وذکر اللہ کے ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بغلہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر سوار ہو کر شعب انصار پر آئے کہلائے او گو یہ دن روزے کے نہیں ہیں کھانے پینے اللہ کے ذکر کرنے
کے ہیں ابن عباس نے کہا تشریق کے دن چار ہیں ایک یوم نحر اور تین دن بعد اُسکے یہی قول ہے ایک
جماعت صحابہ وتابعین کا علی مرتضیٰ نے کہا تین دن ہیں ایک دن نحر کا اور دو دن بعد اس کے جس دن
چاہو ذبح کرو افضل پہلا دن ہے ابن کثیر کہتے ہیں پہلا قول مشہور ہے ظاہر آیت کریمہ بھی اسی پر دلیل ہے
کیونکہ یہ فرمایا ہے کہ جس نے جلدی کی وہ دن میں اُسپر کچھ گناہ نہیں جس نے دیر کی اسپر بھی کچھ گناہ نہیں مگر

دلالت ہے تین دن پر بعد نحر کے اسی ذکر سے ذکر اللہ کا اضاحی پر بھی متعلق ہے ابن کثیر نے کہا راجح مذہب
شافعی کا ہے کہ وقت اضحیہ کا یوم نحر سے آخر ایام تشریق تک رہتا ہے اسی ذکر سے وہ ذکر موقت بھی متعلق ہے
جو بعد نمازوں کے ہوتا ہے اور ذکر مطلق جو سارے احوال مین کیا جاتا ہے علماء کے اس مین کئی
قول ہین اشہر جسپر عمل ہے یہ ہے کہ نماز صبح یوم عرفہ سے نماز عصر ایام تشریق تک ذکر کرے یہ آخر ہے نمازوں کے پچھلے
کوچ کا اس مین ایک حدیث بھی نزدیک دارقطنی کے آئی ہے لیکن بطور مرفوع صحت کو نہین پہونچی ہان عمر بن
خطاب سے ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنے قبے مین تکبیر کہتے انکی تکبیر پر بازار والے بھی تکبیر پکارتے یہانتک کہ سارا
منی تکبیر سے گونج اٹھتا پھر اسی ذکر ایام معدودات سے وہ تکبیر و ذکر بھی متعلق ہے جو وقت کنکر مارنے کے
ہو ان ایام تشریق مین کیا جاتا ہے حدیث شریف مین نزدیک ابوداؤد وغیرہ کے آیا ہے کہ طواف بیت
سعی صفا مروہ رمی جمار اسی اللہ کے ذکر قائم کرنے کے لیے ہے پھر جب اللہ نے نفر اول و ثانی کا ذکر کیا
یعنی حال لوگون کے متفرق ہونے کا موسم حج سے طرف اور اقالیم و آفاق کے بعد مجتمع ہونے کے مشاعر و
مواقف مین بیان فرمایا تو پھر یہ ارشاد کیا کہ تم ڈرو اور سمجھ لو کہ جس نے تمکو زمین مین پھیلایا ہے تم اسی
کے پاس اکٹھے ہوگے **ف** فتح البیان کا بیان یون ہے کہ قرطبی نے کہا نہین خلاف ہے درمیان علماء
کے اسبات مین کہ مراد ایام معدودات ہے اس آیت مین یہی ایام منی ہین جنکو ایام تشریق کہتے ہین یہ تین
دن ہین انہین دنون مین کنکر مارتے ہین پہلا دن گیارہوین ذیحجہ ہے اسی طرف شافعی ابن عمر ابن عباس
حسن عطا مجاہد قتادہ گئے ہین ابراہیم نے کہا مراد ایام معدودات سے ایام عشر اور ایام معلومات سے ایام نحر ہین
قرطبی نے کہا یہ صحیح نہین ہے اس لیے کہ اگلی بات پر ابن عبدالبر نے اجماع نقل کیا ہے ابو یوسف و محمد نے ایام
معلومات ایام نحر کو قرار دیا ہے ایک قربانی کا دن اور دو دن بعد اسکے گویا ان کے نزدیک معلومات معدودات
مین کچھ فرق نہین ہے کیونکہ قرآن پاک مین بلا خلاف مراد معدودات سے وہی ایام تشریق ہین حکم
نے کہا چار دن ایک نحر کا اور تین بعد اسکے ان سب کو شامل ہین کیونکہ یوم نحر معلوم ہے معدود نہین اور جو دن
جو بعد اسکے ہین وہ معلوم معدود ہین چوتھا دن معدود ہے نہ معلوم ہے جمہور نے وقت تکبیر کا صبح عرفہ سے
آخر ایام تشریق تک بتایا ہے اُن کے حساب سے تیئیس نمازین ہوتی ہین یہی قول ہے علی مرتضی و مکحول
و ابو یوسف و محمد کا کسی نے کہا صبح عرفہ سے عصر آخر نحر تک ابو حنیفہ و ابن مسعود اسی طرف گئے ہین اس
حساب سے آٹھ نمازین ہوئی ہین کسی نے کہا ظہر یوم النحر سے آخر ایام تشریق تک مالک و شافعی اسی کے
قائل ہین اس حساب سے پندرہ نمازین ہوتی ہین یہی قول ابن عباس و ابن عمر کا ہے لفظ تکبیر کا نزدیک شافعی
کے اللہ اکبر ہے اسکو تین بار یکسان کہے اہل عراق کے نزدیک وہ دو ہی بار کہے آیت شریف سے ثابت ہوا

تفصیل فتاویٰ عزیزیہ و نسباح میں ہے تخصیص وتعمیم اثم اُسکے لیے ہی جو متقی ہے کیونکہ تقویٰ وہ الاہی ہر شک و شبہ کی چیز سے بچاتا ہے اسلیے متقی تخصیص اس حکم کا وہی نہیں ہے گا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ ۚ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ ۚ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝ بعضا آدمی ہے کہ خوش لگتی ہے تجھ کو بات اُسکی دنیا کی زندگی مین وہ گواہ کرتا ہے اللہ کو اپنے دل کی بات پر اور وہ سخت جھگڑالو ہے۔ جب پیٹھ پھیر لیے تو دوڑتا پھرتا ہے ملک مین کہ اُس مین ویرانی کرے اور ہلاک کرے کھیتیان اور جانین اللہ خوش نہین رکھتا فساد کرنا جب کہا جائے اُس سے کہ ڈر اللہ سے تو کھینچ لاتا ہے اُسکو غرور گناہ پر سو بس ہے اُسکو دوزخ اور بری طیاری ہے اور کوئی آدمی ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان تلاش کرنا خوشی اللہ کی اللہ شفقت رکھتا ہے بندون پر **ف** یہ حال ہے منافق کا کہ ظاہر مین خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ کرے کہ میرے دل مین تمہاری محبت ہے اور جھگڑے کے وقت کچھ کمی نہ کرے قابو پاوے تو لوٹ مار مچاوے منع کرنے سے اور ضد چڑھے زیادہ گناہ کرے ایک شخص اخنس بن شریق تھا اُس نے حضرت سے یہی سلوک کیے تھے اسکے بعد حال صاحب ایمان کا بیان کیا کہ اسکی رضا پر اپنی جان دیوے سُدی نے کہا یہ آیت حق مین اخنس بن شریق ثقفی کے اُتری ہے وہ پاس حضرت کے آیا اسلام ظاہر کیا باطن مین خلاف تھا ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت حق مین چند نفر منافقین کے اُتری ہے جنھون نے بمقدمہ خبیب اصحاب خبیب کے گفتگو کی تھی اسپر اللہ نے انکی مذمت خبیب اور اُنکے اصحاب کی مدح فرمائی کسی نے کہا نہین بلکہ یہ آیت سارے منافقین و سارے مومنین کے حق مین ہے یہی قول ہے مجاہد قتادہ ربیع وغیرہم کا ابن کثیر نے بھی اسی کو صحیح کہا ہے یعنی اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا ابن جریر نے نوف بکالی سے روایت کیا ہے کہ انہون نے کہا اور وہ کتاب خوان تھے کہ مین اس امت کے کچھ لوگون کا حال اللہ کی کتاب منزل مین پاتا ہون وہ حال یہ ہے کہ ایک قوم ایسی ہوگی جو دنیا پر دین کا حیلہ کرینگی انکی زبان شہد سے زیادہ میٹھی ہوگی دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہونگے لوگون کے دکھانے کو بکریون کا پوستین پہنینگے دل بھیڑیون کے سے دل ہونگے اللہ تعالیٰ کہے گا کیا یہ جرأت مجھپر کرتے ہین یا مجھ پر مغرور ہین میںنے اپنی جان کی قسم کھائی ہے کہ انپر ایسا فتنہ برپا کرون کہ جسمین بردبار آدمی بھی حیران ہوکر رہجاوے قرظی نے کہا مینے قرآن مین تدبر کیا دیکھا تو ایسی قوم یہی منافقین ہین یعنی جنکا حال پایا یہی آیتین ہے سعید نے کہا بعض کتب مین آیا ہے کہ بعضے بندے اللہ کے ایسے ہین جنکی زبان شہد سے زیادہ میٹھی ہے دل انکے ایلوے سے زیادہ تلخ ابن ہلال قرظی نے کہا یہ بات کتاب اللہ مین ہے سعید نے کہا کہان ہے کہا اس

الحمیٰوۃ الدنیا و من الناس من یعجبک قولہ الآیۃ سعید نے کہا میں جانتا ہوں جسکے حق میں یہ آیت اُتری ہے قرظی نے
کہا ہاں آیت ایک آدمی کے حق میں اُتری تھی مگر پھر وہ عام ہوگئی ہے یعنی خصوص سبب کا اعتبار نہیں ہوتا ہے
عموم لفظ معتبر ہوتا ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہ کہنا قرظی کا حسن صحیح ہے یُشْهِدُ اللّٰهَ کے لفظ کو دو طرح پر پڑھا
ہے ایک بفتح یائے تحتیہ وضم ہائے اسم مبارک اللہ اسکے یہ معنی ہیں کہ اگرچہ وہ آدمی تمہارے سامنے میٹھی میٹھی باتیں
بناتا ہے مگر اللہ کو معلوم ہے کہ اُس کے دل میں ہوی ہے کقولہ تعالیٰ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ
اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ دوسری قرأت بضم
یائے تحتیہ ونصب اسم مبارک اللہ ہے جمہور کی قرأت یہی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ آدمی لوگوں پر تو اسلام
ظاہر کرتا ہے مگر دل کے کفر و نفاق سے اللہ کا مقابلہ کرتا ہے کقولہ تعالیٰ يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ
مِنَ اللّٰهِ الآیۃ یہی معنی ابن عباس نے بھی کہے ہیں تیسرے معنے یہ ہیں کہ جب لوگوں پر اظہار اسلام کرتا ہے تو
قسم کھاتا ہے کہ اللہ گواہ ہے کہ اُسکا دل موافق اُسکی زبان کے ہے یہ معنی بھی صحیح ہیں اسی کو ابن جریر نے
اختیار کیا ہے ابن زید و مجاہد وغیرہما اسی طرف گئے ہیں آلد کہتے ہیں کج طبیعت کو قال تعالیٰ وَتُنْذِرَ بِهٖ
قَوْمًا لُّدًّا یعنی ٹیڑھی یہی حال منافق کا ہے کہ وقت خصومت کے کذب و زور کہتا ہے سیدھی بات پر نہیں چلتا
افترا کرتا ہے واہی تباہی باتیں بناتا ہے صحیحین میں مرفوعاً آیا ہے کہ نشانی منافق کی تین ہیں جب بات
کرے جھوٹ بولے جب عہد کرے توڑ ڈالے جب جھگڑا کرے گالی گلوچ بکے بخاری میں عائشہؓ سے مرفوعاً
آیا ہے کہ بڑا دشمن آدمی خدا کو وہ ہے جو کج طبیعت جھگڑالو ہے اسکو عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے
سعی سے مراد اس جگہ قصد ہے کما قال تعالیٰ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى الآیۃ وقال تعالیٰ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ کیونکہ
سعی بمعنی دوڑ نے نماز کے لیے سنت صحیحہ میں نہی آئی ہے فرمایا ہے کہ جب تم نماز کو آؤ تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ
آہستہ آہستہ آؤ وقار سے آؤ منافق کا قصد یہی ہوتا ہے کہ زمین میں فساد کرے کھیتی کو پھلوں کو نسل کو
ہلاک کرے غرض کہ قول تو وہ فعل یہ ہے مجاہد نے کہا زمین میں فساد کرنے سے اللہ پانی نہیں برساتا اللہ
اس صفت کے آدمی کو دوست نہیں رکھتا پھر جب ایسے فاجر کو وعظ کرو اور اللہ کا ڈر بتاؤ تو وہ اپنے عزہ
عزت میں آکر ضد سے اور زیادہ گناہ کرنے لگتا ہے یہ آیت مشبہ ہے اس آیت کی وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا
بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ
بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ اَلنَّارُ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اسی لیے آپ یا بہم نے فرمایا ہے کافی
ہے اسکو جہنم اور برا بچھونا ہے ابن عباس و انس و ابن المسیب و ابو عثمان نہدی و عکرمہ اور ایک جماعت اہل
علم نے کہا ہے کہ یہ آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ الآیۃ حضرت صہیب بن سنان رومی کے حق میں نازل

جبکہ صہیب مکے میں مسلمان ہو گئے تھے چاہا کہ ہجرت کریں لوگوں نے کہا تم اپنا مال لیکر نہیں جا سکتے ہاں مال چھوڑ کر
جاؤ تو چلے جاؤ انہوں نے مال چھوڑ کر ہجرت کی سارا مال منع کرنیوالوں کو دیدیا اللہ نے یہ آیت بھیجی عمر بن
خطاب اور ایک جماعت صحابہ نے انکو سنگستان مدینہ پر آکر لیا اور کہا تمہاری تجارت میں نفع ہوا انہوں نے
کہا اللہ تمہاری تجارت میں بھی ٹوٹا نہ کرے کیا بات ہے کہا اللہ نے یہ آیت تمہارے بیچ اتاری ہے ایک
روایت میں یوں ہے کہ حضرت نے فرمایا رَبِحَ الْبَيْعُ صُهَيْبُ ابن مردویہ نے کہا یہ لفظ حضرت نے دوبار فرمایا رَبِحَ الْبَيْعُ
صُهَيْبُ حافظ حجری نے کیا اچھا کہا ہے ۔ حسن زبصرہ وبلال زحبش صہیب زروم ۔ زخاک مکہ ابو جہل این
چہ بوالعجبیست ۔ اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ یہ آیت حق میں ہر مجاہد راہ خدا کے ہے کما قال تعالی اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ
حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ ہشام بن عامر نے درمیان دو صف کفار کے حملہ کیا تھا بعض لوگوں نے اوپر انکار کیا عمر بن
خطاب و ابوہریرہ وغیرہما نے اوپر رد کیا اور یہ آیت پڑھی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ
ف فتح البیان میں ہے اللہ نے بعد ذکر مومنین کے ذکر منافقین کا فرمایا جو شخص دل میں کفر و نفاق و کذب
کو چھپائے ہوئے ہو اور زبان سے خلاف مضمر ضمیر کے ظاہر کرتا ہے وہ اس آیت میں داخل ہے الد خصام وہ شخص
ہے جو باطل میں شدید الجدال ہو دل میں کاذب یا معصیت میں سخت دل ہے بات تو حکمت کی کہتا ہے مگر کام برا
کرتا ہے سعی سے یا تو یہ مراد ہے کہ فساد کے لیے دوڑتا ہے جیسے رہزنی کرنا قطع رحم کرنا مسلمانوں سے لڑنا
خونریزی کرنا یا یہ مراد ہے کہ فساد کا کام کرتا ہے گو پاؤں سے نہ دوڑے مثلا ایسی تدبیر کرتا ہے جس سے مسلمانوں
کو نقصان پہونچے ہر کام جسکو انسان اعضا یا حواس سے کرتا ہے اسکو سعی بولتے ہیں آیت شریفہ کے یہی معنی
ظاہر ہوتے ہیں فساد کا لفظ خونریزی غارتگری سب کو شامل ہے حرث سے مراد کھیتی ہے نسل سے مراد اولاد
ہے یا حرث سے مراد عورتیں ہیں اور نسل سے مراد مرد لفظ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ سے معتزلہ نے اسبات پر دلیل پکڑی
ہے کہ محبت عبارت ہے ارادہ سے اسکا جواب یہ ہے کہ ارادہ اور چیز ہے محبت اور چیز ہے آدمی کبھی ایک شے کا
ارادہ کرتا ہے مگر اسکو دوست نہیں رکھتا جیسے دوا تلخ کہ اسکو پی لیتا ہے مگر دوست نہیں رکھتا ابن مسعود نے
کہا بڑا گناہ نزدیک اللہ کے یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی مسلمان سے کہے اللہ سے ڈر وہ کہے تم ڈرو مجھکو کیا کہتے ہو
ایک شخص نے مالک بن مغول سے کہا تھا اللہ سے ڈر انہوں نے اپنا گال زمین پر براہ خاکساری رکھدیا ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔ فَاِنْ
زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اے ایمان والو داخل ہو مسلمانی میں

بہت سا اور مت چلو قدمون پر شیطان کے اور وہ تمہارا صریح دشمن ہے پہر اگر ڈگنے لگو بعد اس کے کہ پہونچے تمکو صاف
حکم تو جان رکھو کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا ف اس آیت پاک مین اللہ پاک نے مومنین کو یہ حکم دیا ہے کہ
تم پورے اسلام ساری شریعت پر چلو جہان تک ہو سکے سب کا امر بجا لاؤ سارے منع امر سے بچو ابن عباس
و مجاہد و طاوس و ضحاک و عکرمہ و قتادہ و سدی و ابن زید نے کہا ہے کہ مراد سلم سے اس جگہ اسلام ہے ابو العالیہ
و ربیع نے کہا مراد طاعت ہے قتادہ نے کہا مراد موادعت ہے عکرمہ نے یہ خیال کیا ہے کہ یہ آیت حق مین چند نفر یہود
کے اتری ہے وہ مسلمان ہو چکے تھے جیسے عبداللہ بن سلام اسد بن عبید ثعلبہ ایک گروہ نے حضرت سے یہ اجازت
چاہی کہ وہ سنیچر کو مانین رات کو توریت پڑھا کرین اللہ نے کہا بلکہ شعائر اسلام کو قائم کرو سوا اسلام کے کسی چیز
مین مشغول ہو ابن عباس نے کہا مراد مومنین اہل کتاب ہین یہ لوگ باوجود ایمان لانے کے بعض امور توریت
کو پکڑے ہوئے تھے انکو حکم ہوا کہ تم دین اسلام کو پکڑو کوئی شے اسلام کی نہ چہوڑو توریت پر فقط ایمان لانا تمہارا
کافی ہے شیطان کی چال پر نہ چلو وہ تو جب حکم کرے گا برائی و بیحیائی ہی کا کام کرے گا۔ اسکا گروہ تمکو
دوزخی بنانا چاہتا ہے مطرف نے کہا ہے زیادہ دغاباز خدا کے بندون مین اللہ کے بندون کو یہی
شیطان ہے آیت مین وعید شدید ہے واسطے ان لوگون کے جن کے دل مین شک نفاق ہے یا دین
مین کوئی شبہہ کہتے ہین هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ
وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ کیا لوگ یہی انتظار کہتے ہین کہ آوے انپر اللہ ابر کے سائبانون مین اور فرشتے اور فیصل
ہووے کام اور اللہ ہی کی طرف رجوع ہین سب کام یعنی پیغمبر اور قرآن پر یقین نہین لاتے تو اب منتظر
ہین کہ خدا آپ آوے اور ہر کسی کو اسکے عمل کے موافق جزا دیوے اس آیت شریف مین اللہ نے منکرین رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھمکایا ہے کہ کیا یہ لوگ یہ چاہتے ہین کہ قیامت ہو اور اللہ سب اولین آخرین
کا فیصلہ کرے ہر عمل خیر و شر کی جزا و سزا دے جیسے دوسری آیت مین فرمایا ہے هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن
تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ابن جریر نے اس جگہ حدیث صور کی بطول ابوہریرہ
سے نقل کی ہے یہ حدیث مرفوع مشہور ہے بہت اصحاب سنن و مسانید وغیرہ ہم نے انکو روایت کیا ہے اس
مین یہ مضمون ہے کہ لوگ جب موقف مین کہڑے کہڑے تنگ ہو جاوینگے تو انبیاء کو خدا کی جناب
مین سفارش کے لیے لانا چاہینگے آدم سے لیکر عیسیٰ تک ایک ایک سے طالب سفارش ہونگے ہر ایک نبی پہلو تہی
کرے گا یہانتک کہ نوبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچے گی آپ فرماوینگے ہان ہان مین
شفاعت کرونگا پہر جا کر عرش کے نیچے سجدہ کرینگے اللہ سے عرض کرینگے کہ فصل قضا کے لیے آنا چاہیے
اللہ پاک اس سفارش کو قبول فرما کر ابر کے سائبانون مین آوے گا یہ آنا بعد پہٹ جانے آسمان دنیا کے ہوگا

ع

بیچ میں ان کے ایک شخص ہو ... سے ... جو نازل ہونگے عرش الرحمن
اور فرشتے تسبیح کرتے ہونگے بعض کہینگے سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والجبروت
سبحان الحی الذی لا یموت سبحان الذی یمیت الخلائق ولا یموت سبوح قدوس سبحانہ سبحانہ ابدا ابدا ابن جریر نے
جس جگہ کچھ ایسی حدیث لکھی ہین جنین غرابت ہے از انجملہ ایک یہ حدیث ابن مسعود سے مرفوعا کہ جمع کریگا
اللہ اولین و آخرین کو میقات یوم معلوم مین وہ سب کھڑے ہونگے آنکھین پھاڑے ہوئے آسمان کو دیکھتے
ہونگے فصل قضا کے منتظر ہونگے اترے گا اللہ سایہ ابر مین عرش سے کرسی پر ابن عمر نے کہا جب اللہ
اتریگا تو درمیان خالق و مخلوق کے ستر ہزار پردے ہونگے بعضے نور کے بعضے ظلمت کے بعضے پانی کے اس
تاریکی مین پانی کی آواز سے دل ہل جاوینگے رواہ ابن ابی حاتم زبیر بن محمد نے کہا اس سائبان ابر مین یاقوت
وجواہر و زبرجد جڑے ہونگے مجاہد نے کہا وہ ابر کچھ دنیا کا سا ابر نہ ہوگا اس طرح کا ابر کبھی نہین ہوا مگر بنی
اسرائیل پر جبکہ وہ تیہ مین سرگردان تھے ابو العالیہ نے کہا فرشتے سائبان ابر مین آوین گے اور حق تعالی
جس مین چاہیگا آوے گا بعض قراآت مین یون آیا ہے الا ان یاتیہم اللہ والملئکۃ فی ظلل من الغمام
اسی طرح یہ روایت ہے ویوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملئکۃ تنزیلا **ف** یہ آیت شریف منجملہ آیات
صفات کے ہے علما کے اس باب مین دو مذہب ہین ایک ایمان و تسلیم و درجہ اعتقاد مطابق ظاہر مع تنزیہ باری
تعالی کے تشبیہ و تمثیل و تحریف و تبدیل و تعطیل سے سلف امت ائمہ ملت اسی طرف گئے ہین بیہقی نے کہا انکی
تفسیر نہین کی جاتی ہے ابن عیینہ زہری اوزاعی مالک ابن مبارک لیث امام احمد ابن راہویہ کا یہ قول ہے
کہ آیات صفات کو جس طرح یہ آئی ہین اسی طرح بلا کیف و تشبیہ و تاویل و تعطیل زبانی جاری کرنا چاہیے سارے
ائمہ اہل سنت اسی کے معتقد ہین دوسرا مذہب یہ ہے کہ مناسب ہر مقام کے ایسی تاویل کرنا چاہیے
جس سے تنزیہ باری تعالی ثابت ہو جمہور علما متکلمین و اصحاب نظر کا یہی مسلک ہے مثلا آیت باب مین کہتے
ہین کہ مراد اللہ کے آنے سے آنا آیات یا امر اللہ یا عذاب اللہ کا مراد ہے سو یہ مذہب خلاف سلف امت
اور ملت ہے جیسی توضیح رسالہ انتقاد رجیح رسالہ فتح الباب مین کی گئی ہے جب لیس کمثلہ شیء حق تعالی کی
شان ہے تو اب لازم نہ آیا کسی تشبیہ و تمثیل کا ظاہر عبارت مین کچھ نقصان نہین کر سکتا ہے بلکہ ایمان اجمالی واسطے
سلامتی تشبیہ و تمثیل کے کافی وافی ہے نفی بعض یا کل اثبات الرحمن علی العرش استوی کی بحث سے کیا ...

اسرائیل کم آتینہم من آیۃ بینۃ ومن یبدل نعمۃ اللہ من بعد ما جاءتہ فان اللہ شدید
العقاب زین للذین کفروا الحیوۃ الدنیا ویسخرون من الذین آمنوا والذین اتقوا فوقہم یوم القیمۃ
واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ... پوچھ بنی اسرائیل سے کتنی ہم نے دین ان کو نشانیان واضح اور جو کوئی

بدل ڈالے نعمت کو بعد اس کے کہ پہونچی اسکو اللہ کی نعمت بیشک اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے
بنی اسرائیل سے پوچھ کہ کتنی دین ہم نے انکو کھلی نشانیاں اور جو کوئی بدلے اللہ کی نعمت
بعد اس کے کہ آئی اسکے پاس تو اللہ کا عذاب سخت ہے۔ ف اس آیت پاک مین یہ خبر دی ہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ بہت سی معجزے
دیکھے جن سے ہر طرح حجت ہوئی اُنکے صدق پر جیسے ید بیضا عصا انفلاق بحر ضرب حجر سایۂ ابر نزول من و سلوی وغیرہ
انکا دیکھنا دلیل واضح ہے وجود کامل مختار پر لیکن باوجود اس مشاہدہ کے اکثر لوگ ان سے پھر گئے
ایمان کو کفر سے بدل ڈالا اس جملے کا بدلا عذاب شدید ہوگا جس طرح اللہ نے کفار قریش کے حال سے
آگاہ فرمایا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا
بئس القرار نعمت سے مراد اس جگہ ایمان ہے یہ ایمان بڑی کوئی نہیں نعمت ہوتی ہے ع ایمان کی کہیں جگہ ہیں
ہے اسباب کچھ وہ پھر بدلا یا گیا جیسا کہ کافرون کی نظر میں ایک بیل کی جیز کر دیا ہے وہ یہان کی زندگی ہے ادھر
دنیا طلب کر کے مال جمع کرتے ہیں مصارف رضی الٰہی میں جہان اسکو اٹھانا چاہیے صرف نہیں کرتے بلکہ
بے مال ایماندار لوگون سے ہنسی ٹھٹھا دل لگی کرتے ہیں انکو دیکھ کر مسخرا بناتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ اگرچہ آج
تم ان سے ہو وجہ ہوتے ہیں لیکن کل قیامت کو وہ بالا تم زیر ہوگے وہ مقام سعد حظ وافر کو پہونچینگے جنت فردوس
میں ہوادی بہشت درجات عالی پر ہونگے اعلیٰ علیین میں جگہ پاوینگے تم درکات اسفل سافلین میں ہوگے۔
قال اکرم اہم ہے کہ مثل جیسے باقی اگر ایک مثال نقلی ہے اور جو اکثر تیرہ وراہی ائمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم جسے
چاہتے ہیں بے گنتی رزق دیتے ہیں جیسے کافرون کو دنیا میں مومنون کو آخرت میں یا مسلمانوں کو دونون
جگہ حدیث شریف میں آیا ہے اے ابن آدم تو خرچ کر تجھپر خرچ کیا جاویگا یعنی جتنا تو راہ خدا میں
خدا میں صرف کریگا اتنا ہی تجھکو اللہ تعالیٰ زیادہ دیوے گا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو خرچ کر اور صاحب
عرش سے کمی کا ڈر نہ کر قال تعالیٰ وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ حدیث میں آیا ہے ہر دن صبح کو دو فرشتے
آسمان سے اترتے ہیں ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل دے دوسرا کہتا ہے رکھنے والے کو تلف
تیرا مال تیرا تہی ہے جو تو نے کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر پرانا بنایا یا صدقہ
دیا وہ جاری ہوا اس کے سوا جو کچھ ہے وہ جانیوالا ہے لوگون کے لیے چھوڑ جاتا ہے مسند امام احمد میں مرفوعاً
آیا ہے دنیا اسکا گھر ہے جسکے لیے کوئی گھر نہیں اس کا مال ہے جس کے لیے کوئی مال نہیں ف اصول
ایمان میں مسئلہ خدا اصطفاء الخ کے آخر دنیا میں ظاہر زوال سوال ہے یہ سوال بطور تعریض کفر کے ہو
مسئلہ یہ مدینہ میں آیت سے مراد ہو سکتی ہیں بلا براہین مستقیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
سے معلوم آیات سے مراد یہ ہیں یا معجزہ ایمانی ظاہر ہیں کہ قدرت نقل ہے جیسے اہل علم اہل کتاب

ہو کہ ہے کوئی دلیل نہیں وہ کہتے ہیں جب ہم نے تم سے شکر بجا لانے کو کہا تو یہ کفر ہو اعتبار خصوص لفظ
کا عموم کا ہے خصوص سبب کا زینت دی گئی واسطے کافرون کے زندگی دنیا کی یا شیطان نے کہ ادعون دوسرے نہ اگر جملہ
قرآن مین رکھتا ہے یا اشارہ اسکے جو یہ سب اشیا عجیبہ بنائے ہیں انہین زینت بخشی ہے کیونکہ ہر
شے کا خالق وہی ہے کفار سے مراد رؤسائے قریش ہین یا ہر کافر آیت کی تخصیص ساتھ کفار کے اس
لیے کی ہے کہ اگر چہ حیات دنیا کافر و مسلم دونون کی نظر مین مدون دار پر بہار ہے مگر اسمین دنیا کے فکر
کفار ہی زیادہ گرفتار ہوتے ہین انکو آخرت سے کچھ سروکار نہیں ہے مسلمان اوس پر بہر کر آخرت ہی پر گرتا ہے
اس کھیل تماشے فانی پر دل نہیں جماتا فوقیت سے یہ مراد ہے کہ مومنین کا درجہ جنت مین بلند ہوگا کفار
نار مین ہونگے یا مراد علوی سے مکان ہے کیونکہ جنت آسمان پر ہے دوزخ زمین کی تہ مین ہے یا مومنین
دنیا مین غالب ہین اسلام ظاہر ہوگیا کفر گر گیا کفار سے گئے قید ہوئے جزیہ دینے لگے آیت دلیل ہے
اسبات پر کہ یہ فوقیت انکو بطفیل تقوی ملی ہے اس مین گویا آمادہ کرنا ہے اس امر پر کہ تم تقوی اختیار کرو کیونکہ
ایسا نہ ہو کہ یہ مراد تمکو جناب قدس سے باز رکھے جابر بن وہب کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا ہے کیا نہ بتاؤن مین تمکو جنت والے لوگ ہر ضعیف مستضعف ہے اگر اللہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اسکو سچا
کرے کیا خبر نہ دون مین تمکو دوزخ والون کی ہر ظالم بدخو متکبر ہے مسند امام الشیخان اسامہ بن زید کا مرفوع ہے کہ کھڑا ہوا مین دروازہ جنت پر اکثر داخل ہونیوالے اُس کے یہی مساکین تھے اہل دولت رکے ہوئے
تھے اصحاب نار کے لیے حکم نار کا ہوا دروازہ دوزخ پر کھڑا ہوا اکثر جانے والے دوزخ کے یہی عورتین تھین۔
متفق علیہ البخاری و مسلم معلوم ہوا کہ وسعت رزق کثرت مال اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اللہ اسکو دوست
رکھتا ہے اس سے راضی ہو گیا ہے بلکہ یہ مال آزمانے کو دیا ہے ہم تمہین رحم جتلانے کو بخشتے ہین
ہم سے ہستی ہم می نشانند + الہی برسر آن گوشہ نشینم بغیر حساب کا مطلب یہی ہوسکتا ہے
کہ اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے یہ گمان نہ ہو کہ قول تعالی دینے کا ہے ابن عباس نے
کہا اسپر کوئی نگہبان نہیں ہے نہ حساب سعید بن جبیر نے کہا سب کا حساب کون لے گا دنیا مین
نہیں دیتا ہے آخرت مین انکا حساب نہیں لیتا یا انہیں مستحق دیتا ہے خزانے کے چُک جانے کا کچھ ڈر نہیں ہے
بیصرف کی حاجت ہو یا جتنا کہ غیر حاجت کو زیادہ دیتا ہے و ضمان تلک الحسنات و ھ حمد

مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا

اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۖ فَهَدَى

اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ۗ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

کا دین ایک ہے پہر بہیجے اللہ نے نبی خوشی اور ڈر سناتے اتاری اُنکے ساتھ کتاب سچی کہ فیصل کرے لوگون مین جس بات
مین کہ وہ جہگڑا کرین کتاب مین جہگڑا نہین ڈالا مگر اُنہون نے جنکو ملی تہی بعد اُس کے کہ اُنکو پہونچ چکے صاف
حکم آپس کی ضد سے پہر اب راہ دی اللہ نے ایمان والون کو اُس سچی بات کی جسمین وہ جہگڑ رہے تہے اپنے حکم سے
اللہ چلاوے جسکو چاہے سیدہی راہ **ف** یعنے اللہ نے کتابین اور نبی متعدد بہیجے لیکن نہ اس لیے کہ ہر فرقے
کو جدی راہ فرماتے بلکہ اللہ کے یہان سے سب خلق کو ایک ہی راہ کا حکم ہے جسوقت اُس راہ سے کسی طرف
بہکے ہین تب ہی اللہ نے نبی بہیجا کہ سمجہاوے کتاب بہیجی کہ اُسپر چلا جاوین پہر جب ایک کتاب والے کتاب
مین بہکے تب دوسری کتاب کی حاجت ہوئی سب نبی سب کتابین اُسی ایک راہ کے قائم کرنے کو آئے
ہین اسکی مثال جیسے تندرستی ایک ہے مرض بیشمار جب ایک مرض پیدا ہوا ایک دوا اور پرہیز اُس کے
موافق بتایا جب دوسرا مرض پیدا ہوا تب دوسری دوا اور پرہیز اُس کے موافق فرمایا اب آخری کتاب
مین ایسی راہ فرمائی کہ اُس مین ہر مرض سے بچاؤ ہے یہ سب کے بدلے کافی ہوئی **ف** ابن عباس نے کہا
نوح و آدم علیہما السلام کے بیچ مین دس قرن گذرے سب کے سب شریعت حق پر تہے پہر اُن مین اختلاف
پڑا اللہ نے نبی بہیجے اُنہون نے خوش خبری سنائی اور ڈرایا ابن مسعود کی یہ قراءت ہے كَانَ النَّاسُ أُمَّةً
وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا اسکو حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے یہی قراءت ابی بن کعب کی بہی تہی قتادہ نے کہا
سارے لوگ ہدایت پر تہے جب مختلف ہوگئے تو اللہ نے پیغمبر بہیجے سب سے پہلے نوح علیہ السلام آئے
یہی قول ہے مجاہد و ابن عباس کا دوسرا قول اُن کا یہ ہے کہ سب کے سب کافر تہے اللہ نے انبیاء کو بہیجا لیکن پہلا
قول سند و معنی مین صحیح تر ہے اس لیے کہ لوگ ایک ملت آدم پر تہے یہانتک کہ بت پرستی ہونے لگی تب
اللہ نے نوح علیہ السلام کو نبی کیا یہ اول رسول ہین جو طرف اہل ارض کے مبعوث ہوئے اس لیے اللہ نے
فرمایا کہ ہمنے ہمراہ انبیاء کے کتابین بہیجین لیکن اُنہون نے ایک دوسرے پر بغاوت کی اُس کتاب کو نہ مانا
سنا لکا اسنے اہل ایمان کو ہدایت کردی اُس اختلاف سے بچا دیا ابو ہریرہ مرفوعاً کہتے ہین ہم پچہلے ہین مگر پہلے
ہین دن قیامت کو ہم سب سے پہلے جنت مین جاوینگے فقط اتنی بات ہے کہ اُنکو ہمسے پہلے کتاب دی گئی ہے
ہمکو بعد مین ملی ہے اللہ نے ہمکو رستہ سمجہا دیا وہ اختلاف مین پڑے رہے آج وہ دن ہے یعنی جمعہ جسمین
اُنہون نے اختلاف کیا تہا اللہ نے ہمکو اسکی راہ دکہا دی لوگ ہمارے پیچہے ہین کل یہود ہین پرسون نصاری
ہین رواہ عَبْدُ الرَّزَّاقِ معلوم ہوا کہ ترتیب قیامت کے دن کی خلاف ترتیب دنیا کے ہوگی اس مین
یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ مستحق جنت کے ہین وہ بسبب طول فیصلہ کفار اہل نار کے دیر تک موقف مین رہکر
دخول جنت سے محروم نرہین ورنہ بسبب تکلیف عرصات نہ اٹہاوین کیونکہ وہ دن پچاس ہزار برس کا دن ہوگا

مطلب کتاب اس متون کا پہلی بہت سے ترتیب وار رکہا جاتا تو نوبت اہل ایمان کی بعد ایک مدت دراز کے آتی وہ ناحق ایک
زمانہ طویل تک گرفتار اہوال محشر رہتے اس لیے انکا فیصلہ پہلے ہوگا گو دنیا مین پیچھے آئے تہے وہ بنسبت اہل کتاب کے تھوڑے
بہی ہونگے ان سے پہلے بہشت جانا مین حکمت و مصلحت مقتضائے رحمت و شفقت فرمائے عنایت و کرامت ہے
وللہ الحمد پہر سارے کفار امم ہین اور انکا حساب کتاب ہے وہ جتنی دیر مین جہنم کو جائین انکے لیے وہی غنیمت
کبری ہے زید بن اسلم نے کہا انہون نے جمعے مین اختلاف کیا تہا یہود نے سنیچر کا دن لیا نصاری نے اتوار کا
دن پکڑا اللہ نے امت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دن جمعہ کا بتا دیا جو انپر مخفی رہا تہا پہر قبلے مین مختلف ہو گئے
نصاری نے مشرق کو منہ کیا یہود نے بیت المقدس کو اس امت نے کعبے کو پا لیا پہر نماز مین انکا اختلاف ہوا تہا
کوئی رکوع بے سجدہ کرتا کوئی سجدہ بے رکوع کوئی نماز مین کلام کرتا کوئی چلتا پہرتا اللہ تعالی نے اس امت کو حق راہ
بتادی پہر روزے مین مختلف ہو گئے کوئی بعض یوم کا روزہ رکہتا کوئی بعض طعام سے صائم ہوتا جو بات حق تھی
وہ اللہ تعالی نے اس امت کو بخشی اسیطرح ابراہیم علیہ السلام مین اختلاف کیا تہا یہود نے کہا وہ یہودی تہے نصاری
نے کہا نصرانی تہے اللہ نے کہا یہ کچھ بہی نہ تہے پکے مسلمان تہے حق بات اس امت کو سمجہا دی پہر عیسی علیہ السلام
مین اختلاف ہوا یہود نے انکو جھٹلایا انکی ماں پر ایک بڑا بہتان دہرا نصاری نے انکو اللہ اور اللہ کا بیٹا ٹہیرایا حالانکہ
وہ اللہ کی روح و کلمہ تہے جو امر حق تہا وہ اللہ نے اس امت کو بتا دیا معلوم ہوا کہ اختلاف دین مین بڑی بری چیز ہے
اگلی امتین اسی کی بدولت گمراہ ہو گئین یہ بلا جس دین مین گہستی ہے اسکو برباد کرکے اٹہتی ہے اس امت اسلام
مین پہلے ایسا اختلاف نہ تہا سب سلف تابع کتاب و سنت تہے جب سے دین مین انواع اہل کتاب یعنی ائمہ تقلید
آئی اختلاف بے شمار پیدا ہوا رائے و قیاس و اجتہاد نے جڑ اسلام کی کاٹ دی سوا زمرہ اہل حدیث و قرآن
کے کون صاحب مذہب ہے جو گرفتار اختلاف و تفرقہ نہین ہے یہ حدیث کہ اختلاف امتی رحمة
لائق حجت کے نہین ہے اسلیے کہ سخت ضعیف ہے اسکے ثبوت مین محققین اہل حدیث کو کلام ہے حدیث صحیح مرفوع
جو بات آئی ہے وہ تو یہ ہے کہ مَن یَعِش مِنکُم بَعدِی فَسَیَرَی اختِلَافًا کَثِیرًا فَعَلَیکُم بِسُنَّتِی وَ
سُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِینَ تَمَسَّکُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَیهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُم وَمُحدَثَاتِ الاُمُورِ
فَاِنَّ کُلَّ بِدعَةٍ ضَلَالَةٌ دوسری حدیث صحیح مین یہ خبر بہی دی ہے کہ تم اگلون کی پیروی ذرا ذرا سی بات
مین کرو گے سو جو اختلاف اہل کتاب مین تہا وہی اختلاف اب ان جہلا امت مین گہس آیا اور اب جو جتنے
انکی ہوائی بہی وہی گت انکی بہی ہوئی نظر آتی ہے اور جو شخص ملازم سنت و متمسک بحبل قرآن ہے وہ حقیقی
مسلمان سچا ہے وہ نجات پائے تو کچھ دور نہین ہے اس لیے کہ فرقہ ناجیہ کی یہی صفت حدیث مین آئی
ہے ما انا علیہ و اصحابی اور بات کہاں تہی ہم کہاں جا پہنچے یہی تو ان آیت کی تفسیر تہی اب مین اون کی بات

ہے ابن عباس نے کہا اسنے یہ خبر دی ہے کہ دنیا گھر بلا کا ہے اللہ انکو دنیا مین مبتلا کرتا ہے یہ بات کچھ نئی نہین
ہے جو بھولنے لگے ہیون اور جیسے لوگون کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو چکا ہے سو جسطرح وہ اپنے دین پر ثابت قدم رہے
تم بھی اے مسلمانو ثابت رہو اللہ کی مدد کو کچھ دیر یا دشوار نہین ہے وہ تو جلد آنے والی ہے يَسْأَلُونَكَ مَاذَا

يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا
مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ تجھسے پوچھتے ہین کیا چیز خرچ کرین تو کہہ جو چیز خرچ کرو فائدے کی سو ماں باپ کو اور نزدیک
کے ناتے والون کو اور یتیمون کو اور محتاجون کو اور راہ کے مسافر کو جو کروگے بھلائی سو وہ اللہ کو معلوم ہے لوگون
نے پوچھا تہا کہ مالین کس مال کا خرچ کرنا بہت ثواب ہے فرمایا مال کوئی ہو لیکن جسقدر ٹھکانے پر خرچ ہو ثواب
زیادہ ہے مقاتل بن حیان نے کہا یہ آیت نفقہ تطوع یعنے نفل مین اتری ہے سدی نے کہا اس آیت کو زکوٰۃ
نے منسوخ کر دیا مگر اس مین نظر ہے ابن عباس نے کہا اس مین جگہ صرف کی بتائی ہے حدیث مین آیا ہے دے
اپنے ماں باپ بہن بھائی کو پھر جو جتنا نزدیک ہو میمون بن مہران نے اس آیت کو پڑھ کر کہا کہ یہ ہین جگہین خرچ
کی اس مین ذکر طبلہ و مزمار و تصاویر چوبی لباس و دیوار کا ذکر نہین فرمایا ہے معلوم ہوا کہ جو مال بنیاد مکان
زائد از حاجت مین یا آرائش منزل مین یا آلات لہو و لعب مین صرف ہوتا ہے وہ نفقہ باطل ہے اللہ کو سب حال
ان خرچون کا معلوم ہے بندہ جو نیکی کرے گا اللہ اسکو پورا بدلا اسکا دیگا ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا یہ سوال خرچ کرنیکا
اہل ایمان نے کیا تہا نفقے کی قدر و جنس کو پوچھا تہا اسپر جواب ملا کہ مواضع نفقہ یہ ہین جو تمکو بتلائے جاتے
ہین حسن نے کہا یہ آیت محکم ہے ابن زید نے کہا نفقہ نفل مین آئی ہے ظاہر آیت بھی اسیکو مقتضی ہے جس کسی
کو اللہ کا تقرب حاصل کرنا ہو وہ ان وجوہ مذکورہ مین صرف کرے اول فاول کو مقدم رکھے اس آیت مین ذکر
سائلین و رقاب کا نہین کیا جسطرح دوسری آیت مین کیا تہا یا تو اسپر اکتفا فرمایا یا عموم آیت سے کیونکہ ظاہر لفظ خیر
کو شامل ہے کسی صرف مین کیون نہو كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ

خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ حکم ہوا تمپر لڑائی کا
اور وہ بری لگتی ہے تمکو شاید تمکو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو اور شاید تمکو خوش لگے ایک چیز اور وہ بری
ہو تمکو اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے اس آیت شریف مین اللہ تعالی نے مسلمانون پر جہاد کرنا فرض کیا فرمایا اعدا
کے شر کو حوزہ اسلام سے رد کرو زہری نے کہا جہاد ہر ایک پر واجب ہے لڑے یا بیٹھا رہے جو گھر مین بیٹھا ہی
اسپر واجب ہے کہ وقت طلب مدد کے مدد دے وقت استغاثے کے فریاد کو پہنچے جب پکارا ہو تو نکلے اگر حاجت
نہو تو بیٹھا رہے اسی سبب سے حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص مر گیا اور اسنے جہاد نہ کیا اور نہ جی مین ارادہ جہاد کا
رکھا وہ جاہلیت کی موت مرا آنحضرت نے دن فتح مکہ کے فرمایا نہین ہے ہجرت بعد فتح کے لیکن جہاد و نیت ہے

جب تم بلائے جاؤ تو نکلو لڑائی اس لیے بری لگتی ہے کہ اس میں مارا جانا زخمی ہونا مشقت سفر کی اٹھانا دشمن کے مقابلے میں بہادری کرنا ہوتا ہے لیکن بعد لڑائی کے نصر و ظفر اعدا پر غلبہ ملک مال پر اولاد و ذریت پر حاصل ہوتا ہے یا انجام بہتر ہے یہ ارشاد کہ بعض شے محبوب ہوتی ہے مگر وہ بری لگتی ہے سب امور کو شامل ہے جن کو آدمی دوست رکھتا ہے اور ان میں کچھ بھلائی بہتری نہیں ہوتی جیسے لڑائی سے راہ خدا میں بیٹھ رہنا کہ دل کو محبوب ہے مگر انجام کو ذلت و خواری ہے لڑنا اگرچہ دل کو برا لگتا ہے مگر انجام میں اعدا و بلاد پر استیلا ہو جاتا ہے اسلام میں جبتک جہاد قائم رہا مسلمان عزیز رہے جب سے جہاد بند ہو گیا ہر طرح کی ذلت نے آگھیرا اللہ ہر شے کے انجام کو جانتا ہے تم کیا جانو **ف** جہاد کا فرض کرنا ایک طرح کا امتحان ہے مراد اس جگہ لڑائی کرنا ہے کفار سے جہاد اس لیے مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اخراج مال مفارقت اہل و عیال ہے حدیث ابی ہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ واجب ہے تم پر جہاد ہمراہ ہر امیر کے نیک ہو یا بد اخرجہ ابو داؤد کسی نے کہا جہاد نفل ہے آیت سے مراد اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں نہ اور کوئی۔ ثوری و اوزاعی اسی کے قائل ہیں مگر قول اول اولی ہے جمہور یہ کہتے ہیں کہ فرض کفایہ ہے جب بعض لوگ لڑنے کو کھڑے ہو جاویں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے بعض کا یہ قول ہے کہ نہیں بلکہ فرض عین ہے جس وقت کہ دشمن ہمارے ملک میں گھس آویں فرض کفایہ اس وقت ہے کہ وہ اپنے ملک میں ہوں یہ آیت محکم ہے اس نے حکم عفو کو مشرکین سے نسخ کر دیا کسی نے کہا بلکہ منسوخ ہے۔ اس لیے کہ اس میں سب پر جہاد کو فرض کر دیا ہے ناسخ اسکا یہ قول ہے وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً بعض نے کہا ...... ایک طرح پر ناسخ دوسری طرح پر منسوخ ہے ناسخ اس طرح ہے کہ جہاد مشرکوں پر بعد منع کے واجب کیا گیا منسوخ اس طرح پر کہ جہاد سب پر واجب ہے فضل جہاد میں بہت حدیثیں آئی ہیں صحاح ستہ وغیرہ کتب سنت میں موجود ہیں کتاب العبرہ جامع اکثر احادیث و احکام ہے يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ

وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ اَھْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَلَا يَزَالُوْنَ

يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَھُوَ كَافِرٌ

فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ ھَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

تجھ سے پوچھتے ہیں مہینے حرام کو اس میں لڑائی کرنے کو تو کہہ لڑائی اس میں بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے اور نہ ماننا اسکو اور روکنا مسجد حرام سے اور نکالنا اس کے لوگوں کو وہاں سے زیادہ گناہ ہے اللہ کے ہاں اور فساد بچلانا مارنے سے زیادہ ہے وہ لوگ ہی رہتے ہیں تم سے لڑنے کو یہاں تک کہ تمکو پھیر دیں تمہارے دین سے اگر مقدور پاویں اور جو کوئی پھرے گا تم میں اپنے دین سے پھر مر جاویگا کفر ہی پر تو ایسوں کے ضائع

ہوئے عمل دنیا و آخرت میں وہ آگ والے ہیں وہ اس میں رہ پڑے جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت
کی اور لڑے اللہ کی راہ میں وہ امیدوار ہیں اللہ کی مہر کے اللہ بخشنے والا مہربان ہے **ف** حضرت نے
ایک فوج بھیجی تھی جہاد پر انہوں نے کافروں کو مارا لوٹا مسلمانوں کو خیال رہا کہ وہ دن جمادی الآخر کا ہے اور
وہ غرہ رجب تھا کافروں نے اس بات پر بہت طعن کی مسلمانوں کو شبہ پڑا اسپر آیت اتری یعنے ان مہینوں
میں ناحق کی لڑائی بہت گناہ ہے جن کافروں نے مسلمانوں سے ان مہینوں میں قصد کیا ان سے لڑنا
منع نہیں ہے جندب بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت نے ایک جماعت کو بھیجا اوپر ابو عبیدہ بن جراح سردار
واسطے جب وہ چلنے لگے تو فراق حضرت سے روئے حضرت نے انکو روک دیا انکی جگہہ عبد اللہ بن جحش کو بھیجا
اور ان کو ایک خط لکھ کر دیدیا اور یہ کہہ دیا کہ جب تک فلان فلان جگہہ نہ پہنچو اس خط کو نہ پڑھنا اور فرما دیا کہ
زبردستی کسی کو اپنے ساتھ نہ لیجانا جب کتاب پڑھی انا للہ کہا لوگوں کو خبر دی دو آدمی پھر گئے باقی رہ گئے ابن
الحضرمی سے لڑے اسکو قتل کیا انکو معلوم نہ تھا کہ آج رجب ہے یا جمادی مشرکوں نے مسلمانوں سے کہا تم نے شہر
حرام میں قتل کیا اسپر اللہ نے یہ آیت اتاری اسکو ابن حاتم نے روایت کیا ہے سُدّی نے ابن عباس ابن مسعود
سے اسیطرح نقل کیا ہے اس لشکر میں سات شخص تھے خط میں یہ لکھا تھا کہ تم جا کر بطن نخلہ میں اترو انہوں نے
اپنے ہمراہیوں سے کہا جسکو مرنا ہو چلے وصیت کرے میں وصیت کرتا ہوں اور جاتا ہوں یہ بطن نخلہ کو گئے
وہاں لڑائی ہوئی عمرو کو مارا وہ طائف سے آتا تھا وہ آخر شب جمادی یا اول شب رجب تھی انکو دھوکا ہوا جب مشرکین
لگے طعن کی کہ تم نے شہر حرام میں ہمارے آدمی کو مارا تو اللہ نے فرمایا اے مشرکو جو کام تم نے کیا ہے وہ
اس قتل سے بھی بڑھ کر ہے تم نے اللہ کے ساتھ کفر کیا رسول اللہ سے اور انکو روکا مسجد الحرام سے لوگوں کو نکال دیا یہ قصہ کئی
طرح اسی طرح پر آیا ہے بیہقی نے حال اس معرکہ کا کتاب دلائل نبوت میں مفصل لکھا ہے جب عبد اللہ بن جحش
کو طرف سے اس لغزش کے اطمینان حاصل ہوا تو انہوں نے حضرت سے کہا ہمکو یہ لالچ ہے کہ ہم کسی غزوے میں
اجر مجاہدین کا پاویں اللہ نے فرمایا جنکو یہ امید ہے اللہ انکے لیے غفور رحیم ہے **ف** مراد شہر حرام سے
جنس ہے کفار ان مہینوں میں خونریزی نہ کرتے نہ دشمن پر حملہ لاتے یہ چار ماہ ہیں ذو القعدہ ذی الحجہ محرم
یہ تین تو لگاتار ہیں چوتھا رجب یہ اکیلا ہے یہ آیت محکم ہے ان مہینوں میں لڑنا جائز نہیں مگر بطریق دفع
کے بعض نے کہا بلکہ منسوخ ہے بقولہ اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم و بقولہ قاتلوا المشرکین
کافۃ بمعنی سب کے قتال میں حرام اہل مسجد الحرام سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب میں
کافروں نے انکو اتنا ستایا کہ آخر کو چھوڑنا پڑا سفیان ثوری نے کہا یہ آیت منسوخ ہے شہر حرام میں قتال
گناہ یا نہیں ہے ابن عباس نے کہا آیت برات اس کی ناسخ ہے **ف** اس آیت میں دلیل ہے اس بات

سریہ عبد اللہ بن جحش

پرکہ جو ردت حبط اعمال ہے موجب اگر کفر پر ہو وے اور اگر بعد ردت کے پھر مسلمان ہو گیا ہے تو پھر حکم ارتداد کا نہین
حبط اعمال کا یہی محمل ہے کہ ردت سے عمل حبط نہین ہوتے جب تک کہ اسی ردت پر نہ مرے سو ابو حنیفہ کہتے ہین فقط
حبط عمل ہے گو مسلمان ہو جاوے حبط کے یہ معنی ہین کہ وہ کام بگڑ گیا اکارت گیا ضائع ہوا جن آیتون مین مطلقا
حبط عمل کا ذکر مجرد ردت پر آیا ہے وہ تینون اس آیت مقید پر محمول ہین علم اصول کا قاعدہ ہے کہ مطلق کو مقید پر حمل کرے
ہین ہجرت کہتے ہین ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر رہنے کو مراد اس جگہ ہجرت سے یہ ہے کہ دار
کفر سے نکل کر دار اسلام مین جا بسے۔ امید رحمت کا ذکر اس لیے کیا کہ کسی کو یہ بات معلوم نہین ہے کہ جنت
مین جاویگا اگرچہ بڑا مطیع کیون نہو ابن عطیہ نے کہا ہر رجا کے ساتھ خوف ہوتا ہے جسطرح ہر خوف کے ساتھ
رجا ہوتی ہے یعنے ایمان درمیان خوف و رجا کے ہے اسی لیے یہ آیا ہے کہ نا امیدی کفر ہے جسطرح
کہ امن کفر ہے قتادہ نے کہا اللہ نے اس آیت مین اصحاب حضرت پر ثنا حسن کی وہ لوگ بہترین امت مین
انکو اہل رجا بنایا راجی طالب ہوتا ہے خائف ہارب ہوتا ہے يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ
كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ كَذَٰلِكَ
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ
لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ
إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ تجھسے پوچھتے ہین حکم شراب کا اور جوے کا تو کہہ ان مین گناہ بڑا ہے اور فائدے
بھی ہین لوگون کو مگر انکا گناہ فائدے سے بڑا ہے اور پوچھتے ہین تجھسے کیا خرچ کرین تو کہہ جو افزود ہو اسی طرح
بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے حکم شاید تم دھیان کرو دنیا مین بھی آخرت مین بھی پوچھتے ہین تجھسے یتیمون
کا حکم تو کہہ سنوارنا انکا بہتر ہے اگر خرچ ملا رکھو انکا تو تمہارے بھائی ہین اللہ کو معلوم ہے خرابی کرنیوالا
اور سنوارنے والا اگر چاہتا اللہ تم پر مشکل ڈالتا اللہ زبردست ہے تدبیر والا **ف** اس آیت مین تین
سوالون کا جواب ہے ایک سوال یہ تہا کہ شراب اور جوے کا کیا حکم ہے اسکا جواب یہ ملا کہ انکے نفع سے
انکا گناہ بڑا ہے شراب مین کئی آیتین اتری ہین ہر ایک مین خمر و میسر کی برائی ہے آخر سورہ مائدہ کی
آیت اتری اس دن شراب صاف حرام ہو گئی جو چیز نشے والی ہے وہ سب حرام ہے جو شرط بدی جاوے
اور اسپر مال لیا جاوے وہ سب بھی حرام ہے کسی چیز کی شراب ہو کوئی مسکر ہو کسی بات پر شرط ہو جسکا
حکم شرع مین نہین آیا ہے امام احمد نے ابو میسرہ سے نقل کیا ہے کہ جب تحریم خمر اتری عمر بن خطاب نے کہا
اے اللہ خمر مین ہمارے لیے بیان شافی فرما پھر یہ آیت اتری حضرت نے عمر کو بلا کر سنائی عمر نے پھر
وہی کہا اللهم بين لنا في الخمر بيانا شافيا پھر سورہ نساء کی آیت اتری يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا

الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حضرت کا منادی وقت اقامت نماز کے پکارہ تیا کہ کوئی مست نماز کے پاس آوے عمر کو بلا کر یہ آیت پڑہی اُنہون نے پہروہی کہا جو پہلے کہا تہا اسپر آیت سورہ مائدہ اتری جب عمر پر پڑہی اور لفظ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ تک پہونچی عمرؓ نے کہا اِنْتَهَيْنَا اِنْتَهَيْنَا یعنی ہمنے یہ حکم مانا ہم باز رہے اس حدیث کو ابو داؤد ترمذی نسائی ابن ابی حاتم ابن مردویہ نے بہی کئی طریق سے روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح کہا ہے علی بن المدینی نے اس کی اسناد کو صحیح صالح بتایا ہے ابن ابی حاتم نے بعد لفظ اِنْتَهَيْنَا کے یہ بہی زیادہ کیا ہے کہ وہ مال و عقل کو کہو دیتی ہے ؎ زیادہ پیچت این نرسیں کرترا + دمے زوسوسہ عقل بخیر دارد + مراد آیت مائدہ سے یہ آیت ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ الآیۃ معلوم ہوا کہ شرابی جواری کا ایک حکم ہے عمر بن خطاب نے کہا جو چیز عقل کو گڑبڑ کرے وہی خمر ہے میسر کہتے ہین قمار کو گناہ ان دونون کا دین مین ہے نفع دنیا مین یعنی بدن کو نافع ہے کہانا ہضم کرتی ہے فضلات کو نکالتی ہے بعض ذہن کو تیزی بخشتی ہے سرور خاطر لاتی ہے مگر ع سرور ہوکے ہم آئے خمار ہوکے چلے + بڑی قیمت بین بکتی ہے دام اچہی اُٹہتے ہین لوگ جو کچہ جوئے مین پیدا کرتے وہ اپنی جان و اہل و عیال پر خرچ کرتے لکن یہ مصالح مقابلہ انکی مضرت و مفسدت کا نہین کرسکتے ہین اس لیے کہ تعلق انکا عقل و دین سے ہے اس آیت مین فقط تمہید تحریم ہے صراحت حرمت نہین ہے اس لیے عمرؓ نے باربار بیان شافی کو مانگا پہر آیت مائدہ آئی اُس مین صراحت تحریم ہوگئی فرمایا اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ اسکا بیان وہین سورہ مائدہ مین انشاء اللہ تعالی آوے گا۔ ابن عمر شعبی مجاہد قتادہ ربیع بن انس عبدالرحمن بن زید نے کہا یہ پہلی آیت ہے جو مقدمہ شراب مین اتری ہے پہر آیت سورہ نساء پہر آیت مائدہ آئی اُسپر خمر کا حکم کہلا حرام ٹہیر گئی خمر کہتے ہین رب انگور کو جبکہ جوش مار کر پہین لے آئے اس کے سوا جو چیز عقل کو کہودے وہ حکم مین خمر کے ہے جمہور کا یہی مذہب ہے ابو حنیفہ و ثوری و ابن ابی لیلی و ابن شبرمہ اور ایک جماعت نے فقہا کوفہ کا مذہب ہے کہ سوائے شراب انگوری جس چیز کے زیادہ پینے سے نشہ آوے وہ حلال ہے یعنی اس مقدار سے کم جو پیکانے سے جب دو تہائی گہٹ جاوے تو وہ نزدیک امام ابوحنیفہ رح کے حلال ہے اس مذہب پر بڑی گفتگو ہے مسک الختام شرح بلوغ المرام مین سارا کلام نقل کیا ہے شوکانی نے نیل الاوطار مین پورا رد فرمایا ہے حافظ ابن القیم نے حادی الارواح مین بڑی مذمت شراب لکہی ہے محققین اطبا بہی اسکی مضرت کے انجام کو قائل ہوئے ہین قطع نظر دو مفاسد کے یہ کیا کم ہے کہ عقل ماری جاتی ہے عمر کم ہوتی ہے حدیث مین آیا ہے کہ جب مد مین خمر خدا سے ملیگا تو حکم بت پرست مین ہوگا رسالہ بشارۃ الفساق مین احادیث مذمت خمر لکہے

گنہ میں حاصل کلام یہ ہے کہ مقدمہ شراب میں اللہ نے چار آیتیں اتاری ہیں ایک مکہ میں اتری وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيلِ وَ
الْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا مسلمان اسکو اول اسلام میں پیتے تھے اسکو حلال جانتے پھر مدینے میں جواب معاذ و
عمرؓ میں خطاب یہ آیت یا باتری کچھ لوگوں نے اسکو ترک کیا اس لیے کہ اس میں گناہ ہے بعض نے پیا کہ اس میں
فائدہ ہے پھر وہ آیت اتری لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى بعض لوگوں نے پینا اسکا وقت نماز کے
ترک کیا باقی اوقات میں پیتے رہے پھر آیت مائدہ آئی یہ آیت بعد غزوہ احزاب کے چند روز پیچھے آئی لفظ خمر کا مذکر
و مونث دونوں طرح پڑا ہے شاید اسی لیے فاسق مرد عورت دونوں اسکو نہر جاری کرتے ہیں اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا
ایک جماعت سلف نے کہا ہے جس چیز میں کوئی شرط بدی جاوے نرد ہو یا شطرنج یا اور کچھ وہ جوا ہے یہان تک
بچوں کا جوز و کعاب سے کھیلنا تک ان گہوڑ دوڑ اور قرعہ ڈالنا واسطے جدا کرنے حقوق کے مباح ہے
مالک نے کہا جوا دو طرح کا ہوتا ہے ایک لہو جیسے نرد شطرنج ساری ملاہی دوسرا قمار جسپر لوگ شرط بدیں سو ہر وہ چیز
جسمیں کوئی شرط بدی جاوے وہ میسر ہے باقی تفصیل اسکی انشاء اللہ تعالی سورہ مائدہ میں آوے گی جوئے
میں نقصان یہ ہے کہ مال جاتا ہے محتاجی آتی ہے آپس میں دشمنی پیدا ہوتی ہے سینہ میں کینہ آتا ہے . نفع یہ ہے کہ مفت
کا مال بے مشقت و محنت ہاتھ لگتا ہے بازی جیت لینے سے عجب ہی دل کو خوشی حاصل ہوتی ہے قمار میں گیارہ
بلنے ہوتے ہیں ہر ایک کا نام الگ الگ ہے **ف** دوسرا سوال یہ تھا کہ مال کسقدر خرچ کریں حکم ہوا کہ جو تمہاری حاجت
سے زیادہ ہو وہ خرچ کرو جب فزود ہو تو اٹہا دو جیسا آخرت کا فکر ضرور ہے دنیا کا فکر بھی ضرور ہے سارا مال اٹہا ڈالو تو دنیا
عاجز رہو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہ معاذ بن جبل و ثعلبہ نے حضرت سے کہا ہمارے پاس لونڈی غلام ہمارے
مال سے ہیں اسپر آیت اتری ابن عباس نے کہا عفو سے مراد اہل سے زائد و فاضل ہے یہی قول ہے ایک جماعت
تابعین کا سب نے یہی کہا ہے کہ عفو بمعنی فضل ہے طاؤس نے کہا عفو تہوڑی چیز کو کہتے ہیں ربیع نے کہا افضل طیب
مال کو کہتے ہیں سبکا مرجع یہی ہے کہ ما ازید از حاجت ہے حسن نے کہا عفو سے یہ مراد ہے کہ تہوڑا مال خرچ کر
کہیں ایسا نہ ہو کہ پہر خالی ہاتھ ہو کر لوگوں سے مانگتا پھرے حدیث ابی ہریرہ میں آیا ہے ایک آدمی نے کہا اے رسول
خدا میرے پاس ایک دینار ہے فرمایا اپنی جان پر اٹہا کہا اور بھی ہے کہا گہر والوں پر خرچ کر کہا اور ہے کہا اولاد پر
صرف کر کہا اور ہے فرمایا اب تو ہی خوب بصیر ہے یعنی جہان مناسب ہو وہان اٹہا دے روایت کیا اسکو ابن جریر و مسلم و دوسرا
لفظ مسلم کا جابر سے یہ ہے کہ آپ نے ایک آدمی سے فرمایا تو اپنی جان سے شروع کر پہلے اسی پر تصدق کر پہر اگر کچھ بچے
تو اہل پر صرف کر اگر اہل سے زیادہ ہو تو قرابت والوں کو دے پہر جو بچے تو ادہر ادہر اٹہا دے دوسرا لفظ ابو ہریرہ سے یوں
ہے کہ بہتر صدقہ وہ ہے جو آسودگی سے ہو اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے پہلے عیال سے شروع کر روایت کیا مسلم
ان حدیثوں میں ترتیب نفقات کی بتائی ہے جس کسی کے پاس مال ہو اور اللہ اسکو آسودگی بخشے تو اسکو چاہیے کہ اسی

ترتیب کے موافق خرچ کرے اپنی عقل کے مطابق نہ اشارہ سے یہی حدیث مین آیا ہے کہ اے ابن آدم تو اگر زائد مال کو خرچ
کرے گا تو وہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر روکیگا تو تیرے لیئے برا ہے کفاف پر کچھ ملامت نہین ہے پر کسی نے کہا ہے کہ
یہ آیت باب منسوخ ہے آیت زکوۃ سے ابن عباس و عطا خراسانی و سدی بھی یہی کہتے ہین بعض نے کہا کہ آیت زکوۃ اس
آیت کی بیان ہے یہی قول ہے مجاہد وغیرہ کا ابن کثیر نے اسی کو اوجہ بتایا ہے فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ عفو کہتے
ہین سہل میسر کو جو دل پر شاق نہ ہو یا وہ جو نفقہ عیال سے فاضل ہو جمہور نے کہا یہ بیان ہے نفقات تطوع کا بعض نے
کہا یہ آیت محکم ہے اس لیے کہ مال مین سوائے زکوۃ کے بھی حق ہے یہ ارشاد کہ شاید تم دنیا و آخرت مین کچھ سوچو اس کا
مطلب ابن عباس نے یہ کہا ہے کہ دنیا کے زوال و فنا مین آخرت کے اقبال و بقا مین فکر کرو حسن نے کہا یہ آیت اسکے
لیے ہے جو صاحب سمجھ و فکر ہے اسکو یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ دنیا دار بلا ہے پھر دار فنا آخرت دار جزا ہے
پھر دار بقا یہی بات قتادہ و ابن جریج نے بھی کہی ہے معلوم ہوا کہ آخرت کو دنیا پر فضیلت ہے پس پچھلے گھر کو پہلے گھر
پر اختیار کرنا چاہیے **ف** تیسرا سوال تھا کہ یتیمون سے کیا برتاؤ کرنا چاہیے سو یتیمون کے حق مین پہلی تقید
اترا تھا کہ جو کوئی ان کا مال کھاوے وہ اپنے پیٹ مین آگ بھرے پھر جو یتیمون کو رکھنے والے تھے انکا مال علحدہ
خرچ کھانے پینے کا جدا کرنے لگے کہ ہمارے خرچ مین کوئی چیز نہ آجاوے پھر سخت مشکل پڑی کہ ایک چیز یتیم کیلیے
طیار کی اس کے کام نہ آئی تو ضائع ہوئی تب یہ حکم اترا کہ خرچ انکا اور اپنا ملا رکھو تو مضائقہ نہین کہ ایک وقت انکی
چیز آپ خرچ کرے تو دوسرے وقت اپنی چیز ان کے کام مین لگائے لیکن نیت چاہیے سنوارنے کی اللہ
نیت دیکھتا ہے یہی شان نزول اس آیت کا ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اسی طرف ایک
جماعت صحابہ و تابعین گئی ہے عائشہ نے کہا مین یتیم کا مال اپنے پاس رکھنا پسند نہین کرتی کہ ہین اسکا کھانا
پینا میرے کھانے پینے سے مل نجاوے یعنی باوجود رخصت احتیاط بہتر ہے **ع** ہر کارے کہ کند عاقل کہ باز آید
پشیمانی + اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ اولیا و اوصیا کو اموال ایتام مین تصرف کرنا ساتھ بیع و مضاربت
و اجارہ وغیرہا کے درست ہے اپنا کھانا چاہے انکو کھلاوے مگر انکا کھانا آپ کھاوے نہ کسی طرح کا دعوی بہ علاج
مال پر بابت اجرت و عوض کے کرے مخالطت سے یہ مراد ہے کہ کھانے پینے پہننے مین میل جول کرنا اس سے معلوم
ہوا کہ یہ لفظ نافع لفظ افعل ہے کسی نے کہا مراد برتاؤ ہے کسی نے کہا مراد رشتہ داری ہے جیسے مصاہرت کرنا مگر
اولی یہ ہے کہ قصر مخالطت کسی نوع خاص پر نکیے بلکہ آیت کو شامل ہر مخالطت سمجھے جو اثر طیبہ مذکورہ سے یہی بات
سمجھی جاتی ہے اور چاہتا تو تم پر تنگی کرتا حرج و مشقت مین ڈالدیتا مگر تم پر تخفیف کی مخالطت کو مباح کردیا اب تمکو
بھی چاہیے کہ اچھی راہ سے برتاؤ کرو و اصلاح مال و حال یتیمی رکھو کما قال تعالی وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ
إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ بلکہ ولی فقیر کے لیے کھانا اس کے مال کا موافق عرف کے جائز کر دیا ہے اس شرط پر کہ جب آسودگی

[illegible] ۱۲

حامل ہو تو یہ اُس کے حمل کا ضامن ہے اور اگر صحت مین کھایا ہے تو اُسکا بیان سورہ نساء مین آویگا انشاء اللہ تعالیٰ

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ؀

نکاح مین نہ لاؤ شرک والی عورتین جب تک ایمان نہ لاوین البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے کسی شرک والی سے اگرچہ تمکو خوش آوے نکاح نہ کردو شرک والون کو جب تک ایمان نہ لاوین البتہ غلام مسلمان بہتر ہے کسی شرک والے سے اگرچہ تمکو بہلا لگے وہ لوگ بلاتے ہین دوزخ کی طرف اللہ بلاتا ہے جنت اور بخشش کیطرف اپنے حکم سے بتاتا ہے اپنے حکم لوگون کو شاید وہ چوکس ہوجاوین پہلے مسلمان و کافر مین ناتا جاری تہا اس آیت سے حرام ہوا اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا تو ان کا نکاح ٹوٹ گیا شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور مین جانے مثلاً کسی کو سمجہے کہ اُسکو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے سو کرتا ہے یا ہمارا برا یا بہلا کرنا اُسکے اختیار مین ہے یا اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے یا اُس سے حاجت مانگے اُسکو مختار جانکر یا آتی ہود نصاریٰ مجوس کی عورتون سے نکاح درست ہے گو انکو بہی مشرک فرمایا **ف** ابن کثیر نے کہا یہ تحریم ہے طرف سے اللہ کے مومنون پر اس بات کی کہ وہ بت پرستون کی عورتون سے نکاح نکرین پہر اگر اس آیت سے عموم مراد ہے جسمین ہر مشرکہ و ثمینہ و کتابیہ داخل ہے تو نساء اہل کتاب سے مخصوص ہیرین گی بدلیل قولہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ابن عباس نے کہا اہل کتاب کی عورتون کو اللہ نے اس حکم سے مستثنیٰ فرمایا ہے یہی قول ہے مجاہد عکرمہ مکحول حسن ضحاک ربیع وغیرہم کا مجوس حکم مین اہل کتاب کے ہین اس لیے مجوسیات بہی مستثنیٰ ہیرین گی بعض نے کہا مراد فقط بت پرست ہین اہل کتاب کا بالکل سمجہہ ارادہ نہین کیا گیا ہے یہ سب قریب معنی اول ہین ابن جریر نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کی عورتون سے مگر جو مومنات مہاجرات ہون اور حرام کیا ہر دین والے کو سوا اسلام کے قال تعالیٰ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ طلحہ بن عبید اللہ نے ایک یہودیہ سے اور حذیفہ بن الیمان نے ایک نصرانیہ سے نکاح کیا تہا عمر بن خطاب نے نہایت غضبناک ہوا یہان تک کہ اُن دونون پر حملہ کرنا چاہا انہون نے کہا آپ غصہ نکرین ہم طلاق دیئے دیتے ہین کہا اگر طلاق دینا انکو حلال ہے تو اُن سے نکاح کرنا بہی حلال ہے لیکن مین انکو چہینے لیتا ہون تمسے ذلیل کرنے کو ابن کثیر نے کہا یہ حدیث واقعہ دونون غریب ہین پہر ابن جریر نے اباحت تزویج کتابیات پر اجماع نقل کرکے یہ کہا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس لیے کیا کہ لوگ مومنات مین بے رغبتی نکرین یا کسی اور مطلب سے بہوتکی ہوگی شقیق کہتے ہین حذیفہ نے ایک یہودیہ سے نکاح کیا عمر نے انکو لکہا تم اسکو چہوڑ دو انہون نے جواب لکہا کہ تم خیال کرتے ہو کہ وہ حرام ہے جو مین اسکو نکالدون کہا

مین حرام خیال نہین کرتا لیکن مین ڈرتا ہون کہ کہین اُن کے سبب سے تم مومنات کو حلال کر دو یہ اسناد صحیح ہے یہ بھی عمر نے فرمایا
ہے کہ مسلمان نصرانیہ سے نکاح کر سکتا ہے نصرانی مسلمہ سے نکاح نہین کر سکتا یہ اسناد پہلی اسناد سے بھی زیادہ صحیح
ہے جابر بن عبد اللہ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے عورتین اہل کتاب کی نکاح مین آسکتی ہین اہل
کتاب ہماری عورتون سے بیاہ نہین کر سکتے ابن جریر نے کہا کہ اس حدیث کی سند مین اگرچہ ضعف ہے لیکن اجماع امت
کا اسی بات پر ہے ابن عمر ہی نکاح اہل کتاب کو مکروہ جانتے تھے اس آیت کی کہ مشرکات سے نکاح نہ کرو یہان
تک کہ وہ ایمان لاوین تاویل کرتے تھے بخاری نے کہا وہ کہتے تھے اس سے بڑھکر اور کیا شرک ہوگا کہ وہ کہے
عیسی میرے رب ہین امام احمد نے کہا مراد مشرکات سے اسجگہہ مشرکات عرب ہین جو بت پوجتے تھے سدی نے کہا
عبد اللہ بن رواحہ کے پاس ایک کالی لونڈی تھی انہون نے غصہ مین آکر ایک طمانچہ مارا پھر گھبرا کر پاس حضرتؐ کے
آئے حال کہا حضرتؐ نے کہا اس کا کیا حال ہے کہا روزہ رکھتی ہے نماز پڑہتی ہے اچھی طرح وضو کرتی ہے لا اِلٰہ
اِلّا اللّٰہ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دیتی ہے فرمایا وہ تو مومنہ ہے انہون نے کہا واللہ مین اُسکو آزاد کرکے
اب اُس سے نکاح کرلونگا جب ایسا کیا تو لوگون نے طعن کی کہا لونڈی سے نکاح کیا ہے وہ لوگ مشرکون سے ناتا
کرتے بسبب اُنکے حسب کے اللہ نے یہ آیت اتاری کہ مومن لونڈی مشرکہ سے بہتر ہے گو تم کو وہ مشرکہ بہاوے ابن عمر
مرفوعًا کہتے ہین تم نکاح نہ کرو عورتون سے بسبب اُنکے حسن کے قریب ہے کہ اُنکا حُسن اُنکو ہلاک کردے اور نہ نکاح
کرو بسبب اُنکی مالداری کے قریب ہے کہ اُنکا مال اُنکو بہکاوے نکاح کرو اُن سے دین پر کالی لونڈی دیندار بہتر ہے
رَوَاہُ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اس کی سند مین افریقی ضعیف ہے صحیحین مین ابو ہریرہ سے مرفوعًا آیا ہے کہ نکاح مین لایا
جاتا ہے عورت کو چار سبب سے مال حسب جمال دین سو تو دین والی کو لے تجھپر خاک پڑے اسی کی مثل مسلم نے جابر سے روایت
کیا ہے پھر ابن عمر سے مرفوعًا نقل کیا کہ دنیا برتنے کی چیز ہے بہتر برتاؤ دنیا کا عورت صالحہ ہے **ف** یعنی فرمایا
کہ مشرکون سے نکاح نہ کرو یعنے مومنات کا کما قال تعالی لَاھُنَّ حِلٌّ لَّھُمْ وَلَاھُمْ یَحِلُّوْنَ لَھُنَّ مومن اگر
غلام حبشی ہو تو رئیس و سردار مشرک سے بہتر ہے کیونکہ اُنکی معاشرت و مخالطت سے محبت دنیا و فتنہ دنیا اور اختیار
کرنا دنیا کا آخرت پر ہوگا اُسکا انجام بہت بد ہے اللہ جو بلاتا ہے تو جنت و مغفرت کی طرف بلاتا ہے اتباع امر و
نہی سے یہ مرتبہ ملتا ہے خلاصہ مسئلہ یہ ٹہیرا کہ مسلمان کا نکاح مشرکہ سے اور مومنہ کا نکاح مشرک سے جائز نہین
گو وہ مشرکہ و مشرک عزت دار مالدار سردار کیون نہون یہ مومنہ و مومن غریب مفلس ہون پر مومنات مین عمدت خیال از تلاش
کرکے نکاح کرے مال جمال حسب پر نہ گرپڑے رسالہ اصلاح ذات البین اس باب مین عمدہ کتاب ہے اس آیت شریف
سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفاءت نسب کوئی چیز نہین ہے معتبر یہی کفاءت اسلام ہے اسی طرف مالک بھی گئے ہین
یہی قول راجح ہے اصل شرافت دین کی ہوتی ہے بڑا شریف وہ ہے جو دین اسلام پر زیادہ قائم ہے گو نسب مین کمینہ ہو

برا ذلیل ہے جو بدون ہے گو کسی عالم یا مجتہد کا بیٹا ہی کیون نہو نسب کہتے ہین ذات کو حسب کہتے ہین صفت کو مثلاً
قریشی ہاشمی ہونا نسب ہے امیر رئیس ہونا حسب ہے شرع شریف مین مال جمال حسب کا اعتبار نہین کیا ہے فقط دین کا معتبر
رکہا ہے پہر اگر ہمراہ دین کے شرف علم و ذات بہی جمع ہو جاوے تو سب سے بہتر ہے ورنہ دین سب پر مقدم ہے حدیث
میں آیا ہے کہ اگر تم ایسا نہ کرو گے یعنی دین کو مقدم نہ سمجہو گے نسب ہی دیکہو گے تو زمین مین ایک بڑا فتنہ و فساد ہو گا اس حدیث کو اہل
سنن نے روایت کیا ہے یہ حدیث معجزہ ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جیسا انجام فرمایا تہا ویسا ہی
ہو جبکہ اہل اسلام نے رعایت اسلام کی چہوڑ کر صرف باپ دادون کے نسب و حسب پر قناعت کی ہے تب ہی
سے شرفا مین خصائل کمینون کے آگئے علم و فضل جاتا رہا ذلت و خواری نے ہر طرف سے منہ دکہلایا جیسا کیا تہا ویسا
پایا انا بینہ حسب نسب سے بدتر فتنہ مال و جمال کا ہے جمال ایک گہڑی کا سنبوہ ہوتا ہے مال ہاتہ کا میل ہے ایک رات
مین مال کو چور ڈاکو ہرن لیجاتے ہین ایک دن کی تپ بیماری مین ساری خوبصورتی خاک مین ملجاتی ہے وہ چیز
جسکو بقا ہے یہی دین ہے کہ ہر حال مین شریک حال رہتا ہے دنیا مین عزت آخرت مین مغفرت کا باعث ہوتا ہے
اسلام و دین کے طفیل مین سیکڑون ہمالی و نو مسلم امت کے امام ہو گئے جنکے بادشاہ منگتے ہزارون امیر و شریف
بسبب ترک دین کے دنیا مین ذلیل جہنم کے فقیر ہو گئے نسب کام آیا نہ حسب وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ
أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ
اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَ
قَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ پوچہتے ہین تجہسے حکم حیض کا تو کہہ وہ
گندگی ہے سو تم پرے رہو عورتون سے حیض کے وقت نزدیک ہو ان سے جب تک پاک نہو وین پہر جب ستہرائی کریں
تو جاؤ ان کے پاس جہان سے حکم دیا تمکو اللہ نے اللہ کو خوش آتے ہین توبہ کرنیوالے اور خوش آتے ہین ستہرائی
والے عورتین تمہاری کہیتی ہین سو جاؤ اپنی کہیتی مین جہان سے چاہو آگے کی تدبیر کرو اپنے لیے ڈرتے رہو اللہ
سے جان رکہو کہ تمکو اس سے ملنا ہے خوشخبری سنا ایمان والون کو **ف** حیض کہتے ہین خون کو جو عورتون کی
عادت کے خلاف علامت جو آوے آزار ہے حکم ہوا کہ اسوقت الگ رہو عورت سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ ازار سے اوپر نیچے پہر جب پاک ہون تو جاوے جہان سے حکم دیا ہے اللہ نے یعنی دوسری جگہہ جو ناپاک
ہے اسکا حکم کبہی نہین پہر فرمایا جس وقت چاہو جاؤ لکن کہیتی ہی مین کہیتی وہی جہان تخم ڈالے تو اگے اگے کی
تدبیر کرو یعنی اس صحبت مین نیت چاہیے اولاد کی تا ثواب ہو **ف** انس نے کہا یہود مین جب کوئی عورت حیض سے
ہوتی تو وہ اس کے ساتہ نہ کہاتے نہ ایک گہر مین رہتے صحابہ نے حضرت سے پوچہا اسپر آیت اتری فرمایا سب
کام کرو مگر صحبت نکرو الحدیث تلک اشارہ اخیر کتاب کا مقصد ہے معلوم ہوا کہ مراد پرے رہنے سے ترک صحبت کا کرنا

کا یہی مذہب ہے کہ سوائے شرمگاہ کے مباشرت حائض کی جائز ہے ابوداود نے بعض ازواج نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے
روایت کیا ہے کہ جب آپ ارادہ کسی شے کا حائض سے کرتے تو اس کی فرج پر کوئی کپڑا ڈال دیتے تھے عمارہ کی پھپھی نے
عائشہؓ سے کہا ہم میں کسی کو حیض آتا ہے ہمارا بی بی میں ایک ہی بچھونا ہوتا ہے کیا کریں کہا حضرت گھر کی مسجد
میں آئے میں سو گئی حضرت کو سردی لگی مجھ سے فرمایا میرے پاس آ میں نے کہا میں حیض سے ہوں فرمایا اپنی ران کو
کھولدے حضرت نے اپنا رخسار و سینہ میری ران پر رکھ دیا میں اوپر جھک گئی یہاں تک کہ گرم ہو کر سو گئے اسکو ابوداود
نے روایت کیا ہے مسروق نے عائشہؓ سے پوچھا مرد عورت سے کیا کرے جبکہ وہ حائض ہو کہا سب کچھ مگر شرمگاہ سے
بچے دوسرا لفظ یہ ہے کہ جماع نہ کرے رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ تیسرا لفظ یہ ہے کہ جو ازار سے اوپر ہے اسکا اختیار ہے
یہی قول ہے ابن عباسؓ و مجاہد و حسن و عکرمہ کا ابن کثیر نے کہا ہم بستر ہونا ساتھ کھانا پینا باتفاق حلال ہے عائشہؓ
نے کہا میں حضرت کا سر دھوتی اور حائض ہوتی وہ میری گود میں تکیہ لگاتے میں حیض سے ہوتی وہ قرآن پڑھتے
بخاری میں آیا ہے عائشہؓ کہتی ہیں گوشت کی ہڈی نوچتی اور حائض ہوتی پھر حضرت کو دیتی آپ اسی جگہ سے اسکو
کھاتے جس جگہ میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا پانی پی کر دیتی اسی جگہ منہ رکھ کر پیتے جہاں سے میں نے پیا تھا ابوداود
نے کہا عائشہؓ کہتی ہیں میں اور حضرت ایک کپڑے میں ہوتے اور میں حائض ہوتی اگر کچھ حضرت کو لگ جاتا تو اسی جگہ
کو دھو کر نماز پڑھتے ایک روایت میں عائشہؓ سے یوں ہی آیا ہے کہ جب مجھ کو حیض آتا میں چارپائی سے اتر کر چٹائی
پر بیٹھ جاتی حضرتؐ کے پاس نہ جاتی جب تک کہ پاک نہ ہو لیتی اس کو ابوداود نے روایت کیا ہے یہ حدیث محمول ہے
تنزہ و احتیاط پر میمونہ نے کہا حضرت جب کسی بی بی سے ارادہ مباشرت کا کرتے اور وہ حائض ہوتی تو فرماتے
ازار پہن لے رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بعض نے کہا تحت ازار کے باقی مباشرت کرنا حلال ہے عبداللہ بن سعد
انصاری نے حضرتؐ سے پوچھا مرد کو اپنی بی بی سے جبکہ وہ حائض ہو کیا درست ہے فرمایا ما فوق ازار رواہ
أَحْمَدُ وَأَهْلُ السُّنَنِ إِلَّا النَّسَائِيَّ یہی مضمون مرفوعاً جواب سوال معاذ بن جبل میں بھی فرمایا تھا اتنا اور
کہا اس سے بچنا افضل ہے رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ یہ حدیثیں حجت ہیں اس شخص کی جو ما فوق ازار کو حلال کہتا ہے یہی
ایک قول شافعی کا بھی ہے جسکو بہت اہل عراق وغیرہم نے ترجیح دی ہے دوسرا قول انکا یہ ہے کہ ما فوق ازار حلال
نہیں ماخذ انکا یہ ہے کہ ما فوق ازار حریم فرج ہے اس لیے مباشرت اسکی حرام ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صحبت تک پہنچے
اس لیے صحبت کو اس حال میں حرام کیا ہے پھر اگر کسی نے ایسا کیا تو استغفار و توبہ کرے اسکے کفارہ میں دو قول
ہیں ایک یہ کہ اہل سنن نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو شخص پاس حائض کے گیا وہ ایک دینار یا
آدھا دینار صدقہ دے ترمذی کا لفظ یہ ہے کہ اگر خون سرخ ہو تو ایک دینار دے اور اگر زرد ہو تو آدھا
دینار امام احمد کا لفظ یہ ہے کہ [illegible] حائض [illegible] ایک [illegible] اگر [illegible] حیض میں [illegible] وقت [illegible]

تعالی نہیں ہے تو آوا ور نار ہے دوسرا قول جو بید شافعی کا یہ ہے کہ استغفار کرے اور کچھ نہیں جمہور بہی اسطرف
گئے ہیں اسلیئے کہ مرفوع ہونا اس حدیث کا نزدیک اُنکے صحیح نہیں ہوا بلکہ نزدیک اکثر ائمہ حدیث کے موقوف ہونا صحیح
ہے یہ قول اسپاک کا کہ تم نزدیک اُنکے نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک ہو لین تفسیر ہے اس قول کی کہ تم حیض میں بچے رہو
مطلب نزدیک جانے کا یہ ہے کہ جماع کے پاس نہ جاؤ جب تک کہ حیض موجود ہے اس سے یہ سمجھا گیا کہ جب حیض
منقطع ہو جاوے تو جانا حلال ہو گا طہر دلیل ہے قرب پر میمونہ و عائشہؓ نے جو یہ کہا کہ جب ہم میں سے کوئی پاک
ہوتی تو وہ ازار پہنکر حضرتؐ کے کپڑے میں گھس جاتی اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ جماع کا فرماتے بیشتر قبل غسل کے
کہ تطہرن میں استحباب ہے. و ارشاد ہے اسبات کا کہ نشاط بعد اغتسال کے اچھا ہوتا ہے ابن حزم نے کہا جماع بعد ہر حیض کے واجب
ہے بدلیل فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مگر یہ کوئی دلیل نہیں ہے اس لیے کہ یہ امر ہے بعد حظر کے علمائے اصول کا اس میں
اختلاف ہے کسی نے کہا کہ مطلق وجوب کے لیے ہے یہ لوگ محتاج ہیں جواب ابن حزم کے بعض نے کہا اباحت کیلیے ہے
نہی متقدم کو قرینہ صارفہ کہتے ہیں مگر اس میں نظر ہے ابن کثیر نے کہا جس بات پر دلیل ہے تمام ہوتی ہے وہ یہ بات ہے
کہ حکم کو اس حال پر پھیر دیں جو نہی سے پہلے تھا اگر واجب تھا تو واجب ہے کقولہ تعالی فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ
فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ اور اگر مباح تھا تو مباح ہے کقولہ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا. فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ
فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ اس قول کا اور جمع ہو جاتے ہیں اسکو غزالی وغیرہ نے حکایت کیا ہے یہی مختار بعض ائمہ
متاخرین ہی ہے اسیکو ابن کثیر نے بھی صحیح کہا ہے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت کا حیض جب منقطع
ہو جاوے تو وہ جب تک نہا نہ لیوے یا تیمم نہ کرے اگر نہانا مشکل ہو تب تک وہ حلال نہیں ہوتی مگر ابو حنیفہ
کہتے ہیں کہ جب اکثر مدت حیض یعنے دس دن بعد سے ہو جاویں تو وہ بمجرد انقطاع کے حلال ہو جاتی ہے محتاج
غسل نہیں رہتی ابن عباسؓ نے کہا مراد طہر سے طہر خون سے ہے مراد تطہر سے نہانا ہے یہی قول ہے مجاہد و عکرمہ
و حسن و مقاتل بن حیان و لیث بن سعد وغیرہم کا مراد لفظ حیث سے نزدیک ابن عباسؓ و مجاہد کے فرج ہے یعنی
فرج سے تجاوز نکرے اور طرف نجاوے جس نے تجاوز کیا اُس نے زیادتی کی اس میں دلیل ہے حرمت وطی
فی الدبر پر اسکی تقریر عنقریب آنیوالی ہے انشاءاللہ تعالی ابو رزین و عکرمہ و ضحاک نے کہا مراد یہ ہے کہ جب حیض
سے پاک ہو جاویں تب پاس جاؤ اسی لیے فرمایا ہے کہ اللہ توبہ کرنے والوں کو چاہتا ہے گو بتکرار گناہان
کیا ہو اور ستھرائی والوں کو دوست رکھتا ہے جو گندگی اور گھن کی چیز سے پاک صاف رہتے ہیں یا بے موقع
جگہ میں نہیں جاتے ابن عباسؓ نے کہا حرث سے مراد موضع ولد ہے جو فرمایا جسطرح چاہو جاؤ اسکا مطلب
یہ ہے کہ آگے پیچھے سے جاؤ مگر یہ جانا ایک ہی سوراخ میں ہو جسطرح احادیث میں آیا ہے بخاری میں جابر
سے آیا ہے یہود کہتے تھے کہ جب جماع عورت سے پیچھے کی طرف سے کیا جاتا ہے تو بچہ احول پیدا ہوتا ہے

اسپر یہ آیت اتری اسکو مسلم وابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اور ابن جریر کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے کہا سامنے سے اور
پشت سے جبکہ فرج ہی مین ہو معاویہ قشیری نے پوچھا ہم اپنی عورتون سے کس چیز کو لین کسکو چھوڑین فرمایا وہ تیری
کھیتی ہے جدہر سے چاہے مگر اُسکے منہ پر نہ مار نہ اُسکو قبیح کہہ نہ اُسکو جدا کر مگر گھر مین الحدیث رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَهْلُ
السُّنَنِ ابن ابی حاتم نے کہا ابن عباس کہتے ہین کچھ لوگ حمیر کے آئے کہا اے رسول خدا ہم لوگ عورتون کو چاہتے
آپ کیا فرماتے ہین اسپر یہ آیت اتری دوسرے لفظ اُن کا نزدیک امام احمد کے یہ ہے کہ یہ آیت حق مین انصار کے
اتری ہے انہون نے حضرت سے پوچھا تھا فرمایا آؤ پاس اُنکے ہر حال پر جبکہ وہ فرج مین ہو **ف** ابو جعفر
طحاوی نے مشکل الآثار مین ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے دبر مین صحبت کی لوگون نے
اُسپر انکار کیا اللہ نے یہ آیت بھیجی اسکو ابن جریر وابو یعلے نے بھی روایت کیا ہے ام سلمہ نے کہا جب
مہاجرین مدینے مین آئے تو انصار سے نکاح کیا عورتون کے پاس جانب پشت سے گئے انصار نے انکار کیا
حضرت سے پوچھا اسپر یہ آیت اتری اَنّٰی شِئْتُمْ صِمَامًا وَّاحِدًا الحدیث بطولہ رَوَاہُ اَحْمَدُ ترمذی نے
اس حدیث کو حسن کہا ہے خضر نے کہا ایک عورت آئی اُس نے کہا میرا شوہر میرے پاس پشت مرد کی طرف
سے آتا ہے مین اس بات کو مکروہ جانتی ہون حضرت کو خبر ہوئی فرمایا لَا بَاْسَ اِذَا کَانَ فِیْ صِمَامٍ وَّاحِدٍ یعنے
اگر ایک چھید مین آتا ہے تو کچھ ڈر نہین رَوَاہُ ابْنُ کَثِیْرٍ مِّنْ طَرِیْقِ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ ابن عباس نے کہا
عمر بن خطاب نے آکر کہا اے رسول خدا مین تو ہلاک ہوا فرمایا کیا ہوا کہا رات کو مینے اپنی بی بی کو پھیر دیا یعنی جانب
پشت سے صحبت کی حضرت نے کچھ جواب نہ دیا اللہ نے یہ آیت بھیجی یعنے آگے پیچھے سے آ۔ دبر وحیض سے بچ
اسکو احمد نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن غریب کہا ہے ابو سعید نے کہا صحبت کی ایک آدمی نے اپنی جورو
سے پشت کی طرف سے زمانہ حضرت مین لوگون نے کہا دیکھو اس نے یہ کام کیا ہے اُسپر یہ آیت اُتری رَوَاہُ
اَبُوْ یَعْلٰی ابن عباس نے کہا اہل کتاب پاس عورتون کے ایک ہی طرف سے آتے تھے اس مین عورت
کا بڑا پردہ رہتا تھا ایک قبیلہ انصار نے یہ بات کو اُنسے اخذ کیا تھا قریش عورتون کو بُری طرح ننگا کرتے
تھے آگے پیچھے سے لذت اٹھاتے جب مدینے مین آئے ایک انصاریہ سے نکاح کیا اُس سے اُسی وضع پر
ملے اُس نے انکار کیا کہا ہمارے پاس ایک ہی طرف سے آؤ ورنہ الگ ہو یہ بات حضرت تک پہونچی اللہ نے یہ آیت
اتاری یعنے جس طرح چاہو آگے پیچھے سامنے سے آؤ مگر بچے کی جگہ مین ابو داؤد منفرد ہین ساتھ اس حدیث کے اگلی
حدیثون کی شاہد صحت مین خصوصاً روایت ام سلمہ کی اسی سیاق سے مشابہ ہے اس حدیث کو طبرانی نے بھی ابن
عباس سے بطور روایت کیا ہے ابن عمر سے مروی ہے کہ یہ آیت وطی فی الدبر مین آئی ہے بعضے نے ربیع نے
مین مذکور ہین خود ابن عمر سے اس کی تصریح صحیح نسائی مین ایک نسائی کے کی ہے یہ سند صحیح ہے ابن کثیر نے

کہا ہے یہ اجماع صحیح ہے اسکے کہ یہی ہے کہ جماع دبر میں ہیل حلال نہیں ہے اگرچہ یہ قول طرف ایک گروہ فقہا کے
مدینہ وغیرہم کے منسوب ہے اور بعض نے کتاب السر میں اسکو طرف امام مالک کے نسبت کیا ہے اکثر لوگ اس روایت
کو امام مالک سے صحیح نہیں کہتے احادیث مرویہ میں طرق متعددہ سے زجر اس فعل سے آیا ہے جابرؓ نے کہا حضرتؐ نے
فرمایا تم شرم کرتے ہو اللہ حق بات سے نہیں شرماتا یہ بات حلال نہیں ہے کہ تم پاس عورتوں کے انکی دبر میں آؤ۔
رواہ الحسن بن عرفۃ حدیث خزیمہ بن ثابت میں آیا ہے کہ حضرتؐ نے دبر میں آنے سے نہی کی ہے رواہ احمد
اسکو نسائی و ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے مگر اُن کی اسناد میں بڑا اختلاف ہے ابن عباس کا لفظ مرفوع یہ ہے
کہ نظر نہیں کرتا اللہ طرف اُس مرد کے جو عورت کی دبر میں آتا ہے رَوَاہُ النَّسَائِیُّ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
غریب ہے اسکو ابن حبان و ابن حزم نے بھی روایت کیا ہے لیکن روایت نسائی سو موقوفاً آئی ہے ایک آدمی نے ابن
عباس سے کہا عورت کی دبر میں آنے کا کیا حکم ہے کہا تو مجھ سے کفر کا سوال کرتا ہے رَوَاہُ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ابن کثیر
نے کہا یہ اسناد صحیح ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ ایک شخص نے ابن عباسؓ سے کہا میں اپنی جورو کے پاس دبر میں
جاتا ہوں لیے کہ اللہ نے فرمایا ہے اَنّٰی شِئْتُمْ میں نے گمان کیا کہ یہ کام حلال ہے کہا اے احمق مراد اس سے
یہ ہے کہ کھڑے بیٹھے آگے پیچھے سے جاؤ مگر سامنے سے اور طرف تجاوز نہ کرو رَوَاہُ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ حدیث عمرو
بن شعیب عن ابیہ عن جدہ میں مرفوعاً آیا ہے جو کوئی عورت کی دبر میں آتا ہے تو وہ لوطیت صغری ہے رَوَاہُ اَحْمَدُ
ابو الدرداء نے کہا یہ کام نہیں کرتا مگر کافر علی بن طلق کہتے ہیں منع کیا حضرتؐ نے اس بات سے کہ عورتوں کی دبر میں صحبت کی جاوے
پھر فرمایا کہ اللہ حق بات سے شرم نہیں کرتا رَوَاہُ اَحْمَدُ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے بعض نے اس حدیث کو مسند علی بن
ابی طالب میں لکھ دیا ہے جس طرح مسند احمد میں بھی ایسا ہی واقع ہوا مگر صحیح علی بن طلق ہے ابوہریرہ کا لفظ مرفوع
یہ ہے کہ جو کوئی عورت کی دبر میں آتا ہے اللہ اسکی طرف نہ دیکھے گا رَوَاہُ اَحْمَدُ دوسرا لفظ یہ ہے کہ نظر نہیں
کرتا اللہ طرف اُس مرد کے جو جماع کرتا ہے عورت کی دبر میں رَوَاہُ اَحْمَدُ وابن ماجۃ تیسرا لفظ یہ ہے کہ ملعون ہے
وہ شخص جو عورت کی دبر میں آتا ہے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ چوتھا لفظ یہ ہے جو کوئی آیا پاس حائض
کے یا عورت کی دبر میں یا پاس کاہن کے وہ کافر ہوا اُسکا جو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اترا ہے رَوَاہُ اَحْمَدُ
وَاَھْلُ السُّنَنِ ترمذی نے کہا بخاری .... نے اس حدیث کو ضعیف بتایا ہے لیکن بخاری نے یہ بات حق
میں حکیم ترمذی کے کہی ہے نہ حق میں حکیم اثرم کے سوا اس حدیث میں حکیم اثرم ابوتمیمہ سے راوی ہیں نہ حکیم حنفی
یا نجوان لفظ یہ ہے خزیمہؓ سے کہ اللہ حق بات سے نہیں شرماتا نہ آؤ عورتوں کی دبر میں نسائی منفرد ہیں ساتھ اس طریق کے حمزہ
بن محمد کنانی نے کہا یہ حدیث منکر و باطل ہے زہری و ابوسلمہ و سعید سے جنکی سند میں ہیں عبد الملک نے اگر اس
حدیث کو سچ سنا ہے تو بعد تہاوطیکے سنا ہوگا ان ترمذی نے ابوسلمہ سے حدیث کیا ہے کہ وہ اس کام سے

منع کرتے تھے لیکن ابوہریرہ سے مرفوعاً یہ حدیث نہیں آئی انتہیٰ ابن کثیر نے کہا یہ بہت اچھا انتقاد کیا ہے لیکن عبد الملک کا مختلط ہونا کبھی نسائی نے مرمک زکر نہیں کیا ہے وہ ثقہ ہے دحیم و ابوحاتم نے اس میں کلام کیا ہے ابن حبان نے کہا احتجاج کرنا اس کے ساتھ جائز نہیں ہے یہ حدیث اور بھی دو طریق سے ابوسلمہ سے آئی ہے مگر کوئی صحیح نہیں چھٹا لفظ موقوف یہ ہی کہ نامردوں کا عورتوں کی دبر میں کفر ہے رَوَاہُ النَّسَائِیُّ ساتواں لفظ موقوف یہ ہے کہ جو کوئی آیا پاس مردوں اور عورتوں کے انکی دبر میں وہ کافر ہوا رَوَاہُ النَّسَائِیُّ عمر بن خطاب نے کہا مت آؤ پاس عورتوں کے انکی دبر میں رَوَاہُ النَّسَائِیُّ یہ بھی موقوف ہے طلق بن یزید یا یزید بن طلق کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ حق سے نہیں شرماتا تم عورتوں کی دبر میں نہ آؤ رَوَاہُ اَحْمَدُ کسی حدیث میں لفظ حشوش کا آیا ہے کسی میں محاش کا کسی میں اعجاز کا کسی میں اسفل کا اکثر میں ادبار کا یہ سب قریب المفہوم ہیں آٹھواں لفظ ابن مسعود سے مرفوعاً یوں ہے کہ محاش عورتوں کے حرام ہیں مگر موقوف کو اصح کہا ہے دوسرا لفظ یہ ہے نہ آؤ اعجاز نساء میں اسکو ابن عدی نے مرفوعاً روایت کیا ہے مگر اس کی سند میں محمد جزری کے شیخ جزری ضعیف ہیں ایک آدمی نے علی مرتضیٰ سے یہی مسئلہ پوچھا تھا کہا تو نیچے گرا اللہ تجھکو نیچے گرائے کیا تو نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ رَوَاہُ الثَّوْرِیُّ ابن کثیر نے کہا پہلے قول ابن مسعود ابو الدرداء ابوہریرہ ابن عباس ابن عمرو کا تحریم وطی فی الدبر میں گذر چکا ہے وہی قول بلاشک ابن عمر سے بھی ثابت ہے کہ وہ اس کام کو حرام کہتے تھے دارمی نے سعید بن یسار سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ مسئلہ ابن عمر سے پوچھا تھا اسکو بلفظ تحمیض ذکر کیا تھا کہا بھلا کوئی مسلمان ایسا کام کرتا ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہ اسناد صحیح ہے یہ نص صریح ہے تحریم پر پس جو کچھ بطور احتمال ابن عمر سے خلاف اسکے آیا ہے وہ طرف اس محکم کے مردود ہے معمر بن عیسیٰ نے امام مالک سے روایت کیا ہے کہ یہ کام حرام ہے اسرائیل بن روح نے کہا میں نے امام مالک سے کہا تم اتیان فی الدبر میں کیا کہتے ہو کہا تم لوگ گنوار ہو بھلا کہیں کھیتی بھی سوائے کہیت کے ہوتی ہے فرج سے تجاوز نہ کرو میں نے کہا لوگ کہتے ہیں تم اس کے قائل ہو دوبارہ جواب دیا کہ مجھپر دروغ بندی کرتے ہیں ابن کثیر کہتے ہیں مالک سے یوں ہی ثابت ہوا ہے یہی قول ہے ابوحنیفہ و شافعی و احمد اور انکے اصحاب کا یقیناً اسی طرف سعید بن مسیب ابوسلمہ عکرمہ طاؤس عطا سعید بن جبیر عروہ بن زبیر مجاہد حسن وغیرہم اور سلف گئے ہیں سب نے سخت انکار اس کا ذکر کیا ہے کسی نے فاعل پر اطلاق کفر کا کیا ہے یہی مذہب ہے جمہور علما کا جو حکایت بعض فقہائے مدینہ اور مالک سے اس باب میں کی گئی ہے اس میں نظر ہے عبدالرحمن بن قاسم کہتے ہیں میں نے کسی مقتدائے دین کو نہیں پایا کہ وہ اس کے حلال سمجھنے میں شک کرتا ہو یعنی سب نے حرام ہی کہا ہے پھر آیت نِسَاؤُكُمْ پڑھکر کہا اس سے زیادہ اور کیا بیان ہوگا رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ حاکم و دارقطنی و خطیب بغدادی نے امام مالک سے کئی طریق سے روایات مقتضی اباحت نقل کیے ہیں لیکن انکی اسانید سخت ضعیف کمزور ہیں حافظ

شیخ حافظ ذہبی نے اس باب مین ایک جزء جمع کیا ہے انتہی پہر طحاوی نے ابن عبد الحکم سے روایت کیا کہ اس نے شافعی کو
سنا کہتے تھے حضرت سے اس کی تحلیل تحریم مین کوئی بات صحت کو نہین پہنچی قیاس یہ ہے کہ حلال ہو مگر ربیع نے قسم کہا کر کہا
باللہ الذی لا الہ الا ہو کہ ابن عبد الحکم نے شافعی پر جہوٹ باندہا ہے شافعی نے تو چہ کتابون مین اس کی تحریم پر نص
کی ہے واللہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے کہ لفظ حرث سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اباحت واقع نہین ہوئی
مگر فرج مین جو خاص قبل ہے اسلیے کہ پیداوار کی جگہہ وہی ہے عورت کی شرمگاہ کو زمین نطفے کو بیج بچے کو کہیتی
سے مشابہت دی ہے اَنّٰی شِئْتُمْ کا مطلب ہے کہ جسطرح چاہو آگے پیچہے سامنے لٹا کر بٹہا کر اٹہا کر سلنے بس
بشرط یہ ہے کہ موضع حرث مین ہو سیبویہ نے کہا اَنّٰی اسجگہہ بمعنی کیف ہے سارے سلف و خلف صحابہ و تابعین و ائمہ
دین و مجتہدین شرع مبین اسطرف گئے ہین کہ دبر مین آنا حرام ہے سارے اصحاب خلاف و مشایخ مالکیہ اس
بات کے منکر ہین کہ کتاب السر امام مالک کی ہو مالک کا رتبہ اس سے زیادہ بلند ہے کہ وہ ایسی کتاب بنائین ابن
شعبان نے کتاب جماع النسوان مین اسطرف ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین کے نسبت کیا ہے ذکرہ ابن
العربی مگر وہ اقوال صحیح نہین ہین جو بات صحابہ و تابعین سے مرفوعا و موقوفا آئی ہے وہ یہی ہے کہ وطی فی
الدبر حرام قطعی ہے جن سے جواز اس حرام کا مروی ہے انہون نے کوئی دلیل جواز کی بیان نہین کی پہر ان کے
اقوال پر چلنا کس طرح درست ہو سکتا ہے اگر جواز مذکور کو آیت شریف سے سمجہا ہے تو انکی سمجہ مین خطا ہوئی ہے
قرآن کی تفسیر ہمارے لیے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و اکابر صحابہ نے کر دی ہے وہ ہمکو کافی ہے ان سے
زیادہ قرآن کو اور کون سمجہے گا جس نے یہ خیال کیا ہے کہ سبب نزول آیت کا یہی تہا کہ کسی شخص نے ایسا کام
کیا تہا تو بہی آیت مین کوئی دلالت اس کی حلت پر نہین ہے جس نے یہ وہم کیا کہ آیت مین دلالت ہے حلت
اس فعل کی تو آیت تو دلیل ہے حرمت پر سبب نزول سے یہ بات لازم نہین آئی کہ آیت واسطے تحلیل اس حرام
کے اتری ہے کیونکہ نزول آیات کا اسباب پر کبہی حلت کے لیے ہوتا ہے کبہی واسطے حرمت کے تا کہ سبب نزول
یہی ہو مگر جواب مین تو ذکر حرث کر کے اس سے منع کر دیا کہ یون جائز ہے نہ اس طرح جو تو نے کیا **ف** یہ جو
فرمایا کہ آگے کی تدبیر کرو اسکا مطلب ہوا کہ طاعات بجا لاؤ منہیات سے بچو ترک محرمات کرو اسی لیے یہ فرمایا کہ اللہ
سے ڈرو تمکو اس سے ملنا ہے یعنی وہ تمہارے اعمال کا حساب لیگا پہر کہا کہ مومنون کو بشارت دے یعنی انکو جو تعمیل
امر کا کرین ابن عباس نے کہا مراد اس تقدیم سے یہ ہے کہ وقت جماع کے پہلے بسم اللہ کہہ لے بخاری
مین ابن عباس سے مرفوعا آیا ہے کہ جب کوئی تم مین سے اپنی بی بی کے پاس جائے تو کہے اللہم جنبنا
الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا کہا اگر بچہ مقدر مین ہوگا تو کبہی اسکو شیطان نقصان نہ پہونچا سکیگا۔

کسی نے کہا مراد تقدیم سے اولاد چاہنا ہے کسی نے کہا پارسا عورتون سے نکاح کرنا ہے ولا تجعلوا اللہ عرضۃ

لِاَیْمَانِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ۝ نہ ٹہیراؤ اللہ کو بہت کثرت اپنی قسمین کہانے کا کہ سلوک نہ کرو اور پرہیزگاری اور صلح درمیان لوگون کے اللہ ہے سنتا جانتا نہین پکڑتا تمکو اللہ نا کارہ قسمون پر لیکن پکڑتا ہے اُس کام پر جو کرتے ہین دل تمہارے اللہ بخشتا ہے تحمل والا یعنے خدا کی قسم اچھا کام چہوڑنے پر نہ کہاے مثلاً ماں باپ سے نہ بولون گا یا اُس فقیر کو نہ دونگا اگر کہا بیٹھے تو قسم توڑے کفارہ دے ناکارہ قسم وہ ہے جو منہ سے نکلے مگر دل کو خبر نہین **ف** ابن کثیر نے کہا اللہ فرماتا ہے تم اللہ کی قسمون کو بر و صلہ رحم سے مانع نہ ٹہیراؤ کقولہ تعالی وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۖ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ قسم پر اڑ جانا گناہ ہے اس گناہ سے نکلنا کفارہ سے ہوتا ہے احادیث صحیحین وغیرہما مین آیا ہے جس نے قسم کہائی پہر دیکہا کہ غیر قسم بہتر ہے تو وہ اُس بہتر کام کو کرے قسم کا کفارہ دے دوسری روایت مین فرمایا کہ مین ایسا ہی کرتا ہون عائشہ رضی اللہ عنہا کا لفظ یہ ہے جس نے قسم کہائی قطع رحم یا کسی معصیت پر اسکا سچ کرنا یون ہی ہوتا ہے کہ اُس قسم کو توڑ ڈالے اُس سوگند سے رجوع کرے رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ ابن عباس نے کہا تم اللہ کو اپنی قسم کا نشانہ نہ بناؤ کہ اچھا کام نہ کروگے یہی قول ہے ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین کا جنکے نام ابن کثیر نے لکھے ہین ایسی قسم کا توڑنا اور کفارہ دینا بہت احادیث صحیحہ مین آیا ہے **ف** لغو قسم وہ ہے جسکا قصد حالف نے نہین کیا بے ساختہ حسب عادت زبان پر جاری ہوگئی مقصود اُس سے نہ کوئی تعقید ہے نہ تاکید صحیحین مین ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے جس نے حلف مین لات و عزی کی قسم کہائی اُسکو چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کہے ابن کثیر کہتے ہین یہ ارشاد ایک قوم تازہ عہد جاہلیت کو فرمایا تہا جن کی زبان کو اسطرح کی قسم کی عادت پڑی تہی اُنکے منہ سے بغیر قصد یہ الفاظ نکل آتے تہے اسلیے حکم دیا کہ کلمہ اخلاص پڑہو کہ اُسکا بدل ہوجاوے مثلہ ہٰذا اللہ نے یہی فرمایا کہ پکڑ دل کی کمائی پر ہے نہ سبقت لسان پر جسطرح دوسری آیت مین ارشاد کیا ہے بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ حدیث عائشہ مین مرفوعاً آیا ہے کہ لغو یمین یہ ہے کہ آدمی اپنے گہر مین بات چیت کے اندر کلا واللہ وبلی واللہ کہتا ہے رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ یہ حدیث کئی طریق سے آئی ہے مگر ہر طریق مین موقوف ہے پہر عائشہ نے کہا یہ لغو ہنسی دل لگی مین ہوتا ہے جیسے لا واللہ و بلی واللہ اسکا کچہہ کفارہ نہین کفارہ اُسکا ہے جو دل جمگیا کہ اُس کام کو کرینگے پہر نہ کیا ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہی قول ہے ترمذی نے کہا عامۂ علماء کا اسی قول پر اتفاق ہے احادیث بہی اسی پر دلیل ہین شافعی کا بہی یہی قول ہے دوسرا قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ہے کہ مراد لغو یمین سے یہ ہے کہ کوئی شخص کسی بات کو سچ سمجہ کر قسم کہا وے اصل مین سچ نہ ہو ایک گروہ صحابہ و تابعین کا اسطرف بہی گیا ہے حنفیہ و مالک

کا قول ہے مروی ہے حسن بن ابو الحسن سے کہا گذرے حضرت ایک قوم پر وہ تیر لگاتے تھے حضرت کے ہمراہ ایک شخص تھا ایک آدمی
نے قوم مین سے کہا واللہ تیر ٹھیک لگا یا واللہ خطا کی اُس شخص نے کہا اے رسول خدا یہ حانث ہوا فرمایا نہیں تیراندازون
کی قسم لغو ہوتی ہے پاس مین نہ کفارہ ہے نہ کچھ سزا ذکرہ ابن جریر و ابن کثیر نے کہا یہ حدیث مرسل حسن ہے ابو الحسن سے
ابن ابی حاتم نے عائشہ سے دونون قول روایت کیے ہین ابراہیم نے کہا لغو یہ ہے کہ کسی شے پر قسم کہا کر بھول
جاوے زید بن اسلم نے کہا لغو یہ ہے کہ یون کہے اللہ مجھکو اندھا کرے اگر مین وہ کام نہ کرون اللہ مجھکو ہلاک کر دے
اگر کل مین تیرے پاس نہ آؤن ابن عباس نے کہا لغو یہ ہے کہ غصے مین قسم کہالے یا حلال کو حرام کرے ایسی
قسم مین کفارہ نہیں ہوتا ہے سعید بن جبیر نے اسی طرح کہا ہے بعض نے کہا لغو یہ ہے کہ معصیت پر قسم کہالے
مثلاً کہے شراب پیون گا قطع رحم کرون گا یا یون کہے کہ وہ یہودی و مشرک ہو اگر ایسا نکرے یا یہ کہے واللہ
مین اتنی قیمت پر فروخت نکرون گا دوسرا کہے واللہ مین اتنی قیمت پر مول نہ لونگا **ف** اس قول کی بات کو
پکڑتا ہے اسکا مطلب ابن عباس و مجاہد وغیرہم نے یہ کہا ہے کہ کسی شے پر دیدہ و دانستہ جھوٹ جانکر قسم کہانی
مجاہد نے کہا یہ آیت مثل اُس آیت کے ہے وَلٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ یعنے یمین منعقدہ
پر مواخذہ ہے یہ اللہ کا حلم ہے کہ اُسنے یمین لغو پر نہ مواخذہ رکہا نہ کفارہ مقرر کیا لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ

تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِن فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

جو لوگ قسم کہا بیٹھتے ہین اپنی عورتون سے انکو فرصت ہے چار مہینے پہر اگر مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور
اگر ٹہیرا یا طلاق دینا تو اللہ سنتا جانتا ہے یعنی جسنے قسم کہائی کہ اپنی عورت کے پاس نہ جاوے تو چار مہینے مین
جاوے قسم کا کفارہ دے نہین تو طلاق ہی ہے **ف** ایلا کہتے ہین قسم کہانے کو اگر چار ماہ سے کم مدت
کی قسم کہائی ہے تو مدت پوری ہونے کا انتظار کرے پہر صحبت کرے عورت پر صبر کرنا لازم ہے عورت کو یہ
نہین پہونچتا کہ اُس مدت کے اندر رجوع کی درخواست کرے جسطرح صحیحین مین عائشہ سے آیا ہے کہ ایلا کیا حضرت نے
اپنی بیبیون سے ایک ماہ کا پہر انتیسوین تاریخ آگئی فرمایا مہینا انتیس دن کا بہی ہوتا ہے اسیطرح کی روایت شیخین
نے عمر بن خطاب سے بہی کی ہے اور اگر مدت ایلا کی چار ماہ سے زیادہ ہے تو جورو خاوند کو بعد گذرنے چار ماہ
کے کہہ سکتی ہے کہ ملجاؤ یا چہوڑ دو حاکم شوہر پر اس بابت جبر کرسکتا ہے اس لیے کہ عورت کو ضرر نہ پہونچے اس
آیت سے معلوم ہوا کہ ایلا خاص ہے ساتھ زوجات کے نہ اماء کے کیونکہ لفظ نساء کا فرمایا ہے مذہب جمہور کا
یہی ہے چار ماہ کی فرصت تک معطل ہوتی ہے پہر ٹہیر کر مطالبہ ملنے یا طلاق کا کیا جاتا ہے یہ آدمی سے
صحیح ہے ابن عباس مسروق شعبی سعید بن جبیر وغیرہم نے ایسا ہی کہا ہے اس تفسیر کو جو ہے سیاق اس
قسم کے حق مین زوج کے ہوئی ہے گنہ ثابت شافعی سے کہ بخشنے کے معنی ہین جب ملی سے بعد

بسبب اسلام کے جمع کیا تو اُسپر کچھ کفارہ نہیں ہے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اسی پر دال ہے مصنف فتح
میں حدیث کا یہ ہے کہ جس نے قسم کھائی پھر غیر قسم کو بہتر دیکھا تو اسکا کفارہ یہی ہے کہ اُس کام کو کرے چھوڑ دے کذا رواہ
احمد وابو داؤد وابن ماجہ جمہور کا مذہب اور قول جدید شافعی کا یہ ہے کہ اُسپر کفارہ دینا لازم ہے اس لیے کہ عموم
کفارہ کا ہر حالف پر علم ہے جیسا کہ احادیث صحاح سے اوپر گذر چکا آیت شریفہ دلیل ہے اس بات پر کہ بمجرد گذرنے چار
مہینے کے طلاق نہیں پڑتی یہی قول ہے جمہور متاخرین کا اور لوگ کہتے ہیں کہ ایک طلاق پڑ جاتی ہے یہ قول باسانید
صحیحہ خلفائے اربعہ اور ایک جماعت صحابہ وتابعین وغیرہم سے مروی ہے پھر اس ایک طلاق کو ایک جماعت
نے رجعی کہا ہے دوسری جماعت نے بائن ٹھیرایا ہے حنفیہ اور ایک جماعت سلف کہتی ہے کہ جب یہ طلاق پڑی
تو اب عدت بھی واجب ہوئی مگر ابن عباس نے کہا ہے اگر تین حیض آ چکے ہیں تو عدت نہیں رہتی یہی قول ہے شافعی
کا جمہور متاخرین کہتے ہیں بلکہ اُسکو روک کر مطالبہ کرینگے کہ رجوع کرے یا چھوڑ دیوے بمجرد انقضائے مدت کے
طلاق نہ پڑیگی اسی بات کو مالک نے ابن عمر سے روایت کیا ہے سلیمان بن یسار نے کہا میں نے کچھ اوپر دس صحابی
کو پایا سب کا یہی قول تھا کہ مولی کو ٹھیرایا جاویگا شافعی رح نے کہا اقل یہ ہے کہ تیرہ صحابی ہونگے شافعی بھی
اسی توقیف کے قائل ہیں اُنہوں نے کہا ہے هَكَذَا نقول یہی موافق قول عمر و ابن عمر و عائشہ و عثمان و زید
بن ثابت کے ہے ابو صالح کہتے ہیں میں نے بارہ صحابی سے پوچھا سب نے یہی کہا کہ مولی پر کچھ نہیں جبتک کہ چار ماہ
نہ گذریں پھر اُسکو ٹھیرایا جاویگا کہ رجوع کر یا طلاق دے ابن کثیر نے کہا یہی مذہب ہے عمر و عثمان و علی و ابو الدرداء
و عائشہ و ابن عمر و ابن عباس کا اسی کی قائل ہے ایک جماعت تابعین یہی مذہب ہے مالک شافعی احمد اور انکے
اصحاب کا اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے یہی قول ہے لیث بن راہویہ ابو عبید و ابو ثور و داؤد کا جنہوں نے
کہا ہے کہ اگر رجوع نہ کرے تو طلاق لازم کرینگے اگر طلاق نہ دے تو حاکم طلاق دیدے یہ طلاق رجعی ہوگی اگر چاہے
عدت میں رجوع کرے مگر مالک رجعت کو نا جائز کہتے ہیں جبتک کہ عدت میں مجامعت نہ کرے یہ قول اُنکا سخت
غریب ہے فقہاء وغیرہم نے مناسب اس مسئلے کے ایک اثر امام مالک کا موطا میں عبد اللہ بن دینار سے نقل کیا ہے
کہ ایک رات عمر بن خطاب باہر نکلے ایک عورت کو سنا کہ وہ یہ شعر پڑھ رہی ہے تَطَاوَلَ هٰذَا اللَّيْلُ وَاسْوَدَّ جَانِبُهُ
وَأَرَّقَنِي أَنْ لَا خَلِيلَ أُلَاعِبُهُ + فَوَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ أَنِّي أُرَاقِبُهُ + لَحُرِّكَ مِنْ هٰذَا السَّرِيرِ جَوَانِبُهُ عمر نے حفصہ
سے پوچھا عورت کتنا صبر کر سکتی ہے کہا چھ یا چار ماہ فرمایا اس سے زیادہ کسی لشکری کو باہر نہ روکونگا یہ اثر کئی طریق
سے آیا ہے بہت مشہور ہے ف فتح البیان میں لکھا ہے کہ لفظ نساء شامل ہے حرائر و اماء دونوں کو اسی طرح لفظ
لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ میں غلام داخل ہیں احمد و شافعی و ابو ثور نے کہا ہے کہ ایلاء عبد کا مثل حر کے ہے مالک و زہری
وعطاء و ابو حنیفہ و اسحق کہتے ہیں بلکہ دو ماہ ہے شعبی نے کہا ایلاء لونڈی کا نصف ایلاء حرہ کے ہے یہ مدت تنصیف

اسلئے واسطے منع ضرر کے عورت سے رکھی ہے سنہ جاہلیت والے ایک ایک دو دو سال تک بلکہ اس سے بہی زیادہ ایلا کرتے تہے مقصود اُنکا ستانا عورتون کا تہا ائی کے معنے لغت مین رجوع کے ہین یہی معنی اسجگہ مراد ہین ابن المنذر نے کہا جنسے علم لیا گیا ہے ان سبکا اجماع ہے اسبات پر کہ مراد فی سے جماع ہے اگر شوہر مریض ہے یا اسیر تو عورت کی صحبت سے بیانتک کہ عذر دور ہو اگر بعد زوال عذر وطی نہ کی تو بصورت گذر جانے مدت کے تفریق کر دیجاویگی یہی قول ہے مالک کا ایک گروہ نے کہا اگر دل مین رجوع کر لیا ہے یعنے بحالت عذر تو یہی کافی ہے حسن عکرمہ نخعی اوزاعی احمد اسی کے قائل ہین جمہور نے کہا جب مولی نے رجوع بجماع کیا تو اب اُسپر کفارہ واجب آیا حسن نخعی نے کہا کچھ کفارہ نہین ہے صحابہ و تابعین کے اقوال اسباب مین مختلف متعارض آئے ہین ٹہیک بات وہی ہے جو آیہ کریمہ مین ہے

ف ہر مذہب والے نے تفسیر اس آیت شریف کی مطابق اپنے مذہب کے کی ہے تکلف سے بدون دلالت لفظ یا دوسری دلیل کے معنی ٹہیرائے ہین حالانکہ معنے آیت پاک کے واضح و ظاہر ہین یعنے اللہ نے مولی یعنے حالف کے لیے چار ماہ کی مدت مقرر کر دی ہے پہر بعد اس مدت کے حکم دیا ہے کہ اگر رجوع طرف نکاح زوجیت و استدامت نکاح کے کریگا تو اللہ غفور رحیم ہے اس قسم پر اسکو نہ پکڑے گا اور اگر ارادہ طلاق دینے کا کر لیا ہے تو اللہ سمیع علیم ہے یہ معنی ہوئے اس آیت کے اس مین کچھ شک و شبہ نہین ہے پہر جس نے قسم کہائی کہ عورت سے نہ ملیگا کچھ قید مدت کی نہ کی یا چار ماہ سے زیادہ کی قید لگائی تو ہمکو چاہیے کہ ہم چار مہینے اسکو مہلت دین جب وہ مدت گذر جاوے تو اسکو اختیار ہے کہ رجوع کرے کفارہ دے وہ عورت اُسیطرح اُس کی جورو ہے جسطرح پہلے اس مدت کے تہی یا طلاق دیوے یہ طلاق ابتدائی ہوگی اور اگر چار ماہ سے کم مدت مقرر کی ہے اور قسم کا سچا کرنا چاہتا ہے تو اُس مدت تک عورت سے الگ رہا کرے جسطرح رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کیا تہا اور اگر اسی مدت کے اندر اُس ماہ مین صحبت کرنا چاہیگا تو حانث ہوگا کفارہ لازم آوے گا اس حدیث کا ممتثل ٹہیرے گا من حلف علی یمین فرأی غیرہا خیرًا منہا فلیأت الذی ہو خیر ولیکفر عن یمینہ اسکا ترجمہ کئی بار اوپر گذر چکا ہے

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ

بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ طلاق والی عورتین انتظار کرائین اپنے تئین تین حیض تک اور انکو حلال نہین کہ چہپا رکہین جو پیدا کیا اللہ نے اُن کے پیٹ مین اگر ایمان رکہتی ہین اللہ پر اور پچہلے دن پر اُن کے خاوندون کو پہونچتا ہے پہیر لینا اُنکا اتنی دیر مین اگر چاہین صلح کرنا عورتون کا بہی حق ہے جیسا اُنپر حق ہے موافق دستور کے مردون کو اُنپر درجہ ہے اللہ زبردست ہے تدبیر والا ف جب مرد نے عورت کو طلاق دی یا بی بی اس عورت کا اور نکاح ہوا نہین ہے تک تین بار حیض آوے حمل ہو تو معلوم ہو جاوے

کسی کا نشان ہو کسی کا نہ ہو اسی لیے عدت ہر عورت پر فرض ہے کہ اس بات کا حال کھل جائے تو کیا ہے کہ بعد اس شخص کا نام ہو حکم
شوہر کا بعد جدائی پر صحبت کرے اور کہے کہ اگر جمع کی خوشی نہ ہو سکی ہے فرمایا اور ان کے بھی حق ہو جیسا ان پر
کہا اس جگہ ہو چکا ہے معروف **ف** اور ابھی نے لونڈی کو اس عورت الگ کیا ہے کہ اس کی عدت بعد طلاق
کے دو حیض ہیں یعنی آزاد عورت کی آدھی اس لیے کہ دو سے ڈیڑھ تین حیض کے ٹکڑے نہیں ہو سکتے ہیں اس لیے دو حیض
مقرر ہے حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا لونڈی کی دو طلاقیں ہیں اور عدت دو حیض ہیں رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ
وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ لیکن ابن کثیر نے کہا ہے کہ ظاہر راوی اس کا بالکل ضعیف ہے حافظ دارقطنی نے کہا ہے
صحیح یہ ہے کہ یہ قول قاسم بن محمد کا ہے اور ابن ماجہ نے اسکو ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے دارقطنی کہتے ہیں صحیح
وہ ہے جو سالم و نافع نے ابن عمر سے روایت کیا ہے یہ ہے جسکے عطیہ عوفی راوی ہیں یہ روایت عمر بن خطاب سے
بھی آئی ہے صحابہ میں کچھ خلاف اس باب میں نہیں ہے بعض سلف نے کہا عدت لونڈی کی مثل عورت آزاد کے
ہے اس لیے کہ آیت عام ہے یہ امر جبلی ہے اس میں بی بی لونڈی برابر ہے ابن عبد البر نے اسکو محمد بن سیرین
اور بعض اہل ظاہر سے روایت کیا ہے پر ضعیف ٹھیرایا ابن ابی حاتم نے کہا اسما بنت یزید بن السکن انصاریہ
سے کہا جو کو عہد رسالت میں طلاق ہوئی اس وقت مطلقہ کے لیے کوئی عدت مقرر نہ تھی اللہ نے یہ آیت اتاری
سب سے پہلے یہ آیت عدت طلاق انہیں کے حق میں اتری ہے ابن کثیر کہتے ہیں مگر یہ حدیث اس طریق سے
غریب ہے **ف** سلف نے خلاف کیا ہے لفظ قروء میں جھگڑا ہے کہ مراد اس سے حیض ہے یا اطہار مالک نے موطا
میں عائشہ سے اطہار نقل کیا ہے پھر ابو بکر بن عبد الرحمن سے نقل کیا کہ میں نے کسی کو اپنے فقہا میں سے نہیں
پایا مگر وہ یہی کہتا تھا کہ قروء یعنی اطہار ہے یہی قول ہے ابن عمر کا مالک بھی اسی کے قائل ہیں ایک جماعت
کثیر صحابہ و تابعین کی بھی اسی طرف گئی ہے یہی مذہب ہے فقہائے سبعہ و شافعی و داؤد کا اور ایک قول ہے احمد
کا ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ یعنی مراد عدت کے اگلے اطہار ہے اور وہ
اطہار جس میں طلاق ہوئی ہے جبکہ محسوب ٹھیرا تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ ایک قرء ہے جان میں قروء
بمعنی طہر ہے اسی لیے ان لوگوں نے کہا ہے کہ جب تیسرا حیض شروع ہوا تو عدت نکل گئی جو وقت شوہر سے الگ ہونے کی
اقل مدت ہے تو بات معلوم ہوئی کہ عدت پوری نہیں ہوتی اور دوسرے قول میں تو دوسرا قول ہے کہ مراد اقراء سے حیض
ہے اس عورت میں جب تک تیسرا حیض ہے اس کی عدت پوری نہیں ہوتی مگر کسی نے یہی زیادہ کیا ہے کہ
نہا بھی لے نقل ہے اس عدت کی تفتیش میں ایک لفظ ہوتا ہے علقمہ نے کہا ہم پاس عمر بن خطاب کے پاس ہر
ایک عورت نے آکر کہا میرے شوہر نے مجھکو ایک طلاق دی پھر مجھ کو چھوڑا جب ہوئی سے پانی پانی کا محتاج ہوئی جب
کپڑے اتارے تھے ... عمر نے کہا ہمیں ... عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کی عدت ہے جب تک

ذکر عدت مطلقہ

کو شکوک نہ پڑے چنانچہ درست ہوا انہون نے کہا مین بھی یہی کا قائل ہون یہی قول خلفاء اربعہ اور ایک جماعت کثیر صحابہ
و تابعین سے بھی مروی ہے یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کا اور روایت صحیح سے امام احمد نے کہا اکابر
صحابہ یہی کہتے تھے کہ قرء حیض ہے حدیث فاطمہ بنت حبیش بھی اسی کی مؤید ہے حضرت نے اُن سے کہا تہا
دعی الصلٰوۃ ایام اقرائک یعنی نماز حیض مین تو نماز نہ پڑھ رواہ ابو داود والنسائی پس اگر یہ حدیث
صحت کو پہونچ جاوے تو دلیل صریح ہے اس بات پر کہ اقراء حیض ہے لیکن اسکی سند مین منذر ایک راوی مجہول غیر مشہور کہا ہے
مگر ابن حبان نے ذکر اسکا ثقات مین کیا ہے ابن جریر نے کہا اصل قرء کلام عرب مین کسی شے معتاد کے اوقات معینہ
آمد و رفت کو کہتے ہین یہ عبارت مقتضی اس امر کی ہے کہ یہ لفظ مشترک ہے درمیان ان دونون معنون کے اسی پر بعض
اہل اصول اسی طرف گئے ہین اصمعی کا قول بھی یہی ہے کہ قرء بمعنی وقت ہے ابو عمرو ابن العلاء نے کہا عرب حیض کو
بھی قرء کہتے ہین طہر کو بھی قرء بولتے ہین اور دونون کو ایک ساتھ بھی قرء کہتے ہین ابن عبد البر نے کہا علماء لسان
عرب اور فقہا کو اس مین کچھ اختلاف نہین ہے کہ مراد قرء سے حیض و طہر ہوتے ہین اختلاف اس مین ہے کہ
آیت مذکور مین قرء سے کیا مراد ہے سو اس مین دو قول ہین فتح البیان مین بعد نقل دونون قول کے یہ فیصلہ کیا
ہے کہ اہل کوفہ قرء کو حیض بتاتے ہین اہل حجاز اطہار ٹہیراتے ہین اس مین شک نہین کہ یہ لفظ مشترک ہے
پہر فریقین کی دلیلون مین انتقاد کر کے یہ کہا ہے ہوسکتا ہے کہ یون کہا جاوے کہ انقضا عدت مین
طہر تا مین حیض سے ہوتا ہے کیونکہ ایک جماعت اہل علم نے حمل لفظ مشترک کا دونون معنون پر جائز رکہا ہے
اس صورت مین جمع دونون ادلہ ہو جاوے گا اور خلاف مرتفع اور تزاحم مندفع ہو جاویگا انتہی **ف** ابن
عباس نے کہا جو پیٹ مین ہو اسکو نہ چہپاوین یعنی حمل ہو یا حیض یہی قول ایک جماعت تابعین کا ہے بعض نے
کہا مراد حمل و حیض دونون ہین چہپانے سے اسلئے منع کیا ہے کہ بعض احوال مین نقصان زوج اور اُس کی حق
تلفی ہو جاتی ہے مثلاً اگر عورت نے کہا کہ مین حیض سے ہون اور وہ حائض نہ تھی تو حق شوہر کا بابت رجوع جاتا رہا
ہوا یا حائض تھی اور کہدیا کہ مین غیر حائض ہون تو اُس کے ذمے نفقہ غیر لازم لگا دیا اسی طرح حمل کے چہپانے مین ظاہر
کہ قطع حق زوج بابت ارتجاع ہے یا دعوی حمل مین ایجاب نفقہ ہے غرض کہ اسطرح کے مقاصد کیلیے جو مستلزم ضرر
شوہر مین کتمان سے نفی فرمائی ہے پہر اُس نہی پر وعید عدم ایمان کو بطور تغلیظ زیادہ کیا یہ شرط کچہہ بطور تقیید
کے نہین ہے کیونکہ اگر مومنات نہ ہونگی تو بہی عدت لازم ہے ابن کثیر نے کہا یہ تہدید ہے عورتون کو خلاف حق
پر اس سے بہی نکلا امر حق اُنکا انہی کی طرف ہے کیونکہ یہ بات بے اُنکے بتانے معلوم نہین ہو سکتی ہے خاتمہ اُنکی
بینہ کا پہونچنا ممکن نہین ہوسکتا ہے اسلیے اس امر کو انہی کی طرف رکہا اور کتمان پر وعید فرمائی تا کہ بات ٹہیک ہو وہ
کہدین افراط و تفریط نہ کرین پہر یہ کہا کہ انکا شوہر مستحق ہے اُنکے پہیر لینے کا یعنی رجوع کرنے کا اس عدت کے بیچ

سا تھ رجوع کرنا جائز ہے گویا یہ آیت مخصص ہے عموم قولہ تعالی کو وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ کی اس لیے کہ یہ شامل
مطلقات وغیرہ کے ہے صیغہ افعل التفضیل سے یہ فائدہ حاصل آیا کہ اگر مرد رجعت کرنا چاہے اور جورو نہ مانے تو مرد کا ہی کہا
اسکے قول پر اختیار کیا جاوے گا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت کا بھی کچھ حق رجعت میں ہے یہ استحقاق زوج
کا اندر عدت مدت کے ہے اگر یہ مدت گذر گئی ہے تو پھر جورو کو اپنی جان کا اختیار ہے بغیر نکاح جدید اور ولی
و شہود و مہر جدید کے حلال نہیں ہو سکتی اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے رجعت کبھی لفظ سے ہو جاتی ہے کبھی
وطی سے مراجع کو کوئی شے احکام نکاح سے بلا خلاف لازم نہیں آتی ہے یہ رجعت اُسوقت جائز ہو گی جب کہ
ارادہ اصلاح حال کا ہو گا اور اگر بقصد اضرار ہے تو حرام ہے لقولہ تعالی وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا
بعض نے کہا ہے رجعت تو ہو جاوے گی مگر زوج مرتکب حرام ظالم نفس ٹھیرے گا اس صورت میں آیت بطور ترغیب
ازواج بطرف اصلاح ہوئی نہ شرط صحت رجعت ابن کثیر نے کہا یہ آیت حق میں رجعیات کے ہے نہ مطلقات بائن
کے کیونکہ وقت نزول اس آیت کے کوئی مطلقہ بائنہ نہ تھی جس وقت یہ آیت اتری تھی اُسوقت تک مرد مستحق رجعت
تھا گو سو بار طلاق دی ہو پھر جب بعد اس کے تین طلاق میں حصر ٹھیرا طلاق بائن غیر بائن سب ہونے لگی
اس سے معلوم ہوا کہ وہ جو بعض اہل اصول نے مسئلہ عود ضمیر پر اس آیت سے یہ استشہاد کیا ہے کہ ضمیر مذکور مخصص
عموم متقدم ہے یا نہیں مسلک ضعیف ہے اس لیے کہ تمثیل ساتھ اس کے علی الاطلاق نہیں ہے پھر یہ فرمایا کہ عورت کا
حق بھی مرد پر ویسا ہی ہے جیسا حق مرد کا عورت پر ہے تو ہر ایک کو چاہیے کہ دوسرے کا حق مطابق عرف
ادا کرے جس طرح صحیح مسلم میں جابر سے مرفوعاً آیا ہے کہ حضرت نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا ہے ڈرو اللہ سے
حق میں عورتوں کے تم نے انکو اللہ کی امانت سے لیا ہے اللہ کے کلمے سے اُنکے ستر کو حلال کیا ہے تمہارا
حق اُنپر یہ ہے کہ وہ تمہارے فرش پر کسی کو جس سے تم ناخوش ہو نا آنے دیں اگر ایسا کریں تو انکو مارو ایسی
مار جس سے ہڈی نہ ٹوٹے اُن کا حق یہ ہے کہ اُنکو روٹی کپڑا دو موافق دستور کے معاویہ قشیری نے کہا اے
رسول خدا حق بی بی کا ہم پر کیا ہے فرمایا کھلا اُسکو جب تو کھاوے پہنا اُسکو جب تو پہنے اُس کے منہ پر مت مار
اسکو برا نہ کہہ اُسکو جدا نہ کر مگر خواب گاہ میں ابن عباس نے کہا میں دوست رکھتا ہوں بننے سنورنے کو واسطے
عورت کے جس طرح یہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے لیے بنے سنورے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي
عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ اس کو ابن جریر و ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے یہ استدلال بہت صاف و ستھرا
ہے کرمی نے کہا یہ برابری وجوب میں ہے نہ جنس میں عورت اگر مرد کے کپڑے دھو دے یا روٹی پکا کر کھلا دے
تو مرد پر یہ بات لازم نہیں آتی ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کرے کسی نے کہا یہ مساوات مطلق وجوب میں ہے نہ
عدد افراد و صفت وجوب میں **ف** مردوں کو عورتوں پر درجہ حاصل ہے یعنے خلق و خلق میں فضیلت

رکھتے ہین منزلت طاعت امر و طلاق و قیام مصالح مین شبہ ہوئے ہین یا اہل جہاد و عقل و قوت ہین اُنکا حصہ میراث
مین دوگنا ہے انکی اطاعت عورت پر واجب ہے عورت موافق انکی رضامندی کے سب سے ہے گواہی عبادت صلاحیت
امامت و قضا مین بہی مقدم ہین یہ ایک عورت پر دوسری تیسری چوتہی جورو واسطے انکے گنتی لونڈیان لا سکتے ہین عورت
دوسرا شوہر انکی زوجگی مین نہین کر سکتی طلاق و رجعت بہی انہین کے ہاتہ مین ہے نہ عورت کے اگر اور کچہ فضیلت مرد
کو عورت پر نہوتی تو یہ کیا کم بزرگی ہے کہ عورت مرد سے پیدا ہوئی ہے کیونکہ پیدا ہونا حوا کا آدم کی بائین پسلی سے ثابت
ہو چکا ہے فرمایا کہ اگر مین کسی کو کہتا اگر کسی کو سجدہ کرو تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے اسکو بغوی
نے اپنی سند سے روایت کیا ہے یہ بات حدیث معاذ بن جبل مین آئی ہے یہ فضیلت مرد کی عورت پر دنیا و آخرت
دونون جگہہ مین ثابت ہے کما قال تعالی اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا

اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ اطلاق فضیلت مفید عموم ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا

حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ

عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ طلاق ہے
دو بار تک پہر رکہنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے تمکو روا نہین کہ لیلو کچہ اپنا دیا ہوا عورتون کو مگر کہ وہ دونو
ڈرین کہ ٹہیک رکہین گے قاعدے اللہ کے پہر اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ ٹہیک رکہینگے قاعدے اللہ کے تو نہین گناہ
دونون پر جو بدلا دیکر چہوٹے عورت یہ دستور باندہے ہین اللہ کے سو ان سے آگے مت بڑہو جو کوئی بڑہ چلے اسکے قاعدون
سے سو وہی لوگ ہین گناہ گار پہر اگر اسکو طلاق دے تب گناہ نہین ان دونون پر کہ پہر ملجاوین اگر خیال کرین
کہ ٹہیک رکہینگے قاعدے اللہ کے یہ دستور باندہے ہین اللہ کے بیان کرتا ہے واسطے جاننے والون کے ✦
ف اس آیت شریف مین تین مسئلے ارشاد فرمائے ایک مسئلہ طلاق کا دوسرا خلع کا تیسرا حلالہ کا مضمون قرآن
مین کہا ہے کہ مدت تک مرد چاہے تو عورت کو پہر رکہ لے یہ بات پہلی طلاق مین ہے دوسری مین بعد اس کے
نہ پہر سکے گی اگر موافق شرع اس کے حق ادا کر سکے تو رکہے کہ پہر تعیتہ نہ رکہ سکے تو رخصت کرے اس نیت سے نہ
انکا مہر کہ عاجز ہو کر جو مینے دیا تہا وہ پہر جاوے یہ عیب ملتا ہے کہ نا چاری ہو کسی طرح دونون کی خوشی طرح
کی طرف اپنے حق مین قصور نہوا اس وقت سب لوگ ملکر عورت کچہ پہیر وادین مرد کو راضی کرکے طلاق دلوادین
اسکو خلع کہتے ہین تیسری طلاق کے بعد پہر نہین سکتی بلکہ دونون کی خوشی ہو تو بہی نکاح نہین ہو سکتا جبتک
نکاح مین اسکا دوسرے کی صحبت نہ ہو چکے نتیجہ اسکو حلالہ کہتے ہین **ف** ابن کثیر نے کہا اس آیت نے اس دستور کو

ہوا شروع اسلام میں یہ اشارہ یا وہ دستور تھا کہ مرد کو طلاق دے جب تک عدت مدت عدۃ میں ہے تب تک رجعت کا اختیار رہتا تھا اس میں عورتوں کا نقصان تھا اللہ نے تین طلاق میں حصر کر دیا ایک دو طلاق تک رجعت کو مباح رکھا تیسری طلاق کے بعد بالکل جدا کر دیا ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت ناسخ ہے اگلی آیت کی رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ عروہ نے کہا ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا تھا میں کبھی تجھکو طلاق دونگا نہ تیرے پاس ہونگا اس نے کہا کیونکر ہوگا کہا طلاق دونگا جب تیری عدت گزرنے لگی رجوع کر لونگا اس نے آکر یہ بات حضرتؐ سے کہی اس پر یہ آیت اتری کہ طلاق دو بار تک ہوتی ہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اس کو ابن جریر و عبد بن حمید نے بھی روایت کیا ہے کہا اس آیت کے اترنے پر لوگوں نے دستی طلاق کی شروع کر دی جنہے دی تھی یا نہ دی تھی یہ حدیث کئی طریق سے نزدیک ابن مردویہ و ترمذی و حاکم کے آئی حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے عائشہؓ نے کہا پہلے طلاق کا کوئی وقت نہ تھا اللہ نے وقت مقرر کر دیا کہ تیسری طلاق کے بعد رجعت نہیں ہے جب تک کہ دوسرا خصم نکرے یہی قول قتادہ و سدی و ابن زید کا ہے اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے حاصل یہ ہوا کہ گنتی اس طلاق کی جسکے بعد رجعت ہو سکتی ہے دو بار ہے لفظ مَرَّتٰنِ سے یہ نکلا کہ طلاق مرۃ بعد مرۃ ہو نہ ایک دفعہ میں دو طلاق ایک جماعت مفسرین اسی طرف گئی ہے پھر اگر ایک طلاق دی یا دو بار میں دو طلاق تو قبل عدت تک اختیار رہے چاہے بہ نیت اصلاح و احسان پھیر لے یا چھوڑ رکھے مدت گزر جانے پر وہ جدا ہو جاوے گی یہ جدائی ساتھ بھلائی کے چاہیے کہ کوئی حق اسکا ضائع نکرے نہ اسکو نقصان پہونچاوے ابن عباسؓ نے کہا جب مرد نے عورت کو دو بار طلاق دے دی تو اب تیسری طلاق پر اللہ سے ڈرے یا تو دستور کے موافق رکھ کے اچھا برتاؤ رکھے یا احسان کے ساتھ بدون کسی ظلم کے رخصت کر دے یعنے ستاوے نہیں حدیث ابو رزین میں مرفوعاً آیا ہے کہ رخصت کرنا یہی تیسری طلاق ہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَاَحْمَدُ وَغَیْرُہُمْ کسی نے کہا امساک سے مراد رجعت بعد دوسری طلاق کے تسریح سے مراد ترک رجعت بعد تیسری طلاق کے یہاں تک کہ عدت گزر جائے لیکن اظہر یہ ہے کہ مراد دینا تیسری طلاق کا ہے بدون اضرار کے ابو عمرؒ نے کہا علماء کا اجماع ہے اس بات پر کہ مراد تسریح سے تیسری طلاق دینا ہے بعد دو طلاق کے یہی مطلب ہے اس ارشاد کا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ الآیۃ اس میں اختلاف ہے کہ تینوں طلاق کا ایک بار دینا کیسا ہے وہ تین ہونگی یا ایک جمہور کا مذہب ہے کہ تین ہونگی شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور انکے شاگرد حافظ ابن القیم اور قاضی محمد بن علی شوکانی اور ایک جماعت محققین کا یہ مذہب ہے کہ وہ ایک ہی طلاق ہوگی یہی حق ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کسی مصلحت سے ایسی طلاق کو تین طلاق ٹھہرا دیا تھا ورنہ زمانہ ابوبکر صدیق و عہد نبوت میں وہ ایک ہی طلاق گنی جاتی تھی یہ مسئلہ بڑے جھگڑے کا ہے اس باب میں مستقل کتابیں و رسالے لکھے گئے ہیں بڑی لمبی چوڑی بحث ہے مذہب مشہور ائمہ اربعہ مطابق مذہب جمہور ہے

لیکن یہ ایک مذہب ہے بعض محققین اسیطرف گئے ہیں وہ مختار شیخ الاسلام ہے حتی کہ بعض حنفیہ بھی جیسے اصلاح الموضحین وغیرہ میں حکایت کیا ہے سو جب اُسکی نہ آئی تو اب عقل کی نہر سے کیا کام ہو اب شریف ابیات پر بھی دلیل ہے کہ طلاق دینے پر عورت سے کوئی چیز تنگ کرکے واپس لے بہت ہو یا کم جو دیا ہو یا نکیر نقط شے سے یہ نکلا کہ کچھ بھی نہ لے جب ذرا سا لینا بھی جائز نہو تو بہت لینا تو بالاولی ناجائز ٹھیرے گا پھر جب مہر کا واپس کرنا حلال نہ ہو تو جو مال خاص ملک اُس عورت کا ہے اسکا لینا تو کسی طرح نہیں پہونچیگا یہ خطاب ازواج کو ہے بعض نے کہا حکام کو پہلا قول ٹھیک ہے یہ آیت مثل اس آیت کے ہے وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ہان اگر عورت اپنی خوشی سے کچھ دیدے تو وہ روا ہے قال تعالیٰ فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا یہانتک بیان مسئلہ طلاق کا تھا۔

ف دوسرا مسئلہ خلع کا بیان فرمایا کہ جب باہم میاں بی بی کے شقاق و نفاق ہو عورت حقوق مرد کے ادا نکرے بلکہ اُسکو دشمن رکھے اُسکے ساتھ بجا بر نہ رکھے تو جو مال اُسکو شوہر نے دیا تھا وہ اپنی جان چھوڑانے میں دیکر الگ ہو جاوے اس فدیہ مال میں نہ کچھ حرج عورت پر ہے نہ اُس لینے میں کوئی حرج خاوند پر آتا ہے جمہور کا مذہب یہی ہے کہ زوج کو خلع کرنا جائز ہے اگر وہ ڈرے کہ اللہ کے قاعدے پر ہم نہیں رہ سکتے ہیں تو لے دے کر پیچھا چھوڑا دے قرآن پاک نے اسی امر کی تصریح فرمائی ہے یہ قول بعض اہل علم کا کہ شوہر کو دیا ہوا لینا حلال نہیں ہے اور جو لیا تو اس کے دینے پر مجبور نہ کیا جاوے نہایت ساقط ہے بخاری میں ابن عباسؓ سے آیا ہے کہ جمیلہ زن ثابت بن قیس نے آکر کہا میں ثابت سے کسی خلق یا دین کے سبب روٹھی نہیں ہوں لیکن بغض سے مجھے اسکے دیکھنے کی تاب طاقت نہیں ہے میں کفر کو اسلام میں مکروہ رکھتی ہوں فرمایا تو اسکا باغ اسکو پھیرتی ہے کہا ہان ثابت سے کہا باغ لے ایک طلاق دیدے ابن ماجہ کا لفظ یہ ہے کہ ثابت کو حکم دیا کہ باغ سے لے زیادہ نہ لے اس باب میں بہت حدیثیں آئی ہیں معلوم ہوا کہ یہ امر ایجابی تھا نہ ارشادی یہ بھی ثابت ہوا کہ جو دیا ہو اس سے زیادہ نہ لے کہ اس میں عورت کا ضرر ہے بعض نے کہا ظاہر قرآن جواز اخذ زائد سے اس لیے کہ کسی قدر معین کی قید نہیں لگائی ہے مالک و شافعی و ابو ثور اسی طرف گئے ہیں ایک جماعت صحابہ و تابعین سے بھی مروی ہے روایت ہے طاؤس و عطا و اوزاعی و احمد و اسحاق کہتے ہیں زیادہ لینا جائز نہیں ہے اس لیے کہ حدیث ابن عباسؓ میں مرفوعاً آیا ہے أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مَا سَاقَ وَلَا يَزْدَادَ رَوَاهُ ابْنُ بَطَّةَ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ وَابْنُ مَاجَةَ ابن کثیر نے کہا اسناد ابن ماجہ جید و صحیح ہے یہی نکلا کہ خلع اُسی صورت میں جائز ہے کہ جب کسی طرح نباہ ہو سکے ایک کو دوسرے کی صورت بری لگے خوف کفر کا ہو اور جو اس لیے ہے کہ دوسرے یار آشنا سے ملکر مزے اڑاینگے اگرچہ یہ مقصود ہے نہ کسی حق میں اس کی طرف سے قصور ہے تو ایسا خلع دلیل نفاق ہے بلکہ موجب لعنت ہے حدیثیں مذمت مختلعات میں بہت آئی ہیں ثوبان نے کہا ہے حضرت نے فرمایا جس عورت نے اپنے شوہر سے بے کسی کھٹکے کے طلاق مانگی تو اُسپر جنت کی بو حرام ہے خلع کرنے والیاں منافقات ہیں رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے

رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالْبَیْہَقِیُّ اَیْضًا عقبہ بن عامر کا لفظ یہ ہے کہ خلع کرنے والیاں اور نکالنے والیاں
ہونیوالیاں منافقات ہیں رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ اس کی سند ضعیف ہے اسکو امام احمد نے بھی ابوہریرہ سے روایت کیا ہے
ابن عباس کا لفظ نزدیک ابن ماجہ کے مرفوعا یون ہے نہیں مانگتی کوئی عورت طلاق اپنے شوہر سے بغیر کسی گناہ کے
پھر وہ جنت کی ہوا بھی پاوے حالانکہ ہوا جنت کی چالیس برس کی راہ سے پائی جاتی ہے **ف** ایک جماعت
سلف و ائمہ خلف نے یہ کہا ہے کہ جائز نہیں ہے خلع جب تک کہ طرف سے عورت کے شقاق و نشوز نہو جب ہو تو مرد کو
جائز ہے کہ فدیہ لیکر چھوڑ دے بدلیل اِلَّا اَنْ یَّخَافَا اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللہِ معلوم ہوا کہ سوا اس حالت کے خلع درست
نہیں ہے کسی اور حالت مین خلع نہ کرے مگر دلیل سے اور دلیل موجود نہیں ہے یہی مذہب ہے ابن عباس طاؤس ابراہیم
عطا حسن و جمہور کا یہانتک کہ مالک و اوزاعی نے کہا ہے کہ اگر شوہر نے اُس سے کچھ لے لیا ہے اور عورت کا نقصان ہوتا ہے
تو پھیر دینا اسکا واجب ہے یہ طلاق رجعی ٹھیرے گی مالک نے کہا ہمنے لوگون کو اسی بات پر پایا ہے شافعی کہتے ہیں نہیں
بلکہ خلع جب حالت شقاق مین جائز ہوا تو حالت اتفاق مین بالاولی جائز ٹھیرے گا یہی قول ہے سارے اصحاب شافعی
کا مگر یہی بات نہیں معلوم ہوتی ہے مزنی نے کہا خلع منسوخ ہے بقولہ تعالی وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْہُ
شَیْئًا ابن کثیر نے کہا یہ قول ضعیف ہے ماخذ مردود ہے قاضی شوکانی رح نے کہا یہ قول خارج اجماع سے دونون آیتون
مین کوئی منافات نہیں ہے ابن جریر نے کہا یہ آیت حق مین ثابت بن قیس کے اُتری ہے کئی طریق سے آئی ہے انکی
جورو کا نام حبیبہ بنت عبد اللہ بن ابی بن سلول تھا انتہی بخاری مین جمیلہ آیا ہے موطا مین حبیبہ بنت سہل انصاری کہا
ہے عائشہ رض کا لفظ یہ ہے کہ ثابت نے اُس کو مارا تھا بعض جسم اسکا ٹوٹ گیا اُس نے حضرت سے کہا آپنے ثابت کو بلایا فرمایا کچھ
مال لیکر اسکو جدا کر دے کہا یہ ہو سکتا ہے فرمایا ہان کہا مینے اسکو دو باغ دیے ہین وہ اسکے ہاتھ مین ہین فرمایا دونون
لیلے اسکو چھوڑ دے اس نے یہی کیا رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ وَھٰذَا لَفْظُہٗ وَاَبُوْ دَاؤُدَ دوسرا لفظ ابن جریر کا یہ ہے کہ حضرت
نے جمیلہ سے کہا تو اُس سے کس بات پر ناخوش ہے کہا نہ دین پر نہ خلق پر مگر مجھکو اسکی بدصورتی بری لگتی ہے فرمایا تو اسکا باغ دیا پس
دیگی کہا ہان اُس نے باغ پھیر دیا دونون مین تفریق کر دی ابن عباس نے کہا سب سے پہلے اسلام مین یہی خلع ہوا کہ وہ پاس
حضرت کے آئی کہا اے رسول خدا کوئی شے کبھی اُس کے اور میرے سر کو یکجا نہ کرے گی مینے ایک جانب خیمے سے اسکو دیکھا
کہ وہ کچھ لوگون کے ساتھ آتا تھا سب سے زیادہ کالا سب سے زیادہ قد مین چھوٹا سب سے زیادہ صورت مین برا ہے شوہر نے کہا مینے اسکو
افضل مال جو میرا باغ تھا دیا ہے یہ اسکو پھیر دے فرمایا تو کیا کہتی ہے کہا ہان اگر اور کچھ چاہے تو وہ بھی دون اسپر حضرت
نے دونون کے بیچ مین فراق کرا دیا رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ معلوم ہوا کہ یہ امر ارشادی نتھا بلکہ ایجابی تھا یہ بھی ثابت ہوا
کہ وہ زیادہ حضرت نے اپنی طرف سے کیا کچھ حضرت نے اسکو نہیں فرمایا حضرت نے تو فقط واپسی اُسی باغ کی کرائی پھر یہ بھی
ثابت نہوا کہ اُس نے کچھ زیادہ دیا ہو اور حضرت نے مقرر کیا ہو بلکہ حدیث اول مین صاف زیادہ لینے سے منع فرمایا ہے طلاق

آیت حرمت عمید ہے مطلقاً اس حدیث مذکور سے کہ جمہور کہتے ہیں اور تعالیٰ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہٖ عام ہے لکن یہ کچھ منافی آیت باب نہیں ہے کہ رجعت ہوسکے بلکہ قرات ربیع بن انس میں یون ہے فیما افتدت بہٖ منہ اسی لیے بعد اس کے یہ فرمایا ہے کہ تم اللہ کے قاعدے سے آگے نہ بڑھو اگر بڑھو گے ظالم ہوگے ابن ماجہ کے نزدیک عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ سے یون آیا ہے کہ ثابت ایک بدشکل آدمی تھے حبیبہ نے کہا اے رسول خدا واللہ اگر ڈر اللہ کا نہ ہوتا تو جب وہ میرے پاس آتا میں اس کے منہ پر تھوک دیتی الحدیث احمد کی حدیث میں بھی یہ لفظ آیا ہے **ف** معلوم ہوا کہ یہ تفریق بحکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئی ابن کثیر نے کہا ائمہ کا اختلاف ہے اس باب میں کہ مرد کو زیادہ لینا مقدار عطا سے جائز ہے یا نہیں جمہور کہتے ہیں کہ جائز ہے یہی قول ہے ابن عمر ابن عباس مجاہد عکرمہ ابراہیم نخعی قبیصہ حسن بن صالح عثمان تیمی کا اسی طرف مالک لیث شافعی ابو ثور بھی گئے ہیں اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اصحاب ابو حنیفہ نے کہا اضرار اگر طرف سے زوجہ کے ہو تو جتنا دیا ہے اتنا ہی لیوے زیادہ لینا درست نہیں ہے اگر زیادہ لیا ہے تو قضاء میں جائز ہے اور اگر اضرار طرف زوج کے ہو تو کچھ بھی نہ لے اگر لیا ہے تو قضا میں جائز ہے امام احمد و ابو عبید و ابن راہویہ کا یہ قول ہے کہ جتنا دیا ہے اس سے زیادہ لینا درست نہیں ہے اسی طرف ایک جماعت تابعین بھی گئی ہے ابن کثیر کا میل خاطر بھی اسی طرف ہے عطا نے کہا حضرت عطا نے زیادہ لینے کو مکروہ رکھا ہے **ف** ابن عباس نے کہا جس شخص نے اپنی عورت کو دو طلاقیں دیں پھر اس عورت نے اس مرد سے خلع کیا تو وہ مرد اگر چاہے تو پھر اس سے نکاح کرے اس لیے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ طلاق دو بار تک ہوتی ہے عکرمہ نے کہا ہر شے جس کو مال نے جائز رکھا ہے وہ طلاق نہیں ہے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص نے یہی مسئلہ ابن عباس سے پوچھا تھا کہا خلع طلاق نہیں ہے اللہ نے ذکر طلاق کا اول و آخر آیت میں کیا ہے خلع کا درمیان میں خلع کوئی چیز نہیں ہے پھر یہ آیت پڑھی الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسریح باحسان پھر یہ پڑھا فان طلقھا فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ یہ مذہب ابن عباس کا کہ خلع طلاق نہیں ہے بلکہ فسخ ہے اسی طرف عثمان ابن عمر طاؤس و عکرمہ احمد ابن راہویہ ابو ثور داؤد ظاہری شافعی بھی گئے ہیں ابن کثیر کہتے ہیں ظاہر آیہ کریمہ بھی یہی ہے دوسرا قول ہے کہ خلع طلاق بائن ہے مگر یہ کہ زیادہ کی نیت کرے یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین و مالک ابو حنیفہ و شافعی کا قول جدید میں حنفیہ کہتے ہیں اگر نیت ایک یا دو طلاق کی ہے یا چھوڑ دیا ہے تو یہ ایک ہی طلاق بائنہ ہوئی اور جو تین کی نیت کی ہے تو تین طلاقیں ہوئیں شافعی کا تیسرا قول یہ ہے کہ جب خلع بلفظ طلاق نہ ہوگا اور نیت سے عاری ہوگا تو وہ بالکل کچھ چیز نہیں ہے شافعی کا پہلا مذہب یہ تھا کہ خلع طلاق ہے پھر اس کو فسخ ٹھیرایا **ف** ائمہ اربعہ و ابن راہویہ نے کہا ہے عدت مختلعہ کی مثل مطلقہ کے تین حیض ہیں اگر حیض آتا ہے اسی طرف ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین کی بھی گئی ہے ترمذی نے کہا یہی قول ہے اکثر اہل علم کا صحابہ وغیرہم سے ان کا ماخذ یہ ہے کہ جب خلع طلاق ہے تو اب مثل سائر مطلقات کے عدت کرنا چاہیے

دوسرا قول یہ ہے کہ عدت مختلعہ کی ایک حیض ہے اس میں استبراء رحم کا ہو جاتا ہے عثمان ابن عمر ابن عباس عکرمہ اسحق وہ لوگ
جو خلع کو فسخ کہتے ہیں سب ادہر گئے ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ حضرتؐ نے عورت ثابت بن قیس کو ایک ہی حیض کی عدت کا
حکم دیا تھا اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن غریب کہا ہے دوسرا لفظ ترمذی کا یہ ہے کہ ربیع بنت معوذ نے
عہد نبوت میں خلع کیا اسکو حضرتؐ نے حکم دیا کہ وہ ایک حیض کی عدت کرے یا وہ حکم دیگئی ترمذی نے کہا صحیح یہ ہے کہ وہ
حکم کی گئی ابن ماجہ کا لفظ یہ ہے کہ عثمان نے ربیع مذکورہ سے کہا تجھپہ کچھ عدت نہیں ہے مگر یہ کہ تو حال میں پاس خاوند کے
گئی ہو تو ایک حیض تک ٹہر جا ربیع نے کہا یہ حکم عثمان نے تابع قضاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دیا
یعنی حضرتؐ نے مریم مغالیہ کو جو بیبی ثابت بن قیس کی تھی اور اس نے خلع کیا تھا یونہی حکم فرمایا تھا دوسرا لفظ ربیع کا
یہ ہے میں نے حضرتؐ کو سنا زن ثابت بن قیس کو وقت خلع کے حکم دیا کہ ایک حیض کی عدت کرے فتح البیان میں بھی اسی کو
ترجیح دی ہے یہ کہا ہے کہ حق یہی ہے سنت صحیحہ مخصص عموم قرآن ہے **ف** مخالع کو رجوع کرنا طرف مختلعہ کے عدت میں
بغیر اسکی رضامندی کے جائز نہیں ہے ائمہ اربعہ وجمہور علماء اسی طرف گئے ہیں اس لیے کہ وہ مال خرچ کر کے اپنی جان
کی مالک ہو چکی ہے البتہ ابن ابی اوفی وماہان حنفی نے کہا اگر مال پھیر دے تو بغیر رضا بھی رجعت اندر عدت کے درست ہے ابو
اسی کو ابو ثور نے بھی اختیار کیا ہے ثوری نے کہا کہ اگر خلع بغیر لفظ طلاق ہوا ہے تو یہ فرقت ہوئی اب کوئی راہ شوہر
کی طرف اسکے نہیں ہے اور اگر بنام نہاد طلاق ہے تو وہ عدت تک مالک رجعت ہے اسی طرف داؤد ظاہری بھی گئے ہیں
سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مختلع کو نکاح کرنا مختلعہ سے عدت میں جائز ہے ایک گروہ نے کہا نہیں جائز ہے ابن کثیر
نے کہا یہ قول شاذ و مردود ہے رہی یہ بات کہ مختلع اسکو عدت میں دوسری طلاق بھی دیسکتا ہے یا نہیں اس میں
علماء کے تین قول ہیں ایک یہ کہ نہیں اسلیے کہ وہ اپنی جان کی مالک ہو گئی اس سے چھوٹ گئی ابن عباس ابن زبیر
عکرمہ جابر بن زید حسن بصری شافعی احمد ابن راہویہ ابو ثور اسی کے قائل ہیں دوسرا قول مالک کا یہ ہے کہ اگر خلع
کے ساتھ ہی طلاق بھی کہدی ہے دونوں کے بیچ میں سکوت نہیں کیا تو طلاق پڑے گی اور جو سکوت کیا ہے تو نہ
پڑے گی ابن عبد البر نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ طلاق ہر حال میں پڑ جاویگی
جب تک کہ عدت میں ہے ابو حنیفہ وحنفیہ وثوری واوزاعی وابن مسعود وابو الدرداء وغیرہم اسی کے قائل ہیں مگر ابن
عبد البر کہتے ہیں کہ ان دونوں صحابی سے یہ قول ثابت نہیں ہے پھر اللہ پاک نے بعد اس کے یہ فرمایا کہ یہ شرائع جو بیان
کیے گئے ہیں اللہ کے حدود ہیں انسے تجاوز نہ کرنا چاہیے حدیث صحیح میں آیا ہے اللہ نے حدیں باندھی ہیں تم ان سے
آگے نہ بڑھو اللہ نے فرائض مقرر کیے ہیں تم انکو برباد نہ کرو اللہ نے محارم ٹہرائے ہیں تم انکا ہتک نہ کرو کچھ
چیزوں سے سکوت کیا ہے بغیر نسیان کے تم انکو مت پوچھو اس آیت سے بعض نے یہ استدلال کیا ہے کہ جمع کرنا تین طلاق
کا ایک کلمے میں حرام ہے مالکیہ اور جو لوگ ان کے موافق ہیں اسی طرف گئے ہیں انکے نزدیک سنت یہ ہے کہ

ایک طلاق دے تو رد ہے تعالیٰ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ پھر فرمایا تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا الآیۃ پھر اس عمل کو حد کیا ہے
حدیث محمود بن لبید سے جو نزدیک نسائی کے اس لفظ سے آئی ہے کہ خبر ملی حضرت کو کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو اکٹھی
تین طلاقیں دی ہیں نہایت غضبناک کھڑے ہو کر فرمایا کیا اللہ کی کتاب کو کھیل تماشا مقرر کیا ہے اور میں درمیان تمہارے
موجود ہوں یہاں تک کہ ایک آدمی نے کہا اگر حکم ہو تو میں اسکو مار ڈالوں مگر اس سند میں انقطاع ہے **ف**
تیسرا مسئلہ تحلیل کا ہے کہ جب کوئی مرد اپنی جورو کو تیسری طلاق دیدے بعد اسکے کہ دو طلاق پہلے دے چکا ہو تو وہ
عورت اسپر حرام ہو جاتی ہے جب تک دوسرا خاوند نکرے اور وہ اس سے صحبت نکرے یعنی نکاح صحیح کیونکہ اگر وطی بغیر
نکاح کے ملک یمین میں کی تب تو پہلے مرد کو حلال نہو گی کیونکہ یہ اسکا شوہر نہوا اسی طرح اگر بیاہ کر لیا لیکن دخول نہوئی تو
بھی زوج اول کے لیے حلال نہو گی بہت سے فقہا میں یہ مشہور ہے کہ سعید بن مسیب کا یہ قول ہے کہ مجرد عقد کے ہمراہ ثانی
کے مقصود تحلیل حاصل ہو جاتا ہے لیکن اس قول کی صحت میں نظر ہے اگرچہ ابن عبد البر نے استذکار میں ذکر اسکا کیا ہے
کیونکہ امام احمد نے بطریق سعید بن مسیب ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ پہلے شوہر کو نہیں ملسکتی ہے
جبتک کہ دوسرے شوہر کا شہد نہ چکھ لے ابن جریر کا لفظ ابن مسیب سے حدیث مذکور میں مرفوعاً یوں ہے قَالَ لَا حَتّٰى تَذُوقَ
عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا اسکو نسائی و ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے سو یہ حدیث مخالف حکایت مذکور ہے
یہ بات بعید ہے کہ راوی خلاف روایت بغیر کسی مستند کے کرے دوسرا لفظ احمد و نسائی کا حدیث ابن عمر سے یوں ہے
کہ حضرت سے پوچھا کہ ایک آدمی نے اپنی جورو کو تین طلاقیں دیدی ہیں اس نے دوسرے مرد سے نکاح کیا دروازہ بند کر کے
پردہ چھوڑا پھر طلاق دی دخول کیا کیا زوج اول کے لیے حلال ہو گی فرمایا اول پر حلال نہیں جب تک کہ اس دوسرے
کا شہد نہ چکھ لے یہ لفظ احمد کا ہے انکی تیسری روایت میں انس بن مالک سے یوں آیا ہے قَالَ لَا حَتّٰى يَكُونَ الْآخَرُ
تَذَوَّقَ مِنْ عُسَيْلَتِهَا وَذَاقَتْ مِنْ عُسَيْلَتِهٖ ابن جریر کا لفظ ابو ہریرہ سے مرفوعاً یہ ہے حَتّٰى يَذُوقَ الْآخَرُ
عُسَيْلَتَهَا دوسرا لفظ ابن جریر کا حدیث عائشہؓ سے یہ ہے کہ فرمایا لَا حَتّٰى يَذُوقَ مِنْ عُسَيْلَتِهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ
اسکو شیخین و نسائی نے بھی روایت کیا ہے تیسرا لفظ انکا عائشہؓ سے یہ ہے قَالَ لَا تَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ حَتّٰى
يَذُوقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَهَا وَتَذُوقَ عُسَيْلَتَهُ اسکو ابو داود نے بھی روایت کیا ہے صحیحین میں یہ حدیث کئی طرح سے
آئی ہے عائشہؓ نے کہا رفاعہ قرظی نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر طلاق دی اس نے دوسرا بیاہ کیا پھر آ کر حضرت سے کہا کہ وہ
میرے پاس نہیں آتا ہے اسکے پاس تو کچھ نہیں مگر مثل ہدبۂ ثوب کے یعنی جیسے ایک کنارہ کپڑے کا فرمایا لَا حَتّٰى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ
وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ امام احمد کی روایت میں آیا ہے کہ یہ شکایت نسبت عبد الرحمن بن زبیر کی تھی یعنی وہ جماع پر قادر نہیں
ہے حضرت نے فرمایا تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کے پاس پھر جائے یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ تو کچھ شہد اسکا اور وہ کچھ شہد
تیرا چکھ نہ لے اسکو شیخین و نسائی نے روایت کیا ہے یہ قصہ بھی کئی طرح سے نزدیک مالک وغیرہم کے آیا ہے غرض کہ بات

یا پیری کہ جو وطی کا قابل نہیں ہے صحبت کا ہونا ضروری ہے زوج ثانی سے یہ مقصود ہے کہ وہ عورت میں راغب ہو نکاح بقصد دوام
عشرت کرے کیونکہ مشروع تزویج میں یہی امر ہے امام مالک نے یہ بھی شرط کیا ہے کہ وطی مباح ہو یہ نہ ہو کہ وطی محرم ہو
یا وہ صائمہ یا معتکفہ یا حائض یا نفساء ہو یا زوج ثانی صائم یا محرم یا معتکف ہو کہ ان صورتوں میں وہ پہلے شوہر کے لیے
حلال نہ ہو گی اسی طرح اگر دوسرا خاوند ذمی ہے تو اس کے نکاح کرنے سے پہلے شوہر مسلم کے لیے حلال نہیں ہو سکتی کیونکہ
کفار کے نکاح نزدیک مالک کے باطل ہیں حسن بصری نے یہ شرط بھی زیادہ کی ہے کہ زوج ثانی منزل بھی ہو جاوے شاید یہ
بات لفظ عسیلہ سے سمجھی ہے مگر اس بنیاد پر یہ بھی لازم آتا ہے کہ عورت بھی منزل ہو مگر مراد عسیلہ سے منی نہیں ہے
اس لیے کہ احمد و نسائی نے عائشہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اَلَا اِنَّ الْعُسَیْلَۃَ اَلْجِمَاعُ یعنی مراد شہد سے
صحبت ہے نہ انزال پھر اگر زوج ثانی نے وہ نکاح اس قصد سے کیا ہے کہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جاوے تو محلل
ٹھیرا احادیث میں محلل کی مذمت اور لعنت آئی ہے وقت عقد اگر اس امر کی تصریح کرے گا تو نزدیک جمہور ائمہ
کے سرے سے نکاح ہی نہ بندھے گا باطل ہو گا حدیث ابن مسعود میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ لعنت ہے محلل
اور محلل لہ پر الحدیث رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اسی پر عمل ہے اہل علم صحابہ
ان میں عمر و عثمان و ابن عمر ہیں یہی قول ہے فقہائے تابعین کا یہی مروی ہے علی و ابن عباس و ابن مسعود سے دوسرا
لفظ ابن مسعود کا یہ ہے حضرت نے فرمایا لَعَنَ اللہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ یعنے لعنت کرے اللہ دونوں پر
محلل سے زوج ثانی مراد ہے محلل لہ سے زوج اول تیسرا لفظ ان کا مرفوعاً یہ ہے کہ محلل و محلل لہ ملعون ہیں زبان محمد
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر قیامت تک رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ عقبہ بن عامر نے کہا حضرت نے فرمایا کیا خبر دوں
میں تمکو تیس مستعار کے کہا ہاں فرمایا وہ محلل ہے لعنت کرے اللہ محلل و محلل لہ پر رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ دوسرا لفظ
ابن ماجہ کا ابن عباس سے مرفوعاً یوں ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ اس
حدیث کو امام احمد نے ابو ہریرہ سے بھی روایت کیا ہے ابن عمر نے کہا ہم اسکو عہد رسالت میں زنا گنتے تھے حاکم نے
کہا یہ اسناد صحیح ہے عمر نے کہا محلل و محلل لہ میرے پاس آوے گا تو میں انکو رجم کروں گا رَوَاہُ الْاَثْرَمُ
وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ ایک آدمی نے حلالہ کیا یعنے واسطے حلال کرنے کے زوج اول پر عثمان نے دونوں میں تفریق
کرادی اسی طرح علی و ابن عباس و غیرہما سے بھی مروی ہے اس باب میں بہت حدیثیں آئی ہیں سات حدیثیں
تو ابن کثیر نے لکھی ہیں ابن القیم نے اعلام الموقعین اغاثۃ اللہفان میں اسپر بڑا طول کھینچا ہے لعنت کی وجہ
دوام ثابت کی ہے ابراہیم نے فرمایا کہ اگر دوسرے خاوند نے بعد دخول کے طلاق دی ہے تو پھر دونوں پر کچھ گناہ
نہیں ہے اگر وہ جانتے گمان کرتے ہیں کہ باہم اچھا برتاؤ رہیگا اور اگر اسبات پر یقین نہیں ہے کہ اللہ کے حدود
قائم رہیں گے یا تردد ہے بلکہ گو میاں بی بی کے یا دونوں کو پھر اس نکاح میں چھنسانا منظور معصیت اور حرام

مین گرفتار ہوکے مین شرح احکام اللہ کے جنکو واسطے جاننے والون کے بیان فرمایا ہے ایک آدمی نے ایک یا دو طلاق دیکر عورت
کو چھوڑ دیا عدت گذر گئی اُس نے دوسرے سے نکاح کر لیا اُس نے اسکو بعد دخول کے پھر طلاق دیدی عدت پوری ہوئی پھر زوج اول
نے اُس سے نکاح کر لیا تو وہ عورت اُسکو مع ایک طلاق باقی کے ملسکتی ہے یا کیا ہوگا اس مین ائمہ کا اختلاف ہے مالک شافعی
احمد اکثر گروہ صحابہ نے کہا ان پہ عود مع ایک طلاق باقی کے ہوگا دوسرا قول یہ ہے کہ زوج ثانی نے طلاق سابق کو توڑ ڈھا
دیا اب جو پہلے کو ملی ہے تو تینون طلاق سمیت ملیگی ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے اس دلیل سے کہ جب دوسرا شوہر تینون طلاق کو
ڈھا دیتا ہے تو پھر تین سے کم کو بطریق اولی ڈھا دیگا واللہ اعلم ابن المنذر نے کہا علماء کا اجماع ہے اس بات پر کہ جب کسی
آزاد مرد نے تین طلاقین دین عدت گذر گئی اس نے دوسرا خصم کر لیا پھر اس دوسرے نے بعد دخول کے طلاق دیدی پھر
اس سے اگلے خاوند نے نکاح کیا تو وہ عورت پاس اسکے تین طلاق پر رہی وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ

فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ

نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ

يَعِظُكُمْ بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اور جب طلاق دی تم نے عورتون کو پھر پہونچین اپنی
عدت تک تو رکھ لو انکو دستور سے یا رخصت کرو دستور سے مت بند کرو انکو ستانے کو تا زیادتی کرو جو کوئی یہ کام کرے
اُسنے برا کیا اپنا مت ٹھیراؤ حکم اللہ کے ہنسی یاد کرو احسان اللہ کا جو تم پر ہے اور جو اتاری تم پہ کتاب اور کام کی باتین کہ
تمکو سمجھاوے ڈرتے رہو اللہ سے جان رکھو کہ اللہ سب چیز جانتا ہے **ف** اللہ پاک نے اس آیت پاک مین یہ حکم
دیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت کو ایسی طلاق دے جسمین رجعت ہو سکتی ہے تو اسکو چاہیے کہ اچھا معاملہ کرے
یعنی عدت مین جب تک امکان رجعت باقی رہے تو اسکو عصمت نکاح مین حسب دستور پھیر لے دستور سے یہ مراد ہے
کہ رجعت پر گواہ کرلے نیت اچھی برتاؤ کی رکھے یہ نہ کرے تو پھر اسکو چھوڑ دے یہانتک کہ مدت گذر جاوے پھر اسکو اپنے
گھر سے عزت کے ساتھ نکالے نہ شقاق و مخاصمت و تقابح کے ساتھ ابن عباس و مجاہد و مسروق و حسن و قتادہ و ضحاک
و ربیع وغیرہم نے کہا ہے کوئی آدمی جورو کو طلاق دیتا جب وہ لگ بھگ گذرنے مدت کے ہولی تو اس سے رجوع
کرتا ضرر دینے کو تا کہ غیر کے پاس نہ جاوے پھر طلاق دیتا وہ عدت کرتی جب عدت گذرنے کو ہوتی پھر طلاق دیتا یہ
اسلیے کہ مدت عدت کی لمبی ہوجاوے اللہ تعالی نے اس حرکت سے منع کیا یہ وعید سنائی کہ ایسا آدمی ظالم نفس ہے اللہ کے حکم کے
خلاف کام کرتا ہے ابن جریر نے ابو موسی سے روایت کیا ہے کہ حضرت اشعریین پر خفا ہوئے پہلے کہا آپ کیون خفا
ہوتے ہین فرمایا تم مین لوگ ایسے طلاق دیتے ہین اور پھر رجعت کرتے ہین یہ کچھ مسلمانون کی طلاق نہین ہے عورت
کو قبل عدت طلاق دو اسپر یہ آیت اتری کہ مسلمانون کو ہنسی نہ ٹھیراؤ مسروق نے کہا وہ شخص ہے جو بے گناہ طلاق
دیکر عورت کو ستاتا ہے پھر رجوع کرتا ہے عدت کو بڑھانا چاہتا ہے حسن قتادہ ربیع مقاتل عطاء خراسانی نے کہا یہ قول ہے

کھلواس سے وہ شخص ہے جو طلاق دیکر کہتا ہے کہ مین تو ہنستا تھا یا آزاد کرتا یا نکاح کرتا ہے پھر آپ کو لاعب بتاتا ہے سو اللہ نے طلاق کو اسپر لازم کر دیا فرمایا آیات خدا کو ٹھٹھا مت کرو ابن عباس نے کہا یہ آیت اسکے حق مین ہے جو بدون ارادہ طلاق کے بطور کھیل تماشے کے طلاق دیتا ہے اسلیے اللہ و رسول نے اُس کے گلے طلاق باندھ دی کہ تو اب ہنسی ٹھٹھا کر عبادہ بن صامت نے کہا کوئی آدمی کسی سے کہتا میں نے اپنی دختر کو تیرے نکاح مین دیا پھر کہتا مین تو ہنستا تھا یا کہتا کہ مین نے تجھکو آزاد کیا پھر اسکو ہنسی بتاتا اسپر اللہ نے یہ آیت بھیجی حدیث ابوہریرہ مین مرفوعا آیا ہے کہ تین چیزین مین کہ بے ہنسی اور ہنسی ہو جاتی ہین نکاح طلاق رجعت اسکو ابوداود اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن غریب بتایا ہے حاکم نے صحیح کہا ہے پھر اللہ نے یہ احسان رکھا کہ دیکھو ہمنے تمپر کتاب و سنت کو اُتارا ہے تم اس نعمت کو دھیان لو مراد کتاب سے اس جگہ قرآن پاک ہے مراد حکمت سے سنت ہے ابن کثیر نے ہر جگہ لفظ حکمت کو بلفظ سنت تفسیر کیا ہے فتح البیان کا یہ بیان ہے کہ مفسرین نے کہا ہے مراد حکمت سے وہ سنت ہے جسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جاری فرمایا ہے شافعی بھی اسی کے قائل ہین معلوم ہوا کہ جسطرح اللہ نے قرآن اُتارا ہے اسیطرح حدیث بھی اُتاری ہے فقط اتنا فرق ہے کہ قرآن متلو ہے حدیث متلو نہین باقی وحی اور حجت ہونے مین دونون برابر ہین کما قال تعالی وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ حدیث شریف مین آیا ہے اُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ اس سے ثابت ہوا کہ منکر حدیث کا حکم ویسا ہی ہے جیسے منکر قرآن کا جن لوگون کو قرآن و حدیث پہونچ گیا ہے اور وہ بمقابلہ مذاہب و اقوال رجال کے اسکو نہین مانتے انپر خوف کفر کا ہے اگر وہ جاحد معاند ہین ماول نہین واللہ اعلم اس آیت پر ربع ثالث پارہ دوم ختم ہوا و بلہ الحمد

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ جب طلاق دی تمنے عورتون کو پھر پہنچ چلین اپنی عدت تک تو اب نہ روکو انکو کہ نکاح کرین اپنے خاوندون سے جب راضی ہو جاوین آپسمین موافق دستور کے یہ نصیحت ملتی ہے اسکو جو کوئی تم مین یقین رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اسی مین زیادہ سنوار ہے تم کو اور زیادہ ستھرائی اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے یہ حکم ہے عورتون کے اولیاء کو کہ اُس کے نکاح مین اُسی کی خوشی رکھین جہان وہ راضی ہو وہان کر دین اگرچہ اپنی نظر مین اور جگہ بہتر معلوم ہو **ف** ابن عباس نے کہا یہ آیت اُس شخص کے حق مین اُتری ہے جس نے اپنی جورو کو ایک یا دو طلاقین دین عدت ہو چکی پھر یہ مناسب جانا کہ اُس سے نکاح کرے رجوع لاے عورت بھی اسی بات کو چاہتی ہے تو اولیاے زن کو اسکا منع کرنا بیجا ہے اللہ نے اس منع کرنے سے منع فرمایا ہے یہی قول ہے مسروق نخعی زہری ضحاک کا ابن کثیر نے کہا آیت سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے اس سے یہ بھی نکلا کہ عورت اپنا نکاح آپ نہین کر سکتی ہے نکاح کے لیے ہونا ولی کا ضرور ہے ترمذی و ابن ماجہ و ابن جریر نے مرفوعا روایت کیا ہے کہ نہ بیاہ دے کوئی عورت کسی عورت

[illegible]

[illegible]

اللہ بیاہ کرے اپنی مرضی کا زمانہ وہی ہے جو بنا بیاہ آپکو نکی ہے دوسرے اثر مین آیا ہے کہ نہیں ہوتا نکاح مگر ساتھ ولی مرشد و دو شاہد عدل کے اس مسئلہ مین درمیان علما کے جھگڑا ہے محل اسکا کتب فروع مین ہے ابن کثیر نے تقریر اسکی کتاب الاحکام مین کی ہے بخاری شریف مین آیا ہے کہ یہ آیت حق مین معقل بن یسار اور انکی بہن کے اتری ہے حسن نے کہا انکی بہن کو انکے شوہر نے طلاق دیدی تھی بعد گذرنے مدت کے پھر اسنے نکاح کرنا چاہا معقل نے انکار کیا اسپر یہ آیت اتری اس کو ابوداؤد و ابن ماجہ و ابن ابی حاتم ابن جریر ابن مردویہ نے بھی کئی طریق سے روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح بتایا ہے ابن جریج نے کہا یہ عورت جمیل دختر یسار تھی نیچے ابو البداح کے ابو اسحق سبیعی سے نکلا فاطمہ بنت یسار تھی اکثر سلف نزول اس آیہ کا حق مین معقل بن یسار کے بتلاتے ہین سدی نے کہا حق مین جابر بن عبد اللہ کے اور انکی ابو عم کے اتری ہے ابن کثیر نے کہا صحیح اول ہے فتح البیان مین کہا خطاب اس آیت مین اولیاء کو ہے اسناد طلاق کی طرف انکے اس لیے کی گئی ہے کہ وہ سبب ہین نکاح مطلقات کو یا یہ خطاب ازواج کو یعنی جب تم طلاق دے چکے اور عدت بھی ہو چکی تو اب وہ جس سے چاہے نکاح کرے تم منع کرنے والے کون ہو مخالفت کرنی نہ چاہیے اسطرح اکثر رئیس امیر بادشاہ اس بات پر غیرت کرتے ہین کہ جو عورتین انکے نیچے تھیں اب وہ کسی دوسرے کے نیچے جاوین کیونکہ بسبب حصول مکنت و جاہ و ریاست و نخوت و کبر یاد کے انکو یہ خیال و انگیز حال رہتا ہے کہ وہ جنس بنی آدم سے نہین ہین مگر جبکہ اللہ نے تقوی و تواضع دیکر بچایا ہے۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

اور لڑکے والیان دودھ دیوین اپنے لڑکون کو دو برس پورے جو کوئی چاہے پوری کرنی دودھ کی مدت لڑکے والے پر ہے کھانا اور پہننا انکا موافق دستور کے تکلیف نہین کسی شخص کو مگر جو اس کی گنجایش ہے نہ ضرر چاہے ماں اپنی اولاد کا نہ لڑکے والا اپنی اولاد کا اور وارث پر بھی یہی ذمہ ہے پھر اگر دونون چاہین دودھ چھوڑانا اپنی رضا سے اور مشورہ سے تو انکو گناہ نہین اور اگر تم لوگ چاہو کہ دودھ پلوا لو اپنی اولاد کو تو نہین گناہ تمپر جب حوالے کر دیا جو تمنے دینا ٹھیرایا تھا موافق دستور کے اور ڈرو اللہ سے جان رکھو اللہ تمہارے کام کو دیکھتا ہے یعنی اگر مرد و عورت مین طلاق ہوئی لڑکا ماں کا دودھ پیتا تو ماں دو برس بند رہی اسکے دودھ پلانے کو باپ اسکا خرچ اٹھاویگا اگر باپ مر گیا تو بچے کے وارث اسکا خرچ اٹھاوین اور جو دو برس کے کم مین چھڑا دین اپنی خوشی سے تو بھی روا ہے باپ کسی اور سے دودھ پلوا لے ماں کو بند نہ رکھے تو بھی روا ہے لیکن اسکے بدلے مین ماں کا کچھ حق نہ کاٹ رکھے **ف** اس آیت شریف مین اللہ تعالی نے والدات کو یہ ارشاد کیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دو برس کامل دودھ پلاوین اسکے بعد کچھ اعتبار رضاعت کا نہین ہے

اسی لیے فرمایا ہے کہ جو رضاعت کو پورا کرنا چاہے واسطے اُسکے ہے اور اسی طرف گئے ہین کہ رضاعت محرم وہی ہے جو اندر
دو سال کے ہو اگر بعد دو سال کے زیادہ عمر کے بچے نے دودھ پیا تو وہ حرمت نہو گا ترمذی نے اسکے لیے ایک علیحدہ باب مقرر کیا ہے
اُس مین ام سلمہ سے مرفوع لائے ہین کہ حرام نہین کرتی رضاعت مگر وہی جو چھاتی مین سے نکلکر آنتون کو بھرے اور دودھ چھڑانے
سے پہلے ہو پھر کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اسی پر عمل اکثر اہل علم کا اصحاب حضرت وغیرہم سے ہے کہ حرام کرنیوالی رضاعت
وہی ہے جو دو برس سے کم ہو اور جو دو برس کامل کے بعد ہو وہ کسی شئے کو حرام نہین کرتی ہے ابن کثیر نے کہا ترمذی
متفرد ہین ساتھ اس حدیث کے اس حدیث کے رجال شرط صحیحین پر ہین مراد چھاتی سے محل رضاعت ہے جیسے حدیث
براء ابن عازب مین آیا ہے کہ جب ابراہیم صاحبزادہ حضرت صلعم کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا میرا بیٹا ابراہیم اندر چھاتی
کے مرا یعنے مدت رضاع مین اسکی ایک دایہ ہے بہشت مین احمد بخاری نے روایت کیا ہے یہ اس لیے فرمایا کہ وہ
ایک سال دس ماہ کے ہو کر مر گئے دو ماہ جو باقی رہے انکو رضاعت پورا کرے گی جابر نے مرفوعاً کہا ہے نہین رضاع
بعد دودھ چھڑانے کے یعنے دودھ سے ہٹنے پیچھے بعد احتلام کے رواہ ابو داؤد الطیالسی اس حدیث کی پوری دلالت
اس آیت مین ہے وَفِصَالُهٗ فِیْ عَامَیْنِ وقال وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا یہ قول کہ بعد دو حول کے رضاعت
حرام نہین کرتی ہے علی ابن عباس ابن مسعود جابر ابو ہریرہ ابن عمر ام سلمہ ابن المسیب عطا جمہور سے مروی ہے
اسی طرف شافعی احمد اسحاق ثوری مالک ابو یوسف محمد گئے ہین مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ مدت رضاعت دو برس
دو ماہ ہین یا تین ماہ ابو حنیفہ نے کہا دو سال چھ ماہ ہین زفر نے کہا جبتک وہ پیتا رہے تین برس تک یہی روایت
اوزاعی سے بھی ہے مالک اوزاعی یہی کہتے ہین کہ اگر دو برس سے کم مین دودھ چھڑا دیا پھر کسی عورت نے اُس کو
بعد فصال کے دودھ پلا دیا تو اس سے حرام نہو گا اس لیے کہ وہ دودھ بمنزلہ طعام کے ہے عمر و علی نے کہا ہے نہین
رضاع بعد فصال کے شاید مراد دو سال ہین جس طرح جمہور نے کہا ہے خواہ دودھ چھوڑے یا نہ چھوڑے یا مراد فعل ہے جس
طرح مالک نے کہا ہے واللہ اعلم صحیحین مین عائشہ سے آیا ہے کہ وہ رضاع کبیر کو تحریم مین موثر سمجھتی تہین یہی قول ہے عطا و لیث
کا عائشہ جن مردون کے سامنے آنا پسند کرتین تو بعض عورتون سے کہدیتین کہ انکو دودھ پلا دو انکی حجت حدیث سالم
مولی ابی حذیفہ ہے حضرت نے انکی بی بی سے فرما دیا تہا کہ تو سالم کو دودھ پلا دے وہ بڑی عمر کا تھا بسبب اس رضاعت
کے پاس انکے گھر مین آتا جاتا مگر اور بیبیون نے یہ سمجھا ہے کہ یہ حکم خاص انہین کے لیے تھا جمہور کا قول بھی یہی ہے
انکی حجت حدیث عائشہ ہے صحیحین مین کہ حضرت نے فرمایا تم لوگ غور تو دیکھو کہ تمہارے بھائی کون ہین رضاعت تو بھوک
سے ہے مراد جمہور سے ائمہ اربعہ فقہائے سبعہ اکابر صحابہ سائر ازواج مطہرات ہین ابن کثیر نے وعدہ کیا ہے کہ کلام
اس مسئلہ پر آیت رضاعت کے نیچے آویگا یعنے قولہ تعالیٰ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ کا لیکن حاصل یہ ہے بقول
عائشہ صدیقہ ہین کہتے ہین رضاع کبیر کا واسطے تجویز نظر کے جائز ہے گو ڈاڑھی والا ہی کیون نہو واللہ اعلم۔

فتح البیان مین کہا ہے کہ اللہ نے بعد ذکر نکاح و طلاق کے ذکر رضاع کا کیا یہ کہ کبھی باہم زوجین کے فرقت ہو جاتی
ہے اور درمیان دونون کے بچہ ہوتا ہے بعض نے کہا یہ آیت خاص ہے ساتھ مطلقات کے بعض نے کہا عام ہے حفظ ہو نیز
کاملین مین رد ہے ابو حنیفہ رح پر اور فرمایا ارادہ اتمام رضاعت سے معلوم ہوا کہ کچھ پورا کرنا دو برس کا واجب نہین ہے بلکہ
مستحب ہے اگر دو برس سے کم پلاوین تو بھی جائز ہے اس کمی کی کچھ حد مقرر نہین ہے جس قدر مین اصلاح و زندگی
طفل ہو کافی ہے **ف** لڑکے کے باپ پر روٹی کپڑا اس کی ماں کا مطابق عادت اہل شہر واجب ہے نہ اسراف کرے نہ اتنا
تنگی ترشی بلکہ مقدور کے موافق جیسے اللہ پاک نے فرمایا ہے لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ
مِمَّا اٰتٰهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا یہی قول ہے ضحاک کا لفظ مولود لہ کا اشارہ
کیا والد نہ کہا اس مین دلیل ہے اثبات پر کہ اولاد باپ کی ہوتی ہے نہ ماں کی اسی لیے باپ کی طرف نسبت کرتے ہین نہ طرف
ماں کے گویا ماؤن نے واسطے باپون کے جنے ہین فتح البیان مین کہا ہے کہ یہ وجوب رزق و کسوت کا باپ پر مرضعہ
ماں کے لیے مطلقات بائنہ مین ہے جو مطلقات نہین ہین انکا نفقہ و کسوت خاوندون پر بدون رضاع اولاد کے بھی واجب
ہے قرطبی نے کہا ظاہر تر یہ ہے کہ آیت حق مین ان بیبیون کے ہے جو نکاح مین باقی ہین کیونکہ وہ مستحق نان نفقہ ہین جو
دودھ پلاوین یا نہ پلاوین یہ روٹی کپڑا مقابلہ تمکین کے ہے یعنی عوض صحبت سو جب وہ دودھ پلانے مین مشغول ہوئی تو
اس سے تمتع کامل حاصل نہ ہوگا اسپر شاید کسی کو یہ وہم ہوتا کہ وہ نان نفقہ حالت رضاع مین جاتا رہا اس لیے تصریح اس امر
کو دور کر دیا فرما دیا کہ یون نہین ہے بلکہ اب بھی اسکا رزق اسی طرح واجب ہے جیسے پہلے رضاع کے واجب تھا پھر
قرطبی نے کہا اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ نفقہ ولد کا والد پر واجب ہے اس لیے کہ وہ عاجز و ضعیف ہے
نسبت انکی طرف ماں کے کی ہے سو اسلیے کہ غذا بچے کو حالت رضاع مین ماں ہی کے واسطے سے پہونچتی ہے
علما کا اجماع ہے اسپر کہ باپ پر نفقہ اولاد و اطفال کا جو مال نہین رکھتے ہین واجب ہے **ف** ماں کو نہ چاہیے کہ بچے
کو اپنے پاس سے دور کرے تاکہ باپ کو اس کی پرورش کرنا مشکل ہو ماں بعد پلانے دودھ کے بچہ بن غیر کے زندہ نہین
رہ سکتا ہے اختیار ہے چاہے رکھے یا نہ رکھے لیکن اگر اسوقت بھی باپ کو ضرر ہوگا تو بھی دور کرنا اسکا درست نہ ہوگا
جسطرح باپ کو چھین لینا بچے کا واسطے ستانے ماں کے درست نہین ہے اسی لیے یہ فرمایا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ
باپ بھی بچے کے لینے کا ماں سے اس کے ستانے کے لیے ارادہ نہ کرے یہی قول ہے مجاہد قتادہ ضحاک زہری سدی ثوری
ابن زید وغیرہم کا وارث پر بھی واجب ہے کہ اپنے قریب کو ضرر نہ دے یہ قول ہے مجاہد شعبی ضحاک کا بعض نے کہا مراد یہ ہے
کہ جسکا باپ نہ ہو تو وارث اسپر خرچ کرے قائم بحقوق والدہ طفل ہے کسی طرح اسکو ایذا نہ دے جمہور مفسرون نے یہی کہا ہے
ابن جریر نے اسکا بیان مفصل کیا ہے حنفیہ حنبلیہ نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اثبات پر کہ نفقہ بعض اقارب کا
بعض پر واجب ہے عمر بن خطاب ابو حنیفہ و احمد و جمہور سے اسی طرح مروی ہے حدیث مرفوع سمرہ بروایت حسن

ہے وہ بھی اسی کی وجہ سے جو کوئی مالک کسی ذی رحم محرم کا ہو تو اب تو اسپر آزاد ہو جاتا ہے رضاعت بعد دو سال کے
کبھی بچے کو نقصان ہو جاتا ہے ۔ ن میں یا عقل میں کمی ہونا ۔ ایک عورت کو دیکھا کہ بعد دو برس کے بچے کو دودھ پلاتی
تھی سکوت کیا ایسا بعضے نے کہا مراد وارث سے خود بچہ ہے یعنی جب وہ باپ کا وارث ہوا اسکو مال ملا تو اسپر اپنے
مال سے رضاع اپنا واجب ہے بعض نے کہا مراد والدین میں جو ان میں سے بعد مرنے ایک کے باقی رہا ہے اگر باپ مر گیا تو ماں
کفیل ولد ہوگی اگر بچہ مالدار نہیں ہے ثوری اسی کے قائل ہیں کسی نے کہا مراد وارث مرضعہ ہے قرطبی نے کہا مراد
مثلیت سے عدم اضرار ہے نہ رضاع و انفاق ورنہ یجائے مثل ذلک مثل ہو لا ارشاد ہوتا سارے مفسرین اسی طرف
گئے ہیں مگر یہ قول نہایت بعید ہے اس لیے کہ اسم اشارہ جیسے صالح وحدت کا اسی طرح صالح تعدد بھی ہے قول ولد الی
ہے پھر اگر ماں باپ بچے کی مصلحت دیکھیں کہ دو برس سے پہلے دودھ چھڑا دیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں معلوم ہوا کہ تنہا
رائے ایک کی والدین میں سے کافی نہیں ہوتی نہ اس ایک کو بدون مشورہ کے اپنی بات پر جمنا چاہیے جب تک
کہ دوسرے کا مشورہ نہ ہو یہی قول ہے ثوری کا اس میں بچے کے لیے احتیاط ہے تاکہ اس کے مقدمے میں خوب سا
غور کریں یہ اللہ کی ایک رحمت ہے بندوں پر کہ اس نے تربیت طفل کو ذمہ والدین کیا ہے اور یہ فرمایا کہ جس امر میں
مصلحت ہو وہ کام کرو کما قال فی سورۃ الطلاق فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم
بِمَعْرُوفٍ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَى یا مراد مشورے سے اہل علم ہیں کہ جب وہ یہ صلاح دیں کہ اِن
قبل حولین کے فصال سے کچھ ضرر بچے کو نہ ہوگا تو فصال کر دیں والا فلا پھر اگر ماں باپ کی یہ صلاح ٹھیری کہ بچے
کو ان یہ دودھ پلائے تو ماں نے جتنے دن دودھ پلایا ہے اتنے دن کی اجرت اسکو دیدے یہی قول ہے ثوری و مجاہد
کا اللہ دیکھتا ہے کہ کتنے حقوق والدہ و مرضعہ اولاد کے ادا کیے یا نہیں وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ

أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ
فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ جو لوگ مر جاویں تم میں اور چھوڑ جاویں عورتیں وہ انتظار
کرائیں اپنے تئیں چار مہینے دس دن پھر جب پہنچ چکیں اپنی عدت کو تو تم پر نہیں گناہ جو وہ اپنے حق میں کریں
موافق دستور کے اللہ کو تمہارے کام کی خبر ہے طلاق کی عدت تین حیض فرمائی موت کی عدت چار مہینے دس دن
بتائی دونوں جب ہیں کہ حمل معلوم نہ ہو اگر حمل معلوم ہو تو حمل تک **ف** بعد ذکر نکاح و طلاق و رضاع یہ ارشاد
کیا کہ جن عورتوں کے مرد مر گئے ہیں انکی عدت چار ماہ دس شب ہے یہ حکم شامل ہے زوجات مدخولہ و غیر مدخولہ کو بالاجماع
مستند اس اجماع کا غیر مدخولہ میں عموم آیت کریمہ ہے اور یہ حدیث ابن مسعود کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ آدمی بیاہ
کر کے پہلے دخول سے مر گیا کچھ مہر مقرر نہ کیا تھا انہوں نے کہا میں اس مقدمے میں اپنی رائے کہتا ہوں اگر یہ
کہنا میرا ٹھیک پڑا تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہوئی تو میری اور شیطان کی طرف سے ہوگی اللہ و رسول

اُسنے کہا کبری ہین اس عورت کو بقدر مہر مثل چاہیے دوسرا لفظ یون ہے کہ مہر مثل دینا چاہیے نہ زیادہ نہ کم اسپر عدت ہے اور اسکو
میراث ملیگی معقل بن یسار اشجعی نے کہڑے ہوکر کہا مینے حضرت سے سنا حق مین بروع بنت واشق کے یہی حکم دیا تھا ابن
مسعود نہایت درجہ خوش ہوے ایک روایت مین یہ لفظ ہے کہ کچھ لوگ اشجع کے تھے انہون نے کہا ہم گواہی دیتے
ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حکم دیا تہا حق مین بروع بنت واشق کے اس حدیث کو احمد و اہل سنن
نے روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح کہا ہے یہ خوشی اس بات پر ہوئی کہ انکا فتوی موافق فتوی جناب رسالت مآب کے تہا اگر
حمل سے وہ عورت حاملہ ہے بوقت وفات زوج کے حامل ہے کیونکہ اسکی عدت وضع حمل ہے اگر بعد ایک لحظہ ہی کے وضع
کرے بدلیل عموم آیت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ابن عباس کہتے ہین اسپر واجب ہے کہ ابعد
الاجلین کا انتظار کرے وضع یا چار ماہ دس روز تاکہ دونون آیتون مین جمع حاصل ہو ابن کثیر نے کہا یہ ماخذ جید ہے مسلک
قوی ہے اگر حدیث سبیعہ اسلمیہ نہوتی صحیحین مین آیا ہے کہ اسکا خاوند سعد بن خولہ مرگیا وہ حاملہ تھی بعد وفات کے
بلا تاخیر وضع حمل دوسری روایت مین یون ہے کہ بعد چند شب کے اس نے بچہ جنا جب نفاس سے پاک ہوئی پیغام
کرنے والون کے لیے بنی ٹہنی ابو السنابل بن بعکک آئے کہا مین تجھکو آراستہ پیراستہ دیکھتا ہون شاید تیرا
ارادہ نکاح کرنے کا ہے واللہ تو نکاح نہین کر سکتی ہے جبتک کہ چار ماہ دس روز نہ گذرین سبیعہ کہتی ہین جب
مینے یہ بات سنی شام کو اپنے کپڑے پہنکر پاس حضرت کے آئی مسئلہ پوچھا فرمایا تو عدت سے نکل گئی جب بچہ ہوگیا مجھکو حکم دیا
کہ اگر مین مناسب سمجھون تو نکاح کرون ابن عبد البر کہتے ہین جب یہ حجت ابن عباس سے کہی گئی تو انہون نے رجوع کیا
دلیل صحت رجوع کی یہ ہے کہ اصحاب ابن عباس مطابق حدیث سبیعہ فتوی دیتے تھے یہی قول سارے اہل علم کا ہے
اسی طرح اس حکم سے وہ زوجہ مستثنی ہے جو لونڈی ہے کہ اسکی عدت نصف عدت حرہ ہوگی یعنی دو ماہ پانچ شب یہی
قول ہے جمہور کا کیونکہ جب اسکی حد حرہ کی حد سے آدھی ٹہیری تو عدت بھی نصف چاہیے ہان ابن سیرین و بعض ظاہریہ حرہ اور
وامام کو اس حکم مین برابر بتلاتے ہین بدلیل عموم آیت شریف کے اور اس حجت سے کہ عدت ایک امر جبلی ہے اس مین خلقت
برابر ہے سعید بن المسیب و ابن عالیہ نے کہا یہ مدت چار ماہ دس شب کی اس لیے ہے کہ اگر حمل ہو تو ظاہر ہو جاوے جیسے صحیح
حدیث ابن مسعود مین آیا ہے کہ خلقت تمہاری مان کے پیٹ مین چالیس دن تک نطفہ رہتی ہے پھر چالیس دن علقہ
پھر چالیس دن مضغہ پھر فرشتہ آکر روح پھونک جاتا ہے یہ تین چلے چار ماہ ہوے دس دن اور بطور احتیاط کے رکھے گئے
کیونکہ بعض مہینے کم ہوتے ہین اس مدت مین حرکت بچہ کی بعد نفخ روح کے ظاہر ہو جاوے گی واللہ اعلم یہی حکمت
ابن المسیب و ابن العالیہ نے بھی بیان کی ہے اسی لیے امام احمد نے کہا ہے کہ عدت ام ولد کی اس جگہ مثل حرہ کے
کیونکہ وہ مثل حرہ کے فراش ہوگئی ہے حدیث عمرو بن العاص بہی اسی پر دلیل ہے انہون نے کہا مشتبہ نکرو ہمپر سنت
ہمارے نبی کی عدت ام ولد کی جبکہ اسکا سید مرجاوے چار ماہ دس روز ہے رواہ احمد و ابو داود وابن ماجہ

امام احمد نے اس حدیث کا انکار ہی کیا ہے کسی نے کہا قبیصہ کو عمرو سے سماعت نہیں ہے مگر ایک گروہ سلف اسی
حدیث کی طرف گیا ہے مثل ابن سیرین و قتادہ نے کہا عدت ام ولد کی نصف عدت حرہ ہے یعنی دو ماہ پانچ شب ابوحنیفہ نے
کہا تین حیض عدت ہے یہی قول ہے بعض صحابہ و تابعین کا مالک و شافعی و احمد کے نزدیک ایک حیض کافی ہے اسی
طرف ایک جماعت تابعین بھی گئی ہے ابن عمر بھی اسی کے قائل ہیں لیث نے کہا اگر وقت وفات کے حائض تھی
تو یہی حیض عدت کو کافی ہے مالک نے کہا اگر حیض نہیں آتا ہے تو تین مہینے عدت کرے شافعی و جمہور نے کہا ایک ماہ
تین ان بہتر ہیں شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ یہ آیت ناسخ ہے آیت مابعد کی جسمین ایک سال کی عدت آئی ہے اگرچہ یہ
آیت تلاوت میں متقدم ہے جمہور کا اسی پر اجماع ہے **ف** فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ الآیۃ سے یہ سمجھا گیا ہے کہ
مدت عدت تک سوگ کرنا شوہر متوفی پر واجب ہے ام حبیبہ و زینب بنت جحش نے کہا حضرت نے فرمایا حلال نہیں کسی عورت
کو جو ایمان رکھتی ہے اللہ و یوم آخر پر یہ بات کہ سوگ کرے کسی میت پر زیادہ تین دن سے مگر خاوند پر چار ماہ دس دن
رواہ الشیخان ام سلمہ سے صحیحین میں آیا ہے کہ میری بیٹی کا شوہر مر گیا اس کی آنکھ دکھنے کو آئی ہے حضرت سے پوچھا
کیا میں سرمہ لگا دوں دو یا تین بار یہی فرمایا کہ نہیں مدت چار ماہ دس روز کی ہے جاہلیت میں تو ایک سال
تک ہوتی تھی زینب بنت ام سلمہ نے کہا عورت کا شوہر جب مر جاتا تو وہ ایک بری جگہہ بیٹھتی برے سے برے
کپڑے پہنتی خوشبو نہ لگاتی جبتک کہ سال گذر جاتا پھر بعد سال کے نکلکر ایک مینگنی پھینکتی پھر ایک گدھا یا بکری یا چڑیا
لاتی انکو اپنے بدن سے رگڑتی وہ جانور مر جاتا اسی لیے ابن عباس نے کہا ہے کہ یہ آیت ناسخ آیت مابعد ہے مطلب
یہ ٹھہرا سوگ کہتے ہیں ترک زینت کو یعنی خوشبو سرمہ زیور نہ پہنے اچھا کپڑا زیب تن نکرے یہ بات عدت وفات میں
واجب ہے سب کا ایک ہی قول ہے عدت رجعی میں واجب نہیں ہے یہ بھی ایک ہی قول ہے عدت بائن میں دو قول ہیں
وجوب سوگ میں چھوٹی بڑی آزاد لونڈی مسلمہ کافرہ سب برابر ہیں اسلیے کہ آیت کریمہ عام ہے ثوری و ابوحنیفہ کہتے
ہیں کافرہ پر سوگ نہیں اشہب و ابن نافع مالکی بھی اسیطرف گئے ہیں انکی دلیل یہ حدیث ہے کہ کسی عورت مومنہ کو سوائے
زوج کے کسی کے لیے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں ہے یہ حدیث ام حبیبہ کی اوپر گذر چکی ہے اس میں قید
ایمان کی ہے یہ حکم تعبدی ہے کافرہ کے ساتھ ابوحنیفہ و ثوری نے صغیرہ کو بسبب عدم تکلیف کے مسلمان لونڈی
کو بسبب نقصان کے ملا دیا ہے **ف** مراد بلوغ اجل سے اس جگہہ انقضاء عدت ہے یہی قول ہے ضحاک و ربیع کا
عَلَيْكُمْ سے مراد اولیاء عورت ہیں ابن عباس نے کہا جب عورت کو طلاق دیدی یا اسکا خاوند مر گیا اور
عدت ہو چکی تو پھر اس عورت پر کچھ گناہ زینت کرنے بننے سنورنے تعرض نکاح کرنے کا نہیں ہوتا ہے یہی قول ہے
مقاتل بن حیان کا بھی مجاہد نے کہا مراد معروف سے نکاح حلال طیب ہے حسن بصری زہری سدی بھی اسیطرف
گئے ہیں ابوحنیفہ نے کہا اس آیت سے یہ نکلا کہ نکاح بغیر ولی کے جائز ہے کیونکہ اضافت فعل کی طرف فاعل کے محمول باخیر

برہولی تب اسکا جواب ہے یہ خطاب دیا کرے اگر نکاح بے ولی کے کچھ ہوتا تو خطاب اولیا کو نہ کیا جاتا وَلَا جُنَاحَ

عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ

سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ اور گناہ نہیں تمپر جو پردہ مین کہو پیغام نکاح کا

عورت کو یا چہپا رکہو اپنے دل مین معلوم ہے اللہ کو کہ تم البتہ انکا بیان کروگے لیکن وعدہ نہ کر رکہو ان سے چہپ کر مگر یہی کہ کہدو

ایک بات جسکا رواج ہے اور نہ باندہو گرہ نکاح کی جب تک پہونچ چکے حکم اللہ کا اپنی مدت کو اور جان رکہو کہ اللہ کو معلوم ہے

جو تمہارے دل مین ہے سو اس سے ڈرتے رہو اور جان رکہو کہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل والا **ف** یعنی عورت اپنے خاوند سے چہوٹی

ہے اور عدت مین ہے تب تک کسی اور کو روا نہین کہ اس سے نکاح باندہے لیوے یا صاف وعدہ کرے کیونکر دل مین نیت رکہے

کہ یہ فارغ ہوگی تو مین نکاح کرونگا یا اسکو پردے مین سنا رکہے تاکہ اس سے پہلے کوئی اور نہ کہہ بیٹہے پردہ یہ کہ

ایک بات کہدے رواج کی مثلاً عورت کو کہے کہ تجکو ہر کوئی عزیز کرے گا یا کہے کہ مجکو ارادہ نکاح ہے مطلب یہ ہے کہ

عدت مین تعریض خطبے کی کرنا بدون تصریح کے درست ہے ابن عباس نے کہا تعریض یہ ہے کہ مثلاً یون کہے کہ میرا

ارادہ بیاہ کرنیکا ہے یا مین عورت کو دوست رکہتا ہون بخدا چاہتا ہون کہ کوئی عورت مجہے ملجاوے منگنی کرنے

پر تیار ہو دوسرا لفظ یہ ہے کہ مین سوا تیرے دوسری عورت سے نکاح کرنا نہین چاہتا ہون یا مین چاہتا ہون کہ

کوئی نیک عورت ملے بخاری نے اسکو تعلیقاً روایت کیا ہے یہی قول ہے ایک جماعت سلف و ائمہ کا کہ تعریض

جائز ہے تصریح جائز نہین یہی حکم مطلقہ مبتوتہ کا بہی ہے کہ تعریض اسکو جائز ہے نہ تصریح فاطمہ بنت قیس کو

اس کے شوہر ابو عمرو بن حفص نے تین طلاقین دیدین تہین حضرت نے حکم دیا کہ وہ گہر مین ابن ام مکتوم کے عدت

کرے پہر فرمایا جب تیری عدت ہوچکے تو مجہے خبر کر دینا جب ہوچکی تو اسامہ بن زید کا پیغام بہیجکر ان سے نکاح

کر دیا رہی مطلقہ رجعیہ سو اس سے سوائے شوہر کے کسی کو نہ تعریض جائز ہے نہ تصریح اس مین کسی کا خلاف نہین ہے

واللہ اعلم **ف** پہر یہ فرمایا کہ اگر تمنے اس بات کو اپنے جی مین چہپایا ہے تعریض بہی نہین کی ہے تو تمپر کچہ گناہ نہین ہے

حرف اَوْ اس جگہ واسطے اباحت یا تخییر یا تفصیل یا ابہام کے مخاطب پر ہے اِکْنَان کہتے ہین ستر و اخفا کو اَکْنَنْتُمْ

کے معنے اَضْمَرْتُمْ کے ہین جیسے یہ آیت قرآن رَبُّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ وکقولہ وَأَنَا

أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ اسی لیے یہ فرمایا ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ تم انکا ذکر کروگے یعنی اپنے جی مین

کشاف مین کہا ہے کہ اس مین ایک طرح کی توبیخ ہے جیسے فرمایا تہا عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ ایک

جماعت سلف نے کہا ہے کہ مراد وعدہ پنہان سے اس جگہ زنا ہے یہی قول ہے ابن عباس کا اسی کو ابن جریر نے

بہی اختیار کیا ہے یعنی یون نہ کہے کہ مین تیرا عاشق ہون تو مجہے قرار کر کہ سوا میرے نکاح نکرےگی یہی

قول ایک جماعت سلف سے مروی ہے مجاہد نے کہا یون نہ کہے کہ تو مجھے فوت نکر مین تجھسے نکاح کرونگا قتادہ نے کہا اس
بات کا اُس سے عہد نہ لے کہ سوا اُس کے وہ دوسرے سے بیاہ نکرے ابن زید نے کہا مراد یہ ہے کہ چپکے سے عدت مین
بیاہ کر لے پھر جب عدت پوری ہو تو ظاہر کرے ابن کثیر نے کہا یہ بھی محتمل ہے کہ آیت ان سب معنون مین عام ہو اسی
لیے یہ فرمایا ہے کہ اگر کچھ کہو تو معروف بات کہو جیسے یہ کہنا کہ مجھ کو تجھ مین رغبت ہے عبیدہ نے کہا قول معروف سے یہ مراد
ہے کہ اس کے ولی سے یہ بات کہے کہ تم جلدی نکرنا یعنے ہمکو نہ بیاہنا جب تک کہ مجھ سے نکہہ دو جمہور نے کہا مراد سر سے
اس جگہ نکاح ہے یعنی معتدہ سے یہ نہ کہے کہ تو مجھ سے نکاح کرلے بلکہ تعریض کرے کسی نے کہا سر جماع ہے یعنے یون کہے
کہ مین کثیر الجماع ہون تاکہ اس کو نکاح مین رغبت پیدا ہو شافعی اسیطرف گئے ہین ابن عطیہ نے کہا امت کا اجماع ہے اس
بات پر کہ معتدہ سے بے شرمی بے پردگی کی بات نہ کرے جیسے ذکر جماع وغیرہ نہ اسپر حرص دلاوے کہ ایسی گفتگو جائز
نہین ہے بلکہ اسپر بھی اجماع ہے کہ عدت مین عورت کو وعدہ دینا یا باپ کنواری لڑکی کے لیے یا کسی سے لونڈی
کے مقدمہ مین وعدہ کرنا مکروہ ہے کتاب سے مراد اسجگہہ حد وقدر ہے یعنی مدت معین کقولہ تعالی اِنَّ الصَّلٰوۃَ
کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا حکم کہ نکاح باندھنا عدت مین حرام ہے اسپر سب کا اتفاق ہے اجل سے مراد
آخر مدت عدت ہے ابن عباس و ایک جماعت تابعین نے کہا ہے کہ جبتک عدت نہ ہو چکے تب تک نکاح نہ باندھو
ابن کثیر نے کہا علما کا اجماع ہے اس بات پر کہ عقد اندر مدت عدت کے صحیح نہین ہے اگر کسی نے کر لیا ہے پھر دخول
بھی کیا ہو تو دونون مین تفریق کرادی جاویگی پھر ہمیشہ کو وہ اسپر حرام ہے یا نہین اس مین دو قول ہین جمہور نے
کہا وہ حرام نہین ہوئی بعد انقضای عدت کے چاہے خطبہ کرے مالک نے کہا وہ ہمیشہ کے لیے اسپر حرام ہو چکی انکی دلیل
یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے جس عورت نے اپنا نکاح اندر عدت کے کیا اگر اس شوہر نے دخول نہین کیا ہے تو تفریق
ہو جاویگی باقی عدت کو پورا کرے یہ شخص ایک خاطب منجملہ خطاب کے ٹھیریگا اور جو داخل ہو چکا ہے تو بعد تفریق کے
وہ اگلی عدت پوری کرکے اب دوسری عدت پوری کرے پھر بھی وہ عورت اس شخص کی جورو نہین ہوسکیگی اہل علم
نے کہا ہے ماخذ اس حکم کا یہ ہے کہ اُس شوہر ثانی نے جلدی کی اللہ کی مدت معین پر قائم نرہا تو اب سزا بھی خلاف
اُسکے قصد کے ملی کہ وہ ہمیشہ کو اسپر حرام ٹھیری جسطرح قاتل میراث سے محروم ہو جاتا ہے شافعی نے اس اثر کو مالک سے
روایت کیا ہے بیہقی نے کہا قول قدیم انکا بھی یہی تھا مگر پھر اُس سے رجوع کیا بقول مرتضی کہ وہ اُسکو حلال ہے ابن
کثیر کہتے ہین اثر مذکور منقطع بھی ہے بلکہ مسروق نے کہا ہے کہ خود عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے رجوع کیا ہے دونون کا
جمع ہونا مہر کا ٹھیرا اور روا رکھا ہے لَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْھُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَھُنَّ فَرِیْضَۃً

وَّمَتِّعُوْھُنَّ عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ گناہ نہین تمپر اگر طلاق
دو عورتون کو جبتک کہ انکو ہاتھ نہ لگایا ہو یا مقرر کیا ہو کچھ انکا حق اور انکو خرچ دو وسعت والے پر اُس کے موافق ہے تنگی

والے پر اُس کے موافق جو خرچ دستور ہے لازم ہے نیکی والوں کو یعنے اگر نکاح کے وقت مہر کہنے مین نہ آیا تو بھی نکاح درست ہی مہر پیچھے ٹھیر رہے گا یہ اگر بن ہاتھ لگائے عورت کو طلاق دی تو مہر کچھ لازم نہ آیا لیکن کچھ خرچ دینا ضرور ہے خرچ کیا ایک جوڑا پوشاک کا موافق اپنے حال کے **ف** اس آیت شریف مین اللہ نے طلاق کو بعد عقد کے دخول سے پہلے مباح فرمایا ہے ابن عباس طاؤس ابراہیم حسن بصری نے کہا مراد مس یعنی ہاتھ لگانے سے جماع ہے بلکہ اگر وہ مفوضہ ہے تو بھی طلاق دینا اسکو پہلے دخول و فرض مہر سے جائز ہے گو اُس مین دل شکنی ہے اسی لیے اللہ نے عوض کا حکم دیا کہ کچھ دیکر رخصت کرو جو ہاتھ نہ لگالو ابن عباس نے کہا اعلی متعہ طلاق خادم ہے اُس سے کم چاندی اُس سے کم کپڑا پہننے۔ تو ایک لونڈی یا غلام دے یا کچھ روپے یا کوئی جوڑا کپڑے کا یعنے آسودہ ہو تو خادم روپیہ دے مفلس ہو تو تین کپڑے حوالے کرے شعبی نے کہا اوسط یہ ہے کہ ایک درع یک اوڑھنی ایک لحفہ ایک کپڑا دے شریح پانسو درہم دیتے تھے ابن سیرین غلام یا نفقہ یا کسوت دیتے تھے امام حسن نے بیس ہزار درہم دیے ایک عورت کے نکاح مین مَتَاعٌ قَلِیلٌ مِّنْ حَبِیبٍ مُّفَارِقٍ ابو حنیفہ نے کہا جب دونون مین جھگڑا ہو متعہ اسکا آدھا مہر مثل اور شافعی نے قول جدید مین کہا ہے کہ کوئی مقدار متعہ کا معلوم نہیں ہے تعین یہ ہے کہ تیس درہم ہے یہی قول ابن عمر کا ہے بعض اہل علم نے کہا ہے متعہ ہر مطلقہ کو واجب ہے اس لیے کہ آیت وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ اور آیت یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا عام ہے یہ سب بیبیان مدخولہ تھین اور یہ قول ہے سعید بن جبیر و ابو العالیہ و حسن بصری و شافعی کا قول قدیم اور بعض کے نزدیک جائز ہے بعض نے کہا متعہ اسی کے لیے واجب ہے جو قبل مسیس کے طلاق دی ہے گو مہر فرض نہ ہو جیل وزن اللہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ابن مسیب نے کہا اس آیت احزاب کو اس آیت نے منسوخ کردیا جو بقرہ مین ہے سہل بن سعد کہتے ہین بیاہ کیا حضرت نے امیمہ بنت شرجیل سے جب وہ حضرت کے پاس بھیجی گئی اور آپ نے اُسکی طرف ہاتھ بڑھایا تو اُس نے مکروہ جانا حضرت نے ابو اسید سے کہا اسکو کچھ جہیز دیدو اور دو کپڑے رنگین حوالے کرو اور اپنے گھر جانے دو تب تو اس مطلقہ کے لیے جو مہر مفروضہ نہین ہے اگر مدخول ہے تو مہر مثل واجب ہوگا جبکہ مفروضہ ہے اور اگر بعد فرض کے قبل دخول کے طلاق دی ہے تو نصف مہر مفروض لازم ہوگا یہ اگر دخول کیا تو سارا مہر لازم ہے یہ عوض ہوگا متعہ سے مصیبت زدہ ہوئی جبکہ اُسکا مہر مقرر ہوا اُس سے صحبت کی یہ آیت اُسی کے وجوب متعہ پر دلیل ہے یہی قول ہے ابن عمر کا بعض علماء متعہ کو واسطے ہر مطلقہ کے مستحب کہتے ہین سوا مفروضہ کے جسکو دخول سے پہلے طلاق دی ہے ابن کثیر نے کہا یہ کچھ منکر نہین ہے اسی پر آیت تخییر سورۂ احزاب محمول ہوگی اسی لیے اللہ نے آسودہ و مفلس پر بقدر انکی مقدرت کے

یہ مقرر کیا ہے جو فرمایا وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ بعض علماء نے کہا بلکہ متعہ سب کے لیے مطلقات کو ہے شعبی نے کہا متعہ اگر
واجب ہوتا تو قاضی لوگ اُن کو قید کرتے **ف** فتح البیان میں کہا مطلقات چار قسم ہیں ایک وہ جسکا مہر مقرر ہے دخول بھی کیا ہے
اسکا ذکر پہلے گذر چکا کہ شوہر کو اُس سے کچھ بھی دیا ہوا لینا نہ چاہیے وہ تین حیض تک عدت کرے دوسری وہ کہ نہ اُسکا مہر مقرر ہوئے
نہ دخول کیا ہے اسکا حکم اس آیت میں ہے کہ اُنکو مہر نہ ملیگا بلکہ یہی متعہ جو دیا گیا سورۂ احزاب میں یوں بیان فرمایا ہے کہ بغیر دخول
پر بعد طلاق کے عدت نہیں ہے تیسری وہ کہ مہر تو مقرر ہے مگر دخول نہیں ہوا اسکا ذکر اس آیت میں ہے وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ
أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً چوتھی وہ ہے کہ دخول تو ہوا اگرچہ کچھ مقرر نہ ہوا تھا اسکا ذکر اس آیت میں ہے فَمَا
اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً مراد اس جگہ مقرر کرنا مہر معین کا ہے مفوضہ وہ ہے جسکا مہر مقرر ہو چکا
مفوضہ وہ ہے جسکو مہر ملگیا ہے اوزاعی وثوری نے کہا لونڈی کے لیے متعہ نہیں ہے اسلیے کہ وہ متعہ اُسکے سید کا ہو جاویگا
وہ لونڈی بمقابلہ اپنے مولیٰ سید کے کسی مال کی مستحق نہیں ہے متعہ تو اُس مطلقہ کے لیے مشروع ہے جسکو قبل فرض و قبل دخول کے طلاق
دی گئی ہے کیونکہ وہ طلاق سے ایذا پاتی ہے مگر جمہور کہتے ہیں کہ متعہ واسطے مملوک کے بھی ہے بسبب عموم واسطے حرہ کے وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ
مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ
وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ اگر طلاق دو انکو ہاتھ لگانے
سے پہلے اور ٹھہرا چکے ہو انکا حق تو لازم ہوا آدھا جو کچھ ٹھہرایا تھا مگر یہ کہ درگذر کریں عورتیں یا درگذر کرے جسکے ہاتھ گرہ ہے
نکاح کی اور جو درگذر کرو تم تو قریب ہے پرہیزگاری سے نہ بھلا دو بڑائی رکھنی آپس میں تحقیق اللہ جو کرتے ہو دیکھتا ہے یعنی
اگر مہر ٹھہر چکا تھا پھر بغیر ہاتھ لگائے طلاق دیدی تو آدھا مہر لازم ہوا مگر عورتیں چھوڑ دیں بالکل یا مرد درگذر کرے جو مختار
تھا نکاح رکھنے اور توڑنے کا کہ پورا مہر حوالے کرے پھر فرمایا کہ مرد درگذر کرے تو بہتر ہے کیونکہ اللہ نے بڑائی دی ہے مرد کو اور
اسکا مختار کیا ہے نکاح رکھنے اور توڑنے کا تو اُسکو چاہیے کہ اپنی بڑائی رکھے **ف** چار صورتیں ہو سکتی ہیں یہاں دو کا حکم
فرمایا ایک یہ کہ مہر نہ ٹھہرا تھا ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی دوسری یہ کہ مہر ٹھہرا تھا مگر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی دو صورتیں
باقی رہیں ایک یہ کہ مہر ٹھہرا تھا ہاتھ لگا کر طلاق دی تو پورا مہر لازم ہوا یہ سورۂ نساء میں نکوہے دوسری یہ کہ مہر نہ ٹھہرا تھا مگر ہاتھ
لگا کر طلاق دی اس میں مہر مثل پورا چاہیے یعنی جو اُس عورت کی قوم میں رواج ہے موضح القرآن میں بعد اس کے یوں
کہا ہے کہ جب خلوت ہو چکی تو گویا ہاتھ لگایا انتہی یہ مسلک حنفیہ کا ہے تحقیق یہ ہے کہ اعتبار مسیس کا ہے نہ مجرد خلوت کا گو
ہزار پردہ کیوں چھوڑے ابن کثیر کہتے ہیں یہ آیت دلیل ہے اسبات پر کہ متعہ خاص ہے ساتھ اسی حالت کے جسکا ذکر پہلی آیت
میں ہو چکا ہے کیونکہ اس آیت میں آدھا مہر مفروض واجب کیا ہے جبکہ خاوند نے دخل سے پہلے طلاق دی ہو اگر
وہاں کوئی اور متعہ واجب ہوتا تو اُس کا بیان ہوتا خصوصًا جبکہ اس آیت کو آیت ماقبل سے جس میں اختصاص متعہ
اس عورت سے تھا ملا دیا گیا ہے واللہ اعلم نصف کرنا مہر کا ایسی حالت میں امر مجمع علیہ ہے درمیان علماء کے

کسی کا اس مین اختلاف نہین ہے جب مہر مقرر ہو چکا پہر دخول سے پہلے فرقت ہوئی تو اب نصف مہر مفروض واجب آیا مالک
نزدیک ہر طلاق کے اگر خلوت کی ہے گو دخول نہ کیا ہو سارا مہر لازم آویگا یہی مذہب ہے شافعی کا قدیم مین خلفاء
راشدین نے بہی یہی حکم دیا ہے مگر ابن عباس سے آیا ہے کہ اگر ایک شخص نے بیاہ کرکے خلوت کی مس نہین کیا پھر
طلاق دیدی تو اسکو آدھا ہی مہر ملیگا بدلیل آیت باب شافعی نے کہا ہم اسیکو اختیار کرتے ہین ظاہر کتاب یہی ہے فتح
البیان کا لفظ یہ ہے کہ اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ واجب نہین ہے واسطے اس مطلقہ کے متعہ کیونکہ یہ مقابل
مین مطلقہ قبل البناء والفرض کے واقع ہوئی ہے جو مستحق متعہ ہے اس بات پر اتفاق ہے کہ جس عورت سے دخول نہ کیا
اور مر گیا مگر مہر مقرر ہو چکا تہا تو وہ بسبب موت کے مستحق پوری مہر کی ہوگی میراث لیگی عدت کریگی خلوت مین اختلاف
ہے کہ قائم مقام دخول ہے یا نہین مہر پورا لیگی یا نہین اول مذہب ہے مالک و کوفیین و خلفاء اربعہ و جمہور اہل
علم کا انکے نزدیک کامل مہر کے ساتھ عدت بہی واجب ہے ثانی مذہب وجوب نصف مہر ہے ظاہر آیت بہی یہی ہے کیونکہ
مراد مسیس سے جماع ہو جب اس صورت مین عدت واجب ہوگی اسطرف بہی ایک جماعت سلف گئی ہے یا در
بات ہے کہ عورت اپنا حق واجب معاف کردے کہ اس صورت مین شوہر پر کچہہ دینا لازم نہین آتا ابن عباس نے کہا یعنے
ثیب اپنا حق ترک کردے یہی قول ہے ایک جماعت تابعین کا **ف** اس مین اختلاف ہے الذی بیدہ الآیۃ سے کون
مراد ہے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین آیا ہے کہ ولی عقدہ نکاح زوج ہے رواہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ
وابن جریر یہی قول ہے ایک جماعت کثیر کا صحابہ و تابعین سے اسی طرح ابوحنیفہ رح و ثوری و اوزاعی و محمد بن قرظی بہی
گئے ہین اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے یعنے بسبب ولی کو دینا کسی شے کا مال مولیہ غیر سے جائز نہین ہے اسی
طرح صداق کا بہی اختیار اسکو نہین ہے دوسرا قول ابن عباس کا یہ ہے کہ مراد باپ بہائی [illegible] یا
وہ کہ بغیر اسکے اذن کے نکاح نہین ہو سکتا یعنے مراد ولی ہے اس طرف ایک گروہ تابعین کا گیا ہے مالک
کا مذہب بہی یہی ہے اسکا ماخذ یہ ہے کہ [illegible] اس عورت کو [illegible] ولی نے کم دیا ہے تو اب اسکو اس مہر مین تصرف پہنچتا
ہے نہ باقی مال مین عکرمہ نے کہا اللہ نے معاف کرنے کا اذن دیا ہے جس عورت نے معاف کیا ہو گیا اگر [illegible] بخل کیا اور ولی
نے معاف کر دیا تو بہی روا ہے اس سے معلوم ہوا کہ عفو ولی صحیح ہے گو عورت رشیدہ ہو [illegible] یہی قول شریح
کا ہے مگر جب شعبی نے انکار کیا تو انہون نے رجوع کرکے [illegible] مراد زوج ہے نہ ولی بلکہ وہ اسپر ثابت رہے [illegible]
تہے ابن جریر نے [illegible] خطاب [illegible] عورت [illegible] ابن عباس نے کہا اقرب للتقوی وہ ہے جو عفو کرے [illegible]
قول شعبی سے بہی مروی ہے مجاہد نخعی ضحاک مقاتل بن حیان ربیع ثوری نے کہا فضل یہ ہے کہ عورت [illegible] چہوڑ دے
یا مرد پورا دیدے [illegible] یہ فرمایا ہے کہ تم آپس کے فضل کو نہ بہولو بلکہ باہم اسکا برتاؤ کرو حدیث علی مرتضی مین مرفوعا
آیا ہے کہ ایک ایسا زمانہ گزرنے والا آویگا کہ مومن اپنے ہاتھ کو دانت سے کاٹے گا فضل کو بہولجاویگا حالانکہ اللہ تعالی نے

فرمایا ہے کہ بہولو تم فضل کو آپس مین الحدیث رواہ ابن مردویہ عون بن عبداللہ کہتے ہین مین پاس دولتمندون کے اٹھا
بیٹھا کرتا تہا سخت غم مین رہتا انکو دیکھتا کہ بہت اچھے کپڑے پہنتے ہین عمدہ خوشبو ملتے ہین اچھی سواری پر چڑہتے ہین
پہر جب پاس فقیرون کے بیٹھا تو بہت چین ملا تم فضل کو آپس مین نہ بہولو خوش کر دو جب کوئی سائل آوے اور تمہاری پاس کچھ
دینے کو نہو تو اسکو دعا ہی دیدو رَوَاہُ ابنُ اَبِی حَاتِم فتح البیان مین اسی کو راجح کہا ہے کہ مراد وَالَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ
سے شوہر ہے نہ ولی حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۝ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا
أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝ خبردار رہو تم نمازون سے اور بیچ والی نماز سے کہڑے رہو
اللہ کے آگے ادب سے پہر اگر تمکو ڈر ہو تو پیادہ پڑہ لو یا سوار پہر جسوقت چین پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جیسا تمکو سکہایا ہے جو تم
نہ جانتے تہے بیچ والی نماز عصر ہے کہ دن اور رات کے بیچ مین ہوتی ہے اسکو تقید زیادہ کیا طلاق کے حکمون مین نماز کا
حکم فرمادیا کہ دنیا کے معاملے مین غرق ہو کر بندگی نہ بہول جاؤ اسی واسطے عصر کا تقید زیادہ ہے کہ اس وقت مین دنیا کا
شغل اکثر ہوتا ہے اس کہنے سے کہ ادب سے کہڑے رہو یہ بہی معلوم ہوا کہ جس حرکت سے یہ ثابت ہو کہ آدمی نماز مین نہین
ہے اُس سے نماز ٹوٹتی ہے جیسے کہانا پینا یا کسی سے باتین کرنا اور سوائے اس کے تیرہ یہ فرمایا کہ لڑائی کا وقت ہو تو ناچاری
کو سواری پر اور پیادہ اور اشارہ سے نماز روا ہے گو قبلہ کی طرف بہی نہ ہو **ف** اللہ پاک نے اس آیت کریمہ مین حکم محافظت
صلوات کا فرمایا کہ نماز کو اوقات نماز مین ادا کرو اسکی حفاظت رکہو جس طرح صحیحین مین ابن مسعود سے آیا ہے کہ مین نے
حضرت سے پوچہا کون عمل افضل ہے فرمایا نماز پڑہنا وقت پر مینے کہا پہر کون عمل فرمایا جہاد کرنا راہ خدا مین مینے کہا پہر کون
کام فرمایا نیکی کرنا مان باپ سے اگر مین اور کچہ پوچہتا تو اور زیادہ فرماتے ام فروہ نے کہا حضرت نے ذکر اعمال کا کیا پہر فرمایا
بہت محبوب اللہ کو اعمال مین پڑہنا نماز کا ہے اول وقت مین رَوَاہُ اَحْمَدُ اسکو ابوداؤد و ترمذی نے بہی روایت
کیا ہے ترمذی نے کہا ہم اس حدیث کو طریق عمری سے پہچانتے وہ نزدیک اہل حدیث کے قوی نہین ہے پہر سب نمازون مین
زیادہ تاکید نماز وسطے کی فرمائی سلف و خلف کا اختلاف ہے کہ وہ کون سی نماز ہے علی و ابن عباس نے کہا صبح کی نماز
ہے یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا اسی طرف شافعی بہی گئے ہین اسی لیے کہ قنوت اسی نماز مین ہوتی
ہے وسطی اسلیے ٹہری کہ اس مین قصر نہین ہوتا یہ درمیان دو نماز رباعی کے ہے جن مین قصر ہوتا ہے یعنی درمیان
عشاء و ظہر کے یا اس لیے کہ درمیان دو نماز جہر اور دو نماز سر کے ہے بعض نے کہا مراد نماز ظہر ہے زید بن ثابت کا قول
یہی ہے حضرت اسکو وقت دوپہر کے پڑہتے تہے یعنی یہ بیچ ہے دن کا اس سے زیادہ کوئی نماز اصحاب پر سخت
تہی اسامہ بن زید نے کہا وہ نماز ظہر ہے حضرت اس وقت دوپہر کے پڑہتے آپ کے پیچہے ایک یا دو صفین ہوتین لوگ
قیلولہ و تجارت مین ہوتے یہی قول ہے بعض صحابہ و تابعین و ابوحنیفہ رح کا بعض نے کہا وہ نماز عصر کی ہے ترمذی
و بغوی نے کہا یہی قول ہے اکثر علماء صحابہ وغیرہم کا ماوردی نے کہا یہی قول ہے جمہور تابعین کا ابن عبدالبر

یہ کہا یہی قول ہے اکثر اہل اثر کا ابن عطیہ نے کہا یہی قول ہے جمہور ناس کا حافظ دمیاطی نے کتاب کشف الغطا میں
اسی پر نص کی ہے ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین سے جنکے نام ابن کثیر نے لیے ہیں اسی طرح نقل کیا ہے امام احمد
بھی اسی طرف گئے ہیں ماوردی نے کہا شافعی بھی اسی طرف ہیں ابن منذر نے کہا یہی صحیح ہے ابو حنیفہ و ابو یوسف
و محمد سے اسی کو ابن حبیب مالکی نے اختیار کیا ہے اسپر دلیل ذکر کی ہے علی مرتضیٰ نے کہا حضرتؐ نے دن احزاب کے
فرمایا بازر کہا انہون نے ہمکو صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر سے اللہ انکے دلون اور گھرون کو آگ سے بھرے پھر اسکو درمیان
مغرب و عشا کے پڑھا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَہُ الشَّیْخَانِ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَغَیْرُ وَاحِدٍ مِّنْ
اَصْحَابِ الْمَسَانِیْدِ وَالسُّنَنِ وَالصِّحَاحِ مِنْ طُرُقٍ یَطُوْلُ ذِکْرُھَا ابن کثیر نے ایک تعداد مناسب احادیث صحیحہ و حسنہ
کا اس باب میں ذکر کر کے کہا ہے یہ حدیثین نصوص ہیں اس مسئلے میں ان میں کسی اور شے کا احتمال نہیں ہے حکم
محافظت کرنے کا اس نماز پر اسی کا موکد ہے حدیث صحیح میں ابن عمر سے مرفوعاً آیا ہے کہ جسکی نماز عصر گئی گویا اسکو
اہل و مال لٹ گئے دوسری روایت صحیح میں بریدہ سے یون ہے کہ جلد پڑھو نماز کو ابر کے دن جسنے ترک کیا نماز عصر
اسکے عمل کارت گئے ابو بصرہ غفاری نے کہا حضرت نے وادی حمیص میں ہمکو نماز عصر پڑھائی پھر فرمایا یہ نماز عرض
کی گئی تھی تم سے اگلون پر انہون نے اسکو ضائع کیا سن رکھو جو کوئی اس نماز کو پڑھیگا اسکو دوہرا اجر ملیگا اسکے
بعد اور کوئی نماز نہیں ہے جبتک کہ تم شاہد کو دیکھو رواہ احمد ومسلم ابو یونس غلام عائشہؓ نے کہا عائشہؓ نے مجھکو حکم دیا کہ میں
انکے لیے ایک مصحف لکھوں مجھسے کہا جب تو اس آیت پر پہنچے حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی تو مجھکو خبر
کر دینا جب میں اس مقام تک پہنچا مینے خبر کی تو مجھکو بعد لفظ وسطیٰ یہ لکھوایا وَصَلٰوۃِ الْعَصْرِ پھر کہا مینے اس لفظ کو
حضرتؐ سے سنا ہے اسکو احمد و مسلم نے روایت کیا ہے عروہ نے کہا مصحف عائشہ میں اسی طرح تھا حسن بصری نے
کہا حضرت اسیطرح پڑھتے تھے اسیطرح کا قصہ کتابت مصحف کا ام المومنین حفصہ زوج نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی
روایت کیا ہے نافع نے کہا مینے اس مصحف کو پڑھا اس میں واو پایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عصر سوا اسکے نماز
وسطیٰ کے ہو کیونکہ واو مقتضی مغایرت ہے مگر اسکے بہت جواب دیتے ہیں ایک یہ کہ واو زائدہ ہے جسطرح اس آیت میں
آیا ہے وَکَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیَاتِ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ
لِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ یا واسطے عطف صفات کے ہے نہ واسطے ذوات کے جیسے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ
النَّبِیِّیْنَ وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی اسی طرح کا
واو اشعار عرب میں بھی آیا ہے پھر تلاوت اس لفظ کی منسوخ ہو گئی جسطرح کہ مسلم میں براء بن عازب سے روایت کیا ہے
شوکانی رحمہ اللہ بھی اسیطرف گئے ہیں کہ مراد نماز وسطیٰ سے نماز عصر ہے اسی کو بڑی بلند تقریر سے ثابت کیا ہے
قبیصہ بن ذویب نے کہا مراد نماز مغرب ہے کیونکہ وہ درمیان رباعی و ثنائی کے ہے اور سفر و حضر میں ہے اسکی فضیلت آئی

بعض نے کہا مراد نماز عشا ہے واحدی نے اپنی تفسیر مین اسی کو اختیار کیا ہے بعض نے کہا پانچون نمازون مین ایک
نماز ہے معین نہین کہ کونسی ہے جسطرح شب قدر مبہم ہے کہ کس سال کس ماہ کس رات مین ہوتی ہے اسیطرح یہ نماز بھی
مبہم ہے بعض سلف اسیطرف گئے ہین جیسے ابن المسیب قاضی شریح نافع مولی ابن عمر امام الحرمین جوینی نے کتاب
نہایہ مین اسی کو اختیار کیا ہے یہی قول مختار ابن عبد البر امام ماوردی ہے ابن کثیر نے کہا مگر یہ اختیار کرنا ایک بڑی
مصیبت ہے کیونکہ انہون نے باوجود حفظ و اطلاع ایسی بات کو اختیار کیا ہے جسپر کوئی دلیل بھی کتاب و سنت و اثر
سے قائم نہین ہے بعض نے کہا مراد نماز عشاء و نماز فجر ہے کسی نے کہا مراد نماز جماعت ہے کسی نے کہا نماز جمعہ ہے کسی نے
کہا نماز خوف ہے کسی نے کہا نماز عید الفطر ہے کسی نے کہا نماز عید قربان ہے کسی نے کہا نماز وتر ہے کسی نے کہا نماز چاشت
ہے بعض نے توقف اختیار کیا ہے بسبب تعارض ادلہ و عدم ظہور وجہ ترجیح کے کیونکہ کسی ایک قول پر اجماع نہوا بلکہ
زمانہ صحابہ سے اسوقت تک نزاع باقی ہے ابن جریر نے کہا اصحاب حضرت کے اس بارہ مین مختلف تھے یہ سب قول نسبت
قول اول کے ضعیف ہین مدار معرکہ نزاع کا نماز صبح و عصر مین ہے سنت سے ثابت ہوا کہ وہ نماز یہی نماز عصر ہے
اس لیے اسی کی طرف جانا متعین ہے ابن ابی حاتم نے کتاب فضائل شافعی مین شافعی رہ سے نقل کیا ہے کل ما قلت
وكان عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم بخلاف قولي مما يصح فحديث النبي صلى الله عليه وسلم أولى ولا تقلدوني
اسیطرح ربیع و زعفرانی و امام احمد بھی شافعی سے راوی ہین ابن ابی الجارود کا لفظ شافعی سے یہ ہے اذا صح الحديث
وقلت قولا فانا راجع عن قولي وقائل بذلك ابن کثیر نے کہا هذا من سيادته وامانته وهذا نفس اخوانه من
الائمة رحمهم الله تعالى اسی جگہہ سے ماوردی نے قطعا یہ بات کہی ہے کہ مذہب شافعی کا یہ ہے کہ نماز وسطی یہی
نماز عصر ہے اگرچہ قول جدید و غیرہ مین باستثناء پر نص کی ہے کہ مراد اس سے نماز صبح ہے کیونکہ احادیث مین ہونا
اسکا نماز عصر ثابت ہوا ہے ایک جماعت محدثین مذہب کی موافق انکے ہے ولله الحمد والمنة بعض فقہا نے اس
بات کا انکار کیا ہے کہ مذہب شافعی یہ ہو کہ وہ نماز عصر ہے بلکہ نماز صبح پر تصمیم کی ہے کہ انکا یہی ایک قول ہے
ماوردی نے کہا بعض نے اس مسئلے مین دو قول حکایت کیے ہین تقریر معارضات و جوابات کے لیے اور جگہہ
ہے نہ یہ جگہہ ہمنے اسکو علیحدہ لکھا ہے انتہی مین کہتا ہون جسطرح شافعی نے یہ فرمایا ہے کہ حدیث کے مقابلے مین
ہماری بات نہ مانو اسیطرح ائمہ ثلثہ سے بھی مروی ہے نصوص ائمہ مجتہدین کے رسالہ جلب المنفعة مین
لکھے گئے ہین اس بنیاد پر ہر مسئلہ موافق حدیث کہہ سکتے ہین کہ یہی قول ائمہ اربعہ کا ہے اگرچہ اہل رای و مقلدین
اس بات کو پسند نہ کرین ف فتح البیان مین ہے کہ مراد صلوات سے نماز پنجگانہ ہے مراد محافظت سے یہ ہے
کہ نماز کو شرائط و حدود و ارکان کے ساتھ وقت پر ادا کیا جاوے وسطے تانیث ہے اوسط کی اوسط وسط کہتے
ہین عمدہ چیز کو جیسے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا یہ اس وسط سے مشتق نہین جسکے معنے متوسط ہونا ہے

درمیان دو چیزوں کے ہو وسط بیچ والی چیز کو وسطیٰ کہتے ہیں اگرچہ نماز پنجگانہ میں داخل ہے مگر اسکو واسطے تشریف کے علیحدہ ذکر کیا اور
نماز کی تعیین میں اشارہ قول ہین جنکو علامہ شوکانی نے شرح منتقے میں ذکر کیا ہے ہر قول کا تمسک بیان کر کے یہ
کہا ہے کہ ارجح اقوال واصح اقوال وہی ہے جدہر جمہور گئے ہین کہ وہ نماز عصر ہے پر تفسیر فتح البیان مین بعض احادیث
صحیحہ وحسنہ ذکر فرما کر یہ لکھا ہے کہ ان حدیثون مین تصریح ہے اس بات کی کہ مراد نماز عصر ہے اس باب مین صحابہ سے بھی
بہت آثار آئے ہین مگر جب حضرت سے ثابت ہو گیا تو اب کسی اور کی حاجت نہین ہے جو آثار صحابہ خلاف احادیث
مرفوع آئے ہین وہ حجت نہین ہو سکتے قراءت وَصَلٰوۃِ الْعَصْرِ جو مقتضی مغایرت ہے روایت عروہ اسکی معارض ہے وہ
کہتے ہین مصحف عائشہ مین یون تھا وَہِیَ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ اسکو ابن جریر نے روایت کیا ہے حالانکہ اگلی قراءت کا نسخ بھی ثابت
ہو چکا ہے جسکو عائشہ حفصہ ام سلمہ نے نقل کیا ہے غرض کہ جو بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوئی ہے وہ کدورت
معارضہ سے بالکل پاک صاف ہے اسی کو دانتون سے پکڑنا چاہیے باقی اقوال رائے محض ہین کسی طرح لائق حجت نہین
ہو سکتے یہ عدم حجیت اُس صورت مین ہے کہ کوئی معارض موجود نہ ہوتا پر جبکہ معارض موجود ہے اور وہ بھی اعلی
درجہ کا صحیح وقوی وثابت ہے تو کسی طرح یہ اقوال کہ فلان فلان نماز ظہر یا فلان فلان نماز نفل مراد ہے لائق التفات
نہین ہو سکتے ہین خازن نے کہا ہے سارے اقوال مین زیادہ صحیح یہی قول ہے کہ صلوۃ وسطی نماز عصر ہے کیونکہ اس باب
مین احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہین انتہے **ف** قنوت کے معنے ہین خشوع ذلت مسکینی خواری عاجزی کے یہ امر مستلزم
ہے اس بات کو کہ نماز مین بات کرنا نہ چاہیے اسی لیے جبکہ حضرت نے ابن مسعود کے سلام کا جواب نماز مین نہ دیا تو
یہ عذر کیا اِنَّ فِي الصَّلٰوۃِ لَشُغْلًا صحیح مسلم مین آیا ہے کہ معاویہ بن حکم سلمی سے فرمایا کہ یہ نماز ہے اس مین کوئی کلام
مردم سے لائق نہین یہ تو تسبیح تکبیر ذکر اللہ ہے زید بن ارقم نے کہا لوگ عہد حضرت مین اندر نماز کے اپنے ساتھی سے
بات چیت کرتے تھے کام کاج کو کہتے یہان تک کہ یہ آیت اتری ہمکو حکم ہوا کہ چپکے کھڑے ہون رواہ احمد والجماعۃ
سوی ابن ماجہ ایک جماعت علماء پر یہ حدیث مشکل ہو گئی ہے اسلیے کہ تحریم کلام اندر نماز کے مکہ مین ہوئی تھی پہلے
ہجرت کے طرف مدینے کے اور بعد ہجرت کے طرف ارض حبشہ کے جس طرح کہ حدیث ابن مسعود مین آیا ہے کہ ہم سلام کرتے تھے حضرت
پر قبل ہجرت کے طرف حبشہ کے اور وہ نماز مین ہوتے ہمکو جواب دیتے جب ہم پھر آئے سلام کیا تو جواب نہ دیا ہمارا خیال
ادہر ادہر گیا جب سلام پھیر فرمایا مینے اس لیے جواب نہ دیا کہ مین نماز مین تھا اللہ جو نیا حکم چاہتا ہے کرتا ہے منجملہ ان کے
ایک حکم یہ ہے کہ نماز مین بات نہ کرو ابن مسعود ان مسلمان مہاجر حبشہ تھے پھر وہان سے مکہ مین آئے مکے سے مدینے
کو ہجرت کی اور یہ آیت وَقُومُوا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ بلا خلاف مدنی ہے اس لیے یہ کہا ہے کہ زید بن ارقم نے جنس کلام کی
نسبت بطور مطابق اپنی سمجھ کے اس آیت سے تحریم کلام پر استدلال کیا ہے واللہ اعلم بعض نے کہا مطلب زید کا یہ ہے کہ حرمت
بعد ہجرت کے ہوئی گویا دو بار کلام کرنا مباح دو بار حرام ہوا تیسرا ابن کثیر کہتے ہین ایک قوم نے ہمارے اصحاب مین سے اسکی

اختیار کیا ہے کہ پہلی بات ظاہر تر ہے حدیث ابن مسعود کو جسمین ذکر منع جواب سلام کا ہے ابویعلی نے بھی روایت کیا ہے اہل علم نے کہا قنوت کے تیر معنے ہین ان معنون کو شوکانی نے نیل الاوطار مین ذکر کیا ہے مسک الختام شرح بلوغ المرام مین بھی صحیح مین بھی درج ہین بیان یعنی سکوت متعین ہے بدلیل حدیث مذکور وہ قنوت اور ہے جو نماز صبح یا وتر مین پڑھی جاتی ہے اس مین حدیث مختلفہ آئی ہین کسی مین رکوع سے پہلے کسی مین بعد رکوع کے کسی مین سب نمازون مین کسی مین بعض نمازون مین کسی مین مختص بنوازل کسی مین مطلقاً بلا اختصاص آیا ہے راجح یہ ہے کہ خاص ہے ساتھ نوازل کے اسکی بحث شرح منتقے مین مفصل مرقوم ہے **ف** بعد تاکید ادائے نماز فرض کے حالت شغل کا حکم فرمایا کہ جب نماز بوجہ کمال حالت اقتحام حرب قتال مین بسبب اشتغال جنگ کے ادا نہ ہو سکے تو پھر جس حال پر ہو سکے پڑھ لے سوار پیادہ رو بقبلہ غیر قبلہ ابن عمر نے یون ہی کہا ہے نافع کہتے ہین مین خیال کرتا ہون کہ یہ بات ابن عمر نے حضرت سے روایت کی ہے رَوَاہُ الشَّیْخَانِ دوسرا لفظ مسلم کا یہ ہے کہ اگر خوف سخت ہو تو سوار پیادہ اشارے سے پڑھ لے عبداللہ بن انیس جہنی کو جب حضرت نے واسطے قتل خالد بن سفیان کے بھیجا اور وہ طرف عرفہ یا عرفات کے تھا وقت نماز عصر کا آگیا تو یہ کہتے ہین کہ مین ڈرتے فوت نماز کے نماز پڑھتا اشارہ کرتا جاتا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ ابن کثیر نے کہا یہ اللہ کی رخصت ہے جو اپنے بندون کو دی ہے آصار و اغلال کو نبے اتار دیا ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ سوار اپنی سواری پر پیادہ اپنے دونون پاؤن پر پڑھے یہی قول ہے حسن مجاہد مکحول سُدی حکم مالک اوزاعی ثوری کا اتنا زیادہ کہا ہے کہ جدہر منہ کرے ادہر سے اشارہ کرتا جائے امام احمد نے کہا نماز خوف بعض اوقات مین ایک ہی رکعت ہوتی ہے جبکہ دو لشکرون کا سامنا ہو یہی مطلب ہے حدیث ابن عباس کا جسکو مسلم و اہل سُنن و ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ فرض کیا اللہ نے نماز کو زبان پر تمہارے پیغمبر کی حضر مین چار سفر مین دو خوف مین ایک رکعت یہی قول ہے حسن بصری و قتادہ و ضحاک وغیرہم کا اسی طرف جابر بن عبداللہ بھی گئے ہین اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے اس نماز کو نماز مسائفہ کہتے ہین یعنے وہ نماز جو وقت سیف چلنے کے پڑھی جاوی بخاری کا لفظ یہ ہے بَابُ الصَّلٰوۃِ عِنْدَ مُنَاھَضَۃِ الْحُصُوْنِ وَلِقَاءِ الْعَدُوِّ یعنی وہ نماز جو وقت قلعہ گیری و ملاقات دشمن کے پڑھی جاتی ہے اوزاعی نے کہا اگر فتح مہیا ہے مگر نماز نہین پڑھ سکتے تو ہر آدمی الگ الگ اشارے سے پڑھ لے اگر یہ بھی نہ بن سکے تو کشف قتال تک تاخیر کری پھر امن مین ہو کر دو رکعت پڑھے ورنہ ایک رکعت دو سجدے یہ بھی نہ ہو سکے تو نری تکبیر کافی نہوگی دیر کر کے بعد امن ادا کرے یہی قول ہے مکحول کا انس بن مالک نے کہا چڑھائی کی ہمنے وقت فجر کے ایک قلعے پر لڑائی گرم ہوئی نماز نہ پڑھ سکے مگر دن چڑھے ہم ہمراہ ابوموسی کے تھے مجھ کو اس نماز کے بدلے دنیا و مافیہا کی کچھ خوشی نہ تھی یہ لفظ ہے بخاری کا پھر اسپر حدیث تاخیر نماز عصر کو دن خندق کے بوجہ عذر محاربہ تا غروب آفتاب شاہد تبیر لایا ہے اسکے بعد وہ حدیث جسمین یہ آیا ہے کہ دو شخصون کو طرف بنی قریظہ کے بھیجا راہ مین وقت نماز عصر کا آیا ایک شخص نے پڑھی

ادھر سے نے غروب تک نہ پڑھی حضرت ہونوں پر لعنت کی اس سے معلوم ہوا کہ مختار بخاری یہی قول ہے جمہور اس کے خلاف
ہین وہ یون کہتے ہین کہ نماز خوف جس صفت پر سورۂ نسا اور حدیثون مین آئی ہے غزوہ خندق مین مشروع نہ ہوئی
تھی بلکہ بعد اس کے ہوئی جسطرح حدیث ابو سعید وغیرہ مین تصریح آیا ہے بخاری و اوزاعی و مکحول کا جواب یہ ہے کہ مشروعیت
اُن کی بعد غزوہ مذکور کچھ منافی اُس کے جواز کو نہین ہے جب نہین ہے تو جائز ٹھیری صحابہ نے زمانہ عمر رضی اللہ عنہ
مین وقت فتح شہر تستر کے اسیطرح کیا تہا یہ بات مشہور ہے کسی نے انکار اسکا نہین کیا فتح البیان مین لکہا ہے کہ اس آیت
سے یہ نکلا کہ یہہ عبادت ہر حال مین بحسب امکان لازم ہے یہ نماز دو طرح پر ہے ایک وقت قتال کے یہان یہی نماز مراد
ہے دوسری وقت غیر قتال کے اسکا ذکر سورہ نسا مین آوے گا انتہے پہر فرمایا جب تم خاطر جمع ہو تو پہر اس نماز
کو اسی طرح پڑہو جیسا تمکو حکم دیا ہے یعنی رکوع سجود قیام قعود تشہد درود پورا ادا کرو کوئی کسر نہ چہوڑو اور اللہ کا شکر بجا لاؤ
اُسکے ذکر کرو جسطرح کہ بعد ذکر نماز خوف ارشاد فرمایا ہے فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا جو صفتین بیچ مین صفت نماز خوف کے آئی ہین ذکر انکا سورۂ نسا مین نیچے اس آیت شریف کے آویگا وَاِذَا
كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ الآیۃ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ
غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ
مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ جو لوگ تم مین مر جاوین اور چہوڑ جاوین تم مین
عورتین وصیت کر دین اپنی عورتون کو خرچ دینا ایک برس تک نہ نکال دینا پہر اگر وہ نکلی جاوین تو گناہ نہین تمپر جو کچھ
کرین اپنے حق مین دستور کی بات اللہ زبردست ہے حکمت والا طلاق والیون کو خرچ دینا ہے موافق دستور کے لازم ہے
پرہیزگارون کو اسطرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے اپنی آیتین شاید تم بوجہ رکہو یہ حکم جب تہا کہ مرد کے اختیار پر
سکہا تہا وارثون کو دلوانا اب جو سب کے حصے اللہ پاک نے ٹہیرا دیے عورت کا بہی ٹہیرا دیا تو اب مرد کا دلوانا موقوف ہوا
پہلے خرچ دینا یعنے جوڑا فرمایا تہا اس سے طلاق کہ جبکہ نہ ٹہیرا ہو نہ ہاتھ لگایا ہو یہان سب پر حکم فرمایا کہ سب طلاق والیون
کو جوڑا دینا بہتر ہے اور اُس پہلی کو ضرور ہے اس جگہہ حکم طلاق و نکاح کے تمام ہوئے **ف** اکثر علما نے کہا ہے کہ
یہ آیت منسوخ ہے اگلی آیت سے يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ابن زبیر نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تہا
کہ جب یہ آیت منسوخ ٹہیری تو اب اسکا لکہنا کیا ضرور ہے اسکو کیون نہین چہوڑ دیتے کہا اے بہتیجے مین کسی چیز کو
اسکی جگہہ سے نہین ہلاؤن گا یعنے مصحف مین جسجگہہ اسکو لکہا پایا وہین رہنے دیا رواہ البخاری ابن عباس
نے کہا جس عورت کا شوہر مر جاتا اُسکو ایک سال کا نفقہ و سکنی دیا جاتا آیت میراث نے اُسکو منسوخ کر کے ثمن یا ربع
ترکہ شوہر سے قائم رکہا یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یعنے بی بی سے اولاد ہے تو ثمن ملیگا نہین تو
ربع ملیگا حکم وصیت و نفقہ کا باقی نہ رہا چار ماہ دس دن عدت نے اسکو منسوخ کر دیا ابن مسیب کہا ناسخ وہ آیت ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ ... عطا اور قتادہ سے کہا نہیں بلکہ ناسخ آیت میراث ہو بخاری نے مجاہد سے نقل کیا ہے
کہ اس سال تمام میں سات ماہ بیس رات جسکو وصیت ٹھیرایا چاہے رہے چاہے نکل جاوے یہی مطلب ہے لفظ غَيْرَ إِخْرَاجٍ
کا اگر نکل گئی تو کچھ گناہ نہیں اور عدت بدستور واجب ہے ابن عباس نے کہا اس آیت نے عدت کو نزدیک اہل کے منسوخ
کردیا اب جہاں چاہے عدت کرے یہ غرض ہے غیر اخراج سے عطا نے کہا چاہے اپنے اہل کے پاس عدت کرے اس کے
گھر میں رہے چاہے کہیں اور چلی جاوے میراث آئی اور سکنی کو منسوخ کردیا جہاں چاہے رہ سکتی نہیں یعنی اس آیت میں عدت
یکسالہ پر دلالت نہیں ہے جس طرح جمہور نے خیال کیا ہے کہ چار ماہ دس شب اس کے ناسخ ہیں بلکہ یہ تو دلیل ہے اس
بات پر کہ زوجات کے لیے گھر دن میں ایکسال کامل تک رہنے کے بعد وفات خود وصیت کر جاوے اگر انکی مرضی
ہو اسی لیے یہ فرمایا ہے وَصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ یعنی اللہ تمکو اس بات کی وصیت کرتا ہے کقولہ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ
اَوْلَادِكُمْ وقوله وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ یا یہ مطلب ہے کہ تم انکو وصیت کر جاؤ ابن جریر نے کہا لفظ وَصِيَّةً مرفوع ہے یعنی یہ
وصیت تمپر فرض ہے انکو اس امر سے روکا نہ جاوے بدلیل غَيْرَ اِخْرَاجٍ پر جب چار ماہ دس دن گذر جاویں یا حمل
وضع ہو اور وہ اس گھر سے باہر نکلنا چاہیں تو انکو منع نہ کیا جاوے لقوله فَاِنْ خَرَجْنَ الآية ابن کثیر نے کہا اس قول
میں ایک توجیہ اور اس لفظ میں ایک مساعدت ہے اسی لیے ایک جماعت نے اسکو اختیار کیا ہے منجملہ امام ابو العباس
بن تیمیہ رح ہیں دوسروں نے اسکو رد کیا ان میں ایک ابن عبد البر ہیں یہ قول عطا کا کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت میراث
سے اگر مراد اس سے زیادہ چار ماہ دس روز ہے تو ٹھیک ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ سکنی اسی مدت کا ترکہ میت میں واجب
نہیں ہے تو اس میں درمیان ائمہ کے خلاف ہے شافعی سے دونوں باتیں کہی ہیں یہ بات کہ گھر میں شوہر کے
تا عدت رہنا واجب ہے اسکی دلیل حدیث فریعہ بنت مالک ہے کہ انکا شوہر مر گیا نہ گھر چھوڑا نہ نفقہ حضرت نے فرمایا اسی
گھر میں رہو یعنی جس گھر میں خبر موت سنی ہے جبتک عدت پوری ہو عثمان بن عفان نے سنکر اسی پر عمل کیا رَوَاهُ
مَالِكٌ وَاَهْلُ السُّنَنِ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے **ف** ابن زید نے کہا جب پہلی آیت اتری جس
میں حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ تو ایک آدمی نے کہا چاہوں احسان کروں چاہوں نکروں اسپر یہ آیت اتری حَقًّا
عَلَى الْمُتَّقِيْنَ بعض علماء نے اس آیت کو دلیل ٹھیرایا ہے وجوب متعہ پر واسطے ہر مطلقہ کے خواہ مفوضہ ہو یا مفروض لہا یا
مطلقہ قبل مسیس یا مدخول بہا شافعی وغیرہ سلف کا یہی قول ہے اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے اور جو اہل علم
وجوب متعہ کے مطلقاً قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں متعہ اسی کے لیے ہے جسکا ذکر آیت عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ میں گذر چکا
ہے انہوں نے جواب دیا کہ وہ آیت اس طرح کی ہے جسمیں بعض افراد عموم کا ذکر کیا ہے کچھ تخصیص نہیں ہے مذہب مشہور
منصوص یہی ہے کسی نے کہا اس آیت میں متعہ واجب غیر واجب دونوں شامل ہیں واجب اسکا ہے جسکو بنا و فرض
سے پہلے طلاق دی مستحب اسکا ہے جو باقی مطلقات میں کسی نے کہا مراد متعہ سے اس جگہ نفقہ ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى

الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

لَا يَشْكُرُونَ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا

كَثِيرَةً وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۔ تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جو نکلے اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے موت کے
ڈر سے پھر کہا اللہ نے مر جاؤ پیچھے انکو جلایا اللہ تو فضل رکھتا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے اور لڑو اللہ کی راہ
میں اور جان لو کہ اللہ سنتا ہے جانتا کون شخص ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھا قرض کہ وہ اسکو دونا کرے کتنے برابر
اللہ تنگی کرتا ہے اور کشایش بھی اور اسی پاس الٹے جاؤ گے **ف** یہ پہلی امت میں ہوے کہ کئی ہزار شخص گھر بار لے کر اپنے وطن
چھوڑ نکلے انکو ڈر ہوا غنیم کا لڑنے سے جی چھپایا یا ڈر ہوا وبا کا الیقین نہ ہوا تقدیر کا پھر ایک منزل میں پہونچکر سارے
مر گئے پھر سات دن کے بعد پیغمبر کی دعا سے زندہ ہوئے کہ آگے کو توبہ کریں یہاں اسلیے یہ فرمایا کہ جہاد سے جی چھپانا بچنا
ہے موت کسی کو نہیں چھوڑتی اللہ کو قرض دینا یہ ہے کہ جہاد میں خرچ کرے تنگی کا اندیشہ نہ کرے اللہ کے ہاتھ کشایش ہے۔
ف ابن عباس نے کہا وہ چار ہزار یا آٹھ ہزار یا چالیس ہزار آدمی تھے ابو صالح نے کہا نو ہزار تھے وہب بن منبہ
و ابو مالک نے کہا کچھ اوپر تیس ہزار تھے انکے گاؤں کا نام ذاوردان تھا یہ قول ہے ابن عباس کا ابو صالح نے کہا
واسط کی طرف کے تھے سعید بن عبد العزیز نے کہا اذرعات کے تھے عطا نے کہا یہ ایک کہاوت ہے علی بن عاصم نے
کہا واسط سے ایک فرسخ پر تھے ابن عباس نے کہا طاعون سے بھاگے تھے کہا ایسی جگہ جاویں جہاں موت نہ ہو جب
فلاں جگہ پہنچے مر کر رہ گئے ایک نبی کا گذر ہوا انکی دعا سے اللہ نے جلا دیا تب بعض سلف نے کہا ہے یہ قوم زمانہ بنی اسرائیل
میں ایک شہر والی تھی انکی زمین کی آب و ہوا ناپسند کی وہاں انپر وبا آئی یعنی شہر سے بخوف وبا نکل کر نکل بھاگے
ایک وادی افیح میں جا کر اترے اسکے دونوں کنارے انسے بھر گئے اللہ نے دو فرشتے بھیجے ایک نے جانب اعلاے
وادی سے دوسرے نے جانب اسفل وادی سے ایک ایسی چیخ ماری کہ سب کے سب مر رہ گئے جیسے کوئی ایک شخص مرجاتا
ہے انکو حظیروں میں جمع کرکے دیواریں بنا دیں گل سڑ کر فنا ہو گئے بعد ایک مدت کے ایک نبی کا انبیاء بنی اسرائیل
سے ادھر گذر ہوا انکو حزقیل کہتے تھے انہوں نے اللہ سے کہا کہ انکو میرے ہاتھ پر زندہ کرے اللہ نے انکی دعا قبول کی
کہا تم یوں کہو اے بوسیدہ ہڈیو اللہ تمکو حکم کرتا ہے کہ تم سب اکٹھی ہو جاؤ ساری استخوان ہر جسم کے ایک دوسرے سے
مل گئے پھر فرمایا انکو پکار کر کہو اے ہڈیو اللہ حکم فرماتا ہے کہ تم گوشت پوست رگ پٹھے پہن لو چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر فرمایا کہ کہو
اے روحو اللہ حکم دیتا ہے کہ تم اپنے اپنے بدن میں چلی جاؤ جنکو آباد رکھا تھا سب کے سب زندہ ہو کر دیکھنے لگے ایک مدت بعد
گران کے بعد اللہ نے انکو جلا دیا وہ کہنے لگے سبحنک لا الہ الا انت انکے زندہ کرنے میں بڑی عبرت دلیل قطعی
ہے وقوع معاد جسمانی پر دن قیامت کے اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ اللہ کا لوگوں پر فضل ہے کہ انکو اپنی آیات باہرہ حجج قاطعہ
و دلالات واضحہ دکھلاتا ہے مگر اکثر ناشکر ہیں جو نعمت اللہ نے انکو دین و دنیا میں بخشی ہے اسکا شکر ادا نہیں کرتے

اس قصے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا کی قدرت سے نہیں بچ پاتا اس سے بجز اللہ کے کوئی جگہ بھاگنے کی نہیں ہے وہ لوگ
وبا سے بھاگ کر بطلب طول حیات باہر نکلے تھے خلاف انکے قصد کے اُن سے برتاؤ ہوا ایک آن میں موت نے
جلدی سے آکر پکڑ لیا اسی قبیل کی یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت نے فرمایا جب کسی زمین میں وبا ہو اور تم وہاں ہو تو وہاں
سے نہ بھاگو اور جب کسی زمین میں سنو تو وہاں نہ جاؤ رواہ احمد و اخرجاہ فی الصحیحین بطریق آخر ف
فتح البیان میں کہا ہے کہ آٹھ دن بعد یا زیادہ ایام کے جی اُٹھے یہ امر تکوین و تحویل تھا مدت تک نہ رہی اُن پر
اثر موت کا معلوم ہوتا تھا جو کپڑا پہنتے وہ کفن کی طرح ہو جاتا یہ علامت اُنکی اسباط میں رہی کسی نے کہا وہ
پیغمبر حزقیل علیہ السلام تھے انکو ابن عجوز و ذوالکفل بھی بولتے ہیں یہ تیسرے خلیفہ تھے بنی اسرائیل میں کیونکہ بعد
موسیٰ علیہ السلام کے یوشع ہوئے پھر کالب پھر حزقیل محمد بن مفسرین نے اس قصے کو طرح بطرح بیان کیا ہے اس کے
ذکر میں کچھ بڑا فائدہ نہیں ہے حاصل یہی تھا جو کہہ دیا گیا اس قصے میں دونوں کے لیے عبرت ہے جو مرکے جیے اور جنہوں نے
انکو سنا انتہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر بعض مردے جی اُٹھے تھے اس پر نصاریٰ نے انکو اسیا اللہ کا
بیٹا سمجھ لیا اتنا خیال نہ کیا کہ عیسیٰ نے تو تین چار ہی مردے خدا کے حکم سے جلائے تھے یہاں تو حزقیل علیہ السلام نے چار
ہزار بلکہ بے گنتی زندہ کر دیے وہ معجزہ بڑا ہوا یہ معجزہ مگر انکو کسی نے نہ خدا کہا نہ خدا کا بیٹا بہرحال اللہ پاک نے اس جگہ
یہ حکایت پر عبرت و شکایت بیان فرما کر یہ سمجھایا کہ جس طرح مدبر تقدیر سے نہیں بچاتی اسی طرح جہاد کرنے سے کسی
کی موت جلدی آتی نہ دیر میں بلکہ اجل محتوم ہر ذی نفس معلوم مقدر و متعین ہے نہ اس سے بڑھے نہ اس سے گھٹے کما قال تعالیٰ
الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ وقال
تعالیٰ وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ الی قوله فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ ابن کثیر کہتے ہیں
امیر جیوش مقدم عساکر حامی حوزہ اسلام سیف مسلول خدا ابو سلیمان خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ انہوں نے حالت سیاق موت میں کہا کہ میں فلاں فلاں موقف میں حاضر ہوا میرا کوئی عضو ایسا نہیں ہے
کہ جس میں کوئی تیر یا نیزہ یا تلوار کا زخم نہ ہو اب میں فرش پر یوں مرتا ہوں جیسے کوئی گدھا مرتا ہو خدا کرے نامردوں
کی آنکھوں کو نیند نہ آوے یعنے انہوں نے اس بات پر تاسف کیا کہ ہائے کسی لڑائی میں کیوں نہ مارا گیا اپنی موت
پر بالائے فرش ماتم کیا شیخ فرمایا ؎ چون خوردنی ست کاسۂ زہری کہ قسمت است + با جبہۂ کشادہ نیرد
چرا کسے + ف پھر اللہ نے اپنے بندوں کو قرض حسن دینے پر آمادہ کیا کہا اُس کے بدلے کئی چند زیادہ
ملیگا مراد اس قرض سے خرچ کرنا ہے راہ خدا میں جہاد ہو یا اور کچھ مگر جہاد میں سب سے بہتر ہے یہ آیت پاک قرآن
شریف میں کئی جگہ آئی ہے حدیث نزول میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون قرض دیتا ہے کہ نہ محتاج ہو نہ
ظلوم ابن مسعود کہتے ہیں جب یہ آیت اُتری ابو الدحداح انصاری نے کہا اے رسول خدا کیا اللہ ہم سے قرض

لیا چاہتا ہے فرمایا ہان کہا ذرا اپنا ہاتھ تو مجھے دکہاؤ حضرت نے ہاتھ دیا کہا مینے اپنا باغ چار دیواری اپنے رب عزوجل کو قرض دیدیا اُس باغ مین چھ سو درخت کھجور کے تھے ام الدحداح وہین رہتی تہین اُنکے عیال بھی اُسی جگہ تھے اُنہون نے آنے کو پکارا اے ام الدحداح کہا لبیک کہا نکلو مینے یہ باغ اپنے رب عزوجل کو قرض دیا ہی رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدُوَیہِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ مَرْفُوْعًا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سلف نے کہا مراد قرض حسن سے اس جگہ نفقہ فی سبیل اللہ ہے بعض نے کہا نفقہ عیال پر ہے کسی نے کہا مراد تسبیح تقدیس ہے یہ فرمایا کہ اس قرض کا کئی گنا اجر ہوتا ہے مثل قولہ تعالیٰ ہے مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ حدیث ابو ہریرہ مین مرفوعًا آیا ہے کہ اللہ نیکی کو دو لاکھ گنا کر دیتا ہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ترمذی مین ابن عمر سے مرفوعًا آیا ہے جو شخص کسی بازار مین گیا پھر اُس نے یہ کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ اُس کے لیے ایک لاکھ نیکی لکھ لیتا ہے ایک لاکھ بدی مٹا دیتا ہے ابن عمر نے کہا جب یہ آیت اتری مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ الآیۃ حضرت نے فرمایا اے اللہ میری امت کو زیادہ دے تب یہ آیت اتری فرمایا اے اللہ میری امت کو زیادہ کر اُسوقت یہ آیت اتری اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ کعب احبار نے کہا کثیر جب اللہ کی طرف سے ہوا تو اسکا کچھ شمار نہین ہے پھر فرمایا کہ تم تو خرچ کرو پھر دانکرو اللہ رزاق ہے جسکو چاہے کم دے جسے چاہے زیادہ دے اس کی حکمت وہی جانے ابن عمر نے کہا حضرت فرماتے ہین دل بنی آدم کے درمیان دو انگشت کے ہین اصابع رحمٰن سے جیسے ایک دل جدہر چاہے اُسکو پھیرے پھر کہا اے اللہ پلٹنے والے دلون کے ثابت رکھ ہمارے دل اپنی طاعت پر رَوَاہُ مُسْلِمٌ اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی

اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّھُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ ھَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا قَالُوْا

وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیْھِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْھُمْ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ تو نے نہ دیکھی ایک جماعت بنی اسرائیل مین موسیٰ کے بعد جب کہا اپنے نبی کو کھڑا کر دے ہمکو ایک بادشاہ کہ ہم لڑائی کرین اللہ کی راہ مین وہ بولا کہ یہ بھی توقع ہے تم سے کہ اگر حکم ہو تم کو لڑائی کا تب نہ لڑو بولے ہمکو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑین اللہ کی راہ مین ہمکو نکال دیا ہے ہمارے گھر سے اور بیٹون سے پھر جب حکم ہوا اُنکو لڑائی کا پھر گئے مگر تھوڑے اللہ کو معلوم ہین گنہگار **ف** بعد حضرت موسیٰ کے ایک مدت بنی اسرائیل کا کام بنا رہا پھر جب اُنکی نیت بری ہو گئی اُنپر غنیم مسلط ہوا جالوت بادشاہ کافر نے اُنکے اطراف کے شہر چھین لیے لوٹا اور بندی پکڑ لے گیا وہان کے بہاگے لوگ شہر بیت المقدس مین جمع ہوئے حضرت شمویل پیغمبر سے چاہا کہ کوئی بادشاہ مقرر کرو کہ بغیر سردار اقبال ہم لڑ نہین سکتے **ف** قتادہ نے کہا یہ نبی یوشع بن نون تھے ابن جریر نے کہا یعنی اِنکا

افرائیم بن یوسف بن یعقوب کر یہ قول بہت بعید ہے اس لیے کہ وہ نبی بعد موسی کے ایک زمانہ دراز کے بعد ہوئے تھے یہ ماجرا زمانہ
داؤد علیہ السلام میں ہوا جیسا کہ قصے میں تصریح ہے آپکی بیچ داؤد اور موسی کے بیچ میں ہزار برس سے زیادہ گذرا سدی نے کہا وہ
شمعون تھے مجاہد نے کہا شمویل تھے وہب بن منبہ نے کہا بنی اسرائیل بعد موسی کے طریق استقامت پر تھے ایک مدت تک
پھر انہوں نے بدعات نکالیں بعض نے بتوں کو پوجا ان میں ہمیشہ انبیاء ہوتے امر معروف نہی عن المنکر کرتے منہج توریت
پر انکو قائم کرتے یہانتک کہ جو کچھ کیا سو کیا اللہ نے انپر دشمنوں کو غالب کر دیا انہوں نے قتل عظیم کیا ایک خلق کو قید کر لیا بہت
سے شہر چھین لیے مدد نہ چلے جس سے وہ لڑتے اس پر غالب آتے تھے سبب اسکے تھا کہ انکے پاس توریت و تابوت تھا زمانہ قدیم سے ارث
میں چلا آتا تھا جب گمراہی میں پڑ گئے تو بعض لوگوں نے بعض حرب میں تابوت کو ان سے چھین لیا توریت علیحدہ مسلی
کم حافظ توریت باقی رہ گئے بہت کم نبوت بھی بسلسلہ سبط لاوی میں جنمیں انبیاء ہوتے تھے ان میں سے ایک
عورت حاملہ کے کوئی باقی نہ تھا اس عورت کو ایک گھر میں حفاظت سے رکھا کہ شاید اللہ بیٹا دے وہ نبی ہو وہ عورت ہمیشہ
اللہ سے دعا مانگتی تھی کہ اسکو بیٹا دے اللہ نے اسکا پکارنا سن لیا ایک لڑکا دیا اسکا نام اس نے شمویل رکھا یعنی اللہ نے
میری دعا سن لی بعض نے کہا شمعون نام رکھا دونوں کے ایک ہی معنے ہیں اس لڑکے نے درمیان انکے نشو نما پایا اسنے اچھی
طرح اسکو اٹھایا اور جب عمر انبیاء کو پہونچا اللہ نے وحی کی حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو طرف توحید خدا کے بلاؤ جب انہوں
نے بلایا کہا ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دو کہ اس کے ساتھ ہوکر ہم لڑیں ان میں کوئی بادشاہ نہ تھا نبی نے کہا اگر
اللہ نے بادشاہ مقرر کیا اور تم نہ لڑے تو پھر کیا ہوگا کہا بھلا ہم کسطرح نہ لڑیں گے ہمارے شہر ہاتھ سے نکل گئے
ہمارا اخراج ہوا ہماری اولاد قید ہو گئی اللہ نے فرمایا جب ہمنے انپر قتال کو لکھدیا فرض کر دیا تو سب پھر گئے مگر تھوڑے
جو پھر گئے وہ بقیہ تین سو تیرہ تھے قلیل انکے سوا تھے وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّىٰ
يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً
فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ کہا انکو انکے نبی نے اللہ نے کھڑا کر دیا تمکو طالوت
بادشاہ بولے کہاں ہوگی اسکو سلطنت ہم پر اور ہمارا حق زیادہ ہے سلطنت میں اس سے اور نہیں ملی اسکو کشائش
مال کی کہا اللہ نے اسکو پسند کیا تمسے اور زیادہ کشائش دی عقل میں اور بدن میں اللہ دیتا ہے اپنی سلطنت جسکو
چاہے اللہ کشائش والا ہے سب جانتا طالوت کی قوم میں آگے سے سلطنت نہ تھی اور کسب کرتا تھا انکی نظر میں حقیر تھا
نبی نے فرمایا سلطنت حق کسی کا نہیں ہے بڑی لیاقت عقل اچھے بدن کی کشائش یہہ تھی کہ اللہ نے پیغمبر کو ایک عصا دیا
سلطان اسکو جسکے برابر قد اسکا آیا **ف** ابن کثیر نے کہا جب بنی اسرائیل نے نبی سے یہ فرمایش کی کہ کوئی
بادشاہ مقرر کر دو تو انہوں نے طالوت کو مقرر کیا یہ ایک لشکری آدمی تھا خاندان شاہی میں سے نہ تھا کیونکہ بادشاہی سبط
یہوذا میں چلی آتی تھی یہ اس سبط سے نہ تھا اس لیے انہوں نے انکار کیا کہ یہ تو سبط سلطنت سے نہیں ہے اور فقیر محتاج

آدمی ہے یہ کسطرح بادشاہ بن سکتا ہے کسی نے کہا طالوت سقا تھا کسی نے کہا دیگر تھا انکو پیغمبر کی اطاعت چاہئے تھی نہ تو پیغمبر
سے کہا اسکو اللہ نے مقرر کیا ہے کچھ میں نے اپنی طرف سے پسند نہیں کیا اس کے سوا اللہ نے علم و شکل و قوت میں تم سے زیادہ دیا ہے
جنگ کا زبردست ہے معلوم ہوا کہ بادشاہ کا عالم شکیل حسین قوی زبردست عالی ہمت ہونا چاہیے پھر کہا اللہ حاکم ہے جو چاہے
سو کرے اس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا وہ جس سے چاہے پوچھے وہ علیم حکیم خلق پر رؤف رحیم ہے فتح البیان میں کہا ہے
کہ طالوت عجمی نام ہے کسی نے کہا چرواہا تھا کسی نے کہا سقا تھا یعنی کہ یہ دار عبرانی میں نام اسکا شاول بن قیس
ہے وہ سبط بنیامین بن یعقوب سے تھا اس آیت میں دلیل ہے بطلان قول شیعہ پر جو امامت کو موروث بتلاتے ہیں۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ
تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ کہا انکو انکے نبی نے نشان اسکی سلطنت کا یہ ہے
کہ آوے تم کو صندوق جس میں ہے دلجمعی تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں جو چھوڑ گئی موسی و ہارون
کی اولاد اٹھا لاویں اسکو فرشتے اس میں نشانی پوری ہے تمکو اگر یقین رکھتے ہو **ف** بنی اسرائیل میں ایک
صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے حضرت موسی اور ہارون کی لڑائی کے وقت سردار کے آگے چلتے دشمن پر
حملہ کرتے تو اسکو آگے دھرتے اللہ فتح دیتا جب وہ بدنیت ہوگئے وہ صندوق انسے چھینا گیا غنیم کے ہاتھ لگا اب
جو طالوت بادشاہ ہوا وہ صندوق خود بخود رات کے وقت اس کے گھر کے سامنے آموجود ہوا سبب یہ کہ غنیم کے شہر
میں جہاں رکھا تھا انپر بلا پڑی پانچ شہر ویران ہوئے تب ناچار ہوکر انہوں نے دو بیلوں پر لادکر ہانک دیا پھر فرشتے
بیلوں کو ہانک کر یہاں لے آئے **ف** ابن کثیر نے کہا پیغمبر نے کہا علامت برکت طالوت کی یہ ہے کہ جو تابوت
سکینہ تم سے چھن گیا ہے وہ تمکو پس ملجاویگا سکینہ کے معنے میں وقار و جلالت کے یہی قول ہے قتادہ کا ربیع نے کہا
مراد رحمت ہے یہی قول ہے ابن عباسؓ کا حسن و عطاء نے کہا مراد نشانیاں ہیں اللہ کی جس سے خاطر جمعی حاصل ہو کسی
نے کہا سکینہ ایک طشت تھا جسمیں پیغمبروں کے دل دھوئے جاتے تھے اسنے وہ طشت موسی علیہ السلام کو دیا انہوں
نے اس میں الواح توریت کو رکھا ایک قول ابن عباسؓ کا یہ بھی ہے علی مرتضیٰ نے کہا سکینہ کا منہ مثل انسان کے ہے
وہ ملک ہوا خفیف ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ ایک ہوا ہے تیز اسکے دو سر تھے مجاہد نے کہا دو بازو اور ایک دم ہے وہب بن
منبہ نے کہا ایک سر تھا بلی کا جب وہ اندر تابوت کے بلی کی آواز کرتا تو انکو فتح نصیب ہوتی دوسرا لفظ یہ ہے کہ وہ ایک
روح تھی اللہ کی جب کسی بات میں اختلاف کرتے تو وہ انکو خبر صحیح بیان کر دیتی ابن عطیہ نے کہا صحیح یہ ہے کہ تابوت
میں کچھ بہتر چیزیں بچا ئے تھے انبیاء سے جس دل انکو دیکھ کر تسکین پکڑتے تھے قوی ہوجاتے سو کافی ہوتے
فتح القدیر میں بعد ذکر اقوال مذکورہ کے بیان سکینہ میں یہ لکھا ہے کہ شاید یہ تفاسیر مختلفہ ان اعلام کو طرف سے پہنچ
کے ہو نکی ہیں اللہ انکو غارت کرے کہ انہوں نے یہ باتیں بقصد تلاعب اہل اسلام تشکیک مسلمین کے بنائی ہیں تم

دیکھو تو کبھی سکینہ کو کوئی حیوان بتایا کبھی جماد کہا کبھی ایک شے لایعقل ٹھیرایا یہی حال سارے منقولات بنی اسرائیل کا ہے کہ
باہم متناقض ہیں ایسا سور پرستش ہیں جو عقل سے باہر ہیں یہ بات کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی ہے کہ یہ تفاسیر متناقضہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہوں نہ کسی تاویل کی بلکہ معلوم ہوتی ہے ان لوگوں کا مرتبہ اس سے زیادہ رفیع تہا کہ وہ تفسیر
بالرأے کرتے ایسی بات کہے جس میں اجتہاد کو بہی کچھ دخل نہیں ہے جب یہ بات ٹھیری تو اب واجب یہ ہے کہ رجوع طرف لغت
کے کیا جاوے لغت میں جو معنی سکینہ کے ہیں وہ معروف مشہور ہیں ان امور مختلفہ متناقضہ کا اختیار کرنا کیا حاجت اسمہ
بالکے گشایش رکھی ہے نہ تنگی اگر کوئی تفسیر سکینہ کی حضرت سے ثابت ہوتی تو ہمپر وہی ماننا واجب ہوتا لیکن کسی وجہ صحیح
سے کوئی تفسیر نہیں آئی یہ سکینہ بعض صحابہ پر وقت تلاوت قرآن شریف کے اترا تہا جسطرح صحیح مسلم میں براء سے آیا ہے کہ ایک
مرد سورہ کہف پڑہتا تہا اسکے پاس اسکا گہوڑا بندہا تہا ایک بادل نے آکر ڈہانپ لیا وہ گہوڑا بدکنے لگا سکینہ اس شخص
سے نزدیک ہونے لگا جب صبح ہوئی حضرت سے کہا فرمایا وہ سکینہ تہا جو بسبب قرآن پڑہنے کے نازل ہوا اس حدیث میں
فقط اتنا ہے کہ جس چیز کا نام حضرت نے سکینہ فرمایا وہ ایک بادل تہا جو نزد اس قاری کے بہرا **ف** ابن عباس نے
کہا مراد بقیہ سے لکڑی عصا موسی علیہ السلام کا اور ٹکڑے الواح توریت کے ہیں یہی قول ہے قتادہ وسدی وربیع وعکرمہ کا ابو
صالح نے کہا مراد عصائے موسی عصائے ہارون دو تختے توراۃ کے اور کچھ من ہے عطیہ نے یہ زیادہ کیا کہ موسی وہارون کے
کپڑے بہی تہے توری نے کہا اس کے سوا دو جوتے بہی تہے کسی نے کہا فقط توراۃ اور علم تہا کسی نے کہا عمامہ بہی
تہا یہ تبرکات نزدیک بنی اسرائیل کے رہتے تہے قرناً بعد قرن بطور میراث کے چلے آتے تہے جب انہوں نے عصیان
وفساد کیا تو اللہ نے انپر عمالقہ کو مسلط کر دیا انہوں نے وہ تابوت ان سے لے لیا مراد آل موسی وآل ہارون سے
خود موسی وہارون ہیں یا انبیائے بنی یعقوب ابن عباس نے کہا فرشتوں نے تابوت کو زمین وآسمان کے بیچ میں
اٹہا کر سامنے طالوت کے رکہدیا سب لوگ دیکہتے تہے سدی نے کہا صبح کو طالوت کے گہر رکہا ملا سب نے نبوت شمعون
کو مان لیا طالوت کی اطاعت اختیار کی توری نے بعض شیوخ سے نقل کیا ہے کہ فرشتے اسکو ایک بیل پر لاد کر
لائے یا وہ گاڑی پر کسی نے کہا تابوت اریحا میں تہا مشرکوں نے لیکر اسکو اپنے معبد میں نیچے ایک بڑے بت کے رکہا
تہا صبح کو وہ بت کے سر پر آگیا پہر اسکو اتار کر اسیطرح تحت صنم رکہا پہر صبح کو اسیطرح صنم کے اوپر ہو گیا پہر اسکو نیچے
صنم کے گاڑ دیا صبح کو بت کے ہاتھ پاؤں ٹوٹے اسکو اوندہا پڑا ہوا پایا جانا کہ یہ بات اللہ کی طرف سے ہے وہ اس
امر کا مقابلہ نہیں کر سکتے ناچار اسکو اپنے شہر سے باہر کر کے ایک گاؤں میں رکہدیا اس گاؤں والوں کی گردنوں
میں بیماری لگی ایک لڑکی نے جو منجملہ قیدیان بنی اسرائیل تہی کہا تم اسکو بنی اسرائیل کو دیدو کہ تمکو اس بیماری سے
نجات ہو انہوں نے دو بیل پر لاد کر چہوڑ دیا جو کوئی پاس انکے جاتا وہ مرجاتا یہانتک کہ وہ دونوں بیل شہر بنی اسرائیل
سے نزدیک ہو گئے بنی اسرائیل نے پکڑ کر اسکو لیلیا کسی نے کہا داؤد علیہ السلام نے لیا کسی نے کہا دو جوان مخصوص نے

بزرگوار اسلام بعض کہتے ہین تابوت ایک گاؤن مین تھا فلسطین کے گاؤن مین سے اسکو اشدود کہتے تھے اسمین یہ لکھے ہوئے تھے ہین کلمات کرب لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب السموات السبع ورب العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین ۔ قتادہ وکلبی کا قول یہ ہے کہ سکینہ کہتے ہین طمانینت کو جس مکان مین وہ تابوت ہوتا وہان کے لوگ خوش رہتے یہ قول علی بعث ہے اس بنیاد پر کہ جس چیز سے دلجمعی ملے وہی سکینہ ہو سکتی ہے لیکن چونکہ اس باب مین کوئی نص صریح نہین آئی ہے تو تصویب ایک قول کی تضعیف دوسرے قول کی جائز نہین بلکہ مرجع طرف نقل کے رہیگا جسطرح کہ اوپر گذر چکا ہے اسی تابوت کے آنے مین دلالت تھی صدق نبوت نبی موصوف پر اسی لیے یہ فرمایا کہ اگر تم ایماندار ہو تو طالوت کی اطاعت کرو

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو اللّٰهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝

پھر جب باہر ہوا طالوت فوجین لیکر کہا اللہ تمکو آزماتا ہے ایک نہر سے جس نے پیا پانی اسکا وہ میرا نہین جسنے نہ چکھا اسکو وہ میرا ہے مگر جو کوئی بھرے ایک چلو اپنے ہاتھ سے پھر پی گئے اسکا پانی مگر تھوڑے ان مین پھر جب پار ہوا وہ اور ایمان والے ساتھ اسکے کہنے لگے طاقت نہین ہمکو آج جالوت کی اور اسکے لشکرون کی بولے جنکو خیال تھا کہ انکو ملنا ہے اللہ سے بہت جگہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی بہت جماعت پر اللہ کے حکم سے اللہ ساتھ ہے ٹھیرنے والون کے **ف** طالوت کے ساتھ نکلنے کو سب تیار ہوئے حرص سے اوس نے تقید کیا کہ جو شخص جوان اور بے فکر ہو وہی نکلے ایسے بھی اسی ہزار نکلے اس نے چاہا کہ ان کو آزماوے ایک منزل چلتی تھی ملا بعد کے ایک نہر ملا اس نے تقید کیا کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیوے وہ میرے ساتھ نہ آوے تین سو تیرہ آدمی رہ گئے باقی سب موقوف ہوئے **لطیفہ** ایک بزرگ صوفی شخص کو ایک امیر کبیر نے بلایا کہا جو عہدہ مانگو وہ ملیگا انہون نے اس کے جواب مین یہ رقعہ لکھا ۔ دنیا نہر طالوت ہی مانند غرفہ ازان حلال ست باقی حرام ۔ دران دیار کہ شاہی بہر گدا بخشند ❊ غنیمتست کہ ما را ہمین بما بخشند

ف سدی نے کہا جس وقت طالوت لشکر لیکر باہر نکلے اسی ہزار آدمی تھے ابن عباس نے کہا وہ نہر درمیان اردن و فلسطین کے تھی اسکو نہر شریعت کہتے ہین جسنے چلو سے پانی پیا وہ سیراب ہوا جسنے اور طرح پیا وہ پیاسا رہا یہی قول ہے قتادہ و ابن شوذب کا سدی نے کہا چھتر ہزار نے پیا فقط چار ہزار ہمراہ رہ گئے براء بن عازب کہتے ہین ہم چرچا کرتے تھے کہ اصحاب حضرت کے دن بدر کے تین سو اور کچھ اوپر دس شخص تھے بعدد اصحاب طالوت کے جو ہمراہ انکے نہر کے پار ہوئے سوا مومن کے کوئی پار نہ ہوا رواہ ابن جریر ۔ اسی کے لگ بھگ بخاری نے بھی روایت کیا ہے انہون نے اپنی جماعت کو تھوڑا دیکھکر ہمت ہاری کہ ہم تھوڑے ہین اور وہ بہت علماء نے انکو بہادر بنایا جتایا دلایا کہا اللہ کا وعدہ سچا ہے ثبات قدم و فتح تو اللہ کی طرف سے آتی ہے کچھ کثرت عدد و مدد پر موقوف نہین ہے ۔

فتح البیان میں لکھا ہے کہ طالوت بیت المقدس سے جو نکلے تھے انکے ساتھ ستر ہزار یا اسی ہزار یا ایک لاکھ بیس ہزار شخص تھے سوا
شیخ بیمار ضعیف کے کوئی ایسا نہ تھا جو ساتھ نہ ہوا ہو انکا نکلنا سخت گرمی میں ہوا تھا پانی کی شکایت ہوئی کہ ہمارے
ساتھ کا پانی کافی نہیں ہو سکتا ہے اللہ سے دعا کرو کہ ہمارے لیے ایک نہر جاری کرے اُردن ایک جگہ ہے ریگستان ملک
بیت المقدس کے پاس وہاں وہ نہر تھی اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ پانی کو بھی طعام کہتے ہیں ابن عباس نے کہا سب
ہمراہی تھے لاکھ تین ہزار تین سو تیرہ تھے سب نے پانی پیا مگر تین سو تیرہ نے نہ پیا یہی تعداد اصحاب حضرت کی دن جنگ
بدر تھی قتادہ نے کہا ہم سے ذکر ہوا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن بدر کے اپنے اصحاب سے فرمایا تم برابر
تعداد اصحاب طالوت کے ہو جس دن جالوت سے مقابلہ ہوا تھا قرطبی نے کہا جالوت کے لوگ ایک لاکھ ہتھیار بند تھے یہ
بات مومنین نے بعد عبور نہر کے کہی جب انکی کثرت دیکھی جو عاصی تھے وہ پہلے ہی سے پار نہر کے نہ گئے کنارے پر
رہ گئے حیلہ انکی کثرت کا کیا یہ دوسرا قول ہوا کہ قائل اس کلمہ کا کون تھا وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ

عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَ

آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ

وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝

جب سامنے ہوئے جالوت کے اور اسکی فوجوں کے بولے اے رب ہمارے ڈال دے ہم میں جتنی مضبوطی ہے ٹھیرا
ہمارے پاؤں مدد کر ہماری اس کافر قوم پر پھر شکست دی انکو اللہ کے حکم سے مارا داؤد نے جالوت کو اور دی اسکو
اللہ نے سلطنت اور تدبیر اور سکھایا اسکو جو چاہا اگر دفع نہ کراتا اللہ لوگوں کو ایک سے ایک تو خراب ہو جاتا ملک لیکن اللہ
فضل رکھتا ہے جہان کے لوگوں پر یہ آیتیں ہیں اللہ کی ہم تجھکو سناتے ہیں تحقیق اور تو بیشک رسولوں میں ہے
ف تین سو تیرہ آدمیوں میں حضرت داؤد کا باپ اور یہ اور انکے چھ بھائی تھے انکو راہ میں تین پتھر ملے بولے کہ ہمکو اٹھا
لے جالوت کو ہم ماریں گے جب مقابلہ ہوا جالوت خود باہر نکلا کہ تم سب کو میں کفایت ہوں میرے سامنے آلے تب پیغمبر نے
حضرت داؤد کے باپ کو بلایا کہ اپنے بیٹے مجھکو دکھلاؤ اس نے چھ بیٹے دکھائے جو قد آور تھے داؤد کو نہ دکھایا وہ قد میں چھوٹے
بکریاں چراتے تھے پیغمبر نے انکو بلوا کر پوچھا کہ تو جالوت کو مارے گا انہوں نے کہا ماروں گا باہر اسکے سامنے گئے وہ
تین پتھر فلاخن میں رکھ کر مارے اسکا ماتھا کھلا تھا اور تمام بدن لوہے میں غرق تھا ماتھے پر لگے پیچھے نکل گئے
بعد اسکے طالوت نے اپنی بیٹی انکو بیاہ دی طالوت کے بعد وہ بادشاہ ہوئے نادان لوگ کہتے ہیں کہ لڑائی کرنا نبیوں کا
کام نہیں ہے اس قصے سے معلوم ہوا کہ جہاد ہمیشہ رہا ہے اگر جہاد نہ ہو تو مفسد لوگ ملک کو ویران کریں ف اس
آیت شریف میں یہ فرمایا ہے کہ جب گروہ مومنین کا مقابلہ جو تھوڑے تھے اور اصحاب طالوت تھے اصحاب جالوت سے ہوا اور بہت
سے تھے تو اس تھوڑے ایمان والوں نے دعا مانگی اللہ سے انکی دعا قبول کی اور انکو کثیر جماعت پر فتح بخشی ــ شکست

فتح نصیبون سے جیسے طالوت کے تھے مقابلہ تو دل نا توان نے خوب کیا جو کہتے ہیں کہ طالوت نے داؤد علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر تم جالوت کو مار ڈالو گے تو میں اپنی بیٹی تمہارے نکاح میں دونگا اور آدھا ملک دونگا پھر جالوت کو مارا گیا تو اس وعدہ کو وفا کیا پھر تمام ملک کا اسد الملک انہیں کے ہاتھ آگیا اور پیرہ طرہ ہوا کہ نبوت بھی عطا فرمائی حکمت سے مراد وہی نبوت علیمہ ہے یہ نبوت انکو بعد شمویل کے ملی اور ایک جماعت کا قول ہے کہ بعض علم خاص بھی مرحمت ہوئی جیسے بنانا زرہ کا اور وہی سہاگن اللہ نے جالوت کو مقابلہ میں شجاعت داؤد علیہ السلام سے دفع دفع کیا اگر ایسا نہ ہوتا کرے تو زمین میں بڑی خرابی واقع ہوتی کما قال تعالیٰ ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا ابن جریر نے ابن عمر سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ اللہ بسبب ایک مسلمان صالح کے سو گھر والوں سے بلا کو ٹال دیتا ہے جو اس کے پڑوس میں رہتے بستے ہیں پھر اس آیت کو پڑھا مگر یہ اسناد ضعیف ہے جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ اللہ سنوار دیتا ہے ایک مسلمان صالح کے سبب سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد اور گھر والوں کو اور جو اس کے گھر کے ارد گرد رہتے ہیں ہمیشہ وہ اللہ کی حفظ میں ہیں جبتک وہ شخص درمیان انکے ہے یہ حدیث بھی غریب ضعیف ہے اسکو ابن جریر نے روایت کیا ہے ثوبان سے مرفوعا کہا ہے کہ تم میں ہمیشہ سات شخص ہوتے ہیں جنکے سبب سے تمکو مدد پانی رزق ملتا ہے جبتک کہ اللہ کا حکم تو یعنی قیامت قائم ہو کذا قاله ابن مردویه دوسری روایت انکی عبادہ بن صامت سے مرفوعا ہے کہ ابدال میری امت میں تیس شخص ہوتے ہیں انہیں کے سبب سے رزق مطر نصرت ملتی ہے قتادہ نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ حسن انہیں ابدال میں سے ہے لیکن یہ احادیث لایق غور محتاج صحت ہیں واللہ اعلم ف فتح البیان میں ہے کہ داؤد علیہ السلام کے باپ کا نام ایشا بازکریا بن بشوی تھا یہ سبط یہوذا ابن یعقوب سے تھے اللہ نے انکو ملک بادشاہی کیا بعد اسکے کہ جو آپ تھے سب بھائیوں میں چھوٹے تھے بیان میں نبوئے تھے زرد رنگ تھا بکری چرایا کرتے یہ ماجرا نبوت سے پہلے کا ہے جب طالوت چالیس برس جیکر مرگیا تو داؤد علیہ السلام نے سات برس سلطنت کی پھر انتقال فرمایا ثنائی اتسبی کہ ہے جسکے ملک کو زوال نہیں ہے مؤدار سد کبریا دمنی + کہ ملکش قدیمست وذاتش غنی + مفسرین نے اس قسم کے قصے بہت ذکر کیے ہیں اللہ ہی جانے حکمت سے مراد نبوت ہے یا لوہے کی زرہ بنانا یا چڑیوں کی بولی سمجھنا یا بہانا کہ آواز بوجہ بابا وہ زنجیر جسکے پاس آکر فریادی جانتے تھے سوا حضرت داؤد کے کوئی ایسا بادشاہ نہ ہوا کہ جسپر بنی اسرائیل نے اتفاق کیا ہو نسب پہلے نبوت ایک سبط میں ملک ایک سبط میں ہوتا اللہ نے انکو ملک و نبوت دونوں بخشیں پھر انکے بیٹے سلیمان کو بادشاہ نبی کیا ابن عباس نے کہا اللہ نمازی حاجی مزکی کے سبب سے بے نمازی بے حج بے زکوٰۃ سے بلاؤں کو دور کر دیتا ہے آخر آیت میں اسپہ حضرت کے دل کو تسلی و تقویت بخشی کہ یہ سوال ہو جو اخبار عجیبہ یہ قصص صحیحہ بیان کرتے ہو یہ وحی ہے کچھ تم نے کسی کتاب میں انکو نہیں پڑھا کسی سے سنا یہی دلیل ہے تمہاری رسالت کی

پاآیۃ الحق و بیرہ و حیات کا تمام ہوا و للہ الحمد تمت تلک الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله

كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ

الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

ع ٥

مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ٥ یہ سب رسول بڑائی دی ہم نے ایک کو ایک سے کوئی ہے کہ کلام کیا اس سے اللہ نے
اور بلند کیے بعضوں کے درجے اور دیے ہمنے عیسیٰ بیٹے مریم کو نشانیاں صریح اور زور دیا اسکو روح پاک سے اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے اگلے
پچھلے بعد اسکے کہ پہنچ چکے انکو صاف حکم لیکن وہ پھٹ گئے پھر کوئی ان میں یقین لایا اور کوئی منکر ہوا اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے لیکن
اللہ کرتا ہے جو چاہے **ف** اس آیت میں خبر دی ہے اس بات کی کہ ہمنے بعض رسل کو بعض پر فضیلت دی ہے کما قال تعالیٰ
وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا جن صاحبوں کی وہ میں پیغمبر ہیں آدم و موسیٰ و محمد صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مضمون حدیث ابوذر میں نزدیک ابن حبان کے آیا ہے جن کے درجے بڑے ہیں انکو رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے شب معراج میں آسمانوں پر درجہ بدرجہ بحسب منازل دیکھا تھا رہی وہ حدیث ابوہریرہ کی جسمیں ایک مسلمان و ایک
یہودی سے بابت فضیلت موسیٰ و حضرت سخت کلامی ہوئی حضرت نے سنکر فرمایا تم مجھکو انبیاء پر فضیلت نہ دو لوگ دن قیامت
کے بیہوش ہونگے میں سب سے پہلے ہوش میں آؤنگا دیکھونگا موسیٰ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں میں نہیں جانتا کہ
کہ مجھسے پہلے ہوش میں آئے یا طور کی بیہوشی مجرا ہوگئی دوسری روایت میں یوں ہے کہ تم درمیان پیغمبروں کے تفاضل
نہ کرو رواہ الشیخان سو اس حدیث کے کئی ایک جواب ہیں ایک یہ کہ یہ ارشاد قبل معلوم ہونے تفضیل کے تھا مگر اس میں
نظر ہے دوسرا یہ کہ بطور کسر نفس و تواضع کے فرمایا تیسرا یہ کہ ایسے محل تحاکم میں تفضیل سے نہی کی چوتھا یہ کہ تفضیل ایسی راہ سے
عصبیت سے نہ چاہیے پانچواں یہ کہ اختیار تفضیل کا اللہ کو ہے نہ تمکو تمہیں تو فقط انقیاد و تسلیم و ایمان لانا واجب ہے
شوکانی فرماتے ہیں کہ یہ سارے جواب ضعیف ہیں ٹھیک بات اتنی ہے کہ قرآن پاک میں یہ خبر دی ہے کہ بعض انبیاء کو
بعض پر فضیلت ہے سنت سے یہ معلوم ہوا کہ باہم انبیاء کے تفاضل کرنا نہ چاہیے کیونکہ باہم آیت و حدیث کے تعارض
نہیں ہے کہ ضرورت جمع کی ہو واللہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مراد رسل سے اس آیت میں یا تو سارے
رسل ہیں یا وہ جنکا ذکر اس سورت میں آیا ہے یا وہ جنکی خبر حضرت تک پہنچی تفضیل سے یہ مراد ہے کہ جو مزایائے کمال
ایک کو دیے وہ دوسرے کے مزایائے کمال سے بڑھکر تھے سو جسمیں وہ کمالات اکثر ہیں وہ فاضل ہے دوسرا مفضول بعض کو
اللہ نے کہا اسحق ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کیا موسیٰ کو کلیم کیا عیسیٰ کو آدم کی طرح مٹی سے بنا کر اپنا بندہ اپنا کلمہ اپنی روح
ٹھہرایا داؤد علیہ السلام کو زبور دی سلیمان کو ملک عظیم بخشا جو بعد انکے پھر کسی کو نہ ملا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے
اگلے پچھلے گناہ بخش دیے غفران سے کہا امت کا اس بات کی اتفاق ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل انبیاء
ہیں کیونکہ آپ کی رسالت عام ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا اس سے اللہ نے موسیٰ علیہ
السلام سے بلا واسطہ طور پر اور حضرت سے شب معراج میں کلام کیا حدیث میں آیا ہے کہ آدم نبی مکلم تھے متکلم سے

مراد عظمت مرتبت ہے پاس اللہ کے یا مراد صاحب درجات سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یا مراد ادریس علیہ
السلام ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا یا مراد اولو العزم ہیں یا ابراہیم علیہ السلام لیکن بات یہ ہے
کہ اللہ نے اس بعض کو جسکے درجے بلند کیے ہیں مبہم رکھا ہے ہمکو تعرض اسکے بیان سے بدون برہان کتاب یا سنت نہ چاہیے
سوا ان دونوں میں کوئی دلیل صحیح نہیں اس بعض مرفوع پر نہیں آئی جب آئی اور جسنے تعرض کیا تو یہ تفسیر بالرائے ہے بری ایسی
تفسیر پر وعید شدید آئی ہے یہ تفسیر وسیلہ ہے طرف تفضیل کے اور تفضیل سے نہی کی ہے فتح القدیر میں کہا ہے کہ
بہت سے آئمہ تفسیر نے جزم کیا ہے ساتھ اس بات کے کہ مراد بعض مرفوع سے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں
اس دلیل سے کہ اللہ نے انکو معجزات و مزایا ایسے کمال و خصائل فضل بخشے ہیں مگر یہ دلیل مطلوب پر دلالت نہیں کرتی ہے
بلکہ اس تفسیر میں دو خطرے ہیں ایک تو تفسیر بالرائے ہونا دوسرے داخل ہونا ذرائع تفضیل میں مانا کہ یہ تفضیل صریح
نہیں ہے لیکن شک و شبہ ذریعہ ہے طرف اُسکی کیونکہ جسکو یہ یقین ہوگا کہ بعض مرفوع فلاں پیغمبر ہے وہ طرف تفضیل
انبیا کے ضرور منتقل ہوگا حالانکہ تفاضل منع ہے ہمارے حضرت کو اللہ نے اس بات سے بے نیاز رکھا ہے کیونکہ انکے
اور فضائل و نوافل کیا کم ہیں جو وہ اُسکے محتاج ہوں پھر جس بات سے حضرت نے منع کیا ہے ہم اس میں گھسنا کیا چاہتا
ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہم مطیع محسن ہیں اور ہوں ہم عاصی مسئی تو اس میں کیا حاصل **ف** مراد بینات سے اس جگہ معجزے واضح
دلائل قاطعات ہیں جیسے بن مریم کو دیے تھے جیسے مردہ جلانا اندھا چنگا کرنا بیمار کا اچھا کرنا روح القدس سے مراد جبرئیل ہیں وہ
عیسے علیہ السلام کے ہمراہ ہر جگہ رہا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے انکو ساتویں آسمان پر اُٹھا لیا اور مراد اقتتال سے یہاں
اختلاف ہے یعنی اگر اللہ چاہتا تو سب کے سب متفق رہتے اختلاف نہ ہوتا لیکن اللہ نے اختلاف چاہا اسی لیے مختلف ہوگئے
کوئی ایمان لایا کوئی دیدہ و دانستہ کافر ہوا جس طرح نصاریٰ بعد مسیح کافر ہوگئے لیکن ارادہ اسکا ہوتا ہے نہ کسی اور
کا وہ جسے چاہے توفیق بخشے جسے چاہے مخذول کرے ایک شخص نے علی رضی اللہ عنہ سے مسئلہ قضا و قدر کا پوچھا تھا
کہا یہ ایک اندھیرا رستہ ہے تو اس میں نہ چل پھر پوچھا کہا یہ ایک گہرا دریا ہے تو اس میں نہ گھس پھر پوچھا کہا اللہ کا ایک
بھید ہے جسکو تجھ سے مخفی رکھا ہے تو اسکی کرید نہ کر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ
فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ اے ایمان والو خرچ کرو کچھ ہمارا دیا پہلے اس دن کے
آنے سے جسمیں نہ بکنا ہے نہ آشنائی نہ سفارش اور منکر ہیں وہی ہیں گنہگار یعنے عمل کا وقت ابھی ہے آخرت
میں نہ عمل بکتے ہیں نہ کوئی آشنائی سے دیتا ہے نہ کوئی سفارش سے چھڑا سکتا ہے جبتک پکڑنے والا نہ چھوڑے
اس آیت میں اللہ نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اچھے کاموں میں ثواب کی باتوں میں اپنا مال
صرف کرو تم اس دنیا کی زندگی میں جلدی سے یہ خرچ کر لو ورنہ قیامت میں نہ مال کام آویگا نہ دوستی نہ نسب کہا اللہ
تعالیٰ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ اور نہ کسی کی سفارش چلے گی فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ

اس ارشاد کا مطلب کہ کافر ظالم ہیں یہ ہے کہ اس میں تنبیہ ہے کہ وہی شخص ظالم ہوگا جو اللہ سے کافر ہو کر زکوٰۃ عطا نہ
دیوے کہا ہے الحمد للہ کہ اللہ نے یوں فرمایا ہے کہ کافر ظالم ہیں یوں نہ فرمایا کہ ظالم کافر ہیں فتح البیان میں کہا ہے کہ
مراد صرف کرنے سے اس جگہ نزدیک بعض کے صدقہ نفل ہے بعض نے کہا آیت شامل ہے زکوٰۃ فرض و تطوع دونوں
کو ابن عطیہ نے کہا یہی صحیح ہے لیکن ذکر قتال جو اوپر گذرا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد انفاق فی سبیل اللہ ہے
قرطبی نے کہا اس تاویل پر کبھی انفاق واجب ٹھیرے گا کبھی مستحب یعنی وقت تعیین غزوہ کے واجب ہوگا وقت
عدم تعیین کے مستحب مگر ظاہر آیت وجوب ہے اس آیت میں نفی شفاعت عموماً فرمائی ہے مگر جسکے لیے خدا اذن دیگا اسکی شفاعت
ہوگی کیونکہ نصوص ثبوت شفاعت مروی بعد میان مومنین کے باذن اللہ دال ہیں پس آیت عام مخصوص ٹھیری یہ بھی
معلوم ہوا کہ ہر کافر ظالم نفس ہے اس میں مانع زکوٰۃ بھی داخل ہے جبکہ اس منع سے کفر لازم آوے اسی لیے ابوبکر صدیق
نے مانعین زکوٰۃ پر جہاد کیا تھا امر انفاق کے سیاق میں شاید زکوٰۃ بھی داخل ہے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا
تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ
وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ اللہ اسکے سوا کسی کی بندگی نہیں جیتا ہے سب کا تھامنے والا نہیں پکڑتی اس کو اونگھ نہ نیند اسی
کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کے اذن سے جانتا ہے جو خلق کے
روبرو ہے اور پیچھے پیچھے یہ نہیں گھیر سکتے اس کے علم میں سے کچھ مگر جو وہ چاہے گنجائش ہے اس کی کرسی میں آسمان
و زمین کو نہیں تھکا سکتا اسکو تھامنا انکا وہی ہے اوپر سب سے بڑا **ف** اس آیت الکرسی کی بڑی شان ہے حدیث مرفوع میں آیا
ہے کہ یہ افضل آیت ہے کتاب اللہ میں ابی بن کعب سے حضرت نے پوچھا کون آیت اسکی کتاب میں بہت بڑی ہے کہا اللہ و رسول
کو معلوم ہوگا جب بار بار پوچھا تو انہوں نے کہا آیت الکرسی فرمایا مبارک ہو تجھکو علم اے ابا منذر قسم ہے اس کی جسکے
ہاتھ میں میری جان ہے اس آیت کی ایک زبان ہے دو ہونٹ ہیں یہ تقدیس کرتی ہے مالک کی پاس ساق عرش کے رواہ
احمد و اسکو مسلم نے بھی روایت کیا ہے عبد اللہ بن ابی بن کعب سے کہا کہ انکے باپ نے ذکر کیا کہ انکا ایک کوٹھا تھا جس میں
وہ کھجور رکھتے تھے دیکھا تو کم ہوتا جاتا ہے ایک شب اس کی حراست کی ایکا ایک دیکھا برابر لڑکے بالغ کے اسکو سلام کیا
اس نے جواب دیا پوچھا تو انسان ہے یا جن کہا جن کہا ذرا ہاتھ دو ہاتھ دیا وہ ہاتھ کتے کا سا ہاتھ تھا اس پر بال تھے پوچھا جن
اسی خلقت کے ہوتے ہیں کہا سارے جن جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ سخت ان میں کوئی نہیں ہے پوچھا کہا تم نے
یہ کام کیوں کیا کہا میں نے سنا کہ تم صدقے کو دوست رکھتے ہو اس لیے ہم نے چاہا کہ ہم بھی کچھ تمہارے طعام سے نصیب
لیں پوچھا ہمکو تم سے کون چیز بچا سکتی ہے کہا یہی آیت الکرسی ابی نے صبح کو جاکر یہ ذکر حضرت سے کیا فرمایا اس
خبیث نے سچ کہا [illegible] حاکم نے مستدرک میں کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے شیخین نے اسکو روایت نہیں کیا

آیۃ الکرسی

حدیث انس بن مالک میں آیۃ الکرسی کو ربع قرآن فرمایا ہے رواہ احمد بطولہ اس آیت مبارکہ کا اسم اعظم ہونا کئی حدیثوں
میں مرفوع مسند مروی آیا ہے ابن کثیر نے انکو ذکر کیا ہے ابو ایوب کے گھر سے ایک غول آکر غلہ لیجاتا تھا دو بار اُسکو پکڑا
پھر چھوڑ دیا تیسری بار اُس نے کہا تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں کہ پھر کوئی چیز تمہارے پاس نہ آئے وہ چیز
آیۃ الکرسی ہے جب حضرت سے اسکا ذکر کیا فرمایا اس نے سچ کہا اور وہ جھوٹا ہے رواہ احمد ترمذی نے کہا یہ حدیث
حسن غریب ہے ابن کثیر نے کہا غول لغت عرب میں اُس جن کو کہتے ہیں جو رات کو ظاہر ہو اسکو بخاری نے بھی ابو ہریرہ سے
کتاب فضائل القرآن اور کتاب الوکالۃ میں ذیل صفت ابلیس بطور روایت کیا ہے ایک شیطان غلہ لیجاتا تھا
تیسری بار وہاں سے کہہ گیا کہ جب تم بستر پر سونے کو جاؤ تو پوری آیۃ الکرسی پڑھ لو اسکی طرف سے تم پر ایک حافظ رہیگا۔
شیطان تمہارے پاس نہ پھٹکیگا انہوں نے یہ ذکر حضرت سے کیا فرمایا اَمَا اِنَّهٗ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ یعنی ہے تو وہ جھوٹا
مگر سچ بول گیا اُس کو بخاری نے معلقًا بصیغۂ جزم ذکر کیا ہے ابن مردویہ بھی اس کے راوی ہیں مگر اور سیاق سے اُس میں
لفظ اخیر یہ ہے کہ حضرت نے سنکر فرمایا اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ یعنی یہ آیت ویسی ہی ہے جیسا اس شیطان نے تجھے
کہا کیا تم نہیں جانتے اسکو نسائی نے بھی بطور روایت کیا ہے غرضکہ یہ تین واقعے ایک طرح کے ہوئے ابو عبید نے کتاب
الغریب میں اپنی سند سے ایک چوتھا قصہ ذکر کیا ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ آدمی نکلا اُس کی ملاقات ایک جن سے ہوئی
جن نے کہا تو مجھکو پچھاڑ دے تو میں تجھکو ایک ایسی آیت سکھاؤں کہ جب تو اسکو پڑھ کر گھر میں جاوے تو پھر کوئی شیطان
اُس گھر میں نجاسکے کشتی ہوئی اُس آدمی نے اُس جن کو پچھاڑ دیا کہا تو تو نحیف ضعیف ہے تیرے بازو ایسے ہیں جیسے کتے
کے ہوتے ہیں کیا تم سب جن اسی طرح کے ہوتے ہو یا خاص تمہیں ایسے ہو کہا میں اُن سب میں قوی ہوں پھر لڑو پھر کشتی
ہوئی پھر اُسی نے اُس جنی کو پچھاڑ دیا اُس نے کہا تم آیۃ الکرسی پڑھا کرو تمہارے پاس کوئی نہ پھٹکیگا جب گھر میں جاؤگے
تو شیطان گدھے کی طرح گوز کرتا ہوا بھاگیگا ابن مسعود سے پوچھا وہ آدمی عمر تھے کہا وہ نہیں تو پھر کون حدیث ابو ہریرہ
میں مرفوعًا آیا ہے سورۂ بقرہ میں ایک آیت ہے جو سب آیتوں کی سردار ہے نہیں پڑھی جاتی کسی گھر میں مگر وہاں سے
نکل بھاگتا ہے وہ آیۃ الکرسی ہے رواہ الحاکم اسکو حاکم نے دو طرق سے روایت کیا ہے صحیح الاسناد بتایا ہے ترمذی
کا لفظ حدیث مذکورہ سے یوں ہے کہ ہر چیز کا ایک کوہان ہوتا ہے قرآن کا کوہان سورۂ بقرہ ہے اس میں ایک آیت ہے
جو سب آیتوں کی سید ہے وہ آیۃ الکرسی ہے پھر اسکو غریب کہا ہے اُسکی سند میں حکیم بن جبیر ضعیف ہیں اسماء بنت یزید
نے حضرت کو سنا فرماتے تھے ان دو آیتوں میں اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ اور الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ
اسم اعظم ہے رواہ احمد واہل السنن ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے ابن مردویہ نے ابو امامہ سے مرفوعًا
روایت کیا ہے کہ اللہ کا اسم اعظم کہ جب اُس نام کو لیکر دعا کریں تو قبول ہو تین سورتوں میں ہے سورۂ بقرہ و سورۂ آل عمران
و سورۂ طٰہٰ میں ابن عمار خطیب دمشق نے کہا بقرہ و آل عمران میں تو وہی ہیں جو اوپر گذرے طٰہٰ میں یہ ہے وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ

میں افتتح ہو دس اللہ الا ہو کا اسے ہے کہ حضرت نے فرمایا جسنے پڑھا بعد ہر نماز فرض کے آیۃ الکرسی کو نہیں روکتی اسکو دخول جنت
سے مگر موت رواہ النسائی والیوم واللیلۃ وابن حبان فی صحیحہ ابن کثیر نے کہا اسناد شرط بخاری
پر ہے ابن الجوزی نے اسکو حدیث موضوع کہا ہے واللہ اعلم اسکو قریب اس کے ابن مردویہ نے علی و مغیرہ و جابر سے روایت
کیا ہے مگر یہ سند ضعیف ہے غرضکہ فضیلت آیۃ الکرسی میں بہت حدیثیں آئی ہیں ان سب کو بسبب عدم صحت و ضعف
اسناد اس جگہ ذکر نہیں کیا **ف** اس آیت پاک میں دس جملے مستقل ہیں اللہ لا الہ الا ہو خبر ہے ساتھ اسکے کہ متفرد
بالالٰہیت جمیع خلائق کا ایک ہی معبود مطلق و برحق ہے بس ایسی ہی وہ ہے جو کبھی نہ مرے قیوم وہ ہے جو غیر کو تھامے ہو
بجائے قیوم قیام پڑھتے تھے ساری مخلوقات اُس کی محتاج ہے وہ سب سے غنی ہے کسی شے کا قوام و قیام بدون اس کے
حکم کے نہیں ہو سکتا ہے کقولہ ومن آیاتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ پوری تفسیر یہ ہے کہ نہ اونگھ آوے
نہ نیند یعنی نقص و غفلت و ذہول کا وہاں گذر نہیں ہے بلکہ وہ ہر شے پر قائم ہر نفس پر اسکی کمائی کا شاہد ہے
کیا ذکر ہے کہ کوئی شے اس کے علم سے چھپ سکے یا کوئی پوشیدہ بات اسپر مخفی رہجاوے اونگھ کے بعد ذکر خواب کا
اسی لیے کیا ہے کہ لوم اقوی ہے اونگھ سے یعنی نہ ذرا سی غفلت ہو نہ بہت سی صحیح میں ابو موسیٰ سے آیا ہے کہ حضرت
نے درمیان ہمارے کھڑے ہو کر چار باتیں فرمائیں کہا اللہ سوتا نہیں ہے اسکو سونا زیبا ہی نہیں قسط یعنی ترازو کو
نیچا اونچا کرتا ہے دن کا عمل رات سے پہلے رات کا عمل دن سے پہلے اس کے پاس جاتا ہے پردہ اسکا نور ہے یا نار ہے
اگر اس پردے کو کھول دے تو انوار اس کے منہ کے جہاں تک نظر جاوے ساری خلق کو جلا دیں **ع** کہہ سکے کون کہ
یہ جلوہ گری کس کی ہے + پردہ چھوڑا ہے وہ اس نے کہ اٹھائے نہ بنے + لہ ما فی السموات وما فی الارض
میں خبر ہے اسبات کی کہ سب اس کے بندے ہیں اسی کے ملک میں اسی کے قہر کے نیچے ہیں کقولہ ان کل من فی
السموات والارض الا اتی الرحمن عبدا لقد احصٰہم وعدہم عدا وکلہم اٰتیہ یوم القیامۃ فردا اس میں
رد ہے مشرکین عابدین بعض کواکب پر جو آسمانی تاروں کو پوجتے ہیں اور ان مشرکوں پر جو زمینی بتوں کی عبادت کرتے
ہیں یعنے جبکہ یہ سب مخلوق مملوک ٹھیری تو کب لائق معبود ہونے کے ہو سکتے ہیں **ع** تا چند کنی ز چوب گاہ از
سنگ تراشی + بگذار خدائے کہ بصد رنگ تراشی **ف** یہ ارشاد کہ کون اس کے پاس شفاعت کرسکتا ہے مگر اس کے
اذن سے مثل اس آیت کے ہے وکم من ملک فی السموات لا تغنی شفاعتہم شیئا الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء
ویرضی وکقولہ لا یشفعون الا لمن ارتضی یہ اسکا ایک جلال و کبریا ہے کہ کوئی اس کے سامنے کسی کی سفارش و شفاعت
کی جرات و تاب و طاقت نہیں رکھتا مگر اس کے اذن و اجازت سے جسطرح کہ حدیث میں آیا ہے کہ میں نیچے عرش کے
آکر سجدے میں گر پڑونگا اللہ جبتک چاہیگا مجھکو پڑا رہنے دیگا پھر کہا جاویگا سر اٹھاؤ کہو تمہاری بات سنی جاویگی
تم شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی فرمایا یحدلی حدا یعنے میرے لیے ایک حد مقرر ہوگی میں انکو بہشت

مین بیان فرمایا ہے کہ ذکر شفاعت جن کی خبر دی گئی ہے معلوم ہوا کہ شفاعت بے اذن نہ ہوگی یہ کس واسطے ہے کہ اذن کسی کے سبب سے
کہ وہ ہے جسکا عمل اچھا معلوم ہے شکر ان ماثرکے لیے شفاعت کی جاویگی یہ بھی نصین آیا کہ اہل کفر و شرک کی بھی شفاعت
ہوگی بلکہ یہ بتلایا ہے کہ اُن کی شفاعت نہوگی جو نام کے مسلمان گور پرستی پیر پرستی تعزیہ پرستی رام پرستی قیاس
پرستی اعتقاد فاسد مین گرفتار ہین اولیاء اللہ کو متصرف حیات یا بعد ممات کے جانتے ہین وہ شرک مین
مبتلا ہین گھمنڈ ہے کہ ہمارے پیر فقیر مرشد دستگیر شفاعت کر کے بخشوا لینگے یہ بعض اُنکی ایک منہ زور ی ہے پیر
خصوصاً شفاعت کیا شفاعت اہل معصیت کے لیے ہے جو بھی احمد ہو اور معلوم الاسم ہو جنجیدہ لوگون کے لیے جو
غیر اللہ کو مانتے ہین کسی کا جانور ذبح کرتے ہین کسی کی نذر لاتے ہین کسیکو شفا بخش سمجھتے ہین کسی کو اولاد دینے
والا یا حاجت روا جانتے ہین اللہ نے پہلے سے یہ خبر دیدی ہے کہ اول تو کسی کا کیا مقدور ہے وہ خلاف مرضی
شفاعت کرسے پھر جسکی شفاعت منظور ہوگی اُسکے لیے اذن درکار ہے اذن باختیار خدا ہے نہ باختیار شفیع پھر بعد
اذن کے ایک حد مقرر ہوگی کس کی مجال ہے کہ اُس حد سے آگے بڑھے فتح البیان مین لکھا ہے کہ اس استفہام مین کہ
کون شخص سامنے اسکے شفاعت کر سکتا ہے مگر اُسکے اذن سے انکار ہے اُس شخص پر جسکو یہ زعم ہے کہ کوئی بندہ کسی کو
نفع دینے پر شفاعت سفارش سعی و کوشش سے قدرت رکھتا ہے اس استفہام مین وہ دھمکی اور گھرکی ہے جس سے زیادہ
متصور نہین ہو سکتی قبر کے مضمون مین ایک ہکا دیا ہے انکے منہ پر ایک دہبا لگا دیا ہے انکے بازو پر ایک پتھر نہ جمایا
ہے جسکی تمنا نہین ہو جاتا اس آیت سے سمجھی گئی وہ اُس سے بھی بڑھ کر ہے جو آیہ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ
سے مستفاد ہوئی تھی یا اس آیت سے لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ سے بلا استفادہ درجات کثیر فائق ہے
احادیث صحیحہ مین صفت شفاعت کی اور کس کی شفاعت ہوگی اور کون بندہ لوگون کے شفاعت کرے گا ثابت ہے۔

ف اس ارشاد سے کہ اللہ کو سارا حال سامنے اور پیچھے کا معلوم ہے یہ بات ثابت ہوئی کہ اسکا علم محیط جمیع کائنات
ہے کیا ماضی کیا حاضر کیا مستقبل کقوله وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ وَمَا كَانَ
رَبُّكَ نَسِيًّا مجاہد نے کہا مراد سامنے اور پیچھے سے دنیا و آخرت ہے ابن عباسؓ نے کہا یعنے وہ عمل جو کر رہا ہے اور جو
عمل آگے بھیجے اس آیت مین رد ہے فلاسفہ پر جو ارسطو سے علم جزئیات کی نفی کرتے ہین حالانکہ صفت علم الہی آراستہ
ہے کوئی کالی چیونٹی اندھیری رات مین ٹھوس پتھر پر زمین کی تہ مین چلتی ہے یا کوئی ذرہ درمیان آسمان و زمین
کے حرکت کرتا ہے یا کوئی پرندہ ہوا مین پر مارتا ہے تو وہ اُس عالم الغیب والشہادۃ کو معلوم ہے کسی کا کیا مقدور ہے
کہ کسی چیز کو اُسکے علم سے گھیر سکے مگر جتنا اُس نے بتا دیا جیسا کہ انبیاء و رسل کے ذریعہ سے سکھا دیا سو وہ بھی
وحی کے حصے کی صحیح ہے نیک عباد انکے اختیار و قدرت مین ہو اللہ کے صفات و جی مین کسی کو شریک کرنا
کفر ہے شرک کے اقسام تقویۃ الایمان و کتاب بیان خالص ہیں جمع کر کے لکھے گئی ہین خزانہ جسطرح عبادت مین

جو قلب کا اسپر ہو اور دین ہوتا ہے خشک گرتا ہوا ہو اچھوٹا کپلا ہوا چھا برگ جنت مع اور تکا علم مین ہے اتصرف ان مین یا کسی
اور صفت مین یا سیوا اسکے کسی شے پر علم ذات و صفات الٰہی سے آگاہی و اطلاع نہیں رکھتے مین مگر جتنی اطلاع اسنے
ذی ہی ہے کتھوڑی کا محیطون یہ علما ابن عباس نے کہا مراد کرسی سے اس جگہ علم ہے یعنی اسکا علم شامل آسمان
و زمین ہے یہی قول ہے سعید بن جبیر کا بہی اور دونون نے کہا کرسی جگہ ہے دونون قدم کی ابو موسی و سدی و ضحاک
و مسلم بطین اسیطرف گئے ہین حضرت سے پوچھا کرسی کیا ہے فرمایا موضع قدمین ہے عرش کا مقدار سوا اللہ کے کوئی
نہیں جان سکتا اسکو حاکم نے ابن عباس سے موقوفاً روایت کیا ہے ابو مالک نے کہا کرسی نیچے عرش کے ہے سدی نے
کہا آسمان و زمین اندر کرسی کے ہین کرسی سامنے عرش کے ہے ابن عباس نے کہا اگر ساتون آسمان ساتون زمین
کو بیلا کر ایک دوسرے سے ملا کر رکہین تو بہی وسعت کرسی کو نہ پہونچینگے جیسا ایک حلقہ کسی جنگل مین پڑا ہو ابن زید
نے کہا میرے باپ کہتے تہے حضرت نے فرمایا ہے ساتون آسمان کرسی مین ایسے ہین جیسے ایک ڈہال کے اندر کوئی سات
درہم ڈالدے رواہ ابن جریر ابو ذر کا لفظ مرفوع یہ ہے کرسی عرش مین ایسی ہے جیسے ایک چہلا لوہے کا سامنے
ایک دشت کے پڑا ہو عرش کی بڑائی کرسی پر ایسی ہے جیسے بڑائی دشت کی اُس حلقے پر رواہ ابن مردویہ عمر رضی
اللہ عنہ نے کہا ایک عورت نے آکر حضرت سے کہا دعا کرو اللہ سے کہ مجہے جنت مین لیجائے حضرت نے اللہ کی عظمت
بیان کرکے فرمایا اُسی کی کرسی آسمان و زمین کو سمائے ہوئے ہے وہ کرسی چرچراتی ہے جیسے نیا پالان بوجھ سے
چرچراتا ہے رَوَاہُ اَبُو یَعْلٰے وَالْبَزَّارُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَالطَّبَرَانِیُّ وَابْنُ اَبِیْ عَاصِمٍ وَالضِّیَاءُ
فِی الْمُخْتَارَۃِ پھر کسی نے اسکو موقوفاً کسی نے مرسلاً کسی نے کم و بیش روایت کیا ہے اس سے زیادہ غریب وہ حدیث ہے
جسکو ابو داؤد نے صفت عرش مین جبیر بن مطعم سے ذکر کیا ہے ابن مردویہ کے پاس بریدہ و جابر وغیرہ سے
احادیث وضع کرسی کی دن قیامت کو واسطے فصل قضا کے آئی ہین مگر ظاہر یہ ہے کہ اس حدیث مین وہ کرسی مراد
نہین ہے وہ اور کرسی ہوگی فتح البیان مین کہا ہے ظاہر یہ ہے کہ مراد کرسی سے اس جگہ وہ جسم ہے جسکا ذکر حدیثون
مین آیا ہے ایک جماعت معتزلہ نے اُسکا انکار کیا یہ انکی خطائے مبین غلط فاحش ہے ابن جریر نے کہا راجح یہ ہے
کہ مراد کرسی سے علم ہے اسی لیے علما کو کراسی کہتے ہین کتاب کے اجزا کو جن مین علم ہوتا ہے کراریس جمع کراسہ کی بولتے
ہین قاموس مین یون ہے کہ کرسی بضم و کسر کاف بمعنی سریر و علم ہے کسی نے کہا کرسی اللہ کی قدرت ہے جس نے
آسمان و زمین کو تہامے رکہا ہے بعض نے کہا مراد کرسی سے عرش ہے بعض نے کہا کرسی تصویر ہے واسطے بیان
عظمت کے حقیقت مین نہین ہے یہی قول ہے تفتازانی کا بیضاوی نے کہا وہ تو نری تمثیل ہے کسی نے کہا عبارت
ملک سلطان سے مگر حق بات وہی اگلا قول ہے کہ کرسی جسم ہے جسکی صفت احادیث مین آئی ہے معنی حقیقی کو چھوڑ کر
طرف معنی مجازی کے جانا مجرد خیال و عقل رائے مختل ہے جو سبب جہالات و ضلالات و خلاسفہ کے پیدا ہوا ہے خدا

اُن کی تفسیر کی ہے اور ابن کثیر کہتے ہیں بعض متکلمین اسلام کا جو ہیئت دان ہیں یہ زعم ہے کہ کرسی فلک ثامن ہے جسکو فلک
ثوابت کہتے ہیں اور اُس کے اوپر فلک نہم ہے جسکو فلک اثیر و فلک اطلس کہتے ہیں اور صدوق نے اُسپر رد کیا ہے حسن بصری
کہتے تھے کرسی عرش ہے مگر صحیح یہ ہے کہ عرش کے سوا ہے اور عرش اُس سے بڑا ہے جیسا کہ اخبار و آثار میں آیا ہے ابن جریر نے
اس باب میں حدیث عمر پر اعتماد کیا ہے مگر ابن کثیر نے کہا میرے نزدیک اُس کی صحت میں نظر ہے واللہ اعلم پھر فرمایا
کہ تھکاتا نہیں اللہ کو حفظ ان دونوں کا یعنی بلکہ نگاہ رکھنا آسمان و زمین و ما بینہما کا اُسپر سہل و آسان ہے کیونکہ
ہستی نہیں وہ ہر نفس پر قائم ہر شے کا رقیب و حافظ ہے کوئی شے اُسپر مخفی نہیں سارے اشیاء اُس کے رو برو حقیر
ذلیل متواضع انکسار ہیں اُسی کے محتاج و فقیر ہیں وہ غنی حمید ہے جو چاہے کرے کوئی پوچھنے والا نہیں ہر شے
پر قاہر ہے ہر چیز کا حساب لینے والا ہے بہتر بڑا ہے اُس کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ کوئی رب سجود قولہ وَھُوَ
الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ مراد علو قدر و منزلت ہے یعنی فوق ہے ساری خلق پر اُس پر کوئی شے فوق نہیں ہے کسی نے
کہا عالی ہے ملک و سلطنت و قہر و اقتدار سے کوئی اُس سے اعلیٰ تر نہیں ہے بعض نے کہا عالی ہے اس سے کہ وصف واصفین
اُس کو گھیر سکے صاحب عظمت و جلال ہے یعنی عظمت و جلالت میں کامل ان دونوں طبری نے نقل کیا ہے کہ اُسکا مکان سب کے
مکانوں سے مرتفع ہے ابن عطیہ نے کہا یہ قول مجسمین کا ہے اس لائق نہ تھا کہ نقل کیا جاوے انتہی میں کہتا ہوں علاوہ
اہل علم کا مسئلہ اثبات جہت میں معروف ہے سلف و خلف میں جھگڑا اس مسئلے کا چلا آتا ہے اور کتاب و سنت سے صریح
اثبات علو و فوق ہیں لیکن جو شخص کسی مذہب پر نشو و نما پاتا ہے تو پھر غیر کی بات کو خارج طرح سے سمجھتا ہے دلیلوں میں
نظر نہیں کرتا نہ مضمون پر ملتفت ہوتا ہے کتاب و سنت ایسی کسوٹی ہے جس سے حق و باطل الگ الگ پہچان لیا جاتا
ہے کھرا کھوٹے سے جداگانہ ظاہر ہو جاتا ہے وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اس میں شک نہیں
ہے کہ اطلاق لفظ علی کا قاہر و غالب پر بھی آتا ہے جیسے اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ اور علو و فوق مکان پر بھی بولا
جاتا ہے اللہ پاک کے لیے ہر طرح کا علو و فوق ثابت ہے جو شخص جہت علو کا انکار کرتا ہے وہ اس مسئلے میں بے
جہت لڑتا ہے ناحق جھک جھک بک بک کرتا ہے مذہب سلف کا سارے صفات میں اجراء صفات علی الظاہر ہے
تاویل کرنے کی کوئی حاجت و ضرورت نہیں ہے ظاہر نصوص پر ایمان لا کر خاموش بیٹھ رہنا خوض نہ کرنا سلامت
روی کی چال ہے تاویل کی دلدل میں پھنسنا اپنی جان کا ہلاک کرنا ہے ؎ خوش نہ آئی یہ تیری چال ہمیں
یوں نہ کرنا تھا پامال ہمیں ابن کثیر نے فرمایا ہے هٰذِهِ الْاَحَادِیْثُ وَمَا فِیْ مَعْنَاهَا مِنَ الْاَحَادِیْثِ الصِّحَاحِ
الْاَجْوَدُ فِیْهَا طَرِیْقَةُ السَّلَفِ الصَّالِحِ اَمِرُّوْهَا کَمَا جَآءَتْ مِنْ غَیْرِ تَکْیِیْفٍ وَّلَا تَشْبِیْهٍ انتہی یہی قول ہے
سارے ائمہ محدثین و مجتہدین کا اس باب میں رسالہ الاحتواء علی مسئلة الاستواء باوجود اختصار کے بہت خوب ہے

لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی

لا انفصام لها واللہ سمیع علیم ٥ نہیں دین کی بات میں کسی پر کچھ جبر جدا ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے پھر جو کوئی منکر ہو شیطان سے
اور یقین لاوے اللہ پر اُس نے پکڑی مضبوط جو ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ سنتا ہے جانتا ہے یعنی جبر کا یعنی کسی کو زبردستی
ایماندار ہونا قبول کرانے ہیں بلکہ جس کام کو سب ٹھیک گنتے ہیں وہ نہیں کرتے وہی کرواتے ہیں ف ابن کثیر نے کہا
مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ تم کسی کو بجبر داخل ہونے کے دین اسلام میں نہ کرو کیونکہ اسلام ایک کھلی
چیز ہے اُس کی دلیلیں واضح و آشکار ہیں وہ اس بات کا محتاج نہیں ہے کہ کسی پر اُس کے لیے زبردستی کی جاوے بلکہ
جسکو اللہ ہدایت کرتا ہے اُسکا سینہ کھول دیتا ہے اُس کی عقل روشن فرماتا ہے وہ خود ہی سمجھ بوجھ کر مسلمان ہو جاتا ہے
جسکا دل اللہ نے اندھا کر دیا اُس کے کان پر مہر لگا دی آنکھ پر پردہ ڈالدیا وہ اگر اسلام میں زور زبردستی داخل بھی ہو جاوے
تو بھی اُسکو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا یوں ذکر کیا ہے کہ یہ آیت حق میں ایک قوم انصار کے اتری ہے گو حکم اسکا عام ہے
ابن عباس نے کہا جس عورت کا بچہ نہ جیتا وہ اپنی جان پر یہ بات مانتی کہ اگر جی جاویگا تو میں اسکو یہودی بناؤنگی جب
بنو نضیر نکالے گئے اُن میں اس قسم کے بہت بچے انصار کے تھے اُنہوں نے کہا ہم اپنے بچوں کو نہ چھوڑیں گے اسپر
یہ آیت اتری رواہ ابن جریر و ابو داؤد والنسائی و ابن ابی حاتم و ابن حبان فی صحیحہ مجاہد و سعید بن جبیر و شعبی
و حسن بصری وغیرہم کا بھی یہی قول ہے کہ یہ آیت اسی باب میں اتری ہے دوسرا لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ حصین نام
ایک انصاری قبیلہ بنی سالم کا تھا اُس کے دو بیٹے نصرانی تھے وہ مسلمان تھا اُس نے حضرت سے کہا بھلا میں انپر زبردستی
کروں وہ تو نہیں مانتے مگر اسی نصرانیت کو اسپر یہ آیت اتری رواہ ابن جریر سدی نے کہا وہ دونوں تجارت کو سوداگر
کے جو شام سے زبیب لیکر آتے تھے نصرانی ہو گئے تھے جب ہمراہ اُنکے ارادہ جانے کا کیا تو باپ نے چاہا کہ زبردستی
کرے حضرت سے پوچھا کہ کسی کو بھیجکر انکو پکڑ بلاؤں اُسپر یہ آیت بھیجی عمر بن خطاب کا ایک غلام اسبق نام نصرانی تھا
وہ کہتا ہے میں مسلمان ہونے کو کہتے تو نہ مانتا عمر فرماتے لا اکراہ فی الدین کہتے اے اسبق اگر تو مسلمان
ہو جاتے تو میں تجھ سے بعض امور مسلمین پر مدد لوں ایک گروہ کثیر علما نے کہا ہے کہ یہ آیت محمول ہے اہل کتاب پر
اور اسپر کوئی نسخ تبدیل سے پہلے انکے دین میں داخل ہو چکا ہے جبکہ وہ جزیہ ادا کریں دوسروں نے کہا بلکہ یہ آیت منسوخ
ہے آیت قتال سے سب آدمیوں کا طرف دخول کے دین حنیف اسلام میں بلانا واجب ہے جو کوئی اس میں داخل ہونے
سے انکار کرے نہ جزیہ دے اس سے لڑائی کریں کہ وہ مارا جاوی یہی معنے اکراہ کے قال تعالیٰ ستدعون الی قوم
اولی بأس شدید تقاتلونہم او یسلمون و قال تعالیٰ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم و قال تعالیٰ یا ایہا
الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین ٥ صحیح میں آیا
ہے تعجب کرتا ہے اللہ ایک قوم سے جو کھینچے جاتے ہیں طرف جنت کی زنجیروں میں مراد وہ لوگ ہیں جنکو قید کر کے بلاد
کفار سے طوق و زنجیروں میں باندھکر اسلام میں لاتے ہیں پھر وہ بعد چندی مسلمان ہو کر عمل صالح کرنے لگتے

سے بعض علماء ان کا مذہب اسی حدیث سے ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نے ایک شخص سے کہا
مسلمان ہو جا اُس نے کہا میں آپ کو کارہ پاتا ہوں یعنی مجھے اچھا نہیں جانتا فرمایا اگرچہ کارہ ہو تو بھی اسلام لا شوکانی نے کہا
اسنادش صحیح ہے لیکن اس قبیل سے نہیں ہے کیونکہ حضرت نے مجبور زور سے باب اسلام کے نہیں فرمائی بلکہ فقط طرف
اسلام کے بلایا تھا جب اُس نے یہ کہا میرا دل قبول نہیں کرتا بلکہ کارہ ہے تو یہ فرمایا کہ گو دل تیرا نہیں چاہتا مگر تو مسلمان
ہو جا اگرچہ تو کارہ ہے اللہ تجھکو حسن نیت و اخلاص عطا کرے گا ف فتح البیان میں یوں کہا ہے کہ اس آیت میں
کئی قول ہیں ایک یہ کہ منسوخ ہے حضرت نے عرب کو دین اسلام پر اکراہ کیا تھا بجز دین اسلام کے ان سے راضی نہ ہوئے
اکثر مفسرین اسی طرف گئے ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت خاص حق میں اہل کتاب کے ہے کہ انپر بصورت جزیہ دینے کے اکراہ نہ کیا
جاوے اکراہ بت پرستوں پر ہے کہ ان سے سوائے اسلام یا سیف کے اور کچھ مقبول نہیں شعبی و حسن و قتادہ و ضحاک کا
یہی قول ہے تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت خاص حق میں انصار کے ہے چوتھا قول یہ ہے کہ جو تلوار کے نیچے اسلام لایا اسکو
یہ نہ کہو کہ وہ مکرہ ہے پانچواں قول یہ ہے کہ یہ آیت حق میں قیدیان اہل کتاب کے اتری ہے کہ انپر باب اسلام کے کچھ
جبر نہ کرنا چاہیے چھٹا قول وہ ہے جو ابن کثیر نے کہا اور اوپر گذر چکا ساتواں قول وہ ہے جو کشاف میں ذکر کیا ہے کہ اللہ
نے یہ حکم جاری نہیں کیا ہے کہ مار مار کر کسی کو مسلمان بنا ڈالو بلکہ اپنے اختیار و تمکین سے مسلمان ہو وہ ہو جاوے
کقولہ تعالی وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۔
یعنی اگر اللہ چاہتا تو انکو ایمان پر مجبور کرتا و لیکن اللہ نے ایسا نہ کیا بلکہ انکے اختیار پر رکھا انتہی لائق اعتماد جسپر توقف
کرنا چاہیے یہ بات ہے کہ یہ آیت اپنے سبب نزول میں محکم ہے منسوخ نہیں سبب نزول وہی قصہ عورت کا ہے جو اوپر
گذرا اس سے ثابت ہوا کہ اہل کتاب پر اکراہ نہیں جبکہ وہ اپنے ہی دین پر رہنا چاہیں اور جزیہ دیں سب اہل حرب
سو اگرچہ آیت انکو شامل ہے کیونکہ نکرہ سیاق نفی میں آیا ہے اور دین معرف ہے اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص
سبب کا لیکن یہ عموم مخصوص ہے ساتھ ان آیات کے جو حق میں اہل حرب کے آئی ہیں ف طاغوت طغیان سے مشتق
ہے جوہری نے کہا کاہن ساحر شیطان اور ہر سردار گمراہی اور ہر معبود غیر اللہ کو طاغوت کہتے ہیں مفرد و جمع دونو
طرح بولا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ جس نے شیطان یا اصنام یا اہل کہانت و رؤس ضلالت کا یا اُن سب کا انکار کیا
اور اللہ پر ایمان لایا اس نے ایسی رسی پکڑی جو کبھی نہ ٹوٹے ابن کثیر کا لفظ یہ ہے کہ جس نے انداد و اوثان و عبادت
غیر اللہ کو چھوڑا لا الہ الا اللہ کی گواہی دی اللہ کو ایک سمجھ کر عبادت بجا لایا اسکا کام ثابت و مضبوط ہوا و علی الطریقۃ المثلی
پر مستقیم نیز صراط مستقیم پر قائم ہوا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جبت جادو ہے طاغوت شیطان ہے بہادری
و نامردی خلقت کے مردوں میں ہوتی ہے شجاع اُس آدمی سے لڑتا ہے جسکو پہچانتا نہیں نامرد اپنی ماں سے بھاگ
جاتا ہے کرامت مرد کا اسکا دین ہے حسب اسکا خلق ہے اگرچہ فارسی یا نبطی ہو عروۃ الوثقی ...

جسکا ٹوٹنا محال ہے یعنی خوب مضبوط کہ کبھی نہ ٹوٹے کہا مجاہد نے کہ عروۃ مضبوط رسی سے ایمان ہے سُدی نے کہا اسلام ہے
سعید بن جبیر ضحاک نے کہا لا الہ الا اللہ ہے انس بن مالک نے کہا قرآن ہے سالم بن ابی الجعد نے کہا حب فی اللہ بغض
فی اللہ ہے ابن کثیر نے کہا یہ سب قول صحیح ہیں ان میں کچھ منافی نہیں ہے معاذ بن جبل نے کہا اس رسی کو شکست
نہیں یعنی دخول جنت تک مجاہد نے اس آیت کو پڑھ کر یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا
بِاَنۡفُسِہِمۡ احمد نے ایک قصہ خواب عبداللہ بن سلام کا طول طویل ذکر کیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے ایک
رسی مضبوط پکڑی جسکی تعبیر حضرت نے یہ فرمائی کہ وہ رسی اسلام ہے تو اسکو مرتے دم تک پکڑے رہ یہ حدیث طویل نہ کیا
سلم و نسائی کے بھی ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوۡتُ

یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۝ اللہ کام بنانیوالا ہے ایمان والوں
کا نکالتا ہے انکو اندھیروں سے اجالے میں اور وہ جو منکر ہیں انکے رفیق ہیں شیطان نکالتے ہیں انکو اجالے سے
اندھیروں میں وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں رہ پڑے یعنی جہاد ہے کافروں کی ضد توڑنے کو اور ہدایت اللہ کرتا
ہے جسکی قسمت میں رکھی ہے انکو سبب آیا تو ساتھ ہی اسپر خبردار کر دیا **ف** اللہ پاک نے اس آیت میں یہ خبر دی
ہے کہ جو شخص اسکی مرضی پر چلتا ہے اسکو اللہ رستہ سلامتی کا دکھاتا ہے ظلمات کفر و شرک و ریب سے نکال کر نور حق صحیح
جلی مبین سہل منیر کی طرف پہنچا دیتا ہے کافروں کا کارساز شیطان ہے وہ انکی نظر میں جہالات و ضلالات کو زینت
بخشتا ہے طریق حق سے نکال کر کفر و افک و بہتان کی طرف لیجاتا ہے حق ایک ہے اسلیے لفظ نور کا مفرد لایا ہے کفر کے
انواع بہت ہیں اور سب باطل و دروغ ہیں اسلیے لفظ ظلمات کا بصیغہ جمع ذکر فرمایا ہے کما قال تعالی وَاَنَّ ہٰذَا
صِرَاطِیۡ مُسۡتَقِیۡمًا فَاتَّبِعُوۡہُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمۡ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ؕ ذٰلِکُمۡ وَصّٰکُمۡ بِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝
وقال تعالی وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ وقال تعالی وَعَنِ الۡیَمِیۡنِ وَعَنِ الشَّمَآئِلِ اسکے سوا اور بہت آیتیں ہیں
جنمیں تفرد حق انتشار باطل کا اشعار کیا ہے حق کا تفرد و باطل کا تشعب ثابت کیا ہے ایوب بن خالد نے کہا اہل ہوا
یا اہل فتن حشر کئے جاتے ہیں جسکی ہوا ایمان ہے اسکا فتنہ روشن و درخشان ہوتا ہے جسکی ہوا کفر ہے اسکا فتنہ کالا اندھیر

ہوتا ہے اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡ حَآجَّ اِبۡرٰہٖمَ فِیۡ رَبِّہٖۤ اَنۡ اٰتٰىہُ اللّٰہُ الۡمُلۡکَ ۘ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ ۙ قَالَ
اَنَا اُحۡیٖ وَاُمِیۡتُ ؕ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاۡتِیۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِہَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُہِتَ الَّذِیۡ کَفَرَ ؕ وَاللّٰہُ لَا
یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ۝ کیا تو نے نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اس کے رب کے واسطے کہ دی تھی اللہ نے
اسکو سلطنت جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے بولا میں بھی جلاتا اور مارتا کہا ابراہیم
نے اللہ لاتا ہے سورج کو مشرق سے تو لے آ اسکو مغرب سے تب حیران رہ گیا وہ منکر اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف
لوگوں کو **ف** ایک بادشاہ تھا وہ اپنے تئیں سجدہ کراتا تھا سلطنت کے غرور سے حضرت ابراہیم نے اسکو سجدہ نہ کیا

اس نے پوچھا انہوں نے کہا میں اپنے رب ہی کو سجدہ کرتا ہوں اُس نے کہا رب تو میں ہوں انہوں نے کہا میں حاکم ہوں تحقیق
کہ رب وہ ہے جو جلاتا ہے مارتا ہے اُس نے دو قیدی منگائے ایک کو جلا دیا جسکو مارتا تھا مار ڈالا جسکو مارنا چاہتا تھا
چھوڑ دیا تب انہوں نے آفتاب کی دلیل سے اسکا جواب کیا **ف** ابن کثیر نے کہا وہ بادشاہ جس نے حضرت ابراہیم
سے حجت کی بابل کا بادشاہ نمرود بن کنعان بن کوس بن سام بن نوح تھا اسکو نمرود بن فالخ بن عابر بن شالخ
بن ارفخش بن سام بن نوح بھی کہتے تھے پہلا قول مجاہد وغیرہ کا ہے مجاہد نے کہا مشارق مغارب زمین کے بادشاہ
چار ہوئے ہیں دو مومن اور دو کافر مومن سلیمان بن داؤد اور ذوالقرنین۔ کافر نمرود اور بخت نصر قتادہ نے کہا سب سے
پہلے جس نے سر پر تاج رکھا زمین میں تجبر کیا دعوی ربوبیت کا کیا وہی نمرود مردود ہے یہ ولد الزنا تھا اس آیت
میں شہادت ہے انکی بات کی کہ کافروں کا دوستدار مددگار کارساز طاغوت ہوتا ہے یہ غرور اسکا طول سلطنت پر
تھا اس میں خلاف ہے کہ یہ حجت اس نے کب کی کسی نے کہا جب ابراہیم علیہ السلام نے بت کو توڑا کسی نے کہا بعد
ڈالنے کے آگ میں چار سو برس تک وہ حاکم رہا یہ دعوی اسکا ویسا ہے جیسے فرعون نے کہا تھا ما علمت لکم من
الٰہ غیری اس نے حضرت ابراہیم سے کہا تمہارے پاس وجود رب پر کیا دلیل ہے انہوں نے جواب دیا کہ دلیل
اسکے وجود پر یہی حدوث ان اشیاء کا بعد عدم کے اور عدم ان اشیاء کا بعد وجود کے ہے اس سے معلوم ہوا
کہ بالضرورہ کوئی فاعل مختار موجود ہے کیونکہ یہ اشیاء خود بخود حادث نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ انکا ایجاد کرنے والا
ہے وہ موجود ہی رب ہے جسکی طرف میں بلاتا ہوں وحدہ لا شریک لہ اسپر اس نے کہا میں بھی تو جلاتا مارتا ہوں
بھیجو قیدیوں کو مار اجلایا یہ قول ہے قتادہ اور ابن اسحق وسدی کا ابن کثیر کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ مراد اسکی
یہ نہ تھی کیونکہ یہ کچھ جواب ابراہیم علیہ السلام کی بات کا نہ تھا کیونکہ اس میں منع ہے وجود صانع سے بلکہ مراد اسکی
یہ تھی کہ میں خود مدعی اس مقام کا ہوں یہ دعوی بطور عناد یا مکابرہ کے کر کے آپ کو فاعل قرار دیا کہ میں ہی
ممیت ہوں جیسا کہ فرعون نے بھی دعوی خدائی کا کیا گویا اسی کی پیروی سے کیا تھا۔ یہ ہی معتقد جہل تھا
مجنون کے دماغ میں خلل تھا + حضرت ابراہیم نے اس کے مکابرے کا یوں جواب باصواب دیا کہ بھلا اگر
تو رب ہے تو سورج کو مغرب سے نکال کر جیسا وہ مشرق سے نکلتا ہے کیونکہ جو محی و ممیت ہوگا ضرور ہے کہ اسکا تصرف
جو خلق وذوات خلق و تسخیر کواکب و حرکات نجوم پر بھی چلیگا سورج ایک ایسی چیز ہے جو ہر دن مشرق سے نکلتا ہے
تم خدا ہو تو اسکو مغرب سے نکال کر دکھا دو وہ مردود اس جواب کو سنکر مبہوت و متحیر ہو گیا کچھ نہ بنا خاموش ہو گیا اسپر
کی حجت اسپر قائم ہو گئی واللہ ظالموں کو الہام حجت کا نہیں کرتا بلکہ انکی حجت سامنے خدا کے بالکل بودی ہوتی
ہے اسپر خدا کا غضب ہے انکے لیے عذاب الیم مقرر ہے ابن کثیر کہتے ہیں آیت کا اس معنی پر جانا نہایت اچھا ہے
یعنے بہ نسبت اُس تقریر کے جو منطق والوں نے کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام ایک مقام سے بگڑ کر دوسرے مقام

لیکن طرفہ تماشا انکی کا یہ ہے کہ یہ انتقال ہے طرف دلیل واضح تر کے اس سے تعجب ہے نہ ایسی عبارت بلکہ ہے کہ وہ ذاتی
بات کو سمجھ گیا یعنی معقول نہ کہ کچھ چیز نہیں ہے کہا انتقال ہوا بہ سبب خوف کے بعد واسطے اعلان تاکی کے حجت
بطلان قول نمرود کا منتقل ہوا ذاتی جس طاہر ہے مطلب وابتداء المحمود والمنة فتح البیان میں کہا ہے مراد ابراہیم علیہ
السلام کی یہ تھی کہ اللہ وہ ہے جو اندر اجسام کے حیات و موت پیدا کرتا ہے کافر کی مراد یہ تھی کہ میں قاتل کو معاف
اور غیر قاتل کو قتل کر سکتا ہوں یہی احیا و اماتت ہے سو یہ جواب احمق اس لائق نہ تھا کہ مقابلہ حجت ابراہیم علیہ السلام
میں کہا جاتا کیونکہ اسکی کچھ مراد اسکی سمجھ میں ہی نہ آئی تھی سوال انا آسمان جواب بعد سلیمان سُدی نے کہا یہ مناظرہ ہوا دریا
ان کے اور اس کے تعجب ہوا کہ حضرت ابراہیم آگ سے باہر نکلے انکی ملاقات بادشاہ سے ہوا اس دن کے بغیر کبھی
نہیں ہوئی تھی ملاقات میں یہ مناظرہ ہو گیا زید بن اسلم نے کہا نمرود کے پاس غلہ تھا لوگ اسکے پاس آکر
لیجاتے تھے ان میں حضرت ابراہیم بھی آئے تب یہ مناظرہ ہوا تو اس نے انکو غلہ نہ دیا جس طرح اوروں کو دیا وہ
خالی پھرے جب گھر کے نزدیک پہنچے ایک ٹیلے سے مٹی اپنی بوری میں بھر لی کہا گھر والوں کو بہلاؤں گا
گھر پہنچ کر بوری اتاری تھکے ہوئے تھے سو گئے سارہ نے اٹھ کر بوری کو کھولا اس میں بہت اچھا غلہ پایا کھانا پکایا ابراہیم
علیہ السلام جاگے کھانا دیکھ کر پوچھا یہ کہاں سے تمہارے پاس آیا کہا وہی ہے جو تم لائے ہو انہوں نے معلوم کر لیا کہ یہ
رزق اللہ نے بھیجا ہے انکو اللہ نے اس بادشاہ جبار کی طرف مبعوث کیا تھا کہ اسکو حکم کریں کہ وہ اللہ پر ایمان لائے
اس نے ایک بار میں نہ مانا ناچار دو بار تیسری بار دعوت کی انکار کیا کہا تم اپنے لوگ جمع کرو میں اپنے لوگ جمع کرتا
ہوں سورج نکلتے لشکر نمرود کا جمع ہو گیا اللہ نے اس لشکر پر ایک گروہ مچھروں کا بھیجا ابھی سورج کو آنکھوں سے
دیکھا نہ تھا کہ ان مچھروں نے سارا گوشت پوست انکا کھا لیا خون پی لیا نری ہڈیاں رہ گئیں ان میں سے ایک مچھر
بادشاہ کی ناک میں بھی گھس گیا چار سو برس تک اللہ نے اسکو عذاب میں گرفتار کر دیا سر پر ہتوڑی کی مار پڑا کرتی
تھی یہاں تک کہ اسی عذاب میں ہلاک ہو گیا اللہ کا یہ ارشاد سچ ہے کہ ظالموں کو ہدایت نہیں ہوتی ہے اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ

عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ

وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یا مانند اس شخص کے کہ گذرا ایک شہر پر اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتوں پر بخت نصر نے جلا دیا تھا اسکو
اللہ مر گئے پیچھے پھر مار رکھا اس شخص کو اللہ نے سو برس پھر اٹھایا کہا کتنی دیر رہا تو بولا میں رہا ایک دن یا دن
سے کچھ کم کہا نہیں بلکہ تو رہا سو برس اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا سڑ نہیں گیا اور دیکھ اپنے گدھے کو اور ہم نے تجھ کو چاہتے
ہیں نمونہ کر دیں لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیاں کس طرح انکو ابھارتے ہیں پھر ان پر پہناتے ہیں گوشت پھر جب اس پر

ظاہر ہوا بطلا مین جانتا ہون کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے **ف** موضح القرآن مین ہے یہ شخص حضرت عزیر پیغمبر تھے بخت
نصر ایک بادشاہ تھا کافر بنی اسرائیل پر غالب ہوا شہر بیت المقدس کو ویران کیا تمام لوگ بندی مین پکڑے گئے
تب حضرت عزیر اس شہر پر گذرے تعجب کیا کہ یہ شہر پھر کیونکر آباد ہوا اسی جگہہ انکی روح قبض ہوئی سو برس کے
بعد زندہ ہوئے انکا کہانا پینا پاس دھرا تھا اسی طرح سواری کا گدہا مر کر ہڈیان اسی شکل سے دھری تہین وہ
انکے روبرو زندہ ہوا اس سو برس مین بنی اسرائیل قید سے خلاص ہوئے شہر پھر آباد ہو رہا انہون نے زندہ
ہوکر آباد ہی دیکہا **ف** پہلے اللہ نے حضرت سے کہا تہا کہ تمنے کوئی شخص جھگڑالو اُس آدمی کی طرح کا بھی
دیکھا ہے جس نے ابراہیم علیہ السلام سے رب کے مقدمے مین حجت کی تھی اب یہ فرمایا کہ تم نے اُس گاؤن پر
گذرنیوالے کو بہی دیکھا کہ اللہ نے کسطرح اُسکو راہ بتائی ظلمت اشتباہ سے نکالکر نور عیان و شہادت کو پہنچا دیا
معقول کو محسوس کر دکہا یا باطن کو ظاہر بنا دیا اس مین اختلاف ہے کہ وہ کون شخص تہا جسکا گذر اُس گاؤن پر ہوا
تہا علی بن ابی طالب نے کہا عزیر بن شرخیا تھے یہی قول ہے ابن عباس حسن و قتادہ و سُدی و سلیمان بن بریدہ
و ناجیہ بن کعب کا ابن کثیر نے کہا مشہور یہی بات ہے وہب بن منبہ و ابن عبید نے کہا ارمیا بن خلقیا تھے سبط
ہارون علیہ السلام سے ایک قول وہب کا یہ ہے کہ وہ خضر تھے ارمیا انہین کا نام تھا ایک قول کسی تابعی کا یہ ہے
کہ حزقیل بن بوار تھے مجاہد نے کہا ایک شخص اسرائیلی تھے ایک قول مجاہد کا یہ ہے کہ وہ کوئی کافر تہا اُس نے بعث
مین شک کیا مگر یہ قول بالکل لچر و پوچ ہے اس لیے کہ لفظ کَمْ لَبِثْتَ مین خطاب ہے اس شخص کو اللہ کافر کو مخاطب
نہین کرتا ہے لِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ کا استعمال بھی حق مین کافر کے نہین ہوتا ہے غرضکہ مقصود اسکہہ ثابت کرنا
اسکی قدرت کا احیاے خلق پر بعد موت کے ہے نہ پہچنوانا اس شخص کا مشہور یہ ہے کہ مراد گاؤن سے
اسجگہہ بیت المقدس ہے بعد تخریب بخت نصر کے انکا گذر اُس جگہہ ہوا تہا جبکہ وہان کے لوگ قتل ہوکر مٹ
گئے تھے کسی نے کہا مراد قریہ سے اہل قریہ ہین کسی نے کہا وہ قریہ مراد ہے جس سے ہزارون آدمی خوف
وبا سے نکلکر بھاگ گئے تہے اُسکا قصہ اوپر گذر چکا کلبی نے کہا مراد دیر سابر آباد ہے یہ جگہہ فارس مین تھی سُدی
نے کہا سلماباد وہ ایک محلہ یا قریہ تہا نواحی جرجان یا ہمدان مین بعض نے کہا دیر ہرقل مراد ہے وہ عہد سیاق
بصرہ و عسکر مکرم کے کنارہ دجلہ پر تہا فتح البیان مین کہا قول اول اظہر و اشہر ہے انتہے بہرحال اللہ نے نہ نام
اس شخص کا لیا نہ نام قریے کا ٹہیک بات وہی جانے مطلب یہ ہو کہ جب انکا گذر اسجگہہ ہوا تو کہنگی و ویرانی دیکھکر
یہ فکر کیا کہ جبکہ یہ قریہ اُس عمارت عظیمہ کے بعد اس حالت پر آگیا ہے تو اب اللہ اسکو کیا آباد کرے گا اللہ نے سو
برس مار کر پھر اُٹھا کھڑا کیا کہتے ہین وہ گاؤن ستر برس بعد انکے مرنے سے پھر آباد ہوا تیس برس مین سب
لوگ بالکل بس گئے بنو اسرائیل بھی وہان آگئے جب اللہ نے انکا جلانا چاہا تو سب سے پہلے انکی آنکھون کو کھولا کہ

اللہ کی صنعت کو دیکھیں کہ کیونکر اُن کے بدن کو جلاتا ہے جب وہ جی اُٹھ کھڑے ہوئی اسنے بواسطہ ایک فرشتے کے کہا تو کتنی دیر رہا کہا ایک دن یا ایک کچھ کم دن اس لیے کہا کہ شروع نہار میں مرے تھے آخر نہار میں جی اُٹھے دیکھا سورج باقی ہے خیال کیا کہ وہ سورج اسی صبح کا ہے اُس بنیاد پر یہ کہا کہ یا ایک دن سے کچھ کم اُن کے ساتھ انگور انجیر عصیر تھا دیکھا کوئی سڑگلا نہیں نہ عصیر کا استحالہ ہوا نہ انجیر کھٹا پڑا نہ انگور میں نقصان ہوا پھر گدہے کو سامنے اُنکے زندہ کیا اُن سے کہا تم دلیل ہو معاد پر نشانی ہو بعث خلق کی مرتضی نے کہا جب وہ شہر میں آئے ایک ہمسایہ کہ گھر کو جو ان چھوڑا تھا اُسکو شیخ فانی پایا کہتے ہیں جس فرشتے نے اُن سے سوال کیا تھا وہ جبریل علیہ السلام تھے یا اور کوئی فرشتہ تھا یا خود اللہ پاک ہی نے پوچھا یہی اولی ہے جو انہوں نے جواب دیا کہ ایک دن یا ایک دن سے کم رہا ایسا ہی اصحاب کہف نے کہا تھا قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ اسی کے مثل یہ قول حضرت ہے قصہ ذوالیدین میں لَمْ تُقْصَرْ وَلَمْ اَنْسَ یعنی نماز گھٹی نہ میں بھولا معلوم ہوا کہ صدق وہ ہے جو مطابق اعتقاد ہو کذب وہ ہے جو مخالف اعتقاد ہو کسی نے کہا وہ گدہا مر کر گل سڑ گیا تھا جسکو پھر سامنے اُنکے گوشت و پوست کا لباس پہنایا یہی قول سُدی کا ہے بعض نے کہا مرا نہیں تھا بلکہ اسی طرح جہاں بندہا تھا سو برس تک صحیح سالم کھڑا رہا پہلے قول کی دلیل یہ لفظ ہے وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا دوسرے قول کی تائید یہ ہے فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ نفخ روح سے تعرض شاید اس لیے نہیں کیا کہ حکمت مقتضی بیان نہ تھی واللہ اعلم وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ جب کہا ابراہیم نے اے رب دکھا مجھکو کیونکر جلاویگا تو مُردے فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا کہا کیوں نہیں لیکن اس لیے کہ تسکین ہو میرے دل کو فرمایا تو پکڑ چار جانور اُڑتے پھر انکو ہلا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر پہاڑ پر اُنکا ایک ایک ٹکڑا پھر انکو پکار وہ تو چلے آئیں تیرے پاس دوڑتے ہوئے جان لے کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا **ف** موضح قرآن میں فرمایا ہے چار جانور لائے ایک مور ایک مرغ ایک کوا ایک کبوتر انکو اپنے ساتھ ہلایا کہ پہچان رہے پھر ذبح کیا ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے ایک پر ایک پر دھڑ ایک پر پاؤں بیچ میں کھڑے ہو کر ایک کو پکارا اسکا سر اُٹھکر ہوا میں کھڑا ہوا پھر دھڑ ملا پھر پر لگے پھر پاؤں وہ دوڑتا چلا آیا اسی طرح چاروں نے یہ تین نصیحت فرمائے اس پر کہ اللہ آپ ہدایت کرنے والا ہے جسکو چاہے اگر شبہ پڑے تو ساتھ ہی جواب ہے اب آگے پھر جہاد کا ذکر ہے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا انتہی **ف** ابراہیم علیہ السلام نے جو وہ سوال کیا تھا اسکے کئی سبب بتائے ہیں اُن میں سے ایک سبب یہ ہے کہ جب نمرود سے یوں کہا کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا مارتا ہے تو پھر اُنکا یہ جی چاہا کہ میں علم الیقین سے عین الیقین کی طرف ترقی کروں آنکھ سے دیکھ لوں ابوہریرہ نے کہا حضرت نے فرمایا ہے ہم زیادہ تر مستحق ہیں شک کے ابراہیم سے رواہ الشیخان

ابن کثیر کہتے ہین مراد شک سے اس جگہ وہ نہین ہے جسکو بے علم لوگ سمجھتے ہین اس حدیث کی کئی جواب دیے ہین انتہی مگر
تفسیر مذکور مین اس جگہ پر یا من ہے فتح البیان مین کہا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو کسی طرح کا شک احیای موتی مین نہ تہا
طلب معاینہ اس لیے کیا کہ نفوس بشریہ کی یہ جبلت ہے کہ جس چیز کی خبر سنتا ہے اسکا دیکھنا چاہتا ہے جسطرح حدیث مین آیا
ہے لیس الخبر کالمعاینۃ؎ یار کیا ذات ہے تیری کہ نہ دیدہ ہو کر ✽ مجھے دیدہ نظر آتا ہے شنیدہ ہو کر ✽ ایک
گروہ اہل علم نے کہا ہے کہ یہ سوال اسلیے کیا تہا کہ قدرت مین شک پیدا ہوا تہا جسطرح حدیث ابوہریرہ مین گذرا ابن
عباس کہتے ہین میرے نزدیک قرآن مین کوئی آیت اس سے زیادہ امیدوار کرنے والی نہین ہے ابن جریر نے اسی
کو ترجیح دی ہے ابن عطیہ نے کہا میرے نزدیک یہ ترجیح مردود ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ابراہیم شاک ہوتے
تو ہم زیادہ حقدار شک ٹھیرتے مگر جبکہ ہمنے شک نہ کیا تو ابراہیم لائق تر ہین ساتھ عدم شک و شبہ کے حدیث
کی بنیاد نفی شک پر ہے ابراہیم سے رہا قول ابن عباس کا سو اسکا مطلب یہ ہے کہ انہون نے اللہ پر ناز کرکے
یہ چاہا کہ دنیا مین زندہ کرکے دکھا دے کیونکہ وہان کی زندگی تو معلوم ہے یہان عادت زندہ کرنے کی نہین ہے
یا یہ معنی ہین کہ ایمان کافی ہے ایمان کے ہوتے ہوئے اتنی کرید و کاوش کی کچھ حاجت نہین ہے تو یہ آیت ارجی
آیت ہوئی کیونکہ نرے ایماندار پر طاری ہونا شک کا بعید ہے تو مرتبہ نبوت و خلت تو کہین اس سے عالی درجہ
ہے وہان شک آنیکا کیا ذکر ہو سکتا ہے انبیا سارے کبائر صغائر سے معصوم ہوتے ہین الفاظ آیت شریف مین
تامل کرنے سے کوئی شک بہی ظاہر نہین ہوتا پوری تقریر اس جگہ کی فتح البیان مین مذکور ہے قرطبی نے کہا ابن عطیہ نے
بہت ٹہکانے کی بات کہی ہے انبیا پر ایسا شک ہونا جائز نہین کیونکہ اسطرح کا شک کفر ہے سارے انبیا بعث پر
متفق ہین اللہ نے خبر دی ہے کہ شیطان کا زور ہمارے انبیاء اولیاء پر نہین چلتا اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ
سُلۡطٰنٌ خود اس لعین نے نقل فرمایا ہے اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡہُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ سو جب اس رجیم کی کچھ سلطنت انپر نہ ہوئی تو
پھر شک کجا یا اور بات ہے کہ مقصود اس سوال سے یہ تہا کہ جمع ہونا اجزائے میت کا بعد تفریق کے ملانا جوڑ رگ پٹہ
گوشت پوست کا بعد تمزیق کے مشاہدہ کرین ملاحظہ فرماوین کیونکہ اس سے علم یقین عین یقین ہوجاتا ہے واللہ اعلم
ف کسی نے کہا ہے طیر کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ انواع حیوان مین سب سے زیادہ قریب طرف انسان کے یہی
نوع ہے سر گول ہوتا ہے دو پاؤن سے چلتا ہے یا اس لیے کہ ہمت طیر یہ ہے کہ آسمان پر اڑے ہمت خلیل یہ تہی
کہ طیر ہو جاوین اس کے سوا اور بہت نکتے اس تخصیص و تعداد کے بیان کیے ہین جو قریب تر بہذیان ہین ابن کثیر نے
کہا مفسرین کا تعیین ان طیور مین اختلاف ہے کہ وہ کون سے پرندے تہے اگرچہ اس تعیین مین کچھ فائدہ نہیں
ہے کیونکہ یہ بات اگر کوئی امر مہم ہوتا تو خود اللہ پاک قرآن پاک مین اسپر نص کر دیتا مجاہد و عکرمہ کا تو وہی قول ہے جو موضح
سے نقل ہو چکا ابن عباس نے کہا ایک غرنوق ایک طاوس ایک دیک ایک حمامہ تہا دوسرا قول یہ ہے کہ ایک

اور ایک قول ایک ایک مالا دس تہا ال کہتے ہیں کچھ تمام اس میں بھی اختلاف ہے کہ جزو دجبال کتنے تھے مگر اس ذکر میں کیا فائدہ ایک جماعت سلف نے کہا مراد لفظ فصرھن سے انکے ٹکڑے کرنا ہے یا باندھنا یا جمع کرنا یا بلانا یا چیر یا پھاڑنا غرضکہ کچھہ ہو چار پرندے لیکر حلال کیے انکے پر دھیو اکہاڑ کر سب کو نیچ کھسوٹ کر جیسے پیاد مگر خلط ملط کرکے ایک ایک پہاڑ پر رکھہ دیا وہ چار پہاڑ تھے یا سات پہاڑ پھر انکے سر اپنے ہاتھ میں لیکر پکارنا شروع کیا دیکھا کہ پر پر سے خون خون سے گوشت گوشت سے ہر جزو ہر جزو سے اڑکر ملگیا ہر پرندہ علیحدہ طیار ہوگیا انکے پاس دوڑتا ہوا چلا آیا دوڑتا اس لیے آیا کہ اگر اڑتا ہوا آتا تو شاید کوئی متوہم یہ وہم کرتا کہ وہ کوئی اور ہی پرندہ ہے اس کے پاؤن سلامت نہیں ہیں اس لیے دفع شبہ کے لیے پاؤن پاؤن چلکر آئے اس قصے میں دلیل ہے فضل خلیل و رانکے ادب پر سوال میں کہ جو سوال کیا وہ فی الحال کچھ لیا عزیر کو جواب انکے سوال کا سو برس بعد ملا ابن المسیب نے کہا ابن عباس بن عمرو جمع ہوئے ایک نے دوسرے سے کہا بھلا بتاؤ قرآن میں کون آیت ارجی ہے واسطے اس امت کی ابن عمرو نے کہا قول اللہ تعالے کا قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ابن عباس نے کہا تم یون کہتے ہو میں یون کہتا ہون اس آیت سے زیادہ واسطے اس امت کے قول ابراہیم علیہ السلام کا ہے رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي رواہ ابن جریر اسکو ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا ہے تا بعد اس کے اتنا بڑھایا ہے فرضی من ابراهیم قوله بلی حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے مطلب یہ ہوا کہ جب دل اور زبان سے اقرار ایمان کا ہوگیا تو اب کوئی وسوسہ نفس مضر نہ ہوگا سو اس سے بڑھ کر اور کیا امید داری جناب باری سے ہوگی واللہ اعلم مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ مثال انکی جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اس سے اگین سات بالین ہر بال میں سو سو دانے اللہ بڑھاتا ہے جسکے واسطے چاہے اللہ کشایش والا ہے سب جانتا **ف** یہ ایک کہاوت ہے جو اللہ تعالی نے واسطے دوچند ہونے ثواب کے بیان فرمائی یعنی جو شخص اسکی راہ و مرضی میں اپنا مال اٹھاتا ہے تو وہ نیکی اس کی دس گنی سے سات سو گنی تک بڑھ جاتی ہے سعید بن جبیر نے کہا مراد راہ خدا سے اس جگہہ طاعت خدا ہے مکحول نے کہا مراد خرچ کرنا ہے جہاد میں باندھ خیل و طیاری سلاح میں ابن عباس نے کہا مراد جہاد و حج ہے کہ ان میں ایک درہم سات سو گنے تک پہونچتا ہے اس مثل کا اثر نفوس میں زرے سات سو عدد کہدینے سے زیادہ تر ہے کیونکہ اس میں اشارہ ہے کہ اللہ بندون کے اعمال صالحہ کو ویسا ہی نمو بخشتا ہے جسطرح کھیتی کو زمین پاکیزہ میں تخم ڈالنے سے نشو نما ہوتا ہے حدیث میں بڑھنا ایک نیکی کا سات سو نیکی تک آیا ہے ابو عبیدہ نے کہا ہے حضرت نے فرمایا جس نے خرچ کیا بہتر نفقہ راہ خدا میں وہ سات سو گنا ہے جس نے خرچ کیا اپنی جان اور اپنے گھر والوں پر اور عیادت کی کسی بیمار کی

تو ایکو نیکی دس گنی ہوتی ہے روزہ سپر ہے جب تک کہ اسکو نہ پھاڑے تجکو مبتلا کیا اللہ نے کسی بلا مین اسکے لیے حط
ہے یعنی گناہون کا جھڑنا رواہ احمد و رواہ النسائی موقوفا ابن مسعود نے کہا ایک آدمی نے ایک ناقہ مخطوم راہ خدا
مین دیا کہا حضرت نے فرمایا قیامت مین سات سو ناقے مخطوم آوین گے رواہ احمد و مسلم والنسائی مسلم کا لفظ
یون ہے ایک آدمی ناقہ مخطوم لایا کہا یہ اللہ کی راہ مین ہے فرمایا اسکے عوض تجکو دن قیامت کے سات سو ناقے ملینگے دوسرا
لفظ ابن مسعود کا یہ ہے اللہ نے بنی آدم کے حسنہ کو دس گنا سات سو گنے تک مقرر کیا ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لیے
ہے اسکی جزا مین دونگا صائم کے لیے دو فرحتین ہین ایک وقت افطار کے دوسری دن قیامت کے بو دہن صائم
کی پاکیزہ تر ہے نزدیک خدا کے خوشبوئے مشک سے رواہ احمد ابوہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ ہر عمل ابن آدم کا
دگنا ہوتا ہے نیکی دس گنے ہوتی ہے سات سو گنے تک اور جہان تک اللہ چاہے مگر صوم کہ وہ میرے لیے ہے مین ہی اسکی
جزا دونگا چھوڑتا ہے کھانا پینا اپنا میرے واسطے الحدیث رواہ احمد و مسلم حریم بن وائل نے مرفوعا کہا ہے
جسنے خرچ کیا راہ خدا مین کوئی نفقہ وہ سات سو گنے تک بڑھتا ہے رواہ احمد معاذ نے کہا حضرت نے فرمایا ہے نماز
روزہ ذکر مضاعف ہوتا ہے نفقہ پر راہ خدا مین سات سو چند رواہ ابوداود عمران بن حصین سے مرفوعا مروی
ہے جسنے بھیجا نفقہ راہ خدا مین اور رہا اپنے گھر مین اسکو ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ملینگے دن قیامت کو جسنے جہاد
کیا راہ خدا مین اور خرچ کیا اس کام مین اس کے لیے عوض ہر درہم کے سات سو درہم ہین پھر یہ آیت پڑھی واللہ
یضاعف لمن یشاء رواہ ابن ابی حاتم یہ حدیث غریب ہے حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ حسنہ دو لاکھ تک پہنچتا
ہے ابن عمر نے کہا جب یہ آیت اتری حضرت نے کہا رب زد امتی اللہ نے یہ آیت اتاری من ذا الذی
یقرض اللہ قرضا حسنا کہا رب زد امتی یہ آیت اتری انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب رواہ
ابن مردویہ و ابن ابی حاتم و ابن حبان معلوم ہوا کہ ضعف کے مراتب مین ادنے مرتبہ یہ ہے کہ ایک نیکی کی دس
نیکیان ہوتی ہین دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ ایک نیکی سات سو گنے ہو جاوے تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ ایک نیکی دو
لاکھ گنے ہو چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ اجر بے حساب ملے یہ مراتب بحسب اخلاص عمل و حسن حال متفاوت ہوتے ہین اللہ
کا فضل بہت واسع ہے وہ جانتا ہے کہ کون کس مرتبہ کا مستحق ہے کس کا ایک درہم دوسرے کے ہزار درہم سے بڑھ
جاتا ہے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اگر تم برابر کوہ احد کے راہ خدا مین سونا خرچ کرو تو اس نصف مد کو وہ نہین پہنچتا
جو صحابہ نے صرف کیا ہے اس کا سبب کچھ نہین مگر یہی اخلاص عمل حسن نیت مال حلال صرف نفقہ بر
وقت حاجت

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَهُمْ
أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا
أَذًى وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ

النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ جو لوگ خرچ کرتے ہین اپنے مال
اللہ کی راہ مین پھر پیچھے خرچ کرکے نہ احسان رکھتے ہین نہ ستاتے انہین کو ہے ثواب انکا اپنے رب کے یہان نہ ڈر ہے
انپر نہ وہ غم کہاوین بات معقول کہنا اور درگذر کرنا بہتر ہے اُس خیرات سے جسکے پیچھے ستانا ہے اللہ بے پروا
ہے تحمل والا اے ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھکر اور ستا کر جیسے وہ شخص جو خرچ کرتا ہے اپنا
مال لوگون کے دکھانے کو یقین نہین رکھتا ہے اللہ پر سو اُس کی مثال جیسے صاف پتھر اُسپر پڑی ہے مٹی پھر اُسپر
برسا زور کا مینہ تو اُسکو کر رکھا سخت کچھ ہاتھ نہین لگتی اُنکو اپنی کمائی اللہ راہ نہین دیتا منکر لوگون کو یعنی مانگنے والے
کو نرمی سے جواب دینا اور اُس کی بدخوئی سے درگذر کرنا بہتر ہے اس سے کہ دیوے پھر اُسکو بار بار دباوے یہ سمجھے کہ منع
تو اللہ کو دیتا ہے اسکو کیا پروا ہ مگر اپنا بھلا کرتا ہون اوپر مثال فرمائی تہی خیرات کی جیسے ایک دانہ بویا سات بالین
نکلین سات سو دانے ملے یہان فرمایا کہ نیت شرط ہے اگر دکہاوے کی نیت سے خرچ کیا ہے تو جیسے دانہ بویا پتھر
مین جسپر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تہی جب مینہ پڑا وہ صاف ہو گیا اُس مین کیا اُگیگا **ف** اللہ تعالیٰ نے اس آیت
مین اُن لوگون کی مدح فرمائی ہے جو اپنا مال راہ خدا مین صرف کرکے بعد خیرات و صدقات کے منت نہین رکھتے
ایذا نہین پہونچاتے نہ قول سے نہ فعل سے پھر وعدہ کیا جزائے جمیل کا اور نفی کی حزن و غم کی اُن سے قول معروف
سے مراد کلمہ طیبہ ہے مثلاً سائل کو دعا دے یا اس سے اچھی بات کہے مغفرت سے مراد یہ ہے کہ جس نے قولاً یا
فعلاً ظلم کیا ہے اُسکو معاف کردیا عمرو بن دینار نے کہا ہمکو پہنچا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ کوئی صدقہ
محبوب تر خدا کو قول معروف سے نہین پھر یہ آیت پڑہی احادیث مین نہی آئی ہے احسان رکھنے سے صدقے مین ابوذر
نے کہا حضرت نے فرمایا تین آدمی ہین جن سے اللہ دن قیامت کے بات نہ کریگا نہ اُنکی طرف دیکھیگا نہ اُنکو پاک کریگا
اُنکے لیے تو عذاب الیم ہوگا ایک منان یعنے جو دیکر احسان رکھتا ہے دوسرا اُسکا نیوالا اپنی ازار کا تیسرا انکا ہی
کرنے والا اپنے سامان کی جہوٹی قسم کہا کر رَوَاہُ مُسْلِمٌ ابوالدرداء کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ داخل نہین ہوگا۔
جنت مین عاق یعنے نافرمان ماں باپ کا اور نہ منان یعنی منت رکھنے والا احسان کرکے اور نہ ہمیشہ شراب پینے
والا اور نہ جھٹلانے والا تقدیر کا۔ رَوَاہُ ابْنُ مَرْدَوَیْهِ وَاَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَهْ ابن عمر نے مرفوعاً کہا ہے تین
شخصون کی طرف اللہ نظر نہ کریگا دن قیامت کے عاق والدین مدمن خمر منان عطی رواہ ابن مردویه وابن
حبان والحاکم ابن عباس کا لفظ مرفوع یہ ہے داخل ہوگا جنت مین مدمن خمر اور نہ عاق والدین اور نہ منان
رواہ النسائی وابن ابی حاتم اسی لیے اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ جس صدقے کے بعد من و اذی ہوتا ہے
اسکا ثواب بسبب اس خطیئہ کے باطل ہو جاتا ہے جسطرح ریاکار کا نفقہ برباد جاتا ہے وہ ظاہر تو یہ کرتا ہے کہ

دیتے اللہ کے لیے دیا ہے اور مقصود اسکا یہہ ہے کہ لوگ اسکی مدح کرین خلق مین شہرت ہو کہ فلان شخص صاحب نیات
جمیلہ ہے یا بڑا سخی جواد ہے اسکو اس معاملہ مین اللہ کی مرضی اور اُس کے سوال جنجال سے کچھ غرض نہین ہے یہی دنیا کی نیکنامی
مطلوب ہے اسی لیے یہہ فرمایا کہ وہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہین رکھتا ہے پہر اللہ نے منفق مرائی کی ایک مثال کہہ
سنائی کہ جس طرح سخت پتھر پر سے مٹی مینہہ برسنے سے سرک جاتی ہے خالی کرا پتھر رہ جاتا ہے اسی طرح اُس ریاکار
کا حال ہے کہ عمل برباد گیا وبال ونکال رہ گیا کچھ ہاتھ نہ آیا **ف** فتح البیان مین کہا ہے کہ یہہ آیت اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حق مین عثمان بن عفان وعبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہما کے اتری
ہے عثمان نے غزوہ تبوک مین ایک ہزار اونٹ مع پالان وجملہ سامان مسلمانون کو دیے عبد الرحمن نے چار ہزار درہم
بطور صدقہ سامنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لا کر رکھے مَن کے یہہ معنی ہین کہ اپنے احسان گنکر جتلاوے کہ مینے تیرے
ساتھ یہ کیا وہ کیا لوگون سے کہے کہ مینے فلان شخص سے ایسا ویسا احسان کیا یہ مَن منجملہ کبائر کے ہے اذی یہہ ہے
کہ زبان درازی کرے گالی دے شکوہ شکایت کرے عبد الرحمن بن زید نے کہا میرے باپ کہتے تھے جب تو کسی شخص کو کچھ دے
اور دیکھے کہ تیرا سلام کرنا اسپر گران ہے تو اسکو سلام نکر عرب اس شخص کی مدح کرتے تھے جو نعمت کو چھپاتا احسان نہ رکھتا
اظہار نعمت کو احسان رکھنے کو بُرا کہتے قول معروف یہہ ہے کہ اچھی بات کہے جواب نرم دے یا وعدہ کرے یا پس پشت دعا
دے صحیح مسلم مین آیا ہے کلمہ طیبہ صدقہ ہے منجملہ معروف کے ایک بات یہ ہے کہ تو اپنے بہائی سے کشادہ پیشانی ملے مغفرت
سے یہ مراد ہے کہ محتاج کی خصلت بدحالت پر کو چھپا دے سائل اگر الحاح کرے تو تنگ ہو معاف کرے ضحاک نے
کہا قول معروف یہہ ہے کہ سائل کو نہ کہے یرحمک اللہ یرزقک اللہ کہہ سخت جواب نہ دے اس آیت مین تعریض ہے
اس بات کی کہ مَن اور اذی اور ریا خصال کفار سے ہین محمود بن لبید نے کہا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا بڑا خوف مجھکو تمپر شرک
اصغر کا ہے پوچھا وہ کیا ہے فرمایا ریا ہے جس دن بندون کو انکے اعمال کی جزا دینگے ریا والون سے کہینگے انہین
کے پاس جاؤ جنکو تم دنیا مین دکہاتے تھے دیکھو اُنکے پاس کچھ ہے رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ ابو ہریرہ نے کہا حضرت نے کہا
ہے اللہ تعالی فرماتا ہے مین بڑا بے پروا ہون شریکون مین جس نے کیا کوئی کام اور شریک کیا اس مین میرے
غیر کو چھوڑ دیتا ہون مین اسکو اور اُسکے شرک کو یہ حدیث صحیح ہے وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ
اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ
فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ مثال اُنکی جو خرچ کرتے ہین مال اپنے اللہ کی خوشی چاہکر اور اپنا دل ثابت کر کر
جیسے ایک باغ ہے بلندی پر اُسپر پڑا مینہ تو لایا اپنا پہل دونا پہر اگر نہ پڑا اسپر مینہ تو اوس ہی پڑی اور اللہ تمہارے
کام دیکھتا ہے مینہہ سے مراد بہت مال خرچ کرنا ہے اور اوس سے مراد تہوڑا مال سو اگر نیت درست ہے تو بہت خرچ
کرنا بہت ثواب اور تہوڑا بہی کام آتا ہے جیسے خالص زمین پر باغ ہے جتنا مینہ برسے اُسکو فائدہ ہے بلکہ اوس بھی

کافی ہے نیت درست نہیں تو جتنا زیادہ خرچ کرے ضائع ہے کیونکہ زیادہ مال دینے میں دو کہا وہ بھی زیادہ ہے جیسے پتھر پر دانہ جتنا زور کا مینہ برسے ضرر کرے کہ مٹی دہو جاتی ف یہ آیت شریف مثال ہے ان مومنوں کی جو اپنا مال اسکی رضا میں صرف کرتے ہیں انکے دل کو یقین ہے کہ اللہ انکو پورا بدلا انکے صرف کا دیگا جسطرح حدیث صحیح میں آیا ہے من صام رمضان ایماناً و احتساباً یعنے یہ جانتا ہے کہ اللہ نے روزے کو شروع کیا ہے اس کے ثواب کا نزدیک اللہ کے یقین رکھتا ہے شعبی نے کہا تثبیت کے معنے تصدیق و یقین کے ہیں یہی قول ہے قتادہ ابوصالح بن زید کا اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے مجاہد و حسن نے کہا تثبیت کے یہ معنے ہیں کہ صدقات و خیرات کرتے ہیں سچے پکے دل سے بعض نے کہا معنے یہ ہیں کہ انکو بصیرت ہے وہ انکو انفاق پر طاعت الٰہی میں ثابت قدم رکھتی ہے فتح البیان میں اسی کو ارجح کہا ہے ربوہ کہتے ہیں بستان کو جمہور نے کہا ٹیلے کو کہتے ہیں ابن عباس نے کہا اس مکان مرتفع کو زمین سے کہتے ہیں جسمیں نہریں جاری ہوں ابن جریر نے کہا ربوہ بضم و فتح و کسر تینوں طرح پڑھا گیا ہے ضم قرات عامہ اہل مدینہ و حجاز و عراق سب فتح قرات ہے بعض اہل شام و کوفی کی لغت تمیم بھی یہی ہے کسرہ قرات ابن عباس ہے وابل کہتے ہیں زور کے مینہ کو اکل کہتے ہیں پھل کو یعنے اور باغوں سے اس میں دوچند یا چہارچند میوہ آتا ہے طل کہتے ہیں نرم پانی کو جسے اوس کہتے ہیں یا دہیمی کہتی ہیں مطش ندی بھی ہوتی ہیں یعنی وہ باغ جو اسل و نجد جگہ پر کبھی سوکھتا نہیں ہے اگر مینہ اسپر برسا تو اوس پڑی تب کچھ بھی ہو وہ باغ کو کافی وافی ہوتا ہے اسیطرح حال اہل مومن کا ہے کہ کبھی برباد نہیں جاتا ہے بلکہ اللہ اسکو قبول کرتا بڑھاتا رہتا ہے مطابق حال ہر عامل و عمل کے اسی لیے یہہ فرمایا ہے کہ اللہ پر کوئی کام تمہارا مخفی نہیں ہے اس آیت میں اخلاص کی ترغیب ریا سے ترہیب ہے وعدہ وعید دونو اس میں موجود ہیں اَیَوَدُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ تَکُوۡنَ لَہٗ جَنَّۃٌ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّ اَعۡنَابٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۙ لَہٗ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَ اَصَابَہُ الۡکِبَرُ وَ لَہٗ ذُرِّیَّۃٌ ضُعَفَآءُ ۪ۖ فَاَصَابَہَاۤ اِعۡصَارٌ فِیۡہِ نَارٌ فَاحۡتَرَقَتۡ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَتَفَکَّرُوۡنَ ۝ بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ ہو وے اسکا ایک باغ کھجور اور انگور کا نیچے اسکے بہتی ندیاں اسکو وہان حاصل سب طرح کا میوہ اور اسپر بوڑھاپا پہنچا اسکی اولاد ہے ضعیف تب پڑا اس باغ پر بگولا جس میں آگ تھی تو وہ جل گیا یوں سمجھاتا ہے اللہ تمکو آیتیں شاید تم دھیان کرو یہ مثال فرمائی احسان کرنے والے کی جو اپنی اچھی خیرات کو ضائع کرے جیسے جوانی کے وقت باغ حاصل کیا اس توقع سے کہ بڑی عمر میں کام آوے عین کام کے وقت جل گیا ف بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ عمر بن خطاب نے اصحاب حضرت سے کہا بتاؤ یہ آیت کس کے حق میں اتری ہے کہا اللہ جانے عمر نے غصہ کیا کہا ایک بات کہو کہ ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے ابن عباس نے کہا اے امیر المومنین میرے جی میں بابت اس آیت کی ایک بات آتی ہے کہا اے بھتیجے تو کہہ ڈال اپنی جان کو حقیر نہ سمجھ انہوں نے کہا یہ کہاوت ہے عمل کی پوچھا کون عمل کہا ایک آسودہ شخص نے

اللہ کی طاعت کی پہر اللہ نے اس کے لیے شیطان بہیجا وہ گناہ کرنے لگا یہان تک کہ سارے عمل اس کے ڈوب گئے یہ روایت افراد بخاری سے ہے ابن کثیر کہتے ہین یہ حدیث کافی ہے واسطے تفسیر اس آیت کے اس مین بیان ہے اس بات کا کہ ایک شخص نے اولاً اچھے کام کیے پہر اس کی عادت بدل گئی حسنات سیئات ہوگئے اس نے اپنے اگلے عمل صالح کو پچہلے عمل سے باطل کر ڈالا جب سخت تنگی کا وقت آیا تو اب اگلے عمل کا محتاج ہوا وہ اب کہان؟ تبہ آنا ہے وہ تو ہاتھ سے نکل گیا ایسے اللہ نے فرمایا کہ بڑہاپے مین بچے تہے ناگہان ایک آگ کا بگولا اٹہا اس نے باغ پہر جلا کر خاک سیاہ کر دیا کہو اب اسکا حال کیا ہوگا ابن عباس نے کہا اللہ نے یہ بہت اچھی مثال فرمائی ہے اسکی ساری مثالین اچھی ہوتی ہین بڑہاپے مین جبکہ بچے بہی نادان تہے اس باغ کو ضائع کیا اب جو قوت باقی نرہی نہ اسکو بوے نہ اس لائق کہ کچہ بہلائی کر سکین وہ باغ اُمر عمر مین جل گیا اب کچہ نرہا اسی طرح حال کافر کا دن قیامت کے ہوگا جب اللہ کے پاس جاویگا بے خیر محض ہوگا اگر کوئی بہلا کام بہی کیا تہا تو وہ بہی باقی نربچا نہ کچہ کام آیا جسطرح اس پیر مرد کو اولاد کام نہین آئی سب جیسے وہ اپنے باغ سے محروم ہوگیا ویسے ہی یہ کافر اپنے عمل خیر سے خالی ہاتہ رہگیا حدیث مین آیا ہے کہ حضرت یہ دعا کیا کرتے تہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِضَاءِ عُمُرِيْ رواہ الحاکم اسی لیے اللہ نے یہ فرمایا کہ یہہ مثال تمہارے سمجہانے کے لیے بیان کی گئی ہے شاید تم کچہہ سوچو سمجہو کما قال تعالیٰ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ فتح البیان مین کہا ہے یہ آیت تمثیل ہے اس شخص کی جو عمل خیر کرتا ہے پہر اس عمل سے ایسی چیز کو ملاتا ہے جو اسکو اکارت کر دیتی ہے قیامت مین وقت شدت حاجت کے اس عمل خیر کو بیکار بے نفع پاویگا جسطرح باغ والے نے آخر عمر مین اس باغ کو ویران پایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ

وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ

وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا

يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ اے ایمان والو خرچ کرو ستہری چیزین اپنی کمائی مین سے اور جو ہم نے نکالا تمہارے لیے زمین سے اور نیت نہ رکہو گندی چیز پر کہ خرچ کرو اور تم آپ وہ نہ لوگے مگر جو آنکہین بند کر لو جان رکہو کہ اللہ بے پرواہ ہے خوبیون والا شیطان وعدہ دیتا ہے تمکو تنگی کا اور حکم کرتا ہے بے حیائی کا اللہ وعدہ دیتا ہے اپنی بخشش کا اور فضل کا اللہ کشایش والا ہے سب جانتا دیتا ہے سمجہ جسکو چاہے اور جسکو سمجہ ملی بہت خوبی ملی اور وہی سمجہین جنکو عقل ہے **ف** موضح القرآن مین فرمایا ہے یعنی صدقہ قبول ہونے کی یہ بہی شرط ہے کہ مال حلال کمایا ہو حرام نہ ہو بہتر چیز اسکی راہ مین دیوے یہ نہین کہ بری چیز خیرات مین لگا دی کہ لینے دینے مین آپ ویسی چیز قبول نکرے مگر لحاظ رہو کہ کیونکہ اللہ بے پرواہ ہے محتاج نہین خوبیون والا ہے خوب خوب چیز پسند کرتا ہے جب دل مین خیال آوے کہ مال خیرات مین دینا لیکن تو محتاج

مفلس ہو جاؤں بہت کمی تو جیانی ہے پھر اسکی تاکید سے کہ کبھی خرچ نکرے تو جان لیوے کہ یہ خیال شیطان کی طرف
سے آیا جب خیال آوے کہ خیرات سے گناہ بخشے جاوینگے اللہ کے یہاں کمی نہیں ہے جاویگا تو اور دیویگا تو جان لیوے
کہ یہ خیال اللہ کی طرف سے آیا ہے انتہی **ف** ابن کثیر نے کہا اللہ نے عباد مومنین کو حکم خرچ کرنے کا دیا ہے مراد اس خرچ
سے صدقہ ہے یہی قول ہے ابن عباسؓ کا طیبات سے مراد تجارت ہے جسکو اللہ نے انپر آسان کر دیا ہے علی وسدی
نے کہا مراد سونا چاندی پھل کھیتی ہے جسکو اللہ نے انکے لیے زمین سے برآمد کیا ہے ابن عباسؓ نے کہا انکو حکم دیا
ہے انفاق کا اطیب واجود وانفس اموال سے منع کیا ہے تصدق کرنے سے رذیل ودنی وخبیث مال کے اللہ پاک ہے قبول
نہیں کرتا مگر پاک مال یہ اس لیے فرمایا ہے کہ نیت نہ کرو گندی چیز کی کہ اگر ویسی خراب نکمی چیز کوئی تمکو دے تو تم کبھی اسکو
نہ لو جس چیز کو تم خود نہ لوگے اس چیز کو اللہ کی راہ میں دیتے ہو وہ اسکو کیوں لینے لگا خدا انکو ہستہ [?] وہ کچھ محتاج نہیں ہے
کہ ہر گری بری چیز اچھی بری لے لیوے حدیث ابن مسعود میں آیا ہے آنحضرتﷺ نے فرمایا ہے اللہ نے جسطرح تمہارے بیچ میں رزق
تقسیم کیا ہے اسیطرح اخلاق بھی تقسیم کیے ہیں اللہ دیتا ہے دنیا اسکو جسے چاہتا ہے اور جسے نہیں چاہتا دین نہیں دیتا مگر اسی
کو جسے چاہتا ہے سو جسکو دین دیتا ہے اسکو وہ چاہتا ہے قسم ہے اس شخص کی جس کے ہاتھ میں ہے جان میری مسلمان
نہیں ہوتا بندہ جب تک کہ سلامت نہو دل و زبان اسکی ایمان نہیں لاتا جب تک کہ امن میں نہو ہمسایہ اسکا اس کی
آفتوں اور ظلموں سے نہیں کماتا بندہ کوئی مال حرام پھر اسکو خرچ کرتا ہے اسکو پھر اس میں برکت ہو صدقہ نہیں دیتا
اس میں سے اور وہ قبول ہو نہیں چھوڑ جاتا اس مال حرام کو پیچھے اپنے مگر وہ اسکا زاد راہ ہے طرف نار کے اللہ بدی
کو بدی سے نہیں مٹاتا ہے لیکن سئی کو حسن سے محو کرتا ہے گندگی گندگی کو دور نہیں کرتی رواہ احمد براء بن عازب
نے کہا یہ آیت حق میں انصار کے اتری ہے جب وقت کھجور کاٹنے کا آتا تو ایک ڈال اسکی باغ سے لا کر درمیان دو
ستون مسجد نبوی کے لٹکا دیتے فقراء مہاجرین اسکو کھاتے بعض آدمی نکمی سڑیل کھجور لا کر اس میں ملا دیتے اسکو
جائز سمجھتا سیر یہ آیت اتری رواہ ابن جریر وابن ماجۃ وابن مردویہ والحاکم وقال صحیح علی شرطہما ولم
یخرجاہ اس سبب نزول کو ابن ابی حاتم اور نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے حسن غریب کہا ہے عبداللہ
بن مغفل نے کہا مسلمان کی کمائی گندہ نہیں ہوتی مگر نکمی چیز کھوٹا ردیہ پیسا برا مال صدقہ نکرے کسی نے کہا مراد طیبات
سے اس جگہ حلال ہے یعنے اچھا مال بھی ہو حرام بھی نہو کسی نے کہا اس آیت میں دلیل ہے اباحت کسب پر حدیث
مقدام میں آیا ہے نہ کھایا کسی نے کوئی کھانا بہتر اس سے جو کھایا اپنے ہاتھ کی کمائی کا رواہ البخاری انفاق سے مراد
اس جگہ زکوۃ فرض ہے یا صدقہ نفل یا دونوں امر کا صیغہ مفید وجوب ہے آیت میں دلالت ہے وجوب زکوۃ پر ہر
پیداوار زمین سے لیکن جمہور اس عام کو خاص کہتے ہیں شافعی نے کہا زکوۃ خاص ہے ساتھ اس چیز کے جسکو آدمی
برتے ہیں باختیار خود کھاتے ہیں جو نصاب کو پہونچ جاتی ہے کھجور انگور اسی کے حکم میں داخل ہیں ابوحنیفہ نے کہا

آیت عام ہے اس لیے ہر پیداوار زمین پر زکوۃ واجب ہے جیسے فواکہ بقول حضرات مطیع فتاخیالن سب مین دسوان حصہ
ہے قلیل ہون یا کثیر مگر قول اہل صحیح اعداولی ہے ابن عباس نے کہا بعض اصحاب ستانا اعمال لیکر صدقہ کرتے
اسپر یہ آیت اتری **ف** ابن مسعود نے کہا حضرت نے فرمایا ہے شیطان کو اتار ہے طرف ابن آدم کے اور فرشتے کو
بھی اتار ہے طرف اس کے سو شیطان کا اتار یہ ہے کہ وہ وعدہ دیتا ہے شر اور حق بات کو جھٹلانے کا فرشتے کا اتار
یہ ہے کہ وعدہ دیتا ہے خیر اور تصدیق حق کا سو جو کوئی یہ پاوے تو اسکو اللہ کی طرف سے سمجھے الحمد للہ کہے جو کوئی وہ
پاوے تو شیطان سے پناہ مانگے پھر یہ آیت پڑھی اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ الآیۃ رواہ ابن ابی حاتم والترمذی
والنسائی وابن حبان وابو یعلے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے مطلب شیطان کے وعدہ دینے کا یہ ہے
کہ وہ تمکو محتاجی کا ڈر بتاتا ہے کہتا ہے جو کچھ تمہارے پاس ہے اسکو روکے رہو اسکی مرضی مین صرف نکرو کہین ایسا نہ
ہو کہ فقیر ہو کر رہجاؤ اس کے سوا یہ حکم کرتا ہے کہ تم معاصی و آثام و محارم بجالاؤ خوب سا عیش و مزا اڑاؤ اس کے مقابل
مین اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہ ہم تسے وعدہ مغفرت کا کرتے ہین یعنے جو کچھ تم میری طاعت و رضا و راہ مین صرف کروگے
اس کے عوض تمکو جنت ملیگی دیکھو درمیان دونون وعدون کے کسقدر تفاوت و فرق ہے ابن عباس نے کہا مراد
حکمت سے اس آیت مین پہچاننا ناسخ منسوخ محکم متشابہ مقدم موخر حلال حرام قرآن کا ہے دوسرا لفظ مرفوع یہ ہے کہ حکمت
قرآن ہے یعنے اس کی تفسیر ہے کیونکہ قرآن کو ہر نیک و بد پڑھتا ہے مجاہد نے کہا مراد حکمت سے ٹھیک بات کہنا ہے حکمت
نبوت تو نہین ہے مگر علم و سمجھ ہے ابو العالیہ نے کہا اللہ کا ڈر ہے کیونکہ اللہ سے ڈرنا سر ہے ہر حکمت کا ابن مسعود کا لفظ مرفوع
یہ ہے کہ سر حکمت کا خوف ہے خدا کا ابو العالیہ نے کہا حکمت کتاب و فہم ہے نخعی نے کہا فہم ہے ابو مالک نے کہا سنت ہے
یعنے حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم زید بن اسلم نے کہا عقل ہے مالک نے کہا میرے جی مین آتا ہے کہ حکمت فہم
ہے اللہ کے دین مین اللہ اپنے فضل و رحم سے اسکو دلون مین داخل کرتا ہے اسکی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی دنیا کے
کام مین ہوشیار ہوتا ہے دوسرا شخص امر دنیا مین ضعیف امر دین مین عالم بصیر ہوتا ہے اللہ نے اس کو دین کی
ہوشیاری دی دنیا سے محروم رکھا پس حکمت فقہ فی الدین ٹھیری مراد فقہ سے فہم ہے نہ اصطلاح عام سدی نے
کہا حکمت نبوت ہے ابن کثیر نے کہا صحیح یہ ہے کہ حکمت کچھ خاص ساتھ نبوت کے نہین ہے بلکہ عام ہے نبوت سے اعلی
حکمت نبوت ہے رسالت اخص ہے لیکن اتباع انبیاء کو ایک حظ خیر سے بطریق تبعیت کے ہوتا ہے جسطرح بعض احادیث
مین آیا ہے کہ جس نے قرآن کو حفظ کر لیا اس کے دونون کندھون کے بیچ مین نبوت دھردی گئی اتنی بات ہے
کہ اس کو وحی نہین آتی رواہ وکیع ابن عمرو موقوفا کچھ مین نہین حسد مگر دو آدمیون پر ایک وہ شخص جسکو
اللہ نے مال دیا وہ اسکو حق مین اٹھا رہا ہے دوسرا وہ شخص جسکو حکمت دی وہ اس کے موافق حکم کرتا ہے اسکو سکھلاتا
ہے رواہ احمد والشیخان والنسائی وابن ماجہ من طرق متعددۃ فتح البیان مین بعد ذکر اقوال مذکورہ کے کہا

ہے کہ یہ سب قول قریب یکدیگر ہین اگر لفظ حکمت کو سب اقوال پر بطریق عموم یا بدل حمل کرین تو کوئی مانع نہین ہے لیکن
مین کہتا ہون ہر کسی عالم نے ایک خصلت حسنہ یا خلق حسن یا عمل صالح یا علم نافع کو موافق اپنے فہم کے تفسیر حکمت مین ذکر
کیا ہے سب سے بہتر تفسیر حکمت کی جسکی طرف اکثر سلف گئے ہین یہ ہے کہ مراد حکمت سے سنت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہے خصوصا اس جگہہ جہان لفظ حکمت کا ہمراہ لفظ کتاب کے آیا ہے اور جس جگہہ مطلق آیا ہے جیسے اس آیت مین
وہان بھی کوئی مانع نہین یا وہان مراد قرآن ہے کیونکہ قرآن کا ایک نام ذکر حکیم بھی ہے پھر جب حکمت قرآن یا حدیث
ٹھیری تو سارے اقوال اسکے پیٹ مین آگئے قرآن و حدیث دونون کا حکمت ہونا دلیل ہے کمال اتحاد کتاب
وسنت پر کہ اس لفظ سے جو مراد لو دوسری چیز بھی اس مین داخل ہے قرآن حکم کرتا ہے اتباع سنت اور اطاعت رسول
کا سنت ارشاد کرتی ہے طرف تمسک کتاب کے ولله الحمد یہ بھی معلوم ہوا کہ حکمت خواہ قرآن ہو یا سنت اللہ نے
اسکو خیر کثیر فرمایا ہے مراد خیر کثیر سے وہ علم نافع ہے جو طرف عمل صالح کے لیجاوے جسکا انجام سعادت ابدی رضوان
سرمدی نجات دائمی ہوتا ہے اللهم ارزقنا وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۗ وَمَا
لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ
عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ جو خرچ کروگے تم کوئی خیرات یا قبول کروگے کوئی منت سو اللہ
کو معلوم ہے گنہگارون کا کوئی نہین مددگار اگر کھلی دو خیرات تو کیا اچھی بات ہے اور اگر چھپاؤ اور فقیرون کو پہنچاؤ
تو تمکو بہتر ہے اتارتا ہے کچھ گناہ تمہارے اللہ تمہارے کام سے واقف ہے ہ یعنی منت قبول کی تو واجب ہوگئی
اب ادا نکرے تو گنہگار ہے نذر اللہ کے سوا کسی کی نچاہیے مگر یہ کہ اللہ کے واسطے فلانے شخص کو دونگا تو مختار
ہے اگر نیت دکھاوے کی نہو تو خیرات کھلی بھی بہتر ہے کہ اور دن کو شوق آوے چھپی بھی بہتر ہے کہ لینے والا نہ شرماوے

ف اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ اسرار صدقے کا افضل ہے اظہار سے کیونکہ ریا سے دور تر ہے مگر یہ کہ اظہار
مین کوئی ایسی مصلحت ہو کہ اس حیثیت سے اظہار افضل ہو جاوے گا مگر اس آیت کا منشا یہی ہے کہ چھپا کر دینا کھلے دینے
سے بہتر ہوتا ہے صحیحین مین ابوہریرہ سے مرفوعا آیا ہے کہ سات شخصون کو اللہ دن قیامت کے اپنے سایے مین رکھیگا
ان مین ایک وہ شخص بھی ہے جسنے کوئی صدقہ چھپا کر دیا یہان تک کہ بائین ہاتھ نے نجانا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا انس
ابن مالک سے مرفوعا کہتے ہین جب اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ہلنے لگی پہاڑون کو پیدا کر کے اسپر ڈالدیا تھم گئی ملائکہ نے
خلق جبال سے تعجب کیا کہا اے رب بھلا ان پہاڑون سے بھی کوئی شی تیری مخلوق مین زیادہ تر سخت ہے فرمایا ہان لوہا
کہا بھلا لوہے سے بھی زیادہ کوئی شے تیری خلق مین سخت تر ہے کہا ہان آگ پوچھا آگ سے بھی زیادہ تر کوئی شے سخت
ہے کہا ہان پانی پوچھا پانی سے بھی زیادہ کوئی شے سخت تر ہے کہا ہان ہوا کہا ہوا سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت تر ہے
فرمایا ہان بنی آدم سیدھے ہاتھ سے صدقہ دیتا ہے اسکو بائین ہاتھ سے چھپاتا ہے رواہ احمد ایک حدیث مین آیا ہے

کر پوشیدہ صدقہ اللہ کے غضب کو بجھا دیتا ہے عامر شعبی نے کہا یہ آیت بابت حق مین ابوبکر و عمر کے اتری ہے عمر آدھا مال لیکر
پاس حضرت کے آئے تب پوچھا گھر کے لیے کیا چھوڑ آئے کہا آدھا مال ابوبکر سارا مال لیکر آئے اپنی جان سے بھی گویا
چھپایا حضرت نے پوچھا گھر والون کے لیے کیا چھوڑ آئے کہا اللہ و رسول کو عمر نے رو کر کہا اے ابوبکر میرے مان باپ
تیرے صدقے ہمنے کسی باب خیر کی طرف سبقت نہ کی مگر تم ہی سابق نکلے رواہ ابن ابی حاتم یہ حدیث اور طرح
پر بھی آئی ہے لکن ہمنے اس جگہہ اسکو قول شعبی سے اس لیے روایت کیا کہ انہون نے نزول اس آیت کا ان کے
حق مین بتایا ہے ابن کثیر نے کہا یہ آیت عام ہے اس باب مین کہ اخفائے صدقہ بہتر ہے خواہ فرض ہو یا مندوب
لکن ابن جریر نے ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اللہ نے صدقہ سر کو تطوع مین فضیلت دی
ہے صدقہ علانیہ پر ستر درجہ اور صدقہ فرض کو صدقہ سر پر پچیس درجہ یہی حال ہے سارے فرائض و نوافل سب چیزون
مین ایک قول ابن عباس کا یہی ہے کہ عمل اس آیت پر پہلے نزول برات کے تہا جب سورہ برات اتری اسمین
تفصیل صدقات فرائض کی آئی تو سارے صدقات اس نکتہ سے منتہی ہو گئے دوسرا قول انکا یہ ہے کہ آیت بابت منسوخ
ہے اسی طرح وہ آیت فِیۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ مَّعۡلُوۡمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ پر کہا ہر صدقہ جو قرآن مین آیا ہے اسکو آیت سورہ
توبہ نے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ منسوخ کر دیا فتح البیان مین ہے کہ آیت بابت حکم کلی ہے شامل ہے ہر صدقہ مقبول
وغیر مقبول اور ہر نذر مقبول اور غیر مقبول کو اس آیت مین وعدہ ہے واسطے اس کے جسنے انفاق یا نذر بر وجہ مقبول
کیا وعید ہے واسطے اسکے جسنے برعکس اسکے کیا حدیث مین آیا ہے نہین نذر معصیت مین دوسری روایت یون ہے
کہ جس نے یہ نذر کی ہو کہ وہ اللہ کی طاعت کرے گا تو وہ طاعت کرے یعنی نذر بجا لائے اور جسنے یہ نذر کی ہو کہ اللہ
کی معصیت کرونگا تو وہ معصیت نکرے تیسری حدیث یہ ہے نذر وہ ہے جس سے اللہ مقصود ہو نذر کا کفارہ یمین
ہے لَیۡسَ عَلَیۡکَ هُدٰىهُمۡ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَلِاَنۡفُسِکُمۡ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ
وَجۡهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یُّوَفَّ اِلَیۡکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ۝ لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِیۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ
اللّٰهِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ ۫ یَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ اَغۡنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعۡرِفُهُمۡ بِسِیۡمٰهُمۡ ۚ لَا یَسۡـَٔلُوۡنَ
النَّاسَ اِلۡحَافًا ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیۡمٌ ۝ اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً ع ربع
فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝ تیرا ذمہ نہین انکو راہ پر لانا لکن اللہ راہ پر لاوے جس کو چاہے
جو مال خرچ کرو گے سو اپنے واسطے اور جبتک خرچ کرو گے مگر اللہ کی خوشی چاہکر اور جو خرچ کرو گے خیرات پوری ملے گی تمکو تمہارا حق نرہیگا
دینا ہے ان مفلسون کو جو اٹکے ہین اسکی راہ مین چل پھر نہین سکتے ملک مین سمجھے انکو بے خبر آدمی محفوظ انکے
نہ مانگنے سے تو پہچانتا ہے انکو انکے چہرے سے نہین مانگتے لوگون سے لپٹ کر اور جو خرچ کرو گے کام کی چیز
وہ اللہ کو معلوم ہے جو لوگ خرچ کرتے ہین مال اللہ کی راہ مین رات اور دن چھپا اور کھلے انکو ہے مزدوری انکی اپنے

رب کے پاس نہ ہے ڈر ان پر اور نہ وہ غم کھاوین دینے بڑا ثواب ہے انکا دینا جو اللہ کی راہ مین اٹک گئے ہین کما نہین سکتے اور نہ اپنی حاجت ظاہر کرتے ہین جیسے حضرت کے اصحاب تہے صفہ والے گہر بار چہوڑ کر حضرت کی صحبت اختیار کی تہی علم سیکہتے جہاد کرنے کو اسیطرح اب بہی جو کوئی قرآن حفظ کرے یا علم دین مین مشغول ہو تو لوگون کو لازم ہے کہ انکی مدد کرین یہانتک خیرات کا بیان تہا آگے سود کو حرام فرمایا جب خیرات کا تقید ہو تو قرض دینا ادنے ہے قرض پر سود کا ہے کو لیا چاہیے **ف** نسائی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اپنے ہم نسب مشرکون کو خیرات دینا مکروہ جانتے تب اللہ نے رخصت دی یہ آیت اتری دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ حضرت نے حکم دیا تہا کہ صدقہ نہ کرین مگر اہل اسلام پر جب یہ آیت اتری تو حکم دیا کہ کسی دین والا ہو جب سوال کرے تو اسکو صدقہ دو روایت ابن ابی حاتم یہ ارشاد کہ جو خرچ کروگے سو اپنے واسطے مثل اس آیت کے ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ اس کے نظائر قرآن مین بہت ہین حسن بصری نے کہا مراد نفقہ سے مومن کا اپنی جان کے لیے مومن جو کچہ خرچ کرتا ہے وہ اللہ کی مرضی چاہتا ہے عطا خراسانی نے کہا جب تو نے کسی کو اللہ کے لیے دیا اب تجہے کچہ نہین کہ وہ لیکر کیا کرے گا ابن کثیر نے کہا مذہب حسن صحیح ہے کہ جب متصدق نے صدقہ اللہ کی رضا کے لیے دیا تو اسکا اجر اللہ پر ثابت ہو نفس الامر کا مواخذہ اس پر نہین ہے کہ وہ صدقہ کہان پہونچا نیک کو یا بد کو مستحق کو یا غیر مستحق کو اس کو ثواب اسکے قصد کا ملے گا سند اس کی آخر آیت ہے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ اور حدیث ابو ہریرہ ہے جو صحیحین مین آئی ہے لفظ حدیث کا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا ایک آدمی نے کہا آج کی رات مین صدقہ دونگا پہر صدقہ لیکر نکلا ہاتہ مین ایک زانیہ کے رکہ دیا صبح کو لوگ چرچا کرنے لگے کہ اس نے زانیہ کو صدقہ دیا اس نے کہا اے اللہ تجہکو حمد ہے زانیہ پر آج کی رات پہر صدقہ دونگا وہ صدقہ ایک غنی کو دیا صبح کو لوگون نے ذکر کیا کہ اس نے صدقہ غنی کو دیا کہا اے اللہ تیری حمد ہے غنی پر آج کی شب پہر صدقہ دونگا پہر صدقہ لیکر نکلا ہاتہ مین ایک چور کے رکہا صبح ہوئی لوگون نے کہا دیکہو اس نے چور کو صدقہ دیا کہا اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ وَعَلٰى غَنِيٍّ وَعَلٰى سَارِقٍ اس کے پاس کوئی آنے والا آیا اس سے کہا گیا کہ تیرا صدقہ قبول ہوا شاید زانیہ زنا سے بچے شاید غنی عبرت پکڑے جو اللہ نے اسکو دیا ہے وہ خرچ کرے شاید چور چوری سے باز رہے معلوم ہوا کہ جب نیت درست ہوتی ہے اور کام خاص اللہ کے لیے کیا جاتا ہے تو اس کام کی بہول چوک معاف ہے اسکا اجر باطل نہین ہوتا ہان دیدہ ودانستہ ایسے شخص کو صدقہ دینا کہ مال لیکر فسق و فجور مین صرف کرے کہ یہ مدد کرنا ہے گناہ و ظلم پر **ف** مراد فقرا سے اس جگہ مہاجرین مین جو اللہ و رسول کی طرف منقطع ہو کر مدینے مین آرہے نہ کوئی حیلہ رزق کا رکہتے تہے نہ طاقت سفر کرنے کی طلب معاش مین سبیل اللہ سے مراد اس جگہہ جہاد ہے اس آیت مین بیان مصرف صدقات ہے ابن الانباری نے اسی کو اختیار کیا ہے ابن عباس نے کہا یہ قریب چار سو شخص کے تہے مدینے مین نہ انکا گہر تہا نہ کنبہ

لوگ صفہ مسجد مین آکر بستر کرتے شب کو قرآن شریف سیکھتے خاص جہاد کرنے کے لیے رہتے مجاہد نے کہا وہ لوگ مہاجرین قریش تھے مدینے مین ہمراہ حضرت کے رہتے حکم ہوا کہ ان کو صدقہ دو سعید بن جبیر نے کہا وہ ایک قوم تہی جو راہ خدا مین زخمی ہوکر بیکار ہو گئی ان کے لیے اموال مسلمین مین حق مقرر کیا گیا بعض نے کہا مراد ہر وہ شخص ہے جو بصفت فقر ہو اللہ سبحانہ نے فقرا کا وصف بیان کیا جو باعث ہے انپر رحمت و شفقت کرنیکا یعنے وہ لوگ سوال کرنے سے بچتے ہین کسی پر اپنی مسکینی ظاہر کرکے کچھ مانگتے نہین ہین جاہل لوگ انکو بسبب سوال نکرنے کے آسودہ سمجھتے ہین وہ اپنے حال قال لباس مین پارسا ہین صحیحین مین ابوہریرہ سے مرفوعا آیا ہے وہ شخص مسکین نہین ہے جو پہرا کرتا ہے ایک دو کھجور یا ایک دو لقمے انکو پہیر دیتے ہین مسکین وہ ہے جو اتنا نہین پاتا جو اسکو کفایت کرے نہ کوئی اسکو پہچانتا ہے کہ اسکو صدقہ دے نہ کسی سے کچھ سوال کرتا ہے اسکو احمد نے بھی ابن مسعود کی روایت کیا ہے اللہ نے حضرت سے کہا تم انکو یعنی انکے فقر کو انکی صورت سے پہچانتے ہو محتاجی سے کپڑے پرانے پھٹے ہوئے ہین بہوک سے رنگ زرد ہو رہا ہے فقر سے بدن ناتوان پڑ گئے ہین یا انپر تواضع و خضوع ظاہر ہے یہ پہلا قول اولی ہے یا یہ خطاب ہر ممیز خطاب کو ہے ابن کثیر نے کہا انکے حالات و صفات اولی الالباب پر ظاہر ہین جسطرح فرمایا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ حدیث مین نزدیک اہل سنن کے آیا ہے تم بچو فراست مومن سے وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے پہر یہ آیت پڑہی إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ معلوم ہوا کہ سمجھدار لوگ آدمی کو اس کے چہرے مہرے شکل صورت پیشانی بات چیت سے پہچان لیتے ہین کہ یہ مومن خالص ہے یا منافق ان فقرا کا ایک وصف یہ بیان فرمایا کہ وہ سوال کرنے مین الحاح نہین کرتے ہین ستو بامرہ کے پیچھے لوگون کے نہین پڑتے کسی کو اپنے مانگنے سے تکلیف نہین دیتے جو شخص باوجود آسودگی کے سوال کرتا ہے وہ ملحف فی المسئلہ ہے فتح البیان مین لکہا ہے مطلب یہ ہے کہ نہ پیچھے پڑکے سوال کرتے ہین نہ بدون الحاح کے مانگتے ہین یہی قول ہے طبری و زجاج و جمہور مفسرین کا یعنی تعفف ایک صفت لازمہ انکی ہے جو ان سے جدا نہین ہوتی مجرد سوال منافی تعفف ہے بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ تلطف کے ساتھ سوال کرتے ہین نہ تکلف کے ساتھ لیکن یہ بات منافی صفت تعفف ہے علاوہ اس کے جاہل انکو جب ہی غنی خیال کرے گا کہ وہ سوال نہ کرین حرمت سوال مین بہت حدیثین آئی ہین جب کسی طرح چارہ نہو تب مانگے بخاری کا لفظ ابوہریرہ سے مرفوعا یون ہے کہ مسکین وہ نہین جسکو ایک دو کھجور یا لقمے پہیر دین مسکین وہ ہے جو تعفف کرتا ہے تمہارا جی چاہے تو تم اس آیت کو پڑہو لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا اسکو مسلم و نسائی نے بھی روایت کیا ہے ابن ابی حاتم کا لفظ یہ ہے مسکین وہ نہین ہے جو تمہارے گرد پہرا کرے تم اسکو ایک لقمہ دیتے ہو مسکین وہ متعفف ہے جو لوگون سے لپٹ کر نہین مانگتا اسکو ابن جریر نے بھی اپنی سند سے تا ابوہریرہ مرفوعا ذکر کیا ہے ایک شخص مزنی نے کہا میری مان نے مجھ سے

کہا انحضرت کے پاس جاکر نہین مانگ جسطرح سب لوگ مانگتے ہین مین گیا آپ کہڑے خطبہ پڑہ رہے تہے مَنِ اسْتَعَفَّ اَعَفَّهُ
اللّٰهُ وَمَنِ اسْتَغْنٰى اَغْنَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ سَاَلَ النَّاسَ وَلَهٗ عِدْلُ خَمْسِ اَوَاقٍ فَقَدْ سَاَلَ النَّاسَ اِلْحَافًا مینے اپنے جی مین
کہا ایک ناقہ میرے پاس ہے ایک بیچر غلام کے پاس یہ پانچ اوقیہ سے بہتر ہین پہر کر چلا آیا سوال نہ کیا رَوَاهُ اَحْمَدُ
دوسرے لفظ مین یون آیا ہے مَنْ سَاَلَ وَلَهٗ اُوْقِيَةٌ فَقَدْ اَلْحَفَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ اَيْضًا ابن ابی حاتم نے ابو سعید سے
مرفوعًا روایت کیا ہے جس نے سوال کیا اور اُس کے پاس قیمت ایک اوقیہ کی ہے وہ ملحف ہے ایک اوقیہ چالیس درہم
کا ہوتا ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ اوقیہ یا برابر اوقیہ کے رَوَاهُ اَحْمَدُ ابن مسعود مرفوعًا کہتے ہین جسنے سوال کیا اور پاس
اس کے اتنا ہے جو اُسکو بے نیاز کرتا ہے تو وہ سوال اسکا دن قیامت کے خدوش یا کدوش ہوگا اُس کے مُنہ مین کہا
اے رسول خدا بے نیازی کیا ہے فرمایا پچاس درہم یا اتنا سونا اسکو احمد اہل سنن اربعہ نے روایت کیا ہے بعض
احادیث مین چالیس درہم بھی آئے ہین **ف** یہ اسنے اُن لوگون کی مدح کی جو اپنا مال سب اوقات مین رات
دن ظاہر و مخفی خدا کی مرضی چاہنے کو خرچ کرتے ہین اس مین وہ نفقہ بہی داخل ہے جو آدمی اپنے اہل پر کرتا ہے
جسطرح صحیحین مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے سعد بن ابی وقاص سے سال فتح مکہ مین یا حجۃ الوداع مین وقت عیادت
مرض کے فرمایا تو کوئی خرچ بھی اللہ کے لیے نکرے گا مگر تیرا درجہ بڑہے گا یہانتک کہ وہ لقمہ جو تو منہ مین اپنی عورت
کے دیتا ہے ابن مسعود کا لفظ یہ ہے مسلمان جب اپنے اہل پر کچھ خرچ کرتا ہے بامید اجر تو وہ اُس کے لیے صدقہ ہوتا
ہے اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ ابو حبیب ملیکی نے کہا ہے یہ آیت حق مین اصحاب خیل کے اتری ہے ابن عباس نے کہا یہ وہ
لوگ ہین جو اللہ کی راہ مین گہوڑون کو دانہ گہاس چارہ کھلاتے ہین مجاہد نے کہا علی کے پاس چار درہم تہے
ایک رات کو ایک دن کو ایک چھپا کر ایک علانیہ خرچ کیا اُسپر یہ آیت اتری مگر اُس کی سند ضعیف ہے فتح البیان
مین لکہا ہے کہ اس آیت مین سخت حرص و رغبت دلائی ہے خرچ کرنے پر کہ کسی وقت مین ترک انفاق نکرے
کیا رات کیا دن بلکہ کہلے چہپے دیتا رہے اس مین یہ بہی اشارہ ہے کہ صدقہ سر افضل ہے صدقہ علانیہ سے کیونکہ
اللہ نے نفقہ شب کو نفقہ دن پر اور نفقہ سر کو نفقہ علانیہ پر مقدم ذکر کیا ہے قتادہ نے کہا مراد وہ لوگ ہین
جو راہ خدا مین صرف کرتے ہین بدون سرف و املاق و تبذیر و فساد کے ابن اسحق نے کہا یہ آیت حق مین عبد الرحمن
بن عوف اور عثمان رضی اللہ عنہما کے اتری ہے جبکہ انہون نے جیش عسرت مین مدد دی لیکن عبرت لفظ عام
کو ہے نہ سبب خاص کو اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ
الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ
فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ جو لوگ کہاتے ہین سود
نہ اُٹہینگے دن قیامت کو مگر جسطرح اُٹہتا ہے جسکے حواس کہو دیے جن نے لپٹ کر یہ اسلیے کہ اُنہون نے کہا سوا

کرنا بھی تو ویسا ہی ہے جیسا سود لینا اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود پھر جسکو پہونچی نصیحت اپنے رب کی اور
باز آیا تو اسکا ہے جو آگے ہو چکا اسکا حکم اللہ کے اختیار جو کوئی پھر کرے وہی ہین دوزخ کے لوگ وہ اسی مین رہ
پڑے یعنے منع سے پہلے جو لیا دنیا مین اسکا پہر انا نہین پہنچتا آخرت مین اللہ کا اختیار ہے چاہے تو بخشے باقی
بعد منع کے جو کوئی لیوے وہ دوزخی ہے خدا کے حکم کے سامنے عقل کی دلیل لاتی انکی یہی سزا ہے جو فرمائی ف
اس آیت پاک مین اللہ پاک نے ذکر ان لوگون کا کیا جو سود کہاتے ہین انواع شبہات اور اقوال باطل لاتے ہین انکا
حال ابتدائے خروج قبر سے تا بعث و نشر بیان فرمایا یعنی وقت بعث وہ قبر سے یون اٹھینگے جیسے کوئی خبطی
سنری دیوانہ پاگل اٹھتا ہے ابن عباس نے کہا سود خوار دن قیامت کے مجنون اٹھے گا یہی قول ہے عوف ابن مالک
وسعید بن جبیر و سدی و ربیع بن انس و قتادہ و مقاتل بن حیان کا ابن عباس نے کہا سود خوار سے دن قیامت
کے کہینگے لڑنے کو ہتہیار باندہ کر طیار ہو پہر یہ آیت پڑہی کہا یہ وقت قیام کے قبور سے ہوگا حدیث ابو سعید مین
آیا ہے کہ گذرے حضرت شب معراج مین ایک قوم پر جن کے پیٹ مثل گہرون کے تہے انکا حال پوچہا کہا یہ سود
خوار ہین رواہ البیہقی ابن ابی حاتم کا لفظ یہ ہے کہ انکے پیٹ مین سانپ بہرے تہے عمرو بن جندب کی حدیث
مین آیا ہے کہ حضرت نے خواب مین دیکہا کہ ایک نہر پر آئے لال جیسے خون اس مین ایک آدمی تیرتا تہا کنارہ نہر
پر ایک اور آدمی تہا اس کے پاس پتہر جمع تہے جب وہ تیر کر اس کے پاس آتا منہ کہولدیتا ایک پتہر کا اٹہا اسکے منہ مین
دیدیتا بخاری نے کہا وہ شخص سود خوار تہا فتح الباری مین کہا ہے مراد اس وعید سے فقط سود خوار نہین ہے بلکہ
جو کوئی لین دین سود کا کرتا ہے وہ بہی داخل ہے جابر سے مرفوعا کہا لعنت کی ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سود کہانے کہلانے پر اور کاتب و گواہون پر رواہ مسلم ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے سود کے تہتر درجے
ہین سب مین کم یہ ہے کہ کوئی اپنی ماں سے حرام کرے سب سے زیادہ سود آبرو ہے مسلمان کی رواہ البیہقی رواہ الحاکم
وصححہ یہی مضمون ایک جماعت صحابہ سے مروی ہے فقط عدد ابواب ربا مین اختلاف ہے ایک جماعت صحابہ نے کہا کہ
سب سے پیچھے جو آیت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتری وہ یہی آیت ربا ہے ف اللہ پاک نے اشارہ فرمایا
کہ جسکو یہ بات پہونچ گئی کہ اللہ نے سود سے منع فرمایا ہے اور وہ سنتے ہی اس حکم کے باز رہا جو معاملہ اگلا تہا وہ اسکا
معاف ہوگیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن فتح مکہ کے فرمایا سود جاہلیت کا نیچے پاؤن میرے کے ہے
پہلا سود جسکو مین موقوف کرتا ہون عباس کا سود ہے پہر یہ حکم نہ دیا کہ جو سود حال جاہلیت مین لے چکے ہین وہ واپس
کرین سدی نے کہا یعنے جو باقبل تحریم کے کہا چکے ہین وہ معاف ہے پہر فرمایا کہ جس نے بعد نہی کے سود کہایا وہ
دوزخی ہے جابر نے کہا حضرت نے بعد نزول اس آیت کے فرمایا جس نے نہ چہوڑا مخابرہ وہ طیار ہو واسطے لڑنے
کے اللہ و رسول سے رواہ ابو داود و حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے شرط مسلم پر مخابرہ سے مراد وہ ہے رواہ ابو داود و حاکم اس لیے

یہ بات عزمانی ابن کثیر نے کہا مخابرہ کہتے ہیں کھیتی کرنے کو عوض بعض پیداوار زمین کے مزابنہ کہتے ہیں تر میوے کو عوض
خشک میوے کے مول لینا محاقلہ کہتے ہیں سو کہا غلہ دیگر مزابنہ غلہ درخت پر خرید نا یہ اشیاء اور مثل اُن کے ہوں واسطے
قطع مادۂ ربا کے حرام کیے گئے ہیں کیونکہ سوکھنے سے پہلے دونوں چیزوں کا مساوی ہونا معلوم نہیں ہو سکتا ہے اسی
لیے فقہاء نے کہا ہے کہ جہل ساتھ مماثلت کے مثل حقیقت مفاضلہ کے ہے اسی لیے بہت سے اشیاء کو جنہیں وسیلۂ ربا
سمجھا حرام کہا ہے تفاوت نظر موافق علم ہر شخص کے سبب ہے کہ جسکو اللہ نے جتنا علم دیا اُس نے ویسا سمجھا اور کہا وقد قال
تعالی وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ربا کا باب اہل علم پر سارے ابواب سے زیادہ تر مشکل ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
میں چاہتا تھا کہ تین چیزوں میں حضرت ہم سے کچھ قول قرار کر جاتے جد اور کلالہ اور ابواب ربا مراد بعض مسائل ہیں
جنمیں آمیزش ربا معلوم ہوتی ہے شریعت اس بات کی گواہ ہے کہ جو چیز کسی حرام چیز کا وسیلہ ہے وہ حرام
ہے جسطرح جس بغیر کوئی واجب پورا نہو تو وہ چیز بھی واجب ہوتی ہے صحیحین میں نعمان بن بشیر سے آیا ہے
کہ حضرت نے فرمایا حلال کھلا ہوا ہے دونوں کی بیچ شبہہ والی چیزیں ہیں جو اُن سے بچا اُس نے اپنے دین و آبرو
کو بچایا جو کوئی اُس میں پڑا وہ حرام میں پہنچا جیسے چرواہا جو گرد چراگاہ چراتا ہے قریب ہے کہ اُس میں چرنے لگے
سنن میں حسن بن علی سے آیا ہے کہ جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسکو چھوڑ دے جو شک میں نہ ڈالے اسکو اختیار کر
دوسری حدیث میں ہے گناہ وہ ہے جو دل میں پھنسے اور جی میں اس میں متردد ہو تجھکو لوگوں کا اسپر مطلع ہونا ناپسند
آوے تیسری روایت میں ہے جو اپنے جی سے فتوی لے گو لوگ تجھکو فتوی دیں عمر نے کہا سب سے پیچھے یہی آیت
ربا اتری ہے حضرت کا انتقال ہوگیا اور اسکی تفسیر نکرنے پائے سو تم ربا اور ریبت کو چھوڑ دو ابو ہریرہ مرفوعاً کہتے ہیں
آویگا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ کہ اُس میں سود کھاوینگے پوچھا کیا سب لوگ فرمایا جو کوئی نہ کھاویگا تو اسکو غبار اسکا
لگ جاوے گا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَهْلُ السُّنَنِ ابن کثیر نے کہا اسی قبیل سے ہے تحریم اُن وسائل کی جو محرمات تک
پہونچا دیتے ہیں عائشہ نے کہا ہے کہ جب آخر آیات سورہ بقرہ کی ربا میں اتری تو حضرت نے مسجد میں جا کر انکو پڑھا
شراب کی تجارت کو حرام کیا اخرجہ الجماعۃ سوی الترمذی بعض اہل علم نے کہا جب ربا اور اُس کے وسائل کو حرام کیا
تو خمر کو اور اسکی تجارت کو حرام کیا جسطرح حدیث متفق علیہ میں آیا ہے لعنت کرے اللہ یہود پر حرام ہوئی انپر چربی مگر انہوں
نے اسکو پگھلا کر بیچا اُس کی قیمت کھائی علماء نے کہا شاہد و کاتب بار لعنت اسوقت ہے کہ جب اسکو معلوم ہو اور
اگر ظاہر میں صورت عقد شرعی ہے اور داخل میں فاسد تو اعتبار معنی کا ہوگا نہ صورت کا کیونکہ اعمال کا اعتبار
نیات سے ہے صحیح میں آیا ہے اللہ نہیں دیکھتا تمہاری صورت تمہارے مال کو تمہارے دل اور عمل کو دیکھتا ہے۔
ابن کثیر نے کہا امام علامہ ابو العباس ابن تیمیہ نے ایک کتاب ابطال تحلیل میں بنائی ہے اُس میں تعاطی اُن وسائل
سے منع کیا ہے جو مفضی بباطل ہیں پھر کہا فَحَكَّ ذَلِكَ فِي نَفْسِي وَشَفَاهُ رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُ انتہے قَوْلُهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ مٹاتا ہے اللہ سود اور بڑہاتا ہے خیرات اللہ نہیں چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو جو لوگ ایمان لائے اور کیے انہون نے عمل نیک اور قائم رکہی نماز اور دی زکوٰۃ انکو ہے بدلا انکا اپنے رب کے پاس نہ انپر ڈر ہے اور نہ وہ غم کہاوین یعنے مالدار ہو کر محتاج کو قرض بہی مفت نہ دی جب تک سود نہ رکہ لے یہ نعمت کی ناشکری ہے **ف** اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ مال ربا کا یا تو بالکل جاتا رہتا ہے یا اُس کی برکت مٹ جاتی ہے دنیا ہی میں معدوم ہو جاتا ہے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا آخر میں اُسپر عذاب ہو گا کما قال تعالیٰ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ وقال تعالیٰ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ وقال وَمَا اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ابن جریر نے کہا یہ آیت نظیر ہے حدیث ابن مسعود کی کہ سود کتنا ہی بڑہ کیون نجاوے مگر انجام اُسکا کمی ہے رواہ احمد وابن ماجۃ گویا یہ معاملہ ہے ساتہ نقیض مقصود کے ابن عباسؓ نے کہا قبول نہین کرتا اللہ رباخوار سے صدقہ نہ جہاد نہ صلہ صدقات کے بڑہنے کا یہ مطلب ہے کہ یا تو وہ مال بڑہتا ہے جسمین سے صدقہ دیا ہے یا اسکا اجر دگنا ہوتا ہے یا دونو باتین ہوتی ہین صحیحین وغیرہما مین ابو ہریرہؓ سے مرفوعًا آیا ہے جس نے صدقہ دیا برابر ایک کہجور کے پاک کمائی سے اور نہین قبول کرتا اللہ مگر پاک کمائی تو اللہ اُس صدقے کو اپنے داہنے ہاتہ سے لیکر واسطے متصدق کے پرورش کرتا رہتا ہے جیسے کوئی تم مین اپنے بچہیرے کو پالتا ہے یہانتک کہ وہ صدقہ برابر ایک پہاڑ کے ہو جاتا ہے حدیث عائشہؓ وابن عمرؓ مین اتنا اور آیا ہے کہ حضرتؐ نے یہ آیت پڑہی طبرانی نے ابو برزہ اسلمی سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ بندہ ایک ٹکڑا روٹی کا صدقہ دیتا ہے وہ اللہ کے پاس بڑہ کر مثل احد کے ہو جاتا ہے اس باب مین اور بہت حدیثین آئی ہین اُن حدیثون سے معنی اس آیت کے کہلتے ہین پہر یہ فرمایا کہ دوست نہین رکہتا اللہ کفور القلب اثیم القول والفعل کو یہ اس لیے ارشاد ہوا کہ جو رزق حلال اُسنے قسمت مرابی مین رکہا تہا اور جو کسب مباح اس کے لیے مشروع کیا تہا اُس نے اُس رزق وکسب پر اکتفا نہ کیا لوگون کا مال بطریق باطل وکسب خبیث کہانا شروع کیا تو کفران نعمت کی وجہ سے ظلوم اکل باطل کی وجہ سے اثیم ٹہیرا اسکے بعد اللہ نے اہل ایمان کی تعریف کی مراد مومنین سے اس جگہ وہ لوگ ہین جو تحریم ربا پر ایمان لائے ہین لیکن عموم اولی ہے ایمان یہ ہے کہ اللہ ورسول کی تصدیق کرے عمل صالح جسکا اُسکو حکم ہے بجالائے منجملہ اُس کے ایک ترک ربا ہے نماز وزکوٰۃ خود دو فریضے ہین يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَ

اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ

تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۣ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ

ع

لا یَظلِمُونَ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے چھوڑ دو جو رہ گیا سود اگر تمکو یقین ہے پھر اگر نہیں کرتے تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو
اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمکو پہنچتے ہیں اصل مال تمہارے نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ کوئی تم پر اور اگر ایک
شخص ہے تنگی والا تو فرصت دینی چاہیے جب تک کشائش پاوے اور اگر خیرات کر دو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم کو سمجھ ہو اور ڈرتے
رہو اس دن سے جس دن الٹے جاؤ گے اللہ کے پاس پھر پورا ملیگا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور انپر ظلم نہ ہوگا چھوڑ دینے
کا یہ مطلب ہے کہ جو سود منع ہونے سے پہلے چکو ہو چکے اگلا چڑھا ہوا اب نہ مانگو پھر اگر اگلا سود لیا ہو تمہارے اصل مال میں مجرا
کر لے تو تم پر ظلم ہے اور اگر منع کے بعد اگلا چڑھا سود تم مانگو تو تمہارا ظلم ہے جب دیکھا سود موقوف ہوا اب مفلس سے
تقاضا کرنے نہ چاہیے بلکہ فرصت دو اور اگر توفیق ہو تو بخشدو **ف** زید بن اسلم ابن جریج مقاتل بن حیان سُدّی
نے کہا یہ آیات حق میں بنی عمرو بنی مغیرہ کے اتری ہیں پہلی قوم ثقیف میں سے تھی دوسری بنی مخزوم سے انکے آپس
میں لین دین سود کا جاہلیت میں تھا جب لوگ اسلام میں آگئے ثقیف نے چاہا کہ اپنے سود کا مطالبہ کریں باہم
مشورہ کیا بنو مغیرہ نے کہا ہم اسلام میں ربا نہ دیں گے عتاب ابن اسید نائب مکہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کو لکھا اسپر یہ آیت اتری حضرت نے یہ آیت عتاب کو لکھ بھیجی اس میں بہت بڑی وعید سخت اور تشدید بلیغ ہے اس شخص
کے لیے جو باوجود انذار کے لین دین سود پر قائم و دائم ہے ابن عباسؓ نے کہا اذان کے معنی اس جگہ استیقان کے ہیں
قیامت میں سود خوار سے کہیں گے اٹھا اپنے ہتھیار واسطے جنگ کے امام پر حق ہے کہ جو شخص ربا پر مقیم
ہو اور اس سے باز نہ ہو اس سے توبہ طلب کرے اگر باز آوے بہتر ورنہ اسکی گردن مارے حسن و ابن سیرین نے کہا
واللہ یہ صراف رباخوار ہیں اللہ و رسول سے لڑنے کو تیار ہیں آج اگر کوئی عادل امام ہوتا تو ان سے توبہ کراتا اگر توبہ
کرتے بہتر ورنہ انپر ہتھیار چلاتا قتادہ نے کہا اللہ نے ان سے وعدہ قتل کا کیا ہے جس طرح وہ سنتے ہیں سو تم ڈرو
لین دین سود سے بچتے رہو اللہ نے حلال میں تم پر وسعت کی ہے حلال کو طیب کیا ہے سو کہیں ایسا نہ ہو کہ فاقہ تمکو
معصیت کی طرف کھینچے ربیع بن انس نے کہا اللہ نے سود خوار کو وعید قتل فرمائی ہے سہیلی نے کہا اسی لیے عائشہؓ
نے زید بن ارقم کی لونڈی سے مسئلہ عینہ میں یہ کہا کہ زید سے کہدے کہ جہاد اسکا ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کے برباد ہوا مگر یہ کہ توبہ کرے کیونکہ مقصد قول خدا ہے فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ اس بات کو بہت اہل علم نے
ذکر کیا ہے لیکن اسناد اس کی عائشہؓ تک ضعیف ہے پھر اللہ نے کہا کہ اصل مال لو نہ کم نہ بیش ابو الاحوص نے کہا حضرت
نے حجۃ الوداع میں فرمایا ہر سود جاہلیت کا موقوف ہے تمکو اصل مال اپنا لینا چاہیے نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہو سب سے پہلے
جو سود موقوف کیا گیا عباسؓ کا سود ہے رواہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ پھر اللہ پاک نے حکم دیا کہ محتاج کو مہلت
دو اہل جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ جب میعاد قرض ختم ہو جاتی تو وہ اپنے قرضدار سے کہتے کہ ہمارا قرض ادا کر یا اسپر سود بڑھا
پھر فرمایا کہ اگر تم مفلس کو سارا اصل مال چھوڑ دو اور کچھ نہ لو تو اور بھی بہتر ہے حضرت سے بطرق متعددہ اس باب میں احادیث

نیز روایت ہیں سعید بن زرارہ کہتے ہیں حضرت نے فرمایا جسکو یہ بات خوش آوے کہ اللہ اسکو سایہ دے جس دن نہ ہوگا اسکے
سایہ کے کوئی سایہ نہوگا تو وہ محتاج پر آسانی کرے یا اسکو چھوڑ دے رواہ الطبرانی بریدہ کا لفظ یہ ہے جسنے مہلت
دی مفلس کو اسکو اجر ہے ہر دن ایک صدقہ کا برابر اس کے بلکہ دو صدقے کا رواہ احمد ابو قتادہ نے کہا حضرت نے
فرمایا ہے جس نے فرصت دی اپنے قرضدار کو یا ساقط کیا اس سے قرض کو وہ دن قیامت کے سایہ عرش میں ہوگا
رواہ احمد ومسلم حذیفہ نے مرفوعا کہا ہے لاوینگے پاس اللہ کے دن قیامت کے ایک بندے کو اللہ فرماویگا تو نے دنیا
میں کیا کام کیا وہ کہیگا اے رب میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا ذرہ برابر جسکی امید رکھوں اللہ تعالی تین بار اسی طرح
پوچھیگا اور وہ وہی کہیگا پھر آخر کو یہ عرض کرے گا اے رب تو نے مجھکو زیادہ مال دیا تھا میں ایک آدمی تھا لوگوں
سے لین دین کرتا میری عادت درگذر کرنے کی تھی آسودہ پر آسانی کرتا نادار کو مہلت دیتا اللہ فرمائیگا میں زیادہ
تر مستحق ہوں آسانی کرنے کا داخل ہو جنت میں رواہ ابو یعلی اسی کے مانند شیخین و ابن ماجہ نے بھی روایت
کیا ہے سہل بن حنیف کہتے ہیں حضرت نے فرمایا جس نے اعانت کی کسی مجاہد راہ خدا کی یا غازی کی یا قرضدار کی اسکی
تنگی میں یا مکاتب کی اسکی گردن میں سایہ دیگا اسکو اللہ اپنے سایہ میں جس دن کوئی سایہ نہوگا مگر اسکا سایہ حاکم نے
کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر شیخین نے اسکو روایت نہیں کیا ابن عمر سے مرفوعا مروی ہے جو کوئی یہ چاہے کہ اسکی
دعا قبول ہو اسکی تکلیف دور ہو تو تنگدست سے درگذر کرے رواہ احمد ابن عباس نے کہا نکلے حضرت مسجد کو ہاتھ
سے اشارہ کرتے فرمایا جس نے فرصت دی نادار کو یا معاف کیا اسکو تو بچاویگا اسکو اللہ جہنم کی بھاپ سے الحدیث
رواہ احمد دوسرا لفظ الحاکم کا مرفوعا یہ ہے کہ جس نے مہلت دی قرضدار کو آسودگی تک مہلت دیگا اللہ اسکے گناہ کو
توبہ تک رواہ الطبرانی پھر اللہ نے اپنے بندوں کو یہ وعظ کیا کہ دنیا کو زوال ہے دنیا کے سارے مال وغیرہ فنا ہوجاوینگے
آخرت سر پر چلی آتی ہے اللہ سے کام پڑیگا اعمال خلق کا حساب کتاب لیا جاویگا ہر عمل خیر وشر کی سزا جزا ملے گی
ابن کثیر نے کہا کہتے ہیں کہ یہ آیت سب سے پیچھے اتری ہے یہی قول سعید بن جبیر کا ہے آخر ما نزل من القرآن كله
واتقوا يوما الخ حضرت بعد نزول اس آیت کے نو رات جیسے پھر دن پیر کے دوسری تاریخ ربیع الاول کو انتقال فرمایا
اس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے اسیطرح ابن مردویہ نے اسکو ابن عباس سے نقل کیا ہے رواہ النسائی ایضا
عنہ ثوری کا لفظ ابن عباس سے یہ ہے کہ درمیان اس آیت اور موت حضرت کے اکتیس ۳۱ دن تھے دوسرا لفظ
یہ ہے کہ نو راتیں تہیں پیغمبر کو بیمار پڑے پھر کو وفات پائی ابو سعید نے کہا پچھلی آیت قرآن کی یہی ہے ف فتح
البیان میں ہے کہ آیت باب میں دلیل ہے اس بات پر کہ سود کا لین دین کرنا منجملہ کبائر کے ہے اس میں
کسی کا خلاف نہیں ہے یوم رجوع الی اللہ سے مراد یوم موت ہے ایک قوم اسطرف گئی ہے جمہور کے نزدیک یوم قیامت
ہے اس آیت میں لوگوں کو موعظہ حسنہ ہے وعید شدید و زجر عظیم فرمایا ہے خفاجی نے کہا اس آیت کا آخر آیت ہونا بسبب

تاریخ وفات حضرت صلعم

حقیقی میں نکرہ صحیح ہے کسی نے کہا کہ اسی دن یا دوسرے کہ انتقال کیا کہ نفسات میں تہلکے کسی نے کہا تین ساعت پیچھے پھر
اسکے پیچھے پھر قرآن آسمان سے نہیں اترا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَ لْیَكْتُبْ بَّیْنَكُمْ كَاتِبٌۢ
بِالْعَدْلِ ۪ وَ لَا یَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ یَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَكْتُبْ ۚ وَ لْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ وَ لْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ لَا یَبْخَسْ مِنْهُ شَیْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا
اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا
رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَ لَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ
اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَ لَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ
وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ
وَ اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَایَعْتُمْ ۪ وَ لَا یُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِیْدٌ ؕ وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ یُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ
وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ اے ایمان والو جس وقت معاملہ کرو کسی ادھار کا کسی وعدہ مقرر تک تو لکھو اسکو چاہیے
کہ لکھدے درمیان تمہارے کوئی لکھنے والا انصاف سے نہ کنارہ کرے لکھنے والا اُس سے کہ لکھدے جیسا کہ سکھایا اسکو اللہ
نے سو وہ لکھے اور بتاوے جس پر حق دینا ہے اور ڈرے اللہ سے جو رب ہے اسکا نہ گھٹاوے اس میں سے کچھ پھر اگر جس
شخص پر دینا آیا بیعقل ہے یا ضعیف ہے یا آپ نہیں بتا سکتا تو بتاوے اسکا اختیار والا انصاف سے اور گواہ کرو دو
گواہ اپنے مردوں میں سے پھر اگر نہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں جنکو پسند رکھتے ہو تم اپنے شاہدوں میں
کہ بھول جاوے ایک عورت تو یاد دلادے اسکو وہ دوسری کنارہ نکریں گواہ جس وقت بلائے جاویں کاہلی نہ کرو اسکی
لکھنے سے چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا اُس کے وعدے تک اس میں خوب انصاف ہے اللہ کے یہاں اور درست رہتی ہے
گواہی اور لگتا ہے کہ تمکو شبہ پڑے مگر ایسا کہ سودا ہو رو برو کا پھیر بدل کرتے ہو آپس میں تو گناہ نہیں تمپر کہ نہ لکھو
اسکو اور گواہ کر لو جب سودا کرو نقصان نکرے لکھنے والا نہ شاہد اگر ایسا کروگے تو یہ گناہ کی بات ہے تمہارے اندر تم
ڈرتے رہو اللہ سے اللہ تمکو سکھاتا ہے اللہ سب چیز سے واقف ہے موضح قرآن میں کہا ہے کہ اس آیت میں دو چیز
کا تقید فرمایا ایک تو وعدے کے معاملہ کو لکھنا کہ اُس میں پھر قضیہ نہو اور اپنے تئیں شبہ پڑے تب شاید کو دیکھ کر یاد آوے
دوسرے شاہد کر لینا ہر معاملے پر دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں جنکو ہر کوئی پسند رکھے پھر یہ تقید فرمایا کہ نویسندہ
و شاہد کسیکا نقصان نکریں حق واجبی ہے وہی ادا کریں لکھنے میں جو دینے والا اپنی زبان سے کہے سو لکھیں یا اسکا
کوئی بزرگ کہے اگر اسکو عقل نہو انتہی **ف** ابن کثیر نے کہا یہ آیت اطول آیت ہے قرآن میں ابن مسیب نے
کہا ہمکو خبر لگی ہے کہ احدث قرآن ساتھ عرش کے آیت دین ہے ابن عباس نے کہا جب یہ آیت اتری
حضرت نے فرمایا سب سے پہلے جو انکار کیا آدم علیہ السلام میں پھر فرمایا کہ آدم نے اپنی عمر میں سے چالیس برس داؤد علیہ
السلام کو دیے تھے جب فرشتے آئے کہا ابھی چالیس برس باقی ہیں انکی عمر ایک ہزار برس کی لکھی تھی غرض تو ان

سے کہا تھے چالیس برس داؤد کو دیے ہیں کہا یعنی نہیں پس اللہ نے کتاب ظاہر کی پھر فرشتوں کو گواہ کیا بعضے
بھولے پھر دعا ماہین حماد بن سلمہ نے کہا اللہ نے داؤد کو سو برس بعد آدم کو ہزار برس پورے کر دیے رواہ ابن
ابی حاتم اس آیت میں اللہ نے اہل ایمان کو یہ ارشاد کیا ہے کہ جب تم کوئی معاملہ اجل کرو تو اسکو لکھ لو کہ اس میں بہتری یہ
ہے کہ مقدار معاملہ اور وقت اسکا اچھی طرح محفوظ رہیگا اور بہی شبہہ سے بچ سکیں گے چنانچہ اسی لیے آخر آیت میں یون فرمایا
ہے ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰى اَلَّا تَرْتَابُوْا ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت بعقد سلم کے
مدت معلوم تک اتری ہے معتبر لفظ یہ ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے سلف کی مدت مقرر والی ہے اسکا اذن دیا
ہے پھر یہ آیت پڑھی یعنی اِذَا تَدَايَنْتُمْ مراد سلف سے سلم ہے جسکو ہندی میں بدھ ہو کہتے ہیں صحیحین میں ابن عباسؓ سے آیا
ہے کہ حضرت مدینے میں آئے وہاں کے لوگ پھلوں میں سلف کرتے تھے ایک سال دو سال تین سال تک فرمایا جو کوئی
سلف کرے وہ کیل معلوم وزن معلوم میں اجل معلوم تک کرے حکم کتابت کا اس پیغمبر کے لیے ہے اس میں وثوق و حفظ ہوتا
ہے یہ بات کچھ خلاف اس حدیث کے نہیں ہے جسمیں یہ آیا ہے کہ اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ اس لیے کہ قرآن
حفظ ہوتا ہے سنن بھی محفوظ ہیں انکے لکھنے کی حاجت نہیں جن چیزوں کے لکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے وہ جزئی چیزیں
ہیں جنمیں لوگ پڑتے ہیں سو یہ امر کتابت کا امر ارشادی ہے نہ ایجابی جس طرح بعض لوگوں نے سمجھا ہے ابن جریج نے
کہا جو کسی کو قرض دے وہ لکھ لے جو خرید کرے اسپر گواہ کر لے قتادہ نے کہا ابو سلیمان مرعشی نے ہم سے ذکر کیا تم
جانتے ہو وہ کون مظلوم ہے جسکی دعا قبول نہیں ہوتی لوگوں نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہا ایک آدمی نے کوئی
سودا ایک مدت تک کیا لکھا نہ اسکا گواہ نہ اسکو لکھا جب مدت گزر گئی مال والے نے انکار کیا اس نے خدا سے دعا کی
وہ دعا قبول نہ ہوئی کیونکہ اس نے اپنے رب کا عصیان کیا ابو سعید و شعبی و ربیع بن انس و حسن و ابن جریج و ابن زید و
غیرہم نے کہا ہے پہلے یہ بات واجب تھی پھر منسوخ ہو گئی ناسخ اسکی یہ آیت ہے فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي
اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ حدیث ابو ہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ ایک شخص بنی اسرائیل نے دوسرے شخص بنی اسرائیل سے کہا
کہ مجھکو ایک ہزار دینار ادھار دو اس نے کہا تم گواہ لاؤ میں انکو شاہد کر لوں کہا كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا کہا کفیل لاؤ کہا كَفٰى بِاللّٰهِ
وَكِيْلًا اس نے کہا تو سچ کہتا ہے ہزار دینار ایک اجل مسمی یعنی مدت مقرر تک اسکو دیے الحدیث رواہ احمد اس حدیث
کی سند صحیح ہے بخاری نے اپنی صحیح میں سات جگہ اسکو معلق بصیغہ جزم ذکر کیا ہے سو یہ حدیث بھی دلیل ہے نسخ پر کیونکہ
جو بات اگلی شریعت کی ہماری شریعت میں آئی ہے وہ حجت ہے جبکہ اسپر انکار نہ کیا گیا ہو سو اس حدیث میں عدم کتابت
و اشہاد پر انکار نہیں کیا گیا پھر جب لکھنے کی ٹھہرے تو کاتب دستاویز کو چاہیے کہ انصاف سے لکھے لکھنے میں کوئی
جور نہ کرے وہی لکھے جسپر وہ اتفاق کر لیں نہ زیادہ نہ کم جسکو لکھنا آتا ہو اور اس سے کوئی لکھوا لیا چاہے تو باز نہ رہے
بلکہ لکھ دے کیونکہ جب اللہ نے اسکو وہ بات سکھائی جو وہ نہیں جانتا تھا تو اب اسکو بھی چاہیے کہ جسے لکھنا

نہیں آتا ہے تو اسپر صدقہ کرے ہے اسلیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ یہ بھی صدقہ ہے کہ تو کسی صانع کی مدد کرے یا کسی اخرق کا کام کر دے دوسری حدیث میں ہے جسنے چھپایا وہ علم جو وہ جانتا ہے اسکو دن قیامت آگ کی لگام منہ میں دینگے مجاہد و عطا نے کہا کاتب پر لکھدینا واجب ہے دین لکھنے پر جو دین ہے اسکو کاتب سے لکھوا دے اور اللہ سے ڈرے کمی نکرے کسی شے کو نہ چھپاوے پھر اگر وہ شخص جسپر حق ہے بسبب تبذیر وغیرہ کے مجور علیہ ہے یا ضعیف ہے یعنے صغیر یا مجنون ہے یا خود لکھنے سے عاجز ہے یا ٹھیک بات کو نہیں پہچانتا ہے موضع ثواب خطا سے جاہل ہے تو کوئی ولی اسکا لکھوا دے وثیقہ کے لیے اسپر دو مرد یا ایک مرد دو عورت کو گواہ کرلے یہ کاسدوالی عقد مال مین ہوتی ہے دو عورتون کو بجای ایک مرد کے اس لیے مقرر کیا کہ عورت کی عقل ناقص ہوتی ہے جسطرح حدیث طویل ابی ہریرہ مین آیا ہے اَمَّا نُقْصَانُ عَقْلِهَا فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِي لَا تُصَلِّي وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ شہود میں قید رضا لگائی اس سے معلوم ہوا کہ ان میں عدالت کا ہونا شرط ہے شافعی نے ہر جگہ قرآن میں ہر مطلق کو اس مقید پر محمول کیا ہے جہان کہیں حکم اشہاد کا بدون اشتراط آیا ہے یعنے کسی مقدمے کے گواہ کیون نہون انکا عادل ہونا ضرور ہے کچھ اسی عقد خاص مال مین فقط شرط نہیں ہے جنے گواہی شخص مستور الحال کی مردود ٹھیرائی ہے اُس کی دلیل یہی آیت ہے کہ اس مین شاہد کا عدل مرضی ہونا آیا ہے اور مستور الحال عدل مرضی نہیں ہوتا ہے پھر یہ فرمایا کہ جب ایک عورت بھول جاوے تو دوسری عورت کے یاد دلانے سے اُسکو وہ گواہی یاد آسکتی ہے جسنے یہ کہا کہ دونون کی گواہی ملکر بجاے ایک گواہی مرد کے ہوگی اُس نے دور کی بات کہی صحیح وہی بات اگلی بات ہے پھر فرمایا کہ جب گواہون کو واسطے گواہی کے بلائیں تو انکو چاہیے کہ وہ آوین اور گواہی ادا کرین اُنپر اجابت شہادت واجب ہے یہی قول ہے قتادہ و ربیع کا جسطرح یہ فرمایا تھا کہ کاتب لکھنے سے انکار نکرے بلکہ لکھدے بیان سے یہ بات نکلی کہ تحمل شہادت فرض کفایہ ہے یہی مذہب ہے جمہور کا یعنی جبکہ شہادت متعین نہو ورنہ پھر اُس شخص خاص حامل شہادت پر ادائے شہادت واجب ہوگا واللہ اعلم مجاہد و ابو مجلز اور بہت سے لوگون نے کہا ہے جب تجکو واسطے گواہی کے بلاوین تو تجکو اختیار ہے اور جب تو گواہ ہو پھر بلایا گیا تو اب گواہی دینا چاہیے زید بن خالد نے کہا ہے حضرت نے فرمایا کیا نہ بتاؤن مین تمکو کہ کون گواہ بہتر ہین وہ جو سوال سے پہلے گواہی دیتا ہے - اخرجہ مسلم واہل السنن اور وہ جو دوسری حدیث میں نزدیک شیخین کے آیا ہے کہ بدترین شہداء وہ ہین جو قبل طلب کے شہادت دیتے ہین اور فرمایا پھر ایک ایسی قوم آویگی جنکی قسم انکی گواہی سے پہلے ہوگی اور گواہی قسم سے سبقت کریگی یا ایسی قوم آویگی جو بے طلب گواہی دیگی سو مراد اُن سے جھوٹے گواہ ہین ابن عباس و حسن بصری نے کہا یہ آیت دونو حالت کو شامل ہے تحمل و ادا پھر یہ ارشاد فرمایا کہ تم تحریر حق سے خواہ صغیر ہو یا کبیر جان نہ چراؤ یہ تحریر بہت عدل نزدیک اللہ کے اعدل ہے جب علم سے لکھدیا گو گواہی مضبوط ہوگئی گواہ جب اُسکو دیکھیگا تو اپنی شہادت کو یاد کریگا کیونکہ نہ لکھنے میں

یہ احتمال تھا کہ شاید بھول جاوے چنانچہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نہیں معلوم کس طرح کتنا قرض کا کوئی نہیں رہتا وقت جھگڑے کے وہ لکھا ہوا کام آ جاتا ہے اور سب فساد دور ہو جاتا ہے اور دھوکے کے ڈر سے بچ جاتا ہے ان اگر لین دین دست بدست ہو تو لکھنے کا کچھ ڈر نہیں ہے مگر گواہ کر لینا بہتر ہے اللہ نے فرمایا کہ جب تم لین دین کرو تو گواہ کر لو یعنی جس سے تمہارا حق ہو خواہ اس میں مدت ہو یا نہ ہو تم ہر حال میں کسی کو اس پر گواہ مقرر کر لو یہی قول ہے سعید بن جبیر جابر بن زید مجاہد عطا و ضحاک کا بھی یوں ہی مروی ہے شعبی و حسن اس امر کو منسوخ کہتے ہیں لیکن جمہور کے نزدیک یہ امر محمول ہے ارشاد و ندب پر دلیل اس کی حدیث خزیمہ بن ثابت انصاری ہے کہ انہوں نے بابت خرید ایک گھوڑے کے حضرت صلعم کے لیے گواہی دی حضرت صلعم نے ان کی گواہی کو بجائے دو گواہی کے رکھا رواہ احمد بطولہ وابوداود ابن کثیر کہتے ہیں کہ لیکن احتیاطاً بہتر ہے کہ گواہ کر لے اس لیے کہ دو امام حافظ ابن مردویہ و حاکم نے ابو موسیٰ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ تین آدمی ہیں جو اللہ سے دعا کرتے ہیں اُن کی دعا قبول نہیں ہوتی ایک مرد جس کی عورت بدخلق ہے وہ اس کو طلاق نہیں دیتا دوسرا وہ شخص جس نے یتیم کا مال اُس کو دیدیا پہلے اس سے کہ وہ بالغ ہو تیسرا وہ شخص جس نے کسی کو کچھ مال قرض دیا مگر گواہ نہ کر لیا حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے بشرط شیخین پر کاتب شاہد کے نقصان نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو وہ لکھواتا ہے کاتب خلاف اس کے لکھدے یا گواہ نے جیسا ہے خلاف اُس کے گواہی دی یا بالکل اس کو چھپا جاوے یہی قول ہے حسن و قتادہ کا ابن عباس نے کہا عدم اضرار کے یہ معنے ہیں کہ آدمی کاتب و شاہد کو لکھنے اور گواہی دینے کو بلاوے وہ کہیں کہ ہم کو کام ہے فرصت نہیں یہ کہو کہ تم پر آنا واجب ہے اسلئے اُن دونوں کو ستاوے اسی طرح مروی ہے عکرمہ مجاہد طاؤس ابن جبیر ضحاک عطیہ مقاتل بن حیان ربیع بن انس سدی سے بھی پھر فرمایا کہ اگر تم اے لوگو خلاف اس حکم کے کرو گے تو فسق تمہارے گلے بند ہو جاوے گا تم اس سے جدا نہیں ہو سکتے اللہ سے ڈرو اُسکے حکم بجا لاؤ اُسکے زجر کو چھوڑ دو اللہ تم کو سکھاتا ہے کقولہ تعالیٰ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وقولہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ فتح البیان میں تحت تفسیر آیات باب یوں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بعد بیان ربٰو کے حال قرض کا بیان فرمایا خواہ کسی کو قرض دے یا کسی سے قرض لے قرض میں مدت معلوم فرمائی مثلاً ایک سال یا ایک ماہ پس مدت ثمن بیع اور سلم میں لازم ہے تا کہ قبل تمام ہونے مدت مذکورہ کے صاحب حق مطالبہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ مدت مجہول جائز نہیں ہے جنہوں نے کہا مقرر کرنا وقت کا ایام یا شہور یا سنوات سے شرط ہے کھیتی کاٹنے یا غلہ خرمن کرنے یا قافلے کے واپس آنے کی خبر درست نہیں ابن عباس نے کہا جب اللہ نے سود حرام کیا تو سلم کو مباح کر دیا دین کو بقید اجل لکھنا چاہیے خواہ بیع ہو یا سلم یا قرض کیونکہ اسمیں دفع نزاع و قطع خلاف تمام ہے لکھنے کا حکم ظاہراً واسطے وجوب کے ہے عطا شعبی نخعی وغیرہم اسی طرف گئے ہیں ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے کہا جب کوئی کاتب شاہد ایک شخص کو لکھنا آتا ہے تو اُس پر واجب ہے کہ وہ مقدار قرض و ظرف و وقت و شرط کے لکھنے سے انکار نہ کرے جمہور کہتے ہیں یہ امر تنجیب کے لیے ہے تا کہ مقدار حالکم معلوم ہو اگر وہ قلیل

گروہ سلف میں اسکا قرینہ ہوا بعد اس کے جیسے مقابل ہے قول شریح و عثمان بتی و امام و اسحق وغیرہ کا غیر
کا جمہور علماء شہادت میں کو جائز نہیں رکھتے قول اول اولی ہے گواہی عورتوں کی بغیر مردوں کے درست نہیں
مگر ان امور میں کہ جن کی اطلاع سوا انکے اور کو نہیں ہوتی ہے اگر دو عورتوں نے گواہی دی اور مدعی نے قسم کھائی
تو حکم دینا جائز ہے یا نہیں جس طرح گواہی مرد پر ہمراہ یمین مدعی کے حکم کرنا جائز ہے اس میں اختلاف ہے مالک و شافعی کہتے
ہیں جائز نہیں اسلیے کہ اللہ نے اس آیت میں دو عورتوں کو مثل ایک مرد کے ٹھہرایا ہے ابو حنیفہ کہتے ہیں جائز نہیں ہے
اسی طرح خلاف اسکا یہ ہے کہ ایک شاہد ہمراہ یمین مدعی کے کافی ہے یا نہیں حق یہ ہے کہ کافی ہے کیونکہ اس امر پر دلیل آچکی
ہے یہ زیادت کچھ خلاف پاک قرآن کے نہیں ہے اس آیت میں کوئی رد قضا رسول اللہ صلعم کا بابت شاہد و یمین کے نہیں ہے
اس کو ہر سمجھدار آدمی جانتا ہے بہر حال اس آیت میں اللہ تعالے نے اموال میں ترغیب احتیاط کی دی ہے اسلیے
کہ مصالح معاش و معاد نہیں اموال سے ہو جاتے ہیں وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ
فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَكْتُمْهَا
فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۔ اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ لکھنے والا تو گرو ہاتھ میں رکھنی پھر اگر
اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو چاہیے کہ پورا کرے جس پر اعتبار کیا اپنے اعتبار کو اور ڈرتا رہے اللہ سے جو رب ہے اسکا نہ
چھپاؤ تم گواہی کو جو کوئی چھپا دے گا اُسکو تو گنہگار ہے دل اسکا اللہ تمہارے کام سے واقف ہے ف اللہ نے
اس آیت میں یہ فرمایا کہ اگر تم سفر میں قرض ادھار کا معاملہ کرو کاتب میسر نہ آوے یا آوے اور قلم دوات کاغذ نہ ملے
تو عوض کتابت کے صاحب حق کے ہاتھ میں رہن رکھ دے لفظ مقبوض سے یہ نکلا کہ رہن بدون قبض لازم نہیں آتا یہی
مذہب ہے شافعی و جمہور کا دوسرے لوگ کہتے ہیں ضرور ہے کہ رہن ہاتھ میں مرتہن کے مقبوض ہو احمد اور ایک گروہ اہل علم کا
اسی طرف گیا ہے ایک جماعت سلف نے اس آیت سے یہ سمجھا ہے کہ مشروع نہیں ہے رہن مگر سفر میں مجاہد وغیرہ کا یہی
قول ہے صحیحین میں انس سے آیا ہے کہ انتقال کیا رسول خدا صلعم نے اور زرہ آپ کی گرو تھی پاس ایک یہودی کے تیس وسق
جو جو اُس کو واسطے قوت اہل و عیال کے گرو رکھا تھا روایت شافعی میں نام یہودی کا ابو الشحم آیا ہے دوسری روایت
میں ہے کہ پاس یہود مدینہ کے رہن رکھا تھا ابن کثیر نے تقریر ان مسائل کی کتاب الاحکام کبیر میں کی ہے ابو سعید خدری
نے کہا یہ آیت منسوخ ہے شعبی نے کہا معنے یہ ہیں کہ اگر تمہارے بعض کو بعض پر بھروسا امانت کا ہو تو پھر کچھ ڈر عدم کتابت
و عدم اشہاد کا نہیں ہے مومن کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے حسن نے سمرہ سے مرفوعا روایت کیا ہے ہاتھ پر جو اُسنے لیا ہے
اُسکا ادا کرنا ہے دواہ احمد واہل السنن پھر گواہی چھپانے سے منع کیا ابن عباس نے کہا شہادت زور اکبر کبائر سے
ہے اسی طرح چھپانا اُس کا سدی نے کہا آثم کے معنے اس جگہ فاجر کے ہیں یہ تفسیر اُن کا قول مخبر ہے کقولہ تعالے ولا
نکتم شہادۃ اللہ انا اذا لمن الآثمین وقولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ

[illegible] اپنا حق اور ڈرے اللہ سے جو رب ہے اسکا اور مت چھپاؤ گواہی [illegible]

اور جو کوئی اسکو چھپاوے تو بیشک گنہگار ہے دل اسکا اور اللہ جو کرتے ہو جانتا ہے

ف صحیح ایمان دین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشروعیت کتابت اشہاد کو دلائل سے حفظ اموال و دفع ریب کے بیان کیا تو
بعد اسکے ذکر حالت عذر کا وجود کاتب کے کیا حالت سفر پر مخصوص نہیں ہے کہ ایسے احوال عذر کے ہیں پھر جہاں کہیں قائم مقام
سفر ہوئی حال ہو وہاں مقبوضہ کو بجائے کتابت ٹھہرایا اہل علم نے کہا ہے کہ رہن سفر کا کتاب سے ثابت ہے مرتہن وہ ہے جو
رہن لیتا ہے وہ شے مرہون دیں کہلاتی ہے اور راہن وہ ہے جو رہن رکھتا ہے جیسے کہتے ہیں رحمان ایجاب و قبول سے حکم
ہو جاتا ہے گو قبض ہو اس سے ورنا ایجگہ یہی ہے کہ جب تک رہن کی پوری ہو جاوے تو ہر دو اسکی تاخیر و انکار کے حق ادا کرے
اچھا معاملہ کرے جیسا راہن نے حسن ظن کیا تھا ویسا ہی برتاؤ ہو آخر آیت میں وعید و تحذیر ہے کتمان شہادت پر اس
آیت شریف کو آیت دین کہتے ہیں ابو سعید کہتا کہ ما قبل اس آیت کا منسوخ ہے ٹھیک نہیں ہے اللہ ان صحابی جلیل القدر
سے راضی ہو آیت منسوخ سے نہیں ہے بلکہ مقید ہے [illegible] ہے ما قبل اسکا ثابت محکم ہے منسوخ نہیں ہوا وہ ہر امر [illegible]
بعض اہل علم نے کہا ہے کہ آخر قرآن از روئے عہد آیت ربا اور یہ آیت دین ہے واللہ اعلم لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللہ کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اگر تم کھولو گے اپنے جی کی بات یا چھپاؤ گے حساب لے گا تم سے اللہ
پھر بخشے گا جسکو چاہے اور عذاب کریگا جسکو چاہے اللہ سب چیز پر قادر ہے ف صحیح قرآن میں کہا ہے یہاں یہ معلوم ہوا
کہ دل کے خیال پر بھی حساب ہوگا یہ سنکر اصحاب نے عرض کیا کہ یہ حکم سخت مشکل ہے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی طرح انکار مت کرو
بلکہ قبول رکھو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو پھر لوگوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور قبول کیا اللہ کے یہاں یہ بات پسند
ہوئی تب اگلی دو آیتیں اتریں اس میں حکم آیا کہ مقدور سے باہر چیز کی تکلیف نہیں اب جو کوئی دل میں خیال گناہ کا کرے
اور عمل میں نہ لاوے تو اسکو گناہ نہیں لکھتے ہیں ف اس آیت میں اللہ پاک نے یہ خبر دی ہے کہ جو کچھ درمیان آسمان
و زمین کے ہے سب اسی کا ہے اسکو ہر چیز کی خبر ہے کوئی عمل چھپا ہوا اس پر پوشیدہ نہیں ہے وہ ہر دل کا حال ہر جی کا
خیال جانتا ہے گو کتنا ہی باریک و مخفی کیوں نہ ہو پھر یہ فرمایا کہ جو کچھ بندے اظہار کرتے ہیں یا دل میں پوشیدہ رکھتے ہیں
اس پر انکا حساب ہوگا کما قال تعالیٰ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
مَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وقال يعلم السر واخفى اس باب میں بہت آیتیں آئی ہیں پھر اس آیت میں علم سے
زیادہ یہ خبر دی کہ محاسبہ بھی ہوگا اسی سبب سے جب یہ آیت اتری تو صحابہ ہر جلیل و حقیر دل پر محاسبہ ہونے سے ڈر گئے یہ از
شدت ایمان و کمال ایقان کی راہ سے ہے احمد نے حدیث ابو ہریرہ میں روایت کیا ہے جب یہ آیت اتری تو صحابہ کرام پر سخت گزری حضرت
کے پاس آکر گھٹنوں کے بل گر پڑے ہو کر عرض کیا کہ ہمکو ان کاموں کی ہم کو تکلیف دی گئی ہے جیسے نماز روزہ جہاد صدقہ

انکی تو ہم طاقت نہیں رکھتے ہیں یہ آیت جو آپ پر اتری ہے اسکی طاقت نہیں رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ ویسی بات کہو جو
اہل کتابین نے تم سے پہلے کہی تھی کہ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا یعنی ہم نے سنا اور نہ مانا بلکہ یوں کہو سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ جب قوم نے اس بات کا اقرار کیا زبان سے اعتراف کیا تو اللہ نے پچھلی آیت جو بعد اسکے
ہے اتاری اگلی آیت کو منسوخ کیا رواہ احمد و مسلم کا لفظ یہ ہے کہ جب انہوں نے وہ اقرار کیا تو اللہ نے کہا لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا الآیۃ ہر جملہ پر نعم فرمایا ابن عباس سے کہا جب یہ آیت اتری تو انکے دلوں میں ایسا ڈر ہوا جو کسی بات
سے نہوا تھا حضرت صلعم نے کہا تم کہو سمعنا واطعنا وسلمنا اللہ نے انکے دلوں میں ایمان ڈالا اسپر آیت آمن الرسول
اتاری رواہ احمد و مسلم ہر جملہ دعائیہ کے بعد قد فعلت فرمایا ابن عباس کہتے ہیں ابن مسعود کی طاقت مسلمانوں کو نہ تھی اللہ نے
قول و فعل پر دار و مدار رکھا ابن عمر نے کہا اس آیت کو پچھلی آیت نے منسوخ کر دیا یہی قول ہے علی و ابن مسعود و کعب احبار و
شعبی و نخعی و قرظی و عکرمہ و سعید بن جبیر روایت جماعت کتب ستہ میں بطریق قتادہ زرارہ بن ابی اوفی ابو ہریرہ سے
مرفوعا آیا ہے کہ نبی نے ذکر کیا در گذر فرمایا اللہ نے میری امت سے حدیث نفس کو جب تک کہ منہ سے نہ کہیا عمل نہ کرے لفظ مسلم کا
ابو ہریرہ سے مرفوعا یوں ہے اللہ نے فرمایا جب ارادہ کرے بندہ میرا کسی سیئہ کا تو تم اس کو نہ لکھو پھر اگر اس سیئہ کو کر
بیٹھے تو ایک ہی سیئہ لکھو اور جب ارادہ حسنہ کا کرے تو اس کو ایک حسنہ لکھو پھر اگر وہ حسنہ بجا لایا تو اس کی دس حسنے
لکھو مسلم کا لفظ یہ ہے اللہ نے فرمایا جب قصد کیا میرے بندہ نے کسی نیکی کا پھر وہ نیکی نہ کی تو لکھتا ہوں میں اسکے لیے ایک نیکی
پھر اگر وہ نیکی کر لے تو لکھتا ہوں اس کو دس نیکیاں سات سو نیکی تک اور جب قصد کیا کسی برے کام کا پھر اس کو نہ کیا تو نہیں لکھتا
میں اس کو پھر اگر وہ کام کر گذرا تو ایک ہی سیئہ لکھتا ہوں اس باب میں بہت حدیثیں کئی طریق سے آئی ہیں ابو ہریرہ نے کہا کچھ
صحابی حضرت صلعم کے پاس آئے کہا ہم اپنے جی میں ایسی بات پاتے ہیں کہ اسکا کہنا ہم کو سخت مشکل ہے فرمایا کیا ایسی بات تم نے
پائی ہے کہا ہاں فرمایا یہ تو کھلا ہوا ایمان ہے رواہ مسلم دوسرا لفظ یہ ہے کہ حضرت سے حال وسوسہ کا پوچھا فرمایا تلک صریح
الایمان رواہ مسلم عن ابن مسعود ایک قول ابن عباس کا یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ دن قیامت کے سب کو
جمع کریگا تو فرما دیگا میں خبر دیتا ہوں تم کو اس بات کی جو تم نے اپنے جی میں چھپائی تھی جس پر میرے فرشتوں کو اطلاع نہیں ہے
پھر مومنوں کو خبر دیکر انکی حدیث نفس کو بخش دیگا یحاسبکم بہ اللہ سے یہی مراد ہے لیکن اہل شک و ریب کو انکی تکذیب
مخفی کی خبر دیکر مواخذہ فرما دے گا اسی طرح مجاہد و ضحاک سے بھی مروی ہے حسن بصری نے کہا یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں
ہوئی اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے کہا محاسبہ معاقبہ کو لازم نہیں آتا اللہ کبھی حساب کر کے بخش دیتا ہے کبھی عقاب کرتا
ہے حدیث شفاعت میں مرفوعا آیا ہے مومن اللہ کے نزدیک ہو گا یہاں تک کہ اللہ اسپر اپنا ہاتھ رکھ دیگا پھر اس سے اقرار اسکے
گناہوں کا لے گا فرما دیگا تو پہچانتا ہے اس گناہ کو وہ کہے گا ہاں جانتا ہوں یہاں تک کہ جہاں تک اللہ چاہے
پھر فرما دیگا میں نے اس گناہ کو تجھ پر دنیا میں چھپایا آج میں اس کو تیرے لیے بخشتا ہوں پھر اس کا صحیفہ حسنات اسکے ہاتھ میں

سوال اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جاوے گا لیکن کفار و منافقین کے لیے سب کے سامنے پکار ہوگی هؤلاء الذين كذبوا على
ربهم ألا لعنة الله على الظالمين۔ متفق علیہ۔ یہ حدیث محکم غیر منسوخ ہے انمیں بھی بطرق متعددہ آئی ہے تعیند ابن جریر
کی دلیل ہے ف فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ اس آیت میں اہل علم کے کئی قول ہیں ایک یہ کہ اگرچہ یہ آیت عام ہے مگر مخصوص
ہے ساتھ کتمان شہادت کے کہ تم شہادت کو چھپاؤ یا ظاہر کرو گے تو خدا اسکے ... ظاہر کیا جو بیان کیا ہو ابن
عباس و عکرمہ و شعبی و مجاہد کا یہی قول ہے لیکن عموم لفظ اسکا رد ہے اس قول کا دوسرا قول یہ ہے کہ مراد وہ امور ہیں جو دل پر طاری
ہوتے ہیں درمیان شک و یقین کے یہ قول ہے مجاہد کا اسمیں بھی تخصیص بلا مخصص ہے تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت محکم عام ہے لیکن
عذاب ساتھ نفس کے مختص بکفار و منافقین ہے طبری نے حکایت اس قول کی ایک قوم سے کی ہے مگر یہ بھی تخصیص بلا مخصص ہے
کیونکہ يغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء مخصص بعض بدون دلیل کے نہیں ہو سکتا چوتھا قول یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے ایک
جماعت صحابہ و تابعین سے معروف یہی ہے یہی قول حق ہے احادیث صحیحہ اسی بات پر دلیل ہیں بعد ان احادیث کے جنمیں
صراحت نسخ وقوع ہے مجال مخالفت کا باقی نہیں رہتا ہے حاشیہ میں لکھا ہے جو بندہ ارادہ کسی بدی یا معصیت کا کرتا ہے
جی میں لا کر اللہ نے فرمایا اس کا محاسبہ دنیا میں کر لیتا ہے اسکو خوف حزن شدت غم لگ جاتا ہے وہاں کچھ پرسش نہ
ہوگا جیسے ارادہ بدی کا کیا مگر وہ بدی نہ کی کسی نے لکھا یہ آیت محکم ہے حدیث نفس کو عزم پر محمول کریں کیونکہ عزم پر
مواخذہ ہے آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا
نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا
مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۔ مانا رسول نے جو کچھ اترا اسکو اسکے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے سب نے مانا اللہ کو اور اسکے
فرشتوں کو اور کتابوں کو اور رسولوں کو ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اسکے رسولوں میں اور بولے ہم نے سنا اور قبول کیا تیری
بخشش چاہیے اے رب ہمارے اور تجھی تک رجوع ہے اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر جو اسکی گنجایش ہو اسی کو ملتا ہے
جو اسنے کمایا اور اسی پر پڑتا ہے جو کیا اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھول جاویں یا چوکیں اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری
جیسا رکھا تھا ہم سے اگلوں پر اور اے رب ہمارے نہ اٹھوا ہم سے جس کی طاقت نہیں ہم کو اور درگذر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر
تو ہمارا صاحب ہے تو مدد کر ہماری قوم کافر پر ف موضح قرآن میں کہا ہے جب اللہ نے پسند فرمائی تو قبول کا حکم بھی ہمارے
جی میں دل کا خیال بھی نہیں پکڑا مگر جو کچھ بھی ... ف ان آیتوں میں اللہ نے ذکر نماز زکوٰۃ روزہ حج جہاد کے حکم
بعض حلال و حرام کا بیان فرمایا انبیاء علیہم السلام کے قصے ذکر کیے مگر سورہ کا خاتمہ ... ارشاد کیا ہم ... کی تصدیق
اصول ... کی تصدیق ... سب ... ذکر فرمایا ... ابن عباس ... کہا ہے کہ اس آیت ...

ع

نفس و مسبب کو منسوخ کر دیا تاکہ یہ تعلیم ہے عزت کے خدا کے بندوں کو کہ اس طرح دعا کیا کریں یہ نہایت کرم ہے اللہ تعالے
کا کہ اسنے ہر کہ طرح طلب سکھایا تاکہ مطلب رحمت قوی ہے اور تسبب یہ جگہ تکلیف شاق تھا جو غلیظ و صعب گرانبہا ہے یا شدت عمل جس
طرح بنی اسرائیل پر حکم قتل نفس و قطع موضع نجاست کا جامہ سے ہوئے تھے یہ دو سو برس جو کر مشت گئے مراد بوجھ اتنا
سے یہ وہ ہیں اللہ نے ان پر جیسے نماز پچاس وقت کی تھیں چوتھائی مال زکوۃ میں مقرر رکھا کافروں سے مارے کفر مراد ہیں اور تم
کو یا اشارہ ہے طرف اعلائے کلمۃ اللہ کے بطریق جہاد حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اللہ پاک نے ہر دعا کے پیچھے ان دعوت
سے فرمایا قد فعلت میں نے ایسا ہی کیا جیسا تم نے کہا یہ دلیل ہے اس بات پر کہ خطا و نسیان پر کچھ مواخذہ نہیں ہے
نہ اگلوں کا سا بوجھ اس امت پر رکھا گیا ہے نہ ان کی طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف دی گئی ہے بلکہ انکے ساتھ معاملہ
عفو و غفران و رحمت و نصرت کا کفار پر کیا گیا ہے ولہ الحمد رب العالمین یہ تینوں دعا کی ترجمان قرآن تمہارے
اس مقام پر نہایت عجز و خاکساری و ذلت کے ساتھ یہ دعوات جن کو اس نے قبول کیا ہے صدق دل سے مانگتا ہے
تو اس کی فریاد سن کر دنیا و آخرت میں جو آفات و مصائب کہ اپنے سامنے کچھ سستی اس قبول کی نہیں ہے رب اغفر لی
آمین **خاتمہ** حدیث ابن مسعود میں مرفوعا آیا ہے جس نے پڑھا ان دو آیتوں کو آخر سورہ بقرہ سے کسی رات تو کفایت
کرتی ہیں یہ دونوں اس کو رواہ البخاری واحمد ابو ذر کا لفظ مرفوع یہ ہے میں دیا گیا ہوں خواتیم سورہ بقرہ کو اس
خزانہ سے جو نیچے عرش کے ہے مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں رواہ احمد یہ مضمون بہت حدیثوں میں آیا ہے ابن کثیر نے
ان کو اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے شداد بن اوس سے مرفوعا آیا ہے اللہ نے ایک کتاب لکھی دو ہزار برس پہلے آفرینش
سما و ارض سے اس میں سے یہ دو آیتیں اتاریں جن پر سورہ بقرہ ختم ہے کسی گھر میں تین رات پڑھی نہیں جاتیں کہ پھر شیطان
اس گھر سے نزدیک ہو رواہ الطبرانی ابن عباس نے کہا جبرئیل پاس حضرت صلعم کے تھے کہ ایک آواز سنی گئی
جبرئیل نے نظر اٹھا کر طرف آسمان کے دیکھا کہا یہ ایک دروازہ ہے آسمان کا جو کبھی نہیں کھولا گیا تھا اس دروازہ سے
ایک فرشتہ اترا اسنے آکر حضرت صلعم سے کہا تم کو بشارت ہو دو نور کی جو تم کو دیے گئے ہیں نہیں دیے گئے وہ دونوں کسی
نبی کو پہلے تم سے فاتحۃ الکتاب اور خواتیم سورہ بقرہ نہیں پڑھے گا تو کوئی حرف انکا مگر دیا جاوے گا وہ نور اخرجہ مسلم
والنسائی واللفظ لہ معاذ جب اس سورت کو پڑھ کر فارغ ہوتے آمین کہتے رواہ مسلم حدیث انس میں آیا ہے کہ جب آیت
اتری حضرت صلعم نے فرمایا حق لہ ان یؤمن حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے ابن عباس نے کہا حضرت صلعم نے فرمایا
اللہ نے معاف کیا میری امت سے خطا و نسیان کو اور اس چیز کو جس پر زبردستی اس سے کرائی گئی ہے رواہ ابن ماجۃ وابن
حبان فی صحیحہ یہ حدیث کئی طرق سے آئی ہے بعض طرق قوی بعض میں وہ سالم رہے اب جو کچھ خطا و نسیان مجھ
سے تحریر میں تفسیر اس سورت کے ہوئے ہوں یا امر کسی قول و فعل میں یا جس امر کا مجھ پر اکراہ ہوا ہو تو ان سب امور کو اپنے فضل
عمیم و کرم وسیع و رحمت کاملہ سے بخشدے میں اس مقام پر اپنے سب گناہان سابق و حال سے جو اس وقت تک مجھ سے

ہو جو میں بصدق نیت وخلوص قال [illegible] تو بہ قبول فرما اور سب گناہ بخشدے آللہم آمین ثم آمین
آج [illegible] شوال [illegible] ہجری روز دوشنبہ کو سورۂ [illegible] کی تفسیر ختم ہوئی والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

ہمیشہ کے لیے بجائے قیمت پینتالیس روپے کے پندرہ روپے

دنیا بھر میں تمام دینی کتابوں سے بعد قرآن مجید اول درجہ کی معتبر کتاب صحیح البخاری کے ہر تیس پارہ کا ترجمہ اُردو با اسناد مع حواشی جدیدہ مفیدہ

(مترجمہ مولوی وحید الزمان صاحب) کو خریدنے کا آسان طریقہ

[illegible] مطبع احمدی لاہور [illegible] احادیث [illegible] کتب احادیث صحاح ستہ [illegible] ترجمہ اردو [illegible] مقبول عام [illegible] مولانا مولوی وحید الزمان صاحب [illegible] نواب وقار نواز جنگ بہادر [illegible] ہندوستان [illegible] صحاح ستہ کی کتابوں کا ترجمہ [illegible] صحیح بخاری [illegible] قرآن مجید کی طرح [illegible] کتاب [illegible] پینتالیس روپے [illegible] بجائے پینتالیس روپے کے پندرہ روپے [illegible] فی پارہ [illegible] دس آنہ [illegible] صحیح بخاری [illegible] امام بخاری [illegible] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] محمد بن اسمٰعیل بخاری [illegible]

[illegible]

المشتہر مالک [illegible] شیخ احمد ولد شیخ محی الدین تاجر کتب بازار کشمیری لاہور

قرآن مجید مترجم اردو مع کامل تفسیر وحیدی

[illegible] خوبیوں والا تمام دنیا میں بے مثل [illegible] ترجمہ جدید و سلیس [illegible] کامل تفسیر وحیدی مصنفہ مولانا مولوی وحید الزمان

[illegible] تفاسیر و تراجم جدید [illegible] شائع کیے گردش زمان و انقلاب زمان کی تاثیر [illegible] ہمارے وقت میں ملک ہندوستان میں بہت [illegible] اردو زبان [illegible] بدولت [illegible] خوشنما [illegible] کرتے تھے لہٰذا پیشگوئی مخبر الصادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اس امت [illegible] تحریف [illegible] مولانا مولوی وحید الزمان حیدرآبادی [illegible] اس خدمت [illegible] اور آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق [illegible] صحاح ستہ [illegible] تراجم لکھ کر شائع کر دیے [illegible] بہت شوق سے لے گئے اور ان تراجم [illegible] صحیح البخاری کا ترجمہ [illegible] تیسیر الباری [illegible] بے نظیر کتاب [illegible] بہت شوق سے خرید [illegible] مطبع احمدی لاہور [illegible] تحریفات و تاویلات [illegible] تفسیر وحیدی [illegible] ترجمہ تفسیر [illegible] تعریف و توصیف [illegible] کمالات کا عشر عشیر بھی بیان ہو سکے [illegible] تفسیر [illegible] لب لباب اور روح تفاسیر [illegible] (اردو میں) نکال کر مرتب کی [illegible] مطبع احمدی لاہور نے طبع جدید میں [illegible] وہ یہ ہیں (۱) متن قرآن مجید نہایت [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] ترجمہ [illegible] بامحاورہ لکھا گیا (۴) کامل تفسیر وحیدی حاشیہ پر [illegible] (۵) [illegible] فہرست مضامین کلام اللہ [illegible] (۶) فہرست مضامین تفسیر وحیدی [illegible] مضامین کلام اللہ و مضامین تفسیر [illegible] عام لوگوں کو بھی فائدہ ہے [illegible] حضرات واعظین [illegible] کو اس کی شد ضرورت رہتی ہے [illegible] استدلال و استشہاد [illegible] آیت یا مسئلہ نکال سکتے ہیں (۷) [illegible] (۹) [illegible] سورتوں [illegible] علیحدہ علیحدہ [illegible] لکھی گئی ہیں جو [illegible] (۱۰) [illegible] منزل [illegible] (۱۱) ہر پارہ [illegible] ورق [illegible] صفحے سے وہ پارہ شروع ہوتا ہے [illegible] (۱۲) [illegible] رسالہ فضائل القرآن [illegible] قرآن مجید پڑھنے [illegible] خوبیاں لکھی گئی ہیں (۱۳) رسالہ لغات القرآن آخر میں [illegible] فرہنگ [illegible] الفاظ مشکل کے معنے [illegible] لغات القرآن یاد [illegible] ترجمہ قرآن مجید [illegible] طاقت ہو جاتی ہے (۱۴) رموز و اوقاف کا نقشہ [illegible] وقف و وصل کا لحاظ ضروری ہے [illegible] (۱۵) کیفیت نزول وحی [illegible] بیان بھی ساتھ لگا [illegible] (۱۶) [illegible] (۱۸) [illegible] کاغذ سفید [illegible] مجلد [illegible]

[illegible] مطبع احمدی [illegible] لاہور

نئی طرز کا قرآن مجید نہایت عمدہ تفسیر حمائل شریف مترجم اردو

سلیس جس کے حاشیہ پر تفسیر بالاحادیث والآثار درج کیا گیا ہے نہایت ارزاں قیمت پر خرید فرمائیں

شائقان علم کلام ربانی کو مژدہ ہو کہ مطبع احمدی لاہور نے بغرض اشاعت دینی کی تعلیم کی غرض سے بعد طبع کتب صحاح ستہ کے

اور صحیح البخاری مترجم محشی اردو و دیگر تمام کتب صحاح ستہ مترجم محشی و تفسیر ترجمان القرآن مصنفہ نواب صدیق حسن خاں صاحب

بفضل الٰہی ترقی کے زینہ پر قدم رکھا ہے یعنی خدمت رسول الثقلین کی تکمیل کے بعد خدمت کلام خالق ثقلین پر کمر ہمت چست کر کے سب خوبیوں

والا حمائل شریف طبع کی ہے جس کی مثل پہلے کہیں نہیں ہوگی سو اس خوبیاں مندرجہ ذیل موجود ہیں (۱) متن قرآن شریف کی سطریں جلی ہیں

ہیں (۲) ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا بین السطور لکھا گیا ہے جو نہایت سلیس و مطلب خیز ہے جس سے کم لیاقت شخص بھی اس

کے سمجھنے پر قادر ہو سکتا ہے (۳) حاشیہ پر فوائد موضح القرآن مولانا شاہ عبد القادر صاحب بلا استقصار لیے گئے ہیں (۴) ان کے علاوہ اور مفسرین

اہل سنت کی تفاسیر معتبرہ سے مثل تفسیر حافظ ابن جریر و تفسیر حافظ عماد الدین ابن کثیر و فتح البیان و تفسیر در منثور و تفسیر خازن و کتب حدیث

سے مثل صحیح بخاری و فتح الباری وغیرہ و کتب صحاح و شروح احادیث سے منتخب کیے گئے ہیں (۵) تقطیع ایسی متوسط رکھی گئی ہے کہ سفر و حضر دونوں

میں کام آسکے نسبت جو تقطیع رکھی گئی ہے کلان ہونے کی وجہ سے آدمی کو سفر میں اٹھانا دشوار ہو اور ایسی چھوٹی کہ عمر رسیدہ حضرات بغیر عینک کے تلاوت نہ کر سکیں (۶)

خوشخطی و صفائی طبع و صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے (۷) اول میں فہرست مضامین حواشی بھی لگا دی گئی ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حواشی میں

کون کون سے مسائل کون کون سے صفحہ میں بیان کیے گئے ہیں (۸) اول میں فہرست مضامین قرآن مجید اضافہ کی گئی ہے جس سے حضرات واعظین

و مناظرین کو ہر باب کے عنوان کے مطابق جتنی آیتیں قرآن مجید میں اپنے اپنے موقع پر متفرق آئی ہیں بوقت استدلال اپنے مطلب کے نکالنے

میں کمالی مدد مل سکتی ہے (۹) ۱۱۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم جو اوائل سورتوں میں ہیں سب علیحدہ علیحدہ طغرا میں لکھی گئی ہیں جو ایک ایک نئی شان (۱۰)

ہر منزل جہاں سے شروع ہوتی ہے وہ نقوش میں سجایا گیا ہے تاکہ ہر ایک دیکھتے ہی معلوم کر جائے کہ یہاں ایک منزل پہلا ختم ہوئی اور دوسری منزل شروع ہو گئی (۱۱) ہر پارہ

پشت ورق کے صفحہ پر ختم ہوتا ہے اور دوسرے ورق کے ابتدائی صفحے سے دوسرا پارہ شروع ہوتا ہے جو صاحب چاہیں تیسوں پارے علیحدہ علیحدہ بھی کر سکتے ہیں (۱۲)

آخر میں رسالہ فضائل القرآن لگایا گیا ہے جس میں قرآن مجید پڑھنے اور یاد کرنے اور عمل کرنے کی خوبیاں لکھی گئی ہیں (۱۳) رسالہ لغات القرآن آخر میں لگایا گیا ہے جس میں

فرہنگ کے طور پر الفاظ مشکلہ کے معنے لکھے گئے ہیں تاکہ جو شخص لغات القرآن یاد کرے اس کو ترجمہ قرآن مجید بسہولت سمجھ میں آجاوے اور بغیر قرآن مجید کے عربی بولنے اور سمجھنے

کی طاقت ہو جاوے (۱۴) رموز اوقاف کا نقشہ آخیر میں اضافہ کیا گیا ہے چونکہ تلاوت قرآن مجید میں وقف و وصل کا لحاظ ضروری ہے اور وقف کرنے سے معنے تبدیل ہو کر فہم معانی میں خلل

ہوتا ہے اسی مضمون کی اس تفسیر میں شامل ہے (۱۵) کیفیت نزول وحی اور ابتدائے نزول وحی کا بیان بھی ساتھ لگایا گیا ہے (۱۶) حضرت سرور کائنات خاتم النبیین صلعم کی مختصر سوانح

عمری بھی ساتھ لگا دی گئی ہے یہ حمائل شریف بہ مشتمل جتنیں صفحے پر ختم ہوئی ہے جو صرف ۴ روپیہ پر فروخت کی جاتی ہے باوجود ان تمام اور اکثر علاوہ مذکورہ بالا خوبیوں کے

بالاجمال بمیشہ کے بہ ہزار قیمت رعایتی [illegible] مقرر کی گئی ہے تاکہ ہر خاص و عام اس کے فوائد سے محروم نہ رہے [illegible]

چاہیں جلد طلب فرمائیں اور جو صاحب [illegible] طلب فرمائیں [illegible] سے زیادہ کی جلد کرانی منظور ہو تو فرمائش کے ساتھ جلد بندی کا اجرت بھی [illegible]

[illegible]

منے کا پتہ [illegible]

شیخ احمد و کرم شیخ محی الدین تاجران کتب بازار کشمیری لاہور

نوٹ: [illegible] مطبع احمدی اندرون کشمیری بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ آل عمران

یہ سورت مدینے شریف مین اتری ہے قرطبی نے کہا یعنی بالاجماع اسمین دوسو آیتین ہین اسکے مدنی ہونے پر
یہ دلیل ہے کہ شروع سے یہ سورت تراسی آیت تک متعلق ہین وفد نجران کے نازل ہوئی ہے وہ لوگ مسجد نبوی
مین آئے تھے بیان انکے آنے کا مدینے مین بذیل تفسیر آیت مباہلہ آویگا انشاء اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ اور اس سورت کی
فضیلت مین بہت حدیثین آئی ہین بریدہ نے کہا حضرت نے فرمایا ہے سیکھو سورہ بقرہ اور آل عمران کو یہ دونون
چمکتی ہین قیامت کے دن اپنے صاحبون پر سایہ کرینگی گویا دو چھتریان ہین یا دو ٹکڑے ہین پرندون کے صف باندھے
ہوے الحدیث رواہ احمد ابو امامہ کا لفظ یہ ہے تم پڑھو قرآن کو وہ شفاعت کریگا اپنے لوگون کی دن قیامت کے
تم پڑھو زہراوین بقرہ و آل عمران یہ دونون قیامت کے مثل دو بادل یا دو چھتری یا دو ٹکڑے طیر صواف کے ہونگی
اپنے اہل کی طرف سے حجت کرینگی رواہ احمد نواس بن سمعان کا لفظ یہ ہے بلاوینگے قرآن کو دن قیامت کے اور
قرآن والون کو جو اسپر عمل کرتے تھے انکے آگے سورہ بقرہ و سورہ آل عمران ہونگی رواہ احمد و مسلم ترمذی نے
کہا یہ حدیث غریب ہے مسند عبد بن حمید مین آیا ہے کہ ایک آدمی نے بقرہ و آل عمران پڑھی جب نماز پڑھ چکا کعب نے
کہا کیا تم نے بقرہ و آل عمران پڑھی ہے کہا ہان کہا قسم ہے اللہ کی کہ ان دونون مین وہ نام ہے اللہ کا کہ جب اس
نام کو لیکر دعا کرین تو قبول ہو کہا مجھکو بتا دو کہا واللہ ہرگز نہین بتاؤن گا اگر مین نے بتایا اور تو نے کہین ایسی دعا کی
کہ مین اور تو دونون ہلاک ہو تو پھر کیا ہوگا یزید جرشی نے کہا جو کوئی ان دو سورتون کو رات دن مین پڑھیگا
وہ نفاق سے بری رہیگا صحیحین مین آیا ہے کہ حضرت نے ان دو سورتون کو ایک رکعت نماز مین پڑھا ہے ابن کثیر
نے اول حصہ بقرہ مین تمام یہی حدیثین لکہی ہین جنمین انفراداً و اجتماعاً فضیلت بقرہ و آل عمران مین مطول آئی ہے

وللہ الحمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٓمٓ ۝ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم ۝ نزل علیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ وانزل التورىة
والانجیل ۝ من قبل ھدی للناس وانزل الفرقان ۝ ان الذین کفروا بایت اللہ لھم عذاب شدید و

اللّٰہ عزیز ذو انتقام ٥ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہین جیتا ہے سب کا تھامنے والا اتاری تجہپر کتاب تحقیق ثابت
کرتی ہے اگلی کتاب کو اور اتاری تھی توریت اور انجیل اس سے پہلے لوگون کی ہدایت کو اور اتارا انصاف جو لوگ منکر ہین اللہ کی
آیتون سے انکو سخت عذاب ہے اور اللہ زبردست ہے بدلا لینے والا **ف** پہلے یہ حدیث گذر چکی ہے کہ اللہ کا
اسم اعظم ان دو آیتون مین ہے اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ذا اور اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
کتاب سے مراد اسجگہ قرآن ہے یعنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمنے تیرے پر سچا ٹھیک قرآن اوتارا ہے جسمین کسی طرح
کا شک و شبہ نہین ہے اور اللہ ہی کہ اس نے اتارا ہے فرشتے اسکی گواہی دیتے ہین اسکی گواہی کافی ہے یہ کتاب
مصدق ہے ان کتابون کی جو پہلے اسکے آسمان سے اللہ کے بندون اور پیغمبرون پر اتری ہین یعنے زمانہ قدیم
مین جو انہون نے اسکی خبر اور بشارت دی ہے یہ کتاب بھی وہی خبر و بشارت دیتی ہے وہ خبر یہ تھی کہ اللہ حضرتؐ کو رسول
بنا کر بھیجیگا وہ بشارت یہ تھی کہ اُنپر قرآن پاک اتاریگا توریت موسیٰ بن عمران پر اتری تھی انجیل عیسےٰ بن مریم پر
نازل ہوئی تھی ان دونو کتابون مین اُس زمانے کے لوگون کے لیے ہدایت تھی اب فرقان آیا جو درمیان ہدایت
اور ضلالت وحق و باطل و رشد و غی کے فرق بتاتا ہے اسمین اسکی کہلی حجتین واضح دلیلین قطعی سندین موجود
ہین جن سے خیر و شر نیک و بد خوب و زشت کا تمیز بخوبی حاصل ہوتا ہے یہی معنے ہین فرقان کے قتادہ و ربیع نے کہا
فرقان اسجگہ قرآن ہے ابن جریر نے کہا فرقان اسجگہ مصدر ہے اسلیے کہ قرآن کا ذکر پہلے آچکا ہے یعنی
لفظ کتاب سے قرآن ہی مراد تہا ابو صالح کا یہ قول کہ مراد فرقان سے اسجگہ توریت ہے ضعیف ہے کیونکہ توریت کا ذکر
بھی ہو چکا پھر فرمایا کہ جن لوگون نے اس فرقان یا قرآن کا انکار کیا باطل سے اُسکو رد کیا انکو دن قیامت کے بڑی
مار پڑے گی سو مسلمانون کے سوا سب یہی تھین منکر ہین اللہ اُنسے بدلا اس انکار و رد کا خاطر خواہ لے گا **ف**
فتح البیان مین کہا ہے اللہ کو معلوم ہے کہ لفظ الم سے کیا مراد ہے حی کہتے ہین دائم باقی کو جو کبہی نہ مرے قیوم
وہ ہے جو اپنی ذات سے قائم ہو خلق کا بندوبست رکھے جس امر معاش و معاد مین خلق محتاج ہے اُس کی مصلحت
کا انتظام کرے لفظ نزّل سے معلوم ہوا کہ وقت نزول اس آیت کے قرآن پورا نہ تہا کیونکہ صیغہ تفعیل کا دلیل ہے
تنجیم پر یعنے قرآن پارہ پارہ ہو کر اوقات کثیرہ مین اترا ہے بخلاف توریت و انجیل کے کہ ایک دفعہ مین اتری
ہین اسلیے لفظ انزل فرمایا ہے یہ نام ان دونون کتابون کے عبرانی ہین یا سریانی جیسے زبور بعض
نے کہا مشتق ہین لیکن قول اول اولی ہے لفظ ناس سے مراد یہود و نصاری ہین یا عام لوگ اس لیے کہ یہ امت بھی
شرائع غیر منسوخ کے ساتھ متعبد ہے اسی لیے ابن فورک نے کہا کہ مراد ہمسب متقین ہین قرآن کو فرقان فرمایا

کیونکہ اس مین وصف عزیز کرنیکا درمیان حق وباطل کے موجود ہے قتادہ نے کہا فرقان مین بیان ہے حلال حرام
شرائع حدود فرائض وامر ونواہی کا یہ قرآن فیصلا کرتا ہے اُس اختلاف کا جو معاملہ عیسیٰ علیہ السلام مین ہے کسی
نے کہا مراد فرقان سے زبور ہے اس لیے کہ وہ شامل ہے مواعظ حسنہ کو یا ساری اگلی کتابین جو رسولون پر اُتری
ہین لیکن معمول علیہ اول ہے مراد ان لوگون سے جو کافر ہوئے نصاریٰ ہین جو نجران سے بطور ایلچی کے
آئے تھے انہون نے قرآن وحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا لیکن خصوص سبب مانع عموم لفظ سے
نہین ہے جب نہین ہے تو آیت شامل ہوگی ہر اُس شخص کو جو اللہ کی آیتون کا منکر ہے انکو بسبب اس
کفر کے عذاب شدید ہوگا دنیا مین تلوار سے آخرت مین خلود نار سے محمد بن جعفر نے کہا اللہ انتقام لیگا
ہر کافر سے جسنے اللہ کی آیتون کو جان بوجھ کر نہین مانا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝
هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اللہ پر چھپی نہین کوئی
چیز زمین اور آسمان مین وہی تمہارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ مین جسطرح چاہے کسی کی بندگی نہین
اُس کے سوا زبردست ہے حکمت والا **ف** اس آیت شریف مین خبر دی ہے اس بات کی کہ اللہ کو ہر غیب
کی بات معلوم ہے کوئی شے اُس پر مخفی نہین ہے وہ عالم ہے جزئیات کا ماں کے پیٹ مین نر مادہ خوبصورت
بدصورت بدبخت نیک بخت وہی پیدا کرتا ہے استحقاق الٰہیت کا اُسی کی ذات پاک وحدہ لاشریک لہ کو ہے عزت وحکمت
سب اُسی کے لیے ہے اس آیت مین اشارہ ہے بلکہ صراحت ہے اس بات کی کہ عیسیٰ بن مریم ایک بندہ مخلوق
ہین جسطرح اللہ تعالیٰ نے سارے بشر ماں کے پیٹ مین بنائے اسی طرح عیسیٰ کو ماں کے پیٹ مین بنایا پھر
وہ کسطرح خدا ہو سکتے ہین جیسا کہ نصاریٰ نے خیال باطل کیا ہے وہ تو منقلب ہے رحم مین منتقل ہوئے ایک حال سے
دوسرے حال پر کما قال تعالیٰ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ شیخ ابن البیان
کا لفظ یہ ہے کہ اس آیت مین بیان وسعت علم الٰہی اور احاطہ معلومات کا کہ ہر جزئی کلی کا علم اُسکو حاصل ہے
حکما کا یہ قول کہ اللہ کلیات کو جانتا ہے نہ جزئیات کو مردود ہے یہ آیت اُنپر رد کرتی ہے معلومات کو فی
الارض والسماء سے اسلیے تعبیر کیا ہے کہ بندون کا علم سوا عالم سے قاصر ہے ورنہ اللہ کے علم کی
انتہا نہین ہے منجملہ اُسکے معلومات کے ایک یہ ہے کہ اُسے معلوم ہے کہ کون مومن ہے کون کافر ہے
کوئی اسکا انکار نہین کر سکتا کہ عیسیٰ علیہ السلام ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے جب ہوئے تو مخلوق ہیں
ہمیشہ رحم کے اندر بیرون مین کیا کیا مختلف صورتین بنتین بگڑتین اچھی بُری کالی گوری یعنی جیسا

[illegible] ن مسعود اور ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے کہ نطفہ جب رحم میں پڑتا ہے سو کی
[illegible] چالیس دن بعد ایک علقہ ہو کر ایک چلہ کے بعد مضغہ بنتا ہے بعد ایک چلے کو فرشتہ
[illegible] انکی ... ن کے بیچ میں مٹی لا کر اندر اس مضغہ کے ملا دیتا ہے پھر اسکو گوندھ کر جیسا حکم
[illegible] زیادہ تھی ۔ سپید تھی شکل کھینچتا ہے مذکر و مؤنث و عمر و رزق و مصائب مطابق قول خدا کے لکھتا ہے
جب [illegible] ہوتا ہے جہاں کی وہ مٹی تھی هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ

اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ

الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا

وقف النبی
وقف لازم

وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ

اَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ع ۵ وہی ہے جسنے

اتاری تجھ پر کتاب اسمیں بعضی آیتیں پکی ہیں وہ جڑ ہیں کتاب کی دوسری کئی طرف ملتی ہیں جنکے دل پھرے
ہوئے ہیں وہ لگتے ہیں ڈہب ملتی انکی آیتوں سے تلاش کرتے ہیں گمراہی اور انکی کل بٹھانی انکی کل کوئی
نہیں جانتا سوا اللہ کے اور جو مضبوط علم والے ہیں سو وہ کہتے ہیں ہم اسپر یقین لائے سب کچھ ہمارے
رب کی طرف سے ہے سمجھانے وہی سمجھتے ہیں جنکو عقل ہے اے رب نہ پھیر ہمارے دل جب تو ہمکو ہدایت دیکر
چکا دے ہمکو اپنے پاس سے مہربانی تو ہی ہے سب دینے والا اے رب تو جمع کرنے والا ہے لوگوں
کو ایک دن جسمیں شبہ نہیں بیشک اللہ خلاف نہیں کرتا وعدہ **ف** موضح قرآن میں فرمایا ہے
اس سورت میں نصاری کو سمجھانا منظور ہے وہ حضرت مریم کو خدا کی عورت کہتے عیسے کو خدا کا بیٹا وہ
بہکتے تھے اسپر کہ اللہ کی مہربانی کے الفاظ انکے حق میں سنتے تھے ایسے کہ بندگی سے زیادہ مرتبہ چاہئے
اس لیے اللہ نے فرمایا کہ ہر کلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی جن کے معنے صاف نہیں کھلتے تو جو گمراہ
وہ انکے معنے عقل سے پکڑنے لگے جو مضبوط علم رکھتے ہیں وہ انکے معنے اور آیتوں سے ملا کر سمجھتے ہیں
جو جڑ کتاب کی ہیں اسکے موافق سمجھ پاوے تو سمجھے اور اگر نہ پاوے تو اللہ پر چھوڑے کہ وہی بہتر جانے
ہمکو ایمان سے کام ہے انتہی **ف** اللہ پاک نے اس آیت مقدس میں خبر دی ہے کہ قرآن شریف
میں آیات محکمات ہیں جو ام الکتاب ہیں یعنے کھلی ہوئی دلالتیں روشن حجتیں ہیں جنمیں کسطرح کا دھوکا
نہیں ہر شخص انکو بخوبی سمجھ سکتا ہے بعض آیات ایسی ہیں جنکے دلالت کرنے میں مدلول پر بہت لوگوں

اشتباہ ہے یا بعض لوگوں کو سو جسنے مشتبہ کو واضح کیطرف پھیرا اور محکم کو متشابہ پر حکم لگایا اس نے
ہدایت پائی اور جسنے بالعکس کام کیا وہ گمراہ ہوا اسی سبب سے نام ام الکتاب فرمایا ہے یعنے وہ اصل ہیں کہ
وقت اشتباہ کے انکی طرف رجوع کرنا چاہیے دوسری آیتیں متشابہات ہیں انکی دلالت کبھی موافق محکم
کے ہوتی ہے اور کبھی از روی لفظ و ترکیب دوسرا احتمال رکھتی ہے نہ از روے مراد اہل علم کا محکم و متشابہ میں اختلاف
ہے سلف سے بہت عبارتیں آئی ہیں ابن عباس نے کہا محکمات ناسخ حرام حلال حدود احکام اوامر نواہی
ہیں دوسرا لفظ یہ ہے کہ محکمات قول ہے اللہ تعالی کا قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا
بِهٖ شَيْـًٔا تا آخر آیات و قولہ تعالی وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ تا سہ آیت یہی قول سعید بن جبیر کا
بھی ہے ابو فاختہ نے کہا متشابہات فواتح سور ہیں یحیی بن یعمر نے کہا محکمات فرائض و امر و نہی و حلال
و حرام ہیں سعید بن جبیر نے کہا انکو ام الکتاب اس لیے فرمایا ہے کہ وہ ساری کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں
مقاتل بن حیان نے کہا کوئی دین والا نہیں ہے مگر انکو پسند کرتا ہے متشابہات سے مراد آیات منسوخہ
مقدم مؤخر امثال اقسام ہیں جن پر ایمان لاتے ہیں عمل نہیں کرتے یہی قول ابن عباس کا بھی ہے دوسرا قول
مقاتل بن حیان کا یہ ہے کہ مراد حروف مقطعہ ہیں جو سورتوں کے اول میں آئے ہیں مجاہد نے کہا بعض متشابہ
بعض کی تصدیق کرتی ہیں یہ بات تفسیر میں قولہ تعالی کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ میں بھی گذری ہے بعض نے کہا متشابہ
وہ کلام ہے جو ایک سیاق پر چلے مثانی وہ ہے جو دو راہ بہگئے جیسے صفت نار و صفت جنت یا ذکر حال
ابرار و حال فجار و امثال اسکے مگر یہاں متشابہ سے وہ مراد ہے جو بمقابلہ محکم ہو ابن کثیر نے کہا بہتر وہی قول
ہے جو پہلے گذر چکا اسی قول پر محمد بن اسحاق بن یسار نے تنصیص کی ہے چنانچہ کہا ہے کہ آیات محکمات
اسکی حجت بندوں کی عصمت خصوم و باطل کا دفع ہیں انہیں تصریف تحریف انکی وضع سے نہیں ہوتی
متشابہات کی تصدیق میں بھی تصریف تحریف تاویل نہیں ملتی اللہ نے بندوں کو ان میں اسی طرح
مبتلا کیا ہے جیسے حلال حرام میں وہ طرف باطل کے مڑ کر حق سے خارج نہیں ہوتے اسی لیے
اللہ نے فرمایا ہے کہ جنکے دلوں میں زیغ یعنے ضلال و خروج عن الحق ہے ان باطل کے واسطے
متشابہات کو لیکر تحریف کرتے اپنے مقاصد فاسدہ پر اتارتے ہیں اسلیے کہ لفظ محتمل ہوتا ہے جدھر
چاہیں پھیر دیں مگر محکم سو اسمیں کچھ حصہ انکو نہیں ہے اسلیے کہ وہ انکے باطل کا دافع اور حجت ان پر ہے اسی
لیے اللہ نے کہا کہ فتنے کے لیے اس کی جستجو کرتے ہیں تاکہ اپنے تابعوں کو گمراہ کردیں

ہے قرآن سے سند لاتے ہیں حالانکہ قرآن خود انپر حجت ہے نہ انکے لیے جیسے نصاریٰ نے کہا کہ قرآن میں
آیا ہے کہ عیسیٰ اللہ کی روح اور کلمہ ہیں جسکو طرف مریم کے ڈالا اور اس آیت کو چھوڑ دیا جو انپر حجت ہے اِنْ هُوَ
اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ یا جیسے وہ آیت اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ
لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اسکے سوا اور بہت آیات محکمات ہیں جو دلیل ہیں اس بات پر کہ عیسیٰ ایک مخلوق تھے منجملہ
مخلوقات خدا کے اور ایک عبد و رسول تھے منجملہ رسل خدا کے تاویل کا تلاش کرنا یہ ہے کہ اسکو موافق اپنے
ارادے کے تحریف کریں مقاتل بن حیان و سُدی نے کہا یہ چاہتے ہیں کہ جو بات ہونیوالی ہے اور جو انجام
انپا کا ہے اسکو قرآن سے معلوم کریں عائشہؓ نے کہا حضرتؐ نے اس آیت کو هُوَ الَّذِيْ سے اُولُوا الْاَلْبَابِ تک پڑھا
پھر فرمایا جب تم دیکھو ان لوگوں کو جو اسمیں مجادلہ کرتے ہیں تو وہ یہی لوگ ہیں جنکو اللہ نے قصد کیا
ہے تم ان سے بچو رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ الْمُنْذِرِ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ جَرِيْرٍ
اسحدیث کو بخاری نے اسی آیت کی تفسیر میں اور مسلم نے کتاب القدر میں اور ابو داؤد نے سنن میں روایت
کیا ہے عائشہؓ نے کہا حضرتؐ نے اس آیت کو پڑھ کر فرمایا جب تم اُن لوگوں کو دیکھو جو پیچھے پڑے ہیں
متشابہ قرآن کے تو یہ وہی لوگ ہیں جنکا نام اللہ نے لیا ہے تم انسے بچتے رہو یہ لفظ ہے بخاری کا ترمذی
نے اسکو حسن صحیح کہا ہے رواہ ابن ابی حاتم ابن جریر و ابن مردویہ کا لفظ عائشہؓ سے یہ ہے کہ حضرتؐ
نے اس آیت میں یوں فرمایا اللہ نے تمکو ڈرایا ہے سو جب تم اُن لوگوں کو دیکھو تو اُن سے بچو ابو امامہ نے
مرفوعًا کہا وہ لوگ خوارج ہیں رَوَاهُ اَحْمَدُ اسی طرح آیہ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ میں کہا ہے کہ
هُمُ الْخَوَارِجُ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اقل قسم اس حدیث کی یہ ہے کہ موقوف یعنی قول صحابی ہو مگر معنے اس کے
صحیح ہیں کیونکہ سب سے پہلے جو بدعت اسلام میں واقع ہوئی وہ یہی فتنہ خوارج کا تہا انکا آغاز دنیا طلبی
پر ہوا حضرتؐ نے جب غنائم حنین کو تقسیم فرمایا انکے عقل فاسد میں یہ سمایا کہ حضرتؐ نے تقسیم میں عدل نہیں
کیا اسبات کو یکایک منہ سے نکال بیٹھے ذوالخویصرہ نے کہا عدل کرو تمنے عدل نہیں کیا حضرتؐ نے
فرمایا اگر میںنے عدل نہیں کیا ہے تو میں برباد ہوا اللہ نے تو مجھکو اہل زمین پر امین سمجھا تم مجھکو امین نہیں
جانتے ہو جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا عمر بن خطابؓ نے یا خالد بن ولیدؓ نے کہا ہم اسکو قتل کریں فرمایا چھوڑ دو
اسکی نسل سے ایک قوم نکلے گی کہ تم میں کا آدمی اپنی نماز کو مقابلے میں انکی نماز کے اور قرأت کو مقابلہ میں انکی
قرأت کے حقیر سمجھے گا وہ قوم دین سے ایسی نکلے گی جیسے تیر نرگس سے نکلتا ہے تمکو جہاں کہیں وہ قوم ملے تم انکو قتل کرنا

انکے قتل کرنے مین قاتل کو اجر ملیگا پہر طبقہ خوارج کا ایام علی بن ابی طالب مین ہوا وہ لوگ نہروان مین مارے گئے پہر انکے شعوب وقبائل و آراء و اہوا و مقالات و نحل بہت پہیل گئے پہر قدریہ اٹہے پہر معتزلہ پہر جہمیہ وغیرہ اہل بدع جنکی خبر صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث مین دی تہی سَتَفْتَرِقُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً قَالُوْا وَمَا هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ كَانَ عَلٰى مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ بِهٰذِهِ الزِّيَادَةِ حذیفہ نے مرفوعا کہا ہے میری امت مین ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑہے گی جیسے گٹہلی کہجور کی پہیلاتے ہین پہینکینگی قرآن کو اور معنے پر رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی ف فتح البیان کا لفظ یہ ہے مراد محکمات سے بینات مفصلات ہین یعنی انکی عبارت احتمال سے تاویل و اشتباہ کے محکم ہے گویا اللہ نے خلق کو اسمین تصرف کرنے سے منع کیا ہے اسلیے کہ انکے الفاظ ظاہر انکے معانی واضح ہین متشابہات کی تفسیر مین کئی قول ہین کسی نے کہا محکم وہ ہے جسکی تاویل معروف جسکے معنے مفہوم ہین متشابہ وہ ہین جسکے معلوم کرنیکا کوئی رستہ نہین ملتا جابر بن عبداللہ شعبی سفیان ثوری اسی کے قائل جیسے حروف مقطعہ اوائل سور مین بعض نے کہا محکم وہ ہے جو محتمل وجہ واحد ہے متشابہ وہ ہے جو محتمل وجوہ ہے جب اسکو ایک وجہ کی طرف پہیرینگے باقی وجوہ کو باطل ٹہیرادینگے تو متشابہ محکم ہو جاویگا بعض نے کہا محکم وہ ہے جو بنفسہ قائم ہے حاجت رجوع کی طرف غیر کے نہین رکہتا متشابہ وہ ہے جسکو حاجت رجوع کی طرف غیر کے ہو نحاس نے کہا یہ قول احسن اقوال ہے قرطبی نے بہی اسیکو راجح کہا ہے ابن عطیہ نے بہی اسی کو اختیار کیا ہے شوکانی نے فرمایا ہے بہتر یہ ہے کہ محکم کہتے ہین واضح المعنی ظاہر الدلالۃ کو خواہ باعتبار اپنے نفس کے ہو یا باعتبار غیر کے متشابہ وہ ہے جسکے معنی غیر واضح جسکی دلالۃ غیر ظاہر ہے دونو اعتبار کی رو سے اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف مذکور کچہ ٹہیک نہین ہے ہر اہل قول نے تعریف محکم کی بعض صفات کے ساتہ کی پہر متشابہ کو اسکا مقابل ٹہیرایا پہر سات قول نقل کرکے ہر قول کے خلل کو ذکر کیا پہر قول ابن عباس کا کہ تین آیتین آخر سورۂ انعام کی قُلْ تَعَالَوْا الخ یا وَقَضٰى رَبُّكَ تین آیت تک محکمات ہین نقل کرکے کہا ہے اللہ انپر رحم کرے کیونکہ اس قول مین کچہ بہی فائدہ نہین ہے مین بادنی یا سوایت کہ ساری آیات قرآن مین سے موصوف بمحکم کرنے مین کیا حاصل اکثر قرآن جمیع اقوال پر محکمات ہے بلکہ خود انکے دوسرے قول پر بہی جسمین یہ کہا ہے کہ مراد محکمات سے ناسخ حلال حرام حدود فرائض ہین فتنہ کہتے ہین حق سے پہرنے کو جسطرح وفد نجران پہر گئے تہے لفظ اتباع متشابہ کا عام ہے ہر گروہ جو حق سے خارج ہے وہ اسمین داخل ہے گو سبب نزول کا نجران کے نصاری تہے وہ متشابہ قرآن کو لیکر

ایمان کے دلون مین شک ڈالتے تھے اور اسکا بنی بدعت پر دلیل ٹھیراتے تھے جسطرح سارے طوائف اہل
بدعت کتاب خدا سے متشابہ پکڑتے ہین اپنے جہل کے رائج کرنے کو قرآن سے دلیلین نکالتے ہین حالانکہ
انمین کوئی دلالت انکے مدعا پر نہین ہوتی ہے یہ کام اس لیے کرتے ہین کہ دین مین فتنہ برپا کرین آپس مین فساد
ڈالین **ف** حافظ ابن القیم نے اعلام الموقعین مین لکھا ہے کہ جب کسی شخص سے تفسیر کسی آیت یا حدیث کی
پوچھی جاوے تو اسکو نہ چاہیے کہ اس آیت یا سنت کو انکے معنی ظاہر سے نکالکر تاویلات فاسدہ کرے اپنے مذہب و
دعوی کے موافق اسکی گواہی دے جو کوئی ایسا کام کرے تو اسکو فتوی دینے سے روک دینا چاہیے ائمہ کلام نے
قدیما و حدیثا اسی بات کی تصریح کی ہے جوینی نے رسالہ نظامیہ مین لکھا ہے کہ ائمہ سلف کا یہہ مذہب ہے کہ تاویل
سے بازرہنا چاہیے ظواہر کو انکے موارد پر جاری کرنا چاہیے معانی انکے سپرد خدا کین اور جس رائے کو ہم پسند
کرتے ہین اور جو ہمارا دین ہے وہ اتباع ہے سلف امت کا صحابہ آنحضرت اسی بات پر گذرے ہین کہ معانی
سے تعرض کیا یا دسے صحابہ وہ لوگ تھے جنہون نے شریعت کا بوجھ اٹھایا اسلام کے چنے ہوئی آدمی تھے
ہمیشہ ضبط قواعد ملت مین کشش و کوشش رکھتے تھے حفظ ملت کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہتے تھے لوگون
کو جو بات معلوم نہ تھی وہ سکھلاتے تھے اگر تاویل ظواہر کی جائز یا محبوب ہوتی تو بیشک وہ اہتمام اسکا فروع شریعت
سے زیادہ ترکرتے مگر جب انکا زمانہ اور تابعین کا زمانہ بغیر تاویل گذر گیا تو یہی دلیل قطعی ہے اس بات پر کہ یہی وجہ لائق اتباع کے
ہے ہر دیندار پر حق ہے کہ اللہ پاک کا منزہ ہونا صفات مخلوقین سے اعتقاد کرے تاویل متشابہات و مشکلات
مین نہ گہسے معنے انکے خدا کو سونپے غزالی نے زجر مین لکہا ہے جو ایمان علم کلام سے حاصل ہوتا ہے وہ ضعیف ہے
ایمان راسخ وہی عوام کا ایمان ہے جو لڑکپن سے انکے دلون مین سن کر اترا ہے ائمہ اربعہ کا ذم کلام
پر اتفاق ہے یہ تقریر ابن القیم کی بہت لمبی چوڑی ہے کسیقدر فتح البیان مین اس جگہہ سے زیادہ لکھی
گئی ہے ذم کلام و تاویل مین رسالہ قصد السبیل ایک عمدہ کتاب مختصر ہے **ف** علماء کا اختلاف ہے
کہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ پر وقف کرنا چاہیے یا نہین ابن عباس نے کہا چاہیے یہی قول ہے عائشہ عروہ
ابی الشعثاء ابی نہیک وغیرہم کا ہے حافظ ابن القاسم نے معجم کبیر مین ابو مالک اشعری سے مرفوعا روایت
کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا مین نہین ڈرتا اپنی امت پر مگر تین باتون سے ایک یہہ کہ مال انکے پاس زیادہ ہو تو آپس مین
حسد کرکے قتال کرین دوسرے یہہ کہ انکے لیے اللہ کی کتاب کہولی جاوے سو مومن اسکو لیکر اسکی تاویل تلاش کرے
حالانکہ اسکی تاویل سوا خدا کے کوئی نہین جانتا ہے جو لوگ علم مین راسخ ہین وہ کہتے ہین ہم اسپر ایمان

جیسے کہ عالم کو ضائع کرین کچھ پرواہ اسکی۔ لیکن یہ حدیث سخت غریب ہے ابن مردویہ کا لفظ ابن عباس سے مرفوعاً
یون ہے کہ قرآن اس لیے نہین اترا ہے کہ بعض قرآن بعض قرآن کی تکذیب کرے بلکہ جو تم سمجھا تو اوس پر عمل کرو
جو متشابہ ہو اوس پر ایمان لاؤ ابن عباس اس آیت کو یون پڑھتے تھے وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَيَقُولُ الرَّاسِخُونَ
آمَنَّا بِهِ کذا عبد الرزاق وابن جریر مالک بن انس نے کہا علماء اوس پر ایمان لاتے تھے تاویل اسکی نہین جانتے
تھے ابن جریر نے کہا ابن مسعود کی قرات یون تھی إِنْ تَأْوِيلُهُ إِلَّا عِنْدَ اللَّهِ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ
آمَنَّا بِهِ اسی طرح ابی ابن کعب سے بھی مروی ہے اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے یہی قول حق وصواب
ہے دوسرا قول یہ ہے کہ وقف والراسخون فی العلم پر ہے بہت سے مفسر و اہل اصول اسی طرف گئے ہین انکا
معقول ہے کہ ایسا خطاب جو سمجھ مین نہ آوے بعید ہے ایک قول ابن عباس کا یہی ہے کہ مین ان راسخین
مین سے ہون جو تاویل کو جانتے ہین ربیع بن انس نے بھی کہی ہے [illegible] انھون نے تاویل متشابہ
کو محکم پر پھیرا ہے اس سے عذر انکا ظاہر ہو گیا باطل دور ہوا کفر باطل ہو گیا حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نے ابن
عباس کو دعا دی تھی کہ اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ بعض محققین نے تفصیل کی ہے کہا تاویل
دو معنے مین ایک حقیقت شی و انجام [illegible] اسی طرح یہ آیت ہے هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ و قوله هَلْ
يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ سو تاویل سے اگر یہی شے مراد ہین تو وقف و مبارک
اللہ پر ہوگا کیونکہ حقائق امور اور کنہ شی کو سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا اور اگر [illegible] سے معنی مراد ہین یعنے
تفسیر و بیان و تعبیر جیسے نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ تو وقف وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ پر ہو [illegible] کہ وہ اس مقام
سے خطاب کو سمجھتے بوجھتے ہین گو انکو احاطہ علم ساتھ حقائق اشیا کے نہو [illegible]
کہ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ اگلی بات [illegible] کلام [illegible]
اگلا کلام لفظ پاک اللہ پر ختم ہو چکا ہے یہی مذہب ایک جماعت کا ہے [illegible]
و اخفش و ابو عبیدہ وغیرہ علما نحو بھی اسی طرف گئے ہین [illegible]
قول عامہ اہل [illegible] و مذہب نحویین کے [illegible] قول مجاہد کا [illegible] نہین ہو سکتا ہے [illegible]
عِنْدِ رَبِّنَا کا کچھ فائدہ [illegible] قرطبی کہتے ہین خطابی نے کہا [illegible] کسی نے نہین کہا ہے
[illegible] بظاہر آیت یہی ہے کہ [illegible] راسخون [illegible]
مگر ابن فورک و احمد بن عمر و شیخ و قرطبی وغیرہ محققین اہل تفسیر مصنف کے [illegible] راسخین

تاویل نہین جانتے شوکانی رحمہ اللہ نے فتح القدیر مین فرمایا ہے یہ سارا اضطراب جو مقالات اہل علم مین پڑا ہے
بڑا سبب اسکا یہی اختلافات ہین جو معنی محکم و متشابہ مین ہوے بات ٹھیک تھی وہ جسنے پہلے ہی لکھدی
پھر کہا کہ مجملہ مصداقات متشابہ کے ایک فواتح سور ہین جن کو کوئی لغت شناس عرب نہین جانتا پھر وہ چیزین
ہین جنکا علم خاص اللہ کو ہے نہ کسی اور کو جیسے روح یا علم ساعت یا وقت نزول باران یا جو رحم مین
ہے ایسے ہی جسکی دلالت باعتبار خود یا باعتبار غیر ظاہر نہین ہے وہ بھی متشابہ ہے جیسے ایک شے مین دو احتمال
ہوں مگر کوئی احتمال راجح نہ ہو اسکی مثال وہ الفاظ مشترکہ ہین جنکے معنی کو کسی امر خارجی نے متعین نہین
کیا ہو یا دو دلیلین متعارض آئی ہین ایک کی ترجیح دوسری پر بنفسہ یا باعتبار آخر نہین ہو سکتی ہے اور
جنکے معنی باعتبار خود واضح ہین مثلاً لغت عرب یا عرف شرع مین معروف ہین یا باعتبار غیر معلوم ہین جیسے
وہ امور مجملہ جنکا بیان کسی دوسری آیت یا حدیث مین آگیا ہے یا وہ امور جنکی دلالت معارض ہے مگر قرآن
و حدیث نے ایک دلالت کو مرجح کر دیا ہے یا وہ مرجحات جو نزدیک اہل اصول کے معروف ہین اور اہل انصاف
کے نزدیک مقبول ہین کہ اس قسم کے محکم ہونے مین کچھ شک و شبہ نہین ہے جسنے انکو متشابہ سمجھا ہے اس پر صواب
مشتبہ رہا پھر قرآن مین ایسی آیتین بھی آئی ہین جنسے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سارا قرآن محکم ہے کقولہ تعالیٰ
كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ وقولہ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ سو مراد محکم سے یہ جگہ ہے کہ اسکے الفاظ سب مستحسن
ہین فصاحت بلاغت مین سب کامل و بیرتیب ہوے ہین کسی جگہ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ سارا قرآن متشابہ
ہے کقولہ تعالیٰ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا اس متشابہ کا یہ مطلب ہے کہ صحت فصاحت و حسن بلاغت بعض قرآن کی
مشابہ بعض ہے **ف** اس آیت شریف مین راسخین انکو ٹھیرایا ہے جو یہ بات کہتے ہین کہ یہ ساری محکم
متشابہ حق و صدق ہین ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہے کیونکہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے کسی اور کی پاس
سے نہین آیا ہے کہ تناقض ہو کقولہ تعالیٰ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا
فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ نہین سمجھتے اس بات کو مگر وہی لوگ جو عقل سلیم فہم مستقیم رکھتے
ہین عبید اللہ بن یزید نے بہت صحابہ کو پایا تھا جیسے انس ابو امامہ ابو الدرداء وہ مرفوعاً کہتے ہین الراسخون
فی العلم وہ لوگ ہین جو قسم کے سچے زبان کے سچے دل کے سیدھے شکم و شرمگاہ کے پارسا ہین رواہ ابن
ابی حاتم ابن مسعود نے مرفوعاً کہا ہے پہلی کتاب ایک طرح ایک حرف پر اتری تھی قرآن سات حرف پر اترا
ہے زجر امر حلال حرام محکم متشابہ امثال سو اسکے حلال کو حلال اسکے حرام کو حرام سمجھو امر پر چلو نہی سے بچو امثال

سے عبرت پکڑو محکم پر عمل کرو متشابہ پر ایمان لاؤ کہو ہم ایمان لائے اس پر سب طرف ہمارے رب کے ہے
رواہ ابن جریر و الحاکم و صححہ ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ قرآن سات حرف پر اُترا ہے قرآن میں
جھگڑنا کفر ہے جو تم پہچانو اُس پر عمل کرو جو نہ سمجھو اُسکو طرف اُسکے جاننے والے کے پہیر دو رواہ ابن جریر
وابن المنذر اِسکی اسناد صحیح ہے صبیغ ایک آدمی تہا وہ مدینے میں آیا لوگوں سے متشابہ قرآن کا سوال
کرتا تہا عمر رضی اللہ عنہ نے اُسکو شاخ کہجور سے ایسا پیٹا کہ اُسکا سر لہولہان ہو گیا کہا بس کرو جو بات میرے دماغ
میں تہی وہ نکل گئی اس قصے کو دارمی و نصر مقدسی و ابن عساکر وغیرہ ایک جماعت نے کئی طریق و لفظ سے
روایت کیا ہے پہر اللہ نے ذکر کیا کہ جو لوگ علم میں راسخ ہیں اُنکی یہ دعا ہے کہ وہ بنا قیام ہدایت پر مانگتے
ہیں رحمت کے طالب ہیں ام سلمہ نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہتے تہے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ
قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ پہر یہ آیت پڑہی رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الآیۃ رواہ ابن ابی حاتم اسما بنت یزید نے کہا حضرت
دعا اکثر بلفظ اللّٰہم بہت کرتے تہے میں نے کہا اے رسول خدا کیا دل پلٹ جاتا ہے فرمایا ہاں اللہ نے کوئی بشر
پیدا نہیں کیا مگر اُسکا دل اللہ کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہے چاہے اسکو سیدہا رکہے چاہے پلٹ دے ہم اللہ سے
یہ مانگتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو بعد ہدایت کے نہ پلٹے ہمکو اپنے پاس سے رحمت دے کیونکہ دینے والا وہی ہے
رواہ ابن مردویہ ابن جریر نے اتنا اور زیادہ کیا ہے میں نے کہا آپ مجہے ایسی دعا نہیں سکہا دیتے جو میں اپنے
لیے کیا کروں فرمایا یوں کہو اَللّٰہُمَّ رَبَّ مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْہِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُّضِلَّاتِ
الْفِتَنِ اسکے بعد جو دعا آئی ہے اُسمیں اقرار ہے معاد کا مرآت عظم و نزل ابرار ہیں سارے ادعیہ قرآن کو چن
مصحف ایک جگہ لکہ دیا ہے سب سے بہتر وہ دعا ہے جسکو اللہ نے قرآن پاک میں زبان انبیا و صلحا سے
نقل کیا ہے پہر وہ دعا جو حضرت سے ماثور ہوئی وہ کون مطلب دنیا و دین کا ہے جو اُن دعاؤں میں نہیں
آچکا ہے کہ ہم اُنکو چہوڑ کر علما و مشائخ کی دعوات کو اپنا وظیفہ بنا دیں حضرت سے مروی ہے کہ جو کوئی صبح کو
پڑہے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الآیۃ گم شدہ چیز پر پڑہیگا اللہ اُس چیز کو اُس پر پہیر دیگا حسب دعا پڑہکر یوں
کہے یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ مَالِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَوَاہُ ابْنُ النَّجَّارِ
فِیْ تَارِیْخِہٖ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْخُلْدِیِّ

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْہُمْ اَمْوَالُہُمْ وَلَآ اَوْلَادُہُمْ مِّنَ اللّٰہِ
شَیْئًا وَاُولٰٓئِکَ ہُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۔ کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاَخَذَہُمُ اللّٰہُ بِذُنُوْبِہِمْ
وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ جو لوگ منکر ہیں ہرگز کام نہ آوینگے اُنکو اُنکے مال اور نہ اولاد اللہ کے آگے وہ تو ایندہن ہیں دوزخ کی

جیسے دستور فرعون والون کا اور جو لوگ ان سے پہلے تھے جھٹلاتے ہماری آیتین پہر پکڑا الله نے انکو انکے گناہون پر
الله کی مار سخت ہے ف الله پاک نے اس آیت مین یہہ خبر دی ہو کہ کافر لوگ جہنم کا ایندہن ہونگے اس دن
نہ انکو کسی طرح کا نفع دیگا بلکہ انکے لیے لعنت اور برا گہر ہے یہ مال جو دنیا مین انکو ملا ہے یہ الله کے سامنے کچھ کام نہ آویگا نہ
مال خرچ کرنے سے عذاب دور ہوگا نہ اولاد کی مدد کچھ فایدہ دیگی کہا الله تعالی فلا تعجبک اموالهم ولا اولادهم
انما یرید الله لیعذبهم بها فی الحیوة الدنیا وتزهق انفسهم وهم کافرون وقال تعالی لا یغرنک تقلب الذین کفروا
فی البلاد متاع قلیل ثم ماویهم جهنم وبئس المهاد یہان یہ فرمایا کہ جو لوگ مخالف ہین آیات خدا و رسل خدا اور کتاب
خدا کے وہ جہنم کے ایندہن ہونگے کقوله تعالی انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم انتم لها واردون
اور فضل و الدہ ابن عباس سے کہا ہم مکے مین تہے کہ ایک رات حضرت نے کہڑے ہوکر تین بار آواز بلند کہا اللهم هل
بلغت عمر بن خطاب نے کہا نعم پہر صبح کو حضرت نے یہ ارشاد فرمایا قریب ہے کہ اسلام غالب ہو گا کفر اپنے ٹہکانے
لگے دیکا لوگ دریاؤن مین اسلام لیکر گہسینگے لوگون پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ قرآن سیکہہ کر اسکی قرأت کرینگے کہینگے
کہ ہمنے قرآن پڑہا علم سیکہا ہم سے بہتر کون ہے بہلا انمین کچھ بہی خیر ہے کہا اے رسول خدا وہ کون لوگ ہونگے فرمایا وہ
تمہین مین ہونگے وہ آگ کی جہپٹیان ہین اسکو ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ نرا علم بدون
عمل کے دخول نار سے نہین روکتا ہے اللهم احفظنا ف داب کے معنے مین صنیع ابن عباس و عکرمہ و مجاہد و ابی مالک
و ضحاک وغیرہم نے اسیطرح کہا ہے صنیع کہتے ہین کام کو بعض نے کہا مراد داب سے سنت ہے کسی نے کہا مراد شبہ ہے
ابن کثیر نے کہا داب بسکون و بتحریک بمعنی صنیع و حال و شان و امر و عادت کے ہے مطلب یہ ہو کہ جسطرح کا عذاب آل فرعون
و امم سابقہ کو بوجہ تکذیب رسل ہوگا اسیطرح کا عذاب ان کفار بالدار صاحب اولاد کو ہوگا لفظ کفار شامل ہے جمیع
اصناف کفر کو اگرچہ بعض نے کہا ہے کہ مراد اسجگہہ وفد نجران یا قریظہ یا بنی النضیر یا مشرکین عرب ہین لکن عموم اولی
ہے قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جهنم وبئس المهاد قد کان لکم آیة فی فئتین التقتا
فئة تقاتل فی سبیل الله واخری کافرة یرونهم مثلیهم رای العین والله یؤید بنصره من یشاء ان
فی ذلک لعبرة لاولی الابصار کہدے منکرون کو کہ اب تم مغلوب ہوگے اور ہنکے جاؤگے دوزخ کو اور کیا بری تیاری ہے
ابہی ہو چکا ہے تمکو ایک نمونہ دو فوجون مین جو بہڑی تہین ایک فوج ہے جو لڑتی ہے الله کی راہ مین دوسری منکر ہے
یہ انکو دیکہتے ہین اپنے دو برابر صریح آنکہون سے اور الله زور دیتا ہے اپنی مدد کا جسکو چاہے اسی مین خبردار ہوجاوین جنکو
آنکہ ہے ف یعنی جنگ بدر جسکا قصہ سورہ انفال مین ہے مسلمانون سے کافر تین برابر تہے الله نے ہی برابر دکہایا

تہا خوف نہ کہا دین پر اسنے مسلمانون کو فتح دی اسکے پاس بیہ کہ کافر عبرت پکڑین ابن کثیر نے کہا اللہ نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ تم کافرون سے یہ بات کہدو کہ تم دنیا مین مغلوب ہوگے آخرت مین تم جہنم مین
جاؤگے عاصم بن عمر نے کہا جب حضرت پکر رہے ای یہود کو بازار بنی قینقاع مین جمع کرکے فرمایا ای گروہ یہود کے تم
مسلمان ہوجاؤ پہلے اس سے کہ تمہاری گت ویسی ہو جیسے قریش کی ہوئی ہے انہون نے کہا ای محمد تم اس گھمنڈ
مین نہ رہو کہ تم نے چند نفر قریش کے مار ڈالے ہین وہ تو گنوار کے لٹھ تھے وہ لڑنا کیا جانین اگر ہم سے تم لڑو تو تمکو بھی
معلوم ہو کہ ہم آدمی ہین ہمارے برابر کوئی لڑنے والا تمکو نہ ملیگا اسپر آیت اتری یہی بات ابن عباس نے بھی کہی ہے
ابن جریر نے کہا مشرک لوگ دن بدر کے مسلمانون سے دو چند اپنی تعداد دیکھتے تھے اللہ نے مدد اسلام کیلیے اہل
اسلام کو انکی آنکھون مین دو برابر کر دکھایا اسمین کچھ اشکال نہین مشرکین نے عمیر بن سعد کو لڑائی سے پہلے بطور
جاسوسی بھیجا تہا کہ دیکھ آؤ مسلمان کتنے ہین اسنے کہا تین سو ہین یا کچھ کم یا کچھ زیادہ بات بھی یون ہی تھی کہ
مسلمان کچھ اوپر تین سو آدمی تھے جب لڑائی ہوئی اللہ نے ایک ہزار فرشتے خواص سادات ملائکہ سے
مدد کیلیے بھیجدیے دوسرا قول یہ ہے کہ مسلمانون نے مشرکون کو دو برابر اپنے دیکھا مگر اللہ نے مسلمانون کو
فتح دی اسمین کچھ اشکال نہین ہے ابن عباس نے کہا مسلمان تین سو تیرہ آدمی تھے مشرک چھ سو چھبیس لوگ
یہ قول ظاہر آیت سے ماخوذ ہے لیکن خلاف مشہور ہے کیونکہ اہل تاریخ وسیر جہان کے نزدیک اس دن مشرکین نو سو سے
ہزار نفر تک تھے جسطرح عروہ بن زبیر نے بھی مرفوعاً یون ہی کہا ہے علی وابن مسعود نے کہا ایک ہزار بہرحال مسلمانون سے
تگنے یا کچھ ابن جریر نے باوجود اشکال اس قول کو موجہ کہا ہے یہی روایت جو قصہ بدر مین آئی ہے وَاِذْ
يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ یا یہ سوا اسمین ذکر وہی حالت کا ہے یہان ذکر
اور حالت کا ہے ہر فریق نے دوسرے فریق کو آپسے دو برابر دیکھا یہ دیکھنا مسلمانون کیلیے سبب فتح وولاوری کا ہوا
مشرکون کیلیے سبب شکست کا ہوا اسلیے اللہ نے یہ فرمایا لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ یہان یہ کہہ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ
بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ بہرحال یہ معرکہ ایسا ہوا کہ جس سے عبرت لینا چاہیے **ف** فتح البیان مین کہا ہے کہ مراد کفار سے
اس جگہ یہود ہین یا مشرکین کہ خدا تعالیٰ نے جو وعدہ انکے مغلوب ہونیکا کیا تہا وہ سب سچ ہوا بنی قریظہ قتل ہوئے
بنی النضیر نکالے گئے خیبر مفتوح ہوگیا باقی سارے یہود پر جزیہ باندھا گیا ولله الحمد اس لڑائی مین ستتر مہاجر دوسو
چھتیس انصار تھے یہ سب تین سو تیرہ ہوئے مہاجرون کا نشان تین جیدکرار کو تہا انصار کا نشان تہا
بن سعد بن عبادہ کے تہا انکا اسلام مین اتر ہنسا گھوڑے چہند تھے تلوارین تہین اکثر لشکر کی

زیادہ مت بحث نہیں ہے کہ وہ تین سو پچاس نفر تہے سب نے اونکا مرتبہ عقبہ بین دیکھا تہا لشکر مین سو گہوڑے تہے سب سے پہلے
علم جو اُٹھا حضرت حمزہ کا تہا یہ جنگ مین شریک تہے ہیبت ہی ہے کہ مشرکون نے مسلمانون کو دوبرابر دیکہا
یہ مسلمانون نے مشرکون کو گو بعض اہل علم مختلف تقریر کرکے اس طرف گئے ہین تین سو تیرہ شخص کا نوسو پچاس نفر کو
تین بالاتر عبرت ہے

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ

فریفتہ کیا ہے لوگون کو مزون کی محبت پر عورتین اور بیٹے اور ڈہیر جوڑے ہوے سونے کے اور ڈہیر روپے کے اور گہوڑے پلے ہوے اور مویشی اور کہیتی یہ برتنا ہے دنیا کی زندگی مین اور اللہ جو ہے تو اسی پاس ہے اچہا ٹہکانا تو کہہ مین بتاؤن تجہکو اس سے بہتر پرہیزگارون کے لیے انکے رب کے پاس باغ ہین جنکے نیچے بہتی ندیان رہ پڑے انہین اور عورتین ہین ستہری اور رضامندی ہے اللہ کی اسکی نگاہ مین ہین بندے ف

اللہ نے اس آیت مین دنیا کی ساری مزون کا ذکر فرمایا عورتون سے شروع کیا اسلیے کہ انکا فتنہ سب سے زیادہ سخت ہے حدیث صحیح مین آیا ہے نہین چہوڑا مینے بعد اپنے کوئی فتنہ زیادہ مضر مردون پر عورتون سے اگر مقصود پارسائی اور کثرت اولاد ہے تو وہ مطلوب مرغوب فیہ و مندوب الیہ ہے جسطرح حدیثون مین ترغیب نکاح کی آئی ہے فرمایا بہتر ہیں امت مین وہ جنکی عورتین بہت ہون دنیا متاع ہے بہتر متاع دنیا کی عورت نیکبخت ہے جب اسکو دیکہے تو دل اسکو خوش کرے جب اسکو کوئی حکم دے تو بجالاے جب اسکے پاس سے کہین چلاجاے تو اسکے مال کی حفاظت کرے اپنی جان کو پارسا رکہے دوسری حدیث مین آیا پسند ہین مجہکو عورتین اور خوشبو ٹہنڈک میری آنکہہ کی نماز مین ہے عائشہ نے کہا حضرت کو کوئی شے محبوب نہ تہی بعد عورتون کے مگر گہوڑے یہی محبت بیٹون کی ہے اگر تفاخر و زینت کو لیے ہے تو اس آیت مین داخل ہے اور اگر تکثیر نسل کے لیے ہو کہ امت حضرت کی بڑہے اللہ کے پوجنے والی بغیر شرک کے زیادہ پیدا ہون تو یہ محمود و ممدوح ہے حدیث مین آیا ہے تم بیاہ کرو جننے والی چاہنے والی عورت کے مین بڑہا چاہتا ہون اور امتون پر دن قیامت کے یہی حال محبت مال کا ہے کہ اگر فخر و تکبر و تجبر و اترانے کے لیے ہو کہ فقرا کو حقیر سمجہے آپکو امیر جانے تو مذموم ہے اور اگر واسطے خرچ کرنے کے اقارب پر یا صلہ رحم و قرابت و وجوہ بر و طاعت کے لیے ہے تو شرعا ممدوح و محمود ہے مفسرین کا اختلاف ہے کہ قنطار کیا چیز ہے حاصل قول یہ ہے کہ مراد قنطار سے مال جزیل ہے کسی نے کہا بارہ ہزار کسی نے کہا بارہ سو چار کسی نے کہا بارہ ہزار کسی نے کہا

ہزار کسی نے کہا ساٹھ ہزار کسی نے کہا ستر ہزار کسی نے کہا اسی ہزار ابو ہریرہؓ نے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا قنطار بارہ ہزار
اوقیہ ہے ہر اوقیہ بہتر ہے اُس سے جو درمیان آسمان و زمین کے ہے رواہ احمد ابن ماجہ نے اس حدیث کو موقوفاً روایت
کیا ہے یہی اصح ہے یہی قول ہے معاذ بن جبلؓ و ابن عمرؓ کا ابو الدرداءؓ نے کہا قنطار بارہ سو اوقیہ ہوتا ہے انس
بن مالکؓ نے کہا ہے حضرت ﷺ سے پوچھا قناطیر مقنطرہ کیا ہیں فرمایا قنطار دو ہزار اوقیہ ہیں حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے
شرط شیخین پر اگرچہ اُنہوں نے اسکو روایت نہیں کیا ہے دوسرا لفظ انسؓ کا مرفوعاً یہ ہے کہ قنطار ہزار دینار ہے
رواہ ابن ابی حاتم والطبرانی حسن بصری نے کہا قنطار بارہ سو دینار ہیں ابو سعید خدریؓ نے کہا قنطار بیل کی
کہال بھر کے سونے کو کہتے ہیں نشان دار گھوڑا اُس کی محبت تین طرح پر ہوتی ہے ایک اسلیے پالنا کہ جب جہاد کا موقع
آوے تو اُس پر راہ خدا میں سوار ہو کر لڑے ایسے شخص کو ثواب ملتا ہے دوسرا اسلیے پالنا کہ فخر کرے اہل اسلام پر یہ حرام ہے
سو وہ اپنے مالک پر وبال ہو وے تیسرا اسلیے پالنا کہ کسی سے سواری مانگنا نہ پڑے محتاجی ظاہر نہ ہو بعد اُس
کے نسل کے پھر اللہ کا حق بھی فراموش نہ کرے یہ اپنے صاحب کے لیے پردہ ہے مسومہ سے پلا ہوا گھوڑے مراد
ہیں جو چرنے کو جاتے ہیں خوب سے موٹے تازے ہوتے ہیں یہی قول ہے ابن عباسؓ و مجاہد و عکرمہ و سدی و ربیع و مکحول
کا مکحول نے کہا یہ وہ گھوڑے ہیں جنکی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہیں اسکے سوا اور بھی معنے کہے ہیں حدیث ابی ذر میں
مرفوعاً آیا ہے نہیں کوئی گھوڑا عربی لیکن ہر سحر کو صبح اجازت دی جاتی ہے دو دعا کرنے کی کہ اے اللہ تو نے
مجھے حوالے کیا آدم کیا جسے چاہا مجھے اسکو دیا اب تو مجھکو محبوب تر اُسکے مال و اہل کا کر دے رواہ احمد انعام سے
مراد اونٹ بیل بکری ہے حرث سے مراد وہ زمین ہے جسمین کوئی درخت لگاتے ہیں یا کھیتی کرتے ہیں حدیث سوید بن
ہبیرہ میں مرفوعاً آیا ہے اچھا مال آدمی کا گھوڑا ہے کثیر النسل یا کھجور کے گچھے درخت پھل لانے والے رواہ احمد
ف فتح البیان میں ہے اس آیت میں اللہ نے ایک مزیّن کی عبارت بیان کی ہے یہ رغبتی دلائی
مزین سے مراد اللہ ہے اسی کو بخاری نے عمرؓ سے حکایت کیا ہے آیہ کریمہ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا
لِنَبْلُوَهُمْ بھی اسی کی مؤید ہے اسی لیے مجاہد نے لفظ زین کو بصیغہ معروف پڑھا ہے حسن نے کہا مزین شیطان ہے
جس طرح صریح آچکا ہے وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ یہ آیت معرض ذم الی میں ہے یہی قول ہے ایک گروہ
معتزلہ کا لیکن قول اول اولی ہے مراد لفظ ناس سے ساری آدمی ہیں یعنے جنس بنی آدم مشتہیات کو بلفظ شہوات
تعبیر کیا ہے تاکہ مرغوب فیہ ہونا اُنکا معلوم ہو یا بطور حقارت کہ یہ سارے مشتہیات نزدیک اہل عقل کے صفات
طبعی سے ہیں کبھی شہوت جبلی بھی ہوتی ہے جیسے أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ کبھی حی

جیسے فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ سدی نے کہا مقنطرہ سے مراد مضروب ہو یعنی سکہ دار ابن جریر
نے کہا مراد مضعف ہے یعنی دہیر پر دہیر کسی نے کہا مراد مکمل ہے یعنی پورا ڈھیر جن کو قناطیر کو مقنطرہ کہتے ہیں ابن
کیسان نے کہا مقنطرہ سات قنطار سے کم نہیں ہوتا ہے مسومہ وہ گہوڑے ہیں جو سبزہ زار میں چرتے ہیں یا
جو داغی ہوئی ہیں علامت لگی ہے یا جن کی پیٹھ پر لوگ سوار ہیں یا ابلق انتہی **ف** پہر اللہ نے بعد اسکے
یہ فرمایا کہ یہ سارا ٹھاٹھ زندگی دنیا کی چند روز کا ہے اس کی رونق و آرائش پر کوئی ٹہہرنے رہنے والی چیز نہیں
ہے اچھا ثواب جو ہے وہ اللہ کے پاس ہے جب یہ آیت اتری تب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ای رب اب ہم کیا کریں
تب فرمایا میں تمکو اس سے بہتر چیز کی خبر دیتا ہوں وہ چیز جنت ہے جس کے نیچے طرح طرح کی نہریں بہتی ہیں
کوئی شہد کی کوئی دودھ کی کوئی شراب کی بہشت میں وہ چیز ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے
سنی نہ کسی دل پر گذری نعمتیں دے دیویگا اور وہ نعمت دائمی بلا انقطاع کے اسمیں رہینگے ہرگز اس سے نکلنا نہ چاہیں
پسند نہ کرینگے بیبیوں کی طہارت یہ ہے اور بستہ نہیں اسطرح میل کچیل بول و براز حیض نفاس آب بینی وغیرہ نہوگا
جسطرح دنیا کی عورتوں میں ہوتا ہے اسپر یہ حاشیہ چڑہے گا کہ اللہ راضی رہیگا کبہی خفا نہ ہوگا یہ نعمت سب سے
زیادہ ہوگی سورہ برات میں فرمایا ہے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ یعنے اللہ کا راضی ہونا ساری نعیم مقیم سے
بڑا ہے ابو سعید خدری نے کہا حضرت نے فرمایا ہے اللہ جنتیوں سے کہیگا اے جنت والو وہ کہینگے لَبَّيْكَ
رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ یعنے ای رب ہم حاضر ہیں ساری بہتری تیری ہاتہ میں ہے فرماویگا
تم راضی ہو وہ کہینگے ہمکو کیا ہوا ہے جو ہم راضی نہ ہوں ہمیں تو تو نے وہ کچہ دیا ہے جو کسی اپنی مخلوق کو
نہیں دیا فرماویگا بہلا کیا اس سے بہی بہتر چیز تمکو دوں وہ کہینگے اس سے افضل اب کیا ہوگا فرماویگا میں اتارتا
ہوں تمپر اپنی رضامندی اب کبہی تمپر میں ناخوش نہونگا دیکہا سبحان اللہ بندہ کو یہ جب بات معلوم ہوجاویگی کہ اللہ
مجہسے راضی ہوگیا ہے تو بڑی ہی فرحت اسکو حاصل ہوگی اللہ کے بصیر ہونیکا یہی نتیجہ ہے کہ ہر کسی کو مطابق
اُنکے رتبے و حیثیت و استحقاق کے عطا و انعام و اکرام فرماویگا۔ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ وہ جو کہتے ہیں
ای رب ہمارے ہم یقین لائے ہیں سو بخش ہمکو گناہ ہمارے اور بچا ہمکو دوزخ کے عذاب سے وہ محنت اٹہانے والے
سچے بندگی میں لگے رہتے خرچ کرتے گناہ بخشوانے پچہلی رات کو **ف** اس آیت میں اللہ تعالی نے اُن
متقیوں کا ذکر فرمایا ہے جن سے وعدہ تو جنت کا کیا ہے پہلا وصف انکا صبر ہے یعنی قائم طاعات

مالک محروت مین دوسرا وصف صدق ہے یعنے اُس خبر مین کہ وہ مومن ہین سچے ہین مومن ہونے تو یا اعمال
شاقہ کیون بجالانے تیسرا وصف قنوت ہے یعنے اطاعت وخضوع چوتہا وصف صرف مال ہے طاعات وصلہ ارحام
وقربات وقربات وسد خلات ومواسات اہل حاجات مین انکا مال مین اہتمام ہے جہان اللہ کی مرضی ہو پانچوان
وصف استغفار ہے وقت سحر کے کہتے ہین یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹون سے کہا تہا مین تمہارے
لیے جلد استغفار کرون گا پہر سحر تک تاخیر کی صحیحین ومسانید وسنن مین کئی طرح پر ایک جماعت صحابہ سے آیا ہے
کہ حضرت نے فرمایا اترتا ہے اللہ برکت والا برتر ذات سے ہر رات طرف آسمان دنیا کے جبکہ پہلی رات کی تہائی باقی رہجاتی
ہے فرماتا ہے ہے کوئی مانگنے والا جسکو دون ہے کوئی دعا کرنیوالا جسکی دعا قبول کرون ہے کوئی استغفار
کرنیوالا جسکو بخشون حافظ ابو الحسن دارقطنی نے اس حدیث کے طرق کو ایک جزو مستقل علیحدہ جمع کیا ہے تمام کتب
ہوتی یہ بات تہجد پڑہنے والون کو آسان ہے جو اکثر دعا سوال استغفار کا وقت سحر آخر شب مین ہوتا ہے
وہ اور وقت کمتر ہوتا ہے صحیحین مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ وتر کیا حضرت نے ساری رات اول شب
اوسط شب آخر شب مین پہر سحری کو وتر کرنے لگے ابن عمر رات کو نماز پڑہتے کہتے اے نافع سحر ہوئی یا نہین جب
وہ کہتا ہو گئی تو صبح تک دعا استغفار پر جہک سبح رواہ ابن ابی حاتم حاطب نے کہا مینے ایک شخص کو گوشہ
مسجد مین وقت سحر کے دیکہا وہ کہتا تہا یا رب امرتنی فاطعتک وھذا السحر فاغفرلی دیکہا تو وہ مرد ابن مسعود
تہے رواہ ابن مردویہ انس بن مالک نے کہا ہمکو حکم تہا کہ جب ہم رات مین نماز پڑہین تو آخر سحر مین ستر بار
استغفار کرین رواہ ابن مردویہ **ف** اس آیت مین سوال کو مجرد ایمان پر مرتب کیا ہے یہ دلیل
ہے اس بات کی کہ استحقاق مغفرت کے لیے نرا ایمان کافی ہے معتزلہ کا یہ کہنا کہ نرے ایمان سے استحقاق مغفرت کا
نہین ہوتا ہے مردود ہے یہی قول ہے کرخی کا مستغفرین سے یہان مغفرت مراد مین یا نمازی یا جو نماز صبح
مین حاضر ہوتے ہین سعید جریری نے کہا داود علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے پوچہا کون سا وقت رات
کا افضل ہے کہا مین نہین جانتا اتنی بات ہے کہ عرش وقت سحر کے جنبش کرتا ہے انتہی جو وقت رات پچہلی
پہرتی ہے اُس دم سے طلوع فجر تک وقت سحر کا ہوتا ہے بعض نے کہا سحر وہ وقت ہے کہ رات کی سیاہی دن کے
جانے سے ملتی ہے وہ وقت اجابت کا ہوتا ہے اکثر لوگ اسوقت غفلت لذت خواب مین رہتے ہین اسلیے ذکر سحر
کا بالخصوص فرمایا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰۤئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَاۤئِمًاۢ بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ
الْحَكِیْمُ ؕ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ

توحید کے بیان میں یہ دلیل ہیں اس بات پر کہ علم اصول دین کی فضیلت اس علم والوں کو شرف حاصل ہے
اہل علم کا اختلاف ہے کہ مراد اولو العلم سے اس جگہ کون لوگ ہیں کسی نے کہا انبیا علیہم السلام ہیں کسی نے کہا
مہاجرین و انصار ہیں یہی قول ہے ابن کیسان کا کسی نے کہا مومنین اہل کتاب ہیں مقاتل بن سلیمان کے قول میں
کسی نے کہا سارے اہل ایمان ہیں یہ قول سدی و کلبی کا ہے یہی حق ہے اسی لیے کہ کوئی وجہ تخصیص کی معلوم نہیں ہوتی
اس آیت شریف میں بڑی منقبت و فضیلت ہے علما کی کہ اللہ نے اپنے اور ملائک کے نام کے ساتھ انکا ذکر کیا مراد
علما سے اس جگہ علما کتاب و سنت ہیں اس لیے کہ حقیقت توحید کی انہیں کے پاس ہے اس علم کا کیا اعتبار
جسمیں قرآن و حدیث کا دخل نہیں ہے تکرار لا الہ الا اللہ کی واسطے تاکید کے ہے فائدہ تکریر کا یہ ہے
کہ سب لوگ یہ بات معلوم کرلیں کہ یہ کلمہ عظیم و اشرف کلام ہے گویا بندوں کو اشارہ کیا ہے کہ تم اس کلمے کو
مکرر کہا کرو جو کوئی اسکے کہنے میں مشغول رہتا ہو وہ گویا مشغول با فضل عبادات ہے پھر اسلام کو دین مرضی ٹھیرایا
اس لیے کہ مبنی ہے توحید پر کہا قال تعالیٰ وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا دین نام ہے ہر اس چیز کا جسمیں اللہ
نے خلق سے اپنی بندگی چاہی ہے اور اس پر قائم رہنے کا حکم دیا ہے لفظ اسلام کے معنی ہیں داخل ہونا سلم میں سلم کہتے
ہیں انقیاد کو طاعت میں جمہور کا مذہب یہ ہے کہ مراد اسلام سے اس جگہ ایمان ہے اگرچہ اصل میں دونوں متغایر ہیں
جیسے حدیث جبریل علیہ السلام میں اسلام و ایمان کو الگ الگ بتایا گیا ہے یہ حدیث صحیحین میں ہے مگر کبھی ایمان کو
اسلام اور اسلام کو ایمان بھی بولتے ہیں یہ محاورہ قرآن و حدیث دونوں میں آیا ہے قتادہ نے کہا اسلام گواہی
دینا ہے لا الہ الا اللہ کی اور اقرار کرنا ہے ساتھ اس کے جو حضرت لائے ہیں یہ وہی دین ہے جسکو اللہ نے اپنے لیے پسند
و جائز رکھا اور رسولوں کو دیکر بھیجا اپنے دوستوں کو بتایا اس کے سوا کوئی دین مقبول نہیں ضحاک نے کہا
نہیں بھیجا اللہ نے کوئی رسول مگر ساتھ اسلام دیکر پھر اس آیت میں یہ خبر دی کہ اختلاف یہود و نصاریٰ کا نری بغاوت
سے تھا وہ جانتے تھے کہ داخل ہونا دین اسلام میں واجب ہے کیونکہ یہ بات انکی کتابوں میں موجود تھی اس عنوان میں
بنی اسرائیل کی زیادہ تر تقبیح ہے اس لیے کہ اختلاف کرنا بعد آجانے کتاب کے سخت بدتر ہوتا ہے وہ اختلاف یہ تھا
کہ کسی نے کہا محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نبی نہیں ہیں کسی نے کہا کہ دین اسلام حق نہیں ہے کسی نے کہا حضرت کی
نبوت مخصوص بعرب تھی کسی نے کہا توحید حق نہیں ہے تثلیث حق ہے جیسے نصاریٰ کہتے ہیں کسی نے
کہا عزیر علیہ السلام اللہ کے فرزند صاحب منصب تھے کسی نے کہا عیسیٰ نبی نہیں ہیں کسی نے کہا آپس کا اختلاف مراد
ہے یہود نے کہا نصاریٰ کچھ چیز نہیں نصاریٰ نے کہا یہود کچھ چیز نہیں ہیں ابو العالیہ نے کہا یہ کلام دنیا طلبی

لہ پسند کیا تمہارے واسطے دین مسلمانی

کے کیلئے تہا کہ ملک وسلطنت قائم رہے پہر بعض نے بعض کو قتل کیا حالانکہ پہلے اس سے وہ اہل رب تہے پہر اللہ نے اوپر جبابرہ کو مسلط کر دیا انتہے یہی حال اب اس امت اسلام کا ہو گیا ہے کہ بعد آجانے قرآن پاک و دعوت ہدایت سنت خاتم الانبیاء کے مختلف ہو گئی ہین بہتر فرقہ گمراہ کو جانے دو فرقہ اہل سنت مین چار مذہب الگ الگ ٹہیر گئے ہین ہر مذہب والا دوسرے مذہب والے کو بے حقیقت سمجہتا ہے اپنے مذہب کو حق دوسرے کے مذہب کو ناحق جانتا ہے اس تعصب ہی کی وہان تک نوبت پہونچ گئی کہ ایک دوسرے کا قتل کرنا چاہتا ہے سب سے زیادہ دشمنی اہل مذہب کو جماعت اہل سنت سے ہے آخر انجام اس اختلاف دینی کا بعد آنے علم کے یہ ہوا کہ کفرہ فجرہ اہل اسلام پر غالب آگئے اسلام غریب ہو گیا دین پر قائم رہنا ایسا مشکل ہو گیا جیسے ہتہیلی پر آگ کی چنگاری رکہنا حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جب اپنے مین اختلاف کثیر دیکہو تو تم میری سنت پر چلو محدثات و بدعات سے بچو بکہ اپنا دین ایمان عزیز ہو اور سہر واجب ہے کہ اس زمانہ آخر مین کہ بعد وقت ساعت کبری ہم آغوش قیامت عظمی ہے سارے اختلافوں سے بچکر قرآن و حدیث کو دانتون سے پکڑے کسی سے کچہ کام نہ رکہے ؎

دلا رحمی کہ داری دل در وبند وگر چشم از ہمہ عالم فروبند

پہر یہ فرمایا کہ اگر یہود و نصاری شبہہ باطلہ اقوال محو نہ پیش کر کے تجہ سے حجت کرنا چاہین تو تو ان سے صاف یہ بات کہدے کہ مین اپنے دل و زبان و سارے جوارح سے خاص اللہ کی ذات پاک کو پوجتا ہون اسیطرح میرے تابعدار موحد خالص ہین پہر یہ فرمایا کہ تو اہل کتاب یا مشرکین سے جو ان پڑہ ہین یہ بات کہہ کہ تم بہی مسلمان ہو جاؤ ابن جریر نے یون ہی کہا ہے زجاج نے کہا صیغہ امر کا اس جگہ واسطے تہدید کے ہے یعنے تمہارے پاس دلیلین حقیت اسلام کی آچکی ہین سو تم نے ان براہین پر عمل کیا یا نہین اس مین ان کی شان کو قلت انصاف مین گہٹایا ہے اس لیے کہ منصف آدمی پر جب حجت کہلجاتی ہے تو پہر اسکو قبول حق مین کچہ توقف باقی نہین رہتا ہے پہر یہ فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہو جاوینگے تو سمجہو کہ راہ پا گئے دنیا و آخرت کی بہتری پالی ورنہ تمہارا کیا نقصان ہے تم فقط بلانے والے ہو سو تم نے انکو حکم خدا کا پہونچا دیا اب چاہین وہ مانین یا نہ مانین لَسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ وہ ال قال فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ یہ آیت محکم ہے مراد اس سے تسلی دینا ہے حضرت کو بعض نے کہا منسوخ ہے

آیت سیف سے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ

جو لوگ منکر ہین اللہ کی آیتون سے اور مارڈالتے ہین نبیون کو ناحق اور مارڈالتے ہین انکو جو حکم کرتے ہین انصاف

لوگون مین سے خوشخبری سُنا اُنکو کہ اِنکی یہی وہی ہین جنکی کہ نیت ضائع ہوئی دنیا و آخرت مین کوئی نہین اُنکا
مددگار **ف** یہ آیت مذمت ہے طرف اللہ کے اہل کتاب کے لیے اُن کاموں محارم پر جنکے وہ مرتکب ہوتے تھے کہ انہون نے
اللہ کی آیتون کی تکذیب کی پہلے بھی پیچھے بھی غرور و عناد کی راہ سے اتباع حق سے انکار کیا آپ کو بُرا اچھا انجام
کیا کہ جب انبیا نے انکو دین حق پہونچایا بغیر کسی سبب قصور کے انکو مار ڈالا انکا قصور یہی تھا کہ انہون
نے طرف حق کے بلایا تھا اسی طرح جو لوگ امر بعدل کرتے تھے انکو بھی مارا یہ نہایت درجے کا تکبر و غرور ہو آنحضرت
نے فرمایا ہے کبر یہی ہے کہ حق کو رد کرے لوگون کو حقیر سمجھے ابو عبیدہ بن جراح کہتے ہین مین نے کہا ای رسول
خدا سب سے زیادہ عذاب دن قیامت کے کس شخص کو ہوگا فرمایا اُس آدمی کو جسنے کسی نبی کو قتل کیا ہے
یا ایسے شخص کو جو امر بمعروف نہی عن المنکر کرتا تھا پھر آیت پڑھی پھر فرمایا اے ابو عبیدہ بنی اسرائیل نے
تینتالیس نبی اول نہار مین ایک ساعت کے اندر قتل کیے اُس پر ایک سو ستر آدمی نے انکو امر معروف نہی
عن المنکر کیا انہون نے آخر نہار مین ان سب کو بھی مار ڈالا اللہ نے اس آیت مین انہین کا ذکر فرمایا
ہے رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر۔ ابن مسعود نے کہا بنی اسرائیل نے تین سو پیغمبرونکو اول روز مین مارا آخر روز
مین بازار ترہ فروشی کا گرم کیا ابن کثیر کہتے ہین جب انہون نے یہ تکبر حق سے یہ غرور خلق پر کیا تو اللہ نے
بھی بمقابلے اسکے دنیا مین انپر ذلت و خواری آخرت مین عذاب مین مقرر کیا اس عذاب کی انکو بشارت
سنائی اُنکے عمل حبط کیے انکو بے یار مددگار چھوڑ دیا ابن عباس سے بسند صحیح مروی ہے کہ عیسی نے یحیی علیہما
السلام کو بارہ آدمی حوارین مین سے ہمراہ دیکر بھیجا کہ تم اُن لوگون کو تعلیم کرو وہ انکو نکاح بنت الاخ سے
منع کرتے ایک بادشاہ اپنی بھتیجی کو چاہتا تھا ہر دن کوئی کام اسکا کیا کرتا تاکہ وہ ملے اُس عورت کی ماں نے کہا
اب اگر وہ تجھ سے کسی کام کو پوچھے تو تو یہ کہنا کہ میری حاجت یہ ہے کہ تم یحیی بن زکریا کو مار ڈالو یحیی نے تب
مین تجھسے ملون بادشاہ نے کہا سوا اسکے کچھ اور حاجت کہو اُس نے کہا میری تو حاجت یہی ہے جب دیکھا کہ وہ
کسی طرح نہین مانتی تو یحیی کو ایک طشت مین ذبح کیا ایک قطرہ انکے خون کا زمین پر گرا وہ ہمیشہ جوش
مارتا تھا یہانتک کہ اللہ نے بخت نصر کو بھیجا ایک بڑھیا نے وہ جگہہ اسکو بتائی اُس نے اپنے جی مین کہا کہ
جبتک یہ خون ساکن نہو تبتک مین قتل کرتا رہونگا پھر ایک دن مین ایک قریے ایک عمر کے ستر ہزار
آدمی مار ڈالے تب وہ خون تھما **ف** اللہ پاک نے اس آیت مین قاتلین انبیاء و قاتلین اہل امر
بمعروف نہی عن المنکر کا ایک ہی سزا فرمائی ہے سو جس طرح یحیی کے خون کا بدلا لیا کہ ستر ہزار نفر مارے ایسی

امام حسین علیہ السلام کا بدلا لیا و للہ الحمد یہی حکم اُن لوگون کا ہے جو دشمن اہل حدیث قرآن ہین کہ جو کوئی انکو ذلیل و خوار کرتا ہے مارا جاتا ہے اگر دنیا مین بچگیا تو آخرت مین تو بے شبہ اسکے لیے بڑے بڑے سخت عذاب الیم مقرر ہے کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا اور دین سلف امت کو مدت سے مبتدعین نے کیا کیا تکلیفین نہین پہنچین مگر انہون نے صبر کیا انجام کو وہ اچھے ہے انکے ایذا دینے والے برباد ہوگئے فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ قصے امام احمد و شیخ الاسلام ابن تیمیہ و حافظ ابن القیم و شوکانی وغیرہم کے کتب نحو مین ضبط مین أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ تونے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو ملا ہے ایک حصہ کتاب کا انکو بلاتے ہین اللہ کی کتاب پر کہ ان مین حکم کرے پھر پھر رہتے ہین اُن مین بعضے تغافل کرکے یہ اسواسطے کہ کہتے ہین ہکو ہرگز نہ لگے گی آگ مگر کئی دن گن کے بہکے ہین اپنے دین مین اپنی بنائی باتون پر پھر کیا ہوگا جب ہم انکو جمع کرینگے ایک دن جس مین شبہ نہین اور پورا دیگا ہر کوئی اپنا کیا انکا حق نہ رہیگا **ف** یہ ذکر یہود کا ہے کہ بعضے ہم مین بھی کتاب پر بھی عمل نہین کرتے ہین کہ ہم دلیر ہین اس سبب سے کہ انکے پہلے بزرگ جہنم نما کر بھاگ گئے ہین کہ ہم مین اگر کوئی بہت گنہگار رہوے گا تو سات دن سے زیادہ عذاب اسکا ہوگا اللہ نے یہود و نصاری پر اس دعوی کا انکار کیا ف یا تورات انجیل جو اُن کے پاس موجود ہے اسکی طرف بھی تو حاکم نہین کرتے اتباع محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ان مین حکم ہے اسکو نہین ملتے دُم دبا کر نکل بھاگتے ہین اسمین اُن کی نہایت مذمت غرلائی مخالفت و عناد کا ذکر کیا وہ اس دہوکے مین پڑے ہین کہ دنیا سات ہزار برس ہے ہم ہر ہزار کے عوض ایک دن آگ مین رہینگے سو یہ بات خود انہین کی ساختہ ہے کوئی حجت اللہ نے کوئی دلیل اوسپر نہین اتاری اسی لیے بعد اسکے یہ فرمایا کہ اُس دن انکا کیا حال ہوگا وہ تو بڑی مغتری ہین انبیاء و علماء کو قتل کیا اللہ پر بہتان باندھا اللہ اُن سے یہ سوال پوچھیگا اور انکے ہر قول و فعل کی سزا و جزا دیگا اسوقت انکو اپنا جھوٹ سچ کہلجا دیگا فتح البیان مین کہا ہے انکا یہ مقصود تھا کہ ہمارے باپ دادا پیغمبر تھے وہ ہمکو بخشوا لینگے سفارش و شفاعت کرکے خدا سے یوں کہا بھی جیسے آجکل اس امت کے جاہل مرید بھی یہی سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہمارے پیر ہمکو بخشوا دینگے حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت نصاری کا یہی خیال ہے یہ لوگ کہتے ہین عیسی ہم سب کے گناہ اپنے ذمہ لے گئے

پوری کرنے کو تقاضا کرنے لگے مکتب تھے نحن ابناء اللہ واحباؤہ اگلا یہ بھی گمان تھا کہ ہم حق پر ہیں تم باطل پر ہو یعنے اسیطرح آجکل مقلدین متعصبین کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب حق ہے تمہارا مشرب باطل ہے غرض کہ وہ ارشاد حضرتؐ کا برابر اترا کہ جو کام اہل کتاب نے کیا تھا وہی کام اس امت کے لوگ بھی ذرہ ذرہ کریں گے چنانچہ فی الحال ایسا ہی ہو رہا ہے

اللّٰھم احفظنا۔ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭبِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْـحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

تو کہہ اے اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دے جس کو چاہے سلطنت چھین لے جس سے چاہے عزت دے جسکو چاہے ذلیل کرے جسکو چاہے تیرے ہاتھ ہے سب خوبی بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے تو لے آوے رات کو دن میں لے آوے دن کو رات میں تو نکالے جیتا مردے سے اور مردہ جیتے سے رزق دے جسکو چاہے بے شمار یعنے یہود جانتے تھے کہ جو بزرگی ہم میں پہلے تھی وہی ہمیشہ رہیگی اللہ کی قدرت سے غافل ہیں جسکو چاہے عزیز کرے سلطنت دیوے جس سے چاہے چھین لے ذلیل کرے جاہلوں میں سے کامل پیدا کرے کاملوں میں سے جاہل نکالے جسکو دیا چاہے بے حساب دیوے

ف اس آیت میں تنبیہ ارشاد ہے طرف شکر نعمت اللہ عزوجل کے حضرتؐ پر اور اس امت پر کہ دیکھو اللہ نے نبوت کو خاندان بنی اسرائیل سے نکالکر ایک عربی قرشی امی مکی کو خاتم الانبیاء علی الاطلاق کر دیا ثقلین کیطرف رسول بنا کر بھیجدیا جتنے محاسن اگلوں میں تھے وہ سب آپکو دیئے انکے سوا ایسے خصائص بخشے جو کسی نبی و رسول کو نہیں ملے تھے جیسے علم باللہ اطلاع بعض غیوب ماضیہ و آیندہ پر کشف حقایق آخرت کا نشر امت اسلام کا تمام آفاق میں مشارق و مغارب ارض سے غلبہ اظہار دین اسلام کا سارے ادیان و شرائع پر اور مثل اسکے جنکا حصر اسجگہ مشکل ہے سیوطی نے اس باب میں دو کتابیں لکھی ہیں ایک خصائص کبری دوسری انموذج اللبیب و للہ الحمد آیت شریف کا منطوق ہے کہ معطی و مانع معز و مذل متصرف فی الخلق فعال لما یرید اللہ ہی ہے سوا اسکے کوئی نہیں چنانچہ بطور رد منکرین فرمایا ہے وقالوا لولا نزل ھذا القراٰن علی رجل من القریتین عظیم دوسری جگہ ارشاد کیا ہے اھم یقسمون رحمت ربک یعنی متصرف خلق میں ہم ہی ہیں جیسا ہم چاہتے ہیں ویسا کرتے ہیں نہ کوئی عمل نہ ہے نہ اعتراض حکمت بالغہ حجت تامہ ہمارے ہی لیے ہے اسیطرح جسکو ہم چاہیں اسی کو نبوت میں کسیکا اس میں کیا اجارہ ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ و قال تعالیٰ انظر کیف فضلنا بعضھم علی بعض رات کو دن میں دن کو رات میں لے آنیکا یہ مطلب ہے کہ ایک کا طول لیکر دوسرے کے قصر میں بڑھا دیا جو تو برابر ہو گئے

[illegible] بلقیس کا تخت [illegible] جہاں [illegible] سلیمان [illegible]
[illegible] تھی کہ [illegible] مگر [illegible] کے [illegible]
[illegible] سے [illegible] جن [illegible] اس کو [illegible] ہی [illegible]
[illegible] الملک [illegible] ہے کہ اللہ کا اسم اعظم [illegible] علم [illegible]
اور [illegible] میں [illegible] [illegible] الکتاب [illegible] اللہ [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] [illegible] اللہ [illegible]
[illegible] کے [illegible] ہوگا تو [illegible] [illegible] کی [illegible] ہے کہ
[illegible] ہوتی ہے تو وہ [illegible] کر دی جاتی ہیں [illegible] ساعت [illegible] ہے [illegible]
[illegible] کی ہو جاتی ہے [illegible] سلیمان [illegible] ہے کہ [illegible]
حاصل ہے جس میں سب کی عقل حیران ہے کیا نہیں کر سکتا کہ [illegible] سلطنت [illegible] کے ہاتھ سے [illegible]
[illegible] ہو جاویں [illegible] زیادہ [illegible] اسی طرح جب [illegible]
کی ہو جاتی ہے [illegible] نہایت [illegible] دن [illegible] ساعت [illegible] ہو جاتا ہے [illegible]
[illegible] کا [illegible] کرتا [illegible] سے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] ہمیں [illegible] [illegible]
بن عبداللہ [illegible] سلیمان [illegible] ہے [illegible] سبحان الذی
[illegible] ابن ابی
[illegible] ابن مردویہ [illegible] قرآن [illegible] ہے ایک [illegible]
[illegible] الکتاب [illegible]

ثانی دونوں [illegible] ہیں [illegible] المؤمنین [illegible]

[illegible] اللہ [illegible]
[illegible] کا کام کر [illegible] اللہ [illegible] ہے [illegible]
ف [illegible] قرآن [illegible]
[illegible] اللہ [illegible]

[illegible marginal notes]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] غیر اہل اسلام [illegible] بلکہ [illegible]

میں [illegible] مگر [illegible] فتنہ انگیز بنتے ہو لیکن [illegible] اہل اسلام سے [illegible]

[illegible] گویا منسوخ سمجھ لیا ہے [illegible] نے بعد اس نہی کی [illegible] کہ اگر بعض [illegible] وقت میں [illegible]

[illegible] اندیشہ و خوف ہو تو ظاہر میں [illegible] باطن نیت میں [illegible]

ہے کہ ہم سامنے بعض [illegible] کے ان کو منہ پر بشاشت ظاہر کرتے [illegible] لعنت کرتے ذہبی نے ابن عباس سے

نقل کیا ہے کہ تقیہ عمل سے نہیں ہوتا ہے تقیہ تو زبان کا ہے [illegible] ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انما

التقیۃ باللسان یہی قول ہے ابو العالیہ و ابو الشعثاء و ضحاک و ربیع بن انس کا ابن کثیر نے کہا ان کے قول کی تائید [illegible]

من کفر باللہ من بعد ایمانه الا من اکره وقلبه مطمئن بالایمان بخاری نے حسن سے روایت کیا ہے کہ التقیۃ [illegible] یوم

القیامۃ ف فتح البیان میں ہے کہ یہ آیت نہی کرتی ہے موالات کفار سے کسی طرح کی دوستی و معاشرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حالت تقیہ [illegible] ظاہر کیا ہے [illegible] کہ اوقات [illegible]
کہ [illegible] اسلام [illegible]
[illegible] اسکے [illegible]
[illegible] کان [illegible] ہے [illegible]
جیسے [illegible] کیا ہے اور اسکو تقیہ کہتے ہیں ان کی اصطلاح ہے اور دوسرا تقیہ وہ کہ اہل سنت [illegible]
[illegible] الآخرۃ [illegible] فرمایا ہے کہ اللہ تمکو اپنا ڈر بتلاتا ہے کہ کہیں تم بھی کام
ایسے جس کو منع کیا ہے یا خلاف ظاہر کر دیا کفار کے دوست [illegible] اہل کتاب کے [illegible] کہ ان سب [illegible] میں
سخت عذاب [illegible] اس آیت شریف میں اطلاق لفظ نفس کا ذات پاک اللہ پر آیا ہے جس طرح اور جگہ فرمایا ہے
تعلم ما في نفسي ولا أعلم ما في نفسك [illegible] اللہ ہی کا ڈر [illegible] عظیم ہے
کہ دیکھو جس دوستی کو منع کیا ہے کہیں تم اسمیں مبتلا نہ ہو جاو [illegible] اکثر تم کے مسلمان [illegible]
میں گرفتار ہیں کفار کو یار غار [illegible] مسلمانوں کو دشمن [illegible] اللہ کے رسول [illegible]

طرف اللہ ہی کے [illegible] قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَ
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا
عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ

تو کہہ اگر تم چھپاؤ گے اپنے جی کی بات یا ظاہر کرو گے [illegible] معلوم [illegible] جو کچھ آسمانوں میں ہے [illegible] اللہ ہر چیز پر قادر ہے جس دن
پاویگا ہر شخص جو کی ہے نیکی [illegible] اور جو کی ہے برائی آرزو کرے گا [illegible] ڈراتا ہے تمکو اللہ اپنے سے [illegible]
آپ پر شفقت کرتا ہے بندوں پر ف اس آیت میں خبر دی ہے حق تعالی نے کہ اللہ عالم اسرار و ضمائر و ظواہر ہے
کوئی چیز اس پر مخفی نہیں ہے بلکہ اسکا علم محیط ہے سارے احوال ازمنہ ایام و لحظات جمیع اوقات و جمیع ما فی السماء
والارض [illegible] علم سے غائب نہیں ہوتا ذرہ [illegible] تمام اشیاء کی جو اقطار ارض بحار و جبال میں ہیں
اسکو خبر ہے [illegible] بلکہ وہ اللہ تعالی کا خوف
خشیت [illegible]
[illegible]
[illegible]

ع ۱۱ سالہ [illegible]

بڑا کہ صحابی کی کتنی مدت ہے شخص کو اس عمل سے ہو گی خوشی کہ اعمال عمدہ ہوں گے اور جیسے بد اعمال ہوں گے اور آرزو کرے گا کہ اس میں اور اسکے عملوں میں مسافت دراز ہو لیکن ظاہر ہے یہ تمنا بیکار ہوگی پس ایسا عمل کیجیے جو باعث ہلاکی نہ ہو پیشتر اسکے کہ یہ وقت آوے اور فرمایا کہ اللہ ڈراتا ہے تم کو اپنے سے یعنی اپنی ذات سے اور اللہ شفقت رکھتا ہے بندوں پر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ کی مہربانی بندوں پر یہی ہے کہ اپنی ذات سے ڈراتا ہے تاکہ بندے بری راہ پر نہ چلیں اور عمدہ راہ پر چلیں سیدھی راہ پر قائم ہو جائیں اسکے رسول کریم کا اتباع کریں

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ

تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تم کو چاہے اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر وہ ہٹ رہیں تو اللہ نہیں چاہتا منکروں کو یعنی قرآن میں ہے یعنے کوئی کسی کی محبت کا دعویٰ کرے تو اسطرح محبت کرے جسطرح محبوب چاہے جسطرح ایسا ہی چاہیے اور رسول چاہے تو محبوب ہو جاوے اللہ بندوں کو چاہے تو یہی کہ انپر مہربان ہو گناہ نہ پکڑے اور خیالات محبت میں بندہ کی محبت یہی ہے کہ شوق سے اللہ کے کام پر اوس کے حکم پر عمل کرے ف یہ آیت عام ہے ہر مدعی محبت خدا پر جو طریقہ محمدیہ پر نہیں ہے وہ اپنے دعوی میں جھوٹا کاذب ہے جبتک کہ اتباع شرع محمدی و دین نبوی سب اقوال و افعال میں نہ کرے جیسا صحیح میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا جس نے کیا وہ کام جس پر ہمارا حکم نہیں وہ مردود ہے اسی لیے یہ فرمایا کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تمکو تمہاری طلب سے زیادہ ملیگا وہ یہ ہے کہ خود اللہ تمکو دوست رکھیگا یہ کام تمہاری محبت کے ساتھ خدا کے برابر ہے بعض علماء نے کہا ہے یہ کچھ نہیں کہ محبت ہو بات تو یہ ہے کہ محبوب ہو حسن بصری وغیرہ سلف نے کہا ہے ایک قوم نے گمان کیا تھا کہ وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں اللہ نے انکو اس آیت میں مبتلا کیا یعنی امتحان کیا حدیث میں مرفوعا آیا ہے حضرت نے فرمایا دین بجز محبت فی اللہ اور بغض فی اللہ کے کچھ نہیں رواہ ابن ابی حاتم مگر ابو زرعہ نے اس حدیث کو منکر کہا ہے انکار صحیح ہے ہو سکتا ہے کہ مضمون تو صحیح ہو کہ متن میں ہی پایا جاتا ہے اتباع رسول سے مغفرت ذنوب کا وعدہ کیا ہے گویا یہ مغفرت برکت متابعت رسول سے حاصل ہوگی پھر ہر خاص و عام کو حکم دیا کہ تم اللہ و رسول کی اطاعت کرو اگر خلاف کرو گے تو اللہ کافروں کو نہیں چاہتا یعنی محبت نہیں رکھتا یعنی جب اتباع رسول نہ ہوا تو اللہ کی محبت کا دعویٰ باطل ہوا اسی سے سمجھ لے کہ خلاف طریقہ رسول اللہ کافر کے قریب ہے

محبت ہوئی تو بہ کی اللہ نے یہ حکم کہ متابعت رسول کی ہی عام نزول شمول الثقلین ہی ہو کوئی رسول کی اطاعت کر کے اللہ
سے محبت کا دعویٰ کرے اور اس رسول کے زمانہ میں ہو یا بعد اس کے سب نبی آدمی کی بڑی نشانی اطاعت اتباع شریعت میں ہے
اور جو کچھ پیغمبر نے فرمایا ہے یعنی محبت اللہ تعالیٰ اللہ کی نشانی قول بے تغیر **ف** شیخ الاسلام نے کہا یہ محبت
مجھ میں ہی یا کچھ کی کسی جگہ بیٹھنا اس سے ہو کہ جی نے اللہ سے کہ کہ اس کی محبت کا دعویٰ کہا ہے سب طرح اس کی طرف سے اطاعت
ٹھہری ہے بندہ کی محبت اللہ اور رسول کی یہی ہے کہ ان دونوں کی اطاعت بجا لاوے ان کا حکم اٹھاوے اللہ کی محبت بندہ سے یہ ہے کہ
اسکو بخشے حسن بصری نے کہا کہ کچھ لوگ نبی کے زمانہ میں حضرت کے کہنے لگے کہ ہم اپنے رب کو بہت چاہتے ہیں اس پر اللہ نے یہ آیت بھیجی انتہیٰ ابن کثیر نے بسند عائشہ کے کہا حضرت نے فرمایا ہی کہ شرک مخفی تر ہے چیونٹی کی چال سے اندھیری رات میں ادنیٰ شرک یہ ہے کہ تو دوست
رکھے کسی کو اسی شرارت پر دشمن رکھے کسی کو ذرا سے نقصان پر نہیں ہے دین مگر یہی دوستی و دشمنی اللہ میں اسکو ابن کثیر نے نقل کیا
ضعیف ہے اور تحقیق ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے کہا یہ آیت جس میں یہود و نصاریٰ کے اتری ہے وہ کہتے تھے ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں یا کسی
کی تعریف کے لیے اتری ہے کہ کہتے تھے ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت کے واسطے پوجتے ہیں تا کہ وہ ہم کو اللہ سے ملا دیں لیکن عموم الفاظ کی یہی بات
شریعت میں معتبر ہے انتہیٰ ہمارے بعض علماء نے کہا ترک تقلید وقت وضوح نص کتاب و حدیث کے واجب ہے اتباع پیغمبر صاحب
ہوئی تو عدم اتباع اختیار تقلید پر عدم مغفرت مترتب ہوگی یہ ظاہر ہے یہ امر کہ اگر تم مطیع خدا و رسول کے ہو جاؤ تو سارے اولیٰ ترین ہوگا
میں اللہ و رسول کی تابعداری کرو معلوم ہوا کہ مقلد مطیع خدا و رسول نہیں ہوتا ہے بلکہ منافق ہے اس نے اللہ و رسول کی
اطاعت کو چھوڑ کر غیر کی اطاعت میں کسی محبت رکھی اور اسی کے اختیار کی ہے پھر کیا وہ اپنی محبت کو سچ کہتا
ہے نفی محبت کرنا یہ ہی بعض علماء سے معلوم ہوا کہ جو لوگ مطیع کتاب و سنت نہیں ہیں اللہ ان کے کام سے خوش نہیں ہے

ذلک مما نتلوه علیک من الآیات والذکر الحکیم ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممترین
تحقیق اللہ نے چن لیا آدم و نوح کو اور ابراہیم کے گھر کو اور عمران کے گھر کو سارے جہان سے یہ اولاد تھی ایک دوسرے
کی اللہ سنتا جانتا ہے **ف** اس آیت میں خبر دی ہے اس بات کی کہ اللہ نے ان خاندانوں کو سارے اہل زمین پر
اختیار کیا ہے پہلا برگزیدہ آدم علیہ السلام تھے کہ ان کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور ان میں اپنی روح پھونکی سب کا نام سکھایا جنت میں بسایا
پھر زمین پر بھیجا اور بہت سی حکمتیں دوسرے برگزیدہ نوح علیہ السلام تھے کہ سب سے پہلے رسول ہیں جب زمین کے لوگ
بتوں کی عبادت کرنے لگے تب بڑی مدت تک ان کو بلایا وہ نہ مانے یہاں تک کہ طوفان آیا سب غرق ہو گئے
اور جو ساتھ تھے وہی بچے تیسرے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور ان کی نسل میں سب پیغمبر ہوئے یہاں تک کہ ان کی نسل سے
پیغمبر آخر الزمان خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے اور عمران کی نسل سے

عمران اسم ہے مریم عیسی کے باپ کا یہی قول ہے محمد بن اسحق کا کہ عمران بن ماثان [illegible]
[illegible] بن امون بن منشا بن حزقیا [illegible] بن سلیمان بن داود علیہما السلام [illegible]
علیہ السلام [illegible] جس طرح بیان اسکا سورۂ انعام میں آویگا انشاء اللہ تعالی [illegible] قرآن میں [illegible]
حضرت موسی کے باپ کا نام بھی ہے اور حضرت مریم کے باپ کا نام بھی ہے شاید یہاں بھی [illegible] فتح البیان
میں ہے اصطفا کے معنے ہیں اختیار کے مشتق ہے صفوۃ سے صفوۃ کہتے ہیں ہر شی کے خالص کو زجاج نے کہا اللہ نے انکو
واسطے نبوت کے سب جہان میں سے چن لیا کسی نے کہا اللہ دین آدم کو چن لیا آدم ابو البشر ہیں [illegible] انکا نام پہلا
پھر نوح کا وہ آدم ثانی ہیں پھر ابراہیم کا وہ [illegible] ہیں ابو سلیمان دمشقی نے کہا ہے نوح کا نام سکن تھا وہ ذریت
[illegible] تھے اسلئے نوح کہلائے آدم نو سو ساٹھ برس جیے نوح نسل ادریس سے تھے اور انکے بیچ میں دو [illegible]
[illegible] بیٹے ہیں [illegible] متوشلخ کے وہ بیٹے ہیں اخنوخ کے یہ نام ہے ادریس علیہ السلام کا نوح ایک ہزار
پچاس برس جیے محققین نحاۃ کہتے ہیں نوح اسم عجمی ہے مشتق نہیں ہے آل ابراہیم سے مراد ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں یا
اسمعیل و اسحق و یعقوب وہ لوگ جو انکے دین پہ تھے قول ثانی اولی ہے اسلئے کہ اللہ نے ابراہیم کو دو شاخوں کی اصل کیا
تھا اسمعیل کو اصل عرب ٹھیرایا انہیں میں سے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں سو وہ مصطفا ہیں افضل ہے اسحق کو اصل بنی
اسرائیل کیا انہیں میں نبوت و ملک [illegible] حضرت [illegible] تک کہا پھر حضرت کی امت کو قیامت تک ملک و دین پہونچی کر کے بھیجا
ابراہیم علیہ السلام ایک سو ستر برس جیے آل عمران سے مراد اولاد موسی و ہارون ہیں وہ اولاد سلیمان سے تھے [illegible] والد
مریم [illegible] ظاہر قول ثانی ہے اس دلیل سے کہ بعد اسکے قصہ عیسی و مریم کا بیان فرمایا ہے دونوں عمرانکے بیچ میں
ایک ہزار آٹھ سو برس گذرے درمیان عمران اول و یعقوب کے تین اجداد ہوئے اور درمیان ثانی و یعقوب کے تیس دادے
تھے عمران اسم عجمی ہے کسی نے کہا عربی ہے مشتق عمر سے دونوں صورتوں میں یہ نام غیر منصرف ہے بسبب علمیت و عجمہ کے یا
بسبب زیادت الف و نون کے [illegible] ذریت کا [illegible] اصول و فروع دونوں پر آتا ہے حتی کہ آدم پر [illegible] بعض کا بعض سے
ہونا یوں تھا کہ دین میں ایک دوسرے کے حامی [illegible] تھے [illegible] نے کہا یعنی [illegible] و عمل [illegible] و
توحید میں ابن عباس نے کہا مراد مومنین آل ابراہیم و آل عمران آل یسین و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں [illegible]

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا

قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَىٰ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ

وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ جب کہی عورت عمران کی اے رب میں نے نذر کیا [illegible]

بیت المقدس کی خدمت میں رہے پس قبول کر مجھ سے بیشک تو ہی ہے سننے والا جاننے والا پھر جب اسکو جنا بولی اے رب میں نے تو یہ بیٹی جنی اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ اس نے جنا اور نہیں بیٹا مانند
بیٹی کے اور میں نے اسکا نام رکھا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسکو اور اسکی اولاد کو شیطان مردود سے ف یعنی ان میں
دستور تھا بیٹے لڑکوں کو دنیا کے کام سے آزاد کرکے تیری عبادت کی نیاز کرتے پھر تمام عمر انکو دنیا کا کام نہ لگاتے
مسجد میں عبادت کیا کرتے عمران کی عورت کو حمل تھا اس نے آگے سے یہی نذر کر رکھی تھی جب بیٹی پیدا ہوئی تو دعا یہ
ہوئی کہ میری نذر پوری نہ ہوئی کیونکہ دستور لڑکے کی نیاز کا تھا الخ فرمایا اللہ کو بہتر معلوم ہے کہ وہ بیٹی ہی کر بیٹے سے بہتر
ف عمران کی عورت کا نام حنہ بنت فاقوذ تھا یہ ان دنوں مریم علیہا السلام کی ماں ابن اسحاق نے کہا انکو حمل رہتا نہ تھا لیکن
ایک دن دیکھا کہ ایک چڑیا اپنے بچے کو چگا رہی ہے انکا دل بھی بچے کو چاہا اللہ سے بچہ مانگا دعا قبول ہوئی خوش ہوکر منت کی کہ بیٹا ہوگا جب حمل
ثابت ہوا تو نذر مانی کہ میں اسکو دنیا کے کام سے آزاد کرکے خالص تیری عبادت کے لیے فارغ رکھونگی وہ بیت المقدس کی خدمت
کیا کریگا یہ کہا جاتی تھی کہ گزر گیا وہ جب بچی ہوئی تو کہا جو اوپر گزرا وضعت کی تا اگر مرفوع ہے تو یہ قول زوجہ عمران کا ہے
اور اگر ساکن ہے تو یہ قول اللہ پاک کا ہے مطلب یہ کہ تو تیری عبادت خدمت مسجد کے لیے لڑکی برابر لڑکے کے نہیں ہوتی ہے پھر
بچی کا نام مریم رکھا یہ دلیل ہے اس بات پر کہ نام رکھنا دن ولادت کے جائز ہے کیونکہ ظاہر سیاق میں یہی ہے اگلی شریعت میں بھی اسکی حکایت
بطور تقریر کی گئی ہے حدیث مرفوع میں بھی اسی طرح آیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا آج کی رات میرا بیٹا پیدا ہوا ہے میں نے اسکا نام اپنے
باپ ابراہیم کے نام پر رکھا ہے اخرجہ الشیخان۔ یہ بھی صحیحین میں آیا ہے کہ انس بن مالک اپنے بھائی کو جسے انکی ماں نے
جنا تھا پاس حضرت ﷺ کے لے گئے حضرت ﷺ نے تحنیک کی عبد اللہ نام رکھا صحیح بخاری میں آیا ہے ایک آدمی نے کہا اے رسول خدا
آج کی رات میرے گھر بیٹا ہوا ہے میں اسکا نام کیا رکھوں فرمایا تو اپنے بیٹے کا نام عبد الرحمن رکھ یہ بھی صحیح میں آیا ہے کہ جب ابو اسید
اپنے بیٹے کو تحنیک کے لیے لائے حضرت ﷺ کسی چیز میں مشغول ہو گئے پھر باپ بیٹے کو لیکر گیا تو حضرت ﷺ کو یاد آیا اسی مجلس میں نام اسکا منذر رکھا یہی حدیث
حسن بصری کی سمرہ بن جندب سے جسمیں فرمایا ہے کہ بچہ گرو ہے اپنے عقیقے میں ساتویں دن جانور ذبح کریں نام رکھیں سر
منڈاویں اسکو احمد و اہل سنن نے روایت کیا ہے وصححہ الترمذی۔ دوسری روایت میں بجائے نام رکھنے کے خون
بہانا آیا ہے یہ ثابت و محفوظ تر ہے ف حضرت مریم کی ماں کی دعا جو حفظ از شیطان کے لیے اولاد پر تھی حضرت ﷺ فرماتے ہیں
لڑائی کا بیان ہے جسکو شیطان نہ چھوتا ہو ولادت کے وقت بچہ رونے لگتا ہے شیطان کے چھونے سے مگر مریم اور انکا
بیٹا عیسیٰ ابن مریم اگر چاہو تو پڑھو آیت انی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطن الرجیم اخرجہ الشیخان دوسری حدیث میں ہے کہ
شیطان کا لگانا آیا ہے دوسری روایت میں آیا کہ پہلو میں کچوکا دیتا ہے مگر عیسیٰ بن مریم کو نہیں
شیطان کا کچوکا لگا فتح البیان مریم کی ماں عیسیٰ علیہ السلام کی نانی بی بی حنہ عمران بن

عمران باپ حضرت مریم یعنی عیسیٰ کے نانا کے باپ کا نام ہے قال ابن اسحٰق کہا عمران بن ماثان بن الیعازر بن ابیود بن زربابل بن سالتان بن یوحنا بن

یوشیا بن امون بن منسی بن حزقیا بن احاز بن یوثام بن عزاریا بن یورام بن یوشافاط بن اسا بن ابیا بن رحبعم بن سلیمان بن داؤد علیہما السلام

علیہ السلام تک حدیث ابراہیم سے شہیر ہے جسطرح بیان اسکا سورۂ انعام میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ تفسیر قرآن میں لکہا ہے کہ

حضرت موسیٰ کے باپ کا نام بہی عمران تھا اور حضرت مریم کے باپ کا نام بہی ہے شاید بیان بہی تفسیر ہے جیسی مستصحح البیان

میں ہے اصطفا کرنے میں اختیار کے مشتق ہے صفوۃ و صفوۃ کہتے ہیں بہتر کو خالص کو زجاج نے کہا اللہ نے انکو

واسطے نبوت کے سارے جہان میں سے چن لیا کسی نے کہا اللہ نے آدم کو چن لیا آدم ابو البشر ہیں اسواسطے انکا نام پہلے لیا

پہر نوح کا وہ آدم ثانی ہیں پہر ابراہیم کا وہ آدم ثالث ہیں ابو سلیمان دمشقی نے کہا ہے نوح کا نام سکن تہا وہ نوحہ بہت

کیا کرتے تہے اسلیے نوح کہلائے آدم نو سو ساٹہ برس جیے نوح نسل ادریس سے تہے انکے اور آدم کے بیچ میں دس واسطے تہے جو

کہ بیٹے ہیں لمک کے لمک بیٹے ہیں متوشلخ کے وہ بیٹے ہیں اخنوخ کے یہ نام ہے ادریس علیہ السلام کا نوح ایک ہزار

پچاس برس جیے محققین کہا کرتے ہیں نوح اسم عجمی ہے مشتق نہیں ہے آل ابراہیم سے مقصود ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں یا

اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب ہیں وہ لوگ جو انکے دین پر ہیں قول ثانی اولیٰ ہے اسلیے کہ اللہ نے ابراہیم کو دو شاخوں کی اصل کیا

تہا اسمٰعیل کو اصل عرب ٹہیرایا ان میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں سو وہ مصطفا ہیں اس نسل سے ہے اسحٰق کو اصل بنی

اسرائیل کیا ان میں نبوت و ملک سا حضرت تک رہا پہر حضرت کی امت کو قیامت تک سلطنت دنیا کی پہونچی کرکے بہیجا

ابراہیم علیہ السلام ایک سو ستر برس جیے آل عمران سے مراد اولاد موسیٰ و ہارون ہیں یا وہ اولاد سلیمان سے عیسیٰ و والدہ

مریم ہیں ظاہر قول ثانی ہے اس دلیل سے کہ بعد اسکے قصہ عیسیٰ و مریم کا بیان فرمایا ہے دونوں عمران کے بیچ میں

ایک ہزار آٹہ سو برس گذرے درمیان عمران اول و یعقوب کے تین پشت ہوئے اور درمیان ثانی و یعقوب کے تیس واسطے

تہے عمران اسم عجمی ہے کسی نے کہا عربی ہے مشتق عمر سے وہ دونوں صورتوں میں نام غیر منصرف ہے بسبب علمیت و عجمہ کے یا

بسبب علمیت و الف نون کے فالالسین ذریت کا لفظ ہوتا ہے اصول و فروع وہ ذریت تہے یعنی کہ آدم پر قیاس کا جنس سے

ہونا یوں تہا کہ دین میں ایک دوسرے کے حامی تہے مساعد تہے قتادہ نے کہا یعنی نیت و عمل میں وہ اخلاص و

توحید میں ابن عباس نے کہا مراد مومنین آل ابراہیم و آل عمران و آل یٰسین و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا

قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ

وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ جب کہی عورت عمران کی اے رب میرے میں نے نذر کیا تجہکو جو کچھ میرے پیٹ میں ہے

جو مستعمل ہوئی اور ان خصلتوں میں جو لڑکے [illegible] عمل کرنے والی ہے بیٹے ۔ وانی سمیتها مریم ۔ اور میں نے اسکا نام [illegible] بیٹی کا

اور میں [illegible] نام مریم رکھا [illegible] حسن تمی ہوئی کہ اسکو اور اسکی اولاد کو شیطان مردود سے ف مریم عبرانی زبان میں

عابدہ کو کہتے ہیں لیکن گمان اس [illegible] خوش [illegible] ذکر کرتی تھی [illegible] نیاز کرکے پھر تمام عمر اسکو خدا کی عبادت میں لگا

رکھینگے مسجد میں عبادت کیا کرے عمران کی عورت کو حمل تھا اس نے [illegible] یہی نذر کر رکھی تھی جب بیٹی پیدا ہوئی وہ دعا جو

ہوئی [illegible] بڑی [illegible] ہوئی [illegible] لڑکے کی نیاز کا تھا [illegible] فرمایا اللہ کو بہتر معلوم ہے [illegible] بیٹے [illegible]

ف عمران کی عورت کا نام حنہ بنت فاقوذ تھا یہ ماں ہیں مریم علیہا السلام کی ابن اسحاق نے کہا انکو حمل نہ رہتا تھا لیکن

ایک نذر کی [illegible] اپنے پیٹ کا بچہ [illegible] جاہا اللہ نے [illegible] دعا قبول ہوئی [illegible] کی [illegible] جب حمل

ثابت ہوا تو نذر مانی کہ [illegible] اسکو دنیا کے کام سے آزاد کرکے خالص تیری عبادت کے لیے فارغ رکھونگی وہ بیت المقدس کی خدمت

کیا کریگا [illegible] تھی [illegible] جب بیٹی ہوئی تو کہا [illegible] وضعت کی تا اگر مرفوع ہے تو یہ قول بعد عمران کا ہے

اور اگر ساکن ہے تو یہ قول اللہ پاک کا ہے مطلب یہ کہ [illegible] تیری عبادت خدمت مسجد کے لیے لڑکی برابر لڑکے کے نہیں ہوتی ۔ پھر

بیٹی کا نام مریم رکھا ۔ دلیل یہ بات ہے کہ نام رکھنا ولادت کے دن جائز ہے کیونکہ ظاہر سیاق [illegible] تحقیق [illegible] کی

بطور تقریر کی گئی ہے حدیث مرفوع میں بھی اسی طرح آیا ہے حضرت نے فرمایا آج کی رات میرا بیٹا پیدا ہوا ہے میں نے اسکا نام اپنے

باپ ابراہیم کے نام پر رکھا ہے اخرجه الشیخان ۔ یہی صحیحین میں آیا ہے کہ انس بن مالک اپنے بھائی کو جسے انکی ماں نے

جنا تھا پاس حضرت کے لے گئے حضرت نے تحنیک کی عبد اللہ نام رکھا صحیح بخاری میں آیا ہے ایک آدمی نے کہا اے رسول خدا

آج کی رات میرے گھر بیٹا ہوا ہے میں اسکا نام کیا رکھوں فرمایا اپنے بیٹے کا نام عبد الرحمن رکھو یہی صحیح میں آیا ہے کہ جب ابو

اسید اپنا بچہ تحنیک کے لیے لائے حضرت [illegible] بچے [illegible] یاد آیا اسی مجلس میں نام منذر رکھا [illegible]

حسن [illegible] سمرہ بن جندب سے [illegible] فرمایا ہر بچہ گرو ہے اپنے عقیقے میں ساتویں دن جانور ذبح کریں نام رکھیں سر

منڈاویں [illegible] احمد و اہل سنن نے روایت کیا ہے وصححه الترمذی دوسری روایت میں بجائے نام [illegible] کے خون

بہانا [illegible] اللہ نے دعا مریم کی [illegible] حفظ کر شیطان [illegible] فرمایا [illegible] میں

کوئی بچہ نہیں جسکو شیطان [illegible] وقت ولادت کے نہ چھوتا ہو وہ بچہ رونے لگتا ہے شیطان کے چھونے سے مگر مریم اور انکا

بیٹا [illegible] ابو ہریرہ [illegible] پڑھو [illegible] وانی اعیذها بک وذریتها من الشیطان الرجیم دوسری حدیث میں ہے کہ

شیطان کا [illegible] آیا ہے تیسری روایت میں [illegible] مگر عیسیٰ بن مریم [illegible]

[illegible] ف [illegible] عیسیٰ علیہ السلام کی نانی [illegible] عمران [illegible]

نام ان کی لغت میں عابدہ ہے تہی تہنائی کا نام مریم شدی اولاد میں حنہ کو حمل تہا اور عمران تھے مریم کے معنی ہین خادمہ کے مطلب
یہ تہا کہ وہ اللہ کی خدمت کرنے میں ہین تو عابدہ ہی ہے آنحضرت صلعم کے منہ سے ہین موجود و مطرود شیطان حمل کے پیدا ہوتے جگہ بچہ
شغل ہے کیا اثر ہے کہ یہ کلتا ہے کہ وہ شیطان مرد وضع کرتا ہے اولاد کو شیطان بجز مریم و عیسیٰ ولد کو نہ چھوتا نہیں اسی واسطے

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا
رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ پہر قبول کیا
اسکو اس کے رب نے اچھی طرح کا قبول اور بڑہایا اسکو اچھی طرح کا بڑہانا اور سپرد کی زکریا کو جب آتا اسکے پاس زکریا حجرے میں پاتا
اسکے پاس کچھ کہانا بولا اے مریم کہاں سے آیا تجھکو یہ کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہے بے قیاس ف
موضح القرآن میں ہے انکی ماں نے خواب دیکھا کہ اگرچہ یہ لڑکی ہے مگر اللہ نے یہی نیاز میں قبول کی اسکو مسجد میں رہنے
کیلئے مسجد کے بزرگوں نے یہی کہا لڑکی کے رکھنے کا دستور نہیں ہے جب یہ اکا خواب سنا تب قبول کیا حضرت زکریا
کی عورت انکی خالہ تہی وہ ہی لگہنے لگی اسکے واسطے مسجد میں الگ حجرہ بنایا انکو وہاں عبادت کرتیں رات کو حضرت زکریا
اپنے گہر لیجاتے تھے اسی یہ کرامت دیکہی کہ بے موسم میوہ خدا کی جناب سے آتا تب حضرت زکریا ساری عمر اولاد سے نا امید تھے اب
امیدوار ہوئے کہ شاید میوہ بے موسم مجہکو بہی ملے اسی جگہ اولاد کی دعا کی انتہے ابن کثیر کہتے ہیں اللہ نے خوشی کیساتھ
مریم کو نذر میں قبول کر لیا اچھے نمکین خوش صورت خوب شکل ہی کا لیا اور قبول کے اسباب مہیا کر دیے صلحا میں ملا دیا
وہ انسے علم خیر و دین کی تعلیم پانے لگیں اسی لیے یہ فرمایا کہ ہمنے اسکو زکریا کو کر دیا ابن اسحق نے کہا یہ سپردگی اس لیے ہوئی
کہ وہ یتیم تہیں بعض نے کہا بنی اسرائیل میں قحط پڑا تہا اس لیے زکریا کفیل مریم ہو گئے ان دونو قولوں میں کچھ منافات نہیں ہے
اللہ نے زکریا کا کفیل ہونا اسی واسطے مقدر کیا تہا کہ مریم علم نافع عمل صالح کر کے سعادت پاوین زکریا خود بہت خالہ مریم
کے شوہر تھے جیسے ابن اسحق ابن جریر وغیرہ کا قول ہے کسی نے کہا بہنوئی تھے مریم کے جیسے صحیح میں آیا ہے اسراء میں یحیی و عیسی ہر دو خالہ
زاد بھائی تھے میں یہ اطلاق قول ابن اسحق پر تو صاف ہو سکتا ہے اس صورت میں گویا مریم اپنی خالہ کی گود میں پرورش پائی جیسے
صحیح میں آیا ہے حضرت نے حکم دیا کہ عمارہ بنت حمزہ کو اسکی خالہ زوجہ جعفر بن ابی طالب کے پاس رہنے دیں اور فرمایا کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے
پہر اللہ نے مریم علیہا السلام کی یاد و جلالت کا بیان کیا کہ وہ عبادت میں ایسی مستعد تہیں کہ جب زکریا انکے پاس آتے
رزق پاتے مجاہد عکرمہ سعید بن جبیر ابو الشعثا نخعی ضحاک قتادہ ربیع عطیہ سدی نے کہا گرمی کا میوہ جاڑے میں جاڑے
کا میوہ گرمی میں موجود دیکہتے کسی نے کہا ہے کہ مراد رزق سے یہاں علم ہے یا علم کے صحیفے مگر پہلا قول صحیح تر ہے
اس آیت میں دلیل ہے کرامات اولیاء اللہ پر سنت میں اسکی نظائر بہت ہیں جامع ہو گئے کتاب شواہد النبوۃ

میں بہت کرامات صحابہ و اہل بیت کرام کی بھی ہیں حدیث میں ہے کہ جب [illegible] دیکھ کر کہا کہ یہ کہاں سے آیا تمہارے
تو انہوں نے کہا کہ اس کے پاس سے آیا ہے جو جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے [illegible] کئی دن [illegible] کہا جب بہت بھوک لگی
بیبیوں کے گھروں میں گئے کسی کے پاس بھی کچھ نہ پایا فاطمہ کے پاس آکر کہا تیرے پاس کچھ ہے میں کھاؤں مجھ کو بھوک لگی ہے انہوں نے
کہا لا واللہ بابی انت و امی جب آپ باہر نکلے ایک ہمسایہ نے دو روٹیاں اور ایک ٹکڑا گوشت بھیجا فاطمہ نے لیکر ہانڈی
میں رکھ کر کہا اپنی جان اور ان لوگوں پر جو میرے پاس ہیں رسول خدا کو مقدم کرونگی حالانکہ وہ سب بھوکے محتاج طعام تھے حسن
حسین کو بھیجکر حضرت کو بلایا آئے کہا بابی انت و امی اللہ نے کچھ بھیجا ہے میں نے تمہارے لیے اسکو چھپا رکھا ہے کہا وہ
شیء لاؤ وہ ہانڈی نکالی اور ڈھکنا کھولا تو دیکھا کہ گوشت روٹی سے بھری دیکھ کر حیران ہو گئیں جان لیا کہ یہ برکت اللہ
کیطرف سے ہے اللہ کی حمد کی حضرت پر درود بھیجا وہ کھانا آپ کے سامنے رکھا حضرت نے دیکھ کر الحمد للہ کہا پوچھا یہ کہاں سے
تیرے پاس آیا کہا ای باپ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَكِ يَا بُنَيَّةُ
شَبِيْهَةً بِسَيِّدَةِ نِسَاءِ بَنِي إِسْرَائِيْلَ فَكَانَتْ إِذَا رَزَقَهَا اللهُ شَيْئًا فَسُئِلَتْ عَنْهُ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ پھر حضرت
نے علی کو بلایا اور علی فاطمہ حسن حسین سب ازواج و اہل بیت نے کھایا سب کا پیٹ بھر گیا فاطمہ کہتی ہیں ہانڈی ویسی ہی
اور جو بچا میں نے سب ہمسایوں کو اس میں سے دیا اللہ نے اس میں خیر و برکت دی رواہ ابو یعلی **ف** [illegible]
[illegible] زکریا کفیل مریم [illegible] زکریا اولاد میں سلیمان علیہ السلام کی تھے ابن عباس و مجاہد و عکرمہ
جماعت صحابہ [illegible] بنی اسرائیل کی [illegible] تھے [illegible] کفیل [illegible]
[illegible] زکریا [illegible] کفیل [illegible] محراب میں [illegible]
[illegible] شیطان [illegible] زکریا نے [illegible]
[illegible] محراب بنائی [illegible] مریم علیہا السلام [illegible]

ابن عباس نے کہا وہ رزق میوہ تھا [illegible] هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً
طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلٰئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ
مِّنَ اللهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ لِي غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ
قَالَ كَذٰلِكَ اللهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ
رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ وہاں دعا مانگی زکریا نے اپنے رب سے کہا [illegible] مجھکو [illegible]

ع

[illegible] پھر آواز دی اسکو فرشتوں نے [illegible] کہ اللہ تجھکو خوشخبری

وتبلے یحییٰ کی وہ گواہی دیگا اللہ کے کلمہ کی اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نجاویگا اور نبی ہوگا نیکون مین بولا اے رب کہانسے
ہوگا مجھکو لڑکا اور مجھپر پہنچا بڑہاپا اور عورت میری بانجھ ہے فرمایا اسیطرح اللہ کرتا ہے جو چاہے بولا اے رب مجھکو دے کچھ نشانی کہا نشانی
تیری یہ ہے کہ نہ بات کرے تو لوگون سے تین دن مگر اشارہ سے اور یاد کر اپنے رب کو بہت سا اور تسبیح کر شام اور صبح ف [illegible]
قرآن مین کہا ہے گواہی دیگا اللہ کے کلمہ کی یعنی مسیح کی جب حضرت یحییٰ پیدا ہوئے حضرت یحییٰ لوگون کو آگے خبر دیتے تھے
حضرت عیسیٰ کو اللہ کا خطاب ہے یا یہ بنا حکم سے یعنی محض حکم سے پیدا ہوئے بغیر باپ کے جب حضرت یحییٰ ان کے پیٹ مین
تہے تو حضرت عیسیٰ کو سجدہ کیا کرتے تھے اور یہی حالت تھی کہ آدمی سے کلام نہ کر سکتے تھے اس وقت انکی عمر ایک کم سو برس کی تھی انکی عورت
کی عمر دو کم سو [illegible] دن مین حضرت مریم کے پیٹ مین حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تہے ف ابن کثیر نے کہا جب زکریا
نے دیکھا کہ مریم کے پاس بے موسم میوہ آتا ہے تو انکو بھی اولاد کی طمع ہوئی اگرچہ بڑے بوڑھے ہو گئے تھے ہڈیان ضعیف
ہو گئی تھین سر کے بال سفید پڑ گئے تھے جورو بھی بوڑھی بانجھ تھی لیکن باوجود اس سب حال کے دعا مانگی چپکے سے کہا اے رب مجھکو
بھی بخشی اولاد فرشتون نے سنا کر محراب مین [illegible] محراب سے مراد وہ جگہ ہے جہان وہ عبادت کرتے
تھے محل خلوت و مجلس و مناجات و نماز تھی یہان تک کہ [illegible] نام یحییٰ ہوگا قتادہ نے کہا یحییٰ اسلیے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ
انکو زندہ کیا ایمان سے کلمۃ اللہ سے مراد اس جگہ عیسیٰ بن مریم ہین ربیع بن انس نے کہا سب سے پہلے جس نے عیسیٰ بن مریم
کی تصدیق کی یحییٰ علیہ السلام ہین قتادہ نے کہا یحییٰ سنت و منہاج عیسیٰ پر تھے ابن عباس نے کہا یحییٰ و عیسیٰ برادر خالہ زاد تھے
والدہ یحییٰ مریم سے کہتی تھین جو بچہ میرے پیٹ مین ہے وہ سجدہ کرتا ہے اسکو جو تیرے پیٹ مین ہے یہ تصدیق ہے یحییٰ کی عیسیٰ کو ان
کے پیٹ مین اول مصدق عیسیٰ کے یہی تھے کلمۃ اللہ عیسیٰ تھے یحییٰ عیسیٰ سے بڑے تھے یہی قول سدی کا بھی ہے ابو العالیہ ربیع قتادہ
سعید بن جبیر وغیرہم نے کہا سید یعنی حلیم [illegible] قتادہ نے کہا سید علم و عبادت مین [illegible] حلیم و تقی تھے یہی قول
ضحاک کا ہے ابن المسیب نے کہا سید یعنی فقیہ و عالم عطیہ نے کہا وہ خلق و دین مین سید تھے عکرمہ نے کہا سید وہ ہے
جس پر غصہ غالب نہ ہو ابن زید نے کہا سید کہتے ہین شریف کو مجاہد وغیرہ نے کہا کریم علی اللہ حصور وہ ہے جو پاس عورت کے
نجاوے یہی قول ہے ابن مسعود ابن عباس مجاہد عکرمہ ابن المسیب ابو الشعثا عطیہ عوفی کا ابو العالیہ ربیع نے کہا حصور وہ ہے
جسکے اولاد پیدا ہو نہ سکتی ہو ابن عباس نے کہا وہ ہے جسکے پانی نہ آوے یعنی منی نہ اترے [illegible] نے کہا اللہ کی خلق مین
ایسا کوئی نہین ہے جو اس سے ملا ہو [illegible] گناہ نہ کیا ہو [illegible] ابن المسیب نے آیت پڑھی سیدا و حصورا [illegible]
[illegible] کہا حصور وہ ہے جسکا ذکر مثل [illegible] کے ہو [illegible] حرکت [illegible] اسناد کیا ابن ابی حاتم [illegible]
ابن عمر [illegible] کوئی اللہ سے ملیگا گنہگار ہوگا مگر یحییٰ بن زکریا اللہ نے انکو سید و حصور [illegible] انکا ذکر مثل [illegible]

تو آپ نے تمام پہچان انکی سے استاد فرمایا ابو ہریرہ کا لفظ ہے حضرت نے کہا برابر ہی ہے اللہ سے گناہ کر بیٹھا ہا ہے مگر
غالب یحییٰ کہ انہوں نے گناہ نہ کیا نہ ارادہ کیا کہ وہ حصور تھے جبکہ حضرت نے زمین پر سے ایک تنکا اٹھا کر بیان کیا کہ ایسا تھا
اس تنکے میں وَنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ایک دوسری بشارت کے علاوہ بشارت ولادت کے پہلی بشارت میں انکی بشارت الٰہی ہے
انکو یا تعجب اس بشارت کا یقین ہوگیا تو وجود ولد کا محال ہونا ہی میں تعجب کیا اللہ نے فرمایا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے یہ ہماری
کی قدرت کا نشان بتانا ہے کہ باوجود تندرستی بہر پور ہونے کے تم تین دن کسی سے بات نہ کر سکو گے مگر اشارہ سے کما قال آیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ
سے تکو دوسری یہ کہ اللہ کی تسبیح اسحال میں بہت سی کرو یہ قصہ سورہ مریم میں مفصل آویگا اِنَّ اللہ تعالیٰ فتح البیان میں
کہا ہے کہ ذکریا نے وہ دعا اس مریم کے لئے کی تھی یا اسی زمانہ میں جبکہ رزق کو دیکھا تھا سبب اس کا یہ ہوا کہ حنہ بانجہ تھی
انکے پیٹ سے مریم پیدا ہوئیں زکریا نے خیال کیا کہ جس نے انکو بچہ دیا وہ مجھکو بھی اس بڑہاپے میں باوجود بانجھ ہونے میری عورت
کے دے سکتا ہے یا جس نے مریم کو بے وقت میوہ دیا وہ کیا بے وقت بچہ نہیں دے سکتا ہے انکو گھبرانے سے مستغرق سمجھتے تھے یعنی گھر
میں نسل کو یہ لفظ واحد جمع سب پر بولا جاتا ہے کہ ملائکہ سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں بونا صیغہ جمع کا واحد پر عربیت میں جائز
ہے یا کسی ایک فرشتوں نے پکارا ہے جسطرح ظاہر لفظ ہے معنے حقیقی مقدم ہوتے ہیں معنی مجاز پر تعجب اس سے مراد مصلے ہے
یا مسجد تھی کا نام انکی کتاب میں یوحنا تھا یا مجمی ہے مشتق نہیں ہے کلمۃ اللہ سے مراد عیسیٰ ہیں انہیں کلمہ کن سے پیدا ہوا
جسطرح کلام اللہ سے ہدایت پاتی ہیں اسطرح انکی کرہدایت پاوینگے اسیلئے کلمۃ اللہ کہلایا انکی کتابوں میں انکی خبر
تھی کہ وہ بے باپ کے پیدا ہونگے جب پیدا ہوئے تو لوگوں نے کہا یہ وہی کلمہ ہیں جسکا وعدہ تھا تو جیسے کہا اللہ کا کلمہ ہے کن
بیکر آگے ہر حال یحییٰ عیسیٰ پر پہلے ہی لائے یہ ان سے تین برس چھ ماہ بڑے تھے مع عیسیٰ سے پہلے گئے تھے سید کہتے ہیں
سردار قوم کو یحییٰ باوجود عمر زیادہ کے زمانہ پایا تو قدرت جماع کی رکھتے تھے یا آپ کو شہوت کے روکتے تھے قاموس میں کہا ہے حصور
وہ ہے جو پاس عورت کے نہ جاوے باوجود قدرت کے یہی معنی اس جگہ مناسب ہیں اسیلئے کہ یہ مقام مدح ہے انکو صالحین میں
اسیلئے کہا کہ وہ نسل انبیا میں تھے یا انکے صالح ہونے میں شک نہیں جسطرح فرمایا ہے وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ زجاج نے کہا
صالح وہ ہی جو اللہ کے فرائض لوگوں کے حقوق ادا کرے استبعاد زکریا کا بعد حصول بشارت کے اسلئے تھا کہ بشارت تو دی
یا حال سن رسیدہ کی بشارت کے سن نوّے برس کا تھا ایک سو بیس برس کے اور بی بی انکی اٹھانوے برس کی تھیں رمز کہتے ہیں
اشارہ کو جسکو ہونٹ یا آنکھ یا ہاتھ یا ابرو سے آدمی کرتا ہی کہتے ہیں عشی کہتے ہیں بعد زوال آفتاب سے غروب تک سی لیے
نماز ظہر و عصر کو صلاتی العشی بولتے ہیں کبھی عشی کہا گیا عصر سے شروع شب تک کو کہتے ہیں مگر یہ قول ضعیف ہے کہتے
ہیں طلوع فجر سے دوپہر تک کو ابکار تسبیح سے اسجگہ نماز ہے یا سبحان اللہ کہنا وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ

اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ۝ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي

مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ
مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝ جب بولے فرشتے اے مریم اللہ نے تجھکو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھکو جہان
کی عورتوں سے اے مریم بندگی کر اپنے رب کی اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے یہ خبریں ہیں غیب کی ہم بھیجتے ہیں تجھکو
اور تو نہ تھا انکے پاس جب ڈالنے لگے اپنے قلم کہ کون پالے مریم کو اور تو نہ تھا انکے پاس جب وہ جھگڑتے تھے ف سمجھکر نذر کو انہوں نے
حضرت مریم کی ماں کا خواب تو سب نے چاہا کہ مریم کو ہم پالیں فیصلہ یہ ہوا کہ ہر ایک نے اپنا قلم جس سے توریت لکھتے تھے
بہتے پانی میں ڈالا سب قلم بہا اوپر ہو گئے حضرت زکریا کا قلم اولٹا اوپر بہا انہیں کی طرف مریم کا پالنا ٹہرا ف اس
آیت میں خبر دی ہے اس بات کی جو اللہ کے حکم سے فرشتوں نے مریم علیہا السلام کو کہی تہی وہ بات یہ تہی کہ اللہ نے تجھکو بسبب
کثرت عبادت و زہد و شرف طہارت کدورت و وساوس سے پسند کر لیا بار بار چننے سے اونکی بزرگی اس زمانے کی ساری عورتوں
پر ثابت فرمائی ابو ہریرہ نے مرفوعا کہا ہے بہتر عورتیں جو اونٹ پر چڑہیں قریش کی عورتیں ہیں بڑی مہربان اولاد پر اونکی
صغر میں بڑی نگہبان شوہروں کے مال کی مریم بنت عمران کبہی اونٹ پر سوار نہ ہوئیں اس حدیث کو عبد الرزاق و مسلم نے
روایت کیا ہے لفظ علی مرتضی کا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا بہتر جہان کی عورتوں میں مریم بنت عمران خدیجہ بنت
خویلد ہیں اخرجه الشيخان انس کا لفظ مرفوع یوں ہے کافی ہیں تجھکو جہان بہر کی عورتوں میں سے مریم بنت عمران خدیجہ
بنت خویلد فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم آسیہ زن فرعون ترمذی نے سنن میں اسے روایت کر کے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے
دوسرے الفاظ انس کا یہ ہے کہ حضرت نے کہا بہتر نساء عالمین چار ہیں مریم آسیہ خدیجہ فاطمہ رواه ابن مردويه و حدیث معاذ
بن قرہ عن ابیہ میں مرفوعا آیا ہے کہ کامل ہوئے مردوں میں بہت لوگ کامل نہ ہوئیں عورتوں سے مگر تین مریم آسیہ خدیجہ
فضل عائشہ کا عورتوں پر ہے جیسے فضل ثرید کا طعام پر اسکو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے بخاری کا لفظ یہ ہے كَمُلَ مِنَ
الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ
الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ ابن کثیر کہتے ہیں میں نے طرق و الفاظ حدیث کو قصہ عیسی میں اپنی کتاب البدایة والنہایة میں مستقل
کر کے لکھا ہے ولله الحمد والمنة پہر اسنے یہ خبر دی کہ فرشتوں نے مریم سے کہا تو بہت عبادت کیا کر قنوت کہتے ہیں طاعت
باخشوع کو کما قال تعالی كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ای خاشعون ابو سعید نے مرفوعا کہا ہر قرآن کے جس حرف میں ذکر
قنوت کا آیا ہے مراد اس سے طاعت ہے رواه ابن ابی حاتم مجاہد نے کہا مریم اتنا قیام کرتیں کہ پاؤں سوج
جاتے قنوت طول رکوع ہے نماز میں یعنی بجا لاوتی تہی اللہ کے حکم کو اقْنُتِي لِرَبِّكِ اوزاعی نے کہا اپنی محراب میں

ہو اسلئے رکوع اور سجود و قیام کا تنا جمع کر پاؤن مین ورم آب اُترتا پاس پڑی دھیرون لہو اور ان بہا کر تو وفاداری شیری کر
جسکا قلم بہا اور جسکی وہی مریم کو پالے کب قلم مگر زکریا کا قلم ٹہر گیا بہی کفیل ہمکو ان سب مین یہی بڑا امر سجدہ و
عالم عامہ ولی تہی خطابات مین ہے کہ مراد اصطفاء کو یہ کہ تجھسے پہلے کسی کو نذر پر نا اور وسطی نے اختیار نہین کسکو زکریا
کی گود مین پالا جنت سے رزق دیا سیسرو حال الفہر باز تو بٹ ہم کسی تجھکو مشہور کہا مریم کو حیض نہ آتا تہا ہان جمل عیسے نہ
بار حیض کی یا دوسرا اصطفاء یہ تہا کہ فرشتون کا کلام سنوایا زجاج نے کہا مرادوہ اس کے جہان کی عورتین قیامت تک ہین کرحق
یہ ہے کہ مراد اسی زمانے کی عورتین ہین ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اربع نسوۃ سادات نساء العلمین
مریم بنت عمران الحدیث الی قولہ وافضلھن عالما فاطمۃ سجدے کا ذکر رکوع سے پہلے اسلیے کیا کہ سجدہ افضل ہے
یا انکی نماز مین ترتیب یہی ہو اور یہ کہ جمع کرنے کے لیے آیا ہے نہ واسطے ترتیب کے مراد سجدہ رکوع نماز ہے قنوت سے طول نماز ہے
سے غرض جماعت کی فضلی یا یہ مطلب کہ جس طرح وہ نماز پڑھتے ہین اسطرح تو بہی نماز پڑہ گو ہمراہ انکے نہو یہ اشارہ
حضرت سے کہا کہ یہ قصے جو ہمنے تمکو بہیجا ہے یہ غیب کی خبر ہے تم اسوقت وہان موجود نہ تھے جب ان مین جھگڑا ہوا قرعہ ڈالا
گیا کہ مریم کو کون پالے اس آیت سے جواز قرعہ پر استدلال کیا ہے اس مسئلے مین خلاف معروف ہے لیکن احادیث صحیحہ اعتبار قرعہ مین
ثابت ہین ترمو کا نی نیل الاوطار مین پندرہ موضع گنے ہین جہان قرعہ وارد ہوا ہے یہی بات ٹہیک ہے اذ قالت الملئکۃ

یمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین ۝
ویکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصلحین ۝ قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذلک
اللہ یخلق ما یشاء اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ۝ جب کہا فرشتون نے اے مریم اللہ تجہکو بشارت
دیتا ہے ایک بات کی اپنے کلام کی جسکا نام مسیح عیسی مریم کا بیٹا ہے رتبے والا دنیا میں اور آخرت میں اور نزدیک لوگون مین باتین کریگا
لوگون سے جب ماں کی گود مین ہوگا اور جب بڑی عمر کا ہوگا اور نیک بختون مین بولی اے رب کہان سے ہوگا مجہکو لڑکا مجہکو
تو ہاتہ نہین لگا کسی آدمی نے کہا اسیطرح اللہ پیدا کرتا جو چاہے جب حکم کرتا ہے ایک کام کو تو یہی کہتا ہے اسکو کہ ہو
ہو جاتا ہے توضیح قرآن میں ہے کہ حضرت عیسی کی بشارت پہلے نبیون نے دی تہی کہ مسیح پیدا ہوگا جس سے بنی اسرائیل کا عروج
ہوگا مسیح کہتے جسکو ہاتہ لگا نے سے بیمار اچہے ہون یا جسکا کہین وطن نہو ہمیشہ سیاحی مین رہے یہودی منتظر تہے کہ پیدا ہو وہ نبی
انکو نہ جانا جسکو مین دجال پیدا ہوگا وہ آپ کو مسیح کہیگا یہود اسکو مسیح مانین گے ف یہ بشارت فرشتون کی مریم کو کہ
تمہارے ایک لڑکا بڑی شان کا پیدا ہوگا وہ ایک حرف کن کے کہنے سے موجود ہو جاویگا اسلیے کلمہ کہا یہ لفظ تعریف ہے مصدق بکلمۃ من اللہ کی اوسکا نام
دنیا مین مسیح مشہور ہوگا سب مین اوسکو پہچان لینگے عیسی کو مریم کا بیٹا اسلیے کہا کہ وہ بے باپ تہے دنیا مین انکی وجاہت ظاہر ہے کہ پیغمبر ہوئے

ہوا اُسکے تعریف کیا اور اسکو عزت دی کہ جہان آخرت میں یہ وجاہت ہوگی کہ جسکے لیے اذن ہوگا اوسکی شفاعت کرینگے
وہ قبول ہوگی جسطرح کہ شفاعت اولوالعزم کی بھی جو آگے بیان میں تفسیر میں آوے گی گود میں بات کرنیکا یہ مطلب ہے کہ لوگون کو
طرف عبادت اللہ وحدہ لا شریک لہ اسکی توحید کے بلاتے یہ انکا معجزہ ہوا اللہ کی بڑی نشانی ہے بہت میں انکو دی تھی گی
بپختگی عمل میں صاحب علم کے عمل صالح ہونگے ابو ہریرہ کہتے ہیں نوعمر کہا یہ بات کسی کی نہیں لیسے عمر میں مگر عیسیٰ ہو صاحب جریج نے
انکو ابن اسحاق نے روایت کیا ہے دوسری حدیث یہ ہے کہ کلام کیا گود میں کسی نے مگر تین شخصون نے عیسیٰ اور بچہ جو زمانہ
جریج میں تھا اور ایک دوسرا بچہ رواہ ابن ابی حاتم مریم نے اس بشارت کو سنکر تعجب کیا کیونکہ وہ شوہر رکھتی تھین نہ
ارادہ شوہر کرنیکا تہا نہ تھی جانتا اللہ فرشتے نے انکے سوال کا جواب اللہ کی طرف سے دیا کہ اللہ کے سامنے یہ بات کچھ مشکل نہیں
ہے یہان كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ کہا ہے یہ کہا کہ ان ہوگا جسطرح قصہ زکریا میں کہا تھا كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ
اس میں یہ نکتہ ہے کہ کسی کو عیسیٰ کے مخلوق ہونے میں کچھ شبہ باقی نہ رہے پھر اسکی یہ تاکید فرمائی کہ جب ہم کوئی حکم دیتے ہیں تو فقط
کُن کہہ دیتے ہیں وہ امر وجود میں آجاتا ہے ذرا تاخیر نہیں ہوتی کہنے کی دیر ہوتی ہے ادہر کہا اودہر ہوا الغرض وَمَآ اَمْرُنَآ
اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ یعنی ایک بار کا کہنا کافی ہوتا ہے دوبارہ کہنے کی حاجت ضرورت نہیں مثل پلک جھپکنے میں وہ
شے موجود ہوجاتی ہے ف فتح البیان میں کہا ہے کلمے سے پیدا ہونیکا یہ مطلب ہے کہ بغیر وسطہ اسباب عادی
کے ہم اسکو پیدا کرینگے نہ بعل ہوگا نہ فحل ایک کن سے وہ پیدا ہو جاویگا ابو السعود نے سورۂ نسا میں نقل کیا ہے کہ ایک [illegible]
نصرانی بادشاہ ہارون رشید خلیفہ عباسی نے علی بن حسین واقدی سے مناظرہ کیا کہا تمہاری کتاب یعنی قرآن میں دلیل ہے اس بات
پر کہ عیسیٰ اللہ کی جز ہیں پھر یہ آیت پڑھی وَكَلِمَتُهٗٓ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ واقدی نے کہا تو یہ آیت نہیں پڑھتا ہے
وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ پھر کہا اس آیت سے یہ لازم آتا ہے کہ یہ سارے اشیاء اللہ کے اجزا ہون
وہ نصرانی عاجز ہوکر اسلام لایا ہارون رشید نہایت ہی خوش ہوئے واقدی کو ایک خلعت فاخرہ عنایت فرمایا انتہی اسی طرح
ایک بار ایلچی روم بادشاہ انگلستان کو گیا تہا اس مجلس میں ایک عیسائی نے اسکو مسلمان دیکھکر یہ طعن کیا
کہ تمکو کچھ خبر ہے کہ تمہارے پیغمبر کی بی بی کو لوگون نے کیا کہا تہا اوسنے جواب دیا ہان مجھکو یہ خبر ہے کہ اس طرح کی دو
بیبیان تہین جنپر تہمت نا کی لگائی مگر اتنا فرق ہوا کہ ایک بی بی پر فقط اتہام ہوا دوسری بی بی ایک بچہ بہی
جن لائین وہ نصرانی مبہوت ہوکر رہگیا یہ جواب بطور معارضہ کے دیا گیا تہا ورنہ خصم کے مطابق نفس الامر کے کیونکہ
حقیقت میں تو عائشہ و مریم دونون اس عیب سے پاک تہین کشاف میں کہا ہے کہ مسیح ایک لقب شریف ہے زبان
عربی میں بمعنی مبارک کا لقب ہے دجال کو مسیح اس لیے کہتے ہیں کہ وہ کانا ہوگا ایک آنکھ اسکی مسح ہوگی گویا کسی نے

مرتفعاً فی الہوا ایسے کہ سوائے بیت المقدس کے سارے شہرون میں سیاحت کریگا اسلیے اسم عجمی ہے جیسی ترخ وغیرہ یا
معرب ایشوع ہے یعنی مبارک انجیل میں جا بجا یسوع آیا ہے بغیر ہمزہ کے اس آیت میں لقب نام کنیت تینوں کو ذکر فرمایا ہے
کہ بے اسکی تعبیر کامل نہیں ہو سکتا تھا وجیہ میں اشارہ ہے طرف قیام کے آسمان پر مہد کہتے ہیں بچے کے بستر کو جہان وہ
زمانہ رضاع میں سوتا ہے کہل کہتے ہیں ادھیر کو جو درمیان سن شباب و شیخوخت کے ہوتا ہے حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے کہ چار بچون
نے مہد میں باتین کین عیسیٰ شاہد یوسف صاحب جریج ابن ماشطہ فرعون خفاجی نے کہا سب بارہ بچے ہیں جو مہد میں
بولے سیوطی نے انکو نظم کیا ہے وہ نظم فتح البیان میں موجود ہے مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ صغر وکبر دونو عمر میں بات
کرینگے موضح قرآن میں کہا ہے کہ وہ باتین حضرت عیسیٰ نے ماں کی گود میں کین یا نبی ہو کر نہیں مجاہد نے کہا
بمعنی حلیم ہے ابن عباسؓ نے کہا عیسیٰ نے مہد میں ایک ساعت بات کی پھر نہ بولے یہانتک کہ بات کرنے کی عمر کو پہونچے وہ بات یہ تھی
انی عبد اللہ اٰتانی الکتاب الآیۃ اسی لپیٹ میں اپنی ماں کی برات بھی قذف سے کر دی ابن قتیبہ نے
کہا ہے عیسیٰ جب تیس برس کے ہوئے اللہ نے انکو رسول کیا تیس مہینے رہے پھر آسمان پر اٹھا لیے گئے وہب نے کہا تین برس
رہے اس آیت میں مریم کو یہ بشارت دی گئی ہے کہ عیسیٰ عمر کہولت تک باقی رہینگے ایک حال سے دوسرے حال پر تغیر ہوگا
اگر خدا ہوتے تو یہ تغیر حال کیون ہوتا اسمین رد ہے نصاریٰ پر آیت شریف سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آسمان سے زمین پر
اترینگے دوسری آیت میں انکے اترنے کو نشانی قیامت کی فرمایا ہے اب وہ زمانہ قریب معلوم ہوتا ہے کہ ابن مریم
نازل ہون حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے انکو پاوے میرا سلام پہنچے مجھکو بڑی تمنا ہے کہ اگر میں اس وقت کو
پاؤن تو سب سے پہلے میں ہی حضرت کا سلام انکو پہنچاؤن یا پھر اولاد کو کہہ جاؤن ادنی لشکر محمدی کا میں ہی ہون باذن
اللہم وفقنا اوصاف عیسوی کو وصف صلاح پر ختم کیا اسلیے کہ آدمی صالح جب ہی ہوتا ہے کہ اسکو علی الطریق الاکمل سب
احوال میں مواظبت ہو سو یہ لفظ شامل ہے جمیع مقامات دین و دنیا کو افعال قلوب و اعمال جوارح میں حتیٰ کہ سلیمان علیہ السلام
نے بعد نبوت کے یہ دعا کی تھی وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین صلحا سے کتاب میں مثل ابراہیم و اسمعیل
اسحق یعقوب وغیرہم کے مراد ہیں کسی نے کہا مراد کمال نیکوں کے کمال قدرت ہے یہ کئی تنزل ہے مگر حق یہی ہے کہ مراد لفظ
لکھن ہے نہ ضروری شمل نہ وکل میں ناحق قرآن پاک کی تحریف ہوتی ہے ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوریۃ والانجیل

ورسولا الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون
طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون
فی بیوتکم ان فی ذلک لآیۃ لکم ان کنتم مؤمنین ومصدقا لما بین یدی من التوریۃ و

وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ سکہاویگا اوسکو کتاب یعنی کام کی باتین اور توریت و انجیل اور رسول

ہوگا وطرف بنی اسرائیل کے کہ مین آیا ہون تم پاس نشانیان لیکر طرف سے تمہارے رب کے مین بنا دیتا ہون تم کو مٹی کی

صورت جانورکی پہر اوس مین پہونکتا ہون تو وہ ہوجاتا ہے اوڑتا اللہ کے حکم سے چنگا کرتا ہون اوسکو جو اندہا پیدا ہو

اور کوڑہی کو جلاتا ہون مردے اللہ کے حکم سے بتا دیتا ہون تمکو جو کہا کر آؤ اور جو رکہہ آؤ اپنے گہرون مین اس مین پوری

نشانی ہے تمکو اگر تم یقین رکہتے ہو سچ بتاتا ہون توریت کو جو مجہ سے پہلی کی ہے اور اسلیے کہ حلال کردون تم کو بعضے

چیز جو حرام تہی تمپر آیا ہون تمہارے پاس نشانی لیکر تمہارے رب کی سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو بیشک اللہ ہے میرا

اور سب تمہارا سو اوسی کو پوجو یہ ہے سیدہی راہ **ف** موضح قرآن مین لکہا ہے کہ حضرت عیسی کو توریت اور بہت سب

بغیر پڑہے آتی تہی یہ سب معجزے ہوتے تہے اونکے وقت مین توریت کے کئی حکم جو مشکل تہے موقوف ہوے باقی وہی توریت

کا حکم تہا ابن کثیر نے کہا اس آیت مین اللہ نے پوری بشارت کو ذکر فرمایا ہے ظاہر یہ ہے کہ مراد کتاب سے اسجگہ کتابت ہے

توریت وہ کتاب ہے جو موسی پر اوتری تہی انجیل وہ کتاب ہے جو عیسی پر اوتری عیسی علیہ السلام دونو کتابون کے حافظ

تہے بنی اسرائیل مین رسول ہو کر آئے اپنے معجزون کا پتا بتایا کہ مین یہ کرتا ہون وہ کرتا ہون کہتے ہین کہ وہ ہر چیز جو دنکو

نہ دیکہہ رات کو دیکہے کسی نے اسکے بالعکس بہی کہا ہے کسی نے کہا مراد چندہلا ہے کسی نے کہا اعشی ہے کسی نے کہا اعمی

یہی قول اشبہ ہے اسلیے کہ معجزہ تحدی کے لیے یہی ابلغ و اقوی ہے ابرص وہ جسکے بدن پر سفید داغ ہون بہت سے

علماء نے کہا ہے اللہ نے ہر نبی کو مناسب اسکے زمانہ کے معجزے دیے تہے زمان موسی مین سحر غالب تہا جادوگر معظم و مکرم تہے

اللہ نے حضرت موسی کو وہ معجزہ دیکر بہیجا جس سے سارے ساحر دنگ ہو کر رہگئے آنکہین پہر گئین عقل حیران ہوگئی جب

یقین ہوا کہ یہ تو اللہ جبار عظیم ہی کیطرف سے ہے تو اسلام لائے نیک بندے بن گئے حضرت عیسی کے زمانے مین طبیبون کا بڑا

زور شور تہا اصحاب علم طبیعت سر آمد تہے تو اللہ نے انکو وہ معجزے بخشے جو کسی طبیب و حکیم کے باپ سے بہی نہ ہو سکین

نا ان ہی سے ہو سکتے ہین جو موید من اللہ ہین طبیب کی کیا ہستی ہے کہ وہ جماد کو زندہ کر سکے یا اندہے ابرص کو شفا بخشے

یا جو قیامت تک کے لیے قبر مین گیا ہے اوسکو اوٹہا بٹہائے اسیطرح ہمارے حضرت کے زمانے مین فصحا بلغا نحاریر شعرا کا

ڈنکا بجتا تہا حضرت اللہ کے پاس سے ایک ایسی کتاب لائے کہ اگر سارے انس و جن جمع ہو کر چاہین کہ مثل اسکے یا مثل دس سورتون

کے یا ایک سورت کے بلکہ ایک آیت یا ایک جملے کے بنا لائین تو کبہی قدرت و استطاعت نہو گو بعض انکے بعض کے

مددگار کیون نہ ہون یہ اسی لیے ہے کہ اللہ پاک رب عزوجل کا کلام کبہی مشابہ کلام خلق کے نہین ہو سکتا ہے بہرحال آیت باب

مین دلیل ہے اس بات پر کہ عیسی نے بعض شرائع توریت کو منسوخ فرمایا تہا یہی قول صحیح ہے بعض

بعض نے کہا منسوخ تو کچھ بھی نہیں کیا بعض اشیا جنکی حلت میں انکو نزاع تہا انکو حلال کر دیا جسطرح دوسری آیت میں فرمایا
ہے وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فتح البیان کا بیان ہے کہ مراد کتاب سے لکہنا یا جنس کتب آسمانی ہے ابن عباس
نے کہا کتاب کہتے ہیں قلم سے لکہنے کو حضرت مسیح بڑے خوش خط تہے حکمت سے مراد علم ہے یا تہذیب اخلاق حدیث طویل ابی
ذر میں آیا ہے کہ اول انبیا بنی اسرائیل موسی تہے آخر انکے عیسی میں کہتے ہیں انہوں نے فقط چمگادڑ کو بنایا تہا اور کچھ کیونکہ
خفاش میں صفت عجیب ہے دانت دار ہے کان رکہتا ہے وہ کہ پستان ہوتا ہے حیض آتا ہے حیض سے طہارت حاصل ہوتی
ہے بے پر کے اڑتا پہرتا ہے جسطرح سارے جانور جنتے ہیں اسیطرح یہ بھی جنتا ہے حالانکہ پرندہ سے پرند کے بچے نہیں
ہوتا انڈا ہوتا ہے روشنی کسی وقت اسکو نہیں سوجہتا دو ساعت ایک بعد غروب آفتاب کے دوسری بعد طلوع
فجر کو نظر آتا ہے آدمی کیطرح ہنستا ہے یہ جانور انکی غرایت سے بنایا تہا جہانتک انکی نظر جاتی اڑتا نظر آتا جب آنکہ سے
غائب ہوتا مر کر گر پڑتا یہ اسلیے کہ اللہ کا کام بندے کے کام سے متمیز رہے ابن عباس نے کہا عیسی نے فقط ایک
چمگادڑ بنایا تہا آذن کی قید سے ثابت ہوا کہ اگر اللہ کا حکم نہ ہوتا وہ ہرگز خفاش نہ بنا سکتے خالق اللہ ہی تہا
مگر اس خلق کو عیسی کے ہاتہ پر جاری کیا تسویہ و نفخ طرف ہے عیسی کے تہا خلق طرف ہے اللہ کی اکمہ کہتے ہیں اندہے
مادرزاد کو عرب کو جو نفرت برص سے تہی وہ کسی چیز سے نہ تہی برص کو وضح بہی کہتے ہیں ملک عرب میں ایک شخص
وضاح تہا مگر مارے ڈر کے اسکو کوئی ابرص نہ کہتا تہا چاند گرگٹ کو ابرص سام ابرص بولتے ہیں اسی علت
سفیدی کے سبب سے عیسی علیہ السلام بہت بیماریوں کو اچہا کر دیتے تہے جنکا ذکر انجیل میں آیا ہے یہ کہ ان دو مرض
کا ذکر بالتخصیص اسلیے کیا ہے کہ غالبا یہ دونوں مرض دوا سے اچہے نہیں ہوتے ہیں کہتے ہیں ان میں پچاس ہزار آدمی کو بشرط
ایمان اچہا کیا اکمہ ابرص کے ساتہ قید اذن کی اسلیے نہیں لگائی کہ نسبت خلق یا احیا کے ان میں کچہ زیادہ
عزت نہیں ہے کہ توہم الوہیت کا پیدا ہو اسوقت وہی جیسے اطبا مشہور تہے انجیل میں قصے احیاء موتی کے
آئے ہیں ابن عباس نے کہا چار آدمی جلائے عاذر ابن العجوز ابنۃ العاشر سام بن نوح وہ سب تین روز کے اندر ہوئے مگر
سام کہتے ہیں کہ دعا زندہ کرنے کی یہ تہی یا حی یا قیوم اہل طب اسنے اسم اعظم بتایا ہے احیا کے ساتہ قید اذن
کی اسی لیے لگائی ہے کہ توہم ربوبیت کا نہ ہو کیونکہ یہ کام نفس انسان کا نہیں ہے اس فقرہ میں رد نصاری
پر کامل و ظاہر کی خبر دینے میں دلیل قاطع ہے صحت نبوت عیسی پر یہ انکا ایک معجزہ تہا کہ اللہ کے بتانے
سے مغیبات کی خبر دیتے تہے جیسی خبر کسی شخص کے فرشتوں کو بہی نہ ہو جو منجم و کاہن جو خبر سناتے ہیں اس کی
بنیاد مقدمات وغیرہ پر ہوتی ہے اللہ کی اطلاع پر نہیں اسی لئے اکثر بھول چوک خطا واقع ہوتی رہتی ہے تورات کی

تصدیق اس لیے تھی کہ انبیا ہی کو یہ لائق ہے کہ ایک دوسرے کو سچا بتاتے ہیں موسیٰ و عیسیٰ کے بیچ میں ایک ہزار نو سو برس کی مدت تھی توریت میں چربی اور ہر ناخن والا جانور حرام تھا کما قال تعالیٰ وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر الآیۃ وقولہ فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیہم طیبات احلت لہم اس قسم کے بعض غلہ وغیرہ بھی اصل توریت میں حرام نہ تھی انکے علما نے حرام کر رکھا تھا حضرت عیسیٰ نے حلال کر دیا جس نے کہا مراد بعض سے اس جگہ کل ہے اس نے غلط کہا اس لیے کہ لغت عرب میں کسی جگہ بعض بمعنے کل نہیں آیا عیسیٰ کی شریعت بہ نسبت شریعت موسیٰ علیہما السلام بہت نرم و آسان تھی اس کہنے سے کہ میرا اور تمہارا رب وہی اللہ ہے یہ ثابت ہوا کہ سارے رسولوں کا دین ایک ہی تھا کسی نے توحید میں کبھی خلاف نہیں کیا یہ ایک بڑی حجت ہے نصاریٰ وفد نجران پر اور جو کوئی شرک

انکے قائل توحید نہو فلما احس عیسیٰ منہم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ آمنا باللہ واشہد بانا مسلمون ○ ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاہدین ○

ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ○ پھر جب معلوم کیا عیسیٰ نے بنی اسرائیل کا کفر بولا کون ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ میں کہا حواریوں نے ہم ہیں مدد گار نیوالے اللہ کے ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہم نے حکم قبول کیا اے رب ہمارے یقین کیا جو تو نے اتارا ہم تابع ہوئے رسول کے سو لکھ ہمکو ماننے والوں میں اور فریب کیا ان کافروں نے اور فریب کیا اللہ نے اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے موضح قرآن میں ہے کہ حضرت عیسیٰ کے اصحاب کا لقب حواری تھا حواری کہتے ہیں اصل میں دھوبی کو ان میں پہلے جو دو شخص انکے تابع ہوئے وہ دھوبی تھے حضرت عیسیٰ نے انکو کہا کپڑے کیا دھوتے ہو میں تمکو دل دھونا سکھاؤں وہ انکے ساتھ ہوئے اسطرح سب کو یہی خطاب ٹھیر گیا آس آیت کے معنی میں حضرت عیسیٰ تیس برس تھے واسطے بنی اسرائیل کے جب معلوم کیا کہ یہ میرا دین قبول نہ کرینگے اور کوئی میرا دین کو رواج دے حواریوں کے ہاتھ سے غیر دین کو دین پہنچا اور بنی اسرائیل انکے دین میں کم رہے یہود کے علما نے اس وقت کے بادشاہ کو بہکایا کہ یہ شخص ملحد ہے توریت کے حکم کے خلاف بتاتا ہے اسنے لوگ بھیجے کہ انکو پکڑ لاویں جب وہ پہنچے حضرت عیسیٰ کے یار سرک گئے اس شتابی میں حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھا لیا ایک صورت انکی رہ گئی اسی کو پکڑ لائے پھر سولی پر چڑھایا **ف** اللہ پاک نے اس آیت مقدس میں یہ خبر دی ہے کہ جب عیسیٰ نے انکا اصرار بالجزم اوپر کفر و ضلال کے خوب یقینا جان لیا تب طالب انصار ہوئے جو مددگار دین کے ہوں مراد انصار کی سے یہ ہے کہ دین میں تابع ہوتا ہے تو کسی سے کہتا ہوں میرا مددگار رب اللہ کی راہ ابن کثیر نے کہا قول مجاہد اقرب بظاہر یہ ہے کہ مراد مددگار دعوت الی اللہ کے ہیں جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرمایا کرتے تھے کون آدمی مجھے جگہ دیتا ہے کہ میں اپنے رب کا کلام پہنچا دوں کیونکہ قریش نے مجھکو ابلاغ کلام رب
سے روک رکھا ہے یہانتک کہ اللہ نے انصار کو لایا انہوں نے حضرت کو جگہ دی انکی مدد کی حضرت ہجرت کرکے انکے پاس چلے گئے پھر انہوں
نے حضرت کو ہر کہ و مہ لوگوں سے بچایا کسی کو ستانے نہ دیا رضی اللہ عنہم وارضاہم یہی حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہوا
تہا کہ ایک گروہ بنی اسرائیل کا ان پر ایمان لے آیا تہا اور انکا مددگار بنا تہا جو نور اللہ نے ان پر اتارا تہا اسکا تابع ہو گیا تہا
کہتے ہیں حواری دہوبی تہے بعض نے کہا سفید پوش تہے کسی نے کہا شکاری تہے صحیح یہ ہے کہ حواری بمعنی ناصر ہے
جیسے صحیحین میں آیا ہے کہ دن احزاب کے جب حضرت نے لوگوں کو بلایا تو زبیر آگے بڑھے پھر بلایا تو پھر زبیر آگے بڑھے تب فرمایا
ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے یعنی دوست خاص سچا مددگار اور میرا حواری زبیر ہے ابن عباس نے کہا شام میں مراد
امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تہا اسکو ابن ابی حاتم نے باسناد جید روایت کیا ہے پھر اللہ نے ذکر فرمایا فامنت طائفة من بنی اسرائیل
کا کیا کہ انہوں نے عیسے کا قتل کرنا چاہا تہا اور اس وقت جو بادشاہ تہا کافر تہا اسکو لگا مارا کہ یہاں لوگوں کو ایک آدمی ہے جو طاعت
بادشاہ سے بہکاتا ہے راہ سے گمراہ کرتا ہے رعایا میں فساد ڈالا چاہتا ہے باپ بیٹوں میں تفرقہ کراتا ہے اسی
طرح اور بہت افترا بہتان باندہکر اسکے کہنے پہ نوبت پہنچائی کہ وہ مرد مردود حرامزادہ ولد الزنا تہا سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا ارے
غصے کے پہر اسنے آدمی دوڑائے کہ ابہی پکڑ لاؤ سولی پر چڑہا دو جب آکر گہر گہیر لیا سمجہے کہ مطلب حاصل ہوا اللہ نے عیسے
کو اس گہر کے روشندان سے آسمان پر اٹہا لیا ایک آدمی کو جو آگے گہر میں تہا عیسیٰ کی شکل [illegible] دیا وہ گہر
میں رات کو گہسے جانا کہ عیسے یہی ہیں اوس غریب کو پکڑ لے گئے ذلیل کیا اور کہینچا سر پر کانٹے رکہے اللہ کا لکہا
تہا انکو دہوکا لگ گیا عیسیٰ آگ [illegible] میں سے نکل کے آسمان پر چلے گئے وہ اپنی گمراہی میں انکو لیے جیسے رہ گئے
انکو یہی گمان ہے کہ ہمنے عیسیٰ کو سولی دیدیا یعنی عناد حق انکے دل میں بیٹھ گیا ہے کہ قیامت تک انکے جی سے
دور نہ ہوگا ہمیشہ ذلیل و خوار رہینگے اسی لیے اللہ نے فرمایا دیکھو ہمارا کہنا ہے **ف** فتح البیان میں ہے مراد عیسیٰ
سے انجیل دیکر توحید کفر سے مراد کلمہ کفر ہے جسکو [illegible] کہنا تہا یا ارادہ قتل کرنا کفر تہا ۵

جو تمہارے دشمن تھے قتل ہوا — کو حضرت دل اور سنو تمام خدا اور

جن لوگوں نے انکا قتل کرنا چاہا وہ تو یہی سمجہے کہ جس کی خبر کتاب میں دی ہو وہ یہی عیسیٰ بن مریم ہیں انکو
بعض نے ذبح کر دیئے سو جب عیسیٰ ظاہر ہوئے اور دعوت کی تو کافر وشکار انکار ادا و [illegible] نے قتل کرنا چاہا
دونوں کو اپنے شہر سے نکالدیا وہ زمین میں سیر کرنے لگے من انصاری الی اللہ کہتے تھے انکے حواریوں نے
سنا [illegible] سب بیٹے وہ بہی بارہ آدمی انپر ایمان لائے ربیع نے کہا اللہ کا مکر یہ ہے کہ مکاروں کو انکے مکر پر چہوڑ دیا

جزا کا نام مکر کہا یہاں خدع و فتبال کے معنی مراد نہیں ہیں یہ مراد ہے کہ اتقامی تشبیہ ہ پھیر پڑا ور انہا لیئے انکا آسمان پر یہود ی لے کہ بنی اسرائیل نے محاصرہ عیسیٰ کا مع انیس نفر حواری کے ایک گھر میں کر لیا تہا اوسوقت عیسیٰ نے کہا کون شخص میری صورت شکل قبول کرتا ہے اسکو جنت ملیگی ایک شخص نے وہ قبول کی عیسیٰ آسمان پر چلے گئے اسپر اللہ نے فرمایا ہمارا مکر بہتر ہے کہ شخص عبد وہ چاہا تہا انکو اپنی قدرت ملی بکہ تم مارا کر تمہین پر پلٹ پڑا۔

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۝ جسوقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھکو پہر لونگا اور اوٹھا لونگا اپنی طرف اور پاک کر دونگا کافرون سے اور رکہونگا تیرے تابعون کو اوپر منکرون کے قیامت کے دن تک پہر میری طرف ہے تمکو پہر آنا پہر فیصلا کر دونگا تم مین جس بات مین تم جہگڑتے ہو سو جو لوگ کافر ہوے انکو عذاب کرونگا سخت عذاب دنیا و آخرت مین اور کوئی نہین انکا مددگار اور جو لوگ یقین لائے اور عمل کئے نیک سو پورا دیگا اللہ انکا حق اللہ کو خوش نہین آتے بے انصاف یہ پڑہ سناتے ہین ہم تجھکو آیتین اور ذکر تحقیق ہو صحیح قرآن مین ہے کہ حضرت عیسیٰ کے تابع اول نصاریٰ تہے پیچہے مسلمان ہین وہ ہمیشہ غالب ہے انپر ابن کثیر نے کہا مفسرین کا اختلاف ہے کہ مراد إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ سے کیا ہے قتادہ نے کہا اسمین تقدیم تاخیر ہے اصل عبارت یون ہے إِنِّي رَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُتَوَفِّيكَ یعنی پہلے رفع ہے پہر وفات ابن عباس نے کہا متوفی کے معنے ہین ممیت وہب بن منبہ نے کہا وفات دی اللہ نے عیسیٰ کو تین ساعت اول روز مین جسوقت کہ انکو طرف اپنی اوٹھا لیا ابن اسحاق نے کہا نصاریٰ کا یہ عقیدہ ہے سات ساعت وہ مرے ہے پہر زندہ ہوگئے دوسرا قول ہے کہ یہ ہے کہ تمہین اون مردون کے پہر اوٹھے پہر رفع ہوگئے مطر وراق نے کہا مراد دنیا کی وفات ہے نہ وفات موت ابن جریر نے کہا مراد توفی سے رفع ہے اکثر اہل علم کا قول ہے کہ مراد وفات سے اسجگہہ خواب ہے کما قال تعالیٰ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ الآیہ وقال تعالیٰ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا الخ ہمارے حضرت جب سو کر اوٹہتے کہتے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا نوم کو برادر مرگ کہتے ہین سونا جاگنا گویا مرنا جینا ہے وقال تعالیٰ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ الی قولہ قَبْلَ مَوْتِهِ کی ضمیر عائد ہے عیسیٰ پر یعنی نہین ہے کوئی شخص اہل کتاب سے مگر وہ عیسیٰ پر ایمان لاویگا جب کہ وہ قیامت سے پہلے زمین پر اترینگے اسوقت

سارے اہل کتاب پر ایمان لا چکے ہونگے اور پھر دنیا موقوف کر دینگے سوا اسلام کے کچھ قبول نہ کرینگے حسن نے کہا ارادہ وفات
مراد ہے اللہ نے انکو منام میں اٹھا لیا حضرت نے یہود سے کہا عیسیٰ مرے نہیں ہیں وہ قیامت سے پہلے تمہارے پاس پھر کر
آوینگے اتطہیر کا مطلب یہ کہ جب تمکو اٹھا لونگا تو تم انسے بچ جاؤگے پھر یہ فرمایا کہ تمہاری تابع قیامت
تک سارے کافروں پر فائق رہینگے ابن کثیر کہتے ہیں کہ جب اللہ نے کہا ویسا ہی ہوا جب مسیح آسمان پر اٹھ گئے انکی اصحاب
متفرق ہو کر کئی گروہ بنگئے بعض نے کہا وہ اللہ کے بندہ و رسول تھے اللہ کی لونڈی کے بیٹے تھے بعض نے غلو کیا اللہ کے
بیٹے تھے بعض نے کہا خود اللہ ہی تھے کسی نے کہا ثالث ثلاثہ تھے اللہ نے انکی بات کو قرآن میں نقل کیا
ہر ایک فریق کا رد کیا غرض کہ تین سو برس تک ایسے ہی فرقے بنتے رہے پھر یونان سے ایک بادشاہ اٹھا جسکا قسطنطین
لقب تھا وہ نصرانی ہو گیا کہتے ہیں اسنے یہ حیلہ کیا کہ دین نصاریٰ کو بگاڑے ورنہ وہ تو فیلسوف تھا بعض نے کہا
جہل سے عیسائی ہو گیا کچھ ہو اوس دین مسیح کو بدلا تحریف کر ڈالا کچھ بڑھا یا گھٹایا قوانین نکالے تھوڑی دیانت
کی اسی کے زمانے میں گوشت خوک حلال ہوا مشرق کیطرف نماز پڑھی گئی کنائس و معابد و صوامع بنائے گئے دس روزے
بسبب کسی گناہ کے زیادہ کر دیئے دین مسیح دین قسطنطین ہو گیا اوس نے بارہ ہزار سے زیادہ کنائس
و معابد و صوامع بنائے اپنے نام کا شہر بسایا طائفہ ملکانیہ اوسکے پیرو ہوئے یہود پر غالب کیا اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی
اسلیے کہ وہ اقرب الی الحق تھا اگرچہ سب فرقے عیسیٰ پر کافر تھے اللہ جب ہمارے حضرت مبعوث ہوئے جو انپر ایمان
لایا وہ اللہ و ملائکہ و کتب و رسل سب پر بوجہ حق ایمان لایا اسلیے وہ سب نبیوں کے جو زمین پر ہوئے تابع ہیں کیونکہ
انہوں نے رسول نبی امی عربی خاتم الرسل سید ولد آدم علی الاطلاق کی پیروی کی حضرت نے انکو طرف سب کی تصدیق بتلایا
اسلیے وہ اولیٰ ہیں سب سے ساتھ ہر نبی کے بہ نسبت امت اوس نبی کے جو آپ کو اس نبی کی ملت پر خیال کرتے
ہیں حالانکہ انہوں نے اوس دین کو بدلا و محرف کر ڈالا ہے پھر اگر یہ کوئی بات بھی نہ ہوتی تو اللہ نے ساری شرائع رسل
کو دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت تک بدلا و منسوخ کر دیا ہے یہ دین ہمیشہ منصور و غالب
رہیگا ہر دین پر اسی لیے انکے مشارق و مغارب زمین کو اصحاب نبوی پر مفتوح کر دیا اور سارے ممالک لے لیے سارے
ملوک ہلاک کیے کسریٰ کو مکسور قیصر کو مقصور کر ڈالا سارے خزائن انکے چھین لیے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیئے جیسے
حضرت نے اسکی طرف خبر دی تھی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي
الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ
خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا الآیۃ یہ اسلیے ہوا کہ سچے مومن مسیح پر یہی لوگ تھے انہوں نے تصدیق

ملک شام کو انکے ہاتھ سے چھین کر انکو طرف روم وشہر قسطنطنیہ کے نکالدیا مسلمان اہل اسلام قیامت تک برتری پرفوقیت رکھینگے
صادق مصدوق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو یہ خبر دی ہی کہ پچھلے لوگ اس امت کے قسطنطنیہ فتح کرینگے
اور وہان کے مال انکے ہاتھ آئینگے روم سے ایک ایسی سخت لڑائی ہوگی کہ اُس جیسی لڑائی کسی نے دیکھی ہے نہ کوئی پھر
دیکھیگا مصنف اس مقام مین ایک جزو مفرد جمع کیا ہے سی لیے اللہ نے یہ فرمایا کہ ہم تیرے تابعون کو کافرون
پر فائق کر دینگے قیامت تک پھر جب ہماری طرف پھر آئینگے تو ہم انکے اختلاف کا فیصلہ کر دینگے کافرون
کو دنیا و آخرت مین عذاب کرینگے چنانچہ جو یہود منکر مسیح تھے یا انکے حق مین غالی تھے جو نصاری مسیح کو اللہ کہتے
تھے یا ابن اللہ وہ دنیا مین مارے گئے قید ہوئے اسلام ان لیلیے گیا انکا قبضہ ممالک سے اٹھ گیا آخرت مین انکو اس سے
بھی زیادہ تر وسخت تر عذاب ہوگا اور جو لوگ مومن صالح ہین انکو دنیا و آخرت مین پورا اجر دینگے دنیا مین نصر وظفر
ملیگی آخرت مین انکے لیے جنات عالیات ہین اللہ ظالمون کو نہین چاہتا ہے اللہ نے فرمایا کہ یہ جو ہمنے تمکو حضرت قصہ
میلاد عیسی و امر انکی کیفیت کا سنایا اسکو ہم نے لوح محفوظ سے تیرے اوپر نازل کیا ہے اسمین کسی طرح کا شک و شبہ نہین ہے کما
قال فی سورة مریم ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ
سُبْحَانَهُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ انتہے **ف** فتح البیان مین لکھا ہے آیت بالا مین
تقدیم و تاخیر ہے مطلب یہ ہے کہ اول رفع پھر تطہیر پھر وفات بعد اوترنے کے آسمان سے ہوگی ابو زید نے کہا متوفی کے
معنے قابض مین کشاف مین کہا ہے یعنی ہم تمہاری مدت پوری کرینگے تم انکے ہاتھ سے مارے نہ جاؤ گے بلکہ اپنی موت کے
اجل معین پر مروگے مطر وراق نے کہا ہم دنیا سے تمکو وفات دینگے یہ وفات کچھ موت نہین ہے مفسرین کو حاجت
اس تاویل کی اسلیے ہوئی کہ رفع انکا آسمان پر بلا وفات کے ثابت ہے اسیکو اکثر مفسرین نے راجح کہا ہے ابن جریر نے
اختیار فرمایا ہے احادیث مین حضرت کے اوترنا انکا اور مارنا دجال کو ثابت ہے یہ قول کہ وہ تین گھڑی مرے رہے ضعیف
ہے اکثر اہل تفسیر نے وفات کو اس جگہ نوم سمجھا ہے جب واو جمع کے لیے ہے ترتیب کے لیے نہیں ہے تو کچھ حاجت تقدیم و تاخیر
کی نہ رہی ابو بکر واسطی کا یہ قول کہ ہم تمکو شہوات و حظوظ نفس سے جدا کر دینگے تمہاری حیات مرجانیکا تفسیر نہین ہے
بلکہ تحریف ہے ابن المسیب نے کہا عیسی جب رفع ہوئے تنتیس برس کے تھے بیت المقدس سے شب قدر ماہ رمضان مین دنیا
سے اٹھالیے گئے مریم علیہا السلام تیرہ برس کی تھین کہ وہ پیٹ مین رہے تھے غلبہ سکندر کو زمین بابل پر چھیاسٹھ برس
گذرے تھے مریم بعد رفع مسیح کے چھ برس جئین ابن القیم نے زاد المعاد مین لکھا ہے کہ کوئی حدیث متصل اس کی طرف
جانا واجب ہو اس بات مین نہین آئی ہے کہ عیسی وقت رفع کے تیتیس برس کے تھے جو یہ کہتے ہین کہ ہر نبی چالیس برس کی عمر مین

ہوتا ہے کیونکہ کسی کمال پر ہونا بعثت سے قبل ہی ہوتا ہے پھر حصر شامل جمیع انبیاء ہے یہان تک کہ یحییٰ و عیسیٰ کو بھی شامل
ہے یہی بات صحیح ہے شامی نے کہا مراد ابن القیم کا انکار ہے وہ روایت نصاریٰ کی ہے احادیث نبویہ مین تو انکا عمر یک
صد و بست سال آیا ہے زرقانی کہتے ہین سیوطی نے تکملۂ تفسیر محلی و شرح نقایہ وغیرہ کتب مین جزم کیا ہے کہ [illegible]
برکہ رفع عیسیٰ بعمر سی و سہ سال ہوا تھا اور وہ بعد نزول کے سات سال ٹھیرینگے مجھکو تعجب تھا کہ باوجود حفظ و اتقان
کے انہون نے یہ کیسی بات لکھی ہے وہ تو جامع منقول و معقول تھے لیکن پھر مینے مرقاۃ الصعود مین دیکھا کہ انہون نے اس قول
سے رجوع کیا انتہی تطہیر سے یہ مراد ہے کہ صحبت نجس اہل کفر سے الگ کر دیا آسمان پر بلا لیا حسن نے کہا یہود و نصاریٰ
و مجوس و کفار قوم سے علیحدہ کر دیا کیونکہ انکا رہنا درمیان انکے ایسا تھا جیسے نجس ہو جانا تابعین عیسیٰ سے وہ لوگ مراد
ہین جو انکے اصحاب خالص تھے جنہون نے انکے حق مین غلو نہین کیا تھا نہ انکو خدا یا خدا کا بیٹا بتایا تھا انہین مین
سے مسلمان لوگ بھی ہین کہ عیسیٰ پر ایمان لائے ہین اور صفت ہدیٰ مین غلو نہین کرتے جسطرح نصاریٰ نے کیا یا تحریف
کرتے ہین جسطرح یہود نے کی اکثر اہل علم کا مذہب یہی ہے بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ نصاریٰ ہمیشہ یہود پر غالب رہینگے اس
صورت مین کفار سے خاص یہود مقصود ہین تیسرے مین کسی نے کہا مراد روم ہین یہ ہمیشہ کفار مخالفین پر غالب
رہینگے کسی نے کہا مراد حواری ہین جو منکرین مسیح پر غالب رہینگے کسی نے کہا مسلمان و نصاریٰ ہین شوکانی فرماتے ہین
بہر حال ملت نصاریٰ کا ایک گروہ یا سارے موافق کفار پر کچھ غلبہ انکو نہین ہے اور وہ مقہور مغلوب الغلبہ
ہر طرح آیات کثیرہ سے یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ ملت محمدیہ ہمیشہ غالب رہی متون پر انکی سبقت ظاہر و مستعلی
ہو گی ہان سید شوکانی نے ایک رسالہ مستقل وبل الغمامۃ فی تفسیر وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین
کفروا الی یوم القیامۃ لکھا ہے حاصل یہ ہے کہ صیغہ الذین اتبعوک کا صیغہ عموم ہے اسیطرح صیغہ الذین کفروا
کا بھی عام ہے ہم پر یہ واجب ہے کہ جو بات مدلول نظم قرآنی ہو اسپر عمل کرین اور جب کوئی امر مقتضی تخصیص یا
تقیید یا صرف عن الظاہر کا آوے تو اسپر بھی عمل کرنے کو واجب جانین اور جو نہ آوے تو اسی عموم پر باقی رہین مفاد
آیت شریف شمول ہر تبع سے یعنی انکے سب تابع فوق ہر کافر ہین گو خواہ اتباع بطور حجت ہو یا بوسیلہ سیف یا
دونو طرح ہو اور خواہ وہ اتباع سارے دین مین ہو یا بعض مین اور سب زمانہ اگلے احوال مین ہو یا بعض
مین اسیطرح مراد کافر سے جسپر حقیقت لفظ کی صادق ہو ہر کافر ہے خواہ وہ کفر اصلی ہو یہ کہ نبوت عیسیٰ کو بھی نہ
چھپایا ہو یا منکر ہو یا محو نبوت انکی ہو اور جو ہون گے وہ ان سب پر ہو جیسے [illegible] رہ سکتا اب
بعثت ہونا بات منکرین ہین نبوت یا کسی دین خلاف دین مسیح کو قبل بعثت خاتم الانبیاء کو اختیار کیا ہو

جسطرح حال ساری یہود و سارے ملل کفریہ کا ہے غرض کہ متبعین عیسے علیہ السلام کیوجہ سے ان وجوہ میں کیون نہون کہ ہر کافر پر کسی قسم کا کفر انواع مذکورہ میں کیطرف ہو فائق ہیں رہے گی تو بین ہمارے حضرت مبعوث ہوئے تو اب کچھ شک اس بات میں باقی نہ رہا کہ متبعین عیسے یہی سب مسلمان لوگ ہین اس دلیل سے کہ عیسی علیہ السلام نے نبوت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کیا ہے انکو دعوت دیا جو دلکی بشارت دی جسطرح قرآن کریم و انجیل مقدس میں وہ بشارت آچکی ہے بلکہ انجیل میں یہ حکم ہے کہ متبعین عیسی کو اتباع محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنا چاہیے سو متبعین عیسی امر دین میں بعد بعثت مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہی اہل اسلام ہین اور جو کوئی بعد بعثت محمدیہ کے نصرانی رہ گیا ہے وہ اگرچہ ظاہر میں متبع عیسی نہین ہے بلکہ صورت و نام جزئیات شریعت عیسویہ میں متبع ہے اسپر یہ بات صادق آتی ہے کہ وہ صورت و نام میں بعض شریعت میں متبع عیسی ہو گو ضلال و وبال کفر میں پھنسا ہوا ہے اس لیے ایسے لوگ عموم قرآن پاک سے باہر نہین کر سکتے نہ انکا اندراج نیچے اس عموم کے لازم آتا ہے بلکہ وہ آخرت میں ہلاک ہونگے گو یہان کافرون پر فائق ہون کہ یہ فوقیت اسی کہہ میں ہے اسی لیے اللہ نے بعد اس آیت کے یہ فرمایا ہے کہ پھر مرجع تمہارا ہماری طرف ہے ہم تمہارے خلاف کا فیصلہ کر دینگے بلکہ ظالم محجوب نہین ہین خلاصہ مدعا یہ ہے کہ فائق اہل کفر پر اتباع عیسی علیہ السلام ہین قبل نبوت محمدیہ کے مراد ان سے حواریین و نصاری ہین پھر بعد بعثت خاتم الانبیا کے مسلمان و نصاری کہ حواریین سچے حقیقی اتباع وہی اگلی قسم کے لوگ ہین باقی صورت میں متبع ہین نہ سیرت میں مگر اللہ تعالے نے سب کو سارے کفار پر یہود ہون یا سارے طوائف کفریہ فائق بنا دیا ہے چنانچہ واقع بھی ایسا ہی ہوا کہ ملت نصرانیہ قبل بعثت محمدیہ سارے ملل کفریہ پر بظاہر غالب و مستولی تھی جب حضرت مبعوث ہوئے تو سارے امم کفریہ درمیان ملت اسلامیہ و ملت نصرانیہ کے پس پٹ گئے کوئی قتیل ہوا کوئی اسیر کوئی مسلمان ہو گیا جسکو دنیا کی اخبار کا علم ہے وہ اس حال سے بخوبی واقف ہے لیکن اللہ نے ملت اسلامیہ کو ملت نصرانیہ پر غالب کر دیا جو وعدہ اپنی کتاب عزیز میں ان سے فرمایا تھا وہ پورا کیا جسطرح جا بجا آیا کہ لشکر اسلام غالب ہوگا اسلام کا گروہ منصور ہوگا و من ذلک قولہ تعالی فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا اور اللہ نے یہ خبر دی اور رسول اللہ نے فرمایا میری امت سارے امتون پر ظاہر ہر وقت ہر و مستعلی و مستولی ہو جاوے گی غرض کہ ملت اسلامیہ و نصرانیہ میں نظر غور کر نیسے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ کتاب و سنت دلیل ہین غلبہ ملت اسلامیہ کی ملت نصرانیہ پر اور جب باقی سارے ملل کو ہم دیکھتے ہین تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اہل ملت اسلامیہ و ملت نصرانیہ سارے ملل کفریہ پر فائق ہین یہ دلیل اسی آیت کی ہے یہ کہنا ایک جماعت مفسرین کا کہ کاف خطاب ہے حضرت کو تکلف ہے فائدہ ہے کیونکہ سیاق مشعر دال ہے اسبات پر

ف یعنی ورد یا مجھ نزدیک جو یقین کیا ... غالب ۱۲ ... اور اللہ کا ہے اور اسکے رسول کا اور ایمان والون کا ۱۲ ... اللہ ہرگز نہ دیگا اللہ کافرون کو مسلمانون پر راہ ۱۲۵

کو خاطب تکلم میں مخفی بات ظاہر ہے ہرگاہ وہ مع عدم دلیل کے لائق نہیں ہے اس خطاب سے بطلت لازم نہیں
آتی ہے کیونکہ امت محمدیہ بعد بعثت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے خارج نہیں ہے کیونکہ سارے مسلمان متبع عیسی علیہ السلام
ہیں درمیان اہل اسلام کے اس امر میں اختلاف نہیں ہے کہ امت نصرانیہ قبل بعثت محمدیہ کے غالب جمیع اہل کفر پر تھی
اس صورت میں ہو سکے کہ نظم قرآنی میں تفکیک آوے اور اسلوب شگفتہ اعجاز سے باہر نکل جاوے اسکی کوئی ضرورت
تحویل ضمیر کو مرجع ضمیر سے نہیں ہے انتہی احادیث صحیحہ میں آچکا ہے کہ عیسی علیہ السلام آخر زمانہ میں آسمان سے دنیا پر
اوترینگے صلیب کو توڑینگے سور کو مار ڈالینگے جزیہ نہ لینگے درمیان لوگوں کے حکم موافق شریعت محمدیہ ملت اسلامیہ
کے دینگے انکے انصار واتباع اسوقت میں یہی مسلمان لوگ ہونگے سو اس آیت شریف میں اگر اسی حالت کیطرف اشارہ ہو
تو کچھ دور نہیں ہے واسم الانتظار الی یوم القیمۃ نہایت ہی جلی کی یعنے ملت اسلام اس غایت تک رہیگا پھر بعد کو جو خدا
چاہیگا وہ ہوگا چنانچہ بعد اسکے انجام اہل کفر واہل ایمان کا بتا دیا ہے کہ وہ معذب ہونگے اپنا اجر پاوینگے نعمان
بن بشیر مرفوعا کہتے ہیں کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا حق پر غالب رہیگا انکو کچھ پروا اپنے مخالف کی نہوگی یہانتک
کہ اللہ کا حکم آوے اسکو ابن ابی حاتم وابن عساکر نے روایت کیا ہے پھر نعمان نے کہا اگر کوئی کہے کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر یہ بات بنائی ہے تو وہ شخص تصدیق الحدیث کی کتاب اللہ میں دیکھ لے وجاعل الذین اتبعوک الآیۃ
معاویہ ہی تک یہ حدیث کو مرفوعا آیا ہے اور انہوں نے بھی اس آیت کو پڑھا یا الحمد بیہ کہ کتاب وسنت دونوں کی
بشارت اسکی ہے کہ اسلام تا قیام قیامت باقی رہیگا قیامت سے پہلے نفخ صور ہوگا دل دنیا میں کسی کے مٹانے سے
نہ مٹیگا کوئی کتنا ہی کیوں نہ چاہے یا کتنی ہی کوشش کیوں نکرے اگر ایک قطعہ میں ایک گروہ اسلام ختم
ہو جاویگا تو کسی دوسرے تیسرے قطعہ و گروہ میں مخالفین اسلام پر غالب رہیگا کچھ پروا خوف کسی
مخالف کا نکریگا چنانچہ اب تک باوجود ہزار غربت وتباہی مسلمین کے بعض اقطار ارض میں بعض
ملوک در روسا یا بعض اقوام اہل اسلام اہل کفر پر مستولی ومستقل ہیں ہرگز کسی کافر سے نہیں دبتے
دبتے بلکہ کفار ہی کی آنکھ انسے جھپکتی ہے سو یہ کارخانہ الہی اسیطرح ختم دنیا تک برابر چلا جاویگا یہ طمع نصاری
اسلام کی کہ ہم اسلام کو سارے جہان سے اوٹھا دینگے دنیا بھر کے مسلمانوں کو مٹا دینگے خیال باطل ہے
ع عنقا شکار کس نشود دام باز چین ـ کانجا ہمیشہ باد بدست است دام را ـ ابن زید نے کہا ہے نصاری
فوق میں یہود پر قیامت تک کوئی شہر ایسا نہیں ہے جہاں کوئی نصرانی ہو مگر وہاں کے یہود پر غالب ہی ہوتا ہے
وہ خواہ مشرق میں ہو یا مغرب میں شخص جہاں ہو سب میں یہود ذلیل وخوار ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ہفت اقلیم میں جہاں

والی عالم میں ایک سلطان ہو کر نصاری باقی ہیں اور اہل اسلام مغلوب ہیں گو ظاہر کبھی حکومت و سیاست

رکھتے ہوں پھر نصاری کو بوجہ قرب قیامت کے غلبہ ہو جیسی خبر صادق مصدوق نے دی ہے کہ اکثر ممالک عالم پر ہوں لیکن عیسی علیہ السلام

ہی با وجود حکومت و سلطنت و دولت ظہور غلبہ مسلمین کا بھی اوسکے ساتھ لگا ہوا چلا جاتا ہے اور تا قیامت

کبری اسیطرح برابر چلا جاویگا واللہ اعلم اِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ

قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ

مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ

فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ

لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ۝ عیسی کی مثال اللہ کے نزدیک جیسے مثال آدم

کی بنایا اوسکو مٹی سے پھر کہا اوسکو ہو جا وہ ہو گیا حق بات ہے تیرے رب کیطرف سے پھر تو مت شک میں رہ جو جھگڑا

کرے تجھسے اس بات میں بعد اسکے کہ پہنچ چکا تجھکو علم تو تو کہہ آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں

اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کریں اور لعنت ڈالیں اللہ کی جھوٹوں پر یہ جو ہے سو یہی

ہے بیان تحقیق اور کسیکی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور اللہ جو ہے وہی ہے زبردست حکمت والا پھر اگر قبول نہ کریں تو

اللہ کو معلوم ہیں فساد کرنیوالے موضح قرآن میں کہا ہے نصاری اس بات پر حضرت سے بہت جھگڑے کہ عیسی نہیں اللہ کا

بیٹا ہے آخر کہنے لگے کہ اللہ کا بیٹا نہیں ہے تم بتاؤ کسکا بیٹا ہے اوسکے جواب میں یہ آیت اتری کہ آدم کو تو ماں باپ

دونوں کو نہیں تو کیا عجب ہے پھر اللہ نے حکم فرمایا کہ نصاری اسقدر سمجھانے پر بھی اگر قائل نہیں تو انکے ساتھ قسم کرو یہ بھی ایک صورت

فیصلے کی ہے کہ دونو طرف اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہوں اور دعا کریں کہ جو کوئی ہم میں جھوٹا ہے اوسپر لعنت

و عذاب ہو سو پھر حضرت آپ اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین اور حضرت علی کو لیکر گئے اون نصاری میں جو دانا تھے

انہوں نے مقابلہ نہ کیا اور جزیہ دینا قبول کیا انتہی ف اللہ پاک اس آیت پاک میں یہ کہتا ہے کہ عیسی کی مثال اللہ

کی قدرت کے سامنے بن باپ کے پیدا کرنے میں ایسی ہی ہے جیسے آدم کو بے ماں باپ کے مٹی سے ایک حرف کن کہکر پیدا کیا تھا

سو جس نے آدم کو بن ماں باپ کے پیدا کیا کیا وہ عیسی کو پیدا نہیں کر سکتا ہے بلکہ بطریق اولی وہی خلق عیسی پر قادر و

توانا ہے اور اگر وہ اسی بن باپ ہونیکے سبب بیٹے ٹھیرائے جاتے ہیں تو یہ دعوی آدم کیلیے بھی جائز ہو سکتا ہے حالانکہ باتفاق فریقین

اس دعوی کا معدوم ہے پس عیسی کے حق میں اور زیادہ تر باطل و ظاہر الفساد ہوگا لیکن بات یون تھی کہ جب اللہ پاک کو ظاہر

کرنا اپنی قدرت کا منظور ہوا تو آدم کو بغیر کسی نر و مادہ کے پیدا کیا حوا کو ذکر سے بلا انثی بنایا عیسی کو انثی سے بلا ذکر کے مخلوق کیا

ع ۱۵

جس طرح باقی خلق کو نوکر دانشی سے پیدا کیا ایسی ایسے سورہ مریم میں یون فرمایا تھا وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا
یون فرمایا اَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ یعنی یہی بات حق عیسی میں یہی ہے کہ وہ مثل آدم کے مٹی سے بنائے
گئے ہیں اسکے سوا جو کوئی کچھ کہے وہ غلط ہے صحیح نہیں ہے فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ پھر آنحضرت کو حکم
دیا کہ تم معاندین حق سے امر عیسی میں مباہلہ کرو سبب نزول اس مباہلے کے اول سورت سے بجملہ وفد نجران تھے ابن
اسحق نے سیرت میں لکھا ہے کہ ساٹھ نصرانی نجران سے آئے تھے اون میں چودہ آدمی اشراف تھے جنکی طرف مرجع
ہوتا تھا عاقب اسکا نام عبدالمسیح تھا سید اسکا نام ایہم تھا ابو حارثہ بن علقمہ برادر بکر بن وائل اویس بن حارث زید
قیس زید معہ دو پسر خویلد عمرو خالد عبداللہ محسن پھر ان سب کے تین میں تھے ایک عاقب صاحب امیر تھے انہیں
کے مشورہ و امر سے سارا کام ہوتا تھا لوگ انہیں کی رائے پر چلتے تھے دوسرے سید یہ انکی بار برداری کے مدار تھے
اصل میں یہ آدمی عرب تھا بنی بکر بن وائل میں سے لیکن جب نصرانی ہو گیا تو ملوک روم نے اوسکی بہت تعظیم و تعریف
کی اوسکے لیے گرجا گھر بنا دیے تھے وہاں کا اوسکو متولی کر دیا تھا اسلیے کہ اپنے دین میں بڑا سخت تھا حضرت کا
حال و شان و صف کتب متقدمہ سے خوب پہچانتا تھا لیکن بسبب تعظیم و وجاہت نصاری کے اپنی نصرانیت پر جا رہا یہ سب
لوگ مدینے میں آئے حضرت کی مسجد میں وقت عصر کے داخل ہوئے اچھی اچھی چادریں عمدہ عمدہ کپڑے پہنے ہوئے تھے گویا بنی
الحارث بن کعب کی قوم کے تھے جن صحابہ نے اونکو دیکھا کہا ہمنے بعد انکے ویسے کبھی نہیں دیکھے اتنے میں وقت
انکی نماز کا آیا وہ مسجد میں نماز پڑھنے کو کھڑے ہوے حضرت نے فرمایا انکو پڑھنے دو وقت وکو انہوں نے مشرق کی طرف
نماز پڑھی پھر حضرت نے اونسے بات چیت کی حارثہ بن علقمہ عاقب سید باوجود اختلاف امر کے دین بادشاہ پر تھے
عیسی علیہ السلام کو کہتے کہ وہ اللہ ہیں اللہ کے بیٹے ہیں ثالث ثلثہ ہیں حالانکہ اللہ پاک انکے قول سے کہیں برتر ہے اسی
طرح سارے نصاری انکو اللہ بناتے تھے قصص و دلیل ہو کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے اندھے ابرص کو چنگا بنا دیتے غیب کی خبر دیتے
مٹی سے پرندہ پیدا کرتے تھے حالانکہ یہ سب کام اللہ کے حکم سے ہوتے تھے اللہ نے اونکو واسطے لوگون کے ایک نشان
اپنی قدرت کا ٹھیرایا تھا وہ کچھ خدا نہ تھے جو انکو خدا کا بیٹا کہتے ہیں انکی یہ دلیل ہے کہ انہوں نے ماں کی گود میں
بات کی جو کسی آدمی نے آگے سے پہلے نہ کی تھی اونکا باپ نہ تھا جو قائل ثالث ثلثہ ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ اللہ کہتا ہے ہم
نے یون کیا ایسا حکم دیا ہمنے پیدا کیا سو اگر اللہ ایک ہوتا تو یون کہتا بلکہ یہ کہتا کہ میں نے یون کیا ایسا امر کیا میں نے پیدا
کیا ہیں اسلیے وہ خالق ہیں سو اللہ عیسی و مریم تینون خدا ہیں حالانکہ اللہ ان ظالمون کی بات سے کہیں برتر ہے سو ان
تینون قسم کے اقوال میں قرآن پاک اوترا ہے ہر قول کا رد کیا ہے غرضکہ جب یہ تینوں حبر نے حضرت

سے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا تم مسلمان ہو جاؤ انہوں نے کہا ہم پہلے اسلام لا چکے فرمایا نہیں تم نہیں لائے کہا نہیں ہم تو پہلے
اسلام لا چکے ہیں فرمایا بھلا کیا اسلام تمکو ان تین چیزوں سے روکتا ہے کہ تم اسکا بیٹا بتاتے ہو صلیب کی عبادت
کرتے ہو اور سور کہاتے ہو انہوں نے کہا اچھا تمہیں بتاؤ کہ پہر عیسے کا باپ کون تھا حضرت چپ رہے کچھ جواب نہ دیا اتنے میں وحی آئی
شروع سورہ آل عمران سے کچھ اوپر اسی آیت تک اور ابن اسحاق نے ان آیتوں کی تفسیر میں لکھا ہے کہا کہ پہلی خبر
سے اکے آئی اور اللہ نے درمیان حضرت کے اور درمیان انکے فیصلہ کر دیا اور حضرت کو حکم ملاعنہ کا دیا کہ اگر وہ تمہاری
بات نہیں مانتے ہیں تو تم انکو واسطے مباہلے کے بلاؤ تو انہوں نے کہا اے ابو القاسم تم فردا ہمکو مہلت دو کہ ہم سوچ سمجھ
لیں پہر جو تم کہتے ہو ہم وہی بات کرینگے یہ کہکر پہرے عاقب سے تخلیہ کیا کہا اے عبد المسیح تم کیا رائے دیتے ہو اس نے
کہا اے معشر نصاری تم جان چکے ہو کہ محمد نبی مرسل ہیں تمکو انہوں نے سیا ؤ کی بات تمہارے صاحب کے باب میں کہدی
اور تم جانتے ہو کہ کسی قوم نے کسی نبی سے کبھی ملاعنہ نہیں کیا کہ پہر کوئی بڑا اوس قوم کا بچا ہو یا چھوٹا اوگا ہو اگر
تم نے یہ کام کیا تو تم سمجھ لو کہ تمہارا استیصال ہو چکا اور جو تم کو یہی منظور ہے کہ تم اپنے دین پر رہو اور اپنے
صاحب یعنی عیسے کو جو کہتے ہو وہی کہو تو پہر تم اس شخص یعنی حضرت سے رخصت ہو کر اپنے شہر کا رستہ لو تب وہ پاس حضرت
کے آئے کہا اے ابو القاسم ہماری رائے یہ ہے کہ ہم تم سے مباہلہ ملاعنہ نکریں تمکو تمہارے دین پر چھوڑ کر ہم اپنے دین پر رہتے
ہیں لیکن تم کسی ایک آدمی کو پسند کر کے ہمارے ہمراہ بہیجدو کہ جن اموال میں درمیان ہمارے اختلاف رہتا ہے
وہ انکا فیصلہ کر دیا کرے ہم تمکو پسند کرتے ہیں محمد بن جعفر نے کہا حضرت نے فرمایا بہتر ہے تم تیسرے پہر کو آؤ
میں تمہارے ساتھ ایک قوی امین کو بہیجدونگا عمر بن خطاب کہتے ہیں کبھی مجھکو شوق امارت کا نہ ہوا جیسا اوس دن ہوا
میں نے چاہا کہ میں ہی بہیجا جاؤں اس امید پر میں سویرے اول وقت مسجد میں آ بیٹھا حضرت نے نماز ظہر کا سلام پہیر کر دائیں
بائیں دیکھنا شروع کیا میں اونچا ہوتا تھا کہ مجھے دیکھیں غرض کہ دیکھتے دیکھتے ابو عبیدہ بن جراح پر نظر پڑی انکو
بلا کر فرمایا تو انکے ساتھ جا اور انکے اختلاف میں حق حکم کر . . . .

. . . . فقیر کہتے ہیں ابو عبیدہ کو جو انکو ملے اس واسطے میں فضیلت ہے ابو عبیدہ
رضی اللہ عنہ کی اسکو ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے اشراف بارہ آدمی بتائے ہیں باقی حدیث اسی سیاق پر زیادہ
بسی کچھ ہے بخاری کا لفظ حذیفہ سے یہ ہے کہ عاقب و سید نجران سے آئے چاہا کہ حضرت سے ملاعنہ کریں ایک نے دوسرے
سے کہا کہ ایسا مت کرو اللہ کی قسم اگر وہ نبی ہے اور ہم نے ملاعنہ کیا تو کبھی ہمکو فلاح نہ ہوگی نہ ہماری نسل ہوگی پہر حضرت سے کہا
بہتر ہے جو تم مانگتے ہو وہ ہم تمکو دینگے تم ہمارے ساتھ ایک امین کو بہیجو جو سچا امانتدار شخص ہو اور کسیکو نہ بہیجو فرمایا میں ایک

تو انہوں نے کہا کہ ہم یہ ... مباہلہ کرنا کہ حضرت نے کہا کہ ہو جاوے اے بندے عیسیٰ بن مریم جب ... کہڑے ہو گئے فرمایا
قسم ہے اس ذات کی کہ ... وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ... حدیث کو اصفہانی و ابن ماجہ و ابن مسعود سے بھی روایت کیا
ہے نزدیک بخاری کے انسؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ ایک امین تھا ہر امت کا امین ابو عبیدہ بن الجراح ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں
ابو جہل نے کہا اگر میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پاس کعبے کے نماز پڑھتے دیکھونگا تو آکر انکی گردن دابونگا حضرت نے فرمایا اگر
وہ ایسا کرتا تو ظاہر ظہور فرشتے اوسکو پکڑ لیتے اور اگر یہود موت کی آرزو کرتے تو مر جاتے اپنی جگہہ آگ میں دیکھ لیتے اور اگر مباہلہ
کرنیوالے رسول خدا کے باہر آتے تو مال اور گھر بار کو پھر نہ پاتے رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ ترمذی نے
کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے بیہقی نے دلائل النبوۃ میں قصہ وفد نجران کا مطول لکہا ہے ابن کثیر نے اسکو اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے
اوسمیں بہت فوائد ہیں لیکن بسبب غرابت کے اس جگہہ نہیں لکہا کیا یہ واقعہ سنہ ۹ ہجری میں ہوا ہے پہلے جنہوں نے حضرت
کو جزیہ دیا یہی اہل نجران ہیں آیت جزیہ بعد فتح مکے کے اوتری ہے وہ آیت یہ ہے قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا
بِالْيَوْمِ الْآخِرِ الآیۃ جابرؓ کہتے ہیں عاقب اور طیب پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آئے حضرت نے اونسے کہا اچہا ملاعنہ
کرو انہوں نے کہا بہتر ہے کل ملاعنہ کرینگے صبح کو حضرت علیؓ و فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکلے آدمی بہیجکر اونکو بلایا وہ
آئے خراج دینا منظور کیا حضرت نے فرمایا قسم ہے اوسکی جسنے مجھے ساتھ حق کے بہیجا ہے اگر وہ مباہلہ کرتے تو سارے
جنگل میں آگ برستی جابرؓ نے کہا یہ آیت انہیں کے حق میں اوتری ہے أَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ سے مراد حضرت رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم و علی مرتضےؓ ہیں أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ سے مراد حسنؓ و حسینؓ ہیں نِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ سے مراد فاطمہؓ
ہیں رَوَاهُ ابْنُ مَرْدُوَيْهِ اسکو حاکم نے مستدرک میں روایت کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث شرط مسلم پر ہے ابو داؤد
طیالسی نے اسکو شعبی سے مرسلا روایت کیا ہے یہی اصح ہے اسی کے لگ بہگ ابن عباس و براءؓ سے بھی مروی ہے
ف فتح البیان کا بیان اس آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ اہل نجران پاس حضرت کے آئے اونمیں سید و عاقب
تو انہوں نے آکر کہا تم ہمارے صاحب کا ذکر کیوں کرتے ہو پوچہا کسکا کہا عیسے کا تم کہتے ہو کہ وہ اللہ کے بندے تھے تم نے
انکا سا کوئی دیکہا سنا ہے یہ کہکر پہر گئے جبریل نے آکر کہا اب اگر وہ تمہارے پاس آئیں تو تم اونسے یہ کہنا کہ إِنَّ مَثَلَ
عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ الآیۃ یہ قصہ کئی طرح پر ایک جماعت صحابہ و تابعین سے آیا ہے اصل اسکی صحیحین میں ہے کہ قصے میں ایک
عالم بعض ... میں قید ہو گئے تھے اونہوں نے اونسے کہا تم عیسے کو کیوں پوجتے ہو اہل ... نے کہا اسلیے کہ وہ
بے باپ کے تھے اونہوں نے کہا تو آدم ... اولی تر ہیں اسلیے کہ بے ماں باپ کے تھے کہا عیسیٰ مردوں کو زندہ کرتے تھے
اونہوں نے کہا تو حزقیل اولی تر ہیں اسلیے کہ عیسیٰ نے ... شخص ... حزقیل نے ... ہزار کو زندہ کردیے کہا وہ

[illegible]

برس کو مہلت دیجئے تب کہا تو جبیں الی تو ہوئے اسلیے کہ اونکو دیکھ مین پاکر جبہ ڈالا تہا وہ بہی ملکر بچ
سلامت ویہہ کہیرے ہیں یہ آیت قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا الاٰیۃ اگرچہ عام ہے مگر مراد اوسی خاص لوگ ہین
یعنے وہ نصاری جو نجران سے پاس حضرت کے آئے تہے اس قصے کو حاکم و ابو نعیم نے دلائل مین لکہا ہے حدیث سعد بن
ابی وقاص مین آیا ہے کہ جب یہ آیت اوتری حضرت نے علی و فاطمہ و حسن و حسین کو بلایا کہا الٰہی یہ میرے گہر والے ہین
اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ مگر جعفر بن محمد سے یہ یون آیا ہے کہ ابو بکر و عمر و
عثمان و علی مع اپنی اولاد کے آئے رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ ہوسکتا ہے کہ یہ بلانا عام ہو جماعت اہل دین کو گو
سبب نزول ہے اس مین دلیل ہے جواز مباہلہ پر کہ جو کوئی حضرت مسیح امر عیسیٰ علیہ السلام مین حجت کرے اوس سے
مباہلہ کرین امت اس امر مین مقتدی حضرت کی ہے لڑکون کا ذکر کیا لڑکیون کا ذکر نہ کیا اسلیے کہ وہ لفظ نسا مین
داخل ہین یا یہ کہ موقف خصام مین لڑکے ہی آتے ہین نہ لڑکیان مراد ابنا سے اسجگہ حسنین ہین اسلیے کہ حضرت
اونہین کو لیکر نکلے تہے معلوم ہوا کہ نواسون کو بہی بیٹے کہتے ہین ابنا و نسا اعز اہل ہوتے ہین اسلیے انہین
کو خاص کیا ابنا و نسا کا ذکر انفس پر اسلیے مقدم کیا کہ اونکا قرب بمنزلت انفس کا ثابت ہے مباہلہ اسلیے ہوتا ہے
کہ سچا جہوٹے سے الگ ہوجاوے اس کام کے لیے فقط مباہل کافی ہے لیکن ابنا و نسا کا بہی ہمراہ لینا اسلیے
ہے کہ اونکے لینے مین زیادہ تر وثوق ثابت ہوتا ہے صدق پر یقین پایا جاتا ہے کہ مع گہر والون کے حاضر ہین اگر مباہلہ
ہوگا تو خصم بہی مع اپنے سب گہر والون کے برباد جاویگا سلیمان جمل نے کہا ہے ہمارے شیخ علامہ صعدانی کے روبرو بحث ہوئی کہ بعد
حضرت کے مباہلہ جائز ہے یا نہین اونہون نے شروط مباہلہ کے کتاب و سنت و آثار و کلام ائمہ سے نکالکر ایک رسالہ لکہا جسکا
حاصل یہ ہے کہ مباہلہ جائز نہین ہے مگر کسی امر مہم شرعی مین جسکے اندر کچہ اشتباہ و عناد ہوا ہو بغیر مباہلہ کے دور نہو سکے پہلے حجت قائم
کرے ازالہ شبہ مین سعی بجا لاوے نصیحت و انذار کرے جب دیکہے کہ کسی طرح نفع نہین ہوتا ہے ضرورت مباہلہ کی ہے تو تب
مباہلہ کرے انتہی من تفسیر الکازرونی انتہی معلوم ہوا کہ مباہلہ کچہ خاص ساتہہ حضرت کے یا زمانہ حضرت کے نتہا ہر زمانے مین
کفار و منکرین اہل کتاب سے بصورت ضرورت شدید ہو سکتا ہے قائل تخصیص کے پاس بجز جہل کے اور کوئی حجت نہین ہے
حافظ ابن القیم نے تعجب کیا کہ منکرین صفات کسی طرح نہین مانتے اجرائے صفات کو ظاہر نصوص پر بغیر تاویل و تحریف و
تعطیل کے منع کرتے ہین تو اونسے کہا آؤ ہم تم مباہلہ کرین کن مقام کے درمیان کہڑے ہوکر جہوٹے پر خدا کی لعنت
ہو یہ بہی منکرین نے نہ مانا انجام بد سے ڈر گئے یہ سارا قصہ دیباجہ قصیدہ نونیہ مین مفصل لکہا ہے اور کبہی بعد حافظ ابن
حجر نے بہی مباہلہ کرنا چاہا تہا مگر نہ ہوا کسی عالم معتبر کی کلام مین ممانعت مباہلہ کی بعد عہد رسالت نہین

دیکھو اگر کوئی دلیل تخصیص کی ڈھونڈھے تو یہی ہے کہ مباہلہ بعد اقامت حجت کے ہر زمانہ میں ہو سکتا ہے مباہل کا اہل ہونا شرط
و تقویٰ ہے یہ ملحوظ رہے کہ مخالف پر بصورت وقوع مباہلے کے اثر ظاہر ہوا حضرت نے وفد نجران سے توحید الٰہی پر مباہلہ کرنا
چاہا تھا ابن تیمیہ نے بھی مسئلہ صفات میں مگر کسی کے قدم نہ جمے اس زمانہ میں شرک فی الرسالۃ عام ہو گیا ہے مقلدین
آرائی قیاس سنکو میں عمل اہل الحدیث تمسک بسنت کرا اونکا اگر جی چاہے تو وہ اہل سنت زمرۂ متبعین سے و جوب تقلید
شخصی پر مباہلہ کر لیں اسلیے کہ طرف اہل الحدیث و قرآن کے اقامت حجت مبین برہان تحریر و بیان بخوبی ہو چکی
ہے کوئی دقیقہ منع تقلید کا باقی نہیں رہا گو مبتدعین اپنی بات پر بگڑے ہوئے ہیں اگرچہ جواب شافی ہاتھ کافی جہان میں آ چکا
ہے جو عاجز ہیں اس صورت میں بجز اسکے کیا ہو کہ ونضاحت مباہلہ کی کیجاوے اور انکو میدان ملاعنہ میں بلایا
جاوے اور جو متبع کتاب و سنت ترک تقلید والے مذہب معین پر مباہلہ عمل میں آوے اور کوئی صورت فیصلے
کی نظر نہیں آتی هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ يُبَارِزُنِي لیکن ہمکو امید نہیں ہے کہ کوئی مقلد خصوصاً اہل رائے مباہلہ کرنے پر طیار
ہو خیر اگر مباہلہ نہیں کرتے نہیں تو ہم بھی چپکے بیٹھے ہیں وہ زمانہ بھی اب قریب آ گیا ہے کہ مہدی موعود ظاہر ہوں حضرت
مسیح علیہ السلام آسمان سے زمین پر اوتریں انکے ظہور و نزول کے بعد یہ سارا قصہ بدون مباہلے کے طے ہو جاویگا ع
كِفْيَةُ الْمُدَّةِ الطَّوِيلِ قَدْ انْفَصَلَتْ + بلکہ کچھ نزول کی قدر ہی اوس وقت مبارک میں پست ہو گی سارے اہل رائے و قیاس
کا سب زور ٹوٹ جاویگا تمام جہان میں غلغلہ اتباع کتاب و سنت کا پڑجاویگا ڈنکا دین خالص کا بجیگا فَانْتَظِرُوا
إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ اس آیت شریف میں دلیل قاطع برہان ساطع ہے صحت نبوت حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر اسلیے کہ کسی ایک مخالف نے بلکہ روایت نہیں کی ہے کہ انہوں نے مباہلہ کرنا قبول کیا ہو وہ آپ کی صحت
کی نبوت کی پہلے ہی سے کتب قدیمہ آسمانی میں دیکھ سن چکے تھے دلمیں خوب سمجھتے تھے کہ اگر مباہلہ کرینگے تباہ
و برباد ہو جاوینگے اسیطرح قائلین وجوب تقلید شخصی بھی خوب سمجھ بیٹھے ہیں کہ اتباع حق ہے تقلید باطل ہے
قرآن و حدیث میں جابجا حکم اتباع و طاعت خدا و رسول کا ہے اور یہ مسئلہ قلیل کثیر میں آ چکا ہے کتاب و سنت
فہم تقلید اہل تقلید کو ہمیں مباہلہ کریں تو کس منہ پر کریں نصاری نجران کے تین خدا بتاتے تھے مقلدین کئی امام جب
الا اسلام بتاتے ہیں وہ تثلیث تھی یہ تربیع ہے وہ شرک فی الالوہیت تھا یہ شرک فی الرسالۃ ہے پر اسبات کو ذرہ خیال کرو
کہ حضرت جو قصہ مسیح کا ہمنے اس جگہہ بیان کیا ہے بیشک ٹھیک سچا ہی ہے اور سچ کا انکار نہیں ہو سکتا ہے پھر اگر وہ
انکار کرتے ہیں تو کرتے رہیں کیا کریں ایسا ہی مفسدون کو خوب ہی جان گیا ہے وہ انکو سزا جزا اونکے کیے کی دیگا
کہیں وہ ہو سکتا ہے کہ اسکو بات سے نکل جاویں اسے ہم کو اپنے عدل نعمت سے بچا دے وہ ہر باطل سے

بکہ ما حق پر ہے و نحن مسلمون قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ

وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا

مُسْلِمُونَ ٥ تو کہہ اے کتاب والو آؤ ایک سیدھی بات پر جو ہمارے تمہارے درمیان کی کہ بندگی نکرین مگر اللہ کی اور شریک نٹھیراوین اوسکے کوئی چیز اور نہ پکڑیں آپس میں ایک ایک کو رب سوا اللہ کے پھر اگر وہ قبول نکرین تو کہو شاہد رہو کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں ف ابن کثیر نے کہا یہ خطاب شامل ہی اہل کتاب کو اور انکو جو انکی چال پر چلتے ہیں کہتے ہیں جملہ یہ کواوس کلمے کا وصف کیا کہ وہ عدل انصاف ہے ہم تم اوس میں برابر ہیں وہ کلمہ یہ ہے کہ سوا اللہ کے کسی کی عبادت نکرین اور نہ کسی چیز کو اوسکا شریک ٹھیراوین بت ہو یا صلیب صنم ہو یا طاغوت نار ہو یا اور کچھ چیز بلکہ نرے اللہ وحدہ لاشریک کو پوجین ساری رسولون کی یہی ایک دعوت تھی سب اپنی امتون کو اسی بات کیطرف بلاتے تھے قال تعالیٰ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِىٓ إِلَيْهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠

فَٱعْبُدُونِ وقال تعالیٰ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ پھر فرمایا کہ بعض لوگ بعض کو رب نٹھیراوین جسطرح اہل کتاب نے اپنے علما و مشائخ کو رب ٹھیرا لیا تھا ٱتَّخَذُوٓا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ... جسطرح مقلدین امت اسلام نے مولویون صوفیون ناسون کو ارباب ٹھیرا لیا ہے کہ اونکی بات کے آگے اللہ و رسول کی بات کو نہیں مانتے ہیں انکی رائے و قیاس و اجتہاد کو نصوص کتاب و سنت پر مقدم رکھتے ہیں حالانکہ قرآن شریف میں جابجا اطاعت خدا و رسول کا حکم ہے تقدیم غیر سے نہی فرمائی ہے لَا تُقَدِّمُوا۟

بَيْنَ يَدَىِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ابن جریج نے کہا یتخذ ارباب کے یہ معنی ہیں کہ بعض اطاعت بعض کی معصیت میں کرتے ہیں عکرمہ نے کہا بعض لوگ بعض کو سجدہ کرتے ہیں یعنی جسطرح بعض ممالک میں رعایا بادشاہ کو سجدہ کرتی ہے یا مرید پیرون کو سجدہ کرتے ہیں پھر اللہ نے یہ فرمایا اگر وہ اس بات کو نمانین اس عدل دعوت سے انکار کرین تو تم گواہ رہو اپنے استمرار کے اسلام پر جسکو اللہ نے تمہارے لیے شرع ٹھیرایا ہے ابن کثیر کہتے ہیں ہم نے شرح بخاری میں نقل قصہ ابوسفیان ذکر کیا ہے کہ قیصر نے اونسے حال نسب نعت و دعوت نبوی کا پوچھا تھا اوسنے سب صاف صاف سلسلہ حال بیان کیا حالانکہ وہ اوسوقت مشرک تھے بعد کو اسلام لائے یہ قصہ بعد صلح حدیبیہ کے فتح مکہ سے پہلے کا ہے جسطرح کہ حدیث میں صریح آچکا ہے اوسنے قیصر نے یہی پوچھا تھا کہ وہ بدعہدی و غدر بھی کرتے ہیں یا نہیں ابوسفیان نے کہا نہیں ہمکو ایک مدت سے کوئی معلوم نہیں کہ اس مدت میں کیا کریگا ابوسفیان کہتے ہیں مجھے نہو سکا کہ ایک کلمہ بھی زیادہ کہون سوا اس کلمے کے حاصل یہ ہے جب حضرت کا خط پاس قیصر کے پہنچا اوس کو پڑھا اوس میں یہ لکھا تھا بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ مِن مُحَمَّدٍ رَّسُولِ ٱللَّهِ إِلَى

ہو قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ ... فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ محمد بن اسحاق وغیرہ نے کہا ہے کہ صدر

سورۂ آل عمران سے کچھ اوپر اسی آیت تک صدر وفد نجران کے اوتری ہے زہری نے کہا اول جزیہ وغیرہ والے یہی ہیں اس میں

خلاف نہیں کہ آیت جزیہ بعد فتح کے اوتری ہے سو جمع درمیان لیکن اس آیت کے قبل فتح طرف ہرقل کے اور خط کے

اور درمیان قول ابن اسحاق و زہری کے کئی طرح ہے ایک یہ کہ یہ آیت دو بار اوتری ہو ایک پہلے حدیبیہ کے دوسری

بعد فتح کے دوسرے یہ کہ صدر سورہ اس آیت تک وفد نجران میں اوتری ہو یہ آیت پہلے اوس سے آئی ہو تو قول ابن اسحاق

کہ کچھ اوپر اسی آیت تک اوتری ہی دلیل حدیث ابی سفیان غیر محفوظ ہے تیسرے یہ کہ وفد نجران کا آنا حدیبیہ سے

پہلے ہوا ہو اور جو کچھ انہوں نے بنا پر صلح کے دینا منظور کیا تھا وہ بطور جزیہ نہ ہو بلکہ بطریق مباد نہ و مصالحہ

ہو نزول آیۂ جزیہ کا موافق اوسکے پڑا جیسے فرض ہونا خمس یا چار اخماس کا موافق کاروائی عبداللہ بن جحش کے

قبل بانیہ سے کے ہوا پھر اوسی کے موافق فریضہ قسم اوترا چوتھے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو خط لکھا تھا اوس وقت یہ آیت

اوتری ہو پھر موافق لکھنے حضرت کے آیت آئی جس طرح حجاب اساری مقام ابراہیم طلاق ازواج میں یا عدم

صلوٰۃ میں منافقین پر موافق رائے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آئی واللہ اعلم فتح البیان میں ہے کہ خطاب

اس آیت کا اہل نجران کو ہو یا یہود مدینہ کو یا دونو کو ظاہر نظم قرآنی سے عموم ہو تخصیص بعض کی کوئی وجہ نہیں ہے

کیونکہ یہ ایک دعوت عامہ تھی جنہوں نے حضرت کے اس باب میں بحث کی تھی ان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے غایۃ یہ

کہ وہ بھی سبب نزول میں داخل ہیں ابن مسعود کی قراءت ہے الیٰ کلمۃ عدل سوا و عدل کے ایک ہی معنی ہیں اے

اہل الکتاب میری دعوت کو مانو وہ دعوت طرف اسی کلمہ عادلہ مستقیمہ کے ہے جس میں کسی طرح کا میل حق سے پایا نہ

جاتا ہے وہ کلمہ توحید و عبادت ترک شرک کا ہے کیونکہ نصاریٰ بعبادت غیر اللہ تھے مسیح کو شریک الوہیت کرکے

باپ بیٹا روح پاک ثابت کرتے تھے ایک اللہ کے تین اسکر فرماتے تھے جب یہ کہا حضرت کا منظور نہ کیا یہی نہ

تھا تعالوا الی الکلمۃ الآیۃ اخرجہ الطبرانی ابن جریج نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو طرف اس حق کے

بلایا انہوں نے نہ مانا اور سر جہاد کیا آخر یہ جزیہ دینے کی ٹھہری ہے گا سب نے یہی کہا ہے ذکر اس کا ذریب میں

ہے ایک قول یہ ہے کہ اہل کتاب پر کہا انہوں نے مسیح وعزیر کو رب بنا لیا ہم ملائکہ وغیرہ بعض تو بعض بھی دونو ہو

تصدیق اہل دین خدا میں سبب یہ ہے جسکو اوس کا امر نے حلال حرام کر دیا انہوں نے اوسکو مان لیا یہ وجہ کوئی

ایسا ہے مقتضی بعض اہل علم نے کہا ہے مراد اس آیت سے یہ ہے کہ لوگ اپنے سرداروں کی اطاعت کریں

مانینگے ہمکو ہم عبادت نہین کرینگے کسی کی مگر اللہ کی ہم مسلمان ہین اپنے رب کا بندہ ہے یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ

فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَكُمْ

بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا

وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ

اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اے کتاب والو کیون جھگڑتے ہو ابراہیم پر توریت
و انجیل تو اتری ہین اوسکے بعد کیا تمکو عقل نہین ہے سنتے ہو تم لوگ جھگڑ چکے جس بات مین تمکو خبر تہی اب کیون
جھگڑتے ہو جس بات مین تمکو خبر نہین اور اللہ جانتا ہے تم نہین جانتے نہ تہا ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی لیکن تہا ایک طرف
کا حکمبردار نہ تہا شرک والا لوگون مین زیادہ مناسبت ابراہیم سے انکو تہی جو ساتھ اوسکے تہے اور اس نبی کو
اور ایمان والون کو اللہ والی ہے مسلمانون کا ف موضح قرآن مین کہا ہے یہود و نصاری کا ایک یہ جھگڑا تہا
کہ ہر کوئی کہتا تہا کہ ابراہیم ہمارے دین پر تہا اللہ نے کہا ابراہیم کو یہودی یا نصرانی اگر اس معنے سے کہتے ہو کہ توریت
و انجیل پر عمل کرتا تہا تو یہ صریح بے عقلی ہے توریت و انجیل اوسکے بعد نازل ہوئی ہین اور اگر یہ غرض ہے کہ اوس
وقت بہی اہل ہدایت کا نام یہود و نصاری تہا تو یہ بہی غلط ہے بلکہ ابراہیم نے اپنے تئین حنیف کہا ہے اور مسلم
کے معنے جو کوئی ایک حق پکڑے سب باطل چہوڑ دے مسلم کے معنے حکمبردار اور اگر یہ غرض ہے کہ دینون
مین یہود کے دین کو یا نصاری کے دین کو زیادہ مناسبت ہے ابراہیم کے دین سے تو اللہ نے بتایا کہ زیادہ مناسبت
ابراہیم سے اوس وقت کی امت کو تہی یا پچہلی امتون مین اس نبی کی امت کو ہے تو یہ امت نام مین بہی اور لوگون سے بہی
ابراہیم سے زیادہ مناسبت رکہتی ہے پہر فرمایا کہ اپنے راہ حق ہونے پر کسی کی موافقت سے دلیل جب پکڑے
کہ اپنے اوپر ہدایت آئی ہو سو مسلمانون کا والی اللہ ہے یا اوسکے حکم پر چلتے ہین انتہی ابن کثیر نے کہا اللہ نے اس آیت
مین انکار کیا ہے یہود و نصاری پر بابت حجت کرنیکے ابراہیم مین اور اس مین کہ ہر کوئی اونکو اپنا ہم مذہب جانتا ہے
ابن عباس کہتے ہین نجران کے نصاری اور یہود کے علما پاس حضرت کے جمع ہوئے آپس مین نزاع ہوا علما یہود نے کہا ابراہیم
یہودی تہے نصاری نے کہا نصرانی تہے اللہ نے کہا تم کیون جھگڑتے ہو ابراہیم تو زمانہ نزول توریت سے پہلے تہے
نصرانیت بعد ایک مدت زمانہ کے اونکے زمانے سے نکلی ہے اس آیت مین انکار ہے اون لوگون پر جو بغیر علم
حجت کرتے ہین جاہل ہو کر اہل علم سے الجہتے ہین اہل کتاب کا جھگڑا ناحق مین ابراہیم علیہ السلام کے جہلا نظر
پر تہا نہ کسی علم کی بنیاد پر اگر بابت کسی مسئلہ شرعی کے جو اونکی کتابون مین موجود ہے بعثت حضرت کے جھگڑا

کہتے تھے کہ یہ بات بھی ایسی ہی ہے جس بات کا علم رکھتے تھے اوس میں تو حجت کی جس بات کا علم نہ تھا اوس میں گفتگو کرنے لگے

اونپر انکار کیا فرمایا اللہ کو طرف علام الغیوب کے پہیر دو جسکو سارے حقائق اشیاء کے معلوم ہیں اسی لیے یہ فرمایا کہ

اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے خیال کرو تو یہ مطلب نہ فرمایا ہوگا کہ ہم کو اس مسئلہ کا باریتعالی پر ڈالنا ہی اسی جنس کا ہے

کہ جس بات کی انکو خبر نہیں ہے اوس میں اپنی جہالت کی ہر صفت کی تاویل کرتے ہیں جب طریقہ سلف کے عمل کا

اسکو نہیں سمجھتے یہی حال مقلدین کا ہے کہ بے سمجھی بوجھے ایسی بے تقلید پر سر پیٹتے ہیں اتباع جسکا حکم اونکو اللہ تعالی او

رسول نے دیا ہے پسند نہیں کرتے خود تو جاہل ہیں علما کی کتاب و سنت کے بیفائدہ اور سمجھتے ہیں حنیف وہ ہے جو ہر طرف

سے یکسو ہو کر طرف ایمان کے آیا ہو جیسے ابراہیم علیہ السلام تھے یہ آیت اسطرح کی ہے جیسے سورہ بقرہ میں فرمایا

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا الآیۃ پھر فرمایا بڑے حقدار ساتھ ابراہیم کے وہی لوگ تھے جنہوں نے

انکا اتباع کیا یا یہ نبی اور جو اوس پر ایمان لائے ہیں خواہ مہاجرین یا انصار یا اونکے اتباع تا قیامت ابن مسعود نے

مرفوعا کہا ہے کہ ہر نبی کے لیے کچھ دوست انبیاء میں سے ہوتے ہیں وہ دوست میرے باپ اور خلیل میرے رب کے ابراہیم ہیں پھر یہ آیت پڑہی

رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبَزَّارُ فِي فتح البیان غلط ہے زجاج نے کہا یہ آیت ایک بڑی دلیل

حجت ہے اہل کتاب پر کہ نزول توریت وانجیل کا بعد ابراہیم کے ہوا ہے او نمیں کہیں ایک دین کا نام منجملہ ان

ادیان کے نہیں آیا ہے اسلام کا نام تو ہر کتاب میں موجود ہے مگر اس قول میں نظر ہے اسلیے کہ انجیل بابت توریت

کسی کے ہوئی ہے اور اوس میں ذکر شریعت کا آیا ہے وہ حجت نہیں ہو سکتی اسیطرح زبور میں بہت جگہ ذکر شریعت موسی کا

آیا ہے اوسکے اوائل میں ساتھ عیسی کے بہر توریت میں ذکر بہت شرائع متقدمہ کا ہوا ہے ہر عارف ان کتب

کا اس بات کو بخوبی جانتا ہے اس میں اختلاف ہے کہ درمیان ابراہیم و موسی کے کتنی مدت گذری ہے پھر موسی و عیسی

کے بیچ میں کتنا زمانہ ہوا قرطبی نے کہا ابراہیم سے موسی تک ہزار برس گذرے تھے عیسی تک دو ہزار کہتے ہیں یہی

اسیطرح ہے بعض نے کہا موسی پانسو پچہتر برس بعد ابراہیم کے پیغمبر ہوئے علیہ السلام موسی سے ایکہزار چھ سو بیس

برس بعد آئے کسی نے کہا پانسو پینسٹھ برس بعد ابراہیم کے موسی ہوئے ایکہزار نو سو بیس برس کے بعد موسی سے عیسی

آئے اسیطرح جانے کتنی مدت ہوئی کیونکہ قرآن میں فرمایا ہے وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ آیت

یا میں دلیل ہے اس بات پر کہ جدال باطل ممنوع ہے بلکہ حدیث میں تو جدال حق کے ترک کرنے پر بھی ترغیب آئی

فرمایا جس نے چھوڑا جھگڑا اور وہ حق ہو تو میں اسکا ضامن ہوں اللہ پر ایک گہر کا وسط جنت میں ان سے جدال حسن کو بانی

فرمایا ہے وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ دوسرا کہا وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ معلوم ہوا کہ جائز

جدال کو انہین اہل سے قصر کرے جنہین حسد سے خصلت زیادہ ہو اور ان سے کلام اس طرح کرے کہ بغیر شتم و فحش کے
منع نہین جو طریقہ جدال کا جاری ہو وہ مخاصمہ نہین ہے بلکہ شاتمہ و مفاحشہ ہو گیا ہے جدال اچھین حرام ہین یا
جدال حقیقت اظہار انصاف رجال ہین ان نظرہ و مجادلہ کا طریقہ احسن ہی ہے جو قرآن و حدیث مین طرف کے
اللہ رسول کے برتا گیا ہے جس کی اوس طریقہ سے تجاوز کیا اپنا غالب و دوسرے کا مغلوب ہونا چاہا وہ گمراہ ہے ابراہیم کو جو
حنیف فرمایا ہو سو اس لیے کہ وہ سارے ادیان باطلہ سے الگ ہو کر طرف ایک راہ مستقیم اسلام کے آگئے تھے بعضون نے کہا حنیف
وہ ہے جو حج حرم کا ختنہ کرے   قربانی کرے نماز مین قبلہ ہو یہ دین سارے ادیان مین احسن ہے اہل علم نے کہا اللہ نے
کہا اللہ نے اس آیت میں ان کی حجت نکمی بنا دی انکو ان کے دعوی میں جھوٹا کر دیا کہہ دیا کہ ابراہیم مشرک نہ تھے جس طرح
تم مشرک ہو مسیح و عزیر کو خدا بتاتے ہو حسن نے کہا ہر مومن ولی ہے ابراہیم کا گذر گیا ہو یا آویگا حضرت کو ابراہیم سے زیادہ نسبت
تھین ایک یہ کہ آپ انکی نسل و ذریت و اولاد مین تھے دوسری یہ کہ آپ کا دین موافق انکے دین کے آیا واللہ اعلم ودّت

طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ
بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ ۝ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝
وَقَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝
وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا لِمَن تَبِعَ دِينَكُمْ قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَى اللَّهِ أَن يُؤْتَىٰ أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوتِيتُمْ أَوْ يُحَاجُّوكُمْ
عِندَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ

ع

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ آرزو رکھی بعض کتاب والون نے کسی طرح تمکو راہ سے بہلا دین نہین راہ بہلاتے مگر آپ کو اور وہ نہین
بوجھتے اے کتاب والو کیون منکر ہوتے ہو اللہ کے کلام سے اور تم قائل ہو اے کتاب والو کیون ملاتے ہو صحیح مین غلط اور چھپاتے
ہو سچی بات جانکر کہا ایک لوگون نے اہل کتاب سے کہ مان لو جو کچھ اترا مسلمانون پر دن چڑہے اور منکر ہو جاؤ آخر دن
شاید وہ پھر جاوین اور یقین نکرو مگر اوسی کا جو چلے تمہارے دین پر تو کہہ ہدایت وہی ہے جو اللہ ہدایت کرے اسلیے
کہ کسی کو ملا جیسا کچھ تمکو ملا تھا یا معاذ کیا تم سے تمہارے رب کے آگے تو کہہ بڑائی اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جسکو چاہے اللہ
گنجایش والا خبردار خاص کرتا ہے اپنی مہربانی جسپر چاہے اللہ کا فضل بڑا ہے موضح قرآن مین ہے یعنے توریت
کے قائل ہو پھر اوسی کے خلاف کہتے ہو توریت کے بعضے حکم تو مورتوں ہی کر ڈالے تھے غرض کیلیے اور بعضی آیتون کے معنے
پھیر ڈالے تھے اور بعضی چیز چھپا رکھی تھی کسی کو خبر نکرتے تھے جیسے بیان پیغمبر آخر زمان کا بعض یہود نے آپسمین
ٹھہرائی کہ تم صبح کو جا کر ظاہر مین مسلمان ہو جاؤ شام کو پھر جاؤ تو شاید مسلمان بھی پھر جاوین کہ یہ لوگ منصف تھے کیا دیکھا

دیتے ہیں جو آخر دن میں پھر کافر ہو جاتے ہیں یعنی صبح کو ایمان لائے شام کو پھر گئے اور آپس میں کہا کہ دل سے تصدیق نہ کرو مگر اپنے
دین والوں کی بات کا کسی دل میں پیچ ہو اسلام ۔ آپ نے مسلمانوں سے ارشاد فرمایا کہ ہدایت وہی ہے
جو اللہ کی ہدایت ہے تمہارے فریب کرنے سے کوئی گمراہ نہ ہوگا مگر تم حسد کرتے ہو کہ انکے نبوت و بزرگی بنی اسرائیل میں تھی اب
اوروں کو کیوں ہوئی یا دین کی مددگاری میں ہمارے مقابل اور کوئی کیوں ہوا سو یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہا دیا
کسی کا حق نہیں ف ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خبر دی ہے یہود کی مومنین پر کہ وہ انکا گمراہ
کرنا چاہتے ہیں سو وبال اس حسد بغی کا انہیں پر پڑیگا گو انہیں نہیں شعور اور انہیں کے گلے کا ہار ہوگا پہر
انکار پر فرمایا کہ تم جان بوجھکر اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو صفت حضرت کو کیوں چھپاتے ہو
جانے کہا یہود صبح کی نماز ہمراہ حضرت کے پڑھتے پچھلے دن کافر ہو جاتے یہ انکا مکر تھا کہ لوگ انکا حال دیکھکر
کہیں کہ کچھ تو بات ہے جو وہ ایمان لاکر پھر گئے ابن جریر نے کہا گروہ یہود نے کہا جب تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے ملو تو اول روز کہیو کہ ہم ایمان لائے اور آخر روز میں اپنی نماز پڑھو شاید وہ کہیں کہ اہل کتاب ہم سے زیادہ جانتے ہیں
کہا تم کیا
میں یہی قول ہے ... سدی و ابو مالک کہتے ہیں یہی کہتے تھے کہ تم اپنا بھید کسی پر نہ کھولو اپنے ہم مذہب کے سوا دوسروں پر ظاہر
نہ کرو کہ وہ ایمان لاکر الٹی حجت تم پر قائم کریں اللہ نے کہا ہادی اللہ ہے جو آیات بینات دلائل قاطعہ صحیح واضحات
اوس نے اپنے بندے و رسول پر اوتارے ہیں انکی طرف اہل مومنین کے پورا ایمان لاتے ہیں تم نے یہود اگر صفت پیغمبر آخر
زمان کو چھپایا تو کیا ہوا اہل کتاب یہی کہتے ہیں کہ تم اپنا علم مسلمانوں کو نہ بتاؤ کہیں وہ اوسکو سیکھکر تمہاری برابری
نہ کریں یا تم سے ممتاز نہ ہو جاویں یا سامنے اللہ کے تم پر حجت قائم نہ کریں اللہ نے کہا فضل اسکے ہاتھ میں ہے سارے
امور پر تصرف اوسی کا ہے جسکو چاہے علم و فضل بخشے کیونکر معطی و مانع وہ ہے تم نہیں ہو تم اپنا علم اونکو نہ بتاؤ گے
تو کیا ہوگا اللہ انکو بتا دیگا وہ جسکو چاہے گمراہ کرے بصر و بصیرت کو اندہا بنادے دل پر مہر لگادے آنکھ پر پردہ ڈالدے
حجت تامہ حکمت بالغہ اوسی کے لیے ہے تیرے مسلمانوں سے کیسی مہربانی ہے کہ انکو ایسا پیغمبر دیا جو سب انبیاء سے
اشرف ہے انکو وہ شریعت دی جو سارے شرائع سے کامل ہے ف فتح البیان میں ہے کہ مراد طائفہ اہل کتاب سے اس جگہ یہود
بنی النضیر ہیں یا بنی قریظہ و بنی قینقاع وہ ایک جماعت مسلمین کو طرف اپنے دین کے بلاتے تھے ۔ یہ سارے اہل کتاب سے مراد
یہی ہے حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں یہ آیت سورہ آل عمران میں جن میں ذکر اہل کتاب کا آیا ہے مراد اون سے
نصاریٰ ہیں مگر ... اسلیے کہ ... بہت جگہ خطاب یہود کو ہے ... اس آیت سے ... آیات اللہ
مراد دلائل نبوت حضرت کی ہیں جو انکی کتابوں میں انبیاء سے منقول ہیں ... آیات ... [illegible] ... کو

سے حق پر ہونا مطلب ہے کہ تحریف کرتے ہیں یا یہود نے لفظ نبیت کو بنایا ہے تاکہ ہم احکام جو تمہارے واسطے
پہلے میں اسلام کے کامل دین حق جان نہیں سکے، رہبار، واشراف اہل کتاب نے سفلوں سے یہ بات کہی کہ تم جسکو دین اسلام کو کافر
سمجھتے تک مسلمانوں کے دلوں میں شک پڑ کر متزلزل ہو جاوین یہ معلوم ہوا نہیں کہ اکثر مسلمانوں کے دل کو وہ قوی تعلیم دیا ہے
کر دشمنوں کی ہماری سی سرکشی بھی جنبش نہیں کر سکتے ہیں عبد اللہ بن صیف عدی بن زید حارث بن عوف نے یہ
معاملہ کیا تھا اسپر یہ آیت اتری ایک جماعت سلف سے یون ہی مروی ہے اہل علم نے کہا ہے کہ یہ آیت اس صورت
میں ہی مشکل آیت ہے امام مسعودی نے کہا یہ آیت مشکلات قرآن سے ہے تفسیر اور اعراب میں اقوال اہل تفسیر مختلف کئے ہیں
کوئی قول ایسا نہ پایا جو اول آیت سے آخر آیت تک مربوط ہو بیان معنی صحت نظم کو ظاہر کرے سلیمان رحمہ اللہ نے
اقوال ذکر کر کے ذکر کیا ہے کہ مقصد اسلام ہے یا قرآن یا نبوت یا یہ سب میں بہرحال آیت دلیل ہے اس بات پر
کہ نبوت بغیر اختصاص تفضل کے نہیں ملتی ہے یہ بات نہیں کہ کسی استحقاق سے ہاتھ آجاوے یا کسب سے ‹ وَمِنْ اَهْلِ

الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ

قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۔

بَلٰي مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۔ بعضے اہل کتاب میں وہ ہیں کہ اگر تو انکے پاس امانت رکھے
ڈھیر مال ادا کریں تجھکو اور بعضے ان میں وہ ہیں کہ اگر تو انکے پاس امانت رکھے ایک اشرفی ادا نہ کریں تجھکو مگر جبتک کہ رہے
تو انکے سر پر کھڑا یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہہ رکھا ہے کہ نہیں ہم پر جاہلوں کے حق کا گناہ جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر جانکر
ہاں جو کوئی پورا کرے اپنا اقرار اور پرہیزگار رہے ۔ تو اللہ چاہتا ہے پرہیزگار کو یعنی اللہ نے مسلمانوں کو
سنا یا کہ ان کی یہ نیت ہے کہ پرایا حق رہا لینگے یہ مسئلہ بنا لیا کہ ہمکو غیر دین والوں کی امانت میں خیانت
کرنی روا ہے انکی بات دین کے مقدمہ میں کیا سند ہو سکیگی ہمارے یہاں بھی کافر حربی کا مال دغا سے لینا روا ہے لیکن
امانت میں خیانت کرنا روا نہیں ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ نے اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ یہود خائن ہیں
مسلمانوں کو ڈرایا ہے کہ تم انکے دھوکے میں نہ آنا انمیں بعضے طرح کے آدمی ہوتے ہیں ایک ہیں کہ اگر ایک خزانہ انکے حوالے میں دیا جاوے
تو دیں ایک وہ ہیں کہ ایک دینار مشکل سے ادا کریں بدون مطالبہ ملازمت الحاح کے اسیطرح وہ ملنت انکے ہاتھ سے
جا پڑنا اور قنطار کے معنی سورۃ البقرہ میں گذر چکے ہیں دینار معروف ہے مالک بن دینار رح کہا دینار اسلیے کہتے ہیں کہ دین نار ہے
مطلب یہ ٹھیرا جس نے حق سے لیا تو وہ دین ہے اور اگر ناحق سے تو پھر وہ دوزخ کی آگ ہے کسی نے کہا دینا سے آخر ناچاہیے ہم کا
آخر تم پر ہے انکا مالک دینار عیسی سعدی نے عراق میں بستی بنام زبدہ مالک دینار نے کہا میں انکو چالیس برس تک چھوڑ دی

بس اُتم جالیس برس مین جہو کو کسی گم ہونہ لیا سمجھا ہو ابن کثیر نے کتاب الکفالۃ مین یہی حدیث طویل ابی ہریرہ کی
مرفوعا نقل کیا ہو اُس مین تھا ایک مرد بنی اسرائیل کا آیا ہو کہ اُسنے ایک مرد سے ہزار دینار قرض لیے تھے
قرضدار کو جب کوئی مرکب نہ ملا کہ وہ قرض لیجاتا تو ایک لکڑی کو کھوکر اُسکے اندر ہزار دینار رکھکر دریا مین
ڈالدیا ایک خط لکھکر رکھدیا وہ لکڑی قرضخواہ کے ہاتھ لگی اُس نے اپنا قرض پالیا اس حدیث کو بخاری نے کئی جگہ تعلیقا
بصیغہ جزم روایت کیا ہو بعض جگہ مسند بھی کر دیا ہے رَوَاهُ اَحْمَدُ مُطَوَّلًا وَالْبَزَّارُ اور اس مناسبت کرنے
نے اس حدیث کو سمجھ لیا ہو اس مین انجام امانتداری و توکل علی اللہ کا مذکور ہو کہ ایک ایسے مین لوگ بھی ہین
جنہون نے اُسکی گواہی و کفالت پر قرضدیا قرضدار نے بہی حق امانت ادا کر دیا ایک وہ لوگ ہین جو لوگون کا مال امانت
لیکر کھاجاتے ہین اہل کتاب کہتے تہے ہم کو کھالینا اموال عرب کا درست ہے [illegible] مگر جو کسی کا مال
بہی ناحق دبالینا جائز نہین ہو عرب ہون یا عجم ایک دن [illegible] سے پوچھا کہ ہم لڑائی مین مرغی بکری اہل ذمہ کی لیتے
ہین اس کا کیا حکم ہے کہا تم کیا کہتے ہو کہا ہم کہتے ہین اس کے لینے کا کچھ ڈر نہین کہا یہ تو وہی اہل کتاب کی سی
بات ہوئی لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیِّیْنَ سَبِیْلٌ جب اہل ذمہ نے جزیہ ادا کر دیا اب لینا اونکا مال کا بدون اُنکی خوشی
کے صحیح حلال نہیں ہے یہ حدیث [illegible] سعید بن جبیر
کہتے ہین جب اہل کتاب نے یہ بات کہی تو حضرت نے فرمایا جھوٹے ہین یہ دشمن خدا جاہلیت کی کوئی بات نہین ہے مگر وہ میرے
پیر تلے ہے مگر امانت کہ وہ ادا کیجاتی ہے ہر نیک و بد کو [illegible] نے فرمایا [illegible]
تم مین اپنا عہد پورا کریگا اور ڈریگا اللہ اسکو دوست رکھیگا مراد عہد سے ایمان لانا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر جب مبعوث ہون کیونکہ سارے انبیاء و امم سے اس بات کا عہد پہلے لیا گیا تھا فتح البیان مین ہے کہ اللہ
نے جب حال خیانت اہل کتاب دین مین بیان کر دیا تو اب اس آیت مین حال اُن کی خیانت کا مال مین بیان فرمایا دنیا رکھنے
معتبر ہو [illegible] سب سے بہتر ہو [illegible] ایک بہی
بہت بڑی امانت کو ادا کرسکتے ہین پر تھوڑی امانت کو کیونکر ادا نکرینگے اور ایک ہین جو تھوڑی امانت کو بہی ادا نہین کر سکتے وہ بڑی
امانت کو کیا ادا کرینگے [illegible] الاولیٰ [illegible]
کرینگا [illegible] ہماری کتاب مین لکھا ہو [illegible]
کیونکر [illegible] اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ
ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

یعنی جو لوگ غرض کرتے ہیں اللہ کا اقرار یا اپنی قسمون پر تھوڑا سا مول انکو کچھ حصہ نہیں نعمت میں اور نہ بات کریگا ان سے اللہ
نہ نظر کریگا انکی طرف قیامت کے دن نہ ستھرا کریگا انکو اور انکے لیے ہی دکھ کی مار۔ یہ صفت یہود میں تھی کہ لکھا اقرار اللہ کا
تہا اور قسمیں جو تھیں کہ پھرینگے نہ محمد کا رستہ سو پیرو دنیا کی غرض کے لیے وہ پھر گئے جو کوئی جھوٹی قسم کہاوے دنیا کے لیے اسکا یہی حال
ہے ف اہل کتاب نے اللہ سے عہد کیا تہا کہ ہم اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کرینگے اور انکی صفت مرد لوگون سے بیان کرینگے
انکے پر جھوٹی واہیات ہی قسم کہالی ہی دنیائے فانی رذیل کے پیچھے تھوڑے دامون پر عہد توڑ بیٹھے اللہ نے کہا اب تمہارا
کچھ حصہ آخرت میں نہ رہا تم لائق بات کرنے اور دیکھنے کے نہیں ہو تم اون گناہون سے کسطرح پاک نہ ہوگے جہنم کا ایندھن
ہوگے ابن کثیر نے کہا کچھ حدیثین متعلق اس آیت کے آئی ہیں ہم انکو ذکر کرتے ہیں ابوذر نے کہا حضرت نے فرمایا ہی تین آدمی
ہیں جن سے اللہ نہ بات کریگا نہ انکیطرف دیکھیگا نہ انکو پاک کریگا انکے لیے ہے عذاب الیم میں نے کہا اے رسول خدا وہ تو برباد
و تباہ ہوگئے [illegible] بار بار ... پہر فرمایا ٹخنے نیچے ازار لٹکانے والا اور اپنا مال جھوٹی قسم کہا کے بیچنے والا اور احسان رکھنے والا
رواہ احمد و مسلم و اہل السنن دوسرا لفظ یہ ہے کہ وہ تین آدمی جنکو خدا دشمن رکھتا ہی یہ ہیں تاجر بائع حلاف فقیر مختال
بخیل منان رواہ احمد حدیث سے عدی بن عمیر کندی نے کہا ایک مرد کندی جسکو امرؤ القیس بن عابس کہتے
تھے ایک حضرمی سے بابت زمین کے سامنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جھگڑا کیا حضرت نے حضرمی سے کہا گواہ لاؤ
اوسکو پاس گواہ نہ تہا امرؤ القیس کے کہا قسم کہا حضرمی نے کہا اے رسول خدا آپنے اوسسے قسم لی قسم ہے رب کعبہ کی کہ میری
زمین گئی حضرت نے فرمایا جسنے جھوٹی قسم کہائی کہ کسیکا مال لے لے تو جب اللہ سے ملیگا اللہ اوس پر سخت غضبناک
ہوگا پہر آیت پڑہی اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ الآیۃ امرؤ القیس نے کہا بہلا جو کوئی جھوٹی قسم کہانا چھوڑ دے اوسکو کیا ملیگا
فرمایا جنت کہا آپ گواہ رہیں کہ میں نے اوسکو ترک کر دیا واسطے جنت کے رواہ احمد والنسائی۔ اسطرح کی کچھ حدیثین
ابن کثیر نے لکھی ہیں ایک آدمی نے بازار میں قسم کہا کے سودا بیچا تہا اوسپر یہ آیت اوتری رواہ البخاری صحاح وغیرہ میں
سوگند دروغ پر سخت وعیدیں آئی ہیں وہ احادیث گویا آیت باب کی تفسیر ہیں وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ
لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ
وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور ان میں ایک فرقہ ہے کہ زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں کتاب کہ تم جانو وہ کتاب میں ہے اور وہ نہیں کتاب میں
کہتے ہیں وہ اللہ کا کہا ہے اور وہ نہیں اللہ کا کہا اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں جانکر یعنی ان پڑھوں کو دغا دیتے ہیں اپنی
عبارت بنا کر قرآن کی طرح پڑھنے لگے کہ اللہ نے یوں فرمایا ہے ف ابن کثیر کہتے ہیں اللہ نے اس آیت میں
خبر دی ہے کہ یہود میں ایک گروہ تحریف کرتا ہے کلمات کو ان کی جگہ سے اور بدلتا ہے اللہ تعالی کی باتون کو

اوسکی مراد ہو تاکہ جاہل لوگ اوسکو اللہ کی کتاب کی بات سمجھیں اللہ کیطرف منسوب جانیں یا اللہ کے کہا ہوا وہ دیدہ و دانستہ اللہ
دروغ بندی کرتے ہیں مجاہد شعبی حسن قتادہ ربیع نے کہا مراد زبان مروڑنے سے تحریف کرنا ہے اسی کو بخاری نے ابن
عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ تحریف و ازالہ مراد کرتے ہیں خلق اللہ میں کسی کا مقدور نہیں ہے کہ وہ کوئی لفظ کسی کتاب
خدا کا بدل ڈالے لیکن وہ اُسکے معنے اور طرح پر بتاتے تھے وہب بن منبہ نے کہا توریت و انجیل اُسی طرح پر ہیں جیسے خدا نے
اوتاری تھیں ایک حرف اُنکا بدلا نہیں گیا ہاں وہ بسبب تحریف و تاویل کے گمراہ ہو گئے کچھ کتابیں اپنے ہاتھ سے گڑھ کر
اپنی جی سے بناتے تھے پھر کہتے یہ کتاب ہے اللہ کیطرف سے حالانکہ وہ اللہ کیطرف سے نہیں ہوتی تھی صرف انکی گڑھنت تھی
کیونکہ اللہ کی کتابیں محفوظ ہیں بدل نہیں سکتیں رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِم ابن کثیر نے کہا مراد وہب کی اگر وہ کتابیں ہیں جو
انکے ہاتھ میں ہیں تو کچھ شک نہیں کہ اون میں تبدیل و تحریف زیادت و نقص موجود ہے یہی تعریب اون مشاہد کی عربی زبان
میں سو اس میں بہت بہول چوک کمی بیشی وہم فاحش موجود ہے بلکہ اکثر بلکہ سب میں سوء فہم ہے معنی فاسد ہے اور اگر مراد اُس سے
اللہ کی کتابیں ہیں جو اُسکے پاس سے آئی تھیں تو وہ کتابیں بے شبہ محفوظ ہیں اون میں کوئی شے داخل نہیں ہوئی
انتہے میں کہتا ہوں مسئلہ تحریف میں دو قول ہیں ایک یہ کہ تحریف لفظی ہوئی دوسرے یہ کہ معنوی ہوئی ہر طرف ایک گروہ
گیا ہے محققین نے یہ کہا ہے بلکہ دونو طرح کی تحریف ہوئی ہے لفظی بھی معنوی بھی دونو کا محفوظ رہنا خاصہ قرآن کریم کا ہے اور کتابوں
کے الفاظ و معانی کچھ معجزہ نہ تھے کہ اون میں تحریف لفظی نہ ہو سکتی یہ ذمہ تو اللہ نے خاص قرآن پاک کے لیے کیا ہے اِنَّا
نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ظاہر قرآن تو مقتضی تحریف لفظی ہے اور جسقدر نسخے توریت انجیل کے ملتے ہیں
ایک دوسرے سے میل نہیں کہاتے اگر تحریف لفظی نہیں ہوئی ہے تو فرق الفاظ تفاوت عبارات کا کیا سبب ہے
تناقض مضامین تعارض مقاصد علیحدہ۔ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں بہت کچھ تحریف
کیا ہے دنیا کمانے کے لیے کسی لفظ کو نکالکر کوئی اور لفظ اوس جگہ رکھدیا خواہ چھپکے یا نہ چھپکے کسی جگہ لفظ کے
اور طرح پر لکھدیے تا کہ بد دین لوگ ہر مذہب ملت کے ایسا ہی کیا کرتے ہیں قرآن کریم باوجودیکہ اعلی مرتبہ
حفظ و صون میں واقع ہے اہل بدعت وغیرہ اہل رائے ہمیشہ اوسکے معنے بدلکر آیت کو اپنے مذہب باطل و شبہ
فاسد مدعا کا مسند ٹہکانا چاہا کرتے ہیں گو وہ اون کا سا منہ علماء کتاب و سنت کے بوجہ حفاظت الٰہی تائید
سنت رسالت مآب کی نہیں چلتا وقت مناظرے کے اونکے منہ کی کہاتے ہیں ایک قول ابن عباس کا یہ بھی ہے
کہ آیت باب جعمین یہود و نصاری کے اوتری ہے اونہوں نے توریت و انجیل کو محرف کیا جو بات اللہ کی
کتاب میں نہ تھی وہ اُس میں ملادی مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ

مسلمان ہین نہی وہ اس مین مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي

مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ

وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ کسی بشر کا کام نہین کہ دیوی ہکو اللہ کتاب اور حکم اور پیغمبری

پہر وہ کہے لوگون کو کہ تم میرے بندے ہوجاؤ اللہ کو چہوڑ کر لیکن تم ربی ہوجاؤ جیسے تہے تم کتاب سکہاتے اور جیسے تہے تم پڑہتے

نہ یہ کہے تمکو کہ ٹہیراؤ تم فرشتون اور نبیون کو رب کیا سکہاویگا تمکو کفر بعد اسکے کہ تم مسلمان ہوچکو **ف** یہود و مسلما

سے کہتے تہے کہ تمہارا نبی ہمکو کہتا ہے کہ بندگی کرو اللہ کی ہم تو آگے سے اسی کی بندگی کرتے ہین مگر وہ چاہتا ہے کہ میری

بندگی کرو سو اللہ نے فرمایا کہ جسکو اللہ نبی کرے اور وہ لوگون کو کفر سے نکالکر مسلمانی مین لاوے پہر وہ کیونکر انکو کفر سکہاویگا مگر

تمکو کہتا ہے کہ تم مین جاگے دینداری تمہی کتاب کا پڑہنا اور سکہلانا وہ نہین رہی اب میری صحبت مین ہی کمال حاصل کرو

انتہی ابن عباس رض نے کہا جب احبار یہود و نصاری اہل نجران پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمع ہوئے اور حضرت نے

انکو کہا مسلمان ہوجاؤ تو ابو رافع قرظی نے کہا اے محمد کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمکو پوجین جس طرح نصاری عیسی بن مریم

کو پوجتے ہین ایک نجرانی نصرانی جسکو رئیس کہتے تہے بولا کیا تمہارا یہی مطلب ہے اسیطرف تم ہمکو بلاتے ہو حضرت نے فرمایا

معاذ اللہ کہ ہم غیر اللہ کو پوجین یا عبادت غیر اللہ کا کسی کو حکم کرین اللہ نے مجہکو اس لیے نہین بہیجا ہے نہ اس بات کا مجہے حکم

دیا ہے اسپر یہ آیت اتری روی محمد بن اسحاق جب کسی نبی و مرسل کو یہ بات زیبا نہین ہے تو پہر آحاد ناس کو تو

بطریق اولی و احری لائق نہین ہوسکتی اسی سبب سے حسن بصری رح نے کہا ہے کسی مومن کو لائق نہین کہ وہ لوگون کو اپنی عبادت

کا حکم کرے اہل کتاب اپنے احبار و رہبان کو پوجتے تہے کما قال تعالی اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ

سنن ترمذی مین آیا ہے کہ عدی بن حاتم نے کہا اے رسول خدا انہون نے تو انکو نہین پوجا فرمایا ہان انکے علما و فقرا

نے جو کچہ انکے لیے حلال و حرام کر دیا تہا انہون نے سکہان لیا یہی انکی عبادت تہی ابن کثیر کہتے ہین احبار و رہبان

و مشائخ جہلہ ضلال اس ذم و توبیخ مین داخل ہین بخلاف رسل و اتباع رسل کے جو کہ علماء عاملین ہین کہ وہ اسی بات کا

حکم کرتے ہین جسکا حکم اللہ نے انکو کیا ہے یا جو رسل کرام سے انکو پہونچا ہے اسی چیز سے منع کرتے ہین جس سے اللہ

و رسل نے منع فرمایا ہے سارے رسل اللہ کے سفیر ہین درمیان خالق و مخلوق کے رسالت کے حمال امانت کی تبلیغ مین جیسا

چاہیے پہنچا دیا علیہم نصح خلق تبلیغ حق مین کیا انتہی حدیث عدی بن حاتم نص قاطع ہے اس بات پر کہ اتباع رائے اہل علم

عبادت ہے جس شخص کا اتباع ہوگا تو وہ علماء و فقرا انکے معبود ٹہیرینگے دلیل ہے اس بات پر کہ تقلید جاہل تو شرک ہے

اصل مسلک پاس سے اہل کتاب کے آتی ہے مسلمون کا کہنا تو یہ ہے کہ تم ربانی بنو ابن عباس و ابو رزین وغیرہما نے کہا ہے یا یعنی

معنی مین حکما علما حلما۔ حسن وغیرہ نے کہا فقہا یعنی عارف کتاب وسنت یہی قول ہے سعید بن جبیر وقتادہ وعطاء
خراسانی وعطیہ عوفی وربیع کا۔ عمدہ قول حسن کا یہ ہے کہ مراد اہل عبادت واہل تقوی ہین ضحاک نے وَمَا كُنتُمْ تَعْلَمُونَ
الْكِتَابَ کے یہ معنی کہے ہین کہ جسنے قرآن سیکھا ہو اسپر حق ہے کہ فقیہ ہو تُعَلِّمُونَ کے معنے ہین تَفْهَمُونَ بعض نے تُعَلِّمُونَ
بتشدید تعلیم سے بھی پڑھا ہے تَدْرُسُونَ سے حفظ الفاظ کا مراد لیا ہے پھر یہ فرمایا کہ نہیں حکم کرتا ہے تمکو کوئی بشر کسی کی
عبادت کا سوا اللہ کے خواہ وہ ماسوا نبی مرسل ہو یا ملک مقرب کیا حکم کرے گا تمکو بعد اسلام کے کفر کا یعنے ایسا کام
نبی نہیں کرتا ہے جو طرف عبادت غیر اللہ کے بلاتا ہے سو جس نے ایسا کیا وہی داعی الی الکفر ہے انبیا تو حکم ایمان لانیکا کرتے ہیں
ایمان یہ ہے کہ سوا اللہ کو پوجے کما قال تعالے وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ
وقال تعالے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ الآیۃ وقال وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا
مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ پھر دشمن کا حال ہے یون خبر دی وَمَن
يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ فتح البیان مین کہا ہے کہ مراد
لفظ بشر سے اجگہ ساری بنی آدم ہین یعنی کسی ایک آدمی کا بھی یہ رتبہ نہیں ہے کہ وہ بعد حصول کتاب وحکم ونبوت کے دعوی
الٰہی خدائی کا کرے حکم سے مراد فہم وعلم ہے یا امضائے حکم طرف سے اللہ کے پہلا قول اولی ہے اسمین اشارہ ہے طرف اس بات
کے کہ نصاری نے عیسی علیہ السلام پر وہ افترا کیا جو کسی طرح صحیح نہیں ہے نہ لائق انکے کہنے کے ہے ہان انسے یہ بات کہہ
سکتا ہے کہ تم اللہ والے بنو ربانی اس شخص کو کہتے ہین جو مربی ہو لوگون کا پہلے علم صغیر سکھلاوے پھر علم کبیر بتلاوے
گویا کام کو سہل وآسان کر دیتا ہے مقتدی ... پھر خبر دے کہ مراد ربانیین سے ارباب علم ہین ربانی وہ ہے جو عالم
ہو ... دین کی سمت مین ... ربانیین کہتے ہین تعلیم علم کو کسی نے کہا ربانی وہ ہے جو عالم باعمل ہو بعض نے
کہا وہ ہے جو عالم حلال وحرام عارف امر ونہی ہو کسی نے کہا وہ ہے جو جامع ہو درمیان علم وبصیرت وسیاست کے جب ابن عباس
کا انتقال ہوا محمد بن حنفیہ نے کہا آج اس امت کا ربانی مر گیا بعض نے کہا مراد ولات امر وعلما ہین ابو عبیدہ کہتے ہین
یہ کلمہ عبرانی ہے یا سریانی مین کہتا ہون کچھ بھی ہو مراد اس سے علما زہد پرست فضلائے دیندار ہین ع حدیث
... جو سریانی ہے یہ عبرانی کسی نے کہا تشدید تعلمون ابلغ ہے اسلیے کہ کبھی عالم غیر معلم ہوتا ہے تشدید سے تعلم وتعلیم
ثابت ہوتے ہین بعض کے علم پر دال ہو تدرسون بھی اسی کا مؤید ہے اس آیت مین علم باعث ہوا واسطے ملازمت کے
اور علم عمل ہی تعلیم وغرض ہے ... تکو معلوم ہوا کہ علم وتعلیم ودرس آدمی کو ربانی بنا دیتی ہے
پھر جسنے اشتغال علم اس مقصد کیلیے نہ کیا اسکا عمل ضائع ہوا اسکی سعی برباد گئی بھلا کہین بعد اسلام کے

ببلا کہیں بعد اسلام کے کوئی حکم کفر کا بھی دے سکتا ہے کہتے ہیں کسی شخص نے حضرت سے اذن چاہا تہا کہ آپکو سجدہ کرے لیکن دیگر
آیت اوتری معلوم ہوا کہ سجدہ کرنا غیر اللہ کو پیغمبر ہو یا بادشاہ فقیر ہو یا قبر سورج ہو یا چاند آگ ہو یا پانی درخت ہو یا
لکڑی یا اور کچھ کفر ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ
مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا
وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ جب لیا اللہ نے اقرار نبیوں کا کہ جو کچھ
مینے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اوسپر تم ایمان
لاوگے اور اوسکی مدد کروگے فرمایا کہ تمنے اقرار کیا اور اس شرط پر لیا میرا ذمہ بولے ہمنے اقرار کیا فرمایا تو اب شاہد رہو اور میں
بہی تمہارے ساتھ شاہد ہوں پہر جو کوئی پہر جاوے اسکے بعد تو وہی لوگ ہیں بے حکم ف اللہ نے اسجگہ یہ خبر دی ہے
کہ ہمنے ہر نبی سے جو آدم سے لیکر عیسیٰ تک آیا ہے یہ عہد لیا تہا کہ جسکسی کو ہم کتاب و حکمت دیکر بہیجیں تو پچہلا
رسول اوس پہلے رسول کی مدد کرے اور اسپر ایمان لاوے یہ نہو کہ پچہلے کا علم و نبوت مانع اسکی نصرت کا ٹہیرے انہوں نے
بہی اسبات پر قول اقرار کیا تہا موضح قرآن کا لفظ یہ ہے کہ اللہ نے نبیوں کے مقدمے میں بنی اسرائیل سے اقرار لیا
تہا انتہی ابن عباس مجاہد ربیع قتادہ سدی کہتے ہیں اصر سے مراد عہد ہے ابن اسحق نے کہا اصر بوجہ ہے عہد کا یعنی میثاق
شدید موکد علی بن ابی طالب و ابن عباس نے کہا اللہ نے کوئی نبی نہیں بہیجا مگر اوس سے یہ اقرار لیا کہ اگر ہم محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کو بہیجیں اور وہ نبی زندہ ہو تو انپر ایمان لاوے انکی مدد کرے اپنی امت سے اس بات کا عہد لیوے کہ اگر وہ امت
تا مبعوث ہونے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ و موجود و باقی ہو تو انپر ایمان لاوے انکا مددگار بنے حسن بصری نے کہا اللہ نے
نبیوں سے یہ اقرار لیا ہے کہ بعض انکے بعض کی تصدیق کریں یہ قول کچہ برخلاف قول علی و ابن عباس کے نہیں ہے بلکہ
اسیکا مستلزم و مقتضی ہے عبداللہ بن ثابت کہتے ہیں عمرؓ پاس حضرت کے آئے کہا میں نے ایک اپنے بہائی یہودی قریظہ
کو حکم دیا تہا کہ وہ میرے لیے کچہ جوامع توریت سے لکہدے سو وہ لکہ لایا ہے میں اوسکو آپ پر عرض کروں حضرت کا چہرہ
متغیر ہو گیا ابن ثابت نے کہا اے عمر تم حضرت کا روئے مبارک نہیں دیکہتے عمر نے کہا رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ
دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا تب حضرت کا غصہ گیا فرمایا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَصْبَحَ فِيْكُمْ مُوْسٰى ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ
اِنَّكُمْ حَظِّيْ مِنَ الْاُمَمِ وَاَنَا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ رواہ احمد یعنی قسم ہے خدا کی اگر تم میں موسیٰ آویں اور تم انکی پیروی کرو مجہکو چہوڑ
تو بیشک گمراہ ہو جاو تم میرے حصے امتوں میں میں تمہارا حصہ ہوں پیغمبروں میں حدیث جابر میں مرفوعا آیا ہے مت پوچہو
اہل کتاب سے کچہ وہ تم کو کیا خاک ہدایت کرینگے جبکہ خود گمراہ ہو گئے ہیں تم یا تو باطل کی تصدیق کروگے یا سچ کو جہٹلاؤ گے واللہ اگر

کہ اگر موسیٰ درمیان تمہارے زندہ ہوتے تو انکو سوائے اسکے کہ میری پیروی کرین کچھ روا نہ ہوتا بعض احادیث مین یون آیا ہے لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہین قیامت تک ابن کثیر کا لفظ اس جگہ یہ ہے فہو الامام الاعظم الذی لو وجد فی عصر وجد لکان ہو الواجب الطاعۃ المقدم علی الانبیاء کلہم ولہذا کان امامہم لیلۃ الاسراء لما اجتمعوا ببیت المقدس وکذلک ہو الشفیع فی المحشر فی اتیان الرب جل جلالہ لفصل القضاء بین عبادہ وہو المقام المحمود الذی لا یلیق الا لہ والذی یحید عنہ اولو العزم من الانبیاء والمرسلین حتی تنتہی النوبۃ الیہ فیکون ہو المخصوص بہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ حاصل مطلب اس عبارت کا یہ ٹھیرا کہ بڑے امام سارے انبیا مین یہی ہمارے حضرت ہین جس کسی زمانے مین ہوتے واجب الطاعۃ تہے سارے انبیا پر مقدم ٹہیرتے دیکھو جب معراج مین سارے نبی بیت المقدس مین جمع ہوئے تو سب کے امام آپ ہی ہوئے حشر مین شفیع فصل قضا بہی آپ ہی ہونگے جسکو مقام محمود کہتے ہین جہان سارے انبیا اولوالعزم کے چہکے چہوٹ جاوینگے کہڑے ہوکر اذن شفاعت حاصل فرماوینگے یہ مقام آپ ہی کے ساتھہ مخصوص ہے وللہ الحمد فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ نے ہر پہلے نبی سے پچہلے نبی کے لیے عہد ایمان و نصرت کا لیا تہا کہ اگر خود اوس نبی کو پاوے تو اوسپر ایمان لائے یقین کرے اوسکا ناصر ہو ورنہ اپنی امت کو حکم دیجاوے کہ اوسکی مدد کرین اوسپر ایمان لاوین موسیٰ سے میثاق لیا تہا کہ عیسیٰ پر ایمان لا عیسیٰ سے میثاق لیا تہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مومن ہونا ابن مسعود کی قراءت یون ہے واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب یہ دلیل ہے اس بات پر کہ وہ میثاق امت یہود و نصاریٰ سے لیا گیا تہا کسی نے کہا یہ میثاق خاص حضرت کے لیا گیا تہا نہ عموماً بابت سارے انبیا کے علی و ابن عباس و قتادہ و سدی اسی کے قائل ہین بعض نے کہا میثاق مذکور انبیا اور انکی امتون سے لیا گیا تہا اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ رسول سے اس آیت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین جنکا ذکر وحال توریت و انجیل مین آیا ہے بغوی نے کہا یہ میثاق اس وقت ہوا تہا جب کہ آدم علیہ السلام کی ذریت کو انکی پشت سے نکالا تہا رازی نے کہا مراد اس میثاق سے وہ دلائل ہین جو انقیاد الٰہی کو عقول مین واجب کرتے ہین لیکن ظاہر آیت سے وہی پہلا قول ہے بہرحال وہ میثاق مستحکم ہو چکا تہا جو کوئی اوس سے بعد اقرار کے پہر گیا وہ فاسق ہے افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرہا والیہ یرجعون ۝ قل امنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراہیم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ والنبیون من ربہم لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون ۝ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وہو فی الاخرۃ من الخاسرین کیا اب کیا کچھ اور دین ڈہونڈہتے ہین سوا دین اللہ

یعقوب علیہ السلام کی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ و عیسیٰ کو اور سب نبیون کو انکے رب کی طرف سے جدا نہین کرتے ہم ان مین کسی کو
اور ہم اسی کے حکم پر ہین جو کوئی چاہے سوا اسلام کے اور دین سوا اس کے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت مین خراب ہے یعنے
جس عہد کا حکم فرمایا تھا اُس کے سوا اور دین قبول نہین ہے **ف** اس آیت شریف مین رد ہے اُس شخص پر جو سوا دین
خدا کے اور کوئی دین چاہتا ہے وہ دین خدا کا یہی ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک کو پوجین جسکا حکم ساری کائنات مین
و آسمان نے اٹھایا ہے خوشی یا ناخوشی سے کما قال تعالیٰ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وقال تعالیٰ
اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ سو مومن قلب
و قالب دونون سے اللہ کا حکم بردار تابعدار مطیع ہے کافر ناخوشی سے مطیع ہے کیا کرنے تسخیر اسکی تسخیر و قہر و سلطان
عظیم کے ہے عطا بن ابی رباح نے فرمایا کہتے ہین من فی السموت ملائکہ ہین من فی الارض ہر وہ شخص ہے جو اسلام پر پیدا ہوا ہو کرھا
وہ امم ہین جو سلاسل و اغلال مین قید ہو کر طرف جنت کی لانکے جاتے ہین اور وہ جی میں ناخوش ہین رواہ الطبرانی
اس حدیث مین غرابت ہے صحیح مین آیا ہے تعجب کیا تیرے رب نے اُس قوم سے جو کھینچے جاتی ہین طرف بہشت کی
زنجیرون مین لیکن معنی اول کو ابن کثیر نے قوی بتلایا ہے مجاہد نے تفسیر لہ اسلم الخ مین کہا یہ مثل اس آیت کے ہے وَلَئِنْ
سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ابن عباس نے کہا یہ اسلام وقت اخذ میثاق کے تھا اسباط کہتے
ہین اولاد یعقوب علیہ السلام کو وہ بارہ بیٹے تھے پیغمبر قرآن اترا انبیای مذکورین پر صحیفے اترے وحی آئی موسیٰ عیسیٰ
پر توریت و انجیل اتری نبیون کا لفظ عام ہے سارے انبیا کو بالاجمال شامل ہے اس امت کے مومنین ہر نبی مرسل پر کتاب
منزل پر ایمان لائے ہین کسی ایک کا بھی انکار نہین کرتے ہین بلکہ ہر نبی و وحی کو مصدق ہین پھر اللہ نے یہ فرمایا کہ
جو کوئی سوا اس طریق کے جو اللہ نے مشروع کیا ہے کسی اور طریق پر چلیگا تو وہ طریق اوس شخص سے قبول نہ ہوگا
بلکہ آخرت مین ٹوٹے والون مین سے ہوگا جسطرح حدیث صحیح مین آیا ہے مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَّيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ
ابو ہریرہ نے فرمایا کہتے ہین آوینگے اعمال دن قیامت کے نماز کہے گی ای رب مین نماز ہون اللہ پاک فرماویگا بہتر ہے
صدقہ آویگا کہیگا مین صدقہ ہون فرماویگا بہتر روزہ آویگا کہیگا مین روزہ ہون فرماویگا بہتر اسی طرح سارے
عمل آوینگے سب سے یہی فرمائیگا اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ پھر اسلام آویگا کہیگا ای رب سلام تو ہے اور مین اسلام ہون فرماویگا
بہتر ہے آج تجھی سے لین دین کرونگا پھر یہ آیت پڑھی وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا الخ رواہ احمد عبداللہ
بن احمد نے کہا اس کی سند مین عباد بن راشد ثقہ ہے لیکن حسن نے ابو ہریرہ سے یہ حدیث نہین سنا ہے

لعیان کا لفظ یہ ہے کہ اس آیت میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اور انبیاء سابق کی خبر دی ہے کہ انبیا کا ذکر بالخصوص
اسلیے کیا ہے کہ اہل کتاب انکے وجود کی معرفت میں انکی نبوت میں کسی کو خلاف نہیں ہے اسباط سے مراد اس جگہ حفید ہیں
کیونکہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے معنے لغوی مراد نہیں ہیں یعنے نواسے یہود و نصاریٰ بعض انبیاء پر ایمان
لائے بعض کا انکار کیا مسلمان سب پر ایمان لائے و للہ الحمد آیت دلیل ہے اس بات پر کہ دین مقبول نزدیک خدا تعالیٰ کے یہی
دین اسلام ہے اس کے سوا جو دین ہو وہ مقبول نہیں کیونکہ دین صحیح وہی ہو سکتا ہے جسکو اللہ پاک پسند کرے اور یہی
تو اب ہے۔ كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا
لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝
کیونکر راہ دیگا اللہ ایسے لوگوں کو جو منکر ہو گئے مان کر اور بتا چکے کہ رسول سچا ہے اور پہنچ چکیں انکو نشانیاں اور اللہ راہ
نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ انپر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی
پڑے رہیں اسمیں۔ نہ ہلکا ہو انپر عذاب اور نہ انکو فرصت ملے مگر جنہوں نے توبہ کی اسکے بعد اور درست ہو گئے تو البتہ اللہ بخشنے
والا مہربان ہے ابن عباس نے کہا ایک انصاری بعد مسلمان ہونے کے مرتد ہو کر شرک میں جا ملا پھر نادم ہو کر اپنی قوم کو
کہلا بھیجا کہ حضرت سے پوچھو میری توبہ قبول ہوگی یا نہیں پس یہ آیت اتری وہ اسلام لے آیا رواہ ابن جریر والنسائی
والحاکم وابن حبان حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اگرچہ شیخین نے اسکو روایت نہیں کیا ہے مجاہد نے کہا حارث
بن سوید مسلمان ہوا پھر کافر ہو کر اپنی قوم میں جا ملا اسپر یہ آیت اتری ایک آدمی نے اسکی قوم میں سے یہ آیت اسکو
پہنچائی اسنے سنکر کہا میں تجھکو سچا جانتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے بھی زیادہ سچے ہیں اللہ ہم تینوں سے زیادہ
سچا ہے پھر آکر اسلام لایا اچھا مسلمان نکلا بینات سے مراد قیام حجج و براہین ہیں صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر اللہ کی مہربانی ہے کہ جو کوئی توبہ کرتا ہے وہ کیسی ہی ہو توبہ قبول فرماتا ہے فتح البیان میں کہا ہے کہ اس آیت میں دلیل ہے اس
بات پر کہ مرتد کی توبہ قبول ہے اگر سچے دل سے پھر مسلمان ہو جاوے اسمیں کسیکا اختلاف نہیں ہے کسی نے کہا زندیق کی
قبول نہیں ہوتی ہے جبتک کہ عمل صالح کرے باطن ساتھ حق کے ہو ظاہر میں طاعت ممکن ہے سو ظاہر ہے کہ زیادہ
چکنے میں إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ۝
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ أُولَٰئِكَ
لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝ جو لوگ منکر ہوئے مانکر پھر بڑھتے رہے انکار میں ہرگز قبول نہ ہوگی انکی توبہ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ

جو لوگ منکر ہوئے مان کر پھر بڑہتے رہے انکار مین ہرگز قبول نہو گی انکی توبہ اور وہی ہین بہکے جو لوگ منکر ہوئے اور مر گئے منکر ہی تو ہرگز قبول نہوگا ایسے کسی سے زمین بہر کر سونا اگرچہ بدلا دیوے یہ کہ انکو دکہ کی مار ہے کوئی نہین انکا مددگار ف یہود پہلے اقرار کرتے تھے کہ یہ نبی تحقیق ہے جب دین سے مقابلہ ہوا تو منکر ہو گئے اور بڑہتے گئے انکار مین یعنے زیادتی کو ست حد سے ہو انکی توبہ ہرگز قبول نہ ہو گی یعنے انکو توبہ کرنا ہی نصیب نہو گا کہ قبول کرے ابن کثیر کہتے ہین اللہ نے اس آیت مین وعید و تہدید فرمائی ہے ان لوگون کو جو بعد ایمان لانیکے کفر پر جم گئے یہانتک کہ مرتے دم تک انکو توبہ نصیب ہو گی کما قال تعالیٰ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ الخ اسیلیے اس جگہہ یہ کہا ہے کہ انکی توبہ قبول نہ ہو گی وہ خارج مین ہیں حق سے طرف طریق نبی کی ابن عباس نے کہا ایک قوم مسلمان ہوئی پھر مرتد ہو گئی پھر اسلام لائے پھر مرتد بن گئی پھر اپنے قوم کے پاس آدمی بھیجکر حال پوچھا گیا انہون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اوسپر یہ آیت اتری ھکذا رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ پھر اللہ نے ذکر فدیے کا کیا کہ جو لوگ کفر پر مر گئے ہین اگر فدیے مین زمین بہر کر سونا دین تو بھی کچھ فائدہ نہ ہو گا جس طرح حضرت سے حال عبد اللہ بن جدعان کا پوچھا تہا کہ وہ مہمان نواز تہا قیدی کو چھوڑاتا تہا محتاجون کو کہانا کہلاتا تہا یہ کچھ اوسکے کام آویگا فرمایا نہین اوسنے ایک دن بھی یہ نہ کہا کہ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ معلوم ہوا کہ کافر خواہ دنیا مین خیرات کرے یا آخرت مین فدیہ دینا چاہے کچھ کام نہین آتا سب باد جاتا ہے کما قال تعالیٰ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنفَعُهَا شَفَاعَةٌ وقال لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وقال إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اسجگہہ پہلے زمین بہر سونا خرچ کرنیکا ذکر کیا پھر فدیے کا اس سے معلوم ہوا کہ وہ اور ہے یہ اور ہے کیونکہ واو واسطے عطف کے آیا ہے زائد نہین ہے حاصل یہ کہ کافر کو کوئی چیز عذاب خدا سے نہ چھوڑائیگی خواہ زمین بہر سونا دنیا مین دیگا ہو یا آخرت مین عوض اپنی جان کے دنیا بہر سونا دینا چاہے حدیث انس بن مالک مین مرفوعاً آیا ہے ایک دوزخی آدمی سے دن قیامت کے کہینگے کہ بہلا اگر ساری دنیا تیرے لیے ہو تو تو اسکو دیکر اپنی جان چہڑائیگا وہ کہیگا ہان اللہ تعالیٰ فرماویگا مین تو اس سے بھی بہت آسان امر تجہسے چاہتا تہا تیرے باپ آدم کی پیٹھ مین تجہسے اقرار لیا تہا کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا مگر تو نے نہ مانا شرک ہی کیا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالشَّيْخَانِ دوسری حدیث انس کی مرفوعاً یہ ہے کہ ایک جنتی آدمی کو لاوینگے اس سے اللہ کہیگا اے آدم کے بیٹے تو نے اپنا گہر کیسا پایا وہ کہیگا اے رب بہت

ہی کیجیے اللہ فرماویگا پہلا زمین بہر سونا دیکر تو مجہسے آپکو چہوڑانا چاہتا ہے وہ کہیگا ہان ای رب تب اللہ فرماویگا تو جہوٹا
ہے مین نے اس سے بہی ہلکا اور سہل بات تجہسے مانگی تہی تو نے نہ کی پہر اُسکو دوزخ مین لیجا دینگے اسی لیے اخیر مین فرمایا
ہے کہ انکے لیے عذاب الیم ہوگا انکا کوئی مددگار نہ ہوگا جو انکو اس دکہہ کی مار سے چہڑا دے عذاب الیم سے بچاوے تم بیان
یہی ہے کہ آیت باب جمیعن نصاری و یہود کے اتری ہے یہی قول ہے قتادہ و عطاء وحسن کا وہ لوگ پہلے تو حضرت کی نعت وصفت
پر ایمان لاتے تہے پہر منکر ہوگئے پہر اُس کفر پر جم گئے ابن جریر نے کہا زیادتی کفر کی گناہون سے ہوئی یہ آیت خاص یہود
کے لیے آئی ہے بعض نے کہا کفار کے حق مین اتری ہے پہلے انہون نے اللہ کے خالق ہونیکا اقرار کیا پہر اللہ کے ساتہ
شرک کیا پہر کفر پر جم گئے یہ زیادتی ہوئی ۶ مسند نار پہ ایک در نماز یا نہ ہوا بعض نے کہا زیادتی کفر یہ بات تہی کہ وہ
کہتے تہے ہم متوقع ہین کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی آفت زمانہ نازل ہو کسی نے کہا یہ آیت حق مین بارہ نفر اصحاب
حارث بن سوید کے اوتری ہے جو مرتد ہوگئے تہے حارث نے تو رجوع کیا وہ مکے مین کفر پر جمے رہے ایک جماعت
مفسرین نے کہا قبول نہ ہونا توبہ کا جو اس آیت مین آیا ہے مشکل ہے کیونکہ پہلی آیت مین توبہ کا مقبول ہونا آچکا ہے
وکما فی قوله تعالی وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ بعض نے کہا یہ مراد ہے کہ موت کے وقت توبہ قبول نہین ہوتی
نحاس نے کہا یہ قول حسن ہے کما قال تعالی وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ
الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ حسن و قتادہ و عطاء و سُدی اسی کے قائل ہین یہ حدیث بہی اسی کی مؤید ہے ان اللہ
يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ ۵

توبہ از انفس با زپسین دست رست — بندہ دیر رسید در محل بستند

کسی نے کہا مطلب یہ ہے کہ جو توبہ انہون نے بحالت کفر کے کی تہی وہ مقبول نہ ہوگی اسلیے کہ کفر نے انکو حبط کر دیا بعض نے کہا
وہ توبہ قبول نہین ہے کہ ایک کفر سے توبہ کی دوسرا کفر اختیار کیا جیسے بعض کافر مسلمان ہوکر رافضی یا خارجی بنجاتے
ہین ابن عباس نے کہا مراد وہ لوگ ہین جو مرتد ہوکر مر گئے تو یہ کہا کرتے ہین اپنا حال دیکہیکو لعنہ انکی دل
مین کفر ہے ابو العالیہ نے کہا یہ وہ لوگ ہین جنہون نے حالت شرک مین گناہون سے توبہ کی ہے مگر شرک سے توبہ کی
یہی حال بعینہ اُن مسلمانون کا ہے جو مومن کہلا کر گور پرستی پیر پرستی تقلید پرستی کرتے ہین گناہون سے توبہ
ہین مگر شرک نہین چہوڑتے کوئی غیر اللہ کی نذر مانتا ہے کوئی کسی کے نام کا جانور ذبح کرتا ہے کوئی کسی کی دہائی پکارتا
ہے کوئی شفاء بیمار کے لیے غیر اللہ سے استعانت کرتا ہے کوئی کسی مصیبت کے وقت کسی پیر مرشد کو پکارتا
ہے وعلی ہذا القیاس صاحب کشاف نے کہا قبول نہین ہے توبہ جبکہ کفر پر مرے جوں ابن جریر نے کہا زیادت علی الکفر

یہی ہے کہ بچ جائے وہ کفر پر تھے مین انکی توبہ پذیرا نہین ہیکیونکہ پہر وہ تو راہ حق سے بہک گئے ہین خود کافی صد ضلالت مین
عمل یہ ہیکہ عدم قبول توبہ کو اس آیت مین ناس شخص پر محمول کرین جو کافر مرتا ہے گویا کفر پر ہونیکے سبب سے عدم
توبہ کیا ہے جو فرمایا زمین بہر سونا لینا ان سے منظور نہین ہے مراد اس سے اصحاب حارث ہین جو کفر پر مر گئے اماکسی نے فدیہ دو گے
زمین کے خواہ اہل کتاب ہون یا بت پرست یہی قول قوی ہے کیونکہ آیت عام ہے ان سب کے حق مین اس آیت پر یعنی
پر تیسرا پارہ قرآن مجید کا ختم ہوا وللہ الحمد اب چوتہا پارہ شروع ہوتا ہے بالیسر وتمم بالخیر لن تنالوا البر حتی
تنفقوا مما تحبون ۝ وما تنفقوا من شیء فان اللہ بہ علیم ۝ ہرگز نہ پہونچو گے نیکی کی حد کو جب تک نہ خرچ کرو کچہ ایک
جس سے محبت رکہتے ہو جو چیز خرچ کرو گے سو اللہ کو معلوم ہے یعنی جس چیز سے دل بہت لگا ہوا اسکا خرچ کرنا بڑا درجہ ہے
اور ثواب ہر چیز مین ہے شاید یہود کے ذکر مین یہ آیت سو اسطے فرمائی کہ انکو اپنی ریاست بہت عزیز تہی جسکے تہامنے کو نبی
کے تابع ہوتے تہی تو جبتک وہ بہی نہ چہوڑین تب تک اللہ کی راہ مین درجہ ایمان نہ پاوین عمرو بن میمون نے کہا مراد
نیکی سے اسجگہ جنت ہی انس بن مالک نے کہا انصار مین سب سے زیادہ مالدار ابو طلحہ تہے بیرحاء کو سارے اموال مین زیادہ دوست
رکہتے تہے وہ باغ سامنے مسجد کے تہا حضرت اس مین جاتے وہان کا اچہا پانی پیتے جب یہ آیت اتری ابو طلحہ نے کہا اے
رسول اللہ اللہ یون فرماتا ہے مجہکو سب سے زیادہ عزیز مال یہی بیرحاء ہے مین اسکو اللہ کے لیے صدقہ کرتا ہون امید
نیکی کہ اللہ کے پاس ذخیرہ رہے آپکو جہان منظور ہو اسکو رکہو فرمایا بخ بخ ذالک مال رابح یہ ارشاد دو بار کیا یعنی واہ
واہ یہ بڑے نفع کا مال ہے پہر فرمایا مینے سنا میری رائے یہ ہے کہ تو اس باغ کو اپنے رشتہ دارون کو دیدے ابو طلحہ نے کہا بہت
اچہا پہر اسکو اپنے اقارب بنی عم مین تقسیم کر دیا رواہ احمد والشیخان صحیحین مین آیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے
رسول خدا مینے کوئی مال بہتر اپنے حصے سے جو خیبر مین ہے نہین پایا آپ کیا حکم کرتے ہین فرمایا اصل کو روک رکہ پہل کو وقف
کر حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے کہا مجہکو کیا کچہ دیا ہے مینے کوئی شے اپنی کنیز کے دینے سے زیادہ تر محبوب دیکہی اسکو اللہ کے
لیے آزاد کر دیا اگر مین کسی شے مین جو مینے اللہ کو دی ہے عود کرتا تو مین اس جاریہ سے نکاح کر لیتا فتح البیان مین کہا ہے کہ اس
آیت مین خطاب ہے مومنین کو نیل کہتے ہین کسی چیز کے پانے کو نوال کہتے ہین عطا کو نول کہتے ہین کسی چیز کے دینے کو بر
کہتے ہین خیرات و عمل صالح کرنے کو مطلب یہ ہے کہ تم عمل صالح یا جنت کو جب ہی پہونچو گے کہ اپنی محبوب عمدہ چیز راہ خدا
مین صرف کرو کسی نے کہا مراد بر سے تقوی ہے یا ثواب یا طاعت اہل بر یہ کہ اہل خیر مین نوع کرے برکا استعمال
صدق و حسن خلق مین بہی آیا ہے حضرت نواس بن سمعان سے آیا ہے کہ مینے حضرت سے بر و اثم کو پوچہا فرمایا
بر حسن خلق ہے اثم وہ ہے جو تیرے سینے مین بہنستا ہے تو لوگون کا اوسپر مطلع ہونا ناپسند رکہے اخرجہ مسلم

مراد خرچ کرنا ہے راہ خیر مین صدقہ ہو یا اور کچھ طاعت کسی قسم کا مراد ذکر حق معروف نہ ہو تفسیر بیضاوی نے کہا مال خرچ کرے یا
جاہ لوگون کی معاونت مین یا بیچ اللہ کی طاعت مین یا دل اور بدن ابن ان تینے یا علم سکہائی یا دین مین تالیف تصنیف
کر کے پہیلائی یا سنت کی طرف بلائی بدعت سے چہوڑائے عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جاریہ جو جلولا سے آئی تہی آزاد کر دی
زید بن حارثہ کے پاس ایک گہوڑا تہا اوسکو بہت دوست رکہتے تہے وقف کر دیا غرض کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچہ خرچ کیا جاتا
ہے طیب یا خبیث جید ہو یا ردی وہ مطابق ہر خرچ کے جزا دیگا اس آیت مین ترغیب دی ہے انفاق جید کی ڈرایا
ہے انفاق ردی سے

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَآءِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَمَنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ قُلْ صَدَقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

سب کہانے کی چیزین حلال تہین بنی اسرائیل
کو مگر جو حرام کر لی تہی اسرائیل نے اپنی جان پر توریت نازل ہونے سے پہلے تو کہہ لاؤ توریت اور پڑہو اگر سچے ہو پہر جو کوئی
باندہے اللہ پر جہوٹ اسکے بعد تو وہی ہین بے انصاف تو کہہ سچ فرمایا اللہ نے اب تابع ہو جاؤ دین ابرہیم کے
جو ایک طرف کا تہا اور نہ تہا شرک کرنے والا **ف** یہود کہتے تہے کہ تم کہتے ہو ہم ابراہیم کے دین پر ہین ابراہیم
کے گہرانے مین جو چیزین حرام ہین سو کہاتے ہو جیسے اونٹ کا گوشت اور دودہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سب چیزین اب لوگ
کہاتے ہین سب ابرہیم کے وقت مین حلال تہین جبتک توریت اتری توریت مین خاص بنی اسرائیل کے لیے حرام ہوئی ہین
مگر ایک اونٹ توریت سے پہلے حضرت یعقوب نے اسکے کہانے سے قسم کہائی تہی انکی تبعیت سے انکی اولاد نے بہی چہوڑ دیا تہا
اوس قسم کا سبب تہا کہ انکو ایک مرض ہوا تہا انہون نے نذر کی کہ اگر مین صحت پاؤن تو جو میری بہت پیاری چیز ہووے
وہ چہوڑ دون اُن کو یہی بہت پیارا تہا سو نذر کے سبب چہوڑ دیا **ف** ابن عباس نے کہا ایک جماعت یہود کی
پاس حضرت کے آئی کہا کچہ خصلتین ہین جنکو ہم تم سے پوچہتے ہین آپ ہمکو بتاؤ اون باتون کو سوائے نبی کے کوئی نہین
جانتا فرمایا جو چاہو سو پوچہو مگر اللہ کا عہد و ذمہ کرو اور جو عہد یعقوب نے اپنی اولاد سے لیا تہا کہ اگر مین وہ باتین تمکو بتلاؤن
اور تم اُن باتون کو پہچان لو تو اسلام پر میرے تابع ہو جاؤ کہا بہتر ہے انہون نے کہا چار باتین بتاؤ ایک کہ اسرائیل نے اپنی
جان پر کس کہانے کو حرام کیا تہا عورت و مرد کا پانی کیسا ہوتا ہے لڑکا لڑکی کیونکر ہوتی ہین ہمکو اس نبی امی کی خبر دو
سونے مین اور فرشتون مین کون فرشتہ اسکا دوست ہے حضرت نے اون سے عہد لیا کہ اگر مین خبر دون تو تم میرے
تابع ہو جاؤ پہر فرمایا تمکو قسم ہے اوس خدا کی جس نے موسیٰ پر توریت اتاری ہے تم جانتے ہو کہ اسرائیل سخت بیمار ہوئے
اور بیماری زیادہ بڑہ گئی تو انہون نے اللہ کی نذر مانی کہ اگر اللہ انکو اس بیماری سے شفا دیگا تو وہ احب طعام و شراب

اپنے اوپر حرام کر لیں گے بہت محبوب طعام اُنکو گوشت اونٹ کا تہا بہت پسند شراب اُنکو دودہ اونٹنی کا تہا کہا اللّٰہم نعم فرمایا
اے اللّٰہ تو گواہ رہ اُنکا پہر فرمایا قسم ہے تمکو اللّٰہ کی جسنے موسیٰ پر توریت نازل کی تم جانتے ہو کہ منی مرد کی سفید غلیظ
ہوتی ہے منی عورت کی زرد پتلی جونسی منی اوپر ہوتی ہے بچہ ویسا ہی پیدا ہوتا ہے اللّٰہ کے اذن سے مشابہ اوسکے
ہوتا ہے مرد کا پانی عورت کے پانی پر بالا ہوا تو نر پیدا ہوتا ہے اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر بالا ہوا تو مادہ پیدا ہوتی
ہے انہوں نے کہا ہاں فرمایا اللّٰھُمَّ اشْھَدْ عَلَیْھِمْ پہر فرمایا قسم ہے تمکو اُس خدا کی جسنے توریت موسیٰ پر اتاری تمہیں
معلوم ہے کہ اس نبی اُمّی کی آنکہیں سوتی ہین دل نہیں سوتا کہا اللّٰہم نعم پہر فرمایا میرا دوست جبرئیل ہے اللّٰہ نے کوئی
نبی کبہی نہیں بہیجا مگر جبرئیل اُسکا دوست تہا کہنے لگے اب ہم تمکو چہوڑ دینگے اگر تمہارا دوست سوا اسکے کوئی اور ہوتا تو ہم
تمہارے تابع ہوتے اوسوقت اللّٰہ نے یہ آیت اتاری قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ الآیہ رَوَاہُ اَحْمَدُ دوسری روایت
مین یہ پانچواں سوال اور آیا ہے وہ یہ ہے کہ حال برق و رعد کا پوچہا فرمایا رعد ایک فرشتہ ہے بادل پر مقرر ہے اُسکے
ہاتہہ مین کوڑا ہے آگ کا جس سے ابر کو ڈانٹتا ہے جس جگہہ کا حکم ہوتا ہے اُسطرف ہانکتا ہے کڑک اُسکی آواز
ہے اسکو ترمذی نے بہی روایت کیا ہے حسن غریب کہا ہے ابن عباس نے کہا اسرائیل کو عرق النسا کی بیماری تہی
رات کو بے چین رہتے نیند نہ آتی دن کو درد تہم جاتا اسپر نذر مانی تہی یہی قول ضحاک و سُدی کا بہی ہے ابن جریر
نے کہا اُنکے بیٹوں نے بہی بہ تقلید اُنکے گوشت شتر کو حرام کر لیا تہا ابن کثیر نے کہا اس سیاق و سباق متقدم سے دو
مناسبتیں مین ایک یہ کہ اسرائیل نے احب اشیا کو اللّٰہ کے لیے چہوڑ کر اپنے اوپر حرام کر لیا یہ بات اُنکی شریعت مین درست تہی
ہمارے شریعت مین بہی یہ بات درست ہے کہ جو چیز بہت محبوب ہو اُسکو اللّٰہ کی طاعت مین صرف کرے کما قال تعالیٰ وَاٰتَی الْمَالَ
عَلٰی حُبِّهٖ وقال وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ دوسری مناسبت یہ ہے کہ نصاریٰ پر رد کیا ہے اُنکا اعتقاد باطل کا حق مین مسیح
کے اُنکے مذہب کو کہوٹا ٹہیرایا ہے کیونکہ جو بات عیسیٰ و مریم کی حق و یقین تہی وہ ظاہر ہو چکی کہ اللّٰہ نے اُنکو اپنی قدرت سے
بنایا بنی اسرائیل کیطرف بہیجا وہ سب کو طرف عبادت خدا کے بلاتے تہے پہر اللّٰہ نے یہود پر رد کیا کہ جس نسخ کا تم انکار کرتے
ہو اور اُسکو جائز نہیں جانتے ہو وہ نسخ تو واقع ہوا دیکہو توریت مین یہ بات منصوص ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی
سے نکلے اللّٰہ نے سارے دواب اُنکے لیے حلال کر دیے پہر جسکو چاہا منع کیا پہر اسکے بعد اسرائیل نے گوشت اور دودہ شتر کا
اپنے اوپر خود حرام کر لیا توریت مین اُسکی حرمت آگئی اسیطرح اور کئی چیزون کا حال ہے اللّٰہ نے آدم علیہ السلام کو اجازت
دی تہی کہ ملا دے بیٹیون کا نکاح اپنے بیٹون سے کر دین پہر یہ بات حرام ٹہیر گئی شریعت ابراہیم علیہ السلام مین باندی
پر لونڈی لانا مباح تہا چنانچہ سارہ پر ہاجرہ کو لے آئے حالانکہ توریت مین ایسے کام کو حرام کیا ہے اسیطرح دو بہنون

اُنہوں کے نہ ... جبرئیل کا ... ان کا ... علیہ السلام ... [illegible]

... رعد ... [illegible]

کاگوشت اور دودہ تہا جیکو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کیا تہا پہر توریت مین انکی تحریم آگئی یہ مسئلہ توریت مین منصوص ہین لیکن یہود نہین مانتے ہین انکو جہٹلاکر غلط دعویٰ کرتے ہین جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین قدیم اور ملت مستقیم ملت ابراہیم علیہ السلام لیکر آئے انپر ایمان نہین لائے اسی لیے اللہ نے یہ کہا کہ سارے کہانے قبل نزول توریت کے اترنے سے پہلے حلال تہے مگر جسکو اسرائیل نے حرام کرلیا اب تم توریت لاؤ تو ہمارا جہوٹ سچ کہل جاوے گا جسکو دعویٰ ہو کہ اللہ نے انکے لیے شکار حرام کیا ہفتہ کے دن کا اور چلنا توریت پر دائما اور مبعوث نہ ہونا کسی اور نبی کا جو داعی الی اللہ ہو شروع کردیا بعد وقوع اوس نسخ و ظہور حق و صدق کو تو وہ ظالم ہے پہر اللہ نے حضرت سے کہا کہ تم کہدو کہ اللہ سچا ہے جو کچہ اوسنے قرآن مین شروع کیا ہے وہ سب ٹہیک ہے اب تو ملت ابراہیم کے تابع ہو جاؤ وہ تو مشرک نہ تہے قرآن مین بہی ملت انہین حضرت ابراہیم کی ہے جیسے ابراہیم تہے وہ ملت حق ہے اوس مین کسی طرح کا شک و شبہہ نہین ہے اس ملت سے اکمل و اوضح و اتم کوئی نبی نہین لایا کما قال تعالیٰ قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ وقال تعالیٰ ثُمَّ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ فتح البیان مین کہا ہے کہ مطلب آیت شریف کا یہ ہے کہ سارے مطعومات نبی یعقوب کو حلال تہے کوئی شے حرام نہ تہی مگر وہی جو اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کرلی تہی وہ گاؤن مین بستے تہے وہان عرق النسا ہو گئی اسپر انہون نے اونٹ کا گوشت دودہ کہانا چہوڑ دیا تہا یہود کا انکار بابت خبر دہی قرآن مردود ہے کما فی قولہ تعالیٰ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وقولہ وَعَلَى الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ الی قولہ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ یہود کہتے تہے کہ یہ اشیا ہم سے پہلے نوح و ابراہیم پر بہی حرام تہے یہانتک کہ نوبت ہم تک پہنچی مطلب یہ کہ جو اللہ نے قرآن پاک مین حضرت کا قصہ سنایا ہے اوسکی تکذیب کرین اللہ نے کہا تم غلط بکتے ہو اسرائیل نے بعض انواع طعام کو خود حرام کرلیا تہا کچہ پہلے سے وہ مطعوم زمانہ ابراہیم مین ہرگز حرام نہ تہا ہان بعد نزول توریت کے جو ہزار برس بعد ابراہیم کے اتری کچہ انواع طعام حرام ہو گئے اگر تم سچے ہو تو تحریم قدیم انکی توریت لاکر دکہاؤ آخر انکو جرأت نہوئی بخوف رسوائی کتاب لانے متحیر ہو کر رہ گئے یہہ دلیل ہے جس نے خصم کو چپ کرادیا صدق نبی و جواز نسخ کو ثابت کر دکہلایا اس آیت مین تعریض ہے طرف شرک یہود کی تصریح ہے اس بات کی کہ درمیان یہود و حضرت کے کوئی علاقہ دینی نہین ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصول دین مین ملت ابراہیم پر ہین توحید کی طرف بلانے مین ہر معبود باطل سے بیزار کرنے مین یہی

مقام ابراهيم ومن دخله كان آمنا ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا ومن كفر فان الله غني عن العالمين ۝ تحقیق پہلا گہر جو ٹہیرا واسطے لوگون کے یہی ہے جو مکے مین ہے برکت والا اور راہ جہان کے لوگون کو اُس مین نشانیان ظاہر ہین کہڑے ہونیکی جگہ ابراہیم کی اور جو اُسکے اندر آیا اُسکو امن ملا اللہ کا حق ہے لوگون پر حج کرنا اس گہر کا جو کوئی پاوے اوس تک راہ اور جو کوئی منکر ہوا تو اللہ پروا نہین رکہتا جہان کے لوگون کی ۔ یہی یہود کا ایک شبہ تہا کہ ابراہیم کا گہر اور ہمیشہ شام مین بیت المقدس کو قبلہ رکہا اور تم کیسے ہو کعبے کو قبلہ کرتے ہو تم کیونکر ابراہیم کے وارث ہوئے سو اللہ نے فرمایا کہ ابراہیم کے آگے سے اول عبادتخانہ اللہ کے نام پر یہی بنا اس مین بزرگی کی نشانیان اور خوارق ہمیشہ دیکہتے رہے ہین اصل مقام ابراہیم کا یہی ہے انتہی ف ابن کثیر نے کہا اللہ نے اس آیت مین یہ خبر دی ہے کہ پہلا گہر جو سارے لوگون کے لیے عموماً واسطے اُس کی عبادت و نسک طواف و نماز و اعتکاف کے بنا وہی خانہ کعبہ ہے جسکو ابراہیم خلیل نے بنایا ہے یہود و نصاریٰ کو خیال ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین و طریقے پر ہین اگر یہ بات سچ ہے تو پہر کس لیے اس گہر کا حج نہین کرتے ہین جسکو ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے بنایا ہے اور سب لوگون کو اُس کے حج کی طرف بلایا تہا اسی لیے یہ فرمایا کہ وہ گہر مبارک و ہدیٰ ہے واسطے سارے جہان کے حدیث ابو ذر مین آیا ہے کہ مینے حضرت سے پوچہا کون مسجد سب سے پہلے بنی ہے فرمایا مسجد الحرام مینے کہا پہر کون فرمایا مسجد اقصیٰ مینے کہا دونون کے بیچ مین کسقدر مدت ہوئی فرمایا چالیس برس مینے کہا پہر کون فرمایا پہر جسجگہہ تمکو نماز پالے وہین نماز پڑہ ساری زمین مسجد ہے رواه احمد والشيخان علی مرتضیٰ نے کہا اس گہر سے پہلے اور گہر بہی تہے لیکن پہلا گہر جو واسطے عبادت کے بنا یہی کعبہ ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ کسی نے اون سے کہا کہ کیا سب سے پہلا گہر جو زمین پر بنا یہی ہے فرمایا یہ بات نہین ہے لیکن پہلا گہر جسمین برکت رکہی گئی مقام ابراہیم ہے جو اوس مین آیا امن مین ہوا سدی کا یہ زعم کہ پہلا گہر جو روے زمین پر علی الاطلاق بنا یہی گہر ہے ٹہیک نہین ہے علی کا قول صحیح ہے رہی حدیث ابن عمرو کی جسمین مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ نے جبرئیل کو بہیجکر آدم و حوا کو حکم دیا کہ تم کعبہ بناؤ جب بنایا تو حکم دیا کہ اُسکا طواف کرو اور یہ فرمایا کہ تو اول ناس ہے اور یہ اول گہر ہے جو ناس کے لیے بنایا گیا ہے سو اس حدیث کو بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ مین روایت کیا ہو مگر یہ حدیث مفردات ابن لہیعہ سے ہے ابن لہیعہ ضعیف ہین اشبہ یہ ہو کہ یہ حدیث موقوف ہی منجملہ اون دو زاملے کے ہی جسکو دن یرموک کے کلام اہل کتاب سے پایا تہا بکہ نام ہے مکہ کا اس لیے کہ وہ ظالموں جابروں کی گردنون کو توڑتا ہے یعنی روبرو اوسکے ذلیل خاضع ہو کرتے ہین یا اسلیے کہ لوگ وہان ازدحام کرکے آتے ہین ایک بہیڑ لگی رہتی ہے قتادہ نے کہا اللہ نے اس کے سبب سے سب کو توڑ دیا وہان عورتین آگے مردون کے نماز پڑہتی ہین یہ بات کسی شہر مین سوا مکے کے نہین ہے

یسطرح مجاہد وعکرمہ وسعید بن جبیر وعمرو بن شعیب ومقاتل بن حیان سے بھی مروی ہے ابن عباسؓ نے کہا کہ فج سے تنعیم تک اور
بکر سے سلمی تک کہ ابرہیم نے کہا کہ کہتے ہیں بیت مسجد کو یہی قول ہے زہری کا عکرمہ نے کہا بیت وہ جگہ ہے اوس کے گرد ہر
مکہ ہے اور اوسکے گرد ہر حرم ہے ابو مالک ونخعی وعطیہ ومقاتل بن حیان کہتے ہیں جس جگہ گھر بنا ہے وہ بکہ ہے ماسوا اسکے مکہ
ہے اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ مکے کے بہت سے نام ہیں مکہ بکہ بیت عتیق بیت الحرام بلد امین مامون ام رحم ام قری صلاح
عرش کا وس مقدسہ ناسہ باسہ حاطمہ راس کوثا بلدہ بنیہ کعبہ اوس گھر میں علامات ظاہر ہیں جیسے ہیں بہت ہیں کہ وہ ابراہیم
کا بنایا ہے اللہ نے اوسکو عظمت وشرف بخشا ہے مقام ابرہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر دیوار کعبہ چنتے تھے پہلے وہ
پتھر دیوار میں چپکا ہوا تھا عمر بن خطابؓ نے اپنی امارت میں مشرق کی جانب رکھدیا تا کہ طواف آسان ہو نمازیوں کو
تشویش گہیری کیونکہ اوسکے پاس حکم نماز پڑھنے کا ہے کہ قال تعالے واتخذوا من مقام ابرہیم مصلے مجاہد نے کہا
اثر ہر دو قدم ابرہیم ایک آیت بینہ ہے یسطرح عمر بن عبد العزیز وحسن وقتادہ وسدی وغیرہم سے بھی مروی ہے ابو طالب
والد علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اپنی قصیدہ لامیہ میں کہا ہے ؎

وموطئ ابراھیم فی الصخر رطبۃ　　علی قدمیہ حافیا غیر ناعل

ابن عباسؓ نے کہا سارا حرم مقام ابرہیم ہے عمر کا لفظ یہ ہے کہ سارا حج مقام ابرہیم سعید بن جبیر نے کہا حج مقام
ابرہیم ہے ابن کثیر نے کہا نشے میں یون ہی دیکھا ہے شاید حجر کی جگہہ حج لکھا گیا ہے جسطرح مجاہد نے تصریح کی
ہے الحجر مقام ابراھیم حرم مکہ میں جب کوئی خائف آجاتا ہے تو پھر سوا امن میں ہو جاتا ہے جاہلیت میں
بہی یسطرح پر تہا حسن بصری کہتے ہیں قاتل اپنی گردن میں صوف ڈالکر حرم میں آجاتا مقتول کا بیٹا اوسکو دیکھتا کچھ
چھیڑ چھاڑ نکر سکتا یہاں تک کہ وہ خود ہی حرم سے باہر نکلے ابن عباسؓ کہتے ہیں جسنے پناہ پکڑی بیت اللہ کو پناہ دی
لیکن اسکو جگہ نہ دی نہ کہانا پینا جب باہر نکلے گناہ پر پکڑ لیں قال تعالی او لم یروا انا جعلنا حرما امنا الآیۃ وقال تعالے
فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی اطعمھم من جوع وآمنھم من خوف ایک حرمت عرم کی یہ ہے کہ وہان شکار
کرنا پرندے کو گھونسلے سے اوڑانا درخت کاٹنا گھاس اکھیڑنا حرام ہے اسمعنے میں ایک جماعت صحابہ سے احادیث مرفوعہ موقوفہ
آئی ہیں مسلم میں ابن عباسؓ سے آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا دن فتح مکے کے کہ نہیں ہے ہجرت لیکن جہاد ونیت ہے جب تم بلائے جاؤ تو
نکلو پھر فرمایا اللہ نے اس شہر کو حرام کر دیا ہے جس دن پیدا کئے آسمان وزمین پس وہ شہر حرام ہے اللہ کے حرام کرنے سے قیامت کے دن تک
مجھ سے پہلے کسی کو یہاں لڑنا حلال نہ ہوا مجھکو جو حلال ہوا تو وہ ایک ساعت دن میں بند ہے اب تک وہ حرام ہے نہ یہاں کا
کانٹا توڑیں نہ شکار کو بھگائیں نہ لقطہ اوٹہائیں مگر جو اسکو پہنچوا دے نہ گھاس اکھاڑیں عباسؓ نے کہا اے رسول اللہ مگر اذخر

لوگ کہتے ہیں بعد گہرون کے کام آتا ہے فرمایا اگر اوخر ہو تو نہین تھے ابو ہریرہ سے یہی بات یک ہنگ روایت کیا ہے جابر کا
لفظ ہے کہ سنا مینے حضرت کو فرماتے تھے حلال نہین کسیکو کہ اوٹھاوے ہتھیار مکے مین اخرجہ مسلم عبداللہ بن عدی بن حمراء
زہری کہتے ہیں حضرت حزورہ مین اندر بازار مکے کے اوٹھہرے تھے فرمایا واللہ تو بہتر زمین ہے اللہ کی اور محبوب تر زمین ہے اللہ کی
طرف اللہ کی اگر مین تیرے پاس سے نکالا نجاتا تو نہ نکلتا رواہ احمد و ھذا لفظہ والترمذی والنسائی وابن ماجہ ترمذی
نے کہا یہ حدیث صحیح ہے سیلاح کی ایک حدیث میں ابن عباس سے بھی آئی ہے احمد نے ابو ہریرہ سے مثل اسکے روایت کیا ہے یحیی
بن جعدہ سے کہا جو کوئی اوس مین آیا وہ نار سے امن مین ہوا ابن عباس مرفوعا کہتے ہیں جو کوئی داخل ہوا بیت مین
وہ داخل ہوا نیکی مین نکلا سیئہ سے باہر آیا مغفور ہوکر رواہ البیہقی اس حدیث کی سند مین عبداللہ بن مومل جو متفرد مین
ساتہہ اوسکے کچھ قوی نہین ہین ف فتح البیان مین کہا ہے یہود کہتے تھے کہ بیت المقدس افضل ہے کعبہ سے
اعظم ہے اسلیے کہ ہجرتگاہ انبیا و ارض محشر ہے زمین مقدس مین واقع ہوا ہے سب انبیا کا قبلہ ہے اللہ تعالے
نے انپر رد کیا انکو اس بات پر آگاہ کیا کہ پہلا عبادتگاہ یہی کعبہ ہے تو غیر سے یہی افضل ٹھیرا جو اول ہوتا ہے وہی فرد
سابق متقدم علی ماسواہ ہوتا ہے علی مرتضی نے کہا یہ گہر دو ہزار برس پہلے خلق آدم سے واسطے عبادت کے مقرر ہو چکا
تہا پہر مسجد اقصی بنی معلوم ہوا اولیت افضلیت ہی مجاہد مین کہتے ہین بیت کو پہلے ملائکہ نے بنایا پہر آدم نے اس کی تجدید کی
پہر ابراہیم نے لفظ ناس کا شامل جمیع ناس ہے قال تعالی سَوَآءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ اللہ نے اس گہر کو موضع طاعات متنوع
عبادات قبلہ صلوات مقصد حجاج و عمار مکان طواف ٹھیرایا وہان ثواب حسنات اجر طاعات مزد خیرات زیادہ ہوتا ہے اور
گہر کا برکت والا ہونا یہ ہے کہ جو کوئی وطن ٹھیراتا ہے یا اوسکا قصد کرتا ہے اوسکو خیر کثیر حاصل ہوتی ہے حدیث ابو ہریرہ مین
مرفوعا آیا ہے کہ نماز اس میری مسجد مین بہتر ہے ہزار نماز سے اور مسجدون مین مگر مسجد حرام اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وہ گہر قبلہ
ہے سارے مومنون کا اوس سے جہت نماز کو معلوم کرتے ہین اسلیے اسکو ہدی للعالمین فرمایا کیونکہ وہ گہر دلیل ہے وجود صانع
مختار پر اوس مین وہ نشانیان ہین جو سوا اللہ کے کسی کو قدرت حاصل نہین ہوئی اسلیے کہ راہ ملتا ہے طرف جنت کی ابن عمر کی حدیث
مین آیا ہے جب عرش پانی پر تہا ایک سفید بہن تہا نیچے اسکے زمین تہی جیسے زبدہ ہوتا ہے سو زمین کو پہیلایا اَخْرَجَهُ
الطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ وَابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ اس گہر مین واضح دلیلین ہین اسکی حرمت و عظمت و مزید
فضل پر جیسے مقام وہ اثر قدم کا صخر مین تہا پر جب پانی ناحیہ رکن یمانی کی طرف برستا ہے تو یمن مین خصب یعنی ارزانی
پیداواری کی ہوتی ہے جب ناحیہ شامی کی طرف برستا ہے تو شام مین خصب ہوتا ہے جب سارے گہر پر برستا ہے تو سب شہرون
مین یکسان بارش ہوتی ہے پرند کسی وقت مین اسکی چہت پر سے نہین گذرتے جو جابر اسکا قصد کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا

سب کے مسلم مطہر معظم مشاعر حج یہ سب دلائل جو ثمن ہیں تمہارے اس گھر کا استغلیل ہے جہنمیں حجر اسود ہیں بانی ابراہیم خلیل الرحمن
سلام ہیں ہم جناب اسمٰعیل میں یہ فضیلت کچھ کم نہیں ہے بڑی نعمت عظمیٰ ہے ایک اثر قدم ابراہیم علیہ السلام یہ سب
اثر شعائر یہی لکھے ہیں اور ایک حکم حرم کا یہ ہے کہ جو اس میں آیا وہ امن میں ہوا ابو حنیفہ رحمہ کا قول ہے کہ جو واجب الحد
حرم میں آ جاوے جب تک باہر نکلے تب تک اس پر حد قائم نہ کی جاوے مگر جمہور نے برخلاف اس کے کہا ہے کہ حرم میں اقامت
حد ہو سکتی ہے یہی قول ہے شافعی اور ایک جماعت کا کیونکہ آیت اگرچہ بطور خبر ہے مگر حکم امر میں ہے یعنے جو کوئی
اسمیں آجاوے تو تم اسکو امن دو کقولہ تعالیٰ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ یعنے تم یہ کام نہ کرو کسی نے کہا جو
کوئی بدل حج الاوس میں عام عمرۃ القضا میں وہ امن میں ہے کسی نے کہا جو آیا تعظیم کرتا ہوا متقرب الی اللہ ہو کر وہ امن
میں ہے عذاب سے دن قیامت کے حدیث میں آیا ہے جو کوئی مر گیا کسی ایک میں دو حرم سے وہ دن قیامت کے امن میں
اٹھیگا دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حجون و بقیع کے اطراف کو پکڑ کر جنت میں جھاڑ دینگے یہ نام ہیں مقبرہ مکہ و مدینہ
کے ابو السعود نے ان حدیثوں کو ذکر کیا ہے مگر تخریج نہیں بتائی کسی نے کہا مراد امن سے ان گناہوں سے جو قبل اسکے
کمائے تھے یہ قول دال قوی ہے اور اگر اس مسئلہ میں دنیا و آخرت دونوں مراد لیں تو بھی کوئی مانع نہیں ہے مگر افسوس ہے
کہ اس زمانے میں حرم امن نہیں رہا کسی نجد مرد واجب الحد کا مامون ہونا تو درکنار جو متبع کتاب یعنی قرآن سنت کے ہیں
مخصوص ہی ہو جاتا ہے انکو ٹھہرنے نہیں دیتے مثل مشرکین و کفار کے حرم سے اخراج کرتے ہیں حالانکہ قطع نظر حکم
کتاب و سنت کے یہ کام خلاف مذہب امام بھی ہے انا للہ **ف** یہ آیت حکم وجوب حج کا ارشاد فرمایا کہ سب لوگوں
پر اس گھر کا حج کرنا جس سے ہو سکے فرض ہے بعض کہتے ہیں یہ آیت دلیل ہے وجوب حج پر بعض نے کہا بلکہ دلیل وہ آیت ہے
وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ پہلا قول اظہر ہے بہت حدیثوں میں آیا ہے کہ حج ایک رکن ہے اسلام کا ایک ستون ہے قاعدہ ہے
دین کا سارے مسلمانوں کا اتفاق ہے جو حج حضرمی ہے مکلف پر تمام عمر میں ایک بار حج کرنا فرض ہے بدلیل نص و اجماع
کے حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے کہ حضرت نے ہمکو خطبہ سنایا اس میں فرمایا کہ اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے سو تم حج
کیا کرو ایک آدمی نے کہا کیا ہر سال آپ خاموش رہے جب اسنے تین بار یہی کہا تو فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو
جاتا تم سے ہرگز نہ ہو سکتا پھر فرمایا تم چھوڑ دو مجھکو جب تک چھوڑ دوں میں تمکو نہیں ہلاک ہوئے وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے مگر سبب
اسی کثرت سوال و اختلاف کے اپنے انبیاء پر میں جب تمکو کسی بات کا حکم کروں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اسکو کرو
جب تمکو کسی بات سے منع کروں تو اسکو چھوڑ دو رواہ احمد ومسلم والنسائی ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے خطبہ
پڑھا فرمایا اے لوگو اللہ نے تم پر حج کرنا لکھا ہے اقرع بن حابس نے کہا کیا ہر سال فرمایا اگر میں کہہ دوں تو واجب ہو جاوے

واجب ہوتا تو نہ کرسکتے اور نہ کرتے تو گنہگار ہوتے حج ایک بار ہے جس نے زیادہ کیا وہ نفل ہے رواہ احمد
وابو داود والنسائی والدارمی وابن ماجۃ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ لفظ ہے کہ جب آیت اتری ایک شخص نے کہا کیا ہر برس حج
پچھلے یہ پھر کہا تو فرمایا نہیں اگر میں ہاں کہتا تو واجب ہو جاتا اس پر اللہ نے وہ آیت اتاری یا ایہا الذین آمنوا لا تسئلوا
عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ والحاکم ثم قال الترمذی
حسن غریب لیکن اس میں نظر ہے اسلیے کہ بخاری نے کہا ہے کہ ابو البختری نے علی سے نہیں سنا انس بن مالک کہتے
ہیں لوگوں نے کہا ای رسول خدا کیا حج ہر سال ہے فرمایا اگر ہاں کہونگا تو واجب ہو جاویگا واجب ہوگا تو اس پر قائم نہ رہو گے
اگر قائم نہ رہو گے تو عذاب کیے جاؤ گے رواہ ابن ماجۃ سراقہ بن مالک نے کہا ای رسول خدا یہ ہمارا متعہ یعنے تمتع اسی سال کے لیے
ہے فرمایا نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے دوسری روایت میں آیا ہے بلکہ ابد الابد کے لیے رواہ الشیخان ابو واقد لیثی کا لفظ یہ ہے کہ حضرت
نے اپنی بیبیوں سے حج میں کہا ہذہ ثم ظہور الحصر یعنے بعد اس حج کے بوریوں کی پشت کو پکڑے رہو گھر سے باہر
نہ نکلو رواہ احمد وابوداود اس سے معلوم ہوا کہ حج ایک ہی بار تمام عمر میں فرض ہے ہر چند ان کے لیے بار بار حج نفل کرنا
بھی کچھ ضرور نہیں ہے یہی استطاعت سو وہ کبھی بنفسہ ہوتی ہے اور کبھی بغیرہ جس طرح کتب احکام میں مذکور ہے ابن عمر
کہتے ہیں ایک آدمی کھڑے ہو کر پوچھا ای رسول خدا حاجی کون ہے فرمایا پریشان بال میلا کچیلا دوسرے نے کہا کون حج
افضل ہے فرمایا لبیک کہنا چلا کر اور ذبح کرنا تیسرے نے کہا راہ کیا ہے فرمایا زاد و راحلہ رواہ الترمذی اس کو ابن ماجہ نے حدیث
ابراہیم بن یزید خوزی سے روایت کیا ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث مرفوع نہیں ہے مگر انہیں کی روایت سے اور خوزی میں بعض
اہل علم نے کلام کیا ہے یہاں تک کہا اور کتاب الجمع میں یوں فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے کچھ شک نہیں کہ اس اسناد کے سارے
رجال ثقات ہیں سوا خوزی کے خوزی ہی اسی حدیث کی بنیاد پر کلام کیا ہے لیکن غیروں نے انکی متابعت کی ہے
ابن عمر کہتے کہا ایک آدمی نے آنحضرت سے کہا سبیل کیا ہے فرمایا زاد و راحلہ یعنے خرچ و سواری رواہ ابن ابی حاتم و
ابن مردویہ اسیطرح ابن عباس و انس و حسن و مجاہد و عطا و سعید بن جبیر و ربیع و قتادہ سے بھی مروی ہے یہ حدیث کئی
طریق سے آئی ہے انس و ابن عباس و ابن مسعود و عائشہ سب نے اسکو مرفوعا روایت کیا ہے لیکن انکی اسانید میں مقال ہے
حافظ ابوبکر بن مردویہ نے اس حدیث کے سارے طرق کو ایک جگہ جمع کیا ہے انس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے من استطاع الیہ سبیلا کا مطلب پوچھا کہا سبیل کیا ہے فرمایا زاد و راحلہ حاکم نے کہا یہ شرط مسلم پر صحیح ہے
اگرچہ شیخین نے اسکو روایت نہیں کیا حسن کا لفظ یہ ہے کہ جب یہ آیت اتری لوگوں نے کہا ای رسول اللہ کیا سبیل ہے فرمایا توشہ
و سواری رواہ ابن جریر یہ حدیث ابن عباس میں مرفوعا آیا ہے کہ جلدی کرو حج کی یعنے فرض کی تو تم میں کوئی نہیں جانتا کہ کیا

پہنچ آپ جگہ دیتا ہو احمد وغیرہ مرفوعا ہے کہ جسکا ارادہ ہو حج کرے تو اسکو چاہیے کہ جلدی کرے رواہ احمد ابن عباس ؓ
نے کہا یہ تین موسم کا مالک جو ہو وہ مستطیع سبیل ہے حج کرے کہا مراد سبیل سے صحت بدن یعنی تندرستی ہے اور لفظ ابن عباس کا
یہی کہ سبیل زاد و شتر ہے یعنی سواری **ف** فتح البیان میں کہا ہے لله کا لام ایجاب و الزام کے لیے ہے علی نے حج
اور ہر آدمی پر تاکید کیا عرب کے کلام میں یہ صیغہ اوضح دلالات ہے وجوب پر یہ خطاب شامل جمیع مردم ہے مگر جسکو دلیل نے خاص کر دیا
ہے بالغ ہو فضیلت حج و عمرہ و زیارت میں بہت حدیثیں آئی ہیں از انجملہ ایک حدیث ہے جسکو ابو سعید خدری ؓ نے
مرفوعا روایت کیا ہے لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِي هَذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى رواه
الشیخان ابو ہریرہ ؓ کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا
الْجَنَّةُ أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ رسالہ ایضاح الحجہ اور رسالہ طراز العمرہ میں احادیث اس باب کی مذکور ہیں ولله الحمد
استطاعت میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض نے کہا مراد زاد و راحلہ ہے یہی تفسیر حضرت ﷺ سے بھی مروی ہے اسیطرف ایک جماعت صحابہ
کی گئی ہے ترمذی نے کہا یہی قول اکثر اہل علم کا ہے سو یہی حق ہے مالک نے کہا جس آدمی کو اپنی قوت پر اعتماد ہو اسکو
حج لازم ہے گو زاد و راحلہ نہ رکھتا ہو جبکہ وہ شخص کما سکتا ہو یہی قول ہے ابن الزبیر و شعبی و عکرمہ کا ضحاک نے کہا اگر جوان
قوی صحیح ہو اور مالدار نہ ہو تو کسی کا مزدور ہو کر حج کرے اور منجملہ استطاعت کے ایک یہ ہے کہ رستہ حج کا مامون ہو حاجی اپنی
جان و مال کا امن رکھتا ہو جبکہ سوا اس مال کے اور کچھ زاد راہ نہو پھر اگر راستہ میں امن نہیں ہے تو استطاعت بھی نہیں ہے اس لیے
کہ اللہ نے قید استطاعت سبیل کی فرمائی ہے سو جسکو اپنی جان و مال کا امن نہیں ہے وہ بیشک و شبہ مستطیع سبیل نہیں
ہے اگر راہ میں ظالم لوگ ہیں جو بعض مال لے لیتے ہیں کہ باقی زاد کو کافی نہیں ہوتا تب تو شافعی نے کہا ہے کہ ایک سبب
عدم فرض حج اور اس سے سقوط کا ہے ایک جماعت نے اس قول میں موافقت کی ہے شافعی کی اور دوسروں نے مخالفت کی ہے
ظاہر یہ ہے کہ جس کے پاس زاد و راحلہ ہے اور راہ مامون ہے اور راہ سے گذر کر سکتا ہے گو بعض ظلمہ کو کچھ دینا پڑتا ہو اور حاجی اس
قدر مال دے سکتا ہے اور زاد میں کچھ کمی نہیں پڑتی جس سے تنگی عرض حج کی ہو یا سوال کرنا پڑے تو اس سے حج ساقط نہیں ہو سکتا ہے
بلکہ ادا ہونا واجب ہے اس لیے کہ وہ بعض مال دیکر مستطیع سبیل ہے یہی استطاعت ابن [illegible] الطریق پر موقوف ہے مگر فقط کسی
کے پاس بقدر زاد و راحلہ ہے اور گنجائش دینے کی اہل کو کچھ نہیں تو اس پر حج واجب نہیں ہے اس لیے کہ اسکو استطاعت لہ
کی نہیں ہے یہ بات کچھ خلاف تفسیر استطاعت و زاد و راحلہ نہیں ہے کیونکہ جس کے پاس فقط زاد و راحلہ ہے اور اسلیے
دینے اہل کو کچھ نہیں وہ اہل سے گذر نہیں کر سکتا ہے شاید یہی وجہ قول شافعی کی ہے یہ کہ مسئلہ ہے حاجی جو فقیر
ہونا ہو [illegible] واجب نہیں ہے وہ سبب اس کے کہ مستطیع نہیں [illegible] استطاعت کے ایک امر یہی ہے کہ حاجی صحیح البدن

تندرست ہو چلا چلتا ہو سواری پر بیٹھ سکتا ہو اگر ایسا تندرست ہی کہا آدمی سے نہیں چل سکتا ہے نہ سوار ہو سکتا ہے تو
ایسا شخص پر باوجود ہونے زاد وراحلہ کے حج واجب نہیں ہے اسلیے کہ اسکو استطاعت سبیل کی نہیں ہے یہ حدیث تفسیر استطاعت
بزاد وراحلہ کرنے کی کئی طرق سے مرفوعاً آئی ہے ایک جماعت صحابہ نے اسکو روایت کیا ہے اقل احوال ہو سکتا ہے کہ حسن لغیرہ
ہو اس صحت میں جو کلام اسکے بعض طرق پر کیا گیا ہے وہ کچھ اسکو مضر نہیں حضرت سے ثابت ہے کہ آپ نے عورت کو سفر
سے بغیر ذی رحم محرم کے منع فرمایا ہے قدر مدت میں اختلاف ہے ایک لفظ میں تین دن دوسرے لفظ میں ایک دن رات
تیسرے لفظ میں ایک برید آیا ہے برید کہتے ہیں ایک جو کی ڈاک کو **ف** پھر اللہ پاک نے فرمایا کہ جس نے کفر کیا اور نہ مانا
فرضیت حج کو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے یہی قول ہے ابن عباس و مجاہد وغیرہما کا عکرمہ نے کہا جب آیت اتری
وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا الآية یہود نے کہا ہم مسلمان ہیں اللہ نے کہا تم ان سے کہو اللہ نے مسلمانوں پر حج
فرض کیا ہے جسکو مقدور ہو وہ حج کرے کہنے لگے ہمپر فرض نہیں ہے اسپر اللہ نے فرمایا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ
الْعَالَمِينَ یہی مقول مجاہد کا بھی ہے حدیث علی میں مرفوعاً آیا ہے کہ جو کوئی مالک ہوا زاد وراحلہ کا اور اس نے بیت اللہ
کا حج نہ کیا اسکو کچھ ضرر نہیں یہودی مرے یا نصرانی یہ اسلیے کہ اللہ نے فرمایا ہے وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ الخ رَوَاهُ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَ
ابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَالتِّرْمِذِيُّ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اسکو نہیں پہچانتے مگر اسی وجہ سے اسکی اسناد میں کلام
ہے ہلال راوی مجہول ہے حارث حدیث میں ضعیف ہے بخاری نے کہا ہلال منکر الحدیث ہے ابن عدی نے کہا یہ حدیث محفوظ
نہیں میں کہتا ہوں حدیث گو ضعیف ہے مگر معنے اسکے صحیح ہیں کیونکہ جسطرح نماز روزہ فرض ہے اسیطرح حج بھی فرض ہے
جسطرح ترک نماز عمداً کفر ہے اسی طرح ترک حج باوجود استطاعت کے کفر ہے جب کفر ہوا تو موت اسکی آپ ہی مثل کفار کے
ہوگی یہود و نصاریٰ کافر ہیں حج نہیں کرتے اس نے بھی حج نہ کیا یہ مثل انکے ہے عمر بن خطاب سے بسند صحیح مروی ہے
کہ جسکو طاقت حج کی ہے اور اس نے حج نہ کیا اب اسپر برابر ہے کہ یہودی مرے یا نصرانی نَقَلَهُ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيلِيُّ
سعید بن منصور نے حسن سے روایت کیا ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں کچھ لوگ شہروں میں بھیجوں وہ جاکر
دیکھیں کہ جسکے پاس مال ہے اور اس نے حج نہیں کیا تو اسپر جزیہ لگائیں وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں فتح البیان میں کہا ہے کہ ترک
حج کو اس آیت میں بلفظ کفر تعبیر کیا ہے واسطے تاکید وجوب کے تارک پر تشدید فرمائی کفر سے مراد یہ ہے کہ حج کو فرض نہیں
جانتا یا باوجود قدرت کے ترک کرتا ہے تو وہ کافر ہے بعض نے کہا مراد وہ شخص ہے جو منکر ہے اللہ و یوم آخر کا یا ان
آیتوں کا یا وہ شخص حج کرنے کو ترک کرنے کو گناہ نہیں جانتا ہے مراد عالمین سے انس و جن و ملائکہ ہیں اللہ ان سب کی
عبادت سے بے نیاز ہے بہرحال اس آیت شریف میں حضرت منان نے حکم حج پر وہ دلالت کی ہے کہ جسکے سننے سے دل کانپ

جیسے حج جہان تک ہو جلد نہ کرنے مین بدبختی ہے حدیث ابو امامہ مین مرفوع آیا ہے جو شخص مر گیا اور اُسنے حج اسلام نہ کیا اسکو کسی بیماری
یا بادشاہ ظالم یا حاجت ظاہری نے نہ روکا تھا تو وہ جس حال پر چاہے مرے یہودی یا نصرانی رواہ احمد وابو یعلی
والبیہقی وسعید بن منصور شوکانی نے حدیث متقدم علی کو موضوعات مین ذکر کر کے کہا ہے کہ ابن جوزی اسکو
ضعیف بتاتے ہین حافظ ابن حجر نے اُس کے ضعف کو دور کر دیا ہے ابن عمر نے کہا جو کوئی آسودہ حال ہے اور اُسنے حج
نہ کیا وہ آویگا دن قیامت کو اور درمیان اُسکی دونون آنکھون کے کافر لکھا ہوگا دوسرا لفظ اونکا یہ ہے کہ جس نے راہ پائی
ایک سال امر رفت حج کے ایک سال دوسرے سال تیسرے سال پھر مر گیا اور حج نہ کیا تو اُسپر نماز جنازہ نہ پڑھے معلوم نہین کہ وہ یہودی
مرا یا نصرانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ اگر حج کرنا چھوڑ دینگے تو مین اون سے قتال کرونگا جسطرح مین ترک نماز
پر اُن سے قتال کرتا ہون غرضکہ یہ آیت اور سارے اخبار و آثار مذکورہ دلیل واضح ہین اس بات پر کہ حکم تارک حج اور تارک
نماز کا ایک ہی ہے جسطرح عمداً نماز فرض کے چھوڑنے سے کافر ہو جاتا ہے اسیطرح عمداً حج نکرنے سے کافر بنجاتا ہے اسلیے یہ
کہ اسلام کی پانچ بنا مین ہین اُن پانچون کا حکم وجوب و فرضیت مین یکسان ہے یہ بات غلط مشہور ہے کہ تارک روزہ و حج و زکوۃ
فاسق ہو جاتا ہے نکافر بلکہ حنفیہ تو تارک نماز کو بھی کافر نہین کہتے مگر امام احمد و شافعی و تمام محدثین کے نزدیک ایک نماز فرض کے
ترک کرنے سے دیدہ و دانستہ بلا کسی عذر شرعی کے جیسے سو گیا ہو یا بھول گیا یا بیماری مین بیہوش ہوا بلا شک و شبہ کافر
ہو جاتا ہے اسکو بعد طلب توبہ کے اگر نہ مانے تو فی الفور قتل کرین نماز جنازہ نہ پڑھین مقابر مسلمین مین دفن نکرین بیٹا اسکا
اگر مسلمان ہے تو اوسکا وارث نہ ہوگا یہی حکم ہے ہر بنائے اسلام کا جو حدیث بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ مین مذکور ہے

واللہ اعلم بالصواب قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَى مَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ
لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

تو کہہ اے اہل کتاب کیون منکر ہوتے ہو اللہ کے کلام سے اور اللہ کے روبرو ہے جو کچھ تم کرتے ہو تو کہہ اے اہل کتاب
کیون روکتے ہو اللہ کی راہ سے ایمان لانے والے کو ڈھونڈتے ہو اُس مین عیب اور تم خبر رکھتے ہو اور اللہ
بیخبر نہین تمہارے کام سے **ف** اس آیت پاک مین ملامت ہے کفرۂ اہل کتاب پر کہ وہ معاند حق ہو کر آیات خدا
مین جہان تک اون سے بنتا ہے اہل ایمان کو راہ خدا سے روکتے باز رکھتے ہین حالانکہ خوب جانتے ہین کہ جو بات
رسول اللہ ﷺ لائے ہین وہ حق ہے خود اُن کے پاس انبیاء اقدمین و سادات مرسلین سے اسکا حق ہونا ثابت ہو چکا ہے کیونکہ
انھون نے حضرت کے وجود باجود کی بشارت پہلے ہی سے دے رکھی ہے کہ ایک نبی امی ہاشمی عربی مکی سید
ولد آدم خاتم الانبیاء رسول رب العلمین آنیوالا ہے اسلیے اللہ پاک نے انکو وعید سنادی کہ ہم تمہاری

اس صفت کے گواہ ہین تمہاری کتب مین موجود ہے خوب جانتے ہو مین تم ہمکو غافل سمجھو حسد نکرکے رسول اوکے کلام نہ
انوگا اور سین ہم ہمکو جزا اس عمل کی دینگے فتح البیان مین کہا ہے کہ یہ خطاب یہود و نصاریٰ یا انکے علما کو ہے صحت
نبوت حضرت کی جانتے تھے تخصیص انکی ساتھ اس خطاب کے دلیل واضح ہے اوس کے اس کفر واضح پر کہ وہ آپ کی
توریت انجیل پر ایمان لانے والا خیال کرین مگر حقیقت مین وہ ان دونون کتاب کے منکر ہین آیا حالانکہ ہر جگہہ مین صدق
نبوت حضرت ہم اوہی یا قرآن یا ذات حضرت استفہام واسطے انکار و توبیخ کے آیا ہے سبیل اللہ سے روکنا تمہارا کہنے
تمہاری کتاب مین کوئی صفت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہین ہے نہ کوئی بشارت انکی ثابت آئی ہے سبیل
اللہ سے مراد دین اسلام ہے جسکو اللہ نے سارے بندون کے لیے پسند فرمایا ہے اس کہنے مین کہ اللہ تمہارے عمل
سے غافل نہین ہے بڑی وعید سخت تہدید ہے کیونکہ احاطہ علم ثابت فرما کر مادہ اُنکے حیلے حوالون کا بالکل کاٹ
دیا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ ۝ وَكَيْفَ
تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ ۗ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ
مُسْتَقِيمٍ ۝﴾ اے ایمان والو اگر تم مانوگے بعضے اہل کتاب کی بات تو پھیر کر دینگے تمکو ایمان لائے پیچھے منکر
تم کسطرح منکر ہوتے ہو پڑہی جاتی ہین آیتین اللہ کی تم مین اوسکا رسول ہے اور جو کوئی مضبوط پکڑے اللہ کو وہ پہنچا
سیدہی راہ پر **ف** اللہ نے اہل کتاب کے شبہون کا جواب دیکر مسلمانون کو فرمایا کہ تم انکی بات مت سنو یہی علاج
ہے نہین تو انکے شبہے سنتے سنتے تم اپنی راہ سے نکلجاؤ گے اب بھی ہر مسلمان کو چاہیے کہ شبہے والون کی بات
نہ سنے اسی مین دین کی سلامتی ہے جھگڑنے سے شبہے پڑتے ہین **ف** ابن کثیر نے کہا اللہ نے اس آیت
مین اپنے مومن بندون کو اس بات سے ڈرایا ہے کہ وہ کسی گروہ اہل کتاب کی اطاعت کرین کیونکہ انکو حسد ہے ایمان
والون پر اللہ کے اس فضل کا کہ ان مین رسول آیا کما قال تعالیٰ ﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ
بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ الآیۃ اسی طرح اس جگہہ فرمایا کہ تم انکی اطاعت سے پھر کافر ہوجاؤ گے
تمہارا کافر ہونا نہایت بعید ہے غرض یہ کہ تم ایمان لاکر پھر جاؤ تمپر تو رات دن اللہ کی آیتین اُترتی ہین وہذا
کقولہ تعالیٰ ﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۙ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ
إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ الآیۃ حدیث مین آیا ہے حضرت نے ایک دن اصحاب سے فرمایا بتلاؤ تمکو کون سے مومن
بہت انوکھے معلوم ہوتے ہین کہا فرشتے فرمایا وہ کیون ایمان نہ لاوینگے وحی تو انہین پر اترتی ہے کہا ہم لوگ کہا
تم کیون ایمان نہ لاؤگے مین تمہارے درمیان موجود ہون کہا پھر کون لوگ عجیب مین ایمان دین فرمایا ایک

قوم تمہارے سے مدد آئیگی کہ میٹھے پانی جو کہ ان میں ہیں گا پھر ایمان لائیگی ابن کثیر کہتے ہیں یہ سند اس حدیث
کی صحیح کلام کے اول شرح بخاری میں ذکر کی ہے انتہی مراد صحت اسحدیث میں سے کتاب دعوت میں نکلتا ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا
وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ
اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْھَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ۝ او ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہیے اوس سے ڈرنا اور نہ مرو مگر مسلمان اور مضبوط پکڑو رسی اسکی
سب ملکر اور پھوٹ نڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں
اب ہوگئے اوسکے فضل سے بھائی اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے پھر تمکو اس سے خلاص کیا اسیطرح کھولتا ہے
تم پر نشانیاں اپنی شاید تم راہ پاؤ ف ایک مجلس میں مسلمان اور یہود تھے یہود نے مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا اور فتنہ
تھا کہ شمشیر چلے حضرت آپ وہاں پہنچے اور صلح کرا دی لڑائی اسطرح پر دیا کہ مدینے کے لوگ دو فرقے تھے اسلام سے پہلے تب
میں لڑتے تھے دونوں طرف بہت لوگ مرے اسوقت یہود نے دونوں کو وہی لڑائی یاد دلا کر غصہ دلایا اور لڑا دیا حقتعالے
مسلمانوں کو خبردار کرتا ہے کہ تم نہ بہکو اور آپس کا اتفاق نعمت سمجھو دیکھو کسطرح پہوٹ کر خراب ہو ف ابن
مسعودؓ نے کہا اللہ سے ڈرنا جیسا چاہیے وہ یہ ہے کہ اوسکی اطاعت کریں نافرمانی نکریں اسکو یاد رکھیں بھولیں
نہیں اسکا شکر کریں کفران نکریں رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ اس اسناد کو ابن کثیر نے صحیح کہا ہے یہ مضمون حدیث ابن مسعود
میں مرفوعا بھی آیا ہے حاکم نے اسکو صحیح بشرط شیخین پر بتایا ہے مگر ظاہر تر یہ ہے کہ موقوف ہے یہی قول مروہمدانی
و ربیع بن خیثم و عمرو بن میمون و ابراہیم نخعی و طاؤس و حسن و قتادہ و ابی سنان و سدی سے بھی مروی ہے انس
نے کہا بندہ اللہ سے جیسا چاہیے ویسا نہیں ڈرتا جبتک کہ اپنی زبان کو بند نرکھے سعید بن جبیر و ابو العالیہ و ربیع
بن انس و قتادہ و مقاتل بن حیان و زید بن اسلم و سدی وغیرہم کا مذہب یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے ناسخ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
مَا اسْتَطَعْتُمْ ہے ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت منسوخ نہیں ہے لیکن حق تقوی یہ ہے کہ راہ خدا میں جیسا چاہیے ویسا جہاد
کرے کسی کی ملامت سے نڈرے قائم ہو انصاف پر گو اپنی ہی جان پر کیوں نہ ہو اپنے آباء و ابنا پر قرطبی نے کہا جب یہ
آیت اتری صحابہ پر شاق ہوئی پھر آیت ناسخ مذکور آئی مقاتل نے کہا آل عمران میں فقط ایک یہی آیت منسوخ ہے بعض
نے کہا منسوخ نہیں ہے بلکہ مبین ہے مطلب یہ ہے کہ جہانتک تم سے ہو سکے دلوں تک تم اللہ سے جیسا چاہیے ویسا
ڈرو یہی اصوب ہے کیونکہ نسخ وہاں ہوتا ہے جہاں جمع نہ ہو سکے یہاں ممکن ہے ف یہ جو فرمایا کہ نہ مرو تم مگر

مسلمان ہو کا مطلب یہ ہے کہ حفاظت کرو اسلام کی بحال صحت وسلامت مین تاکہ اسلام ہی پر موت آوے یہ اس لیے کہ
کریم کی عادت یون ہی جاری ہو کر جو کوئی جس حالت پر زندہ رہتا ہے اسی پر مرتا ہے یہ اسکا فضل وکرم ہے جو جس حالت
پر مرتا ہے اسی حالت پر اوٹھیگا ابن کثیر نے کہا فَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ خِلَافِ ذٰلِكَ ابن عباسؓ کہتے ہین حضرتؐ نے اس آیت
کو پڑھکر فرمایا اگر ایک قطرہ زقوم کا دنیا مین ٹپکے تو سارے دنیا اہل دنیا پر انکے عیش کو بگاڑ دے پھر اوسکا کیا حال ہوگا
جسکا طعام ہی زقوم ہوگا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ ترمذی نے کہا
یہ حدیث حسن صحیح ہے حاکم نے کہا شرط شیخین پر ہے ابن عمرو مرفوعا کہتے ہین جسکو یہ بات پسند ہو کہ وہ آگ دوزخ
سے سرکا دیا جاوے جنت مین داخل ہو تو چاہیے اسکو موت آوے جبکہ وہ ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور دن آخر پر اور
برتاؤ کرے لوگون سے جیسا اپنے ساتھ لوگون کا چاہتا ہے رَوَاهُ اَحْمَدُ حدیث جابرؓ مین آیا ہے حضرتؐ نے تین دن پہلے
وفات سے فرمایا کہ نہ مرے کوئی تم مین کا مگر وہ نیک گمان رکھتا ہو ساتھ اللہ کے رَوَاهُ اَحْمَدُ مُسْلِمٌ ابو ہریرہؓ کا لفظ مرفوع
یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ فَاِنْ ظَنَّ خَيْرًا فَلَهٗ وَاِنْ ظَنَّ بِيْ شَرًّا فَلَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ
یعنے مین نزدیک گمان بندے اپنے کے ہون اگر گمان اسکا مجھ سے اچھا ہے تو ویسا اور جو مجھ سے بدگمان ہے تو ویسا ہی ہوگا
اصل اس حدیث کی صحیحین مین ثابت ہے۔ دوسرا لفظ یہ ہے یَقُوْلُ اللّٰهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ انسؓ نے کہا ایک
انصاری بیمار تھا حضرتؐ اسکو پوچھنے کو آئے دیکھا تو مرتا تھا سلام کیا پھر فرمایا تو کیسا ہے کہا اچھا ہون اللہ سے امید
رکھتا ہون اپنے گناہون سے ڈرتا ہون فرمایا جمع نہین ہوتین یہ دو نو باتین دل مین کسی بندے کے اس وقت مین مگر
دیتا ہے اوسکو اللہ امید اسکی امن مین رکھتا ہے اسکو خوف سے رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے حکیم بن حزام کہتے ہین بیعت کی مینے حضرتؐ سے کہ نہ گرون مین سجدہ مین مگر کھڑا
ہو کر رَوَاهُ اَحْمَدُ اس کے معنی یہ ہین کہ نہ مرون مین مگر مسلمان یا نہ مارا جاؤن مین مگر قتیل غیرہ پر فتح البیان مین
کہا ہے اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ استثنا مفرغ ہے اعم احوال ہو یعنی نہ ہو تم کسی حال پر سو حال اسلام کے جبکہ تم
مسلمان ہی ہو تاکید فرمائی سیوطی نے تحبیر مین کہا جو عوام کہتے ہین کہ مراد مُسْلِمُوْنَ سے اس جگہ مُتَزَوِّجُوْنَ
یعنی بے جورو کے مت مرو سو یہ تفسیر ہرگز درست نہین ہے اس طرح کی ایک آیت سورہ بقرہ مین بھی گذر چکی
ہے ظاہر مین تو نہی ہے مرنے سے مگر حال اسلام پر مگر مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اسلام پر دائم قائم رہو کیونکہ موت ایک
مقرری چیز ہے آوے گی ہی مرتے دم تک اسلام پر ثابت رہو **ف** مراد اللہ کی رسی سے اللہ کا عہد
ہے جیسا کہ دوسری آیت مین ہے اسکے اسباب ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ

مذکور ہے مقصود سب کا ایک ہی ہے کہ یہ امر اور قرآن ہے جس طرح حدیث حارث اعور میں علی مرتضیٰ سے مرفوعاً آیا ہے
کہ قرآن رسی ہے اللہ کی مضبوط اور صراط مستقیم ہے مگر اس کا بیان ایک حدیث خاص میں آئی ہے ابو سعید کہتے
ہیں حضرت صلعم نے فرمایا کِتَابُ اللّٰہِ هُوَ حَبْلُ اللّٰہِ الْمَمْدُوْدُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ رَوَاہُ ابُوْ جَعْفَرِ الطَّبَرِیُّ و عبد اللہ
کا لفظ یہ ہے حضرت صلعم نے کہا یہ قرآن مضبوط رسی ہے خدا کی ایک نور ہے چمکتا اور شفا ہے نافع ہے بچانا اس کے
لیے جس نے اسکو پکڑا اور نجات ہے واسطے اُس کے جس نے اس کی پیروی کی رَوَاہُ ابْنُ مَرْدُوْیَہ اسی کے مانند ایک بات
حذیفہ و زید بن ارقم سے بھی آئی ہے فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ مراد حبل سے اسلام ہے یا قرآن یا اخلاص توحید
یا عہد و امر پھر تفرق سے منع کیا کہ جس طرح یہود و نصاریٰ متفرق ہو گئے ہیں اس طرح تم اسلام میں جدا جدا نہ ہو جاؤ
یا جس طرح اہل جاہلیت ایک دوسرے کو الگ الگ تھے یا ایسی بات نہ کرو جس سے آپس میں تفرقہ پڑے اجتماع جاتا رہے مطلب یہ
ہے جو تفرقہ اختلاف فی الدین کا ہے اس سے منع کیا کیونکہ فرقت عادت جاہلیت ہے ابن کثیر کا لفظ یہ ہے کہ حکم
کیا ہے جماعت کا منع کیا ہے تفرقے سے اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں ابو ہریرہ نے کہا ہے حضرت صلعم نے فرمایا
اللہ پسند کرتا ہے تمہارے لیے تین کام اور ناراض ہوتا ہے تم سے تین کام پر پسند کرتا ہے اس بات کو کہ
عبادت کرو تم اس کی اور شریک نہ کرو ساتھ اس کے کسی چیز کو اور پکڑو تم سب رسی اللہ کی اور جدا نہ ہو اور خیر خواہی
کرو اُسکی جسکو اللہ نے والی کیا ہے تمہارے کام کا ناخوش ہوتا ہے قیل و قال و کثرت سوال و اضاعت مال سے
میں بیشک ضامن ہوں اُنکے لیے صحت کا خلاصہ جبکہ وہ متفق رہیں رَوَاہُ مُسْلِم اس باب میں اور بھی کئی حدیثیں
آئی ہیں اون میں افتراق سے نہی کی ہے اجتماع و ائتلاف کا امر فرمایا ہے سو جس بات کا ڈر تھا اب بھی ہو گئی
کہ اس امت میں تہتر فرقے ہو گئے اون میں سے ایک فرقہ ناجی ہے جو جنت میں جاویگا عذاب نار سے سلامت رہیگا
یہ وہ فرقہ ہے جو طریقہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور طریقہ اصحاب پر ہے باقی سب ناری ہیں **ف** یہ آیت
کہ جب تھے تم اعداء پھر باہم تمہارے الفت دی گئی شان میں اوس و خزرج کے اتری ہے انکے آپس میں عہد
جاہلیت لڑائی رہتی تھی سخت عداوت و دشمنی تھی جسکے سبب بہت وقائع ہوئے تھے جب اسلام آیا اور ہر کوئی اس
میں داخل ہوا اب ایک دوسرے کے بھائی ہو گئے بر و تقویٰ پر متعاون یکدیگر ہیں بسبب اللہ کے لیے آپس میں مل جل
گئے کما قال تعالیٰ هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَکَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ الی آخر الآیۃ بسبب کفر کے کنارے
پر گڑھے کے گئے تھے اللہ نے ہدایت ایمان کی کرکے اُنکو اس سے بچا دیا حضرت صلعم نے اس بات کا اُن پر احسان
رکھا جس دن غنیمت حنین کو بانٹا اور بعض لوگوں نے عتاب کیا کہ فلاں کو ہمسے زیادہ حصہ ملا تو آپ نے خطبہ پڑھا

[illegible]

اس مین یہ فرمایا کہ گرچہ تم اسکے پہلے گمراہی مین پاے تہے پہر اللہ نے میرے سبب تمکو ہدایت کی تم جدا جدا تہے
میرے سبب تمکو باہم الفت بخشی محتاج تہے اللہ نے میرے سبب تمکو غنی کردیا غرض جو بات آپ فرماتے تہے سب کہتے تہے
ہے کہ اللہ و رسول کا احسان ہے ابن محمود بن اسحاق وغیرہ کا لفظ یہ ہے کہ ایک یہودی کا گذر جماعت اوس و خزرج پر ہوا
اسکو انکا اتفاق و اتحاد برا لگا اور اس نے ایک آدمی کو بہیجا کہ انکے پاس بیٹہکر جنگ بعاث کا چرچا کیا کرے کہ جنگ
بعاث مین کیسی لڑائی ہوئی تہی وہ شخص یہی کیا کرتا تہا یہانتک کہ نفوس قوم کو حمیت آگئی بعض نے بعضون پر غصہ کیا اور ہتہیار
لوگون کو بلایا ہتہیار طلب کیے اور وعدہ کیا کہ حرہ پر جا کر لڑائی کرینگے یہ خبر حضرت کو پہونچی تشریف لا کر انکو نصیحت کی اور
فرمایا کیا تم دعوی جاہلیت کرتے ہو اور مین تمہارے درمیان موجود ہون پہر آپ نے یہ آیت پڑہی وہ جانبین کے لوگ
نادم ہوے باہم صلح کرلی ایک دوسرے کے گلے ملے ہتہیار ڈالدیے حکم نسخ پہلی آیت انہیں کے حق مین اتری ہے
جبکہ قضیہ انکے یہود کی شرارت سے تہے واللہ اعلم وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ

الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ

أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي

رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ ۝

ع وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ چاہیے کہ رہے تم مین ایک جماعت بلاتی
نیک کام پر حکم کرتی پسند بات کا منع کرتی ناپسند کو وہی ہین پہونچے مراد کو مت ہو انکی طرح جو پہوٹ گئے اور اختلاف کرنے
لگے بعد اسکے کہ پہونچ چکے انکو حکم صاف انکو بڑا عذاب ہے جس دن سفید ہونگے بعض منہ اور سیاہ ہونگے بعض منہ
سو وہ جنکے منہ سیاہ ہوے کیا تم کافر ہو گئے ایمان مین آکر اب چکہو عذاب بدلا اس کفر کرنے کا اور وہ جو سفید ہوے
منہ انکے سو رحمت مین ہین اللہ کی اور اسمین رہ پڑے یہ حکم ہین اللہ کے ہم سناتے ہین تجکو تحقیق اور اللہ ظلم نہین
چاہتا جہان والون پر اور اللہ کا مال ہے جو کچہ ہے آسمان و زمین مین اللہ تک ہے رجوع ہر کام کی ف معلوم
ہوا کہ مسلمانون مین فرض ہے ایک جماعت قائم رہے جہاد کرنے کو دین کا تعمیل کرنے کو تاکہ خلاف دین کوئی
کرے اور جو اس کام پر قائم ہونگے وہی کامیاب ہین اور یہ کہ کوئی کسی پر اعتراض نکرے جو ہو تب بین خود عیسی ابن
خود یہ راہ مسلمانی کی نہین یہ بہی معلوم ہوا کہ سیاہ منہ انکے ہین جو مسلمانی مین کفر کرتے ہین اپنے منہ سے کلمہ
اسلام کہتے ہین عقیدہ خلاف اسلام کے رکہتے ہین سب فرقون گمراہ کا یہی حکم ہے جہاد اور امر بمعروف کا حکم

فرمایا یعلم نعنع حلق بالنکی یعنی جہاد میں الٹی بات ہی بولو کہ جب مال اللہ کا
ہے یہ خمسہ موضع [illegible] سے کہا گیا۔ ابن کثیر کا لفظ یہ ہے کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ ایک گروہ تم میں کا ایسی بات
پر قائم ہو کہ وہ سب لوگوں کو طرف خیر کے بلائے معروف کا حکم کرے منکر سے روکے یہی گروہ فلاح پانے والا ہے ضحاک نے
کہا مراد اس گروہ سے خاص صحابہ و خاص روات ہیں یعنی مجاہدین و علمائے حدیث مگر کوئی وجہ اس تخصیص کی نہیں ہے
اس لیے کہ خطاب آیت میں ویسا ہی ہے جیسے سائر امور شرع کا خطاب سارے عباد کو ہے وہ سب کے ساتھ مکلف
ہیں محمد بن باقر علیہ السلام نے کہا ہے کہ حضرت نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا اَلْخَيْرُ اتِّبَاعُ الْقُرْاٰنِ وَسُنَّتِيْ رَوَاهُ ابْنُ مَرْدَوَيْه
یعنی مراد دعوت الی الخیر سے دعوت ہے طرف اتباع کتاب و سنت کی یہ تفسیر مرفوع ہے سیر پر مقدم ہے مقصود
آیت سے یہ ہے کہ ایک فرقہ امت کا اسی کام کے لیے رہے اگرچہ یہ کام ہر فرد امت پر موافق اسکے حال کے
واجب ہے جس طرح صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ کی حدیث مرفوعا آیا ہے جو کوئی تم میں سے کسی منکر کو دیکھے تو اسکو اپنے ہاتھ سے
مٹا دے اگر ہاتھ سے نہ مٹا سکے تو زبان سے اگر زبان سے بھی مٹا نہ سکے تو دل سے یہ ایمان بہت ضعیف ہے دوسری
روایت میں ہے کہ نہیں ہے بعد اسکے ایمان برابر ایک رائی کے حذیفہ بن الیمانؓ کا لفظ مرفوع یہ ہے قسم ہے
اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے تم البتہ حکم کرو معروف کا منع کرو منکر سے نہ نزدیک ہے کہ خدا بھیجے گا اپنے
پاس سے پھر تم اللہ سے دعا کرو گے وہ اسکو قبول نہ کریگا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَه ترمذی نے کہا یہ حدیث
حسن ہے اس طرح کی بہت سی احادیث آئی ہیں جس طرح بہت سی آیات بھی آئی ہیں انتہی قرطبی نے کہا امر معروف
نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے یہ کام اہل علم کا ہے جو معروف و منکر پہچانتے ہیں اللہ نے انکو جتا دیا ہے اس آیت
میں اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ الآيَة ابو العالیہ نے کہا قرآن کے اندر جس جس آیت میں اللہ
پاک نے ذکر امر معروف نہی عن المنکر کا کیا ہے مراد اس سے اسلام و عبادت اوثان ہے مگر یہ تخصیص بالخصوص
لغت عرب و عرف شرع میں کوئی دلیل اسپر نہیں ہے آیت دلیل ہے وجوب امر معروف نہی عن المنکر پر یہ وجوب
کتاب و سنت دونوں سے ثابت ہے بلکہ یہ کام اعظم واجبات شریعت مطہرہ سے ہے ایک اصل عظیم ہے اصول
شرع سے ایک رکن شدید ہے ارکان اسلام کمال نظام رفع سنام دین اسی پر موقوف ہے جو لوگ یہ کام کرتے
ہیں وہ مخصوص ہیں ساتھ فلاح و فوز کے ف پھر اللہ پاک نے اس امت کو منع کیا ہے اس بات سے کہ وہ اگلی
امتوں کی طرح افتراق و اختلاف کر کے امر معروف نہی عن المنکر ترک کر دیں حالانکہ حجت انپر قائم ہو چکی
ہے عبداللہ بن لحی کہتے ہیں ہم نے حج کیا ساتھ معاویہ بن ابی سفیان کے جب ہم مکے پہونچے معاویہ نے بعد نماز ظہر

سے کہ ہرے ہو کر کہا حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بیشک اہل کتاب دین میں فرقے فرقے ہو گئے بہتر ملت پر اور یہ امت تہتر فرقے ہو جائیگی سب نار میں ہیں مگر ایک اور وہ جماعت ہے میری امت میں قوم ہونگی کہ گھس جائینگی ان میں خواہشیں جیسے ہڑک کا اثر ہے کا اثر دیوانے کتے کا انہیں گھستی ہے اس سے کوئی رگ اور کوئی جوڑ مگر وہ اس میں داخل ہوتا ہے واللہ اے گروہ عرب اگر قائم نہ ہوگے تم اس چیز پر جو تمہارے نبی لائے ہیں تو اسکے سوا اور لوگوں کے تو بہر وہ تمہارے ساتھ بہی نہ ہونگی رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ یہ حدیث کئی طریق سے آئی ہے ابن عمرو کا لفظ یہ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل بہتر ملت پر متفرق ہوگئے یہ امت تہتر ملت پر متفرق ہوگی سب کے سب آگ میں ہونگے مگر ایک ملت کہا وہ کون ملت ہے فرمایا جس پر میں ہوں اور میرے یار ہیں رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فتح البیان میں ہے مراد اہل افتراق و اختلاف سے اس آیت میں یہود و نصاریٰ ہیں نزدیک جمہور مفسرین کے کیونکہ ہر ایک ملت والا ان میں کئی ایک فرقے ہوگیا ہے ہر ایک نے تاویلات زائغہ نکالی آیات نافعہ کو چھپا ڈالا بطمع حطام دنیا تحریف کرڈالی بعض نے کہا مراد مبتدعین امت اسلام کی بعض نے کہا مراد خوارج ہیں ظاہر قول اول ہے کسی نے کہا یہی ہے تفرق و اختلاف مسائل اصولیہ میں ہے مسائل فرعیہ اجتہادیہ سو ان میں اختلاف جائز ہے صحابہ و تابعین ہمیشہ احکام حوادث میں مختلف تہے مگر اس قول میں نظر ہے کیونکہ انہیں منکرین اختلاف بہی موجود تہے تخصیص بعض مسائل کی ساتھ جواز اختلاف کے نہ بعض دیگر کی کچھ ٹھیک بات نہیں ہے سارے مسائل شرعیہ انتساب الی الشرع میں متساوی الاقدام ہیں ابو ہریرہ نے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا ہے یہود اکہتر فرقے ہوگئے نصاریٰ بہتر میری امت تہتر أَخْرَجَهُ أَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ یہ تفرق ان میں بعد آنے حجج واضحات کے پڑا انہوں نے جان بوجھکر اختلاف کیا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان متفرقین مختلفین کیلیے عذاب عظیم ہے یعنی آخرت میں اس آیت میں مومنین کو تفرق و اختلاف سے زجر عظیم فرمایا ہے حدیث ابو ذر میں مرفوعاً آیا ہے جس نے چھوڑا جماعت کو ایک بالشت اس نے رسی اسلام کی اپنی گلے سے نکال ڈالی أَخْرَجَهُ أَبُوْدَاوُدَ عمر بن خطاب سے مرفوعاً کہتے ہیں جس کسی کو بیان خوش لگے کہ وہ وسط جنت میں ہو اسکو چاہیے کہ وہ جماعت کو پکڑے رہے کیونکہ شیطان ہمراہ اکیلا آدمی کے ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے دور تر رہتا ہے رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ بِسَنَدِهٖ معاذ بن جبل کا لفظ مرفوع یوں ہے کہ شیطان بہیڑیا ہے انسان کا جیسے بکری کا بہیڑیا ہوتا ہے کہ اکیلی بکری کو اٹھا لیجاتا ہے جو ادہر ادہر کسی کنارے پر تنہا چرتی ہوتی ہے سو بچتے رہو تم شعاب سے یعنی پگ ڈنڈی راہوں سے تم پکڑو جماعت و عامہ کو رَوَاهُ أَحْمَدُ مراد جماعت سے ان حدیثوں میں جماعت صحابہ و تابعین و تبع تابعین ہے حدیث مالک بن انس میں مرسلاً آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے

فرمایا یہ نے چھوٹے ہیں تم میں وکلام تم گرا منہ ہوگے پہیک کہ انکو کہ سے بہکے کتاب اللہ وسنت رسول سے
رواہ فی نوادرہ **ف** ابن کثیر نے کہا کہ یعنی سیاہی منہ کی دن قیامت کے ہو گی اہل سنت وجماعت کے منہ
سفید ہونگے اہل بدعت و فرقت کے منہ سیاہ ہونگے یہی قول ہے ابن عباس کا حسن بصری نے کہا وہ لوگ جو بعد ایمان
کے کافر ہوگئے اور سوائے ان کے سیاہ ہونگے وہ منافقین ہیں اُن سے کہا جاویگا اب چکھو مزا اپنے کفر کا یہ وصف شامل
ہے ہر کافر کو سفید منہ والے اللہ کی رحمت کے ہمیشہ جنت میں رہینگے یعنی وہاں سے کبھی نہ نکالے جاینگے ترمذی نے اس
آیت کی تفسیر میں ابو غالب سے روایت کیا ہے کہ ابو امامہ نے کچھ سر لوگوں کے مسجد دمشق کی زینوں پر لٹکے ہوئے دیکھے
کہا یہ آگ کے کتے ہیں بُرے مقتول ہیں نیچے آسمان کے بہتر قاتل وہ ہیں جنھوں نے انکو قتل کیا ہے پھر یہ آیت پڑھی میں نے ابو
امامہ سے کہا کیا تم نے یہ حدیث حضرت سے سنی ہے کہا کیا ایک بار بلکہ دو بار تین بار چار بار یہانتک کہ سات بار تک
گن کر کہا اگر میں اتنی بار سنتا کبھی تم سے نہ کہتا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے رواہ ابن ماجہ واحمد
وغیرہ ابن کثیر کہتے ہیں ابن مردویہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نہایت عجیب غریب حدیث ذکر کی ہے انتہی پھر اللہ نے
یہ کہا کہ یہ ہماری آیتیں اور حجتیں ہیں جو بھیجتے ہیں اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ پر ہم یہی ہیں اون میں حال دنیا وآخرت
کا کھول دیا ہے اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے وہ تو حاکم عادل ہے ہر شے پر قادر ہے ہر شے کا عالم ہے پھر اسکو ظلم
کرنا کس طرح روا ہو سکتا ہے اسی سبب یہ فرمادیا کہ جو کچھ آسمانوں زمین میں ہے وہ سب اُسی کی ملک وعبودیت میں ہے مرجع
سارے امور کا اوسی کی طرف ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى
وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِنَ اللَّهِ
وَحَبْلٍ مِنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ
اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ تم ہو بہتر سب امتوں سے جو پیدا
ہوئی ہیں لوگوں میں حکم کرتے ہو پسند بات کا منع کرتے ہو نا پسند سے ایمان لاتے ہو اللہ پر اگر ایمان لے آتے اہل کتاب
انکو بہتر تھا کوئی ہیں انمیں ایمان پر اور اکثر بیحکم ہیں وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑینگے مگر ستانا اور اگر تم سے لڑینگے تو تمہیں
پیٹھ دینگے پھر انکو مدد نہو گی ماری گئی ہے اُنپر ذلت جہاں دیکھے جاویں سواے دستاویز اللہ کے اور دستاویز لوگوں کی اور کما
لائے غصہ اللہ کا اور ماری گئی ہے اُنپر محتاجی یہ اسواسطے کہ وہ رہے ہیں منکر اللہ کی آیتوں سے اور مارتے رہے نبیوں
کو ناحق یہ اس سے کہ وہ بیحکم ہیں اور حد سے بڑھتے ہیں **ف** تم قرآن میں ہے یعنی یہ امت ہر امت سے بہتر ہے

نہیں وہ حضرت کی عمر بہوت تہمی جہاد لما لیاں ہر ہینے توحید کا تقید اس شرع اور دین میں نہیں ہے بہو وہ دنیا میں
بہی اپنی حکومت سے خیر و صلاح و تقوی نہ رکہیں گے بعض ہیں نہ ہے جنکی عمل دین میں لائے ہیں اُنکے طفیل سے بچے ہیں
لوگوں کی دستگیری کسی کی رعیت میں آگئی جاوے پر رکہیں انتہے اسد پاک نے اس کو بہ خیر لفظ میں خبر دی ہے
کہ امت محمدیہ بہترین امم ہے ابوہریرہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ تم بہتر لوگ ہو واسطے لوگوں کے لاتے ہو انکو گلون
میں زنجیروں میں ڈالکر یہاں تک کہ وہ داخل سلام ہو جاتے ہیں یہی قول ابن عباس و مجاہد و عوفی و عکرمہ و عطا و ربیع کا ہے یعنی
كُنْتُمْ خَيْرَ النَّاسِ لِلنَّاسِ مطلب یہ کہ تم انفع الناس للناس و خیر الامم ہو درہ بنت ابی لہب کہتی ہے ایک آدمی نے کہڑے
ہوکر حضرت سے جبکہ وہ منبر پر تہے کہا کون لوگ بہتر ہیں فرمایا جو اقرأ و اتقی ہو آمر بمعروف ناہی عن المنکر ہے و اوصل
کہ نعم للاب ہے رواہ احمد ابن عباس کہتے ہیں مراد اس امت سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت کے ساتھ ہجرت کی مکے
سے مدینے کو ابن کثیر نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے حق میں ساری امت کے ہر قرن مطابق اپنے درجے کے بہتر اور خیر
قرون وہ قرن ہیں جن میں حضرت مبعوث ہوئے پہر جو اون سے نزدیک ہیں پہر جو انسے قریب ہیں جس طرح دوسری آیت میں فرمایا
ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ الآیۃ معاویہ بن حیدہ کہتے ہیں حضرت نے
فرمایا ہے تم پورا کرتے ہو ستر امت کو تم بہتر اور بزرگ تر ہو اُن میں اللہ پر رواہ احمد والترمذی و ابن ماجۃ والحاکم
حدیث مشہور ہے ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے معاذ بن جبل و ابوسعید سے بہی یہی آیا ہے بہلائی اس امت کی بہ تعصب سبقت اس
امت کو اُنکے نبی کے سبب سے ہاتھ لگا ہے کیونکہ حضرت اشرف خلق اللہ اکرم رسل اللہ ہیں اللہ نے انکو وہ شرع کامل عظیم
دیکر بہیجا ہے جو نہ کسی نبی کو اون سے پہلے نہ کسی رسول کو قبل انکے دی تہی سو اس امت کا تہوڑا عمل تہوڑا چلنا وہ کام کرتا ہے
جو غیر کے اعمال کثیر نہیں کرتے حدیث علی مرتضی میں مرفوعا آیا ہے کہ جو مجہکو دیا گیا وہ کسی نبی کو پہلے مجہسے نہیں
دیا گیا ہمنے کہا وہ کیا ہے فرمایا میں مدد دیا گیا ہوں ساتھ رعب کے مجہکو زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں میرا نام احمد
رکہا گیا ہے میرے لیے مٹی طہور کر دی گئی ہے میری امت خیر الامم بنائی گئی ہے رواہ احمد اس کی سند حسن ہے ابوالدرداء
کہتے ہیں حضرت نے فرمایا اللہ تعالی نے کہا اے عیسی میں اُٹہاؤنگا بعد تیرے ایک امت اگر پہونچیگی انکو وہ چیز جو چاہتے
ہیں تو حمد و شکر کرینگے اور اگر پہونچیگی انکو وہ چیز جو مکروہ ہے تو امید اجر کی رکہیں گے صبر کرینگے نہ حلم ہے نہ علم کہا اے رب یہہ
کام وہ کیونکر کرینگے نہ حلم ہوگا نہ علم فرمایا میں دونگا انکو اپنے علم و حلم سے رواہ احمد پہر ابن کثیر نے کہا اس جگہ کچہہ
ہم شئین ذکر کی ہیں جنکا ذکر مناسب ہے ابوبکر صدیق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے دیئے گئے مجہکو
ستر ہزار بغیر حساب جنت میں جاوینگے انکے منہ جیسے چاند چودہویں رات کا اور ان سب کے دل جیسے ایک آدمی کا دل

ف: از سطح کیسے حکومت مستقل کر تم ہو جاتیو اسے لگا نہ اور رسول و تیر تا خیر الا ۱۲ ۱۲ ۱۲

پہر میں نے رب سے زیادہ مانگا مجھکو زیادہ یا ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار اور دیے ابوبکر نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ ان
دیہات اور جنگل والے ہونگے اخرجہ احمد و در لفظ یہ کہ حضرت نے فرمایا ہے مجھکو میرے رب نے ستر ہزار جو داخل ہونگے
بہشت میں بیحساب عمر نے کہا آپ نے زیادہ مانگا فرمایا مانگا تہا ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور مجھکو دیے عمر نے کہا اور
زیادہ مانگا ہوتا فرمایا مانگا تہا ہر آدمی کے ساتہ ستر ہزار اور بخشے پہر عمر نے یہی کہا کہ آپ نے اور زیادہ مانگی ہوتی
فرمایا میں نے مانگے تہے سو اسقدر دیے عبد الرحمن بن ابی بکر نے دونوں ہاتہ پہیلا کر بتایا عبد اللہ نے کہا دونوں ہاتہ
پہیلائے پہر عبد اللہ نے لپ کر بتایا اور ہشام نے کہا اللہ کیطرف سے اسکی گنتی نہیں معلوم رواہ احمد و نحوہ ابن
مروفا کہا ہے کہ داخل ہونگے جنت میں میری امت کے ستر ہزار جنپر نہ حساب ہے نہ عذاب ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہونگے امام احمد
ستر ہین ساتھ اسحدیث کی سب رجال اس اسناد کے ثقات ہیں قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ولِلّٰہ الحمد طبرانی کا لفظ ابو
سے مرفوعاً یہی ہے کہ میرے رب عز وجل نے مجھسے وعدہ کیا ہے ستر ہزار کا میری امت کے کہ انکا حساب نہ ہوگا ہر ہزار کے
ساتھ ستر ہزار ہونگے ابن مسعود کہتے ہیں ایک رات ہم پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سی باتیں کہیں
پہر صبح کو گئے فرمایا آج کی رات سارے انبیاء اپنی امتوں کے مجہے دکہلائے گئے ایک نبی نکلے گذر گیا اسکے ساتھ
تین آدمی تہے کسی نبی کے ساتھ عصابہ کسی کے ساتہ نفر کسی کے ساتہ کوئی بہی نہیں یہانتک کہ موسیٰ گذرے جنکے ہمراہ
انکے ہمراہ ایک گروہ بنی اسرائیل کا تہا وہ مجہے اچہے لگے میں نے کہا یہ کون ہے کہا تمہارے بہائی موسیٰ ہیں انکے
ساتہ بنی اسرائیل ہیں میں نے کہا میری امت کہاں ہے کہا اپنی داہنی طرف دیکہو دیکہا تو ایک جہان لوگوں سے
بہرا ہوا ہے مجہے کہا تو راضی ہوا میں نے کہا اے رب میں راضی ہوا مجہے کہا انکے ہمراہ ستر ہزار بیحساب جنت میں جاوینگے
حضرت نے فرمایا پہر میرے ماں باپ فدا ہوں اگر تم سے ہو سکے کہ تم ان ستر ہزار میں ہو تو ہوجاؤ اگر تم قاصر ہو تو اہل
ظراب میں سے ہو اس سے بہی قاصر ہو تو اہل افق میں ہو کیونکہ میں نے وہاں بہت لوگوں کو دیکہا کہ وہ باہم خلط ملط ہو رہے
تہے پس عکاشہ بن محصن نے کہڑے ہوکر کہا اے رسول خدا دعا کرو اللہ سے کہ مجہکو ان میں سے کرے یعنی ان ستر ہزار میں حضرت نے
انکے لیے دعا کی ایک دوسرے آدمی نے کہڑے ہوکر یہی کہا فرمایا عکاشہ نے تجہ سے پہلے یہ دعا لی پہر ہم نے آپس
میں باتیں کیں کہ یہ ستر ہزار وہ لوگ ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے ہیں انہوں نے اللہ کے ساتہ کسی شے کو شریک نہیں
کیا یہانتک کہ مر گئے پہر حضرت کو یہ خبر پہنچی فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو منتر نہیں کراتے داغ نہیں دیتے بدفالی نہیں لیتے
اپنے رب پر بہروسا رکہتے ہیں تعالٰی الحمد ہذا الشکل کمثل الیتامیٰ دوسری روایت میں آتا اور زیادہ
آیا ہے کہ جب حضرت نے کہا اے رب میں راضی ہوا تو فرمایا اپنی بائیں طرف دیکہو دیکہا تو سارا افق لوگوں سے

پیدا ہوا ہے مجھ سے کہا تو خوش ہوئے کہا ہاں اسناد اسکی بہ شرط مسلم ہے اور مسند میں ساتہ اسکے قریب حدیث میں
ابن مسعود سے مرفوعاً آیا ہے کہ دکھلائی گئیں مجھکو امتیں موسم میں پھر میں نے اپنی امت دیکھی اُنکی کثرت و ہیئت مجھکو پسند آئی
میدان پہاڑ اُنسے بہر گیا تہا مجھ سے کہا اے محمد تم راضی ہوئے میں نے کہا ہاں فرمایا ہمراہ انکے ستر ہزار وہ ہیں جو بے
حساب جنت میں جاوینگے یہ وہ لوگ ہیں جو منتر نہیں کراتے نہ فال بد لیتے ہیں اپنے رب پر توکل کرتے ہیں
عکاشہ بن محصن نے کہڑے ہوکر کہا اے رسول اللہ دعا کرو اللہ سے کہ وہ مجھ کو اُن میں سے کرے فرمایا تو انمیں
سے ہے ایک دوسرے شخص نے بھی یہی کہا فرمایا سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ رَوَاهُ أَحْمَدُ حافظ ضیاء مقدسی کہتے
ہیں یہ حدیث نزدیک میرے بر شرط مسلم ہے عمران بن حصین کا لفظ یہ ہے حضرت نے کہا داخل ہونگے جنت میں ستر
ہزار میری امت سے بیحساب بے عذاب پوچھا گیا وہ کون لوگ ہیں فرمایا جو منتر نہیں کراتے نہ داغ دیتے ہیں
اور نہ فال بد لیتے اپنے رب پر بہروسا رکہتے ہیں رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَمُسْلِمٌ ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے کہا
داخل ہوگا جنت میں میری امت سے ایک گروہ وہ ستر ہزار ہونگے اُن کے منہ ایسے چمکتے ہونگے جیسے چاند چودھویں
رات کا عکاشہ بن محصن اسدی کہڑے ہوکر اپنا کمل سنبہال کر کہا اے رسول خدا دعا کر اللہ مجھکو اُن میں سے
کردے فرمایا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ پہر ایک انصاری کہڑے ہوکر یہی کہا فرمایا تجھ سے پہلے عکاشہ لے گیا رَوَاهُ
الشَّيْخَانِ سہل بن سعد کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے کہا داخل ہونگے میری امت سے ستر ہزار یا سات لاکھ ایک دوسرے
کا ہاتہ پکڑے ہوئے یہاں تک کہ سارے اگلے پچھلے انکے بہشت میں جاوینگے انکے منہ صورت قمر لیلۃ البدر پر ہونگے اَخْرَجَ
الطَّبَرَانِيُّ وَالشَّيْخَانِ جَمِيعًا ابن عباس سے مرفوعاً آیا ہے عرض کی گئیں مجھپر امتیں دیکہا میں نے ایک نبی کو اسکے
ہمراہ ایک رہط یعنی گروہ ہے کسی نبی کے ہمراہ ایک یا دو آدمی ہیں کسی نبی کے ساتہ کوئی بہی نہیں ہے اسی اثنا میں
ایک سواد عظیم مجھے دکہلایا گیا میں نے گمان کیا کہ یہ میری امت ہوگی مجھ سے کہا یہ موسی اور انکی قوم ہے لیکن تو افق یعنی کنارہ
آسمان کی طرف دیکہ تو ناگہاں ایک سواد عظیم ہے مجھ سے کہا دوسرے افق کو دیکہ دیکہا تو ایک سواد عظیم ہے مجھ سے کہا یہ تیری امت ہے اور انکے ہمراہ ستر ہزار ہیں جو بے حساب و عذاب
جنت میں جاوینگے پہر حضرت اٹہکر گہر میں چلے گئے لوگوں نے خوض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں جو بغیر حساب و عذاب جنت
میں جاوینگے بعض نے کہا شاید اصحاب رسول اللہ صلے اللہ وآلہ وسلم ہیں بعض نے کہا شاید وہ ہیں جو اسلام
میں پیدا ہوئے کسی کو اللہ کے ساتہ شریک کیا اسیطرح اور چیزوں کا ذکر کیا اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے باہر آکر فرمایا تم کیا خوض کر رہے ہو لوگوں نے بیان کیا فرمایا هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْقُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ
وَلَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ عکاشہ بن محصن نے کہا آپ دعا کرو کہ اللہ مجھکو انمیں

میں سے کرے فرمایا الٰہی اسکو ان میں کر پھر ایک دوسرا شخص نے کھڑے ہو کر کہا دعا کیجئے اللہ مجھکو ان میں کرے فرمایا سبقک بہا
عکاشۃ رواہ مسلم اس حدیث کو بخاری نے بھی روایت کیا ہے مگر لفظ یہ ثابت نہیں ہے ابو امامہ باہلی کا
لفظ یہ ہے کہ وعدہ کیا مجھسے میرے رب نے اسبات کا کہ داخل کرے میری امت سے ستر ہزار کو جنت میں ہر ہزار کیساتھ
ستر ہزار ہونگے جنپر حساب ہے نہ عذاب پھر تین لپ بھی میرے رب کے لپوں میں سے رواہ الطبرانی عن ابی امامۃ
والحکیم الترمذی ابن کثیر نے کہا اسناد طبرانی جید ہے دوسرا لفظ ابو امامہ کا یہ ہے حضرت نے کہا اللہ نے مجھسے وعدہ
کیا ہے کہ داخل کریگا جنت میں ستر ہزار کو بغیر حساب کے میری امت میں سے یزید بن اخنس نے کہا واللہ نہیں ہیں وہ
تمہاری امت میں مگر مثل ذباب اصہب کے ذباب میں فرمایا اللہ نے ستر ہزار کا وعدہ کیا ہے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہونگے پھر تین لپ
بھر کر دینے ہیں رواہ ابن ابی عاصم ابن کثیر نے کہا یہ اسناد حسن ہے عتبہ بن عبد السلمی نے کہا حضرت نے
فرمایا ہے میرے رب عز وجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ داخل ہونگے میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب پھر ہر ہزار ستر ہزار
کی شفاعت کریگا پھر میرا رب اپنے دونو کف دست سے تین لپ بھریگا عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور کہا پہلے ستر
کو اللہ شفیع کریگا انکے آبا و ابنا و عشیرہ میں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ مجھکو پچھلے لپوں میں کرے رواہ
ابو القاسم الطبرانی حافظ ضیاء مقدسی نے کتاب صفۃ الجنۃ میں کہا ہے کہ لا اعلم لہذا
الاسناد علۃ واللہ اعلم رفاعہ جہنی نے کہا آئے ہم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر جب کدید یا قدید
میں پہنچے تو حضرت نے ایک حدیث فرمائی اس میں یہ بھی کہا کہ وعدہ کیا مجھسے میرے رب عز و جل نے کہ داخل کرے
میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب کے اور مجھکو امید ہے کہ وہ داخل نہ ہونگے اس میں جبتک کہ جگہ بناؤ تم اور جو صالح ہیں
تمہاری ازواج و ذریات سے مساکن جنت میں رواہ احمد حافظ ضیاء نے کہا یہ حدیث میرے نزدیک شرط مسلم
پر ہے ان احادیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ وہ ستر ہزار علاوہ صحابہ ہیں گو بعض صحابہ بھی مثل عکاشہ انمیں
داخل ہیں انس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھسے وعدہ کیا ہے اسبات کا کہ
داخل کرے جنت میں میری امت سے چار لاکھ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کچھ بڑھا دیجئے اے رسول خدا فرمایا واللہ
اسقدر عمر نے کہا بس کر دو اے ابوبکر ابوبکر نے کہا چھوڑ دو مجھکو تمہارا کیا نقصان ہے اگر اللہ ہم سب کو جنت
میں لیجائے عمر نے کہا اللہ اگر چاہے تو ایک ہتھیلی میں ساری خلق داخل جنت کر دے حضرت نے فرمایا عمر سچ کہتے ہیں رواہ
عبد الرزاق والتفرد حافظ ضیاء نے کہا اس حدیث کو ابو نعیم اصبہانی نے بھی روایت کیا ہے مگر وہ حدیث غریب
ہے دوسرا لفظ انس کا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا داخل ہونگے جنت میں میری امت سے ستر ہزار کہا زیادہ فرمائیے رسول خدا فرمایا

ہر آدمی کے ساتھ ستر ہزار ہونگے کہا اور بڑھا دو وہ بولے یہ لیجئے پھر فرمایا اے سعد پھر دو فرمایا حتے ہے تب بتایا
اے رسول اللہ وہ لوگ ایسے ہیں کہ الا اللہ نے انکو جو داخل ہونگے ان میں بعد اسکے رَوَاہُ اَبُو یَعْلیٰ ابن کثیر نے کہا یہ اسناد جید ہے
اسکے سب رجال ثقات ہیں سوا عبد القاہر بن سری کے مگر ابن معین نے انکو صالح بتایا ہے ابو مالک کا لفظ یہ ہے
حضرت نے کہا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں ہے جان محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبعوث ہونگے تم میں سے دن قیامت
طرف جنت کے مثل کالی رات کے وہ گروہ سارا زمین کو گھیر لیگا فرشتے کہینگے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
اتنے آئے جتنے ہمراہ اور نبیوں کے نکلے یا اون سب سے زیادہ ہیں رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ وَھٰذَا اِسْنَادٌ حَسَنٌ یہ حدیث
فضیلت و شرف و کرامت میں اس امت کے جس کو خیر الامم ہونا اسکا دنیا و آخرت میں ثابت ہوتا ہے نزدیک امام احمد
کے جابر رضی اللہ عنہ سے یہ آئی ہے کہ انہوں نے حضرت کو سنا فرماتے تھے میں امید رکھتا ہوں کہ جو لوگ میری تابع ہونگے میری
امت سے دن قیامت کے وہ ربع اہل جنت ہونگے ہمنے تکبیر کہی فرمایا مجھکو امید ہے کہ ایک تہائی لوگ ہونگے ہمنے اللہ اکبر کہا
فرمایا مجھے امید ہے کہ نصف اہل جنت ہوں یہ حدیث شرط مسلم پر ہے صحیحین میں ابن مسعود سے آیا ہے کہ حضرت نے ہم
سے فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں ہو کہ ربع اہل جنت ہو ہمنے تکبیر کہی فرمایا کیا تم راضی نہیں ہو کہ ثلث اہل جنت ہو
ہمنے اللہ اکبر کہا فرمایا مجھے امید ہے کہ تم نصف اہل جنت ہو طبرانی کا لفظ ابن مسعود سے یوں ہے تمہارا کیا حال
ہے جو تہائی جنت تمہارے لیے ہے باقی لوگوں کے واسطے تین ربع کہا اللہ و رسول جانے فرمایا کیا حال ہے تمہارا
اور تہائی جنت تمہارے لیے ہے کہا یہ تو بہت ہوا فرمایا کیا حال ہے تمہارا آدھی جنت تمہارے لیے ہو کہا یہ تو
بہت ہوا فرمایا اہل جنت ایک سو بیس صف ہونگے ان میں سے تم اسی صف ہوگے طبرانی نے کہا حارث بن حصین متفرد
ہے ساتھ اس حدیث کے حدیث ابن بریدہ عن ابیہ میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اہل جنت ایک سو بیس صف ہونگے
ان میں سے یہ امت اسی صف ہوگی رَوَاہُ اَحْمَدُ وَحَسَّنَہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ ابن عباس کا لفظ
مرفوع یہ ہے کہ جنت والے ایک سو بیس صف ہیں مگر اسی صف ان میں سے میری امت ہوگی رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ خالد بن
یزید بجلی متفرد ہے ساتھ اس حدیث کے ابن عدی نے اسمیں کلام کیا ہے ابو ہریرہ کہتے ہیں جب یہ آیت اتری ثُلَّۃٌ
مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ حضرت نے فرمایا تم ربع اہل جنت ہو تم ثلث اہل جنت ہو تم نصف اہل جنت ہو تم
دو ثلث اہل جنت ہو رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ دوسرا لفظ ابو ہریرہ کا مرفوع یوں ہے ہم پچھلے پہلے ہیں دن قیامت
کو ہم پہلے جاوینگے جنت میں سب لوگوں سے سوا اسکے کہ انکو ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ہمکو بعد انکے ملی ہے جس حق
میں وہ مختلف تھے وہ اللہ نے ہمکو سمجھا دیا یہ وہ دن ہے جسمیں انہوں نے اختلاف کیا تھا لوگ اسمیں ہمارے تابع ہیں

ہی کا دن یہود کے لیے ہے بعد کل کے نصاری کا دن ہے متفق علیہ کذا فی التیسیر عن عمرو بن ... النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو ہریرہ سے یوں ہے کہ حضرت نے فرمایا نحن الآخرون الأولون يوم القيامة ونحن أول من
يدخل الجنة الحديث حدیث عمر بن الخطاب میں مرفوعا آیا ہے کہ جنت حرام ہے سب انبیاء پر جبتک میں داخل
ہوں اور حرام ہے سب امتوں پر جبتک کہ میری امت داخل ہو رواه الدارقطني في الأفراد ورواه أبو أحمد بن عدي
وغیرہ ابن کثیر نے کہا یہ احادیث معنی میں اس آیت کے ہیں سو جو کوئی اس امت میں سے متصف ان صفات سے ہوگا
وہ داخل ہے ہمراہ انکے اس مدح میں قتادہ نے کہا عمر نے ایک حج میں لوگوں کو آرام میں دیکھکر یہ آیت پڑہی کنتم
خير أمة أخرجت للناس پھر کہا جسکو یہ بات خوش آوے کہ وہ اس امت میں ہو تو وہ اللہ کی شرط جو اس
آیت میں ہے ادا کرے رواه ابن جرير اور جو کوئی متصف ان صفت سے نہیں ہے وہ مشابہ ہے ساتھ اہل کتاب
کے جنکی اللہ تعالی نے اس آیت میں مذمت کی ہے كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه **ف** فتح البیان
میں ہے کہ یہ امت بہتر ہے جبتک کہ مضمون آیت پر قائم رہے جب امر بمعروف نہی عن المنکر ترک کر دیگی بہتر نہ رہیگی
اسی لیے مجاہد نے کہا ہے کہ خیریت انکی شرائط مذکورہ پر ہے ابن عباس نے کہا مراد مہاجرین ہیں عمر نے کہا
اللہ اگر انتم کہتا تو ہم سب خیر امت ہوتے مگر کنتم فرمایا یعنے خاص اصحاب حضرت کو اور جو کوئی انکی طرح ہو عکرمہ
نے کہا یہ آیت حق میں ابن مسعود و عمار بن یاسر و سالم مولی ابو حذیفہ و ابی بن کعب و معاذ بن جبل کے اتری ہے
ٹھیک بات یہی ہے کہ جسمیں صفات مذکورہ موجود ہیں خواہ وہ سلف میں تھا یا خلف میں ہو وہ مصداق اس آیت
کا ہے اسلیے جب اللہ نے مدح اس امت کی ان صفات پر کی تو اہل کتاب کی ذم فرمائی کہا اگر اہل کتاب ایمان
لاتے اسپر جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترا ہے تو یہ انکے لیے بہتر ہے مگر ایمان لانیوالے کم ہیں بہت سے
کافر فاسق عاصی ہیں پھر اللہ نے اپنے مومن بندوں کو یہ بشارت سنائی کہ نصر و ظفر اہل کتاب پر تمہیں کو ہے
وہ کافر ملحد ہیں اللہ نے دن خیبر کے انکو ذلیل و خوار کر دیا اسی طرح جو یہود پہلے انسے مدینہ میں تھے جیسے بنی
قینقاع و بنی نضیر و بنی قریظہ ان سب کو بھی ذلیل کیا تھا اسی طرح شام کے نصاری کو صحابہ نے بہت لڑائیوں
میں شکست فاش دیکر ملک شام کو انکے ہاتھ سے ابد الآبدین و دہر الداہرین تک نکال لیا شام میں ہمیشہ ایک گروہ اسلام
کا بنا رہیگا یہاں تک کہ عیسی بن مریم علیہما السلام اوتریں اور مطابق ملت اسلام و شریعت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے حکم کریں صلیب کو توڑ ڈالیں خنزیر کو قتل کریں جزیہ لینا موقوف کر دیں سوا اسلام کے کچھ قبول نہ کریں پھر اللہ نے
فرمایا کہ اے مسلمانوں تمکو یہود کسی طرح کا نقصان نہیں پہونچا سکتے ہیں بجز ضرب زبانی وغیرہا سے ان

تب بھی اُن پر حضرت کے مقابلہ میں کامیابی نہ ہوگی یہ معجزہ ہے آنحضرت کا جیسی کہ اہل کتاب پر غالب ہوئے اور کسی کا مقام
منصور نہیں ہونگے پھر یہاں تک کہ ہوا اگر لڑینگے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاوینگے دوسرے مدد کی اللہ کا وعدہ پورا ہوا کہ
ہمیشہ سے اول اس شریعت کے کسی جگہ حکومت نہ ملی نہ انکا کوئی لشکر کہیں جمع ہوا یہ ایک معجزہ ہے منجملہ معجزات نبوت کے
پھر فرمایا کہ اللہ نے ذلت و خواری اُنکے نصیب میں لکھدی ہے کہیں ہوں بے اللہ کی رسی یا لوگوں کی رسی کے
اس سے نہیں بچ سکتے مراد اللہ کی رسی سے عقد ذمہ ہے اور جزیہ قبول کرنا اور التزام کرنا احکام ملت کا ابن عباس
نے کہا مراد رسی سے عہد ہے یہی قول ہے مجاہد عکرمہ عطا ضحاک حسن قتادہ سدی ربیع کا یعنی بدون صلح
و امان خلق خدا کے کسی جگہ وہ امن نہیں رکھ سکتے ہیں مارے جاتے ہیں یا قید ہوتے ہیں یا مال لوٹا جاتا ہے یا ہر طرح
ذلت سے تمسک جاہل ہے یا یہ بات کہ انہیں کوئی بادشاہ قاہر یا رئیس معتبر نہیں ہے بلکہ وہ درمیان اہل اسلام وغیرہ
کے سارے شہروں میں حیثیت عاجز ہیں پھر اللہ کا غضب و غصہ اُنپر اور بیمار ذلت کی قدر انکو فرما سکتے ہیں کہ
اُنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا پیغمبروں کو ناحق مار ڈالا یہ کام اُن سے بسبب حسد بغض کے ہوا اسکے
عوض ذلت و صغار و مسکنت ابدی تصل گلے بندھی یہ کفر و عصیان اُنسے اس لیے ہوا کہ وہ اوامر الٰہی کا
عصیان بکثرت کرتے تھے رات دن معاصی میں مبتلا تھے اللہ کی
شرع میں حد سے تجاوز کر جاتے تھے ابن مسعود نے کہا بنی اسرائیل کیا ایک دن میں تین سو نبی کو قتل کرتے
تیسرے پہر کو بازار میں جا کر ساگ بھاجی فروخت کرتے لَيْسُوا سَوَاءً ۗ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ

آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ ○ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ
وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ○ وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَن يُكْفَرُوهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ ○ مَثَلُ مَا يُنفِقُونَ فِي هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○ وہ سب برابر نہیں اہل کتاب میں ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر پڑھتے
ہیں آیتیں اللہ کی راتوں کے وقت اور وہ سجدہ کرتے ہیں یقین لاتے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر اور حکم کرتے ہیں
پسند بات کو منع کرتے ہیں ناپسند سے دوڑتے ہیں نیک کاموں پر وہ لوگ نیکبختوں میں ہیں جو کریں گے نیکی سو ناقبول نہ
ہوگی اللہ کو خبر ہے پرہیزگاروں کی وہ لوگ جو منکر ہیں انکو کام نہ آوینگے انکے مال اور اولاد اللہ کے آگے کچھ وہ دوزخ
کے لوگ ہیں وہ اسی میں رہ پڑے جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی میں اُسکی مثال جیسے ایک ہوا اس میں پالا

اسکی کھیتی یا ایک گروہ کی جنھوں نے اپنے حق میں ستم کیا تھا پھر اُسکو ہلاک کر گئی اور ظلم کیا اُنکے اوپر خدا نے اور لیکن وہ لوگ آپ اپنے اوپر ظلم کرتے

ہیں **ف** یہود میں ایک جماعت حق پرست تھی مسلمان ہو گئی انکے سردار عبداللہ بن سلام تھے حق تعالی نے فرمایا

تمام اہل کتاب کی مذمت میں سب کو شامل نہیں کرنا چاہئے بلکہ انکا ہی ذکر کرتا تھا پھر فرمایا جو عمل خیر کیا اللہ کی رضا پر

تو یا آخرت میں دیا جاویگا یہ سچ ہے ابن مسعود نے کہا مراد اس آیت سے یہ ہے کہ اہل کتاب اور امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم برابر نہیں ہیں یہی قول ہے سُدی کا حدیث ابن مسعود بہی اسی کی موید ہے کہا دیر لگائی حضرت نے نماز عشاء

میں پھر مسجد میں آئے لوگ منتظر نماز کے تھے فرمایا سنو ادیان میں سے کسی کوئی ایک ہی اللہ کو اس گھڑی

یاد نہیں کرتا ہے سوا تمہارے پس یہ آیت ستقین تک اُتری مشہور نزدیک اکثر مفسرین کے یہ ہے کہ یہ آیتیں حق میں احبار

اہل کتاب کے آئی ہیں یہی قول ہے ابن عباس کا بیچ میں عبداللہ بن سلام اسد بن عبید ثعلبہ بن شعبہ وغیرہم یعنی وہ

اہل کتاب جنکی مذہب دیر گذری اور یہ لوگ جو ان میں اسلام لائے ہیں برابر نہیں ہیں مطلب کہ سارے کتاب والے

ایک طرح پر نہیں ہیں بعض ان میں مومن ہیں اور بعض مجرم اسی لیے فرمایا کہ ایک گروہ اہل کتاب کا قائم ہے امر خدا

مطیع شریعت متبع نبی اللہ ہے قائم سے مراد مستقیم ہے رات کو نماز پڑھتا سجدہ کرتا ہے نماز میں تلاوت قرآن کرتا

ہے اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا امر بمعروف نہی عن المنکر کرتا ہے خیرات میں جلدی کرتا ہے یہ لوگ صلحی میں

انکا ذکر آخر سورہ میں ایک ہے وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ

الآیۃ اسی لیے اسجگہ یوں فرمایا ہے کہ انکا فعل خیر نزدیک اللہ کے برباد نہ جاوے گا بلکہ انکو پوری جزا اور نیک

کام کی دیگا اللہ کو متقین سے کمال کی خبر ہے پس کسی عامل کا کوئی عمل مخفی نہیں ہو سکتا یا کسی بھی عمل کرنے

والے کا اجر برباد جاتا ہے پہر کفار مشرکین کا حال بیان کیا کہ انکا مال اولاد اللہ کے پاس عذاب کو ان سے

دور نہیں کرسکتے وہ جہنمی ہیں پہر کفار کے نفقے کی مثال بیان فرمائی کہ وہ جو کچھ اس زندگی دنیا میں خرچ کرتے

ہیں اوسکا حال ایسا ہی ہے جیسے اہل ہلاک برد شدہ ہو یہ قول ہے ابن عباس عکرمہ سعید بن جبیر حسن قتادہ ضحاک

ربیع وغیرہم کا علمائے کہا صر سے مراد برد جلیدہے مجاہد نے کہا آگ ہے یہ قول راجح ہے طرف قول اول کے کیونکہ

برد شدید خصوصا جلید کھیتی و پہلوں کو ویسا ہی جلا دیتا ہے جیسے آگ کسی چیز کو جلا دیتی ہے جب کھیتی تیار

ہوگئی وقت کاٹنے کا آیا ہوا چلی جس میں پالا تہا وہ سکھ گیا برباد کر گیا بگاڑ گیا یا آفت ایسی ہی آئی کہ

کھیتی والا اس کھیتی کا سخت محتاج تھا اسیطرح حال کفار کا ہے کہ اللہ دابے ثمرہ انکے اعمال کا اس دنیا میں مٹا دیتا ہے

جسطرح کہ ثمرہ اوس کھیتی کا بسبب گناہ والے کھیتی والوں کے برباد کر دیتا ہے اسیطرح اُن کفار کے اعمال بے بنیاد ہیں

[illegible]

بیسمارمین ظلم ہوا ہو ان کے نیچے اور پر کیا کچھ اللہ نے نہیں کیا ہ

گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافات عمل غافل مشو

ف ابن عباس نے کہا مراد انا امیل سے ہو ونا امیل ہے مراد جھری ہے نانہ ہے یعنی ہند کی نعمی اسلیے کہ جھری میں تلاوت درست نہیں ہے مگر مطلق ناسنہ جا یا میں القنا ہیں یا ناز شب طلقا سرعت مقدم کا مین ہونی ہے محبت غیر مقدم میں قال تعالیٰ ذو محبۃ اکیلک کتب الیہ فضرا دو کفار سے آیت یا بیان بنو قریظہ و نضیر ہیں بعض نے کہا مشرکین مراد نہیں کیونکہ ابو جہل کو اپنے مال پر بڑا افتخار تھا ابو سفیان نے بہت مال بیچ بدر و احد کے مشرکوں پر صرف کیا ظاہر یہ ہے کہ مراد ہر کافر ہے اسلیے کہ لفظ عام ہے کوئی دلیل موجب تخصیص موجود نہیں ہے مراد نفقہ حیات دنیا سے نفقہ ابو سفیان کا ہے دن بدر و احد کے دشمنی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یا یہود کا اپنے علما ور وساء پر یا نفقہ سارے کفار کا جو دنیا میں بطور صدقات و خیرات کرتے ہیں یا نفقہ اہل ریا کا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ هَا أَنتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ إِن تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا ۖ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝

اے ایمان والو نہ ٹھیراؤ بھیدی اپنے غیر کو وہ کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں انکی خوشی ہے تم جسقدر تکلیف پاؤ نکلی پڑتی ہے دشمنی انکی زبان سے اور جو چھپا ہے انکے جی میں سو اس سے زیادہ ہے ہم نے بتا دیے تمکو پتے اگر تمکو عقل ہے سنتے ہو تم لوگ انکو دوست ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں تم سب کتابوں کو مانتے ہو جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں جب اکیلے ہوتے ہیں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں دشمنی سے تو کہہ مرو تم اپنی دشمنی میں اللہ کو معلوم ہے جیوں کی بات اگر تمکو ملے کچھ بھلائی بری لگے انکو اور اگر تمپر پہونچے برائی خوش ہوں اس سے اور اگر تم ٹھیرے رہو اور بچتے رہو کچھ نہ بگڑیگا تمہارا انکے فریب سے جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے بس میں ہے **ف** یعنی مسلمانوں کو کافروں سے دوستی کرنی نہ چاہیے وہ ہر طرح دشمن ہیں اکثر منافق بھی یہود میں تھے مسلمانوں سے ملتے انکے ذکر کے ساتھ انکا بھی تذکرہ فرمایا آگے جنگ احد کی باتیں ذکر کیں کہ اس میں بھی مسلمانوں نے بعضے کافروں کا کہا مان لیا تھا لڑائی سے پہلے پھر منافقوں نے اپنے نفاق کی باتیں ظاہر کی تھیں اسلیے اس آیت میں مومنوں کو اس بات سے منع کیا ہے کہ وہ منافقوں کو اپنے راز پر مطلع کریں اللہ جل جلالہ نے دشمنوں کے ملنے کو کہا ہے ہر چند انکا کافر ہونا یا منافق ہونا بظاہر طاقت و قوت نہیں رکھتا نقصان رسانی اہل اسلام میں

ع ۱۱ / ۳

جہاں تک کہ ممکن ہے صرف کرتے جو کچھ فریب بن سکتا ہو اٹھا نہیں رکھتے مسلمانوں کو تکلیف و محنت و مشقت و جراحت
و تنگی میں ڈالنا اسکی کوشش ہوتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تم مسلمان ہو تمکو کسی غیر دین والے کو اپنا ہمراز بنانا نہ چاہیے بطانہ انکو کہتے
ہیں وہ کسی شخص کا ہمراز و خاص الخاص ہو حدیث ابو سعید میں آیا ہے حضرت نے فرمایا نہیں بھیجا اللہ نے کوئی رسول اور نہ کیا
کسی کو خلیفہ مگر اوس کے دو بطانے ہیں ایک بطانہ جو بھلی بات بتاتا خیر کی حرص دلاتا دوسرا وہ بطانہ جو برائی سکھاتا اسپر
آمادہ کرتا معصوم وہی ہے جسکو اللہ بچائے رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَغَیْرُہُمَا مِنْ حَدِیْثِ جَمَاعَۃٍ کسی نے عمر بن خطاب سے
کہا تھا یہاں ایک لڑکا ہے اہل حیرہ سے حافظ کاتب ہے تم اوسکو اپنا منشی مقرر کرو کہا اگر میں ایسا کرونگا تو میں نے ایک
بطانہ غیر مومنین سے بنا لیا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اس آیت و اثر میں دلیل ہے اس بات پر کہ اہل ذمہ کو کام منشی گری میں کہنا
جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں پر دراز دستی ہے اسرار داخلہ پر اطلاع ہے کہیں وہ ان اسرار کو اعدا اہل حرب میں
افشا کر دیں اسیلیے اللہ تعالے نے فرمایا لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ازہر بن راشد نے کہا لوگ پاس انس رضی
اللہ عنہ کے آتے وہ انکو حدیث سناتے جب مطلب نہ سمجھتے حسن بصری کے پاس آکر پوچھتے وہ اوسکی تفسیر کرتے ایک دن انس نے یہ حدیث کہی
حضرت نے فرمایا ہے روشنی نہ لو مشرکوں کی آگ سے نقش نہ کرو مہروں میں عربی لوگ کچھ نہ سمجھے کہ کیا ہے حسن کے پاس جا کر پوچھا کہا نقش
عربی سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں روشنی نہ لینے کا یہ مطلب ہے کہ تم اپنے امور میں انسے مشورہ نہ لو پھر حسن نے کہا اسکی تصدیق
کتاب اللہ میں ہے یَاۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی وَالنَّسَائِیُّ وکہا ابن کثیر کہتے
ہیں اس تفسیر میں نظر ہے معنی حدیث کے ظاہر ہیں یعنی مہر پر نقش بخط عربی نہ کرو کہ مشابہ نقش خاتم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ہو جاوے کیونکہ حضرت کی مہر پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بخط عربی منقوش تھا اسی لیے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ منع کیا حضرت
نے اس امر سے کہ نقش کرے کوئی آپ کے نقش پر روشنی نہ لینے کے یہ معنی ہیں کہ تم پاس انکے گھروں کے نہ ہو کہ تم اور وہ ایک شہر
میں ایسے ملکر رہو کہ ایک ہو جاؤ انکے شہروں سے ہجرت کر جاؤ اسی لیے ابو داؤد نے روایت کیا ہے لَا تَرَاءٰی نَارَاھُمَا دوسری
حدیث میں آیا ہے مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِکَ وَسَکَنَ مَعَہٗ فَھُوَ مِثْلُہٗ پس حمل حدیث انس پر اس روایت کو انسب بطور تشبیہ
لا تتخذوا کے ہے پھر اللہ نے فرمایا انکی عداوت انکے صفحات چہروں اور فلتات زبان پر ظاہر ہے اور جو بغض انکو اسلام و اہل اسلام
کا سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے بڑھکر ہے مخفی نہیں ہے سو ہم اللہ نے کہا ہے تمکو پتہ بتا دیا اگر تمکو عقل ہے پھر کہا اے
مومنو تم منافقوں کو دوست رکھتے ہو اسلیے کہ وہ تمہارے سامنے ایمان ظاہر کرتے ہیں حالانکہ وہ تمکو نہ باطن میں دوست
رکھتے ہیں نہ ظاہر میں تمکو ساری کتاب پر ایمان ہے کسی ایک بات پر بھی شک نہیں تمکو کچھ شک و ریب نہیں ہے وہ انکی ہر شے
میں شک و ریب و حیرت رکھتے ہیں ابن عباس نے کہا مراد کتاب سے تمہاری کتاب ہے اور انکی کتاب اور ہر گذشتہ کتاب

سورۃ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے انکا انکار کرتے ہیں تم کو بھی بالعموم ہے کہ تم اگر دشمن سے غضب ہو نقل کئے
ہیں اطراف انملہ اکو کہ یہ قول ہے قتادہ کا ابن مسعود و سدی و ربیع نے کہا انامل اطراف کو کہتے ہیں منافقوں کا یہی حال
ہے کہ ظاہر میں مومنوں سے میل و مودت ظاہر کرتے ہیں باطن میں ہر طرح سے مخالف ہیں اسی لیے اللہ نے کہا جب
اکیلے ہوتے ہیں تمہارے غصے کہ اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں یہ گویا نہایت درجہ کا غصہ ہے اللہ نے کہا تم
غصے میں مر جاؤ اللہ کو اپنی نعمت کا اپنے بندوں پر پورا کرنا اپنے دین کا کامل فرمانا اپنی بات کا اونچا کرنا منظور ہے
کو تمہارے سارے غصے اور سارے حسد بغض و کینے کی خبر ہے وہ تمکو دنیا میں جزا دیگا کہ خلاف تمہاری امید کے ہوگا آخرت میں
عذاب کریگا نار میں جاؤگے وہاں سے نکلنا نہ ہوگا پھر اللہ نے یہ فرمایا کہ جب مومنوں کو خصب و نصرت و تائید و عزت و انصار
کثرت اعوان پہنچتی ہے تو انکو برا لگتا ہے اور جب کسی طرح کی تکلیف قحط سالی و غلبہ عدو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں
پھر اللہ نے اہل ایمان کو یہ خطاب کیا کہ تم صبر و تقوی کرو انکا مکر تم پر نہ چلیگا تم شر اشرار کید فجار سے سلامت رہوگے تمہارا
بھروسا اللہ پر ہو سارے اعدا تمہارے اوس کے گھیرے میں ہیں انکو کچھ حول و قوت نہیں ہوتا تو وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے جو کچھ دنیا
میں آتا ہے وہ اوسکی تقدیر و مشیت سے واقع ہوتا ہے جسنے اللہ پر بھروسا کیا اللہ اوسکو کفایت کرتا ہے اسکے بعد اللہ نے
قصہ احد کا ذکر کیا اس معرکہ میں اہل ایمان کا امتحان لیا مومنین و منافقین میں تمیز کر دیا فرمایا وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ

أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ

وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ

تَشْكُرُونَ ○ جب اے محمد تو نکلا اپنے گھر سے بٹھانے لگا مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانوں پر اللہ سنتا جانتا ہے جب
قصد کیا دو فرقوں نے تم میں کہ نامردی کریں اور اللہ مددگار تھا انکا اللہ ہی پر چاہیے بھروسا کریں مسلمان اور کر چکا ہے
اللہ تمہاری مدد بدر کی لڑائی میں اور تم بے قدر تھے سو ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم احسان مانو ف جب حضرت مکے سے مدینے
میں آئے اوسکے ڈیڑھ برس بعد جنگ بدر کی ہوئی مکے والوں پر اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی ستر آدمی کافر مارے گئے ستر
اسیر اگلے سال کافر جمع ہوکر مدینے پر چڑھ آئے حضرت نے مسلمانوں سے مشورت لی اکثر کہنے لگے ہم شہر میں رہینگے حضرت
کی مرضی بھی یہی تھی بعض کہنے لگے یہ عار ہے بلکہ میدان میں مقابل ہونگے آخر یہی مشورت قبول کی جب حضرت شہر سے
باہر چلے عبد اللہ بن ابی کافر مدینے کا ساکن تھا وہ بھی شریک جنگ تھا ناخوش ہوکر پھر گیا کہ ہمارے قول پر عمل نہ کیا
کے ہمکانے سے دو قبیلے انصار کی بھی پھر چلے آخر انکے سردار و عوام کو سمجھا کر لے آئے مسلمانوں کو تعریض کیا
ہے کہ اللہ پر توکل چاہیے اطاعت حکم میں اندیشہ کیا کرے یہ عبارت ہے موضح قرآن کی ابن کثیر کہتے ہیں مراد اس سے

وقت یوم احد ہے یہی قول ہے ابن عباس و حسن و قتادہ و سدی و جمہور کا حسن بصری نے کہا مراد یوم الاحزاب ہے
اسی کو ابن جریر نے بہی روایت کیا ہے مگر یہ قول غریب ہے پہر اعتماد نہین قول احد سنیچر کے دن ماہ شوال تین ہجری مین ہوتا تہا
نے کہا گیارہ راتین شوال سے گذری تہین عکرمہ نے کہا روز شنبہ نصف شوال مین ہوا تہا واللہ اعلم دن بدر کے اشراف
مشرکین مارے گئے تہے ابوسفیان کا قافلۂ تجارت بچگیا تہا اپنا ، روساء مقتولین نے ابوسفیان سے کہا تم اس مال کو
واسطے قتال محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہتسند و انہون نے اسکو اسی کام مین خرچ کیا مجموع احابیش جمع کرکے قریب
تین ہزار نفر کے مستعد ہوئی قریب احد کے پڑاؤ ڈالا احد سامنے مدینے کے ہے حضرتؐ نے نماز جمعے کی پڑہی پہر ایک شخص کی
نبی النجار سے نماز ادا کی اُسکا نام مالک بن عمرو تہا پہر لوگون سے مشورہ لیا کہ ہم باہر نکلکر لڑین یا شہر مین رہین
عبداللہ بن ابی نے کہا شہر مین رہو اگر وہ ٹہیرے رہے تو بری مجلس مین ٹہیرے اور اگر شہر مین آئے تو مرد ان کے
سونہہ پر لڑینگے عورتین بچے اُنپر پتہر برسائینگے اگر پہر کر چلے گئے تو نامراد پہرینگے اور صحابہ نے جو حاضر بدر کے نہ تہے
صلاح دی کہ باہر نکلکر لڑنا چاہیے حضرتؐ اپنا لباس جنگ پہن کر باہر نکلے بعض کو ندامت ہوئی کہ شاید ہماری بات
حضرتؐ کو پسند نہ آئی کہا اگر آپ چاہین تو ہم ٹہیر جاوین باہر نہ نکلین فرمایا جب نبی نے ہتیار ساز جنگ پہن
لیا تو اب پہرنا لائق نہین ہے جبتک کہ اللہ کچہہ حکم کرے پہر حضرتؐ ایک ہزار صحابہ کو اپنے ہمراہ لیکر نکلے جب
مقام شوط مین پہونچے عبداللہ بن ابی تہائی لشکر لیکر پہر کہڑا ہوا اسلیے کہ اسکی بات نہ مانی گئی وہ اور اسکے
ہمراہی کہنے لگے کہ اگر ہم جانتے کہ آج لڑائی ہوگی تو ہمراہ تمہارے چلتے مگر دیکہتے ہین کہ تم نہ لڑوگے حضرتؐ
آگے بڑہے ایک گہاٹی احد مین عدوہ وادی مین اتری اپنا لشکر اپنی پشت طرف احد کے رکہی فرمایا کہ جبتک
مین حکم نہ دون کوئی شخص نہ لڑے اور خود سات سو صحابہ کو لیکر لڑنے کو طیار ہوئے تیر اندازون پر عبداللہ بن جبیر
برادر بنی عمرو بن عوف کو امیر کیا اُسدن پچاس شخص تیرانداز تہے انکو حکم دیا کہ گہوڑون کو ہم سے روکو تمہاری طرف
سے کوئی ہماری پاس نہ آسکے تم اپنی جگہہ پر رہو خواہ ہم جیتین یا ہارین یا پرندے ہمکو اُچک لے جاوین مگر تم اپنی جگہہ
نہ چہوڑنا حضرتؐ نے خود دو زرہین پہنین نشان ہاتہ مین مصعب بن عمیر برادر بنی عبدالدار کے دیا پہر بعض لڑکون کو اجازت
دی بعض کو روک دیا وہ دو برس بعد دن خندق کے لڑے اُدہر قریش مستعد ہوئی وہ تین ہزار آدمی تہے انمین
دو سو گہوڑے تہے انکو الگ الگ کیا جانب میمنہ پر خالد بن الولید کو جانب میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو مقرر کیا
نشان فوج کا ہاتہ مین بنی عبدالدار کے دیا پہر لڑائی شروع ہوئی بیان لڑائی کا مفصل اپنی اپنی جگہہ پر تحت
آیات آویگا انشاء اللہ تعالی اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا کہ تو نے گہر سے نکلکر مومنون کو جا بجا مقرر کیا بعض

ترمذی نے بعض کی تصریح پر مقرر کیا ابن جریر نے کہا اچھا یہ ہے کہ یہ حال ہے جب حضرت دن چڑھے کے روز جمعہ بعد نماز کے نکلے تہے اور اللہ نے وقت فجر کے نکلنا فرمایا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ شنبہ کی صبح کو اول وقت لشکر کے بیچ جگہ مقرر کی تہی یہی ہے جابر بن عبداللہ نے کہا یہ آیت اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ ہمارے حق میں اتری ہے ہم دو گروہ تہے بنو حارثہ و بنو سلمہ ہم نہیں چاہتے یعنی ہم بات کو کہ یہ آیت نہ اترتی اسلیے کہ اللہ نے فرمایا ہے وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا متفق علیہ یہی قول ہے ایک جماعت سلف کا کہ مراد ان سے بنو حارثہ و بنو سلمہ ہیں پھر اللہ نے نصرت بدر کا ذکر کیا کہ دیکھو اُس دن تمہاری کیسی مدد کی گئی تہی بدر کی لڑائی دن جمعہ کے سترہویں رمضان سنہ دو ہجری میں ہوئی تہی اللہ نے اُس دن اسلام و اہل اسلام کو غلبہ دیا شرک کو مٹا دیا محل شرک کو ویران کر دیا حالانکہ مسلمان اُس دن بہت تہوڑے تہے تین سو تیرہ آدمی تہے دو سوار ستر اونٹ تہے باقی پیادہ سامان بہی بقدر حاجت ہمراہ نہ تہا دشمن نو سو سے ہزار تک تہے لباس جنگ پہنے ہوئے ہتہیار لگائے ہوئے ہر طرح کا سامان موجود زر و زیور زائد مہیا تہا اللہ نے اپنے رسول کو عزت بخشی اپنی وحی کو غالب کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب کو سرخرو کیا شیطان اور اسکی قوم کو ذلیل و خوار کر دیا اسی لیے اللہ نے عباد مومنین حزب متقین پر اس دن کی منت رکہی تاکہ وہ جان لیں کہ مدد اللہ کی طرف سے آتی ہے کچھ کثرت عدد و عُدد پر موقوف نہیں ہے دوسری آیت میں فرمایا ہے وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا الی قولہ غَفُورٌ رَّحِيمٌ فتح البیان میں کہا ہے کہ غزوہ احد میں سات آیتیں اتری ہیں جنین حال اُس لڑائی کا ہے ہَمّ سے مراد اس جگہہ حدیث نفس ہے اللہ دل کو خطرے پر نہیں پکڑتا ہے فشل کہتے ہیں جبن و بزدلی کو انکے دل میں بعد باہر نکلنے کے یہ خطرہ بسبب چلے جانے عبداللہ بن ابی کے آیا تہا مگر اللہ تعالی نے انکے دلوں کو تہام لیا وہ نہ پہرے اللہ نے رحم کیا ؎ تا سر زہم باز کشم از سر کویت ✚ نا مردی و مردی قدمی فاصلہ دارد ✚ بدر نام ہے ایک جگہ کا درمیان مکہ اور مدینے کے جسجگہہ وہ معرکہ ہوا تہا وہاں کے پانی کا نام ہے بدر کا قصہ سورۂ انفال میں آویگا۔

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ مُنْزَلِينَ ۝ بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۝ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ ۝ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظٰلِمُونَ ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ

ربع

ع ۹

جب کہنے لگا تو مسلمانون کو کیا تم کو کفایت نہیں کرتا کہ مدد بھیجے تمہارا رب تین ہزار فرشتے آسمان سے اُترے ہوے البتہ اگر تم ٹھیرے رہو اور پرہیزگاری کرو اور وہ آوین تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے پلے ہوے گھوڑون پر یہ تو اللہ نے تمہارے دلون کی خوشی کی اور تسکین ہو تمہارے دلون کو اور مدد ہے نہیں مگر اللہ کے پاس سے جو زبردست ہے حکمت والا تا کاٹ ڈالے بعض کافرون کو یا انکو ذلیل کرے تاکہ پھر جاوین نامراد تیرا اختیار کچھ نہیں یا انکو توبہ دلوے یا انکو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہین اور اللہ کا مال ہے جو کچھ آسمانون زمین مین ہے بخشے جسکو چاہے اور دکھ دے جسکو چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

ف اللہ تعالی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تربیت فرمائی کہ بندے کو اختیار نہیں اللہ جو چاہے سو کرے اگرچہ کافر تمہارے دشمن ہین اور ظلم پر ہین ممکن ہے چاہے انکو ہدایت کرے یا چاہے عذاب کرے اپنی طرف سے بددعا مکرو واسطے مفسرون کا اختلاف ہے کہ یہ وعدہ دن بدر کے تھا یا دن احد کے حسن بصری وعامر شعبی وربیع وغیرہم کا قول ہے کہ دن بدر کے تھا اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے شعبی نے کہا بدر کے دن مسلمانون کو یہ خبر لگی کہ کرز بن جابر مشرکون کو مدد کرتا ہے اُنپر یہ بات شاق گذری اللہ نے یہ آیت مُسَوِّمِینَ تک اُتاری کرز کو شکست ہوئی وہ مشرکون کی مدد نکر سکا پھر مسلمانون کی مدد پانچ ہزار فرشتون سے ہوئی ربیع بن انس نے کہا اول اللہ نے ہزار فرشتے واسطے مدد مسلمین کے بھیجے پھر وہ تین ہزار ہو گئے پھر پانچ ہزار اس آیت مین اور قصہ بدر کی آیت مین اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُرْدِفِیْنَ جمع اسطرح پر ہے کہ لفظ مردفین سے معلوم ہوا کہ ایک ہزار کے پیچھے اور ہزار فرشتے تھے پہلے قول سیاق سورۂ آل عمران سے ظاہر یہی ہے کہ یہ ماجرا بدر کے دن کا ہے جسطرح مشہور ہے کہ قتال ملائکہ کا دن بدر کے تھا سعید بن ابی عروبہ نے کہا اللہ نے دن بدر کے مسلمانون کی پانچ ہزار فرشتون سے مدد کی دوسرا قول ہے کہ یہ وعدہ دن احد کے ہوا مجاہد وعکرمہ وضحاک وزہری وموسی بن عقبہ وغیرہم اسی کے قائل ہین کہتے ہین اُسدن کچھ مدد نہین آئی اسلیے کہ مسلمانون کو شکست ہوئی حسن قتادہ ربیع سدی نے کہا مِنْ فَوْرِهِمْ کے معنے ہین مِنْ وَجْهِهِمْ مجاہد وعکرمہ وابو صالح نے کہا مِنْ غَضَبِهِمْ یہی قول ضحاک کا بھی ہے ابن عباس نے کہا مِنْ سَفَرِهِمْ یہ سب معانی متقاربہ ہین سب کا مطلب ایک ہے مُسَوِّمِیْنَ کے معنی مُعَلِّمِیْنَ یا سیماء یعنی نشان دار ہوئی علی بن ابی طالب نے کہا بدر کے دن فرشتے سفید پشمینہ پہنے ہوئے تھے اور گھوڑون کی پیشانیون مین بھی علامت تھی ابو ہریرہ نے کہا العهن الاحمر یعنی لال اون تھا ابن عباس نے کہا فرشتے یا سرخ عمامے باندھے تھے اُنکو دیکھکر حضرت نے اور صحابہ نے بھی اپنی اور اپنے گھوڑون کی یہی شکل بنائی عمامہ باندھا قتادہ وعکرمہ نے کہا لڑائی کا نشان پہنکر آئے کمال

نے کہا کہ انپر عمامے بندھے ہوئے تھے ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ علامت ملائکہ کی دن بدر کے دستار سیاہ تھی اور دن حنین کے سرخ تھی اور ابو اسید نے کہا کہ تیس شعب جبیر اتہا دوسرا لفظ یہ ہے کہ نہیں اُترے فرشتے مگر دن بدر کے عباد بن عبد اللہ ابن زبیر نے کہا زبیر دن بدر کے زرد عمامہ باندھے ہوئے تھے فرشتے بھی زرد دستار باندھے ہوئے اُترے تھے فرشتوں کو واسطے بشارت و تطییب قلوب و اطمینان خاطر کے بھیجا تھا ورنہ مدد تو طرف اللہ کی ہے وہ چاہے تو بغیر اِن کے دشمنوں کو یونہی ہلاک کر دے کچھ حاجت اسکی نہیں کہ تم لڑو یا فرشتے آویں جس طرح مومنین کو حکم قتال کا دیکر فرمایا ہے ذٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ پھر اس جگہ فرمایا کہ فرشتوں کا آنا واسطے بشارت و اطمینان کے ہوا اللہ عزیز و حکیم ہے تمکو جو حکم جہاد و جلاد کا دیا ہے اس میں حکمت ہے اسی لیے سارے اقسام جو کفار میں ممکن ہیں انکا ذکر فرمایا کہا بعض کو ہلاک کرینگے بعض کو ذلیل کرکے نامراد پھیر دینگے پھر یہ بات مثالی کہ حکم دنیا و آخرت میں اُسی ایک اللہ کا ہے جسکا کوئی شریک نہیں ہے تیرا کیا اختیار ہے کما قال تعالیٰ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ وقال لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وقال اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ابن عمر کہتے ہیں میں نے حضرت کو سنا جب دوسری رکعت میں نماز فجر کے سر رکوع سے اٹھاتے فرماتے اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا یہ دعا بعد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کے کہتے اوسپر یہ آیت آئی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالنَّسَائِيُّ دوسرا لفظ یہ ہے کہ یوں کہتے اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو اَللّٰهُمَّ الْعَنْ صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ اسپر یہ آیت اُتری رَوَاهُ اَحْمَدُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عبد اللہ نے کہا حضرت چار آدمیوں پر بد دعا کرتے تھے اسپر آیت بالا اُتری اللہ نے انکو ہدایت اسلام کی عطا کی رَوَاهُ اَحْمَدُ ابن عمر کا لفظ یہ ہے کہ بد دعا کرتے تھے حضرت کچھ مشرکوں پر انکا نام لے کر یہانتک کہ یہ آیت آئی رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ابو ہریرہ نے کہا حضرت جب کسی پر بد دعا کرتے یا کسی کے لیے دعا کرتے بعد رکوع کے قنوت پڑھتے کبھی بعد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کے یوں کہتے اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ اس دعا کو پکار کہتے کبھی نماز فجر میں بعض احیاء عرب کا نام لیکر بد دعا کرتے کہ اے اللہ لعنت کر فلاں و فلاں پر یہانتک کہ یہ آیت اُتری رَوَاهُ اَحْمَدُ انس بن مالک نے کہا چوٹ لگی حضرت کے سر کو دن اُحد کے فرمایا كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ اسپر یہ آیت اُتری رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ دوسرا لفظ انس کا یہ ہے کہ ٹوٹ گئے دانت حضرت کے دن اُحد کے اور چوٹ لگی سر میں یہانتک کہ بہا خون منہ مبارک

پہر فرمایا کیونکر فلاح پاویگی وہ قوم جسنے کیا یہ کام اپنے نبی سے اور وہ بلاتا ہے انکو طرف اللہ عزوجل کے اور یہ حدیث
یہہ نقل ہوئی ہے وقعہ محمد وسلم کہتا وہ زخمی ہوئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دن احد کو اور ٹوٹے دانت
آپکے اور زخمی ہوا ابرو مین گڑ پڑی دو کڑیان خود کی ہونٹ تہے خون بہتا تہا سالم مولی ابو حذیفہ کا دہوتا تہا اور پونچہتا تہا خون
چہرہ مبارک سے پونچہا جب فاقہ ہوا فرمایا کیف یفلح قوم فعلوا ھذا بنبیھم وھو یدعوھم الی اللہ عزوجل اسپر اللہ
نے یہ آیت اتاری روایت کیا ابن جریر نے عبد الرزاق پر اللہ نے فرمایا کہ جو کچہ آسمانون اور زمینون مین ہے سب اسکی
ملک ہے سب اسکے بندے ہین جسے چاہے بخشے جسے چاہے مار ڈالے کسکی مجال ہے کہ اُس کے حکم کو روکے یا اُس سے پوچہے اسکو
ہان اُس سے سوال ہوگا اللہ غفور رحیم ہے **ف** فتح البیان مین کہا ہے راجح یہ ہے کہ مدد ملائکہ کی دن احد کے
ہوئی تہی سلف کا اختلاف ہے بیان تسویم مین کسی نے کہا سفید عمامے تہے کسی نے کہا سرخ کسی نے کہا زرد کسی نے
کہا سبز ان بیان مین کچہ بڑا فائدہ نہین ہے مطلب اتنا ہے کہ فرشتے بطور مدد کے تہے جبریل علیہ السلام چاہتے تو
ایک پر سے سارے کفار کو غارت کر دیتے مگر اللہ نے رعایت صورت وعادت کی فرمائی ملائکہ کو بطور مدد وعدد بہیجا
جسطرح ایک لشکر کی کمک کو دوسرا لشکر آتا ہے تا کہ فضل حضرت واصحاب حضرت کو ہو یہ بات سبکی نے کہی ہے واللہ اعلم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ
لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ
يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ۠ وَمَنْ
يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ
جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ اے ایمان والو مت کہاؤ سود دونے پر دونا اور ڈرو

اللہ سے شاید تمہارا بہلا ہو اور بچو اُس آگ سے جو طیار ہوئی کافرون کے واسطے اور حکم مانو اللہ ورسول کا شاید تم پر رحم ہو
اور دوڑو بخشش پر اپنے رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاو ہے آسمان و زمین طیار ہوئی ہو واسطے پرہیزگارون کے جو خرچ کیے
جاتے ہین خوشی مین اور تکلیف مین اور دبا لیتے ہین غصہ اور معاف کرتے ہین لوگون کو اللہ چاہتا ہے نیکی والون کو اور
وہ لوگ جب کر بیٹہین کچہ کہلا گناہ یا برا کرین اپنے حق مین تو یاد کرین اللہ کو اور بخشش مانگین اپنے گناہون کی اور کون
ہے بخشنے والا اللہ کے سوا اور اڑتے نہین اپنے کیے پر جانتے بوجہتے انکی جزا ہے بخشش انکے رب کی اور باغ جنکے نیچے بہتی ہین نہرین
ہمیشہ رہین انمین اور خوب مزدوری ہے کام کرنیوالون کی **ف** موضح قرآن مین ہے شاید سود کا ذکر بیان ہوا اسلیے

فرمایا کہ اُوپر مذکور ہوا جہاد میں مسلمانوں کی ہار ہوئی کا اور سود کہانے سے نصرت جاتی رہتی ہے وجہ سبب کہ ایک طرف مال حرام کہانے سے توفیق
طاعت کم ہوتی ہے اور بڑی طاعت جہاد ہے دوسرے یہ کہ سود لینا کمال بخل ہے سبب اپنا مال اچھا سمجھتے ہیں [illegible] کسیکا
کام نکالا وہی جنت پہوڑا تو جبکہ مال پر اتنا بخل ہو وہ جان کب دیگا انتہی ابن کثیر کہتے ہیں اللہ نے اپنے بندوں مومنوں
کو منع کیا سود کہانے سے اور دونے دونے سود کہانے سے جسطرح لوگ جاہلیت میں جب مدت گذر جاتی کہتے کہ تو قرض
ادا کر یا سود دے اگر قرض نہ دیتا مہلت دیتا ایک طرف سے مدت دوسری طرف سے مقدار زیادہ کرتے ہر سال ہوتے ہوتے سود بڑھتا
جاتا یہانتک کہ تہوڑا قرض بہت ہو جاتا اللہ نے فرمایا تم ڈرو شاید تمہارا بھلا ہو یہاں اور وہاں پہر آگ سے ڈرایا پہر
فرمایا کہ تم جلدی کرو طرف خیرات کے شتابی کرو طرف نیل قربات کے جنت واسطے ڈرنے والوں کے تیار ہوئی ہے آگ وہی کافروں
کیلئے تیار ہے مراد اس کہنے سے کہ عرض جنت کا برابر آسمانوں اور زمین کے ہے تنبیہ ہے اتساع طول جنت پر جسطرح صفت
فرش جنت میں آیا ہے بطائنہا من استبرق یعنی جب استر ایسا ہو تو ابرہ کیسا ہو گا بعض نے کہا جنت کا عرض و
طول برابر ہے کیونکہ جنت نیچے عرش کے مثل ایک قبہ کے ہے تو جو شے مستدیر کا عرض برابر اوسکے طول کے ہوتا ہے
حدیث صحیح دلیل ہے اس مطلب پر کہ جب تم اللہ سے جنت مانگو تو فردوس مانگو وہ اعلی جنت اور وسط جنت ہے جنت
کی نہریں اسی سے نکلی ہیں اوس کی سقف رحمن کا عرش ہے یہ آیت مثل آیت سورۂ حدید کے ہے سابقوا الی مغفرۃ من
ربکم وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض الآیۃ مسند امام احمد میں آیا ہے کہ ہرقل نے رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو لکھا تھا تم نے مجھکو طرف جنت کے بلایا جسکا عرض برابر آسمان اور زمین کے ہے تو پہر نار کہاں ہے حضرت نے فرمایا
سبحان اللہ رات کہاں جاتی ہے جب دن آتا ہے اسکو ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے یہی جواب عمر بن خطاب نے یہود
کو دیا تھا جب یہود نے کہا تھا کہ یا امیر المومنین تم کہا ارأیتم اذا جاء النہار این اللیل
واذا جاء اللیل این النہار یہود نے کہا لقد نزعت بمثلہا من التوراۃ یہی سوال ایک شخص نے ابن عباس سے
کیا تھا انہوں نے بھی یہی جواب اسکا دیا ابو ہریرہ سے کہا ایک آدمی نے کہ حضرت کہیے بھلا بتاؤ جنت کا عرض تو برابر
سموات و ارض کے ہے پہر نار کہاں ہے فرمایا تو ہی بتا جب رات آتی ہے تو ہر چیز ڈہنپ جاتی ہے تب دن کہاں جاتا ہے کہا
جہاں اللہ چاہتا ہے فرمایا اسی طرح آگ بہی وہاں ہوتی ہے جہاں اللہ عزوجل چاہتا ہے رواہ البزار اسکے دو معنی
ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ دن کے نکلنے سے رات کا نہ دکہائی دینا اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ رات کسی جگہ میں نہ ہو گو ہم اوس جگہ
کو جانتے نہیں اسیطرح نار بہی جہاں اللہ چاہتا ہے وہاں ہوگی یہ مطلب ظاہر ہے دوسرے معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ جب دن اس عالم
کو ایک طرف سے ڈہانپ لیتا ہے تو دوسری طرف پر اوسکے رات ہوتی ہے اسیطرح جنت اعلی علیین میں آسمانوں کے اوپر نیچے عرش کے

ہے عرض اسکا بسط ہاتھ نے فرمایا برابر سموات و ارض کے جیسا اہل نظمین مین ہے اس عرض اور جیونار کو درمیان
کچھ منافات نہیں ہے واللہ اعلم پھر اللہ تعالیٰ نے صفت اہل جنت کی فرمائی کہ وہ خوشی و تکلیف مین شدت و رخا و نشاط
و کرہ و صحت و مرض سب احوال مین خرچ کیے جاتے ہین کما قال تعالیٰ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ
سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً مطلب کہ کوئی حالت انکو اللہ کی طاعت سے باز نہین رکھتی وہ اللہ کی مرضی مین خلق کے ساتھ
احسان کرنے مین انواع بر مین اپنا مال اٹھاتے رہتے ہین پھر فرمایا جب انکو غصہ آتا ہے تو پی جاتے ہین جو انکے ساتھ برائی
کی ہوتی ہے اسکو معاف کر دیتے ہین بعض آثار مین آیا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے ای ابن آدم تو یاد کر مجھکو جب تجھکو غصہ
آوے مین یاد کرونگا تجھکو جس وقت مجھکو غصہ آویگا مین ہلاک نکرونگا تجھکو ہمراہ ہلاک ہونیوالون کے رواہ ابن ابی حاتم
انس بن مالک کہتے ہین حضرت نے فرمایا جس نے روکا اپنا غضب روکیگا اللہ اس سے عذاب اپنا اور جس نے بند کیا اپنی
زبان کو چھپاویگا اللہ اسکے عیب کو اور جس نے عذر کیا اللہ سے قبول کرتا ہے اللہ اسکے عذر کو رواہ ابو یعلی فی مسندہ
ابن کثیر نے کہا یہ حدیث غریب ہے اسکے اسناد مین نظر ہے ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے حضرت نے فرمایا وہ پہلوان نہین ہے جو پچھاڑ
دیتا ہے پہلوان وہ ہے جو تھام رکھتا ہے اپنے جی کو وقت غضب کے رواہ احمد وقد رواہ الشیخان من حدیث مالک عنہ
طویل ابن مسعود مین مرفوعا نزدیک امام احمد کے آیا ہے حضرت نے فرمایا تم کسکو پہلوان سمجھتے ہو کہا جسکو لوگ پچھاڑ نہ
سکین فرمایا لیکن پہلوان وہ ہے جو تھامتا ہے اپنے جی کو وقت غضب کے یہ مضمون اور حدیث مین بھی آیا ہے حارثہ بن
قدامہ سعدی نے کہا ای رسول خدا مجھے کوئی بات نفع کی بتاؤ اور تھوڑی سی بتاؤ شاید مین یاد رکھون فرمایا لا تغضب
یعنی غصہ مت کیا کر حارثہ نے پھر بار بار وہی کہا حضرت نے ہر بار یہی جواب دیا کہ غصہ مت کیا کر رواہ احمد ایک آدمی نے کہا ای رسول
خدا مجھے وصیت کرو فرمایا غصہ مت کیا کر وہ آدمی کہتا ہے جب حضرت نے یہ فرمایا تو مین نے ایک عمل مین سوچ کیا دیکھا تو غضب
جامع ہر شر ہے اخرجہ احمد ابو ذر کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے تم مین سے جسکو غصہ آوے اور وہ کھڑا ہو
تو بیٹھ جاوے سو اگر غصہ جاتا رہے تو بہتر ورنہ لیٹ جاوے رواہ احمد حدیث عطیہ سعدی مین مرفوعا آیا ہے کہ غضب طرف
سے شیطان کی ہوتا ہے شیطان آگ سے بنا ہے آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے تم مین جس کسی کو غصہ آوے تو وضو کرے
رواہ احمد و ابو داؤد ابن عباس کا لفظ مرفوع یون ہے نہین کوئی گھونٹ محبوب تر اللہ کو غصے کے گھونٹ سے جسکو بندہ
پی جاتا ہے نہین پیتا اس گھونٹ کو کوئی بندہ واسطے اللہ کے مگر بھر دیتا ہے اللہ پیٹ اسکا ایمان سے رواہ احمد
و اسنادہ حسن لیس فیہ مجروح و متنہ حسن ایک صحابی مرفوعا کہتے ہین جس نے پی لیا غصہ اور وہ قادر تھا اسکے
جاری کرنے پر بھر دیگا اللہ اسکے جوف کو امن و ایمان سے رواہ ابن جریر و ابو داؤد معاذ بن انس کا لفظ

حضرتؐ نے فرمایا جسنے پی لیا غصے کو اور وہ جاری کرسکتا تھا اسکو تو بلاویگا اوسکو اللہ سامنے خلائق کے اختیار دیگا
اسکو کہ جس حور کو چاہے لیلے رواہ احمد وابن ماجۃ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے ابو ہریرہؓ سے ابن مردویہ نے تفسیر آیت باب
مین مرفوعا روایت کیا ہے مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى اِنْفَاذِهِ مَلَأَهُ اللّٰهُ جَوْفَهُ اَمْنًا وَاِيْمَانًا واعبد
الرزاق ابن عمرؓ کہتے ہین حضرتؐ نے فرمایا مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ مِنْ جُرْعَةٍ اَفْضَلَ اَجْرًا مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ كَظَمَهَا ابْتِغَاءَ
وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى ابن مردویہ وابن جریر وابن ماجۃ غرض کہ طلب بیت کا یہ اثر کہ اپنا غصہ نہین نکالتے مگر
لوگون کو اپنے شر سے باز رکھتے اللہ کے پاس اسکا اجر لیا کرتے ہین پھر اللہ نے فرمایا کہ فقط غصہ ہی نہین پی جاتے
ہین بلکہ جو کوئی انپر ظلم کرتا ہے اُسکے قصور کو معاف کر دیتے ہین اُنکے دل مین کینہ وتنگی باقی نہین رہتی یہ حال
اکمل احوال ہے اسلیے ارشاد کیا اللہ محسنین کو دوست رکھتا ہے یہ حال ایک مقام ہے مقامات احسان سے حدیث شریف
مین آیا ہے تین چیزین ہین مین قسم کھاتا ہون انپر نہین گھٹتا مال صدقے سے نہین بڑھتا بندہ عفو سے مگر عزت مین
جسنے فروتنی کی واسطے اللہ کے بلند کردیگا اسکو اللہ ابی بن کعبؓ نے کہا حضرتؐ نے فرمایا ہے جسکو خوش آوے یہ بات کہ بلند
ہو بنیاد اسکے گھر کی اور اونچے ہون درجے اُسکے تو چاہیے کہ معاف کرے اپنے ظالم سے دے اسکو جسنے محروم رکھا ہے اسکو
صلہ کرے اُس سے جسنے قطع کیا تھا اُس سے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے شرط شیخین پر اسکو ابن مردویہ نے بھی حدیث علی
وکعب بن عجرہ وابی ہریرہ وام سلمہ سے روایت کیا ہے الفاظ ایک دوسرے کے لگ بھگ ہین ابن عباسؓ مرفوعا کہتے
ہین قیامت کے دن ایک منادی ندا کریگا کہان ہین عفو کرنیوالے لوگون سے آوین پاس اپنے رب کے لیوین اجر اپنا حق
ہے ہر مسلمان پر جبکہ اُسنے عفو کیا یہ بات کہ جاوے وہ بہشت مین ف پھر اللہ پاک نے ان لوگون کا ذکر
کیا کہ جو بعد صدور گناہ کے توبہ واستغفار کرتے ہین حدیث ابو ہریرہ مین مرفوعا آیا ہے کہ ایک آدمی سے ایک گناہ
ہوتا ہے وہ کہتا ہے ای رب مجھسے گناہ ہوا تو مجھے بخشدے اللہ عز وجل فرماتا ہے کیا میرے بندے نے گناہ کیا اور جانتا
ہے کہ اُسکا رب گناہ بخشتا ہے گناہ پر پکڑتا ہے یعنی اپنے بندہ کا گناہ بخشدیا پھر اُس نے ایک دوسرا گناہ کیا کہا ای
رب مجھسے قصور ہوا تو اُسے بخشدے اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے میرے بندہ کو معلوم ہے کہ اُسکا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا
ہے گناہ پر اسکو پکڑتا ہے یعنی اپنی بندے کو وہ گناہ بخشدیا پھر اُس سے ایک تیسرا گناہ ہوا اُس نے کہا ای رب مینے گناہ کیا
تو بخشدے اللہ عز وجل کہتا ہے میرے بندے کو معلوم ہے کہ اُسکا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے گناہ پر مواخذہ کرتا ہے
تم گواہ ہو مینے وہ گناہ اپنے بندے کو بخشدیا فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ یعنی اب وہ جو چاہے سو کرے اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَاهُ
فِي الصَّحِيحَيْنِ بنحوہ معلوم ہوا کہ جس گناہ کو پیچھے بندہ توبہ کرتا رہتا ہے وہ گناہ بخشدیا جاتا ہے کثرت گناہ

سے بندہ مایوس نہ ہو فقط یعنی تماشا اسکا مطلب یہ ہرگز نہی کہ گناہ کیون نہ ہون توبہ کر ڈالے اللہ بخشنے والا ہے ناامید
ہونا نہ چاہیے یہ مطلب نہین ہے کہ گناہ کرتا رہے تبھی توبہ کا قبول ہونا مقرر ہو اس حدیث مین تین بار گناہ کا ہونا ذکر
ہے مراد اُن گناہون سے گناہ جدید ہین یعنی ایک بار گناہ ہو گیا تب اُس سے توبہ کی تھی پہر دوبارہ تیارہ ہو گناہ
ہو گیا اُس سے بہی توبہ کی یہ نہین کہ اسی گناہ کو مکرر سہ کرر کیا کیونکہ توبہ کرکے توڑ ڈالنا بہت بُرا ہے اگلا گناہ
پہر قائم ہو جاتا ہے ابو ہریرہؓ کہتے ہین ہمنے کہا اے رسول خدا ہم جب آپکو دیکھتے ہین تو ہمارے دل نرم پڑ جاتے
ہین ہم اہل آخرت مین سے ہو لیتے ہین اور جب ہم آپ سے جدا ہوتے ہین دنیا ہمکو خوش آتی ہے عورتون کو اولاد کو
سونگھتے ہین فرمایا اگر تم ہر حال مین اسی حال پر رہو جس حال پر میرے پاس رہتے ہو تو مصافحہ کرین تم سے فرشتے
اپنے ہاتھون سے اور ملاقات کرین تم سے تمہارے گہرون مین آکر اور اگر تم گناہ نہ کروگے تو لائیگا اللہ ایک قوم کو جو
گناہ کریگی تاکہ انکو بخشے کہا اے رسول اللہ بیان کرو ہم سے حال جنت کا کہ وہ کس چیز سے بنائی گئی ہے فرمایا ایک
اینٹ سونے کی ہے ایک اینٹ چاندی کی گارا اُسکا مشک اذفر ہے یعنی خالص ہے کنکریان اُسکی موتی و یاقوت ہین مٹی
اُسکی زعفران ہے جو کوئی جنت مین جاویگا وہ چین اُڑاویگا تکلیف نہ پاویگا ہمیشہ رہیگا مریگا نہین نہ اُسکے کپڑے پرانے
ہونگے نہ اُسکی جوانی فنا ہوگی تین آدمی ہین جنکی دُعا رد نہین ہوتی ایک امام عادل دوسرا صائم یہانتک کہ افطار کرے
تیسرا مظلوم اُسکی دعا اوپر ابر کے اٹہائی جاتی ہے اُس دعا کیلیے دروازے آسمان کے کہول دیے جاتے ہین اللہ فرماتا
ہے مجہکو قسم ہے اپنی عزت کی مین تیری مدد کرونگا گو بعد ایک وقت کے ہو رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَ
اَخْرَجَهُ اٰخَرُ ابن کثیر نے کہا موکد ہے وضو کرنا اور دو رکعت نماز پڑہنا وقت توبہ کے امام احمد نے ابو بکر صدیق رضی
اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا جس کسی شخص سے کوئی گناہ ہوا اور وہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑہے پہر
اللہ سے مغفرت چاہے تو اللہ اسکو بخشدیتا ہے وَهٰكَذَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَالْحُمَيْدِيُّ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَهْلُ
السُّنَنِ وَابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالْبَزَّارُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ ابن کثیر نے کہا مجملہ
طرق اس حدیث کے اور کلام کو اس حدیث پر بطور استقصا مسند صدیق رضی اللہ عنہ مین ذکر کیا ہے بالجملہ یہ حدیث حسن
ہے اسکو امیر المومنین علی بن ابی طالب نے خلیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اس حدیث
کی صحت پر صریح امیر المومنین عمر بن الخطاب گواہ ہین جسکو مسلم نے اپنی صحیح مین مرفوعا روایت کیا ہے نہین ہے
تم مین کوئی جو وضو کرے اچہی طرح پہر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ مگر کہول دیے جاتے ہین واسطے اُسکے آٹہون دروازے جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو

صحیحین میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت کا سا وضو کرکے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے وضو کیا میرے سا وضو پھر پڑھیں دو رکعت جنمیں حدیث نفس کی تو بخشے جاتے ہیں
اسکو گناہ اسکے ابن کثیر نے کہا یہ حدیث ثابت ہے بروایت ائمہ اربعہ خلفای راشدین سے انہوں نے اسکو سید الاولین
والآخرین سے روایت کیا ہے کتاب و سنت میں یہی دلیل ہے اس بات پر کہ استغفار کرنا گناہ سے نفع دیتا ہے معصیوں کو انس میں
مالک کہتے ہیں مجھکو یہ بات پہونچی ہے کہ جب یہ آیت اتری وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً الآیۃ ابلیس رویا اخرجہ عبد الرزاق
حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ میں مرفوعا آیا ہے لازم پکڑو کہنا لا الہ الا اللہ و استغفار کا تم ان دونوں کو بہت کرو کیونکہ
ابلیس نے کہا ہے کہ ہلاک کیا میں نے لوگوں کو گناہوں سے اور ہلاک کیا مجھکو لوگوں نے لا الہ الا اللہ و استغفار سے جب میں نے یہ حال
دیکھا تو ہلاک کیا میں نے انکو اہوا سے وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ کوئی اچھا کام کر رہے ہیں رواہ ابو یعلی سند حدیث میں
عثمان بن مطر اور انکے شیخ دونوں ضعیف ہیں ابو سعید مرفوعا کہتے ہیں ابلیس نے کہا ای رب مجھے قسم ہے تیری عزت کی
میں ہمیشہ بنی آدم کو اغوا کرونگا جب تک انکی جانیں انکے بدنوں میں ہیں اللہ تعالی نے فرمایا مجھکو بھی قسم ہے اپنی عزت
وجلال کی میں ہمیشہ انکو بخشتا رہونگا جبتک وہ مجھہ سے استغفار کرتے رہیں گے رواہ احمد انس نے کہا ایک آدمی آیا اور کہا اے
رسول خدا مجھسے گناہ ہوگیا ہے فرمایا جب تجھ سے کوئی گناہ ہو تو اپنے رب سے استغفار کر کہا میں استغفار کرتا ہوں پھر عود کرتا
ہوں پھر گناہ ہوجاتا ہے فرمایا جب تو گناہ کرے تو عود کر رب سے استغفار کر حتی کہ تین بار اسنے وہی بات کہی تو فرمایا استغفار
کر رب سے یہانتک کہ شیطان ہی تھک جاوے رواہ ابوبکر البزار ابن کثیر نے کہا یہ حدیث اس وجہ سے غریب ہے یعنی اگر گناہ بار
بار صادر ہوتا ہے تو استغفار بھی بار بار چلی جای استغفار نہ چھوڑے آخر شیطان ہی تھک کر بیٹھہ رہیگا کہاں تک ہمراہ
استغفار کے گناہ کراویگا س دور کسما تھہ چلی جائے گی گردش چشم ✽ دیکھنا ہے مجھے ساقی تیری میخوار کی ہوش
ف اللہ پاک نے یہ فرمایا کہ اڑے نہیں رہے وہ اپنے فعل پر بیٹھے بلکہ جب انسے کوئی فعل بد ہوا تو انہوں نے فی الفور اس سے
توبہ کرلی جلدی سے تائب ہوگئے اس معصیت پر مستمر و مصر نہ رہے اگر گناہ مکرر ہوا ہے تو توبہ بھی مکرر کرتے رہے
حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں آیا ہے حضرت نے فرمایا مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً
رواہ ابو یعلی ورواہ ابو داود والترمذی والبزار من حدیث عثمان بن واقد وقد وثقہ یحیی بن معین
وشیخہ ابو نصیرۃ الواسطی واسمہ مسلم بن عبید وثقہ الامام احمد وابن حبان وقول علی بن المدینی
والترمذی لیس اسناد ہذا الحدیث بذاک فالظاہر انہ لاجل جہالۃ مولی ابی بکر ولکن جہالۃ مثلہ
لا تضر لانہ تابعی کبیر ویکفیہ نسبتہ الی ابی بکر فہو حدیث حسن واللہ اعلم یہ جو فرمایا وہ جانتے

میں اسکا مطلب ہوا کہ انکو معلوم ہے کہ جو کوئی توبہ کرتا ہے تو اللہ پاک اسکی توبہ قبول فرماتا ہے یہی قول ہے مجاہد
و عبد اللہ بن عبید بن عمیر کا لقولہ تعالیٰ الم یعلموا ان اللہ ھو یقبل التوبۃ عن عبادہ و کقولہ و من یعمل
سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما اس کے نظائر اور بہت ہیں ابن عمرو تو مرفوعا کہتے
ہیں کہ حضرت نے منبر پر فرمایا تم رحم کرو رحم کیے جاؤگے تم بخشو بخشے جاؤگے خرابی ہے بات بکارنے والوں کی خرابی
ہے انکو جو اڑی ہوئے ہیں اپنے کیے پر اور وہ جانتے ہیں تفرد بہ احمد پھر اللہ نے بعد بیان کرنے انکی مدح کے یہ مذ
فرمایا کہ بدلا انکا جواب مغفرت ہے رب سے ہے مغفرت و جنت ہے یہ انکے کام کی مزدوری ہوئی کیا خوب مزدوری ملی ہے
ارزقنا **ف** فتح البیان میں نیچے آیت باب کے ابتدائی آیت کے تا آخر جو کچھ لکھا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ مراد
اضعاف مضاعفہ سے تکرار تضعیف ہے سال بسال اس عبارت میں مبالغہ ہے جس سے نہایت توبیخ ربا کھانے
کے لیے دلیل ہے اس بات پر کہ اکل ربا منجملہ کبائر کے ہے بہت سے مفسرین نے کہا ہے کہ مستحل ربا کا فر ہے یہ آیت تمام
قرآن میں بڑی خوفناک ہے کیونکہ جس آگ کو اللہ نے واسطے کافروں کے طیار کیا ہے اسکی وعید مومنوں کو سنائی ہے
اگر وہ اللہ سے ڈر کر محارم اللہ سے باز رہیں گو واحدی نے کہا آیت میں اللہ نے امید مومنین کی تقویت بھی
فرمائی ہے یہ آگ جس سے کیونکہ طیاری نار کی واسطے کفار کے بیان کی ہے نہ واسطے مومنین کے انتہی پھر اللہ رسول
کی طاعت کا حکم تعمیما فرمایا حذف متعلق کیا اس سے معلوم ہوا کہ ہر امر و نہی میں طاعت خدا و رسول واجب ہے محمد بن
اسحاق نے کہا اس آیت میں عتاب ہے ان لوگوں پر جنہوں نے دن احد کے عصیان رسول خدا کیا تھا یہ جو
فرمایا جلدی کرو طرف مغفرت رب کی مراد اس سے اسلام ہے یا توبہ یا ادائے فرائض یا تکبیر اول یا اخلاص عمل یا
ہجرت یا جہاد لیکن کچھ حاجت تخصیص کسی نوع کی نہیں ہے لفظ مطلق ہے سب کو شامل ہے سارے طاعات و اعمال
صالحات اسمیں داخل ہیں کسی نے انس بن مالک سے پوچھا تھا کہ جنت آسمان میں ہے یا زمین میں کہا کونسا
آسمان میں جنت کو سما سکتا ہے کہا پھر کہاں ہے کہا ساتوں آسمان کے اوپر عرش کے نیچے ہے قتادہ نے کہا
صحابہ سمجھتے تھے جنت بالائی ہفت آسمان ہے اور جہنم زیر ہفت زمین اس کہنے میں کہ جنت واسطے پرہیزگاروں
کے طیار کی گئی ہے اور دوزخ واسطے کافروں کے دلیل ہے اس بات پر کہ جنت و نار دونوں آج موجود
ہیں یہی قول حق ہے مگر یہ خلاف معتزلہ ہے سراء سے مراد آسودگی ہے ضراء سے مراد محتاجی ہے یا حیات
و موت یا رجا و شدت مطلب یہ ہے کہ کوئی حال کیوں نہ ہو غنا یا فقر فرح یا ترح سرور یا شرور محنت یا بلا یا راحت و
مسکنت یا جیسی حال رہا ہو انکا مال راہ خدا میں صرف کرتے رہتے ہیں جو خلاق انکے سو سب پیدا

جنت کہ ہین نعمین اہل اللہ نے ذکر اسی صفت کا کیا ہے جو سب صفتون مین زیادہ مشکل ہو اگلا رہے بخاری وغیرہ مین بہت احادیث مع اتفاق مذمت کی مین آئی ہین ہنوز کظم غیظ کا فرمایا اس باب مین بہی بہت حدیثین آئی ہین نہین ثواب غصہ پی جانیکا ذکر کیا ہے عفو کرنا لوگون سے عام ہے خواہ ماایک کا قصور وظلم معاف کرے یا اجانب کا زجاج نے کہا مراد مملوک ہین مگر قول اول قوی ہے مملوک بہی اسمین بدخول اولی داخل ہین لفظ محسنین بہی شامل ہر احسان ہے اسمہ ہر محسن کا دوستدار ہے لفظ فاحشہ ہر معصیت پر بولی جاتی ہے مگر چہ خصاکہ اسکا ساتھ زنا کے بہت آتا ہے اصل فحش خروج ہے حد سے در اصل قبیح ظلم نفس سے مراد گناہ کرنا ہے کوئی سا گناہ کیون نہ ہو یا جو زنا سے کم ہے جیسے بوسہ لینا معانقہ کرنا ہاتہہ سے چہونا آنکہہ سے دیکہنا یا فاحشہ سے مراد کبیرہ ہے اور ظلم نفس سے صغیرہ نخعی نے کہا ظلم فاحشہ ہے اور فاحشہ ظلم ہے ذکر اللہ سے مراد یہ ہے کہ زبان سے اللہ کو یاد کیا یا دل مین خیال کیا یا اسکے وعدہ وعید کو یاد کیا یا اسکے جلال کو یاد کرکے شرم کی پہر اللہ سے اُسکی معافی مغفرت چاہی تفسیر استغفار کی اس جگہہ بلفظ توبہ خلاف معنی لغوی ہے اس کہنے مین کہ سوا اللہ کے کون گناہ بخشتا ہے یہ نکلا کہ جنس ذنوب کو سوا اللہ کے کوئی نہین بخش سکتا یہ خصوصیت اللہ پاک ہی کو حاصل ہے اس مین ترغیب لائی ہے طلب مغفرت کی اللہ تعالی سے اور خوش کیا ہے گناہ گارون کو کہ انکو چاہیے کہ مواقف خضوع وتذلل مین کہڑے ہوکر اپنے قصور وفتور کی بخشش مانگین اصرار سے مراد اسجگہہ عزم ہے معاودت ذنب پر اور باز نہ رہنا گناہ سے توبہ کرکے سدی نے کہا یعنے سکوت کرتے ہین استغفار بجا نہین لاتے حالانکہ انکو قبح معصیت معلوم ہے اور یہی جانتے ہین کہ انکا رب مغفرت معصیت کرتا ہے یا مضرت اصرار کو جانتے ہوئے ہین یا جانتے ہین کہ اللہ کے نزدیک معاف کردینا گناہون کا کتنے ہی بہت گناہ کیون نہ ہون کچہ بڑی بات نہین ہے یا انکو معلوم ہے کہ اگر ہم استغفار کرینگے تو ہماری بخشش ہوگی یا جانتے ہین کہ جو کوئی توبہ کرتا ہے تو اللہ اسکی توبہ قبول فرماتا ہے یہ قول ہے مجاہد کا حسن نے کہا جانتے ہین کہ ترک گناہ اولی ہے یا جانتے ہین کہ گناہ پر مواخذہ ہوگا یہ سب معانی قریب یکدیگر ہین ف ابن مسعود نے کہا کتاب اللہ مین دو آیتین ہین کوئی بندہ جب گناہ کرتا ہے انکو پڑہکر استغفار نہین کرتا مگر وہ گناہ اسکا بخشدیا جاتا ہے ایک تو یہی آیت وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً الآیۃ دوسری آیت یہ ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا الآیۃ عطاف بن خالد کہتے ہین مجکو یہ بات پہونچی ہے کہ جب آیت اتری ابلیس نے اپنے سارے لشکر کو پکارا سر پر خاک ڈالی واویلا کی ہائی وائی مچائی سارا لشکر خشکی وتری کا جمع ہوا کہا ای ہمارے سردار تمکو کیا ہوا ہے کہا کتاب اللہ مین ایک آیت اتری ہے کہ بعد اسکے کسی آدمی کو

کرنی کی نقصانی ہے بچاینگا پہر اگر ان کا ارتکاب کرے اس نے تعالی کہا ہم نے بنی آدم کے پیچھے دور دراز ہوا اگر پھر لالہ علم

پہر وہ نہ توبہ کرینگے نہ استغفار وہ بہی انکو نہین کرینگے کر وہ حق پر مین البتہ ہے اجتباران سے راضی ہوا قَدْ خَلَتْ مِنْ

قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ

لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ إِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ

الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۗ

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِينَ ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ

وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِينَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ

فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝ ہو چکے ہین تم سے آگے دستور سو پہرو زمین مین تو دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے

والون کا یہ بیان ہے لوگون کیواسطے اور ہدایت اور نصیحت ڈر والون کو اور سست ہو اور نہ غم کہاؤ تم ہی غالب رہوگے

اگر تم ایمان رکھتے ہو اگر تمنے زخم پایا تو وہ لوگ بہی پاچکے ہین زخم ایسا ہی اور یہ دن بدلتے جاتے ہین ہم لوگون

مین اور واسطے کہ معلوم کرے اللہ جنکو ایمان ہے اور کرے بعضے تم مین شہید اور اللہ چاہتا نہین ناحق والون کو

اور واسطے کہ نکہارے اللہ ایمان والون کو اور مٹاوے منکرون کو کیا تمکو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے جنت مین

اور ابہی معلوم نہین کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہین تم مین اور معلوم کرے ثابت رہنے والے اور تم تو آرزو کرتے

تھے مرنے کی اس کی ملاقات کے پہلے سو اب دیکھا تم نے اسکو آنکھون کے سامنے ف یعنی کافرون کا مقابلہ

نبیون سے قدیم دستور ہی ہر ملک کی خبر تحقیق کرو تو جانو کہ اول نبیون پر بہی تکلیف گذری ہے لیکن آخر جھٹلانیوالے

خراب ہوئے جنگ احد مین ستر مسلمان کامل شہید ہوئے لڑائی بگڑی اسپے اللہ تقویت فرماتا ہے پہر فرمایا فتح شکست

بدلتی چیز ہے مسلمانون کو شہادت کا درجہ ملنا تہا مومن و منافق کا پرکہنا منظور تہا اور مسلمانون کا سدا ما پہلے

اتنی شکست ہوتی نہین تو اللہ کافرون سے راضی نہین ہے ابن کثیر کا لفظ یہ ہے کہ اللہ نے اس آیت مین مومنون

کو خطاب فرمایا ہے جبکہ دن احد کے وہ مبتلائی بلا ہوگئے ستر آدمی اُن مین سے مارے گئے یعنی وہ مصیبت کچہ تمہی

نئی نہین پڑی ایسا ہی اگلی امتون پر بہی گذر چکا ہے لیکن انجام کو اتباع انبیا غالب رہے ہلاکت کافرون کی

آئی اسی لیے فرمایا کہ ذرا زمین کی تو سیر کر دیکھو پہر کر دیکھو کہ انجام انکا کیسا ہوا کسطرح وہ خاک مین

ملگئے اب کہین انکا نام نشان باقی نہین رہا پہر فرمایا کہ اس قرآن مین سارے امور کو کہول کر بیان کیا ہے اگلی امتون

کا معاملہ جو انکے دشمنون کے ساتھ گذر چکا ہے اسکو ذکر کیا ہے پہر مسلمانون کو ہمت دی حوصلہ دلایا تسلی بخشی کہ تم

ع

ہرگز ہمت ہتی نکرو کمزور نہو اس تکلیف کا جو تپر گذری ہے کچھ رنج و غم نکہاو تمہین بالا رہوگی عاقبت و نصرت تمہاری
جیت ہے اگر تمکو زخم وقتل پہونچا ہے تو اسیطرح تمہارے دشمنون کو بھی ویسا پہنچ چکا ہے یہ دن ہین انکو لوگون مین پہیر
اعدا کو غلبہ ہو جاتا ہے مگر انجام نیک تمہاری ہی لیے ہے ان اول ایام مین کوئی حکمت ہے ایک حکمت تو یہی ہے
کہ اللہ کو معلوم منافق معلوم ہوجاوین ابن عباس نے کہا یعنی ہم دیکہہ لین کہ مقابلہ اعدا پر کون صبر کرتا ہے کون
تم مین سے شہید ہوتا ہے اپنی جان راہ خدا مین دیتا ہے اللہ ظالمون کو نہین چاہتا ایمان والون کا خالص
کرنا منظور ہے کہ اگر وہ گنہگار ہین تو کفارہ انکے گناہون کا ہو جاوے ورنہ انکے درجات بلند ہو جاوین جتنی مصیبت
ہوتی ہے اتنا ہی مرتبہ بڑہتا ہے کافرون کا مٹانا منظور ہے جب وہ فتح پا وینگے باغی ہونگے حد سے آگے بڑہینگے یہی
کام ہو سکے انکے سبب مار و ہلاک و محق و فنا کا ہو جاویگا پہر اللہ نے فرمایا کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ بے لڑے بہڑے
جنت مین چلے جاؤگے کما قال تعالی فی سورۃ البقرۃ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ
خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا الآیۃ وقال تعالی اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا
اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ الآیۃ اس جگہہ یہ فرمایا کہ تم جنت مین نہین جا سکتے ہو جبتک کہ مبتلا نہو گے اور اللہ نہ دیکہہ لے گا
کہ کس نے تم مین سے اسکی راہ مین جہاد کیا اور کون دشمنون کے مقابلہ مین جما رہا تم تو اس سے پہلے یہ تمنا کرتے تہے کہ دشمنون
سے ملاقات و مقابلہ ہو تمہارا جی اسپر جلتا تہا ان سے لڑنے بہڑنے کو ملیا رہتے تہے سو تمہاری آرزو حاصل ہوئی تو اب
رنج نکرو خوب دل کہولکر قتال کرو جمے رہو صحیحین مین مرفوعا آیا ہے کہ تم تمنا نکرو لقاء عدو کی اللہ سے عافیت
مانگو اور جب عدو کا سامنا ہو تو پہر صبر کرو مقابلہ سے نہ ہٹو جان لو کہ جنت نیچے سایہ تلوارون کے ہے اسی لیے اللہ نے
کہا لقد رایتموہ تمنے تیزی نیزون کی اور چمک ہتیارون کی اور صف بندی لشکر جنگ کی آنکہون دیکہہ لی بعض متکلمین کہتے
ہین یہ خیال بندی ہے یعنے جو شی محسوس نہین ہے اسکو محسوس کی طرح مشاہدہ کرتے ہین جسطرح بکری کو
اپنے نر کی دوستی گرگ کی دشمنی کا خیال بندہتا ہے **ف** فتح البیان مین ہے یہ جو فرمایا کہ تمہین بالا ہو
اسکا مطلب ابن جریر نے یون بیان کیا ہے کہ حضرت کے اصحاب نے دن احد کے گہاٹی مین شکست پائی پوچہا
حضرت کہان ہین فلان شخص کہ ہہر بعض نے بعض کو خبر دی کہ فلان مارا گیا یہ چرچا ہی ہوا کہ حضرت مقتول ہوے سب
لوگ نہایت غم و اندوہ مین تہے اتنے مین خالد بن ولید خیل مشرکین کو لیکر پہاڑ پر چڑہ گئے کیونکہ وہ ایک جانب
مشرکین پیچہے یہ لوگ اسفل شعب مین تہے جب حضرت کو دیکہا خوش ہوے حضرت نے فرمایا ای اللہ ہمکو کچہ قوت نہین
مگر تیری اس شہر مین سوا انکے کوئی تیری پوجنے والا نہین ہے تو انکو ہلاک نکر ایک گروہ تیر انداز کا مسلمانون

مین سر لپکا اور چہرہ آنحضرت کا زخمی ہوا مشرکین پر تیر مارنے لگے یہان تک کہ انہون نے انکو شکست دی مسلمان پہاڑ پر چڑھ گئے یہ مطلب ہے
انتم الاعلون کا ضحاک نے کہا یعنے انتم الغالبون مراد ایام سے ایام عرب ہین جو اگلی امتون مین گذر چکے اور بعد
مین آئی جیسے ایام زمن نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ایام مین کبہی کوئی گروہ غالب ہوا کبہی کوئی گروہ جیسے
حال مسلمانون کا دن بدر و احد کو ہوا یہی مراد ہے مداولت ایام سے **بیت** فیوما علینا ویوما لنا ＊ ویوما نساء ویوما نسر
شرح ＊ مطلب شعر کا یہ ہے کہ ایام دنیا درمیان لوگون کے دول ہین ایک دن کسی کا اور ایک دن کسی اور کا دن بدر کے دولت
مسلمانون کی مشرکون پر ہوئی یہان تک کہ ستر مشرک مارے گئے ستر قید ہوئے احد کے دن مشرک مسلمانون پر غالب آگئے
ستر مسلمان زخمی ہوئے کچہ تیر مارے گئے یہ سارا قصہ بخاری شریف مین موجود ہے براء بن عازب سے مروی ہے شہداء جمع ہے
لفظ شہید کی شہید وہ مسلمان ہے جو معرکہ مین تلوار سے کسی کافر کے مارا گیا ہے اسکو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ مشہود
بالجنة ہوتا ہے یا جمع ہے لفظ شاہد کی اسلیے کہ وہ مثل شاہد جنت کا ہوتا ہے مسلمانون نے اللہ سے دعا مانگی تہی
کہ ہمکو ایک دن مثل یوم بدر کے دکہلا کہ ہم اسمین مشرکون سے لڑین شہادت حاصل کرین اللہ نے دن احد کے
انکو ٹہرا دیا کچہ لوگ شہید ہوگئے تمحیص کہتے ہین تمحیص کے معنے ہین خالص و صاف کرنے کو محق کہتے ہین کسی چیز کے نشان مٹانے
کو آہستہ آہستہ بتدریج تمنائے موت سے مراد ہے اس جگہ حصول شہادت ہے اسلیے کہ آرزوی موت سے منع فرمایا ہے جو لوگ
حاضر بدر نہ ہوئے تہے وہ بدر کے سے دن کی تمنا کرتے تہے جب احد کے دن شکست پڑی تو اللہ نے کہا یہ تو مین
تمہاری مراد تہی تو پہر تم اس شکست پر غمگین نہ ہو آخر کو تمہاری ہی فتح ہوگی مضمون آیت شریف مین ایک
طرح کی توبیخ بہی ہے کہ آپ ہی تو تم نے تمنا کرکے لڑائی لی پہر مت ہار کر شکست کہانے لگے ایسی آرزو لعل
ہی سے کرنا نہ تہا یا توبیخ ہے طلب شہادت پر کیونکہ تمنائے شہادت مین ایک طرح کی تمنا غلبہ کفار کی نکلتی ہے واللہ
اعلم

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ
عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ
وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ
نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ
يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ع ۵

محمد تو ایک رسول ہے جیسے کہ پہلے اس سے بہت رسول ہو چکے کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تو تم پہر جاؤ گے الٹے پاؤن اور جو کوئی

پھر جاویگا اُلٹے پاؤں وہ نہ بگاڑ سکیگا اللہ کا کچھ اللہ ثواب دیگا بھلا ماننے والوں کو کوئی جی مر نہیں سکتا بغیر حکم اللہ کے لکھا ہوا ایک وعدہ جو کوئی چاہے گا بدلا دنیا کا اُس میں سے دینگے اُسکو جو کوئی چاہیگا بدلا آخرت کا اُس میں سے دینگے اُسکو ثواب دینگے احسان ماننے والوں کو بہت نبی ہیں جنکے ساتھ ہوکر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب پھر نہ ہارے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ کی راہ میں نہ سست ہوے ہیں نہ دب گئے ہیں اللہ چاہتا ہے ثابت رہنے والوں کو کچھ نہیں بولے مگر یہی کہا کہ ای رب ہمارے بخش ہمارے گناہ اور جو ہمسے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں اور ثابت رکھ ہمارے قدم اور مدد دے ہمکو کافر قوم پر پھر دیا اللہ نے اُنکو ثواب دنیا کا بھی اور خوب ثواب آخرت کا اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو **ف** جنگ احد میں بعض مسلمان کا دل بھی بہت ہٹ گیا تب اسلیے کہ ایک کافر نے اپنی فوج میں پکار کر کہا کہ میں نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مار دیا حضرت کے زخم سے خون بہت گیا تھا ضعف آکر ایک گڑھے میں گرے تھے مسلمانوں نے حضرت کو نہ دیکھا یہ بات یقین ہوگئی جب حضرت ہوشیار ہوئے تو میدان میں جو لوگ حاضر تھے انکو جمع کرکے پھر لڑائی قائم کی تب کافر پھر کر چلے گئے سو اللہ پاک نے فرمایا کہ رسول زندہ رہے یا نہ رہے دین اللہ کا ہے اسپر قائم رہو اسمین اشارت نکلتی ہے کہ حضرت کی وفات پر بعضے لوگ پھر جاوینگے جو قائم رہینگے انکو بڑا ثواب ہے اسی طرح ہوا کہ بہت لوگ حضرت کے بعد مرتد ہوگئے حضرت صدیق نے انکو پھر مسلمان کیا اور بعضوں کو مارا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جو لوگ اس دین پر ثابت رہینگے انکو دین بھی ملیگا اور دنیا بھی لیکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے **ف** ابن کثیر کہتے ہیں جنگ احد کو جب بعض مسلمان بھاگے اور بعض مارے گئے تو شیطان نے پکار دیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن مارے گئے ابن قمیئہ نے پھر کر مشرکوں سے کہا کہ میں نے حضرت کو مار ڈالا حالانکہ فقط سر مبارک میں زخم آیا تھا بہت لوگوں کے دل میں یہی آگیا کہ ہاں مارے گئے اسلیے کہ اللہ نے قرآن پاک میں بہت قصے قتل انبیاء کے ذکر کیے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقتول ہونا بھی جائز سمجھ لیا اس خیال پر انکی ہمتوں میں کچھ ضعف آگیا قتال سے ہٹ جانا چاہا اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھیجی یعنے جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ٹھیرے تو جو حال سب انبیاء کا تھا وہ حال انپر بھی روا ہے ابو نجیح نے کہا ایک مہاجر کا گذر ایک انصاری پر ہوا وہ اپنے خون میں لتھڑ پتھڑ تھا اُسنے کہا تمہیں کچھ خبر ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مارے گئے انصاری نے کہا اگر مارے گئے تو انہوں نے حکم اللہ کا پہونچا دیا اب تم اپنے دین پر لڑو اُسپر یہ آیت نازل ہوئی یہود اہل اللہ جهتهم فی ضلالٍ اُلتبس یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو ہمت ہار بیٹھے تھے ہمت بھی سستی و ناتوانی میں گرفتار ہو چکے تب انکار کیا اور فرمایا کیا اگر حضرت کے دشمن ہو گئے تو تم دین سے پھر جاؤ گے اگر پھر جاؤ گے تو اللہ پاک کا کیا نقصان ہے جو لوگ اللہ کی طاعت پر قائم ہیں اور اسکے دین پر لڑتے ہیں انکو رسول کا

تمام کرتے ہیں خواہ رسول زندہ رہے یا مرجاوے انکو جزا انکے کام کی ملیگی یہی بات صحاح و مسانید و سنن وغیرہ
کتب اسلام سے بطرق متعددہ ثابت ہوئی ہے مفید یقین ہے ابن کثیر کہتے ہیں بہتے ذکر اسکا مسند شیخین ابی بکر
و عمر رضی اللہ عنہما میں کیا ہے جب حضرت کا انتقال ہوا ابو بکرؓ نے یہی آیت پڑھی بخاری شریف میں حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ ابو بکرؓ اپنے گھر سے جو سنح میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور اتر کر داخل
مسجد ہوئے کسی آدمی سے بات نکی سیدھے پاس عائشہؓ کے گئے حضرت ایک چادر یمنی میں لپٹے تھے منہ کھولکر پیشانی
پر بوسہ دیا روئے کہا میرے ماں باپ تجھپر فدا اللہ تجھپر دو موتوں کو جمع نکریگا وہ موت جو تجھپر لکھی گئی تھی وہ آگئی
ابن عباسؓ کا لفظ یہ ہے کہ ابو بکرؓ باہر نکلے عمرؓ لوگوں سے بات کرتے تھے کہا اے عمرؓ بیٹھو پھر کہا اما بعد جو کوئی محمد کو
پوجتا ہو تو محمد مر گئے اور جو کوئی اللہ کو پوجتا ہے تو اللہ زندہ ہے نہیں مریگا اللہ نے فرمایا ہے وَمَا مُحَمَّدٌ
اِلَّا رَسُوْلٌ اس آیت کو شاکرین تک پڑھا واللہ گویا لوگ اسوقت تک نہیں جانتے تھے کہ یہ آیت بھی اتری ہے
یہاں تک کہ ابو بکرؓ نے انکو پڑھکر سنائی پھر سب لوگ اسکو پڑھنے لگے جو شخص اس آیت کو سنتا پڑھنے لگتا عمر رضی
اللہ عنہ نے کہا واللہ مجھکو کچھ خبر نہ تھی ہاں میں نے ابو بکرؓ کو سنا کہ وہ یہ آیت پڑھتے ہیں ایسا عرق پشیمانی آیا کہ پاؤں
نتھمے زمین پر گر پڑا ابن عباسؓ کہتے ہیں علی رضی اللہ عنہ حیات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس آیت
کو پڑھکر کہا کرتے تھے واللہ ہم کبھی الٹے پاؤں نہ پھرینگے بعد اسکے کہ اللہ نے ہمکو ہدایت فرمائی ہے واللہ
اگر حضرت مر گئے یا مارے گئے تو ہم اسی بات پر لڑینگے جسپر وہ لڑتے ہیں یہانتک کہ ہم مر جاویں واللہ
میں انکا بھائی اور ولی اور ابن عم اور وارث ہوں مجھسے زیادہ اور کون انکا حقدار ہے رواہ الطبرانی

ف حاصل یہ ہے کہ حضرت کا مرنا یا مارا جانا موجب ضعف کا دین میں سبب رجوع کا اسلام سے نہیں ہو سکتا
ہے اسلیے کہ سارے انبیا جو حضرت سے پہلے تھے مر چکے ہیں مگر انکے اتباع بعد انکی موت کے دین انبیا سے نہ پھرے
تو مسلمانوں کو بھی منقلب و مرتد ہونا لائق نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عبد مبلغ ہیں نہ
معبود انکا کام پہونچا دینا تھا سو انہوں نے پہونچا دیا جو معبود ہے وہ باقی ہے حی قیوم ہے پھر کیا وجہ ہو جو تم دین حق
سے پھر جاؤ علیؓ کہتے تھے امیر الشاکرین ابو بکرؓ تھے شاکرین اصحاب ابو بکرؓ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی
شخص نہیں مرتا مگر اللہ کی تقدیر سے جو مدت اسکی زندگی کے لیے مقرر کی ہے اسکو پورا کرتا ہے اسی لیے یہ
فرمایا کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا کقولہ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ وکقولہ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ
مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ اس آیت شریف میں لوگوں کو شجاعت دلائی ہے نامردوں

کو ترغیب لڑائی کی ہے قتال مین کیونکہ اقدام و احجام نہ عمر کو گھٹاتا ہے نہ بڑھاتا ہے عمر مدی سے کہا تمکو کون
جہنم ملی ہے اسباب کہ تم ان دشمنون پر بجا و حملے سے باز نہ اوتے پھر یہ آیت پڑھی وما کان لنفس ان تموت
الا باذن اللہ ویکبر اپنا گھوڑا دریا مین ڈالدیا پھر تو لوگ بھی اپنے اپنے گھوڑے ڈالدیئے جب دشمن نے انکو دیکھا
کہا دیوانے آئے بھاگ کھڑے ہوئے پھر اللہ نے یہ فرمایا کہ جس کا کام نری دنیا کے لیے ہو تب بھی اسکو دنیا بقدر تقدیر ملتی
ہے آخرت مین اسکا کچھ حصہ نہین ہوتا اور جو کوئی آخرت کے لیے کام کرتا ہے اسکو دنیا بھی بقدر مقسوم ملتی ہے
اور آخرت کا حصہ الگ تھا تب ہے کما قال تعالیٰ مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَن كَانَ
يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِن نَّصِيبٍ وقال تعالیٰ مَّن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا
لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَ
سَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا اسی لیے اس جگہہ یون فرمایا وَسَنَجْزِي
الشَّاكِرِينَ یعنی دینگے ہم انکو اپنا فضل و رحمت بقدر انکی شکر گذاری و عمل کے پھر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو
تسلی دی کہ جو بات تمہارے دل مین دن احد کے پڑی تم کچھ اسکا خیال نہ کرو دیکھو کتنے ایک پیغمبر مارے گئے اور
انکے ہمراہ بعض باقی لوگ شہید ہوئے اس قول کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے انکی قرات قُتِلَ مَعَهُ ہے نہ قاتل
پھر جو ربانی زندہ رہے تھے انہون نے نفی وہن و ضعف فرمائی جنہون نے قاتل پڑھا انہون نے اسی بات کو اختیار کیا ہے پہلی قرات
کو اختیار کیا اس لیے کہ اللہ نے اس آیت شریف مین ان لوگون پر عتاب فرمایا ہے جو دن احد کے منہزم ہو کر قتال
سے باز رہے ابن اسحاق نے سیرت مین یہ معنی کہے ہین کہ بہت سے نبی مارے گئے انکے ہمراہ ربانی تھے یعنی جماعات
بعد قتل نبی کے نہ ہارے نہ اپنے دشمنون کے روبرو سست پڑے بلکہ صابر و شاکر رہے اللہ دوستدار ہے اہل صبر کا
سہیلی نے اسی قول کی نصرت کی ہے بہت مبالغے سے اسی بات کو نتیجہ ٹھیرایا ہے اسی قول کو اموی نے مغازی
مین حکایت کیا ہے بعض نے کہا مراد لفظ کثیر سے الوف ہین یعنی ہزارون ربانی لڑے ابن عباس و مجاہد
و سعید بن جبیر و عکرمہ و حسن و قتادہ و سدی و ربیع و عطاء خراسانی وغیرہم نے کہا مراد رِبِّيُّونَ سے جموع
کثیرہ ہین حسن نے کہا علمائے کثیر ہین جو ابرار و اتقیا تھے بعض نحاة بصرہ نے کہا ہے رِبِّيُّونَ وہ لوگ ہین جو
رب عز و جل کو پوجتے ہین کسی نے کہا اگر یہ بات ہوتی تو رَبِّيُّونَ بفتح راء ہوتا ابن زید نے کہا ربیون سے مراد
اتباع و رعایا ہین ربانیون سے مراد ولاة ہین قتادہ و ربیع و انس نے کہا ہے مطلب یہ ہوا کہ جس بات
پر انبیاء لڑے تھے اسی دین پر وہ لڑے کہاں سست ہوئے یہان تک کہ اللہ سے جا ملے ابن عباس نے کہا یعنی

نفع نہین دیا ابن زید نے کہا خوار نہین ہوئی انکی عادت یہی ہی کہ اللہ سے مغفرت مانگی صبر کیا اسپر اللہ نے انکو نصر و ظفر و غنیمت دی اور آخرت بخشا اللہ نیکون کو چاہتا ہے **ف** فتح البیان مین لکہا ہے کہ جملہ وما کان لنفس الا یۃ اسبق سے الگ تہلگ ہے اس مین برانگیختہ کرنا ہے جہاد پر جسکا مطلب یہ ہے بات کا کہ موت ضروری آویگی خواہ لڑو یا نہ لڑو موت خواہ بطور قتل ہو یا اور طرح پر بے اذن اللہ تعالیٰ کے نہین آتی پہر جب آتی ہے تو کسی حیلہ حوالہ سے ٹل نہین سکتی ہے پہر نامردی کرنے اور ڈرنے سے کیا حاصل ہے اسمین یہی اشارہ ہے کہ حضرت اللہ کے حفظ مین ہین دشمن کتنا ہی غلبہ کیون نکرین وہ سلامت بکرامت رہین گے انکو کچہ ضرر نہ ہوپہنچیگا موجل کہتے ہین موقت کو یعنے موت کا ایک وقت مقرر ہے وعدہ کم نہ زیادہ پہر فرمایا کہ اللہ محب ہے محسنین کا گویا یہ سکہایا کہ عباد مومنین کو وقت لقائی عدو کے یہی کہنا چاہیے جو ان ربیون نے کہا تہا اسجگہ ایک لطیفہ بارک ہے کہ جب انہون نے اپنے گناہون کا اقرار کیا اور وہ بدکار تہے تو اللہ نے انکا نام نیکوکار رکہا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ۝ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ۝ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ ۚ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۖ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

ای ایمان والو اگر تم کہا مانو گے منکرون کا تو تمکو پہیر دینگے الٹے پاؤن پہر جا پڑوگے نقصان مین بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اسکی مدد سب سے بہتر اب ڈالینگے دل مین کافرون کے ہیبت اسپر کہ انہون نے شریک ٹہیرایا اللہ کا جسکی اس نے سند نہین اتاری انکا ٹہکانا دوزخ ہے اور بری بستی ہے بے انصافون کی اللہ تو سچ کر چکا تم سے اپنا وعدہ جب تم لگے انکو کاٹنے اسکے حکم سے جبتک کہ تم نے نامردی کی اور جہگڑا ڈالا کام مین اور بے حکمی کی بعد اسکے کہ تمکو دکہا چکا تمہاری خوشی کی چیز کوئی تم مین چاہتا دنیا کوئی تم مین چاہتا آخرت پہر تم کو الٹ دیا انسے اسواسطے کہ تمکو آزماوے اور وہ تمکو معاف کر چکا اللہ فضل رکہتا ہے ایمان والون پر جب تم چڑہے جاتے تہے اور پیچہے نہ دیکہتے تہے کسی کو اور رسول پکارتا تہا تمکو پچہاڑی مین پہر تمکو پہنچا غم بدلے غم کا تاکہ تم غم نہ کہایا کرو جو ہاتہ سے جاوے اور جو سامنے آوے اللہ کو خبر ہے تمہارے کام کی

ف یعنے اسی جنگ مین جو مسلمانون کے دل ٹوٹ گئے تو کافر دلیر ہوئے اور منافقون نے وقت پایا یعنے الزام دینے لگے بعضے تو ظاہر کے پٹنے مین سمجھانے لگے کہ لڑائی پر دلیری نکرین حق تعالی خبردار کرتا ہے کہ دشمن کا کہنا مت سنو اور پھر فرمایا وجہ دینا اسکے جو سکے دل مین شرک ہوتا ہے اسلیے اللہ انکے دل مین ہیبت ڈالیگا پھر فرمایا کہ اول غلبہ مسلمانون کا تھا کہ کافرونکو مارتے تھے اور وہ بھاگتے تھے آثار فتح کے نظر آتے تھے کسی کو خوشی تھی مال کی اور کسی کو غلبہ اسلام کی جب مسلمانون سے پیغمبر کی حکم عدولی ہوئی تب معاملہ الٹا ہوگیا وہ حکم عدولی ایک تھی کہ حضرت نے پچاس آدمی تیرانداز پہاڑ کی راہ پر کھڑے کیے تھے نگہبانی کو باقی لشکر لڑنے لگا جب ان تیراندازون نے فتح وغلبہ دیکھا اس جگہ سے چاہا کہ چلے آوین شریک فتح ہون غنیمت لیوین بعضون نے منع کیا انہون نے نمانا وہان دس آدمی رہ گئے اس طرف سے کافرون کی فوج پہاڑی پر آپڑی دوسری حکم عدولی یہ تھی کہ جب کافر بھاگ گئے مسلمان دور تک تعاقب کو گئے حضرت پیچھے سے پکارتے رہے کہ میری طرف آؤ آگے مت جاؤ اسطرف جو غنیمت نظر آئی لوگ نہ پھرے اس حکم عدولی سے شکست پڑی پھر فرمایا تمنے رسول کا دل تنگ کیا اسکے بدلے تمپر تنگی آئی تا آگے کو یاد رکھو کہ حکم پر چلیے کچھ ہاتھ سے جاوے یا کچھ بلا سامنے آوے یہ بیان ہے موضح قرآن کا ف ابن کثیر نے کہا اللہ نے اس آیت شریف مین اپنے ایمان والے بندون کو طاعت کافرین ومنافقین سے ڈرایا ہے یعنے انکی طاعت موجب ہلاکت ہے دنیا و آخرت مین پھر یہ حکم دیا کہ تم اللہ کی طاعت کرو اسی کی موالات مین رہو اسی سے مدد چاہو اسی پر بھروسا رکھو پھر یہ خوشخبری سنائی کہ ہم کافرون کے دل مین تمہارا ڈر ڈالدینگے انکو بسبب شرک وکفر کے خوار کرینگے یہ تو دنیا مین ہوگا رہی آخرت وہان میعاد عذاب ونکال ہے صحیحین مین جابر بن عبداللہ سے آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا مجھے پانچ چیزین دی گئی ہین جو کسی نبی کو پہلے مجھسے نہین ملین مدد کیا گیا ہون ساتھ رعب کے ایک مہینے کے رستے تک کردیگئی میرے لیے زمین مسجد وطہور حلال ہین مجھکو غنائم دیگئی مجھکو شفاعت پہلے نبی خاص اپنی قوم کے لیے ہوتا تھا مین سارے لوگون کی طرف مبعوث کیا گیا ہون ابو امامہ کا لفظ مرفوع یون ہے کہ بزرگی دی مجھکو رب نے انبیا پر یا سب امتون پر چار باتون مین بھیجا گیا مین سب لوگون کیطرف کردیگئی زمین واسطے میرے اور واسطے میری امت کے مسجد وطہور جسجگہہ کسی شخص میری امت مین سے نماز پالے تو اسکے پاس اسکی مسجد اسکا طہور موجود ہے مین منصور ہون ساتھ رعب کے ایکماہ کی راہ تک مع رعب میرے دشمنون کو دل مین ڈالا گیا ہے میرے لیے غنیمتین حلال کردی گئی ہین رواہ احمد ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے ابوہریرہ کا لفظ یہ ہے نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ عَلَى الْعَدُوِّ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُسْلِمٌ ابوموسی نے مرفوعا کہا ہے مین دیا گیا ہون پانچ

چیزین ہین مبعوث ہوا ہون طرف احمر و اسود کے یعنی گورے اور کالون کیطرف کی گئی ہے میرے لیے زمین طہور و مسجد
حلال مین مجہکو غنیمتین وہ حلال نہین تہین واسطے انکے جو مجہ سے پہلے تہے مین نصرت دیا گیا ہون ساتہہ رعب کے
ایکماہ راہ تک دی گئی ہے مجہکو شفاعت کوئی نبی نہ ہوا مگر اُس نے شفاعت کر لی ایک مینے اپنی شفاعت چہپا
رکہی ہے یہ شفاعت انکے لیے ہوگی جس نے کسی چیز کو ساتہہ اللہ کے شریک نہین کیا ہے تفرد بہ احمد ابن عباس نے
کہا اللہ نے دل مین ابوسفیان کے رعب ڈالدیا وہ مکے کو پہر گیا اللہ نے مومنون سے وعدہ نصرت کا کیا تہا
سو وہ پورا ہوا اول نہار مین مسلمان غالب تہے پہر آخر نہار مین تیر اندازون کی بے عنوانی سے شکست پڑی
مگر اللہ نے وہ قصور اُنکا آخر کو معاف کر دیا کیونکہ تعداد عدو زیادہ تہی تعداد مسلمین کم تہی ابن جریج نے کہا
عفو کے یہ معنی ہین کہ ہمنے تمکو جڑ سے نہین اوکہیڑا یہ ہماری مہربانی ہے پہر ابن عباس نے کہا جیسی مدد اللہ نے
حضرت کی دن احد کی ویسی کسی جگہہ مین نہین کی پہر اوس دن جو قتل و چین ہوا وہ تیر اندازون کے سبب سے
ہوا تہا حضرت زخمی ہوئے خون بہا فرمایا اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْہَ رَسُوْلِ اللّٰہِ کبہی یہ فرمایا
لَیْسَ لَھُمْ اَنْ یَّعْلُوْنَا ابوسفیان نے نیچے پہاڑ کے پکار کر کہا اُعْلُ ھُبَلْ ابن ابی کبشہ کہان ہے ابن ابی قحافہ
کہان ہے ابن خطاب کہان ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر حکم ہو تو مین جواب دون فرمایا ہان عمر نے کہا اللّٰہُ
اَعْلٰی وَاَجَلُّ اس قصے طول طویل کو حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے امام احمد کی حدیث کا سیاق
عجیب و غریب ہے بیہقی نے ذکر اسکا دلائل النبوۃ مین کیا ہے ابن مسعود کہتے ہین دن احد کے عورتین پیچہے دوڑ
کے تہین زخمی مشرکون کی دوا دارو مین لگی تہین لوگون نے خلاف حکم کیا حضرت اکیلے رہ گئے سب آدمی
تہے سات انصاری دو قریشی دسوین حضرت جب مشرکون نے حضرت کو گہیر لیا فرمایا رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا رَدَّھُمْ
عَنَّا ایک انصاری ایک ساعت تک لڑکر شہید ہوا جب دوبارہ ہجوم کیا تو پہر وہی فرمایا کہ رحم کرے اللہ اسکو
جو روکے انکو ہمسے یہانتک کہ ساتون آدمی مارے گئے ابوسفیان نے آکر کہا اُعْلُ ھُبَلْ حضرت نے فرمایا
تم یون کہو اللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ سب بولے جب عمر نے یون کہا تو ابوسفیان بولا لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ حضرت نے
فرمایا تم یون کہو اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَالْکٰفِرُوْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ دیکہا تو حمزہ کا پیٹ پہاڑ ڈالا ہے ہندہ زن
ابوسفیان نے جگر حمزہ کا نکالکر دانتون سے چبایا لیکن نہ چبا حضرت نے پوچہا کیا کچہ مگر اُسنے کہا یا کہا نہین
فرمایا اللہ تعالی کوئی شے حمزہ کی آگ مین داخل نہ کریگا پہر حمزہ پہ نماز جنازہ پڑہی پہر ایک انصاری کو لاکر
پاس حمزہ کے رکہا اسپر بہی نماز پڑہی حمزہ کا جنازہ بدستور رکہا رہا آپ نے ستر بار نماز ادا کی تفرد بہ احمد

الحدیث علیہ قصہ بدر کا بخاری شریف میں بھی براء بن عازب سے آیا ہے ابن کثیر نے اسکو اس جگہ ذکر کیا ہے
ابن مسعود کہتے ہیں مجھکو گمان نہ تھا اس دن حضرت کے اصحاب میں کوئی شخص بارادۂ دنیا لڑتا ہو یہانتک کہ آیت
اباتری یعنے تب معلوم ہوا انس بن مالک نے کہا میرے چچا انس بن نضر دن بدر کے غائب تھے انھوں نے کہا میں
پہلی لڑائی میں حضرت سے غائب رہا اگر اللہ نے مجھکو کسی لڑائی میں ہمراہ حضرت کے حاضر کیا تو پھر اللہ پاک بھی دیکھیگا
کہ میں کیا کرتا ہوں جب احد کے دن لوگ بھاگے کہا اے اللہ میں عذر کرتا ہوں انکے کام سے اور بری ہوں مشرکوں کے کام سے
پھر تلوار لیکر آگے بڑھے سعد بن معاذ سے ملاقات ہوئی کہا اے سعد کہاں ہو میں خوشبو جنت کی احد سے ادھر پاتا
ہوں پھر لڑتے لڑتے مارے گئے کسی نے انکو نہ پہچانا مگر انکی بہن نے تل یا ہاتھ کے پوروں سے کچھ اوپر اسی زخم
انکو لگے تھے تیر تلوار نیزہ کے هذا لفظ البخاري واخرجه مسلم بنحوه **ف** بخاری میں عثمان بن موہب
سے روایت ہے کہ ایک شخص حج کو آیا تھا اس نے ایک قوم کو حرم شریف میں بیٹھا ہوا دیکھکر پوچھا کہ یہ کون لوگ بیٹھے
ہیں کہا قریش میں کہا ان میں شیخ کون ہے کہا ابن عمر اسکے پاس آکر کہا میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں
تم مجھکو بتاؤ کہا پوچھ کہا تم کو قسم ہے اس گھر حرمت والے کی کیا عثمان بن عفان دن احد کے بھاگ گئے تھے
کہا ہاں کہا تم جانتے ہو کہ وہ غائب تھے دن بدر کے کہا ہاں کہا تمہیں معلوم ہے کہ وہ بیعۃ الرضوان سے پیچھے رہ گئے
وہاں حاضر نہ تھے کہا ہاں اس آدمی نے تکبیر کہی ابن عمر نے کہا بھلا میں تجھکو حقیقت حال سے خبر دوں سن
احد کے دن جو وہ بھاگے تو میں گواہ ہوں کہ اللہ نے انکو معاف کر دیا بدر سے جو غائب رہے اسکی وجہ یہ تھی کہ
ان کے پاس حضرت کی صاحبزادی تھیں وہ بیمار تھیں حضرت نے انسے فرما دیا تھا کہ تمکو برابر ایک مرد بدری کے
اجر و سہم ملیگا بیعۃ الرضوان میں اسلیے حاضر نہ ہوئے کہ اگر بطن مکہ میں انسے زیادہ کوئی معزز ہوتا تو حضرت
اسی کو بھیجتے انکو بھیجے بیعت بعد انکے جانے کی ہوئی حضرت نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر مار کر کہا کہ وہ
عثمان کا ہاتھ ہے اب تو نے یہ حال سن لیا تو اسکو لیکر چلا جا رواه البخاري سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں دن
احد کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھکو تیر دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ یعنے
کہ بے پیکان کا تیر دیتے میں اسکو بھی مارتا رواه البخاري سعد نے یہی کہا ہے کہ مینے دیکھا حضرت کے چپ و راست
دو آدمی سفید پوش خوب ہی لڑتے ہیں جنکو نہ کبھی پہلے دیکھا تھا نہ پھر دیکھا یعنے جبرئیل و میکائیل
علیہما السلام یہ روایت صحیحین میں ہے ابی بن خلف نے کہا تھا کہ میں حضرت کو قتل کر دونگا اور قسم کھائی
تھی جب یہ خبر حضرت کو پہونچی فرمایا بل انا اقتله ان شاء الله تعالیٰ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دن احد کے جب سے

حضرت کے ہاتھ سے اول جہنم ہوا اور قتادہ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ ابی بن خلف لعین رابغ میں مرا ایک رات ابن عمرؓ
طرف نکلا ہوا تہا ایک آگ بھڑک رہی تہی میں اسکو دیکھکر ڈرا ناگہاں اُس میں سے ایک آدمی با زنجیر نکلا پیاسا تہا
ایک دوسرا شخص بولا اسکو پانی نہ پلانا یہ ابی بن خلف مقتول رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے صحیحین میں ابوہریرہؓ
سے آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا سخت ہو غضب اللہ کا اُس قوم پر جسنے یہ کام کیا اُس کے رسول سے اور اشارہ فرمایا طرف
اپنے دانتوں کے پھر کہا شدید ہو غضب اللہ کا اُسپر جسکو قتل کیا رسول اللہ نے سبیل اللہ میں رواہ البخاری یہہ
حدیث کئی لفظ سے آئی ہے صحیحین میں آیا ہے کہ کسی نے سہل بن سعدؓ سے حال زخمی ہونے حضرت کا پوچھا کہا
چہرہ مبارک مجروح ہوا چار دانت سامنے کے ٹوٹ گئے خود سر میں گھس گیا فاطمہؓ خون دہوتی تہیں علیؓ ڈال رہے
پانی ڈالتے تہے جب فاطمہؓ نے دیکہا کہ پانی سے خون بند نہیں ہوتا تو ایک ٹکڑا بورئے کا جلا کر اُسکی راکہہ جائے زخم
پر بہر دی خون تہم گیا ابن عباسؓ کہتے ہیں فَاَثَابَکُمْ غَمًّا بِغَمٍّ سے ایک وہ غم مراد ہے جو بسبب شکست کے ہوئی تہا
اور حضرت کے قتل کی خبر مشہور ہوئی دوسرا غم وہ تہا کہ مشرک اوپر پہاڑ کے چڑھ گئے اسپر حضرت نے کہا اللّٰہم لیس
لہم ان یعلونا ابن عوفؓ نے کہا پہلا غم ہزیمت تہا دوسرا خبر قتل حضرت یہ غم نزدیک اُنکے سب سے بڑہکر تہا سدی
نے کہا پہلا غم فوت غنیمت و فتح کا تہا دوسرا دشمنوں کے اوپر چڑھنے کا ابن اسحاق نے کہا یعنی کرب بعد کرب
مجاہد نے کہا غم اول سماع قتل حضرت تہا دوسرا قتل و جراح قتادہ و ربیع نے بالعکس اسکے کہا ہے ابن جریر نے
کہا اولی بالصواب قول ہے کہ پہلا غم وہ تہا کہ غنیمت سے اور ظفر سے اعدا پر محروم رہے خود مقتول و مجروح ہوئے
حالانکہ پہلے آثار اپنی فتح کے دیکہہ چکے تہے مگر جب خلاف حکم رسول کو کیا تو اس غم میں پہنسے دوسرا غم یہ ہوا کہ حضرت
کا مقتول ہونا سنا دشمنوں کا غلبہ دیکہا

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ
وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ
شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ
مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا
فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ
الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

پہر اتاری تم پر تنگی کے بعد امن کی اونگھہ گہیر رہی تہی تم میں بعضوں کو اور بعضوں کو فکر پڑا تہا اپنی جی کا خیال کرتے تہے اللہ پر جہوٹے
خیال جاہلوں کے کہتے تہے کچہ بھی کام ہے ہمارا تو کہہ سب کام ہے اللہ کے ہاتہ چہپاتے ہیں اپنے جی میں جو تجہہ سے ظاہر نہیں

کرسکے کہتے ہین اگر کچہ کام ہوتا ہمارے ہاتہہ تو ہم ماری نجاتے اسجگہہ تو کہہ اگر تم ہوتے اپنے گہرون مین البتہ باہر نکلتے جنپر لکہا تہا مارا جانا اپنے پڑاو پر اور آزمانا تہا اللہ کو جو کچہ تمہارے جی مین ہے اور نکہارنا تہا جو کچہ تمہارے دل مین ہے اللہ کو معلوم ہے جی کی بات جو لوگ تم مین ہٹ گئے جسدن بہڑین دو فوجین سو انکو ڈگا دیا شیطان نے کچہ انکے گناہ کی شامت سے اور انکو بخش چکا اللہ بخشنے والا تحمل والا ف اول شکست مین جنکو شہید ہونا تہا ہو چکا اور جنکو ہٹنا تہا ہٹ گئے اور جو میدان مین رہے انپر اونگہہ آئی اسکے بعد رعب خوف رفع ہو گیا اور اتنی دیر حضرت کو غشی رہی پہر جب ہوش آیا . ہوئے سب حضرت کے پاس جمع ہو کر پہر لڑائی قائم کی سست ایمان والے کہنے لگے کہ کچہ بہی کام ہمارے ہاتہہ ہے بظاہر یہ معنی کہ اس شکست کے بعد کچہ بہی ہمارا کام بنا رہیگا یا بالکل بگڑ چکا یعنی کہ اللہ نے جاہا سو کیا ہمارا کیا اختیار اور نیت مین یہ معنی تہے کہ ہماری مشورت پر عمل نکیا جو لشکر لوگ مرے اللہ تعالی نے دونو معنون کا جواب فرمادیا اور بتادیا کہ اللہ کو اسمین حکمت منظور تہی تا کہ صادق اور منافق معلوم ہو جاوین آخر آیت سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ اوس جنگ مین جو لوگ ہٹ گئے تہے پہر گناہ نہین رہا یہ فائدہ موضح القرآن کا ہے اللہ نے اس آیت مین اپنے بندون پر احسان کیا کہ دیکہو تمکو کیونکر تسکین دی اور ان کو آرام اور اونگہہ سے دیحالت ہم وغم مین ہتیار لگائے ہوئے تہے کہ ایکبارگی اونگہہ گئی ایسی حالت مین اونگہہ کا آنا دلیل ہے امان پر کما قال فی سورة الانفال فی قصہ بدر اِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ الآیۃ ابن مسعود نے کہا ہے کہ اونگہہ قتال مین طرف سے اللہ کی ہے اور نماز مین طرف سے شیطان کی بخاری مین ابو طلحہ سے آیا ہے کہ مین بہی انہین مین تہا جنکو دن احد کے اونگہہ نے گہیرا کئی بار میرے ہاتہہ سے تلوار گری اور مینے اوٹہائی یہ روایت کئی طرح سے نزدیک ترمذی ونسائی وحاکم کے آئی ہے سند اسکی صحیح ہے غرض کہ جو اہل ایمان ویقین وصاحب ثبات وتوکل صادق تہے انکو یقین کامل تہا کہ اللہ جلد اپنے رسول کی مدد کریگا اور سول کی مراد کو پورا کردیگا جو منافق تہے انکو اپنی جان کی فکر تہی دقلق وجزع وخوف مین تہے اللہ سے گمان جاہلیت کا سا رکہتے تہے انکو اونگہہ نہ آتی تہی جسطرح دوسری آیت مین فرمایا بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا الآیۃ اسیطرح ان منافقون کو یہ خیال ہوا کہ اس وقت جو مشرکین غالب آگئے ہین یہ گویا فیصلہ ہو گیا اسلام والے ہلاک ہو گئے یہی حال اہل ریب وشک کا ہوتا ہے کہ جب کوئی امر خوفناک پیش آتا ہے انکو اس طرح کے ظنون قبیحہ گہیر لیتے ہین پہر اللہ پاک نے خبر دیا وہ لوگ اس حال مین کہتے ہین کہ ہمارا کیا اختیار ہے تو کہہ حکم اللہ کا ہے جو ان کو دل مین ہے وہ تجہسے ظاہر نہین کرتے زبیر نے کہا ہم ہمراہ رسول خدا کے تہے جب ہمپر خوف سخت ہوا اللہ نے نیند بہیجدی ہم مین کوئی آدمی نہ تہا مگر اسکی ٹہوڑی سینہ سے جا لگی مین قول معتب بن قشیر کا سنتا تہا جیسے خواب مین وہ کہتا تہا کو کان لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا یعنی

یہ بات اُنکی بعد کہی تہی یہ آیت اتری رواہ ابن ابی حاتم۔ اللہ نے فرمایا تم اگر اپنے گہر کے ہوتے تو بہی جنکی موت آنیوالی ہے وہ باہر نکلکر مارے جاتے اللہ کی تقدیر و حکم حتم ہے اُس سے کوئی بچ نہین سکتا یہ کام اسلیے ہوا کہ تمہارا امتحان ہو جاے خبیث سے طیب پہچان لیا جاوے مومن منافق کا تمیز اقوال افعال مین ظاہر ہو جاوے اللہ کو سارے سرائر و ضمائر صدور معلوم ہین جنکو شیطان نے اوسدن ڈگا دیا وہ ڈگنا اونکا بسبب بعض ذنوب یا لغزش کے تہا جسطرح بعض سلف نے کہا کہ حسنہ کا ثواب حسنہ ہے سیئہ کی جزا سیئہ ہوتی ہے پہر اللہ نے یہ خبر دی کہ ہمنے قصور فرار کا معاف کر دیا اللہ غافر الذنب حلیم کریم ہے اوپر گذر چکا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو فرار کو دن احد کے اللہ نے معاف کر دیا اب اُنپر کوئی طعن متوجہ نہین ہو سکتی ہے ابن عباس نے کہا یہ آیت ولقد عفا اللہ عنہم حق مین عثمان و رافع بن المعلی و خارجہ بن زید کے اوتری ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ۝ وَلَئِنْ مُتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ۝

ای ایمان والو تم نہ ہو اُنکی طرح جو منکر ہوئی اور کہتے ہین اپنے بہائیون کو جب سفر کو نکلین ملک مین یا ہون جہاد مین اگر رہتے ہم پاس مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ ڈالے اللہ اس سے افسوس اُنکے دل مین اللہ ہی جلاتا مارتا اللہ تمہارے کام دیکہتا ہے اگر تم مارے گئے اللہ کی راہ مین یا مر گئے تو بخشش و مہربانی اللہ کی بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہین اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو اللہ ہی کے پاس اکٹہے ہو گے یعنے نیک کام پر نکلے مر گئے یا مارے گئے تو نکلنے پر افسوس کرنا چاہیے اس مین انکار آتا ہے تقدیر کا آخرت کا فائدہ نہ دیکہنا دنیا کے جینے کو عزیز رکہنا یہ سب خصلت ہے کافرون کی ف اللہ پاک نے اس آیت مقدس مین اپنے ایمان والے بندونکو منع فرمایا ہے مشابہت کفار سے اُنکے اعتقاد فاسد سے جنہون نے اپنے اخوان کے حق مین جو سفر و حرب مین مر گئے تہے یہ بات کہی تہی کہ اگر وہ بیٹہے رہتے تو کاہے کو مارے جاتے یا مرتے یعنے سفر تجارت مین مرتے نہ لڑائی مین مارے جاتے اللہ نے کہا ہمنے یہ اعتقاد اُنکے جی مین اسلیے پیدا کر دیا کہ اُنکی حسرت اُنکی موت و قتل پر بڑہ جاوے پہر اللہ نے اُنپر رد کیا فرمایا کوئی جینا مرنا نہین ہے مگر اللہ کی مشیت و تقدیر سے نہ کسی کی عمر بڑہتی گہٹتی ہے مگر اللہ کی قضا و قدر سے اللہ پاک کا علم و بصر ساری خلق مین نافذ ہے کوئی کام اُنکا اوس پر مخفی نہین رہتا ہے پہر فرمایا کہ قتل ہونا یا مرنا اللہ کی راہ مین ایک وسیلہ ہے نیل رحمت و عفو و رضوان خدا کا یہ کام بہتر ہے۔ باقی رہنے سے دنیا مین اور جمع کرنے سے حطام فانی کے پہر جب سب ہر مقتول و مائت کا طرف اللہ کے ہے

تو اللہ ہر شخص کو موافق اوسکے عمل کے بدلا دیگا اچھے عمل کا اچھا برے کام کا برا فتح البیان مین ہے کہ مراد کفار سے اس آیت مین منافقین ہین جنکو یہ گمان تہا کہ اگر وہ گہر سے باہر نکلتے معرکے مین حاضر نہ ہوتے تو مارے نجاتے زمخشری نے کہا یا انکا قول اعتقاد تہا اللہ نے کہا تم اونکی سی بات نہ کہو نہ انکا سا اعتقاد رکہو ہوسکتا ہے کہ نہی واسطے تہا اسجگہ مراد ہون بعض نے کہا ہے جو کوئی عبادت کرتا ہے اللہ کی جنت کے شوق مین اللہ اسکی امید پوری کرتا ہے لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ اسی طرف اشارہ ہے اور جو کوئی عبادت کرتا ہے شوق مین اسکی ذات کریم کے اور کچہ نہین چاہتا وہ بندہ مخلص ہے اللہ اسپر کے بہودار کرامت مین اپنی تجلی کرے گا اسیطرف اشارہ ہے

لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ۝ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ إِن

يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ ۚ وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَن بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ هُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ اللَّهِ ۗ

وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ سو کچہ اللہ کی مہر ہے جو تو نرم دل ملا انکو اور اگر تو ہوتا سخت گو سخت دل تو سٹک جاتے تیری گرد سے سو تو انکو معاف کر اور بخشش مانگ واسطے انکے اور مشورت لے کام مین اونسے پہر جب ٹہیرا چکا تو بہروسا کر اللہ پر اللہ چاہتا ہے توکل والون کو اگر اللہ تمکو مدد کریگا تو کوئی تمپر غالب ہوگا اور جو وہ تمکو چہوڑ دیگا تو پہر کون ہے جو تمہاری مدد کرے گا بعد اسکے اللہ پر بہروسا چاہیے مسلمانون کو نبی کا کام نہین کہ کچہ چہپا رکہے جو کوئی چہپا ویگا وہ لاویگا اپنا چہپایا دن قیامت کو پہر پورا پاویگا ہر کوئی اپنا کمایا اور انپر ظلم نہ ہوگا کیا ایک شخص جو تابع ہے اللہ کی مرضی کا برابر ہے اسکے جو کما لایا غصہ اللہ کا اسکا ٹہکانا دوزخ ہے کیا بری جگہہ پہونچا لوگ کئی درجے ہین اللہ کے ہان اللہ دیکہتا ہے جو کرتے ہین اللہ نے احسان کیا ایمان والون پر جو بہیجا اون مین رسول انہین مین کا پڑہتا ہے انپر آیتین اسکی اور سنوارتا ہے انکو اور سکہاتا ہے کتاب اور کام کی بات اور وہ تو پہلے سے صریح گمراہ تہے **ف** موضح قرآن مین ہے شاید حضرت کا دل مسلمانون سے خفا ہوا ہوگا چاہا ہوگا کہ اب انکی مشورت نہ پوچہین سو اللہ نے سفارش کی اور فرمایا کہ اول مشورہ لینا بہتر ہے جب ایک بات ٹہیرا چکے پہر بیش بیش نہ کرے پہر غلول سے یا تہ او مسلمانون کی خاص جمع کرنی ہو تاکہ یہ جمع

کہ حضرت نے انکو ظاہر میں تو معاف کیا اور دلمین خفا ہین شاید پہر کبہی وہ غنیمت کا حصہ نہ دیں یہ معلوم ہوا کہ نبی ہیں جو کہ دلمین کچھ اور ظاہر مین کچھ یہ مسلمانون کو بہلاتا ہے کہ حضرت پر گمان نہ کرین کہ غنیمت کا مال کچھ چھپا رکہین شاید اس لیے فرمایا کہ وہ تیر انداز مورچہ چھوڑ کر غنیمت لینے کو دوڑے کہ یا حضرت انکو حصہ دیتے یا بعضی چیز چھپا رکہتے اور بعض کہتے ہین بدر کی لڑائی مین ایک چیز غنیمت مین سے گم ہوگئی تہی کسی نے کہا شاید حضرت نے اپنے لیے رکہی ہوگی پہر یہ آیت نازل ہوئی پہر فرمایا کہ نبی اللہ کے غضب میں برابر نہیں ہیں طمع کے کام اولی نبیون سے نہیں ہوتے انتہی ف

ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک نے اس آیت شریفہ مین اپنے رسول مقبول کو خطاب کیا حضرت اور مومنین پر احسان رکہا اسبات کا کہ ہمنے رسول کے دل کو نرم کر دیا ہے ادنکی امت پر جو تابع ہین حکم نبی کے تارک ہین نزجر پیغمبر کے وہ ان سے اچہی نرم بات کہتا ہے یہ اللہ کی رحمت ہے اور حسن بصری نے کہا یہ بیان ہے خلق محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اللہ نے انکو اس خلق کے ساتہ بہیجا یہ آیت کریمہ شبیہ ہے اس آیت کے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ابو راشد حرانی نے کہا ہاتہ پکڑا میرا ابو امامہ باہلی نے پہر کہا کہ ہاتہ پکڑا میرا رسول خدا نے اور فرمایا ای ابو امامہ مومنین مین لوگ ہین جنکے لیے دل میرا نرم ہو جاتا ہے وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ فظ سے مراد فظاظت ہے یعنی سخت گو ہو غلیظ سے سخت دل ہے یعنی اگر تو سخت گو بد زبان سخت دل ہوتا تو لوگ تجہکو چہوڑ کر چلے جاتے لیکن اللہ نے انکو تجہپر جمع کر دیا تیرے دل کو انکی تالیف قلوب کے لیے نرم کر دیا جیسا کہ ابن عمر نے کہا ہے مین دیکہتا ہوں حضرت کی نعت کتابون مین کہ وہ نہ سخت گو ہین نہ سخت دل نہ چلانے والے بازارون مین نہ بدلا دینے والے بدی کا ساتہ بدی کے لیکن معاف کرنے والے درگذر فرمانیوالے ہین عائشہ کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہے اللہ نے ہمکو حکم کیا ہے لوگون کی خاطر کرنے کا جیسے کہ فرض کا روایت کیا اسکو محمد بن اسمعیل الترمذی نے یہ حدیث غریب ہے اسیلیے اللہ نے فرمایا فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ یہی وجہ ہے حضرت صحابہ سے امر جدید نو حادث مین مشورہ لیتے تہے کہ انکا جی خوش ہو مسرور ہون جسطرح دن بدر کے مشورہ لیا تہا کہ طرف قافلہ کے جاوین یا نہ جاوین انہون نے کہا اگر آپ سمندر میں گہس جائیں تو ہم گہس جائینگے اور اگر طرف برک الغماد کے اپنے ہمراہ لیجلینگے تو ہم چلینگے ہم وہ بات نہ کہینگے جو قوم موسی علیہ السلام نے کہی تہی اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ بلکہ ہم کہتے ہین اذہب فنحن معك وبين يديك وعن يمينك وعن شمالك مقاتلون اسیطرح مشورہ کیا کہ کس جگہ اتریں تہ منذر بن عمرو نے کہا سامنے قوم کے پہر و دن احد کے مشورہ کیا کہ مدینے مین رہیں یا باہر نکلکر دشمن سے لڑین جب بہی کہا کہ

بھکو انہون نے جنگ خندق کے دن مشورہ کیا کہ احزاب نے گہیر لیا تہا مدینہ پاس حال مصالحہ کرین سعد بن معاذ وسعد
عبادہ نے منظور مصالحہ نکرکے دیا اور حدیبیہ کے مشورہ کیا کہ ذراری مشرکین پر حملہ کرین یا نہیں صدیق نے کہا ہم
کسو لڑنیکو نہین آئے ہیں ہم تو عمرہ کرنیکو آئے ہیں حضرت نے انکا کہنا قبول فرمالیا قصہ افک مین فرمایا کہ گروہ مسلمانون کے
تم مجھکو مشورہ دو حق مین اُس قوم کے جسنے میری بی بی پر تہمت لگائی ہے اللہ کی قسم ہے مجھکو کوئی بری بات اُسکی معلوم
نہیں ہوئی جس شخص سے اسکو لگا رہے ہین اُس سے بہی سوا خیر کے کچھ معلوم نہین کیا پہر علی و اسامہ سے بمقدمہ فراق عائشہ مشورہ
لیا غرضکہ عادت شریعت تہی کہ مقدمہ جنگ وغیرہ مین مشورہ لیا کرتے تہے فقہا کا اختلاف ہے کہ مشورہ لینا حضرت کا
واجب تہا یا مندوب کہ نری انکے دل خوش کرنے کو صلاح پوچہتے تہے اسمین دو قول ہین ابن عباس نے کہا مراد وَشَاوِرْهُمْ
فِي الْأَمْرِ سے ابوبکر و عمر ہین حاکم نے کہا یہ اثر شرط شیخین پر ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ یہ آیت حق مین ابوبکر و عمر کے اتری
ہے وہ دونون حواری و وزیر تہے حضرت کے باپ تہے سب مسلمانون کے عبد الرحمن بن غنم نے کہا حضرت نے ابوبکر و
عمر سے فرمایا اگر مجتمع ہوگے تم دونون کسی مشورہ پر تو مین مخالفت نکرونگا تم دونونکی رَوَاهُ أَحْمَدُ علی بن ابی طالب نے
کہا حضرت سے پوچہا عزم کیا چیز ہے فرمایا مشورہ لینا اہل رای سے پہر انکے کہنے پر چلنا رَوَاهُ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ حدیث ابوہریرہ میں
مرفوعًا آیا ہے کہ جس سے مشورہ لیا جاوے وہ امانتدار ہے رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَبُوْ دَاوُدَ ترمذی نے کہا یہ حدیث
حسن ہے نسائی نے اسکو مبسوط روایت کیا ہے پہر ابن مسعود سے ابن ماجہ نے تفرد اً روایت کیا کہ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ پہر جابر
سے مرفوعًا روایت کیا کہ جب مشورہ لے کوئی تم مین اپنے بہائی سے تو چاہیے وہ اسکو مشورہ دے فَإِذَا عَزَمْتَ پہر اللہ
نے فرمایا کہ جب کسی امر مین تونے مشورہ کیا اور اُس کام کا عزم کر لیا تو اب اللہ پر بہروسا کر اللہ توکل والون کو چاہتا ہے
یہ آیت إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ الآية مثل آیت متقدم کے ہے وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ پہر حکم
دیا توکل کرنیکا اللہ پر ابن عباس و مجاہد و حسن وغیرہم نے کہا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ نبی کو خیانت کرنا لائق نہین ہے
یعنی مراد غلول سے اسجگہہ خیانت ہے ابن عباس نے کہا ایک قطیفہ دن بدر کے کہو گیا تہا لوگو نے کہا شاید حضرت نے لیا ہو
اسپر یہ آیت اُتری اسکو ابوداؤد و ترمذی و ابن جریر نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن غریب کہا ہے دوسرا لفظ ابن عباس
کا یہ ہے کہ یہ تہمت منافقون نے حضرت پر لگائی تہی اُسپر یہ آیت آئی کہ پیغمبر کا یہ کام نہین ہے کہ وہ کوئی چیز چہپا رکہے اللہ نے
اس آیت مین تنزیہ حضرت کی جمیع وجوہ خیانت سے ادای امانت مین قسمت غنیمت وغیرہا مین فرمائی ایک قول ابن عباس
کا یہ ہے کہ نبی کو لائق نہین ہے کہ بعض لشکر کو کچہ دے اور بعض کو نہ دے یہی قول ضحاک کا ہے محمد بن اسحاق نے کہا نبی کو نہیں
زیبا ہے کہ بعض مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ کو امت تک نہ پہنچاوے حسن بصری و طاؤس و ضحاک نے يُغَلَّ بضم یا یعنی يُغَانُ پڑہا ہے یعنی

رسول کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ شئ غنیمت میں خیانت کرے قتادہ وربیع نے کہا یہ آیت دن بدر کے اتری ہے جب وسعت بعض لوگون نے
کچھ خیانت کی تھی اس کہنے میں کہ غنائم میں قیامت کے دن لائیگا ہر چیز کو اسکے کیے کی پوری سزا ملیگی جید بخدید بیہ
آئی ہے صحیح مسلم مین غلول و خیانت کے بنی آئی ہے ابو مالک اشجعی نے مرفوعا کہا ہے بڑا غلول نزدیک اللہ کے گز بھر زمین
ہے تم پاتے ہو دو آدمیون کو کہ زمین یا گھر مین ایک ساجھی کے جیسا یہ ہین پہر ایک اُن مین کا ایک گز زمین دوسرے
کی لے لیتا ہے وہ قیامت مین اُسکے گلے کا طوق ہوگی سات زمین تک دن قیامت کو رواہ احمد مستورد بن شداد سے
کہتے ہین جو کوئی والی ہمارا کسی کام کا ہو اور اُسکے پاس گھر نہین ہے تو وہ گھر بنا لے یا جورو نہین ہے تو جورو کرے یا خادم
نہین ہے تو خادم رکھ لے یا سواری نہین ہے تو سواری بسا لے جسنے سوا اسکے کچھ لیا وہ غال ہے یعنی خائن ہے رواہ
احمد اسکو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے مگر اس لفظ سے کہ جو کوئی عامل ہو وہ بی بی کرے اگر خادم نہ رکھتا ہو تو
خادم بہم پہونچائے اگر گھر والا نہ ہو تو گھر بنائے ابو بکرؓ نے کہا ہے مجھے خبر ملی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے جو کوئی سوا اسکے
کچھ لیگا وہ غال ہے یا سارق ابن عباسؓ کہتے ہین حضرتؐ نے فرمایا ہے مین پہچانونگا تم مین سے ایک کو دن قیامت کے وہ
آویگا لادے ہوے ایک بکری جو مین مین کرتی ہوگی وہ پکاریگا مجھکو اے محمد اے محمد مین کہونگا مین تیرے لیے اللہ سے کسی چیز کا
مالک نہین ہون مین نے تجھکو پہونچا دیا تھا الحدیث رواہ ابن جبیر اس حدیث مین ذکر اونٹ اور گھوڑے کا بھی آیا ہے کہ انکو
لادے ہوے آویگا اونٹ بلبلاتا ہوگا گھوڑا ہنہناتا ہوگا انکو یہی جواب دیگا لا املک لک من اللہ شیئا قد
بلغتک ابن کثیر نے کہا اس حدیث کو اہل کتب ستہ نے روایت نہین کیا ہے حدیث ابو حمید ساعدی مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے
ایک شخص کو قبیلہ ازد سے صدقہ پر عامل کیا تھا اسکو ابن اللتبیہ کہتے تھے جب وہ آیا تو اسنے کہا یہ مال تمہارا ہے اور یہ مال مجھے
ہدیہ مین مجھکو ملا ہے حضرتؐ نے منبر پر جاکر فرمایا عامل کا کیا حال ہے کہ ہم اسکو ایک کام پر مقرر کرتے ہین وہ کہتا ہے ھذا
لکم و ھذا اھدی لی وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیون نہ بیٹھا رہا پھر دیکھتا اسکو کوئی ہدیہ بھیجتا ہے یا نہین قسم ہے اُس
شخص کی جسکے ہاتھ مین ہے جان محمدؐ کی لاویگا تم مین سے کوئی آدمی کچھ مگر آویگا دن قیامت کو لیے ہوے اُس شے کو اپنی
گردن پر اگر اونٹ ہے تو وہ بلبلاتا ہوگا اگر گاؤ ہے تو وہ بین بین کرتی ہوگی اگر بکری ہے تو مین مین کرتی ہوگی
پھر دونو ہاتھ بلند کیے یہانتک کہ ہمنے سفیدی بغل کی دیکھی پھر فرمایا اللھم ھل بلغت یہ کلمہ تین بار ارشاد کیا ابو حمید
کہتے ہین بصر عینی وسمعتہ اذنی یعنی یہ حال دیکھا میری آنکھ سے اور سنا میرے کان نے رواہ احمد و اخرجاہ
من طرق الزھری ابو حمید کا یہ بھی حضرتؐ نے فرمایا ہے ہدایا عمال کے غلول مین ابن کثیر نے کہا یہ حدیث افراد احمد سے ہے اسکی سند
ضعیف ہے گویا اگلی حدیث سے مختصر کی گئی ہے واللہ اعلم معاذ بن جبلؓ کہتے ہین کہ بھیجا مجھکو حضرتؐ نے طرف یمن کے

جیسا کہ مجہکو چاہیے پہر بہیجا آدمی میرے پیچہے مجہکو بلایا جب آیا تو فرمایا تو نے جانا کہ کیون بہیجا مجہکو کسی لیے پہر بلایا ہو کوئی چیز بغیر میرے
اذن کے لینا کہ وہ غلول ہے جو کوئی غلول یعنے خیانت کریگا وہ اُس خیانت کو دن قیامت کے لائیگا یہی بات کہنے کو
تجہے بلایا تہا اب تو اپنے کام پر جا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے عدی بن عمیرہ کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا
ای لوگو جو کوئی تم مین ہمارا عامل ہو اسکی عمل پر پہر چہپایا اُس نے ہمسے ایک سوئی کو یا زیادہ اُس سے تو وہ خیانت ہے لائیگا
دن قیامت کے لا دیکہا سعد بن عبادہ نے کہا ای رسول خدا لے لو مجہ سے کام اپنا فرمایا کیون کہا مینے سنا آپکو کہتے یون فرماتی ہو فرمایا
مین اب بہی یہی کہتا ہون کہ جس کسی کو ہم کسی کام پر مقرر کرین اسکو چاہیے کہ تہوڑا بہت سب لاوے پہر جو کچہ اُس مین
سے اسکو دیا جاوے وہ لیوے اور جس سے روکا جاوے اُس سے رک جاوے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَاَبُو دَاوٗدَ ابو رافع نے کہا عصر
بعد نماز عصر کے طرف بنی عبد الاشہل کے جاتے اُن سے باتین کرتے قریب مغرب کے واپس آتے ایک دن مغرب کے جلدی
چلے آتے تہے بقیع پر گذرے فرمایا اُفٍّ لَکَ اُفٍّ لَکَ یہ بات میری سمجہ کو لگی مین پیچہے ہو گیا اس گمان پر کہ یہ بات مجہکو
کہی ہے فرمایا تجہے کیا ہوا جو تو پیچہے رہ گیا مینے کہا آپنے ایک نئی بات کہی فرمایا کیا مینے کہا آپنے مجہے اُف لک کہا
فرمایا نہین لیکن یہ فلان شخص کی قبر ہے مین نے اسکو آل فلان پر ساعی کرکے بہیجا تہا اُس نے ایک کمرہ یا درع خیانت
کیا اس دم ویسی ہی کا کمرہ یا درع آگ کا اُس پر موجود ہے رَوَاہُ اَحْمَدُ حدیث عبادہ بن صامت مین آیا ہے کہ حضرت ایک
مٹہی بہر بال پشت شتر غنیمت سے لیکر فرماتے کہ میرا حصہ اسمین ویسا ہی ہے جیسا حصہ ایک کا تم مین سے تم بچو
غلول سے غلول سوائی سبب غال پر دن قیامت کے دیدو سوئی اور تاگا اور جو زیادہ ہو اُس سے جہاد کرو تم راہ خدا مین قریب
و بعید سے حضر و سفر مین بیشک جہاد ایک باب ہے ابواب جنت سے جہاد نجات دیتا ہے ہم وغم سے قائم کرو اللہ کے حدود کو
قریب و بعید مین نہ پکڑے تمکو راہ خدا مین ملامت ملامتگر کی رَوَاہُ اَحْمَدُ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کا لفظ مرفوع
یہ ہے کہ پہیر دو تم تاگا اور سوئی کیونکہ غلول عار و نار و شنار ہے لیے اہل پر دن قیامت کے رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ ابو مسعود
انصاری نے کہا بہیجا مجہکو حضرت نے ساعی بنا کر پہر فرمایا جاو ای ابا مسعود ایسا نہ ہو کہ پاؤن مین تجہکو دن قیامت
کے تو آوے اور تیری پشت پر کوئی اونٹ صدقے کا ہو وہ آواز کرتا ہو تو نے اسکو خیانت کے طور پر لیا ہو مینے کہا اب مین
نہین جاتا فرمایا مین بہی تجہکو زبردستی نہین بہیجتا تَفَرَّدَ بِہٖ اَبُو دَاوٗدَ بریدہ نے مرفوعاً کہا ہے جہنم مین ایک پتہر
پہینکا جاتا ہے وہ ستر برس تک گرتا ہے اسکی جڑ تک نہین پہونچتا غلول کو لاکر اوسی کے ساتہ پہینکتے ہین پہر غال
سے کہینگے تو اسکو لے یہ مطلب ہے آیت باب کا وَمَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ ابْنُ مَرْدُوَیْہِ عمر بن
الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین دن خیبر کے کچہ اصحاب آنحضرت کہنے لگے فلان و فلان شہید ہو گیا یہانتک کہ ایک آدمی کے

پاس آکر کہا کہ یہ بھی شہید ہوا حضرت نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اسکو آگ دوزخ میں دیکھا ہے ایک چادر یا عبا کی بابت
جسکو اُس نے خیانت کیا ہے پھر فرمایا جا لوگوں میں پکار دے کہ داخل ہونگے جنت میں مگر مومن میں نے نکلکر اسیطرح
سب میں پکارا یا تھا رواہ احمد و مسلم ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے معلوم ہوا کہ خائن بے ایمان ہو جاتا ہے
جنت میں نجات دیگا اللّٰھم اغفر لنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تم اُسکے سامان میں غلول اسکو جلا دو اور غال کو مارو
رواہ احمد ایک شخص کے سامان میں ایک مصحف پایا تھا سالم بن عبد اللہ سے پوچھا کہا بیچکر قیمت اسکی صدقہ کر دو دارقطنی
نے کہا یہ فتوی تھا سالم کا امام احمد و اصحاب احمد اسطرف گئے ہیں حسن نے کہا عقوبت غال کی یہی ہے کہ اسکا سامان نکالکر
جلا دیں یہی قول ہے علی مرتضی کا اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ غال کو عدد مملوک ماریں وہ اپنا حصہ غنیمت سے محروم رکھا جاوے
ابو حنیفہ و مالک و شافعی و جمہور کا قول ہے کہ اسکا سامان سوخت نکریں بلکہ بقدر غلول تعزیر دیں بخاری نے کہا ہے کہ لوگ
گئے حضرت نماز پڑھنے سے غال پر اور اسکا سامان نہ جلایا واللہ اعلم حبیب بن مالک نے کہا مصاحف کے لوٹنے کا حکم ہے ابن مسعود
نے کہا جو کوئی تم میں سے مصحف کو غلول کر سکے تو کرے کیونکہ جو کوئی غلول کرے گا کسی چیز کو وہ قیامت کے دن
اُس چیز کو لاویگا پھر کہا کہ پڑھا ہے میں نے منہ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستر بار کیا چھوڑ دوں میں
اُس چیز کو جو لی ہے میں نے منہ سے رسول اللہ کے ابراہیم سے روایت ہے کہ جب حکم دیا گیا جلانے مصاحف کا تو ابن
مسعود نے کہا اے لوگو غلول کرو مصاحف کو جو کوئی غلول کریگا وہ لاویگا غلول کو دن قیامت کے بہتر غل مصحف ہے کسی
کو ایک تم میں کا دن قیامت کے لاویگا رواہ وکیع فی تفسیرہ سمرہ بن جندب کہتے ہیں حضرت جب کوئی غنیمت کرتے
تو بلال کو حکم دیتے کہ لوگوں میں پکار دو کہ اپنی اپنی لوٹ اکٹھی کرو پھر اسکو تخمیس تقسیم فرماتے بعد اسکے ایک دن لوٹ
کی لگام لایا کہا میں نے غنیمت میں پائی تھی فرمایا تو نے بلال کا پکارنا سنا تھا تین بار کہا ہاں فرمایا پھر تجھکو کس نے
روکا کہ تو لے آتا اور عذر کیا فرمایا نہیں تو اسکو دن قیامت کے لیکر آویگا میں تجھسے نہیں لیتا رواہ ابو داود
پھر اسنے فرمایا برابر نہیں ہے وہ شخص جو تابع ہوا رضامندی خدا کا اسکی شرع میں اور مستحق ہوا اجر جزیل کا اس میں نہ
ہوا عقاب جلیل سے اور وہ شخص جو مستحق ہوا غضب خدا کا اور وہ غضب اسکے گلے بندھ گیا اسکا ٹھکانا جہنم ہے اسی
بہت سی جگہ نظائر قرآن کریم میں بہت آئی ہیں کقولہ تعالیٰ اَفَمَن یَّعلَمُ اَنَّمَا اُنزِلَ اِلَیکَ مِن رَّبِّکَ الحَقُّ کَمَن
هُوَ اَعمٰی وکقولہ اَفَمَن وَّعَدنٰهُ وَعدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِیهِ کَمَن مَّتَّعنٰهُ مَتَاعَ الحَیٰوةِ الدُّنیَا الآیۃ حسن
بصری و محمد ابن اسحاق نے کہا مراد یہ ہے کہ اہل خیر اہل شر کے درجے میں ابو عبیدہ و کسائی نے کہا منازل میں یعنی
درجات جنت و درکات جہنم میں کقولہ تعالیٰ وَلِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوا الآیۃ اسی لیے فرمایا ہے کہ اللہ دیکھتا

جو کچھ وہ کرتے ہیں یعنی اُنکے اعمال کی پوری پوری سزا دیگا نہ ذخیرہ میں ظلم کریگا نہ زمین زیادتی کریگا
بلکہ ہر حال کو انکے عمل کے موافق بدلا دیگا **ف** پھر ایک بڑے احسان کا ذکر کیا کہ تم ہی میں تمہاری جنس کا رسول آیا
تاکہ اُس سے بات چیت کر سکو اُس کے پاس اُٹھو بیٹھو اور سوال کرو ہر طرح نفع لو کما قال تعالی وَمِنْ اٰیٰتِہٖ
اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا ای من جنسکم وقال تعالی قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى
اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الآیۃ وقال تعالی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَیَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ
وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ وقال تعالی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى وقال تعالی
یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ غرضکہ ہونا رسول کا جنس مرسل الیہم سے ایک منت بلیغ ہے کیونکہ
اُسکے ساتھ مخاطبت و مراجعت و فہم کلام میں ہو سکتی ہے ورنہ نہایت دشواری ہوتی اسی لیے بعد اسکے یہ فرمایا ہے
کہ وہ رسول تمپر قرآن پڑھتا ہے امر معروف نہی عن المنکر کرکے تمکو سنوارتا درست بناتا ہے تاکہ تم ہر طرح کی میل کچیل
سے صاف ستھرے ہو جاؤ دل تمہارے ہر خبث و دنس سے جو حالت شرک و جاہلیت میں تم سے لپٹا ہوا تھا پاک ہو جاویں پہلے
آنے سے اس رسول کے تم کھلی گمراہی ظاہر جہل و غی میں گرفتار تھے ابن کثیر نے کہا مراد کتاب و حکمت سے اسجگہ قرآن
و سنت ہے **ف** فتح البیان میں کہا ہے مراد فظ غلیظ القلب سے جافی قاسی الفواد بدخلق کم احتمال ہے بعض نے
کہا فظ کہتے ہیں کریہ الخلق کو غلظ قلب کہتے ہیں قساوت و قلت شفاق و عدم انفعال کو ان دونوں لفظ کو بغرض تاکید
اسجگہ جمع فرمایا ہے انفضاض کہتے ہیں تفرق اجزا و انتشار ابعاض کو یعنے اگر تم بدخلق بدزبان سخت دل ہوتے
تو لوگ تمہارے سارے گرد نہ پھرتے بسبب ہیبت و احتشام کے تمکو تنہا چھوڑ کر چلدیتے سو تم اپنے حقوق کو اُن سے
معاف کرو اور انکے لیے بخشش مانگو ان سے مقدمہ حرب و ضرب میں بالخصوص صلاح و مشورہ لیتے رہو کہ الکا جی تم
سے خوش ہو تمہاری مودت انکے دل میں آوے امت بھی جان لے کہ مشورہ لینا مشروع ہے پھر کوئی بعد تمہارے
اوس میں عار نکرے مراد اسجگہ مشورہ سے غیر امور شرعیہ میں ابن خواز منداد کہتے ہیں ولاۃ و حکام اور ملوک پر مشاورت
کرنا علماء سے اُن امور میں جنکو ولاۃ نہیں جانتے ہیں اور جو امور دنیا کے مشکل تر ہیں اور وجوہ جیش میں جنکا تعلق
حرب سے ہے اور وجوہ ناس میں جنکا علاقہ مصالح ملک سے ہے اور وجوہ عمال و کتاب و زراء میں جنکا تعلق مصالح
عباد و عمارت بلاد سے ہے واجب ہے قرطبی نے ابن عطیہ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص اہل علم و دین سے مشورہ نہیں
لیتا ہے اُسکو معزول کرنے میں کسیکا خلاف نہیں ہے ابن عباسؓ نے کہا ہے جب آیت وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ
اُتری تو رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا سن رکھو اللہ و رسول بے پروا ہیں مشورت سے لیکن اللہ نے

شورہ لینے کے واسطے بہت بڑی رحمت ہے یہ ایسا ہے جو کوئی شورہ لیگا میری امت مین سے وہ ہدایت سے محروم نرہیگا اور جو کوئی
ترک کریگا شورہ لینا اوس سے غی معدوم نہو گی رواه ابن عدی والبیہقی فی الشعب سیوطی نے کہا سند اس حدیث کی
حسن ہے حسن نے کہا اللہ جانتا ہے کہ حضرت کو انکے شورہ کی کچھ حاجت نہین ہے لیکن یہ چاہا کہ آپ کے بعد لوگ اس طریقہ پر
چلے کلبی نے کہا یہ حکم اس لیے دیا کہ مقدار انکی فہمون اور عقلون کا معلوم ہو جاوے نہ یہ کہ ان کی رائے لی جاوے بغوی نے عائشہ سے
روایت کیا ہے کہ مین نے کسی شخص کو نہین دیکھا کہ حضرت سے زیادہ شورہ لینے والا ہو لوگون سے مشاورت کرنے کی بہت
فائدے ہین بعض مفسرین نے وہ فوائد ذکر کیے ہین انہین اتنا کفایت کرتا ہے کہ اللہ نے حکم مشورہ لینے کا اپنے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا ہے اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت شورہ کی ہوگی پھر یہ فرمایا کہ جب کسی چیز کا عزم
کرلیا تو اللہ پر بھروسا رکھکر اسی پر وثوق کر مشاورت پر اسمین اشارہ ہے طرف اسباب کے کہ توکل کے یہ معنی نہین
ہے کہ تدبیر کرنا چھوڑ دے ورنہ امر مشاورت منافی امر متوکل ٹھیریگا بلکہ توکل وہ ہے کہ اسباب ظاہری پر اعتماد نکرے بعد
تفویض امر بخدا فرماوے دل سے اللہ ہی پر بھروسا و اعتماد ہو ع گفت پیغمبر باواز بلند ٭ بر توکل زانوئے اشتر ببند
جس نے یہ بات جان لی ہے کہ سوا اللہ کے کوئی مددگار نہین ہے اور جسکی مدد پر اللہ ہے اوسپر کوئی غالب نہوگا اور جسکو اوسنے
چھوڑ دیا ہے اسکا کوئی ناصر نہین ہے تو اوسنے اپنا کام اللہ کو سپرد کیا وہی شخص متوکل علی اللہ ہے شغل بغیر نہین
ہے مومنون کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسا رکھا کرین نہ کسی اور پر تقدیم ظرف کی فعل پر مفید حصر ہوتی ہے صفت
توکل مین بہت سی صحیح حدیثین آئی ہین حضرت نے متوکل کو منجملہ اون ستر ہزار شخص کے گنا ہے جو جنت مین بے حساب
جاوینگے کما فی مسلم اے اللہ تو مجھکو توکل دے تو میرا ناصر ہو دنیا و آخرت مین مجھ پر میرے اعدا کو غالب کر میری توبہ
قبول کر مجھکو بخشدے تیرے سامنے اس سوال کا قبول کرنا کچھ حقیقت نہین ہے ابو عبیدہ نے کہا غلول خاص غنیمت مین
ہوتا ہے خیانت و حقد غلول کو اسجگہ مخصوص ساتھ انبیا کے کیا حالانکہ خیانت کرنا غیر انبیا کا بھی حرام ہے
خواہ مال سلاطین کرین یا امرا اور رؤسا وغیرہم یہ اسلیے کہ خیانت انبیا کی اشد ذنب عظیم و زبدے غال جب
غلول کی چیز قیامت مین لائیگا تو ساری خلائق کے سامنے رسوا ہوگا اوسکے حساب جتنا کے سارے ہونگے آگے دیکھینگے
اہل محشر اوسکے حال پر مطلع ہونگے ذم غلول وعید غال مین بہت حدیثین آئی ہین ابن کثیر نے انکو ذکر کیا ہے وہ سب
کتب سنت مین ضبط ہین من انفسہم سے مراد من جنسہم ہے یعنی عربی رسول بھیجا جو انکے شہر مین پیدا ہوا تھا
اسکے نسب کو جانتے تھے یعنی بیچ مین بشر بال انکے ایک بشر بھیجا اگر کوئی فرشتہ نبی ہو کر آتا تو کمال انس حاصل نہوتا لفظ انفسہم کو
بفتح فا بھی پڑھتے ہین یعنی بہتر سے بہتر قوم و قبیلہ سے بھیجا اور شرف سب کا اٹھایا کیونکہ حضرت بنی ہاشم مین سے تھے بنو ہاشم افضل

قریش بہتر قریش افضل اور عرب جو عرب افضل عجم سے حتی یہ ہوا کہ لوگ اشرف بنی آدم کے زیادہ مطیع و مصدق تھے بیچ بنی ہاشم
شرف اصل و کرم حسب میں نفس عرب و عجم تھے قال تعالیٰ اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ابو طالب نے جب نکاح حضرت کا
خدیجہ سے کیا اور اُس عرس میں رؤسائے مضر و بنو ہاشم حاضر تھے تو یہ خطبہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرٰهِیْمَ
وَزَرْعِ اِسْمٰعِیْلَ وَضِئْضِئِ مَعَدٍّ وَعُنْصُرِ مُضَرَ وَجَعَلَنَا سَدَنَةَ بَیْتِهٖ وَسُوَّاسَ حَرَمِهٖ وَجَعَلَ لَنَا بَیْتًا مَحْجُوْجًا وَّ
حَرَمًا اٰمِنًا وَجَعَلَنَا الْحُکَّامَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ اَخِیْ هٰذَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ لَا یُوْزَنُ بِهٖ فَتًى اِلَّا رَجَحَ وَهُوَ
وَاللّٰهِ بَعْدَ هٰذَا لَهٗ نَبَاٌ عَظِیْمٌ وَّخَطَرٌ جَلِیْلٌ یہ تلاوت آیات و تزکیہ و تعلیم قرآن و حدیث کا احسان کیا کیونکہ
وہ لوگ اہل جاہلیت تھے نہ شرع کو پہچانتے تھے نہ اُنکے کان نے کبھی وحی کو سنا تھا اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ
مِّثْلَیْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَمَآ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَى
الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا وَقِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
اَوِ ادْفَعُوْا قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ یَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِیْمَانِ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ
مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یَكْتُمُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا
قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ کیا جو تم کو پہنچی تمکو ایک تکلیف کہ تم پہنچا
چکے ہو اوسکے دو برابر کہتے ہو یہ کہاں سے آئی تو کہہ آئی تمکو اپنی طرف سے اللہ ہر چیز پر قادر ہے جو کچھ تم کو سامنے آیا
جسدن بھڑین دو فوجین سو اللہ کے حکم سے اور اس لیے کہ معلوم کرے ایمان والونکو اور تا معلوم کرے اُنکو جو منافق تھے کہا
اُنکو کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا دفع کرو دشمن کو بولے ہمکو معلوم ہو لڑائی تو تمہارا ساتھ دیں وہ لوگ اُس دن کفر کی طرف
نزدیک تر ہیں ایمان سے کہتے ہیں اپنے مُنہ سے جو نہیں اُنکے دل میں اللہ خوب جانتا ہے جو چھپاتے ہیں وہ جو کہتے ہیں اپنے بھائیون
کو اور آپ بیٹھ رہے ہیں اگر وہ ہماری بات مانتے تو مارے نہ جاتے تو کہہ اب ہٹا دیجیو اپنے اوپر سے موت اگر سچے ہو ف
یعنی تم بدر کی لڑائی میں ستر کافرون کو مار چکے ہو اور ستر کو پکڑ لائے تھے تمہارے اس لڑائی میں ستر آدمی شہید ہوئے
تو پھر دل میں کہتے تھے یہ کیوں ہوا یہ بھی تم اپنے قصور سے کہ نکلے لڑنے یا قصور یہ کہ مورچے کے تیرون کو [illegible] ڈالا لالچ کر چھوڑ دیا
حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر انکو چھوڑتے ہو تو تم میں سے ستر آدمی شہید ہونگے لوگون نے قبول کر کے مال لیا اور انکو چھوڑ دیا یہ بھی
منافقون کا کلام تھا کہ ہمکو معلوم ہو لڑائی یعنی ظاہر میں کہا کہ جسوقت لڑائی دیکھینگے تو شامل ہونگے یا کہا کہ ہم لڑائی کے
قاعدے سے واقف نہیں یا دل میں یہ تھا کہ یہ بھی کچھ لڑائی نہیں مانتے انکو لڑائی معلوم نہیں یا یہ کہ اس دن کفر کے قریب ہوگئے
ایمان سے دور جا پڑے عمر بن خطاب سے ابن جبل [illegible] آیا جو کام دن بھر کیا تھا اس کے عقب میں گر گیا

ہوئی وہ کلام یہ تہا کہ فدیہ لیکر قیدیوں کو چہوڑ دیا تہا ستر صحابی مارے گئے لوگ بہاگ اوٹہے حضرتؐ کے دانت مبارک
شکست ہوگئے سر پر خود تہا وہ پہٹ گیا سر مبارک میں چوٹ آئی خون بہا اللہ نے فرمایا یہ مصیبت تم پر تمہاری طرف سے آئی ہی
رواہ ابن ابی حاتم و رواہ محمد بن یوسف کذلک و ہکذا قال الحسن البصری علی مرتضیؓ کا قول ہے کہ جبرئیل
علیہ السلام نے آکر کہا ای محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ نے ناپسند کیا کام تیری قوم کا اسیر کرنے میں تمکو یہ حکم دیا تہا کہ
دو باتوں میں ایک بات کرو یا تو انکو مار ڈالو یا فدیہ لیکر چہوڑ دو حضرتؐ نے یہ ذکر اونسے کیا انہوں نے کہا ای رسول اللہ وہ ہمارے
عشائر و اخوان ہیں ہم فدیہ لیں کہ ہمکو دشمن سے لڑنے پر قوت حاصل ہو اور جتنے لوگ اونکے مارے گئے ہیں اتنے لوگ ہماری طرف
کے شہید ہوں اس امر میں کوئی بات ہمیں ناپسند نہیں ہی اسپر احد کو ستر آدمی برابر شمار اسیران اہل بدر کے مارے گئے رواہ
الترمذی والنسائی ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے محمد بن اسحاق ابن جریر ربیع بن انس و سدی نے کہا ہو من عند
انفسکم کے یہ معنی ہیں کہ تم نے جو عصیان رسول کا کیا اور حضرتؐ کا کہنا نہ مانا تیرانداز جگہ چہوڑ کر لوٹ
پر گرے حالانکہ اونسے کہدیا گیا تہا کہ وہ ہرگز اپنی جگہ سے کچھ ہی کیوں نہ ہو نہ ہلیں اسلیے یہ مصیبت تم پر پڑی جب دونوں لشکروں کا
مقابلہ ہوا تو بہاگ نکلی دشمنوں نے تمہاری ایک جماعت کو قتل کیا کچھ لوگوں کو زخمی کیا یہ سب اللہ کی قضا و قدر و حکمت سے ہوا
مومن منافق بہی پہچانے گئے جو مومن تہے وہ ثابت قدم رہی متزلزل نہ ہوئے جو منافق تہے یعنی اصحاب عبد اللہ بن ابی ابن سلول
وہ اونکے ہمراہ طرف مدینے کے پہر گئے اور مذہب میں کچھ متزلزل ہوئے اونہوں نے بہانہ و قتال و مشاہدت کا ترک کیا اسی لیے اللہ نے فرمایا
کہ بلا مورچے دفع تو کرو ایک جماعت تابعین و صحابہ نے کہا ہی حضرتؐ احد کو ہزار آدمی لیکر نکلے تہے جب شوط میں جو ما بین
احد و مدینے کے ہے پہونچے عبد اللہ تہائی آدمی لیکر چلدیا اہل ریب و نفاق اسکے ہمراہ ہوگئے کہا ہم نہیں سمجہتے کس بات سے اپنی
جانیں دیں ابن عمرو بن حرام نے کہا ای قوم اللہ کو یاد کرو رسول اللہ کو نہ چہوڑو دیکہو دشمن تمہارے سر پر آگیا ہے
قوم نے کہا اگر ہمکو معلوم ہوتا کہ لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری ہمراہ رہتے مگر ہم دیکہتے ہیں کہ لڑائی نہ ہوگی یہ کہکر پہر گئے
انکا کہنا نہ مانا عبد اللہ بن عمروؓ نے کہا ای اللہ کے دشمنو اللہ تمکو دور کرے اللہ ہمکو تمہاری حاجت نہ رکہیگا حضرتؐ آگے بڑہے
اسپر اللہ نے فرمایا کہ وہ اسدن کفر سے قریب ہو گئے اس آیت سے استدلال کیا ہے اسبات پر کہ آدمی کا حال مختلف
ہوتا رہتا ہے کبھی کفر سے قریب ہو جاتا ہے کبھی ایمان سے انکی بات کہ اگر جانتے تہی کہ لشکر کہیں بلاد بعید و قریب
خراب کرے مسلمانوں کی آیا ہے جو سردار انکے احد میں مارے گئے ہیں انکا عوض لینا چاہتا ہے مسلمانوں و عدد و چند ہیں
ضرور ہی جنگ ہوگی مگر خود سمجہتی تہی کہ لڑائی نہوگی اللہ نے فرمایا جو قول اپنی چہپاتے ہو وہ ہمیں معلوم ہے تمہاری
باتیں ہیں کہ اگر مسلمان ہمارے مشورہ پر چلتے تو مارے نہ جاتے اسے فرمایا اگر گھر میں بیٹہے رہتے سو کوئی نفس موت و قتل

سے بچ سکتا ہے تو بہتر ہے تم نہ مرنا حالانکہ موت کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی ہے جیسے ہی پکے برجوں کے اندر بیٹھے ہو

تم اگر بیچ ہو تو موت کو اپنے سے دفع کرو جابر بن عبداللہ نے کہا یہ آیت ضمن عبداللہ بن ابی ابن سلول کے اتری ہے کہ تھوڑے

جس دن منافق اپنے بچے وعدے کی ہی اُحد میں تین سو منافق بے لڑے پھیر کر گھر کو پھر گئے اللہ نے انکو جھوٹا کر دیا **ف**

فتح البیان میں ہے کہ جو عتاب اللہ نے آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ میں فدیہ لینے والوں

کیا ہے وہ حدیث میں تخییر پر مشکل ہے اُحد میں حضرت ابو بکر اور اُحد فدیہ پر نادم ہوئے اگر بعد تخییر کے ہوتا تو عتاب

تھا اور نہ حضرت کو ندامت و حزن ہوتا اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صواب بتلاتے کیونکہ عمر نے یہ مشورہ دیا تھا کہ سارے

قتل کیے جاویں حضرت نے فرمایا اگر عذاب اترتا تو سوا عمر کے کوئی نہ بچتا جمع یوں ہے کہ عتاب پہلے اور اتارنا پیچھے تخییر کا نازل ہوا

عتاب شروع وہم فدا پر تھا تخییر اتمام پر ہوئی واللہ اعلم وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ

عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ

الْوَكِيلُ ۝ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ

عَظِيمٍ ۝ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ لوگ جو

لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا انکو اللہ نے

فضل سے خوشوقت ہوتے ہیں انکی طرف سے جو ابھی نہیں پہنچے ان میں پیچھے سو اسلیے کہ نہ ڈر ہے انپر نہ انکو غم خوشوقت ہوتے

ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس سے کہ اللہ ضائع نہیں کرتا مزدوری ایمان والوں کی جن لوگوں نے حکم مانا اللہ کا اور رسول

کا بعد اسکے کہ انہیں پڑ چکا تھا گھاؤ جو ان میں نیک ہیں اور پرہیزگار انکو ثواب بڑا ہے جنکو کہا لوگوں نے کہ انہوں نے جمع کیا

ہے اسباب تمہارے مقابلے کو سو تم ان سے خطر کرو وہ نہیں انکو زیادہ آیا ایمان اور بولے بس ہے ہمکو اللہ اور کیا خوب کارساز

پھر چلے آئے اللہ کے احسان اور فضل سے کچھ نہ پہنچی انکو برائی چلے اللہ کی رضا پر اور اللہ کا فضل بڑا ہے یہ جو ہے سو شیطان کی طرف

سے ہے کہ ڈراتا ہے اپنے دوستوں کو سو تم نہ ڈرو ان سے اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو **ف** موضح قرآن میں ہے

شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک طرح کی زندگی ہے کہ اور مردوں کو نہیں کہا انکا جس خوشی انکو ملی اور ان بھائیوں کو جو

ہمجنس بھی جب جنگ اُحد سے پھرا ابوسفیان کے مرتبہ کا نقصان کا کہہ گیا کہ اگلے سال بدر پر پھر لڑائی ہے حضرت

قبول کر لیا جب اگلا سال آیا حضرت نے لوگون کو حکم کیا کہ چلو لڑائی کو اسوقت جنہون نے رفاقت کی اور تیار ہو گئے بشارت
ہے انکے جنگ کے بعد پہر بہت کچھ ابو سفیان چاہا کہ حضرت کے مدہ پر آوین تو اوسکو ہیبت ہوئی اور لڑائی سے خوف کیا ایک
شخص مدینہ کی طرف جاتا تہا اوسکو کچہ دیا کہا کہ وہان جا کر ایسی خبرین کہیو کہ مسلمان ڈر جاوین اور جنگ کو نہ آوین وہ شخص
مدینے مین ہو کر کہنے لگا کہ مکے کے لوگون نے بڑی جمعیت کی ہے تمکو لڑنا بہتر نہین مسلمانون کو حق تعالی نے استقلال
دیا کہا کہ ہمکو اللہ بس ہے آخر بدر پر گئے تین روز رہکر تجارت کر کے نفع لیکر پہر آئے اگلی آیتون مین یہی ذکر ہے
وہ شخص جو خبر کہتا تہا اسکو شیطان سکہاتا تہا **ف** اللہ پاک نے اس آیت مین یہ خبر دی ہے کہ شہدا اگرچہ دنیا
مین سے گئے ہین قتل ہوئے ہین لیکن انکی روحین دار القرار مین رزق پاتی ہین انس بن مالک نے کہا حضرت نے ستر
یا ستر آدمی طرف اہل بئر معونہ کے بہیجے تہے ان پر عامر بن طفیل جعفری امیر تہا ان مین سے ایک آدمی نے جا کر ان
لوگون سے کہا اے بئر معونہ والو مین قاصد ہون رسول اللہ کا تمہاری طرف آیا ہون گواہی دیتا ہون اسبات کی کہ
نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اور محمد اسکے بندے اور رسول ہین سو تم ایمان لاؤ اللہ و رسول پر پہر ایک آدمی گہر مین سے نیزہ لیکر
نکلا اور اس شخص کے پہلو مین مارا وہ آر پار ہو گیا اوسنے کہا اللہ اکبر فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ پہر اسکے پیچہا کر کے
ساتھی لوگون کو عامر بن طفیل نے قتل کر ڈالا سب کو صاف کر دیا انس بن مالک نے کہا اللہ تعالے نے ان کے حق مین قرآن
نازل فرمایا بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا اَنَّا لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَرَضِیْنَا عَنْہُ پہر یہ آیت منسوخ ہو کر مرفوع ہو گئی ہم
مدت تک اسکو پڑہا کیے تہے پہر اللہ نے آیت یہ نازل کی مسروق کہتے ہین ہمنے عبد اللہ سے پوچہا کہ آیت کا کیا
مطلب ہے کہا یہی بات ہمنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہی تہی فرمایا انکی روحین جوف مین سبز پرندون
کے ہین عرش کے نیچے قندیلین لٹکتی ہین ان مین رہا کرتی ہین جنت مین جہان چاہتی ہین پہرتی ہین پہر انہین قندیل
مین آکر بسیرا کرتی ہین اللہ نے انکو جہانک کے کہا تم کچہ چاہتے ہو انہون نے کہا ہم کیا چاہین ہم جہان چاہتے ہین جنت
مین پہرتے پہرتے ہین تین بار یہی بات ان سے فرمائی جب انہون نے دیکہا کہ بے سوال نہین چہوٹتے تو کہا اے رب
ہم یہ چاہتے ہین کہ ہماری جانین ہمارے بدنون مین پہیر دیوین تاکہ ہم تیری راہ مین پہر دوبارہ مارے جاوین اللہ نے جب دیکہا
کہ انکو کوئی حاجت نہین ہے تو چہوڑ دیا رواہ مسلم وعن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخ لفظ مرفوع
جسکا نہین ہے کوئی نفس جو مر جائے کہ لیئے اسکے پاس اللہ کے کچہ بہی بہلائی بہتری ہو خوش آوے اسکو پہر طرف دنیا کے مگر شہید کہ آرزو
اسکی یہ ہے کہ پہر طرف دنیا کے آوے اور دوبارہ مارا جاوے کیونکہ وہ فضل شہادت کو دیکہتا ہے لما یری من فضل الشہادۃ
الحدیث میں حضرت نے مجہسے فرمایا کہ جابر کیا حال ہے تیرا باپ کہ ملک کے بہ فرمایا کہ کچہ تمنا کر اوس نے کہا مین نہین جانکر سو دوبارہ

تیری راہ میں مارا جاؤن فرمایا حق تعالی جاری کر دیا ہے کہ وہ مقتول شہید لوگ پہر دنیا میں پہر کر نجاوینگے تفرد بہ احمد عن
ملک ان احمد کو کہین خبر یا میں آیا ہے کہ جابر کہتا یعنی عبد اللہ بن عمرو بن حرام احد کے دن احد کو شہید ہوے جابر کہتے
ہیں جب میرے باپ کا منہ کہلنے میں روتا تہا اور انکا منہ کہولکر دیکہتا تہا حضرت کے اصحاب مجکو منع کرتے تہے مگر حضرت نے منع نکیا
بلکہ یون فرمایا تو اب اسکو کیا روتا ہے فرشتے انکو اپنے پرون سے سایہ کر رہی ہیں یہانتک کہ انکا جنازہ اٹہایا گیا رواہ
الشیخان ابن عباس نے کہا حضرت نے فرمایا ہی جب شہید ہوے بہائی تمہارے دن احد کے تو رکہا اللہ نے انکی روحون کو جوف
طیر خضر میں وہ آتے ہیں انہار جنت پر کہاتے ہیں ثمار اسکے بسیرا کرتے ہیں سونے کی قندیلون میں جو یہ عرش تلے جب
انہون نے کہانے پینے اچھی خوابگاہ کا مزا پایا کہنے لگے کاش ہمارے بہائی جانتے جو معاملہ اللہ نے ہم سے کیا ہے تا کہ انکو جہاد
میں بے رغبتی نہ ہو اور لڑائی سے پیٹہ نہ پہیرین اللہ نے فرمایا ہم تمہاری طرف سے یہ پہنچا دینگے انکو پہر اتارتے ہیں بسبب
اس بات کے یہ آیت رواہ احمد وابن جریر وابو داود والحاکم ابن عباس کہتے ہیں یہ آیت حق میں حمزہ و اصحاب
حمزہ کے اتری حاکم نے کہا یہ صحیح ہے بشرط شیخین پر قتادہ و ربیع و ضحاک کا لفظ یہ ہے کہ نازل ہوئی حق میں قتلے
احد کے جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں ایک دن حضرت نے مجکو دیکہکر فرمایا ای جابر میں تجکو غمگین دیکہتا ہون میں نے کہا
ای رسول اللہ میرے باپ شہید ہوے قرض و عیال چہوڑ گئے فرمایا کیا میں تجکو خبر نہ دون کہ بات نہیں کی اللہ نے کسی
شخص سے کبہی مگر اوٹ پیچہے سے اور بات کی تیرے باپ سے دو بدو لفظ حدیث کفاح ہے علی نے کہا کفاح کہتے ہیں
مواجہہ کو یعنے رو برو دیکہنے کسی کے بات کرنا کہا مانگ مجہ سے میں تجہہ کو دونگا اس نے کہا میں یہی مانگتا ہون
کہ پہر دنیا میں جا کر دوسری بار تیری راہ میں مارا جاؤن رب عز وجل نے کہا اِنَّهٗ قَدْ سَبَقَ مِنِّي الْقَوْلُ اِنَّهُمْ
اِلَيْهَا لَا يُرْجَعُوْنَ یعنے یہ بات پہلے ٹہیر چکی ہے کہ شہدا پہر دنیا میں نجاوینگے کہا ای رب پہنچا دی انکو جو میرے پیچہے ہین
پس اللہ نے یہ آیت بہیجی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا الآیۃ رواہ ابو بکر بن مردویہ و رواہ البیہقی فی
دلائل النبوۃ عائشہ نے کہا حضرت نے جابر سے فرمایا ای جابر کیا میں خوشخبری نہ دون تجکو کہا ہان اللہ تجکو بہی [illegible]
خبر کی دی فرمایا تو نے جانا کہ اللہ نے تیرے باپ کو زندہ کر کے فرمایا تمنا کر لے بندہ میرے مجہسے جو تو چاہے میں تجکو دونگا
کہا ای رب میں نے تیری عبادت جیسی چاہیے تہی نہیں کی میری آرزو یہی ہے کہ تو مجہے دنیا میں پہیر دے میں پہر
تیری راہ میں دوسری بار مارا جاؤن فرمایا اِنَّهٗ سَبَقَ مِنِّيْٓ اَنَّهٗ اِلَيْهَا لَا يُرْجَعُ یعنے یہ بات پہلے ٹہیر چکی ہے کہ مر کر
کوئی پہر دنیا میں نجاویگا رواہ البیہقی ان حدیثون میں رد ہے قائلین تناسخ پر معلوم ہوا کہ کوئی بشر بہی کسی
شکل و قالب میں پہر دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا ہے ابن عباس کا لفظ مرفوع یہ ہے شہدا بارق نہر پر در جنت

کہتے ہین اس مین سبز قبہ ہو اُن کے پاس جنت سے اُنکا رزق نکلتا ہے صبح و شام تفرد بہ احمد اس حدیث کی اسناد جید ہو ابن کثیر کہتے ہین کہ شہدا طرح طرح کے ہوتے ہین ایک وہ ہین جنکی روحین جنت مین چرتے ہین دوسرے وہ ہین جو اس نہر پر باب جنت کو مین یا احتمال یہی ہوسکتا ہو کہ منتہی انکی سیر کا اُس نہر تک ہو وہان انکا جمع ہوتا ہو اسی جگہہ صبح و شام اُنکو رزق دیا جاتا ہو واللہ اعلم مسند امام احمد مین ایک حدیث ہو اسمین بشارت کی گئی ہے واسطے ہر مومن کے اس بات کی کہ انکی روح جنت مین چرا کرتی ہے جنت کے پہل میوے کہاتی پہرتی ہے تازگی و خوشی بہشت کو دیکہتی ہے جو کچھ کرامت اللہ نے عطا کی ہے اوسکا مشاہدہ کیا کرتی ہے ابن کثیر کہتے ہین اس حدیث کی اسناد صحیح عزیز عظیم ہو اور بعد اصحاب مذاہب اربعہ مین سے تین امام اوسکی سند مین جمع ہین کیونکہ امام احمد نے اسکو محمد بن ادریس شافعی سے انہون نے مالک بن انس صبحی مالک نے زہری سے زہری نے عبد الرحمن بن کعب بن مالک نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے لفظ حدیث کا یہ ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يُرْجِعَهُ اللّٰهُ إِلَىٰ جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ یعنی جان مومن کی ایک پرندہ ہو کہاتا ہے درخت جنت مین یہانتک کہ پہیر دے اوسکو اللہ طرف اسکے بدن کے جس دن اُٹہاوے اوسکو یعلق یعنی یاکل ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ روح مومن کی شکل طائر پر ہوتی ہے وہ طائر جنت مین رہتا ہے باقی رہے شہدا انکی روحین جسطرح اوپر گذر چکا حوصل طیر خضر مین ہوتی ہین وہ روحین گویا مثل ستارون کے ہین بنسبت ارواح عموم مومنین کے کہ وہ خود اڑتی پہرتی ہین فنسأل اللہ الکریم المنان ان یثبتنا علی الایمان ف مقر ارواح مومنین و کفار مین بہت بڑا اختلاف ہو زیر عرش ہمکنا فرش زمین ہر جگہہ کو قرارگاہ ارواح مسلمین بتایا ہے ارواح کفار کا ٹہکانا زیر زمین یا چاہ برہوت ٹہیرایا ہے قول قوی مطابق ظاہر نصوص کتاب و سنت یہ ہے کہ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ اور آیت شریف مین اگرچہ ذکر ارواح کا نہین آیا ہے لیکن احادیث متعددہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روحین مومنین کی جنت مین رہتی ہین یعنی گو کچھ تعلق انکا جائے دفن وغیرہ سے بھی باقی رہے جسطرح دہوپ سورج کی آسمان پر زمین پہ لگتی ہو روحین کفار کی دوزخ مین رہتی ہین اللہ ہمکو ایمان پر قائم دائم رکہے اور کفر سے بچاکر جنت مین لیجاوے ف فتح البیان مین ہو کہ خطاب لا تحسبن کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے یا ہر کسی کو جو لائق خطاب کے ہو اس لفظ کو بحرف یای تحتیہ بھی پڑہا ہے یعنی لا یحسبن حاسب مراد شہدا سے اس آیت مین شہدا احد ہین یا شہدا بدر گو نزول آیت کا سبب خاص مین ہو مگر اعتبار عموم لفظ کا ہے خصوص سبب کا جمہور کہتے ہین مراد حیات محققہ ہے کسی نے کہا انکی روحین قبرون مین پہیر دی جاتی ہین تو دائم مین رہتی ہین مجاہد نے کہا جنت کی ہوا پاتی ہین جنت کے

انھین نہین ہوتی ہین بعض نے کہا وہ حیات مجازی ہے یعنی اللہ کے علم مین مستحق جنت ہین جنت مین ہمیشہ یاد ہی
قول اول ہے کوئی وجہ اختیار کرنے مجاز کی نہین ہے بدلیل سنت متعددہ ثبوت واسطے ارواح کے ایسے ہین جیسے
جسم مین واسطے جانشین کے یہی دلیل ہے اس قول کی کہ حیات فقط روح کو ہوتی ہے بعض نے کہا روح وجسد دونون
کو ہوتی ہے بدلیل عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ قول اول پر وجہ انکی اشیا کی غیب سے یہ ہے کہ ارواح شہدا وقت خروج
سے داخل جنت ہوتی ہین اور باقی مومنین کی روحین صبح برزخ کے دن قیامت کو داخل جنت ہونگی دوسرے قول پر تنبیہ
ظاہر ہے فضیلت شہدا مین جو احادیث آئی ہین وہ کتب سنت مین معروف ہین مراد رزق سے رزق معروف فی
العادۃ ہے جمہور اسی طرف گئے ہین یہ کہنا کہ مراد رزق سے ثنای جمیل ہے درحقیقت تحریف کلمات عربیہ ہے کوئی
سبب مقتضی حمل کا مجازات بعیدہ پر نہین ہے متبدعین جو قائل تناسخ ہین انکا تعلق اسی آیت سے ہے کہتے ہین
انتقال ارواح کا جسمون یا انکا صور حسان مین عذاب ہے اور صور قبیحہ مین یہی ثواب عقاب ہے سو یہ زعم انکا
ضلال مبین ہے اس قول پر کوئی اثر علم کا نہین ہے اس قول مین ابطال ہے شرائع کا انکار ہے حشر ونشر ومعاد
وجنت ونار کا احادیث صحیحہ اسکی دافع ورادّ ہین جو لوگ دنیا مین منہج ایمان وجہاد پر زندہ ہین شہدا چاہتے
ہین کہ وہ بھی راہ خدا مین مقتول وشہید ہو کر ہم سے آملین یا مراد وہ لوگ ہین جو برابر انکے فضل مین نہین ہین اگرچہ
کسی قدر فضل رکھتے ہین یا مراد اخوان سے سارے مسلمان شہید وغیر شہید ہین اسلیے کہ جب شہدا نے اللہ کا ثواب
دیکھ لیا اور حقیقت اسلام کا انکو یقین حاصل ہو گیا تو وہ جی مین خوش ہوئے ہوکر سب اہل اسلام کو جو زندہ ہین اور ابھی
نہین مرے ہین ویسا ہی جسکا ثواب انشاء اللہ تعالی ملیگا یہ قول قوی ہے کیونکہ اس قول کے معنی اوسع ہین فائدہ اسکا اکثر ہے
لفظ بھی اسکو محتمل ہے بلکہ یہی قول ظاہر تر ہے زجاج وابن فورک اسی کے قائل ہین تکرار لفظ استبشار کی اس لیے ہے کہ وہ
خوشی کچھ فقط عدم خوف وحزن ہی پر نہین ہے بلکہ اللہ کی نعمت وفضل پر بھی ہے بعض نے کہا نعمت سے مراد ثواب ہے
فضل سے مراد زائد ہے یا مراد نعمت سے جنت ہے فضل اوسمین داخل ہے یا بدل خوشی حال اخوان پر ہے دوسرے خوشی اپنی ہوئی
پر فضل جہاد وشہادت مین بہت سی آیات واحادیث وارد ہین جنکا ذکر کرنا اس جگہ مشکل ہے اسباب مین کتاب مشارع
الاشواق الی مصارع العشاق عجیب کتاب ہے اکثر کتابون سے منتخب ہو کر تصنیف پائی ہے شیخ علامہ محی الدین احمد ابن ابراہیم
ابن نحاس دمشقی نے لکھی ہے نسخہ قلمی ۱۲۰۳ ہجری کا دیکھنے مین آیا بعدہ ایک کتاب العبر فی الغزو والشہادۃ والہجرۃ اسی باب
مین آیات واحادیث صحیحہ سے جمع کی گئی ہے وللہ الحمد ف ابن کثیر کا لفظ یہ ہے کہ جو لوگ راہ خدا مین مارے گئے ہین
وہ جس نعمت وغبطت مین ہین اسپر خوش ہین کہ جو لوگ بعد انکے مارے جاوینگے وہ انکے پاس آوینگے انکو بھی کچھ خوف نہ ہوگا

ہوؤن گزشتہ پر خبر کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے جو نعمتیں کہ تب پہلی ہے میں یکسان ہو تمہر کتنی تعالیٰ نے
تجہی بخشی ہیں تیرے پاس تو ہم کو تو شہید ہو کر وہاں پہنچ کر خوش ہو جاوین جس طرح اہل دنیا کسی اپنے کا بیگانے سے خوش
ہوتے ہیں سعید بن جبیر کہتے ہیں جب وہ لوگ جنت میں داخل ہوئے اور وہاں کی کرامت دیکھی تو کہنے لگے کاش
ہمارے بھائی جو دنیا میں ہیں معلوم کرلیں کہ ہم کس کرامت و آسائش میں ہیں تاکہ جس وقت حاضر ہو کر قتال ہوں
تو خوب جی لڑیں شہید ہو جاویں جو ہم کو ملا ہے وہ ان کو بھی ہاتھ آئے حضرت نے اُنکے حال و کرامت سے خبر دی
اللہ نے فرمایا ہم نے تمکو ان کا حال معرفت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے سُنا دیا اب تم خوش ہو جاؤ یہ مطلب ہے اس آیت کا
يَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ صحیحین میں انس سے قصہ اصحاب بئر معونہ میں جو ستر آدمی انصار کے تھے
اور ایک ہی وقت میں مارے گئے آیا ہے کہ قنوت پڑھی رسول خدا نے اور بد دعا کی تا کئی مہینے پر انس کی اُن پر
انس نے کہا ان کے حق میں قرآن اترا جسکو ہم پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ آیت مرفوع ہو گئی یعنی بلغوا عنا قومنا
انا قد لقينا ربنا فرضي عنا وأرضانا پھر فرمایا يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ محمد بن اسحٰق نے کہا یعنی مسرور ہوتے وعدے
موعود جزیل ثواب پر ابن زید نے کہا یہ آیت شامل ہے سب مومنین کو خواہ شہدا ہوں یا غیر شہدا یہ بات بہت کم ہے
کہ اللہ نے ذکر فضل انبیا اور ان کے ثواب کا کسی جگہ کیا ہو مگر اُسکے ساتھ ہی جو کچھ مومنین کو عطا فرمایا ہے اُسکا ذکر بھی
فرما دیا گیا ہے۔ مراد اس فقرے سے کہ جن لوگوں نے اللہ اور رسول کا کہنا مانا بعد پہنچنے قرح کے وقعہ حمراء الاسد کا ہے
مشرکین مسلمانوں کو مار کر اپنے شہروں میں چلے گئے تو راہ میں نادم ہوئے کہ ہم نے اہل مدینہ پر کیوں حملہ کیا کہ فیصلہ
ہی ہو جاتا جب یہ خبر حضرت کو پہونچی مسلمانوں سے کہا تم ان کے پیچھے جاؤ تاکہ تمہارا رعب اُن پر پڑے اور وہ
جانیں کہ تم میں قوت و تیزی باقی ہے جو لوگ واقعہ احد میں حاضر ہوئے تھے اُنہیں کو حکم دیا ساتھ جانے کا چنانچہ
مسلمان باوجود مجروح ہونے کے اللہ و رسول کی اطاعت بجا لانے کو روانہ ہو گئے عکرمہ نے کہا مشرکوں نے
سے پھر کر کہا تم نے نہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا نہ کنواری عورتوں کو لائے تم نے کچھ بھی کام نہ کیا پھر چلو۔ ادھر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر پا کر مسلمانوں کو رغبت دلائی وہ حمراء الاسد یا بئر ابی عتبہ تک پہونچے مشرکوں
نے کہا ہم اگلے سال پھر آوینگے حضرت بھی پھر آئے اس کو بھی ایک غزوہ شمار کیا ہے اس پر یہ آیت اتری الَّذِينَ
اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ابن عباس سے بھی کلام یہ ہی مروی ہے۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ
شنبہ کے نصف شوال کو جنگ احد تھی سو یکشنبہ سولہ شوال کو حضرت کے منادی نے لوگوں میں پکارا کہ دشمن کی طلب میں چلو اور
وہی لوگ چلیں جو کل ہمارے ساتھ حاضر تھے جابر بن عبد اللہ کا عذر سنا کہ بہنیں میری چھوڑ گئے

ہین اور کہتے گئے ہین کہ ان عورتون کو بغیر کسی مرد کے بنانا چاہیے اُس پر حضرتؐ نے اُن کو اجازت دیدی یہ نکلنا
حضرتؐ کا اس لیے تہا کہ دشمن پر خوف و رُعب پڑے اور وہ جانین کہ لوگ ہماری طلب مین آتے ہین ہنوز اُن کو
قوت حاصل ہے تکلیف پہونچنے سے کچھ سُست نہیں پڑے ہمت نہین ہارے عائشہؓ نے کہا اے عروہ تیرے دونوں باپ
زبیر و ابوبکر انہین مین تھے جنہون نے اللہ و رسول کی بات کو مانا جب حضرتؐ نے کہا کون پیچھے اُن دشمنون کے
جاتا ہے تو ستر آدمی تیار ہو گئے ان مین ایک ابوبکر و زبیر ہی تھے رواہ البخاری حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح
الاسناد ہے لفظ حاکم کا یہ ہے عروہ کہتے ہیں عائشہؓ نے مجھ سے کہا ابواک من الذین استجابوا للہ والرسول
من بعد ما اصابہم القرح حاکم نے کہا صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ ابن مردویہ کا لفظ یہ ہے قالت قال لی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کان ابواک لمن الذین استجابوا للہ والرسول الخ ابوبکر والزبیر لیکن
رفع اس حدیث کا خطائی محض ہے اس لیے کہ زبیر آبا عائشہؓ مین نہین تھے بلکہ یہ بات عائشہؓ نے عروہ سے کہی تہی
اس لئے کہ وہ عائشہؓ کے بہانجے تھے اسما بنت ابی بکر کے فرزند گرامی قدر تھے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں اللہ نے
ابوسفیان کے دل مین رُعب ڈال دیا دن احد کے وہ مکے کو پھر گیا حضرتؐ نے کہا ابوسفیان تم کو کچھ تکلیف دیکر
پھر گیا ہے اللہ نے اُس کے دل مین رُعب ڈالا واقعہ احد شوال مین ہوا سوداگر لوگ مدینے مین ماہ ذیقعدہ آتے
بدرصغریٰ مین ہر سال ایک بار آتے تھے اب وہ بعد واقعہ احد کے آئے کچھ مسلمانون کو زخمی کر گئے اور کچھ مار گئے۔
لوگون نے اس بات کی شکایت حضرتؐ سے کی فرمایا چلو وہ آپ کو حج کیے جاتے ہین حج کو جاتے ہین اب
اُن کو ایسی قدرت سال آیندہ تک حاصل نہ ہوگی شیطان نے آکر اپنے دوستون کو ڈرایا کہ دیکھو لوگ تمہارے
لیے جمع ہوئے ہین لوگون نے ہمراہ جانے سے انکار کیا حضرتؐ نے فرمایا مین جاؤنگا کوئی میرے ہمراہ جائے
یا نہ جائے لوگون کو تحضیض فرمائی صدیق و عمر و عثمان و علی و زبیر و سعد و طلحہ و عبدالرحمن بن عوف و ابن
مسعود و حذیفہ بن الیمان ابوعبیدہ بن جراحؓ وغیرہم ستر آدمی اُٹھ کھڑے ہوئے طلب ابوسفیان مین چلے
صفرا تک پہونچے اُس پر اللہ پاک نے یہ آیت اُتاری الذین استجابوا للہ الآیہ ابن اسحٰق نے کہا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم حمراء الاسد تک پہونچے یہ جگہ مکے سے آٹھ میل پر ہے ابن ہشام نے کہا مدینے پر ابن ام مکتوم
کو خلیفہ کر گئے تھے تین دن دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ وہان ٹہر کر واپس مدینے کو آئے عکرمہ و قتادہ وغیرہما نے
کہا ہے یہ سیاق شان غزوہ حمراء الاسد مین نازل ہوا ہے کسی نے کہا بدر مین مگر صحیح اول ہے فی معالم
کو جب ڈرایا کہ دیکھو لوگ تمہارے لیے فراہم ہوئے ہین دشمن ہر طرف سے جمع ہو کر آگئے ہین تو انہون نے

کچھ پرواہ نہ کی بلکہ اللہ پر توکل کر کے یہ بات کہی حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ بخاری نے ابن عباسؓ سے حدیث کیا ہے
کہ یہ کلمہ ہے جس کو ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا جبکہ وہ آگ میں ڈالے گئے تھے اور حضرتؐ نے کہا تھا جبکہ خبر
دی گئی کہ لوگ تمہارے لیے جمع ہوئے ہیں تم ڈرو اُن سے پر ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ لفظ
بخاری کا یہ ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ آخِرُ قَوْلِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ
عبد الرزاق کا لفظ ابن عمرو سے یہ ہے كَلِمَةُ إِبْرَاهِيمَ حِينَ أُلْقِيَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ انس بن مالک کہتے ہیں کہ جب حضرتؐ
سے دن احد کے کہا گیا إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ تو اللہ نے یہ آیت بھی رواہ ابن مردویہ حدیث میں
میں آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا إِذَا وَقَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ الْعَظِيمِ فَقُولُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ یعنی جب گرفتار ہو تم کسی مشکل میں
تو یہ کلمہ کہو رواہ ابن مردویہ ابن کثیر نے کہا ہے هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ غرض یہ کہ ایک قسم کی حدیث
صحیح کی ہم غریبوں کے لیے جو سوا اللہ کے کوئی وسیلہ ظاہری حیلہ دنیاوی تدبیر فلانی نہیں رکھتے اور نہ جانتے
ہیں یہ کلمہ نسخۂ اکسیر اعظم ہے اسکا تجربہ بارہا بڑے بڑے مواقع خطیرہ احوال مخوفہ میں ہو چکا ہے و للہ الحمد و دعا
جو قرآن و حدیث دونوں سے ثابت ہو وہی کلمہ ہے یا دعای ذی النون ہے باقی ادعیہ ایسے ہیں کہ بعض تو قرآن
پاک میں آئے ہیں بعض احادیث صحیحہ میں وارد ہوئے ہیں جس طرح یہ کلمہ مبارک ہر آفت و بلا سے بوجہ حسن توکل
بچا لیتا ہے اسی طرح دعای یونس علیہ السلام بوجہ اعتراف تقصیر ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے عوف بن مالک کہتے
ہیں حضرتؐ نے دو آدمیوں کے بیچ میں فیصلہ کیا جو آدمی مقدمہ ہار گیا تھا اس نے پھرتے وقت حَسْبِيَ اللّٰهُ
وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کہا حضرتؐ نے فرمایا اسکو پھیر لاؤ جب آیا فرمایا تو نے کیا کہا اس نے کہا میں نے یہ کلمہ کہا فرمایا اللہ ملامت
کرتا ہے عجز پر لیکن تجھ کو ہوشیاری چاہیے جب کوئی امر تجھ پر غالب ہو تو اس وقت حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کہہ
رواہ احمد وابو داود والنسائی معلوم ہوا کہ یہ کلمہ مخصوص ہے ساتھ حالت غلبہ امر کے ہر ایک پہلے معاملے میں
اسکو کہنا دلیل ہے عجز و بیچارگی کی ابن عباسؓ کا لفظ یہ ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا میں کس طرح آرام کروں صاحب صور تو
قرن کو منہ میں لیے ہوئے پیشانی جھکائے ہوئے سن رہا ہے کہ کب حکم ہو کہ اسکو پھونکے اصحاب نے کہا ہم کیا کہیں
فرمایا کہو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا یہ حدیث کئی طرح سے آئی ہے سند اس کی جید ہے عائشہؓ جب اونٹ صفوان
بن معطل پر سوار ہو کر آتی تھیں تو انہوں نے یہی کلمہ کہا تھا اُس پر آخر کو اللہ نے ان کی برأت نازل کی [illegible]
ام المؤمنین ہو اسی لیے اللہ نے فرمایا فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ یعنی جب انہوں نے اللہ پر توکل کیا
تو اللہ نے ان کے مہم کو کفایت کر دیا اور جن لوگوں نے ان کے ساتھ مکر کیا تھا ان کی بات کو ان سے

سو کیا وہ اپنے شہر میں ٹھیک ساتھ سلامتی اور نعمت و فضل سے پھر آئے کسی طرح کا نقصان ان کو نہ پہنچا کسی طرح کی

تکلیف ان کو نہ پہنچی ابن عباس سے روایت ہے کہ نعمت سلامتی ہے اور فضل یہی نفع تھی یعنی تجارت کہ ایک قافلہ موسم

میں آیا حضرت نے اسکو خریدا اس میں بہت نفع ہوا سب صحابہ میں تقسیم کیا بہوت سے مفسر نے کہا کہ تم اُن سے مت ڈرو

مجھ سے ڈرو یعنی جب وہ تمکو دھمکاویں تو ڈریو نہیں تو تم مجھ پر بھروسا کرو مجھ سے ڈرتے رہو یہی ایمان تمکو کافی ہو جیسا کہ اللہ

کما قال اللہ تعالیٰ الیس اللہ بکاف عبدہ ویخوفونک بالذین من دونہ وقال تعالیٰ قل حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون

وقال اللہ تعالیٰ فقاتلوا اولیاء الشیطان ان کید الشیطان کان ضعیفا وقال تعالیٰ اولئک حزب الشیطان

الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون وقال تعالیٰ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز وقال تعالیٰ ولینصرن

اللہ من ینصرہ وقال تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم وقال تعالیٰ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا

فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد یوم لا ینفع الظالمین معذرتھم ولھم اللعنۃ ولھم سوء الدار

ف فتح البیان میں ہے کہ مراد اس آیت الذین قال لھم الناس میں نعیم بن مسعود ہے لفظ ناس کا اس پر

بولا گیا کہ وہ جنس ناس سے تھا جس طرح عام بول کر خاص یا کل بول کر بعض مراد لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ام یحسدون الناس

یعنی تنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں ملا علی قاری نے کہا ہے کہ وہ دن خندق کے اسلام لے آیا تھا اسکی تصریح مواہب لدنیہ میں ہے

یا مراد ناس سے رکب عبد القیس ہے جو گذرا ابو سفیان پر جیسا تھا یا مراد منافقین ہیں مراد ناس سے آیت ان الناس قد جمعوا

لکم میں ابو سفیان اور اس کے ہمراہی ہیں عرب جیش کو جمع کہتے ہیں زیادت ایمان سے یہ مراد ہے کہ انکو عقیدہ پر

اور بھی یقین کامل آگیا تصدیق قوی ہوگئی وہ اُس بات کو سن کر کچھ نہ ڈرے نہ التفات کیا بلکہ اخلاص و طاعت و

قوت دین و نصرت حضرت میں اور زیادہ بڑھ گئے اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے حسب کے معنی

ہیں کافی وکیل کے شداد بن اوس نے مرفوعا کہا ہے کہ یہ کلمہ امان ہے ہر خائف کا رد اللہ ... عائشہ سے بھی ہے حضرت کو جب

کبھی سخت غم ہوتا سر و ریش پر ہاتھ پھیرتے ٹھنڈی سانس لیتے حسبی اللہ ونعم الوکیل کہتے ... انما مر

نعمت سے سلامتی و عافیت ہے مراد ہے اور فضل سے اللہ کی مہربانی یا فائدہ تجارت میں یا نعمت سے خاص منافع دنیا

فضل سے منافع آخرت ہو سکتے ہیں مراد اکثر و جمہور ... ابن عباس نے کہا کسی نے انکو ... سدی نے کہا نعمت عافیت

تھی فضل تجارت سو قتل تہا کرواپس ارشاد فرمایا ہے کہ تم اس کے کہنے کا خیال مت کرو ... شیطان

سے ... بکفار اور خود شیطان ہی ہے اس لقب سے کہ وسوسہ ڈالنے والا وہی ہے ... حکم ... آتی ہے

آتی ہے یا نعیم بن مسعود ہے کیونکہ اس نے ڈالا تھا ابو سفیان کو کہ اس نے دھمکی دی تھی بہر حال شیطان کا کام

یہی ہے کہ ڈراتا ہے اپنے دوستوں کا ڈر مومنوں کو دلاتا ہے ابن عباس نے کہا الشیطان یخوفکم باولیائہ یعنی
کہا ڈرا دیا کرتا ہے تمہاری آنکھوں میں مشرک کو دکھلاتا ہے حسن نے کہا شیطان کا ڈر تھا شیطان سے بچتے
مگر شیطان کا دوست پھر اللہ نے کہا تم ایماندار ہو تو مجھ سے ڈرو ان سے نہ ڈرو کیونکہ مقتضائے ایمان یہی ہے کہ خوف اللہ
اولیائے شیطان ہی اس کو لگا جاوے استعاذہ سے بچو اخوان الشیاطین بلکہ خود شیطان نے اس وقت بہت ڈر
بتایا ہے نہایت سا ہے کا خوف لایا ہے میں بھی وہی کہتا ہوں جو تیرے خلیل ابراہیم نے کہا تیرے رسول اللہ نے کہا
رسول کے صحابہ نے کہا تھا حسبنا اللہ ونعم الوکیل مجھے امید ہے کہ تو مجھ کو ہر خوف سے امن دے گا

يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ مَّا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ
الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن
رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا
آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ

تجھ کو غم نہ ہووے اُن لوگوں سے جو دوڑ کر کفر کرنے لگے ہیں وہ نہ بگاڑیں گے اللہ کا کچھ اللہ چاہتا ہے کہ انکو نہ دیوے
آخرت میں انکو بڑی مار ہے جنہوں نے خرید کیا کفر ایمان کے بدلے وہ نہ بگاڑیں گے اللہ کا کچھ ان کو دکھ کی مار ہے اور نہ
سمجھیں منکر کہ ہم جو فرصت دیتے ہیں ان کو کچھ بھلا ہے ان کے حق میں ہم تو فرصت دیتے ہیں انکو تا کہ بڑھتے جاویں
گناہ میں ان کو ذلت کی مار ہے اللہ وہ نہیں کہ چھوڑ دیوے گا مسلمانوں کو جس طرح پر تم ہو جب تک جدا نہ کرے
ناپاک کو پاک سے اللہ یوں نہیں کہ خبر دے تم کو غیب کی لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے
جس کو چاہے سو تم یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اگر تم یقین پر ہو اور پرہیزگاری کرو تو تم کو بڑا
ثواب ہے اور نہ سمجھیں جو لوگ بخل کرتے ہیں ایک چیز پر کہ اللہ نے ان کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بہتر ہے ان
کے حق میں بلکہ یہ برا ہے ان کے واسطے آگے طوق پڑے گا ان کے جس پر بخل کیا تھا دن قیامت کے اور اللہ وارث
ہے آسمان و زمین کا اللہ جو کرتے ہو سو جانتا ہے ف منافق لوگ جہاں مسلمانوں کی شکست دیکھی کفر کی باتیں
کرنے لگے اللہ مومن و منافق کو اسی طرح کھولتا ہے غیب سے خبر کسی کو نہیں پہنچاتا مگر رسولوں کو اور آیت میں
فرمایا جو کوئی زکوٰۃ نہ دیوے گا جس کا مال اللہ نے دیا ہے اس کے گلے میں پڑے گا اللہ وارث ہے

آخر تم مرجاؤ گے مال اسی کا ہو رہیگا تم اپنے ہاتھ سے دو تو ثواب پاؤ یہ فائدہ ہے موضح قرآن کا ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے کہ تم ان کی جلدی کرنے سے کفر میں کیون غم کہانے ہو یہ اس لیے کہا کہ حضرتؐ کو نہایت حرص تہی لوگوں کے مسلمان ہونے پر جب وہ طرف مخالفت وعناد وشقاق کے مبادرت کرتے تو آپ کو رنج ہوتا اللہ نے تسلی دی حزن سے منع کیا فرمایا اگر کفر میں جلدی کرتے ہیں تو کیا کرین اللہ کا کیا نقصان کرینگے اللہ کی حکمت میں یون ہی ہے کہ اس کی مشیت وارادے سے ان کو آخرت میں کچھ حصہ نملے جنہون نے ایمان دے کر کفر مول لیا ہے انہون نے اللہ کا کچھ نہین بگاڑا اپنی ہی جانون کا نقصان کیا عذاب مول لیا یہ مہلت ان کے لیئے نقمت ہے کما قال تعالیٰ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَل لَّا يَشْعُرُونَ وقولہ فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ وقولہ وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ اسنے فرمایا یہ بات ضرور ہے کہ کچھ محنت ڈالی جاوے تاکہ اسمین دوست دشمن کا حال کہلجاوے مومن صابر منافق فاجر سے ممتاز ہو جاوے مراد اس محنت سے دن احد کا ہے جس مین اللہ نے مومنون کا امتحان لیا ان کے صبر وجلادت وثبات وطاعت کو نسبت اپنے اور نسبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزمایا منافقون کا پردہ فاش کیا انکی مخالفت کہل گئی وہ جہاد کرنے سے دم دبا گئے اللہ ورسول کے خائن ہوئے مجاہد نے کہا تمیز کیا اللہ نے درمیان ان کے دن احد کے قتادہ نے کہا یعنی ساتھ جہاد وہجرت کے سدی نے کہا وہ کہتے تہے کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم سچے ہین تو ہملا ہمین بتادین کہ کون ہم مین ان پر ایمان لایا ہے اور کون ہم مین ان کا منکر ہے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ یعنی یخرج المؤمن من الکافر ان سب اقوال کو ابن جریر نے روایت کیا ہی پہر اللہ نے فرمایا ہم اللہ کے غیب کو اسکی خلق مین نہین جانتے ہو جب تک کہ اللہ ہی تم کو نہ بتا دے اسباب کا شف منعقد نہ فرماوے ہان جس رسول کو چاہتا ہے پسند کرلیتا ہے اسکو کسی بات پر آگاہ کردیتا ہے کقولہ تعالیٰ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا پہر یہ حکم کیا کہ تم سب اللہ ورسل پر ایمان لاؤ یعنی ان کی اطاعت واتباع امور شریعت مین اختیار کرو پہر یہ ذکر کیا کہ بخیل یہ خیال نہ کرے کہ وہ مال جو اس نے جمع کیا ہے اسکے کچھ کام آویگا بلکہ اسکے دین مین نقصان کریگا بلکہ کبھی دنیا مین بہی مضر ہوگا پہر اس مال کا آل کار دن قیامت کے بتایا کہ وہ طوق بنکر گلے کا ہار ہوگا حدیث ابو ہریرہؓ مین مرفوعاً آیا ہے جس کسی کو اللہ نے کچھ مال دیا اور وہ اس مال کی زکوٰۃ نہین دیتا ہو تو وہ مال بصورت ایک گنجے سانپ کے جسکے سر پر دو نقطے ہوتے ہین بنکر اس کے

گلے کا طوق دن قیامت کو ہوگا دونوں جبڑوں سے اس شخص کو پکڑیگا کہیگا مین تیرا مال ہون تیرا خزانہ ہون پھر آیت
پڑھی تفرد بہا البخاری عن ابن مسعود مرفوعا قال ما من رجل لا یؤدی زکوٰۃ مالہ الا جعل اللہ یوم القیامۃ فی عنقہ شجاعا اقرع وهو یفر منه وهو یتبعه یقول انا کنزک رواه احمد والنسائی وابن ماجة ابن مسعود نے مرفوعا کہا ہے کوئی بندہ زکوٰۃ اپنے مال کی نہیں دیتا ہے مگر
اسکے لیے ایک گنجا سانپ مقرر کیا جاویگا جو اسکے پیچھے پڑیگا وہ اس سے بہاگے گا لیکن وہ اسکا پیچھا نہ چھوڑے گا کہیگا مین
تیرا مال تیرا خزانہ ہون پھر عبداللہ نے مصداق اس حدیث کا کتاب سے پڑھا سیطوقون ما بخلوا به یوم القیامة رواه
احمد والنسائی وابن ماجة ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اسکو حاکم نے ابن مسعود سے موقوفا روایت کیا ہے
حدیث بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ مین مرفوعا آیا ہے نہین آتا کوئی آدمی پاس اپنے مولی کے پھر مانگتا ہو اس سے زیادتی
اس مال کی جو پاس اسکے ہے اور وہ نہین دیتا اسکو مگر بلایا جاویگا واسطے اسکے دن قیامت کو ایک سانپ جو نگلیگا اس مال
زاید کو جسے روکا تہا الحدیث ابن جریر عن ابن عباس نے کہا یہ آیت حق مین اہل کتاب کے اتری ہے جو بخل
کرتے ہین بیان کرنے مین کتب منزلہ کے جو ان کے ہاتہ مین ہین رواه ابن جریر مگر صحیح یہ ہے کہ آیت عام ہے زکوٰۃ
مین اہل کتاب بہی اس مین داخل ہین بہ خوال اولی ہے اللہ نے فرمایا کہ تم خرچ کرو سب امور کا مرجع طرف اللہ کے ہے
اس نے تمکو اسی کام کے لیے خلیفہ کیا ہے کہ تم اللہ کا مال جو تمہارے پاس ہے یوم معاد کے لیے صرف کرتے رہو اسکو
تمہاری نیات وضمائر کی خبر ہے ف فتح البیان مین کہا ہے مراد سارعین فی الکفر کفار قریش ہین یا منافقین یا
رؤسای یہود یا سارے کفار عموما قشیری نے کہا غم کہنا کفر کا فوت طاعت ہے لیکن حضرت کو غم بافراط ہوتا تہا اسلیے منع فرمایا
کما قال تعالی فلا تذهب نفسك علیهم حسرات وقال فلعلك باخع نفسك علی آثارهم ان لم یؤمنوا بهذا الحدیث اسفا
مطلب یہ ہوا کہ ان کا کفر اللہ کے ملک مین سے کچہ کم نہین کرتا یا اللہ کے دوستون کو کچہ ضرر نہین پہونچاتا یا انکے دین
مین جو بندون کے لیے مشروع کیا ہے کچہ نقصان نہین دیتا اللہ چاہتا ہے کہ آخرت مین ان کے لیے کچہ حصہ نہو یعنی ثواب کا
صیغہ استقبال کا دلیل ہے دوام ارادہ استمرار مشیت پر آیت شریف مین دلالت ہے اس بات پر کہ خیر و شر اللہ ہی کے ارادے
سے ہوتا ہے یہ آیت رد ہے قدریہ ومعتزلہ پر پھر ذکر مہلت دہی کا واسطے کفار کے کیا جیسے کہتے ہین اسمین دلیل بطلان
قول معتزلہ ہے کیونکہ اللہ نے خبر دی ہے کہ ہم نے جو انکی عمر طویل کی ہے انکا عیش فراخ کیا ہے تو بس لیے کیا ہے کہ انکا گناہ زیادہ
ہوجاوے ابن مسعود نے کہا ہے کوئی جان ہو نیک یا بد مگر موت اس کے لیے بہتر ہے حیات سے اگر نیک ہے تو اسکے
فرمایا ہے وما عند اللہ خیر للابرار اور اگر بد ہے تو اللہ نے کہا انما نملی لهم لیزدادوا اثما یہی قول ابو الدرداء کا ہو

محمد بن کعب سے بھی ایسے ہی منقول ہے ما انتم علیہ کا خطاب بنزدیک جمہور مفسرین کے واسطے کفار و منافقین کے ہے بعض نے کہا واسطے مؤمنین و منافقین کے ہے کسی نے کہا یہ خطاب مشرکین کو ہے مراد مؤمنین سے وہ لوگ ہیں جو صاحب اسلام ہیں ابن عباس نے کہا مراد خبیث و طیب سے اہل سعادت و اہل شقاوت ہیں۔
لیطلعکم کا خطاب کفار قریش کو ہے یعنی اللہ یوں بیان نہیں کرتا ہے کہ فلان شخص کافر ہے فلان شخص مومن ہے فلان شخص منافق ہے کہ تم ہر ایک کو اس طرح پر پہچان لو کیونکہ غیب کا جاننا خاص ساتھ اللہ کے ہے کوئی آدمی کسی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا ہے مگر جس کسی رسول کو وہ پسند کر کے کچھ بتلا دے اور وہ رسول ہیں جیسے کہ ہمارے حضرت نے بہت سے منافقین کو تعیین کر کے بتا دیا تھا کہ یہ منافق ہیں یہ جاننا ان کا اللہ کی تعلیم سے تھا نہ اس سبب سے کہ غیب دان تھے یا ان کو کوئی ایسا امر مشاہدہ ہو جو دلیل ہو امر مابعد پر جس طرح منجم و کاہن پہچان لیتے کے علامات مقرر کر دیتے تھے پھر ذکر بخل کا کیا مذمت بخل میں بہت حدیثیں آئی ہیں قرطبی نے کہا بخل اہل لغت میں یہ ہے کہ انسان کسی حق واجب کو روکے جس نے غیر واجب کو روکا وہ بخیل نہیں ہے قاموس کا لفظ یہ ہے کہ بخل ضد کرم ہے شوکانی نے شرح میں کہا حدیث اللہم انی اعوذ بک من البخل کی کہا ہے کہ بعض نے اس حدیث کو مقید کیا ہے ساتھ واجب الاخراج کے مگر کوئی وجہ اس کی نہیں ہے اس لیے کہ بخل ساتھ غیر واجب کے غریزہ نقص کا ہے اور ضد کمال ہے تو دور اس سے بلاشک بہتر ہے حدیث کا عموم پر باقی رکھنا اولی ہے اسی لیے معلوم ہوا کہ معنی بخل کے عام ہیں نہ خاص جیسے کہ قرطبی نے کہا ہے رہی آیت سو حق واجب میں ہے لیکن عبارت مفید تعمیم ہے واللہ اعلم پھر اللہ نے فرمایا کہ آسمان و زمین کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے یعنی خاص اسی کے واسطے ہے نہ غیر کے لیے یہ فائدہ تقدیم لفظ سے نکلا یعنی یہ مال تمہارے پاس عاریت سپرد ہے مثل قولہ تعالی آمنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ
میراث اصل میں اس چیز کو کہتے ہیں جو ایک مالک کے پاس سے نکل کر دوسرے شخص کے پاس چلی جاوے اس دوسرے کی ملک ہو جاوے کہ بطور میراث کے اس کی طرف منتقل نہ کر دی سو یہ بات معلوم ہو کہ حق تعالی سب ساری مخلوقات کا مالک حقیقی ہے لقد سمع اللہ قول

الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء سنکتب ما قالوا وقتلہم الانبیاء بغیر حق ونقول ذوقوا عذاب الحریق
ذلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید الذین قالوا ان اللہ عہد الینا الا نؤمن لرسول حتی
یأتینا بقربان تأکلہ النار قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینات وبالذی قلتم فلم قتلتموہم ان کنتم
صادقین فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاءو بالبینات والزبر والکتاب المنیر ۝ اللہ نے
سن ان کی بات جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں اب لکھ رکھیں گے ہم ان کی بات اور جو خون کیے ہیں

نبیون کے ناحق اور کہینگے چکہو جلن کی مار یہ بدلا اُس کا ہے جو تم نے اپنے ہاتہون بہیجا اللہ ظلم نہین کرتا بندون پر

جو کہتے ہین کہ اللہ نے ہمکو کہہ رکہا ہے کہ ہم یقین نہ کرین کسی رسول کو جب تک کہ نہ لاوے ہمارے پاس نیاز جسکو

کہا جاوے آگ تو کہہ تم مین آ چکے کتنے رسول مجہ سے پہلے نشانیان لیکر اور یہ بہی جو تم نے کہا پہر اُن کو کیون مارا تم نے

اگر تم سچے ہو پہر اگر وہ تجہ کو جہٹلا دین تو آگے تجہ سے جہٹلائے گئے بہت رسول جو لائے نشانیان اور ورق اور

کتاب چمکتی ف موضح القرآن مین ہے یہود نے جو یہ آیت سنی کہ قرضوا اللہ قرضا حسنا لگے کہنے کہ اللہ ہم سے قرض مانگتا ہے

تو اللہ محتاج ہے اور ہم دولتمند ہین بعضے رسولون سے یہ معجزہ ہوا کہ جو چیز اللہ کی نیاز رکہی پہر آسمان سے آگ آئی

وہ اسکو کہا گئی پس وہ نیاز قبول ہوئی اب یہود بہانہ لاتے تہے کہ ہمکو یہ حکم ہے کہ جس سے یہ معجزہ نہ دیکہین اُسپر یقین نہ

لاوین اور یہ جہوٹے بہانے تہے ہر نبی کو معجزے تہے ہین جدا سب کو ایک ہی معجزہ کیا لازم ہے انتہے آ[illegible] کہتے ہین

ابن عباس نے کہا ہے جب یہ آیت اتری مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً یہود نے

کہا اے محمد تیرا رب فقیر ہو گیا بندون سے قرض مانگنے لگا اسپر اللہ نے یہ آیت باب آتاری رواہ ابن مردویہ وابن ابی حاتم

دوسرا لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ ابو بکر بیت المدراس مین آئے وہان بہت یہود کو دیکہا کہ پاس ایک شخص کے جمع ہین اسکو

فنحاص کہتے تہے وہ ان کے علما و احبار مین تہا اسکے ساتہ ایک اور حبر تہا اسکو اشیع کہتے تہے ابو بکر نے کہا افسوس ہے تجہکو

اے فنحاص تو اللہ سے ڈر اسلام لے آ واللہ تو خوب جانتا ہے کہ محمد رسول ہین اللہ کے تمہارے پاس حق لیکر طرف سے

اللہ کے آئے ہین جسکو تم اپنے پاس توریت و انجیل مین لکہا ہوا پاتے ہو فنحاص نے کہا واللہ اے ابو بکر ہم کو کوئی حاجت

و فقر طرف اللہ کے نہین ہے اللہ ہمارا محتاج ہے ہم اُسکی طرف تضرع نہین کرتے جس طرح وہ ہماری طرف تضرع کرتا ہے

ہم غنی ہین اُس سے اور اگر وہ غنی ہوتا تو ہم سے قرض نہ مانگتا جس طرح تمہارا صاحب گمان کرتا ہے وہ تم کو سود سے منع کرتا ہے اور

ہمکو سود دیتے ہین اگر غنی ہوتے تو ہمکو ربا نہ دیتے ابو بکر کو غصہ آیا ایک طمانچہ زور سے مونہہ پر فنحاص کے مارا پہر کہا قسم ہے

اُس شخص کی جسکے ہاتہہ مین ہے جان میری اگر نہوتا عہد درمیان ہمارے اور تمہارے تو مین تیری گردن مارتا ای دشمن خدا تم

سے جہان تک بنے ہمکو جہٹلاؤ اگر تم سچے ہو فنحاص رسول خدا کے پاس آیا کہا ای محمد دیکہو تمہارے یار نے میرا کیا حال کیا

حضرت نے ابو بکر سے فرمایا تم نے یہ کام کیون کیا انہون نے کہا اے رسول خدا اس دشمن خدا نے ایک بڑی بری بات کہی

تہی اسکو زعم ہے کہ اللہ فقیر ہے اور یہ لوگ اُس سے غنی ہین جب اُس نے یہ بات کہی تو اللہ کے لئے مجہے غصہ آیا اسکے مونہہ پر ایک

طمانچہ مارا فنحاص نے اس بات کا انکار کیا کہا مین نے وہ بات نہین کہی اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری رواہ ابن ابی حاتم

اس ارشاد مین کہ اب ہم لکہ رکہینگے جو کچہ انہون نے کہا ہے تہدید شدید و وعید اکید ہے اسی لیے اس کے بعد کہا ہے

کیون نخصص حدیث
سریشن سے اسرکو
اچہا قرض سے وہ اسکو
اگر سبز بدلی کر دہ مثل
سے

قتل انبیا بغیر حق کہا ہے یعنی وہ قول تو انکا حق میں اللہ کے ہے اور یہ معاملہ اُن کا ساتھ رسل اللہ کے تہا اب اس قول و
فعل کی جزا سے پہنچینگے اُن سے یہ بات کہی جاویگی کہ اب تم عذاب حریق کا مزہ چکہو یہ کہنا بطور تفریع و توبیخ و تحقیر و تصغیر
کے ہوگا پہر اللہ نے ذکر بات قبول نیاز کے الزام دیا کہ گر تم اس دعوے مین سچے ہو کہ منتظر رسل تمیع حق رہتے ہو تو پہر
تم نے اگلے نبیون کو کیون جہٹلایا تکذیب و مخالفت و معاندت سے کیون اُن کے ساتھ پیش آئے پہر حضرت کو تسلی
دی کہ تم اُن کی تکذیب کا کچھ خیال نہ کرو تم سے پہلے جو رسول آئے تہے اُن کے ساتھ بہی انکا معاملہ اسی طرح پر
تہا بینات سے مراد معجزہ یا براہین قاطعہ ہین زبر سے مراد وہ کتابین ہین جو آسمان سے اُتری ہین جیسے صحف منزلہ
انبیاء متقدمین پر منیر سے مراد کتاب واضح جلی ہے ف فتح البیان مین ہے کہ یہود نے اللہ پر طعن فقیری کا اس لیے
کیا تہا کہ اُن کے اخوان دین اسلام مین شک ڈالین حریص کہتے ہین بہرکیف اُن کو یہ اُن کا افترا تہا توریت پر اس لیے
کہ اُس مین ذکر قربان کا مقید بغیر عیسیٰ و محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام آیا ہے قربان وہ چیز ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل
کیا جاوے خواہ ذبح جانور ہو یا صدقہ و عمل صالح بنی اسرائیل کا دستور تہا کہ وہ قربان کرتے تہے نبی کی دعا سے آسمان سے
آگ اُتر کر اُسکو جلا دیتی تہی یہ عبادت اللہ نے سب انبیاء کے لیے نہین کہی تہی نہ اس امر کو دلیل صدق دعوی نبوت ٹہیرایا
تہا اسی لیے اللہ نے اُن پر رد کیا اگلے رسول نوح و ہود و صالح و ابراہیم علیہم السلام وغیرہم مراد ہین بینات سے مراد دلائل
و احکام ہے یا معجزات باہرات مراد ہین زبر جمع ہے زبور کی زبور کہتے ہین اُس کتاب کو جو مقصور ہو حکم پر یا مراد زبور سے
مواعظ و زواجر ہین قتادہ نے کہا زبر کتب انبیا ہین کتاب منیر قرآن کریم ہے یا زبر صحف ہین کتاب منیر توریت و انجیل
ہے۔ ابو السعود نے کہا لفظ کتاب عرف قرآن مین وہ ہے جو متضمن شرائع و احکام ہو اس لیے عام مواقع مین ذکر کتاب

و حکمت کا معاطف آیا ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ
أُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ
مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا أَذًى كَثِيْرًا وَإِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ

ہر جی کو چکہنی ہے موت اور تمکو پورے بدلے ملینگے دن قیامت کے پہر جسکو سرکا دیا آگ سے اور داخل کیا جنت
مین اُسکا کام بنا اور دنیا کی زندگی تو یہی ہے دغا کی جنس البتہ تم آزمائے جاؤگے مال سے اور جان سے اور البتہ سنوگے اگلے کتاب
والون سے اور مشرکون سے بدگوئی بہت اور اگر تم ٹہیرے رہو اور پرہیزگاری کرو تو یہ ہمت کے کام ہین ف اس پاک آیت
ایت پاک مین ایک خبر عام جو شامل تمام خلق ہے وہ یہ ہے کہ ہر نفس مرنیوالا ہے کقولہ تعالی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى
وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْإِكْرَامِ سو اکیلا اللہ ہی حی لایموت ہے باقی سارے جن و انس مرنیوالے ہین اسی طرح سارے ملائکہ

وحاملان عرش فقط واحد احد قہار صمد متفرد بدیومت وبقا ہے آخر وہی ہوگا جیسے وہ اول تہا اس آیت شریف مین
سارے لوگون کی تعزیت ہے کہ مر دے زمین پر کوئی فرد بشر باقی نہ رہیگا یہان تک کہ مرجاوے جب یہ مستغنی ہوجائیگی
وہ نطفہ جس کے وجود کی تقدیر اللہ نے صلب آدم سے رکہی تہی فارغ وخالی ہوجاویگا خلق تمام ہوجاویگی اللہ قیامت
کو قائم کریگا خلائق کو ان کے اعمال جلیل وحقیر وکثیر وقلیل وکبیر وصغیر کی جزا سزا دیگا ذرہ برابر کسی پر ظلم نہ کریگا اسی لیے
اللہ نے فرمایا کہ تمکو تمہارے کیے کا بدلہ اسی دن پورا ملیگا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ جس دن حضرت کی
وفات ہوئی تعزیت کو ایک آنے والا آیا اسکی آہٹ سنتے تہے اس شخص کو نہ دیکہتے تہے اس نے آکر کہا السلام علیکم
أهل البيت ورحمة الله وبركاته كل نفس ذائقة الموت وإنما توفون أجوركم يوم القيامة إن في الله عزاء من كل
مصيبة وخلفا من كل هالك ودركا من كل فائت فبالله فثقوا وإياه فارجوا فإن المصاب من حرم الثواب
والسلام عليكم جعفر بن محمد کہتے ہین خبر دی مجہ کو میرے باپ نے کہ علی بن ابی طالب نے کہا تم جانتے ہو کہ وہ
کون شخص تہا وہ خضر علیہ السلام تہے انتہی یہ قول تو علی رضی اللہ عنہ کا حدیث مرفوع نہین ہے حدیث مرفوع سے جو بات
نکلتی ہے وہ مقتضی اس امر کی ہے کہ خضر علیہ السلام عہد نبوت مین موجود نہ ہون اگر اس زمانے مین زندہ ہوتے خدمت جناب
رسالت مین ضرور حاضر ہوتے اس مسئلے کی بحث اپنے محل مین آویگی پہر اللہ نے فرمایا جو کوئی نار سے بچا اسنے نجات
پائی جنت مین گیا اسنے پوری مراد پائی اے اللہ تو مجہہ کو آگ سے بچا جنت مین لیجا اللہم آمین حدیث ابوہریرہ مین مرفوعا
آیا ہے جگہ ایک چابک کی جنت مین بہتر ہے دنیا ومافیہا سے تم چاہو تو یہ آیت پڑہو فمن زحزح عن النار وأدخل الجنة
فقد فاز روایت کیا اس کو ابن ابی حاتم نے یہ حدیث صحیحین مین بہی آئی ہے بدون اس زیادت کے اور روایت کیا اسکو ابن حبان وحاکم نے
بہی روایت کیا ہے سہل بن سعد کا لفظ یہ ہے کہ ابن مردویہ کے مرفوعا یون ہے کہ ایک جگہ ایک سوط کی تم مین سے کسی کے لیے
جنت مین بہتر ہے دنیا ومافیہا سے پہر حضرت نے یہ آیت پڑہی حدیث ابن عمر مین آیا ہے حضرت نے فرمایا جسکو یہ بات خوش لگے
کہ وہ آگ سے الگ رکہا جاوے جنت مین جاوے تو چاہیے کہ پاوے اسکو موت اس حال مین کہ وہ ایمان رکہتا ہو اللہ ویوم آخر پر
اور چاہیے کہ برتاو کرے لوگون سے جیسا کہ چاہتا ہے کہ برتاو کرین اسکے ساتھ تمامہ احمد پہر متاع دنیا کو غرور فرمایا
اس مین تصغیر شان دنیا وتحقیر امر دنیا ہے کہ دنیا ایک شے دنی فانی قلیل زائل ہے کما قال اللہ تعالی بل تؤثرون
الحيوة الدنيا والآخرة خير وأبقى وقال اللہ تعالی وما أوتيتم من شيء فمتاع الحيوة الدنيا وزينتها وما عند الله
خير وأبقى حدیث شریف مین آیا ہے واللہ نہین ہے دنیا آخرت مین مگر جیسے غوطہ دے کوئی ایک تم مین کا
اپنی انگلی دریا مین پہر دیکہے کہ وہ کیا لے کر پہری قتادہ نے تفسیر متاع غرور مین کہا ہے کہ دنیا ایک متاع متروک

ہے قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں قریب ہے کہ نکلے اپنے اہل سے شخص کل جہاد سے تم اس عمل سے

جہاد کو کہتے ہیں کہ یہ عمل کی علامت ہے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ف پھر اللہ نے ذکر آزمایش مال و جان کا فرمایا کہ مو

تعالٰی وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ الى آخر الآيتين یعنی یہ بات معلوم ہے

کہ مومن کو کسی نہ کسی چیز میں مال یا جان یا اولاد یا اہل سے مبتلا ہوتا ہے ابتلا ہر آدمی کا بقدر اس کے دین کے ہوتا ہے

اگر دین میں سخت ہے بلا میں زیادتی ہوتی ہے پھر مومنوں کو وقت قدوم مدینے کے قبل وقعۂ بدر کے تسلی دی کہ

تم کو البتہ سے اہل کتاب و مشرکین کے ایذا پہونچے گی تم درگذر و عفو و صبر کرنا یہانتک کہ اللہ تعالٰی اس ایذا سے

تم کو نجات بخشے کشف غم و تفریج کرب ہو اسامہ بن زید کہتے ہیں حضرت و اصحاب حضرت بموجب اس آیت کے

مشرکین و اہل کتاب سے عفو کرتے تھے ان کی ایذا رسانی پر صابر تھے یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے حکم کرنے کا بھیجا

اس اثر کو بخاری نے مطولاً تفسیر آیت باب میں ذکر کیا ہے وقال اللہ تعالٰی وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن

بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ الآیۃ

غرضکہ حضرت تاویل عفو کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے اذن قتال کا دیا جب غزوۂ بدر ہوا اور صنادید کفار قریش کے مارے

گئے اس وقت عبداللہ بن ابی ابن سلول نے اور جو مشرکین و عبدۂ اوثان اس کے ہمراہ تھے انہوں نے کہا یہ امر تو

سلامت آیا اب تو سوا بات بیعت اسلام آپ کر لو سب نے بیعت کی اسلام لائے سو جو شخص قائم بحق یا امر بمعروف یا نہی

عن المنکر ہوگا ضرور ہے کہ اس کو ایذا دی جاوے گی اس شخص کے لیے سوا صبر کے کچھ دوا نہیں ہے اللہ کی

راہ میں صبر کرے اللہ سے مدد چاہے اللہ کی طرف رجوع لاوے ف فتح البیان میں ہے آیت كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ

الْمَوْتِ متضمن وعدہ و وعید ہے واسطے مصدق و مکذب کے ذائقہ کو تنوین سے پڑھا ہے موت کو نصب سے

جمہور اضافت سے پڑھتے ہیں یعنی ہر جی اپنے تن بدن کی موت کو چکھنے والا ہے کیونکہ جان تو مرتی نہیں ہے

اگر مرتی تو حالت موت میں مزہ موت کا نہ چکھتی اس لیے کہ حیات شرط ہے واسطے ذوق و سائر ادراکات کے

یہی وہ آیت اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا سے اس کے یہ معنی ہیں کہ مارتا ہے جانوں کو وقت موت اجساد کے

وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ یہ عبارت مقتضی ہے اس بات کو کہ مراد نفس سے اس جگہ روح ہے حالانکہ اطلاق نفس کا کبھی مجموعہ جسد

و روح پر بھی آتا ہے یعنی حیوان پر اس جگہ یہ معنی بھی صحیح ہو سکتے ہیں بلکہ اقرب بہ تبادر الی الفہم یہی معنی ہیں پھر فرمایا

اجر دیے جاؤ گے قیامت پر یعنی پورا سو اجر مومن کا ثواب ہوگا اجر کافر کا عقاب ہوگا سواے اجر جو دنیا میں یا برزخ میں ملتا ہے

سو وہ بعض اجر ہے پورا اجر تو وہیں ملیگا حدیث شریف میں آیا ہے کہ قبر ایک روضہ ہے ریاض جنت سے یا ایک حفرہ ہے

حضر نہیں ان سے دُخزِحَ کے معنی ہین کنارے ہوا دور ہوجانا یعنے جو شخص دور سے دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں مراد کو پہونچا فوز حقیقی

یہی ہے جس کی بار کوئی فوز نہیں ہے کیونکہ ہر فوز گو سارے مطالب کا ہو سواے جنت کے کہ یہی ہے اُس کی نسبت

حصول جنت کے نہین ہے مگر ایک روایت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی کہ وہ افضل نعیم آخرت ہے جنت مین مالا عین رأت

ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر ۔ اللّٰهم لا عیش الا عیشها ولا نعیم الا نعیمها فاغفر ذنوبنا واستر عیوبنا وامن روعاتنا وارض

عنا رضا لا سخط بعده واجعل لنا بیننا رضاک منک علینا والجنة لنا آمین یا رب العالمین . . .

متاع کہتے ہیں اُس چیز . . . .

کو جس سے انسان متمتع و سود مند و منتفع ہوتا ہے پھر وہ چیز زائل ہو جاتی ہے باقی نہیں رہتی اکثر مفسرین کا قول

یہی ہے بعض نے کہا متاع جیسے بسولا کلہاڑی ہانڈی دیگچی وغیرہ لیکن قول اول اولیٰ ہے غرور کہتے ہیں ہوس کو

دہوکہ دغا بازی کو جو دائم نہ رہے یا باطل کو شیطان کو غرور اسی لیے کہتے ہین کہ وہ امانی باطلہ مواعید کاذبہ سے

انسان کو دہوکہ دیتا ہے اللہ نے دنیا کو مشابہ متاع ٹہیرایا جس سے مرید متاع کو فریب دیا جاتا ہے بظاہر محمود باطن

مکروہ ہوتا ہے سعید بن جبیر نے کہا دنیا متاع غرور اُس کے لیے ہے جو مشغول بطلب آخرت نہین ہے اور جو مشغول

بطلب آخرت ہے اُس کے لیے متاع و بلاغ ہے طرف بہتر چیز کے دنیا سے پہر اللہ نے حضرت اور امت کو

تسلی دی کہ تم کو اعدا سے کفرہ و فسقہ کے ایذا پہونچے گی تم اُن کے مکارہ و ابتلا و امتحان پر صبر کرنا ہمت نہ ہارنا

امتحان مال یہ ہے کہ اموال مین مصائب و انفاقات واجبہ سارے تکالیف شرعیہ متعلق بمال وارد ہوتے ہین نفس مین ابتلا موت سے

امراض و فقد احباب و قتل فی سبیل اللہ ہوتی ہے اہل کتاب سے کعب بن اشرف جو مشرک تھا رسول خدا صلعم کی ہجو مین

شعر گوئی کرکے چہر کاتا تہا ابن جریج نے کہا مراد یہود و نصاریٰ ہین مسلمان سنتے تھے کہ وہ عزیر و مسیح کو ابن اللہ کہتے ہین مشرکین عرب

سارے عرب الّا کفر پر اوہین انہی سے مراد طعن ہے دین مین آبرو مین سیرت مین کہا تشبیب سے کہ اشعار مین ذکر کرنا عورتونکا

ذکر کرنا اوصاف جمال کا کعب بن اشرف نسار مومنین کا ذکر اپنے شعر و غزل مین کرتا تہا اللہ نے کہا تہا صبر و تقویٰ کی کہ بڑی

ہمت کی بات ہے کمال عزیمت و شرف وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ

فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا

وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَلِلَّهِ مُلْكُ

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۔ جب اللہ نے اقرار لیا اہل کتاب سے اس بات کا کہ اسکو بیان کروگے تم لوگون کے پاس اور نہ چہپاوگے

پہر پہینکدیا وہ اقرار اپنی پیٹھ کے پیچہے اور خرید کیا اسکے بدلے مول تہوڑا سو کیا بری خرید کرتے ہین تو نہ سمجھ کہ جو لوگ

سمجھتے ہیں اپنے کیے پر اور تعریف چاہتے ہیں بن کیے پر سو نہ جان تو کہ وہ خلاص ہیں عذاب سے اور ان کو دکھ کی مار ہے اور
کو ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف یعنی یہود کے عالم بات الٹی بتاتے اور رشوتیں کھاتے اور پیغمبر کی صفت
چھپاتے پھر خوش ہوتے کہ ہمکو کوئی پکڑ نہیں سکتا اور ایسا چاہتے کہ لوگ ہماری تعریف کریں کہ خوب عالم ہیں اور حق پرست
ہیں اچھے ابن کثیر نے کہا اس آیت میں ملامت اور ڈانٹ ہے طرف سے اللہ کے اہل کتاب پر جب کہ ان سے بزبان انبیا علیہم السلام کے
عہد ایمان لانیکا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لیا گیا تھا اور یہ قرار تھا کہ ان کے ذکر کو لوگوں میں پھیلاوینگے اپنے کا سعاب سے
علیا مدہیں جب وہ رسول معہود موعود آوے تو اسکے تابع ہوجاویں سو جب تو انہوں نے نہ کیا حضرت کی صفت کو چھپایا
عجب خیر دارین کا وعدہ ان سے کیا تھا اسکے عوض یہاں کے حظ تھوڑے اور دون خفیف کو اختیار کیا برا سودا کیا خدا
لینا دینا تھا اس آیت شریف میں علما کے لیے تحذیر شدید ہے اس بات سے کہ وہ ساتھ مسلک اہل کتاب کے جس جو مصیبت
ان پر پڑی وہی بلا کہیں ان پر نہ آجاوے علما پر واجب ہے کہ جو علم نافع دال عمل صالح پر ان کے پاس ہو اسکو بذل کریں
کوئی چیز اسمیں سے پوشیدہ نہ کریں حدیث شریف میں طرق متعددہ سے آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا مَنْ سُئِلَ عَنْ
عِلْمٍ فَكَتَمَهُ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ یعنے جس شخص سے کسی علم کا سوال کیا گیا اور اس نے اس مسئلے کو چھپایا تو
قیامت کے دن اسکے موہنہ میں آگ کی لگام دیجاویگی پھر اللہ نے ذکر ان کا کیا جو بدون علم کے اپنا علم ظاہر
کرتے ہیں صحیحین میں آیا ہے جس نے کیا کوئی دعوی جھوٹا تاکہ مالدار بنے بسبب اس کے نہیں زیادہ کریگا اللہ اسکو
مگر کمی دوسری حدیث میں آیا ہے اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ رواہ الشیخان ابن عباس نے کہا
حضرت نے اہل کتاب سے کوئی بات پوچھی تھی انہوں نے اسکو چھپایا اور طرح پر بتایا خیال کیا کہ ہم نے ان کے سوال کا
جواب دیدیا تھا اگر وہ ہماری تعریف کریں اپنے چھپانے پر خوش ہوئے یعنی اسپر یہ آیت اتری رواہ البخاری و مسلم
[illegible] ابن ابی حاتم وابن مردویہ والحاکم [illegible] مروان نے اپنے دربان ابو رافع سے کہا ابن عباس کے
پاس جاکر کہہ کہ اگر ہر آدمی ہمارا اس پر خوش ہوگا جو کچھ وہ کر چکا ہے اور چاہیگا کہ بے کیے کام پر محمود ہو تو ہم سب
عذاب کیے جاوینگے ابن عباس نے کہا ہمکو اس آیت سے کیا مطلب ہے یہ آیت تو حق میں اہل کتاب کے اتری ہے ۔
امام محمد بخاری نے بھی اسی کے مثل ذکر کیا ہے ابو سعید خدری کا قول ہے کہ کچھ لوگ منافق جب حضرت غزا
کو باہر نکلتے بیٹھ رہتے اس قعود پر خوش ہوتے جب حضرت پھر آتے عذر کرتے قسم کھاتے چاہتے کہ جو کام انہوں نے
نہیں کیا اسپر انکی تعریف کیجاوے اسپر یہ آیت اتری لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا
ابوسعید سے کہا تھا [illegible] ابو سعید نے کہا [illegible]

تخلف یا غنیمت کا لیا جب حضرت کوئی لشکر بھیجتے اگر اُس کو کچھ صدمہ پہونچتا تو آپ سے تخلف پر عذر لاتے اور اگر
اسکو اللہ فتح دیتا تو صفت کرتے اُس کے خوش کرنے کو سرور ظفر پر اُن کی تعریف کرتے ہمیشہ تھا مَا لَمْ يَفْعَلُوا
ثابت بن قیس انصاری نے کہا اے رسول خدا مجھے ڈر ہے کہ میں کہیں ہلاک ہو جاؤں کہا کیوں کہا اللہ نے ہم کو
منع کیا ہے کہ تعریف کی جاوے انکی اُس کام پر جو اُس نے نہیں کیا ہے میں دیکھتا ہوں کہ مجھے تعریف پسند ہے
اللہ نے اترانے سے نہی فرمائی ہے میں جمال کو دوست رکھتا ہوں اللہ نے روکا ہے اس بات سے کہ ہماری آواز
آپ کی آواز پر اونچی ہو میں ایک آدمی بلند آواز ہوں فرمایا تجھے یہ بات پسند نہیں آتی ہے کہ تو حمید جیئے شہید ہو کر
جنت میں جاوے کہا ہاں پھر وہ حمید جیئے دن مسیلمہ کذاب کے شہید مارے گئے [illegible] پھر اللہ نے
فرمایا کہ تو خیال نہ کر یا وہ خیال نہ کریں کہ ان کو عذاب سے نجات ملیگی ان کے لیے تو عذاب الیم ہے اللہ مالک ہے
ہر چیز کا قادر ہے ہر چیز پر کوئی شی اُسکو عاجز نہیں کر سکتی ہے تم اللہ سے بہت کچھ خلاف اُسکے نکرو اسکے غضب سے
بچو اُس کی سزا کوئی نہیں ہے نہ اُس کی زیادہ کسی کو قدرت ہے ف فتح البیان میں ہے آیت باب میں توبیخ ہے یہود کو
گویا فقط یہود کو ظاہر یہ ہے کہ مراد اہل کتاب ہے ہر عالم کتاب کوئی کتاب کیوں نہ ہو حسن و قتادہ نے کہا آیت عام ہے
واسطے ہر عالم کے یہی قول ہے محمد بن کعب کا ابو ہریرہ کا قول بھی اسی پر دال ہے لَوْلَا مَا أَخَذَ اللّٰهُ عَلَىٰ أَهْلِ الْكِتَابِ
مَا حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا یعنی اگر اللہ نے کتاب والوں سے عہد پیمان کا نہ لیا ہوتا تو میں تم کو کوئی حدیث بھی نہ سناتا پھر یہ آیت تلاوت
کی پہلے یہ حکم دیا کہ تم کتاب کو بیان کیا کرو پھر کتمان سے منع کیا یا مراد بیان سے ذکر کرنا آیات ناطقہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ہے کتمان کی القا کرنا تاویلات نا ثبت و شبہ باطلہ اُنہوں نے کتاب میثاق دونوں کو پس پشت ڈالکر تھوڑا مول
حقیر لیا عوام و سفلے سے روپیہ لے کر اپنے کھانے پینے دنیا کمانے کے لیے ریاست علم قائم رکھنے کو حق چھپایا یا غلط
کیا غلط مسئلے بتائے جھوٹے حکم بیجا کہے جیسے آجکل کے علمائے دنیا طلب اہل رائے و قیاس کے نزدیک کتاب و سنت
بتا کر اپنی شہرت و عزت عوام و سفلہ میں چاہتے ہیں معاش پیدا کرنے کے لیے کتب فقہ سے موافق مرضی سائل مسائل
نکال کر بتادیتے ہیں اللہ نے فرمایا یہ لین دین انکا بہت برا ہے ابن عباس نے کہا اللہ نے انکو حکم دیا تھا کہ وہ اتباع
کریں نبی امی کا توریت و انجیل میں ہے کہ اسلام اللہ کا دین ہے اللہ نے اسکو اپنے بندوں پر فرض کیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اُسکے رسول ہیں قتادہ نے کہا یہ آیت ایک میثاق ہے جو اللہ نے اہل علم سے لیا ہے سو جب کسی شخص کو علم آتا ہو تو چاہیے کہ
لوگوں کو سکھاوے کتمان علم سے منع ہے علم کا چھپانا ہلاکت ہے حسن نے کہا اگر یہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے اہل علم سے لیا
تو میں تمہارے بہت سے سوالوں کا جواب نہ دیتا [illegible] اہل کتاب کے حق میں خبر

جو ناخوش ہوئے بسبب اسکے کہ آپنی کہے سو ضرور ہو اور یہ کہ اس بات کے علاوہ جہان اہل کتاب یعنی صاحب قرآن مین تمک
کہے خوش ہو واسطے عالم نالمی حستی دانی کے کہ اُس نے علم کہیکر نقل کیا اُس نے یہی بات سنکر قبول کی یہ وہی تیر
لے ذکر کیا کہ جو لوگ اپنے فعل سے لال پر خوش ہوتے ہین چاہتے ہین کہ انکی تعریف ہو اُس کام پر جو انہون نے نہین کیا ہے
یعنی تمسک کی شان کے لیے عذاب ہے ظاہرہ یہ کہ آیت بابت سال ہے ہر اُس شخص کو جس کو ایسی بات حاصل ہو
جو ہمیں کیا ہے ہین ہر کہ انکا اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا موضع خوف کو مقالہ بطور تعامل کہتے ہین ان

لِّأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ
إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ
جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي
لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ رَبَّنَا
وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ آسمان وزمین کا بنانا رات و دن کا بدلتے آنا ہے

نشانیان ہین عقل والون کو وہ جو یاد کرتے ہین اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے دھیان کرتے ہین آسمان
زمین کی پیدایش مین اے رب ہمارے تو نے یہ عبث نہین بنایا تو پاک ہر عیب سے سو ہمکو بچا دوزخ کے عذاب سے
رب ہمارے جسکو تو نے دوزخ مین ڈالا سو اسکو رسوا کیا گناہگارون کا کوئی نہین مددگار اے رب ہمارے ہم نے سنا کہ ایک
پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے بخش ہمکو گناہ ہمارے
اور اتار ہم سے برائیان اور موت دے ہمکو نیک لوگون کے ساتھ اے رب ہمارے دے ہمکو جو وعدہ دیا تو نے اپنے رسولون
کے ہاتھ اور رسوا نہ کر ہمکو دن قیامت کے تحقیق تو خلاف نہین کرتا وعدہ یعنی نبی سے معجزہ مانگنا کیا ضرور جو بات
وہ کہتا ہے یعنی توحید اسکی نشانیان سارے عالم مین موجود ہین پھر فرمایا عبث نہین بنایا یعنی اس عالم کا انتہا ہے۔
دوسرے عالم مین ابن عباس کہتے ہین قریش نے پاس یہود کے آکر کہا کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کیا لاتے تھے
کہا عصا اور ید بیضا پھر نصاریٰ کے پاس جا کر پوچھا عیسیٰ کیا کرتے تھے کہا اندھے اور برص کو چنگا کر دیتے تھے کو زندہ کرتے تھے
حضرت کے پاس آکر کہا تم خدا سے دعا کرو کہ کوہ صفا کو ہمارے لیے سونا کر دے اسپر یہ آیت اتری کہ تم ان نشانیون
ذکر اللہ میں ... یہ کہ یہ آیت مدنی ہے اور سوال ان کا مکہ مین تہا واللہ اعلم آیت شریف کا مطلب یہ ہے کہ آسمان کا
ہونا اور زمین کا اختصاص وکثافت و تفاع پھر جو کچھ درمیان ان کے ہے جیسے سارے غرائب دنیا
ہوا و خیال تھا راشجار نبات وغیرہ ثمار حیوان و معادن منافع مختلفہ و اوقات معلوم وانواع ومنافع اس کے تعجب

ست دن کا اختلاف یعنی کم و زیادہ کہ طول ایک کا بڑھتا دوسرا گھٹتا ہو اللہ کی قدرت سے ہے سب اسی خدا یکتا کی آیات
علیم پر جو موجود و مشاہد ہیں نشانیاں ہیں واسطے عقول تامہ زکیہ کے جو مدرک حقائق اشیا ہیں صم بکم نہیں
ہیں کہ کچھ نہ سمجھیں نہ دیکھیں جس طرح ان کے حق میں فرمایا ہے وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ
عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ پھر اللہ نے وصف اولی الالباب کا کیا کہ ان کا یہ
حال ہے کہ وہ اللہ کی یاد کسی حال میں نہیں چھوڑتے کھڑے بیٹھے لیٹے اسکا ذکر کیا کرتے ہیں صحیحین میں عمران
بن حصین سے آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا تو نماز پڑھ کھڑے ہو کر اگر نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نہ بنے تو لیٹ کر کروٹ پر
مطلب یہ کہ وہ جمیع احوال میں اپنے سرائر و ضمائر و زبان سے ذکر خدا منقطع نہیں کرتے ہیں خلق آسمان و زمین
میں غور کیا کرتے ہیں جو حکمتیں عظمت و قدرت و علم و حکمت و اختیار و رحمت خدا پر دلیل ہیں ان کو سوچا کرتے ہیں
شیخ ابو سلیمان دارانی کہتے ہیں جب میں اپنے گھر سے باہر نکلتا ہوں تو جس چیز پر میری نظر پڑتی ہے اسمیں ایک نعمت
اللہ کی اپنے اوپر دیکھتا ہوں مجھ کو اسمیں عبرت حاصل ہوتی ہے رواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب التفکر والاعتبار
حسن بصری نے کہا ایک ساعت کا تفکر بہتر ہے قیام ایک شب سے فکرت ایک آئینہ ہے جو تجھ کو تیرے حسنات و سیئات
دکھاتا ہے سفیان بن عیینہ نے کہا فکرت ایک نور ہے جو تیرے دل میں داخل ہوتا ہے اکثر یہ شعر پڑھتے تھے ؎
إِذَا الْمَرْءُ كَانَتْ لَهُ فِكْرَةٌ فَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَهُ عِبْرَةٌ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے خوشی ہو اسکو جس کی بات تذکر ہو جس کی خاموشی
تفکر ہے جس کی نظر عبرت ہو لقمان حکیم نے کہا طول وحدت ملہم فکرت ہے طول فکرت دلیل ہے طرق باب
جنت کے وہب بن منبہ نے کہا طول فکرت سے فہم آتا ہے فہم سے علم حاصل ہوتا ہے علم سے عمل آتا ہے عمر بن عبدالعزیز
نے کہا کلام ساتھ ذکر خدا کے حسن ہے فکرت کرنا اللہ کی نعمتوں میں افضل عبادت ہے مغیث اسود نے کہا جبانہ کو
فکر جوئیات قبور کو موقف کو دل کی آنکھ سے دیکھو خیال کرو کہ بازگشت فریقین کا کدھر ہے جنت کیطرف یا نار کیطرف
تم اپنے دل و بدن سے ذکر نار و مقامع و اطباق نار کو وہ بات کرو یہ کہکر بیہوش ہو جاتے عقل جاتی رہتی ابن مبارک
نے کہا ایک آدمی کا گذر ایک راہب پر ہوا اسکے قریب ایک مقبرہ تھا اس نے راہب کو پکار کر کہا تیرے پاس
خزانے دنیا کے ہیں ایک گنج عبرت رجال دوسرا گنج اعمال ابن عمر رضی اللہ عنہما جب ارادہ کرتے کہ اپنے دل کی خبرداری کریں
تو کسی ویرانے میں جا کر آنا دروازہ سے کہتے تیرے لوگ کدھر گئے پھر اپنے جی کیطرف رجوع کر کے کہتے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ
إِلَّا وَجْهَهُ ابن عباس نے کہا ہے دو رکعت نماز مقتصد کہ ساتھ تفکر کے ہیں بہتر ہے ایک شب کے قیام سے دل غافل
ساہی ہو حسن بصری نے کہا ہے اے ابن آدم تو کہا تہائی پیٹ میں پانی تہائی پیٹ میں چھوڑ تہائی پیٹ سانس کیلئے

[illegible]

سو جیکہ حکمت کے بعض کو اس نے کہا ہے جس نے کہ اطراف دنیا کو عبرت کے نظر سے نہ دیکھا اس کی آنکھ کی جتنی
غفلت کے بقدر اندھی ہے اور آنکھ کرین لوگ اللہ کی خلقت مین تو کیسا ہی ان کی تازہ زندگانی کرین متعجب ہو جیسے
انصیایا اور ایمان ہی تفکر ہے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے اے ابن آدم ضعیف تو اس قدرت سے جہان کہین ہو
دنیا مین ضعیف جانکر مساجد کو گھر ٹھیرا آنکھون کو رونا سکھا بدن کو صبر دل کو فکر تلاش رزق غم کا غم نکر بلکہ
اللہ کی مخلوقات سے کہ دلیل مین طرف اللہ کے ذات و صفات و شرائع مقصد و آیات پر عبرت نہین پکڑتے ہین اللہ نے
اُن کی مذمت کی ہے فرمایا وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ جو لوگ کھڑے بیٹھے
لیٹے اللہ کو یاد کرتے ہین اُن کی آیت باب مین مدح کی ہے اُن کا قول یہ ہے کہ اے رب تو نے اس خلق کو بیفائدہ
پیدا نہین کیا ہے بلکہ حق سے بنایا ہی تاکہ بدون کو اُن کے اعمال بد کی سزا اور نیکون کو اُن کے اعمال نیک کی جزا دے
پھر اللہ کی تنزیہ عبث و خلق باطل سے کر کے یہ کہتے ہین کہ تو پاک ہی اس بات سے کہ باطل پیدا کرے اور تو خالق حق
بحق و عدل اور منزہ نقائص و عیب و عبث سی تو ہمین عذاب نار سی بچالے ہمکو ایسے عمل پر مقرر کر جس سے تو ہم سے
راضی ہو ہمکو عمل صالح کی توفیق دیکر عذاب الیم سی نجات بخش پھر یون کہتے ہین کہ اے رب جسکو تو نے دوزخ مین داخل کیا اُسکو
خوار و رسوا کیا اہل جمع کے نزدیک اُسکو ذلیل کیا اُن ظالمون کے لیے کوئی انصار نہین ہی جو اُنکو بچاوے مراد منادی سے
داعی ہے داعی سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہین اُنہون نے ہم کو طرف ایمان لانے کے بلایا ہم سب ایمان لاے
ہم نے اُنکی بات مانی سوائے تیرے ہمارے گناہ بخشدے ہمکو ہمراہ نیکون کے مار یعنی صالحین سے ملا جو وعدہ تو نے بان
رسل ہم پر کیا ہی وہ پورا کر ہم کو دن قیامت کے سامنے ساری خلق کے رسوا نہ کر تیرا وعدہ کبھی خلاف نہین ہوتا ہی حافظ ابو یعلی
نے مرفوعاً کہا ہے عار و رسوائی ابن آدم کی دن قیامت کو سامنے اللہ عز و جل کے وہان تک پہونچیگی کہ وہ تمنا کریگا کہ اُسکے
لیے حکم دوزخ ہی کا ہو جاوے رَبَّنَا إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ یہ حدیث غریب ہی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت یہ دس آیتین کہ وقت
شب نماز تہجد مین پڑھا کرتے تھے ابن عباس کہتے ہین ایک رات مین نزدیک اپنی خالہ میمونہ کے رہا حضرت نے اپنی بیبی سے باتین کین
سو گئے جب تہائی رات آخر کی ہوئی اُٹھے کہ طرف آسمان کے دیکھا کہا إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ آیات پھر وضو کیا مسواک کی
گیارہ رکعتین پڑھین پھر بلال نے اذان دی دو رکعت پڑھکر باہر نکلے لوگون کو نماز صبح پڑھائی رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا
دوسری روایت مین آتا ہے کہ ابن عباس نے کہا مین نے بھی وہی کیا جو حضرت نے کیا پھر حضرت کے پاس کھڑا ہوا حضرت نے
داہنا ہاتھ اپنا میرے سر پر رکھکر میرا کان اینٹھا دو دو رکعتین بارہ وتر پڑھکر وتر کیا پھر لیٹ رہے یہانتک کہ موذن آیا
اُٹھکر دو رکعتین ہلکی پڑھین پھر باہر جاکر نماز صبح ادا کی رَبَّنَا آمَنَّا ... وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ

[illegible] بعض نے کہا کہ یہ دعا کرنے کی تعلیم ہے ابتدا سے یہاں تک کلام اللہ تعالیٰ کا ہے
بیان حال کا ہے یہ الفاظ ہیں کہ حضرت ہوئے تھے جس آیت کو پڑھ کر صبح تک روتے رہے تھے
لیکن اس کی سند میں خلل ہے اس حدیث میں فتح البیان میں ہے روایت ہے حضرت ابن عمر
براہین بیٹہ میں جو وجود خالق پر دلالت کرتی ہیں قلب سے مراد عقل سلیم خالص ہے جو ہر قسم سے ہیں
کیونکہ بھو تفکر کرنے سے اس آیت شریف میں عاقل ایمان کو پہنچ جاتا ہے لفظ ذکر ہر جگہ عام ہے نماز ہو یا
ایک جماعت مفسرین نے کہا ہے کہ مراد اس ذکر سے نماز ہے یہی قول ہے علی و ابن مسعود و ابن عباس و قتادہ کا
یعنی کسی حال میں بھی نماز ضائع نہیں کرتے مدام حضر میں کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں حالت عذر میں بیٹھ کر لیٹ کے
ادا کرتے ہیں بخاری میں عمران بن حصین سے آیا ہے کہ مجھے بواسیر تھی میں نے حضرت سے پوچھا نماز کیونکر
پڑھوں فرمایا کھڑے ہو کر ورنہ بیٹھ کر ورنہ کروٹ پر دوسرا لفظ عمران کا یہ ہے کہ میں نے پوچھا بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے
فرمایا کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے جس نے بیٹھ کر پڑھی اسکو آدھا اجر قائم کا ہے جس نے لیٹ کر پڑھی اسکو آدھا اجر قاعد کا
ہے قتادہ نے کہا اے ابن آدم یہ سب تیرے حالات ہیں تو ذکر اللہ کا کھڑے ہو کر اگر نہ کر سکے تو بیٹھ کر یہ بھی نہ ہو سکے
تو کروٹ پر یہ آسانی و تخفیف ہے طرف سے اللہ کے سلف سے تحب تفکر میں مطلقاً بہت سے آثار آئے ہیں مراد
مناوی سے نزدیک اکثر مفسرین کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا قرآن ذنوب سے مراد کبائر ہیں سیئات سے مراد صغائر
ہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ تفرقہ مراد نہیں ہے بلکہ تکرار واسطے مبالغہ و تاکید کے ہے جس طرح لفظ غفر و کفر کے معنی ایک ہیں

ابرار سے مراد انبیا ہیں یا صلحا یا وہ سب کیونکہ لفظ عام ہے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم

مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا

وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ

پھر قبول کی اُن کی دعا اُن کے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا محنت کسی محنت کرنے والے کی تم میں سے مرد ہو یا عورت
تم آپس میں ایک ہو پھر جو لوگ وطن چھوڑ گئے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور
مارے گئے میں اتار دونگا اُن سے برائیاں اُن کی اور داخل کرونگا باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں بدلا اللہ کی طرف سے
اور اللہ ہی کے پاس ہے اچھا بدلا ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ نے مردوں کا ذکر ہجرت میں نہیں کیا اس پر یہ
آیت نازل ہوئی [illegible] انصار نے کہا کہ یہ پہلی بی بی ہیں جو سفر کر کے ہمارے پاس آئیں حاکم نے بھی اس کو
روایت کیا ہے اور صحیح بخاری کی شرط پر بتایا ہے آیت بکے کا مطلب یہ ہے کہ جو کام اعمال نیک سے کرے اسکا ثواب

قبل قبول ہوئی کما قال تعالی وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي
وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۔ ارشاد کہ ہم کسی مرد عورت کا عمل برباد نہین کرتے ہین تفسیر ہے لہجت کی
یعنی ہر عامل کو اُس کے عمل کا پورا اجر دیا جاتا ہے تم سب مرد عورت میرے ثواب مین برابر ہو جو لوگ دار شرک کو چھوڑ کر دار ایمان
مین آئے مین اصحاب و اخوان و خلان و جیران سے جدا ہوئے مین مشرکون نے یہانتک اُن کو ستایا کہ وہ گھر چھوڑ کے
باہر نکلے مین اُن کے لیے نہر والی جنت ہے اُن کا گناہ یہی تہا کہ وہ زبرے ایک اللہ پر ایمان لائے جہاد مین چلے گئے
کما قال تعالی يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ وقال تعالی وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ
یہ ذکر مارے جانے کا کیا یہ مقام اعلی مقامات سے ہے کہ کوئی راہ خدا مین شہید ہو اسکا گھوڑا مارا جاوے اسکا مونہہ خاک
آلود ہو خون مین بہے صحیحین مین آیا ہے ایک آدمی نے کہا اے رسول خدا مجہے بتاؤ کہ اگر مین راہ خدا مین صابر محتسب
مقبل غیر مدبر ہو کر مارا جاؤن تو اللہ میری خطائین معاف کریگا فرمایا ہان اسی لیے اسجگہ اللہ نے یون کہا ہے کہ ہم اُن
کے سیئات اتار کر جنت مین داخل کرینگے جسکے نیچے نہرین بہتی مین یعنی دودھ شہد شراب وغیرہ کی جو نہ کسی آنکھ نے
دیکھین نہ کسی کان نے سنین نہ کسی دل مین گذرین ثواب کو اپنی طرف منسوب کیا اس سے عظمت ثواب کی ثابت ہوئی
کیونکہ عظیم کریم جب کچھ دیگا تو جزیل کثیر ہی دیگا حسن ثواب سے مراد حسن جزا ہے عمل صالح پر شداد بن اوس کہتے ہین
اے لوگو تم متہم نہ کرو اللہ کو اُس کی قضا مین وہ کسی مومن پر بغی و ظلم نہین کرتا ہے جب تم مین سے کسی شخص پر کوئی
شے محبوب اُترے تو اسکو چاہیے کہ اللہ کی حمد کرے اگر مکروہ اترے تو صبر و احتساب اختیار کرے کیونکہ اللہ کے پاس
حسن ثواب ہے **ف** فتح البیان مین ہے مراد بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ سے یہ ہے کہ تمہارے مرد مثل تمہاری عورتون کے
مین ثواب طاعت و عقاب معصیت مین تمہاری عورتین مثل تمہارے مردون کے مین کسی نے کہا مین وصل
و موالات مین مگر پہلا قول اولی ہے فضل ہجرت مین بہت حدیثین آئی مین لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ
مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ لَكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا نُزُلًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ تو نہ بہک اسپر کہ آتے جاتے مین کافر شہرون مین یہ فائدہ ہے تہوڑا سا پہر انکا ٹھکانا
دوزخ ہے کیا بری تیاری ہے لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے رب سے انکو باغ مین جنکے نیچے بہتین نہریان ہمیشہ
اُن مین مہمانی اللہ کے یہان سے اور جو اللہ کے یہان ہے سو بہتر ہے نیک بختون کو **ف** اللہ تعالی فرماتا ہے
کہ تو ان کافرون کی آسودگی و نعمت و غبطت و سرور و فرحت کیطرف نہ دیکھ کہ یہ سب کیفیت انکی بہت جلد زائل
ہو جاوے گی اپنے اعمال بد مین گرفتار ہو کر رہ جاوینگے ہمارا مدد کرنا انکو اس حال مین حسین کرنا مین استدراج ہے

یہ سب چیزیں جو تمام جوان کو حاصل ہے ایک متاع قلیل شے حقیر ہے انجام کو اُن کے لیے وہی جہنم ہے جہان جاوینگے یہ آیت مثل اُس آیت شریف کے ہے مَا یُجَادِلُ فِیْ آیَاتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَا یَغْرُرْکَ تَقَلُّبُهُمْ فِی الْبِلَادِ وقال تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ وقال نُمَتِّعُهُمْ قَلِیْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ وقال تعالیٰ فَمَهِّلِ الْکَافِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا وقال تعالیٰ اَفَمَنْ وَّعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِیْهِ کَمَنْ مَّتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ثُمَّ هُوَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ اسی طرح جب اسجگہ حال کفار کا دنیا میں اور انکا انجام دوزخ میں ذکر فرمایا تو بعد اُس کے واسطے اہل تقوے کے ذکر جنت کا کیا اُس جنت کو ان کی مہمانی وضیافت ٹھہرایا اُن کا نام ابرار رکہا حدیث ابن عمرو میں مرفوعا آیا ہے کہ وہ موسوم با برار اس لیے ہوے کہ انہوں نے آباد و ابنا کے ساتھ نیکی کی جس طرح تجھ پر تیرے ماں باپ کا حق ہے اسی طرح تجھ پر تیری اولاد کا حق ہو رواہ ابن مردویہ ورواہ ابن ابی حاتم موقوفا ابن کثیر نے کہا ہذا اشبہ واللّٰه اعلم حسن نے کہا ابرار وہ ہیں جو چیونٹی کو نہیں ستاتے ابن مسعود نے کہا کوئی نفس ہو نیک یا فاجر مگر موت اس کے لیے بہتر ہے اگر نیک ہو تو اللہ نے کہا ہے وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ دوسری روایت میں اتنا اور کہا ہے کہ پھر یہ آیت پڑھی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ رواہ ابن ابی حاتم ابو الدرداء کا لفظ یہ ہے کہ کوئی مومن نہیں ہے مگر موت اس کے لیے بہتر ہے کوئی کافر نہیں ہے مگر موت اس کے لیے بہتر ہے جو شخص میری تصدیق نہ کرے تو اللہ فرماتا ہے پھر آیت مذکور کو پڑھا فتح البیان میں ہے خطاب لَا یَغُرَّنَّکَ کا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے تاکہ تثبیت ہے حالت موجودہ پر یا خطاب مذکور ہر واحد کو ہے اس بیت میں حال کفار کو تو بیخ و تنبیہ یا کریمی اُن کا چلنا پھرنا ملکوں شہروں میں واسطے تجارت و وسعت معاش کے اور سفر کرنا اور دور دراز خشکی و تری میں اور جانا دور دراز ملکوں میں ایک خدا سا برتاؤ ہے اس دنیا کا علم سے عبادہ تقلب کرنا اُن کا اپنی دنیا میں یعنی اُن چیزوں کے ساتھ سفر کرتے تھے سو یہ متاع بہ نسبت ثواب خدا کے بہت کم ہے متاع وہ ہے جس کو جہت فائدہ اٹھانا اسکو قلیل اس لیے فرمایا کہ فانی و زائل ہے شے فانی کتنی ہی کثیر کیوں نہ ہو قلیل ہوتی ہے ابن عباس نے کہا مراد مہاد سے منزل ہے یعنی جہنم بری جگہ ہے جہاں وہ جاکر رہیں گے پھر فرمایا کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں گو وہ بھی تجارت کرتے ہوں لیکن اُن کو علاوہ فائدے اُس تجارت دنیا کے آخرت میں جنات ذات الانہار ملینگی یہ تجارت کہاں اُن کو میسر ہے نزل کہتے ہیں اُس چیز کو جو واسطے مہمان کے مہیا کریں از قسم نزل کی پھر بہ نزول و غذا کو

حلال کہنے لگے کہ واسطے مہمان کے ہو دوست ... پھر فرمایا جو اللہ کے پاس ہے واسطے ابرار کے وہ بہتر ہے اس سے کہ جو
کفار کو متاع سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک متاع کم قدر ہے عنقریب زائل ہو جاویگی وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ
وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ
رَبِّهِمْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ع

کتاب والون مین بعضے وہی ہین جو مانتے ہین اللہ کو اور جو اترا تمہاری طرف اور جو اترا انکی طرف دبے رہتے ہین اللہ کے آگے
نہین خرید کرتے اللہ کی آیتون پر مول تھوڑا وہ جو ہین اُن کے لیے انکی مزدوری ہے اُن کے رب کے یہان بیشک اللہ شتاب
لیتا ہے حساب اے ایمان والو ثابت رہو اور مقابلے مین مضبوطی کرو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم مراد کو پہنچو ف ثابت
رہو یعنی دین پر اور مقابلے مین یعنی جہاد مین اور لگے رہو یعنی کافرون کے سامنے یہ فائدہ موضح قرآن کا تھا ابن کثیر نے کہا ہے اللہ پاک نے
اس آیت مین یہ خبر دی ہے کہ ایک گروہ اہل کتاب کا ایسا بھی ہے جو ٹھیک ٹھیک ایمان اللہ پر لاتا ہے اگلی کتابون پر بھی ایمان لائے ہین
اور جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترا اس پر بھی ایمان رکھتے ہین اللہ کے سامنے طرح طرح سے متذلل خاشع رہتے ہین نہین
کرتے کہ اللہ کی آیتون کو تھوڑے مول پر بیچ ڈالین بشارت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھپا ڈالین صفت ولادت و بعثت حضرت
کو اور انکی امت کی صفت کو پوشیدہ رکھین یہ گروہ بہتر و مہتر اہل کتاب ہے خواہ یہود ہون یا نصاری سورہ قصص مین فرمایا ہے
الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ وَإِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ
قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ أُولَئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا الآية وقال تعالى الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ
أُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ الآية وقال تعالى وَمِنْ قَوْمِ مُوسَى أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ وقال تعالى لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ أَهْلِ
الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ وقال تعالى قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا
الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا وَ
يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا . . . . یہ صفتین یہود مین موجود
ہین لیکن بہت کم جس طرح عبداللہ بن سلام اور ان کے امثال ہین منجملہ احبار یہود کے پائی گئین لیکن دس
نفر تک گنتی نہین پہونچی ہے نصاری سو ان مین اکثر ہدایت پر آجاتے ہین متابع حق ہو جاتے ہین جس طرح
اللہ تعالے نے فرمایا ہے لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا وَلَتَجِدَنَّ
أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَى الی قولہ تعالے فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا الآية اسی طرح اس جگہ یون فرمایا ہے أُولَئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

حدیث میں آیا ہے کہ جعفر بن ابی طالب نے جب سورۂ کہیعص سامنے نجاشی کے پڑھی اُس کے پاس بعلماء
اہل کتاب حاضر تھے نجاشی رونے لگا اُسکے ساتھ وہ بھی رونے لگے یہانتک کہ سب کی داڑہی آنسوؤں سے
بھیگ گئی نجاشی نام ہے بادشاہ حبش کا صحیحین میں آیا ہے جب نجاشی مرگیا حضرتؐ نے خبر اُس کے مرنے
کی اپنے اصحاب کو دی فرمایا تمہارا ایک بھائی حبش میں مرگیا ہے پھر نماز جنازہ پڑھو پھر صحرا میں نکلکر صف باندھی نماز
پڑھی انس بن مالک کہتے ہیں جب نجاشی کا انتقال ہوا تو حضرتؐ نے فرمایا تم استغفار کرو اپنے بھائی کے لیے
بعض لوگوں نے کہا ہمکو حکم کرتے ہیں کہ ہم مغفرت مانگیں واسطے ایک علج کے جو زمین حبشہ میں مرا ہے اسپر آیت باب
اتری رواہ ابن مردویہ وعبد بن حمید وابن ابی حاتم وعن جابر کا لفظ یہ ہے حضرتؐ نے فرمایا تمہارا بھائی اصحمہ
مرگیا پھر باہر نکلکر نماز پڑھی جسطرح جنازہ کی نماز پڑھی جاتی ہے چار تکبیریں کہیں منافقوں نے کہا ایک علج پر جو زمین حبشہ
میں مرا ہے نماز پڑھتے ہیں اُسپر اللہ نے یہ آیت بھیجی رواہ ابن جریر نیز اصحمہ نام ہے نجاشی کا اس آیت سے فضیلت اصحمہ کی
ثابت ہوئی حدیث مذکور سے جواز نماز جنازہ کا غائب پر بلا نیت اسکی معلوم ہوئی عائشہؓ کہتی ہیں جب نجاشی مرگیا ہم
سنتے تھے کہ اُسکی قبر پر ایک نور نظر آتا ہے رواہ ابو داؤد ابن زبیر نے کہا نجاشی پر آیت اُن کی زمین کا آیا تھا مہاجرین
کہا ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے ہمراہ ہوکر لڑیں تم ہماری جنگ میں جو احسان تم نے ہم پر کیا اسکا عوض کریں نجاشی نے کہا جو
دوا اللہ کی نصرت سے ہو وہ بہتر ہے اُس دوا سے جو لوگوں کی نصرت سے ہو اسپر آیت باب اتری رواہ الحاکم وقال ہذا حدیث
صحیح الاسناد [illegible] مجاہد نے کہا مؤمنین اہل الکتاب سے مراد اہل کتاب میں حسن بصری نے کہا مراد وہ اہل کتاب ہیں جو حضرتؐ سے
پہلے تھے انہوں نے حضرتؐ کا اتباع کیا اسلام کو پہچانا اللہ نے اُن کو دو اجر دیے ایک ایمان لانے پر دوسرا اتباع کرنے
پر صحیحین میں ابو موسیٰ سے آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تین آدمی ہیں جنکو دوبار اجر ملیگا ایک وہ آدمی اہل کتاب میں سے
جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور مجھپر ایمان لایا الحدیث یہ فرمایا نہیں چھپاتے جو علم اُن کے پاس ہے جسطرح طائفہ مردود نے
اُن میں سے کیا تھا بلکہ اُس علم کو صفت میں بدل کرتے ہیں [illegible] سی لیے ہم نے کہا اُن کے لیے اجر ہے پاس اُنکے
رب کے اللہ سریع الحساب ہے مجاہد نے کہا یعنی سریع الاحصاء ہے حسن نے کہا حکم کیے گئے ہیں کہ صبر کریں اپنے دین پر جسکو اللہ
نے اُن کے لیے پسند کیا ہے وہ اسلام ہے اسکو کسی حال سراء و ضراء شدت و رخاء میں نہ چھوڑیں یہانتک کہ مسلمان ہی مریں
اور جمے رہیں مقابلہ اعداء میں جو دین کو چھپاتے ہیں یہی قول ہے ایک جماعت سلف کا رابطوا کہتے ہیں مداومت کو عبادت کی
جگہ میں اور ثابت رہنے کو سرحد پر بعض نے کہا رابطوا انتظار ہے ایک نماز کا بعد نماز کے یہی قول ہے ابن عباسؓ سہل بن حنیف
محمد بن کعب قرظی وغیرہم کا ابن ابی حاتم نے یہاں ایک حدیث لکھی ہے جسکو مسلم ونسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے

حضرت نے فرمایا کیا مین خبر نہ دون تمکو ایسے کام کی جس سے اللہ خطاؤن کو مٹاتا ہے درجون کو اونچا کرتا ہے پورا وضو کرنا
مکارہ پر بہت جانا طرف مسجدون کے انتظار کرنا نماز کا بعد نماز کے پھر تین بار فرمایا یہی رباط ہے
یہ ہے کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے کہا اے بھتیجے تو جانتا ہے کہ یہ آیت کس امر مین اتری ہے یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا
وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا مین نے کہا نہین کہا سنو حضرت کے زمانے مین کوئی لڑائی ایسی نہ تھی کہ اس مین مرابطے تے لیکن یہ آیت
ان کے حق مین اتری ہے جو مسجدون کو آباد رکھتے ہین نماز وقت پر پڑھتے ہین پھر وہان بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے
مین ان پر یہ آیت اتری کہ تم صبر کرو نماز پنجگانہ پر مصابرہ و مقابلہ کرو اپنے نفس و ہوا کا مرابطہ کرو مسجدون مین ڈرو
اللہ سے اس کام مین جو تم پر واجب ہین شاید تمکو فلاح ملے رَوَاہُ ابْنُ مَرْدُوْیَہْ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مرفوعاً
کہتے ہین کیا نہ بتاؤن مین تمکو وہ چیز جو آتا ہے گناہون و خطاؤن کو پورا وضو کرنا مکارہ پر انتظار کرنا نماز کا بعد
نماز کے یہی رباط ہے رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ جابر بن عبد اللہ کا لفظ مرفوع یہ ہے کیا او نہ دکھاؤن مین تمکو ایسی چیز جس سے مٹا دے اللہ
خطاؤن و آثار گناہ ہم نے کہا ہان یا رسول اللہ فرمایا اسباغ وضو کا تنگی مین کثرت خطا طرف مساجد کے انتظار صلوٰۃ بعد صلوٰۃ
کے یہی ہے رباط رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ اَیْضًا۔ ابو ایوب نے کہا آئے ہمارے پاس حضرت فرمایا کیا تمکو چاہیے وہ چیز کہ جس سے مٹا دے
گناہ اور بڑا کرے اجر کو ہم نے کہا ہان وہ کیا چیز ہے فرمایا اسباغ وضو مکارہ پر انتظار صلوٰۃ بعد صلوٰۃ یہی ہے قول اللہ کا
اِصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا یعنی رباط مساجد مین رَوَاہُ ابْنُ مَرْدُوْیَہْ یہ حدیث غریب ہے بعض اہل علم نے کہا ہے مراد مرابطہ سے جگہ مرابطہ
غزو ہے مقابلہ دشمن مین اور حفظ ثغور یعنی سرحدات اسلام و نگاہ رکھنا اسکا دخول عدو حوزہ بلاد اسلام مین مین احادیث ترغیب
کی اس باب مین بہت آئی ہین ان مین ذکر ہے کثرت ثواب کا سہل بن سعد ساعدی کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہے
رباط ایکدن کی راہ خدا مین بہتر ہے دنیا وما علیہا سے رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ سلمان فارسی کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ رباط ایکدن رات کی
بہتر ہے صیام و قیام ایک مہینے کے اگر مر جاویگا تو جاری رہیگا وہ عمل اسکا جسکو وہ کیا کرتا تھا اسکو رزق ملیگا فتان سے امن
مین رہیگا رَوَاہُ مُسْلِمٌ فضالہ بن عبید کہتے ہین مین نے حضرت کو سنا فرماتے تھے ہر میت کا خاتمہ اسکے عمل پر ہوتا ہے
مگر وہ شخص جو مرابط ہو کر راہ خدا مین کہ اسکا عمل قیامت کے دن تک بڑھتا رہتا ہے فتنہ قبر سے امن پاتا ہے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ
اَبُوْ دَاوٗدَ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے وَاَخْرَجَہُ ابْنُ حِبَّانَ اَیْضًا وَصَحَّحَہٗ عقبہ بن عامر کا لفظ مرفوع یہ ہے کُلُّ مَیِّتٍ
یُخْتَمُ لَہٗ عَلٰی عَمَلِہٖ اِلَّا الْمُرَابِطَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَجْرِیْ عَلَیْہِ عَمَلُہٗ حَتّٰی یُبْعَثَ وَیَاْمَنَ الْفَتَّانَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْحَارِثُ بْنُ اَبِیْ اُسَامَۃَ
اس حدیث کی سند مین ابن لہیعہ ہے وہ جب تصریح تحدیث کری تو انکی حدیث حسن ہوتی ہے سو اس حدیث مین تصریح نہ کی ہے علاوہ اسکے
شواہد اسکے اوپر گذر چکے ابو ہریرہ کا لفظ مرفوعاً یون ہے کہ جو کوئی مرابط ہو کر راہ خدا مین جاری ہوتا ہے اس پر عمل صالح اسکا ہو

کی تھا اور یہ مطلب ہے اسکو رزق اسمین جاری ہے فتان سے محفوظ ہوگا دن قیامت کے یعنی فزع اکبر سے
رواہ ابن ماجۃ دوسرا لفظ ابوہریرہؓ کا یہ ہے جو مرا اسحال مرابطہ تمام ہو گیا فتنہ قبر سے امن مین ہوا اور آئیگا محشر مین
اسکو صبح و شام جنت سے رزق ملتا ہے اسکے لیے اجر مرابطہ کا قیامت کے دن تک لکھا جاتا ہے رواہ ماتقدم ثم المدۃ
کا اشارہ یہ ہے جسنے مرابطہ کیا کسی ساحل مین سواحل مسلمین پر تین دن تک کافی ہے اور جو رباط ایک سال کا کرے تمام مستکمل
عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر پر یہ حدیث مرفوع بیان کی کہ حراست ایک رات کی راہ خدا مین افضل ہے ہزار راتون سے جن
رات کو قیام اور دن کو صیام ہو رواہ احمد ابن ماجہ کا لفظ عثمانؓ سے یون ہے جسنے مرابطہ کیا ایک رات راہ اللہ مین اسکے لیے اجر
برابر قیام و صیام ایک ہزار رات کے ہے دوسرا لفظ عثمانؓ کا یہ ہے رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ
مِنَ الْمَنَازِلِ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے امام احمد نے اس حدیث کے آخر مین اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ عثمانؓ نے کہا
فَلْيُرَابِطِ امْرُؤٌ كَيْفَ شَاءَ هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ سلمان فارسیؓ کا گذر شرحبیل بن سمط پر ہوا وہ مرابطے مین تھا اور اُن پر
اُن کے اصحاب پر مرابطہ شاق گذرتا تھا سلمانؓ نے کہا اے ابن سمط کیا مین تجھے وہ حدیث نہ سناؤن جو مینے حضرتؐ سے
سُنی ہے کہا ہان سناؤ کہا حضرتؐ نے فرمایا ہے رباط ایک دن کی راہ خدا مین افضل یا بہتر ہے صیام و قیام ایک مہینے سے جو کوئی
مرابطے مین مر گیا فتنہ قبر سے بچ رہا اور عمل اسکا دن قیامت تک بڑھتا ہے رواہ الترمذی وقال هذا حديث حسن
اس حدیث کو مسلم و نسائی نے بھی روایت کیا ہے انکا لفظ یہ ہے رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَإِنْ
مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَأَمِنَ الْفَتَّانَ سیاق مسلم کا اوپر بھی گذر چکا ہے ابی بن کعب مرفوعاً
کہتے ہین حراست ایک رات کی وراء عورت مسلمین بامید اجر غیر شہر رمضان مین بڑی ہے اجر مین عبادت یکسال سے جس مین
صیام و قیام سال تمام کا ہو رباط ایکدن کا راہ خدا مین وراء عورت مسلمین براہ احتساب غیر شہر رمضان مین افضل ہے نزدیک اللہ
کے عظیم اجر مین عبادت ہزار سال سے جسمین سال تمام کے صیام و قیام ہو پھر اگر سپرد کیا اللہ اسکو وطن کے گھر والون کے سالم
نہین لکھے جاوینگے اسپر سیئات ہزار برس کے اور لکھے جاوینگے اسکے لیے حسنات جاری رہیگا اسپر اجر رباط کا قیامت
کے دن تک رواہ ابن ماجۃ مگر حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اس وجہ سے بلکہ منکر ہے عمرو بن صبیح متہم ہے
انس بن مالکؓ کا لفظ مرفوع یہ ہے حرس ایک رات کا راہ خدا مین بہتر ہے صیام و قیام مرد کا گھر مین ہزار برس سال تین سو ساٹھ
دن کا ہے دن برابر ہزار برس کے ہے رواہ ابن ماجۃ یہ حدیث بھی اس وجہ سے غریب ہے کہ سعید بن خالد کو ابوزرعہ نے
وغیرہ اماموں نے ائمہ مین سے ضعیف کہا ہے عقیلی نے کہا لَا يُتَابَعُ عَلَى حَدِيثِهِ ابن حبان نے کہا لا يجوز الاحتجاج به
حاکم نے کہا انس سے اس نے احادیث موضوعہ روایت کیے ہین عتبہ بن حاتم نے مرفوعاً کہا ہے رحم اللہ حارس الحرس

رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ اسکی سند مین درمیان عمر بن عبدالعزیز و عقبہ بن عامرؓ کے انقطاع ہے واللہ اعلم انس بن ابی مرثدؓ نے ایک رات ایک گہاٹی کی حراست گہوڑے پر سوار ہو کر کی تہی حضرتؐ نے پوچھا تو رات کو اترا بہی تہا کہا نہین مگر نماز اور قضاے حاجت کے لیے فرمایا قَدْ اَوْجَبْتَ فَلَا عَلَيْكَ اَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوُدَ اور اگلی حدیث بعد یہان مین مرفوعا آیا ہے حُرِّمَتِ النَّارُ عَلَى عَيْنٍ سَهِرَتْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوَاہُ اَحْمَدُ ابن عباسؓ کا لفظ مرفوعہ یہ ہے دو آنکہین ہین جنکو آگ نہ چہوئیگی ایک وہ آنکہ جو اللہ کے ڈر سے روئی دوسری وہ آنکہ جو رات بہر راہ خدا مین حراست کرتی رہی تہا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ حَسَنٌ غَرِیْبٌ معاذ بن انسؓ نے مرفوعا کہا ہے جس نے حراست کی وراے مسلمین کے تطوعا نہ اجرت سلطان پر وہ نہ دیکہیگا آگ کو اپنی آنکہ سے مگر قسم پوری کرنے کو کیونکہ اللہ کہتا ہے وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا اَخْرَجَہٗ اَحْمَدُ حدیث ابوہریرہؓ مین مرفوعا آیا ہے ہلاک ہو بندہ دینار کا بندہ درہم کا بندہ لباس کا اگر دیا گیا راضی ہوا نہ دیا گیا ناخوش ہوا ہلاک ہو سرنگون ہو جب کانٹا لگے تو نکالا نہ جاوے خوشی ہو اُس بندے کو جس نے باگ پکڑی اپنے گہوڑے کی راہ خدا مین پریشان ہے سر اسکا گرد آلود ہین دونون پاؤن اسکے اگر حراست مین ہے تو حراست مین رہتا ہے اگر ساقہ مین ہے تو ساقہ مین رہتا ہے اگر اذن چاہتا ہے تو اسکو اذن نہین دیا جاتا اگر سفارش کرتا ہے تو اُس کی سفارش منظور نہین ہوتی رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ابن کثیر نے کہا هٰذَا اٰخِرُ مَا تَيَسَّرَ اِيْرَادُهٗ مِنَ الْاَحَادِيْثِ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰى جَزِيْلِ الْاِنْعَامِ عَلٰى تَعَاقُبِ الْاَعْوَامِ وَالْاَيَّامِ انتہے خلاصہ مرام یہ ٹہیرا کہ مراد مرابطہ سے آیت شریف مین دو معنی ہین ایک انتظار صلوۃ بعد صلوۃ دوسرے حراست سرحد اسلام ان دونون معنون کا ارادہ کرنا موصوف سے صحیح ہے دونون کامون کا اجر بیحساب ہے و بہ المعرف ابو عبیدہؓ نے عمر بن خطابؓ رضی اللہ عنہ کو لکہا کہ روم کے لوگ جمع ہوئے ہین اُن سے ڈر لگتا ہے عمرؓ نے جواب لکہا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ مَهْمَا يَنْزِلْ بِعَبْدٍ مُّؤْمِنٍ مِّنْ مُّنْزَلَةِ شِدَّةٍ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ بَعْدَهَا فَرَجًا وَاِنَّهٗ لَنْ يَّغْلِبَ عُسْرٌ يُّسْرَيْنِ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ پہر اللہ نے فرمایا ڈرو اللہ سے یعنی اپنے سب کامون اور حالون مین جس طرح حضرتؐ نے معاذؓ سے وقت بہیجنے کے طرف یمن کے فرمایا تہا اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ ڈر اللہ سے جہان کہین تو ہو اور کر بعد بدی کے نیکی وہ نیکی اُس بدی کو مٹادے گی اور میل جول کر لوگون سے اچہے خلق کے ساتہ پہر فرمایا شاید تم مراد کو پہونچو یعنی دنیا و آخرت مین محمد بن کعب قرظی تفسیر اس لفظ مین یون کہتے تہے اِتَّقُوْنِيْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ غَدًا اِذَا لَقِيْتُمُوْنِيْ یعنی جو معاملہ میرے اور تمہارے درمیان مین ہے اُس مین تم مجہ سے ڈرتے رہو شاید تمکو فلاح ہو دن قیامت کے جب تم مجہ سے ملو ابن کثیر نے کہا اٰخِرُ تَفْسِيْرِ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ

ربع

كلا ام الموت على الكتاب المشحونين تمہید یعنی ہم خدا سے سوال کرتے ہین کہ ساری محنت قرآن وحدیث پر ہو اور
اللہ ہم سے اسی عمل کو قبول کرے فتح البیان مین ہے کہ آیت باب مین یہ فرمایا ہے کہ بعض اہل کتاب کہ جو یہود ہین
ہین وہ مثل سارے اہل کتاب کے فضائح وقبائح مین گرفتار نہین ہین تحریف تبدیل کر کے دنیا نہین مول لیتے
اس طائفہ صالحہ اہل کتاب کو اجر ملیگا یہ وہ با سریع الحساب کا یہ مطلب ہے کہ بقدر نصف دن کے ایام دنیا مین سے
ساری خلق کا حساب لیلیگا ہر کسی کو بقدر اسکے عمل کے جزا دیگا کیونکہ علم اللہ کا ہر شی مین نافذ ہے مراد یہ ہے کہ اجر موعود بسبب
سرعت کے انکو وصول ہو جاویگا کریمہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا دسوین آیت ہے قول سُبحانہٗ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے صبر
اس آیت کو ختم فرمایا ہے اسلیے کہ یہ آیت مشتمل ہے ایسے صلاح پر جو جامع خیر دنیا وآخرت مین ہے صبر کرنے پر اوپر طاعات کے
اور صبر کرنے پر شہوات سے برانگیختہ کیا صبر کہتے ہین حبس نفس یعنی جی کو روکنے کو اس لفظ عام کے نیچے طرح طرح کے
معانی مین بعض نے کہا یہ صبر مخصوص ہے ساتھ صبر کے طاعت خدا پر کسی نے کہا اوائے فرائض پر کسی نے کہا تلاوت
قرآن پر کسی نے کہا امر ونہی خدا پر کسی نے کہا جہاد پر کسی نے کہا بلا پر کسی نے کہا احکام کتاب وسنت پر مگر اس سب سے زیادہ تر عام ہے
ابن القیم نے بیان صبر واقسام صبر وشکر مین ایک کتاب مستقل ایک مجلد لطیف آیات واحادیث وآثار صحابہ وغیرہم سے
لکھا ہے اسکا نام عُدَّۃُ الصَّابِرِیْنَ وَذَخِیْرَۃُ الشَّاکِرِیْنَ رکھا ہے اسکی تلخیص سید محمد بن اسمعیل امیر یمنی نے کی ہے اسکا نام السَّیْفُ
الْبَاتِرُ فِیْ تَمْیِیْزِ الصَّابِرِ وَالشَّاکِرِ قرار دیا ہے یہ دونون کتابین اپنے باب مین بلکہ اسلام مین بے عدیل ومثال ہین ان کے
ترجمے کا نام اِقَامَۃُ الشُّکْرِ بِاِقَامَۃِ الصَّبْرِ وَالشُّکْرِ کہا گیا ہے وللہ الحمد والمنۃ وَصَابِرُوْا مصابرہ ادا ہے یعنی دشمنون
کے مقابلے مین صبر وثبات کرنا مونہہ نہ موڑنا یہی قول ہے جمہور کا مطلب یہ ہے کہ تم ان پر شدائد حرب مین صبر کر کے
غالب آجاؤ اضعف نہ بنو کہ دشمن سے صبر مین زیادہ نہ ہیرن مصابرہ کا ذکر بعد صبر کے اسی لیے کیا ہے کہ وہ صبر سے زیادہ
شدید وشاق واکمل وافضل ہے یہ ویسی بات ہے جیسے عطف صلوۃ وسطی کا صلوات پر کیا ہے کہ حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ
وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی عطا نے کہا معنی یہ ہین کہ تم مصابرہ کرو نمازون پر یا اپنی جانون کو شہوات سے بچاؤ یا مصابرہ کرو وعدے پر
جو تم سے کیا گیا ہے نا امید نہ ہو لیکن معنی عربی وہی قول اول ہے سلف سے تعقیب صبر کا کسی ایک شی پر آیا ہے تو تعقیب مصابرہ کا
دوسری نوع پر لیکن مقام محبت کا ساتھ اسکے نہین ہوسکتا ہے واجب یہ ہے کہ رجوع طرف مدلول لغوی کے کیا جاوے مرابطہ سے مراد
اقامت ہے ثغور مین یعنی سرحد دار الاسلام پر اپنے گھوڑے باندھے ہے مین جہان سے دشمن نزاولوالائے مین یہی قول ہے جمہور مفسرین کا بعض نے
کہا مراد انتظار نماز کا ہے بعد نماز کے مگر رباط لغوی یہی اول ہے حضرت نے جو خیر رباط فرس ہے ہم با ملکا لکھا ہے کچھ منافی اس معنی
نہین ہے کیونکہ لغات مشتبہ ہے بلکہ دونون معنون پر ممکن ہے خلیل نے کہا رباط کہتے ہین ملازمت ثغور اور مواظبت نماز کو

یہی قول بعض ائمہ لغت کا بھی ہے قتادہ نے کہا ہے یعنی کسی ثغر یعنی سرحد پر جو دشمن کی سرحد سے ملی ہو مقیم رہو تاکہ
اُنکے پاس کوئی مرکب ہے بعد ازان شغل رباط مین بہت سی حدیثین آئی ہین انمین تصریح ہو اس بات کی کہ مراد رباط
فی سبیل اللہ ہو مراد سبیل اللہ سے جہاد ہو آیت کو اسی معنی پر محمول کرنا چاہیے حضرت نے عبادت مسجد کا نام بھی رباط
رکھا ہو حدیث انس میں آیا ہو حضرت سے پوچھا اجر مرابط کا کیا ہے فرمایا جس نے مرابطہ کیا ایک رات حالت جہاد کے
مسلمین تو اُسکو اجر ہو اُنکا جو کہ اُس نے اپنے پیچھے چھوڑے ہے نمازیون روزہ دارون کو تا آخر طبرانی نے اوسط
میں کہا جبکہ یہ معنی وہ تو سرحد پر ہے اور مسلمان لوگ اپنے اپنے شہرون قصبون گاؤن گھرون میں رہتے ہین ان سبکے نماز
روزہ کا اجر اُسکو ملتا ہے اس اجر کا حساب سوا خدا کے کوئی معلوم نہین کر سکتا اجر بیشمار بے حساب ملتا ہو جیسا
فرمایا انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب رباط صبر و مصابرہ سے خالی نہین ہوتا ہے بلکہ رباط کا کام سب کامون
سے زیادہ مشکل ہو کہ سب کو آرام دیکر اپنی جان کو ایک مشکل مین ڈالتا ہو ہر وقت حملہ آوری دشمن اور دفع حملہ کا خطر
رہنا اور اُنکے مقابلے مین جینا پڑتا ہو فلاح یہ ہے کہ آدمی اپنی سب مرادون کو پہنچ جاوے کوئی طلب بدون حصول کے
باقی نہ رہے ہر کرب و غم و ہم و حزن و خوف سے نجات پاوے ان دس آیتون کی فضیلت مین کئی حدیثین آئی ہین کچھ
اوپر گذر چکین صحیحین مین ابن عباس سے آیا ہو کہ جب حضرت رات کو جاگتے تو آسمان کیطرف نظر کر کے انکو پڑھتے دارمی نے
عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جو کوئی آخر آل عمران کو کسی رات پڑھیگا تو اُس کے لیے قیام ساری رات کا
لکھا جاویگا ولله الحمد اولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً

تمام ہوئی تفسیر زہراوین کے روز پنجشنبہ ہشتم ذیحجہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری کو وقت فراغت سوا نو ساعت روز کے خدا پاک
سے اُمید ہو کہ اپنے کرم عمیم فضل کریم سے اس خدمت کو قبول فرماوے اور ترجمان اور کاتب و قاری کو آفات حاضرہ و غائبہ حال
و استقبال سے بہمہ وجوہ دارین مین محفوظ رکھے اللهم آمین ثم آمین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والسلام
والصلوة على المرسلين خصوصاً على سيدهم وآخرهم وخاتمهم محمد شفيع المذنبين وعلى آله وصحبه اجمعين

سورۂ نساء

اس مین ایک سو چھہتر آیتین ہین ساری سورت مدنی ہے مگر قرطبی نے کہا مگر ایک آیت جو مکے مین بسال
فتح حق عثمان بن طلحہ حجبی کے نازل ہوئی ہے ان الله يأمركم ان تؤدوا الامانات الى اهلها نحاس نے ذکر
کیا کہ یہ سورت وقت ہجرت کے مکہ سے طرف مدینے کے اتری علقمہ وغیرہ نے کہا اس کا شروع مکے کا ہو نحاس
نے کہا یہ آیت مکی ہے قرطبی نے کہا صحیح قول اول ہے اس لیے کہ بخاری مین عائشہ سے آیا ہے کہ نہیں

اسکی سورۃ نساء مگر مین پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھی یعنی میرا بیاہ ہو چکا تھا مطلب کا اس مین کچھ اختلاف نہین ہی کہ حضرت کے بنا عائشہؓ سے مدینے مین کیا اور جو شخص احکام کو اس سورت کے بخوبی سمجھیگا وہ جان لیگا کہ یہ سورت مدنی ہے ابن عباسؓ نے کہا مدینے مین اُتری ہے یہی قول ہے ابن زبیرؓ و زید بن ثابت کا بھی ابن عباسؓ کہتے ہین جب سورت نازل ہوئی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب حبس نہین ہی حاکم نے مستدرک مین ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہی کہ سورۃ نساء مین پانچ آیتین ہین مجھکو خوش نہین آتا انکے عوض دنیا و ما فیہا ملے إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۔ و الآیۃ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ الآیۃ حاکم نے کہا یہ اسناد صحیح ہے اگر عبدالرحمن نے اپنے باپ ابن مسعودؓ سے سنا ہو کیونکہ اُن کی سماعت مین باپ سے اختلاف ہی عبدالرزاق کا لفظ ابن مسعودؓ سے یون ہی پانچ آیتین ہین سورۃ نساء کی کو دوست تر ہین مجھکو ساری دنیا سے إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا و وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ الآیۃ وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا و دطا پھر ابن عباسؓ سے یون نقل کیا ہی کہ آٹھ آیتین ہین سورۃ نساء مین وہ بہتر ہین واسطے اس امت کے اُن چیزون سے جسپر سورج نکلا اور ڈوبا پہلی آیت یہ ہی يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ دوسری یہ ہے وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا تیسری یہ ہے يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا بمطابق قول ابن مسعود کے پانچ آیتین مذکور بیان کین یہ سب آٹھ ہوتین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا اے لوگو ڈرو اپنے رب سے جنے بنایا تمکو ایک جان سے اور اُسی سے بنایا اسکا جوڑا اور بکھیرے اُن دونون سے بہت مرد اور عورتین اور ڈرتے رہو اللہ سے جسکا واسطہ دیتے ہو آپس مین اور خبردار رہو ناتون سے اللہ ہی تم پر مطلع یعنی ایک آدم سے حوا بنائی پھر اُن سے سارے لوگ ناتون سے خبردار رہنا یہ ہی کہ بدسلوکی نہ کرو آپس مین تحفہ ف اللہ نے اس آیت پاک مین خلق کو حکم دیا ہے کہ ڈرتا رہے اللہ کو پوجے کسی کو اسکی عبادت مین شریک نکرے پھر اپنی قدرت پر آگاہی بخشی کہ دیکھو ہم نے کسطرح آدم کو بنا کر پھر حوا کو بنایا آدم سوتے تھے حوا انکی بائین پسلی سے نکلین جاگ کر دیکھا تو بہت پسند آئین وہ حوا سے اور حوا انسے

ہوئیں ہو گئیں ابن عباس کہتے ہیں عورت مرد سے پیدا ہوئی ہے اسلیے ہمت اسکی مرد میں ہے اور مرد مٹی سے پیدا ہوا ہے اس لیے ہمت اسکی مٹی میں ہے سو روکو تم اپنی عورتوں کو ذکرہ ابن ابی حاتم یہ ف یعنی ہر عنصر پر ہوئے مقرر اصلیش . جذب حق ست تر شورش مستانہ ام ۔ حدیث صحیح میں آیا ہے عورت پیدا کیگئی پسلی سے بہت ٹیڑھی شے پسلی میں اعلاے پسلی ہے تو اگر اسکو سیدھا کرنا چاہیگا تو توڑ دیگا اور اگر برتنا چاہیگا تو برتا اوسکو ٹیڑھی رہیگی یہ جو فرمایا کہ بکھیرے ان سے بہت مرد اور عورتیں اسکا مطلب یہ ہوا کہ آدم و حوا سے بہت مرد و زن نکالے اقطار عالم میں باوجود اختلاف اصناف و صفات و الوان و لغات کے منتشر کیے پہر انکا معاد و محشر طرف اللہ ہی کے ہوگا پہر کہا تم اللہ سے ڈرو کہ اللہ کی اطاعت کرتے ہو ابراہیم و مجاہد و حسن نے کہا یعنی جسطرح تم یوں کہتے ہو اسئلک باللہ و بالرحم ضحاک نے کہا معنا یہ ہے کہ اس اللہ سے ڈرو جسکے ساتھ تم عقد و عہد کرتے ہو اور رحم سے ڈرو یعنی قطع رحم نہ کرو بلکہ نیکی اور صلۂ رحم سے پیش آؤ یہی قول ہے ابن عباس و عکرمہ مجاہد و حسن و ربیع وغیرہم کا کسی نے لفظ ارحام کو زیر سے پڑھا ہے کان علیکم رقیبا مجاہد وغیرہ نے یوں ہی کہا ہے رقیب کہتے ہیں نگہبان کو جو سب احوال و اعمال کی نگرانی خبرداری کرتا ہے جسطرح فرمایا ہے واللہ علی کل شیء شہید حدیث صحیح میں آیا ہے تو عبادت کر اللہ کی گویا تو اسکو دیکھتا ہے اور جو تو اسکو نہیں دیکھتا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے یہ ارشاد و امر ہے ساتھ اتقاء رقیب کے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ اصل پیدایش انسان کی ایک باپ ایک ماں سے ہے تاکہ بعض بعض پر مہربانی و رعایت کریں اور ضعیفوں کے ساتھ سلوک کرنے پر اوبہارا ہے صحیح مسلم میں حدیث جریر بن عبد اللہ بجلی سے آیا ہے کہ جب مضر کے لوگ ہمرے پہنے ہوئے پاس حضرت کے آئے یعنی فقیر و عریان ہو کر تو حضرت نے بعد نماز ظہر کے خطبہ پڑھا خطبہ میں یہی آیت اول سورۂ نساء تلاوت کی پہر کہا یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد صلعم صدقے پر اوبہارا کسی نے دینار دیا کسی نے درہم کسی نے ایک صاع گیہوں کسی نے ایک صاع کہجور الحدیث اسی طرح اس حدیث کو احمد و اہل سنن نے ابن مسعود سے خطبہ حاجت میں روایت کیا ہے اسمیں اتنا اور ہے کہ پہر تین آیتیں پڑھیں ان میں سے ایک یہی آیت سورۂ نساء کی ف فتح البیان میں کہا ہے کہ مراد ناس سے یا ایہا الناس میں اسجگہ وہ بنی آدم ہیں جو وقت اس خطاب کے موجود تھے یعنی اہل مکہ انمیں وہ بھی داخل ہیں جو بعد انکے موجود ہونگے بدلیل خارجی یعنی اجماع اسپر ہے کہ وہ بھی مکلف ہیں ساتھ انہیں احکام کے جنکے ساتھ موجودین مکلف ہیں حنابلہ کے نزدیک خطاب شافہہ کا تناول ہوتا ہے تمام ان کو جو بجز تکلیف سے موجود لوگ بعد اس خطاب کے قیامت تک حادث ہونگے وہ سب اسی خطاب کی سلک میں منتظم ہیں یا یہ خطاب بطور تغلیب موجودین کے ہے غیر موجودین پر جسطرح کہ ذکور غالب کیے گئے ہیں اناث پر لفظ الذین و ذلکم میں بہ سبب

اختصاص کے ذکر سے پیدا کیا تاکہ اس کو اس نے طبعی طور پر ایک بڑا قوی داعیہ ہو واسطے الفت کے تاکہ حجابات
نفرت حقانی سے کچھ بچا رہے ایک بڑا اثر اس امر کا ہے کہ فرزند نعمت الٰہی ہو آدم و حوا سے لڑکیوں کا اکٹھا ہونا بھی ایک موجب تعز ر
سے ہے تاکہ حقوق اخوت میں کسی طرح کا خلل نہ کرین حوا کو آدم سے اس طرح پیدا نہیں کیا جس طرح کہ اولاد باہم پیدا
ہوتی ہے اسی لیے حوا کو بنت یا اخت آدم میں نہیں شمار کیا کعب و وہب و ابن اسحق نے کہا خلقت حوا کی قبل
دخول جنت کے تھی ابن مسعود و ابن عباس کہتے ہیں جنت میں تھی جبکہ آدم بہشت میں داخل ہو چکے تھے پھر نفس
وزوج مذکور سے بہت مرد و عورت پھیلائے پھر کہا اس اللہ سے ڈرو جسکی تم قسم کھاتے ہو یا جسکی تعظیم کرتے ہو یا جسکے نام
پر تم مانگتے ہو جسکا نام لیکر بعض تمہارے بعض سے مانگتے ہیں پھر ذکر ارحام کا کیا یعنی قطع مودت ارحام سے بچو کیونکہ
قطع رحم اکبر کبائر سے ہے اور صلہ رحم دروازہ ہر خیر کا صلہ رحم سے عمر بڑھتی ہے رزق میں برکت ہوتی ہے قطع رحم سبب ہے بربادی کا
اسی لیے تقوی رحم کو تقوی اللہ سے ملایا ہے یہ صلہ رحم مختلف ہوتا ہے باختلاف ناس کبھی صلہ باحسان ہوتا ہے اور کبھی
بخدمت اور کبھی بقضاء حاجت اور کبھی بمکاتبت اور کبھی بحسن عبارت یہ جب ہے کہ لفظ ارحام مجرور ہو اور اگر منصوب پڑھینگے تو
یہ معنی ہیں کہ ارحام کا صلہ کرو آمدی نے کہا نصب ارحام بھی اغراء پر جائز ہے ارحام نام ہے سارے اقارب کا محرم ہوں یا
غیر محرم اسمیں کسی کا اہل شرع و اہل لغت سے کچھ اختلاف نہیں ہے امام ابو حنیفہؒ نے رحم کو منع رجوع میں ہبہ سے خاص
کیا ہے ساتھ محرم کے باوجودیکہ عموم معنی میں موافق ہیں سو کوئی وجہ اس تخصیص کی نہیں ہے قرطبی نے کہا امت کا
اتفاق ہے اس بات پر کہ صلہ رحم واجب ہے اور قطع رحم حرام انتہی اس باب میں احادیث صحیحہ بہت آئی ہیں شیخین نے
عائشہؓ سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ رحم لٹکتا ہے عرش سے کہتا ہے جو کوئی ملاوے مجھ کو ملاوے اس کو اللہ اور جو کوئی
کاٹے مجھ کو کاٹے اس کو اللہ قرابت کو رحم اس لیے کہتے ہیں کہ اقارب آپس میں ایک دوسرے پر رحم و عطوفت
کرتے ہیں رقیب کہتے ہیں حافظ کو جو چھپا کہلا جاتا ہے اور مراقب کو جس کی نظر تحقیق امور میں تیز ہوتی ہے۔

وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا
فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَٰلِكَ
أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا ۝

اور دے ڈالو یتیموں کو اُن کے مال اور بدل نہ لو گندہ ستھرے سے اور نہ کھاؤ اُن کے مال اپنے مالوں کے ساتھ
یہ ہے بڑا وبال اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کر لو جو تم کو خوش آویں عورتیں دو دو
تین تین چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھو گے تو ایک ہی یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہے اسمیں لگتا ہے کہ ایک طرف نہ جھک

پہلے مہر سے شادی عورتوں کو خوشی سے مہر کے پھر اگر وہ اسمین سے کچھ چھوڑ دین تم کو دل کی خوشی سے تو کھاؤ
رچتا پچتا ف جس لڑکے کا باپ مرجاوے تو اسکے شعور تک یتیم ہے کہ اُس کے مال مین ہاتھ نہ ڈالیں اور
بدل نہ لین اور احتیاط سے کہین جب بالغ ہو تو حوالہ کرین ف پھر فرمایا اگر جانو کہ یتیم لڑکی کو ہم نکاح کرینگے تو
اُسکا حق نہ ادا کرینگے کیونکہ اُس کا حق مانگنے والا نہین تو اور عورتین بہت ہین کچھ کمی نہین ایک مرد کو دو بھی
تین بھی چار بھی روا ہین اس سے زیادہ جمع کرنا روا نہین کیونکہ اتنے مین انصاف کرنا مشکل ہے زیادہ مین کب
ہو سکیگا اس قدر بھی جب کرو کہ جانو انصاف سے ہوگے نہین تو ایک ہی بس ہے یا اپنی لونڈی کفایت ہے جس کی
کئی عورتین ہون تو واجب ہے کہ کھانے پینے مین دینے لینے مین برابر رکھے رات کے رہنے مین باری باندھے
اگر نہ کریگا تو قیامت مین اُسکا آدھا بدن گھسٹتا چلیگا ف تیسرے فرمایا کہ عورت مومن کا مہر پورا خوشی سے ادا کرو
اگر وہ خوشی سے کچھ چھوڑ دے تو روا ہے اسی طرح لکھا ہے موضح قرآن مین ف ابن کثیر نے کہا اللہ حکم کرتا ہے اسبات کا
کہ یتیمون کو پورا مال اُنکا دیدو جبکہ وہ بالغ ہو جاوین تم اس مال کو نہ کھاو نہ اپنے مال مین ملاو اسی سے فرمایا
لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ابو صالح نے کہا تو جلدی نہ کر رزق حرام کے لیے قبل اسکے کہ آوے تیرے پاس رزق
حلال جو تیری تقدیر مین لکھا ہے سعید بن جبیر نے کہا مت بدلو حرام مال لوگون کا اپنے حلال مال سے یعنی تمہارا حلال مال
ہے یتیمون کا مال تم پر حرام ہے سو تم اس حلال کو اُس حرام سے بدلا نکرو سعید بن المسیب و زہری نے کہا یعنی دبلا دیکر موٹا
نہ لو ابراہیم نخعی و ضحاک نے کہا زیف یعنی کھوٹا دیکر جید نہ لو سدی نے کہا موٹی بکری مال یتیم سے لیکر دبلی بکری بجائے
اُسکے رکھدیتے کھرا دینار لیکر کھوٹا دینا عوض مین دیتے اور کہتے کہ بکری کے بدلے مین بکری دینار کے عوض مین دینار دیگیا
یہ جو فرمایا کہ اُن کا مال اپنے مال مین نہ ملاو اسکا مطلب مجاہد و سعید بن جبیر و ابن سیرین و مقاتل بن حیان و سدی
و سفیان بن حسین نے یہ کہا ہے کہ اُنکے مال کو اپنے مال مین ملاکر سب مال کو نہ کھاو ابن عباس نے کہا حوب کبیر کے
یعنی اثم عظیم گناہ بزرگ حدیث ضعیف ابو ہریرہؓ مین مرفوعاً آیا ہے کہ مراد حوب کبیر سے اثم کبیر ہے اس روایت کی سند مین
محمد بن یوسف کندی ضعیف ہے مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و حسن و ابن سیرین و قتادہ و مقاتل ابن حیان و ضحاک کا
قول بھی یہی ہے کہ مراد حوب کبیر سے اثم کبیر ہے اور زید بن اسلم و ابو سنان بھی اسی کے قائل ہین حدیث ابو داود مین
آیا ہے اغفر لنا حوبنا و خطایانا ابن عباس نے کہا ابو ایوب نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تھی حضرت نے فرمایا اے
ابو ایوب ان طلاق ام ایوب کان حوبا یعنی طلاق ام ایوب گناہ ہے ابن سیرین نے کہا حوب اثم ہے انس کہتا ہے کہ ابو ایوب نے
چاہا کہ ام ایوب کو طلاق دیدے حضرت سے پوچھا فرمایا ان طلاق ام ایوب لحوب ...

اسی طرح یہہ کہ بعد عورتوں نے چاہا کہ ام سلیم کو طلاق دیوے حضرت نے منع فرمایا اور کہا کہ تو نے ایک گناہ کبیرہ کیا تھا
تیتمہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر اموال یتیمی کو اپنے اموال مین ملا کر کہا جانا اثم عظیم خطا کبیر ہے اس گناہ بزرگ سی ڈرتے تہے
ف پہر فرمایا جسکے پاس کوئی لڑکی یتیمہ ہو اور وہ اس بات سے ڈرے کہ اُسکو مہر مثل نہ دیگا تو پہر چاہیے کہ اُسکو چہوڑ
کر کوئی اور عورت سے نکاح کرے کیونکہ عورتین بہت ہین اور اللہ نے کچہہ تنگی نہین کی ہی عائشہؓ کہتی ہین ایک
شخص کے پاس ایک یتیمہ تہی اُسکا ایک کہجور کا درخت تہا وہ شخص اُسکو نہ دیتا اُس یتیمہ کے پاس کچہہ نہ تہا اُسپر
آیت اُتری وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا میرا گمان ہے کہ وہ یتیمہ اُس مد حق اور اُس شخص کے مال مین شریک تہی رواہ
البخاریؒ پہر بخاری نے کہا عروہ بن زبیرؓ نے عائشہؓ سے پوچہا کہ اس آیت کے کیا معنی ہین کہا اے بہانجے مراد
یتیمہ ہے کہ گود مین کسی ولی کے ہو اُسکے مال مین شرکت رکہتی ہو ولی کو اُسکا مال و جمال خوش آتا ہو وہ چاہے کہ
اُس سے بیاہ کرے بغیر اِسکے کہ اُس بیچاری کو مثل دوسری عورتون کے مہر دے انصاف کرے پس پہہ اللہ نے اُنکو
نہی فرمائی نکاح کرنے سے ہمراہ یتامی کے مگر اُس صورت مین کہ انصاف کرین اُنکا اور اعلی مہر دیوین پہر یہ فرمایا کہ لو
اُن کے جو اور عورتین پسند آوین خوش لگین اُنسے نکاح کر لو یعنی اُن یتامی پر کیا اُنکا ہر خرد مے کہا عائشہؓ
کہتی ہین لوگون نے بعد اس آیت کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فتوی چاہا اُسپر اللہ نے یہ آیت اُتری
وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ اور دوسری آیت مین فرمایا وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ مراد بے رغبتی ہے یتیمہ سے جبکہ وہ
قلیل المال والجمال ہو اس لیے اُن کو منع کیا نکاح کرنے سے ساتہ اُن یتامی کے جن کے مال و جمال مین راغب
ہین مگر ساتہ عدل و قسط کے کیونکہ کم مال و جمال والیون سے بیزار تہے ف پہر یہ فرمایا کہ سوائے اُن یتامی کے
جنسے چاہو نکاح کرو خواہ دو خواہ تین خواہ چار کما قال تعالی جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ
ثُلٰثَ وَرُبٰعَ یعنی بعض فرشتون کے دو پر ہین اور بعض کے تین اور بعض کے چار یہ کچہہ نفی ما عدا کی ملائکہ مین نہین ہی اسلیے
کہ دلیل دال ہے اس عدد سے زیادہ پر بہی بخلاف قصر رجال کے چار پر اس آیت مین ابن عباسؓ و جمہور علماء نے
کہا ہی کہ یہ مقام امتنان و اباحت کا ہی اگر چار سے زیادہ کا جمع کرنا جائز ہوتا تو اللہ ذکر فرماتا شافعی نے کہا سنت رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم مبین عن اللہ ہی کہ سوائے حضرتؐ کے کسی کو جمع کرنا زیادہ چار زن کو روا نہین ہی ابن کثیر کہتے ہین
یہ قول شافعی کا مجمع علیہ ہے درمیان علما کے ان ایک گروہ شیعہ سے نقل ہی کہ چار سے زیادہ نو تک جمع کرنا درست
اور بعض نے کہا بلا حصر بعض نے تمسک کیا ہے فعل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے چار سے زیادہ کو جمع فرمایا جس
طرح صحیح مین آیا ہے یا بعض الفاظ بخاری مین گیارہ بیان آئی ہین مگر بطور تعلیق انسؓ سے مروی ہی کہ حضرت نے

پندرہ عورتون سے نکاح کیا تھا سو پہلے داخل ہوئے گیارہ ہیں کہ آپکے نزدیک مجتمع رہین جب وفات فرمائی آپ نے تو نو موجود تھیں یہ
نزدیک علماء کے خصائص حضرت سے ہے امت اسمین شریک نہین چنانچہ احادیث وارد ہین چار مین تو بخاری نے عبد اللہ بن
سالم عن ابیہ مین آیا ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی مسلمان ہوا اُس کے نیچے دس عورتین تھین حضرت نے فرمایا اختیار کر
کہ اُن مین سے چار جب عہد عمرؓ کا ہوا اُس نے اپنی عورتون کو طلاق دی مال اپنا اپنے بیٹون مین بانٹ دیا
جب یہ خبر عمرؓ کو پہونچی کہا مین گمان کرتا ہون کہ شیطان نے درمیان استراق سمع کے تیرے مرنے کی خبر سُنی وہ
خبر تیرے جی مین ڈالدی شاید تو نہ جیے گا مگر تھوڑا قسم ہے اللہ کی تو مراجعت کر اپنی عورتون سے اور پھیر لے
مال اپنا ورنہ مین اُن عورتون کو تیرا وارث کروونگا اور حکم دونگا کہ تیری قبر کو سنگسار کرین جیسے قبر ابی رغال سنگسار کرین۔
رواہ احمد وھکذا رواہ الشافعی والترمذی وابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی وغیرہم من طرق عن اسمٰعیل
عن معمر باسنادہ ومثلہ الی قولہ اختر منھن اربعًا وباقی الحدیث فی قصۃ عمر من افراد احمد ابن کثیر کہتے
ہین وھی زیادۃ حسنۃ وھی مضعفۃ لما علل بہ البخاری ھذا الحدیث فیما حکاہ عنہ الترمذی
حیث قال بعد روایتہ سمعت البخاری یقول ھذا الحدیث غیر محفوظ والصحیح ما روی شعیب وغیرہ
عن الزہری حدثت عن محمد بن ابی سوید الثقفی ان غیلان بن سلمۃ فذکرہ قال البخاری وانما حدیث الزہری
عن سالم عن ابیہ ان رجلا من ثقیف طلق نسائہ فقال لہ عمر لترجعن نسائک او لارجمن قبرک کما رجم قبر ابی رغال
واللہ اعلم کہ عبد الرزاق نے معمر سے معمر نے زہری سے مرسلا روایت کیا ہے اسی طرح مالک اسکے راوی ہین زہری سے مرسلا
ابوزرعہ نے کہا ھو اصح بیہقی نے کہا ورواہ عقیل عن الزہری بلغنا عن عثمان بن محمد بن ابی سوید عن محمد بن سوید
ابوحاتم نے کہا وھذا وھم انما ھو الزہری عن محمد بن ابی سوید بلغنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
پھر بیہقی نے کہا ورواہ یونس وابن عیینۃ عن الزہری عن محمد بن ابی سوید ابن کثیر نے کہا یعنی کما علّلہ البخاری
والاسناد الذی قدمناہ من مسند الامام احمد رجالہ ثقات علی شرط الشیخین ثم روی من غیر طریق معمر
بل والزہری قال البیہقی باسنادہ عن سالم عن ابن عمر ان غیلان بن سلمۃ کان عندہ عشر نسوۃ فاسلمن معہ
فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یختار منھن اربعًا ھکذا اخرجہ النسائی فی سننہ
ابوعلی بن السکن کہتے ہین تفرد بہ سرار بن مجشر وھو ثقۃ وکذا وثقہ ابن معین قال ابوعلی وکذا رواہ
السمیدع بن واھب عن سرار بیہقی نے کہا وروینا من حدیث قیس بن الحارث او الحارث بن قیس وعروۃ بن مسعود
الثقفی وصفوان بن امیۃ یعنی حدیث غیلان بن سلمۃ وجہ دلالت یہ ہے کہ اگر چار سے زیادہ کا جمع کرنا

سند امام احمد کی یہ ہے حدثنا اسمٰعیل ومحمد بن جعفر قالا حدثنا معمر عن الزہری قال ابن جعفر فی حدیثہ انبانا ابن شہاب عن سالم عن ابیہ ان غیلان بن سلمۃ الحدیث منہ

علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے کہ ساتھ عورتین دس صد چار فرما دیتے اس لیے کہ وہ سب ملین
مجھکو تین یعنی صاحب چار کے رکھنے کا باقی کے چھوڑنے جدا کرنیکا حکم دیا تو یہ دلیل ہوا اسبات پر کہ چار سے
زیادہ کا جمع کرنا کسی حال مین بھی درست نہین ہے اور جب دحکم دوام مین تخییرا تو استیناف ابن بطرانی علی
جہۃ امتنانا علے العلم بالصواب حدیث دیگر ابو داؤد و ابن ماجہ نے طریق محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی سے
انہون نے خیصہ بن شمردل سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ کا لفظ بنت شمردل ہے ابو داؤد نے کہا بعض
شمول بذال معجمہ کہتے ہین شمرذل روای ہے قیس بن حارث سے دوسری روایت ابو داؤد مین حارث بن
قیس آیا ہے حدیث کا لفظ یہ ہے کہ عمیرہ اسدی نے کہا مین سلام لایا میرے پاس آٹھ عورتین تھین مین نے
حضرت سے ذکر کیا فرمایا اختیار کر ان مین سے چار کو ابن کثیر نے کہا وَهٰذَا الْاِسْنَادُ حَسَنٌ وَهٰذَا الْاِخْتِلَافُ لَا
يَضُرُّ مِثْلُهُ لِمَا لِلْحَدِيْثِ مِنَ الشَّوَاهِدِ حدیث سوم نوفل بن معاویہ دیلی نے کہا مین مسلمان ہوا میرے پاس پانچ عورتین
تھین مجھ سے حضرت نے کہا اختیار کر چار عورتین جونسی تو چاہے اور جدا کر دوسری کو مینے قصد کیا طرف اُس کے
جو صحبت مین قدیم تھی بڈھیا بانجھ ساٹھ برس سے وہ میرے ساتھ تھی اُسکو مینے طلاق دیدی رواہ الشافعی
فی مسندہ ابن کثیر کہتے ہین فَهٰذِهِ كُلُّهَا شَوَاهِدُ لِحَدِيْثِ غَيْلَانَ كَمَا قَالَهُ الْبَيْهَقِيُّ رحمہ اللہ فتح البیان مین زیر آیت باب
دَاتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ لکھا ہو کہ یہ شروع ہے ساتھ مضمون اقسام کا یتامی کو اس لیے مقدم کیا ہو کہ کمال عنایت
اُن کے حال پر ظاہر ہو اُنکی طلابت رعایت سے پائی جاوے خطاب دلیاء اوصیا کو ہے یتیم وہ ہو جسکا باپ نہو شرع مین
یہ لفظ خاص ہو ساتھ غیر بالغ کے اطلاق اس لفظ کا اُن پر وقت سپرد کرنے مال اور بالغ ہونے اُن کے مجازا ہو
اعتبار حال سابق کے یا اعتبار لغوی کے معنی حقیقی مین اور دینے سے معنی کچھ امر لو جو عملی اسکو دیتے ہین سارے
مال کا دینا یہ آیت مقید ہو ساتھ دوسری آیت کے کہ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ اس صورت مین نزا
مرتفع ہو یتیم کا بلوغ سے پہلے مال کو جائز نہین رکھتا ہے جبتک کہ استیناس رشد نہو خبیث سے مراد اسجگہ مال یتیم کا
اگرچہ جید کیون نہو اس لیے کہ حرام ہے طیب سے مراد حلال مال ہو اس لیے کہ حلال ہو گو ردی ہو حضرت جاہلیت کو منع
کیا کہ اچھا مال یتیمون کا لیکر اُس کے عوض ردی مال ندو کیونکہ جاہلیت والے اس کام کو برا نہ جانتے تھے یا یہ معنی ہیں
کہ تم اُن کا مال نہ کہا جاؤ اپنا مال جمع رکھو کہ وہ مال تمکو حرام ہے ایک جماعت مفسرین نے کہا ہو کہ معنی ہیں اس آیت مین
وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ کے یعنی مال یتامی اپنے مال مین ملا کر کہا جاؤ یہ نہی ہو ایکدوسرے حکم مجموعہ سے
تم اُن کا نصیبی با وجودیکہ بے ہو وہ بھی کہنا حرام ہو اسلیے فرمایا کہ کل مال یتیم باوجود استغنا کے کل مذکورہ سے زیادہ بھی

زیادہ تر صحیح ہے یعنی واسطے تیمون کے ہوئی وعید بسبب تعدیہ کے اس غرض کے تیمیہ دو شخص تو گل ہوئے نہ کھا جاوے
مسکو تنہا جانا کل مال کا لازم نہیں آتا یہ قول ہی کرغی کا پھر خلط کر دینا منسوخ ہو گیا کرینہ فَإِنْ خَالَطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ نے
کسی نے کہا مع فضلے بمعنی مع ہے یعنی اُنکا مال ہمراہ اپنے مال کے نوش نکرو مگر قول اول بعلی کہیا یا یہ ما مالی یتیم
یا دونون امر گناہ بزرگ ہیں سعید بن جبیر نے کہا ہی ایک آدمی غطفان کا تہا اُسکے پاس بہت سا مال اُس کے بہادر
زادے کا تہا جب وہ بالغ ہوا اُس نے اپنا مال مانگا چچا نے نہ دیا وہ جگر احضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیغمبر
یہ آیت اُتری ابن زید نے کہا اہل جاہلیت نسا و صغار کو وارث نہ کرتے جو بڑا ہوتا وہ سارا مال لیتا وہ حصہ اُس کا
میراث سے طیب تہا اور جو لیا وہ خبیث ہی پھر اللہ نے حکم نکاح کا یتیمہ سے بیان کیا کہ اگر اُس کے حق میں تم انصاف کر
نہ سکو مہر دو تو بیاہ کرو ورنہ نہ کرو ابو عبیدہ نے کہا خِفْتُمْ بمعنے اَيْقَنْتُمْ ہے کسی نے کہا بمعنی ظَنَنْتُمْ ہے
ابن عطیہ نے کہا حذاق نے یہی معنی لیے ہیں یعنی جسکے گمان ذہن یہ غالب ہو کہ وہ مال یتیمہ میں تقصیر کریگا تو چاہیے کہ
اُس یتیمہ کو چھوڑ دے کسی اور عورت سے بیاہ کرے مراد مَا طَابَ سے حلال عورتیں ہیں اس لیے کہ حرام عورتیں طیب نہیں
ہوتی ہیں لفظ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ میں خلاف ہی کسی نے کہا ان الفاظ میں قیاس جائز ہی کسی نے کہا نہیں بلکہ منحصر ہیں
سماع پر اول قول ہی کوفیون اور ابو اسحٰق وغیرہ کا ثانی قول ہی بصریون کا اس طرح کے کیا الفاظ مسموع ہوئے ہیں
آیت دلیل ہی تحریم پر زیادہ کی چار عورت سے کیونکہ خطاب ساری اُمت کو ہی ہر ناکح کو پہونچا ہی کہ اس عدد میں سے جو چاہے
اختیار کرے جس طرح کوئی ایک جماعت سے کہے کہ تم اس مال کو بانٹ لو اور وہ مال ہزار درہم ہو سو یہ بات مسلم ہی کہ جب ہر قسم کا
ذکر کریں یا اُسکی جگہ معین کر دیں اور اگر مطلق ہی جس طرح کہ یون کہیں ان دراہم کو تقسیم کر لو اور مراد کسب ہو تو یہ معنی ٹھیک
نہ ہونگے سو یہ آیت شریف دوسرے باب سے ہے نہ باب اول سے حالانکہ اگر کسی نے ایک قوم سے جو مال کہ سیر معین کو تقسیم کرتے ہیں
یون کہا کہ تم اس مال کو دو دو تین تین چار چار درہم کرکے بانٹ لو پھر بعض نے تین کر دو درہم لیے اور بعض نے تین تین
اور بعض نے چار چار تو یہ معنی عربی ہوئے یہ بات معلوم ہوئی کہ جب کوئی یون کہتا ہے جَاءَنِي الْقَوْمُ مَثْنٰى یعنی میرے پاس قوم دو دو
دو دو نفر آئے اور وہ ایک لاکھ تہے تو اُسکے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دو دو آدمی اُسکے پاس آئے اسی طرح یہ قول ہی جَاءَنِي الْقَوْمُ
ثُلٰثَ وَرُبٰعَ اور سب کو خطاب کرنا ویسا ہی ہی جیسے ہر ایک کو خطاب کرنا اس صورت میں معنی آیت شریف کے یہ
ہیں کہ ہر ایک فرد تم میں سے نکاح کرے اُس عورت سے جو اُسکو پسند ہو اور خوش لگے عورتون میں سے جس عدد تک چاہے
یہی ہی مقتضی لغت عرب کا سو آیت دلیل ہے خلاف پر اُس بات کے جس پر استدلال کیا ہی بعض مفسرین نے اگر چہ یہی اسی کی
مؤید ہے کیونکہ عَلِمْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً کیونکہ یہ خطاب اگرچہ سب کو ہی مگر بمنزلہ خطاب کے ہر فرد فرد کو ہے پس اولیٰ یہ ہے

واسطے تعمیم زیادت کے چار عدد جو استعمال نہ فرمائیں قرآن کریم خالص بلاغت آمیز جو عدد استعمال ہوا ہے
اس واحد کا وصف نہ ہونا ان عدد کا ثبوت ہے باقی عدد جا سکے گر جب ہے کہ ہر زوج کا تم اجمع ہو
سے نکاح کرو یہ استدلال کہ جس کو سا ہے معنی عربی کے کہ بہت کہا ہو مگر لکھی حنفی و شافعی کہ نکاح کرتا ہے
بھی جو ایک جگہ ہی استعمال کیا اور الفاظ میں عدد ہے ... تو سمجھ لیا گیا ہے تو اسے ... اجماع ذکر کیا
آنحضرت نے منع فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ جائز نہیں ہے مگر ایک عدد ذکر کرنا کہ جو سبب کا امر ہو ... آگے
حدیث غیلان بن سلمہ ثقفی اوپر گذر چکی ہے انکے پاس دس عورتیں تھیں حضرت نے فرمایا اِخْتَرْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا
نقل ہے اَمْسِكْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا وَفَارِقْ سَائِرَهُنَّ یہ حدیث چند الفاظ کی طرح سے آئی ہے دوسری حدیث نوفل بن
معاویہ کی ہے اس کے پاس پانچ عورتیں تھیں اس سے بھی یہی فرمایا کہ اَمْسِكْ اَرْبَعًا وَفَارِقِ الْاُخْرٰى تیسری
حدیث قیس بن حارث اسدی کی ہے اس کے نیچے آٹھ عورتیں تھیں اس سے کہا اِخْتَرْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا
وَخَلِّ سَائِرَهُنَّ تخریج ابن ماجہ ... یہ سب حدیثیں شاہد ہیں حدیث اول کی جس طرح ترمذی نے
بھی کہا ہے عمل کرتے ہیں اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ چار عورت
سے زیادہ جمع نہ کرے شوکانی کہتے ہیں فی فتح القدیر ... وَعَلٰى ... اَنْ تَعُوْلُوْا ...
وَ ... اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ... فی ... حال معلوم ہوا کہ قرآن شریف سے یہ بات بحسب ...
معنی عربی نکلتی ہے کہ عدد تین تین چار چار عورت سے ایک بار نکاح کرنا جائز ہے یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے
کہ چار سے زیادہ نکاح کرنا جائز نہیں ہے یہ عدم جواز اگر ثابت ہوتا ہے تو سنت مطہرہ سے ... کی روایت
اوپر گذر چکی ہے اگرچہ بلحاظ الفاظ و طرق کے ایک طرح کا ضعف و کلام ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا لیکن مجموعی
سے حسن لغیرہ ہونا پایا جاتا ہے ایسی حدیث بھی قابل استدلال ہوتی ہے ... اہل علم کا اتفاق ... بعد
کا ... زیادت کو چار عدد پر ... صاحب نے ... ایک ... ہوا ... سب اہل ...
اعتدال یہی ہے کہ چار عورت سے زیادہ کو ایک وقت میں نہ نکاح جمع نہ کرے حلال و حرام کے درمیان میں
مشتبہات ہوتے ہیں مومنوں کا کام یہ ہو کہ ایسی جگہ توقف کر جاتے ہیں کیونکہ جو کوئی ان مشتبہات سے بچا
اپنے دین اور آبرو کو بچا لیتا ہے جو کوئی گرد چرا گاہ کے پھرتا ہے قریب ہے کہ اس میں جا پڑے ...
پھر ... فرمایا کہ اگر تم کو ڈر ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے درمیان بیبیوں کے قسم و نفقہ ...
نہ کرو تین یا چار بلکہ ایک ہی ... ہو ... منع کیا ہے ...

تاقصر کرو تم کہ بہت سے زیادہ عیال کی تنگی [illegible] بے حقیقت قول [illegible] نسبت [illegible] کے نزدیک [illegible] ہیں
جو جملہ [illegible] یہ [illegible] ہے کہ ملک ثلاث [illegible] قسم میں عوض ہے [illegible]
قسم ایک زوجہ کا [illegible] ہے [illegible] ابن کثیر نے کہا جو کچھ [illegible] مسئلہ [illegible]
تمہارا ایک سے یا جاری [illegible] قسم [illegible] ہے لیکن تعجب ہے جس نے [illegible] کیا تو اچھا کیا [illegible]
کہا کچھ حرج نہیں ہے [illegible] نکاح کرنا چاہیے فقط ایک ہی یا لونڈیوں کا [illegible] تر [illegible]
مفسرین کا کسائی [illegible] معنی [illegible] شافعی نے کہا [illegible] بہت [illegible]
کیونکہ بہت عیال زیادہ ہوں ثعلبی نے کہا [illegible] شافعی [illegible] نے [illegible] زید بن اسلم [illegible]
نے بھی اسی معنی کی طرف گئے ہیں اور [illegible] دونوں [illegible] امام شافعی ہرگز تفسیر قرآن کا [illegible]
جس کے لیے کوئی وجہ عربیت میں نہ ہو بلکہ ثعلبی نے یہی معنی کسائی اور ابو عمر دوری و ابن الاعرابی سے یہی [illegible]
کیے ہیں ابو حاتم نے کہا شافعی ہم سے زیادہ عالم لغت عرب تھے دوری نے کہا یہ لغت حمیر کی ہے ابن عطیہ نے کہا
قول شافعی کا خود ایک حجت ہے کیونکہ وہ عربی فصیح تھے طلحہ بن مصرف نے [illegible] پڑھا [illegible]
واسطے شافعی کے ابن کثیر نے کہا [illegible] [illegible] عَيْلَةً [illegible] عال الرجل يعيل عيلة [illegible]
نظر ہے اس لیے کہ جیسے تعداد حرائر سے خوف کثرت عیال [illegible] تعدد لونڈیاں [illegible] ہیں [illegible]
اگر تم ڈرو کہ عدل نہ کر سکو گے چار میں تو تین کرو [illegible] ایک [illegible] عدم عدل [illegible]
بیچ [illegible] اس سے کہا [illegible] عدل [illegible] نظر [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] [illegible]
[illegible] نے کہا [illegible] عمر بن [illegible] ابن [illegible]
[illegible] نے کہا [illegible] کے معنی یہ ہیں [illegible] ابن عباس [illegible]
[illegible] سفیان بن عیینہ نے کہا [illegible]
[illegible] کرو [illegible] خطاب [illegible] تین [illegible] نفس [illegible]
[illegible] اگر خطاب [illegible] ہے تو مراد [illegible] نکاح کیا ہے اور اگر [illegible]
[illegible] ہے [illegible] جن کے [illegible] نے [illegible] ازواج [illegible] بعض [illegible]
[illegible] آیت [illegible] ہیں [illegible]

سے پہلے ہی خطاب اولیاء سے ہی کو تم ان کی طیب النفس ہو یہ بات پوچھو کہ مہر کا اصل حق جب عورتوں کو پہنچ جاوے
علما کہتے ہیں کہ مہر کچھ نہیں تو تمہارے ذمہ واجب ہو یہ کہ حبابت کچھ مہر اپنی خوشی سے شوہر کو ہبہ کرے یہ بات کہا
کہا ہو یہی آیت ہے عباس نے کہا یعنی بغیر مہر کے عرب کے کسی بھی بات پر کہ ساتھ مہر واجب کہ جو مہر کی
یہی نہیں کہ طیب کا کسی نے کہا کہ سب کا ہبہ کرنا ہی جائز ہے کیونکہ ان کا حکم مطلب بیان کیا ہے کہ مہر واجب ہے
کہ ابن عباس نے کہا مراد نحلہ سے مہر ہے عائشہ نے کہا فریضہ ہے قتادہ نے کہا نحلہ بمعنی فریضہ
کیا ہو کہ مراد فریضہ مسماۃ ابن زید نے کہا نحلہ کلام عرب میں بمعنی واجب ہے یعنی نکاح کے کرم عورت کے ساتھ
واجب کے واسطے کسی کو بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بات لائق نہیں ہے کہ کسی عورت سے نکاح کرے مگر مہر کی
پر راضی نہ ہو چاہیے کہ تسمیہ صداق کا کذب اور بغیر حق ہو مضمون ان کے کلام کا یہ ہے کہ دینا مہر کا عورت کو حق واجب
نفس کے ساتھ مہر ادا کرے جس طرح عطیہ یا نحلہ کو خوشی سے دیتا ہے اسی طرح مہر کو بھی بخوشی خاطر دے پھر اگر عورت
اپنی خوشی سے بعد تسمیہ کے بعض مہر ہبہ کر دے تو اسکو خوشی سے کھا لو کہ حلال طیب ہے اسی لیے یوں فرمایا ہے
وَاِنۡ طِبۡنَ لَكُمۡ عَنۡ شَيۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا فَكُلُوۡهُ هَنِيۡٓـئًا مَّرِيۡٓـئًا دلیل اس بات پر کہ علت حل ہو اس قدر کہ خوشی خاطر طیب نفس ہے
دین ہبہ مہر یا ادائی الفاظ سے جس کے ساتھ طیب نفس متحقق نہیں ہوتی ہے سو جب عدم طیب نفس پر کوئی دلالت ظاہر
ہوگی تو وہ مہر شوہر کو حلال نہ ہوگا گو بسبب لفظ ہبہ یا تنزکیہ یعنی شرم کی شے کو لفظ ہبہ سے ادا کیا ہو دلالت حال کو تعلق کی کثرت
تو یہ تب ہے عدم اعتبار پر ان الفاظ کے جو زبان سے صادر ہوتے ہیں اور الفاظ کو تملیک کرتے ہیں اور سبب قبضاء حق اول
و نسف اور کہ یہ عورت تملیک یعنی ان کو سے الفاظ سے ترغیب نہیں ہے بلکہ عنہ امر کے برخلاف ہے
غرض جب کوئی عورت کچھ اپنے مہر سے شوہر کو دیدے اور جی کی خوشی سے دیوے تو شوہر کو اسکا لینا اور خرچ کا
استعمال اس مال کا نہایت جائز ہے یعنی حلال ہے مضائقہ نہیں جیسا کہ علی مرتضی نے کہا کہ تم میں جب کوئی بیمار ہو تو
اپنی عورت سے تین درہم مانگ کر شہد مول لے پھر آسمان کا پانی لاوے کہ یہ ہنیئا مریئا شفاء ہے مبارک ہو جو عمل اسکا
کوئی شخص اپنی بیٹی کا بیاہ کرتا تو اسکا مہر خود لیتا اللہ تعالی نے اس بات کو منع کیا اور فرمایا کہ تم کو ان کا مہر نہیں ہے وہ ان کا ہے
تم نے لو حضرمی سے کہا اور وصل [illegible] ثُمَّ اَنۡتُمۡ هٰٓؤُلَآءِ ... [illegible]
بالمعروف [illegible] میں خطاب منکوحہ ہے حضرمی نے نقل کیا کہ بابا [illegible]
ایک آدمی نے پوچھا [illegible] فرمایا [illegible]

میں اصطلاح [illegible]

قولوا لهم قولا معروفا وابتلوا اليتمى حتى اذا بلغوا النكاح فان انستم منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم ولا تاكلوها اسرافا

وبدارا ان يكبروا ومن كان غنيا فليستعفف ومن كان فقيرا فلياكل بالمعروف فاذا دفعتم اليهم اموالهم فاشهدوا

عليهم وكفى بالله حسيبا اور مت پکڑا دو بے وقوفوں کو اپنا مال جو بنایا اللہ نے تمہارا گذران اور ان کو اس میں
کھلاؤ اور پہناؤ اور کہو ان سے بات معقول اور سدھاتے رہو یتیموں کو جب تک پہنچیں نکاح کی عمر کو پھر اگر دیکھو ان میں
ہوشیاری تو حوالہ کرو ان کے مال اور کھا نہ جاؤ انکو اڑا کر اور گھبرا کر کہ وہ بڑے نہ ہو جاویں جو کوئی آسودہ ہو تو بچتا
رہے اور جو کوئی محتاج ہو تو کھاوے موافق دستور کے پھر جب ان کے حوالے کرو انکے مال تو گواہ کرو اوپر ان کے اور اللہ
بس ہے حساب سمجھنے والا ف یعنی لڑکا بے عقل ہو اسکا مال اسکے ہاتھ مت دو اسکا خرچ اسمیں سے چلاؤ جب بالغ ہو اور
عقل پیدا کرے تب مال حوالے کرو لیکن بات معقول کہو یعنی تسلی کرو کہ مال تیرا ہی ہے ہم اسمیں تیری خیرخواہی کرتے
ہیں پھر فرمایا یتیم کا مال اپنے خرچ میں نہ لاؤ مگر اسکے رکھنے والا محتاج ہو تو خدمت کے موافق دستور لے اور جس وقت
اسکو تو نہایت کے ساتھ یتیم کا مال امانت سمجھ کر سونپیں جب یتیم بالغ ہو جاوے تو اسکے موافق حوالے کریں جو
خرچ ہوا وہ سمجھا دیں اور اسوقت بھی شاہد کر دیں کہا ہے اسی طرح سے موضح قرآن میں ف ابن کثیر نے کہا منع کیا
اللہ نے مالکوں کو کہ سفہا کو قدرت و تمکین دیویں تصرف اموال میں جنکو وجہ قیام معاش کی ٹھیرایا ہے تجارت وغیرہ
سے اسی جگہ سے ماخذ کیا ہے کہ بے وقوفوں کو مال خرچ کرنے سے روک دینا چاہیئے حجر یعنی روکنا کئی طرح پر ہوتا ہے کبھی
بسبب لڑکپن کے کیونکہ کم سن کا مسلوب العبارة ہوتا ہے اسکو سلیقہ بات چیت کرنے کا نہیں ہوتا اور کبھی بسبب جنون
کے ہوتا ہے اور کبھی اس سبب سے کہ صرف کرنا مال کا بوجہ نقصان عقل و دین نہیں آتا اور کبھی بسبب افلاس کے کہ اطراف
سے قرض نے گھیر لیا ہے اور جو مال موجود ہے وہ واسطے ادائے دین کے کافی و وافی نہیں ہے جب قرضخواہ حاکم سے کہینگے
اور حاکم سے رکوا دینا اسکے مال کا چاہینگے تو حاکم اسکو روک لیگا خرچ کرنے نہ دیگا ابن عباس نے کہا مراد سفہا سے تیرے
بیٹے اور تیری عورتیں ہیں یہی قول ابن مسعود و حکم بن عیینہ و حسن و ضحاک کا بھی ہے کہ مراد سفہا سے بیان میں سعید بن
جبیر نے کہا یتامی ہیں مجاہد و عکرمہ و قتادہ نے کہا نساء ہیں ابو امامہ نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتیں
بے وقوف ہوتی ہیں مگر جو کہ مانا اپنے قیم کا رواہ ابن ابی حاتم مطولا و ابن مردویہ مطولا ف لفظ حدیث کا یہ
ہے الا انہا السفہاء الا التی اطاعت قیمها ابن مردویہ نے کہا سفہا خدم ہیں اور وہ شیاطین الانس ہیں ف فتح البیان
میں ہے کہ خطاب ہے اولیا کو کہ جو لوگ معروف ہیں سفیہ کہلانے کو اور ہیں ان کو اپنا مال نہ دو یعنی سفیہ غیر لائق کو حوالہ
کر مال کہ مصارف شرعیہ میں نہ لاوے اور سفاہت کے مجرا ہی میں خرچ کرے نے کہا یہ قول احسن الاقوال ہے ملک نے کہا مراد

اولاد وصغار ہین کہ اگر مال اُن کے ہاتھ مین دیا جاویگا تو برباد کر کے تہیدست ہو جاوینگے نحاس نے کہا مراد نساء نہین ہین
اس لیئے کہ عرب سفایہ یا سفیہات بولتے ہین نہ سفہا مگر مین کہتا ہون کہ اطلاق سفہا کا تغلیبا نساء پر ہو سکتا ہے
جس طرح فرمایا ہے وکانت من القانتین حاصل یہ ٹہیرا کہ جسکو تمیز نفع نقصان و وجوہ ضرر کا نہین ہے اور ضعیف
العقل ہے نساء ہون یا صبیان یا رجال انکو مال سپرد نہ کرے یہ مال قوام معایش ہے اُس سے اصلاح حال ہوتی ہے
پہر فرمایا ہان اُس مال سے اُن کو کہلاؤ پہناؤ یعنے جنکا روٹی کپڑا تم پر لازم ہے جیسے زوجات اولاد وغیرہم انکو اُسمین سے
نفقہ وکسوت دو اور اگر مراد اموال یتامی ہین تو یہ مطلب ہوا کہ اُس مال مین تم تجارت کرو نفع پیدا ہو انکو تا بمنع روٹی
کپڑے پر رکہو یہ آیت دلیل ہے جواز حجر کی سفہا پر جمہور اسی کے قائل ہین مگر ابو حنیفہؒ کہتے ہین کہ بالغ عاقل پر حجر نہین ہے اور
اور نیز یہ آیت دلیل ہے وجوب نفقہ قرابت پر اختلاف اس مسئلے کا بجائے خود معروف ہے ابن عباسؓ نے کہا ہے جو مال
خدا نے تجہ کو دیا ہے اور اُسکو تیری معیشت ٹہیرایا ہے تو وہ مال حوالے اپنے بی بی بچون کے نہ کر پہر تو انکا دست نگر ہوگا
ولیکن مال کو روک کر اصلاح کر اور خود تو انکو روٹی کپڑا دے انکی مونت اُٹہا ابو موسی نے کہا ہے تین آدمی اللہ سے
دعا کرتے ہین اُنکی دعا قبول نہین ہوتی ایک وہ مرد جسکی جورو بدخلق ہے وہ اسکو طلاق نہین دیتا دوسرا وہ شخص جسنے
اپنا مال کسی بے وقوف کو دیا ہے حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے ولا تؤتوا السفہاء اموالکم تیسرا وہ شخص جس کا قرض
کسی پر آتا ہے اور اُسنے گواہ نہ کر لیا ف مراد قول معروف سے یہ ہے کہ نرم بات کہے جس سے دل خوش ہو جائے
مجاہد نے کہا یعنی بر وصلے مین قول جمیل کہے کسی نے کہا یون دعا دے بارک اللہ فیکم وحاطکم ومنہ لکم کسی نے
کہا وعدہ حسن کرے یعنی یون کہے کہ تیرا مال میرے پاس کچہ نہین ہے اپنا مین جب تو بالغ راشد ہوگا تو مین وہ
مال تجہ کو دیدونگا باپ بیٹے سے کہے یہ مال تجہی کو دیگا تو انشاء اللہ تعالے اُس کا صاحب ہوگا یا مثل اسکے
اور کوئی ایسی بات کہے جس سے اُنکے جی نہال ہو جاوین اور وہ اسباب شدہ مین کوشش کرین ظاہر آیت
یہ ہے کہ جس پر سارا قول جمیل صادق آوے وہ مراد ہے یعنی شامل ہے طرف متعال حسن خلق کو ساتہ اہل و اولاد کے
یا ساتہ ایتام مکفولین کے حدیث صحیح مین آیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر تم مین وہ ہے جو بہتر ہوا اپنے اہل کو
اور مین بہتر تمہارا ہون واسطے اپنے اہل کے ابن عباسؓ نے کہا ہے مسلط نہ کر تو اپنے ولد سفیہ کو اپنی مال پر ان کو روٹی
کپڑا دے حضرمی نے کہا ایک شخص نے اپنا مال اپنی جورو کو دیدیا تہا اُسنے اُس مال کو بیجا اُٹہایا اُسپر یہ آیت اتری کہ تم اپنے
مال سفہا کو نہ دو ابن جبیر نے کہا مراد یتامی و نساء ہین عکرمہ نے کہا مراد مال یتیم ہے کہ وہ تیرے پاس ہے وہ مال تو اسکو نہ دے
اور اُسپر خرچ کر جب تک کہ وہ بالغ ہو ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت کریمہ متضمن ہے احسان کرنیکو ساتہ عیال یعنے اہل وعیال

ے اور ساتہ اُنکے جو نیچے مجہر کے ہے بالفعل روٹی کپڑا دے کر اور کلام طیب و تحسین اخلاق کر کے فہم
فرمایا تم آزما دو یتیمون کو یعنی دیکہو کر اُن کو سلیقہ صرف کرنے مال کا حاصل ہوا یا نہین جب نجابت اُنکے اخلاق
کی حسن تصرف اُنکا اموال مین معلوم ہو تو بعد بلوغ عمر نکاح کے وہ مال ان کا اُن کو سپرد کرو کسی نے کہا یہ آزمائش
یون ہوتی ہے کہ تھوڑا سا مال دے کر کہے کہ اسے صرف کر پہر دیکہے کہ تصرف اُسکا کیونکر ہے اسی قدر ہی کہ لڑکا لڑکی
کو کہے کہ اس مال سے گہر کا خرچ چلاؤ پہر دیکہے کہ انہون نے گہر کا بندوبست کیسا کیا ہے یہ خطاب ہوا اولیا کو
وجوب امتحان کا ولی پر ہے یہ آیت حق مین ثابت بن رفاعہ اور ان کے عم کے اُتری ہی مراد بلوغ نکاح سی بلوغ
حلم ہے بقولہ تعالے وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ علامات بلوغ سے ایک تو اُگنا بالون کا ہے دوسری پانزدہ
سال ہونا مالک و ابو حنیفہ وغیرہما نے کہا ہی جسکو احتلام نہین ہوا اُسکو حکم بلوغ کا نہین ہے مگر بعد سترہ برس کے
یہ علامات شامل مین ذکر اور انثی دونو کو انثے ممتص ہی ساتہ حبل و حیض کے مجاہد نے کہا مراد نکاح سے بجا حلم
ہے جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ بلوغ غلام مین کبہی حلم سے ہوتا ہی کہ خواب مین کچہ ایسا دیکہے جس سے وہ پانی اُترے
کہ جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے یعنی مادہ منی ثمن ابو داود مین علی مرتضیٰ سے آیا ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
نہین ہی یتیم بعد احتلام کے اور نہ خاموشی تمام روز کی شب تک عائشہ کا لفظ مرفوع یہ ہی کہ اُٹہالی گئی ہے قلم تین سے
ایک بچا یہانتک کہ محتلم ہو اور سوتا یہانتک کہ جاگے اور دیوانہ یہانتک کہ ہوش مین آوے یا پچہ پندرہ برس پوری کرے
یہ پانزدہ سال ماخوذ مین حدیث ابن عمر سے جو صحیحین مین آئی ہے کہ عرض کیا گیا مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دن احد کے اور مین
چہاردہ سال تہا مجہکو اجازت نہ دی پہر عرض کیا گیا دن خندق کے اور مین پانزدہ سال تہا اُسوقت مجہ کو اجازت دی
عمر بن عبد العزیز کو جب یہ حدیث پہونچی کہا یہ فرق ہے درمیان صغیر و کبیر کے ابن کثیر کہتے ہین موئی سخت جو گرد شرمگاہ
کے اُگتے ہین اسمین اختلاف ہی کہ آیا دلیل بلوغ ہے یا نہین اسجگہ تین قول ہین تیسرے قول مین فرق کیا ہے
درمیان صبیان مسلمین کے کہ ان کے لیئے دلیل بلوغ نہین ہی بسبب احتمال معالجہ کے اور صبیان اہل ذمہ کیلیے
دلیل بلوغ ہی اس لیے کہ بسبب اُسکے اُن پر ضرب جزیہ مین تعجیل نہین کی جاتی ہی پس معالجہ نہوا مگر صحیح یہ ہی کہ سب کے
حق مین بلوغ ہے کیونکہ یہ انبات ایک امر جبلی ہی سب لوگ اسمین یکسان ہین احتمال معالجے کا بعید ہی سنت صحیحہ اسی پر
دلالت کرتی ہی امام احمد نے عطیہ قرظی سے روایت کیا ہی کہ عرض کیے گئے ہم حضرت پر بدن قریظے کے حکم ہوا دیکہو کس نے
بال اگائے ہین جسکے بال تہے وہ مارا گیا جسکے نہ تہے چہوڑ دیا گیا مین اُنہین تہا جسکے بال نہ اُگے تہے مجہکو بہی چہوڑ
دیا وَقَدْ اَخْرَجَهُ اَهْلُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَةُ بِنَحْوِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ اسلیے ہوا تہا کہ سعد بن معاذ نے حکم دیا

تھا قتل مقاتل وہی نے عورت کا حق بنی قریظہ کے ایک لڑکے نے ایک دختر کو تہمت زنا اپنے شعر میں لگائی تھی عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا دیکھو اسکے بال اُگے ہیں یا نہیں دیکھا تو اُگے نہ تھے حد موقوف کی ف پھر فرمایا اگر تم دیکھو
اُنمین ہوشیاری تو دو انکو مال اُن کا سعید بن جبیر نے کہا مراد رشد سے اسجگہ صلاح ہے دین میں حفظ ہو مال کا
اسی طرح ابن عباس و حسن بصری وغیرہ ائمہ سے بھی مروی ہے فقہا نے بھی یون ہی کہا ہے کہ جب لڑکا بالغ ہو گیا دین
و مال کا مصلح ہوا تو اب اُسکو روکنا نہ چاہیے جو مال ہاتھ میں ولی کے ہے وہ اسکو سونپ یا جاوے فتح البیان کا بیان یون ہے
کہ مراد رشد سے صلاح ہے عقل و دین میں یا خاص عقل میں شعبی نے کہا مال یتیم کو نہ دینگے جب تک کہ رشد اُسکا معلوم کر لیجے
اگرچہ بوڑھا کیون نہ ہو جاوے ضحاک نے کہا گو سو برس کا ہو جاوے جمہور علما کہتے ہیں کہ رشد نہیں ہوتا مگر بعد بلوغ
کے پھر اگر بعد بلوغ کے بھی راشد نہ ہوا تو روک اُس سے مال نہ ہٹیگی ہان امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ آزاد بالغ پر کچھ روک
نہیں ہے گو فاسق ناس و سخت مبذر کیون نہ ہو یہی قول ہے نخعی و زفر کا بھی لیکن ظاہر نظم قرآنی یون ہے کہ مال یتامی کا
نہ دیا جاوے مگر بعد بلوغ کے جس کی غایت بلوغ نکاح ہے اور یہ غایت قید ہے ساتھ ایناس رشد کے پس ہونا مجموع
ہر دو امر کا ضرور ہے یتامی کو اُن کا مال نہ دینگے قبل بلوغ کے اگرچہ معروف برشد کیون نہ ہون اور نہ بعد بلوغ کے
مگر جبکہ رشد اُن کا پایا جاوے مراد رشد سے وہ نوع رشد ہے جو کہ متعلق ہے ساتھ حسن تصرف کے اموال میں اور
عدم تبذیر کے کہ اُس مال کو بیجا اور غیر مواضع میں صرف وضائع نہ کرے سو جب رشد معلوم ہو تب ہی سپردگی مال میں
دیر نہ لگاوے پھر اللہ تعالی نے منع کیا اولیا کو اس امر سے کہ وہ مال یتامی کا بغیر کسی حاجت ضروری کے کھا جاویں اسراف
لغت میں کہتے ہیں افراط و مجاوزت حد کو بغیر حق کے نضر بن شمیل نے کہا سرف بمعنی تبذیر ہے بدار مبادرت و شتابی
کرنا ہے یعنی اُن کے بالغ ہونے سے پہلے اُن کے مال کو جلدی کر کے نہ اُڑا دو اس ڈر سے کہ یتیم وہ جوان
ہو جاوینگے تو پھر وہ مال ہمکو ہاتھ نہ لگے گا غنی پر کھانا مال یتیم کا شرعاً و عرفاً نہ ہے یہ قول جمہور کا ہے عائشہ نے
کہا یہ آیت جو کوئی غنی ہو وہ اُس مال سے بچے حق میں مال یتیم کے اُتری ہے یہ آیت کہ کھاوے مطابق دستور کے کھاوے
حق میں ولی یتیم کے آئی ہے جو اسکو رکھتا و ہتایا ہے اگر محتاج ہو تو بقدر حاجت اُسمین سے کھاوے بدلہ اُسکے مال
کو بھلے مقدار معروف میں اہل علم کا اختلاف ہے ایک قوم نے کہا مراد قرض ہے یعنی وقت حاجت کے لیوے پھر لوٹا دے جب میسر
ہو اسکو کہا ابن عباس و عمر بن خطاب و عبیدہ سلمانی و ابن جبیر و شعبی و مجاہد و ابو العالیہ و مقاتل و اوزاعی و ابو وائل
اسی کے قائل ہیں نخعی و عطا و حسن و قتادہ کا یہ قول ہے کہ فقیر کا کل صرفت کی قضا نہیں ہے جمہور فقہا بھی اسی کے قائل
ہیں ظاہر نظم قرآنی سے بھی یہی بات زیادہ نکلتی ہے کیونکہ اباحت اکل واسطے فقیر کے شرعاً بطور اجرت کے ہے نہ قرض کے معروف

سے مرادوہ ہے جو درمیان لوگون کے متعارف ہے اموال یتامی کے ساتھ تفنّن کرکے تنعّم ماکول ومشروب
وملبوس مین مبالغہ نہو بلکہ سدّ فاقہ وستر عورت پر کفایت کرے عطاء وعکرمہ نے کہا ہو اطراف اصابع سے کہاوے
اسراف ذکرے لباس کتان نہ پہنے نخعی نے کہا ادنے فقط ہو کہ بہوک سے سترچہاوے حسن نے کہا جو کہ کہاوے درخت
سے کہجور کہاوے مویشی کا دودھ پئے موافق دستور کے تو اُس پر کچہہ قضا نہین ہو یا سونا چاندی سو اسکو ہاتہہ نلگاوے
اگر کچہہ اُس مین سے لیگا تو پہیرنا اسکا واجب آویگا کلبی نے کہا معروف یہہ ہو کہ جانور پر سوار ہو خادم سے خدمت لیوے
مال عین سے کچہہ نکہاوے دوسری قوم نے کہا مال عین سے بقدر قیام واجرت عمل کے لیوے اُسپر کچہہ قضا نہین ہے
یہی قول ہے عائشہ نحو ایک جماعت کا اہل علم سے مگر اول اولی ہے ابن عباسؓ نے کہا ہے اس آیت کو
کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی الآیۃ نے منسوخ کر دیا خطاب اس آیت مین اولیاے یتامی کو ہے جو قائم مصالح
ایتام ہین جیسے باپ دادا اور وصی اُن دونون کے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ مراد اس آیت سے یتیم ہے یعنی
اگر وہ غنی ہے تو اُسپر توسیع چاہیے مال سے بدسائی کرے اور اگر فقیر ہے تو انفاق اُسپر بقدر حال کرے
لیکن یہ قول نہایت ساقط ہو ابن عباسؓ نے کہا فقیر شیء وقوت زائد سے لے اور سترعورت سے آگے تجاوز نکرے
اگر سیر کریگا تو قضا لازم آئیگی اور اگر عسر کریگا تو کچہہ نہین ہے عمر بن خطابؓ فرماتے تہے مینے اپنی جان کو اللہ کے مال
سے بمنزلہ ولی یتیم کے کر رکہا ہو اگر مستغنی ہوا تو عفاف کیا اور اگر محتاج ہوا تو مطابق دستور کے لیا جب آسودگی ہوئی تو
ادا کر دیا اخرجہ البیہقی وقیل ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا میرے پاس مال نہین ہے
اور یتیم ہے فرمایا کہا مال سے اپنے یتیم کے بغیر اسراف وتبذیر ومالدار بننے کے اور بغیر اسکے کہ بچاوے تو مال اپنا اسکے
مال سے رواہ احمد وابو داود والنسائی وابن ماجۃ وابن ابی حاتم ابن کثیر کہتے ہین فقہا نے کہا ہو فقیر کو
جائز ہے کہ اقل الامرین کہاوے اجرت مثل یا بقدر حاجت کے پہر جب آسودہ ہو تو پہیرنا دو بعض نے کہا نہ پہیرے
اس لیے کہ اُسنے بعوض اجرت اپنے عمل کی کہائی ہے اور وہ فقیر تہا یہی صحیح ہو نزدیک اصحاب شافعی کے اسلیے کہ آیت شریفہ نے
مباح کیا ہو اکل کو بغیر بدل کے جائز کہتے ہین ایک آدمی نے حضرتؐ سے کہا مین یتیم کو کس بات پر مارون فرمایا جس
بات پر تو اپنی اولاد کو مارتا ہے نہ بچا تو اپنے مال کو اُسکے مال سے اور نہ مالدار بن اُسکے مال سے رواہ ابن حبان دوسرا
قول یہ ہو کہ بدل دے اس لیئے کہ مال یتیم کا خطر پر ہو حاجت کے لیئے مباح ہوا ہو اُسکا بدل دینا چاہیے جس طرح
کہ اکل مال غیر واسطے مضطر کے وقت حاجت کے روا ہے ابن عباس نے کہا مراد معروف سے قرض ہو ایک جماعت سلف
اسی طرف گئی ہو شعبی نے کہا نہ کہاوے مگر جبکہ مضطر ہو طرف اسکے جیسے کہ مضطر ہوتا ہو طرف مردار کے پہر اگر کہالیا تو

اُس کی تقاضا ہے ف پھر اللہ نے اولیاء کو یہ حکم دیا کہ جب یتیم بالغ ہو جاوے اور رشد اُس کا معلوم ہو تو منع
مال بگمان بیجا نہ کرے تاکہ اُسکو گنجائش حیلہ و سُستی کی بسبب لینے مال کے باقی نہ رہے ظاہر نظم قرآنی شرح شبہ
ہے دفع مال پر لو یہ شامل ہو اتفاق کو تمیل رشد کے اور دفع جمیع اموال کو بعد رشد کے اور یہ امر ارشادی ہے
نہ واجب پھر فرمایا کہ اللہ بس ہے حساب لینے والا اسمین وعید ہو اولیاء یتامی کو کہ اگر وہ مال پورا نہ دینگے کچھ کمی کرینگے
یا کھا گئے ہین اور حساب نہ سمجھا دینگے تو اللہ اُن سے پوچھیگا اسی بیچ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ حضرت نے ابوذر سے
فرمایا اے ابوذر تجھ کو ضعیف دیکھتا ہون اور تیرے لیے وہی بات چاہتا ہون جو اپنے لیے چاہتا ہون تو حکمرانی مکر دو

نہ ہو کبھی اور والی نہ ہو مال یتیم کا لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ
الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۞ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم
مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۞ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا
سَدِيدًا ۞ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۞

مردون کو بھی حصہ ہے اُسمین جو چھوڑ مرین ماں باپ اور ناتے والے اور عورتون کو بھی حصہ ہے اُسمین جو چھوڑ
مرین ماں باپ اور ناتے والے اس تھوڑی یا بہت مین حصہ مقرر ہوا اور جب حاضر ہون تقسیم کے وقت ناتے
والے اور یتیم اور محتاج تو اُنکو کچھ کھلا دو اُسمین سے اور کہو اُنکو بات معقول اور چاہیے کہ ڈرین وہ لوگ کہ اگر اپنے پیچھے
چھوڑین اولاد ضعیف تو اُن پر خطرہ کھاوین تو چاہیے کہ ڈرین اللہ سے اور کہین بات سیدھی جو لوگ کھاتے ہین مال
یتیمون کے ناحق وہ کھاتے ہین اپنے پیٹ میں آگ اب پیٹھین گے آگ مین ف ایام قرآن مین یہ کفر کی رسم
مین عورت کو وارث نہ گنتے اب عورت کو بھی میراث دی یہ فرمایا جب وقت میراث تقسیم ہو اور باہر کے لوگ
جمع ہون تو جنکو حصہ نہیں پہونچتا اور قرابتی ہین یا یتیم یا محتاج ہین تو کچھ دیکر رخصت کرو اور بات معقول کہو
یعنی جواب سخت نہ دو اور اگر توقع زیادہ کی رکہتے ہون تو عذر کرو اور چاہیے کہ پیچھے کی اولاد کے حق مین تصور کرین اپنے
اوپر قیاس کرین کہ ہماری اولاد رہجاوے پیچھے تو ہم کو کیا گزرے ف ابن کثیر کہتے ہین سعید بن جبیر و قتادہ نے کہا مشرک
لوگ مال بڑے لوگون کو دیتے نہ عورتون اور اطفال کو وارث نہ ٹھہراتے اللہ نے یہ آیتین فرمایا تم سب اللہ کے حکم مین اصل
وراثت مین برابر ہو اگرچہ مطابق فرض خدا کے جو واسطے ہر ایک کے مقرر فرمایا ہے موافق حال میت کے قرابت
یا زوجیت یا ولاء سے متفاوت ہو کیونکہ وہ ایک طرح سے مثل نسب کے ہے ابن مردویہ نے جابر سے روایت کیا ام کجہ پاس رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آئی کہا اے رسول اللہ میری دو بیٹیاں ہین اُن کا باپ مر گیا اُن کے پاس کچھ بھی نہیں پھر اللہ نے

یہ آیت آنکی نسبت ہے جو موجود ہوں تقسیم میراث نزدیک ہر دو آیت میراث کے اور ہو سیاق آیت بھی اسی پر دال ہے اور حضور
ذوی القربیٰ ہیں نزدیک قسمت میراث کے سوا ان کے جو وارث میت کے نہیں ہیں یا یتامیٰ اور مساکین ہیں کہ انکو
ترکۂ میت سے کچھ دینا چاہیے ابتدائے اسلام میں یہ بات واجب تھی یا مستحب پھر اختلاف ہوا کہ اب منسوخ ہے یا نہیں اسمیں
دو قول ہیں بخاری نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں فقط انکا دل خوش کرنا چاہیے قَوْلًا
معروفا مجاہد نے کہا یہ واجب ہے اہل میراث پر جسکے ساتھ انکا جی خوش ہو اسی طرح ابن مسعود ابو موسیٰ عبدالرحمن بن
ابی بکر ابو العالیہ شعبی حسن سے بھی مروی ہے ابن سیرین سعید بن جبیر مکحول ابراہیم نخعی عطا بن ابی رباح زہری یحییٰ
بن معمر نے کہا یہ آیت واجب ہے ابن سیرین کہتے ہیں ولی ہوئے عبیدہ وصیت کے پس ایک بکری ذبح کر کے
اس آیت والوں کو کھلائی اور کہا اگر یہ آیت شریف نہ ہوتی تو یہ بکری میرے مال میں سے تھی زہری نے کہا عروہ نے مال
مصعب میں سے وقت تقسیم کے کچھ دیا زہری کا قول ہے کہ یہ آیت محکم ہے مجاہد نے کہا یہ حق واجب ہے جسکے ساتھ جی خوش ہو
ایک جماعت سلف کی یہ ہے کہ یہ امر ساتھ وصیت کے ہے انکو عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر نے اپنے باپ کی میراث تقسیم
کی عائشہؓ زندہ تھیں گھر میں کسی مسکین وقرابت والے کو نہ چھوڑا اگر کچھ نہ کچھ اسکو میراث پدر سے دیا پھر
آیت باب وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ پڑھی جب اسکا ذکر ابن عباسؓ سے ہوا کہا کچھ ٹھیک بات نہ ہوئی یہ انکا
کام نہ تھا یہ تو وصیت پر موقوف ہے یہ آیت وصیت میں آئی ہے یعنی میت کو چاہیے کہ انکو اس بات کی وصیت کر
جاوے دوسری روایت ابن عباسؓ کی یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت مابعد يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ اس کی ناسخ
ہے یہ حکم پہلے نزول فرائض کے تھا پھر اللہ نے فرائض اتارے تو ہر ذی حق کو اسکا حق دلوایا صدقے کو تسمیۂ
متوفی پر کہا [illegible] دوسرا لفظ ابن عباسؓ کا یہ ہے کہ آیت میراث نے اس آیت کو منسوخ کیا ہے
ہر انسان کا نصیب ترکہ والدین واقربین سے مقرر ہو گیا تھوڑا ہو یا بہت سعید بن المسیب بھی قائل نسخ کے ہیں کہتے
ہیں آدمی جو مال چھوڑ جاتا تھا اسمیں سے یتیم وفقیر ومسکین وذوی القربیٰ کو وقت حضور قسمت کے دیا جاتا تھا یہ بات
قبل فرائض کے تھی پھر میراث نے اسکو منسوخ کر دیا اللہ نے ہر حقدار کا حق دیدیا وصیت مال میت میں یہی ہے کہ جس کو
چاہے اہل قرابت سے وصیت کر جاوے عکرمہ ابی الشعثاء قاسم بن محمد ابو صالح ابو مالک زید بن اسلم ضحاک عطا خراسانی
مقاتل بن حیان ربیعہ بن ابی عبدالرحمن کا قول بھی یہی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے یہی مذہب ہے جمہور فقہاء وائمہ اربعہ اور انکے
اصحاب کا ابن جریر نے اسجگہ ایک نہایت غریب قول اختیار کیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب وقت قسمت مال وصیت کے میت
کے نزدیک آئے حاضر ہوں تو انکو اسمیں سے کچھ دینا چاہیے اور یتامیٰ ومساکین سے بات معقول کہدے

یہ معنے ہوے انکی حاجت طول و مکرر کے مگر اسمین نظر ہے ابن عباسؓ نے کہا ہی مراد قسمت سے اسجگہ قسمت میراث
ہے یہی قول ہی اکثر سلف کا اسی بنیاد پر اس آیت کے معنے مین نہ مسلک ابن جریر پر یہ مطلب ہوتا ہی کہ جب
فقرا قرابت جو وارث نہین ہین اور یتامی و مساکین قسمت مال جزل کیوقت حاضر ہون اونکو بھی کسی چیز کو کہ
مال مین سے چاہیے اور وہ دیکھین کہ یہ شخص لیتا ہے اور وہ شخص لیتا ہے اور یہ ناامید ہین انکو کوئی شے بھی اسمین سے
نہین ملتی ہے تو اللہ پاک نے کہ رؤف رحیم ہے یہ حکم دیا کہ کچھ بچا کھچا دے ڈالین کہ انکو بھی دیدین کہ احسان کا
ہے ساتھ انکے اور صدقہ ہو ان پر اور جبر ہے انکی شکستگی کا جس طرح فرمایا ہے کُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ
حَصَادِهِ اور ان لوگون کی مذمت کی جو مال اٹھا لیجاتے ہین چھپ کر اس ڈر سے کہ کہین محتاج لوگ اور فاقہ کش اسپر مطلع
نہون جیسے کہ اصحاب باغ سے خبر دی ہے کہ انہون نے قسم کہائی تہی کہ صبحدم جاکر یعنی رات سے اٹھہ کر میوہ باغ کا کاٹ
لاوین اور یہ کہا کہ کہین آج کے دن کوئی مسکین تمہارے پاس نہ آجاوے اُس پر اللہ نے اُن کو برباد کر دیا
وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا سو جو کوئی اللہ کے حق کا انکار کرتا ہے اللہ اُسکے ملک عزیز مین اُسکو عذاب فرماتا ہے اسی لیے
حدیث مین آیا ہے نہین ملا صدقہ کسی مال مین مگر برباد کیا اُس کو یعنی نہ دینا صدقے کا سبب مٹ جانے مال کا
بالکل ف فتح البیان مین کہا ہے کہ آیت لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مین اللہ پاک نے قدر نصیب مفروض کو مجمل کہا ہے اس سے
معلوم ہوا کہ تاخیر بیان وقت خطاب سے جائز ہے حنفیہ بھی اسکے قائل ہین فرض وہ ہے جو محکم تر ہو واجب سے
یا اُسکا سونپنا یقینی ہو کسی کے ساقط کرنے سے ساقط نہ ہو آیت مین دلیل ہی اسبات پر کہ اگر وارث اپنے حصے سے
ہو اعراض کرے تو وہ حق اُسکا اعراض کرنے سے ساقط نہین ہوتا ہے نَصِيبًا مَفْرُوضًا پہر متاسین کو چاہیے کہ جب
وقت قسمت ترکہ کرنا کے والے وغیرہ حاضر ہون تو قسمت سے پہلے کچھ بطور رضخ انکو دیدے جس نے کہا یہ آیت محکم ہے اُسکے
نزدیک امر واسطے ندب کے ہے بعض نے کہا منسوخ ہے قول اول ارجح ہے کیونکہ آیت مین جنکا ذکر واسطے قرابت کے ہی وہ
غیر وارث ہین کچھ منجملہ وارثین کے نہین ہین کہ آیت میراث ناسخ ٹہیری ہان اگر ان ناتے والون کو وارث ٹہیرا لیجاوے
تو نسخ کے لیے ایک وجہ ہی دوسرے گروہ نے کہا ہے نسخ واسطے تہے غیر وارث کے واجب ہو اُس مقدار سے جو مفروض وارث
خوش ہون انہیں مین معنی امر حقیقی کے مذہب کیطرف جانا چاہیے مگر قرینے سے عائشہؓ نے کہا یہ آیت منسوخ نہین ہے
مگر لوگون نے اُس پر عمل کرنے مین کاہلی و سستی کی وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا خطاب ہے اولیاے یتامی کو جبکہ
ورثہ صغار ہون یعنی ہر سہ نوع مذکورہ سے اچھی بات کہو جسمین احسان کہنا منع ہو یا ایذا دہی نہ ہو یا بالکل نہ دینے
کا عذر مناسب کہدو یہ ابو حبیب کو یہ خطاب لیا وعظ فرمایا کہ تم ان یتیمون سے جو تمہاری بہشت مین ہین وہی

گروہ جیسا کہ تم بھلائی چاہتے ہو اپنی اولاد سے بیضاوی نے کہا یہ خطاب اُنکو ہے جو واسطے عیادت بیمار کے آ
ہے وقت وصیت کے یا امر ہے ورثہ کو ساتھ شفقت کرنے کے حاضرین قسمت پر اقارب یتامی و مساکین
سے کہ تم یہ خیال کرو اور تصور کرو کہ اگر وہ صغار تمہاری اولاد ہوتے اور بعد تمہارے مثل اُن کے ضعیف عاجز چھوڑ
جاتے تو کیا تم اُن کا محروم رہنا جائز رکھتے یا حکم ہے موصین کو کہ ورثہ کا خیال کریں وصیت میں اسراف نہ کریں مگر
قول اول اولی ہے ایک گروہ نے کہا اور فَلْيَتَّقُوا اللهَ سے سارے لوگ ہیں سب کو حکم کیا ہے کہ حق میں ایتام و
اولاد ناس کے کہ اُن کی پرورش و کو وزین ہو اتقوا اللہ سے ڈرتے رہیں دوسری جماعت نے کہا مراد وہ لوگ ہیں
جو وقت موت کے نزدیک میت کے حاضر ہوتے ہیں اُنکو حکم دیا ہے اللہ سے ڈرنے کا قول سدید سے مراد ارشاد ہے
طرف مخلص کے تحقیق ضماد حقوق بنی آدم سے اور طرف وصیت کرنیکے ساتھ قرب مقربانی اسکے قدر ترک کرنے تبذیل
واحرام ورثہ کے یہ صلاح کہ اپنے ورثہ پر بعد اپنے خوف محتاجی کا کرتے ہیں کہ کہیں وہ بھیک مانگتے نہ پھریں ابن عطیہ
نے کہا لوگ دو طرح پر ہوتے ہیں ایک وہ ہیں کہ اپنے ورثہ کو غنی چھوڑ کر مرتے ہیں اُنکو اس بات کی یاد دلانا کہ وہ اپنی
جان کیواسطے کچھ وصیت کر جاویں مندوب ہے دوسرے وہ ہیں جنکے ورثہ ضعفاء مفلسین ہوتے ہیں اُن کو طرف
احتیاط اور ترک مال کے بلانا مستحب ہے قرطبی نے کہا یہ تفصیل حسن ہے ف ابن کثیر کہتے ہیں کہ ابن
عباس نے کہا یہ آیت اُس شخص کے حق میں ہے کہ مرتا ہے اور وصیت ضرر دہ کر جاتا ہے دوسرے نے سنا کہ وہ
ایسی وصیت کرتا ہے اللہ نے اُس سننے والے کو حکم کیا کہ وہ اُس کو سیدھا کرے اللہ سے ڈرا دے طرف صواب کے لاوے
اُسکے ورثہ پر ویسی ہی نظر ڈالے جیسی کہ اپنے ورثہ پر خوف اضاعت سے نظر ڈالنا دوست رکھتا ہے یہی قول ہے
مجاہد و اکثر سلف کا صحیحین میں آیا ہے جب آئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس سعد بن ابی وقاص کے کہا اے
رسول خدا میں مالدار ہوں سوا ایک دختر کے کوئی وارث میرا نہیں ہے کیا میں دو ثلث مال اپنا صدقہ کر دوں فرمایا نہیں
کہا آدھا فرمایا نہیں کہا تہائی فرمایا ہاں تہائی اور تہائی بہت ہے پھر فرمایا تو اگر اپنے ورثہ کو غنی چھوڑ جاویگا بہتر ہے اس سے
کہ اُنکو محتاج چھوڑ جاوے وہ لوگوں سے بھیک مانگیں صحیح میں ابن عباس سے آیا ہے کہ اگر لوگ تہائی سے گھٹا کر
یعنی طرف ربع جو تہائی سے کم کیا اچھا ہوا اسلیے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ فقہا نے کہا
ہے اگر ورثہ میت کے اغنیا ہوں تو میت کو مستحب ہے کہ پوری ایک تہائی کی وصیت کرے اور اگر فقرا ہوں تو مستحب ہے
کہ تہائی سے کم کر دے کسی نے کہا مراد تقوی اللہ سے اس جگہ مباشرت اموال یتامی ہے کہ اُسکے کھانے اُڑانے سے
ڈرو یہی قول ابن عباس کا بھی ہے ابن کثیر نے کہا یہ قول حسن ہے کہ مؤید ہے ساتھ تہدید مابعد کے جو اکل مال یتیم پر

تقاضائی ہے یعنی جس طرح کا تو معاملہ ساتھ اپنی ذریت کے بعد اپنے چاہتا ہو تو بھی اگلون کی ذریت سے ویسا ہی معاملہ
کر جبکہ تو انکی کا والی ہو پھر یہ فرمایا کہ جو کوئی یتیمون کا مال ظلم سے کہاجاتا ہے وہ آگ کہاتا ہے یعنی قیامت کو وہ
مال اُسکے پیٹ مین نار ہوجاویگا یا یہ ہے جو آگ کہاویگا انگارے بہیگا صحیحین مین ابو ہریرہؓ سے مرفوعا آیا ہے
بچو سات ہلاک کرنے والی چیزون سے کہا وہ کیا ہین فرمایا شرک کرنا اللہ سے جادو کرنا حرام جان کو قتل کرنا
سود کہانا یتیم کا مال کہانا لڑائی کے دن بہاگ جانا محصنات غافلات مومنات کو تہمت لگانا ابو سعید خدری نے
کہا اے رسول خدا آپنے شب معراج مین کیا دیکہا فرمایا مجکو طرف ایک بڑی مخلوق خدا کے لیگئے وہ بہت سے آدمی تہے
ہر آدمی کا ہونٹ مثل ہونٹ اونٹ کے تہا اُنپر بہت سے لوگ موکل تہے جو اُسکا جبڑا کہولتے تہے پھر پتہر آگ کا لا کر اُسکے
منہ مین ڈالتے وہ پتہر اُسکے اسفل سے باہر نکلتا وہ آدمی چیختا چلاتا تہا مین نے کہا اے جبریل یہ کون لوگ ہین کہا یہ
وہ لوگ ہین جو مال یتیمون کا ظلم سے کہاتے ہین یہ تو آگ نار ہین اب آگ مین کہسینگے رواہ ابن ابی حاتم سدی نے
کہا کہانیوالا مال یتیم کا دن قیامت کے یون اُٹہیگا کہ اُسکے مونہہ اور کان و ناک و آنکہون سے شعلہ آگ کا نکلتا ہوگا ہر کوئی
اُسکو دیکہیگا پہچان لیگا کہ وہ آکل مال یتیم ہے ابو برزہؓ مرفوعا کہتے ہین بعث ہوگی ایک قوم دن قیامت کی اپنی قبرون سے
اُنکے مونہہ آگ سے بہڑکتے ہونگے کہا اے رسول خدا وہ کون ہین فرمایا تو نے نہین دیکہا کہ اللہ نے کہا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ
یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا الآیۃ رواہ ابن مردویہ وابن ابی حاتم مسلم بن حجاج سے روایت ہے کہا ابو ہریرہؓ سے مرفوعا
یون ہے اُحَرِّجُ مَالَ الضَّعِیْفَیْنِ الْمَرْاَۃِ وَالْیَتِیْمِ یعنی مین تمکو وصیت کرتا ہون بچنے کی مال سے اُن دو ضعیف
کے ایک عورت دوسرے یتیم ف فتح البیان مین ہے مراد اکل نار سے وہ چیز ہے جو سبب نار ہوتی ہے سبب کی
تعبیر کیا ہے سبب سے مطلب یہ ہے کہ ابھی تو نہین قیامت کو آگ نکلیگی یہ مجاز ہوا بعض نے کہا اُنکے پیٹ ظرف نار
ہونگے اللہ اُن کے لیے آگ پیدا کریگا جسکو وہ اپنے پیٹ مین کہاتے ہونگے یہ حقیقت ہے حقیقت کہوتے مجاز کی کیا ضرورت
اُنمہ خصوصا اکل مال کا کیا ہے حالانکہ سارے انواع اتلافات وجمیع تصرفات متلف مال یتیم کا یہی حکم ہے اسلیے کہ جمیع انواع سے
تعبیر اکل کی ہوتی ہے کیونکہ مقصود مال سے یہی اکل ہوتا ہو یہ کہتے ہین یہ آیت حارث کی ہے ایک شخص غطفانی کا تہا زید بن اسلم نے
کہا یہ آیت واسطے اہل شرک کے ہے کہ وہ یتیمون کو وارث نہ کرتے تہے اُنکا مال کہاجاتے تہے مین کہتا ہون گو بات وہ اہل
شرک ہی کی تہی مگر عبرت عموم لفظ کو ہے نہ خصوص سبب کو پس جو مسلمان کسی یتیم کا مال ناحق کہاجاوے گا اپنے
تصرف مین لاویگا اُسکا حکم یہی ہے کہ اُس نے آگ کہائی اب عنقریب آگ مین پہنچیگا یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ

لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَہُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ وَاِنْ کَانَتْ وَاحِدَۃً فَلَہَا النِّصْفُ

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ

الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ

أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا اللہ کہہ رکھتا ہے تم کو تمہاری اولاد میں مرد کو حصہ برابر
دو عورت کے پھر اگر نری عورتیں ہوں دو سے اوپر تو اُن کو دو تہائیاں جو چھوڑ مرا اور اگر ایک ہی تو اُس کو آدھا
اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو دونوں میں سے چھٹا حصہ جو چھوڑ مرا اگر میت کی اولاد ہے پھر اگر اُس کو اولاد نہیں اور
وارث ہیں اُس کے ماں باپ تو اُس کی ماں کو تہائی پھر اگر میت کے کئی بھائی ہیں تو اُس کی ماں کو چھٹا حصہ
پیچھے وصیت کے جو دلوا مرا یا قرض کے تمہارے باپ اور بیٹے تم کو معلوم نہیں کون شتاب پہونچے ہیں تمہارے کام
میں حصہ باندھا اللہ کا ہے اللہ خبردار ہے حکمت والا ف موضح قرآن میں ہے اس آیت میں دو میراثیں فرمائیں اولاد
کی اور ماں باپ کی اولاد اگر ملے ہیں مرد و عورت تو مرد کا دوہرا حصہ عورت کا اکہرا اور اگر فقط عورتیں ہیں تو اگر ایک ہو تو آدھا
مال اور زیادہ ہوں تو دو تہائی برابر بانٹ لیں اور ماں کا حصہ اگر میت کی اولاد ہے یا بھائی بہن ہیں ایک سے زیادہ تو
چھٹا حصہ اور اگر دونوں نہیں تو تہائی اور باپ کا حصہ اگر میت کو اولاد ہے تو چھٹا حصہ اور اگر اولاد نہیں تو عصبہ
ہوا اور میت کا مال اول اُس کے دفن کفن کو لگا دیجئے جو کچھ بچے وہ اُس کے قرض میں دیجئے جو کچھ بچے تو اُس کی
وصیت میں ایک تہائی تک لگا دیجئے اس کے بعد میراث کے حصے ہیں اور ان حصوں میں عقل کا دخل نہیں اللہ صاحب نے
مقرر فرمائے وہ سب جانتا ہے ف ابن کثیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت کریمہ اور وہ آیت جو بعد اس کے ہے اور وہ آیت جو
خاتمہ اس سورت کی ہے آیات علم فرائض ہیں علم مذکور انہیں تین آیتوں اور حدیثوں سے جو اس بارہ میں آئی ہیں
مستنبط ہوا وہ حدیثیں مثل تفسیر کے ہیں واسطے ان ہر سہ آیات کے ہم ان حدیثوں کو اس جگہ ذکر کریں گے یہی تقریر مسائل اور
بیان خلاف اور ادلہ و حجاج مابین ائمہ اُس کی جگہ کتب احکام ہیں تعلم فرائض میں جو ترغیب آئی ہے اور یہ فرائض خلاصہ اہم علوم ہیں
ابن عمرو نے مرفوعاً کہا ہے علم تین ہیں اور ما سوا اُس کے فضل ہے آیت محکمہ یا سنت قائمہ یا فریضہ عادلہ رواہ ابوداود وابن
ماجہ ابو ہریرہ سے مرفوعاً کہتے ہیں تم سیکھو فرائض کو اور سکھاؤ لوگوں کو وہ آدھا علم ہے اور وہ بھول جاتا ہے اور وہ پہلی چیز ہے
جو میری امت سے کھینچ لی جائے گی رواہ ابن ماجہ اسکی اسناد میں ضعف ہے یہ حدیث ابن مسعود اور ابو سعید سے
بھی مروی ہے لیکن ہر ایک میں نظر ہے ابن عیینہ نے کہا فرائض کا نام آدھا علم اس لیے ہوا کہ سب لوگ
اُس میں مبتلا ہیں بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ عیادت کی میری حضرت صلعم
اور ابوبکر نے بنی سلمہ میں پیادہ پا مجھ کو بیہوش پایا پانی منگا کر وضو کیا پھر مجھ پر چھڑکا جب مجھ کو ہوش آیا میں نے کہا مجھ کو

کیا حکم ہوتا ہے کیا کرون مین اپنے مال کو تب یہ آیت اتری یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ کذا فی المشکوٰۃ دوسری
حدیث جابرؓ کی بیان سبب نزول مین ٹھیک نہین احمد کے یہان آئی ہے کہ عورت سعد بن ربیع کی ٹھیک حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے آئی کہا اے رسول خدا یہ دونون بیٹیان ہین سعد کی ان کا باپ ہمراہ آپ کے دن احد کے شہید
ہوا ہے ان کے چچا نے سب مال ان دونون کا لے لیا ہے کچھ بھی نہین چھوڑا ان کا نکاح نہین ہوسکتا جب تک کہ انکے
پاس کچھ مال نہو فرمایا اللہ اس مقدمے مین حکم دیگا تب آیت میراث اتری حضرتؐ نے ان کے چچا کو بلاکر فرمایا کہ سعد کی
بیٹیون کو دو ثلث اور انکی ماں کو ایک ثمن دے اور جو بچے وہ تیرا ہے رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ ترمذی
نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ظاہر یہ ہے کہ یہی حدیث جابرؓ کی سبب نزول آیت اخیر اس سورت مین آئی ہے
اسلیے کہ اس وقت جابرؓ کی بہنین تہین بیٹیان نہ تہین میراث کلالہ کی تہی لیکن ہم نے حدیث مذکور کو اس جگہ
بتبعیت بخاری ذکر کیا ہے کیونکہ انہون نے اسی جگہ اس حدیث کو روایت کیا ہے اور دوسری حدیث جابرؓ کی اشبہ ہے ساتہ
سبب نزول اس آیت کے واللہ اعلم ف یہ جو فرمایا کہ اللہ تمکو وصیت کرتا ہے حق مین اولاد کے کہ مرد کو دوہرا حصہ ہو
اسکا سبب یہ ہے کہ جاہلیت والے ساری میراث مردون کو دیتے تہے نہ عورتون کو اللہ نے اس میراث مین سب کو برابر
رکہا کمی بیشی حصے کی اور بات ہے مرد کا دوہرا حصہ مقرر کیا اسلیے کہ مرد محتاج ہوتا ہے مؤنت نفقہ و معاملہ تجارت و کسب
و تحمل مشاق کا اسواسطے مناسب ہوا کہ مرد کو بنسبت عورت کے دو چند حصہ دیا جاوے بعض اذکیا نے آیت یوصیکم اللہ
فی اولادکم سے یہ استنباط کیا ہے کہ اللہ کا رحم خلق پر رحم والدہ سے ولد پر زیادہ ہے کیونکہ والدین کو وصیت کی ہے
حق مین اولاد کے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ ارحم ہے ساتہ انکے والدین سے جس طرح حدیث صحیح مین آیا ہے کہ ایک عورت
قیدیون کا بچہ اس سے الگ کر دیا تہا وہ قیدیون مین اپنے بچے کو تلاش کرتی پہرتی تہی جب اسکو پایا تو اسنے اپنے سینے
چپکایا دودہ پلایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا تم دیکھتے ہو اسکو کہ اپنے بچے کو آگ مین ڈالیگی بولے
درست کہا نہین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارحم بعبادہ من ہذہ بولدہا بخاری نے ابن عباسؓ سے اس جگہ روایت کیا ہے
کہ مال اولاد کا ہوتا تہا اور وصیت واسطے والدین کے تہی اللہ نے جتنا چاہا منسوخ کر دیا مرد کے دو حصے رکہے ماں
باپ کا چھٹا اور تہائی حصہ زوجہ کا آٹھوان چوتہا حصہ شوہر کا آدھا اور چوتہائی ابن عباسؓ کہتے ہین جب نازل ہوئی
آیات میراث مرد و عورت ماں باپ کا حصہ ٹھیرایا تو سب یا بعض لوگون کو ناپسند ہوا کہنے لگے عورت کو ربع یا ثمن اور
دختر کو نصف اور غلام صغیر کو حصہ ملتا ہے حالانکہ ان مین کوئی لڑتا نہین ہے نہ غنیمت لاتا ہے چپ رہو شاید
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کو بھول جاوین یا ہم کچھ کہین اس سے حکم بدل دین پہر حضور سے کہا

کہ دختر کو نصف ترکہ باپ کا دیا جاتا ہے وہ دو گہنا سے پہلے سوار ہو۔ قوم سے ٹھہرے تھے کہ میراث نہ دی جائے وہ کلام
مین خبیث آتا ہے جاہلیت مین وہ لوگ اسی طرح کرتے تھے کہ میراث مقاتل کو دیتے اور اسکو جو اکبر اولاد تھا اسیپر
آیت باب اُتری یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین پہر فرمایا اگر ہون عورتین دو سے اوپر تو ان کو دو ثلث ملین مگر کسی نے
کہا لفظ فوق اسجگہ زیادہ ہے مراد دو عورتین ہین یہ ٹھیک نہین کیونکہ قرآن پاک مین کوئی شے زائد بیفائدہ نہین ہے اور
اگر یہ لفظ زائد ہوتی تو فلھما ما ترک ہوتا نہ فلھن دو دختر کو دو ثلث دینا ماخوذ ہے آیت اخیرہ سے کیونکہ اللہ تعالی نے
دو بہنون کے لیے حکم دو ثلث کا دیا ہے سو جب دو اخت وارث دو ثلث ہوئین تو دو دختر کا وارث دو ثلث ہونا
بطریق اولی ہوگا حدیث جابرؓ مین ابہی گذر چکا ہے کہ حضرتؐ نے دو دختر سعد بن ربیع کو دو ثلث کا حکم دیا تہا سو
کتاب و سنت دلیل ہین اسپر اور نیز جب یہ کہا کہ اگر ایک ہو تو اسکے لیے آدہا ہے پس اگر دو بنت کو نصف ملتا تو منصوص
نص فرماتا سو جبکہ ایک کے لیے حکم دیا تو یہ دلیل ہے اس بات پر کہ دو دختر حکم ثلاثہ مین ہین واللہ اعلم ف ابوین کا حال ثلث
مین کئی طرح ہے ایک یہ کہ مجتمع ہون ہمراہ اولاد کے اس حال مین ہر ایک کے لیے ماں باپ سے چہٹا حصہ ہے اور جو
میت کے ایک ہی دختر ہے تو اسکو آدہا اور ہر ایک کو والدین مین سے چہٹا ملیگا پہر باپ ایک سدس دوسرا بسبب تعصیب کے
لیگا اس صورت مین اسکے لیے فرض و تعصیب دونون جمع ہوئے دوسرا حال یہ ہے کہ ابوین منفرد ہون ساتہ میراث
کے ماں کو ثلث ملے باقی باپ بسبب تعصیب محض کے لے اس صورت مین باپ کو ماں سے دگنا ملیگا کہ وہ دو ثلث
ہوئے پہر اگر ہمراہ ابوین کے زوج یا زوجہ ہے تو زوج نصف اور زوجہ ربع لیگی پہر علما نے اختلاف کیا کہ بعد اسکے
ماں کا کیا حصہ رہیگا اور وہ کیا لیگی اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ وہ ثلث باقی فی المسئلتین لیگی اس لیے کہ وہ باقی
گویا جمیع میراث ہے بہ نسبت ابوین کے اور اللہ نے ماں کے لیے آدہا حصہ بہ نسبت باپ کے رکہا ہے سو ماں ثلث باقی لیگی باقی
دو ثلث باپ کو ملیگا یہ قول ہے عمرؓ و عثمانؓ کا اصح روایتین مین علیؓ کا بہی یہی ہے اور ابن مسعودؓ و زید بن ثابتؓ بہی یہی کہتے ہین
یہی قول ہے فقہاء سبعہ و ائمہ اربعہ و جمہور علما کا دوسرا قول یہ ہے کہ ماں سارے مال کا ثلث لیگی بسبب عموم اس آیت کے
فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث کیونکہ یہ آیت عام تر ہے اس سے کہ ہو اسکے ساتہ زوج یا زوجہ یا نہو ابن عباسؓ و علیؓ
ایک روایت مین اور معاذ بن جبلؓ و شریح و داود ظاہری اسی کے قائل ہین ابو الحسین ابن اللبان بصری نے کتاب ایجاز
فی علم الفرائض مین اسی کو اختیار کیا ہے مگر اسمین نظر ہے بلکہ یہ قول ضعیف ہے اس لیے کہ ظاہر آیت اس صورت
مین ہے کہ ماں باپ دونون مستبد ہون ساتہ جمیع ترکہ کے اور اس جگہ زوج یا زوجہ اپنا فرض لینگے جو باقی رہیگا
وہ گویا سارا ترکہ ہے اسکا ثلث ماں لیگی تیسرا قول یہ ہے کہ ماں ایک ثلث سارے مال کا لیگی مسئلہ زوجہ مین

خاصکر یہ کہ زوجہ چوتھائی پاویگی اسلیے کہ وہ مخرج تین سے بارہ میں سے اور ماں ایک ثلث لیگی اور ثلث
اربعہ یعنی باپ کے لیے پانچ حصے سکا بچا را اسلئے زوج کا سو وہ ثلث باقی لیگی مگر زوجہ باپ سے زیادہ
پاوے اگر ثلث کل لیتی اس صورت میں اور یہ مسئلہ شش حصہ کا ہو زوج کو آدھا ملا جو تین حصے ہوتے ہیں ماں کو ثلث
باقی ملا جو ایک سہم ہے اسکے بعد جو بچا وہ باپ کو ملیگا وہ دو سہم ہیں یہ قول ابن سیرین سے محکی ہے اور یہ مرکب
ہے دو قول نقل سے اور یہ بھی ضعیف ہے صحیح وہی قول اول ہے واللہ اعلم تیسرا مسئلہ احوال ابوین کا اجتماع ہے
انکا ہمراہ بھائیوں کے خواہ ابوین سے ہوں یا باپ سے یا ماں سے کہ وہ باوجود پدر کے کسی شئے کے وارث نہیں
ہوتے ہیں ہاں اس صورت میں حاجب ام ہوتے ہیں ثلث سے طرف سدس کے پس ماں کا فرض اُن کے
ہوتے ہوئے سدس ہے پھر اگر سوائے ماں کے اور کوئی وارث نہ ہو بجز باپ کے تو باپ باقی لیگا اور حکم اخوین کا
صورت مذکورہ میں مثل حکم برادران کے ہے نزدیک جمہور کے ابن عباس نے کہا کہ اخوات فصاعداً ابن کثیر
نے اس مسئلے کو ایک جزو علیحدہ میں لکھا ہے قتادہ نے بھی یوں ہی کہا ہے فرمایا اگر میت کے کئی بھائی ہیں تو اسکی
ماں کو چھٹا حصہ ملیگا یعنی ان بھائیوں نے اُسکی ماں کو نقصان پہونچایا اور وہ وارث نہ ہونگے ہاں ایک بھائی اسکی ماں کا
حاجب ثلث سے نہ ہوگا ایک سے زیادہ بھائی ہونگے تو حاجب ہونگے اہل علم خیال رکھتے تھے کہ حاجب ہوا بھائیوں کا
ماں کو ثلث سے اس لیے ہے کہ باپ اُن کا ولی انکاح و نفقہ کا ہے نہ ماں ابن کثیر نے کہا یہ کلام حسن ہے لیکن
ابن عباس سے باسناد صحیح مروی ہے کہ انکے نزدیک وہ سدس جسکے حاجب ان سے ہوئے ہیں انہیں کو ملیگا مگر
یہ قول شاذ ہے [illegible]
پھر ابن جریر نے کہا کہ یہ قول مخالف جمیع امت کے ہے ف یہ جو فرمایا پیچھے وصیت کے جو دلوا جاوے یا قرض کے
اس کی تفسیر ابن کثیر نے یوں لکھی ہے کہ علمائے سلف و خلف نے اجماع کیا ہے کہ قرض مقدم ہے وصیت پر یہ بات
امعان نظر سے غور کرکے کریمہ میں ثابت ہوتی ہے علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم پڑھتے ہو مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي
بِهَا أَوْ دَيْنٍ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دین کا قبل وصیت کے فرمایا ہے اور اعیان بنی الام وارث ہوتے
ہیں نہ بنی العلات آدمی اپنے بھائی کا وارث ہو جو ایک ماں باپ سے ہے نہ اس بھائی کا جو نرے باپ سے ہو ترمذی نے
کہا ہم اس حدیث کو نہیں پہچانتے مگر حدیث حارث سے حارث میں بعض اہل علم نے تکلم کیا ہے ابن کثیر نے کہا لیکن وہ
حافظ فرائض تھے [illegible] تھا واللہ اعلم آخر آیت باب کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے تمہارا [illegible] فرض مقرر کیا [illegible]
سب کو [illegible] بخلاف جاہلیت کے اور برخلاف [illegible] ابتدائے اسلام کے کہ مال والد کو ملتا تھا وصیت ماں باپ کے لیے

ہوتی تھی اب ان دونوں کے یہ فرض مطابق اُن کے حال کے مقرر کیا گیا ہے اس لیے کہ آدمی کو کبھی نفع دنیوی یا
اُخروی یا دونوں نفعے اپنے باپ سے حاصل ہوتے ہیں نہ بیٹے سے اور کبھی بالعکس ہوتا ہے اسی لیے حق نے فرمایا
تمہارے باپ اور بیٹے تم کو معلوم نہیں کہ کون قریب تر ہے تمہارے لیے نفع میں یعنی جس طرح تم کو نفع کی اُمید
ہے ویسی ہی اس سے بھی ہو اسی سبب سے دونوں کا فرض ٹھیرایا اور دونوں قسم کو برابر کیا یہ حکم ہوا فریضۃ
اور یہ تفصیل میراث جو ہم نے ذکر کی اور بعض کو بعض دیگر سے زیادہ دلوایا ہے یہ اللہ کا فرض حکم و قضا ہے اللہ
حکیم ہے ہر چیز کو اُسکی جگہ میں رکھتا ہے علیم ہے ہر کسی کو وہی دیتا ہے جسکا وہ مستحق ہے اسی لیے یہ کہا ہے کہ اللہ
خبردار ہے حکمت والا ف فتح البیان میں کہا ہے کہ جو اجمال آیۂ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ الخ میں تھا وہ اس آیۂ يُوصِيكُمُ
اللّٰہُ الخ میں مفصل ہے یہ آیت بطور ایک رکن ہے ارکان دین سے ایک ستون ہے ستونہائے احکام سے ایک اُم ہے
امہات آیات سے ایک اس لیے اصول اسلام سے کیونکہ مشتمل ہے مہمات علم فرائض پر یہ علم جلیل القدر صحابہؓ سے
تھا اکثر مناظرات اُن کے اسی علم میں رہا کرتے تھے اس علم کی فضیلت احادیث میں بہت آئی ہے اس آیت میں شروع
ذکر اولاد سے کیا ہے اس لیے کہ اولاد اقرب ورثہ ہے میت سے اکثر البقاء ہے بعد مورث کے مراد وصیت اولاد کو
وصیت کرنا در بارہ انکی میراث کے ہے شافعی نے کہا اولاد اولاد اولاد میں داخل ہے مجازاً حقیقۃً حنفیہ نے کہا
لفظ اولاد شامل اولاد اولاد ہے حقیقۃً جبکہ اولاد صلبی نہ ہو اس میں خلاف نہیں کہ اولاد کی اولاد شامل نہیں کہ ہو میراث
میں جبکہ نہیں موجود نہ ہوں خلاف اس میں ہے کہ لفظ اولاد دلیل ہے اولاد اولاد پر یا نہیں پھر اولاد میں اولاد کافر بھی
داخل ہو مگر سنت نے اُسکو میراث سے باہر نکالیا اسی طرح قاتل عمد بھی داخل ہو مگر سنت و اجماع نے اُسکو خارج کر دیا اسی
طرح خنثیٰ بھی داخل ہو قرطبی نے کہا علما کا اجماع ہے اس بات پر کہ خنثیٰ وارث ہوتا ہے اول جس سے وہ دونوں راہ سے
پیشاب کرتا ہے تو جونسا بول سابق ہو وہی معتبر ہے اور اگر بدون سبق کے دونوں راہ سے یکساں بول کرتا ہو تو نصف
حصہ ذکر کا اور نصف نصیب انثیٰ کا پاویگا اور کسی نے کہا اقل ہر دو نصیب لیویگا یعنی نصیب انثیٰ کا قال العلامۃ الیمنی فی
ادم یہی قول شافعی کا بھی ہے آیت ناسخ ہے اُس بات کی جو صدر اسلام میں تھی کہ موارثت ساتھ حلف و
ہجرت و معاقدت کے ہوتی تھی علما نے اجماع کیا ہے اس امر پر کہ جب ہمراہ اولاد کے ایسا شخص ہوگا جسکے لیے ایک فرض
مسمی ہے تو پہلے اُسکا فرض دینگے پھر جو باقی بچیگا اُس میں مرد کا دوہرا حصہ ہے بدلیل حدیث صحیحین مرفوعاً کے بلفظ اَلْحِقُوا
الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا اَبْقَتِ الْفَرَائِضُ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ مگر جبکہ کوئی ساقط ہو جاتا ہو جیسے کوئی بھائی
ایکساں سے پھر دوہرا حصہ مرد کا اُس وقت ہے کہ عورتیں بھی ہوں اور اگر نرے مرد ہیں تو ساری میراث اُنہی کی

ہے ایک انثی کو نصف اور انثی کو یا زیادہ انثے ہون تو دو ثلث ملینگے تخصیص مرد سے تفضیل اُسکی انثی پر ثابت
ہوئی اگرچہ جہت مین دونون شریک مین تعصیب کا فائدہ یہ ہو کہ عاصب جب اکیلا ہوگا تو سارا مال لیگا اور حکم
قرآنی یہ ہے کہ دو ثلث فرض ہے تین یا زیادہ بنات کا اور دو دختر کا فرض بیان نہین کیا اسی لیے اہل علم نے
اُنکے فرض مین اختلاف کیا ہے جمہور نے کہا جب فقط دو دختر ہون بیٹے نہون تو اُنکا فرض دو ثلث ہے
ابن عباس نے کہا بلکہ نصف ہے جمہور نے قیاس اختین پر کیا ہے حدیث سعد بن ربیع حجت جمہور کی ہے اور اگر ایک
ہی دختر ہے تو اُسکا فرض نصف ہے اور ماں باپ کا حصہ سدس ہے ابوبکر صدیقؓ نے دادا کو منزلہ باپ کے رکھا
ہے کسی صحابی نے اُنکے ایام خلافت مین خلاف اُن کے نکہا بعد وفات کے اختلاف کیا ابن عباسؓ ابن زبیر
عائشہؓ معاذ بن جبل ابی بن کعبؓ ابوالدرداء ابوہریرہؓ عطا طاؤس حسن قتادہ ابوحنیفہ ابوثور ابواسحق کا قول
موافق قول ابوبکرؓ کے ہے بدلیل قولہ تعالیٰ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ وقولہ يَا بَنِيْ اٰدَمَ وقولہ صلے اللہ علیہ وسلم ارموا يا
بَنِيْ اِسْمٰعِيْلَ علی مرتضیؓ و زید بن ثابتؓ و ابن مسعودؓ کا مذہب توریث جد ہے ہمراہ بھائیون کے جو ایک ماں باپ سے
یا نرے باپ سے ہون ثلث سے کم حصہ اسکا ہمراہ اخوہ نہین ہوتا ہے اور نہ سدس سے کم ہمراہ ذوی الفروض کے یہی قول ہے زید
مالک اوزاعی ابو یوسف محمد و شافعی کا بعض نے کہا شریک ہے درمیان جد و اخوہ کے سدس تک سدس سے کچھ بھی کم
ہمراہ ذوی الفروض وغیرہم کے نہین ہوتا ہے یہ قول ہے ابن ابی لیلی کا اسی طرف ایک گروہ گیا ہے جمہور نے کہا دادا ساقط کرتا
ہے بہا اور نزاد لوگون کو علیؓ نے مقاسمت مین بنی اخوہ کو مثل اخوہ کے کہا ہے علما کا اجماع ہے کہ دادی کا حصہ سدس ہے جبکہ
میت کی ماں نہ ہوگی اگر ماں ہوگی تو ساقط ہو جاویگا اسپر بھی اجماع ہے یہ بھی مجمع علیہ ہے کہ باپ جدہ ام الام کو ساقط
نہین کرتا ہے توریث جدہ مین جبکہ اسکا بیٹا زندہ ہو اختلاف ہے زید بن ثابتؓ و عثمانؓ و علیؓ کہتے ہین وارث نہوگی
مالک و ثوری و اوزاعی و ابوثور و اصحاب الرای کا بھی یہی قول ہے عمرؓ و ابن مسعود و ابوموسیٰ کہتے ہین کہ باوجود بیٹے ہونے
ہین کے وارث ہوگی شریح و جابر بن زید و شریک و احمد و اسحق و ابن المنذر وغیرہم کا بھی یہی مذہب ہے لفظ ولد کا اطلاق
ذکر و انثی دونون پر آتا ہے لیکن جبکہ موجود ذکر ہے اولاد سے ساتھ انثی کے ہو گا تو یہ کہ ثلث ہی لیگا اور اگر موجود انثی
ہے تو جد کو سدس ملیگا از روئے فرض کے اور رہا ما بعد سدس یہ حسب ہوگا اور اولاد ابن میت کا حکم مثل اولاد میت کے
ہے جمہور کے نزدیک ماں ثلث ترکہ لیگی مگر اُسی وقت کہ میت کا کوئی وارث سوائے ابوین کے نہو اگر ابوین کے ہمراہ کوئی
اور [illegible] ہونگے تو ماں کو نہ ملیگا مگر ثلث باقی بعد وجدین کے [illegible] سے تو میت کا لڑکے سے چہ باحت ہو اُسکے
باپ بھی موجود ہو اہل علم کا اجماع ہے اس بات پر کہ دو بھائی بلکہ تین بھائی بلکہ زیادہ کے بین جمہور اہل علم مین طرف سدس کے

یہی مجمع علیہ ہے کہ وہ بہنیں یا بھائی دونوں شریک ہوں کے بیچ میں حجب امہ میں ف یا نصف یہ سہام قسمت پذیر ہوتے
ہیں بعد قضائے دین و انفاذ وصیت میت کے ثلث مال میں جو کہ مقصود یہ تقدیم ہر دو امر سے میراث پر ہے اسلیے وصیت
کو دین پر بدون قصد ترتیب کے مقدم کیا ہو ورنہ دین مقدم ہے وصیت پر اسکے سوا اور وجہ بھی ذکر کیے ہیں یہ وصیت
بتیمے ساتھ کر ینفذ مضاف کے پھر کہا تم نہیں جانتے کہ باپ دادا اور بیٹوں میں کون قریب تر ہے واسطے تمہارے
نفع میں دعا و صدقہ سے جس طرح حدیث میں آیا ہے و تلحقہما الآیۃ ابن عباس و حسن نے کہا کبھی بیٹا
افضل ہوتا ہے باپ کی شفاعت کرتا ہے بعض مفسرین نے کہا ہے اگر وہ بیٹے کا آخرت میں بلند ہوگا ہے تو وہ
اللہ سے سوال کرتا ہے کہ اسکے باپ کو اس سے ملا دے اور اگر باپ کا مرتبہ رفیع ہوتا ہے تو وہ اللہ سے بیٹے
کا ملنا چاہتا ہے بعض نے کہا مراد نفع دنیا و آخرت ہے وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ
كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ
لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ
كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ اور تمکو آدھا مال ہے جو چھوڑ مریں
تمہاری عورتیں اگر نہ ہو اُن کو اولاد پھر اگر ان کو اولاد ہے تو تمکو چوتھائی مال جو چھوڑا بعد وصیت کے جو دلا مریں
یا قرض کے اور عورتوں کو چوتھائی مال جو چھوڑ مرو تم اگر نہ ہو تم کو اولاد پھر اگر تمکو اولاد ہے تو اُن کو آٹھواں حصہ جو
کچھ تم نے چھوڑا بعد وصیت کے جو تم دلوا مرو یا قرض کے اور اگر جس مرد کی میراث ہے وہ باپ بیٹا نہیں رکھتا یا عورت
ہو اور اُسکے ایک بھائی یا بہن تو دونوں میں ہر ایک کو چھٹا حصہ پھر اگر زیادہ ہوئے اس سے تو سب شریک ہیں ایک
تہائی میں بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا قرض کے جب اوروں کا نقصان نہ کیا ہو یہ کہا ہے اللہ کا اور اللہ جاننے والا ہے
تحمل والا ف یعنی قرآن میں حصہ دیا ہے ایک مرد و عورت کی میراث زن کا حصہ عورت کے مال میں مرد کو آدھا ہے اگر عورت کو اولاد نہیں
اور اگر اولاد ہے اس مرد کی یا اور کسی مرد کی تو چوتھائی اور اسی طرح مرد کے مال میں عورت کو چوتھائی اگر مرد کو اولاد نہیں اور اگر اولاد ہے
تو عورت کو آٹھواں حصہ ہر جنس مال میں نقد یا جنس یا اسباب یا زمین یا حویلی یا باغ باقی عورت کا مہر میراث سے جدا ہے قرض میں
داخل ہے پھر میراث فرمائی بھائی بہن کی سو باپ کے اور بیٹے کے ساتھ بھائی بہن کو کچھ نہیں جب باپ بیٹا نہ ہو تب بھائی
بہن کو پہنچے بھائی بہن تین طرح ہیں ایک جو ماں باپ میں شریک ہیں دوسرے جو باپ میں شریک ہیں یا اخیافی
جو ماں میں شریک ہیں یہ جو بیان ہوئی ان کی میراث کی ہے کہ ایک کو چھٹا حصہ اور زیادہ کو تہائی اس میں مرد و عورت کی

یہ دوسرے قسم کے بہائی بہن مثل اُن کے میت جب بیٹا بیٹی نہ باپ چہوڑ گئے ہون تو تیرے سی مدت کے کل کو
انکی میراث ہو اسی فرمایا کہ میت جب مرد ہو جب لوگون کا نقصان بچا ہو نقصان کی وجہ مین اسکے مال کی تہائی
سے زیادہ مقدار وہ تہائی اسکا جاری ہو زیادہ نہین وصیت یہ کہ جسکو میراث کا حصہ پہونچتا ہے اسکو اپنی طرف سے وصیت کرکے
دو اور وہ معتبر نہین مگر سب وارث راضی ہون تو یہ دونون وصیتین قبول کرین جائز ہین تو نہ کرین ف ۔ یہ بارہ شخص ہین
جو فرمائین یہ حصہ دارون کی ہین اور انکے سوا دو قسم کے وارث ہین جنکو عصبہ کہتے ہین انکو حصہ نہین اگر عصبہ ہو تو حصہ دار نہو
تو سب مال عصبہ لیوے اور دونون ہون تو حصہ دارون سے جو بچے وہ عصبہ لیوے اور جو کچھ نہ بچے تو کچھ نہ لیوے عصبہ
اصل تو وہ ہے جو مرد ہو عورت نہو اور عورت کا واسطہ نہ رکھے اس کے چار درجے ہین اول درجے مین بیٹا اور پوتا ہو
دوسرے درجے مین باپ دادا تیسرے درجے مین بہائی اور بہتیجا چوتہے درجے مین چچا اور چچا کا بیٹا یا پوتا ایک درجے
مین اگر کئی شخص ہون تو جو میت سے قریب ہو وہ مقدم ہے جیسے پوتے سے بیٹا بہتیجے سے بہائی مقدم ہے پہر سوتیلے
سے سگا مقدم ہے باقی اولاد مین اور بہائیون مین مرد کے ساتھ عورت بہی عصبہ ہو جاتی ہین نہین ف ۔ اگر دونون
قسم کے وارث نہون تو تیسری قسم ہے ذوالارحام یعنی ایسی قرابت والے جس مین واسطہ عورت کا ہو اور حصہ دار نہین
جیسے نواسا اور نانا اور بہانجا اور ماموں اور خالا اور پہوپہی اور انکی اولاد انکا حساب بہی حصے کا سا حساب ہے تمام ہوا
کلام موضح قرآن کا ف ۔ ابن کثیر نے تفسیر آیت باب مین یون تقریر کی ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اے مردو تمہارے لیے
نصف میراث کا ہے جو تمہاری بیبیان چہوڑ مرین بشرطیکہ ان کے اولاد نہو اور اگر اولاد ہے تو تمکو چہارم ترکہ کا بعد وصیت یا قرض کے
ملیگا اور پہلے کہہ چکا کہ قرض مقدم ہے وصیت پر پہر وصیت ہے پہر میراث ہے یہ امر درمیان علماء کے مجمع علیہ ہے اور حکم پوتے
بیٹون کا اگرچہ نیچے ہون حکم اولاد صلبی کا ہے یعنی پوتا پوتی مثل بیٹا بیٹی کے ہین پہر کہا کہ بیبیون کو تمہارے ترکہ سے
چوتہائی ہے تا آخر آیت ربع یا ثمن مین ایک بیوی یا تین یا چار بیبیان سب برابر شریک ہون گی کلالہ مشتق ہے اکلیل سے اکلیل
وہ چیز ہے جو ہر جانب سے سر کو چہپالے مطلب اس سے مراد وہ ہے کہ کلالہ کے حواشی ہین نہ اصول نہ فروع جو وارث ہوتے ہون
شعبی نے ابوبکر صدیق سے روایت کیا ہے کہ کسی نے ان سے پوچہا کلالہ کیا ہے کہا مین اپنی رائے سے کہتا ہون اگر ٹہیک
ہوا تو طرف سے اللہ کے ہے اور اگر چوک گیا تو طرف سے شیطان کے ہے اللہ و رسول دونون اس سے بری ہین کلالہ
وہ ہے کہ جس کے ولد ہو نہ والد ہو جب عمر رضی اللہ عنہ والی ہوئے کہا مین شرماتا ہون کہ خلاف کرون ابوبکر کی رائے کی
اس مسئلے مین جو انہین نظر آئی کذا رواه ابن جریر وغیرہ ابن عباس نے کہا مین آخر شخص ہون عمر کا جس نے ان کو
سنا کہتے تھے بات وہی ہے جو مین نے کہی یعنی الکلالة من لا ولد له ولا والد یہی قول علی و ابن مسعود کا بہی ہے

ابن عباس و زید بن ثابت و شعبی و نخعی و حسن و قتادہ و جابر بن زید و حکم و اہل مدینہ و اہل کوفہ و جمہور صحابہ کے
قائل ہیں فقہاء امصار سبعہ و ائمہ اربعہ و جمہور سلف و خلف کا یہی مذہب ہے بلکہ بعض نے اسی قول پر اجماع نقل کیا ہے
اس باب میں ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے ابن عباسؓ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے یعنی کلالہ وہ ہے جس کی اولاد نہ ہو
مگر صحیح وہی قول اول ہے شاید راوی مراد ابن عباسؓ کو نہ سمجھا ف مراد اس سے یہ ہے کہ میت کا بھائی یا بہن ہو
کہ ایک ماں سے ہو جس طرح قرات بعض سلف میں آیا ہے وَلَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ مِّنْ اُمٍّ سعد بن ابی وقاصؓ نے
اسی طرح پڑھا اور ابوبکر صدیقؓ نے اسی طرح تفسیر فرمائی ہے اس صورت میں ہر ایک کے لیے ان دونوں میں سے چھٹا حصہ ہو
اگر زیادہ ہونگے تو وہ سب ثلث میں شریک ہیں ماں کی طرف کے بھائی مخالف ہیں بقیہ ورثہ کو کئی طرح سے ایک
یہ کہ وہ وارث ہوتے ہیں ہمراہ ماں کے دوسرے یہ کہ انکے ذکور و اناث میراث میں برابر ہوتے ہیں تیسرے یہ کہ وہ
وارث نہیں ہوتے مگر جبکہ ان کا میت مورث کلالہ ہو بس ہمراہ باپ و جد و ولد و ولد ابن کے وارث نہونگے چوتھے یہ کہ تہائی
سے زیادہ نہ پاوینگے گو ان کے ذکور و اناث زیادہ ہوں عمر رضی اللہ عنہ نے میراث برادران کو جو ایک ماں سے ہیں درمیان
ان کے اسی طرح تقسیم کیا ہے کہ مرد کو دوہرا حصہ ملے زہری نے کہا میں نہیں جانتا کہ عمرؓ نے یہ حکم دیا ہو جب
تک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم نہ کر لیا ہو یہ وہی آیت ہے جس میں اللہ نے فرمایا ہے فَاِنْ كَانُوْٓا
اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ ف مسئلہ مشترکہ میں علماء کا اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ زوج و ام ہو یا جدہ اور دو ولد ام
اور ایک یا زیادہ ولد ابوین اس صورت میں قول جمہور یہ ہے زوج کو نصف ام یا جدہ کو سدس ولد ام کو ثلث ملیگا اس میں
ولد اب و ام بقدر مشترک باہم شریک ہونگے ولد ام میں یہ مسئلہ زمانہ امیر المؤمنین عمرؓ میں واقع ہوا تھا انہوں نے
زوج کو نصف ام کو سدس دیا ثلث اولاد ام کو دلایا اولاد ابوین نے کہا اے امیر المؤمنین ہم نے مانا کہ ہمارا باپ ایک گدھا تھا کیا
ہم ایک ماں کے نہیں ہیں بس ان کو بھی درمیان ان کے شریک کر دیا یہ تشریک عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہوا اور
ابن مسعود و ابن عباسؓ و زید بن ثابت سے بھی ایک روایت اسی طرح ہے سعید بن مسیب قاضی شریح مسروق طاؤس ابن سیرین
نخعی عمر بن عبدالعزیز ثوری شریک بھی اسی کے قائل ہیں یہی مذہب ہے مالک شافعی و ابن راہویہ کا علی بن ابی طالبؓ
درمیان ان کے شریک نہیں کرتے تھے بلکہ ثلث اولاد ام کو دلاتے تھے اولاد ابوین کو کچھ بھی نہ دیتے تھے کیونکہ وہ عصبہ
ہیں اور عصبات نہ رہے یہی قول ہے ابی بن کعب ابوموسیٰ اشعری کا ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح مشہور ہے یہی مذہب ہے شعبی و
ابن ابی لیلیٰ و ابوحنیفہؒ و ابو یوسف و محمد بن حسن و حسن بن زیاد و زفر بن ہذیل و امام احمد و یحییٰ بن آدم و نعیم بن حماد و ابو ثور
و داؤد بن علی ظاہری کا اسی کو ابوالحسین بن اللبان فرضی نے اپنی کتاب الایجاز میں مختار کیا ہے ف قید

غیر حصہ دارون لیے ہے کہ وصیت کا ہونا طریقہ عدل پر ہونا چاہیے نہ غیر حق پر اور وصیت پر کہ بعض وارث کو
محروم کرے یا انکا حصہ کم کرے یا بڑھا دے اللہ کے فریضے سے کیونکہ جو کوئی سعی کرے گا ضرر دینے میں وہ حصہ کا
ہے اللہ کے حکم و شرع میں اسی لیے حدیث ابن عباس میں مرفوعاً آیا ہے کہ الاضرار فی الوصیۃ من الکبائر یعنی ضرر
پہنچانا بیچ وصیت کے کبیرہ گناہوں میں سے ہے نسائی نے اس خبر کو موقوفاً روایت کیا ہے سند مرفوع میں ابو حفص عمری کو جو حاکم
نے شیخ کہا ہے مگر علی بن المدینی اسکو مجہول بتاتے ہیں اور ابن جریر نے کہا صحیح یہی ہے کہ موقوف ہے اسی لیے ائمہ
نے اختلاف کیا ہے اقرار میں واسطے وارث کے کہ صحیح ہے یا نہیں دو قول پر ایک یہ ہے کہ صحیح نہیں ہے کیونکہ
مظنہ تہمت ہے اور حدیث صحیح میں مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ نے ہر حصہ دار کا حق دیدیا نہیں وصیت ہے واسطے وارث کے مالک
احمد و ابو حنیفہ و شافعی قول قدیم میں اسی طرف گئے ہیں قول جدید میں صحیح کہا ہے یہی مذہب ہے طاؤس و حسن و عمر بن
عبدالعزیز کا اسی کو بخاری نے صحیح میں اختیار کیا ہے اس حجت سے کہ رافع بن خدیج نے وصیت کی کہ مکشوف نہ کی
جاوے فزاریہ اس چیز سے جس پر اس نے اپنے در کو بند کیا ہے پھر کہا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے
اقرار اسکا بسبب بدگمانی کے ساتھ ورثہ کے حالانکہ حضرت نے فرمایا بچو تم بدگمانی سے بیشک گمان بڑی جھوٹی بات
ہے اور اللہ نے کہا ہے کہ تم ادا کرو امانتیں اہل امانات کو سو نہ وارث کو خاص کیا نہ غیر وارث کو انتہی سو جبکہ اقرار صحیح مطابق
نفس الامر ہوگا تو اسمیں یہ اختلاف جاری ہے اور جبکہ حیلہ و وسیلہ طرف زیادت بعض ورثہ و نقصان بعض کے ہوگا تو وہ بالاجماع
اور بنص اس آیت کریمہ غیر مضار کے حرام ہے یہانتک فتح البیان کا بیان ختم ہو چکا پس واضح ہو کہ مراد ولد سے ان لم یکن
لکم ولد میں ولد صلبی ہے یا ولد الولد مرد ہو یا عورت اسپر اتفاق ہے پھر بصورت وجود ولد ربع ترکہ بیبیوں کا
جمیع اہل علم نے اسمیں اختلاف نہیں کیا کہ زوج کو ہمراہ عدم ولد کے نصف ملتا ہے ہمراہ وجود ولد کے ربع ملتا ہے گو وہ
نیچے سافل کیون نہو وصیت مذکور میں ولد الابن لاحق ولد ہے بالاجماع یہ بیان ہوا میراث ازواج کا زوجات سے
پھر ذکر کیا میراث زوجات کا ازواج سے کہ انکے لیے کتنے ہی کیون نہون وہی ربع ترکہ ہے اگر اولاد نہو اس کی یا غیر
سے اور اگر اولاد ہو تو پھر ثمن ملیگا یہ حصہ ہمراہ ولد کے ہے اور بصورت نہ ہونے ولد کے ایک زوجہ زوجات سے منفرد ہوگی
ساتھ حصہ زوج کے اور زیادہ ایک سے اس نصیب میں بلا اختلاف شریک ہیں یعنی ایک زوجہ کو ربع یا ثمن ملیگا اسی طرح اگر چار
ہیں تو وہ بھی اسی ربع یا ثمن میں شریک بحصہ برابر ہونگی ولد کا اطلاق ذکر و انثی دونوں پر آتا ہے کچھ فرق درمیان ولد
ولد الابن و ولد البنت کے اس حکم میں نہیں ہے خواہ بطن زوجہ سے ہو یا غیر زوجہ سے ہو ف کلالہ کا بیان اوپر ہو چکا
کہ نزدیک جمہور اہل علم کے مراد اس شخص سے ہے کہ جسکے نہ بیٹا ہو نہ باپ پھر یہ قول صاحب کتاب اسمیں

وابن منصور وبیہقی وابن عوف وقتیبی وابو عبیدہ بن الانباری نحاس نے کہا کہ لغت عرب ہے اور اعراب کو سب کو
حکایت کیا ہے سلیمان جمل نے کہا یہ احسن قول ہے تفسیر کلالہ میں ابو عبیدہ کہتے ہیں اَلْکَلَالَةُ مَنْ لَمْ یَرِثْهُ اَبٌ اَوْ
وَلَدٌ فَهُوَ مَصْدَرٌ مِنْ تَکَلَّلَهُ النَّسَبُ ابن عبدالبر نے کہا کہ ذکر اختلاف تفسیر کلالہ میں سوائے ابو عبیدہ کے کسی نے نہیں کیا ہے شروط
علامہ طبری نے کہا ٹھیک بات یہ ہے کہ کلالہ وہ وارث ہیں جو نہ والد ہو نہ ولد اس لیے کہ حدیث جابر میں آیا ہے
کہ میں نے کہا اے رسول خدا میرا وارث نہیں مگر کلالہ کیا میں وصیت کروں سارے مال کی فرمایا نہیں
کہا یہ آیت واقعی مشکل ہے بسبب اشکال و اضطراب اقوال ائمہ کے اس میں پھر کہا کہ علما اسلام نے کہا کہ کلالہ یا تو
میت ہے یا مال موروث یا وارث یا قرابت انتہی لیکن احسن اقوال وہی ہے جو ہم نے پہلے ذکر کیا
ہے پھر فرمایا کہ اگر عورت موروثہ خالی ہو والد و ولد سے اور اسکا بھائی یا بہن ہو تو ہر ایک کو ان دونوں میں سے چھٹا حصہ
ترکے کا ملیگا اگر زیادہ ہونگے شمار میں بھائی بہن یا دو بہن یا ذکر و انثی تو وہ اسی ثلث میں شریک ہونگے اس آیت
سے استدلال کیا ہے اس بات پر کہ ذکر مثل انثی کے ہے جبکہ اخوۃ ایک ماں کے ہوں کیونکہ اللہ نے انکو تہائی میں شریک کہا
ہے ذکر کو انثی پر فضیلت نہ دی جس طرح کہ بنین و اخوۃ ابوین یا اب واحد میں ذکر کیا تھا قرطبی نے کہا یہ اجماع ہے کہ آیت
دلیل ہے اس پر کہ بھائیوں ایک ماں سے جبکہ مسئلہ کامل ہو جاویگا تو وہ مقدم ہونگی بھائیوں ابوین یا اب واحد پر اس مسئلے کا
نام حماریہ ہے اس کی صورت اوپر گذر چکی حدیث میں اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِیَ فَلِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ بھی کہہ دیا ہے
شوکانی نے دلالت آیت و حدیث کو اس مدعا پر رسالہ مستقلہ میں ثابت کیا ہے اسکا نام المباحث الدریہ فی المسئلۃ الحماریہ
رکھا ہے کہ اس میں بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصٰی بِهَا اَوْ دَیْنٍ بظاہر دلیل ہے جواز وصیت پر ساتھ سارے مال کے لیکن سنت مطہرہ نے
اسکو مقید کر دیا ہے ساتھ تہائی مال کے صحیحین میں حدیث سعد بن ابی وقاص میں آیا ہے اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ
سو دلیل ہے اس بات پر کہ ثلث سے زیادہ وصیت کرنا نہ چاہیے کم کرنا ثلث سے جائز ہے پھر قید عدم اضرار بیان
فرمائی یہ قید وصیت اور دین دونوں کی طرف راجع ہے پس اقرارات دیون یا وصایا منہی عنہا کے یا ایسے اقرار
کہ سوائے مضارت ورثہ کے اور کچھ مقصد ان سے نہیں ہے بالکل باطل و مردود ہیں لائق جاری کرنے کے نہیں ہیں
ثمن سے زیادہ ثلث سے قرطبی نے کہا اجماع ہے اس پر کہ وصیت واسطے وارث کے جائز نہیں ہے حدیث ابو ہریرہ میں
آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا آدمی کام کرتا ہے اہل خیر کا ساٹھ برس پھر جب وصیت کرتا ہے تو ظلم کرتا ہے اپنی وصیت میں اسکا
خاتمہ عمل بد پر ہوتا ہے تو وہ دوزخ میں جاویگا کوئی آدمی کام کرتا ہے اہل شر کا ساٹھ برس پھر عدل کرتا ہے اپنی وصیت میں
اسکا خاتمہ عمل خیر پر ہوتا ہے تو وہ اہل جنت میں جاویگا ابوہریرہ نے کہا تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ الی قولہ

عن ... [illegible] ... المعروف اسکی سند مین شہر بن حوشب ہی ... [illegible] ... جس نے قطع کی میراث اپنے وارث کی قطع کریگا اللہ میراث اسکی جنت سے دن قیامت کے ... [illegible] ... اسمین غیرہا مین بدل حدیث سعد بن ابی وقاص آیا ہے ... [illegible] ... وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ معاذ بن جبل مرفوعا کہتے ہین اللہ نے تصدق کیا تم پر تمہاری تہائی مال کا تا کہ تمہاری نیکیان زیادہ ہون یعنی وصیت مین اسکو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہی ... [illegible] ... ابن عباس سے آیا ہے مین چاہتا ہون کہ کمین بند کرلین لوگ کمین اپنی تہائی سے طرف چوتہائی کے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ تہائی بہت ہے عمر بن خطاب نے کہا ثلث وسط ہے نہ کم نہ زیادہ علی مرتضیٰ نے کہا مین اگر وصیت کرون ساتھ خمس کے تو یہ زیادہ محبوب ہے مجکو اس بات سے کہ وصیت کرون مین ساتھ ربع کے اور اگر وصیت کرون مین ساتھ ربع کے تو یہ محبوب تر ہے مجکو وصیت کرنے سے ساتھ ثلث کے اور جس نے وصیت کی ثلث کی اس نے کچھ نہ چھوڑا ... [illegible] ... اس ارشاد مین کہ یہ وصیت ہے طرف سے اللہ کے دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ نے فرائض کو اس تفاصیل سے اپنے بندون کو بطور وصایا فرمایا ہے اور ہر وصیت جو کہ مخالف فرائض خدا ہو سو حق ہے ساتھ وصیت ہی کے جیسے وصیت ... [illegible] ... ورثہ کے بعض پر بعض یا شامل ہے مین ضرار پر کسی وجہ سے تو وصیت شرعی وہ ساتھ اس کے ... یا احکام فرائض اور بہتم بالشان ہین سبہی حکم ہے سارے وصایا ہی قرآن و حدیث کا اس باب مین ایک رسالہ مستقل عربی زبان مین بعض اغراض ... [illegible] ... لکہا ہی اسمین جتنے وصایا کتاب و سنت مین آئے ہین یا بعض مشائخ کاملین نے فرمائی ہین سب احکام وصایا بطور فقہ الحدیث جمع کیے ہین والحمد للہ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝ یہ مین باندہی اللہ کی ہین اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ و رسول کے داخل کرے اسکو اللہ باغون مین بہتی ہین جنکے نیچے ندیان سدا رہے انمین وہی ہے بڑی مراد ملنی اور جو کوئی بے حکمی کرے اللہ و رسول کی اور بڑہے اسکی حدون سے داخل کرے اسکو آگ مین سدا پڑی رہے انمین اسکو ذلت کی مار ہے ف ابن کثیر نے کہا یعنی یہ فرائض و مقادیر جو اللہ پاک نے واسطے ورثہ کے موافق انکے قرب کے میت سے اور موافق انکی احتیاج کے طرف میت کے مقرر کیے ہین اللہ کی حدین ہین انسے تجاوز کرنا نہ چاہیے سو جو کوئی اطاعت کرتا ہو اللہ و رسول کی زیادہ نہین دیتا بعض ورثہ کو اور نہ کم کرتا ہے بعض وارث سے حیلہ و وسیلہ بنا کر بلکہ ان کو دیتا ہے حکم فریضہ و قسمت جو اللہ نے ٹہیرایا ہے وہ شخص جنتی ہے ... [illegible] ... حکم کو بدل ڈالا وصیت سے اللہ کی تقسیم پر راضی نہوا اور کم دیتا یا ... [illegible] ...

ہے بالکل محروم رکھا اسکو ذلیل کرکے جہنم میں داخل کریگا ابوداؤد نے باب المضار بالوصیۃ میں بطریق شہر بن حوشب
ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مرد یا عورت اللہ کی طاعت بجا لاتے ہیں ساٹھ برس تک پھر انکو موت آتی ہے
وہ وصیت میں ضرر پہنچاتے ہیں انکے لیے آگ واجب ہوجاتی ہے پھر ابوہریرہؓ نے آیت شریف من بعد وصیۃ سے
فوز عظیم تک پڑھی وهكذا رواه الترمذي وابن ماجة من حديث اشعث بن جابر به وقال الترمذي حديث حسن
غريب وسياق الامام احمد اتم واكمل سیاق مذکور ہی ہے جو اس آیت سے پہلے گذر چکا ہے تحقیق الحدود کہا
کہ تلک اشارہ ہے طرف احکام مال یتامی وصایا وانکحہ ومواریث کے جو متقدم ہو چکے ہیں انکا نام حدود اسلیے رکھا
کہ تجاوز و تعدی کرنا ان سے جائز نہیں ہے ضحاک نے کہا مراد معصیت سے اس آیت میں اس جگہ شرک ہے
ابن عباسؓ نے کہا عدم رضا بقسمت خدا اور تعدی حد ہے کلبی نے کہا کفر بقسمت مواریث ہے جب کفر کیا تو حکم اسکا
مثل حکم کفار کے خلود فی النار ہوا اگر مرنے سے پہلے توبہ نصیب نہ ہوئی اور جبکہ مرگیا اور وہ اسی حال پر رہا تو مخلد
فی النار ہوگا اس صورت میں آیت دلیل معتزلہ نہیں ہے کہ عصاۃ و فساق اہل ایمان خالد فی النار ہونگے ترغیب تعلیم و
تعلم فرائض میں حدیثیں آئی ہیں ابن مسعودؓ مرفوعاً کہتے ہیں تم سیکھو فرائض کو سکھاؤ اسے لوگوں کو میں ایک شخص ہوں مقبوض
اور یہ علم جلد مقبوض ہوجاویگا فتنے ظاہر ہونگے یہاں تک کہ دو آدمی اختلاف کرینگے فریضہ میں نہ پاوینگے کسی شخص کو کہ حکم
مسئلہ کا اخرجه الحاكم والبيهقي ولفظه من تخريج يعني حدیث ابوہریرہ کا مرفوعاً یہ ہے سیکھو فرائض سکھلاؤ اسکو کہ وہ آدھا علم ہے
اور فراموش ہونے والا ہے سب سے پہلے میری امت سے یہی علم اٹھا لیا جاویگا اخرجه ابن ماجة والدارقطني ان دونوں
کا لفظ یہ ہے وهو اول علم ينسى وهو اول شيء ينزع من امتي ایک جماعت صحابہ و تابعین اور من بعدہم سے آثار
کثیرہ ترغیب میں تعلم و تعلیم اس علم کے آئے ہیں یہ علم قدر و شرف و فضل میں اعظم علوم ہے ایک رکن شدید ہے ارکان شریعت
حقہ سے ایک فرع نامی ہے فروع ملت صادقہ سے صدر اول صحابہؓ کا بڑا شغل تحصیل کرنا اسی علم کا تھا اسکے فروع و اصول
میں ہمیشہ کلام کرتے اس علم کی اگر اور کچھ فضیلت نہ ہو تو یہ بزرگی کیا کم ہے کہ قسمت فرائض کو خود اللہ پاک نے چند کلمے میں
اپنی کتاب مقدس میں اسکو بیان کیا یہ خود متولی تقسیم ہوا ہے نہ کسی غیر اور پیغمبر کو اسکو حوالہ کیا پھر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اسکے سیکھنے سکھانے پر آمادہ فرمایا ترغیب دی شوق دلایا لیکن مدت مدید سے یہ علم از قسم مفقود ہوگیا ہے جیسا کہ
مخبر صادق نے فرمایا تھا کہ وہ سب سے پہلے بھلا دیا جاویگا چھین لیا جاویگا سو یہ معجزہ ہے نبی آخر الزمان کا
کہ جیسا کہا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا اس علم کے جاننے والے علماء میں فی صدی ایک دو بھی نظر نہیں آتے
پھر اگر کوئی جانتا ہے تو کیا کرے امت نے تو عمل کرنا اس پر مدت سے بالکل ترک کر دیا ہے گویا اس کو شریعت منسوخ

بھر دیا ہے فاتفہ پیہ کہ ہر چیز میں ایک کو حصہ تقسیم میراث کا رکھا ہے تو وہ قرآن و حدیث ہی سے ثابت ہوچکا ہے اور
وہ مسائل کہ حکم انکا کہ میراث کے مسائل نہیں کرتا علما نے اس علم کی ایسی تفریع نکالی ہیں جن کا مستند سوا
اسکے بعض کے کچھ نہیں ہے حالانکہ نری رائے لاکن اسکے نہیں ہوتی ہے کہ کسی کتاب میں لکھی جاوے کیونکہ جو علم کی
استنباط ہوتی ہے ہر صاحب رائے کا اجتہاد علیحدہ ہوتا ہے جب دلیل نہوئی تو بعض کا اجتہاد بعض پر حجت نہیں ہو
سکتا ہے تجکو تو اسی قدر بیان کافی ہے جو کتاب و سنت میں آیا ہے اور جب ایسی شکل پیش آوے کہ حکم اسکا صراحۃً
قرآن و حدیث میں نہیں ہے تو پھر تو خود اجتہاد کر اگر علم رکھتا ہے بدلیل حدیث معاذ کے ورنہ پھر مجبوری ہی قضایائی
اکابر صحابہ پر عمل کر قرآن و حدیث میں سہام محدودہ یہ ہیں نصف ربع ثمن ثلثان ثلث سدس انکی تفسیر بخوبی اوپر
گذر چکی ہے سنت صحیحہ میں یوں آیا ہے کہ ابتدا انہی فروض مقدرہ سے کرے جو باقی بچے وہ حق عصبہ کا ہے
بیٹیاں ہمراہ بیٹوں کے عصبہ ہوتی ہیں پوتی کا حصہ ہمراہ بیٹی کے سدس ہے واسطے پورا کرنے دو ثلث کے اسی
طرح علاتی بہن کا ساتھ سگی بہن کے چھٹا حصہ ہے علاتی وہ جو باپ کیطرف سے ہو فقط دادی کیلیے ایک ہو یا کئی سدس
ہے جب ماں نہ ہو اور واسطے دادا کے سدس ہے جب کوئی ساقط کرنیوالا نہو اور اگر ہو جیسے باپ تو پھر دادا کو کچھ
نہیں ملتا نہیں ہے میراث واسطے بھائیوں اور بہنوں کے مطلقا ہوتے ہوئے بیٹے یا پوتے یا باپ کے اور انکی میراث میں
باوجود اولاد کے اختلاف ہے بھائی ہمراہ بیٹیوں کے وارث ہوتے ہیں مگر اخیافی جو فقط ماں کیطرف سے بہن یا بہائی ہو تو
علاتی بھائی جو فقط باپ کیطرف سے ہو ہوتے ہوئے سگے بھائی کے تم والے ایکدوسرے کے وارث ہوتے ہیں بیٹا ملال پر
مقدم ہیں بحکم فرائض میں عول ہوتا ہے یعنی بڑھا دینا ثلث یا سدس کا حصہ مقرر پر وقت تنگی فرض کے نہیں وارث ہوتا
بیٹا ملاعنہ کا اور نہ ولد الزنا کا مگر اپنی ماں اور اسکی قرابت کا اور مکاتب کے یعنی عورت مذکور انکی وارث ہے اور نہیں وارث ہوتا
بچہ مگر جبکہ آواز کرے یا دودھ پیے مدرک کی میراث واسطے آزاد کرنیوالے کے ہے لیکن ساقط ہوجاتی ہے عصبات کی وجہ سے اسلام
کے پہنچانے کے معاملہ کرنیوالے کا ہے اور نہیں میراث درمیان دو دینوں الگ کے اسیطرح وارث نہیں ہوتا قاتل مقتول کو تلا کا یعنیاپا
ہے کہ تمام ہو سبب منع کے جو ثابت ہو ہو واللہ اعلم وَالّٰتِيْ يَأْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ

اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ وَ

الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اور جو کوئی

بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ لاؤ ان پر چار مرد اپنے میں سے پھر اگر وہ گواہی دیویں تو ان کو بند رکھو گھروں میں جب تک انکو
موت آوے یا مقرر کرے اللہ انکے واسطے کوئی راہ اور جو دو مرد کریں تم میں سے وہی کام تو انکو ستاؤ پھر اگر توبہ کریں اور نیک ہو جاویں تو انکا خیال

چنانچہ حضرت [illegible] ہے یہ حکم [illegible] تک [illegible]

[illegible] تھا اس حکم [illegible] [illegible] [illegible]

میں یہ حکم تھا کہ بند رکھنا کسی عورت کا [illegible] گھروں میں بند رکھی جاتی [illegible]

[illegible] اس جگہ ناسخ اس حکم کا ہے ابن عباس نے کہا یہی حکم تھا [illegible] اللہ نے [illegible]

جلد یا رجم منسوخ کیا اسی طرح عکرمہ و سعید بن جبیر و حسن و عطاء خراسانی و ابو صالح و زید بن اسلم و ضحاک [illegible]

منسوخ ہوا [illegible] حدیث عبادہ بن صامت میں [illegible] حضرت پر جب وحی اترتی [illegible]

ایک دن اللہ نے وحی اتاری جب وہ حالت کھل گئی فرمایا لو مجھ سے اللہ نے واسطے ان کے راہ کی ثیب

ساتھ ثیب کے بکر ساتھ بکر کے ثیب کے لیے سو کوڑے اور پتھر کی مار ہے اور بکر کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کا

شہر سے نکالنا ہے رواہ احمد ومسلم واصحاب السنن عبادہ کا لفظ ہے [illegible]

بکر ساتھ بکر کے سو کوڑے اور تغریب ایک سال کی ثیب ساتھ ثیب کے سو کوڑے اور رجم ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے

ابوداؤد طیالسی کا لفظ عبادہ سے یہ ہے کان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نزل علیہ الوحی عرف ذلک فی وجهه فانزلت او

یجعل اللہ لهن سبیلا فلما ارتفع الوحی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خذوا خذوا قد جعل اللہ لهن سبیلا

البکر بالبکر جلد مائة ونفی سنة والثیب بالثیب جلد مائة ورجم بالحجارة اور امام احمد کا لفظ

[illegible] سے یہ ہے خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللہ لهن سبیلا البکر بالبکر جلد مائة ونفی سنة

والثیب بالثیب جلد مائة والرجم وکذا رواہ ابو داود مطولا من حدیث الفضل بن دلهم [illegible]

کان فصلنا بواسطہ ترجمہ ان دونوں حدیث کا وہی ہے جو اوپر گذرا ابی بن کعب کہتے ہیں حضرت نے فرمایا

البکران یجلدان وینفیان والثیبان یجلدان ویرجمان ابن مردویہ نے کہا یہ حدیث صحیح

ابن عباس کہتے ہیں جب سورۂ نساء اتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا حبس بعد سورة النساء [illegible]

یعنی حکم بند رکھنے کا زانیہ کو گھروں میں باقی نہ رہا بلکہ منسوخ ہو گیا امام احمد [illegible] اس حدیث کے [illegible] ثیب

زانی کے حق میں درمیان جلد و رجم کے جمع چاہیے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ثیب زانی کے لیے فقط رجم ہے بغیر جلد کے اس دلیل سے کہ

حضرت نے ماعز و غامدیہ اور یہودیین کو رجم کیا تھا نہ جلد اس سے ثابت ہوا کہ جمع [illegible] منسوخ

ہے یعنی ان کے قول پر [illegible] فتح البیان میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ [illegible]

[illegible] اللہ نے یہی راہ [illegible] سورۂ نساء [illegible]

اگر ایسا کیا تو مارنا اسکا ادنیٰ ادب ہے کوئی کچھ کہیگا کوڑے لگا کر چھوڑ دیا جاویگا ایک روایت ابن عباسؓ اور بعض اہل علم سے
یہی آئی ہے کہ حبس و اذیٰ دونوں باقی ہیں مع تازیانے کے اسلیے کہ درمیان انکے کچھ تعارض نہیں ہے بلکہ جمع ممکن ہے
خطابی نے کہا یہ آیت منسوخ نہیں ہے اسلیے کہ لفظ فامسکوھن دلیل ہے انکے روکنے پر گھروں میں ایک غایت تک کہ
وہ موت یا جعل سبیل اور یہ سبیل مجمل تھی جب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا لو مجھسے اللہ نے انکے لیے راہ نکالی کنوارا
ساتھ کنواری کے سو کوڑے اور تغریب ایک سال کی ہے اور ثیب کو ساتھ ثیب کے سو کوڑے اور رجم ہے رواہ مسلم عن عبادۃ
تو یہ حدیث بیان آیہ مجملہ کی ہوگئی نہ ناسخ اسکی سو حکم کتاب ہی یہ تو ممکن ہے لیکن حدیث تحبس کا کیا جواب ہے کہ وہ صریح
دلیل ہے نسخ پر **ف** ضمیر یاتینہا یاتین سے مراد فاحشہ ہے فاحشہ شامل ہے زنا و لواطت دونوکو مفسرین نے دونوں قول لیے
ہیں مگر زنا ہی راجح ہے مراد واللذان سے الی غذا ہیں تغلیبا کسی نے کہا پہلی آیت خاص ہیں عورتوں کے ہے محصنات
ہوں یا غیر محصنات دوسری خاص ہیں مردوں کے ہے تثنیہ اسلیے ہے کہ مرد خواہ محصن ہو یا غیر محصن حکم ایک ہی ہے سو عقوبت
نساء کی اور عقوبت رجال کی ستانا اور ایذا دینا ہے نحاس نے اسی کو اختیار کیا ہے ابن عباسؓ سے بھی یوں ہی مروی ہے
قرطبی نے اسکو مجاہد سے نقل کر کے مستحسن کہا ہے سدی و قتادہ کا یہ قول ہے کہ پہلی آیت نساء محصنات کے حق میں ہے
اسمیں مرد محصن بھی داخل ہیں دوسری حق میں مرد بکر و عورت بکر کے ہے طبری نے اسی کو راجح کہا ہے مگر نحاس نے
تضعیف کی ہے اور یہ کہا ہے کہ تغلیب مؤنث کی مذکر پر بعید ہے ابن عطیہ نے کہا ہے معنی اس قول کے تام ہیں مگر لفظ
آیت کا اس معنی سے تنگی کرتا ہے کسی نے کہا اسکا سبب عورت انہیں کے تہا واسطے مرد کے اسلیے خاص کر عورت کا
امساک ہیں کیا پھر ایذا ہیں دونوکو جمع کیا قتادہ نے کہا عورت محبوس کیجاتی تھی ایذا دونوکو دیجاتی تھی مراد
اذی سے جھڑکنا عار دلانا ہے یا سخت و درشت کہنا یا زبان سے برا کہنا جوتوں سے مارنا ایک قوم نے کہا اذی منسوخ
ہے ساتھ حکم حد کے یعنی جس کی اگر مراد زنا ہے یا لواطہ نزدیک شافعی کے لیکن مفعول بہ نزدیک شافعی کے رجم نہیں کیا جاتا ہے
اگر محصن ہو بلکہ جلد و تغریب کافی ہے فاعل مرجوم ہوتا ہے جب کہ محصن ہے لیکن لواط اظہر ہے بدلیل تثنیہ ضمیر کے آیت ایک جماعت
تابعین کی قائل نسخ ہے پھر توبہ و صلاح پر ان سے اعراض کرنیکا حکم فرمایا یہ حکم قبل نزول حد کے تھا ابتداء اسلام میں تھا
کوڑے مارنا بکر کو نص کتاب سے ثابت ہے اور رجم کرنا ثیب محصن کا نص سنت مطہرہ ثابتہ سے ہے کیونکہ حدیث صحیح میں آیا
ہے کہ حضرت نے ماعز کو رجم کیا اور وہ محصن تھا

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰىٓ اِذَا حَضَرَ
اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

توبہ قبول کرنا اللہ کو ضرور ہے انکی جو عمل کرتے ہیں برا نادانی سے پھر توبہ کرتے ہیں شتاب تو انکو اللہ معاف کرتا ہے اللہ سب جانتا ہے حکمت والا اور انکی توبہ نہیں جو کرتے جاتے ہیں برے کام جبتک سامنے آیا پہنچے کسی کو موت کہنے لگا میں نے توبہ کی اب نہ انکو جو مرتے ہیں کفر میں انکے واسطے ہمنے تیار کی ہے دکہ کی مار یعنی جب موت کا یقین ہو چکا اور آخرت نظر آنے لگی تب توبہ قبول نہیں اس سے پہلے قبول ہے مسلمان کی توبہ اور کافر اگر گناہ سے توبہ کرے وہ گناہ نہیں اوترتا مگر جو مسلمان ہو کر مرے **ف** ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قبول ہے توبہ اسکی جو برا کام کرتا ہے جہالت سے پھر تائب ہوتا ہے اگرچہ بعد معاینہ فرشتہ قابض روح کے ہو قبل غرغرہ کے مجاہد وغیرہ واحد نے کہا ہے جس نے عصیان کیا اللہ کا خطا یا عمد سے وہ جاہل ہے یہانتک کہ باز آوے گناہ سے ابو العالیہ کہتے ہیں کہ حضرت کے اصحاب ذکر کرتے تھے کہ جو گناہ بندہ کرتا ہے وہ جہالت سے خواہ عمداً ہو یا خطاً قتادہ نے کہا اسپر اجماع ہے صحابہ کا مجاہد نے کہا ہر عاصی بسبب عصیان کے جاہل ہے وقت عمل کے یہی بات عطا بن رباح نے بھی کہی ہے ابن عباس نے کہا ہے جہالت ہے برا کام کرنا پھر کہا قریب سے مراد دیکھنا ہے ملک الموت کا ضحاک نے کہا جو موت سے ادہر ہے وہ قریب ہے قتادہ وسُدی نے کہا جبتک صحت میں ہے قریب ہے حسن نے کہا جبتک غرغرہ نہیں ہے قریب ہے عکرمہ نے کہا اَلدُّنْیَا کُلُّھَا قَرِیْبٌ **حکایت** ایک بہت بوڑھا آدمی پاس ایک بزرگ کے آیا کہا میں توبہ کرنا چاہتا ہوں انہوں نے انکو شیخ فانی دیکھکر کہا تو بہت دیر میں آیا اسنے جواب دیا کہ جو مرنے سے پہلے آیا وہ بعید نہیں ہے قریب ہے حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے کہ قبول کرتا ہے اللہ توبہ بندہ کی جبتک کہ غرغرہ نہیں لگا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے دوسرا لفظ ابن عمر کا مرفوع یوں ہے نہیں ہے کوئی بندہ کہ توبہ کرے مرنے سے پہلے ایک ماہ مگر قبول کرتا ہے اللہ اس سے بھی کم ایک دن یا ایک ساعت قبل موت کے اس کی توبہ کو اور جانتا ہے اسکے اخلاص کو پہر وہ توبہ پذیرا کرتا ہے ابن عمر نے کہا جسنے توبہ کی قبل مرنے کے ایک سال یا ایک ماہ یا ایک جمعہ ایک دن یا ایک ساعت اسکی توبہ قبول ہوئی ایوب نے کہا میں نے پوچھا کہ اللہ تو یوں فرماتا ہے ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ کہا میں تو تجہسے وہ کہتا ہوں جو میں نے حضرت سے سنا ہی رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ الطَّیَالِسِیُّ عبدالرحمن بن البیلمانی کہتے ہیں چار صحابی جمع ہوئے ایک نے کہا میں نے حضرت کو سنا فرماتے تھے بیشک اللہ قبول کرتا ہے توبہ بندہ کی پہلے مرنے سے ایک دن دوسرے نے کہا یہ تو نے حضرت سے سنا ہے کہا ہاں کہا میں نے حضرت کو سنا فرماتے تھے کہ اللہ قبول کرتا ہے توبہ بندہ کی قبل موت کے آدہے دن تیسرے نے کہا تو نے یہ سنا ہے کہا ہاں کہا میں نے یوں سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ قبول کرتا ہے اللہ توبہ بندہ کی قبل موت کے ایک پہر چوتہے نے کہا تو نے یوں سنا ہے کہا ہاں کہا میں نے سنا ہے کہ فرماتے تھے قبول کرتا ہے اللہ توبہ بندہ کی جبتک کہ اسکی جان غرغرہ نہ کرے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَسَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَغَیْرُھُمَا مِنْہُ

ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ قبول کرتا ہے توبہ بندہ کی جبتک کہ اسکو غرغرہ نہیں لگا
ہے رواہ ابن مردویہ ابن جریر نے حسن سے مرسلا بطور بلاغ روایت کیا ہے کہ اللہ قبول کرتا ہے توبہ بندہ کی جبتک کہ
غرغرہ نہیں لگتا ہے ابن کثیر نے کہا یہ مرسل حسن ہے حسن بصری سے اسیطرح ابو قلابہ سے بھی مرفوعا مرسلا مروی ہے اور حدیث
مثل عبادہ بن صامت کے بھی آیا ہے ابو سعید کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا ابلیس نے کہا اے رب مجھکو قسم ہے تیری عزت کی
میں ہمیشہ انکو بہکاؤنگا جبتک کہ انکی جان انکے بدن میں ہے اللہ عزوجل نے فرمایا مجھکو بھی قسم ہے میری عزت وجلال
کی میں ہمیشہ انکی مغفرت کرونگا جبتک وہ استغفار کرتے رہینگے رواہ احمد یہ حدیثیں دلیل ہیں اسبات پر کہ جس نے
توبکی طرف اسکے نا امید ہو جانیکے پہلے تو اسکی توبہ قبول ہے اسیلئے فرمایا اللہ انکی توبہ قبول کرتا ہے وہ علیم حکیم ہے ہاں اگر زندگی سے نا امید ہو گئی ہے
اور فرشتے کو آنکھ سے دیکھ لیا ہے اور جان حلق میں آگئی ہے اور سینہ تنگ ہو گیا ہے اور روح حلقوم کو پہونچ گئی
ہے نفس کو غرغرہ لگ گیا ہے نفس حلقوم کو چڑھ گیا ہے تو اب توبہ قبول نہیں ہے اب تو اتنی دیر ہو گئی کہ ولات حین
مناص صادق آگیا اسی لیے یہ فرمایا ہے کہ انکی توبہ نہیں ہے جنہوں نے برے کام کیے ہیں یہانتک کہ جب ایک کسی
کو ان میں سے موت آکر حاضر ہو گئی کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں یہ ویسی بات ہے کہ اللہ نے فرمایا فلما
رأوا بأسنا قالوا آمنا بالله وحده تا آخر دو آیت یا جس طرح حکم کیا ہے عدم قبول توبہ کا واسطے اہل ارض کے
جبکہ نکلنا سورج کا طرف سے مغرب کے دیکھ لینگے قال تعالی یوم یأتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانها
لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا **بیت** توبہ در آن نفس زبس رفت از دست +
خیر در پرسیدے و محال است. + فتح البیان میں کہا ہے کہ اس آیت میں بیان ہے اسبات کا کہ توبہ علی الاطلاق
مقبول نہیں ہوتی ہے بلکہ بعض کی قبول اور بعض کی نامقبول ہوتی ہے نظم قرآنی اسی کی مبین ہے کسی نے کہا توبہ کا
قبول ہونا اللہ کے فضل ورحمت پر موقوف ہے کسی نے کہا قبول کرنا توبہ کا واجب ہے اللہ پر یہ مذہب معتزلہ کا ہے انہوں
نے بہت سے واجبات اللہ پر لگائے ہیں منجملہ انکے ایک قبول توبہ بھی ہے اہل معانی نے کہا ہے یہ وجوب اللہ پر بغیر ایجاب
کے طرف سے کسی کے خود اوس نے اپنی جان پر اسکو واجب کیا ہے وہ جو چاہے سو کرے ہاں کا اسپر اتفاق ہے
کہ توبہ کرنا مومنوں پر فرض ہے بقول تعالی وتوبوا الی الله جمیعا ایها المؤمنون جمہور کہتے ہیں کہ توبہ بعض گناہ
سے نہ بعض دیگر سے صحیح ہے معتزلہ اس میں مخالف ہیں یہ ارشاد کہ توبہ انکے لیے ہے جو جہالت سے گناہ کر بیٹھتے ہیں
ابو العالیہ نے کہا حق میں مومنوں کے ہے ضحاک و مجاہد نے کہا مراد جہالت سے اسجگہ عمد ہے زجاج نے کہا جہالت
یہ ہے کہ لذت فانی کو لذت باقی پر اختیار کرتے ہیں کسی نے کہا کہ عقوبت کو نہیں جانتے ہیں قول ابن فورک کا ہے مگر ابن

علیہ نے اسکو ضعیف کہا ہے مراد قریب سے حضور موت ہے یا سامنہ ملائکہ یا مغلوبیت نفس جو زمانہ درمیان عمل معصیت و ملت
غرغرہ کی ہے گو سالہا سال کا ہو اسکو قریب اسلیے کہا ہے کہ ہر آنیوالی چیز قریب ہے معنی صحیح کسی نے یہ کہا مطلب یہ ہے کہ قریب زمانہ
گناہ کی توبہ کر لیتے ہیں اصرار نہیں کرتے غرغرہ یہ ہے کہ پتلی چیز بیمار کے منہ میں ڈالیں وہ اسکو حلق میں اتارے پر پیٹ
کی ریگ کے اندر نہ اترے نہ اسکو نگل سکے یہ جب ہوتا ہے کہ روح حلقوم میں پہونچ جاتی ہے کسی نے کہا غرغرہ تردد روح کا
ہے حلق میں اللہ نے بڑا دکھا رحمت موعود عدہ فرمایا کہ ہم ایسے بندوں کی توبہ قبول کر لیتے ہیں جو جلد تائب
ہوجاتے ہیں غرغرہ سے پہلے کسی نے کہا اللہ نے معلوم کر لیا ہے کہ دشمن اس معصیت کو غلبۂ شہوت و استیلاء
جہالت سے کیا ہے اسلیے اگر توبہ کریگا اور جلد رجوع لاویگا تو اسکی توبہ قبول ہو جاویگی پھر فرمایا جنکی موت آگئی اور
وہ برے کام کرتے رہے انکی توبہ پذیرا نہیں ہے ابو العالیہ نے کہا یہ آیت حق میں اہل نفاق کے اتری ہے یہی قول
ہے سعید بن جبیر کا ابن عباس نے کہا مراد اہل شرک ہیں ثوری نے کہا مسلمان مراد ہیں اسلیے کہ بعد اسکے ذکر کفار کا
کیا ہے مراد حضور موت سے حضور علامات موت کا ہے اور پہونچنا بیمار کا حالت سیاق تک مراد وقت غرغرہ ہے یہ
وہ وقت ہے کہ اس وقت نہ عاصی کی توبہ قبول ہوتی ہے نہ کافر کا ایمان مقبول کہا ہے کہ مجرد قرب موت مانع قبول توبہ
نہیں ہوتا ہے بلکہ مانع قبول توبہ سے مشاہدہ ان احوال کا ہے کہ بہ کسی طرح رجوع طرف دنیا کی ممکن نہیں رہتا اسی
توبہ فرعون لعین کی اور ایمان اسکا وقت ادراک غرق کے مقبول نہ ہوا اور نہ انکی توبہ قبول ہے جو کافر رہکر مرتے
ہیں آخرت میں عذاب دیکھکر توبہ کرنا چاہینگے وہ توبہ کب قبول ہو سکتی ہے ابو العالیہ نے کہا یہ آیت حق میں اہل شرک کے
ہے یہی قول ہے ربیع کا حالانکہ انکے لیے توبہ سرے ہی سے نہیں ہے ذکر انکا بطور مبالغہ کے واسطے بیان عدم قبول توبہ
کے وقت حضور موت کے کیا گیا ہے ورنہ وجود و عدم توبہ کا ایسے وقت میں برابر ہے نہ انکی توبہ اونکے لیے تو عذاب ذکر
ہے ابن کثیر کا لفظ یہ ہے کہ کافر جب کفر و شرک پر مرتا ہے تو ندامت و توبہ کچھ اسکو نفع نہیں دیتی نہ اس سے کوئی فدیہ قبول
ہوتا ہے گو زمین بھر کر مال کیوں نہ ہو حدیث مرفوع ابوذر میں آیا ہے کہ قبول کرتا ہے اللہ توبہ اپنے بندے کی اور بخشتا
ہے اسکو جبتک کہ پردہ نہ پڑے کہا وقوع حجاب کیا ہے فرمایا یہ کہ جان نکلے اور وہ مشرک ہو رواہ احمد اسی یہ کہ
کہ انکے لیے ہے عذاب شدید مقیم اللھم احفظنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ
أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ
وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ○ وَإِنْ أَرَدْتُمُ
اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا

مُّبِينًا ۝ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝ وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ

آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ ای ایمان والو نہین

حلال تمکو کہ میراث مین لے لو عورتون کو زور سے اور نہ انکو بند کر رکھو کہ لیلو ان سے کچھ اپنا دیا مگر کہ وہ کرین بیحیائی صریح اور
گذران کرو عورتون کے ساتھ معقول پر اگر وہ تمکو نہ بہاوین تو شاید تمکو نہ بہاوے ایک چیز اور اللہ رکھے اوس مین بہت
خوبی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہہ دوسری عورت اور دے چکے ہو ایک کو ڈھیر مال تو نہ پھیر لو اس مین سے
کچھ کیا لیا چاہتے ہو ناحق اور صریح گناہ سے اور کیونکر اسکو لے سکوگے اور پہونچ چکے ایک دوسرے تک اور لے چکین
تم سے عہد گاڑھا نکاح مین۔ نہ لاؤ جن عورتون کو نکاح مین لائے تمہارے باپ مگر جو آگے ہو چکا یہ بیحیائی ہے اور
کام غضب کا اور بری راہ ہے **ف** اس آیت مین دو حکم ہین ایک یہ کہ میت مر جاوے تو اسکی عورت اپنے نکاح کی مختار ہے
میت کے بہائیون کو اپنی زور آوری سے اسکا اپنے نکاح مین لے لینا نہین پہونچتا اور نہ انکو روکنا پہونچتا نکاح سے کہ جا ہو کر
جو کچھ میت نے اسکو دیا تہا وہ پہر آجاوے مگر بے شرع بات ہو روکنا البتہ پہونچتا ہے دوسرا حکم یہ ہے کہ عورتون سے گذران
کرے تحمل کے ساتھ اگر ان مین بعضی چیز ناپسند ہو تو شاید کچھ خوبی بہی ہو بدخو کے ساتھ بدخوئی نہ چاہیے پہر فرمایا جب
مرد عورت تک پہونچا تو اسکا تمام مہر لازم ہوا اب بغیر اسکے چہوڑے نہین چہوٹتا اور عہد گاڑھا یہی ہے کہ شرع کے حکم سے
عورت مرد کے قبضے مین آئی ہے ورنہ اسکا مال نہین ہے پہر باپ کی جورو سے نکاح کرنے کو حرام فرمایا مگر جو ہو چکا
یعنی زمان کفر مین اسکا پرہیز نہ کرتے تہے سو اسلام کے بعد وہ گناہ نہ رہا آگے سے پرہیز چاہیے یہ بیان ہے موضح قرآن
کا **ف** بخاری نے ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اوس دن مین جب کوئی مرد مرجاتا تو اسکے
اولیا حقدار اوسکی جورو کے ہوتے اگر کوئی چاہتا اوس سے نکاح کر لیتا اور اگر چاہتے کسی اور سے نکاح کر دیتے اور چاہتے
تو بٹہا رکہتے وہی زیادہ حقدار ہوتے بہ نسبت اہل زن کے اوسپر تب یہ آیت اتری هَكَذَا ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ وَ
أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ دوسرا لفظ ابن عباس کا نزدیک ابو داود کے یہ ہے کہ مرد وارث
ہوتا تہا عورت ذی قرابت کا اور اسکو روکتا یہان تک کہ مرجاوے یا مہر پھیر دے اللہ نے اسکو رد کیا تیسرا لفظ یہ ہے
کہ جاہلیت مین جب شخص ہر عورت کا مرجاتا تو کوئی مرد آکر اسپر کپڑا ڈال دیتا وہی مرد اسکا حقدار ٹہیرتا اسپر یہ آیت
اتری چوتہا لفظ یہ ہے کہ جب کوئی مرد مرجاتا جاریہ چہوڑ جاتا اسپر کوئی دوست اسکا ایک کپڑا ڈال دیتا تو وہ لوگون
سے ممنوع ہو جاتی اگر خوبصورت ہوتی خود اسکو بیاہ لیتا اگر بدصورت ہوتی تو یہان تک روکتا کہ مرجاتی پہر اسکا
وارث بنتا پانچوان لفظ یہ ہے کہ اہل مدینہ مین جب کوئی دوست کسی مرد کا مرجاتا تو وہ اپنا کپڑا اسکی عورت پر ڈالکر

ع

تو الدیتا اوسکے نکاح کا وارث ہو جاتا سو اُسکے اور کوئی اُس سے نکاح نہ کرتا اور یہانتک اسکو روکتا کہ وہ کچھ اسکو فدیہ دیتی
اسپر یہ آیت آئی زید بن اسلم نے کہا اہل یثرب مین جب کوئی شخص مرجاتا جاہلیت مین اُسکی عورت کا وہی وارث ہوتا جو
اُسکے مال کا وارث ہوتا وہ اُسکو بند کر رکہتا یہانتک وہ اسکا وارث ہو یا جس سے چاہے اسکا نکاح کر دی اہل تہامہ مین مرد
عورت سے برا برتاؤ کرتا تہا یہانتک کہ اسکو طلاق دیدیتا اور یہ شرط کر لیتا کہ وہ نکاح نہ کرے مگر اُس شخص سے جس سے
یہ چاہے یہانتک کہ وہ فدیہ دیتی بعض مال اپنے سے جو اسکو ملا تہا اللہ تعالی نے مومنون کو اس حرکت بد سے برکت
منع فرمایا ابو امامہ کہتے ہین جب ابو قیس بن اسلت مر گیا اُسکے فرزند نے چاہا کہ اُسکی جورو سے نکاح کرے یہ کام جاہلیت
مین کرتے تہے اللہ نے یہ آیت نازل کی رواہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ عطاء نے کہا اہل جاہلیت مین جب
کوئی مرد عورت چھوڑکر مرجاتا اوسکے گہر والے اُس عورت کو بچے پر روک رکہتے جو اون مین ہوتا اسپر یہ آیت آئی
مجاہد نے کہا آدمی جب مرتا تو اُسکا بیٹا احق ہوتا ساتھ اُسکی جورو کے اگر چاہتا اوس سے نکاح کر لیتا اگر اسکے پیٹ کا نہو
اور اگر چاہتا تو اپنے بہائی یا بہتیجے سے نکاح کر دیتا عکرمہ نے کہا یہ آیت قصہ ابو قیس مین اُتری ہے غرض کہ
آیت شامل ہے جملہ افعال جاہلیت کو اس باب مین کوئی سی بہی نوع کسی فعل کی کیون نہ ہو نہی عضل سے یہ مراد ہے کہ تم انکو
عشرت مین نقصان نہ دو کہ وہ تنگ آکر سب مہر یا بعض مہر یا بعض حق اپنا چہوڑ دین تم ہو د مضطر ہو جاوین ابن
عباس نے کہا مطلب یہ کہ کوئی عورت پاس کسی شخص کے ہو اور وہ اُسکی صحبت سے ناخوش ہو اُسکا مہر اُسپر آتا ہے یہ اُسکو ضرر
پہونچاوے تاکہ وہ مہر فدیہ مین دیدے اس سے منع فرمایا یہی قول ہے ضحاک و قتادہ وغیرہ واحد کا اسی کو ابن جریر نے بہی
اختیار کیا ہے ابن السلمانی نے کہا یہ دو آیتین ہین ایک تو مین امر جاہلیت کے اُتری ہے دوسری امر اسلام مین ابن
مبارک نے کہا دراثت نساء کی بطور کرہ جاہلیت مین تہی عضل اسلام مین ہے فاحشہ مبینہ سے مراد نزدیک ایک جماعت
صحابہ و تابعین کے زنا ہے یعنی جب عورت زنا کرے تو تجہ کو یہ پہونچتا ہے کہ تو اُس سے مہر کو واپس کر لے جو تو نے
اُسکو دیا ہے اور یہانتک تو اُسکو تنگ کرے کہ وہ مہر چہوڑ کر خلع کرے جسطرح کہ سورہ بقرہ مین فرمایا ہے وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ
تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ الآية ابن عباس و عکرمہ و ضحاک نے کہا کہ مراد
فاحشہ مبینہ سے نشوز و عصیان ہے ابن جریر نے کہا ہے کہ یہ آیت شامل ہے زنا و عصیان و نشوز و بدزبانی وغیرہ کو یعنی یہ
حرکات مضاجرت کو مباح کرتے ہین یہانتک کہ وہ اپنے حق سے بیزار ہو جاوے سب یا بعض چہوڑ دے مفارقت اختیار
کرے ابن کثیر نے کہا یہ قول جید ہے واللہ اعلم روایات سابقہ ابن عباس وغیرہ مقتضی اسکی ہین کہ سارا سیاق امر جاہلیت میں تہا
حکم مسلمانون کو بہی اسلام مین اسکا کام کرنے سے منع کیا ہے عبد الرحمن بن زید نے کہا عضل قریش کہ مین ہامرد کسی

ف
اور انکو روا نہین کہ ان
کو کچہ نہ دیا جاوے مگر
یہ کہ وہ دونون ڈرین
کہ نہ ٹہیک رکھ سکینگے قاعدہ
اللہ کے ۱۲

عورت سے یہ بات کہہ کر کہ اب مجھ سے موافقت نہیں آتی تو اسکو جدا کر دیا اس مطلب پر کہ وہ کسی سے نکاح نہ کرے مگر اسکے اذن سے
پھر گواہ بلا کر یہ شرط لکھوا لیتا جب کوئی خواستگار آتا اور وہ عورت کچھ دیکر اسکو راضی کر لیتی تب اسکو اجازت دیتا ورنہ بند رکھتا
سئے ہیں اس آیت کے وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ الآية مجاہد نے کہا یہ آیت مثل اس عضل کے
ہے جسکا ذکر سورہ بقرہ میں آیا ہے معاشرت بمعروف کا مطلب یہ ہوا کہ تم بیبیوں سے اچھی بات کہو جہاں تک ہوسکے
اچھا برتاؤ اچھی شکل وہیئت سے معاشرت کرو جس طرح کا برتاؤ تم ان سے اپنے ساتھ چاہتے ہو ویسا ہی برتاؤ تم
ان سے بھی رکھو کما قال تعالیٰ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ
خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي حضرت کے اخلاق میں سے ایک بات یہ تھی کہ آپ جمیل العشرہ دائم البشر
تھے اپنے اہل سے مداعبت کرتے تلطف برتتے توسیع نفقہ فرماتے ہنسی دل لگی کرتے ایک بار عائشہ کے ساتھ دوڑ
لگائی تو دوڑ کے پیچھے عائشہ نے کہا مجھ سے مسابقت کی میں آگے نکل گئی یہ بات بدن پر گوشت چڑھنے سے پہلے تھی
پھر دوبارہ مسابقت کی جبکہ میں موٹی ہو گئی تو حضرت آگے بڑھ گئے اور فرمایا هٰذِهٖ بِتِلْكَ اسی طرح جسکی نوبت
ہوتی اسکے گھر میں سب ازواج کو جمع کرکے بعض احیان میں طعام شام تناول فرماتے پھر ہر ایک بی بی کھانا کھا کر
اپنے اپنے گھر چلی جاتی اپنی بیبیوں کے ساتھ ایک کپڑے میں سوتے چادر اتار کر فقط ازار میں خواب فرماتے بعد
نماز عشا کے گھر میں آکر بی بی سے کچھ بات چیت کرتے سونے سے پہلے تاکہ موانست حاصل ہو اللہ نے فرمایا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ
فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کتب احکام میں تفصیل عشرت نساء مرقوم ہے پھر فرمایا کہ تمہارے صبر کرنے میں
انکے امساک پر باوجود کراہت کے خیر کثیر ہے دنیا و آخرت میں ابن عباس نے کہا وہ خیر یہ ہے کہ شاید اولاد روزی
ہو اس بچے میں خیر کثیر ہو حدیث صحیح میں آیا ہے کہ دشمنی نہ رکھے کوئی مومن کسی مومنہ سے اگر ناپسند کریگا کوئی
عادت اسکی تو پسند کریگا کوئی دوسری عادت کو اس سے پھر یہ فرمایا کہ اگر بدلنا عورت کا چاہے تو جو مہر پہلی
عورت کو دیا ہے گو وہ بہت سا مال کیوں نہ ہو اسکو نہ پھیرے یہ آیت دلیل ہے جواز مہر بسیار پر اول جو ہوا ہے عمر
بن خطاب نے کثرت مہر سے منع کیا تھا کہا کہ اگر زیادتی مہر میں عورتوں کے کچھ بات بزرگی کی ہوتی دنیا میں یا تقویٰ
کی نزدیک اللہ کے تو سب سے اولیٰ تر ساتھ اسکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے حضرت نے تو کسی اپنی
بی بی یا بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ مقرر نہیں کیا تھا آدمی مہر عورت میں مبتلا ہوکر اسکا دشمن ہوجاتا ہے
کہتا ہے تیرے سبب سے میں مشکل محنت میں پڑا رواہ احمد واہل السنن ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے اور لفظ ابو یعلی کا مسروق سے یہ ہے کہ جب عمر بن خطاب منبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

کہا ای لوگو تمنے بہت گناہ کیا مہر مین عورتون کے حضرت اور حضرت کے اصحاب نے مہر چار سو درہم کا یا اس سے کم کا ہوتا
تہا اگر اس کثرت مین کچہ اللہ کا تقوی یا کوئی کرامت ہوتی تو سبقت کرتے تم پہر اب مین نہ دیکہون کہ کسی شخص
نے مہر عورت کا چار سو درہم سے زیادہ کیا ہے پہر منبر پر سے نیچے اوترے ایک عورت قریش سامنے آئی کہا ای امیر المومنین
تمنے لوگون کو منع کیا کہ چار سو درہم سے زیادہ مہر مقرر کرین کہا ہان کہا تمنے نہین سنا کہ اللہ نے قرآن مین کیا
نازل کیا ہے پوچہا کیا کہا اللہ فرماتا ہے وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا کہا اللّٰهُمَّ غَفْرًا كُلُّ
النَّاسِ أَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ پہر منبر پر آکر کہا ای لوگو مینے منع کیا تہا تمکو زیادہ مقرر کرنے مہر سے چار سو درہم پر اب جو
جتنا چاہے اپنا مال دے ابو یعلی کہتے ہین مین گمان کرتا ہون کہ یون کہا فَمَنْ طَابَتْ نَفْسُهُ فَلْيَفْعَلْ اسحدیث
کی اسناد جید ہے قوی ہے منقطع اس اثر کا ابو عبدالرحمن سلمی سے یون ہے کہ عمر نے کہا تم گرانی نہ کرو مہور نسا مین ایک
عورت نے کہا ای عمر بات یون نہین ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا مِنْ ذَهَبٍ
ابن مسعود کی قراءت اسیطرح ہے فَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا عمر نے کہا ایک عورت نے عمر سے جہگڑا کیا وہ
جیت گئی یہ اثر اور طرح پر بہی آیا ہے اسمین انقطاع ہے اسلیے اللہ نے کہا کہ تم وہ مہر عورت کا کس طرح لے سکتے
ہو حالانکہ انکے پاس جا چکے ہو وہ تمہارے پاس آ چکی ہے ابن عباس مجاہد سدی نے کہا مراد افضاء سے اسجگہ جماع
ہے صحیحین مین آیا ہے کہ حضرت نے متلاعنین سے فرمایا ہے جبکہ وہ ملاعنت سے فارغ ہو چکے کہ اللہ جانتا ہے کہ ایک تم مین کا
جہوٹا ہے کوئی تم مین توبہ کرنیوالا ہے تین بار یون ہی فرمایا مرد نے کہا اے رسول خدا میرا مال ملے یعنے جو اس عورت کو
مہر مین دیا ہے فرمایا تجہکو مال نہ ملے گا اگر تو سچا ہے تو وہ عوض استحلال فرج کے گیا اور اگر تو جہوٹا ہے تو وہ مال اور بہی یعنی
تجہ سے دور تر ہو گیا بصرہ نے ایک کنواری سے جو پردہ نشین تہی نکاح کیا ناگاہ وہ زنا سے حاملہ برآمد ہوئی
حضرت سے آکر کہا فرمایا اوسکا مہر دیدے اور دونون مین تفریق کر دی عورت کو کوڑے لگائے فرمایا بچہ تیرا غلام ہے
مہر مقابل بضع یعنے فرج کے ہے رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ اسی سبب اللہ نے کہا ہے وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ
أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ میثاق غلیظ سے مراد نزدیک ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر کے عقد نکاح ہے
دوسرا قول ابن عباس کا یہ ہے کہ مراد امساک بمعروف یا تسریح باحسان ہے اسی طرف عکرمہ و مجاہد و ابو العالیہ و
حسن و قتادہ و یحیی ابن ابی کثیر و ضحاک و سدی بہی گئے ہین ربیع بن انس نے کہا مراد یہ قول ہے أَخَذْتُمُوهُنَّ
بِأَمَانَةِ اللهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ کلمہ یہی تشہد ہے خطبہ نکاح کا حضرت کو شب معراج مین یہ
بہی کہا تہا وَجَعَلْتُ أُمَّتَكَ لَا تَجُوزُ لَهُمْ خُطْبَةٌ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنَّكَ عَبْدِي وَرَسُولِي رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ

جابرؓ سے خطبہ حجۃ الوداع مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّكُمْ
اَخَذْتُمُوْهُنَّ الخ رَوَاهُ مُسْلِمٌ پہر اللہ پاک نے زوجات آبا کو ابنا پر براہ تکرمہ اعظام واحترام آبا کے حرام فرمایا
بمجرد عقد کے وہ عورت بیٹے پر حرام ہوجاتی ہے اسپر اجماع ہے ایک انصاری کہا جب ابو قیس بن اسلت مر گئے
اور وہ بہت صالح تہے انصار مین اسکے بیٹے قیس نے انکی عورت کو پیغام نکاح کا بہیجا اُسنے کہا مین تو تجہہ کو شمار بیٹے
کے گنتی ہون اور تو اپنی قوم مین صالح ہے لیکن مین پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاتی ہون پہر آکر کہا
کہ ابو قیس مر گیے حضرتؐ نے انکو اچہا کہا اُس نے عرض کیا انکا بیٹا قیس مجہسے نکاح کرنا چاہتا ہے اور وہ اپنی قوم
مین صالح ہے مین اسکو بیٹے کی طرح جانتی ہون آپ کیا حکم فرماتے ہین کہا اپنے گہر جا پہر یہ آیت اُتری
وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ الاٰية رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عکرمہ نے بہی یہی کہا ہے کہ یہ آیت حق مین ابو
قیس کے اتری ہے انکی بی بی کا نام ضمرہ تہا کسی نے کہا حق مین فاختہ بنت اسود کے نازل ہوئی ہے سہیلی نے زعم کیا
ہے کہ نکاح کرنا زنان پدر سے جاہلیت مین معمول تہا اسی سے اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ فرمایا ہے جسطرح اختین کو جمع کرنے
مین بہی یہی کلمہ ارشاد کیا ہے کنانہ بن خزیمہ نے اپنے باپ کی جورو سے نکاح کیا تہا اُس سے نضر بن کنانہ پیدا ہو
حالانکہ حضرتؐ نے فرمایا ہے وُلِدْتُ مِنْ نِكَاحٍ لَا مِنْ سِفَاحٍ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات دن مین جائز تہی و
انکو نکاح سمجہتے تہے نہ سفاح ابن عباسؓ نے کہا اہل جاہلیت اللہ کے حرام کو حرام جانتے مگر باپ کی جورو کو
اور دو اخت کے جمع کرنے کو اُسپر یہ آیت اتری اسیطرح عطا وقتادہ نے بہی کہا ہے ابن کثیر کہتے ہین لیکن جو قصہ
کنانہ کا سہیلی نے نقل کیا ہے اُس مین نظر ہے واللہ اعلم غرض کہ ہر تقدیر پر ایسا نکاح اس امت مین حرام ہے
نہایت درجہ قبیح و ناکارہ ہے اسی لیے اللہ نے اسکو فاحشہ و مقت و راہ بد فرمایا اور کہا کہ نزدیک ہو تم فواحش کے
کہلے ہوئے چہپے اور کہا پاس جاؤ زنا کے کہ وہ بیحیائی اور بری راہ ہے اسجگہہ لفظ مقت یعنی بغض زیادہ کیا یعنی
فی نفسہ ایک امر کبیرہ ہے انجام اُسکا بغض ہے بیٹے کا باپ سے کیونکہ غالب یہ ہے کہ جو کوئی کسی عورت سے نکاح کرتا
ہے تو اُسکے اگلے شوہر کو دشمن رکہتا ہے اسیطرح بیٹا بعد بیاہنے زن پدر کے باپکا دشمن ہوجاویگا اسی سبب سے
امہات مومنین امت اسلام پر حرام ہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمنزل پدر امت ہین آپ کی بیبیان
ساری امت کی ماں ہین بلکہ حضرتؐ کا حق امت پر حقوق آبا سے بہی بہت بڑا ہے باجماع امت بلکہ آپکی محبت
مقدم ہے سارے نفوس کی محبت پر صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ عطا بن ابی رباح نے مقت کے معنے یون کہے
ہین کہ اللہ اس کام پر دشمن رکہتا ہے سَآءَ سَبِيْلًا کے معنے ہین برا رستہ واسطے چلنے والے کہ جو کوئی بعد اسکے

وہ رستہ چلیگا وہ دین سے مرتد ہو جاویگا اسکو قتل کرینگے اسکا مال بیت المال مین بطور فئی داخل کیا جاویگا ابو بردہ
کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طرف ایک شخص کے بھیجا تھا جس نے بعد اپنے باپ کے اسکی جورو سے نکاح کیا تھا
کہ اسکو قتل کرو اسکا مال لے لے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَھْلُ السُّنَنِ براء بن عازب کا لفظ یہ ہے کہ گذرے مجھ پر چچا میرے
حارث بن عمیر اور انکے ساتھ ایک نشان تھا مینے کہا اے چچا تم کو رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کدہر بھیجا ہے کہا طرف
ایک مرد کے جس نے اپنے باپ کی عورت کو جورو بنایا ہے مجھ کو حکم ہے کہ مین اسکی گردن ماروں مسئلہ علما
کا اجماع ہے تحریم پر اُس عورت کے جسکو باپ نے وطی کیا ہے تزویج یا ملک یا شبہ سے اس عورت مین اختلاف ہے
جس سے مباشرت بشہوت کی ہے مگر جماع نہین کیا یا جس چیز کا دیکھنا حلال نہ تہا وہ دیکہی ہے اگر وہ عورت اجنبی ہے
امام احمد نے فرمایا کہ وہ بہی حرام ہے ابن عساکر نے ترجمہ خدیج حمصی مولی معاویہ مین ذکر کیا ہے کہ اوس نے معاویہ
کے لیے ایک جاریہ جمیلہ بیضا خرید کر کے بھیجی وہ مجرد تہی معاویہ کے ہاتھ مین ایک چہڑی تہی اس سے متاع جاریہ کو
چھو کر کہا یہ بہت اچھی ہے اگر میرے پاس متاع ہوتی اسکو یزید بن معاویہ کو لیجاو پہر کہا نہین ربیعہ بن عمرو حرشی
کو بلاو وہ فقیہ تہے آئے اُنسے کہا یہ جاریہ میرے پاس مجرد آئی ہے مینے اسکا یہ ہاتھ دیکھا وہ تن دیکھا مین چاہتا ہون
کہ اسکو یزید کے بہیجدوں کہا ایسا نہ کرو یہ اسکو لائق نہین ہے کہا تمنے اچہا کہا پہر حکم دیا کہ عبد اللہ بن مسعدہ
فزاری کو بلاو وہ بہت سخت گندم گون تہے کہا اس لونڈی کو لیجاو اپنی اولاد کو گورا چٹا بناو یہ فزاری وہ ہین کہ انکو
رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمہ علیہا السلام کو ہبہ کر دیا تہا فاطمہ نے اسکو پالکر آزاد فرمایا
پہر وہ ہمراہ معاویہ کے علی مرتضی پر رہا کرتا تمام ہوا بیان ابن کثیر کا فتح البیان مین تفسیر آیت باب کی اس طرز پر کی
ہے کہ اس کی یہ تشریح مین وراثت نساء سے بطور اکراہ نہی فرمائی ہے انکو عضل سے بعض مال واپس لینے کو منع کیا
ہے خطاب اولیا کو ہے اور بعض نے کہا ازواج کو کہ انکو سوء عشرت کے ساتھ اس طرح سے نہ رکہو کہ وہ تنگ آکر بعض
مہر چھوڑ دین مختار ابن عطیہ یہی ہے ہان اگر وہ فاحشہ کرے تو بہی ولی کو حبس کرنا اوسکا بغرض لینے مال کے نہین
پہونچتا یہ اجماع ہے امت کا بلکہ یہ کام زوج کو پہونچتا ہے لیکن راجح یہ ہے کہ پہلا خطاب ولی کو ہے دوسرا خطاب
ازواج کو جس نے بالعکس اسکے کہا وہ متعسف ہے بلکہ ارجح یہ ہے کہ دونوں خطاب گروہ اسلام کو ہین کہ تمکو یہ دونوں امر
درست نہین ہین اگر وہ بدکاری کرین تو تم اُنسے کچہ لیکر خلع کر لو معاشرت بمعروف سے مراد وہ بات ہے جو شریعت
مین معروف مشہور ہو اور گہر والون مین معمول و دستور ہے یہ خطاب بہی ازواج کو ہے یا سب مسلمین کو مگر یہ عشرت
مختلف ہوتی ہے باختلاف احوال ازواج غنا و فقر و رفاعت و ضاعت مین سندی نے کہا معاشرت سے مراد

ہے ابن جریر نے کہا اس مین تصحیف ہوئی ہے اصل لفظ مخالفت ہے عکرمہ نے کہا عورت کا حق تجھپر صحبت حسنہ و کسوت
و رزق معروف ہے پھر اگر کوئی بات اس کی ناخوش لگے کسی سبب بغیر ارتکاب فاحشہ و نشوز کے تو کیا عجب ہے کہ انجام کو
وہ کراہت دور ہوجاوے اور وہ وحشت مبدل محبت ہو مطلب یہ ہے کہ ذرا ذرا سی ناخوشی و کراہت پر نفرت کرکے مفارقت
نکرو بلکہ صبر کرو قریب ہے کہ اس صبر سے خیر کثیر ہاتھ آئے صحبت گیرا ہوا اولاد پیدا ہو یا مراد یہ کہ جب باوجود کراہت کے صبر کیا
نفقہ دیا اچھا برتاو کیا اللہ سے ثواب ملا تو دنیا مین استحقاق ثنای جمیل کا آخرت مین ثواب جزیل کا حاصل ہوا یہ
خیر کثیر ہے قنطار سے مراد مال کثیر ہے آیت دلیل ہے جواز پر مغالات مہور کے پر عمر نے اس سے منع کیا کسی نے کہا یہ
آیت محکم ہے کسی نے کہا منسوخ ہے بقولہ تعالی وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا الآیہ اولی یہ ہے کہ دونو آیتین
محکم ہین وہان سورہ بقرہ مین مراد مختلعہ ہے اور یہان غیر مختلعہ کسی نے کہا معنے آیت یون ہین کہ اگر سوء عشرت طرف
شوہر کے ہو اور وہ طلاق دینا چاہے تو اسکو درست نہین ہے کہ کچھ بھی اسکے مہر سے لیوے اور اگر طرف عورت کے
نشوز ہے تو شوہر کو لینا درست ہے کلبی وہروی نے کہا افضا یہ ہے کہ مرد عورت ایک لحاف مین ہون جماع کیا ہو یا نہ کیا
ہو فرا کا لفظ یہ ہے کہ افضا تخلیہ ہے مرد و عورت کا گو جماع نہ کیا ہو ابو حنیفہ بھی اسی کے قائل ہین ابن عباس و مجاہد
و شافعی و زجاج نے کہا مراد افضا سے جماع ہے اصل فضا لغت مین بمعنے مخالطت ہے عہد غلیظ سے مراد عقد ہے
ابن عمر جب نکاح کرتے کہتے نکحتک علی ما امر اللہ بہ امساک بمعروف او تسریح باحسان پھر اللہ نے نکاح زوجات
آبا کو حرام فرمایا سلک نکاح محرمات آیندہ مین منتظم نکیا واسطے مبالغے کے پھر مین اس کو نہ بے برکت سمجھے اسلیے کہ وہ امر
نہایت پر تھا اور یہ بات معلوم ہے کہ مصاہرت سے چار عورتین حرام ہوجاتی ہین ایک جدہ باپ کی دوسری جدہ
بیٹی کی تیسری ساس چوتھی دختر زوجہ ان چارون مین مجرد عقد سے تحریم حاصل ہوتی ہے اگرچہ دخول ہو مگر ربیبہ
کہ وہ حرام نہین ہوتی مگر اس شرط سے کہ اسکی مان سے دخول ہوا ہو یہ بات آیت سے مستفاد ہے اسلیے کہ قید دخول
کی فقط ربیبہ مین فرمائی ہے اللہ نے نکاح پسر کو زن پدر مین وصف یاد فرمایا ہے ایک فاحشہ ہونا یہ مرتبہ قبح
عقلی کا ہے دوسرے مقت یہ مرتبہ قبح شرعی کا ہے تیسرا ساء سبیلا یہ مرتبہ قبح عادی کا ہے جس مین یہ مراتب جمع
ہوئی سمجھو کہ وہ اقصے مراتب قبح مین واقع ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَ

خَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ

وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ

أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ حرام ہوئی ہین تمپر تمہاری مائین اور بیٹیان اور بہنین او پہوپہیان اور خالائین اور بہائی کی بیٹیان اور بہن کی اور جن ماؤن نے تمکو دودہ دیا اور بہنین دودہ کی اور تمہاری عورتون کی مائین اور انکی بیٹیان جو تمہاری پرورش مین ہین جن عورتون سے تمنے صحبت کی پہر اگر تمنے صحبت نہین کی تو تمپر نہین گناہ اور عورتین تمہارے بیٹون کی جو تمہاری پشت سے ہین اور یہہ کہ اکٹہی دو بہنین کرو مگر جو آگے ہو چکا اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نکاح بندہی عورتین مگر جنکو مالک ہوجاوین تمہارے ہاتہہ حکم ہوا اللہ کا تمپر اور حلال ہوئین تمکو جو انکے سوا ہین یون کہ طلب کرو اپنے مال بدلے قید مین لیکو نہ نکلنے کو پہر جو کام مین لاے تم ان عورتون مین سے انکو دو انکے حق جو مقرر ہوے اور گناہ نہین تمکو اس مین جو ٹہیرا لو دونون کی رضا سے مقرر کیے پیچہے اللہ ہے خبردار حکمت والا ف موضح قرآن مین ہے سات ناتے حرام فرماے ایک مان اسمین داخل ہے نانی اور دادی یعنے جو عورت کہ اس شخص کی جزو ہے دوسری بیٹی اسمین داخل ہے نواسی اور پوتی یعنے جو اسکی شاخ ہے تیسری بہن چوتہی بہتیجی پانچوین بہانجی یعنی جو اسکے ماں باپ مین ملتی ہے چہٹی پہوپہی ساتوین خالا یعنے جو نان باپ سے اوپر ملتی ہے بشرطیکہ بیواسطہ ملتی ہو اور جو واسطہ سے ملے وہ حلال ہے جیسے پہوپہی کی بیٹی ف دودہ کے دو ناتے فرماے ماں اور بہن اسمین اشارت ہے کہ ساتون ناتے اسمین بہی حرام ہین ف سسرال کے چار ناتے فرماے عورت کو مرد کی جڑ اور شاخ اور مرد کو عورت کی جڑ اور شاخ مگر شاخ جب حرام ہے کہ نکاح کے بعد صحبت بہی ہوئی ہو اور جڑ فقط نکاح سے حرام ہے ف دودہ سے بہی یہہ چار ناتے حرام ہوئے لیکن دودہ پینا وہ معتبر ہے کہ اسی عمر مین پیئے بڑی عمر مین پینا معتبر نہین ف اسیطرح نانا سگا اور سوتیلا اور اخیافی سب یہہ برابر اور دودہ مین بہی سوتیلا ناتا معتبر ہے ف بعد اسکے منع فرمایا جمع کرنا دو بہنون کا اس اشارت سے معلوم ہوا ساتون ناتون کا جمع کرنا حرام ہے اور سسرال کے ناتون مین جمع کرنا حرام نہین ہے ف آخر کو حرام فرمائی نکاح بندہی عورت یعنے ایک کے نکاح مین ہے تو ہر کسی کو اسکا نکاح حرام ہے مگر یہ کہ اپنی ملک ہو جاے اسکی صورت یہہ کہ کافر مرد اور عورت انمین نکاح تہا وہ عورت قید مین آئی جس کو پہونچی اسکو حلال ہے ف دودہ کا ناتا یا سسرال کا مرد کو اپنی لونڈی سے ہو تو اسکی صحبت حرام ہے ملک رہا کرے ف جو فرمایا کہ عورتین تمہاری بیٹون کی جو تمہاری پشت سے ہین یعنی لے پالک کی بیٹا نہ جانو کسی حکم

وہ بیٹا نہیں **ف** یہ عورتیں حرام فرمادین اُن کے سوا سب حلال ہین چار شرط سے اول یہ کہ طلب کرے یعنی
زبان سے ایجاب و قبول درمیان آوے دوسرے یہ کہ مال دیا قبول کر دیعنی مہر تیسرے یہ کہ قید مین لانے کی طرح
ہو نہ مستی نکالنے کی نیت یعنی ہمیشہ کو وہ عورت اس مرد کی ہوجاوے اُسکے چھوڑے بغیر نہ چھوٹے یعنی مدت کا ذکر نہ آوے
کہ مہینے تک یا برس تک اس سے متعہ حرام ٹھیرا چوتھی شرط سورہ مائدہ مین فرمائی اور بیان بھی لونڈیون کے نکاح
مین آگے فرمائی ہے کہ چھپی یاری نہ ہو لوگ شاہد ہوان کم سے کم دو مرد یا ایک مرد دو عورتین یہ فرمایا جو عورت کام
مین آئے اُسکا مہر پورا دینا پڑا کام مین آئی یعنی صحبت ہوئی یا خلوت ہوئی اب کسی طرح مہر نہیں چھوٹتا جبتک
کام مین نہیں آئی تو اگر مرد چھوڑ دے تو آدھا مہر دے اور اگر عورت ایسا کام کرے کہ نکاح ٹوٹ جاوے تو سب مہر اتر گیا
پھر فرمایا کہ بعد مہر مقرر کرنے کے جو دونو اپنی خوشی سے بڑھا دین یا گھٹا دین تو وہ بھی معتبر ہے تمام ہوا بیان موضح
قرآن کا **ف** ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت تحریم محارم ہے نسب سے اور جو تابع نسب ہے اُس سے جیسے رضاع و
صہر ابن عباس نے کہا حرام ہین تیرہ سات عورتین نسب سے اور سات سسرال سے پھر یہ آیت پڑھی جمہور علما نے
لفظ بناتکم سے استدلال کیا ہے اس بات پر کہ جو زانی کے پانی یعنی منی سے پیدا ہوئی ہے وہ اُس زانی پر حرام ہے
اسلیے کہ لفظ قرآن عام ہے اور وہ اسکی بیٹی ہے تو اس عموم مین داخل رہے گی یہی مذہب ہے ابو حنیفہ و مالک و احمد
رحمہم اللہ کا شافعی سے کچھ اباحت اسکی منقول ہے اسلیے کہ وہ شرعی بیٹی نہیں ہے جسطرح بنت زنا داخل کریمہ یوصیکم
اللہ فی اولادکم الی آخر الایۃ نہیں ہے اور وہ بالاجماع وارث نہیں ہوتی اسیطرح اس آیت مین بھی داخل نہیں
ہے واللہ اعلم پھر حقیقی مان اور دودھ کی مان کا ایک ہی حکم رکھا صحیحین مین مرفوعا عائشہ سے آیا ہے کہ رضاعت
حرام کرتی ہے جنکو جیسے ولادت حرام کرتی ہے مسلم کا لفظ یون ہے حرام ہے رضاع سے وہ جو حرام ہے نسب سے
بعض فقہا نے کہا ہے ہر وہ چیز جو حرام ہے نسب سے حرام ہے رضاعت سے مگر چار صورتین اور بعض نے کہا چھ
صورتین جو کتب فروع مین مذکور ہین مگر تحقیق یہ ہے کہ کوئی شے رضاعت سے مستثنی نہیں ہے اسلیے کہ مثل بعض
صور کا نسب مین بھی پایا جاتا ہے اور بعض صور جہت صہر سے حرام ہوتی ہین تو بہر حیثیت ہرگز کوئی شے وارد
نہین ہو سکتی وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَبِہِ الثِّقَۃُ پھر اُنہون نے عدد رضعات محرمہ مین اختلاف کیا ہے کچھ ادہر گئے ہین کہ مجرد
رضاع محرم ہے بسبب عموم اس آیت کے یہی قول ہے مالک کا ابن عمر سے بھی اسیطرح مروی ہے یہی مذہب ہے سعید بن مسیب
و عروہ بن زبیر و زہری کا بھی اسیطرح ہے اوروں نے کہا تین رضعات سے کم حرمت نہیں ہے کیونکہ صحیح مسلم مین عائشہ
سے آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّۃُ وَلَا الْمَصَّتَانِ یعنی حرام نہیں کرتا ایک بار دو بار کا چوسنا ام الفضل

کا لفظ یہ ہے لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ وَلَا الرَّضْعَتَانِ دوسرا لفظ یون ہے لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَلَا الْإِمْلَاجَتَانِ رواہ
مسلم یہی مذہب ہے احمد اور اسحاق و ابو عبید و ابو ثور کا اور یہی مروی ہے عائشہ و علی و ام الفضل و ابن الزبیر و
سلیمان بن یسار و سعید بن جبیر رحمہم اللہ تعالی سے دوسرے نزدیک پانچ رضعات سے کم مین تحریم نہین ہوتی مسلم مین
عائشہ سے ہے قرآن مین یون اترا تہا عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ پہر وہ منسوخ ہو گیا خمس رضعات سے
حضرت نے وفات فرمائی قرآن مین یہ سب پڑہا جاتا تہا وَرَدَّ ذِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْهَا نَحْوَ ذٰلِكَ حدیث سہلہ بنت
سہیل مین آیا ہے کہ حضرت نے اسکو حکم دیا کہ سالم مولی ابی حذیفہ کو پانچ رضعات پلا دو عائشہ جس کسی کو اپنے پاس آنا جانا چاہتین
اسکو فرماتین کہ وہ پانچ رضعات پلائے شافعی و صحب شافعی اسیطرف گئے ہین پہر ضرور ہے کہ رضاعت مذکور سن صغر
مین دو برس تک کم مین ہو قول جمہور یہ کلام اس مسئلہ پر سورہ بقرہ مین گذر چکا ہے پہر اختلاف ہے اسمین کہ آیا
دودہ نر کا بہی محرم ہے یا نہین جمہور ائمہ اربعہ وغیرہم کا قول یہی ہے کہ محرم ہے بعض نے کہا نہین بلکہ رضاع مختص
ساتہہ مان کے مقطوع ہے باپ کی طرف منتشر نہین ہوتا ہے بعض سلف کا قول یہی ہے کتاب الاحکام الکبیر مین اس
مسئلے کی تحریر ہے **ف** جورو کی مان یعنی ساس مجرد عقد کے ساتہہ اسکی دختر کے حرام ہو جاتی ہے خواہ اس سے دخول
کیا ہو یا نہ کیا ہو ربیبہ جو بیٹی ہے جورو کی وہ حرام نہین یہانتک کہ اسکی مان سے دخول کیا ہو پہر اگر مان کو دخول
سے پہلے طلاق دیدی تہی تو اسکی بیٹی سے تزوج کرنا جائز ہے بموجب آیت باب اور یہ حکم خاص ہے ساتہہ ربائب کے اور
بعض نے یہ سمجہا ہے کہ ضمیر عائد ہے طرف امہات و ربائب کے شامل ہے یعنی کہ حرام نہین مان اور نہ بیٹی مجرد عقد کے
دوسری جب تک دخول کرے اس سے لقولہ تعالی فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ علی مرتضی سے کسی
پوچہا ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاح کیا پہر اسکو طلاق دی قبل دخول کے اب اس عورت کی مان سے بیاہ کر سکتا ہے
کہا ہان وہ بمنزلہ ربیبہ کے ہے رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ سعید زید بن ثابت سے بہی ایسا ہی منقول ہے کہتا ہے دوسرا لفظ زید کا
یہ ہے کہ جب عورت مر گئی اور اسکی میراث لی تو مکروہ ہے کہ خلیفہ ہو اسکی مان پر ہان اگر طلاق دیدی ہو اسکو پہلے دخول سے تو
نکاح کر سکتا ہے اگر چاہے نکاح کرے بکر بن کنانہ نے کہا کہ اسکے باپ نے طائف مین ایک عورت سے اسکا نکاح کر دیا
تہا کہا مینے اس سے جماع نہین کیا یہانتک کہ میرا چچا اس کی مان کو چہوڑ کر مر گیا اور وہ مان بڑی مالدار تہی تمیز
نے ابن عباس سے پوچہا اور اس حال سے خبر دی کہا ہان تو اسکی مان سے نکاح کرے پہر ابن عمر سے پوچہا کہا نکاح
نکر مینے باپ سے ذکر کیا انہون نے معاویہ کو لکہا معاویہ نے جواب دیا کہ مین اللہ کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہین کرتا تو
جان تیرا کام عورتین بہت ہین سو نہ منع کیا اور نہ اذن دیا آخر باپ نے اسکی مان سے انکار کیا پہر نکاح اور سے

نہ پڑھا یا ابن الزبیر نے کہا ربیبہ درمیان برابر ہین کچھ ڈر نہین ہے اگر دخول عورت سے نہین کیا ہے مگر اسکی اسناد مین
ایک مبہم ہے مجاہد نے کہا امہات و ربائب سب مین ارادہ دخول کیا گیا ہے یہ قول مروی ہے علی و زید بن ثابت
و ابن عمر و ابن جبیر و ابن عباس سے صحیح قوی اسمین توقف کیا ہے شافعیہ مین مذہب بولی کا بھی یہی ہے ابن مسعود کا
قول بھی یہی تھا مگر پھر اُس سے رجوع کیا جمہور علماء یہ ہین کہ ربیبہ عقد سے اُم پر حرام نہین ہوتی ہے بخلاف اُم
کہ وہ مجرد عقد سے حرام ہو جاتی ہے ابن عباس کہتے ہین جب مرد نے طلاق دی قبل دخول کے یا مر گئی تو حلال نہین اسکی
ماں وہ مبہم ہے اُوس نے نکاح کو مکروہ جانا ابن مسعود و عمران بن حصین و مسروق و طاوس و عکرمہ و عطا و حسن و مکحول و ابن سیرین
قتادہ و زہری سے بھی اسیطرح مروی ہے یہی مذہب ائمہ اربعہ و فقہاء سبعہ و جمہور فقہاء کا قدیماً و حدیثاً وللہ
الحمد والمنۃ ابن جریر نے کہا صواب قول اس شخص کا ہے جس نے کہا کہ امہات مین سے ہے جبتک کہ اسنے
اُنکے ساتھ دخول کو شرط نہین کیا جسطرح کہ ہمراہ امہات ربائب کے شرط کیا ہے حالانکہ یہی اجماع ہے حجت کا کہ خلاف
اُسکے متفق علیہ مین جائز نہین ہے اس باب مین ایک خبر غریب حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بھی مروی ہے مگر
اسکی اسناد مین نظر ہے اجماع حجت کا صحت پر اس قول کے مستغنی ہے استشہاد سے اسکی صحت پر ساتھ غیر کے جمہور کہتے
ہین کہ ربیبہ حرام ہے خواہ مرد کی گود مین ہو یا نہ ہو یہ خطاب فِي حُجُورِكُم کا خارج مخرج غالب ہے اسکے لیے
کوئی مفہوم نہین ہے کقولہ تعالی وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا صحیحین مین آیا ہے کہ
ام حبیبہ نے کہا اے رسول خدا نکاح کر لو میری بہن سے دوسری روایت مین ہے عزہ بنت ابی سفیان کہا کیا تو اسکو
پسند کرتی ہے کہا ہان مین نہ آپکے پاس کچھ اکیلی نہین ہون اور سب بہتر یہ ہے کہ خیر مین میری بہن شریک ہو
فرمایا وہ مجھکو حلال نہین ہے کہا مین نے سنا ہے کہ تم بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنا چاہتے ہو فرمایا بنت ابی سلمہ کہا ہان
فرمایا اگر وہ میری ربیبہ میری گود مین نہ ہوتی تو بھی مجھکو حلال نہ تھی اس لیے کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھکو
اور ابو سلمہ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا ہے تم اپنی بیٹیون اور بہنون کو مجھپر عرض نہ کرو دوسری روایت بخاری کی یون ہے اگر مین
نکاح نہ کرتا ام سلمہ سے تو بھی وہ مجھکو حلال نہ ہوتی غرض کہ مجرد تزوج ام سلمہ کو مناط تحریم ٹھیرایا اگر حکم مت کا دیا
یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ و فقہاء سبعہ و جمہور خلف و سلف کا کسی نے یہ کہا ہے کہ حرام نہین ہے ربیبہ مگر جسوقت کہ حجر
رجل مین ہو اگر نہ ہوگی تو حرام نہین ہے مالک بن اوس نے کہا میری عورت مر گئی اس سے اولاد تھی مجھکو نہایت رنج
ہوا علی مرتضے رضی اللہ عنہ ملے کہا کیسے ہو مین نے کہا عورت مر گئی کہا اُسکے بیٹی ہے کہا ہان طائف مین ہے کہا تیری گود مین
تھی مین نے کہا نہین وہ طائف مین رہتی تھی کہا اس سے نکاح کر لے مین نے کہا اللہ کا فرمانا کہان گیا وَرَبَائِبُكُمُ

اللّاتِی فِی حُجُورِکُم کہا وہ تو تیری گود یعنی حجر مین نہ تہی اس اثر کی اسناد قوی و ثابت ہے علی بن ابی طالب تک شرط
مسلم پر لیکن یہ قول غریب ہے داؤد ظاہری اور انکے اصحاب ادہر گئے ہین یہی ہے مالک سے بہی اسکو حکایت کیا ہے
ابن حزم نے بہی یہی ہے ہمارے شیخ ذہبی نے کہا جب مین نے اس مسئلے کو شیخ امام تقی الدین ابن تیمیہ پر عرض کیا
تو انہون نے مشکل سمجھ کر اسمین توقف کیا ابو عبیدہ نے کہا حجور کر کے معنے ہین بیوت کے یعنی گہر کے باقی رہی وہ ربیبہ
جو ملک یمین سے ہو سو عمرؓ نے کہا مین پسند نہین کرتا کہ دونو کو جمع کرون ساتہہ ہی ساتہہ اس اثر کی سند منقطع ہے
قیس بن [illegible] ابن عباسؓ سے پوچہا کیا وقوع کرے مرد عورت اور اسکی بیٹی سے جو مملوک ہین کہا حلال کیا ان دونون
کو ایک آیت نے اور حرام کیا دوسری آیت نے اور مین ایسا کام نہین کرتا ابن عبد البر نے کہا خلاف نہین ہے درمیان
علماء کے اسبات مین کہ نہین درست ہے کسیکو کہ وطی کرے عورت اور اسکی دختر سے ملک یمین مین اسلیے کہ حرام کیا ہے
اللہ اسکو نکاح مین اور فرمایا وَاُمَّہَاتُ نِسَآئِکُمْ وَرَبَآئِبُکُمُ اللَّاتِی فِی حُجُورِکُم مِّن نِّسَآئِکُمُ اور ملک یمین
نزدیک اہل علم کے تابع نکاح کے ہوتی ہے مگر وہ روایت جو عمرؓ و ابن عباسؓ سے آئی ہے لیکن اسپر کوئی شخص ائمہ فتوی
سے نہین ہے اور انکے تابعین مین سے قتادہ نے کہا دختر ربیبہ اور اسکی نواسی صالح نہین اگرچہ کتنے ہی بطون سے
نیچے کو جاوے اسیطرح ابو العالیہ نے بہی کہا ہے دَخَلْتُم بِہِنَّ سے مراد نَکَحْتُمُوہُنَّ ہے یہی قول ہے ابن عباس
وغیرہ واحد کا علماء نے کہا دخول یہ ہے کہ عورت پاس جاکر بیٹہے یا وہ اسکو کہولے ننگے اسکے دونو پاؤن کے بیچ مین
بیٹہے کہا اگر یہ بات عورت کے گہر مین کرے کہا دونو برابر ہین یہ دخول اسکی بیٹی کو اوس پر حرام کر دیتا ہے ابن
جریر نے کہا سب کا اجماع ہے اسبات پر کہ خلوت کرنا مرد کا عورت سے حرام نہین کرتا اسکی بیٹی کو اوس پر جبکہ اوس عورت
کو اس نے قبل مسیس و مباشرت کے طلاق دیدی ہو یا قبل نظر کرنے کی طرف اسکی شرمگاہ کو ساتہہ شہوت کے یہ اجماع دلیل ہے
اسپر کہ معنے دخول کے وُصُوْلٌ اِلَی الْفَرْجِ یعنی جماع کے ہین ف اصلاب کی قید سے معلوم ہوا کہ ادعیاء کا
یہ حکم نہین ہے جاہلیت مین متبنے کرتے تہے کما قال تعالی فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْہَا وَطَرًا زَوَّجْنَاکَہَا لِکَیْ لَا یَکُوْنَ
عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِہِمْ الی آخر الآیۃ علماء نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب زید کی بیوی سے
نکاح کیا مشرکون نے [illegible] کہا اور یہ آیت باب تری اور فرمایا وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَکُمْ اَبْنَآءَکُمْ اور یہ ارشاد کیا
مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ حسن بن محمد نے کہا یہ آیتین مبہمات ہین وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِکُمْ وَاُمَّہَاتُ نِسَآئِکُمْ
طاؤس و ابراہیم و زہری و مکحول سے بہی اسیطرح مروی ہے ابن کثیر کہتے ہین معنی مبہمات کے یہ ہین کہ عام ہین مدخولہ
وغیر مدخولہ سب کو صرف عقد سے حرام ہو جاتی ہے یہ بات متفق علیہ ہے سوال یہ ہے [illegible] رضاعی کیون حرام

ہے جسطرح جمہور کہتے ہیں اور بعض نے اسپر اجماع نقل کیا ہے حالانکہ وہ کچہ اسکی مطلب نہیں ہے جواب بقول
رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ پر فرمایا حرام ہے تمپر جمع کرنا درمیان دو خواہر
کے خواہ تزویج میں اسیطرح ملک یمین میں مگر جو معاملہ جاہلیت میں ہو چکا کہ وہ معفو و مغفور ہے یعنے گذشتہ رفت و گذشت
اب تغیر آیندہ درست نہیں کیونکہ ما سلف کے مستثنے ہے جسطرح فرمایا ہے لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ
الْأُولَىٰ یہ دلیل ہے اسبات پر کہ اب وہ ہرگز اوس میں مزہ موت کا نہ چکھینگے علماء صحابہ و تابعین و ائمہ دین نے قدیما
وحدیثا اجماع کیا ہے حرمت جمع بین الاختین پر نکاح میں جو کوئی اسلام لایا اور اسکے نیچے دو خواہر ہوں تو وہ مخیر
ہے کہ ایک کو رکھے دوسری کو طلاق دے لامحالہ یوں ہی کرے ضحاک بن فیروز دیلمی نے کہا میں اسلام لایا میرے
پاس دو بہنیں تہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہہ کو حکم دیا کہ ایک کو طلاق دوں رواہ احمد واہل السنن
ترمذی کا لفظ یہ ہے کہ اختیار کر اون دونو میں جسکو تو چاہے پہر کہا یہ حدیث حسن ہے اسکو ابن ماجہ نے بہی بسند دیگر
روایت کیا ہے اس لفظ سے کہ ابی خراش رعینی نے کہا میں آیا پاس حضرت کے اور میرے پاس دو بہنیں تہیں جنسے جاہلیت
میں میں نے نکاح کیا تہا فرمایا جب تو پہر جاوے تو ایک کو طلاق دیدے ابن کثیر کہتے ہیں محتمل ہے کہ یہ ابو خراش وہی ضحاک
بن فیروز دیلمی ہو یا کوئی اور ہو ابن مردویہ کا لفظ دیلمی سے یہ ہے میں نے کہا اے رسول خدا میرے نیچے دو بہنیں ہیں فرمایا
جونسی کو تو چاہے طلاق دے یہ ضحاک دیلمی امراء یمن سے تہے اون میں سے جنہوں نے اسود عنسی متنبی لعنہ اللہ کو قتل کیا
تہا اور جمع کرنا دو خواہر کا ملک یمین میں سو یہ بہی حرام ہے بدلیل عموم آیت کسی نے ابن مسعود سے یہ مسئلہ پوچہا تہا انہوں نے
مکروہ رکہا سائل نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ابن مسعود نے کہا وَبَعِيرُكَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُكَ
یعنی تیرا اونٹ بہی تو تیری ملک یمین میں ہے جمہور ائمہ اربعہ وغیرہم سے بہی اسیطرح مشہور ہے اگرچہ بعض سلف
نے اوس میں توقف کیا ہے مالک نے کہا ایک آدمی نے بہی یہ مسئلہ عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچہا تہا کہا أَحَلَّتْهُمَا آيَةٌ
وَحَرَّمَتْهُمَا آيَةٌ وَمَا كُنْتُ لِأَصْنَعَ ذَلِكَ وہ باہر نکلا ایک مرد صحابی سے اون سے پوچہا انہوں نے کہا اگر میں حاکم ہوتا
اور کسیکو یہ کام کرتے پاتا تو اسکو سزا دیتا ابن شہاب نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ وہ علی بن ابی طالب تہے پہر کہا کہ
زبیر بن عوام سے بہی یوں ہی منقول ہے ابن عبد البر نے کتاب الاستذکار میں لکہا ہے کہ قبیصہ نے کنایہ کیا نام علی کا
نہ لیا اسلیے کہ ہمنشین عبد الملک بن مروان تہا اور نیز ذکر علی کا گران گزرتا تہا ابن مسعود نے کہا حرام ہے لونڈیوں سے
وہ جو حرام ہے آزاد عورتوں سے مگر عدد ایک گروہ سلف نے یوں ہی کہا ہے جو عثمان نے کہا منہم ابن عباس لیکن نیز خلاف
کہا ہے کسی ایک نے بہی فقہاء امصار و حجاز و عراق سے اس طرف التفات کیا اور نہ کسی نے مشرق و شام و مغرب یمن سے

مگر جو شخص کہ شاذ ہو اُنکی جماعت سے اتباع ظاہر و نفی قیاس کر کے اوس نے البتہ ترک کر دیا عمل اُس چیز پر جس پر سب نے اور جماعت فقہا نے اجتماع و اتفاق کیا ہے کہ جمع بین الاختین ساتھ ملک یمین کے وطی میں حلال نہیں ہے جسطرح کہ نکاح میں درست نہیں ہے مسلمانون کا اس پر اجماع ہے کہ نکاح و ملک یمین کا حکم ان سب محرمات مذکورہ میں یکسان ہے نظر و قیاس بہی اسی کو چاہتا ہے کہ جمع اختین و امہات نساء و ربائب کا ایک ہی حکم ہو نزدیک جمہور کے وَهُمُ الْحُجَّةُ الْمَحْجُوجُ بِهَا عَلٰى مَنْ خَالَفَهَا وَشَذَّ عَنْهَا قَالَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ ف پہر فرمایا کہ حرام ہین تمپر اجنبیات محصنات یعنی جنکا بیاہ ہو چکا ہے مگر ملک یمین جنکو تم قید کر لاؤ جو کہ وہ بعد استبرا کے تمپر حلال ہین آیت بابا اسی باب مین اُتری ہے ابو سعید خدری نے کہا پایا ہمنے کچہ قید نین اوطاس کے قیدیون مین سے اُنکے شوہر تہے اُنسے جماع کرنا پسند نہ آیا باوجود ہونے اُنکے شوہر کے تو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچہا اسپر یہ آیت اُتری اوسوقت ہمنے اُنکے فرج کو حلال کیا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَهٰكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَمُسْلِمٌ وَغَيْرُهُمْ یہ حدیث کئی طرح سے صحاح و سنن مین آئی ہے حسن صحیح ہے عبد اللہ اور ابن عباس نے کہا اتری ہے یہ آیت حق مین قیدیان خیبر کے بعض سلف نے کہا ہے بیچنا لونڈی کا طلاق ہے واسطے اُسکے طرف سے اُسکے زوج کے اس کو عموم آیت کے لیا ہے عبد اللہ نے کہا بیع امہ طلاق ہے پہر یہ آیت پڑہی وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ دوسرا لفظ ابن مسعود کا یہ ہے کہ جب فروخت کی گئی لونڈی اور اسکا شوہر تہا تو سید اسکا احق ہے ساتہ اُسکے بضع کے یہی قول ہے قتادہ و ابی بن کعب و جابر بن عبد اللہ و ابن المسیب و ابن عباس کا بہی کہ بَيْعُهَا طَلَاقُهَا ابن عباس نے کہا طلاق لونڈی کی اُسکا بیع کرنا آزاد کرنا ہبہ کرنا برأت کرنا شوہر کا طلاق دینا ہے حسن نے کہا لونڈی کا خاوند موجود ہے پہر اُسکو فروخت کر دیا یہی اُسکی طلاق ہوئی یہی قول ہے سلف کا جمہور قدیما و حدیثا برخلاف اسکے ہین وہ بیع امہ کو طلاق نہین کہتے اسلیے کہ مشتری نائب ہے بائع کا بائع نے اس منفعت کو اپنی ملک سے خارج کیا ہے اور اُسکو بیع کر دیا درحالیکہ وہ اُس سے مسلوب ہے حدیث بریرہ جو صحیحین مین آئی اُسپر اعتماد کیا ہے عائشہ رض نے بریرہ کو خرید کر کے آزاد کر دیا تہا اُسکا نکاح اُس کے خاوند مغیث سے فسخ نہوا بلکہ حضرت صلعم نے بریرہ کو اختیار دیا درفسخ و بقاء کے اوس نے فسخ کو اختیار کیا یہ قصہ مشہور ہے پس اگر بیع کنیز کی طلاق ہوتی جسطرح سلف نے کہا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُسکو مخیر نہ کرتے جب مخیر کر دیا تو یہ دلیل ہے بقائے نکاح پر اور مراد آیت سے فقط مسبیات ہین کسی نے کہا محصنات سے مراد عفائف ہین کہ وہ حرام ہین جبتک کہ مالک ہو اُنکی عصمت کا نکاح و شہود و مہور و ولی سے ایک ہو یا دو یا تین یا چار ابو العالیہ و طاوس سے یون ہی منقول ہے عمر و عبیدہ نے کہا محصنات سوا چار کے حرام ہین مگر ملک یمین پہر اللہ نے فرمایا یہ کتاب

ہے اللہ کی یہ یعنی چار رکھا ہو تم پر اسکو لازم موکد کرو حدود و کتاب سے باہر نہ نکلو اللہ کے شرع و فرض لازم جو
عطا و سُدّی نے کہا کتاب اللہ علیکم یعنی الا اربع ابراہیم نے کہا یعنی ما حرم علیکم پھر فرمایا کہ جو سوا ان محارم
کے ہیں وہ تمکو حلال ہیں عبیدہ و سدی نے کہا اور اسے مادون الاربع مراد ہیں مگر یہ قول بعید ہے صحیح وہی ہے جو عطا
نے کہا یعنی ماورای محارم مذکور حلال ہیں قتادہ نے کہا ما وراء ذلکم یعنی ما ملکت ایمانکم جسنے جمع بین الاختین
کو حلال کہا ہے انکی حجت یہی آیت ہے جیسے یوں کہا ہے کہ احلتهما آية وحرمتهما آية پھر کہا کہ تمکو اختیار ہے
کہ تم اپنے مال سے چار بیبیان اور جتنی لونڈیاں چاہو حاصل کرو مگر بطریق شرعی اسی لیے فرمایا ہے محصنين غير
مسافحين پھر کہا دو انکو مہر انکا یعنی مقابلہ استمتاع فرج کے کما قال تعالی وكيف تاخذونه وقد افضى
بعضكم الى بعض وكقوله تعالى وآتوا النساء صدقاتهن نحلة وكقوله ولا يحل لكم ان تاخذوا مما
آتيتموهن شيئا عموم اس آیت سے استدلال کیا ہے نکاح متعہ پر اس میں شک نہیں کہ متعہ مشروع تھا ابتدا
اسلام میں پھر بعد اسکے منسوخ ہوگیا شافعی اور ایک گروہ علما کا اسی طرف گیا ہے کہ پہلے مباح تھا پھر منسوخ ہوا
پھر مباح ہوا پھر منسوخ ہوا دو بار اور دوسروں نے کہا کئی بار اوروں نے کہا ایک ہی بار مباح ہوکر منسوخ ہوگیا پھر مباح نہ ہوا ابن عباس
اور ایک گروہ صحابہ سے اباحت متعہ کی ضرورت کے وقت مروی ہے امام احمد سے بھی ایک روایت ہے ابن عباس و ابی بن کعب و سعید بن جبیر
و سدی یوں پڑھتے تھے فما استمتعتم به منهن الى اجل مسمى فآتوهن اجورهن فريضة مجاہد نے کہا یہ آیت ہمین نکاح
متعہ کے اتری ہے لیکن جمہور برخلاف اسکے ہیں عمدہ بات وہ ہے جو صحیحین میں امیر المومنین علی بن ابی طالب سے آئی ہے کہ
نہی فرمائی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح متعہ سے اور گوشت پالتو گدھوں کے دن خیبر کے اس حدیث کے الفاظ مقررہ ہیں
کتاب الاحکام میں صحیح مسلم میں ربیع بن سبرہ بن معبد جہنی عن ابیہ سے آیا ہے کہ اس نے جہاد کیا ہمراہ حضرت کے دن فتح
مکہ کے حضرت نے فرمایا ای لوگو میں نے اذن دیا تھا تمکو استمتاع نسا کا اور اب اللہ نے حرام کردیا انکو دن قیامت تک
جس کسی کے پاس کوئی شے ہو اس میں سے یعنی زنان متعہ سے تو چاہئیے کہ انکو چھوڑ دے اور جو کچھ تمنے دیا ہو اس سے کچھ نہ لو ایک
روایت مسلم میں یوں آیا ہے کہ دن حجۃ الوداع کے فرمایا اس حدیث کے الفاظ میں ولا جناح عليكم فيما تراضيتم
به من بعد الفريضة جس نے اس آیت کو محمول کیا ہے نکاح متعہ پر الی اجل مسمی تک اس نے کہا گناہ نہیں تمپر جبکہ مدت متعہ
گذر گئی یہ کہ راضی ہوجاؤ تم زیادت اجل پر سدی نے کہا جب مدت ہوچکی تو اب پھر کوئی راہ نہیں وہ بری ہے
اس سے اسپر لازم ہے کہ استبرا کرے ساتھ رحم کا اور نہیں ہے درمیان دونوں کے میراث بلکہ ایک دوسرے کا وارث
نہ ہوگا اوروں نے کہا جب مہر مقرر کردیا اور حضرت نے ذکر اوس مہر کے بری کیا یا بعض سے تو پھر گناہ نہیں دونوں

ف پھر اختلاف کیا ہے لواطہ میں کہ آیا مقتضی تحریم ہے یا نہیں ثوری نے کہا جس شخص نے لواطت کی لڑکی ماں
اسپر حرام ہوگئی یہی قول احمد کا بھی ہے ربیبہ یعنی عورت کے بیٹے یا باپ یا بھائی سے لواطہ کیا تو وہ عورت اسپر حرام ہوگئی
اوزاعی نے کہا جب کسی لڑکے سے لواطہ کیا اور اس لڑکے سے کوئی دختر پیدا ہوئی تو لوطی اس سے نکاح نہیں کر سکتا
ہے اسلیے کہ وہ دختر ہے مدخول کی لیکن ان سب اقوال میں ضعف و سقوط ہے جو بدیعات نازل ہے قول قائلین سے کہ
وطی حرام مقتضی تحریم ہے اسلیے کہ حرمت بہ اقتضائے لواطہ کا تحریم کو انکا تمسک ہے وہ صلاحیت تمسک کی نہیں رکھتا
ہے **ف** جمع بین الاختین میں ساتھ ملک یمین کے اختلاف ہے وہ پیشتر گذر چکا ہے ہر طرف ایک گروہ گیا ہے
لیکن اس جگہ ایک اشکال سخت ہے یعنے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نکاح کا اطلاق فقط عقد اور فقط وطی پر آتا ہے پھر جو
اختلاف اسمیں ہے کہ کون معنی حقیقی ہیں اور کون مجازی یا دو حقیقی معنے ہیں وہ معروف ہے سو اگر اس تحریم کو
جو کہ بیچ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ الایۃ میں ہے حمل تحریم عقد پر کرینگے تو قول تعالیٰ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ میں
دلالت اوپر تحریم جمع کے درمیان دو مملوکہ کے وطی میں نہو گی اور اجماع مسلمین کا کہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ الایۃ
میں حرائر و اماء و عقد و ملک یکسان ہیں مستلزم اسبات کا نہ ہو گا کہ محل خلاف کہ جمع بین الاختین وطی و ملک یمین میں ہے
شامل محل اجماع ہو اور مجرد قیاس ایسی جگہ میں لائق احتجاج نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اس قیاس کی بابت سے نقض وارد ہوتے
ہیں اور اگر تحریم مذکور کو فقط وطی پر حمل کرتے ہیں تو وہ اجماع جو تحریم عقد نکاح پر جملہ مذکورات میں اول آیہ
سے تا آخر آیت ہوا ہے صحیح نہیں رہتا اس صورت میں باقی نہیں رہا مگر حمل تحریم کا آیت میں تحریم عقد نکاح پر پس جو
شخص قائل ہے تحریم جمع بین الاختین کا وطی بالملک میں وہ محتاج دلیل ہو گا اور یہ دلیل کہ جمہور کا قول یہی تحریم
ہے کچھ اسکو نافع نہیں ہو سکتی ہے اسلیے کہ معرفت حق کی لوگوں سے نہیں ہوتی ہے ہاں اگر کوئی ایسی دلیل ہے
جو آمیزش کدر سے صاف ہے تو پھر کیا پوچھنا ورنہ اصل حل ہے اور یہ بات کہ حمل نکاح کا آیت میں دونو معنے پر کرینگے یعنے
عقد و وطی پر سو یہ بھی درست نہیں اسلیے کہ اسمیں جمع کرنا حقیقت و مجاز کا لازم آتا ہے اور وہ ممنوع ہے یا جمع کرنا
درمیان معانی مشترک کے لازم آتا ہے سو اسمیں درمیان اہل علم اصول کے اختلاف ہے فدا اس بات کو غور کرو سمجھو
مسئلہ قرطبی نے کہا علماء کا اجماع ہے کہ جب عورت کو ایسی طلاق دی ہے جسکی رجعت کا مالک ہے تو پھر اس عورت کی
بہن سے نکاح نہیں کر سکتا ہے جبتک کہ مدت مطلقہ کی پوری ہو اور اگر غیر مالک رجعت ہے تو اس میں اختلاف ہے
ایک گروہ نے کہا اسکی بہن سے نکاح کر سکتا ہے نہ چوتھی جورو لا سکتا ہے جبتک کہ مطلقہ کی عدت گذر جاوے علی و زید
بن ثابت و مجاہد و عطاء و نخعی و ثوری و احمد و اصحاب رائے اسطرف گئے ہیں دوسرے گروہ نے کہا بلکہ اسکی بہن سے نکاح کر سکتا ہے

ہے اور جو تبہی جو رہ سکتا ہے اگر طلاق بائن دیدی ہو یہی سعید بن المسیب و حسن و قاسم و عروہ بن زبیر و ابن ابی لیلے و شافعی
و ابو ثور و ابو عبید سے اسیطرح مروی ہے ابن منذر نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ امام مالک کا قول بہی یہی ہے ایک
روایت میں زید بن ثابت بہی اسیطرف گئے ہیں ف لفظ احصان کے معنے قرآن پاک میں کئی ایک آئے ہیں ایک
تزوج جس طرح اس آیت میں ہے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ یا جسطرح مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ میں دوسری
آزادگی لقولہ تعالی وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ قولہ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ تیسری عفت یا پارسائی جیسے مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ چوتہی اسلام جیسے فَاِذَآ
اُحْصِنَّ اَیْ اَسْلَمْنَ مراد محصنات سے اسجگہہ نزدیک ابن عباس و ابو سعید خدری و ابو قلابہ و مکحول و زہری کے مسبیات
ہیں خاصۃ جو شوہر رکہتے ہیں یعنی اُنسے نکاح کرنا قبل مفارقت ازواج کے تم پر حرام ہے مگر وہ عورتیں جنکے مالک ہو
جاوے تمہارا زمین حرب کے کہ اون سے تمکو وطی کرنا حلال ہے گو انکے شوہر موجود ہوں دار حرب میں بعد استبرا کرنیکے یہی
قول ہے شافعی کا یعنے سبا قاطع عصمت ہے مالک و ابو حنیفہ و احمد بہی اسیطرف گئے ہیں کسی نے کہا مراد محصنات سے
اسجگہہ عفائف ہیں یعنی ساری عورتیں حرام ہیں مگر وہ جنکی عصمت نکاح سے یا شرا سے ہو ایک آدمی نے سعید بن
جبیر سے کہا ابن عباس سے اس آیت کا سوال کیا تہا انہوں نے کچہ نہ کہا سعید نے کہا ابن عباس جانتے تہے مجاہد نے کہا اگر
مجہے معلوم ہو کہ کون اس آیت کی تفسیر کریگا تو میں اُسکے پاس سفر کرکے اونٹوں پر جاؤں [illegible] معنے
آیت کے واللہ اعلم واضح ہیں کچہ شبہہ نہیں یعنے حرام ہیں تم پر بیاہی ہوئی عورتیں خواہ مسلمان ہوں یا کافرات مگر
وہ جو اون میں تمہارے ہاتہ لگی ہیں خواہ بطور سبی کے وہ حلال ہیں گو شوہر انکے ہوں یا بطریق خریداری کے وہ
بہی حلال ہیں اگرچہ خاوند رکہتی ہوں وہ انکا نکاح اونکا بسبب فروخت کر دینے سید کے فسخ ہو گیا کیونکہ اعتبار عموم
لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا واللہ اعلم ف پہر فرمایا کہ حلال ہیں تمکو وہ عورتیں جو سوا انکے ہیں یہ عام مخصوص
ہے اُس حدیث سے جس میں تحریم جمع کی درمیان عمہ و خالہ زن کے آئی ہے اسی باب سے نکاح معتدہ کا ہے اور نکاح کرنا لونڈی
سے اس شخص کا جسکے پاس آزاد عورت ہے اور جو کوئی قادر ہو حرہ پر اسکو لونڈی سے نکاح کرنا درست نہیں ہے اسیطرح
جسکے پاس چار منکوحہ ہیں اسکو پانچواں نکاح منع ہے اسیطرح زن ملاعنہ حرام ہے ملاعن پر تا ابد بعض نے کہا اس تنبیہ
کی کیا حاجت ہے اسلیے کہ کلام تحریم ابدی میں ہے اور ان اقسام کی تحریم مؤبد نہیں ہے بلکہ عارضی ہے مگر ملاعنہ
کہ اسکی تحریم البتہ ابدی ہے ف فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ سے مراد نکاح صحیح ہے حسن و مجاہد وغیرہ علماء نے یوں
ہی کہا ہے یعنی جن عورتوں سے تم نے بنکاح شرعی تمتع و تلذذ حاصل کیا مزا اوٹہایا انکا مہر دینا تم پر واجب ہو گیا خواہ

سمی ہو یا مہر مثل کل اس تفسیر پر قول سابق مقرر رہتا ہے وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ اسی لیے جمہور نے یہ کہا ہے کہ مراد
اس آیت سے نکاح متعہ ہے جو صدر اسلام میں تھا آدمی کسی عورت سے ایک وقت معلوم تک نکاح کرتا ایک رات یا دو رات
یا ایک ہفتہ پھر اسکو کسی اور چیز پر پھیرا یہ مطلب تھا اگر اسکو رستہ تا چھوڑ دیتا یہ نکاح فتح مکہ یا حجۃ الوداع میں منسوخ
ہوگیا سعید بن جبیر نے کہا ناسخ اسکا آیت میراث ہے اسلیے کہ متعہ میں میراث نہیں ہوتی عائشہ و قاسم بن محمد
نے کہا نسخ و تحریم متعہ کا خود قرآن ہی میں ہے قول تعالی وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ اور
جو منکوحہ بمتعہ ہے وہ نہ ازواج سے ہے اور نہ ملک یمین سے کیونکہ نشان زوجہ کی یہ ہے کہ وہ کسی کی وارث کوئی اسکا وارث
ہو متمتع بہا اس طور پر نہیں ہوتی ہے احادیث تحلیل و تحریم و نسخ متعہ کی کہ ایک بار منسوخ ہوا یا دو بار کتب سنت میں مذکور
ہیں ابن عباس کو جب ناسخ پہونچا تو انہوں نے اباحت متعہ سے رجوع کیا ان ایک جماعت و بعض فرق جواز ہر انکے اقوال
لائق اعتبار نہیں بعض متاخرین نے ناحق اپنی جان کو اس مسئلہ پر کلام کرنے میں تکلیف دی شوکانی نے نیل الاوطار
میں دفع شبہات علاوہ دفع تمسک مجوزین کیا ہے ابن العربی نے کہا ہے متعہ نساء کا غرائب شریعت سے ہے اسلیے کہ صدر اسلام
میں مباح تھا پھر دن خیبر کے حرام ہوا پھر غزوہ اوطاس میں مباح ہوا پھر بعد اسکے حرام ہوا امر تحریم مستقر ہوا اس مسئلے
کی دوسری ہیں شریعت میں نہیں ہے مگر مسئلہ قبلہ کہ دو بار اسپر نسخ طاری ہوا پھر مستقر ہوا اسکو قرطبی نے حکایت کیا
ہے اجور سے مراد مہر ہیں مہر کو اجر اسلیے کہتے ہیں کہ بدل ہے منفعت کے میں منفعت نہیں فریضہ کے معنے ہیں مسماۃ
یعنے مہر معین المقدار مہر میں کم و بیشی بعد تعیین کے برضامندی یکدیگر جائز ہے نزدیک اس شخص کے جو آیت باب
حق میں نکاح شرعی کے کہتا ہے اور جمہور جو قائل اسکے ہیں کہ آیت حق میں متعہ کے ہے انکے نزدیک مراد تراضی
سے زیادت یا نقصان مدت متعہ ہے یا زیادت و نقصان مال مدفوع بمقابلہ استمتاع کسی نے کہا مراد تراضی سے ابراء
ہے مہر سے اور افتداء وامتیاز وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُم ۚ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۚ فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَ
آتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ۚ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ
بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنكُمْ ۚ وَأَن تَصْبِرُوا
خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ جو کوئی نہ پاوے تم میں مقدور اسکا کہ نکاح میں لاوے بیبیاں مسلمان تو جو انکے
کا مال ہو تمہاری لونڈیاں مسلمان اللہ کو بہتر معلوم ہے تمہاری مسلمانی تم آپس میں ایک ہو سو انکو نکاح کر دو انکے

ع ۱

لوگون کے اذن سے اور دو انکی مہر موافق دستور کے قید مین آنیوالیان نہ مستی نکالنے والیان اور نہ یار کرنیوالیان چھپکر
پھر جب وہ قید مین آچکین تو اگر کرین بےحیائی کا کام تو انپر ہے آدھی مار جو بیبیون پر مقرر ہے یہ اسکے واسطے جو کوئی ڈرے
تم مین تکلیف مین پڑنے سے اور صبر کرو تو بہتر ہے تمہارے حق مین اللہ ہے بخشنے والا مہربان **ف** فرمایا جسکو مقدور
نہو آزاد عورت سے نکاح کرنیکا اور صبر مین ڈرتا ہو کہ کہین اس سے حرام نہ ہو جاوے تو روا ہے کہ کسی کی لونڈی سے نکاح
کر لیوے مالک کے اذن سے اور یہ بھی یاری سے منع فرمایا تو نکاح مین شاہد لازم ہوئے اور جسکے نکاح مین ایک عورت آزاد ہے
اسکو کسی کی لونڈی سے نکاح کرنا حلال نہین ہے اُنپر جو آدھی مار فرمائی یعنے آزاد مرد یا عورت اگر نکاح سے فائدہ پاچکے
پھر زنا کرے تو سنگسار ہووے اور بغیر نکاح کے زنا کرے تو سو کوڑے مارے جاوین سو فرمایا کہ لونڈیون کو نکاح کیے پر
بھی زنا کے پچاس کوڑے ہین زیادہ نہین یہی حکم ہے غلام کا تمام ہوا کلام موضح قرآن کا **ف** فتح البیان
مین کہا ہے کہ طول سے مراد نزدیک جمہور صحابہ و تابعین وغیرہم کے غنا اور وسعت ہے کسی نے کہا قدرت ہے یعنی اگر ایک
شخص کسی لونڈی کو چاہتا ہے اور اسکے سوا غیر سے نکاح نہین کر سکتا محبت مین مجبور ہے تو اسکو تزوج کرنا اسکے جائز ہے
جبکہ ہلاک اپنی جان کا نہین ہے اور ڈرتا ہے کہ کہین اس سے حرام نہ کر بیٹھے گو اتنا مالدار ہو کہ آزاد سے نکاح کر سکے لیکن صحیح یہی معنی
اول ہین اور یہی قول سلف سے خالی نہین یعنے مرد کو لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہین ہے مگر اسوقت کہ تزوج آزاد پر قادر نہو بسبب عدم وجود
مہر وغیرہ کے یہی مذہب ہے شافعی کا دوسری شرط آخر آیت مین ہے کہ یہ کام اسکے لیے ہے جو زنا سے ڈرے پس ناتھر کو حلال
نہین ہے کہ کسی کی مملوکہ سے نکاح کرے مگر اسیوقت کہ اپنی جان پر حرام کاری کا ڈر رکھتا ہو مراد لونڈی سے یہ جگہ مملوکہ غیر
ہے اگر خود اسی شخص کی لونڈی ہے تو اس سے نکاح کرنا باجماع ناجائز ہے کیونکہ وہ اسکی ملک مین ہے حقوق مین تعارض و اختلاف
پیدا ہوگا قید فتیات مومنات سے استدلال کیا ہے جواز پر نکاح کے لونڈی کتابی سے اہل حجاز نے کہ اس مین اہل عراق
بھی اسکو جائز کہتے ہین ترجمہ فرمایا کہ اللہ تمہارے ایمان کو جانتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سب بنی آدم ہو اللہ کے نزدیک
بڑا بزرگ وہ ہے جو بڑا پرہیزگار ہے سو تم نکاح کرنے سے ساتھ لونڈیون کے وقت ضرورت کے عار نکرو کیونکہ کبھی ایمان بعض
لونڈیون کا افضل ہوتا ہے ایمان سے بعض حرائر کے یہ جملہ معترضہ مفید اس بات کا ہے کہ نکاح مین لونڈی کا ایمان
کا پایا جانا کفایت کرتا ہے گو ظاہر مین ہو یہ شرط نہین ہے کہ اسکے ایمان کو بطور علم یقین کے معلوم کرے کیونکہ سِر
سوا اللہ کے کسی کو اطلاع نہین ہو سکتی ہے بعضکم من بعض کا مطلب یہ ہے کہ تم سب نسب مین ملے جلے ہو کیونکہ
تم سب بنی آدم ہو دین مین ایک دوسرے سے متصل ہو تمہاری سب کی ایک ملت ہے ایک کتاب ہے ایک پیغمبر ہے عرب کے لوگ اولاد
اماء سے عار و انکار کرتے تھے انکو ذلیل و خوار جانتے تھے بنی الامۃ الہجین نام رکھتے تھے اللہ نے فرمایا کہ یہ بات

بجالانے استطاعت کے نہیں ہے انکو لونڈیوں سے نکاح کرنے میں ناک بھوں چڑھانا نہ چاہیے کہ تم بعد دو نسب میں برابر ہو ابن عباس
نے کہا مراد یہ ہے کہ بعض تمہین کفو ہیں بعض کے آزاد کو نہ چاہیے کہ نکاح کنیز سے وقت حاجت کے ترفع کرے مگر تمام مرد سے
کہ مالکان کنیز کی اجازت سے نکاح کرے اسلیے کہ منافع اماء کے انہیں کے لیے ہیں بغیر کر انتفاع لینا ان کا بغیر اذن مالک کے
جائز نہیں ہے اہل علم کا اتفاق ہے اس پر کہ نکاح کنیز کا بغیر اذن سید کے باطل ہے اسلیے کہ اللہ نے اذن سید کو نکاح کنیز
میں شرط کر دیا ہے یہ حکم دیا کہ مہر انکا ادا کرو یعنی بغیر مطل و نقص و ضرار کے یا مہر مثل دو اس سے معلوم ہوا کہ کنیز اپنے
مہر کی مالک ہے سید زیادہ اسکی حقدار ہے یہی مذہب مالک کا جمہور کہتے ہیں کہ مہر سید کو ملیگا پھر یہ قید لگائی کہ
وہ زانیات نہوں یعنے باعلان یہ شرط بطریق ندب ہے اس لیے کہ مشہور یہ ہے کہ نکاح زوانی کا گو کنیز ہوں جائز ہے
متخذات اخدان ہے جو پوشیدہ یار رکھو عرب اعلان زنا کو عیب جانتے تھے نہ چھپی یاری کو اسلام نے اس کو رفع کر دیا اللہ نے فرمایا
وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ احصان مراد اس جگہ اسلام ہے اسی طرف ایک جماعت صحابہ و تابعین
اور نزدیک نہ جاؤ برائیوں کے کام کے جو کھلا ہو انمیں اور جو چھپا
و اہل علم کی گئی ہے یہی پر شافعی نے تنصیص کی ہے اسی کے قائل ہیں جمہور ابن عباس وغیرہ نے کہا مراد احصان سے
بیاہ ہے پہلے قول پر کنیز کافرہ پر حد نہیں ہے دوسرے قول پر بے بیاہی کنیز پر حد نہیں آتی ایک قوم نے کہا مراد احصان
اس آیت میں تزوج ہے لکن حد واجب ہے کنیز مسلمان پر جبکہ زنا کرے نکاح سے پہلے بدلیل سنت نبوی یہی اسی کے قائل ہیں
ابن عبدالبر نے کہا ظاہر قول اللہ پاک کا مقتضی اسکو ہے کہ کنیز پر حد نہیں ہے گو مسلمان ہو مگر بعد تزوج کے پر سنت نے
حکم تازیانہ کا دیا گو بیاہی نہو یہ زیادہ مقتضیات ہے قرطبی نے کہا مومن کی پشت حمی ہے بلا یقین نہیں ہوتی مگر یقین سے یقین
ہے اور اختلاف کو نہیں ہوتا اگر سنت صحیح میں مارنا کوڑوں کا نہ آتا ابن کثیر نے کہا اظہر واللہ اعلم اس جگہ یہی ہے
کہ مراد احصان سے تزویج ہے کیونکہ سیاق آیت اسی پر دال ہے سد اسیاق حق میں فتیات مومنات کے ہے ابن عباس
نے کہا اُحْصِنَّ ای تَزَوَّجْنَ انتہی اللہ نے اس آیت میں ذکر صبیہ کا نہیں کیا حالانکہ وہ لاحق ہیں ساتھ اماء کے
بطریق قیاس کے اور جسطرح کنیزون پر نصف حد ہے زنا میں اسیطرح غلاموں پر بھی قذف و شرب میں نصف حد
ہے عنت کے معنی ہیں اثم یا زنا کے غرضکہ اللہ نے نکاح کرنا کنیز سے تین شرط پر مباح کیا ہے ایک کہ قدرت نکاح
کرنیکی آزاد عورت سے نہ ہو دوسرے خوف زنا کا ہو تیسرے یہ کہ لونڈی مومنہ ہو بعد اگر کنیز سے نکاح کرے صبر کرے
تو بہتر ہے اسلیے کہ اولاد رقیق ہوتی ہے ف ابن کثیر کہتے ہیں اللہ نے اس آیت میں فرمایا کہ جس کسی کو طاقت
و قدرت نکاح محصنات مومنات یعنی حرائر عفائف کی نہو وہ کنیزوں سے نکاح کرے اگر مانند سعدی رحمہ نے کہا
مراد طول سے ہوا ہے یعنی نکاح کرے کنیز سے جبکہ ہوائے نفس خواہش اسکی کنیز میں ہو ابن جریر نے بھی قول اس

تشنیع کرکے رد کیا ہے بدلیل فَتَیَاتِکُمُ الْمُؤْمِنَاتِ کے ابن عباسؓ نے کہا نکاح کرے یا اونہین سے یہی قول سدی و مقاتل
و ابن حیان کا ہے پھر اس قول سے اعتراض کیا ہے کہ اللہ خوب جانتا ہے ایمان تمہارا یعنے عالم ہے ساتھ حقائق و سرائر
امور کے تم ای لوگو ظاہر امور پر رہو پھر اذن سید کو مشروط کیا ہے کیونکہ بغیر ولی کنیز کے نکاح صحیح نہین ہوتا اسیطرح کوئی
غلام بدون اذن ولی سید کے نکاح نہین کرسکتا جسطرح حدیث مین آیا ہے کہ جس غلام نے تزوج کیا بغیر اذن موالی اپنے
کے وہ عاہر یعنے زانی ہے پھر اگر مالک لونڈی کی کوئی عورت ہے تو نکاح اوس سے وہی کردیگا جو نکاح عورت کا اسکو
اذن کرتا ہے اس لیے کہ حدیث مین آیا ہے کہ عورت عورت کو نہ بیاہے نہ اپنی جان کا خود بیاہ کرے زانیہ وہی عورت
ہے جو اپنا بیاہ آپ کرتی ہے پھر حکم دیا کہ مہر کنیز کا دو ساتھ معروف کے یعنی طیب نفس کے کچھ کم نہ کرو انکو حقیر سمجھ کر
اور وہ لونڈیان ہون مملوک محصنات سے مراد یہ ہے کہ عفیف ہین زنا سے حرام کاری نہین کرتی ہین اسی لیے غیر مسافحات فرمایا
ہے مسافحات وہ زوانی ہین کہ جب کوئی اون سے ارادہ فاحشہ کرتا ہے تو وہ منع نہین کرتین ابن عباسؓ کا لفظ
یہ ہے کہ مسافحات زوانی معلنات ہین اخدان سے مراد اخلاء ہین یہی قول ہے ابوہریرہ مجاہد شعبی ضحاک عطا خراسانی
یحییٰ بن کثیر مقاتل بن حیان و سدی کا حسن بصری کا لفظ صدیق ہے بکسر دال یعنے یار آشنا ایسی لونڈیون سے بیاہ
کرنے کو منع کیا ہے جبتک کہ وہ اس حال پر رہین لفظ اُحصن کو بصیغہ مجہول و معروف دو نوطرح پڑھا ہے دونو
کے ایک ہی معنے ہونے ہین مراد احصان سے اسلام ہے نزدیک ابن مسعود ابن عمر اسود بن یزید زر بن حبیش سعید بن
جبیر عطا نخعی شعبی سُدی زہری عمر بن الخطاب کے شافعی نے بھی اسی پر نص کی ہے یہ کہا ہے ربیع نے کہا ہم نے سنت
و اجماع اکثر اہل علم کا اسی پر ہے حدیث علیؓ مین مرفوعا آیا ہے اِحْصَانُهَا اِسْلَامُهَا وَعَفَافُهَا رواہ ابن ابی
حاتم پھر کہا کہ مراد ایجگہ تزویج ہے پھر علیؓ نے کہا تم انکو کوڑے مارو ابن ابی حاتم نے کہا یہ حدیث منکر ہے ابن کثیر
نے کہا اس کی سند ضعیف ہے اس مین ایک راوی مجہول ہے ایسی حدیث سے حجت قائم نہین ہوسکتی ہے ابن عباسؓ
مجاہد و عکرمہ و طاؤس و سعید بن جبیر و حسن و قتادہ وغیرہم نے کہا کہ مراد احصان سے ایجگہ تزویج ہے مجاہد کا لفظ یہ ہے کہ
کہ احصان کنیز کا یہ ہے کہ کوئی مرد آزاد اوس سے نکاح کرے احصان عبد کا یہ ہے کہ کوئی زن آزاد اسکے نکاح مین آوے
بعض نے کہا دونو قراءات کے معنے الگ الگ ہین بصیغہ معروف کے معنی اسلام ہین ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے مگر
رکھکر اس قول کی نصرت فرمائی ہے اظہر واللہ اعلم یہ ہے کہ مراد ایجگہ تزویج ہے کیونکہ دلالت سیاق آیت کی
اسی پر ہے لقولہ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ الی قولہ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ سو جب سیاق تمامتر یہ کہ فتیات مومنات مین
ہو تو یہ بات متعین ہوگئی کہ مراد احصن سے تزویج ہے ابن عباسؓ نے بھی یہی تفسیر کی ہے مگر دونو قول پر مذہب جمہور

پر اشکال لازم آتا ہے اسلیے کہ جمہور تو کہتے ہین کہ لونڈی جب زنا کرے گی تو پچاس درے مارے جاوینگے خواہ مسلمہ ہو یا کافرہ مزوجہ ہو یا بکر حالانکہ مفہوم آیت مقتضی اس بات کا ہے کہ کنیز غیر محصنہ پر زنا سے حد نہ ہو جمہور نے اس اشکال کے جواب مختلف دیے ہین بعض کے نزدیک منطوق مقدم ہے مفہوم پر احادیث عموما اقامت حد مین اللہ پر آئی ہین اسلیے بعضے ان حدیثون کو مفہوم آیت پر مقدم کیا ہے مسلم مین علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خطبے مین کہا اے لوگو قائم کرو حد لونڈیون پر محصنہ ہون یا غیر محصنہ اسلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک کنیز نے زنا کیا تھا مجھکو حکم دیا کہ مین اسکو کوڑے مارون ناگاہ وہ تازہ عہد تھی ساتھ نفاس کے مین ڈرا کہ اگر کوڑے مارتا ہون تو کہین وہ مر جاوے مینے حضرت سے ذکر کیا فرمایا تو نے اچھا کیا اسکو چھوڑ دے یہانتک کہ وہ پاک ہو عبد اللہ بن احمد کا لفظ یہ ہے وَإِذَا تَعَالَتْ مِنْ نِفَاسِهَا فَاجْلِدْهَا خَمْسِينَ ابو ہریرہ مرفوعا کہتے ہین جب زنا کرے لونڈی ایک تمہاری کی اور ظاہر ہو زنا اسکا تو اسکو حد مارے ملامت نہ کرے پھر اگر دوبارہ زنا کرے تو پھر اسپر حد لگاوے ملامت نہ کرے پھر اگر سہ بارہ زنا کرے اور ظاہر ہو تو اسکو فروخت کر ڈالے اگرچہ ایک بالون کی رسی پر کیون نہ بیچے مسلم کا لفظ یہ ہے جب زنا کرے تین بار تو بیچ ڈالے اسکو چوتھی بار مین عبد اللہ مخزومی نے کہا حکم دیا مجھکو عمر بن خطاب نے سامنے چند جوانان قریش کے کہ کوڑے مارون مین لاندامارت کو پچاس پچاس زنا پر دوسرا جواب اس شخص کا جسکا مذہب عدم حد کنیز غیر محصن ہے اور ضرب کو تادیبا کہتا ہے یہ ہے کہ ابن عباس سے اسیطرح مروی ہے طاوس و سعید بن جبیر و قاسم بن سلام کا مذہب بھی یہی ہے داود ظاہری بھی اسیطرف گئے ہین دلیل انکی مفہوم آیت ہے یہ مفہوم مفاہیم شرط سے ہے ایسا مفہوم نزدیک اکثر علما کے حجت نہین ہے بعض مفہوم عموم پر نزدیک انکے مقدم ہوگا حدیث ابو ہریرہ و زید بن خالد مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کنیز نے زنا کیا ہے اور وہ محصنہ نہین ہے فرمایا اگر زنا کرے حد مارو پھر زنا کرے پھر حد مارو پھر زنا کرے تو ایک رسی پر فروخت کرو ابن شہاب نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ یہ کام بعد تیسری زنا کے کرے یا چوتھی زنا کے أَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ یہان توقیت حد کی نہ کی جسطرح محصنہ کی تھی یا جس طرح قرآن پاک مین توقیت فرمائی تھی کہ محصنات کی حد سے انکی نصف حد ہے اس لیے جمع کرنا درمیان آیت و حدیث کے بطور مذکور واجب ہے واللہ اعلم اس سے زیادہ صریح تر حدیث مرفوع ابن عباس کی ہے کہ نہین ہے حد کنیز پر یہانتک کہ محصنہ ہو جب محصنہ ہو جاویگی تو اسپر نصف حد محصنات کی ہے سندا اوسعید بن منصور لکن وقف اس حدیث کا اصوب ہے حدیث علی و عمر قضایائی حیات ہین حدیث ابو ہریرہ کی کئی جواب ہین ایک کہ محمول ہے کنیز مزوجہ پر جمعا بینہ و بین هذا الحديث دوسرے یہ کہ لفظ حد اوس مین طرف بعض رواۃ کے گیا ہے بدلیل جواب ثالث کہ یہ حدیث

دو صحابی کی ہی اور وہ فقط حدیث ابو ہریرہ کی ہے سو وہ کی حدیث اولی بتقدیم ہے ایک کی روایت کے نیز نسائی نے باسناد
شرط مسلم حدیث عباد بن تمیم عن عمہ سے جو صحابی ہین روایت کیا ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جب لونڈی زنا کرے
تو کوڑے مارو پھر زنا کرے تو پھر اسکو مارو پھر زنا کرے تو پھر کوڑے لگاؤ پھر زنا کرے تو بیچ ڈالو ایک تسمی پر
جو تہی کچھ دور نہین ہی کہ بعض روات نے اطلاق لفظ حد کا جلد پر کیا ہو جلد کو حد سمجھا ہو لفظ حد کا اطلاق تادیب پر
کیا ہو جسطرح کہ اطلاق حد کا زانی بیمار پر کیا گیا ہے جسکو عثکال سے مارا تھا یعنی ایک شاخ درخت خرما سو جسمین
سو شمراخ یعنی شاخین تہین یا جلد پر اس شخص کے جس نے زنا کیا تھا کنیز سے اپنی جورو کی اپنی بی بی کے اذن سے حالانکہ
یہ تعزیر تادیب ہے نزدیک احمد وغیرہ سلف کے حد حقیقی وہی جلد بکر ہے سو بار اور رجم ثیب یا لائط واللہ اعلم سعید بن
جبیر نے کہا لَا تُضْرَبُ الْاَمَةُ اِذَا زَنَتْ مَا لَمْ تَتَزَوَّجْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه وَابْنُ جَرِيْر اسکی اسناد صحیح ہی مگر یہ مذہب
غریب ہے اگر مراد یہ ہی کہ اصلا اسکو نہ مارین بطور حد تو گویا کہ مفہوم آیت کو اخذ کیا ہے حدیث انکو نہ پہونچی اور اگر مراد ہے
کہ حد نہ مارین اور تادیبا مارین تو مثل قول ابن عباس کے ہو تیسرا جواب یہ ہے کہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ حد کنیز محصنہ کی
نصف حد حرہ ہی قبل احصان اسلیے کہ عمومات کتاب و سنت کی جلد مائۃ مین اسکو شامل ہین کقولہ تعالی اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ
فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ یا جیسے حدیث عبادہ بن صامت خُذُوْا عَنِّيْ خُذُوْا عَنِّيْ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ
لَهُنَّ سَبِيْلًا اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَرَجْمُهَا بِالْحِجَارَةِ اور یہ
حدیث صحیح مسلم وغیرہ مین آئی ہی یہ قول مشہور داود ظاہری سے لیکن نہایت ضعف مین ہی اس لیے کہ جب اللہ نے
حکم دیا جلد کنیز محصنہ کا بقدر نصف حرہ کی یعنی پچاس کوڑے تو یہ حکم اسکا قبل احصان کے بعد احصان سے زیادہ
سخت ہو حالانکہ قاعدہ شریعت کا ایسے امور مین برعکس اسکے ہے شارع علیہ السلام سے اصحاب نے پوچھا تھا کہ
کنیز زانیہ غیر محصنہ کا کیا حکم ہے فرمایا کہ کوڑے مارو اور سو حد نہ کہا پس اگر حکم ایسی کنیز کا ویسا ہوتا جیسا داود نے زعم
کیا ہے تو بیان کرنا اسکا واسطے اصحاب کے واجب تھا اسلیے کہ انہون . . . نے سوال اسلیے کیا تھا
کہ حکم جلد مائۃ کا بعد احصان کے حق مین اماء کی بیان نہ ہوا تھا ورنہ اس کہنے مین کہ وہ محصنہ نہین ہی کیا فائدہ تھا کیونکہ
پھر محصنہ و غیر محصنہ دونون مین کچھ فرق نہ ہوتا اگر آیت نہ اتری لیکن جب انہون نے ایک حکم معلوم کر لیا تو دوسرا حکم پوچھا
اسکو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بیان فرمایا جسطرح صحیحین مین آیا ہے کہ جب درود کا حکم دریافت کیا آپ نے
بتلادیا پھر فرمایا سلام کو تم خود جانتے ہو ایک لفظ مین یون ہی کہ جب یہ آیت اتری يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا صحابہ نے کہا سلام کو تو ہمنے پہچان لیا اب درود کسطرح ہے الحدیث اسیطرح حال اس سوال کا ہے جو تہا

جواب جمہور کیطرف سے جواب یہ ہو تو سکتا ہے وہ قول داؤد سے بھی زیادہ تر غریب ہے کئی وجہ سے ایسلیے کہ اب تو یہ کہتے ہیں کہ جب
کنیز محصنہ ہو گئی تو اب اسپر نصف حد محصنات مزوجات کی ہے یعنی رجم اور رجم کا نصف ہو نہیں سکتا تو پہر کنیز محصنہ کو
زنا پر رجم کرینگے اور احصان کے پہلے پچاس کوڑے مارینگے انہوں نے فہم آیت میں خطا ہوئی اور وہ اس حکم میں مخالف جمہور
کے ہیں بلکہ شافعی سے منقول ہے مختلف سعید بن مسلمان ابن شاہین کہ مملوک پر زنا میں رجم نہیں ہے کیونکہ آیت دلیل ہے
اسپر کہ کنیز پر نصف عذاب محصنات کا ہے الف لام محصنات کا عہد کے لیے ہے مراد وہ محصنات ہیں جنکا ذکر اس کے اوپر
میں آیا ہے وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ اور مراد ان سے فقط حرائر ہیں بغیر تعرض
کے تزویج سے ساتھ حوتوہ کے اور لفظ نصف عذاب کا دلیل ہے اسپر کہ مراد عذاب سے وہ عذاب ہے جسکی تبعیض ممکن ہے
سو وہ جلد ہے نہ رجم واللہ اعلم حسن بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ صنیہ نے زنا کیا تہا ایک مرد فرش
ساد سے ایک بچہ پیدا ہوا زانی نے اسکا دعوی کیا جہگڑا سامنے عثمان رضی اللہ عنہ کے آیا انہوں نے سپرد علی بن
ابی طالب کے کیا علی نے کہا میں وہ حکم دونگا جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تہا اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَ
لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ پہر دونوں کو پچاس پچاس کوڑے لگائے کسی نے کہا مفہوم سے تنبیہ کرنا ہے اعلی پر ساتھ ادنی کے یعنے
اماء کا حکم حد میں نصف مقدار پر ہی حرائر سے گو محصنات ہوں انپر رجم اصلا نہیں ہے نہ قبل نکاح نہ بعد نکاح بلکہ انپر
فقط جلد ہے دونوں حالتوں میں بحکم سنت مطہرہ یہ بات صاحب کتاب الافصاح نے کہی ہے اور شافعی سے بہی مذکور ہے
بیہقی نے اس قول کو کتاب السنن والآثار میں ذکر کیا ہے لیکن لفظ آیت سے بعید ہے اسلیے ہمنے استفادہ تنصیف حد
کا آیت سے کیا ہے نہ کسی اور چیز سے سوائے آیت کے تو پہر اسے تنصیف حکم ما عدا میں کسطرح مفہوم ہوگی بیہقی نے کہا مراد
یہ ہے کہ احصان میں اقامت حد اسپر امام کریگا ایسی حالت میں سید کو اجرائے حد نہیں پہونچتا یہ ایک قول احمد کا بہی
ہے لیکن قبل احصان کے سید حد جاری کر سکتا ہے اور حد دونوں موضع میں وہی نصف حد حرہ ہے اور یہ بعید ہے اسلیے
کہ آیت میں اسپر دلالت نہیں ہے اور اگر یہ نہوتا تو ہمکو حکم اماء کا تنصیف میں معلوم نہ ہوتا بلکہ لازم آتا انکا عموم آیت
میں واسطے تکمیل حد مائۃ اور رجم کے واجب آتا جسطرح کہ حدیث متقدم علی میں دلالۃ ثابت ہے کہ اے لوگو قائم
کرو حد کو اپنے لونڈی غلاموں پر محصن ہوں یا غیر محصن اسیطرح احادیث متقدمہ عام ہیں انمیں کچہ تفصیل مزوجہ
اور غیر مزوجہ کی نہیں ہے بدلیل حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو حجت جمہور کی ہے کہ جب زنا اسکا ظاہر ہو تو جلد کرے ملامت
نکرے ف مخلص آیت شریف کا یہ ہے کہ کنیز سے جب زنا واقع ہو تو اس میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ قبل و
بعد احصان کے پچاس کوڑے مارے جائیں اسکے نکال دینے میں تین قول ہیں ایک نفی دوم عدم نفی مطلقا سوم نفی نصف

سال اور یہ نصف نفی حرہ ہی یہ بخلاف مذہب شافعی میں ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک نفی تعزیر ہے تمام حد میں نہیں ہے بلکہ رای
امام پر ہے اگر چاہے کرے چاہے نکرے اس میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں مالک کے نزدیک نفی واسطے مردوں کے ہے نہ
واسطے عورتوں کے اسلیے کہ یہ منافی انکی صیانت کو ہے اور نفی رجال و نسا میں کچھ آیا نہیں ہو ہان حدیث عبادہ رضہ
و حدیث ابوہریرہ رضہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ حکم دیا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حق میں زانی غیر محصن کے نفی عام و
اقامت حد کا رواہ البخاری اور یہ مخصوص ہو ساتھہ آیت کے کہ وہ منع ہے میں کہ مقصود نفی سے صون ہے اور یہ صون نفی
نسا میں مفقود ہے واللہ اعلم دوسرا قول یہ ہی کہ لونڈی سے جب نکاح ہو جاوے تو بعد احصان پچاس درے ماری جاوے اور بے بیاہی
کے ہی تو وہ ساتھہ کسی حد محدود کے نہیں ہی قول سعید بن جبیر کا گذر چکا ہے کہ قبل احصان کے نہ ماریں اور اگر مراد نفی ہے
تو یہ مذہب بتاویل ہو گا ورنہ مثل قول ثانی کے ہی تیسرا قول یہ ہو کہ احصان سے پہلے سو کوڑے مارے اور بعد احصان کے پچاس
داؤد ظاہری سے اسیطرح پر مشہور ہے مگر اضعف قول ہے ابو ثور نے کہا قبل احصان کے پچاس کوڑے ماری اور بعد احصان
کے رجم کرے یہ قول بہی سخت ضعیف ہے واللہ اعلم بالصواب **ف** یہ اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہ یہ نکاح کرنا کنیز
سے اوس شخص کو بشرط متقدمہ درست ہے جسکو اپنی جان پر خوف وقوع کا زنا میں ہو اور جماع سے صبر کرنا اسپر دشوار ہو
اور اس سبب سے وہ مشقت و تکلیف میں گرفتار ہو ایسی حالت میں اسکو نکاح کرنا لونڈی سے روا ہے اور بہتر ترک تزوج
کرے اور مجاہدہ نفس کر کے عن الزنا میں بجا لاوے تو یہ بہتر ہے اسلیے کہ جب لونڈی سے بیاہ کر دیگا اور بچے پیدا ہونگے
تو وہ سب سید کنیز کے لونڈی غلام ہیں گے مگر یہ کہ زوج غریب ہو تو اسکی اولاد قول قدیم شافعی رحمہ اللہ میں حر نہ
ہوگی اس آیت کریمہ سے جمہور علما نے استدلال کیا ہے جواز نکاح امہ پر اس شرط سے کہ نہ ہو مقدرت کا نکاح
حرائر کا اور ہونا خوف حرام کاری کا ضرور ہی کیونکہ امہ سے نکاح کرنے میں خسارت و اولاد و دنارت نفس ہے پس بسبب
عدول کرنے کو حرائر سے ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اشتراط میں ان دونوں امر کے خلاف جمہور کیا ہے یون کہا ہے کہ جب
مرد مزوج حرہ نہ ہو تو اسکو نکاح کرنا کنیز مومنہ و کتابیہ کا جائز ہے خواہ واجد طول حرہ ہو یا نہ ہو اور خواہ خوف عنت
ہو یا نہ ہو عمدہ دلیل انکی یہ آیت شریف ہے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ ای العفائف سو
عفائف شامل حرائر و اما دونوں میں اور یہ آیت عام ہے ابن کثیر نے کہا نیز یہ آیت ظاہر الدلالۃ ہے قول جمہور پر
واللہ اعلم يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَكِيْمٌ ○ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ قف وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا
يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ○ اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے واسطے بیان کرے اور

چلاوے تمکو اگلون کی راہ اور تمکو معاف کرے اللہ جانتا ہے حکمت والا۔ اللہ چاہتا ہے کہ تمپر متوجہ ہو اور جو لوگ لگے ہین اپنے مزون کے پیچھے وہ چاہتے ہین کہ تم مڑ جاؤ راہ سے بہت دور اللہ چاہتا ہے کہ تمسے بوجھ ہلکا کرے اور بنا ہے انسان بنا ہے کمزور ف یعنی بری صحبت جو آدمی کا دل دوڑاوے بری کام پر اور شرع پر تنبیہہ نہ ہونے دے شرع مین کسی چیز کی تنگی نہین ہے کہ کوئی حلال کو چھوڑ کے حرام کو دوڑے ابن کثیر نے کہا اللہ نے خبر دی کہ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم تمکو حرام حلال بتاوین مراد وہ امور ہین جو اس سورت وغیرہ مین مذکور ہین اگلون کی راہ سے انکے طرائق حمیدہ واتباع شرائع محبوبہ مرضیہ مراد ہین پہر فرمایا کہ اللہ قبول کرتا ہے توبہ تمہارے اثم و محارم سے وہ حکیم ہے الاہی یعنی شرع و قدر و افعال و اقوال مین مراد جو اتباع شیاطین ہین یہود و نصاری و زوانی و زناۃ سے وہ چاہتے ہین کہ تم حق پر پہر کر طرف باطل کے جاؤ حالانکہ اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ شرایع و اوامر و نواہی وغیرہ مقدرات مین تمسے تخفیف کرے اسی لیے ادار کو تمہارے لیے مباح کر دیا ہے بشرائط مقدرہ یہ قول ہے مجاہد کا کیونکہ جب انسان اپنے نفس و عزم و ہمت مین ضعیف ٹھیرا تو اسکے لیے تخفیف مناسب حال ہے طاوس نے کہا انسان ضعیف پیدا ہوا ہے یعنی امر نساء مین وکیع نے کہا انسان کی عقل پاس عورتون کے جاتی رہتی ہے موسی کلیم اللہ علیہ السلام نے ہمارے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شب معراج مین کہا جبکہ سدرۃ المنتہی سے پہر کر گذر آپکا انپر ہوا کہ تمپر کیا فرض ہوا فرمایا مجھکو حکم دیا ہے پچاس نماز کا ہر رات دن مین کہا پہر جاؤ پاس اپنے رب کے تخفیف مانگو کیونکہ تمہاری امت کو اسکی طاقت نہین ہے ہمنے تمسے پہلے لوگون کو آزمایا ہے اس سے بہی کمتر پر وہ عاجز نکلے تمہاری امت تو ضعیف تر ہے آنکھ کان دل مین حضرت پہر گئے دس نمازین کم ہوئین پہر پاس موسی کے آئے اسیطرح آتے جاتے رہے یہانتک کہ پانچ نمازین رہ گئین الحدیث فتح البیان مین کہا ہے مطلب آیت باب کا یہ ہے کہ تمسے پہلے بہی امہات و بنات و اخوات اگلے لوگون پر حرام تہین اسیطرح تمپر بہی حرام ہین تم انکے راہ پر چلو مراد انبیائے سابقین و اتباع مرسلین ہین شہوات سے مراد یہانپر وہ چیز ہے جو شرع مین حرام ہے نہ حلال تبعین شہوات سے مراد زناکرنیوالے ہین یا اہل کتاب یا خاص یہود یا مجوس کیونکہ وہ یہ چاہتے ہے کہ مسلمان لوگ نکاح اخوات و بنات اخ مین انکی پیروی کرین مگر قول اول اولی ہے انسان ضعیف پیدا ہوا ہے عاجز ہے ملک نفس و دفع شہوت پر قدرت نہین رکہتا ہے عورتون سے قلیل الصبر ہے اسکو وفائے حق تکلیف پر صبر نہین ہے اس جہت سے محتاج تخفیف کا ہے اسی لیے اللہ نے اوسکے ساتھ ارادہ تخفیف کا کیا ہے کسی نے کہا امر ضعف اصل خلقت ہے اسلیے کہ ایک قطرہ پانی سے مخلوق ہوا ہے کسی نے کہا حرص نفس اسکو ادہر ادہر مائل کر دیتی ہے اسلیے وہ ضعیف العزم ٹھیرا ہو اسے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ

تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ○ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ

ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ

نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ○ اے ایمان والو نہ کہاؤ مال ایک دوسرے کے آپس مین
ناحق مگر یہ کہ سودا ہو آپس کی خوشی سے اور نہ خون کرو آپس مین اللہ کو تم پر رحم ہے اور جو کوئی کام کرے تعدی
اور ظلم سے تو ہم اسکو ڈالینگے آگ مین اور یہ اللہ تعالی پر آسان ہے اگر تم بچتے رہوگے بڑی چیزون سے
جو تمکو منع ہوئین تو ہم اتار دینگے تم سے تقصیرین تمہاری اور داخل کرینگے تمکو عزت کے مقام مین **ف**
یعنی مغرور نہو کہ ہم مسلمان ہوکر دوزخ مین کیونکر جاوینگے اللہ پر یہ بھی آسان ہے کبیرہ گناہ وہ ہین جنپر قرآن
یا حدیث مین صاف وعدہ عذاب دوزخ کا یا اللہ کا غصہ یا حد مقرر فرمائی اور تقصیر وہ کہ منع فرمایا اور کچھ زیادہ نہین
اسیطرح ہے موضح قرآن مین **ف** ابن کثیر نے کہا منع کرتا ہے اللہ اپنے مومن بندون کو اس بات سے کہ ایک
دوسرے کا مال ناحق مارڈالا بانواع مکاسب غیر شرعیہ کہا جاوین جیسے انواع ربا و قمار اور جو مثل اسکے ہر سارے اقسام
حیل سے گو وہ با صورت حکم شرعی مین ظاہر ہوتی ہون مگر اللہ تو جانتا ہے کہ اسکا بجا لانیوالا حیلہ کرکے بہانے
سے ربا کہا لیجاتا ہے یہان تک ابن عباس نے کہا ہو ایک آدمی دوسرے آدمی سے کپڑا خرید کرتا ہے کہتا ہے اگر تو راضی
ہے تو مین اسکو لیتا ہون ورنہ ایک درہم واپس کرتا ہون ایسے ہی شخص کے حق مین اللہ نے یہ آیت بھیجی ہے
عبداللہ نے کہا یہ آیت محکم ہے منسوخ نہین ہوئی اور نہ قیامت تک منسوخ ہوگی ابن عباس کہتے ہین جب آیت
اتری مسلمانون نے کہا اللہ نے ہمکو منع کیا ہے تم آپس کے مال باطل سے کہاؤ اور طعام افضل اموال ہے اب ہم
مین کسیکو نہ چاہیے کہ کسی کے پاس کہانا کہائے پہر اور لوگون کے ساتھ کیونکر کہاویگا پہر اللہ نے بعد اسکے یہ
آیت نازل کی لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ الآیۃ اسی طرح قتادہ نے کہا ہے پہر فرمایا کرو تم تجارت سے
کہ اکتساب اموال مین ممکن وہ تجارت جو مشروع ہین وہ یہ ہین کہ بائع و مشتری کی رضامندی باہم ہے جیسے انکو تم
کرو اور سبب تحصیل اموال کا بناؤ کما قال تعالی وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وکقولہ لَا
یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی شافعی نے اس آیت کریمہ سے حجت پکڑی ہے کہ بیع تب تک صحیح نہیں
ہوتی مگر ساتھ قبول کے اسلیے کہ قبول دال ہے تراضی پر نصاً بخلاف معاطات کے کہ وہ دلیل رضا نہین ہے اور رضا ضرور
چاہیے جمہور اسکے خلاف کہتے ہین مالک و ابو حنیفہ و احمد کہتے ہین کہ جسطرح سارے اقوال دلیل ہین تراضی پر اسیطرح بعض
محال مین افعال بھی دلالت کرتے ہین رضا پر پس بیع معاطات مطلقا صحیح ہے پہر بعض نے کہا کہ محقرات مین

اور جسکو لوگ بیع کہتے ہیں نہیں صحیح ہے ابن کثیر نے کہا یہ احتیاط ایک نظر ہے متقین مذہب واللہ اعلم مجاہد نے کہا مراد
بیع ہے یا عطا جو کوئی کسی کو دیتا ہے حدیث مرفوع میں آیا ہے بیع تراضی سے ہوتی ہے اور خیار بعد صفقہ کے ہوتا ہے حلال
نہیں کسی مسلمان کو کہ دہوکا دے کسی مسلمان کو رَوَاهُ ابْنُ جَرِیْرٍ مُرْسَلًا عَنْ مَیْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ تمام تراضی یہ ہے کہ بیع کے بعد
خیار مجلس کا جس طرح صحیحین میں آیا ہے اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَالَمْ یَتَفَرَّقَا بخاری کا لفظ یوں ہے اِذَا تَبَایَعَ الرَّجُلَانِ
فَکُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِیَارِ مَالَمْ یَتَفَرَّقَا اسی حدیث کے مقتضے کی طرف احمد و شافعی گئے ہیں اور جمہور سلف و خلف بھی
ہیں از انجملہ مشروعیت خیار شرط ہے بعد عقد کے تین دن تک مطابق حدیث مالک کے گو ایک سال تک کسی گاؤں وغیرہ میں
کیون نہ ہو مالک سے اسی طرح مشہور ہے علما نے بیع معاطات کو مطلقاً صحیح کہا ہے ایک قول شافعی کا بھی یہی ہے اور بعض نے
محقرات میں صحیح بتایا ہے جس طرح اوپر گذر چکا مختار ایک گروہ اصحاب شافعی کا بھی یون ہی ہے پھر فرمایا تم مرتکب محارم و
معاصی خدا ہو کر اپنی جان کو ہلاک نہ کرو ناحق لوگون کا مال کہا جاوے اور مراد عمرو بن عاص کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے سال غزوات السلاسل میں بھیجا تھا وہ کہتے ہیں ایک رات سخت سردی میں مجھکو احتلام ہو گیا میں ڈرا کہ اگر نہاتا ہوں کہیں
مر جاؤن میں نے تیمم کر کے لوگون کو نماز صبح کی پڑھائی جب ہم نزدیک حضرت کے آئے یہ ذکر ہوا فرمایا اے عمرو تو نے نماز پڑھائی
اپنے اصحاب کو اور تو جنب تھا میں نے کہا اے رسول خدا مجھکو ایک بہت ٹھنڈی رات میں احتلام ہوا تھا میں ڈرا کہ اگر نہاتا
ہون کہیں مر جاؤن مجھکو اللہ پاک کا قول یاد آیا وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا اسلیے میں نے تیمم
کیا پھر نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنس دیا اور کچھ نہ فرمایا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَهٰكَذَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ابن
مردویہ کا لفظ یہ ہے کہ ابن عباس نے کہا عمرو بن العاص نے لوگون کو نماز پڑھائی اور وہ جنب تھے جب پاس حضرت کے آئے ذکر
کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو بلا کر پوچھا کہا اے رسول خدا میں ڈرا کہ کہیں سردی مجھکو قتل نہ کر ڈالے حالانکہ اللہ
نے فرمایا ہے وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ الخ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے پھر ابن مردویہ نے اس آیت کے نیچے حدیث
مرفوع ابوہریرہ کی لکہی ہے کہ جس نے قتل کیا ہے اپنی جان کو لوہے سے وہ لوہا اسکے ہاتھ میں ہوگا اپنے پیٹ میں اسکو
بھونکیگا دن قیامت کے آگ جہنم میں ہمیشہ رہیگا اوس میں جس نے قتل کیا ہے اپنے کو زہر سے وہ زہر اسکے ہاتھ میں ہوگا
پیا کریگا اسکو جہنم میں ہمیشہ حدیث صحیحین میں ہے ثابت بن ضحاک نے مرفوعاً کہا ہے جس نے قتل کیا اپنے نفس کو کسی چیز سے
وہ معذب ہوگا اسی چیز سے دن قیامت کو اَخْرَجَهُ الْجَمَاعَةُ فِیْ كُتُبِهِمْ عبد اللہ بجلی کہتے ہیں حضرت نے فرمایا ایک آدمی
تہا پہلے تم سے اسکے ایک زخم تہا اسنے چہری لیکر اپنے ہاتہ کو کاٹ کیا خون نہ تہما یہانتک کہ وہ مر گیا اللہ جل جلالہ نے
کہا میرے بندے نے شتابی کی اپنی جان میں میں نے جنت کو اسپر حرام کیا رَوَاهُ الشَّیْخَانِ اسی لیے اللہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی

کام کریگا تعدی و ظلم سے یعنی حرام جانکر اتنہا کی نفس پر جسارت کریگا تو ہم اسکو آگ میں ڈالینگے یہہ سخت تہدید و وعید
ہے ہر قاتل و دل شکستہ کو اس سے بچنا چاہیے ف پہر فرمایا کہ اگر تم کبائر سے بچو گے جن سے منع کیے گئے ہو تو ہم تمہارے
صغائر کا کفارہ کردینگے تمکو بہشت میں لیجاوینگے اسی لیے فرمایا ہے وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا انس سے مرفوعا آیا ہے
نہیں دیکہا ہمنے مثل اسکے جو پہونچا ہمکو ہمارے رب عز و جل سے پہر نکلے ہم واسطے اسکے ہر اہل و مال سے تجاوز کیا ہم سے مادون
کبائر کو پہر پڑہو فرمایا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ اس آیت کریمہ کے متعلق
بہت حدیثیں آئی ہیں سلمان فارسی مرفوعا کہتے ہیں حضرت نے فرمایا تو جانتا ہے کہ دن جمعہ کا کیا ہے میں نے کہا اس میں
اللہ نے تمہارے باپ کو جمع کیا یعنے آدم کو پیدا کیا فرمایا لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ کون ہے جو وضو نہیں کرتا کوئی آدمی اچہی
طرح پہر آتا ہے جمعے کو چپکا بیٹہتا ہے یہانتک کہ امام نماز پڑہ چکے مگر کفارہ ہوتا ہے درمیان اس جمعہ اور جمعہ آئندہ
کے جبتک کہ بچا ہو مقتلہ سے رواہ احمد بخاری نے بہی اسی کو لکہا ہے سلمان سے روایت کیا ہے ابو ہریرہ و ابو سعید کہتے ہیں
حضرت نے خطبے میں فرمایا نہیں ہے کوئی بندہ کہ پڑہے نماز پنجگانہ اور رکہے روزہ رمضان کا اور نکالے زکوۃ اور بچے ساتوں کبیرہ
سے مگر کہولے جاتے ہیں اسکے لیے دروازے جنت کے اس سے کہا جاتا ہے اُدْخُلْ بِسَلَامٍ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ فِي تَفْسِيرِهِ وَرَوَاهُ
النَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ فِي مُسْتَدْرَكِهِ وَابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ
تفسیر کبائر سبعہ کی حدیث صحیحین میں ابو ہریرہ سے مرفوعا یوں آئی ہے کہ بچو تم سات ہلاک کرنیوالی چیزوں سے کہا اے
رسول اللہ وہ کیا ہیں فرمایا شرک کرنا ساتہہ اللہ کے قتل کرنا اس جان کا جسکو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق سے جادو کرنا
سود کہانا یتیم کا مال کہانا اور لڑائی کے دن پیٹہ پہیرنا محصنات غافلات مومنات پر تہمت زنا کی لگانا دوسرا لفظ یہہ ہے
کہ کبائر سات ہیں اشراک باللہ قتل نفس بغیر حق اکل ربا اکل مال یتیم یہانتک کہ وہ بڑا ہو بہاگنا زحف سے تہمت لگانا
محصنات پر انقلاب علی الاعقاب بعد ہجرت کے رَوَاهُ ابْنُ اَبِي حَاتِمٍ نص ان سات پر کہ یہ کبائر ہیں نفی ماعدا
نہیں کرتی ہے مگر ان کے نزدیک جو قائل ہے مفہوم مخالف کا اور وہ ضعیف ہے وقت عدم قرینہ کے خصوصا جس وقت
کہ دلیل قائم ہو ساتہہ منطوق کے مفہوم پر جسطرح کہ اور حدیثوں میں ان سات کے سوا اور بہی کبائر آئی ہیں حدیث عمیر
قتادہ میں نو کبیرہ بتائے ہیں عقوق والدین استحلال بیت الحرام جو شخص کہ کبائر نہیں کرتا نماز و زکوۃ پر قائم ہے
وہ ہمراہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوگا سونے کے گہر میں هَذَا لَفْظُ الْمُطَوَّلِ وَقَدْ اَخْرَجَهُ اَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ
مُخْتَصَرًا اسکی سند میں ایک راوی عبد الحمید بن سنان ضعیف ہے ابن کثیر نے اسجگہہ چند حدیثیں بیان میں جمع کبائر کے
بالفاظ و طرق مختلفہ لکہی ہیں ذکر تہمت وغیرہ کا بہی کیا ہے اسکو اکبر کہا ہے فرمایا ہے بعض میں ذکر قتل اولاد کیہ ہے زنا کو زن ہمسایہ سے

ذکر فرمایا ہے کسی میں ذکر شرب خمر کا کیا ہے اسکو ام الفواحش و اکبر کبائر ٹھیرایا ہے بعض میں یمین غموس کو کہا ہے بعض میں
صبر کا ذکر کیا ہے کسی میں دشنام دہی والدین کو کبیرہ فرمایا ہے بعض میں آبرو ریزی مسلمان کو اکبر کبائر ٹھیرایا ہے ایک
گالی کے عوض دو گالی دینا کبیرہ بتایا ہے دو نمازوں کو بلا عذر جمع کرنا کبیرہ کہا ہے بعض میں ناامیدی کو رحمت خدا سے کبیرہ
فرمایا ہے اسیطرح امن کو خدا سے اکبر کبائر ٹھیرایا ہے کسی میں بدگمانی کو اللہ سے کبیرہ بتایا ہے بعض میں نامرد کو کبیرہ کہا
ہے کسی میں ضرر فی الوصیۃ کو کبائر گنا ہے بعض میں کہا ہے کہ غلول یعنی خیانت کبیرہ ہے ان حدیثوں میں بعض موقوف
اور اکثر مرفوع ہیں پھر ذکر بعض اقوال سلف کا کیا ہے پھر اقوال ابن عباسؓ کو لکھا ہے کہ انہوں نے کہا سات نہیں بلکہ ستر و کبیرہ
میں بلکہ سات سو مگر بات یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی کبیرہ ساتھ استغفار کے اور نہ کوئی صغیرہ ساتھ اصرار کے پھر کہا ہر گناہ جسکو اللہ
نے ختم کیا ہو ساتھ آگ یا غضب یا لعنت یا عذاب کے وہ کبیرہ ہے کبھی یوں کہا ہے کہ جس گناہ سے اللہ نے منع کیا ہے وہ کبیرہ ہے
ایک لفظ میں یوں کہا ہے جس شے سے اللہ کا عصیان کیا ہے وہ کبیرہ ہے پھر ابن کثیر نے اقوال تابعین کو لکھا ہے کسی نے
سات کبائر بتائے ہیں کسی نے زیادہ پھر کہا شتم ابو بکر و عمر اکبر کبائر سے ہے ابن کثیر نے کہا قُلْتُ وَقَدْ ذَهَبَ طَائِفَةٌ
مِنَ الْعُلَمَاءِ إِلَى تَكْفِيرِ مَنْ سَبَّ الصَّحَابَةَ یعنے برا کہنا صحابہ کا اور گالی دینا انکو کفر ہے اس قول پر کفر روافض کا
ثابت ہوا ؎ دشنام مذہب ہے کہ طاعت باشد * مذہب معلوم اہل مذہب معلوم - ابن سیرین نے کہا ہے میں گمان
نہیں کرتا کسی ایک کو کہ وہ دشمن رکھتا ہو ابو بکر و عمر پھر دوست رکھتا ہو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رواہ الترمذی میں کہتا
ہوں اسیطرح کی یہ بات بھی ہے کہ کوئی دشمن ہو سنت مطہرہ کا اور پھر وہ محب ہو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں
ہو سکتا ہے قتادہ نے کہا وعدہ نہیں کیا اللہ نے مغفرت کا مگر واسطے اس شخص کے جو بچتا ہے کبائر سے اور حضرت نے فرمایا
ہے تم بچو کبائر سے اور سیدھے چلو اور خوشخبری دو حدیث جابر میں آیا ہے شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي رَوَاهُ
ابن مردویہ لیکن اسکی اسناد میں سب طرق کے ضعف ہے مگر روایت عبد الرزاق میں طریق انس سے کہ وہ اسناد صحیح ہے شرط
شیخین پر بلفظ مذکور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے صحیح میں شاہد اسکا موجود ہے وہ ہے قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم أَتُرَوْنَهَا لِلْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ لَا وَلَكِنَّهَا لِلْخَاطِئِينَ وَالْمُتَلَوِّثِينَ **ف** علماء اصول و فروع کا حد کبیرہ میں
اختلاف ہے کسی نے کہا کبیرہ وہ ہے جس پر شرع میں حد آئی ہے کسی نے کہا وہ ہے جس پر کتاب و سنت میں وعید مخصوص وارد ہوئی ہے کسی نے
کچھ اور کہا رافعی نے کتاب الشہادات میں ذکر کیا ہے کہ حد کبیرہ میں صحابہ و من بعدہم کا اختلاف ہے اسیطرح فرق میں
درمیان کبیرہ و صغیرہ کے بعض مفسرین نے کہا ہے کبیرہ وہ معصیت ہے جو موجب حد کا ہو یا وہ لاحق کرنیوالی کو وعید شدید بنص
کتاب و سنت لاحق ہو اکثر کا میل اسیطرف ہے لیکن ثانی اوفق ہے تعمیم اول وہی ہے امام الحرمین نے ارشاد میں اختیار کیا ہے

کہ ہر جرم جس سے بے پروائی اُسکے مرتکب کی ساتھ دین کے نکلے یا رقت دیانت میں وہ مبطل عدالت ہے ہروی نے کہا کبیرہ ہر وہ گناہ
ہے کہ کتاب اللہ نے اسکی حرمت پر نص کی ہو اور ہر معصیت کہ اسکی جنس میں حد قتل یا اور کچھ واجب ہو اور ترک کرنا ہر فریضہ امر کا کی
العفو اور جھوٹے شہادت اور روایت یمین میں اسکو بطور ضبط ذکر کیا ہے قاضی رویانی نے کبائر کو مفصل کرکے لکھا ہو سات تو وہی
ہیں جنکا ذکر ہو چکا ہی باقی لواطت ہے اور غصب کرنا مال کا افطار کرنا رمضان میں بلا عذر یمین غموس قطع رحم خیانت کیل و وزن تقدیم
و تاخیر نماز وقت مقرر سے بلا عذر مارنا پیٹنا کسی مسلمان کا ناحق کذب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمداً سب کرنا صحابہ کتمان شہادت
بلا عذر اخذ رشوت قیادت درمیان مرد و عورت کے سعایت نزدیک بادشاہ کے منع زکوٰۃ ترک کرنا امر معروف نہی عن المنکر کا باوجود
قدرت کے نسیان قرآن کا بعد تعلیم کے جلانا جانور کا آگ میں وکنا بی بی کا شوہر سے بلا سبب گوئی اہل علم کی کرنا حمل قرآن کو بُرا
کہنا اظہار کرنا علم خنزیر و مردار کہا ہا کر حصر درست ہیں رافعی نے کہا توقف کی جا لی ہے بعض جہال میں ابن کثیر نے کہا لوگوں
نے کبائر میں مصنفات لکھی ہیں از انجملہ ہمارے شیخ حافظ ذہبی نے ستر کبیرہ گنائے ہیں انتہی میں کہتا ہوں اس بارہ میں کتاب زواجر فی اقتراف
الکبائر ابن حجر مکی کی بے مثل کتاب ہے غالبا اُس سے کوئی کبیرہ نہیں بچا ہو جسکو بیان نہ کیا ہو دلیل الطالب میں لکھی گئی ہیں چار سو
کبیرہ سے زیادہ گنے ہیں شوکانی کی تعریف کتابیں کو کی ارشاد الفحول میں لکھی ہوئی ہے ابن کثیر نے کہا جب یہ بات ٹھیری کہ کبیرہ
وہ گناہ ہی جسپر شارع نے بخصوصہا وعید فرمائی ہو جس طرح ابن عباس وغیرہ نے کہا ہے تو یہ تتبع کرنے سے جمع ہو سکتی ہے اور جب یوں
کہینگے کہ ہر منہی عنہ کبیرہ ہے تو بہرا وہی کثرت سے کبائر ہو جاوینگے واللہ اعلم وعلمہ اتم ف فتح البیان کا بیان تفسیر آیت
باب میں یون ہی کہ مراد باطل سے اس جگہ وہ چیز ہے کہ شرع میں ... حق کو باطل کہتی ہیں اسکی بہت سی صورتیں
ہیں جیسے سود قمار غصب سرقہ خیانت جھوٹی گواہی جھوٹی قسم و بیوعات منہا اکل کا ذکر کرکے تنبیہ کی ہو سارے
تصرفات باطلہ پر کیونکہ بڑا مطلب مال سے یہی اکل ہوتا ہے کہنے کھا بیا مال جملہ سے کہا دو یا غیر کا ایک ہی حکم ہے پہلا
اسطرح کہ معاصی میں انفاق کرے غیر کا ظاہر ہے سارے عقود فاسدہ اس میں داخل ہیں مگر تجارت جو باہمی رضامندی سے ہو
نفس جان نہیں ہو جسلیئے کہ تجارت جنس کل اکل بالباطل سے نہیں ہے تجارت بلکہ وہ ... انواع معاوضات پر جیسے ہبہ صدقہ
وصیت ہے کہ اکثر و اغلب یہی سو ہوتا ہے سبب رزق اور ... کے متعلق ہیں ایک گروہ نے کہا ہے تمام تراضی جو بیع ہے
سا بعد افتراق بدن کے بعد عقد بیع کرنا ایک دوسرے کو کہے کہ تمسک لے ایک جماعت صحابہ تابعین کی اسی طرف گئی ہے شافعی و
ثوری و لیث ابن عیینہ و اسحاق وغیرہم اسی کے قائل ہیں مالک ابو حنیفہ رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ تمام بیع یہ ہے کہ زبان
منعقد ہو خیار انہر جاوے حدیث کا جواب دیا ہے جو مخالف ہو حدیث ابو سعید میں مرفوعا آیا ہے انما البیع عن تراض
رواہ ابن ماجہ وابن المنذر پھر قتل نفس سے منع کیا کہ بعض بعض کو مارین مگر بحکم شرع صاحب علم شرع آپ کو دن ...

ولی خون بعضوں کی ریزی درست ہے وَاَنْفُسَكُمْ اس لیے کہا کہ سارے مسلمان ایک دین رکھتے ہیں گویا ایک جان کی طرح ہیں
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ حجۃ الوداع میں فرمایا اَلَا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ
رِقَابَ بَعْضٍ کسی نے کہا یہ نہی ہے ہر انسان کو خودکشی سے کہ ایسا کام نہ کرے جس سے اسکی جان ہلاک ہو صحیحین میں ابوہریرہ
سے مرفوعا آیا ہے جس نے گرایا آپ کو پہاڑ پر سے پھر قتل کیا اپنی جان کو وہ آگ جہنم میں ہوگا ہمیشہ اسیطرح گرا کریگا۔
الحدیث اس باب میں بہت حدیثیں آئی ہیں یا مطلب یہ ہے کہ تم قتل نکرو اپنی جان کو معاصی سے یعنی ایسا کام نکرو جس سے
مستحق قتل ٹھیرو جیسے مارڈالنا کسی کا یا زنا کرنا بعد احصان کے یا حقیقۃ اپنی جان کو نہ مارو محل آیت کا ان سب معانی
پر ہوسکتا ہے کوئی مانع نہیں حدیث عمرو بن عاص بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کہ وہ ٹھنڈے پانی سے نہائے کہ مبادا
کہیں مرنجاویں اللہ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی جانوں کو قتل کریں اس امت پر رحم کیا کہ انکو ایسی تکلیف
شاقہ سے بچا دیا پھر فرمایا کہ جو کوئی ایسا کریگا یعنی قتل نفس یا اکل مال باطل یا ہر منہی عنہ جو اس آیت میں مذکور ہے براہ تعدی
و ظلم نہ بطور جہل و نسیان و سفاہت تو وہ آگ میں جاویگا قید عدوان و ظلم سے وہ قتل نکل گیا جو حق ہے جیسے قصاص
یا قتل مرتد یا مار حدود شرعیہ یا قتل خطا وغیرہ پھر تکفیر سیئات کے لیے اجتناب کبائر شرط کیا کبیرہ وہ گناہ ہے جسکی
عقوبت عظیم ہو اہل اصول کا اس میں اختلاف ہے تنقیح میں یہی خلاف ہے کسی نے کہا سارے گناہ کبائر ہیں صغیرہ بطور اضافت
کہتے ہیں جیسے زنا صغیرہ ہے بہ نسبت کفر کے یا بوسہ حرام صغیرہ ہے بہ نسبت زنا کے اسفرائینی و جوینی و قشیری وغیرہم
سے اسیطرح مروی ہے مراد کبائر سے اس جگہ شرک و کفر ہے بدلیل قولہ تعالی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ
مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ یہ آیت مقیدہ سابقہ آیت کے ہے ابن مسعود نے کہا وہ کبائر جن سے خدا نے منع کیا ہے اس
سورت میں تینتیس آیت تک ہیں شوکانی نے نیل الاوطار میں کبائر کی تصریح کی ہے ارشاد الفحول میں بیس دلیلیں لکھی ہیں
عدد میں سات سے لیکر سات سو تک اختلاف کیا ہے کسی نے کہا غیر منحصر ہیں بعض بعض سے اکبر ہیں احادیث تعداد و تعیین
کبائر میں بہت ہیں کتاب الزواجر میں کو ہیں فَاِنَّهٗ جَمَعَ فَاَوْعٰی قرآن متعددہ سے ثابت ہے کہ ذنوب دو طرح پر ہوتے ہیں
کبائر و صغائر ابن مسعود نے کہا سورہ نساء میں پانچ آیتیں ہیں جنکو عوض ساری دنیا خوش نہیں آتی علماء جب انپر
گذرتے ہیں پہچان لیتے ہیں قولہ تعالی اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ ایک آیت ہوئی دوسری اِنَّ اللّٰهَ لَا
يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ الآیۃ تیسری اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ اور چوتھی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ
پانچویں وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ الآیۃ مدخل سے مراد مکان مدخول ہے یعنی جنت کریم سے مراد حسن
شریف مرضی ہے یا مدخل مصدر میمی ہے وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ

ف [illegible]

مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

ہوس مت کرو جس چیز مین بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک سے مردون کو حصہ ہے اپنی کمائی سے عورتون کو حصہ ہے اپنی
کمائی سے مانگو اللہ سے اسکا فضل اللہ کو ہر چیز معلوم ہے **ف** عورتون نے حضرت سے پوچھا کیا سبب ہے اللہ تعالی ہر جگہ
مردون پر حکم فرماتا ہے عورتون کا نام نہین لیتا میراث مین مرد کو حصہ دوبرا ٹھیرایا اسپر آیت اتری اتھی ام سلمہ
نے کہا تہا اے رسول اللہ مرد جہاد کرتے ہین ہم نہین کرتین ہمارے لیے آدہی میراث ہے اللہ نے یہ آیت بہیجی رواہ احمد
عن مجاہد ورواہ الترمذی وقال غریب ورواہ ابن ابی حاتم وابن جریر وابن مردویہ حاکم کا لفظ یہ ہے ام سلمہ
نے کہا کیا ہم قتال کرین کہ شہید ہون میراث کو قطع نکرین اسپر آیت اتری انی لا اضیع عمل عامل منکم من
ذکر او انثی عکرمہ و مجاہد نے کہا یہ آیت حق مین ام سلمہ کے اتری ہے ابن عباس نے کہا ایک عورت نے آکر حضرت سے کہا
مرد کو دوسرا حصہ ہے دو عورت کی گواہی برابر ایک مرد کے ہے ہمارا حال عمل مین یہ ہے کہ اگر حسنہ بہی کرین تو نصف ثابت ہو تب
اللہ نے یہ آیت اتاری یعنی یہ میرا عدل ہے مین نے ہی ایسا ٹھیرایا ہے دوسرا لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ تمنا نہ کرے کوئی کہ کاش کہ
اسکے پاس مثل فلان کی مال واہل ہوتا اللہ نے اس سے روکا ابن مسعود کا یہ کہنا کہ اللہ سے اسکا فضل مانگو یہی قول ہے
حسن ابن سیرین عطا و ضحاک کا بہی آیت نہی عن حسد سے بہی ظاہر ہے اسپر حدیث صحیح وارد نہین ہوئی ہے لا
حسد الا فی اثنین رجل آتاہ اللہ القرآن فہو یقوم بہ آناء اللیل و آناء النہار ورجل آتاہ اللہ
مالا فہو ینفقہ آناء اللیل و آناء النہار اسلیے کہ یہ ایک شے ہے سوا اسکے جس سے آیت نے نہی کی ہے اسلیے کہ
حدیث مین حرص ہے تمنی مثل نعمت پر آیت نہی کرتی ہے تمنی مین نعمت غیر سے تو نہی شامل ہے امور دینیہ و دنیویہ
کو بدلیل حدیث ام سلمہ و ابن عباس عطاء کا لفظ یہ ہے نزلت فی التمنی عن تمنی مال فلان وفی تمنی النساء ان یکن
رجالا فیغزون پہر اللہ نے فرمایا ہر کسی کو حظ ہے مطابق اسکے عمل کے خیر کی جزا خیر ہے شر کی جزا شر ہے یہ قول ہے
ابن جریر کا یعنی کہا مراد میراث سے یعنے ہر کوئی مطابق اپنے رتبے کے وارث ہوتا ہے ابن عباس نے کہا یعنے فضل
بعض کا بعض پر ایک امر محتوم ہے ہوس سے کچھ فائدہ نہین ہان مجہ سے میرے فضل کرم مانگو کہ مین کریم وہاب ہون
ابن مسعود نے مرفوعا کہا ہے مانگو اللہ سے اسکا فضل اللہ دوست رکہتا ہے کہ اس سے مانگا جاوے افضل عبادت انتظار فرج
ہے یعنی رنج و تنگی و تکلیف کے رواہ الترمذی وابن مردویہ ابن عباس کا لفظ یون ہے مانگو اللہ سے مہربانی اسکی
اسی سے چاہے کہ مانگا جاوے دوست رکہتا ہے مانگنے والون کو وہ جو دوست رکہتا ہے کشادگی کو اشارہ ہے تیرا بندہ مجہسے
تیرے فضل و کرم کا سائل ہے منتظر فرج شدت رنج و کربت کشف غم ہے تو ایسے سوال کو دوست رکہتا ہون

بہی مصیبت غم کرب ہون تو اپنے کمال عفو و کرم سے مجھکو حالت امنہ میری سے نجات دے ساتہہ ہوا ملاد دین و دنیا کے
نجات بخش تیری نزدیک سوال کرنا اس سوال کا کچھ بڑی بات نہین ہے میرے سامنے ایک پہاڑ برابر ہے اللّٰہم آمین بجاہ محمد
الجاہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **ف** فتح البیان مین ہے کہ نہی کی ہے اللہ نے اس آیت مین تمنی سے اسلیے کہ تمنی
مین تعلق بال نسیان آمال ہوتا ہے جو فضل اللہ کا غیر پر ہے اسکی تمنی کرنا ایک طرح کی عدم رضا ہے ساتہ قسمت کے جو اللہ
بتقضای ارادہ و حکمت کی نہ خود لوگون مین جاری کی ہے نیز تمنی مین ایک طرح کا حسد بہی عنقریب ملحق ہوتا ہے اگر اراد زوال
نعمت کا غیر سے ہو جیسا [illegible] کی جو حال ہے دنیا کا غیر کے حاصل ہے وہ جاتا رہے تو یہ بعینہ حسد مذموم ہے جسکے حق
مین یون فرمایا ہے أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ اس نہی مین خطبہ کرنا خطبہ پر اور مسلمان
پر اور بیع کرنا اسکی بیع پر بہی داخل ہے کیونکہ یہ راستہ ہے طرف حسد مقت کے قال القرطبی مگر ہمارا غبطہ کو جسمین تمنی
زوال مال غیر نہو جائز کہا ہے بدلیل حدیث صحیح متقدم لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ الخ اس حدیث پر بخاری نے یہ باب منعقد
کیا ہے باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ [illegible] مقتضی تحریم تمنی ہے خواہ مصحوب جنس حسد ہو یا نہ ہو ہان سنت
مین جواز اسکا امور معینہ مین آیا ہے وہ مخصص اس عموم کا ہو گا امام مالک نے غبطہ سے منع کیا ہے اسلیے کہ شاید وہ نعمت
ایک مفسدہ ہو حق مین اسکے دین یا دنیا کے یہ فرمایا ہر مرد و عورت کے لیے اس کی کمائی ہے قتادہ نے کہا ثواب و عقاب
وہ جنہون نے نیکی مین مرد و عورت برابر مین صیغہ سلوا اللہ دلیل ہے وجوب سوال پر ایک جماعت اہل علم نے یون ہی
کہا ہے مجاہد نے کہا یہ سوال عرض دنیا کا نہین ہے سعید بن جبیر نے عبادت کہا دنیا نہین ہے ابن عباس نے کہا فضل سے
رزق ہے کسی نے کہا مراد فضل سے خزانے نعمت کے ہین جو کبہی خالی نہین ہوتے وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ
وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝
ہر کسی کے ہمنے ٹہیرا دیے وارث اس مال مین جو چہوڑ جاوین ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے اقرار باندہا تمنے انکو دیدو
اونکا حصہ اللہ کے روبرو ہے ہر چیز **ف** اکثر لوگ حضرت کے ساتھ اکیلے مسلمان ہوتے تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے دو مسلمانون کو آپسمین بہائی کر دیا وہی ایک دوسرے کے وارث ہوتے تہے جب انکے اقربا مسلمان ہوئے تب آیت اتری
کہ مراد میراث سے قرابت ہے لیکن قول کے بہائیون سے زندگی مین سلوک ہے یا مرتے وقت کچہ وصیت کر دو انتہی ابن عباس
مجاہد و سعید بن جبیر و ابو صالح و قتادہ و زید بن اسلم و سدی و ضحاک و مقاتل بن حیان وغیرہم نے کہا ہے کہ مراد
موالی سے اسجگہ ورثہ ہین ایک لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ مراد عصبہ مین ابن جریر نے کہا عرب ابن العم کو مولی
کہتے مین سو ترکہ والدین و اقربا مین میراث ہے اور جن سے عہد و پیمان ہے انکو بہی کچہ دو یہ حکم ابتدای اسلام

مین تہا یہ منسوخ ہوگیا بانقطاع عہد رہ گیا ہے یعنی نصرت و رفادت و نصیحت بخاری مین ابن عباس سے اسی طرح یہ ہے
آیت وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ ناسخ ہے آیت باب کی مراد عقد ایمان کے حلفا ہین حدیث مین آیا ہے لَا
حِلْفَ فِی الْاِسْلَامِ یہ حدیث صحاح و سنن مین ہے حاصل یہ ہے کہ اگرچہ حلف باقی نہ رہا لیکن تاثیر حلف کی باقی ہے وفا بعہود
عقود چاہیے میراث نہین ۔ جس نے یہ کہا کہ توارث بحلف اب بھی ہے یہ حدیث اسپر رد کرتی ہے ابو حنیفہ و احمد اسیطرف گئے
لیکن صحیح قول جمہور و مالک و شافعی کا ہے کہ توارث بحلف منسوخ ہے احمد سے بھی یہی مشہور ہے صحیحین مین ابن عباس سے
مرفوعا آیا ہے اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا یعنے تقسیم میراث کی اصحاب فرائض پر کرو جنکا ذکر اللہ نے آیت مواریث
مین کیا ہے پھر جو باقی رہے وہ عصبہ کو دو مراد نصیب سے آیت مین نصیحت رفادت و وصیت ہے نہ میراث اسقدر تاثیر حلف
کی باقی ہے باقی توارث جو قبل نزول اس آیت کے تہا وہ جاتا رہا الفت بالت اسلئے حلفاء کے وصیت کرنا روا ہے
یہی معروف ہے اسی پر سلف سے نص کی ہے ابن المسیب نے کہا لوگ متبنی کرتے تھے انکو وارث ٹہیراتے اللہ نے
نصیب انکا وصیت مین رکہا میراث موالی کو دلوائی ذوی رحم ہون یا عصبہ متبنی کو میراث دینے سے انکار فرمایا ابن
جریر نے کہا مراد نصیب سے نصرت و معونت و نصیحت ہے نہ میراث تو اس صورت مین آیت منسوخ ہوئی یہ کوئی حکم تہا کہ
منسوخ ہوگیا ہو بلکہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ حلف منعقد کو وفا کرو نصرت و نصیحت بہی او سوا آیت محکم ہے ابن کثیر نے
کہا اس مین نظر ہے اسلیے کہ حلف ان مین کبھی مناصرت و معاقدت پر ہوتا تہا اور کبھی ارث پر جسطرح کہ بہت سلف سے ذکر
کیا تہا جو وارث انصاری ہوتا تہا انصاری کی میراث اسکے قرابات و ذوی رحم کو نہین دیتے تہے یہانتک کہ وہ حکم منسوخ
ہوگیا پہر یہ آیت کس طرح محکم غیر منسوخ ہو سکتی ہے انتہی فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ رسول نے مولی کی موالی کا اطلاق
معتق و معتق و ناصر و ابن العم و جار وغیرہم پر آتا ہے مراد اس جگہ عصبہ ہے ہر ایک عصبہ کیا ہے جو
اسکا وارث ہوتا ہے بقیہ فرائض مین حلیف کا کچھ حق اس مین نہین ہے کہ وہ وارث ہو مین جاہلیت مین نصرت
دو لوگون معاہدہ و حلف ہوتا تہا وہ لوگ موالی الموالاۃ کہلاتے تہے ایک مدت تک اس آیت مین نصیب یعنی مدد
تہے صدر اسلام مین بدلیل آیت [illegible] یہ بات ثابت رہی [illegible] مین اس آیت کا منسوخ ہونا قول
دوسرا قول یہ ہے کہ آیت بانسخ ہے جلالین کا لفظ یہ ہے کہ مراد نصیب سے حصہ انکا میراث ہے اور وہ سدس تہا مگر
منسوخ ہوگیا اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ
قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ
اضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ مرد حاکم ہین عورتون

پہر اس نیک بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اس سبب کہ خرچ کیے اُنہوں نے اپنے مال پہر جو نیک بختین ہین سو حکمبردار ہین خبرداری کرتی ہین پیٹہ پیچہے اللہ کی خبرداری اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تم کو تو انکو سمجہاؤ اور جدا کرو سونے مین اور مارو پہر اگر تمہارے حکم مین آوین تو مت تلاش کرو انپر راہ الزام کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا ف یعنی اللہ نے مرد کو حاکم بنایا تو عورت کو اُس کی حکمبرداری چاہیے اور اگر ایک عورت بدخوئی کرے تو درجہ بدرجہ سمجہاوے دوسرے درجہ سونا الگ اُسی گہر مین پہر آخر درجہ مارے بہی مگر نہ ایسا کہ بہت ہو پہر اگر بظاہر مطیع ہو جاوین تو گریدکر اُنکے تقصیرون پر اللہ سب جانتا ہے باقی ہر تقصیر کی ایک حد ہے مارنا آخر کا درجہ ہے ف اللہ نے اس آیت مین ارشاد کیا ہے کہ مرد عورت پر قیم ہے یعنی اسکا رئیس کبیر حاکم مؤدب جب عورت کجروی کرے یہ اسکو ادب دے اسلیے کہ مرد فضل مین عورتون سے بڑہے ہین اسی لیے نبوت مختص ہے ساتہ رجال کے بادشاہی اعظم خاص ہے ساتہ مردون کے بقول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ امْرَاَةً رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اسی طرح منصب قضا وغیرہ مخصوص ہے ساتہ مردون کے علاوہ اسکے مرد اپنا مال عورت پر صرف کرتے ہین جیسے مہور نفقات وغیرہ حقوق جو کتاب وسنت مین آئے ہین اسلیے مرد فی نفسہ عورت سے افضل ہے فضل و افضال مین اسپر مقدم ہے اسی سبب سے قیم ہونا مرد کا مناسب ہے کما قال تعالی وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ابن عباس نے کہا مراد قوامون سے امرا ہین یعنے عورت کو لازم ہے کہ جس امر مین اللہ نے طاعت کا حکم کیا ہے اطاعت کرے اور مردون کو اسپر فضل حاصل ہے ۱۲ یہ ہے کہ گہر والون سے نیکی کرے مال شوہر کی نگہبان ہو یہی قول ہے مقاتل و سُدی و ضحاک کا حسن بصری نے کہا ایک عورت پاس حضرت کے آئی یہ شکایت کی کہ شوہر نے اُسکو طمانچہ مارا ہے فرمایا قصاص چاہیے اسپر یہ آیت اُتری وہ عورت بغیر قصاص کے پہر کر چلی گئی علی نے کہا ایک انصاری ایک عورت کو لیکر آیا اُسنے کہا میرا شوہر فلان بن فلان انصاری ہے اُس نے مجہے مارا ہے جسکا اثر میرے مُنہ پر ہے حضرت نے فرمایا اُسکو یہ نہ چاہیے تہا آیت باب نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ارادت امرا اراد اللہ غیرہ رواہ ابن مردویہ شعبی نے کہا مراد انفاق سے اس جگہہ صداق ہے جو عورت کو دیا ہے تو یہی سمجہ کہ اگر عورت کو تہمت لگادیگا تو لعان کرنا پڑے گا اور اگر وہ تہمت لگائیگی تو کوڑے کہائیگی ابن عباس نے کہا قانتات سے وہ عورتین مراد ہین جو اپنے شوہرون کی مطیع ہین حافظات للغیب کے یہ معنی ہین کہ پیچہے شوہر کے اپنی جان اور اُسکے مال کی محافظت رکہتی ہین بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ سے مراد یہ ہے کہ محفوظ وہ ہے جسکو خدا محفوظ رکہے حدیث ابی ہریرہ مین مرفوعا آیا ہے بہتر عورت وہ ہے کہ جب تو طرف اُسکی دیکہے تو وہ تجہہ کو خوش کرے جب تو کوئی حکم اُسکو دے تو وہ بجالائے جب تو اُس سے غائب ہو تو وہ حفظ تیرا اپنی جان اور تیرے مال مین کرے پہر حضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی رَوَاہُ اِبْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عبد الرحمن بن عوف نے کہا حضرتؐ نے فرمایا ہے جب عورت نماز
پنجگانہ پڑھی ماہ رمضان کے روزے رکھے اپنی شرمگاہ بچائی شوہر کی طاعت کی تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ جا بہشت میں
جس دروازے سے تو چاہے رَوَاہُ اَحْمَدُ **ف** نشوز کہتے ہیں ارتفاع کو ناشزہ وہ عورت ہے جو خاوند پر مرتفع ہو یعنی
شوہر سے سرکشی کرے روگردان اُسکی دشمن رکھنے والی ہو بدخوئی تیز زبانی کرے نافرمان خودسر ہو سو جب اُس سے
امارات نشوز کے ظاہر ہوں تو اُسکو وعظ و نصیحت کرے اللہ کے عقاب سے بصورت عصیان خاوند کے ڈراوے اسلیے
کہ اللہ نے حق زوج کا زوجہ پر اور طاعت شوہر کی جورو پر واجب کی ہے مرد کی نافرمانی کرنا عورت پر حرام کیا ہے
کیونکہ مرد کا افضال و فضل اُس پر ثابت ہے حدیث میں آیا ہے کہ اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت
کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ شوہر کا بڑا حق ہے عورت پر حدیث ابو ہریرہؓ میں آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب
بلایا مرد نے جورو کو اپنے بستر پر اُس نے انکار کیا تو لعنت کرتے ہیں اُسکو فرشتے صبح تک رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ مسلم کا لفظ یوں
ہے جب رات بِتائی ہے عورت چھوڑ کر بستر اپنے شوہر کا تو لعنت کرتے ہیں اوسکو فرشتے صبح تک اسی لیے ساتھ خوف
نشوز کے حکم وعظ کرنیکا فرمایا ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں ہجر یہ ہے کہ عورت سے جماع نہ کرے ایک بستر پر سوئے مگر پیٹھ پھیر کر
یہی قول ہے غیر واحد کا سدی و ضحاک و عکرمہ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ بات کرنا چھوڑ دے دوسرا لفظ ابن عباسؓ
کا یہ ہے کہ پہلے نصیحت کرے سمجھائے اگر مانے بہتر ورنہ الگ ہو بات نہ کرے مگر نکاح نہ چھوڑے کہ یہ سخت ہوتا ہے
مجاہد و شعبی و ابراہیم و محمد بن کعب و مقسم و قتادہ نے کہا ہجر ترک ہمبستری ہے حدیث مرفوع میں آیا ہے ہجر صرف
ترک کلام ہے معاویہ قشیری نے کہا اے رسول خدا کیا حق ہے عورت کا ہمارے اوپر فرمایا کہ کھلا اسکو جب تو کھائے پہنا اسکو
جب تو پہنے اُسکے منہ پر مت مار اُسکو تقبیح مت کر نہ اُسکو چھوڑ مگر گھر میں رَوَاہُ فِی الْمُسْنَدِ وَالسُّنَنِ **ف**
اللہ نے فرمایا کہ جب وعظ و ہجران سے بھی ترک ہوا اپنے نشوز سے باز نہ آئے تو ایسی مار مارے کہ جس سے
ہڈی نہ ٹوٹے گوشت نہ پھٹے جیسے طمانچہ نرم گھونسا مارنا یا مسواک مارنا حدیث جابرؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ حجۃ الوداع
میں فرمایا ڈرو اللہ سے حق میں عورتوں کے وہ قیدیں ہیں تمہارے تمہارا حق اُن پر یہ ہے کہ وہ نہ آنے دیں تمہارے بچھونے پر
ان لوگوں کو جنکو تم پسند نہیں کرتے ہو پھر اگر وہ ایسا کریں تو مارو انکو مار غیر موثر انکا ہے تم پر رزق و کسوت انکا موافق
دستور کے رَوَاہُ مُسْلِمٌ حسن بصری نے کہا ایسی مار ہو جسکا اثر نہ ہو فقہا نے کہا یعنی نہ کوئی عضو ٹوٹے نہ کوئی نشان
دیر تک رہے ابن عباسؓ نے کہا ہجر کے بعد ضرب ہے اگر ضرب سے بھی کام نہ چلے پھر اللہ نے عوض لے کر فدیہ حلال کیا
ہے ایاس بن عبد اللہ سے کہا حضرتؐ نے فرمایا اللہ کی لونڈیوں کو نہ مارو عمرؓ آکر کہا وہ تو شوہروں پر دلیر ہو

ہوگئی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم مارنے کا دیا ہے تب بیبیوں نے آکر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیر لیا اپنے
شوہروں کا شکوہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آل محمد کو نا کثیر نے آکر گھیرا وہ اپنی ازواج کی شاکی ہیں
وہ لوگ تم آدمی نہیں ہیں رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ یہ اللہ نے کہا کہ اگرچہ مرد سیاہ اور مباح
میں مطابق ارادہ شوہر کے اطاعت کرے تو بہتر ہے لیکن ناجدا کرنا اسکا نہ چاہیے حقوق زوجین میں رسالہ صلاح ذات البین
بغایت نفیس کتاب ہے کہ مثل اس کے کوئی رسالہ اردو زبان میں نہ ہوگا واللہ اعلم ف فتح البیان کا بیان ہے
ہے کہ مرد مسلط ہیں عورتوں پر یعنی جسطرح حکام وامرا حفاظت رعیت کرتے ہیں اسیطرح مرد عورت کا نگہبان
ہوتا ہے پھر علاوہ اسکے گھر بار روٹی کپڑا دیتا ہے قوام صیغہ مبالغہ کا اس میں دلیل ہے کثرت پر کہ مرد اصل میں
اس کام میں قائم ہیں ساتھ مصالح وتدبیرات خانگی وتادیب کے جسطرح کہ بادشاہ رعیت کے کاموں پر قائم رہا کرتے
ہیں یہ فضیلت مردوں کو اللہ کی طرف سے ملی ہے انبیا وخلفا وسلاطین وحکام وائمہ وغزاۃ سب وہی ہوتے
ہیں عقل میں دین میں شہادت وجمعہ وجماعت میں عورت سے بڑھکر ہیں مرد چار جورو کر سکتا ہے عورت ایک شخص سے
زیادہ نہیں کر سکتی مرد کا حصہ میراث میں زیادہ ہے طلاق ونکاح ورجعت انکے ہاتھ میں ہے مرد کے نسب باپ کا ہوتا ہے
نشان کا انکے سوا اور بہت امور ہیں جن میں مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے منجملہ انکے ایک انفاق مال ہے یعنی
نفقہ وکسوت وسکنی ومہر وغیرہ وحاجات میں یا عموماً جہاد ودیت ودیگر وجوہ مصارف خیر میں اس آیت سے ایک جماعت
اہل علم نے استدلال کیا ہے جواز فسخ نکاح پر جبکہ شوہر نفقہ وکسوت دینے سے عاجز ہو مالک وشافعی وغیرہما کا یہی
قول ہے صالحات سے مراد نیک بخت عورتیں ہیں جو بھلائی کے کام کرتی ہیں مطیع ہیں اللہ وشوہر دونوں کے حقوق
بجالاتے ہیں اپنے ستر اور شوہر کا مال نگاہ رکھتی ہیں یہ کام ان سے اللہ کی معونت وتسدید سے ہوتا ہے پھر
ازواج کو یہ خطاب فرمایا کہ اگر تم کو خوف نشوز کا ہو یعنی علو وعصیان کا یہ نشوز کبھی قول سے ہوتا ہے اور کبھی فعل
سے اور کبھی دونوں سے جیسے چلا کر بولنا یا کام کا جواب دینا حکم کو جلد بجا نہ لانا بات چیت کے وقت غرور دکھانا وقت
آنے شوہر کے قیام نہ کرنا ایسی حالت میں یاددہی طاعت وحسن معاشرت کی ترغیب وترہیب کے ساتھ کریں مثلاً
یوں کہے کہ تو اللہ سے ڈر میرا تجھپر بڑا حق ہے فلاں بات کو چھوڑ دے میری طاعت تجھپر فرض ہے اگر
نہ مانے ہٹ کرے تو بستر سے جدا کرے یعنی پاس سلانا یا صحبت کرنا چھوڑ دے یا الگ حجرے میں سوئے اس پر بھی
اثر نہ ہو تو پھر مارے مگر ہلکی مار ظاہر نظم قرآن یہ ہے کہ زوج کو زوجہ سے ان سب امور کا کرنا وقت مخافت نشوز
کے جائز ہے بعض نے کہا کہ آیت کا مشروع بے ترتیب ہے اگرچہ ظاہر عطف بحرف واو دال ہے جمع پر کیونکہ ترتیب

ورنہ معلوم ہے سے استفادہ ہوتی ہے اور سوق کلام کا واسطے فرق کے ہے انکے صلاح وفلاح مین تا کہ تحت طاعت کے بلاوین
سو اور صورت یگانہ مرتب مین اسلیے کہ مقصود اُن سے دفع ضرر ہے جس طرح کوئی دفع کسی صائل کا کرے پس ضعف کا
ان مین معتبر ہیگا ہجر کرے مگر بعد عدم تاثیر وعظ کے اگر وعظ کا اثر ہو تو پہر ہجر کرے اگر ہجر کافی ہو تو پہر ضرب
پر نہ آوے شافعی نے کہا ہے ضرب مباح ہے ترک کرنا افضل ہے جبل مین کہا ہے کہ ہجر وضرب بقید مین ساتہہ
علم نشوز کے مجرد ظن پر جائز نہین پہر جب وے رہتے اطاعت اختیار کرلی تو اب کسی طرح کا تعرض مکروہ ہے ستہ اُسکے
قول افضل ہے کرنا روا نہین ہے بعض نے کہا انکو تکلیف محبت نہ دو کہ بات اُنکے بس مین نہین ہے حدیث عمرو بن الاحوص
مین ثابت ہے کہ وہ خطبہ حجۃ الوداع مین حاضر تہے حضرت نے فرمایا خبردار ہو قبول کرو وصیت خیر کو حق مین عورتون کے
وہ قید مین پاس تمہارے مالک نہین تم اُن سے کسی چیز کے سوا اسکے کہ اگر کرین فاحشہ مبینہ تو چہوڑ دو انکو ہم بستری سے
اور مارو انکو مارنا غیر مؤثر پہر اگر کہنا مانین تو مت جستجو کرو انپر راہ کی اخرجہ الترمذی وصححہ النسائی وابن ماجۃ
عبداللہ بن زمعہ کا لفظ مرفوع یہ ہے کیا مارتا ہے ایک تمہارا اپنی جورو کو جس طرح کوئی غلام کو مارتا ہو پہر صحبت کرتا ہے
اُس سے آخر دن مین رواہ الشیخان وغیرہما یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ترک ضرب اولی ہے پہر اگر بے مارے نہ بنے تو ایک ہی جگہ
مگر منہ مارے اور منہ کو بچاوے اسلیے کہ وہ مجمع محاسن ہے اور دس تازیانے سے زیادہ بہی نہ مارے بعض نے کہا منڈیل
رومال اتہہ سے مارے لاٹہی کوڑے سے نہ مارے غرض کہ تخفیف جہانتک ہو سکے اولی تر ہے حدیث ابوہریرہ مین یہ بہی آیا ہے
کہ مرد سے نہ پوچہا چاہیے کہ تو نے اپنی عورت کو کس بات پر مارا ہے اخرجہ ابوداؤد اس کہتے ہین کہ اللہ سب سے اونچا
اور بڑا ہے دہمکی ہے مردونکو کہ بلا سبب عورتون پر زیادتی کرین کیونکہ اللہ منتقم ہے وہ ظالم و باغی سے بدلا لیگا۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ٥ اگر تم ڈرو کہ دونو آپسمین ضد کرتے ہین تو کہڑا کرو ایک منصف مرد والون
مین سے اور ایک منصف عورت والون مین سے اگر یہ دو نو چاہینگے صلح تو اللہ ملاپ کردیگا اون مین اللہ سب جانتا
خبر رکہتا **ف** پہلے یہ ذکر کیا تہا کہ نفور و نشوز طرف سے زوجہ کے ہو یہ ایک حال ہے اب بعد اسکے حال بیان فرمایا اگر نفور
دونو طرف سے ہو تو اس صورت مین بیچ مقرر ہونا چاہیے فقہا کہتے ہین جب میان بی بی مین ضد آپسمے ہو تو حاکم اُن
دونو کو کسی معتمد کی ہمسائگی مین ٹہرنے کا دے تاکہ وہ دونو کا حال دیکہتا دیکہے جو ان دونو مین ظالم ہو اوسکو ظلم
سے روکے پہر اگر بات بڑہ جاوے اور خصومت طول کو پہنچے تو حاکم ایک ثقہ مرد عورت والون مین سے اور دوسرا ثقہ مرد والون
مین سے بلاوے کہ وہ مجتمع ہو کر دونو کے امر مین نظر کرین جو مصلحت نظر آوے تفرقہ یا توفیق وہ بجا لاوین شارع کی نظر طرف

توفیق کیسے ہے وبہذا یون فرمایا کہ اگر اصلاح چاہیں گے تو اللہ ملاپ کردیگا ابن عباسؓ کا قول ہے اللہ نے حکم دیا کہ ایک مرد صالح
اہل مرد کا ایک ودہر کا بلاوین وہ دیکھے کہ قصور کس کا ہے اگر مرد کا ہو تو اوس سے عورت کو روکدین مگر نفقہ دلاوین اور اگر عورت
کا ہے تو اسکو حوالے مرد کریں نفقہ سے روکدین پہر اگر رای بردو حکم کی یہ ہو کہ تفریق ہوجاوے یا جمع تو یہ حکم اون دونون کا جائز
ہے پہر اگر بعد انکی اجتماع یہ ہوا ایک شخص میان بی بی مین سے راضی اور دوسرا ناخوش ہو پہر اگر ایک اون مین کا مرجاے
تو جو راضی تہا وہ وارث ہوگا ناراض کا نہ کارہ راضی کا ابن عباسؓ کہا ہم اور معاویہ حکم بنائے گئے معمر نے کہا عثمان
نے انکو حکم بنایا تہا اون سے کہا اگر تم دونو دیکھو کہ جمع بہتر ہے جمع کردو اور اگر دیکھو کہ تفریق بہتر ہے جدا کردو عبیدہ نے
کہا مین پاس علیؓ کے حاضر تہا ایک عورت مع شوہر کے آئی ہر ایک کے ساتھ ایک گروہ تہا علیؓ نے دونون سے ایک ایک حکم
لیا پہر حکمین سے کہا تم جانتے ہو کہ تمپر کیا بات لازم ہے تمپر یہ بات لازم ہے کہ اگر تمہاری رای ہو تو تم دونون کو جمع کردو
عورت نے کہا مین راضی ہوئی اللہ کی کتاب سے نفع نقصان مین شوہر نے کہا مین فرقت پر راضی نہین ہون علیؓ نے کہا تو
جھوٹا ہے یہان سے جا سکیگا جبتک راضی نہ ہو تو ساتھ کتاب اللہ کے نفع ونقصان مین رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ
اَبِی حَاتِمٍ وَابْنُ جَرِیْرٍ علما نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ حکمین کو جمع وتفرقہ کا پہونچتا ہے نخعی نے کہا حکمین اگر چاہین
تو تفرقہ کردین درمیان دونون کے ایک یا دو یا تین طلاق سے مالک سے بھی ایک روایت اسی طرح ہے حسن بصری نے کہا
حکمین حکم کرسکتے ہین جمع مین تفرقے مین یہی قول ہے قتادہ وزید بن اسلم و احمد و ابو ثور و داؤد کا ماخذ انکا یہ
آیت ہے اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیْنَهُمَا اللہ نے اصلاح کا ذکر کیا تفریق کا ذکر نہ فرمایا ہان اگر دونو
طرف سے وکیل ہین تو حکم انکا جمع وتفریق دونون مین نافذ ہوسکتا ہے بلا خلاف پہر اختلاف ائمہ کا اس مین ہے کہ
حکمین طرف سے حاکم کے مقرر کیے جاوین اور وہ حکم ہون گو زوجین راضی نہون یا وہ وکیل ہون طرف سے زوجین کے
جمہور قول اول پر ہین بقولہ تعالی فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَھْلِهٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَھْلِھَا اللہ نے انکا نام حکمین کہا حکم
کی یہ شان ہے کہ وہ حکم کرے بغیر رضای محکوم علیہ کے ابن کثیر نے کہا ظاہر آیت یہی ہے مذہب جدید شافعیؒ و ابو حنیفہؒ
بہی یہی ہے دوسرا قول وہی قول علیؓ کا ہے کہ انہون نے زوج سے کہا تہا کہ تو جھوٹا ہے الخ سو اگر وہ دونو حکم ہوتے
تو حاجت اقرار زوج کی نہ ہوتی واللہ اعلم ابن عبد البر کہتے ہین علما کا اجماع ہے اسپر کہ جب قول حکمین کا مختلف
ہو تو پہر دوسرے کی بات کا اعتبار نہین ہے اسپر بھی اجماع ہے کہ قول حکمین نافذ ہے جمع مین گو زوجین نے انکو وکیل
کیا ہو یا تفرقہ سو اس مین جمہور کے نزدیک قول انکا نافذ ہے بغیر توکیل کے **ف** فتح البیان مین ہے کہ اصل تعاطی
ہے کہ ہر واحد ایک شے تو اپنی جانب کو اختیار کرے سو جب میان بی بی مین شقاق ہو تو انکی رضا سے حکمین مقرر کیے جاوین

مخاطب امام ہے یا نائب کیونکہ تنفیذ احکام شرعیہ انہیں کی طرف ہے، یا ہر واحد صلحائے امت کا یا خطاب زوجین کو ہے حکم
کہتے ہیں مرد عادل منصف کو اہل سے مراد اقارب ہیں یعنی دونوں طرف کے ایسے شخص ہوں جو عقل دین و انصاف
رکھتے ہوں اللہ نے نص کی ہے اس بات پر کہ حکمین اہل زوجین سے ہوں کیونکہ جو حال انکو معلوم ہوگا وہ دوسرے
کو معلوم نہیں ہو سکتا ہے ہاں اگر انکی طرف کے آدمی نہ ملیں تو غیر ہو سکتے ہیں یہ جب ہے کہ معاملہ مشکل ہو اور ظاہر
نہ ہو سکے کہ قصور وار کون ہے، اور اگر قصور وار معلوم ہے تو حقدار کا اس کا دوسرے سے دلوایا جاویگا بعث واجب ہے حکم
کا اہل زوجین سے ہونا مستحب ہے حکمین پر لازم ہے کہ جہانتک بنے سعی صلاح میں کریں اگر ہو سکے بہتر ورنہ تفریق جائز
ہے علم حاکم شہر کے اور بدون توکیل فرقت کے طرف زوجین کے مالک و اوزاعی و اسحاق اسی طرف گئے ہیں عثمان و علی
و ابن عباس و شعبی و نخعی و شافعی سے بھی یونہی مروی ہے ابن کثیر نے اسکو جمہور سے حکایت کیا ہے کیونکہ فابعثوا
حکما ہے۔ نص ہے طرف اللہ کے کہ وہ دونوں قاضی ہیں نہ وکیل نہ شاہد اہل کوفہ و عطا و ابن زید کہتے ہیں
تفریق طرف امام کے ہے یا حاکم شہر کے نہ طرف حکمین جبتک کہ زوجین نے انکو وکیل نہ کیا ہو یا امام و حاکم انکو حکم نہ دے
کیونکہ وہ دونوں قاصد ہیں تفریق نہیں کر سکتے ہیں آیت میں ذکر صلاح ہے نہ ذکر تفریق توفیق سے مراد یہ ہے کہ اللہ
درمیان زوجین کے الفت ڈالدیگا ہر ایک طرف حسن معاشرت و مودت کو دو کریگا اللہ جانتا ہے کہ درمیان دو
مختلف کے کسطرح موافقت کرائی جاتی ہے اور دو متفرق کو کیونکر جمع کرتے ہیں اسمیں وعید شدید ہے زوجین
و حکمین کو کہ سلوک غیر طریق حق نہ کرنے دیں وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَۨا ۙ اور بندگی کرو اللہ کی اور ملاؤ مت اسکے ساتھ کسی کو اور ماں باپ سے
نیکی اور قرابت والے سے اور یتیموں اور فقیروں سے اور ہمسایہ قریب سے اور ہمسایہ اجنبی سے اور برابر کے رفیق سے
اور راہ کے مسافر سے اور اپنے ہاتھ کے مال سے اللہ کو خوش نہیں آتا جو کوئی ہو اتراتا بڑائی کرتا **ف**
یعنی اول اللہ کا حق ادا کرو پھر ماں باپ کا پھر ان سب کا درجہ بدرجہ ہمسایہ قریب کا حق زیادہ ہے اور ہمسایہ اجنبی
کا اسکے پیچھے قریب یعنی قرابتی برابر کا رفیق جو ایک کام میں ساتھ شریک ہو جیسے ایک استاد کے دو
شاگرد یا ایک خاوند کے دو نوکر فرمایا انکا حق نہ ادا کرنیوالا وہی شخص ہے جس کے مزاج میں تکبر و خود پسندی ہے
کہ کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتا **ف** پہلے اللہ نے یہ حکم دیا کہ میری عبادت کرو کسیکو اسمیں شریک
نہ ٹھیراؤ اسلیے کہ خالق رازق منعم متفضل ساری خلق پر سارے اوقات حالات میں وہی ایک ذات پاک ہے سو ہم

مستوجب ہے ہر طرح کا کہ انکی توحید بجا لاوین عبادت مین کسیکو اُسکا ساجھی نکرین کوئی ہو کہین ہو حدیث مین آیا
ہے کہ حضرت نے معاذ بن جبل سے فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے کہا اللہ و رسول خوب جانتے ہین
فرمایا یہ ہے کہ انکی عبادت کرین کسی چیز کو اُسکے ساتھ ملا دین پھر فرمایا تو جانتا ہے کہ حق بندونکا اللہ پر کیا ہے
یہ ہے کہ جب وہ اسطرح کرین تو پھر انکو عذاب نکرے بعدہ وصیت کی کہ ماں باپ سے احسان کرو اسلیے کہ اُنکے
انکو سبب تیرے خروج کا عدم سے طرف وجود کے کیا ہے اللہ نے بہت جگہون اپنی عبادت کو احسان بالوالدین سے ملایا ہے
کقولہ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ وکقولہ وَقَضٰی رَبُّکَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ
اِحْسَانًا پھر احسان بالوالدین پر احسان قرابات کو معطوف کیا مرد ہو یا عورتین جسطرح حدیث مین آیا ہے کہ صدقہ
کرنا مسکین پر ایک صدقہ ہے اور صدقہ کرنا ذوی رحم پر صدقہ و صلہ ہے پھر یتامی کا ذکر فرمایا اسلیے کہ اُنکے لیے کوئی
سنوارنیوالا خرچ کرنیوالا نہین ہے سو انکے ساتھ احسان اور شفقت کرو مساکین سے مراد محتاج ہین یعنی حاجتمند
جنکو کوئی کفایت کرنے والا نہین ملتا اسلیے حکم کیا کہ تم انکی مساعدت کرو جسمین انکا کام چلے اور انکی ضرورت زائل
ہو سورہ براءت مین انشاء اللہ تعالی کلام فقیر و مسکین پر ہوگا ابن عباس نے کہا جار ذی القربی وہ ہمسایہ ہے
جس سے تیرا رشتہ ناتا ہو جار جنب وہ ہمسایہ ہے جو رشتہ دار نہین ہے یہی قول ہے عکرمہ مجاہد و میمون بن مہران ضحاک
و زید بن اسلم و مقاتل بن حیان قتادہ کا نوف بکالی نے کہا جار ذی القربی سے مراد ہمسایہ مسلمان ہے جار جنب
ہمسایہ یہودی نصرانی ہے علی و ابن مسعود نے کہا جار ذی القربی عورت ہے مجاہد نے کہا جار جنب رفیق سفر ہے
صاحبی ہمسایہ مین حدیثین آئی ہین ابن عمر نے کہا حضرت نے فرمایا ہمیشہ وصیت کرتے مین جبرئیل مجکو
حق مین ہمسائے کے یہانتک کہ مین نے گمان کیا کہ اب اسکو وارث بنا دینگے رواہ احمد و الشیخان و الترمذی نحوہ
و قال حسن غریب ابن عمرو کا لفظ یہ ہے کہ بہتر اصحاب نزدیک اللہ کے وہ ہے جو بہتر ہو ساتھ اپنے اصحاب کے اور بہتر
ہمسایون مین وہ ہے جو بہتر ہو ساتھ اپنے ہمسائے کے رواہ احمد و الترمذی و قال حسن غریب عمر کا لفظ مرفوع یہ ہے
کہ سیر شکم نہو مرد بغیر اپنے ہمسائے کے تفرد بہ احمد مقداد بن الاسود کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
اصحاب سے پوچھا تم کیا کہتے ہو زنا مین کہا حرام ہے اللہ و رسول نے زنا کو قیامت تک حرام کر دیا ہے فرمایا اگر زنا
کرے مرد دس عورتون سے یہ سہل تر ہے اوس سے کہ زنا کرے زن ہمسایہ سے پھر فرمایا کیا کہتے ہو تم چوری
مین کہا حرام ہے اللہ و رسول نے چوری کو حرام کر دیا ہے قیامت تک فرمایا اگر چوری کرے مرد دس گہرون کی
تو یہ آسان تر ہے اوس سے کہ چوری کرے ہمسائے کے گہر سے تفرد بہ احمد اسحدیث کا ایک شاہد ہے صحیحین مین

حدیث ابن مسعود میں ہے کہا ای رسول خدا کون گناہ بہت بڑا ہے فرمایا یہ کہ برابر کرے تو ساتھ اللہ کے کسی کو اور حالانکہ اس نے تجھ کو
پیدا کیا پھر میں نے کہا پھر فرمایا یہ کہ مار ڈالے تو اپنے ولد کو اس ڈر سے کہ وہ تیرے ہمراہ کھاویگا میں نے کہا پھر فرمایا یہ کہ زنا کرے
تو ساتھ ہمسایہ کے جورو کے ایک مرد انصاری کہتے ہیں کہ میں گھر سے باراوہ ملاقات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلا
دیکھا آپ کھڑے ہیں اور ایک آدمی آپ کی طرف متوجہ ہے میں نے گمان کیا کہ کچھ کام ہوگا اتنی دیر تک کھڑے
رہے کہ میں نے افسوس کیا طول قیام پر جب وہ آدمی چلا گیا میں نے کہا ای رسول خدا یہ شخص اتنا کھڑا ہوا کہ مجھکو آپکے
طول قیام پر افسوس ہوا فرمایا تم نے اس شخص کو دیکھا میں نے کہا ہاں فرمایا تم نے جانا کہ وہ کون تھا میں نے کہا کہ نہیں
فرمایا وہ جبرئیل تھے وصیت کرتے تھے مجھکو حق میں ہمسایہ کے یہانتک کہ گمان کیا میں نے کہ اب قریب ہے کہ وہ
انکو وارث ٹھیرا دینگے پھر فرمایا اگر تو انپر سلام کرتا وہ تجھکو جواب سلام کا دیتے رواہ احمد جابر بن عبداللہ کہتے
ہیں ایک شخص عوالی سے آیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے جس جگہ جنازے
پر نماز پڑھی جاتی ہے جب وہ چلے گئے اس مرد نے کہا ای رسول خدا یہ کون شخص تھے جنکو میں نے آپکے ساتھ نماز پڑھتے
ہوئے دیکھا فرمایا تم نے انکو دیکھا کہا ہاں فرمایا تو نے خیر کثیر دیکھی وہ جبرئیل تھے مَا زَالَ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى
رَأَيْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ رَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ کو تَفَرَّدَ بِهِ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَهُوَ شَاهِدٌ لِلَّذِي قَبْلَهُ
دوسری حدیث جابرؓ کی اس لفظ سے مرفوعاً آئی ہے کہ ہمسائے تین ہیں ایک وہ جسکا ایک حق ہے وہ ہمسایوں
میں ادنیٰ حقدار ہے دوسرا وہ ہمسایہ جس کے دو حق ہیں تیسرا وہ ہمسایہ ہے جسکے تین حق ہیں وہ سب ہمسایوں
میں زیادہ تر حقدار ہے سو وہ ہمسایہ جسکا ایک حق ہے ہمسایہ مشرک ہے جس سے رحم نہیں اسکا ایک حق ہے
اور وہ ہمسایہ جسکے دو حق ہیں وہ ہمسایہ مسلمان ہے اسکے لیے ایک حق اسلام کا ہے دوسرا حق ہمسائگی کا
اور جسکے تین حق ہیں یہ وہ ہمسایہ ہے کہ مسلمان ذو رحم ہے اسکے لیے ایک حق اسلام کا دوسرا حق جوار کا
تیسرا حق رحم کا رَوَاهُ الْبَزَّارُ عائشہؓ نے کہا ای رسول خدا میرے دو ہمسائے ہیں کسکو ہدیہ بھیجوں فرمایا جسکا دروازہ
تیرے گھر سے قریب تر ہے رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ ابن مسعود سے مرفوعاً کہا ہے کہ اول خصم دن قیامت کے دو ہمسائے
ہونگے رَوَاهُ أَحْمَدُ علی و ابن مسعودؓ نے کہا صاحب بالجنب بی بی ہے یہی قول ابن ابی لیلے و نخعی و حسن و سعید بن جبیر
سے بھی مروی ہے ابن عباسؓ سے جماعت نے کہا مراد رفیق سفر ہے مجاہد و عکرمہ و قتادہ نے کہا رفیق سفر ہے سعید
بن جبیر نے کہا رفیق صالح ہے زید بن اسلم نے کہا جلیس حضر و رفیق سفر ہے ابن السبیل سے مراد ضیف ہے جمہور علما
جماعت کے مقال ہے مجاہد و امام باقر و حسن و ضحاک و مقاتل نے کہا اس سے مراد کہ مسافر ہے جسکا گذر تجھپر ہو تب بھی ابن کثیر نے

کہا اظہر یہی ہے اور اگر جار سے مراد گہر سے دالان کا ہے تو ہر دو نون کے ایک ہی معنے ہوتے ہین کلام ابن
سبیل پر سورۂ بلد مین ان شاء اللہ تعالی آویگا وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ سے مراد وہ ہین جو حق مین رقاب کے ہین لیکن
زمین ضعیف الحیلہ ہوتا ہے لوگون کے ہاتہ مین اسیر ہے اسی لیے حضرت سے ثابت ہوا ہے کہ مرض موت مین یہ وصیت
فرمائی اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ اس وصیت کو بار بار فرماتے رہے یہان تک کہ زبان بند ہوگئی حدیث مقدام بن
معدیکرب مین مرفوعا آیا ہے کہ جو کہلایا تو نے اپنی جان کو وہ صدقہ ہے اور جو کہلایا اپنی اولاد کو وہ صدقہ ہے اور جو
کہلایا اپنے خادم کو وہ صدقہ ہے رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ بَقِيَّةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ ذَكَرَهُ الْحَافِظُ ابن عمرو نے
اپنے قہرمان یعنے داروغہ سے کہا کہ تو نے رقیق کو انکا قوت دیا کہا نہین کہا جا کر دیدے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کافی ہے آدمی کو یہ گناہ کہ روکے قوت کو اُنسے جنکا مالک ہے رَوَاهُ مُسْلِمٌ ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے مملوک
کے لیے ہے طعام وکسوت اور تکلیف دیا جاوے کام کی مگر بقدر طاقت رواہ مسلم دوسرا لفظ یہ ہے کہ جب خادم تمہارے پاس
طعام لاوے تو اگر اسکو اپنے ساتھ نہ بٹہاوے یعنے کہلانیکو تو ایک دو لقمہ اسکو دیدے کیونکہ اُس نے گرمی اور علاج اسکا اُٹہایا ہے
اخرجاہ ولفظہ للبخاری مسلم کا لفظ یہ ہے کہ اسکو اپنے ساتھ بٹہا کر کہلاوے اگر کہانا تہوڑا ہو تو اُسکے ہاتہ مین ایک
دو نوالے دیدے ابوذر سے مرفوعا آیا ہے وہ تمہارے بہائی ہین اللہ نے انکو تمہارا زیردست کیا ہے سو جس کسی کا بہائی
اسکے ہاتہ نیچے ہو تو جو آپ کہاوے وہ اسکو کہلاوے اور جو آپ پہنے وہ اسکو پہناوے اور تکلیف نہ دے اسکو ایسے کام کی جو اسپر غالب
ہو پہر اگر تکلیف دیوے تو اُسکی خود بہی مدد کرے مُخْتَالًا فَخُورًا مختال وہ ہے جو اپنے جی مین اتراتا اپنے خیال مین عجب و تکبر سے
فخور وہ ہے جو لوگون پر فخر کرتا ہے اپنے نفس مین آپ کو اُن سے بہتر دیکہتا ہے حالانکہ وہ نزدیک اللہ کے حقیر اور
نزدیک لوگون کے بغیض ہے مجاہد نے کہا مختال ہے یعنے متکبر فخور ہے یعنی جو اسکو دیا گیا ہے اوسپر اللہ کا شکر ادا نہین
کرتا ہے لوگون پر نازش کرتا ہے اُس نعمت کا حالانکہ قلیل الشکر ہے اللہ کی نعمت کے ابن جریر نے کہا کہ نہ پایا
مینے کوئی بد خلق مگر پایا اسکو مختال فخور پہر یہ آیت پڑہی وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ اور نہ پایا مینے کوئی عاق مگر پایا مینے
اسکو جبار شقی پہر یہ آیت پڑہی وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا مطرف نے کہا مجہکو ایک حدیث ابوذر سے
پہونچی تہی مین اُنسے ملنا چاہتا تہا ملاقات ہوئی مینے کہا مینے سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اللہ دوست رکہتا ہے تین آدمیون کو اور دشمن رکہتا ہے تین آدمیون کو کہا ہان کہا کیا مین جہوٹ
باندہونگا اپنے خلیل پر مجہکو یہ خیال ہے مین نے کہا وہ تین آدمی کون ہین جنکو اللہ دشمن رکہتا ہے کہا مختال فخور کیا
تم اسکو اللہ کی کتاب مین نہین پاتے ہو پہر یہ آیت پڑہی إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا [illegible]

ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ای رسول خدا مجہکو وصیت کرو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہا مجہکو لگانے سے
از اسکے کہ ہلاک کر ڈالا اور مخیل مین سے ہو اور اللہ دوست نہین رکھتا اترانے والے کو رواہ ابن ابی حاتم ف فتح البیان
مین کہا ہے عبادت اللہ عبارت ہے ہر فعل سے جسکو بندہ تعظیماً اللہ کے لیے بجا لائے اس مین سارے اعمال قلوب و
افعال جوارح داخل ہین شیئاً نکرہ ہے یعنی کسی شے کو اشیا مین سے شریک عبادت خدا نکرے زندہ ہو یا مردہ
جماد ہو یا حیوان اس مین فرق ہے درمیان شرک اکبر و شرک اصغر واضح و خفی کے احسان والدین سے مراد بر والدین
ہے بعد اپنی عبادت کے جو یہ ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ حق والدین عظیم تر ہے ذی القربی سے مراد رشتہ دار ہین
نزدیک ہون یا دور یا ذو رحم طرف ماں باپ کے حدیث انس بن مالک مین مرفوعاً آیا ہے جسکو یہ بات خوش
آوے کہ اسکے رزق مین کشادگی ہو اس کے اثر مین تاخیر ہو تو اسکو چاہیے کہ صلہ رحم کرے اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ بیہ
فرمایا کہ یتیم و مسکین سے احسان کرو سہل بن سعد مرفوعاً کہتے ہین کہ مین اور کافل یتیم جنت مین یون ہونگے جیسے سبابہ
و وسطے رواہ البخاری ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے کہ ساعی ارامل و مساکین پر مثل مجاہد کے ہے راہ خدا مین یا مثل قائم کے
جو تھکے نہین یا مثل صائم کے جو افطار نکرے اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ جار ذی القربی سے مراد ہمسایہ قریب ہے جسکا گھر یا
ہمیا نسب یا دین مین قریب ہو جار جنب وہ ہے جسکا گھر دور ہو آیت مین دلیل ہے عموم احسان پر ساتھ ہمسایہ
کے خواہ گھر اسکا قریب ہو یا بعید ہمسائگی ایک حرمت مرعیہ مامور بہا ہے اس مین رد ہے اوسپر جسنے یہ گمان کیا کہ جار
مختص ہے ساتھ ملاصق کے اور جسکے بیچ مین حائل ہے وہ جار نہین ہے یا مختص ہے ساتھ قریب کے نہ بعید کے یا مراد جار
جنب سے غریب ہے یا اجنبی جس کو کوئی رشتہ نہین ہے اہل علم مختلف ہین مقدار مصداق جار مین اوزاعی و حسن و زہری نے
کہا چالیس گھر تک ہر چہار جانب سے حد ہمسائگی ہے کسی نے کہا جار وہ ہے جو آواز اقامت نماز سنے کسی نے کہا اہل
محلے والے ہین بعض نے کہا وہ ہے جو اذان سنے اولی یہ ہے کہ معنے جار مین رجوع طرف شرع کے کرین اگر شرع
مین مقتضی بیان ملے کہ اس حد تک گھر والے زمین ہمسائے ہین سو حد جوار ہے تو عمل اسپر متعین ہوگا ورنہ رجوع طرف معنی لغوی یا عرف
کے چاہیے سو شرع مین نہین آیا ہے کہ جار کے درمیان جہاں تک حد ہو نہ لغت عرب مین یہ معنی آئے ہین بلکہ جار کے
معنے لغت مین مجاور کے ہین یعنے پڑوسی قاموس مین کہا ہے جار کہتے ہین مجاور کو اور شوہر زن کو اور عورت کو جارۃ شوہر کی
ہے اور فرج زن کو اور گہرون کو جو قریب ہین قرطبی نے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے آیا کہا مین ایک محلے مین اترا ہون جو مجھ سے بہت قریب ہمسایہ ہے وہی مجھکو سخت ایذا دیتا ہے حضرت نے ابو بکر و عمر و علی رضی اللہ
عنہم کو بھیجا کہ وہ مسجد کے دروازے پر پکارین کہ چالیس گھر تک ہمسائگی ہے داخل نہوگا جنت مین جسکا ہمسایہ اسکی بوائق سے امن نہ

نہین ہے شوکانی نے فرمایا ہے کہ اگر یہ روایت ثابت ہو جاوے تو معنی یہ ہے اپنے غیر سے لیکن قرطبی نے اس روایت کو کسی
کتاب معروف مصنف کی طرف منسوب نہین کیا ہے وہ اگرچہ امام ہین علم روایت مین لیکن جسکو وہ بلا تخریج روایت کرین بعد
کسی کتاب مشہور سے نقل کرین وہ لائق حجت نہین ہے خصوصاً وہ اکثر واہیات ذکر کیا کرتے ہین جس طرح کہ انہون نے
بیضے تذکرہ مین ایسی ہی اسطرح کیا ہے مترجم کہتا ہون اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے جسطرح کہ ترغیب ترہیب
مین مذکور ہے اور لفظ سیوطی کا جامع صغیر مین یون ہے اَلْجِوَارُ اَرْبَعُوْنَ دَارًا اَخْرَجَهُ الْبَیْهَقِیُّ عَنْ عَائِشَةَ
مناوی نے شرح مین کہا ہے کہ عائشہ سے مروی ہے پھر مرفوعاً اَوْصَانِیْ جِبْرِیْلُ بِالْجَارِ اِلٰی اَرْبَعِیْنَ دَارًا عَشَرَةٌ
بیہقی نے ضعیف کہا معروف وہ مرسل ہے جسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے حَقُّ الْجِوَارِ اَرْبَعُوْنَ دَارًا هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا
وَهٰكَذَا اَمَامًا وَيَمِيْنًا وَخَلْفًا زرکشی نے کہا اس کی سند صحیح ہے ابن حجر نے کہا رِجَالُهُ ثِقَاتٌ کہ رَوَاهُ اَبُوْ یَعْلٰی عَنْ اَبِیْ
هُرَيْرَةَ مرفوعاً باللفظ الاول لیکن سند اسکی حسن ہے زرکشی نے کہا ہے ضعیف ہے ابن حجر نے کہا اسکی سند مین عبد السلام
بن ابی الجنوب منکر الحدیث ہے مترجم کہتا ہے یہان تک نقل قرطبی کو واللہ اعلم معلوم حدیث ضعیف مجرد کثرت سے قوی
ہوتی ہے جو کہ نزدیک اکثر محققین کے عمل حدیث ضعیف پر احکام مین معتبر نہین ہے اسلیے شوکانی نے تعیین تعداد جوار کا
شرع سے انکار کیا قرآن شریف مین دلیل ہے اسبات پر کہ ایک شہر مین رہنا مجاورت ہے قال تعالی لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ
الْمُنَافِقُوْنَ الی قوله ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَا اِلَّا قَلِیْلًا پس ایک شہر مین مجتمع ہونیکو جوار ٹھیرایا اور عرف شرع مین جوار
سو وہ مختلف ہے باختلاف اہل قرآن پاک کا عمل اعراف متعارفہ اور اصطلاحات متواضعہ پر دائر ہے الصاحب بالجنب وہ ہے
جو پہلو سے پہلو ملائے رہے کسی نے کہا رفیق طریق ہے کسی نے کہا بی بی ہے جو ہم بستر رہتی ہے ابن جریر نے کہا وہ جو تیرے
ساتھ لگا رہے بامید نفع ملازم و مصاحب جانے رہے لیکن اگر آیت شریف کو تناول ان سب معانی واقوال کا کہین تو کچھ بعید
نہین ہے بلکہ جس شے پر لفظ صادق آوے اسکو بھی شامل ہے جیسے وہ شخص جو تیرے پہلو مین واسطے تحصیل علم یا تعلم صنعت
یا بغرض تجارت و نحو ذلک کے بیٹھا یا کھڑا ہوتا ہے کیونکہ وہ تیرا صاحب اور ہم پہلو ہے یا جو کوئی مسجد یا مجلس وغیرہ مین نشست
کرتا ہے ساتھ ادنی ہمنشینی کے جو درمیان تیرے اور اسکے ہے ابن سبیل کہتے ہین راہ کو ابن سبیل مسافر ہو یا مقیم پر لازم ہے کہ
اسکے ساتھ احسان کرے یا وہ شخص مراد ہے جو سفر حج یا غزوہ مین یا مطلقاً کسی سفر مین منقطع ہو گیا ہے اظہر یہی ہے کہ مراد مسافر
ہے بغیر قید انقطاع کے یا مراد ضیف ہے حدیثون مین حکم اکرام ضیف کا آیا ہے صحیحین مین ہے کہ جائزہ مہمان کا ایک دن رات ہے
مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ سے مراد لونڈی غلام ہین جنکو ارقاء بولتے ہین کسی نے کہا لفظ عام ہے حیوانات کو بھی شامل ہے کیونکہ
یہ نام صادق آتا ہے پہلے سب مملوک سے احسان کرنا چاہیے آدمی ہو یا حیوان لیکن اول اعلی ہے جیسا کہ طاقت سے زیادہ

مستغنی ہے صفت کامی ہو اینا اندوہ معنی کہہ بقدر کفایت کہ تشریح علی بن ابی طالب رضی نے کہا آخر کلام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ تھا الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم یعنے بڑا دہیان نماز اور لونڈی غلام کا رکہو ہرگز نماز نہ چہوڑو اور مملوکون سے
احسان ملم کرتے رہو احادیث مرفوعہ بر والدین صلہ قرابت احسان یتامی و جار و مملوک وغیرہ میں بہت آئی ہیں کتب
سنت مطہرہ میں معروف ہیں حاجت بسط کی یہاں نہیں ہے اللہ نازنخرے کرنیوالے کو دوست نہیں کہتا ہے فخر کرتے
ہیں مع نفس فعلاً و تعدید مناقب و محاسن کو جسطرح کہ بخیل کہتے ہیں عجب و تکبر نفس کو ان دونون خلال کا ذکر بالخصوص
اس جگہ اسلیے فرمایا ہے کہ صاحب اختیال فخر مار کرتا ہے اُن باتون سے جسکی طرف اللہ نے انکو بلایا ہے اس آیت شریف
میں مثلاً احمد بے فقر اور سماک منہ چڑہاتا ہے ہمسایگان ضعیف کیطرف التفات نہیں کرتا جو متکبر ہوتا ہے وہ قیام بحقوق
ناس نہیں کرتا فخر استعمال کبر میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ معروف مشہور ہیں الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ

وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ

وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ وَمَن يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۝ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۝ وہ جو بخل کرتے ہیں اور سکہاتے
ہیں لوگون کو بخل اور چہپاتے ہیں جو انکو دیا اللہ نے اپنے فضل سے اور رکہی ہے ہمنے منکرون کو ذلت کی مار اور
وہ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال دکہانے کو لوگون کے اور یقین نہیں رکہتے اللہ پر نہ پچہلے دن پر اور جسکا ساتہی ہو شیطان
تو بہت برا ساتہی ہے کیا نقصان تہا انکا اگر یقین لاتے اللہ اور پچہلے دن پر اور خرچ کرتے اللہ کے دیے میں سے اللہ کو
انکی خوب خبر ہے ف یعنی مال دینے میں بخل کرنا جیسا اللہ کے نزدیک برا ہے ویسا ہی خلق کے دکہانے کو دینا جو
وہ بہی جو خدا اون کو دیکہانا ملانہ کو ہو اور خدا کے یقین سے اور آخرت کے ترس سے نہ ہو تب اللہ فرماتا ہے کہ جو لوگ مال
کے خرچ کرنے سے جہان اللہ نے حکم دیا ہے بخل کرتے ہیں جیسے بر والدین احسان الی الاقارب سلوک کرنا یتامی مساکین
جار صاحب جنب ابن السبیل مالیک سے اور اللہ کا حق اپنے مال سے نہیں نکالتے بلکہ لوگون کو بخل کا حکم کرتے ہیں انکو
عذاب ہے حضرت نے فرمایا کون بیماری بخل سی بڑہکر ہے پہر کہا بچو تم کنجوسی سے کہ اسی نے ہلاک کیا تم سے اگلون کو اس کا
نے انکو حکم دیا قطیعت کا انہون نے قطع رحم کیا حکم کیا فجور کا انہون نے فجور کیا اس حدیث کی سند ابن کثیر نے ذکر نہیں
کی تمام فضل کے یعنی ہیں کہ بخل شکر ہے اللہ کی نعمت کا اسکا اثر بخیل پر اور اسکے اکل و لباس و عطاء و بذل سے ظاہر نہیں ہوتا
کما قال تعالیٰ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ وَاِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ یعنے وہ اپنے حال و شمائل کا گواہ ہے وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ
لَشَدِيْدٌ یعنی بڑا مستلزم ہے مال کا اسی کتمان فضل و کفران نعمت کو عذاب مہین کا ڈرایا ہے اور بخیلوں کو کافر ٹہیرایا ہے کفر کتم

بین ستر و تغطیہ کرتا ہے بخیل اپنی نعمت کو چہپاتا اور انکار کرتا ہے تو کافر نعمت ہوا حدیث میں آیا ہے اللہ جب کسی بندے
پر اپنا انعام کرتا ہے تو یہ بات کو بہی دوست رکہتا ہے کہ اُس نعمت کا اثر اُس پر ظاہر ہو حدیث دعائی نبوی میں آیا ہے واجعلنا
شاکرین لنعمتک مثنین بہا علیک قابلیہا واتمہا علینا بعض سلف نے اس آیت کو حمل کیا ہے بخل
یہود پر کہ جو علم صفت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نزدیک اُنکے تہا اُس کا اظہار نہ کرتے تہے بلکہ اُس نعت کو مخفی رکہتے تہے
اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ کافرون کے لیے عذاب مہین ہوگا یہی قول ہے عکرمہ و سعید بن جبیر و ابن عباس و مجاہد و غیر واحد
اہل علم کا ابن کثیر نے کہا اس مین شک نہیں ہے کہ آیت محتمل ہے اس معنی کو لیکن ظاہر یہ ہے کہ سیاق آیت کا بخل مال میں
ہے اگرچہ بخل علم بہی اوس مین داخل ہو بطریق اولی کیونکہ سوا اگلی آیت کی حق مین انفاق کے ہے اقارب و مستضعفین کا اسی طرح
آیت مابعد کا سیاق یہی ہے کہ جو لوگ خرچ کرتے ہین مال و کہانیکو کہ اُس مین ذکر کیا ہے ممسکین مذمومین کا اور وہ
بخلاء ہیں پہر ذکر کیا باذلین مرائین کا جو دکہانے سنانیکو صرف کرتے ہین اور اپنے کرم پر مدح سننا چاہتے ہین اللہ کی
ذات مراد نہیں رکہتے حدیث مین آیا ہے وہ تین شخص جنسے جہنم کو سب سے پہلے سلگائین گے عالم و غازی و منفق ہین منفق
ریاکرنے والے اپنے اعمال مین مال والا کہیگا نہیں چہوڑی مینے کوئی چیز کہ خرچ کرنا اوس مین محبوب ہو مگر مینے وہان
تیری راہ مین صرف کیا اللہ کہیگا تو جہوٹا ہے تیرا ارادہ یہ تہا کہ لوگ کہین سخی ہے سو یہ بات کہی گئی تو نے اپنا
بدلا دنیا مین لے لیا یہی تیرا ارادہ تہا تیرے کام عدی بن حاتم سے فرمایا تیرے باپ نے جو ارادہ کیا تہا وہ اُسکو پہونچ گیا
حضرت سے پوچہا کہ عبد اللہ بن جدعان کا کیا حال ہے اُسکو انفاق و عتاق اوسکا کچہ نفع دیگا فرمایا نہیں اوسنے کسی دن
بہی زمانے مین سے یون نہ کہا رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ وہ ایمان نہیں لاتے ہین اللہ
و دن آخرت پر معلوم ہوا کہ جسکو قیامت کا یقین نہیں ہے اُسکا کوئی عمل قبول و نافع نہیں ہوتا یہ صنع قبیح یہ عدول طاعت
خدا سے شیطان نے اونسے کرایا ہے اُسی نے اُنکو یہ کام اچہے کر دکہائے اُنکو قبائح بشکل محاسن نظر آنے لگے اسی لیے
اللہ نے فرمایا ہے جسکا قرین شیطان ہے وہ برا قرین ہے شاعر نے کہا ہے ؎ عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْأَلْ وَسَلْ عَنْ
قَرِیْنِہٖ ٭ فَکُلُّ قَرِیْنٍ بِالْمُقَارِنِ یَقْتَدِیْ ٭ ؎ نخست موعظت پیر دانش این سخن ست ٭ کہ از مصاحب ناجنس احتراز
کنید ٭ پہر اللہ نے کہا انکا کیا نقصان تہا اگر وہ اللہ پر ایمان لاتے اور طریق حمیدہ کا سلوک کرتے ریا سے طرف
اخلاص کے آجاتے دار آخرت مین جسکا وعدہ ہے نیکوکارو کے واسطے اُسکی امید اللہ سے رکہتے جہاں اللہ کی مرضی ہے
وہان خرچ کرتے اللہ کو حال نیت صالحہ و فاسدہ کا بخوبی معلوم ہے وہ خوب جانتا ہے کہ مستحق کون توفیق کا اور
لائق الہام رشد و عمل صالح کون ہے جس سے وہ راضی ہو اور مستحق خذلان و طرد کا جناب عظم الٰہی باب رحمت متناہی کو

کو دنیا و آخرت مین خائب و خاسر ہونگا جیسا تہا باشندہ مین کشاف فتح البیان مین کہا ہے کہ بخل بد ترین صفت ہے شح مین باز رہنا
بہادت سے اعجب سوال لوگون نے باوجود اس بُری خصلت کے وہ بات اختیار کی تہی جو اس سے بہی زیادہ قبیح
تہی کہ آپ تو آپ دوسرون کو بہی بخل بتلاتے ہین غیر کی جود و سخا بذل عطا کو دیکہ کر انکا سینہ تنگ ہوتا ہے خدا نے انکو
کو نہ بڑا دو بہلا اپنے مال مین تو اسلیے بخل کیا تہا کہ گمان افلاس کا تہا کہ خرچ کرنے سے کم ہو جاویگا کم بخت جاد کا
دوسرون کے مال مین بخل کرنا تعجب کا ہے اس سے انکو کیا ضرر پہونچتا ہے یہ نہایت درجے کا لوم ہے اسکا
احمق انتہا مرتبہ کی دنائت قبح طبیعت و سوء اختیار ہی ہے نستغفر اللہ کسی نے کہا ہے اور یہ یہود ہین بعض نے کہا منافقین
ہین مین کہتا ہون الفاظ اس سے زیادہ تر واسع و اکثر شمول اعم الفائدہ ہے کافرین سے مراد جاحدین نعمت خدا
ہین حدیث ابو سعید خدری مین آیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا دو خصلتین ہین کہ مومن مین جمع نہین
ہوتین ایک بخل دوسری بد خلقی اخرجہ الترمذی وہو مستغرب پہر اللہ نے ذکر اہل ریا کا فرمایا یعنے پہلے انکا ذکر کیا جو کنجوس
مکہی چوس ہین آپ بہی نہ دوسرے کا دیا دیکہ سکین اللہ کی دی ہوئی چیز کو چہپاوین یہ قدرت وہ حج کی تعریف ہوئی انکے مقابلے
مین وہ ہین جو افراط و اسراف کرتے ہین مال کو دکہانے سنانے کے لیے بیجا اٹہاتے ہین تاکہ بڑی سخی داتا مشہور
ہون لوگ کہین دیکہو یہ کیسا جواد ہے یا اپنی تعریف سنکر پہول جاوین لوگون پر فخر و نازش کرین پہر اسپر یہ طرہ
ہے کہ باوجود اس نفاق کے جسکا ضرر خود انہی پر عائد ہوتا ہے اللہ و آخرت پر ایمان نہین رکہتے ہین خدا کی توحید نہین
کرتے معاد کے قائل نہین جہان سارے اعمال کی سزا جزا ملیگی کسی نے کہا حق مین یہود کے اتری ہے کسی نے
کہا حق مین منافقین کے کسی نے کہا حق مین مشرکین مکہ کے سو کسی کے حق مین اتری ہو اعتبار عموم لفظ کا ہے
نہ خصوص سبب کا جو کوئی مصداق اس طرح کے بخل و نفاق ریا کا ہے گو مسلمان ہو آیت شریف اسکو شامل و متناول
ہے ایسے لوگون کا قرین شیطان لعین ہوا کرتا ہے سو جسکا صاحب خلیل و خلیط و جلیس و مقارن شیطان ہوگا
تو وہ برا ساتہی ہے ایک معنے قرین کے وہ رسی ہین جس سے دو اونٹون کو باندہتے ہین یعنے یہان اور نار دونو جگہہ
قرین انکا شیطان ہوگا والعلم اسکا اس مین تو یہ ہے طاعت شیطان آخرت مین ہر کافر کے ہمراہ اسکا قرین
ایک سلسلے مین بندہا ہوگا مگر معنے اول اولی و الصق ہین ساتہ ظاہر آیت شریف کے بہلا سمجہو تو ان لوگون کا کیا
نقصان تہا اگر یہ کمبخت اللہ و یوم آخرت پر ایمان لے آتے جو مال اللہ نے انکو دیا تہا اوسکو اللہ کی مرضی کی جگہہ
صرف کرتے حکم کی بجا آوری ہوتی اللہ راضی رہتا چیز ٹہکانے لگتی نقصان و وبال و ضرر تو اب ہوا کہ مال
کو بیجا خلاف مناسب حق مین صرف کیا کافر نعمت ہوئے منکر آخرت ہوئے دونو جہان گئے ہاتہ سے علاوہ

اللہ سے إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا فَكَيْفَ إِذَا

جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا

ع ٦ و

الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا اللہ حق نہین رکھتا کسی کا ایک ذرہ برابر اور
اگر نیکی ہو تو اسکو دونا کرے اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب پھر کیا حال ہوگا جب بلاوینگے ہم ہر امت
مین سے احوال کہنے والا اور بلاوینگے تجھکو ان لوگون پر احوال بتانیوالا اُس دن آرزو کرینگے جو لوگ منکر ہوے
تھے اور رسول کی بےحکمی کی تہی کسیطرح ملا دیجیے انکو زمین مین اور نہ چھپا سکینگے اللہ سے ایک بات ف یعنی
اللہ کی راہ مین خرچ کرنا کسی طرح نقصان نہین آخرت کا ثواب بےشمار ہے دنیا مین بہی مزا ملتا ہے اسپر رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کہائی پہر فرمایا ہر امت ہر عصر کے لوگون کا احوال اُس وقت کے پیغمبر اور معتبر نیک
بختون سے بیان کروا وینگے منکرون کا انکار اور اطاعت والون کی اطاعت بیان ہوگی تب منکر آرزو کرینگے کہ ہم
انسان نہ ہوتے مٹی مین ملکر خاک ہو جاتے تب ف ابن کثیر نے کہا اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ وہ کسی ایک پر بہی
اپنی مخلوق سے دن قیامت کو ظلم نہ کرے گا ذرہ برابر بلکہ پورا حق بلکہ دو چند اور سو گنا اگر حسنہ ہو کما
قال تعالی وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ الآیۃ وقال تعالی مخبرا عن لقمان انہ قال يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ
مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمٰوٰتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ الی آخر الآیۃ وقال تعالی يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ
النَّاسُ أَشْتَاتًا لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ
صحیحین مین ابو سعید خدری سے مرفوعا حدیث طویل شفاعت مین آیا ہے کہ اللہ تعالی کہے گا جاو جسکو پاو کہ اُسکے
دل مین برابر دانہ رائی کے ایمان ہے اسکو آگ سے باہر نکالو ایک لفظ مین یون آیا ہے ادنی ادنی ادنی مثقال ذرۃ
من ایمان فاخرجوہ من النار فیخرجون خلقا کثیرا پہر ابو سعید نے کہا تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑہو ان اللہ لا یظلم مثقال
ذرۃ الآیۃ ابن مسعود نے کہا لایا جاویگا بندہ یا لونڈی دن قیامت کے پس پکاریگا ایک پکارنیوالا سرون پر سارے اگلے پچھلون کے یہ
فلان بن فلان ہے جس کسیکا کوئی حق ہو وہ اپنا حق لیوے تو آدمی عورت خوش ہوگی کہ اگر کوئی حق اُسکا باپ یا ماں یا بہائی یا شوہر
پر ہوگا اُسدن نسب ہونگے نہ وہ سب پوچہے جاوینگے اسے اپنا حق چاہیگا تو معاف کریگا لوگون کے حق مین سے کچہہ بہی معاف
نہ کریگا لوگون کے لیے کہڑا ہوگا ایک منادی ندا کریگا یہ فلان بن فلان ہے جس کسی کو حق لینا ہو وہ اپنا حق آکر لیوے تو وہ کہیگا اے
رب دنیا تو ہو چکی اب مین اپنا حق کہانسے ادا کرون کہا اس کے اعمال صالحہ سے حق لیکر ہر حقدار کو بقدر اُس کی طلب کے دیو سو اگر وہ
اللہ کا ولی دوست ہوگا اور برابر ذرہ کے اسکا حق زیادہ ہوگا تو اللہ اسکو دو چند کردیگا اس ذرہ کے سبب بہشت مین لیجاوے

[illegible] جب یہ آیت [illegible] تو [illegible]

[illegible] نیکی [illegible] طلب کرنے [illegible]

[illegible] ابن ابی حاتم [illegible]

[illegible] کہا عبدالرحمن [illegible] اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ

تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا رواہ ابن ابی حاتم سعید بن جبیر نے کہا وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً

یُّضٰعِفْهَا میں کہا ہے کہ مشرک سے دن قیامت کے تخفیف عذاب کرینگے لیکن آگ سے ہرگز باہر نہ نکالیگا [illegible]

سے استدلال کیا ہے کہ عباس نے کہا اے رسول اللہ تمہارا چچا ابو طالب تمہاری نگہبانی و نصرت کرتے تھے آپ نے

کچھ فائدہ ان کو دیا فرمایا وہ ہمیں دوزخ کے ہو اگر میں نہ ہوتا تو نیچے کے طبقہ جہنم میں جاتا اس حدیث کو خاص ساتھ ابو

طالب کے کہتے ہیں گنہگار کا حال یہ نہو گا دلیل حدیث انس کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ ظلم

نہیں کرتا کسی مومن کی نیکی کا بدلا ہے اسکا دنیا میں رزق اور جزا دیگا اسکی آخرت میں اور کافر کو دنیا میں

بدلا ملتا ہے جب دن قیامت کا ہوگا تو اسکے لیے کوئی نیکی نہو گی [illegible] ابو ہریرہ و عکرمہ و سعید

بن جبیر و حسن و قتادہ و ضحاک نے کہا اجر عظیم سے جنت ہے [illegible] مِنَ السَّلَفِ [illegible]

نے کہا مجھکو یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ بندہ مومن کو ایک نیکی کے بدلے لاکھ نیکیاں دیتا ہے ابو عثمان کہتے ہیں [illegible]

تھا ابو ہریرہ سے ملاقات ہوئی میں نے کہا مجھکو یہ بات پہنچی ہے کہ تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ [illegible]

ایک نیکی کے [illegible] کہا اے ابو عثمان تم [illegible] تعجب کرو [illegible] مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ

قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً [illegible] فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ قسم ہے

اسکی جس کے ہاتھ میں ہے جان میری بیشک سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے ان اللہ یضاعف

الحسنة [illegible] رواہ احمد و قال هذا حديث غريب [illegible] سند میں علی بن زید بن جدعان [illegible] پاس

[illegible] حدیث کو [illegible] ابن ابی حاتم نے دوسرے طریق سے [illegible] روایت کیا ہے [illegible]

[illegible] بھلا کچھ اس وقت کیا حال ہوگا [illegible]

[illegible]

[illegible] ابن مسعود کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا [illegible] کہا آپ پر پڑھوں [illegible] فرمایا میں چاہتا ہوں [illegible]

مسعود رضی اللہ عنہ جب اس آیت پر پہنچے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا
فرمایا حسبک الآن بس اب کافی ہے دیکھا تو آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں رواہ البخاری فی کتاب التفسیر وغیرہ
[illegible] رواہ احمد محمد بن فضالہ نے کہا حضرت بنی ظفر میں آئے اس پتھر پر بیٹھے جو آج بنی ظفر میں موجود ہے آپکے
ہمراہ ابن مسعود و معاذ بن جبل وغیرہ [illegible] ایک قاری سے کہا کہ پڑھو جب یہ صاحب اس آیت پر آئے فکیف
اذا جئنا الی آخرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے یہاں تک کہ [illegible] اور فرمایا یا رب ہذا
شہدت علی من انا بین اظہرہم فکیف بمن لم ارہ رواہ ابن ابی حاتم ابن مسعود سے اس آیت میں کہا ہے
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ قرطبی نے
تذکرہ میں باب ماجاء فی شہادۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی امتہ کے ذیل میں سعید بن المسیب سے نقل
کیا ہے کہ کوئی دن نہیں گذرتا جس میں صبح و شام امت کو حضرت پر عرض کیا جاتا ہے حضرت انکو انکے نام و اعمال سے
پہچانتے ہیں پس شہادت دے حضرت کی انہیں فرماتا ہے فکیف اذا جئنا الخ ابن کثیر کہتے ہیں اس میں انقطاع
ہے اس کے اندر ایک مبہم غیر مسمی ہے یہ قول ہے ابن المسیب کا حدیث مرفوع نہیں ہے قرطبی نے اسکو قبول کیا ہے
اور بعد ایراد اس اثر کے یوں کہا ہے کہ اعمال ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو انبیا آباء امہات [illegible]
کے حضور عرض کیے جاتے ہیں پھر کہا اس میں کچھ تعارض نہیں ہے احتمال ہے کہ ہمارے حضرت پر ہر روز عرض
ہوتے ہوں اور دن جمعہ کے ہمراہ دیگر انبیا عرض کیے جاتے ہوں ف پھر اللہ نے فرمایا کافر یہ چاہیں گے کاش زمین ان پر
برابر ہو جاتی [illegible] یہ چاہنا اس لیے ہوگا کہ احوال موقف کو دیکھیں گے اور جو رسوائی فضیحت توبیخ ان پر نازل
ہوگی [illegible] یہ تمنا کریں گے کقولہ یوم ینظر المرء ما قدمت یداہ [1] و قولہ لا یکتمون اللہ حدیثا خبر ہے انکے
حال سے کہ معترف ہوں گے اپنے سارے افعال کے اور کسی بات کو چھپا نہ سکیں گے ایک آدمی نے ابن عباس سے کہا کہ اللہ نے
حال مشرکین سے خبر دی ہے دن قیامت کے کہ یوں کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین اور دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ
لا یکتمون اللہ حدیثا یعنی ان دونوں آیتوں میں بظاہر تعارض ہے ابن عباس نے کہا جب دیکھیں گے کہ جنت میں نہیں جاتا مگر
اہل اسلام کہیں گے آؤ ہم انکار کریں شرک سے اس وقت اللہ انکے مونہ پر مہر لگا دیگا انکے ہاتھ پاؤں بولیں گے
پھر کوئی بات اللہ سے چھپا نہ سکیں گے رواہ ابن جریر اسکو عبد الرزاق نے بھی مطولاً ذکر کیا ہے یہ اثر کئی طرح سے مروی ہے
[illegible] جو [illegible] مذکور ہوا فتح البیان میں کہا ہے ذرہ کہتے ہیں چھوٹی چیونٹی کو یا چیونٹی کے سر کو یا
[illegible]

[1] جس دن دیکھے آدمی جو آگے بھیجا اسکے ہاتھوں نے ۱۲

ظلم نہیں کرتا نسبت ذرہ تو نہ ذرہ برابر کسی کو ثواب میں کمی کرے نہ کچھ عذاب میں زیادہ فرماوے نسبت اس آیت کی
باتیں بظاہر ہیں اور ضاعفت حسنی دینا کرنا ثواب جس کا جو مقرر ہے مثلاً ایک کا دس ہو تو کو نہیں کم
نہیں ہے سعید بن جبیر نے کہا اگر حسنہ ذرہ برابر زیادہ ہو سیئات پر تو اللہ اسکو مضاعف کردیگا کہا اگر بیر
حسنات ذرہ برابر ہوں سیئات پر بڑھ جاوین تو بھی کو دینا دنیا سے زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ کو بیچ اس کے بڑا فضل
یا دمو بدلے سے تعالیٰ اعمال میں جنت دیگا ابو ہریرہ نے کہا اللہ جب اجر عظیم فرماوے تو پھر کون اسکا اندازہ کرسکتا ہے
فرمایا کیا حال ہوگا ان کفار کا یہود و نصاریٰ و مشرکین و منافقین کا یہ حال کہنا قریش کا خاص نہیں قیامت کے دن یہ اہتمام
والی توبیخ و تقریر ہے جب ہر نبی ہو سے ان کی امت پر گواہی طلب ہوگی اور تجھکو حضرت کو ساری انبیا جمع امم
یا منافقین یا مشرکین یا مومنین پر اسوقت کافر آرزو کرینگے کہ کاش زمین پھٹ جاتی اور وہ اسکو اندر کہیں بھر دو
سیجگہ میں کوئی بات اللہ سے چھپا نہیں سکینگے کیونکہ جب جوارح و اعضا و زبان ہاتھ پاؤں سب گواہی دینگے تو پھر کیا صورت
کسی بات کے مخفی رہنے کی ممکن ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ
وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ
اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا
اے ایمان والو نزدیک نہ جاؤ نماز کے جب تم نشہ ہو جب تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ جنابت میں ہو مگر راہ چلتے ہوئے
جبتک کہ غسل کر لو اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں یا آیا ہے کوئی شخص تم میں جائے ضرور سے یا لگے ہو عورتوں سے پھر نہ پایا
پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا ف اس آیت میں ذکر ہے
تیمم کا پہلے ہو ذکر ہوا انکا قرآت میں آرزو کرینگے کہ خاک میں مل جاوین خاک انسان کی پیدائش ہے اپنی پیدائش
کی طرف جا ملنا ہو تو بچاؤ ہے اور مٹی ملنے سے بھی طہارت فرمائی ف پہلے طرف یا لاشئی میں نماز پاس
جانیکا حکم جب تھا کہ شراب حرام نہ ہوا تھا مگر نماز سے مانع ہے شراب اگر نیند سے بیہوش ہو یا غش سے اگر اپنے منہ کا لفظ
سمجھے تو اس حالت میں نماز درست نہیں پڑھنا کرے ف پھر فرمایا جنابت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جبتک کہ غسل کر لو
مگر راہ چلتے یعنی سفر میں کہ اسکا حکم آگے ہے پھر فرمایا اگر پانی کا عذر ہو اور طہارت ضرور ہو تو زمین سے تیمم کرو پانی
کا عذر تین صورت سے بتایا اور طہارت کا ہونا دو صورت سے ایک صورت پانی عذر کی یہ کہ مریض ہو پانی نقصان کرتا
ہے دوسرے یہ کہ سفر پیش ہے پانی پینے کو کم ہے لگے دوسرا نشانہ کا تیسری یہ کہ پانی موجود نہیں ہے تیسرے
ساتھ دو صورتیں طہارت کی فرمائیں ایک یہ کہ شخص جائے ضرور سے آیا یا وضو کی حاجت ہو دوسرے کہ عورت سے لگا کہ غسل کی

فــ اب یہ جو فرق ہے کہ زمین پاک پر دو ضربیں ماری جاویں پھر منہ کو ملے اور دونوں ہاتھ کو پس یہ استنباط ہی
کچھ اسی طرح قرآن و صورت تیمم کا مطابق مذہب حنفیہ کے ہے احادیث صحیح میں ایک ہی ضرب آئی ہے خواہ مسح رو کو
ہو دو کے آئے علاج ہی ہے اگرچہ صورت بھی جائز کیونکہ ہو بن کثیر کہتے ہیں نہی کی اس کے نیچے جو ن بیند کو
اسباب کہ مقتضی ہیں حالت سکر میں عمل نہ جانے اگر کیا کہتا ہے یہ نہی کا سبب کو نزدیک ہونے جا کی نماز کے
اور صحیحین میں ہے انس سے ہر ایک سکر کو بغیر توقف کے یہ حکم قبل تحریم خمر کے تھا جس طرح حدیث میں آیا ہے
کہ حضرت عمر نے پڑھا اس آیت کو یسئلونک عن الخمر والمیسر پھر کہا اللھم بین لنا بیانا شافیا پھر جب آیت
اتری یہ حضرت عمر پر پڑھی گئی تو عمر نے پھر یہی کہا کہ اے اللہ بیان کر ہمارے لیے بیان تسلی کا اور اوقات نماز میں
منادی بیجتے یہاں تک کہ آیت یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان
فاجتنبوہ لعلکم تفلحون الی قولہ تعالی فھل انتم منتھون اتری پھر عمر نے کہا انتھینا انتھینا دوسری
روایت میں ہے کہ جب آیت اتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی وقت اقامت صلوۃ کو پکارتا تھا لا یقربن الصلوۃ
سکران یہ لفظ ابو داؤد کا ہے سعد نے کہا ایک انصاری نے کھانا طیار کر کے مہاجرین انصار کو بلایا کھایا
اور شراب پی پھر افتخار کیا ایک آدمی نے جبڑا اونٹ کا لیکر ناک میں سعد کی مارا وہ زخمی ہوگئے یہ ماجرا قبل
تحریم خمر کے ہوا پھر آیت یا ایھا اتری یہ مسلم واہل سنن نے روایت کیا ہے علی بن ابی طالب کہتے ہیں عبد الرحمن بن
عوف نے کھانا پکایا ہم کو بلایا شراب پلائی نماز کا وقت آیا فلاں شخص کو امام بنایا اس نے یوں پڑھا یا ایھا الکافرون
ما اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون پھر یہ آیت اتری رواہ ابن ابی حاتم والترمذی وقال
حسن صحیح روایت ابن جریر میں نام قاری عبد الرحمن آیا ہے رواہ ابو داؤد والنسائی نیز دوسرے طریق ابن
جریر میں آیا ہے کہ وہ نماز مغرب کی تھی ابن عباس نے کہا کہ لوگ شراب پیکر نماز کو آتے قبل تحریم خمر کے پس آیت اتری
اور قتادہ نے کہا کہ سکر سے غفلت وقت حضور نماز کے بچتے تھے جب تحریم خمر اتری یہ حکم مذکور منسوخ ہو گیا ضحاک نے
کہا مراد سکر سے خمر نہیں ہے سکر نوم ہے ابن جریر نے کہا صواب یہ ہے کہ مراد سکر شراب ہے پھر کہا متوجہ نہ ہوئی نہی طرف
اس سکران کے جو خطاب سمجھ نہ سکے کہ وہ حکم مجنون میں ہے مخاطب نہیں ہے مراد وہ ہے جو تکلیف کو سمجھتا ہے یہ بات
بے اہل اصول نے کہا ہے کہ خطاب متوجہ ہے طرف اس کے جو کلام سمجھتا ہے عامت کہ جو بات نہیں سمجھتا اس کی طرف کیا کہا
گیا کیونکہ فہم شرط تکلیف ہے یہ بھی محتمل ہے کہ مراد تعریض ہو ساتھ نہی کے سکر سے بالکلیہ اس لیے کہ وہ مامور ہیں
بہ نماز پنجگانہ رات دن میں پس شراب خمر کے پینے کا اوقات نماز میں امکان نہیں ہے بعد ازاں حکم اس بنیاد پر

علامہ ابن ... ہوا اور ... بیرونی ... سکر ... اس سے ... بہار ... مولانا ١٣

یہ آیت نازل ہوئی [illegible] لا تقربوا الصلوٰۃ [illegible] اس میں

مطلب یہ ہے کہ [illegible] یہ ہے اسلام [illegible] کرنیکے حالت [illegible]

وہ مکان جس میں نماز [illegible] جانا [illegible] وہ کیا کہتا ہے [illegible] قریب [illegible]

منع ہی کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا [illegible]

کتا ہے حدثنا [illegible] انفرد باخراجه البخاري دون مسلم نسائی نے بھی اسکو روایت کیا ہے بعض [illegible]

میں یوں آیا ہے [illegible] اور اپنی جان [illegible] ف ابن عباسؓ سے کہا جنب مسجد میں گذر

جاسکتا ہے [illegible] ابن مسعود انس ابو عبیدہ سعید بن مسیب ضحاک عطا مجاہد مسروق ابراہیم نخعی زید بن اسلم ابو مالک عمرو بن

دینار حکم بن عتبہ عکرمہ حسن بصری یحییٰ بن سعید ابن شہاب قتادہ سے بھی یونہی مروی ہے یزید بن حبیب نے کہا کچھ

انصاری لوگ [illegible] جنکے دروازے مسجد میں تھے وہ جنب ہوتے اور پانی نہ ہوتا تو مسجد میں سے نکلتے اس قول کی صحت حدیث

بخاری سے معلوم ہوتی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا سُدُّوا كُلَّ خَوْخَةٍ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِي بَكْرٍ [illegible]

حضرت [illegible] ابی بکر بعد آپ کے والی امر ہونگے انکا آنا جانا مسجد میں [illegible] مصالح مسلمین کے [illegible] رہیگا

اسلئے فرمایا کہ [illegible] اور لوگ اس راستے سے نکلکر آتے جاتے ہیں وہ سب بند کر دئے

جاویں مگر ابی بکر کا [illegible] روایت کیا ہے [illegible] علی [illegible] بعض سنن میں آیا ہے یہ

غلط ہے صحیح وہی ہے جو صحیح میں ثابت ہوا ہے قاله ابن كثير [illegible] آیت سے استدلال کیا ہے [illegible]

جنب مسجد میں [illegible] جائز رکھا ہے اسی حکم میں [illegible] حائض [illegible] کو بھی منع کیا [illegible]

[illegible] مسجد [illegible] تلویث مسجد [illegible] ہو تو گذرنے میں کچھ حرج نہیں [illegible] صحیح مسلم میں عائشہؓ سے [illegible] ہے

[illegible] مجھے بوریا مسجد میں سے [illegible] میں حائض ہوں فرمایا [illegible] ان حيضتك ليست في يدك [illegible]

[illegible] اس میں دلالت ہے [illegible] حائض مسجد میں [illegible] ایک [illegible]

[illegible] نہیں کرتا مسجد کو [illegible] حائض جنب کے [illegible] رواه ابو داود خطابی نے کہا ایک جماعت [illegible]

حدیث ضعیف ہے [illegible] افلت بن خلیفہ مجہول [illegible] ابن ماجہ نے [illegible] روایت کیا ہے [illegible]

[illegible] عائشہ [illegible] حدیث ابو سعید خدریؓ کی [illegible] الفاظ سے کہ یا علی لا يحل لاحد

يجنب في هذا المسجد غيري وغيرك [illegible] یہ حدیث ضعیف [illegible]

[illegible] ضعیف [illegible] ف [illegible]

ہے حدیث سعد بن ابی [illegible] جو مرفوعاً مروی ہے اسکی مخالف ہے حضرت نے فرمایا زمین پاک ہے ہر مسلم کیلئے اگرچہ پانی
دس برس تک نہ پاوے جب پانی پاوے تو اپنے بدن پر ڈال لے یہ تیرے حق میں بہتر ہے ابن جریر نے کہا اولیٰ ان دو قولوں
میں سے یہ ہے کہ مراد عابری سبیل سے گذرنے والا راہ کا ہے بیچ اس حکم مسافر کا جبکہ جنبی ہو اور پانی نہ پاوے
اس واسطے کہ [illegible] معلوم ہوا کہ آیت باب میں بھی مراد
بیان [illegible] مطلب ہو کہ پس اول آیت باب کی یہ ہوئی کہ مسجد میں بحالت جنابت آؤ مگر
عابر سبیل [illegible] ابن کثیر نے کہا آیت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے گویا اللہ
نے منع کیا ہے تعالیٰ نے [illegible] مقصود [illegible] ہے اور منع کیا ہے دخول [illegible]
پر کہ وہ جنابت ہو جبکہ [illegible] کی مباحت ہے تقیید غسل دلیل ہے مذہب ائمہ ثلثہ کی کہ جنب پر
ٹھیرنا مسجد میں حرام ہے یہانتک کہ غسل کرے یا تیمم اگر پانی نہ پاوے یا استعمال آب پر قادر نہ ہو امام احمد کا مذہب
یہ ہے کہ جنب کو وضو کر کے مسجد میں ٹھیرنا جائز ہے اس دلیل سے کہ خود احمد و سعید بن منصور نے بسند صحیح اپنی سنن
میں روایت کیا ہے کہ صحابہ ایسا کیا کرتے تھے عطاء بن یسار نے کہا میں نے دیکھا لوگوں کو اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ بیٹھے تھے مسجد میں اور وہ جنب تھے جبکہ نماز کا سا وضو کر لیتے یہ اسناد صحیح شرط مسلم پر ہے ف
وہ مرض جو تیمم کو مباح کر دیتا ہے وہی ہے کہ اوس میں استعمال آب سے کوئی عضو فوت ہو یا عیب دار ہو جاوے یا
صحت میں تطویل ہو لیکن بعض علما نے مجرد مرض کے تیمم کو جائز کہا ہے بدلیل عموم آیت کے مجاہد نے کہا یہ آیت
حق میں ایک انصاری کے اتری ہے وہ بیمار تھا اور کھڑا ہو کر وضو نہ کر سکتا تھا نہ کوئی خادم تھا جو اوسکو پانی لا دیتا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا اوس پر آیت اتری یہ حدیث مرسل ہے غائط معروف ہے [illegible]
کچھ فرق نہیں اصل معنی غائط کی یہ ہیں کہ پست زمین ہو [illegible] قضاء حاجت کرنے سے کنایہ
ہے [illegible] دونوں طرح پڑھا ہے ائمہ مفسرین کے اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد جماع ہے بقوله تعالى وَإِن طَلَّقْتُمُوهُنَّ
مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ [illegible] ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ ابن عباس نے کہا مراد جماع ہے یہی قول ہے علی و ابی بن کعب و مجاہد و طاؤس و
عبید بن عمیر و سعید بن جبیر و شعبی و قتادہ و مقاتل بن حیان کا ابن جبیر نے کہا لمس کا ذکر ہوا کچھ لوگوں نے موالی میں سے
کہا جماع نہیں ہے کچھ لوگوں نے عرب میں سے کہا جماع ہے میں ابن عباس کے [illegible] یہ قصہ کہا کہا تو کس گروہ سے
نے کہا موالی [illegible] غالب [illegible] لمس [illegible] مباشرت [illegible] جماع ہے [illegible] جس چیز سے
چاہے [illegible] ابن عباس [illegible] صحیح ہے کہ انہوں نے ملامست کی تفسیر جماع کی

ہے دو صورتوں سے کیا یہ کہ بیچ اس کے ساتھ کہ چھولیا کسی امر سے وجب اپنے بدن کو بدن کا بدن چھوا او پر
وضو واجب ہی ہو گا اور لمس سے جماع مراد لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وضو سر الفقلیہ ہے کہ بوسہ لینے اور لمس سے وضو کرنا واجب نہیں تیسرا لفظ
یہ ہے کہ وضو کرے سر اور مباشرت ولمس دست جماع کے اور لمس کو اس آیت میں تفسیر کرتے تھے ساتھ مس کرنے اور بوجھ
پینے سے وضو کرے اور کہا ہے کہ یہ اس سعید و ابو عثمان نہدی ابی عبیدہ و شعبی و ثابت بن حجاج دمشقی و
زید بن اسلم نے کہا ہے اَللَّمْسُ مَا دُوْنَ الْجِمَاعِ عمر بن خطاب نے فرمایا جب بوسہ لیا اپنی بی بی کا یا چھوا اسکو اپنے
ہاتھ سے او پر وضو ہے کیونکہ یہ کام ملامست ہے لیکن یہ بھی انکے منقول ہے کہ وہ اپنی بی بی کا بوسہ لیکر نماز پڑھتے
وضو نہ کرتے اس سے معلوم ہوا کہ روایت ان سے مختلف آئی ہیں پس روایت وضو اگر صحت کو پہونچے تو محمول ہو گی
استحباب پر باقی رہا وجوب بعض لمس سے سو یہ قول شافعی و شافعیہ و مالک کا اور ایک روایت احمد کی اور ناصر بن علی
کہتے ہیں کہ اس آیت میں لٰمستم لمستم دونوں طرح پر پڑھا گیا ہے لمس کا اطلاق شرع میں جس بالید پر آیا ہے قال تعالیٰ
فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ مراد جس قدر ملامس ہے اور حضرتؐ نے ماعز سے کہا لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ اَوْ لَمَسْتَ اور حدیث صحیح میں آیا
ہے وَالْيَدُ زِنَاهَا اللَّمْسُ اور عائشہؓ نے کہا کم کوئی دن جو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر طواف نہ کرتے
بوسہ لیتے لمس فرماتے صحیحین میں آیا ہے منع کیا ملامست سے اس بیع کا مرجع بھی وہی جس بالید ہوتا ہے
دونوں تفسیروں پر بطریق الحق اس لفظ کا جس بالید پر آتا ہے اور اسی طرح جماع پر بھی آتا ہے قال الشاعر ع
وَلَمَسْتُ كَفِّيْ كَفَّهٗ اَطْلُبُ الْغِنٰى ۔ اسی طرح اس حدیث سے بھی احتجاج کیا ہے جسکو احمد نے روایت کیا ہے
معاذ کہتے ہیں ایک آدمی پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا کہا آپ کیا فرماتے ہیں حق میں ایک شخص کے کہ
وہ ایک عورت سے جسکو پہچانتا نہیں تھا نہیں کرتا ہے مرد اپنی بی بی سے کوئی شے مگر وہ کام اس شخص نے اس
عورت سے کیا سوا جماع کے نہیں کی اللہ نے یہ آیت بھیجی - اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ
حضرتؐ نے اس مرد سے کہا وضو کر پھر نماز پڑھ معاذ نے کہا اے رسول خدا یہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے یا عام ہے
واسطے سب کے فرمایا بلکہ لِلْمُؤْمِنِيْنَ عَامَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ زَائِدَةَ وَقَالَ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ وَرَوَاهُ
النَّسَائِيُّ عَنْ اِبْنِ اَبِيْ لَيْلٰى مُرْسَلًا اسکو وضو کا حکم دیا اسلیے کہ اس نے لمس ہی کیا تھا جماع نہیں کی تھی
اسکا جواب یہ دیا ہے کہ اسکی سند میں انقطاع ہے ابن ابی لیلیٰ نے معاذ کو نہیں دیکھا پھر یہ بھی احتمال ہے کہ
حکم وضو کا فرض نماز کا دیا جس طرح حدیث صدیق رضی اللہ عنہ میں آیا ہے - مَا مِنْ عَبْدٍ يُّذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ
ثُمَّ يُصَلِّيْ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ اور حنفیہ کہتے ہیں اولیٰ اور حق یہ ہے کہ لمس سے یہاں جماع کو کنایہ کیا ہے

نماز پڑھی حالانکہ ایسے ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے بعض بی بی کا بوسہ لیا پھر نماز پڑھی
کہا عائشہ نے کہ تھی كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُقَبِّلُ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ رَوَاهُ
ابن جرير۔ دوسرا قول یہ ہے کہ بوسہ لیا حضرت نے بعض بی بی کا پھر نکلے نماز کو اور وضو نہ کیا حبیب بن ابی ثابت کہتے ہیں کہا عروہ نے
کون ہیں بی بی مگر تم ہی ہو پس ہنس پڑیں وَهٰكَذَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ پھر ابو داؤد نے
کہا ثوری کہتے ہیں ہم کو حبیب نے روایت نہیں کی مگر عروہ مزنی سے کہا یحییٰ بن سعید قطان نے ایک آدمی کو کہا احْكِ عَنِّي
أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ شِبْهُ لَا شَيْءَ ترمذی نے کہا میں نے بخاری کو سنا وہ اس حدیث کی تضعیف کرتے تھے حبیب بن ابی
ثابت نے عروہ سے نہیں سنا ابن ماجہ میں یوں ہے عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ احمد کا لفظ یہ ہے
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ یعنی ابن ماجہ کی مراد عروہ بن زبیر ہیں۔ یہ قول بھی اسی کا شاہد ہے
مَنْ هِيَ إِلَّا أَنْتِ فَضَحِكَتْ لیکن ابو داؤد کا لفظ عَنْ عُرْوَةَ الْمُزَنِيِّ عَنْ عَائِشَةَ ہے واللہ اعلم ابن جریر کا لفظ عائشہ
سے یہ ہے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَالُ مِنِّي الْقُبْلَةَ بَعْدَ الْوُضُوءِ ثُمَّ لَا يُعِيدُ الْوُضُوءَ احمد کا لفظ یہ ہے عَنْ
عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَكَذَا قَالَ
لَمْ يَسْمَعْ إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ مِنْ عَائِشَةَ کلام ہے کہا حضرت انکا بوسہ لیتے اور روزہ سے ہوتے نہ افطار کرتے
نہ وضو کرتے ام حبیبہ بنت سہیل نے کہا إِنَّهُ كَانَ يُقَبِّلُ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ اسی طرح زینب
کے نام عائشہ کا زیادہ کیا ہے ابن مسیب کی قید سے اکثر فقہا نے یہ استنباط کیا ہے کہ جائز نہیں ہے تیمم
مادام اس کو طلب نہ کرے جب پانی طلب کیا اور نہ ملا تو اب تیمم کرنا روا ہے کیفیت طلب کا ذکر کتب فروع
میں آیا ہے عمران بن حصین نے کہا حضرت نے ایک آدمی کو دیکھا کہ الگ بیٹھا ہے قوم کے ساتھ اس نے نماز نہیں پڑھی
پوچھا اے فلاں تجھ کو کس نے منع کیا کہ تو ہمراہ قوم کے نماز پڑھتا کیا تو مسلمان نہیں ہے اس نے کہا ہاں مسلمان
ہوں لیکن میں جنب ہوں پانی موجود نہیں ہے فرمایا تجھ پر لازم تھا زمین پاک سے تیمم کرنا کہ یہ کافی تھا [illegible]
اللہ نے کہا اگر تم پانی نہ پاؤ تو قصد زمین کا کرو تیمم کے معنے ہیں قصد کرنا صعید وہ چیز ہے جو روئے
زمین پر ہو اس میں مٹی ریت سنگ شجر نبات سب داخل ہیں مالک کا یہی قول ہے کسی نے کہا جو چیز جنس
سے ہے جیسے رمل زرنیخ نورہ یہ مذہب ابو حنیفہ کا ہے کسی نے کہا فقط خاک مراد ہے یہ قول شافعی کا ہے
اس کی دلیل یہ آیت ہے فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا یعنی مٹی پاک سمی مسلم میں حذیفہ بن الیمان سے مرفوعاً آیا ہے
جُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ [illegible]

فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوهکم وایدیکم ان الله کان عفوا غفورا یعنی ہر چیز طاہر جو ساتھ زمین کے متصل ہو
اگر کوئی کہے کہ تیمم مٹی سے ہو سکتی ہے کہ کوئی قریب ہو وہاں جگہ حلال ہو پاک ہو جس جس جنس سے صعیدا طیبا
میں مذکور ہوا ہے الصعید الطیب طهور المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین فاذا وجده فلیمسه بشرته فان ذلک
خیر له رواه احمد واهل السنن الا ابن ماجه ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے وصححه ابن حبان
ایضا ورواه ابو بکر البزار فی مسنده عن ابی هریرة وصححه الحافظ ابو الحسن القطان ابن عباس نے کہا
بہت پاک مٹی کھیت کی مٹی ہے اسکو ابن مردویہ نے مرفوعا بھی روایت کیا ہے ف پھر فرمایا کہ منہ اور ہاتھوں کو ملو یعنی
تیمم بدل ہے وضو سے تطہیر کرنے میں سارے اعضا کی بلکہ فقط مسح وجہ و یدین باجماع کافی ہے ہاں کیفیت تیمم میں اہل علم کا
اختلاف ہے مذہب امام شافعی میں تیمم بمسح وجہ و یدین تا مرفقین ہے دو ضرب سے کیونکہ اطلاق یدین کا تا مرفقین بطور
استعمال صادق آتا ہے جس طرح کہ آیت وضو میں ہے اور کبھی اطلاق یدین کا کفین پر ہوتا ہے جس طرح کہ آیت سرقہ
میں ہے فاقطعوا ایدیهما پس اطلاق مذکور محمول ہوگا قید آیت وضو پر بسبب جامع طہوریت کے دارقطنی نے ابن عمر
سے مرفوعا روایت کیا ہے التیمم ضربتان ضربة للوجه وضربة للیدین الی المرفقین لیکن یہ حدیث
ثابت نہیں ہے اسکی اسناد میں ضعف ہے ابوداود کا لفظ ابن عمر سے یوں ہے کہ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ضرب
بیدیه علی الحائط ومسح بهما وجهه ثم ضرب ضربة اخری فمسح بها ذراعیه مگر اسکی اسناد میں محمد
بن ثابت عبدی ضعیف ہے نزدیک بعض حفاظ کے اور ثقات نے اسکو موقوف کہا ہے بخاری ابو زرعه و ابن عدی
کہتے ہیں موقوف صحیح ہے بیہقی نے کہا رفع اس حدیث کا منکر ہے شافعی کی حجت یہ ہے کہ ابن الصمہ نے کہا حضرت نے تیمم کیا
بدیوار اور دونوں ہاتھوں سے مسح فرمایا ابو الجہم نے کہا میں نے حضرت کو دیکھا پیشاب کرتے تھے میں نے سلام کیا جواب نہ دیا
حتی کہ فارغ ہو کر چلے پھر کر دیوار کو دونوں ہاتھ سے مارا پھر منہ کا مسح کیا پھر دونوں ہاتھ کو دیوار پر مار کر مرفقین تک مسح کیا
رواه ابن جریر دوسرا قول یہ ہے کہ واجب مسح وجہ و یدین تا کفین ہے ایک ضرب۔ قول قدیم شافعی یہی تھا تیسرا قول
یہ ہے کہ کافی ہے مسح وجہ و کفین ایک ضرب سے یہ حدیث عمار میں آیا ہے کہ حضرت نے ان سے کہا تجھکو اتنا ہی کافی تھا پھر ہاتھ
زمین پر مارا اور پھونک کر منہ اور ہر دو کف دست پر پھیرا رواه احمد دوسرا لفظ عمار کا یہ ہے کہ حضرت نے
تیمم میں فرمایا ایک ضرب ہے وجہ و کفین کے لیے رواه احمد شافعی نے کہا طیبا میں کچھ غبار ہو کہ اتنا ... ہاتھ
... بدلیل صعید ... کیونکہ اس میں آیا ہے کہ دیوار کو عصا سے کریدا بدلیل اس کے ...
... تیمم ایک ... اسی لیے مشروعیت اس کی مخصوص ہے ...

احسان میں تیمم نہ تھا صحیحین میں جابر بن عبداللہ سے آیا ہے کہ آپ نے کہا پانچ چیزیں مجھ کو دی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں
دی گئیں ان میں ایک یہ ہے کہ زمین میرے لیے مسجد و طہور کر دی گئی اللہ نے تیمم کو براہ رفق و توسع و رحمت شروع کیا ہے
واللہ اعلم ف سبب نزول مشروعیت تیمم کو ہم ابن کثیر یہاں ذکر کرتے ہیں کہ آیت باب میں جو اوپر گذری ہے آیت مائدہ کی
نزول اس سورت کا قبل تحریم خمر کے ہوا ہے خمر بعد جنگ احد کے حرام ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ... اصحاب کو
نازل ہوئی ہے مائدہ آخر نازل ہوئی خصوصاً شروع اسکا اس لیے ذکر سبب نزول کا اس جگہ مناسب ہے عائشہ رضی اللہ عنہا
کم ہو گیا اپنے قلادہ مستعار کا بیان کیا اس کی تجسس میں وقت نماز کا آگیا پانی نہ تھا لوگوں نے بے وضو نماز پڑھی حضرت
سے شکایت کی اس پر اللہ نے آیت تیمم اتاری اسید بن حضیر نے عائشہ سے کہا اللہ تجھ کو جزائے خیر دے واللہ کوئی
امر مکروہ تجھ پر نازل نہیں ہوا لیکن اللہ اس میں تیرے لیے اور مسلمانوں کے لیے خیر و بہتری کرتا ہے رواہ الخمسہ الا الترمذی
کو طولہ بخاری نے بھی روایت کیا ہے اس میں لفظ اسید بن حضیر کا یہ ہے مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ
ف فتح البیان کا بیان واضح یہ ہے کہ خطاب لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ الآیۃ مومنین کو ہے نہ کفار کو مراد نہی سے حبس نماز
سے حالت سکر میں ایک جماعت مفسرین وابو حنیفہ نے یہی کہا ہے شافعی وغیرہ نے کہا ہے مراد مواضع صلوٰۃ میں
کسی نے کہا نفس نماز و موضع نماز دونوں مراد ہیں نشہ سے مراد نشہ شراب ہے ابن عباس نے کہا اور یہی ضحاک نے کہا
نہیں ہے اول صحیح ہے غایت نہی فاقہ ہے سکر سے کیونکہ جب تک سکر ہے نہیں جانتا کہ کیا کہتا ہے اسی جگہ سے بعض نے
کہا ہے کہ طلاق سکران غیر واقع ہے یہی قول ہے عثمان اور ابن عباس و طاؤس و عطا و قاسم و ربیعہ و لیث و اسحاق
و ابو ثور کا اسی کو طحاوی نے اختیار کیا ہے علما کا اجماع ہے اس پر کہ طلاق معتوہ جائز نہیں ہے سکران معتوہ ہوتا ہے
مثل موسوس کے دوسرے گروہ نے طلاق سکران کو جائز رکھا ہے عمر بن خطاب و معاویہ اور ایک جماعت تابعین و
ابو حنیفہ و ثوری و اوزاعی اسی طرف گئے ہیں شافعی کا قول مختلف ہے مالک نے کہا سکران کی طلاق و قود جاری و قتل
لازم ہے نکاح و بیع لازم نہیں ہے عابری سبیل سے مراد اس جگہ سفر ہے یعنے سفر میں تم کو تیمم سے نماز پڑھنا درست ہے یعنی
جنب کو نماز نہ چاہیے مگر بعد غسل کے مگر مسافر تیمم کرے کیونکہ کبھی پانی نہیں ملتا کسی نے کہا مراد وہ شخص ہے جو
مسجد میں ہو کر گذرتا ہے شوکانی نے کہا قول اول میں ایک وجہ سے قوت ہے کہ نماز اپنے معنے حقیقی پر باقی رہتی ہے
اور ایک وجہ سے ضعف ہے کہ مراد عابر سبیل سے مسافر ٹھہرتا ہے کیونکہ اوسکے یہ معنی ہوتے ہیں کہ جب پانی نہ ہو تو تیمم کر کے
نماز پڑھے سو یہی حکم حاضر کا بھی ہے جس طرح مسافر کا حکم ہے اور دوسرے قول میں قوت ہے بوجہ حمل کے
معنی عابر سبیل میں اور ضعف ہے بسبب حمل نماز کے مواضع نماز پر بہر حال اول اولی ہے انتہی شوکانی

یعنی مقامات صلاۃ ہیں سنے جبکی یہ بدون تقدیر مضاف یعنی مواضع صلاۃ کے اور سبب نزول آیۃ بھی
اسی کو تقویت دیتا ہو آساہی بیل بقوی تقدیر مضاف سے انتہے اسکے سوا اسی تاویل کی بنا جس مین جمع
حقیقت و مجاز ہوتا ہو غایت اس نہی کی غتسال ہو اور مرض کہتے ہین خروج بدن کو حد اعتدال واقعیا دو طرف
احوال و شند منک اور وہ وضع پر ہوتا ہی کبیر و یسیر مراد یہ ہے کہ جب جان پر خوف تلف یا عضو کا ہو استعمال
آب یا ضعیف الیمین ہو موضع آب تک نہ جا سکے یا سفر مین ہو تو تیمم کرے یہ شرط نہیں ہی کہ سفر قصر ہو ابن جریر
نے کہا نہیں بلکہ سفر قصر ہو یا جائی ضرور سے آیا ہو یا عورت کو چہوا ہو یعنی جماع سے یا مساس ہی ید و قرار یعنی
اور کسی نے کہا دونون مراد ہین ہر گروہ نے یہ گمان کیا ہے کہ حجت اسکی سنے ملامسہ مین ہی حالانکہ یہ بات
نہین ہی اس لفظ کے معنے مین صحابہ و تابعین کا بہی اختلاف تہا مگر ظاہر لفظ جماع مین ہے مگر حمزہ و کسائی کی قرأت
اولمستم ثابت ہی وہ شبہ محتمل ہے ہر احتمال کے ساتہ قیام حجت نہین ہو سکتا یہ حکم عامۃ البلوی ہی اور تکلیف
ساتہ اسکے ثابت ہی اسلیے اثبات اسکا محتمل سے نہ چاہیے پہر نزاع بہی اس کے مفہوم مین واقع ہے جب یہ بات
معلوم ہو گئی تو اب سنت صحیحہ سے وجوب تیمم کا جنب پر جو واجد آب نہین ہے ثابت ہو چکا ہے پہلا امر دلیل
سی جنب اس حکم مین داخل ہو گا اور فرض کرین کہ داخل نہین ہی تو سنت کافی ہی رہا وجوب فقط تیمم کا لامس
پر خواہ ہاتہ سے لمس کرے یا اپنے بدن کی کسی چیز سے چہوے سو اس آیت سی استدلال کرنا اس پر صحیح
نہین ہے بسبب احتمال کے رہی حدیث معاذ کی ایک شخص کے قصے مین کہ اس نے سوائے جماع کے
ایک عورت سے سب کچہ کیا تہا اور اس پر یہ آیت اتری اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ سو اس حدیث
مین دلالت محل نزاع پر نہین ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اس کو حکم وضو کا دیا تہا تاکہ نماز پڑہے کیونکہ نماز
بے وضو نہین ہوتی ہی علاوہ اس کے حدیث مذکور منقطع ہے اس صورت مین اصل برائت ہی اس حکم سے
حکم بدون دلیل کے ثابت نہین ہو سکتا حالانکہ عائشہ سے ثابت ہی کہ بوسہ لیا و وضو نہ کیا۔ **ف** تقیید
فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً اگر راجع ہے طرف جملہ مذکورات کے بلحاظ شرط جیسے مرض و سفر و آنا جائے ضرور سے
اور چہونا عورت کا تو اس مین دلیل ہی اس بات پر کہ مجرد مرض و سفر تیمم کو جائز نہین کرتے ہین بلکہ وقت
کہ پانی نہ ملے اس وقت مریض و مسافر کو تیمم کرنا درست نہین مگر اسی وقت کہ پانی نہ ملے لیکن مشکل یہ ہے کہ
صحیح تعمیم ہی شامل ہی مریض و مسافر کے جس وقت نہ پاوین پانی تو اب کوئی فائدہ واسطے تنصیص کا مرض و سفر پر
باقی نہین رہتا ہے کہ مرض مظنہ عجز ہے جیسے سفر مظنہ ہے پانی نہ ملنے کا مسافر کے حق مین دوسرا

تالاب اور اگر قید مذکور راجع ہو طرف دونوں صورت اخیر کی یعنی آیا ایک غائط سے اور چھونا عورت کا جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے تو اس میں بھی اشکال ہے یعنی جب نام مسافر و بیمار کا صادق آتا ہو تو کیونکر ان کو بھی تیمم کرنا جائز ہے گو پانی ملے یا اس کے استعمال پر قادر ہو بعض نے کہا یہ قید راجع ہے طرف اخیروں کے باوجود معتبر ہونے کے اولین میں اس لیے کہ وقوع اس کا نادر ہے لیکن یہ بات نہایت ساقط ہے ایک توجیہ مالک مالکی نے کہا اللہ نے ذکر مرض و سفر کا شرط تیمم میں باعتبار اغلب کیا ہے حق میں عادم ماء کے بخلاف حاضر کے کہ غالب اس کے حق میں وجود آب ہے اسی لیے اس نے اس پر نص نہیں کی انتہی۔ ف ظاہر یہ کرنا مرض میں تیمم ہے گو پانی ملے جبکہ استعمال آب سے ضرر حال یا مآل متصور ہو خوف تلف کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وقال تعالیٰ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ اور حضرت نے اسلام کیا ہے الدِّينُ يُسْرٌ اور فرمایا ہے يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا اور کہا قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللهُ اور فرمایا أُمِرْتُ بِالشَّرِيعَةِ السَّمْحَةِ پس جب ہم یوں کہیں گے کہ قید عدم وجود ماء کی راجع طرف جمیع مذکورات کے ہو تو وجہ تخصیص کی مریض پر یہ ہوگی کہ اس کو تیمم کرنا باوجود حضور آب کے جائز ہے جبکہ استعمال پانی کا ضرر کرے پس اعتبار اس قید کا حق میں اس کے جب ہوگا کہ استعمال آب مضر نہ ہو کیونکہ مجرد مرض میں باوجود عدم ضرر کے استعمال آب سے مطلقاً عجز ہے طلب کیونکہ بسبب بیماری کے ایک طرح کا ضعف لاحق ہو جاتا ہے رہی وجہ تخصیص کی مسافر پر سو اس میں شک نہیں کہ سفر کرنا زمین میں مظنہ اعواز کا ہے بعض جگہ۔ بعض جگہ۔ ف تیمم کے معنے ہیں قصد کرنا ظاہر امر وجوب ہے اس پر اجماع بھی ہے تفصیل تیمم کی اور صفت اس کی سنت مطہرہ و متعلق اہل علم میں مدون ہے صعید کہتے ہیں روئے زمین کو خواہ اس پر مٹی ہو یا نہ ہو یہی قول ہے خلیل و ابن اعرابی و زجاج کا زجاج نے کہا اہل لغت کا اس میں خلاف نہیں ہوتا وہ نے کہا صعید وہ زمین ہے جس میں درخت گیا نہ ہو ابن زید نے کہا صعید زمین ہموار کو کہتے ہیں فراء نے کہا تراب کو یہ حدیث کہ جُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ لَنَا الطَّهُورُ وَجُعِلَ تُرَابُهَا لَنَا طَهُورًا مبین معنی صعید ہے یا مخصص عموم آیت یا مقید اطلاق ہو حاصل کہ تیمم ایسی مٹی سے کرے جس پر غبار اڑے لفظ مسح شامل یک ضربہ و دو ضربہ پر وارد ہے مرفقین یا رسغین تک متناول ہو سنت مطہرہ نے اس کا بیان شافی کر دیا شرح منتقی میں سارے اقوال اس مسئلے کے مذکور ہیں حاصل مقام یہ ہے کہ احادیث دو ضربہ کے طرق خالی مقال سے نہیں ہیں اگر صحت کو پہنچ جاویں تو ان کے ساتھ ان کے متعین ہو جاوے گا اس لیے کہ ان میں زیادت ہے پس حق یہ ہے کہ حکم حدیث عمار میں ہے

یہ یہودی کی عشاری ... کے قصد کرتا اگر بہ تہا یا ہو رہی حق ہو جاتا تک کہ نازل ہوئی یہ آیت اسی حالت میں
تہت ہوا قال ابن جریر نے فرمایا ہے ان الاحادیث الواردۃ فی سبب الحکم ...
ایک حکم کی کتابوں والناعدا ہما ضعیف لا ... مختلف ذریعہ وتقبہ کا الزام عن ... کیا ...

مطلوبات ذہن کی ہیں جو قائم ہوا علیہ اللہ علم أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ

وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۝ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۝ مِّنَ الَّذِينَ

هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا

بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ

أَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۔ ترجمہ ۔ نہ دیکھے وہ لوگ جنکو ملا ہے ایک حصہ کتاب سے خرید
کرتے ہیں گمراہی اور چاہتے ہیں کہ تم بھی بہکو راہ سے اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ بس ہے حمایتی اور مددگار
وہ جو یہودی ہیں بے ڈھب کرتے ہیں بات کو اس کے ٹھکانے سے کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سن نہ سنایا جائیو
اور راعنا موڑ کر اپنی زبان کو اور عیب دیکر دین میں اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا
انکے حق میں اور درست لیکن لعنت کی ان کو اللہ نے ان کے کفر سے سو ایمان نہیں لاتے مگر کم ف یعنی کم کوئی
کہ جو ان کو کتاب کا ایک حصہ یعنی لفظ پڑھنے کو ملے ہیں عمل کرنا نہیں ملا لفظ راعنا بولتے تھے اسکا بیان
سورہ بقرہ میں ہوا اسی طرح حضرت بات فرماتے تو جواب میں کہتے سنا ہم نے اسکے معنے یہ ہیں کہ قبول کیا لیکن
آہستہ کہتے کہ نہ مانا ہم نے مطلب ان کا سنا دل سے نہ سنا حضرت کو خطاب کرتے تو کہتے سن نہ سنایا جائیو ظاہر میں دعا
نیک ہے کہ تو ہمیشہ غالب رہے کوئی تجھکو بری بات نہ سنا سکے دل میں نیت یہ کہتے کہ تو بہرا ہو جائیو ایسی شرارت کرکے
پھر دین میں طعن کرتے عیب لگاتے کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو ہمارا فریب معلوم کر لیتا شیخ اللہ صاحب نے ترجمہ کر دیا
ابن کثیر نے کہا اللہ خبر دیتا ہے حال سے یہود کے علیہم لعائن اللہ المتتابعۃ الیٰ یوم القیامۃ
کہ وہ خرید کرتے ہیں گمراہی عوض ہدایت کے اور منہ پھیرتے ہیں اس کلام سے جو پیغمبر پر اترا ہے اور چھپاتے ہیں علم انبیا
اولین سے صفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے پاس تھا اس کو ترک کرتے ہیں تھوڑی قیمت پر اس ارادے کہ تم کو
بھی اے مسلمانوں راہ سے گمراہ کر دیں تم بھی اس ہدایت وعلم نافع کو چھوڑ دو سو اللہ کو تمہارے دشمن خوب معلوم ہیں یعنی
اللہ ان سے تم کو ڈراتا ہے اور اللہ کو کافی ہے مددگار اللہ سے مدد چاہنا ہے تحریف کلم سے یہ اراد ہے کہ ایسے معنی کلام کے کہتے
ہیں جو معنی اس کے نہیں ہیں بخلاف اللہ کی مراد کے تغیر کرتے ہیں ... اور ان کا قصد ہے کہ کہتے ہیں ہم نے سنا

جو تم نے کہا کہ ہم اطاعت تمہارے قول کی کرینگے مجاہد و ابن زید نے یہی تفسیر کی ہے اور یہی مراد ہے انکا یہ کہنا کہ ہم نے سنا اور وہ اللہ کی کتاب کو پھیر دیتے ہیں جو گناہ حضرت اکرم میں ہے اسکو جانتے ہیں اسمع غیر مسمع کے معنے یہ ہیں کہ تم سنو ہم کیا کہتے ہیں مت سنیو یہی قول ہے ابن عباسؓ کا مجاہد و حسن نے کہا اسمع غیر مقبول منک ابن جریر نے کہا اول اصح ہے ابن کثیر نے کہا وہو کما قال یہ انکی طرف سے استہزاء و استہتار تھا علیہم لعنۃ اللہ پھر یہ ایہام کرتے کہ راعنا سے مراد ہماری رعایت ہے حالانکہ مراد رعونت تھی دشنام دہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کلام اس لفظ پر آیت یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا میں ہو چکا ہے اسی لیے اللہ نے کہا کہ مراد ان یہود کی خلاف اس کے ہے جو ظاہر کرتے ہیں زبان لپیٹ کر دین میں طعن کرتے ہیں حضرت کو برا کہتے ہیں پھر فرمایا ان کے دل مطرود ہیں خیر سے دور ہیں نیکی و بھلائی و بہتری سے ان کے دل میں کوئی شی ایمان نافع سے داخل نہیں ہوتی فتح البیان میں کہا ہے تحریف کے معنے ہیں امالہ و ازالہ کرنا یعنی الفاظ کو ان کی جگہ سے دور کر کے بجائے ان کے دوسرے الفاظ رکھ دینا یا ان لفظوں کے معنے الٹ پلٹ کرنا اور طرح پر بیان کرنا ایک گروہ فقہا و محدثین کا اسی طرف گیا ہے ابن عباسؓ نے کہا ہے الکہ حدود کو توریت میں تحریف کرتے ہیں مجاہد نے کہا یہود نے توریت کو بدل ڈالا اس لیے اللہ نے ان کی مذمت کی کہ وہ یہ کام عناد و بغی سے کرتے ہیں انہوں نے دنیا کو آخرت پر اختیار کیا ہے ابن القیم نے کتاب اغاثۃ اللہفان میں لکھا ہے اس میں اختلاف ہے کہ جو نسخہ توریت کا ہاتھ میں یہود کے ہے وہ مبدل ہے یا تبدیل تاویل میں ہوئی ہے نہ تنزیل میں ایک گروہ نے کہا کل یا اکثر مبدل ہے دوسرے گروہ نے کہا تبدیل تاویل میں ہے بخاری و رازی نے اسکو اختیار کیا ہے تیسرے گروہ نے کہا توریت میں کم و بیشی الفاظ کی ہوئی ہے اسی کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اختیار کیا ہے انتہی محققین کا مختار یہ ہے کہ تحریف لفظی و معنوی دونوں ہوئی ہے یہی راجح معلوم ہوتا ہے خفاجی نے کہا انجیل کے بعض الفاظ و معانی میں تبدیل و تحریف کی گئی ہے اسی لیے ہر چہار نسخے انجیلوں کے مختلف ہیں کتاب المفید فی التوحید میں اسکی تفصیل ہے اسمیں تعارض و تہافت اناجیل کا ایک رسالہ مستقلہ میں ہم نے جمع کیا ہے اب یہ قانون مشتہر ہے کہ جس اعتراض مسلمین کا جواب نہیں بنتا ہے اس عبارت معترض علیہ انجیل کی ترمیم وقتاً فوقتاً ہو کر نسخہائے جدیدہ مطبوع و مشتہر کیے جاتے ہیں مگر کیا فائدہ اگر توریت و انجیل غیر محرف ہوتی فقط تحریف معنوی ہوتی بلکہ بالکل تبدیل نہ ہوتی تو بھی اب وہ لائق عمل کے نہ تھی اس لیے کہ قرآن کریم ناسخ جملہ ادیان ہے خواہ قرآن سے پہلے وہ غیر منسوخ تھی یا نہ تھی دین نزدیک اللہ کے یہی اسلام ہے سوا اس کے اب کوئی دین مقبول نہیں ہے گو غیر

لہ سے زبان مروڑنا مراد اسکو الفاظ

طرف ہو ایمان قلیل سے مراد ہے کہ بعض کتب پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں کسی رسول کو مانتے
ہیں اور کسی رسول سے منکر ہیں یا ایمان لانیوالے ان میں تھوڑے سے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں
علیہ کہا مراد قلیل سے اس جگہ عدم ہے یعنی وہ بالکل ایمان نہیں لاوینگے واللہ اعلم يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا
بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا
أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ
لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۔ اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا سچ بتاتا ہے
تمہارے پاس والی کو پہلے اس سے کہ ہم مٹا ڈالیں کتنے منہ پھر الٹ دیں انکو پیٹھ کی طرف یا ان کو لعنت کریں جیسے لعنت
کی ہفتہ والوں کو اور اللہ نے جو حکم کیا سو ہو تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے یہ کہ اس کا شریک پکڑیے اور بخشتا ہے اس سے نیچے
جس کو چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا اس نے بڑا طوفان باندھا ف یعنی ایمان لاؤ پہلے اس سے کہ عذاب
یا صورت بدل جاوے یا جانور بن جاؤ ہفتے والوں کی طرح انکا بیان ہو سورۂ اعراف میں آوے گا ابن کثیر کہتے ہیں
اللہ نے حکم کیا ہے اہل کتاب کو کہ ایمان لاویں اس کتاب عظیم پر جو حضرت پر اتری ہے اور مصدق ہے ان بشارتوں
کی جو ان کی کتابوں میں ہیں اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو ہم ان کی صورت بدل دینگے ان کی آنکھیں ان کی پشت
کی طرف ہو جاوینگی یہ معنے ہیں فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا کے یا یہ معنے ہیں کہ ہم ان کا منہ بگاڑ دینگے حواس
بصارت ان کی میں کچھ باقی نہ رہیگی سمع اور بصر بینی کو ناحیہ ادبار کی طرف پھیر دینگے ابن عباس نے کہا یعنے
ہم ان کو اندھا کر دینگے ان کے منہ پشت کی طرف ہو جاوینگے اس وقت وہ الٹے پاؤں چلینگے مثنی قہقری کرتے
یعنی آنکھیں گدی کی طرف ہونگی یہی قول ہے قتادہ و عطیہ عوفی کا یہ بلیغ ہے عقوبت و نکال میں یا یہ ایک مثل ہے
جو اللہ نے بیان کی واسطے پھر جانے کے حق سے اور میل کرنے کے طرف باطل کے کہ محجہ بیضا کو چھوڑ کر سبیل ضلالت
کی طرف رجوع کرتے ہیں گویا پشت کی طرف دوڑتے ہیں یہ ویسی بات ہے جیسے فرمایا إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ
أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ ۔ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا الآیہ یعنے یہ ایک بری کہاوت
ہے جو اللہ نے ان کے گمراہ ہونے کے لیے ہدایت سے بیان فرمائی ہے مجاہد نے کہا یعنے پہلے اس سے کہ مڑ جاوے طریق حق
سے طرف گمراہی کے پھیر دیں ابن عباس و حسن نے یہی کہا ہے سدی نے کہا یعنے حق سے روک کر طرف
کفر کے پھیر دیں بند بنا دیں ابو زید نے کہا پھیر دیا ان کو ارض حجاز سے طرف بلاد شام کے کہتے
ہیں کعب احبار نے یہ آیت سنی اسلام لائے ف عیسی بن مغیرہ نے کہا ذکر کیا ہم نے نزدیک ابراہیم کے

اسلام کیونکر لائے انہوں نے کہا مدتیں ہوئیں عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیت المقدس کو چلے تھے عمر رضی اللہ عنہ
نے ہمارا خطبہ سنا اور کعب مسلمان ہوا کعب نے کہا یا عمر اپنی کتاب میں ہم یہ لکھا پاتے ہیں کہ مثل ان کی جو حاملین
التوریۃ ہیں کمثل الحمار یحمل اسفارا کی سی ہے حضرت عمر نے ان کو چھوڑ دیا پھر وہ وہاں سے نکل کر حمص پہنچے
وہاں ایک شخص غزل یہ پڑھ رہا تھا یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ الآیۃ کعب نے کہا اے رب میں اسلام لایا اس ڈر
سے کہ کہیں یہ آیت مجھ پر نہ پہنچے پھر وہ اپنے گھر والوں کو یمن میں لے آئے پھر ان کو مسلمان کر کے لائے
رَوَاهُ ابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ بِلَفْظٍ اٰخَرَ مِنْ وَجْهٍ اٰخَرَ وجہ یہ ہے کہ ابو مسلم جلیلی معلم کعب کعب کو
تاخیر کرنے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملامت کرتے تھے پھر ان کو بھیجا کہ جا کر دیکھو کہ حضرت ہی
نبی ہیں یہ دیکھ کر کعب کہتے ہیں میں مدینے میں آیا ایک شخص قرآن پڑھتا تھا اس نے یہی آیت پڑھی
میں جلدی لیکر نہایا اپنے منہ پر ہاتھ پھیرتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں بگڑ نہ جاوے پھر اسلام لایا ف ۱ یہ
مطلب ہے جنہوں نے حیلہ کر کے دن سنیچر کے شکار کیا وہ مسخ ہو گئے بندر سور بن گئے یہ قصہ اعراف میں آ چکا اللہ کا حکم
کرنا ہی ہے ف پھر اللہ نے یہ فرمایا کہ نہیں بخشتا ہے اللہ اس بندے کو جو ملا اس سے اور وہ مشرک تھا اور جو گناہ شرک سے کم
ہیں ان کو بخش دیتا ہے جس کو چاہے اس مضمون میں بہت حدیثیں آئی ہیں عائشہ نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں دیوان نزدیک اللہ کے تین ہیں ایک وہ جس کی کچھ پرواہ اللہ نہیں کرتا دوسرا وہ جس میں سے کچھ نہیں چھوڑتا
تیسرا وہ جس کو نہیں بخشتا شرک کرنا ہے اللہ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ الآیۃ اور فرمایا
اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ اور وہ دیوان جس کی پرواہ نہیں کرتا ظلم ہے بندہ کا اپنی جان
پر اپنے نفس پر جیسے کوئی روزہ چھوڑ دیا یا نماز۔ پھر یہی کہا اس کو اللہ بخش دیتا ہے اگر چاہتا ہے تو تجاوز فرماتا ہے اور وہ
دیوان کہ جس کو نہیں چھوڑتا ظلم ہے بعض عباد کا بعض پر اس کا قصاص ضرور ہو گا تفرد بہ احمد انس سے بھی
یہ لفظ مرفوع ہے کہ ظلم تین ہیں ایک وہ جس کو اللہ نہیں بخشتا دوسرا وہ جس کو بخشتا ہے تیسرا وہ جس میں سے کچھ نہیں
چھوڑتا سو وہ ظلم جس کو نہیں بخشتا ہے شرک ہے فرمایا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ اور وہ ظلم جس کو بخشتا ہے
ظلم عباد کا ہے ان کی جانوں پر جو ان کے اور اللہ کے درمیان کا ہے اور وہ ظلم جس کو نہیں چھوڑتا ظلم ہے بعض عباد
کا بعض پر یہاں تک کہ بدلا لے گا بعض کا بعض سے رَوَاهُ الْبَزَّارُ فِیْ مُسْنَدِهٖ معاویہ کہتے ہیں میں نے حضرت
کو سنا فرماتے تھے ہر گناہ قریب ہے کہ بخش دیوے اس کو اللہ مگر وہ آدمی کہ کافر مرا یا وہ آدمی جو کسی مسلمان کو

قتل کرتا ہو رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ ابو ذرؓ کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ اللہ کہتا ہے اے میری بندے جبتک تو مجکو
پوجیگا اور مجسے امید رکہیگا میں تجکو بخشونگا جو کچہ تیرے اندر ہوا میرے بندے اگر ملیگا تو مجہ سے زمین بہر خطائیں
لیکر پہر ملیگا تو مجہ سے شریک نہ کرتا تہا میرے ساتہ کسی چیز کو میں ملونگا تجہ سے زمین بہر مغفرت لیکر تَفَرَّدَ بِہٖ اَحْمَدُ مِنْ هٰذَا
الْوَجْهِ دوسرا لفظ ابو ذرؓ کا مرفوعًا یوں ہے کہ نہیں ہے کوئی بندہ کہ لا الٰہ الا اللہ کہے پہر اسی بات پر مرجاوے مگر جنت
میں جاویگا میں نے کہا اگرچہ زنا کیا ہو اُس نے اور چوری فرمایا گو زنا و چوری کی ہو میں نے کہا وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ
فرمایا وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ تین بار یوں ہی کہا چوتہی بار کہا عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ ابو ذر اپنی ازار کہینچتے
ہوئے باہر نکلے یہ کہتے تہے گو ناک ابو ذر کی خاک آلودہ ہوا اور جب اس حدیث کو بیان کرتے تو کہتے وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِیْ ذَرٍّ
اَخْرَجَاهُ مِنْ حَدِيْثِ حُسَيْنٍ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَاللَّفْظُ لَهٗ تیسری حدیث طویل میں ابو ذرؓ سے مرفوعًا یوں آیا ہے
کہ فرمایا یہ جبرئیل میرے پاس آئے کہا جو کوئی مرا تیری امت سے اور وہ شریک کرتا تہا ساتہ خدا کے کسی چیز کو تو داخل
ہوگا جنت میں میں نے کہا گو زنا کیا ہو یا چوری کہا گو زنا کیا ہو یا چوری رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالشَّيْخَانِ صحیحین کا لفظ یہ ہے
میں نے کہا اے نبی اللہ میں تم پر فدا ہوں تم طرف حرہ کے کس سے باتیں کرتے تہے کیونکہ میں سنتا تہا کہ کوئی شخص آپ کو جواب
دیتا تہا فرمایا وہ جبرئیل تہے طرف حرہ کے میرے سامنے آگئے کہا اپنی امت کو بشارت دو کہ جو کوئی مریگا اور وہ اللہ
کے ساتہ کسی کو شریک نہ کرتا ہوگا تو جنت میں جاویگا میں نے کہا اے جبرئیل گو اس نے زنا کیا ہو یا چوری کہا ہاں میں
نے کہا وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ کہا نعم پہر میں نے کہا اگرچہ زنا کیا ہو یا چوری کہا ہاں گو شراب پی ہو جابرؓ نے کہا
ایک آدمی آیا اُس نے کہا اے رسول اللہ دو واجبات کیا ہیں فرمایا جو مرا اور نہیں شریک کیا ساتہ اللہ کے کسی چیز کو
اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جو مرا اور اس نے شریک کیا تہا کسی چیز کو ساتہ اللہ کے اس کے لیے آگ واجب ہوگئی
تَفَرَّدَ بِہٖ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ دوسرا لفظ جابر بن عبداللہ کا مرفوعًا یوں ہے نہیں ہے کوئی نفس جو مرے
اور شریک نہ کرتا ہو ساتہ اللہ کے کسی چیز کو مگر حلال ہوگی اس کے لیے مغفرت اگر چاہے اللہ عذاب کرے چاہے
بخشدے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَ
ابو یعلی اسکا لفظ یہ ہے کہ ہمیشہ ہوتی ہے مغفرت بندہ کی جبتک کہ پردہ نہ پڑے کہا اے نبی اللہ حجاب کیا ہے فرمایا شرک
کرنا ساتہ اللہ کے پہر کہا نہیں ہے کوئی نفس کہ ملاقات کرے اللہ سے شریک نہ کرتا ہو ساتہ اس کے کسی چیز کو مگر اُس کے
لیے مغفرت طرف سے اللہ تعالیٰ کے چاہے عذاب کرے چاہے بخشے پہر آیت پڑہی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ الاٰیۃ ابو سعید
نے کہا حضرتؐ نے فرمایا ہے مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا حَلَّ لَهُ الْجَنَّةُ تَفَرَّدَ بِہٖ اَحْمَدُ ابو ہریرہؓ

اس جگہ بھی تنبیہ فرما دیا ہی کہ شرک بخشا نہیں جاتا اور جو گناہ شرک سے نیچے ہے وہ بخشا جا سکتا ہو لیکن اگرچہ وہ گناہ بلا توبہ کر کے مرے سو
آیت اس آیت سے زیادہ تر امید دلاتی ہی جیسے پہلے یہ فرمایا کہ جس نے شرک کیا اس نے بڑا طوفان باندھا یہ ارشاد مثل قول تعالیٰ کے ہے
اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۔ صحیحین میں ابن مسعود سے آیا ہو کہ میں نے کہا اے رسول خدا کون گناہ بہت بڑا ہے فرمایا اَنْ
تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ ۔ الحدیث یعنی شریک کرنا جس نے تجھکو پیدا کیا ہو اس کا کوئی ہمسر ٹھہرانا بڑا گناہ ہو حدیث
عمران بن حصین میں آیا ہو کہ حضرت نے فرمایا میں بتاتا ہوں تم کو اکبر کبائر وہ اشراک باللہ ہے پھر یہ آیت پڑھی وَ
مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۔ الحدیث رواہ ابن مردویہ ۔ ف ۔ فتح البیان میں کہا ہے جو کہا کہ
قرآن مصدق توریت ہو اس کے یہ معنی ہیں کہ جو نعت قرآن کی توریت میں تھی اوسی کے موافق اترا یا قصص و وعید
و دعوت توحید و عدل بین الناس و نہی فواحش و معاصی وغیرہ میں موافق توریت کے ہو مخالفت بعض احکام جزئیات
کی بسبب تفاوت امم و اعصار کے ہو سو یہ حقیقت میں مخالفت نہیں ہو بلکہ عین موافقت ہو اس لیے کہ ہر ایک حکم
بنسبت اپنی میعاد کے متضمن حکمت ہے اگر نزول متقدم کا متاخر ہوتا تو وہ بھی موافق زمانہ متاخر کے نازل ہوتا اور اگر متاخر
متقدم ہوتا تو وہ موافق متقدم کے ہوتا اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو نہ بنتا ان کو مگر اتباع
میرا ۔ طمس وجوہ میں اختلاف ہے بعض نے کہا ارادہ حقیقت ہو کہ مونہہ مثل قفا کے ہو جاوے ناک و ہونٹ و آنکھ کچھ باقی نہ رہے
تخطیط صور وجوہ ہو جاوین ابن عباس نے کہا مونہہ مثل خف بعیر کے ہو جاوے یا معنے مجاز مراد ہیں کہ توفیق سلب کر
گمراہ ہو جاوین ہر طرف ایک گروہ گیا ہے اول اولیٰ ہے کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے رد علی الادبار کے یہ
معنی ہیں کہ بجای قفا مونہہ ہو جاوے مونہہ کی جگہ قفا آ جاوے مبرد نے کہا یہ وعید باقی منتظر ہے ضرور ہے کہ یہود
میں یہ طمس و مسخ قبل قیامت کے ہو کسی نے کہا مختص ہے ساتھ قیامت کے یا مراد ذہاب ہو جانا دل اور بصیرت کا دریا
محو ہو جانا آثار یہود کا مدینے سے اور چلا جانا ان کا طرف اذرعات و اریحا کے جو زمین شام سے ہیں سو وہ آئے تھے
لیکن اول اولیٰ ہے لعنت اصحاب سبت پر یہی کہ وہ بندر سور ہو گئے تھے یا مراد نفس لعنت ہے کہ ہر زبان کی پھٹکار
ان پر پڑے ۔ شوکانی نے کہا امر سے ایک امر کا واقع ہونا مراد ہے طمس یا لعن سو لعن تو واقع ہوئی لیکن قوی طرا ول
ہے اس لیے کہ تشبیہ اس لعن کی ساتھ لعن اصحاب سبت کر دی گئی ہے اللہ کا کام ضرور ہی ہوتا ہے یہ حکم شرک کا جو یہاں
ہے یہ حکم شامل ہے جمیع طوائف کفار کو اہل کتاب ہوں یا غیر ان کے کچھ مخصوص بکفار اہل حرب نہیں ہے کیونکہ یہود نے
عزیر کو ابن اللہ کہا تھا نصاریٰ نے مسیح کو غرضکہ ایک خدا کے تین ٹھیرائے مسلمانوں میں کچھ خلاف اس
بات میں نہیں ہے کہ مشرک جب شرک پر مرجاتا ہو تو وہ اہل مغفرت سے نہیں ہوتا تفضل بمغفرت معتد نے غیر

اہل شرک بھی ہو گیا ہے بمقتضائے مشیت رہے غیر اہل شرک جیسے عصاۃ سو وہ داخل ہیں زیر مشیت جس کو
چاہے بخشے جس کو چاہے نہ بخشے عذاب کرے ابن جریر نے کہا اس آیت نے ظاہر کر دیا کہ ہر صاحب کبیرہ اللہ کی
مشیت میں ہے چاہے عذاب کرے چاہے معاف فرماوے جبتک کہ وہ کبیرہ اسکا شرک باللہ نہو ظاہر یہ ہے کہ
مغفرت طرف سے اللہ کے واسطے کے لیے ہوگی جس پر مشیت نے فضل و رحمت کا اقتضا کیا ہے گو اس ذنب سے توبہ واقع
نہوئی ہو معتزلہ اس کو مقید بتوبہ کرتے ہیں حالانکہ کریمہ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ
دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ سیئات مجتنب کبائر کو بخش دیگا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے غفران سیئات مجتنب کبائر کا
ارادہ کر لیا ہے ابن عباس نے کہا اللہ نے حرام کیا ہے مغفرت کو اس شخص سے جو کافر مرا اہل توحید کو مشیت پر رکھا
ہے ان کو مغفرت سے نا امید نہیں کیا علی مرتضیٰ نے کہا مَا فِی الْقُرْاٰنِ اٰيَةٌ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ مراد آیت باب
ہے اثم عظیم سے مراد گناہ کبیرہ ہے کہ اگر اس پر مرجاوے تو بخشا جاوے اس آیت شریف کی تفسیر کتاب ابن خالص
میں اس کے مولف نے خوب مفصل لکھی ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا
يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۞ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۞ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ
اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى
مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۞

تو نے نہ دیکھا وہ لوگ جو آپ کو پاکیزہ کہتے ہیں بلکہ پاکیزہ کرتا ہے اللہ جس کو چاہے اور ان پر ظلم نہ ہوگا تاگے برابر دیکھ
باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور یہی کفایت ہے گناہ صریح جن کو ملا ہے کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو
اور کہتے ہیں کافروں کو یہ زیادہ پائے ہیں مسلمانوں سے راہ وہی ہیں جن کو لعنت کی ہے اللہ نے اور جس کو لعنت کرے
اللہ پھر تو نہ پاوے کوئی اسکا مددگار ف یہود کو حضرت سے مخالفت ہوئی تو مکے کے مشرکوں سے متفق ہوئے
ان کی خاطر سے بتوں کی تعظیم کی کہا تمہاری راہ بہتر ہے مسلمانوں سے اور یہ سب تنازع نبوت اور ریاست تھا اور
سوا اور کسی میں کیوں ہوئی اللہ پاک نے اسی بیان کو ادا فرمایا ان سب تھمتوں میں یہی مذکور ہے انتہی حسن بصری
نے کہا یہ آیت حق میں یہود و نصاریٰ کے اتری ہے جبکہ انہوں نے کہا ہم اللہ کے ابنا و احبا ہیں اور یہ کہا کہ جنت میں نہ
جاویگا مگر وہی جو کہ یہود و نصاریٰ ہے مجاہد نے کہا بچوں کو دعا و نماز میں آگے کرتے وہ آمین کہتے اس زعم پر کہ وہ
بے گناہ ہیں الحمد کہا میں کسی گناہ گار کو بے گناہ سے پاک نہیں کرتا ہوں یہی قول عکرمہ کا ہے ابن عباس نے
کہا یہود کہتے تھے کہ جو بچے ہمارے مرگئے ہیں وہ ہمارے لیے قربت ہیں ہماری شفاعت کریں گے ہم کو پاک کر دینگے

اُس پر آیت اتری ضحاک نے کہا یہود کہتے تھے ہمارے گناہ نہیں ہیں جیسے ہمارے اولاد کے لیے نہ تھے اُس پر آیت
آئی بعض نے کہا نزول اس آیت کا بعد مدح و تزکیہ کے ہوا ہے مقداد بن اسود سے مرفوعاً صحیح میں آیا ہے
حکم کیا ہم کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خاک جھونکیں ہم مونہہ میں مدح کرنے والوں کے ابو بکرہ کہتے ہیں
حضرت نے ایک آدمی کو سنا کہ ایک آدمی پر ثنا کرتا تھا فرمایا خرابی ہو تیری تو نے اپنے یار کی گردن کاٹی پھر کہا
اگر کوئی تم میں اپنے یار کی مدح کرنا چاہے تو یوں کہے اَحْسَبُهٗ کَذَا وَکَذَا اَخْرَجَہُ الشَّیْخَانِ عمر بن خطاب نے کہا جو
کہا میں مومن ہوں وہ کافر ہے جو کہے میں عالم ہوں وہ جاہل ہے جو کہے میں جنت میں ہوں وہ نار میں ہے رَوَاہُ
اَحْمَدُ یعنے عجب کرنا آدمی کا اپنی ہی ذات پر بڑے ڈر کی بات ہے کبھی غرور کسی بات کا جس میں تعریف نکلتی ہو کرے
حدیث معاویہ میں مرفوعاً آیا ہے اِیَّاکُمْ وَالتَّمَادُحَ فَاِنَّهُ الذَّبْحُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ ابن مسعود نے کہا آدمی
صبح کرتا ہے اپنے دین کو لیکر پھر پلٹتا ہے اس کے ساتھ کچھ بھی دین نہیں ہوتا ملاقات کرتا ہے ایک شخص سے جو مالک
اُس کے نفع و ضرر کا نہیں ہے اُس سے کہتا ہے واللہ تو ایسا ہے ویسا ہے شاید کہ وہ پھر آتا ہے اور کوئی حاجت بھی اس کی
بر آئی نہیں ہوتی حالانکہ اُس نے اللہ کو ناراض کر دیا ہے پھر یہ آیت پڑھی آگے اللہ نے کہا کہ مدح تزکیہ کا طرف
اللہ کے ہے اُس کو حقائق و غوامض امور بخوبی معلوم ہیں ایک تاگے برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا ابن عباس و مجاہد
عکرمہ و عطا و حسن و قتادہ وغیرہ بہت سے سلف نے کہا ہے فتیل کہتے ہیں چھلکے کو جو دانہ کھجور کی گٹھلی پر ہوتا
ہے دوسرا لفظ ابن عباس کا یہ ہے هُوَ مَا تَفْتِلُ مِنْ اَصَابِعِكَ ابن کثیر نے کہا دونو قول متقارب ہیں پھر
اللہ نے کہا ان کی افترا بندی کو تو دیکھو کہ کس طرح اپنے تزکیۂ نفوس کا دعویٰ کرتے ہیں آپ کو ابناء و احباء خدا کہتے
ہیں کبھی کہتے ہیں لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً اپنے اسلاف کے اعمال صالحہ پر بھروسا کرکے بیٹھے ہیں
حالانکہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ آباء کے اعمال بنا کے کچھ کام نہ آویں گے اور تعالیٰ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ پھر فرمایا کہ یہی ان کی صریح کذب و افترا ہے ظاہر ہے **ف** عمر بن خطاب نے کہا جبت جادو ہے
طاغوت شیطان ہے یہی قول ہے ابن عباس و ابو العالیہ و عکرمہ و سعید بن جبیر و شعبی و حسن و ضحاک و سدی کا انہوں نے جبت کا
ترجمہ شیطان کا ہی کیا ہے ابن عباس نے کہا زبان حبشہ میں جبت شیطان کو کہتے ہیں یہ بھی کہا کہ جبت بمعنی شرک ہے پھر
کہا بمعنی اصنام ہے شعبی نے کہا بمعنے کاہن ہے ابن عباس سے کہا مراد جبت سے حیی بن اخطب ہے مجاہد نے کہا کعب بن الاشرف
ہے جوہری نے صحاح میں کہا جبت ایک کلمہ ہے جو صنم اور کاہن و ساحر و نحوہا پر بولا جاتا ہے حدیث میں آیا ہے طیرہ و عیافہ
و طرق جبت ہیں پھر کہا کہ یہ کلمہ محض عربی نہیں ہے اس لیے کہ اس میں اجتماع جیم و تا کا ایک کلمہ میں بغیر حرف

ذی نفعی کے آیا ہے انتہی حدیث مذکور کو امام احمد نے روایت کیا ہے عوف نے کہا عیافت زجر طیر ہے طرق خط
کھینچنا ہے زمین میں حسن نے کہا جبت شیطان ہے طاغوت کے معنے پہلی سورۃ بقر میں گذر چکے ہیں جابر بن عبداللہ
نے کہا طواغیت کاہن ہیں جن پر شیطان اترتے ہیں مجاہد نے کہا طاغوت شیطان ہے صورت انسان میں جس کی
طرف تحاکم کریں اور وہ صاحب امر ہو امام مالک نے کہا جو معبود سوا اللہ کے ہو وہ طاغوت ہے پھر فرمایا کہ وہ کافرون
کو مسلمانوں پر فضیلت دیتے ہیں بسبب جہل وقلت دین اور کفر کے ساتھ تو ریت کی عکرمہ نے کہا حیی بن اخطب وکعب بن
اشرف پاس اہل مکہ کے آئے مکے والوں نے کہا تم اہل کتاب و اہل علم ہو ہم کو خبر دو ہمارے اور محمد کے حال کی صلے اللہ علیہ وسلم
انہوں نے کہا تم کیا ہو اور محمد کیا ہیں کہا ہم صلہ رحم قربانی شتر کرتے ہیں پانی میں دودہ ملا کر پلاتے ہیں قیدی کو
چھوڑتے ہیں حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں محمد صنبور ہیں انہوں نے ہمارے ارحام کو قطع کر دیا حاجیوں میں چور
اور چکے ہیں وہ اُس کی تابع ہو گئے ہیں قبیلہ غفار سے سو ہم بہتر ہیں یا وہ بہتر ہیں انہوں نے کہا انتم خیر
وَّاَهْدٰی سَبِیْلًا اس پر اللہ نے آیت بھیجی رواہ ابن ابی حاتم یا اس کی طرح کی ابن عباس و راکب جماعت سلف
سے بھی مروی ہے گفت وشنود سرکا حزاب میں ہوئی تھی فتح البیان میں ہے کہ مراد آیت باب سے یہود ہیں وہ اپنے نفس
کا تزکیہ کرتے تھے تزکیہ کہتے ہیں تطہیر و تنزیہ کو لفظ شامل ہے ہر مزکی کو خواہ تزکیہ بحق کرے یا باطل سو جو کوئی
ذکر اپنی جان کا کرتا ہو ساتھ صلاح یا زکاۃ عمل یا زیادت طاعت و تقوی یا زیادت تقرب الی اللہ کے وہ اس
ملقب بالقاب متضمن تزکیہ میں داخل ہے جیسے محی الدین شمس الدین سلطان العارفین ملک العلما بحر العلوم قاضی
القضاۃ و نحو ذلک کیونکہ ان چیزوں کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اتنا ہی کو جب ہے کہ کون مزکی ہے کوئی
نہیں ہے مثل اس آیت کے آیت ہے فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى فتیل سے مراد چھلکا ہے جیسے گٹھلی و گا
یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا مطلب ہے کہ یہ لوگ جو اپنی مدح و تعریف کیا کرتے ہیں ان کو بقدر اُس گناہ کے عقاب ہوگا بال برابر
زیادتی نہ کی جاوے گی کہتے ہیں جبت و طاغوت دو بت تھے قریش میں یہود نے اُن کو سجدہ کیا واسطے رضامندی مشرکین
مکہ اور ان سے کہا کہ تم مسلمانوں سے بہتر ہو اللہ نے اُن پر لعنت کی اور فرمایا جس کو اللہ لعنت کرتا ہے اس کا کوئی مددگار
نہیں کہ اللہ کے عذاب کو اس سے دور کر سکے اَمْ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا
اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ
اٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِیْرًا کیا ان
کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں پھر تو یہ نہ دیں گے لوگوں کو ایک تل برابر حسد کرتے ہیں لوگوں کا اس پر جو دیا اللہ نے ان کو

اپنے فضل سے سو ہم نے تو دی ہے ابراہیم کے گھر مین کتاب و علم اور ان کو دی ہے ہم نے بڑی سلطنت پھر ان مین
سے کسی نے اُس کو مانا اور کوئی اُس سے اٹکے رہا اور بس ہے جلتی آگ ف یعنی ہمیشہ سے اللہ ابراہیم کے گھر مین
بزرگی دیتا ہے اب بھی دیوے اُس گھر مین پھر جو کوئی قبول کرے ۔ کہو دیکھو انصاف ہے ۱۲ اتقان ابن کثیر نے کہا یہ استفہام انکاری
ان کا حصہ ہے ملک مین انکاری ہے پھر ذکر ان کے بخل کا کیا اگر ان کا حصہ ملک مین ہو تو وہ کسی کو خصوصاً محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو تل برابر بھی کچھ نہ دین ابن عباس نے کہا النقیر ھو النقطۃ التی فی النواۃ اسی آیت کی طرح وہ آیت
ہے قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق یعنے اگر اللہ کی رحمت کا خزانہ
تمہارے ہاتھ مین ہوتا تو تم ڈرتے خرچ ہو جانے کے اُس کو روک رکھتے حالانکہ اس کا نفاد متصور نہین ہے یہ تو تمہارا بخل ہے اسی
لیے کہا ہے وکان الانسان قتورا یعنے آدمی بخیل ہے پھر ان کے حسد کا ذکر کیا کہ اللہ نے جو نبوت و عظمت حضرت صلعم
کو دی ہے اس پر وہ حسد کرتے ہین یہی حسد ان کو تصدیق رسول سے مانع ہے کیونکہ وہ عرب سے اور تھے بنی اسرائیل مین
نہ ہوئے ابن عباس نے کہا مراد ناس سے اس جگہ ہم ہین اور لوگ اسباط بنی اسرائیل و ذریت ابراہیم علیہ السلام تھے اللہ نے
ان مین نبوت بخشی ان پر کتاب اتاری حکمت دی ان کو بادشاہ کیا کسی نے ان مین سے اس انعام کو مانا کسی نے نہ مانا
بلکہ کفر و اعراض کیا لوگون کو روکا حالانکہ وہ انبیاء و ملوک انہین بنی اسرائیل مین سے تھے پھر جبکہ ان پر اختلاف
کیا تو تم تو اے محمد بنی اسرائیل مین سے نہین ہو تم پر کیون حسد کر رہے ہین مجاہد نے کہا بعض ان مین سے حضرت پر
ایمان لائے بعض اٹک رہے سو جو لوگ ان مین کافر ہین وہ سخت تر ہین تیری تکذیب مین اور اس ہدی حق سے جو
جو تو ان کے پاس لایا ہے بہت دور ہین اس لیے اللہ نے ان کو وعید سنائی کہ ان کو عقوبت نار کی ان کے کفر و عناد
و مخالفت کتب و رسل اللہ پر کفایت کرتی ہے فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ مراد حساد سے اس جگہ یہود ہین جو حضرت پر
حسد کرتے تھے اس عام سے خاص مراد ہے ناس کا لفظ اس لیے بولا کہ حضرت جامع کل خصال حمیدہ تھے جو سب لوگون مین
متفرق پائی جاتی ہین ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ۔ اور فضل سے مراد نبوت و نصرت و قہر اعدا ہے یا حلت نسا
کہ خود وجہ بہترین قول والا ہے پہلی وجہ کو الزام دیا ان کے مسلمات سے یعنے دنیا اس فضل کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو کیا محل حسد و تعجب ہے کہ جس پر تم کو حسد کرنا پہنچ سکے کیا ہم نے آل ابراہیم کو جو اسلاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے
ابناء عم ہین نبوت و سلطنت و کتاب و حکمت نہین دی تھی جو انکو بھی ان کو دی ہے یعنی یہ فضل تو ان کا خاندانی شرف ہے کہ کابراً
عن کابر آباً عن جد چلا آتا ہے تمہارا حسد ناحق و ناروا ہے آل ابراہیم مین ایک جماعت گذری ہے جو جامع رہتی
درمیان ملک و نبوت کے جیسے داؤد و سلیمان علیہما السلام ان کو اس ملک عظیم نے امر آخرت سے مشغول

کیا جس نے تفسیر فضل کی بکثرت نسا کی ہو اُس نے کہا ملک عظیم حق ہے داؤد و سلیمان کی کثرت نسوان کا کیونکہ داؤد کے پاس سو عورتیں اور سلیمان کے پاس ایک ہزار عورتیں تھیں تین سو آزاد اور سات سو لونڈیاں حضرت کے پاس نو نبیاں ایسی تھیں نے کہا مراد سلطنت سلیمان ہے اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے یہی ملک ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَيْرَھَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِـيْمًا ؀ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَھُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُھُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ؀ جو لوگ منکر ہوئے ہماری آیتوں سے ان کو ہم ڈالیں گے آگ میں جس وقت پک جاویگی کھال اُن کی بدل کر دینگے ان کو اور کھال کہ چکھتے رہیں عذاب اللہ ہے زبردست حکمت والا اور جو لوگ یقین لائے اور کیں نیکیاں ہم داخل کرینگے ان کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی نہریں رہا کریں وہاں ہمیشہ ان کو وہاں عورتیں ہیں ستھری اور ان کو ہم داخل کرینگے گھنے سائے میں ف اس آیت میں خبر دی ہے کہ ہم کافروں کو جہنم میں اس طرح عقاب کریں گے کہ آگ دوزخ کی اُن کے سارے اجرام و اجزاء کو گھیر لے گی یہ عقوبت و نکال اُن کے لیے دائمی ہوگا ایک چمڑا بدن کا اگر پک گیا گل گیا گر پڑا تو اُس کے بدلے دوسرا چمڑا دینگے تاکہ عذاب کو چکھتے رہیں ابن عمر نے کہا جب اُن کی کھال جل جائیگی تو دوسری کھال سفید مثل کاغذ کے بدل دیں گے یحییٰ حضرمی نے کہا مجھکو یہ بات پہونچی ہے کہ کافر کو سو کھال دینگے ہر کھال کے بیچ میں ایک نیا عذاب ہوگا حسن نے کہا ہر دن میں ستر ہزار بار کھال پھر کی بدلی جاویگی عمر رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً کہا ہے کہ ایک ساعت میں سو بار تبدل ہوگا رَوَاهُ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَالطَّبَرَانِيُّ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ وَفِي الْبَغَوِيِّ بِغَيْرِ سَنَدٍ دوسری روایت میں ایک سو بیس بار آیا ہے ربیع بن انس نے کہا کتاب اول میں لکھا ہے کہ جلد کافر کی چالیس گز یا چھ گز موٹی ہوگی پیٹ اتنا بڑا ہوگا کہ اگر اُس میں ایک پہاڑ کو رکھ دیں تو سما لے پھر جب آگ اُس جلد کو کھا لیگی تو دوسری جلد بدل دینگے حدیث میں اس سے بھی زیادہ آیا ہے ابن عمر نے مرفوعاً کہا دوزخی دوزخ میں اتنے بڑے ہو جاوینگے کہ کان کی لو سے دوش تک سات سو برس کا رستہ ہوگا موٹا پا کھال کا ستر گز ہوگا داڑھ مثل کوہ احد کے ہوجاوینگے تفرد بہ احمد من ہذا الوجہ کسی نے کہا مراد جلود سے سرابیل ہیں لقولہ تعالیٰ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ لیکن کوئی موجب واسطے ترک معنی حقیقی کے اس جگہ نہیں ہے اگرچہ اطلاق جلود کا سرابیل پر مجازاً جائز ہو اسی لیے ابن کثیر نے اس قول کو ضعیف خلاف ظاہر کہا ہے حَيَاةٌ اِنَّا اَنْقَذْنٰهُمْ مِّنَ النَّارِ وَ جَزَاؤُ اَهْلِهَا پھر اللہ پاک نے ذکر سعداء کا کیا کہ وہ جنت میں جاویں گے جس کے ہر طرف انہار و دوہر نہریں جاری ہوں گی جہاں جاوینگے وہاں وہ نہر بھی

وہ ہمیشہ وہیں رہینگے وہاں سے ٹل کر کہیں جاویگے نہ جانا چاہینگے ہی بیان اُن کی حیض و نفاس و اذی و
اخلاق رذیلہ و صفات ناقصہ سے پاک صاف ستھری ہون گی ابن عباسؓ نے کہا مطہر ہون گی اقذار و اذی سے یہی
قول ہے عطا و حسن و ضحاک و نخعی و ابو صالح و عطیہ و سدی کا مجاہد نے کہا پاک ہون گی بول و حیض و نخام و بزاق و منی و
ولد سے قتادہ نے کہا اذی و ماثم و کلفت سے ظل ظلیل سے مراد گہرا سایہ کثیر انیق ہے ابو ہریرہؓ مرفوعاً کہتے ہین
جنت مین ایک درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے سوار سو برس تک چلے تو بھی اس کو قطع نہ کر سکے وہ شجرۃ الخلد ہے
رواہ امام ابن جریر فتح البیان مین کہا ہے کہ تبدیل جلد مین یہ نکتہ ہے کہ جلد سوختہ مین احساس کم ہوتا ہے جب
بعوض سوختہ غیر سوختہ دی گئی تو یہ ابلغ ہے عذاب شخص مین کسی نے کہا مراد اعادہ جلد اول ہے لیکن معنی تبدیل
اس سے انکار کرتے ہین ذوق عذاب سے مراد دوام عذاب ہے جو کبھی منقطع نہ ہو خلود سے مراد دوام بغیر نہایت
و انقطاع ہے نظر لِکثر ظل ظلیل وہ سایہ ہے جس مین حر و سموم نہ ہو یا مجموع ظل اشجار و قصور یا سایہ دائم غیر
زائل اشتقاق صفت کا لفظ موصوف سے واسطے مبالغے کے ہوا کرتا ہے جیسے لیل الیل ربیع بن انس نے کہا
وہ سایہ عرش ہے جس کو زوال نہین ہے یا سایہ جنت اول وہلے ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ

إِلٰىٓ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا
بَصِيرًا ۝ اللہ تم کو حکم فرماتا ہے کہ پہونچا دو امانتین امانت والون کو اور جب جھگڑا چکانے لگو لوگون مین تو چکوتی کرو
انصاف سے اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو اللہ ہے سنتا دیکھتا ف یعنی امانت مین خیانت نکرو اور حکم مین کسی کی
خاطرداری نکرو خواہ رشوت کے لیے خواہ کسی کی مدد کے واسطے یہ دونو عیب یہود مین بہت تھیں اس لیے بعض کچے مسلمان
قضیہ چکانے کو حضرت کے پاس آتے کہ کسی کی خاطر نہ کہینگے یہود کے عالمون کے پاس جاتے کہ وہ خاطر کرینگے
تب مسلمانون کو تقید فرمایا کہ جب تک ہر قضیے مین اور ہر حکم مین رسول ہی کی طرف رجوع نہ کیا اور رسول کا اس
حکم پر راضی نہ ہو جب تک تم کو ایمان نہین تھا ف اللہ پاک نے حکم دیا ادا امانات کو سپرد اہل امانات کر دو حدیث حسن
مین سمرہؓ سے آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ادا کر امانت کو اس سے جس نے تجھ کو امانت دی ہو خیانت نکر اس کی جس نے
تیری خیانت کی ہو رواہ احمد و اہل السنن یہ شامل ہے جمیع امانات واجبہ کو انسان پر حقوق خدا عز و جل
سے جو عباد پر ہین جیسے نماز زکوٰۃ روزہ کفارات نذور وغیرہ جن پر انسان موتمن ہے عباد کو اس پر اطلاع نہین
ہے اور حقوق عباد کو جو بعض کے بعض پر ہین جیسے ودائع وغیرہا جن مین بعض نے بعض پر امانت کا یقین کیا ہے
اور کوئی گواہ وغیرہ اس پر مطلع نہین ہے ...

اُس سے دن قیامت کے وہ امانت لی جاوے گی جس طرح حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جاہیے کہ حقوق
اہل حقوق کو دے دیوے سینگ کی بکری کا قصاص سینگ والی سے لیا جاوے گا ابن مسعودؓ نے کہا شہادت کفارہ ہے
ہر گناہ کا مگر امانت آدمی دن قیامت کے لایا جاوے گا اگرچہ مارا گیا ہے راہ خدا میں کہا جاوے گا ادا کر امانت کو جو تیرے
پاس ہے وہ کہیگا کہاں سے دوں دنیا تو چلی گئی امانت کو متمثل کر کے قعر جہنم میں ڈالینگے وہ اس کو اپنے دوش
پر لادیگا وہاں سے دوش سے گر جاوے گی وہ بھی اُس کے پیچھے ابدالآبدین تک گرتا چلا جاوے گا رواہ ابن ابی حاتم
ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت مبہم ہے حق میں بر و فاجر کے محمد بن حنفیہ نے کہا عام ہے دونوں کو ابو العالیہ نے کہا امانت ہر
جس کام سے جس سے نہی کی گئی ہو ابی بن کعبؓ نے کہا منجملہ امانت کے ایک یہ ہے کہ عورت مؤتمن ہے اپنی شرمگاہ پر ابن عمرؓ
نے کہا اس میں وعظ کرنا سلطان کا عورتوں کو دن عید کے داخل ہے بہت سے مفسرین نے کہا ہے یہ آیت حق میں عثمان
ابن طلحہ بن ابی طلحہ کے اتری ہے ابو طلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی بن کلاب ہے
قرشی عبدری تھا وہ حاجب یعنی دربان کعبہ معظمہ کے تھے ابن عم ہیں شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کے جن کی
نسل میں آج تک حجابت کعبہ مکرمہ چلی آتی ہے عثمان مذکور صلح حدیبیہ و فتح مکہ کے درمیان میں اسلام لائے تھے
وہ اور خالد بن ولید اور عمرو بن العاص اُن کے چچا عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ حامل لوائے مشرکین تھے دن احد کے
کام آگئے اس نسب پر ہم نے اس لیے آگاہ کر دیا کہ اکثر مفسرین پر اشتباہ ایک کا دوسرے سے ہو گیا ہے سبب
نزول آیت کا یہ ہے کہ جب حضرتؐ نے مفتاح کعبہ کو دن فتح مکے کے لے لیا تو لے کر پھر انہیں کو پھیر دیا محمد بن اسحاق
نے غزوہ فتح میں صفیہ بنت شیبہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرتؐ مکے میں آئے اور لوگ مطمئن ہوئے تو خانہ کعبہ میں تشریف لائے
سواری پر سات بار طواف کیا ایک چھڑی سے جو ہاتھ میں تھی استلام رکن فرمایا جب طواف کر چکے عثمان بن طلحہ کو
بلا کے کعبے کی کنجی ان سے لیکر دروازہ کعبہ کا کھلوایا اندر گئے وہاں ایک فاختہ چوبی دیکھی اپنے ہاتھ سے اُس کو
توڑ کر پھینک دیا پھر باب کعبہ پر کھڑے ہوئے لوگ مسجد میں آپکے واسطے ٹھہر رہے تھے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حضرتؐ
نے باب کعبہ پر کھڑے ہو کر یہ کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَ
هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ اَلَا كُلُّ مَاثُرَةٍ وَدَمٍ اَوْ مَالٍ يُدْعٰى فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ اِلَّا سِدَانَةَ
الْبَيْتِ وَسِقَايَةَ الْحَاجِّ الحدیث پھر حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے علی بن ابی طالبؓ کعبے کے سامنے کھڑے ہوئے کہا یا
رسول اللہ اجْمَعْ لَنَا الْحِجَابَةَ مَعَ السِّقَايَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ حضرتؐ نے کہا عثمان بن طلحہ کہاں ہے فرمایا اے
عثمان لے اپنی کنجی آج کا دن وفا و نیکی کا دن ہے ابن جریج نے کہا یہ آیت حق میں عثمان بن طلحہ کے اتری ہے دن فتح کے

کعبے کی دلی تھی پہودن فتح کے خانہ کعبہ مین داخل ہوکر باہر آئے یہ آیت پڑہی اِنَّ اللہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ
اِلٰی اَھْلِھَا عثمان کو بلاکر وہ کنجی سونپ دی عمر بن خطاب نے کہا جب حضرت کعبے باہر نکلے یہ آیت پڑہی میرے ان
باپ اُن پر فدا اس سے پہلے مین نے کبہی ان کو اس آیت کو پڑہتے نہین سنا تہا ابن عباس نے کہا حضرت جب مکہ کعبے کے
گئے تمثال ابراہیم دیکھی ان کے ہمراہ قداح تہے یعنی پانسے فرمایا ان مشرکون کو کیا ہوا ہے خدا ان کو قتل کرے کہان
ابراہیم اور کہان یہ پانسے پہر ایک طشت پانی کا منگوا کر ان سب تماثیل کو اپنے ہاتہ سے مٹا دیا اور مقام ابراہیم
جو اندر کعبے کے تہا باہر نکال کر دیوار کعبہ سے چپکا دیا کہا ای لوگو قبلہ یہ ہے پہر باہر آکر طواف بیت کیا ایک شوط دو شوط
پہر جبریل آئے حکم ادای امانت کا لائے ابن کثیر نے کہا مشہور یہی ہے کہ یہ آیت اسی مقدمے مین اتری پر سو خواہ
اس باب مین اتری ہو یا نہین حکم آیت کا عام ہے اسی لیے ابن عباس و محمد بن حنفیہ نے کہا ہر کہ ہی کا امر
لکل احد یعنی خواہ نیک ہو یا بد پہر اللہ نے یہ حکم دیا کہ لوگون مین انصاف سے حکم کرو محمد بن کعب و زید بن اسلم
و شہر بن حوشب کہتے ہین یہ آیت حق مین امراء کے آئی ہے جو درمیان مین لوگون کے حکم کیا کرتے ہین حدیث
مین آیا ہے اللہ ہمراہ حاکم کے ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے جب ظلم جور کریگا تو اس کو سپرد اس کی جان کے کر دیتا ہے
اثر مین آیا ہے ایک دن کا عمل برابر عبادت چہل سال کے ہے عقبہ بن عامر نے کہا حضرت نے سَمِیْعًا بَصِیْرًا پڑہ کر
فرمایا بِکُلِّ شَیْءٍ بَصِیْرٌ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِم فتح البیان مین کہا ہے یہ آیت یعنی ادای امانات امہات آیات سے
ہو جو بہت سے احکام شرع پر مشتمل ہین کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ خطاب شامل ہر سارے لوگون کو سارے امانات مین کچہہ
مخصوص باہل ولایات مسلمین نہین ہے ورود آیت کا سبب خاص مین منافی عموم نہین ہوتا کیونکہ عبرت عموم لفظ
کے ساتہ ہے نہ خصوص سبب کے ہمراہ جس طرح کہ اصول مین مقرر ہو چکا ہے واحدی نے کہا اس پر اجماع ہے مفسرین کا
انتہی ولاۃ اس خطاب مین بدخول اولی داخل ہین ان پر ادا کرنا امانات کا پہیرنا مظلامات کا قصد کرنا عدل کا احکام
مین واجب ہے اسی طرح سارے لوگ اس خطاب مین داخل ہین ان پر بہی واجب ہے کہ جس کی امانت و ودیعت ان کے
پاس ہو اس کو ادا کرین شہادت و اخبار مین تحری عدل و صدق بجا لائین مختار جمہور مفسرین یہی ہے کہ
خطاب عام ہے اسی طرف براء بن عازب ابن مسعود ابن عباس ابی بن کعب بہی گئے ہین سب کا اجماع ہے کہ
امانات پہیرنا چاہیے خواہ وہ امانت کسی نیک آدمی کی ہو یا کسی بدکار شخص کی قَالَہٗ ابْنُ الْمُنْذِرِ صحیح مین
آیا ہے جس نے خیانت کی امانت مین اُس مین ایک خصلت ہے خصال نفاق سے پہر حکم عدل کا فرمایا یعنی
فصل خصومت قضای حکومت مطابق کتاب و سنت کے چاہیے نہ مجرد رائے سے کہ وہ حق نہین ہے گمراہی

وقت کہ جب قرآن و حدیث میں حکم اُس کا نہ ملے کیونکہ اجتہاد و نا حاکم عالم بکتاب و سنت کا اُس وقت لا باس ہے
ہوتا ہے کہ نص موجود نہ ہو اور حاکم امر قریب الی الحق کو جانتا پہچانتا ہو اور جو حاکم اس سے جاہل ہے وہ عدل کیونکر
سمجھے گا حجت کو تو سمجھتا ہی نہیں ہے عباد اللہ میں کیا انصاف کریگا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے امام پر حق ہے کہ
حکم کرے ساتھ کتاب اللہ کے اور ادا کرے امانت کو جب وہ ایسا کریگا تو لوگوں پر حق ہے کہ اُس کی بات سنیں اس کی اطاعت
کریں اُس کا حکم مانیں اُس کی بات کا جواب ہیں اصل عدل یہ ہے کہ اشیا میں برابری رکھے جو افراط ہے ظلم و تعدی
اسکا نام عدل ہوتا ہے دو خصم میں عدل پانچ امر میں چاہیے ایک اصل ہونے میں دوسرے سامنے بیٹھنے میں تیسرے
متوجہ ہونے میں چوتھے استماع میں پانچویں حق حکم کرنے میں درمیان نفع و نقصان کے حاکم پر واجب ہے کہ حق مدعی
کا مدعا علیہ سے بعد ثبوت دعوی دلائے حکم سے یہی مقصود ہے کہ حق حقدار کو پہونچ جاوے کسی دوسری غرض
سے اور وہ نہو ولاۃ عادلین کی فضیلت میں بہت حدیثیں آئی ہیں اللہ نے جو نصیحت کی ہے بہت اچھی ہے یعنی
دو حکم فرمائے ایک ادا کرنا امانات کا اہل امانات کو دوسرے حکم کرنا انصاف سے موافق کتاب و سنت کے نہ رائے
و عقل صرف سے تقلید احبار و رہبان بدون کسی حجت نیرہ و برہان واضح کے اللہ سنتا ہے حکم کو سنتا ادائے امانت
کو دیکھتا ہے اتنے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ
فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا • ع ٥
اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں سے اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو
رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ خوب ہے اور بہتر تحقیق کرنا ہے
ف اختیار والے بادشاہ اور قاضی اور جو کسی کام پر مقرر ہو اُس کے حکم پر چلنا ضرور ہے جب تک وہ خلاف خدا و
رسول حکم نہ کرے اگر صریح خلاف کرے تو وہ حکم نہ مانیے اگر دو مسلمان جھگڑتے ہیں ایک نے کہا چل شرع میں رجوع
کریں دوسرے نے کہا میں شرع نہیں سمجھتا مجھے شرع سے کام نہیں وہ بے شک کافر ہوا انتہی فی موضح القرآن
ف بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حق میں عبد اللہ بن حذافہ بن قیس
بن عدی کے اتری ہے جس وقت کہ حضرت نے اُن کو ایک لشکر میں بھیجا تھا هَكَذَا أَخْرَجَهُ بَقِيَّةُ الْجَمَاعَةِ
وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ امام احمد نے علی مرتضی سے روایت کیا ہے کہ حضرت نے ایک لشکر بھیجا
اُس پر ایک مرد کو انصار سے حاکم کیا جب وہ لوگ باہر نکلے وہ مرد کسی بات پر ان پر خفا ہوگیا کہا کیا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے تم کو حکم نہیں دیا ہے کہ تم میری اطاعت کرو کہا ہاں کہا اچھا لکڑی جمع کرو پھر آگ منگا کر لکڑیوں کو سلگایا

پھر کہا تم کو قسم ہے تم اس آگ میں گھس جاؤ وہ ایک جمع ہوئے اس میں کو کہا تم تو طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ سے
بھاگ کر گئے ہو سو تم جلدی نہ کرو جب تک حضرت سے نہ ملو اگر وہ تم کو حکم کریں کہ آگ میں داخل ہو تو تم داخل ہو جانا
وہ پھر کر پاس حضرت کے آئے یہ خبر دی فرمایا اگر تم آگ میں داخل ہوتے تو پھر کبھی باہر نہ نکلتے اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ
طاعت تو امر معروف میں ہوتی ہے نہ فعل منکر میں اَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ ابن عمر نے مرفوعاً کہا ہے کہ سمع وطاعت
مرد مسلمان پر محبوب و مکروہ میں جب تک امر معصیت نہ کیا جاوے اور معصیت کیا جاوے تو پھر نہ سمع ہے نہ طاعت رَوَاہُ
وکرہ میں عسر و یسر میں عبادۃ ثقتہ میں ہم پر اور یہ کہ نزاع نہ کریں ہم امر میں اہل اس سے فرمایا مگر یہ کہ دیکھو تم کفر صریح
جس میں تمہارے پاس کوئی برہان ہو دلیل طرف سے اللہ کے اَخْرَجَاهُ انس کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ سنو اور کہا مانو گرچہ
امیر کیا جاوے تم پر کوئی عبد حبشی جس کا سر مثل منقی کے ہے جیسے چھوہارہ رَوَاہُ الْبُخَارِيُّ ابو ہریرہ کہتے ہیں وصیت
کی مجھ کو میرے خلیل نے کہ سنوں اور اطاعت کروں گو کوئی غلام حبشی ہو جس کے اعضا کٹے ہوں رَوَاہُ مُسْلِمٌ ام حصین
نے حضرت کو سنا حجۃ الوداع میں خطبہ پڑھتے تھے فرمایا وَلَوِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ اسْمَعُوْا
لَهٗ وَاَطِيْعُوْا رَوَاہُ مُسْلِمٌ دوسرا لفظ یہ ہے عَبْدًا حَبَشِيًّا مُجَدَّعًا ابو ہریرہ مرفوعاً کہتے ہیں نزدیک ہے کہ والی ہوں گے
تمہارے پیچھے میرے بعد بھلے بھی کہ والی ہو نیک آدمی اپنی نیکی سے اور فاجر آدمی اپنی فجور سے تم ان کی سنو اور مانو ہر بات میں جو موافق حق ہو
نماز پڑھو پیچھے ان کے اگر وہ اچھا برتاؤ کریں گے تو اس کا نفع تم کو اور ان دونوں کو ہوگا اور اگر برا کریں گے تو تم کو اس کا نفع ہے
اور ان پر اس کا نقصان رَوَاہُ ابْنُ جَرِيْرٍ حدیث ابی ہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ بنی اسرائیل کی سیاست انبیا کرتے تھے
جب ایک نبی مر جاتا تو اس کے بجائے دوسرا نبی ہوتا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا ہاں خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے
صحابہ نے کہا اے رسول خدا ہم کو آپ کیا حکم کرتے ہیں فرمایا وفا کرو بیعت اول فاول کو دو ان کو حق ان کا بے شک اللہ
پوچھے گا ان سے ان کی رعیت کو اَخْرَجَاهُ ابن عباس نے کہا حضرت نے فرمایا ہے جو کوئی دیکھے اپنے امیر سے کوئی شی جس کو مکروہ
جانتا ہے تو چاہیے کہ صبر کرے کیونکہ کوئی شخص جماعت کو ایک بالشت نہیں چھوڑتا پھر مرتا ہے تو اس کا مرنا
جاہلیت کا سا مرنا ہوتا ہے اَخْرَجَاهُ ابن عمر نے حضرت سے سنا فرماتے تھے جس نے کھینچا ہاتھ اپنا طاعت
سے وہ ملیگا اللہ سے دن قیامت کے اس کے لیے کوئی حجت نہ ہوگی اور جو کوئی مرا اور نہیں ہے اس کی
گردن میں بیعت اس کی موت جاہلیت کی سی ہے رَوَاہُ مُسْلِمٌ حدیث طویل ابن عمرو بن العاص میں
مرفوعاً آیا ہے مَنْ بَايَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ فَلْيُطِعْهُ اِنِ اسْتَطَاعَ
فَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ يُنَازِعُهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ بِطُوْلِهٖ احادیث اس باب میں بہت آئی ہیں

ابن عباس نے کہا مراد اولی الامر سے اہل فقہ و دین ہیں مجاہد و عطا و حسن بصری و ابو العالیہ کا لفظ یہ ہے کہ
مراد علماء ہیں قال تعالیٰ لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ
وقال تعالیٰ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۔ حدیث صحیح متفق علیہ میں ابوہریرہ سے آیا ہے کہ حضرت
نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے
میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی یہ اوامر ہیں
ساتھ اطاعت علماء و امراء کے اسی لیے اللہ نے یہ فرمایا کہ اطاعت کرو تم اللہ کی یعنی اتباع کتاب اللہ کرو اطاعت کرو
رسول کی یعنی سنت پہ چلو اطاعت کرو حکم والوں کی یعنی طاعت اللہ میں بمعصیت اللہ میں کیونکہ نہیں طاعت واسطے
کسی مخلوق کے اللہ کی معصیت میں جس طرح حدیث صحیح میں گذر چکا ہے کہ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ عمران بن حصین کا لفظ مرفوع
یہ ہے لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ ف مجاہد و غیر واحد سلف نے کہا ہے کہ رد الی اللہ والرسول سے مراد کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ ہے امر کا کہ جس شئی میں لوگ تنازع کریں اصول و فروع دین میں سے تو وہ تنازع
طرف کتاب و سنت کے پھیر دیا جاتا ہے کما قال تعالیٰ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللهِ سو جس بات کا کتاب و
سنت حکم کریں اور اس کی صحت پر شہادت دیں وہی بات حق ہے وَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ اسی لیے اللہ نے
یہ کہا کہ اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور دن آخرت پر تو خصومات و جہالات کو طرف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
کے پھیر دو انہیں دونوں کی طرف حکومت کرو اپنے جھگڑوں میں یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جو کوئی تحاکم محل نزاع میں طرف
کتاب و سنت کے نہیں کرتا اور ان کی طرف رجوع نہیں لاتا ہے وہ اللہ و یوم الآخر پر ایمان نہیں رکھتا پھر فرمایا کہ یہ تحاکم طرف
کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے اور رجوع کرنا طرف ان کے فصل نزاع میں بہتر و نیک انجام ہے قالہ السدی
وغیر واحد مجاہد نے کہا بہتر جزا ہے یہ معنی ہی قریب ہیں تمام ہوا بیان ابن کثیر کا فتح البیان کا بیان فاتح تفسیر اس
آیت میں یوں ہے کہ جب اللہ نے قضاۃ و ولاۃ کو یہ حکم دیا کہ وہ درمیان لوگوں کے حق حکم کریں تو اب لوگوں کو بھی
یہ حکم دیا کہ وہ ان کے حکم کی اطاعت بجا لاویں اللہ کی طاعت یہی ہے کہ بجا آوے امر کو اور ڈلواہی کی کریں
رسول کی طاعت یہ ہے کہ جس بات کا حکم کیا ہے وہ کریں جس سے منع فرمایا ہے اس سے باز رہیں اولوا الامر سے مراد ائمہ و
سلاطین و قضاۃ و ہر صاحب حق و ولاۃ عدل ہیں جیسے خلفائے راشدین اور وہ لوگ جو ان کے بعد متقی و متبع
شرع ہو والی بولایت شرعیہ بولایت طاغوتیہ داخل ہے اس لفظ میں مراد طاعت ہے ان کی ہر امر و نہی میں جب تک
کہ معصیت نہ ہو کیونکہ حدیث میں آیا ہے لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ جابر بن عبد اللہ و جابر بن ...

ولاۃ سے اہل قرآن وعلم ہیں یہ ملک و ضحاک کا بھی یہی قول ہے دوسرا قول مجاہد کا یہ ہے کہ مراد اصحاب محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں ابن کیسان نے کہا مراد اہل عقل ورای ہیں ابن عباس نے کہا فقہا وعلماء ہیں جو لوگوں کو معالم دین
کی تعلیم کرتے ہیں یہی قول حسن و مجاہد و ضحاک کا بھی ہے راجح قول اول ہے اس لیے کہ احادیث میں حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے حکم دیا ہے طاعت ائمہ وولاۃ کا جس میں اللہ اور رسول کی بے معصیت ہو پھر جب کتاب و
سنت کے زوال ہو تو کچھ طاعت نہیں طاعت تو اسی جگہ واجب ہے جہاں موافقت حق ہو عطا نے کہا طاعت خدا
و رسول اتباع کتاب و سنت و اہل فقہ و علم ہے ابو ہریرہ نے کہا مراد امراء سرایا ہیں یعنی افسران فوج سپہ سالار
لشکر حدیثیں طاعت امراء میں بہت آئی ہیں صحیحین و غیرہما میں مگر مقید ہیں ساتھ اس بات کے کہ وہ طاعت امر
معروف میں ہو معصیت خدا میں نہ ہو ف مفسرین کے اقوال تفسیر اولی الامر میں دو طرح پر ہیں ایک یہ کہ
مراد امراء ہیں دوسرا یہ کہ مراد علماء ہیں لیکن کوئی مانع اس سے نہیں کہ یہ دونوں ہی مراد ہوں مگر اس آیت شریف
کو کوئی دلالت مراد مقلدین پر نہیں ہے اس لیے کہ امیر ہو یا عالم طاعت اس کی وسعت تک ہے کہ جب تک
امر اس کا موافق کتاب خدا و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے علماء نے تو خود یہ ارشاد کیا ہے کہ تقلید نہ کرو ائمہ
اربعہ بھی منع تقلید سے نہی فرما گئے ہیں سو طاعت ان ائمہ کی یہ ہے کہ آدمی تقلید چھوڑ دے تا کہ بعض علماء نے طرف
تقلید کے ارشاد کیا یا ترغیب دی تو وہ ارشاد ان کا طرف معصیت خدا کے ہوا اور بنص رسول صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہو چکا
ہے کہ معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں ہے یہ کہنا ہمارا کہ ارشاد طرف تقلید کے ارشاد طرف معصیت کے ہے اس لیے
ہے کہ جو کوئی عوام الناس کو جنہیں عقل و فہم و معرفت صواب از خطا نہیں ہے طرف مسائل تقلید کے ارشاد کرتا ہے تو
اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ ان کو طرف ترک عمل بکتاب و سنت کے راہ دکھاتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ عمل ان پر یہ ہے
علماء مقلدین کو ہے لازم چاہیے کہ جو کچھ وہ کریں وہی ان کے مقلد کریں اور جو وہ نہ کریں اس کو ان کے مقلد بھی نہ
کریں کتاب و سنت کی طرف التفات نہ ہو بلکہ شرط تقلید یہ ہے کہ امام کی رائے کو قبول کریں اس کی روایت کو
نہ مانیں کتاب و سنت کا سوال اس سے نہ کریں اگر یہ سوال کریں گے تو تقلید سے باہر ہو جاویں گے اس لیے کہ
وہ مطالب حجت ہوا مقلد نہ رہا ف واجب ہے طاعت امراء کی تدبیر حرب و ضرب میں اور بندوبست
معاش و جلب مصالح و دفع مفاسد دنیویہ میں کچھ بعید نہیں ہے کہ طاعت ان امور میں جو شریعت سے
نہیں ہیں یہی مراد ہو طاعت اولوا الامر سے اس لیے کہ اگر طاعت امراء کی ان امور میں مراد ہو گی
جن کو اللہ و رسول نے مشروع فرمایا ہے تو وہ داخل طاعت خدا و رسول ہے یہ بھی بعید نہیں

کہ طاعت امراء کی امور شرعیہ میں ہو جیسے واجبات غیرہ و واجبات کفایہ میں کہ جب حکم کسی واجب غیر کا کریں
یا کسی شخص کے منصب پر داخل ہونا واجبات کفایہ میں لازم کریں تو یہ ایک امر شرعی ہوا اس میں اُن کی اطاعت واجب ہے
بالجملہ جس طاعت اولی الامر کا حکم اس آیت میں ہے مراد اس سے وہی طاعت ہے جو احادیث متواترہ میں آئی ہے جب تک
کہ امر معصیت نہ کریں یا شخص مذکور کفر بواح نہ دیکھیں یا احادیث تفسیر میں آیت باب کی تقلید نہیں ہیں بلکہ طاعت میں
ان امراء کی آئی ہیں جن پر جہل و بعد علم سے تدبیر محاربات سیاست اجناد و جلب مصالح عباد میں غالب تھا ہوا اور
شرعیہ محضہ سو کتاب عزیز سنت مطہرہ اُن سے غنی ہیں اس آیت کو مقلدین نے ایک عمدہ دلیل تقلید علماء کی ٹھہرایا
تھا جس کو اس جگہ باطل کر دیا گیا انتہیٰ اس طرح کے شبہات اُن کے پاس اور بھی ہیں اور وہ دو طرح کے ہیں ایک
استدلال کسی آیت یا حدیث سے ثبوت تقلید احبار و رہبان پر ان کا جواب ابن القیم نے کتاب اعلام الموقعین میں
شوکانی نے قول مفید میں مفصل دیا ہے دوسرے ادلہ عقلیہ وہ ہر چند لائق التفات کے نہیں ہیں لیکن ان کا
جواب بھی کتاب دراسات اللبیب وغیرہ میں لکھا گیا ہے وللہ الحمد **ف** منازعت کے معنے ہیں اپنی کھینچ کرنا
گویا ہر ایک شخص دو متنازع میں سے دوسرے شخص کی حجت کو کھینچتا ہے مراد اس جگہ تنازع سے اختلاف ہے
سو مراد نجا رہے ظاہر ہے کہ یہ خطاب مستقل ہے مجتہدین کا اولی الامر کو نہیں ہے مگر بطور التفات کیونکہ یہ بیان
ہے کہ اگر تم لوگ رعایا جھگڑا کرو اولوالامر مجتہدین سے تو یوں کرو اس لیے کہ مقلد کو نہیں پہنچتا کہ وہ مجتہد سے
اُس کے حکم میں یا مجتہد سے قال ابو السعود اولی وہی قول اول ہے شیء سے مراد امور دین و دنیا ہیں لیکن جب فرمایا
کہ پھیر دو اس شے کو طرف اللہ و رسول کے تو اس سے یہ ظاہر ہوا کہ شے متنازع فیہ مختص باُمور دین ہے نہ امور دنیا کے
جب کسی شرعیہ منصوص میں نص صحیح امور مختلف فیہا سے جھگڑا ہو جیسے مذہب ... ضمان عاریت کا ذکر ہوا
تو اس شے کو اللہ یعنی اُس کی کتاب کی طرف اور رسول یعنی اُس کی سنت مطہرہ کی جانب بعد موت رسول کے
پھیر دو کیونکہ حیات میں رد کرنا یہی تھا کہ رسول سے سوال کیا جاتا یہ معنے ہیں رد الی اللہ والرسول کے
کسی نے کہا معنے رد کے یہ ہیں کہ جس بات کو نہ جانتا ہو اس کو یوں کہے اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ مگر یہ
قول ساقط ایک تفسیر باطل ہے مراد رد سے اس جگہ وہی معنے ہیں جو پہلے کہے گئے و مثلہ قولہ تعالیٰ وَلَوْ رَدُّوْهُ
اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۔ رد کرنا تنازع کا طرف کتاب
اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرض واجب ہے پھر اگر حکم اس کا کتاب اللہ میں مل گیا تو اس کو
اخذ کرے ورنہ سنت رسول میں جستجو کرے اگر اس میں بھی نہ ملے تو پھر راہ اس کو یہی کہ اجتہاد کرے

اور وقت نزاع کے قرآن و حدیث میں یا ایک پر ان دونوں سے التفات طرف آراء رجال و
قیل و قال و دشمنا کے نہ کرے کہ یہ ایک طرح کی ضد ہے ساتھ اللہ و رسول کے بعد ظہور حق کے لفظ
اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ دلیل ہے اس بات پر کہ یہ رد تنازع میں ہر واجب حتم ہے اور شان اس کی ہے اُس کی جو کوئی
ایمان رکھتا ہو اللہ و یوم آخر پر پس آیت میں دلالت ہے اس امر کی کہ جو شخص معتقد وجوب متابعت کتاب و سنت و حکم
کا بنصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ نہیں ہے وہ اللہ و روز آخرت پر ایمان بھی نہیں رکھتا ہے پھر فرمایا کہ یہ
مرجع خیر محمود العاقبتہ ہے ف بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اصول شریعت چار ہیں کتاب و سنت و اجماع و قیاس
ان چاروں کا ثبوت اس آیت سے ہوتا ہے اس ترتیب سے کہ کتاب و سنت کی طرف تو اشارہ اس لفظ سے ہے
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اس سے وجوب متابعت قرآن و حدیث ثابت ہوا وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ سے
نکلا کہ اجماع امت حجت ہے کیونکہ اللہ نے اطاعت اولی الامر کا بر سبیل جزم فرمایا ہے یا ضرور ہے کہ یہ اجماع امر مراد
امراء سے اہل حل و عقد ہیں اس سے قطعاً یہ پایا گیا کہ اجماع امت کا حجت ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ سے یہ نکلا کہ
قیاس حجت ہے یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ کتاب و سنت مقدم ہیں اجماع و قیاس پر مطلقاً ترک عمل بقرآن و حدیث بوجہ
قیاس کے جائز نہیں تخصیص ان کی قیاس سے روا نہیں خواہ قیاس جلی ہو یا خفی اور خواہ نص قبل اس کے مخصوص
ہوا یا نہیں بلفظ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ امر ہے بطاعت کتاب و سنت اور یہ امر مطلق ہے اس سے
ثابت ہوا کہ متابعت قرآن و حدیث کی واجب ہے خواہ کوئی قیاس معارض مخصص ان کے آئے یا نہ آئے اس پر رازی
وغیرہ نے نو وجوہ ادلہ لکھی ہیں پھر یہ کہا ہے کہ آیت باب دلیل ہے اس کی کہ ما سوا ان اصول اربعہ کے مردود ہے کسی مکلف
کو نہیں پہنچتا کہ کسی شے سے سوا ان اصول کے تمسک کرے پس استحسان جس کے ابو حنیفہ قائل ہیں اور استصلاح
جس کے قائل امام مالک ہیں اگر مراد ان الفاظ سے احد امور اربعہ مذکورہ ہیں تو یہ تغییر عبارت کا ہے کچھ فائدہ
اس میں نہیں ہے اگر کوئی شے مغایر امور اربعہ کے مراد ہے تو ٹھکانا یہ قول باطل ہیں یہی آیت ان کے بطلان
پر دلالت کرتی ہے انتہی ما صلہ ف بے شبہ مقلدین ائمہ مجتہدین غالباً کتب اصول فقہ وغیرہا میں اسی
طرح لکھتے چلے آئے کہ اصول دین چار ہیں قرآن و حدیث و اجماع و قیاس سو اصلیت قرآن و حدیث کی ایسی چیز ہے
کہ اس میں کسی فرد بشر کا اختلاف ساری امت میں سے از اول تا آخر نہیں ہے مقلدہ بھی کتاب و سنت کو اصل الاصول
بتاتے ہیں فروع مذہب کے انہیں اصول سے مستنبط کہتے ہیں مگر عمل کو فروع پر واجب یا مستحب سمجھ رکھا ہے
اور اصول پر عمل کرنے سے بسبب جہل و عدم فہم کے مانع ہوتے ہیں غرضکہ موافق و مخالف کے نزدیک

اصل ادلہ اہل حق کی شرع اسلام میں صرف دو چیزیں ہیں ایک قرآن دوسری حدیث تیسری چیز ان کے سوا نہیں ہے اجماع
کا ثبوت نہایت مشکل ہے جن مسائل کو اکثر کتب فروع میں اجماعی کہا ہے وہ صحیح نہیں ہے وہاں شاید کوئی نہ کوئی اہل
علم و اجتہاد سے ان مسائل میں مخالف گذرا ہے پھر کیا اجماع کہاں رہا علاوہ اس کے اجماع سکوتی حجت نہیں
ہو سکتا ہے ہاں اگر سارے شرائط اجماع کے بلا خلش ثابت ہو جاویں بعد وہ اجماع نصوص کتاب و سنت کے مخالف
و مزاحم و مصادم بھی نہ ہو بلکہ مستنبط و ماخوذ ہو کسی ایک آیت یا حدیث صحیح سے تب کہیں یہ اتفاق ہو سکتا
ہے نہیں تو کچھ نہیں یہی سبب ہے امام اہل سنت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے انکار اجماع کیا ہے کیونکہ بعد قرون حجیت انکار
اجماع وجود اس کا امت میں نہایت مشکل ہو گیا ہے جس کسی مسئلے میں بظاہر مخالفت مخالف کی نہ دیکھے اس کو اجماع
کہہ بیٹھے سو وہ کچھ حقیقت میں اجماع نہیں ہے، لَا نَعْلَمُ فِيْهِ خِلَافًا ہے۔ رہا قیاس سو اگرچہ ایک جماعت کبراء اہل
سنت کی منکر قیاس ہے جیسے ظاہریہ لیکن قول محقق یہ ہے کہ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ سے جواز عمل بقیاس
نکلتا ہے قیاس کے لیے اصول فقہ میں شرائط ہیں بعد وجود ان شرائط کے لائق التفات ہو سکتا ہے نہ علی الاطلاق
پھر قیاس انہیں کا معتبر ہے جو مجتہدین کاملین راسخین فی العلم ہیں نہ ہر غیر مجتہد و عامی کا پھر وہ قیاس لائق توجہ تب
ہے جو کہ جلی ہو نہ خفی وہ بھی اس جگہ ہے جہاں کوئی حکم نصوص کتاب و سنت سے بدلالت نص یا اشارت
نص بر آمد نہیں ہو سکتا ہے ورنہ جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق مزاولت قرآن و حدیث کی بخشی ہے اور فہم صحیح
اور قلب سلیم عنایت کیا ہے اور اس کو اقوال سلف صلحاء و ائمہ صحابہ و تابعین و اتباع تابعین پر عبور کامل
ہوا اور اکثر وقت اس کا شغل میں اسی کتاب و سنت و علوم اصول کے گذرتا ہے اور صاحب نیت صالحہ ہو وہ ہر
مسئلے کا اور خاص قرآن و حدیث یا عمومات و کلیات کتاب و سنت سے تا روز قیامت نکال سکتا ہے مجموع
قیاس جلی ہو نہ حاجت مند قیاس خفی نہ نیاز مند قال و قیل ہے یہ دعویٰ کیونکہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
کفیل احکام جملہ حوادث حال و استقبال الی یوم القیامۃ ہیں علماء قرآن و محدثین امت کو دیکھو کہ ان کے
طبقات کے طبقات اس مدت سیزدہ صد سال ہجرت میں اعصار و امصار مختلفہ میں گذر گئے کسی کو کسی مسئلے میں
نہ حاجت قیاس مجرد کی پڑی نہ رائے بحت کی یہ صحف شریفہ یعنی کتب صحاح و سنن و مسانید و معاجم سب کا کام
ان کا اکمل کیے ہیں بشکر قرآن و حدیث سے جو بات بدلالت نص ثابت ہو وہ بھی جزو کتاب و سنت ہیں یہی دو چیزیں ہیں
قرآن و حدیث لا ثالث لهما ولا رابع اسی لیے بعض محققین نے تصریح کی ہے اول جس کسی نے اجماع و قیاس کو داخل
اصول شریعت کیا بے دلیل ہے اصل الاصول تو یہی دو ستے ہیں جن کی طرف وقت عدم نص وقت وقوع

تنازع خلاف کے رد کرنا بحکم خدا واجب ہے اور جیسا امر کیا ہے اطیعوا میں واسطے وجوب کے آیا ہے اسی طرح یہ بات
ثابت ہو گئی ہیں متکلمین کا کلام کہ اصل عام دلالت جواب ہے سو مفصل یہی آیت دلیل ہے اس پر کہ ظاہر روایات حجت
ہوتا ہے کلام اس آیت میں کہ استنباط و تفقہ ازروی تحقیق بہت طویل ہے یہ جگہ لائق اس کی تفصیل کے نہیں ہے امام
رازی نے تفسیر میں تطویل کی ہے واللہ التوفیق أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا
أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن
يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ
يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ۝ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ
يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ
عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝ تونے نہ دیکھے وہ لوگ جو دعوی کرتے ہیں کہ
یقین لائے ہیں اس پر جو اترا تیری طرف اور وہ جو اترا تجھ سے پہلے چاہتے ہیں کہ قضیہ لیجاویں شیطان کی
طرف اور حکم ہو چکا ہے ان کو کہ اس سے منکر ہو جاویں چاہتا ہے شیطان کہ ان کو بہکا کر دور ڈالے اور جب ان کو کہیے
آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اس نے اتارا اور رسول کی طرف تو تو دیکھے منافقوں کو بند ہوتے ہیں تیری طرف سے
رک کر پھر وہ کیسا کہ جب ان کو پہونچے مصیبت اپنے ہاتھوں کے کیے سے پھر آویں تیرے پاس قسمیں کھاتے اللہ کی کہ
ہم کو غرض نہ تھی مگر بھلائی اور ملاپ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے جو ان کے دل میں ہے سو تو ان سے تغافل کر اور ان کو
نصیحت کر اور ان سے کہہ ان کے حق میں کام کی بات **ف** مدینہ میں ایک یہودی اور ایک منافق کہ ظاہر میں مسلمان
جھگڑنے لگے یہودی نے کہا کہ چل محمد کے پاس صلی اللہ علیہ وسلم منافق نے کہا کہ چل کعب بن اشرف کے پاس یہود کا
سردار تھا آخر حضرت کے پاس آئے حضرت نے یہودی کا حق ثابت کیا منافق نے باہر نکل کر کہا کہ چلو عمر کے پاس
وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مدینے میں قضا کرتے تب منافق نے جانا کہ تقویت اسلام کریں گے جب گئے
ان کے آگے یہودی نے کہہ دیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ہم جا چکے ہیں وہ فیصلہ کر چکے ہیں حضرت عمر نے
منافق کی گردن ماری اس کے وارث حضرت کے پاس گئے دعوی خون کا کیا اور قسمیں کھانے لگے کہ ہم گئے تھے اس
واسطے کہ شاید صلح کرا دیں تب یہ آیتیں نازل ہوئیں اور ان کا فاروق نام فرمایا انتہی **ف** ابن کثیر کہتے ہیں
کہ یہ انکار ہے طرف سے اللہ کے اس شخص پر جو دعوی ایمان کا کرتا ہے اس پر جو اللہ تعالی نے اپنے رسول پر اور
پہلے رسول نبیوں پر اتارا ہے اور ساتھ اس کے یہ چاہتا ہے کہ محاکمہ فصل خصومات میں طرف غیر کتاب

اللہ و سنت رسول اللہ کے کہ جس طرح سبب نزول اس آیت میں مذکور ہے جیسا گذرچکا کہ ابہی اگر کچھ کہا ہو کمی آپ علیہ
ہو اس سبب اس لیے کہ ذم کرتی ہی ہر عدول کرنے والے کو کتاب و سنت سے جو تحاکم طرف اُن کے کرتا ہو یا مائل ہوکر
جاتا ہو بہی طرف طاغوت سے اس جگہ پر فرمایا کہ اعراض کرتے ہیں تجھ سے شل مشکل جس طرح اللہ نے مشرکین
سے نقل کیا ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا سو یہ لوگ
برخلاف مومنین کے ہیں جن کے حق میں اللہ نے یوں فرمایا ہے إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى
اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا الآية پھر اللہ نے ذم منافقین میں کہا کہ ان کا
حال تو کیسا ہو جب مقادیر اُن کو طرف تیرے لے آتے ہیں جب اُن مصائب کے جو اُن کے گناہوں کی وجہ سے
اُن کو پہونچتے ہیں اور وہ طرف اس آنے کے محتاج ہوتے ہیں تب تیرے پاس آکر قسمیں کہاتے ہیں اور عذر
کرتے ہیں کہ ہمارا غیر کے پاس جانا اور تمہارے اعدا کی طرف تحاکم کرنا محض اس ارادے سے تھا کہ آپس میں موافقت
سے زندگی بسر ہو مدارات و مصانعت ہو ہم یہ عقیدہ کی راہ سے اُن کے پاس نہیں جاتے کہ اُن کی حکومت کو اچھا سمجھتے ہوں
کما اخبر تعالی عنہم فی قولہ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى الی قولہ
فَيُصْبِحُوا عَلَى مَا أَسَرُّوا فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ ابو برزہ اسلمی ایک کاہن تہا جب باہم یہود کو تنازع
ہوتا تو وہ حکم دیتا کچھ مشرکین اُس کے پاس گئے اس پر اللہ نے آیت اتاری پہر کہا کہ اللہ اُن منافقوں کے حال
سے اور جو کچھ اُن کے دلوں میں ہے خوب جانتا ہے اس پر کوئی بات مخفی نہیں وہ اُن کو جزا اس نفاق کی دیگا تو
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی پر اکتفا کر کہ کچھ ملامت اُن کے حال پر نہ کر وہ ان نفاق سے الگ منع کر کلام بلیغ
نصیحت ہو ف فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ اس آیت میں تعجب دلایا ہے حضرت کو حال سے اُن لوگوں کے جو دعوی
کرتے ہیں کہ وہ ایمان رکہتے ہیں قرآن و کتب سابقہ پر اور ایسا کام کرتے ہیں جس سے بطلان اُن کے دعوی کا ہوتا ہے
کہ چاہتے ہیں تحاکم طرف طاغوت کے حالانکہ قرآن و کتب سابقہ میں اُن کو یہ حکم ہے کہ طاغوت کا انکار کریں
جلاس بن صامت و معتب بن قشیر و رافع بن یزید دعوی اسلام کا کرتے تہے اُن کی قوم کے بعض مسلمانوں نے آپس کی
خصومت میں اُن سے کہا کہ چلو پاس رسول اللہ کے انہوں نے کہا کہ چلو پاس کاہنوں حکام جاہلیت کے وہ فیصلہ کر دیگا اس پر یہ آیت اتری معلوم ہوا کہ مسلمان کو
چاہیے کہ فیصلہ اپنے قضایا کا کسی غیر حاکم اسلام سے طلب نہ کرے بلکہ اللہ رسول سے فیصلہ ہر قضیے کا چاہے جو ایسا نہیں کرتے
ہیں وہ منافق ہیں آپ بہی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بہی گمراہ کرتے ہیں کیونکہ خوب جانتے ہیں کہ کتاب و سنت کا حکم
صریح ہے اللہ و رسول رشوت نہیں لیتے ان منافقوں کا حال یہ ہے کہ جب اُن پر کوئی مصیبت پڑتی

ہو تو پاس رسول کے دوڑے آتے ہیں قسمیں کھا کھا عذر کرتے ہیں کہ ہمارا مطلب غیر کے پاس جانے سے یہی تھا کہ آپس میں
ملاپ ہو جاوے سلوک ہو جاوے کچھ سوا اللہ کو حال اُن کا نفاق عداوت حق و عذر لنگ دروغ کا بخوبی معلوم ہے
اُن سے تم کو اعراض کرنا چاہیے پھر یا اعراض آیت قتال سے منسوخ ہو گیا قول بلیغ سے مراد وعظ موثر ہے یا وہ کلام
جو مشتمل ہو ترغیب ترہیب عذر انذار و وعد و وعید پر وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ
اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَھُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا
قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اُس کا حکم مانیے اللہ کے فرمان سے اور اگر ان
لوگوں نے جس وقت اپنا برا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور رسول اُن کو بخشواتا تو پاتے اللہ کو
معاف کرنے والا مہربان سو قسم ہے تیرے رب کی اُن کو ایمان نہ ہوگا جب تک تجھی کو منصف جانیں جو جھگڑا
اُٹھے آپس میں پھر نہ پاویں اپنے جی میں خفگی تیری چکوتی سے اور قبول رکھیں مان کر ف اللہ نے فرمایا کہ اطاعت
رسول کی جن کی طرف وہ بھیجا گیا ہے اُن پر فرض ہے مجاہد نے کہا اطاعت نہیں کرتا کوئی مگر میرے حکم سے اطاعت
رسول کی وہی شخص کرتا ہے جس کو میں توفیق دیتا ہوں لقولہ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَھُمْ
بِاِذْنِهٖ مراد اذن سے امر و قدر و مشیت و تسلط ہے کذا الکشاف ان کو ان پر پھر عاصیان مومنین کو یہ ارشاد کیا کہ
جب اُن سے کوئی خطا و عصیاں واقع ہو تو وہ پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آکر اللہ سے استغفار کریں اور حضرت
سے بھی سوال کریں کہ آپ ہمارے لیے استغفار کریں اس سے اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول کرے گا اور ان پر رحم و مغفرت فرمائے گا
اسی لیے کہا ہے لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ایک جماعت نے جن سے ایک شیخ ابو منصور صباغ ہیں انہوں نے اپنی کتاب
شامل میں حکایت مشہور کو عتبی سے نقل کیا ہے عتبی نے کہا میں پاس قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھا تھا کہ ایک
گنوار نے آکر کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ میں نے اللہ کو سنا فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ
سو میں آیا ہوں پاس تمہارے استغفار کرتا ہوا اور تم کو شفیع بناتا ہوا طرف اپنے رب کے پھر اُس نے یہ شعر پڑھے
يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ ۔ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ ۔ نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ
سَاكِنُهٗ ۔ فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ ۔ پھر وہ اعرابی چلا گیا عتبی نے کہا میری آنکھ لگ
گئی میں نے حضرت کو دیکھا خواب میں فرمایا اے عتبی اِلْحَقِ الْاَعْرَابِيَّ فَبَشِّرْهُ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَهٗ یعنی اس
گنوار سے جا کر کہہ دے کہ اللہ نے اُس کو بخش دیا انتہی یہ حکایت نہ کوئی آیت ہے نہ حدیث ایک قصہ ہے اگر سچی

ہو تو اس طرح پر حجت نہیں ہے کہ بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک قبر مطہر مقدس مرقد مصطفوی کے جاکر استغفار
استشفاع کرے اس لیے کہ حکم آیت کا متعلق زمانہ حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا نہ بعد وفات سو اسی لیے کتاب
صارم منکی میں اس طرح کے استدلال کو آیت شریف سے رد کیا ہے اور صحت حکایت کا بھی انکار فرمایا ہے واللہ اعلم۔
ف اللہ پاک نے اپنے نفس کریمہ مقدسہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ کسی ایک کا ایمان درست نہیں ہے جب تک کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جمیع امور میں نہ مانے جو حکم حضرتؐ نے دیا ہے وہی حق ہے اسی کا انقیاد باطناً و ظاہراً
واجب ہے پھر اس حکم سے دل میں تنگی بھی نہ آوے یعنی اگرچہ ظاہر میں مان لیا لیکن اگر دل میں تنگی ہے تو بھی ایمان ٹھیک
نہ رہا ایمان اسی وقت ہے کہ ظاہر و باطن میں اس حکم پر راضی ہو کسی طرح کی ناخوشی جی میں نہ آوے یہی معنی
ہیں وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا کے کہ بغیر ممانعت و مدافعت و منازعت حکم رسولؐ کو قبول کرے حدیث شریف میں آیا ہے
لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ بخاری میں آیا ہے عروہ نے کہا خصومت کی زبیرؓ نے
ایک مرد سے شراج حرہ میں حضرتؐ نے فرمایا اے زبیر تم پانی سینچکر چھوڑ دو کہ تمہارا ہمسایہ پانی لے اس پر انصاری
نے کہا اے رسول خدا آخر یہ تمہاری پھوپھی کے بیٹے ہیں حضرتؐ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا فرمایا اے زبیر
پانی لے کر پانی کو روک رکھو کہ طرف دیواروں کے جاوے پھر اس کو چھوڑ دو کہ تمہارے ہمسائے کو ملے غرضکہ حضرتؐ
نے زبیر کو پورا حق انکا دلوایا صریح حکم سے انصاری کے غصہ دلانے پر ورنہ پہلے ایسا حکم دیا تھا جس میں دونوں کیلیے
گنجایش تھی زبیرؓ نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ یہ آیت اسی باب میں اتری ہے هكذا رواه البخاري اس کو
بخاری نے کئی جگہ صحیح میں ذکر کیا ہے اگرچہ صورت اس حدیث کی ارسال ہے لیکن معنی متصل ہے امام احمد
بھی اس کو مرسل روایت کیا ہے حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے مگر شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا یہ بات
بڑی تعجب کی ہے جو حاکم نے کہی اس لیے کہ حدیث مذکور بخاری میں موجود ہے اور بالفاظ و طرق مختلفہ نسائی
وغیرہ میں بھی آئی ہے ابن کثیر نے سلسلہ طرق و الفاظ اس کے تفسیر میں لکھے ہیں سعید بن مسیب نے کہا یہ آیت
حق میں زبیر بن العوام و حاطب بن ابی بلتعہ کے اوتری ہے دونوں میں بابت پانی کے جھگڑا ہوا حضرتؐ نے حکم دیا
پہلے اعلے پھر اسفل کو پانی دیا جاوے یہ خبر بھی مرسل ہے مگر اس میں نام انصاری کا مذکور ہے اس کے سوا ایک اثر
غریب میں ایک اور دوسرا قصہ نزول اس آیت کا آیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس جھگڑے گئے انہوں نے تلوار سے
اس شخص کو مار ڈالا جس نے فیصلہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو منظور نہ کیا تھا وہ اثر بھی مرسل ہے اس کی سند میں
ابن لہیعہ ضعیف ہے فتح البیان میں ہے کہ آنا پاس حضرتؐ کے مختص بزمان حیات تھا بعد وفات کے قبر مطہر

مرقد منور کے پاس آئی نے پاس آیت میں دلیل نہیں ہے اسی لیے اس احتمال بعید کی طرف کوئی شخص بعد
المدة ہے نہیں گیا نہ صحابی نہ تابعی نہ تبع تابعی حکم کہتے ہیں منصف کو سو جب تک آپس کے جھگڑوں میں تجھ کو
حکم نہ کریں اور آپ کے فیصلے پر رضامند ہوں ایمان صحیح نہیں ہو جب کے سننے میں دل تنگ ہوتا یا گنہگار ہوتا ہے بلکہ حکم
نبوی تسلیم کے سننے میں منقاد ہونا ظاہر او باطنا زجاج نے کہا یعنے جی میں کوئی شک و شبہ نہ آوے ظاہر
ہے کہ آیت شامل ہر فرد کو ہر حکم میں حیات میں تحاکم طرف حضرت کے تھا بعد موت کے تحاکم طرف قرآن و
حدیث کے ہے یا طرف اہل قضاۃ کے جو با وجود دلیل کتاب و سنت کی اپنی رائے مجرد سے تحکیم نہیں کرتے شوکانی نے فرمایا
ہے وفی هٰذا الوعید الشدید ما تقشعر له الجلود و ترجف له الافئدۃ یہ اس لیے کہ پہلے قسم کھائی
پھر اس قسم کی تاکید حرف نفی سے کی بیان جو راس ایمان صلحاء عباد کا ہے اس کی نفی فرمائی یہاں تک کہ تحکیم
رسول حاصل ہو پھر اس پر بھی اکتفا نہ کیا یہ کہا کہ اس تحکیم سے جی میں برا ماننے یعنے مجرد تحکیم و اذعان کافی
نہیں ہو جب تک کہ دل و رضائے خاطر و طیب نفس و ثلج قلب اس انصاف نبوی پر مطمئن نہ ہو پھر اس پر بھی اکتفا
نہ کیا انقیاد کامل کو ضم کیا رازی نے کہا کہ ظاہر آیت دلیل ہے اس بات پر کہ تخصیص نص کی ساتھ قیاس کے جائز
نہیں ہو اس لیے کہ آیت دلیل ہے اس پر کہ متابعت قول و حکم رسول علی الاطلاق واجب ہے عدول کرنا اس سے طرف
غیر کے ہرگز روا نہیں جیسا مبالغہ اس آیت میں ہر کسی اور تکالیف میں پایا نہیں جاتا اس سے وجوب تقدیم عموم
قرآن و خبر کا حکم قیاس پر ثابت ہوتا ہے اللہ نے بیان کیا کہ ایمان کامل نہیں ہوتا مگر جب ہی کہ طرف حرج کے
التفات نہ کرے نص کو تسلیم کلی مان لے انتہی یہ کلام نہایت قوی و حسن ہے واللہ اعلم وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ

اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ

بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا

مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ

وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ اگر ہم ان پر حکم کرتے

کہ ہلاک کرو اپنی جان یا چھوڑ نکلو اپنے گھر تو کوئی نہ کرتے مگر تھوڑے ان میں اور اگر یہ کریں جو ان کو نصیحت ہوتی ہے

تو ان کے حق میں بہتر ہو اور زیادہ ثابت ہوں دین میں اور اسی میں ہم دیں ان کو اپنے پاس سے بڑا ثواب اور چلا دیں

ان کو سیدھی راہ اور جو لوگ حکم میں چلتے ہیں اللہ و رسول کے ان کے ساتھ ہیں جن کو اللہ نے نوازا نبی اور صدیق اور شہید

اور نیک بخت اور خوب ہے ان کی رفاقت یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اللہ بس ہے خبر رکھنے والا ف

ع ۹

یعنی ملک کے حکم مین ہو جان تک دریغ نہ کرنا چاہیئے اگر اللہ یہ حکم فرماتا تو یہ منافق کب کر سکتے یہ حکم تو نصیب کے
ہیں نہیں یہ چلین تو نفاق جاتا رہے اور مومن ہو جائین غنیمت ہے نہیں جہاد ترف نبی وہ لوگ جن کو اسکی خبر
سو وحی آتی یعنی فرشتہ ظاہر مین پیغام کہہ جاوے اور صدیق وہ کہ جو وحی مین آوے اسکا بھی آپ ہی اس پر گواہی
دو شہید وہ جن کو پیغمبر کے حکم پر ایسا صدق آیا کہ اس پر جان دی اور نیک بخت وہ جن کی طبیعت نیکی پر چلی
ہوئی ہو تو جو کوئی ایسے نہیں ہین لیکن حکم برداری مین لگ جاتے ہین اللہ ان کو بھی ان کے ساتھ گنے گا آگے اسکے ذکر
ہے جہاد کا **ف** ابو اسحاق سبیعی نے کہا جب آیت بالا اتری ایک آدمی نے کہا اگر ہم کو حکم ہوتا تو البتہ ہم کرتے
اللہ کو حمد ہے جس نے ہم کو عافیت دی یہ بات حضرتؐ کو پہونچی فرمایا میری امت مین وہ لوگ ہین جن کے دلون
میں ایمان پہاڑون سے زیادہ ثابت ہے رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم کا لفظ یہ ہے کہ جب یہ آیت آئی کچھ لوگون نے
اصحاب حضرتؐ مین سے کہا لو فعل ربنا لفعلنا حضرتؐ نے فرمایا اَلْاِیْمَانُ اَثْبَتُ فِیْ قُلُوْبِ اَهْلِهٖ مِنَ الْجِبَالِ
الرَّوَاسِیْ سدیؒ نے کہا فخر کیا ثابت بن قیس بن شماس اور ایک یہودی نے یہودی نے کہا واللہ لکھا اللہ نے ہم پر قتل سو قتل
کیا ہم نے اپنی جانون کو ثابت نے کہا واللہ اگر اللہ ہم پر بھی لکھتا تو ہم اپنی جانون کو قتل کرتے اسپر یہ آیت اتری
عامر بن عبداللہ نے کہا جب آیت آئی مَا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِیْلٌ مِّنْهُمْ حضرتؐ نے کہا لو نزلت لکان ابن ام
عبد منہم شریح بن عبید نے کہا حضرتؐ نے اس آیت کو پڑھا ہاتھ سے طرف عبداللہ بن رواحہ کے اشارہ
کیا پھر فرمایا کہ اِنَّ اللہَ کَتَبَ ذٰلِكَ لَکَانَ هٰذَا مِنْ اُولٰٓئِكَ قَلِیْلٌ اسی پر اکثر نے کہا کہ اگر وہ امر بجا لائین
نہی کو ترک کرین تو یہ بہتر ہے واسطے ان کے مخالفت امر و ارتکاب نہی سے سدی نے کہا تثبیت سے مراد تصدیق
ہو اجر عظیم جنت ہے ہدایت صراط مستقیم دنیا و آخرت مین ہے پھر یہ فرمایا کہ جو کوئی عمل کرتا ہے اللہ کے امر پر باز
رہتا ہے اللہ کی نہی سے اللہ اُس کو اپنے دار کرامت مین ساکن کرے گا اُس کو رفیق انبیا علیہم السلام فرما دیگا
صلحا وہ ہین جن کے سرائر و علانیہ صالح ہین عائشہؓ نے کہا حضرتؐ نے فرمایا کوئی نبی نہیں ہے کہ بیمار پڑے
مگر اختیار دیا جاتا ہے اُس کو درمیان دنیا و آخرت کے جس بیماری مین حضرتؐ کا انتقال ہوا جب مجھ کو
لگا کہنے لگے مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللہُ عَلَیْهِمْ الخ تب جانا کہ اختیار دیا گیا رواہ الشیخان یہی معنی ہین اس قول کے
جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اَللّٰهُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی تین بار کہا **ف** سعید بن جبیرؒ نے کہا ایک
انصاری پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آیا وہ غمگین تھا حضرتؐ نے کہا اے فلان تو کیا غمگین ہوا
ہے اُس نے کہا اے نبی اللہ ایک بات مین فکرمند ہون پوچھا کیا کہا ہم صبح شام آتے ہین آپ کی

ہین آپکی صورت دیکہتے ہین پاس بیٹہ کر مین آپکل ہمراہ انبیا کے ہونگے ہم آپ تک نہ پہونچ سکینگے حضرت نے کچہ جواب
نہ دیا جبریل علیہ السلام یہ آیت لائے حضرت نے آدمی بہیجکر اوسکو یہ بشارت سنائی رواہ ابن جریر مرسلا مسروق
وعکرمہ و مسلم و شعبی و قتادہ و ربیع سے بہی مروی ہے لیکن سند اول احسن ہے عائشہ کا لفظ یہ ہے کہ ایک شخص آکر کہا ای رسول اللہ
تم مجکو میری جان اور اہل سے اور ولد سے زیادہ محبوب ہو مین جب گہر مین تمکو یاد کرتا ہون تو صبر نہین کرتا یہانتک کہ
آکر تمکو اپنی آنکہ سے دیکہتا ہون پہر جب مجکو اپنی اور تمہاری موت یاد آتی ہے مین جانتا ہون کہ تم جنت مین ہمراہ انبیا کے
ہوگے مین اگر بہشت مین گیا مجکو ڈر ہے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ تم کو نہ دیکہون حضرت نے کچہ جواب اوسکو نہ دیا یہانتک کہ یہ آیت
اوتری رواہ ابو بکر بن مردویہ اسکو حافظ ابو عبداللہ مقدسی نے بہی کتاب صفۃ الجنۃ مین لکہا ہے پہر کہا کہ آگے اسناد
باکشا ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ ایک آدمی نے آکر کہا اے رسول اللہ مین آپکو دوست رکہتا ہون اپنے گہر مین آپ کو یاد
کرتا ہون مجہپر جدائی شاق گذرتی ہے مین جانتا ہون کہ ورے مین ہمراہ آپکے ہون حضرت نے کچہ جواب دیا اللہ نے
یہ آیت اوتاری رواہ ابن جریر و ابن مردویہ ایضا عن الشعبی مرسلا ربیعہ بن کعب نے کہا مین شب کو نزدیک حضرت
کے بسر کرتا تہا ایک بار پانی وضو و حاجت کا لایا مجہسے فرمایا کچہ مانگ مین نے کہا مین آپ کی مرافقت جنت مین مانگتا ہون
فرمایا بعد کچہ اور سوا اسکے مین نے کہا بس یہی سوال ہے فرمایا مدد کر میری اپنی جان پر کثرت سجود سے رواہ مسلم اسکے
دو معنی ہین ایک یہ کہ سجود سجدہ و عبادت مستقلہ ہے کثرت اوسکی موجب رفاقت حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے جنت مین
شوکانی کا مختار یہی ہے نزل الابرار مین بہی اسکو راجح ٹہیرایا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ مراد کثرت نماز نافلہ ہے
اور اگر دونو معنے مراد ہون تو بہی کوئی مانع نہین ہے واللہ اعلم عمرو بن مرہ جہنی کہتے ہین ایک آدمی پاس حضرت کے
آیا کہا اے رسول خدا مینے گواہی دی اس بات کی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور نماز پنجگانہ پڑہی رمضان
کے روزے رکہے فرمایا جو کوئی اسی حالت پر مریگا وہ ہمراہ نبیین صدیقین شہداء و صالحین کے ہوگا دن قیامت کو اس
طرح اور اپنی انگلیان کہڑی کین جب تک کہ نافرمانی نہین کی ماں باپ کی رواہ احمد و الطبرانی معاذ بن انس رض
نے مرفوعا کہا جو شخص ہزار آیتین راہ خدا مین پڑہے وہ لکہا گیا دن قیامت کو ہمراہ نبیین و صدیقین و شہداء
و صالحین کے اور یہ رفاقت بہت اچہی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ رواہ احمد ترمذی کا لفظ ابو سعید سے یہ ہے کہ تاجر صدوق
امین ہمراہ ان چارون کے ہے پہر کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے **ف** ابن کثیر کہتے ہین ان سب سے بڑہکر اور اعظم
تر دو بشارت ہے جو صحیح و مسانید وغیرہما مین بطرق متواترہ ایک جماعت صحابہ سے آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچہا کہ ایک آدمی ایک قوم کو دوست رکہتا ہے اور انکے ساتہ ملحق نہین ہے یعنے ان کے سے عمل

صالح اوس شخص کی نہیں پہنچی فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی ہمراہ اسکے ہے جسکو دوست رکھتا ہے اور رجا بہ ہے انس نے
کہا فَمَا فَرِحْنَا بِشَیْءٍ فَرَحَنَا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ یعنی جیسی خوشی مسلمانوں کو اس بات سے ہوئی کسی شے سے نہوئی
دوسری روایت میں انس نے یوں کہا ہے اِنِّیْ لَاُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ
عَنْهُمَا وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ مَعَهُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِاَعْمَالِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ **ف** اے میرے اللہ تو جانتا ہے کہ میں باوجود
بیشمار معاصی کے تجھکو اور تیرے رسول اور سارے انبیا و صدیقین و شہدا و صلحا و اولیا و ائمہ دین مجتہدین شرع مبین
متقین متبعین کتاب و سنت کو تہ دل سے دوست رکھتا ہوں سب صحابہ و اہل بیت رسالت کا محب ہوں اگرچہ مجھسے کوئی
کام انکا سا نہ ہو سکا بلکہ کوئی بھی عمل صالح جو لائق تیرے مرضی کے ہو نہیں ہو سکا اور اگر میرا جی کسی اچھے کام کو چاہتا ہے
تو ہزار مانع نماری بھی مجھکو اوس سے روکتے ہیں اور فرضا اگر کوئی عمل صالحہ وقوع میں آتا ہوگا تو صد ہا خلل اوس کی
صحت و قبول میں طرح طرح کے ابنائے زمان کے واقع ہوتے ہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ سچے دل سے زبان سے گواہی
توحید و رسالت کی دیتا ہوں شرک بدعت کو حسب قدرت و فہم خود نفور ہوں نماز روزہ ظاہری اور اکثر ہوتے ہیں
اگرچہ آلودہ ہزار وسوسہ و خلل کیوں نہ ہو سو اگر بفحوائے سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ و بمقتضائے اِنَّ التَّخْیِیْبَ
الطَّاعَاتِ تو از محض فضل و کرم و رحم اپنے مجھکو بخشدیگا اور حشر و نشر و موقف و دار النعیم میں ہمسایگی درجات
اپنے دوستوں کی بموجب بشارت پر بشارت آیت شریف اور حدیث صحیح مذکور لطف عطا کریگا تو کچھ تیرے
رتبہ عالی و درجہ متعالی سے دور و بعید و دشوار نہیں ہے تو سچا ہے اور تیرا رسول اچھی بات کا بتلانے والا ہے مجھسے کمینہ ناچیز
معترف بخطا کا بخشدینا تیری رحمت وسیع و کرم عمیم کے سامنے کیا بڑی بات ہے میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایسا
رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور توبہ قبول کرتا ہے اور ناامیدی کو اپنے عاجز بندوں پر پسند نہیں فرماتا ہے مجھکو امید ہے
کہ اللہ پاک مجھے بخشیگا اور مجھکو حضور فیض معمور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و خدمت انبیاء کرام و صحابہ
عظام و عترت طاہرہ و صلحائے امت کے دن قیامت کو دار القرار جنت میں جگہ دیگا اللہم آمین ثم آمین
الٰہی اقصی خیل گناہم ٭ نویسد نامۂ عصیان پناہم ٭ کرامت کن ز رحم مضمون براتے ٭ کہ یا رب از کف عصیان نجاتم
الٰہی تا غفور رحمت شنیدم ٭ گنہ را بست شادی مرگ دیدم ٭ ابو سعید خدری نے مرفوعا کہا ہے کہ جنت والے غرفے
والوں کو اپنے اوپر سے دیکھینگے جس طرح کہ تم چمکتے تاروں کو کنارہ آسمان پہ مشرق یا مغرب میں دیکھتے
ہو بسبب تفاضل مابین کے کہا لوگو یہ منازل انبیا کے ہونگے غیروں کا وہاں کا کیا ہوگا فرمایا ہے
وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِیْنَ یعنی قسم ہے اللہ کی وہ منازل اون لوگوں کے

ایمان لائے بڑی مدد پر اور سچا جانتا ہی انہوں نے رسولوں کو آخر جب مثل ان والشیخان مین حدیث مسلم والوہ کی
اللفظ اور مسلم ابو ہریرہؓ کا لفظ یہہ ہو کہ حضرتؐ نے فرمایا اہل جنت دیکھینگے جنت مین جس طرح دیکھتے ہو تم چمکتے تارے کو
جو غائب ہو افق طالع مین بیچ تفاضل درجات کے کہا ای رسول خدا وہ انبیا ہو نگے فرمایا نہیں بلکہ وہ لوگ ہونگے جو
ایمان لائے ہین اللہ پر اور تصدیق کی ہو انہوں نے رسل کی روایت کیا احمد نے حافظ ضیا مقدسی نے کہا یہہ حدیث شرط بخاری
پر ہو اس باب مین ایک حدیث طبرانی نے ابن عمرؓ سے طول طویل قصے مین ایک حبشی کی روایت کی ہو کہ اس کی سند ضعیف ہی
اور اس مین غرابت نکارت ہے اس لیے ذکر اسکا اس جگہ نہیں کیا گیا ف اللہ نے فرمایا کہ یہ فضل طرف سے اللہ کی
بسبب اس کی رحمت کے ہے کہ جنہی ان کو اہل اس کام کا کیا ہو نہ بسبب انکے عمل کے اللہ ہی جانتا ہو کہ مستحق ہدایت و توفیق
کا کون شخص ہو کون نہیں ہو فتح البیان مین کہا ہو کہ اس آیت مین طریق تنزل کا سلوک کیا ہو کہ مرتبہ ہر ایک کا
ان چار اقسام سے مرتبہ مابعد سے اعلیٰ ہو صدیق وہ جو بڑا سچا ہو یہ صیغہ مبالغے کا ہے یا مراد صدیقین سے فضلا اتباع
انبیا ہین ابوبکر صدیقؓ مصداق ان معنے کے تھے شہدا وہ ہین جو راہ خدا مین مارے گئے ہین یا وہ ہین جو دن
احد کے شہید ہوئے اول اولیٰ ہو عمر و عثمان و علی مرتضیٰ داخل شہدا ہین صالحین سے مراد اہل اعمال صالحہ ہین
جیسے سائر صحابہ لیکن عموم اولیٰ ہو کوئی وجہ تخصیص کی نہیں ہو رفیق سے مراد مصاحب ہین یعنی گو جگہ ہر ایک کی بحسب اُن کے
رتبے کے علیحدہ ہو لیکن جنت مین باہم ملیں جلیں گے ایک دوسرے کو دیکھیں گے آپس مین اٹھیں بیٹھیں گے بات
چیت ہوگی کسی نے کہا کہ یہ آیت حق مین ثوبانؓ مولیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتری ہو وہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو نہایت دوست رکھتے تھے قلیل الصبر تھے حضرتؐ سے آخر آیت دلیل ہے اس بات پر کہ یہ درجہ اُن کو سبب
طاعت کے نہیں ملا ہو محض اللہ کا فضل و کرم ہو جس طرح حدیث مین آیا ہو کہ حضرتؐ نے فرمایا ہرگز داخل نہ کریگا
کسی کو تم مین سے عمل اسکا جنت مین کہا اور نہ آپ کو ای رسول اللہ فرمایا اور نہ مجھ کو مگر یہ کہ چھپا لے مجھ کو اللہ
اپنے فضل و رحمت سے اسکو شیخین نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہو اے اللہ تو مجھ کو بھی اپنے پردۂ فضل و رحمت
سے چھپا لے مین سخت درماندہ و عاجز و نابکار رہا ہون تو ستار غفار شکور صبار رحیم کریم حلیم علیم ہے ۵ رقم
سپید و سیاہ من بزمین شکستہ نگاہ من * چہ من وچہ قدر گناہ من بجلم زنام غفور تو * يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوِ انْفِرُوا جَمِيعًا ۝ وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَيُبَطِّئَنَّ فَإِنْ
أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ شَهِيدًا ۝ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ
كَأَنْ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ

يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا اے
ایمان والو کرلو اپنی خبرداری پھر کوچ کرو جدی جدی جماعت ہو کر یا سب اکٹھے اور تم میں کوئی ایسا ہی کہ البتہ دیر لگاویگا پھر اگر تم کو مصیبت
پہنچے تو کہے اللہ نے مجھ پر فضل کیا کہ میں نہ ہوا ان کے ساتھ اور اگر پہنچے تم کو فضل اللہ کی طرف سے تو کہنے لگیگا کہ گویا نہ تھی تم میں اور
اس میں کچھ دوستی اے کاش کہ میں ہوتا ان کے ساتھ تو بڑی مراد پاتا سو چاہیے کہ لڑیں اللہ کی راہ میں جو لوگ بیچتے ہیں دنیا
کی زندگی کو آخرت پر اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ میں پھر مارا جاوے یا غالب ہووے ہم اس کو دینگے بڑا ثواب **ف** یعنے
لڑائی میں اپنا بچاؤ کرنا زرہ یا سپر یا تدبیر یا ہنر کر منع نہیں ایسا شخص منافق ہے کہنے اوکا حکم پر نہیں چڑھتا بلکہ دنیا کا نفع تکتا ہے اگر
لوگوں کو اس کام میں تکلیف ہو تو اپنا الگ رہنے پر شکر سمجھتا ہے اور اگر لوگوں کو فائدہ پہنچا تو پچھتاتا ہے دشمنوں کی طرح حسد کرتا
ہے پھر فرمایا مسلمانوں کو چاہیے کہ زندگی دنیا پر نظر نہ رکھیں آخرت چاہیں اور سمجھیں کہ اللہ کے حکم میں ہر طرح نفع ہے
ف ابن کثیر نے کہا اللہ حکم کرتا ہے اپنے مومن بندوں کو کہ جس چیز میں دشمنوں سے انکا بچاؤ ہو اس کو لیں یعنے مستلزم
ہے طیار رہ جانے کو واسطے مقابلہ اعداء کے اسلحہ و عدد و تکثیر عدد وغیرہ سے اللہ کی راہ میں نفیر کریں جماعت بعد جماعت
کے فرقہ بعد فرقہ کے سریہ بعد سریہ آگے پیچھے یا سب متفرق یا مجتمع ہو کر لڑنے کو نکلیں یہی قول ہے ابن عباس و مجاہد
و عکرمہ و سدی و قتادہ و ضحاک و عطاء خراسانی و مقاتل بن حیان و خصیف جزری کا مقاتل بن حیان نے کہا بعض
تمہارے تخلف کرتے ہیں جہاد سے اور روکتے ہیں لوگوں کو نکلنے سے یہی قول ہے مجاہد و ابن جریج و ابن جریر کا عبد اللہ
بن ابی ابن سلول یہی کام کرتا تھا بڑا منافق تھا اللہ نے حال اسکے نفاق کا اس آیت میں بصورت شکست و فتح
مسلمین کے بیان کیا کہ اگر نوبت قتل و شہادت کی آئی اور دشمن غالب ہوا تو منافق کہتا ہے کہ خوب ہوا کہ میں بچ گیا
اور اگر مسلمانوں کو فتح ملی نصر و ظفر و غنیمت ہاتھ آئی تو فوت سہم پر افسوس کرنے لگا اللہ نے فرمایا کہ یہ تھوڑی سی دنیا
کے عوض اپنا ایمان فروخت کرتے ہیں پھر مجاہدین و غازیوں کے واسطے وعدہ جنت کا فرمایا جس طرح حدیث صحیحین میں
مرفوعا آیا ہے تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِهٖ بِاَنْ تَوَفَّاهُ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يُرْجِعَهُ اِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ
بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ یعنے مجاہد اگر مر گیا تو جنت میں جاویگا اور اگر گھر میں پھر کر آیا تو اجر یا مال غنیمت لیکر آیا
و باللہ التوفیق فتح البیان میں کہا ہے کہ یہ خطاب خلص مومنین کو ہے اور امر ہے ان کو واسطے جہاد کرنے کے کافروں
سے اور واسطے نکلنے کے راہ خدا میں اِنْفِرُوْا کے معنے ہیں اِنْهَضُوْا اپنے گھر سے اٹھ جاؤ و اٹھو واسطے قتال عدو کے
مطلب یہ ہے کہ خواہ الگ الگ ایک لشکر کے بعد دوسرا اور خواہ اکٹھے سب ایک ہی بار نکل پڑو کہ دشمن کو ڈھونڈ لے کہتے
ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے بقولہ تعالیٰ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وبقولہ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا لیکن صحیح یہ ہے کہ

دونون تینین مسلم مین ایک آیت اوس وقت کی حنین ہے کہ حاجت سب کے نفور کی ہو اور دوسری اوس وقت کہ اکتفا
بعض کے نفور پر ہو قرطبی و الطاء کے معنے مین خبر کرنا مراد اہل نفاق ہین جو نکلنے مین تاخیر کرتے تھے اور غیرون کو بھی
تکاعد لاتے تھے مصیبت سے مراد ہے قتل یا ہزیمت یا ذہاب مال ہے فضل سے مراد غنیمت یا فتح ہے فضل کی
اضافت طرف خدا کے کرنا نہ اصابت مصیبت کی عادات شریفہ قرآنیہ سے ہے دنیا کو آخرت کے بدلے بیچنا کام مومنون کا ہے
یُقتَل اَو یَغلِب مین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ مجاہد کو چاہیے کہ اپنی جان کو ان امرین مین ایک امر پر مجبور کرے
شہادت یا ظفر دونو حالتون مین اوسکو ثواب فرمائیگا ظاہر آیت مقتضی تسویہ ہے ثنے مین اجر عظیم کے اگرچہ اجر شہادت
اعظم ہے حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ ضامن ہے اوسکے لیے جو نکلا اوسکی راہ مین نہین نکالا
اوسکو مگر جہاد نے میری راہ مین اور ایمان تصدیق نے ساتھ میرے رسولون کے وہ مجھ پر ضامن ہے کہ داخل کرون مین اوسکو
جنت مین یا پھیرون اوسکو طرف اوسکے گھر کے جس سے وہ نکلا ہے لیکر اجر یا غنیمت اخرجہ الشیخان اللفظ
لمسلم وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ
رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ۝ الَّذِينَ
آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ
تم کو کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ مین اور واسطے ان کے جو مغلوب ہین مرد اور عورتین اور لڑکے جو کہتے ہین اے رب
ہمارے نکال ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہین لوگ وہان کے اور پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور پیدا کر
ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار جو لوگ ایمان والے ہین سو لڑتے ہین اللہ کی راہ مین اور جو منکر ہین سو لڑتے ہین مفسدون
کی راہ مین سو لڑو تم شیطان کے حمایتیون سے بیشک فریب شیطان کا سست ہے . ف یعنے دو واسطے لڑائی تم
کو ضرور ہے ایک تو اللہ کا دین بلند کرنے کو دوسرے مظلوم مسلمان جو کافرون کے ہاتھ مین بے بس پڑے ہین اون کی
خلاصی کرنے کو شہر مکہ مین ایسے لوگ بہت تھے کہ حضرت کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اون کے اقربا اونپر ظلم کرنے لگے کہ
مسلمانی سے پھر کر کافر ہوین انتہی اس آیت مین تحریض دلائی ہے اپنے مومن بندون کو جہاد کرنے پر راہ خدا
مین اور سعی کرنے پر چھوڑانے ضعفا مکہ کے ہاتھ سے ظالمون کے قریہ سے مراد اس جگہ مکہ ہے کقولہ تعالیٰ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ
هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ پھر اوس قریہ والون کو ظالم کہا بخاری مین ابن عباس سے آیا ہے کہ انہون
نے کہا مین اور میری ماں مستضعفین مین سے تھے دوسرا لفظ یہ ہے کہ كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ
پھر فرمایا کہ معاملہ مومنین کا اللہ کی طاعت و رضا مین ہوتا ہے اور معاملہ کفار طاعت شیطان مین پھر مسلمانون کو بھڑکایا

تم شیطان کے دوستون سے لڑو شیطان کا مکر بودا ہے اسمین اشارہ ہے کہ تم غالب ہوگے وہ مغلوب ہو جاوینگے فتح البیان مین ہے
کہ اس آیت مین دلیل ہے وجوب جہاد پر یعنی تمہارے لیے کوئی عذر ترک جہاد مین نہین ہے حالانکہ حال مستضعفین
کا ضعف فاوی مین اس حد کو پہونچ گیا ہے سو اللہ نے انکی پکار سنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو انکا ولی و ناصر
بنا دیا اور فتح مکہ کے انکو ہاتھ سے مشرکون کے رہائی بخشی سید علی نے کہا بعض مکہ سے چلے گئے بعض فتح مکہ تک رہے
حضرت نے عتاب بن اسید کو والی مکہ کیا اور انہون نے مظلوم کا انصاف ظالم سے کیا انتہے وہ اشارہ ہو گئے تھے فی سبیل
اللہ سے مراد طاعت خدا اعلاء کلمہ الٰہی ابتغاء مرضات عز وجل ہے اس مین ترغیب ہی مومنون کو کہ تمہارا لڑنا بھڑنا
اسی مقصد کیلیے ہے نہ کسی اور کام کیلیے سبیل طاغوت سے مراد شیطان یا کاہنان یا اصنام مین بلکہ شیطان مراد ہے
پھر اوسکے کید کو ضعیف تبلایا یعنے بمقابلہ نصر و تائید الٰہی کے ابن عباس نے کہا جب تم شیطان کو دیکھو تو ڈرو
اوس پر حملہ کرو اسکا مکر بودا ہے مجاہد نے کہا مجکو شیطان نماز مین سامنے آتا مین ابن عباس کا قول یاد کرتا اور اوسپر
حملہ آور ہوتا وہ پھیر جاتا ہے جلد تا آیہ یعنی مین سعی کرنیکو فنا مین بطور جملہ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ
وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ
أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ
وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ ۗ
وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ۚ
قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۝ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ
فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝
تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جن کو حکم ہوا تھا اپنے ہاتھ بند رکھو اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ پھر جب لکھی گئی
ان پر لڑائی کا اسی وقت ان مین ایک جماعت ڈرنے لگی لوگون سے جیسا ڈر ہو اللہ کا یا اوس سے بھی زیادہ ڈر اور کہنے لگے
اے رب ہمارے کیون فرض کی ہم پر لڑائی کیون نہ جینے دیا ہم کو تھوڑی سی مدت تو کہہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت
بہتر ہے پرہیزگار کو اور تمہارا حق نہ رہیگا ایک تاگا جہان کہین تم ہوگے موت تم کو آپکڑے گی
اگرچہ تم ہو مضبوط برجون مین اور اگر پہونچے لوگون کو کچھ بھلائی کہین یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انکو
پہونچے کچھ برائی کہین یہ تیری طرف سے ہے تو کہہ سب اللہ کی طرف سے ہے سو کیا حال ہے اون لوگون کا لگتے نہین کہ
سمجھین ایک بات جو تجھ کو بھلائی پہونچے سو اللہ کی طرف سے اور جو تجھکو برائی پہونچے سو تیرے

طرف سے ہم نے تجھ کو بھیجا پیغام پہونچانے والا لوگون کو اور بس ہے اللہ سامنے دیکھتا ف یعنی جب تک مسلمان مکّے
مین تھے ہر دم کافر ایذا دیتے تھے اللہ تعالی اُن کو لڑنے سے تھامتا تھا صبر کا حکم فرماتا تھا اب جو حکم لڑائی کا آیا تو بعضے کو
ہماری مراد ملی لیکن بعضے کچے مسلمان کنارہ کرتے ہیں موت کے ڈر سے ہیں اللہ کے بارے آدمیون سے خطرہ کرتے ہین
ف یہ منافقون کا ذکر ہے کہ اگر تدبیر جنگ درست آئی فتح و غنیمت ملی تو کہتے ہیں اللہ کی طرف سے ہوئی یعنی
اتفاقاً بن گئی حضرت کی تدبیر کے قائل نہ ہوتے تھے اور اگر بگڑ گئی تو الزام رکھتے حضرت کی تدبیر پر اللہ نے
فرمایا کہ سب کی طرف سے ہے یعنی پیغمبر کی تدبیر اللہ کا الہام ہے غلط نہین اور بگڑے کو بگاڑ رہے جو اللہ تم کو
سمجھاتا ہے تمہاری تقصیر پھر اگلی آیت مین کہول کر فرمایا کہ بندہ کو چاہیے نیکی کو اللہ کا فضل سمجھے تکلیف
اپنی تقصیر سے رسول پر الزام رکھے تقصیرون کی اللہ واقف ہے وہی خبر دیتا ہے ف مؤمنین ابتدا اسلام
مین جبکہ مکے مین تھے مامور تھے ساتھ نماز و زکوۃ کے اگرچہ نصاب نہ ہو لیکن مواسات فقرا کا حکم تھا مشرکون
سے عفو و صفح کرنے کا امر تھا کہ ایک مدت تک صبر کرو دل مین جلتے تھے چاہتے تھے کہ اگر حکم قتال کا ہو تو لڑین
مگر اس وقت لڑنا چند اسباب سے مناسب حال نہ تھا ایک اس سبب سے کہ مؤمنین تھوڑے سے اور دشمن بہت
دوسرے یہ کہ بلد حرام مین تھے جو اشرف بقاع ارض ہے وہان ابتدا قتال کرنے کا حکم نہین ہوا اسی لیے
حکم جہاد کا مدینے مین آیا نہ وہان سو جب حکم قتال کا آیا جس کو چاہتے تھے تو بعضے مسلمان مواجہہ اعدا
سے ڈر گئے کہنے لگے اگر فرصت جہاد کی تھوڑی مدت تک اور نہ ہوتی تو اچھا ہوتا جہاد مین خونریزی ہے یتیم
اولاد کا بیوہ ہونا عورتون کا ہے و ہذہ الآیۃ کقولہ تعالی وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ
فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ الآیۃ ابن عباسؓ نے کہا عبد الرحمن بن عوف
اور ان کے اصحاب پاس حضرت کے مکے مین آکر کہا اے نبی اللہ ہم عزت مین تھے جب کہ مشرک تھے جب سے ایمان لائے ہیں
ذلیل ہو گئے ہین فرمایا مجھ کو حکم ہے عفو کا سو تم قوم سے مقاتلہ نہ کرو پھر جب اللہ تعالی حضرت کو مدینے
میں لے آیا حکم قتال کا دیا لوگ باز رہے اُس پر یہ آیت اُتری رَوَاہُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَالنَّسَائِيُّ
وَالْحَاكِمُ وَابْنُ مَرْدُوَيْہ سدی نے کہا ان پر کچھ فرض نہ تھا مگر یہی نماز و زکوۃ اللہ سے فرض ہونا قتال
کا مانگتے تھے جب فرض ہوا تو ایک گروہ لوگون سے ڈرنے لگا اللہ کے ڈر سے بھی زیادہ مجاہد نے کہا آیت
حق مین یہود کے اوتری ہے اللہ نے کہا متقی کی آخرت دنیا سے بہتر ہے اعمال کی جزا پوری ملیگی
ایک تاگے برابر ظلم نہ ہوگا اس مین تسلی دی ہے اُن کو دنیا سے اور ترغیب دی ہے آخرت مین تحصیل

کی ہو جیسا مہر حسن نے اس آیت قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ کو پڑھ کر یہ کہا رحم کرے اللہ اُس بندی پر جس نے موافق اس آیت
کے دنیا کا برتاؤ کیا ساری دنیا اوّل سے تا آخر ایسی ہے جیسے کوئی شخص سو گیا اُس نے خواب میں بعض جو چیز دیکھی
پھر آنکھ کھلی تو کچھ نہ تھا ابو مصہر اس شعر کو پڑھتے تھے ؎ لَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا لِمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنَ اللّٰهِ
فِي دَارِ الْمُقَامِ نَصِيبُ۔ فَإِنْ تُعْجِبِ الدُّنْيَا رِجَالًا فَإِنَّهَا۔ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَالزَّوَالُ قَرِيبُ مکتب
اِدَامَةُ الْمُسْكِرِ بِإِقَامَةِ الصَّبْرِ وَالشُّكْرِ میں مثالین دنیا کی آیت و حدیث و اقوال سلف سے جمع کر کے لکھی ہین کسی
نے بوڑھی بدشکل عورت سے مثال دی ہے کسی نے خواب سراب ؎ دنیا خوابیست زندگانی دروی
خوابیست که در خواب بہ بینی آنرا۔ ف پھر اللہ نے فرمایا کہ تم کو مرنا ضرور ہے ہرگز کوئی جان موت سے بچ نہین
سکتی ہر کیسی ہی مضبوط جگہ مین کیون نہو کما قال تعالےٰ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وقال كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ
وقال تعالیٰ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ مطلب یہ ہوا کہ ہر کسی کو مرنا ہے کوئی نجات موت سے نہین پا سکتا
خواہ جہاد کرے یا گھر رہے اوسکے لیے اجل معلوم مقام معلوم مقرر ہے خالد بن الولید جب اپنے فراش پر مرنے لگے کہا مین
فلان فلان موقف مین حاضر ہوا تھا میرا کوئی عضو نہین ہے جس مین کوئی طعن یا تیر لگا ہو اب مین اپنے بستر پر
مرتا ہون نامردون کم ہمتون کی آنکھون کو نیند نہ آوے بروج مشیدہ سے مراد مضبوط اونچے قلعے ہین یا بروج
آسمان لکھی یہ قول سدی کا ضعیف ہے صحیح یہی ہے کہ بڑے بڑے قلعے سنگین مرتفع پختہ کا مراد ہین کہ وہ
موت سے بچا نہین سکتے زہیر بن ابی سلمیٰ نے کہا ہے ؎ وَمَنْ هَابَ أَسْبَابَ الْمَنَايَا يَنَلْنَهُ۔ وَلَوْ رَامَ
أَسْبَابَ السَّمَاءِ بِسُلَّمِ۔ ف ابن جریر و ابن ابی حاتم نے اس جگہ ایک حکایت از مجاہد سے ذکر کی ہے جسکا ترجمہ
و خلاصہ یہ ہے کہ تم سے پہلے ایک عورت تھی اس کو درد زہ شروع ہوا اُس نے اپنے نوکر سے کہا آگ لے آ وہ باہر نکلا
ایک آدمی کو دروازے پر کھڑا دیکھا اس نے کہا کیا پیدا ہوا کہا لڑکی جنی ہے اس نے کہا سن کہ وہ سو آدمی کو
زنا کرے گی پھر اُس سے ایک نوکر اسکا بیاہ کرے گا اس لڑکی کی موت مکڑی سے ہوگی پھر متفکر ہو کر آیا چھری سے پیٹ
اس لڑکی کا چیر ڈالا پھر بھاگ گیا گمان کیا کہ وہ مر گئی ہوگی اس کی مان نے اُسکا پیٹ سیا وہ اچھی ہو گئی
جوان ہوئی کچھ اوپر شباب پر آئی شہر کی عورتون سے خوبصورت نکلی وہ آدمی چلا گیا تھا وہ بحور مین پھرا
ہوا بہت سا مال جمع کر کے اپنے شہر مین آیا بیاہ کرنا چاہا ایک زن پیر سال سے کہا مین چاہتا ہون کہ شہر
مین سب سے بہتر حسین عورت سے بیاہ کرون اُس نے کہا اس شہر مین فلانی عورت سے زیادہ کوئی بہتر نہین
ہے کہا اچھا میرا پیغام لے جا وہ گئی اُس عورت نے منظور کیا جب اس پر داخل ہوا اُس کو بہت بھائی پسند کیا

اچھی معلوم ہوتی اُس نے پوچھا کہ تم کہان سے آتے ہو تمہارا کیا حال ہے اُسنے کہا مین یہ کیا تہا لڑکی کا قصہ کہا اُس نے کہا وہ لڑکی تو مین ہی ہون اور جہان چھری لگی تہی وہ جگہ دکہائی اُسکو نا بت ہوا کہ ہان وہ لڑکی یہی ہے کہا اگر تو وہی ہے تو دو باتین مجہکو بتا کہ وہ ضرور ہوئی ہونگی ایک یہ کہ تم نے سو مرد سے زنا کیا ہوگا کہا ہان یہ بات تو ہوئی ہے لیکن گنتی معلوم نہین ہے کہا وہ سو مرد ہین دوسرے یہ کہ تو مریگی مکڑی سے اسلیے ایک محل بلند طیار کیا کہ وہ اُسکی مکڑی سے بچا رہے ناگہان ایک دن ایک مکڑی کو سقف مین دیکہا اور اُسکو دکھلایا عورت نے کہا یہی وہ مکڑی ہے جسکا تو مجھکو مجھ سے ڈرتا ہے واللہ اُسکو کوئی نہ مار یگا مگر مین اُسکو سقف پر سے نیچے اُتارا عورت نے اُسکا قصد کیا پاؤن کے انگوٹھے سے اُسکو روندکر مار ڈالا اُسکا زہر ناخن و گوشت کے اندر سرایت کر گیا پاؤن سیاہ پڑ گیا ایسی حالت مین اُس کی موت ہوئی انتہی ابن کثیر نے کہا ہم اس جگہ ایک قصہ صاحب حضر کا ذکر کرتے وہ ساطرون ہے اُس پر سابور نے حملہ کیا یہانتک محاصرہ کرکے جتنے آدمی اُسکے اندر تہے دو سال کو محاصرہ مین اُن کو قتل کیا عرب نے اس مقدمہ مین اشعار کہے ہین جب پاس عثمان کو آیا کہنے لگا اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ پہر یہ شعر پڑھا ع اَرَى الْمَوْتَ لَا يُبْقِيْ عَزِيْزًا وَّلَمْ يَدَعْ + لِعَادٍ مَلَاذًا فِي الْبِلَادِ وَمَرْبَعًا + يُبَيِّتُ اَهْلَ الْحِصْنِ وَالْحِصْنُ مُغْلَقٌ وَيَاْتِي الْجِبَالَ فِيْ شِمَارِيْخِهَا الْعُلٰى + ابن ہشام نے کہا کہ سابور ذو الاکتاف تہا اُسنے ساطرون بادشاہ حضر کو مارا ابن ہشام کہتے ہین قاتل صاحب حضر کا سابور بن اردشیر بن بابک اول ملوک بنی ساسان ہے جس نے ملوک طوائف کو ذلیل کرکے ملک کو طرف اکاسرہ کے پہیر رہا سابور ذو الاکتاف سو وہ بعد اُسکے ایک زمانہ طویل کے تہا واللہ تعالیٰ اعلم

ف مراد اصابت حسنہ سے خصب رزق ہے جیسے ثمار و زروع و اولاد و نحوہا یہ معنے ہین قول ابن عباس و ابو عالیہ و سدی کے مراد اصابت سیئہ سے جدب و نقص ثمار و زروع یا موت اولاد یا نتاج یا اور کچھ ہے جسطرح کہ ابو العالیہ و سدی نے کہا ہے پہلی بات کی نسبت طرف خدا کے کرتے اور دوسری بات کی اضافت طرف رسول خدا کے کرتے بوا وافقت تمہاری اتباع و اقتدا دین کی بری ہے کما قال تعالیٰ عن قوم فرعون فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ کما قال تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ الآیۃ اسی طرح وہ منافق جو ظاہر مین مسلمان بنے تہے اور نفس الامر مین اسلام سے کراہت کرتے تہے جب ان کو کوئی شر پہونچتا اُس کی اسناد طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے سدی نے کہا حسنہ سے مراد خصب و نتاج و مواشی و خیل اور حسن حال و ولادت غلمان ہے اُسکو اللہ کی طرف سے بتاتے سیئہ سے مراد جدب و ضرر اموال ہے اُسکو حضرت کے سبب کہتے کہ ہم نے جو اپنا دین چھوڑ کر اُن کی پیروی اختیار کی ہے اس لیے اس بلا مین مبتلا ہوے اللہ نے فرمایا یہ سب

ہی کے قضا و قدر سے ہے اسکا حکم ہر نیک و فاجر مومن و کافر میں نافذ ہے ابن عباسؓ نے کہا یعنے حسنہ سیئہ سب اللہ
کی طرف سے ہے یہی قول ہے حسن بصری کا پھر اللہ نے اس قول پر جو شک و ریب قلت فہم و عدم علم کثرت جہل و فقد ظلم کر
سے صادر ہوا ہے یہ فرمایا کہ ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ بات نہیں سمجھتے پھر اللہ نے حضرتؐ کو مخاطب کیا اور مراد جنس انسانی ہے
تا کہ جواب عام حاصل ہو کہ جو حسنہ تجھکو پہونچا ہے وہ اللہ کے فضل و لطف و رحمت سے ہے اور جو سیئہ پہونچا ہے وہ طرف
تیرے نفس و عمل کے سبب سے ہے قال تعالیٰ وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ
سدی و حسن بصری و ابن جریج و ابن زید نے کہا معنے فَمِن نَّفْسِكَ کے یہ ہیں کہ بِذَنبِكَ قتادہ نے کہا یعنی عُقُوبَةً
لَّكَ يَا ابْنَ آدَمَ بِذَنبِكَ پھر کہا حضرتؐ نے فرمایا ہے لَا يُصِيبُ رَجُلًا خَدْشُ عُودٍ وَلَا عَثْرَةُ قَدَمٍ وَلَا
اخْتِلَاجُ عِرْقٍ إِلَّا بِذَنبٍ وَمَا يَعْفُو اللَّهُ أَكْثَرُ یہ مرسل قتادہ صحیح میں متصل ہو کر آیا ہے وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ
لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ هَمٌّ وَلَا حَزَنٌ وَلَا نَصَبٌ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَا خَطَايَاهُ
ابو صالح نے کہا فَمِن نَّفْسِكَ ای بِذَنبِكَ وَأَنَا الَّذِي قَدَّرْتُهَا عَلَيْكَ مطرف بن عبد اللہ نے کہا تم کیا چاہتے ہو
قدر سے کیا کافی نہیں ہے تم کو وہ آیت جو سورۃ نساء میں ہے مراد یہی آیت ہے پھر کہا وَاللَّهِ مَا وُكِلُوا إِلَى الْقَدَرِ وَ
قَدْ أُمِرُوا وَإِلَيْهِ يَصِيرُونَ ابن کثیرؒ نے کہا یہ کلام نہایت قوی و متین ہے رد میں قدریہ و جبریہ کے پھر اللہ نے فرمایا ہم نے تم کو
رسول کر کے بھیجا ہے طرف لوگوں کے تا کہ تم ان کو ہمارے احکام پہونچا دو اور جو امر محبوب و مرضی یا مکروہ ہیں وہ
بتا دو اللہ گواہ ہے اس بات پر کہ اوسنے تم کو بھیجا ہے ف فرستادہ نامہ بر دادگر ✦ رسانندۂ حجت استوار
گرانمایہ تر تاج آزادگان ✦ گرامی تر آدمی زادگان ف فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ آیت أَلَمْ تَرَ بقول مجاہد
حق میں یہود کے اتری ہے کسی نے کہا حق میں منافقین کے جو قبل فرض قتال کے اسلام لائے تھے جب فرض ہوا تو
اس کو مکروہ جانا یہ اشبہ بسیاق ہے لقوله وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ ایسے کلام کا صحابہ سے بعید ہے اس سے معلوم ہوا کہ
فرضیت نماز و زکوٰۃ کی جہاد سے پہلے ہے حسنہ سے مراد لو ہر کے گہ ہیں یا طیبات نعمت و بلیت سب اللہ کی خلق
و ایجاد سے ہے حسنہ اللہ کا انعام ہے سیئہ ابتلا ہے قال تعالیٰ أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا
قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ پھر اللہ نے فرمایا کہ ہم نے تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے اس میں بیان ہے عموم
رسالت کا طرف جمیع ناس کے مثل قولہ عز وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ و قولہ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي
رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا اس سے جلالت منصب و مکانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیک اللہ تعالیٰ کے
ثابت ہوئی مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۝ وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ

فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِىْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۔ جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا اور جو الٹا پھرا تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا ان پر نگہبان کہتے ہیں کہ قبول ہے پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے مشورت کرتے ہیں بعضے بعضے ان میں بات کو سوا تیری بات کے اور اللہ لکھتا ہے جو ٹھہراتے ہیں سو تو تغافل کر ان سے اور بھروسا کر اللہ پر اللہ بس ہے کام بنانے والا ف اللہ پاک نے اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ اطاعت رسول عین اطاعت خدا ہے اور عصیان رسول عین عصیان خدا ہے یہ اس لیے کہ رسول کوئی بات ہوائے نفس سے نہیں کہتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں وحی سے کہتے ہیں حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے مَنْ اَطَاعَنِىْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِىْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ اَطَاعَ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِىْ وَمَنْ عَصَى الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِىْ رَوَاهُ ابْنُ اَبِىْ حَاتِمٍ یہ حدیث صحیحین میں بھی آئی ہے پھر فرمایا کہ اگر کوئی پشت پھیرے تو تم پر کچھ نہیں تم پر تو یہی پہنچا دینا ہے جو کوئی تمہارا اتباع کرے گا وہ سعید و ناجی ہوا اتنا ہی اجر تم کو بھی ملیگا جو کوئی تم سے پشت پھیرے گا وہ خائب و خاسر ہو گا تم پر اس کا گناہ نہیں جیسے کہ حدیث میں آیا ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ پھر اللہ نے حال منافقین سے یہ خبر دی کہ وہ اظہار موافقت و طاعت کا کرتے ہیں مگر جب تمہارے پاس سے باہر جاتے ہیں اور ان کی اوٹ میں ہوتے ہیں تو ایک گروہ کچھ اور ہی کہنے لگتا ہے راتوں کو چھپ چھپ کر صلاح مشورہ برخلاف کرتا ہے سو اللہ کو ان کا یہ کام معلوم ہے اللہ اس کو لکھتا جاتا ہے حفظہ کاتبین اسی کام پر متعین و مقرر ہیں مدعا یہ ہے کہ اللہ عالم ضمائر و سرائر ہے ساری تدبیریں جو مخالفت و عصیان رسول میں کرتے ہیں وہ اللہ کو معلوم ہیں گو ظاہر میں طاعت و موافقت ظاہر کرتے ہیں اللہ اس کی سزا جزا ان کو دیگا كما قال تعالى وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا الآية پھر فرمایا کہ اے رسول تم ان منافقوں سے صفح و حلم و اعراض کرو مواخذہ نہ کرو نہ ان کا حال لوگوں پر مکشوف کرو اور نہ ان سے ڈرو اللہ پر بھروسا رکھو اللہ کی ولایت و نصرت کافی ہے فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ اس کہنے میں کہ اطاعت رسول کی عین اطاعت خدا کی ہے ندا ہے ساتھ سمو شرف و علو شان و رفعت مکان جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مافوق اس کے متصور نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول کوئی امر و نہی نہیں کرتے مگر وہی جو اللہ نے امر کیا یا نہی فرمائی اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان نہ ہوتا تو ہم کسی فرض کتاب اللہ کو نہ پہچانتے جیسے حج زکوۃ روزہ نماز نہ اس کو بجا لا سکتے حسن نے کہا اللہ نے طاعت رسول کو سب لوگوں پر حجت تامہ کی ہے اس آیت میں حکم جو اعراض کا ہے یہ حکم منسوخ ہے اس آیت سے کہ

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۔ وَاِذَا

جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ کیا غور نہین کرتے

قرآن مین اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوا اللہ کے تو پاتے اس ت مین تفاوت اور جب اُن پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی اُس کو مشہور کرتے ہین اور اگر اُس کو پہونچاتے رسول تک اور اپنے اختیار والون تک تو تحقیق کرتے اس کو جو اُن مین تحقیق کرنے والے ہین اُس کو اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی مہربانی تو تم شیطان کے پیچھے جاتے مگر تہوڑے ف یعنی مخلوق ہر حال میں اپنے حال کے موافق بولتا ہے غصہ مین مہربانی والون کی طرف دہیان نہین تہا مہربانی مین غصے والون کی طرف دنیا کے بیان مین آخرت یاد نہ آوے آخرت کے بیان مین دنیا بہولے مین عنایت کا ذکر نہین عنایت مین بے پروائی کا تو اس حال کا کلام سنئے دوسرے حال سے مخالف نظر آوے قرآن کہ جو خالق کا کلام ہے یہان ہر چیز کے بیان مین دوسری جانب بہی نظر ہوتی ہے غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ہر چیز کا بیان ہر مقام مین ایک راہ پر ہے یہان منافقون کا مذکور تہا اس مین بہی ہر بات پہ الزام ہے تو جتنا چاہیے جماعت مین کہ انہین پر الزام ہے جو لائق الزام کے ہین اسی واسطے فرمایا کہ بعض ان مین یون کرتے ہین ف یعنی کہین سے کچھ خبر آوے تو اول پہونچاوے سردار تک اور اس کے نائبون تک جب وہ صحیح کر لیوین اور اُسے بنیاد رکہین تب آپ اس پر عمل کرے حضرت نے ایک شخص کو بہیجا اب قوم سے زکوٰۃ لینے کو وہ نکلے استقبال کو اُس نے سمجھا کہ نکلے ہین میرے تئین کو مارنے آیا شہر مدینہ مین مشہور کیا کہ فلانی قوم مرتد ہو گئی ہنوز حضرت تک خبر نہ پہونچی کہ شہر مین مشہور ہوا اسی قسم سے جو خبر بے تحقیق اور بے خبری اس کے مشہور کرنے لگتے وہ خبر آخر غلط نکلی ف یہ جو فرمایا کہ اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو شیطان کے پیچھے چلتے مگر تہوڑے یعنی ہر وقت احکام تربیت کے نہ پہونچتے رہین تو کم لوگ ہدایت پر قائم رہین انتہی ابن کثیر نے کہا اللہ نے اُن کو حکم کیا ہے کہ قرآن مین غور کرین تفہم معانی قرآن والفاظ بلیغہ فرقان سے اعراض نہ کرین اس لیے کہ یہ ایسا کلام ہے جس مین کسی طرح کا اختلاف و اضطراب تعارض و تناقض و تہافت نہین ہے اور کیونکہ کچھ ہو حکیم حمید کی تنزیل ہے بہتر سے بہتر حق ہے حق بات ہے ولہذا دوسری جگہ فرمایا ہے اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا اگر یہ قرآن مفتعل و مختلق ہوتا سوا خدا کے کسی اور نے اسکو بنایا ہوتا جس طرح کہ جہلہ مشرکین و منافقین اپنی بغل مین کہتے ہین تو ضرور ہی اس مین اضطراب تضاد بہت سا پایا جاتا حالانکہ قرآن اس خلاف سے سلامت و سلیم ہے اللہ کی پاس سے آیا ہے محکم ہے اخیر کے علم سے نقل کیا ہے کہ وہ یون کہتے ہین آمنا بہ کل من عند

عِنْدِ رَبِّنَا یعنے خواہ محکم ہو یا متشابہ سب حق ہے متشابہ طرف محکم کے رد کیا ہتھے ہی ہوئے اور جن لوگون کو دل میں کجی ہے
وہ محکم کو طرف متشابہ کے پھیرتے ہین اس لیے گمراہ ہوتے ہین واللہ اعلم انہین کی مثل زائغین کی ذم کی ہے حدیث
طویل عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین آیا ہے کہ صحابہ ایک آیت قرآن مین تنازع کی آوازین بلند ہوئین حضرتؐ
غضبناک سرخ چہرہ باہر آئے اور مٹی پھینک کر ماری کہا اے قوم تم سے پہلی امتین اسی اختلاف کی وجہ سے انبیاء پر ہلاک
ہوئین وہ بعض کتب کو بعض پر مارتے تھے قرآن ایسا نہین اترا ہے کہ بعض اس کا بعض کی تکذیب کرے وہ تو اس لیے
نازل ہوا ہے کہ بعض اس کا بعض کی تصدیق کرے سو جو تم اس مین سے پہچانو اس پر عمل کرو اور جو نہ جانو اس کو طرف
جاننے والے کے پھیر دو رواہ احمد ابن عمرؓ نے کہا ایکدن مین پاس حضرتؐ کے گیا تھا دو شخص ایک آیت مین خلاف کر رہے
تھے ان کی آواز بلند ہوئی فرمایا اِنَّمَا هَلَكَتِ الْاُمَمُ قَبْلَكُمْ فِي اخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ رَوَاهُ اَحْمَدُ پہلا فقرہ انکار
کیا مبادرت طور پر تحقیق سے پہلے کہ بے ثبوت کو افشا اخبار و نشر امور نہ چاہیے شاید کہ صحیح نہ ہو امام مسلم نے
اپنے مقدمہ صحیح مین ابوہریرہ سے مرفوعا روایت کیا ہے كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ وَرَوَاهُ
اَبُوْدَاوُدَ اس زمانہ کے اخبارات اردو و فارسی وغیرہا مصداق اس حدیث کا ہین اس مسئلہ کی تنقیح کتاب دلیل
الطالب مین ہے جو مال ذریعہ اخبار نگاری کے ہاتھ آتا ہے وہ حرام ہے صحیحین مین مغیرہ بن شعبہ سے مرفوعا آیا ہے کہ
حضرتؐ نے قیل و قال سے منع فرمایا ہے مراد وہ شخص ہے جو کثرت سے لوگون کی بات چیت کا ذکر کیا کرتا ہے بغیر تثبت
و تبین و تدبر کے ابوداؤد کا لفظ ہے کہ بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ زَعَمُوْا صحیح مین آیا ہے جس نے کوئی بات کہی اور وہ
جانتا ہے کہ وہ بات جھوٹ ہے تو وہ بھی ایک جھوٹا ہے اخبار نویس بلا واسطہ آبروریزی و غیبت و بدگوئی و
دشنام دہی علماء و شرفاء و اہل ہیئات کی ہمیشہ جھوٹی باتین اِدھر اُدھر کی سنی سنائی ہوئی یا اپنے جی کی بنائی ہوئی
درج اخبار کیا کرتے ہین گناہ بے مغفرت و عتاب ہو جاتے ہین حالانکہ جھوٹ بولنا کبیرہ ہے بلکہ قول زور کو برابر
شرک کے ٹھہرایا ہے حدیث متفق علیہ عمرؓ مین آیا ہے کہ ان کو خبر ملی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتون کو
طلاق دیدی گھر سے مسجد مین آئے دیکھا لوگ یہی چرچا کر رہے ہین جب خبر ہوا اذن لے کر حضرتؐ کے پاس گئے پوچھا کہ
آپنے کیا طلاق دیدی ہے فرمایا نہین کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ الحدیث یہ دلیل ہوا اس بات پر کہ بے تحقیق کوئی خبر مشہور نہ کرے مسلم کا
لفظ یہ ہے مین نے کہا کیا آپنے ان کو طلاق دیدی ہے فرمایا نہین مین نے دروازہ مسجد پر کھڑے ہو کر زور سے پکار دیا کہ حضرتؐ
نے اپنی بیبیون کو طلاق نہین دی ہے اس پر یہ آیت اتری ف استنباط کہتے ہین نکالنے کو معنی تعلیل مراد
مومنین ہین یا سپاہگری مہمات مین اشارہ ہے طرف جہاد و قیام کے فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ

وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝ مَنْ يَّشْفَعْ

شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ اللّٰهُ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

حَسِيْبًا ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا

سو تو لڑ اللہ کی راہ مین تجھپر ذمہ نہین مگر تیری جان کا تاکید کر مسلمانون کو قریب ہو کر اللہ بند کرے لڑائی کافرون کی
اللہ سخت ہے لڑائی والا اور سخت سزا دینے والا جو کوئی سفارش کرے نیک بات مین اُسکو بھی ملے ایک حصہ اُس مین سے
اور جو کوئی سفارش کرے بری بات مین اُسپر بھی ہے ایک بوجھ اُس مین سے اللہ ہے ہر چیز کا حصہ بانٹنے والا جب
تم کو دعا دے کوئی تو تم بھی دعا دو اُس سے بہتر یا وہی کہو اُلٹ کر اللہ ہے ہر چیز کا حساب کرنے والا اللہ کے سوا کسی کی
بندگی نہین تمکو جمع کریگا قیامت کے دن اُس مین شک نہین اللہ سے سچی کس کی بات **ف** کوئی کسی مسلمان کی
سفارش کرے دوستی سے یا دلوا دے وہ بھی شریک ہو ثواب خیرات مین اور جو کافر یا مفسد کو سفارش کرکے چھڑوا دے
کہ پھر وہ فساد کرے تو وہ بھی شریک ہے اُس فساد مین کوئی کہے السلام علیکم تو واجب ہے اُسکا جواب اگر برابر جواب دے
تو وعلیکم السلام اور جو زیادہ ثواب چاہے تو ورحمۃ اللہ بھی کہو اور اگر اُس نے یون کہا تو آپ کہو وبرکاتہ
ف اس آیت مین اللہ نے اپنے عبد رسول کو حکم کیا ہے کہ بذات خود قتال کرو اگر کوئی تمہارا ساتھ نہ دیگا تو اُسکا
الزام تمپر نہین ہے اور مومنون کو تحریض ترغیب جہاد کرنا واجب ہے حضرت نے دن بدر کے جبکہ وہ صفوف برابر
کرتے تھے فرمایا تھا قوموا الی جنۃ عرضہا السمٰوٰت والارض سے آجاتا ہے سو دینا کا تم اُس جنت کو
تامروی وقمری تمدے فاصلے رد اس باب مین بہت احادیث آئی ہین بخاری نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعا روایت
کیا ہے جو کوئی ایمان لایا اللہ رسول پر اور قائم رکھی نماز اور دی زکوٰۃ اور روزہ رکھا رمضان کا حق ہے اللہ پر کہ
داخل کرے اُس کو بہشت مین ہجرت کی ہو اُس نے راہ خدا مین یا بیٹھا رہا اُسی زمین مین جہان پیدا
ہوا ہے کہا اے رسول خدا کیا بشارت نہ دین ہم لوگون کو اس بات کی فرمایا جنت مین سو درجے ہین طیار کیا ہے
اللہ نے اُن کو واسطے مجاہدین راہ خدا کے درمیان ہر دو درجون کے اتنا فرق ہے جتنا درمیان آسمان و
زمین کے ہے سو جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو کہ وہ افضل واعلےٰ جنت ہے اُس کی سقف عرش رحمن ہے جنت
کی نہرین نکلتی ہین اسی سے ہی ودری من حدیث عبادۃ ومعاذ وابی الدرداء نحو ذلک اے اللہ مین تجھسے فردوس
مانگتا ہون مجھکو وہ مکان کرمیرا کہ مستحق اُس کا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے فرمایا جو کوئی راضی

ہوا اگر سب اسلام کو دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول و نبی ہونے پر واجب ہوئی اُس کے لیے جنت ابو سعید نے خوش ہو کر کہا پھر فرمائیے پھر فرمایا پھر کہا دوسری چیز جس سو اللہ بندہ کو رفعت بخشتا ہے سو سو درجے ہیں جنت میں ہر درجے کے آسمان ہے جتنا کہ درمیان آسمان و زمین کے ہے کہا وہ کیا چیز ہے فرمایا جہاد کرنا راہ خدا میں رواہ مسلم **ف** پھر فرمایا قریب ہے کہ بند کر دے اللہ لڑائی کافروں کی یعنی تمہاری تحریض سے مسلمانوں کو قتال پر اُن کے ہمتیں مناجزت اعدا پر برانگیختہ ہوں حوزہ اسلام سے دفع کریں متعاقدت و مصابرت سے پیش آویں اللہ تعالیٰ قادر ہے لین پر دُنیا و آخرت میں کما قال تعالیٰ ذٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ **ف** یہ اللہ نے حکم سفارش بیان کیا کہ اچھی سفارش میں اجر ہے بری سفارش میں حصہ ہے صحیح میں مرفوعًا آیا ہے اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا شَاءَ مجاہد نے کہا یہ آیت شان میں شفاعات کے اُتری جو بعض بعض کی شفاعت کرتے ہیں مقیت کے معنے ہیں حفیظ یہی قول ہے ابن عباس و عطا و عطیہ و قتادہ و مطر وراق کا مجاہد نے کہا بمعنے شہید ہے یا حسیب سعید بن جبیر نے کہا بمعنے قدیر ہے عبداللہ بن کثیر نے کہا مقیت بمعنے مواظب ہے ضحاک نے کہا بمعنے رزاق ہر آدمی واسطے کہا ہر انسان کو بقدر اُس کے عمل کے قوت دینا ہے سلام میں مماثلت فرض ہے زیادت مندوب ہے سلمان فارسی کہتے ہیں کہ ایک آدمی پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا کہا السلام علیک یا رسول اللہ فرمایا وعلیک السلام ورحمة اللہ پھر دوسرا آیا اُس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمة اللہ فرمایا وعلیک السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ پھر ایک اور آیا اُس نے کہا السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ فرمایا وعلیک اُس آدمی نے کہا اے نبی اللہ فدا ہوں تیرے میرے ماں باپ فلاں فلاں آئے اُن کو آپ نے جواب زیادہ اُن کے سلام سے دیا مجھکو نہ دیا فرمایا تو نے ہمارے لیے کچھ بھی تو نہیں چھوڑا اللہ نے کہا ہے کہ بہتر اُس سے یا مثل اُس کے رد کرو سو ہم نے تجھ پر رد کیا رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم یہ حدیث دلیل اس بات پر ہے کہ سلام میں اس صفت پر زیادت نہیں آئی ہے اگر ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ کرتے عمران بن حصین کا لفظ یہ ہے کہ ایک آدمی آیا اُس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ جواب دیا وہ بیٹھ گیا فرمایا دس نیکیاں دوسرا آیا اُس نے کہا السلام علیکم ورحمة اللہ اُس کو جواب دیا وہ بھی بیٹھ گیا فرمایا بیس پھر ایک اور آیا اُس نے کہا السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ اُس کو جواب دیا وہ بھی بیٹھ گیا فرمایا تیس رواہ احمد و الترمذی ترمذی نے کہا حدیث حسن غریب ہے ابن عباس کہتے ہیں جو کوئی خلق اللہ میں سے مجھکو سلام کرے تو اُس کو جواب دوں گا اگرچہ مجوسی ہو اس لیے کہ اللہ کہتا ہے فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا قتادہ نے کہا باحسن منھا واسطے مسلمین کے ہے

اَوْ رُدُّوْهَا اوراهل ذمہ کو ابن کثیر نے کہا یہ تنزیل ہے ترتیب مین نظر ہے اسلیے کہ مراد احسن سے یہ ہے کہ جو لفظ اُس نے کہا اُس سے
زیادہ کہو سو اگر وہ منتہاے کمال پر ہو جو شرع مین آیا ہو تو اُسی کو جواب دے جس طرح حدیث متقدم مین گذر چکا ہے باقی رہے اہل ذمہ
اُن کو ابتداء بسلام نہ چاہیے یا یہ کہ کیا ذکر ہو صحیحین مین ابن عمرؓ سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سلام کرین تم کو
یہود تو وہ السلام علیک کہتے ہین تو تم بھی وعلیک کہو ابو ہریرہؓ کا لفظ صحیح مسلم مین مرفوعا یہ ہے کہ ابتدا مکرو تم یہود و نصارا
سے ساتھ سلام کے اور جب ملو تم اُن سے کسی راہ مین تو مضطر کرو ان کو طرف تنگ تر راہ کے حسن بصری نے کہا سلام تطوع
ہے رد کرنا فریضہ ہے ابن کثیر نے کہا یہی قول ہے سارے علما کا قاطبۃً کہ رد واجب ہے اگر جواب نہ دیگا گنہگار ہوگا اسلیے
کہ اُس نے اللہ کے حکم کے خلاف کیا ہے اللہ نے فرمایا فَحَيُّوا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا پھر اللہ نے یہ خبر دی کہ اُس
کے سوا کوئی معبود نہیں اور لیجاوے گا اولین و آخرین کو ایک دن میں پر جمع کریگا ہر عامل کو اُس کے عمل کی جزا دیگا اللہ سے بڑھ کر کوئی اپنے وعدہ
و وعید مین سچا نہیں ہے فتح البیان مین کہا ہے خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر مطلب یہ ہے کہ اے
رسول تم اکیلے ہو واسطے تمہاری ہمت کا اپنی جان سے راہ خدا مین لڑے یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت سب سے
بہادر اشجع اعلم باسور قتال تھے اگر ایسے نہ ہوتے تو آپ کو یہ حکم بھی نہ ہوتا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قتال اہل ردہ
مین حضرت کی اقتدا کی کہا اگر کوئی میرے ہمراہ نہ ہوگا تو مین اکیلا لڑونگا پھر اللہ نے یہ بتایا کہ مومنون کو بھی ترغیب
اور ثواب مین ملامت نہ کرو ان کو تحیہ کے اصل معنے دعا و طلب ساتھ حیات کے مراد اس جگہ سلام ہے مالک نے
کہا مراد جواب ہے چھینک کا اصحاب ابی حنیفہ نے کہا مراد ہدیہ مگر مفسرین اس کو فاسد کہا ہے قرطبی نے کہا اجماع کیا ہے
علما نے اس بات پر کہ ابتدا بسلام سنت و مرغب فیہا ہے شرع نے لفظ سلام کو لفظ تحیۃ کا اسی لیے اختیار
کیا کہ یہ اتم و احسن و اکمل ہے کیونکہ سلام منجملہ اسماے الٰہی کے ہے سبب سننے میں کاسب ہوئے ومعانی ہر عمل کو
کافی ہے اس آیت نے حشر کا ہونا اللہ قسم سے فرمایا نزول اس آیت کا حق مین منکرین بعث کے ہے فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ

فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا
وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنْ
تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۙ اِلَّا
الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا
قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ
السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ

يَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ ۚ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَإِن لَّمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا

ع ۹

پھر تم کو کیا ہوا ہے منافقون کے واسطے دو جانب ہو رہے ہو اور اللہ نے ان کو الٹ دیا ان کے کامون پر کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ جس کو بھلایا اللہ نے اور جس کو اللہ بہکاوے پھر تو نہ پاوے اس کے واسطے کہین راہ چاہتے ہین کہ تم بھی کافر ہو جیسے وہ ہوئے پھر سب برابر ہو جاؤ سو تم ان مین کسی کو دوست مت پکڑو رفیق جب تک وطن چھوڑ آوین اللہ کی راہ مین پھر اگر قبول نہ رکھین تو ان کو پکڑو اور مارو جہان پاؤ اور نہ ٹھہراؤ کسی کو رفیق اور نہ مددگار مگر وہ جو مل رہے ہین ایک قوم سے کہ تم مین ان مین عہد ہے یا آئے ہین تمہارے پاس خفا ہو گئے دل ان کے تمہارے لڑنے سے اور اپنی قوم کے لڑنے سے بھی اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر زور دیتا پھر تم سے لڑتے تو اگر تم سے کنارہ پکڑین پھر نہ لڑین اور تمہاری طرف صلح لاوین تو اللہ نے نہین دی تم کو ان پر راہ اب تم دیکھو گے ایک اور لوگ چاہتے ہین کہ امن مین رہین تم سے کنارہ نہ پکڑین اور صلح نہ لاوین اور اپنے ہاتھ نہ روکین تو ان کو پکڑو اور مارو جہان پاؤ اور ان پر ہم نے دی تم کو سند صریح ۔

(حاشیہ: امن مین رہین اپنی قوم سے جب بار بار پلٹائے جاتے ہین فساد کی طرف اس مین اوندھے ہو جاتے ہین پھر اگر تم سے)

ف یہان منافق فرمایا ہے ان لوگون کو جو ظاہر مین بھی مسلمان نہ تھے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملاپ رکھتے محبت جتاتے تھے اس غرض سے کہ اگر فتح ہماری قوم پر جاوے تو ہماری جان و مال بچا رہے جب مسلمان خبردار ہوئے کہ ان کی آمد و رفت اس غرض کے لیے ہے دل کی محبت سے نہین ہے تو بعضے کہنے لگے ان سے صحبت و ملاقات ترک کریے تا یکطرف ہو جاوین اور بعضون نے کہا کہ مل جاوے اس مین شاید ایمان لاوین اللہ نے فرمایا کہ ہدایت و گمراہی اللہ کے ہاتھ ہے اس کا فکر تم کو کیا ضرور ۔ باقی ان سے جو معاملت چاہیے سو آگے فرمادی

ف یعنی جب تک تم مین نہ آوین تب تک ان کو برے بھلے مین شریک نہ کرو لڑائی مین ان کو مت بچاؤ اس جلنے سے ان کو لڑائی مین بچانا نہ چاہیے مگر دو صورت سے یا وہ ہم قسم ہین تمہاری صلح والون سے تو وہ بھی صلح مین داخل ہین یا لڑائی سے عاجز ہو کر تم سے آپ صلح کرین سچ کر نہ اپنی قوم کی طرف ہو کر تم سے لڑین نہ تمہاری طرف ہو کر ان سے تو اگر اس عہد پر قائم رہین تو تم بھی اللہ کا احسان جانو کہ تمہارے لڑنے سے بند ہوئے ف یہ فرمایا کہ بعضے لوگ ہین کہ عہد بھی کر جاتے ہین نہ تم سے لڑین نہ اپنی قوم سے لیکن قائم نہین رہتے جب اپنی قوم کا غلبہ دیکھتے ہین ان کے رفیق ہو جاتے ہین تو ان سے تم بھی قصد رست کرو تمہارے ہاتھ سند ہے کہ وہ عہد پر قائم نہ رہے اتنے آگے موضح قرآن ف ابن کثیر کا لفظ یہ ہے کہ اللہ تعالے نے مومنون کے اختلاف پر حق مین منافقون کے دو قول پر انکار کیا اس کے سبب مین اختلاف ہے زید بن ثابت کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ

طرف احد کے نکلے کچھ لوگ جو ہمراہ آئے تھے پھر گئے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے حق میں
دو فرقے ہو گئے ایک فرقے نے کہا ہم اُن کو قتل کرینگے دوسرے فرقے نے کہا نہیں وہ مومن ہیں اُس پر
یہ آیت اُتری حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ طیبہ ہے وہ خبث کو دور کرتا ہے جس طرح بھٹی
لوہے کے خبث کو دور کرتی ہے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَاہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ محمد بن اسحاق نے وقعہ احد میں
ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی ابن سلول اُس دن تہائی لشکر لے کر پھر گیا اور وہ تین سو آدمی تھے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سات سو نفر میں رہ گئے ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت حق میں ایک قوم کے اُتری ہے جو مکے میں تھے
کلمہ اسلام کا پڑھتے تھے مدد کافروں کی کرتے تھے مکے سے اپنے کام کو نکلے تھے کہنے لگے اگر ہم کو اصحاب محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ملیں گے تو ہم کو اُن کا کچھ ڈر نہیں ہے مومنوں کو جب یہ خبر ملی ایک گروہ نے کہا چلو طرف اُن
نامردوں کی اُن کو چل کر قتل کریں کیونکہ وہ تم پر مدد دیتے ہیں تمہارے دشمنوں کو دوسرے گروہ نے کہا سبحان
تم اُس قوم کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کلمہ اسلام مثل تمہارے کہتے ہیں فقط اتنی بات پر کہ انہوں نے ہجرت نہیں کی
اپنے گھر نہیں چھوڑے ہیں اُن کے خون و مال کو تم حلال کرتے ہو غرضکہ وہ دو فرقے تھے رسولؐ اُن کے
پاس تھے کسی ایک فریق کو بھی منع نہ فرماتے یہانتک کہ آیت باب اُتری رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ابو سلمہ عکرمہ مجاہد
ضحاک وغیرہم سے بھی اسی کے لگ بھگ روایت ہے ابن سعد بن معاذ کا قول یہ ہے کہ اوس خزرج میں کچھ گفتگو ہوئی
تھی اس پر یہ آیت شان میں عبد اللہ بن ابی کے اُتری جس وقت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی
طرف سے اعتذار منبر پر قصہ افک میں کیا لیکن یہ قول غریب ہے اَرْکَسَهُمْ کے معنے یہ ہیں کہ اُن کو رد کیا او
خطا میں ڈالا یہی قول ہے ابن عباسؓ کا قتادہ نے کہا معنے اَهْلَكَهُمْ ہے سدی نے کہا معنے اَضَلَّهُمْ بِمَا
كَسَبُوا کا مطلب یہ ہے کہ بسبب مخالفت وعصیان رسول واتباع باطل کے ایسا ہوا سو جس کو اللہ گمراہ کرے
اس کو کب رستہ ہدایت کا مل سکتا ہے وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی مثل اُن کے گمراہ ہو جاؤ کہ تم اور وہ برابر ہو جاؤ
یہ چاہنا اُن کا بسبب شدت عداوت و کمال بغض کے ہے ساتھ تمہارے اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ تم اُن کو دوست
نہ سمجھو جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں یہی قول ہے ابن عباسؓ کا سدی نے کہا انہوں نے کفر اپنا ظاہر کیا
اب تم اُن کو جہاں پاؤ پکڑ کر قتل کرو کسی کو اُن میں سے ولی و نصیر نہ سمجھو کہ وہ تمہارے دشمنوں پر تمہاری مدد کرینگے
جب تک کہ وہ اسی حالت پر رہیں پھر اللہ نے اُن میں سے کچھ لوگوں کو مستثنے فرمایا ہے مگر وہ لوگ جو اُن لوگوں سے جا ملے
ہیں جن کو تم سے صلح ہے کہ اُن کا حکم بھی اہل صلح کا حکم ہے یہ قول ہے سدی و ابن زید و ابن جریر کا سراقہ بن مالک

ملی نے کہا جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بدر و اُحد پر غالب ہوئے اور گرد کے لوگ اسلام میں آئے تب میں نے سنا
کہ آپ ارادہ رکھتے ہیں خالد بن ولید کو طرف میری قوم بنی مدلج کے بھیجیں میں نے آ کر کہا اَنْشُدُكَ النِّعْمَةَ تو لوگوں نے
کہا چپ حضرت نے فرمایا کہ اِسے کہو کہہ تو کیا چاہتا ہے میں نے کہا سنا ہے کہ آپ خالد بن الولید کو طرف میری قوم
کے بھیجنا چاہتے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اُن سے مصالحہ فرمالیں اگر آپ کی قوم اسلام لے آئی تو
وہ بھی مسلمان ہو جاویں گے اسلام میں داخل ہونگے اور اگر آپ کی قوم مسلمان نہ ہوئی تو تمہاری قوم کے لوگ ان کے
اوپر نہیں پڑینگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اسکے ہمراہ جاؤ جو یہ چاہتا ہے اس طرح
ان کو صلح کرو خالد نے یہ صلح کی کہ حضرت پر کسی کی مدد نہ کریں اور اگر قریش اسلام لائیں تو وہ بھی مسلمان ہو جائیں
اسی امر کے لئے آیت اُتاری وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ
رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ وَلَفْظُهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ
مِيثَاقٌ فَكَانَ مَنْ وَصَلَ إِلَيْهِمْ كَانَ مَعَهُمْ عَلَىٰ عَهْدِهِمْ ابن کثیر نے کہا یہ انسب ہے سیاق کلام سے صحیح
بخاری میں بذیل قصہ صلح حدیبیہ آیا ہے فَكَانَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ فِي صُلْحِ قُرَيْشٍ وَعَهْدِهِمْ دَخَلَ مَعَ
أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ فِي صُلْحِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَصْحَابِهِ وَعَهْدِهِمْ ابن عباس سے مروی ہے کہ اس
آیت کو قولہ فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ نے منسوخ کر دیا ف
أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ یعنی وہ قوم ہے منجملہ استثنار کے جو قتال سے مستثنٰی ہیں وہ یہ ہیں کہ
مصاف میں آئے اُن کا جی نہیں چاہتا کہ وہ تم سے لڑیں یا تمہارے ہمراہ ہو کر اپنی قوم سے لڑیں بلکہ وہ تمہارے
نفع نقصان سے الگ ہیں اور اگر اللہ چاہے تو ان کو تم پر مسلط کر دے پھر وہ تم سے مقاتلہ کریں لیکن یہ اللہ کا
لطف ہے تم پر کہ ان کو تم سے روک دیا ہے سو اگر وہ تمہارے لڑنے سے کنارہ کشی کریں اور مسالحت چاہیں تو تم کو
بھی ان سے لڑنا نہ چاہیے جب تک کہ وہ اپنی اسی حالت موجودہ پر قائم رہیں یہ لوگ شامل اس جماعت کے ہیں جو بدر کے دن
بنی ہاشم میں سے ہمراہ مشرکین کے آئے قتال میں حاضر ہوئے اور کارہ تھے جیسے عباس وغیرہ اسی لیے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اُن کے قتل عباس سے منع کیا فقط حکم گرفتار کر لینے کا دیا ف یہ جو فرمایا تم پاؤ گے تم
دوسروں کو جو تمہارا اور اپنی قوم کا امن چاہتے ہیں سو وہ لوگ بصورت ظاہر مثل قوم مذکور کے ہیں لیکن نیت
ان کی سوا اُن کی نیت کے ہے کیونکہ وہ ایک قوم منافق ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اظہار اسلام کا کرتے ہیں تاکہ اس حیلہ سے خون و مال و اولاد کو بچا دیں باطن میں کافروں کی نفع رسانی کرتے

جیسا کہ ابھی ان کا بیان ہو چکا ہے کما قال تعالیٰ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَیْكُمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ الآیۃ اسی بیان میں فرمایا کُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِیْهَا یعنی اتنا کرتے ہیں فتنہ میں مجاہدی نے کہا فتنے سے مراد شرک ہے مجاہد نے کہا یہ آیت حق میں ایک قوم کے نازل کرے اور ترکی ہو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر ظاہر میں اسلام لاتے تھے پھر قریش کے پاس جا کر عبادت بتان میں اتنا کرتے تھے مطلب ان کا یہ تھا کہ یہاں امن میں رہیں اس لیے حکم ان کے قتل کا دیا گیا اگر کفار سے کنارہ کش ہو کر صلح نہ کریں اسی لیے آخر فرمایا فَاِنْ لَّمْ یَعْتَزِلُوْكُمْ وَیُلْقُوْٓا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ سے سلم کے معنی صلح کے ہیں یعنی اگر وہ اپنا ہاتھ لڑائی سے نہ روکیں تو تم ان کو قید کرو اور جہاں کہیں پاؤ ہم نے تم کو ان پر ایک حجت ظاہری دی ہے واللہ اعلم ف فتح البیان میں کہا ہے قرطبی نے کہا منافقین سے مراد اس جگہ عبداللہ بن ابی ہے اور اس کے اصحاب ہیں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دن احد کے چھوڑ دیا اپنا شکر لے کر چلے گئے مراد اس قوم سے جن سے میثاق تھا قریش ہیں اور جو لوگ ان سے مل جاتے تھے وہ بنو مدلج تھے کسی نے کہا خزاعہ تھے کسی نے کہا بنو بکر بن زید تھے رہی وہ قوم جو بیان ہوئی ان بنا امن چاہتے تھے وہ اہل تہامہ سے تھے یا اہل مکہ سے یہ ابن مسعود مروی ہے یا قوم منافقین تھی یا اسد و غطفان وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ

مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِیَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّصَّدَّقُوْا ۚ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ

عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ فَدِیَةٌ

مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۝ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝ مسلمان کا کام نہیں کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر چوک کر اور جس نے مسلمان کو چوک کر تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی اور خون بہا پہنچائے اس کے گھر والوں کو مگر یہ کہ وہ خیرات کریں پھر اگر تھا ایک قوم میں کہ تمہاری دشمن ہے اور آپ مسلمان تھا تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی اور اگر وہ تھا ایک قوم میں کہ تم میں ان میں عہد ہے تو خون بہا پہنچانا اس کے گھر والوں کو اور آزاد کر گردن ایک مسلمان کی پھر جس کو پیدا نہ ہوا تو روزے ہیں دو مہینے لگاتار بخشوانے کو اللہ سے اور اللہ ہے جانتا حکمت والا اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کر کے تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہے اس میں اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس کو لعنت کی اور اس کے لیے تیار کیا بڑا عذاب ف چوک کر مار ڈالنے کی کئی صورتیں ہیں مذکور ہے کہ مسلمان کو کافر جان کر مار ڈالا یا نشانہ کیا ہرن پر خطا کی اور مسلمان کو جا لگا یہ مسلمان کا انتقام ہے بعضے نے کہا ہے خطا کا قتل جیسے معمولی انسان میں ایک تو آزاد کرنا ہے وہ مسلمان کا اور دوسرا بعض معاف ہیں مفصل

کے پانی تعقیب کا تدارک ہو اللہ کی جناب مین دوسرے خون بہا ادا کرنا اُس کے وارثون کو یہ اُن کا حق ہو
وہ اگر خطر عفو کرے چہوڑدین تو مختار ہین ہو اگر اُسکے وارث مسلمان ہین یا کافر مگر صلح رکہتے ہین تو ادا کرنا
واجب ہے اور اگر کافر حربی یا دشمن ہین تو واجب نہین خون بہا مذہب حنفی مین مسلمان کا دو ہزار سات سو
چالیس روپے ہین تخمینًا اور دیئے آتے ہین قاتل کی برادری کو تفریق تین برس مین ادا کرین ف ابن عباس رض
نے فرمایا کہ مسلمان اگر قصدًا مسلمان کو مار ڈالے وہ دوزخی ہو چکا اُس کی توبہ قبول نہین اور علماء نے کہا کہ
عذاب اُس کی یہی ہے جو بیان مذکور ہوئی آگے اللہ کا مالک ہے لیکن اگر قصاص مین مارا گیا تو سب کے قول مین پاک ہوا
انتہے ف اللہ پاک نے اس آیت شریف مین یہ فرمایا کہ کسی مومن کو قتل کرنا کسی مومن بہائی کا کسی طرح
سے درست نہین ہے جس طرح صحیحین مین ابن مسعود رض سے آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا حلال نہین خون کسی مرد مسلمان
کا جو گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ مگر ایک جہ تین وجوہ مین سے جان عوض
جان کے اور ثیب زانی اور تارک دین مفارق جماعت پہر اگر کوئی شخص ان تینون وجوہ مین سے واقع ہو تو کسی ایک کو
رعیت مین سے اُسکا قتل کرنا نہین پہونچتا یہ کام امام یا نائب امام کا ہے استثنا خطا کا اس جگہ منقطع ہے اس کے
سبب سے شواہد ہین سبب نزول مین خلاف ہے مجاہد وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ آیت حق مین عیاش بن ابی ربیعہ برادر
ابوجہل کے اُتری ہے وہ اُسکا بہائی تہا طرف سے اُس کی ماں کے جسکا نام اسماء بنت مخرمہ ہے اُسنے ایک آدمی
کو مار ڈالا جبکہ وہ اپنے بہائی سمیت اسلام پر عذاب کرتا تہا وہ حارث بن یزید غامدی ہے عیاش نے اُس
بات کو اپنے جی مین رکہا وہ آدمی مسلمان ہوگیا ہجرت کی عیاش کو معلوم نہ تہا فتح کے دن اُس کو دیکہا
گمان کیا کہ وہ اپنے دین پر ہے اُس پر حملہ کیا مار ڈالا یہ آیت آئی عبد الرحمن بن زید نے کہا حق مین ابو الدرداء کے
اُتری ہے انہون نے ایک آدمی کو قتل کیا اُس نے کلمۂ ایمان کا کہا تہا جبکہ اُس پر تلوار اٹہائی تہی
جب یہ ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا تو کہا اُس نے تو اپنی پناہ کے لیے کلمہ کہا تہا فرمایا کیا تو نے
اُس کا دل پہاڑ کر دیکہ لیا تہا یہ قصہ صحیح مین آیا ہے مگر غیر ابو الدرداء سے آزاد کرنا بردے کا یا دینا
دیت کا قتل خطا مین واجب ہے یہ کفارہ ہے اُس ذنب عظیم کا گو خطا سے ہوا ہو بردہ کا مومن ہونا
شرط ہے بردہ کافر کافی نہین ہوتا ہے ابن عباس شعبی ابراہیم نخعی حسن بصری نے کہا ہے صغیر کافی
نہین ہے مگر جب کہ قصد ایمان لانیکا رکہتا ہو ابی کی قرارت یون ہے رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٍ لَا یُجْزِیْ فِیْہَا
صَبِیٌّ ابن جریر نے کہا اگر وہ درمیان ابوین مسلمین کے موجود ہو تو کافی ہے والا فلا جمہور کہتے

دین اگر مسلمان ہوگا تو آزاد کرنا اُس کا بطور کفارہ صحیح ہے خواہ صغیر ہو یا کبیر عبداللہ نے کہا ایک
انصاری کالی لونڈی لایا کہا اے رسول خدا مجھ پر آزاد کرنا ایک بردہ مومن کا واجب ہوا ہے اگر آپ اسکو مومنہ
سمجھیں تو میں اس کو آزاد کر دوں حضرت نے اس کنیز سے کہا کیا تو گواہی دیتی ہو لا الہ الا اللہ کی کہا ہان پوچھا کیا
تو گواہی دیتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں کہا ہان پوچھا کیا تو ایمان رکھتی ہو بعث بعد الموت پر کہا ہان فرمایا اسکو
آزاد کر دے رواہ احمد۔ یہ اسناد صحیح ہو جہالت صحابی مضر نہیں موطا امام مالک و مسند شافعی و احمد و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد
و نسائی میں معاویہ بن الحکم سے آیا ہے کہ جب وہ اس کالی کنیز کو لایا حضرت نے اُس کنیز سے کہا اَیْنَ اللّٰہُ اللہ کہاں ہے
اس نے کہا فِی السَّمَاءِ آسمان پر ہے پوچھا میں کون کہا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ تم اللہ کے رسول ہو فرمایا اَعْتِقْهَا فَاِنَّهَا
مُؤْمِنَةٌ اسکو آزاد کر یہ مومن ہے ف دوسرا واجب قتل خطا میں دیت ہے درمیان قاتل و اہل قتیل کے عوض
اُسکے جو قتیل سے فوت ہوا دیت بطور انصاف واجب ہوتی ہے احمد و اہل سنن نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ
حکم دیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت خطا میں بیس بنت مخاض و بیس بنی مخاض نر بیس بنت لبون بیس جذعہ
بیس حقہ کا یہ لفظ نسائی کا ہے ترمذی نے کہا لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ یہ خبر ابن مسعود سے موقوفا بھی
مروی ہو جس طرح علی و ایک گروہ سے آئی ہو کہ شش کہا بطور ارباع واجب ہے وجوب اس دیت کا ذمہ عاقلہ قاتل پر
ہے نہ مال قاتل میں شافعی نے کہا نہیں جانتا میں کوئی مخالف اس بات میں کہ علم یا حضرت نے دیت کا عاقلہ پر حکم کیا ہے
حدیث خاصہ سے اور یہ بات جس کی طرف شافعی نے اشارہ کیا کئی حدیثوں سے ثابت ہے حدیث ابوہریرہ میں آیا ہے دو
عورتیں ہذیل کی آپس میں لڑیں ایک نے دوسری کو پتھر مارا اس کے پیٹ کا بچہ مر گیا جھگڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے آیا حکم دیا کہ دیت بچہ کی ایک غلام یا ایک لونڈی ہے عورت کی دیت اسکے عاقلہ پر ہے اسکو شیخان نے
یہ مقتضی ہے اسکو کہ حکم عمد خطا کا مثل حکم خطاء محض کے ہے وجوب دیت میں لیکن اس میں دیت بطور اثلاث ہے
بسبب شبہ عمد کے صحیح بخاری میں ابن عمر سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن الولید کو بنی جذیمہ
پر بھیجا اُن کو طرف اسلام کے بلایا وہ اچھی طرح یہ لفظ نہ کہہ سکے کہ ہم اسلام لائے یوں کہنے لگے کہ ہم صابی ہو گئے
خالد نے ان کو قتل کرنا شروع کیا جب یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ پھر علی کو بھیجا کر جاؤ ان کے مقتولین کی دیت دو اور جو مال ان کا ضائع ہوا ہو
اسکا عوض کر دو یہاں تک کہ بلغ سگ بھی دو اس حدیث سے یہ نکلا کہ عوض خطاء امام یا نائب امام کا بیت المال سے
پھر فرمایا کہ اگر اہل قتیل اپنی طرف سے دیت چھوڑ دیں صدقہ کریں عاقلہ قاتل پر تو بہتر ہے یہ اسکا ثواب

نہیں ہاں اگر مقتول مومن تھا اور اس کے اولیا کافر تھے اہل حرب تو ان کو کچھ دیت نہیں ہے قاتل پر فقط
آزاد کرنا ایک بردہ مومن کا واجب ہے اور اگر اولیاے مقتول اہل ذمہ ہیں یا اہل ہدنہ یعنی صلح تو ان کو دیت ان کے
مقتول کی ملیگی اگر مومن تھا تو دیت کامل ہے اسی طرح اگر کافر تھا جب بھی نزدیک ایک گروہ علما کے اور بعض نے کہا
کہ کافر میں نصف دیت مسلمان کی ہے کسی نے کہا ثلث دیت ہے جس طرح کتاب الاحکام میں مفصل مذکور ہے پھر اگر قاتل
بردہ مومن نہ پاوے تو دو ماہ پے درپے روزہ رکھے بیچ میں افطار نہ کرے بلکہ لگاتار دو مہینے تک روزہ رکھتا چلا جاوے
اگر بلا کسی عذر کے جیسے مرض یا حیض یا نفاس ہے افطار کرے گا تو پھر سرے سے روزہ رکھنا پڑیگا سفر میں اختلاف ہے
کہ آیا قطع کرے یا نہیں اس میں دو قول ہیں پھر اللہ نے فرمایا کہ یہ توبہ ہے قاتل خطا کی کہ اگر آزاد نہ کرے تو صوم دو ماہ کا
رکھے جس کو طاقت صوم کی نہیں ہے اس میں اختلاف ہے کہ وہ ساٹھ مسکین کو کھانا دیوے جس طرح کفارہ ظہار میں تھا ہے یا
نہیں سو اس میں بھی دو قول ہیں ایک یہ کہ دیوے جس طرح کہ کفارہ ظہار میں منصوص ہے اس جگہ ذکر کفارہ کا اس لیے نہیں ہوا کہ
یہ جگہ تہدید و تخویف و تحذیر کی تھی یہاں ذکر اطعام کا مناسب نہ تھا کہ اس میں ایک طرح کی تسہیل و ترخیص نکلتی
ہے دوسرا قول یہ ہے کہ عدول طرف طعام کے نہ کرے اس لیے کہ اگر اطعام واجب ہوتا تو تاخیر بیان کی وقت حاجت سے نہ
ہوتی پھر اللہ نے بعد بیان قتل خطا کے حکم قتل عمد کا بیان فرمایا کہ قاتل عمد مخلد فی النار ہے یہ تہدید شدید وعید اکید
ہے واسطے اس شخص کے جو ایسا گناہ عظیم کرے جو مقرون بشرک باللہ ہے کئی آیتوں میں سورہ فرقان میں فرمایا ہے
وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ الآية وقال تعالى قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا
حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ إلى آخر الآيات و احادیث تحریم قتل میں بہت کثرت سے آئی ہیں صحیحین میں ابن مسعودؓ
سے مرفوعا آیا ہے سب سے پہلے جو حکم درمیان لوگوں کے ہوگا دن قیامت کو وہ مقدمہ خون کے ہوگا دوسری حدیث
ابو داؤد میں عبادہ بن صامت سے مرفوعا آیا ہے ہمیشہ مومن معنق صالح ہے جب تک کہ کوئی خون حرام نہیں کیا ہے
جب خون حرام کیا تو ہلاک ہوا تیسری حدیث میں آیا ہے کہ زوال دنیا کا آسان ہے نزدیک اللہ کے قتل سے کسی مرد مسلم
کے چوتھی حدیث میں ہے اگر جمع ہوگئے آسمان اور زمین والے قتل پر کسی مرد مسلمان کے تو اوندھے منہ ڈالے اللہ
ان کو آگ میں پانچویں حدیث میں ہے جس نے مدد کی قتل مسلمان پر اگرچہ آدھے کلمے سے ہو تو وہ آویگا دن قیامت
کو لکھا ہوگا درمیان اس کی دونوں آنکھوں کے کہ وہ ناامید ہے رحمت خدا سے ابن عباسؓ کا اعتقاد یہ تھا کہ
قاتل عمد مومن کی توبہ قبول نہیں ہوتی کہتے تھے ہی آخر ما نزل وما نسخها شيء دوسرا لفظ یہ ہے
لم ينسخها شيء تیسرا لفظ یہ ہے کہ جب کسی شخص نے اسلام و شرائع اسلام کو پہچان لیا پھر کسی مومن کو

عمداً قتل کیا تو اُس کے لیے توبہ نہیں بعد مجاہد نے کہا اِلَّا مَنْ نَّدِمَ یعنی مگر وہ جو نادم ہوا ابن عباسؓ جب نابینا ہو گئے
اُن کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا تم کیا کہتے ہو حق میں اس شخص کے جس نے ایک مومن کو عمداً مار ڈالا ہو کہا جَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ
خَالِدًا فِيْهَا الخ کہا بھلا اگر توبہ کرے عمل صالح کرے پھر راہ پا جاوے کہا روئے اُس کو ماں اُس کی بھلا اُس کے لیے توبہ اور
ہدایت کہاں قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے فرماتے تھے
ثَكِلَتْهُ اُمُّهٗ قاتل عمد مومن کا مقتول دن قیامت کو داہنا یا بایاں ہاتھ پکڑے ہوئے آوے گا اُس کی رگوں سے
خون بہتا ہوگا سامنے عرش رحمٰن کے آکر قاتل کا ہاتھ پکڑ کر کہے گا اے رب پوچھ اپنے بندے سے اس نے مجھ کو
کیوں قتل کیا تھا قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں ہے جان عبداللہ کی یہ آیت اُتری پھر کسی آیت نے اُس کو
منسوخ نہیں کیا یہاں تک کہ تمہارے نبی مقبوض ہوئے اُس کے بعد کوئی برہان نہیں آئی امام احمد کا لفظ یہ ہے کہ
ابن عباسؓ نے کہا لَقَدْ نَزَلَتْ فِيْ اٰخِرِ مَا نَزَلَ مَا نَسَخَهَا شَيْءٌ حَتّٰى قُبِضَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَا نَزَلَ وَحْيٌ
بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدِيْثَ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ اَيْضًا۔ یہ قول ابن عباسؓ کا بطرق کثیرہ مروی ہے
ایک جماعت سلف اسی طرف گئی ہے جیسے زید بن ثابتؓ ابوہریرہؓ ابن عمرؓ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن عبید بن عمیر حسن
قتادہ ضحاک اس باب میں احادیث کثیرہ آئی ہیں ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ آدمی کا مقتول پکڑے ہوئے اپنے
قاتل کو دن قیامت کے اپنے ہاتھ سے اس کا سر کہے گا اے رب پوچھ اس سے کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا
وہ کہے گا میں نے اُس کو قتل کیا تاکہ غلبہ تجھ کو ہو فرمایا ہاں میرے لیے ہے دوسرا آدمی آوے گا اپنے قاتل کو لیے
ہوئے کہے گا اے رب پوچھ اس سے کیوں قتل کیا مجھ کو وہ کہے گا اس لیے قتل کیا تاکہ فلاں کو غلبہ ہو اللہ فرماوے گا
اُس کے لیے نہیں ہے بلکہ اُس کا گناہ لے کر آیا ہے پھر جہنم میں ڈال دیا جاوے گا ستر برس کی راہ تک رَوَاهُ ابْنُ
مَرْدُوْيَةَ وَالنَّسَائِيُّ معاویہ کا لفظ مرفوع یہ ہے ہر گناہ کو امید ہے اللہ اس کو بخش دے مگر وہ مرد جو مرا کافر یا وہ مرد
جس نے قتل کیا مومن کو دیدہ و دانستہ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ ابوالدرداء کا لفظ یہ ہے كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى
اللّٰهُ اَنْ يَّغْفِرَهٗ اِلَّا مَنْ مَّاتَ مُشْرِكًا اَوْ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا رَوَاهُ ابْنُ مَرْدُوْيَةَ یہ
حدیث سخت غریب ہے اس وجہ سے محفوظ وہی حدیث معاویہ ہے ابن عمرؓ نے مرفوعاً کہا ہے جس نے قتل
کیا کسی مومن کو عمداً وہ کافر ہوا ساتھ خدائے عزوجل کے رَوَاهُ ابْنُ مَرْدُوْيَةَ لیکن یہ حدیث منکر ہے
اس کی سند میں کلام ہے حدیث طویل عقبہ بن مالک لیثی میں مرفوعاً آیا ہے اِنَّ اللّٰهَ اَبٰى عَلَيَّ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا
تین بار کہا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ مگر جمہور سلف وخلف بہت اسی کے ہیں کہ توبہ قاتل کی درمیان اُس کے اور خدا کے

پھر جس نے اگر توبہ کی اور رجوع لایا خشوع خضوع کیا عمل صالح بجالایا تو اللہ اُس کی سیئات کو حسنات سے بدل دیگا
مقتول کو عوض اُس ظلم کا عنایت فرماویگا قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ الیٰ قولہ
إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اس خبر کا نسخ اور حمل مشرکین پر جائز نہیں ہے اور حمل اس آیت کا مومنین پر
خلاف ظاہر ہے یہ حمل محتاج ہے دلیل کا واللہ اعلم وقال تعالیٰ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ
لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ الآیۃ یہ آیت عام ہے سارے گناہوں کو کفر و شرک و شک و نفاق و قتل و فسق وغیرہ ذلک سب
ان میں سے جو کوئی شخص جس کسی گناہ سے توبہ کریگا اللہ اُس کی توبہ قبول فرماویگا وقال تعالیٰ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ
يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ یہ آیت عام ہے حق میں سارے گناہوں کے سوائے شرک کے اور یہ آیت
خود اس سورت میں بعد اس آیت اور قبل اس آیت کے مذکور ہے واسطے تقویت رجا کے واللہ اعلم صحیحین میں ذیل ایک خبر
اسرائیلی کے آیا ہے کہ ایک شخص نے سو خون کیے تھے پھر ایک عالم سے پوچھا کہ میرے لیے توبہ ہے اُس نے کہا تیرے اور توبہ کے
بیچ میں کون حائل ہے پھر اُس سے کہا تو اُس شہر کو جا جہاں اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہ چلا راہ میں مرگیا ملائکہ رحمت
نے اس کی جان نکالی سو جبکہ یہ بات بنی اسرائیل میں ہوئی تو اگر اس امت میں بھی توبہ مقبول ہو تو بطریق اولیٰ
ہو سکتی ہے اس لیے کہ اللہ نے ہم سے وہ آصار و اغلال جو بنی اسرائیل پر تھے اوٹھا لیے ہیں اور ہمارے نبی علیہ
علیہ الصلاۃ والسلام کو حنیفیہ سمحہ دیکر بھیجا ہے یہ آیت کریمہ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا الآیۃ سو ابو ہریرہ و ایک جماعت
سلف نے کہا ہے کہ یہ جزا ہے اس کی اگر اللہ اس کو جزا دینا چاہے اسکو ابن مردویہ اپنی اسناد سے مرفوعاً بھی روایت
کیا ہے لیکن صحیح نہیں ہے معنے اس صیغہ کے یہ ہیں اِنَّ هٰذَا جَزَاؤُهُ اِنْ جُوزِيَ عَلَيْهِ اسی طرح حال ہر وعید کا
ہے جو کسی گناہ پر آئی ہے لیکن کبھی اعمال صالحہ اُس کے معارض ہو کر وصول جزائے مذکور سے مانع ہو جاتے
ہیں قول پر اصحاب موازنہ و اصحاب احباط دونوں کے ابن کثیر نے کہا هٰذَا اَحْسَنُ مَا يُسْلَكُ فِي بَابِ
الوعید اور اس تقدیر پر کہ قاتل داخل نار ہو گا جیسا ابن عباس وغیرہ نے کہا ہے کہ اس کے لیے توبہ نہیں
ہے یا قول جمہور پر کہ واسطے اس کے کوئی عمل صالح نہیں ہے جو اس کو نجات دے مخلد نار نہ ہوگا بلکہ خلود اس کے
حق میں بمعنی مکث طویل ہے احادیث متواترہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ جس کے دل میں ادنیٰ ذرہ کے برابر ایمان
ہوگا وہ آگ سے باہر نکلے گا حدیث معاویہ میں جو یہ آیا ہے کہ كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا الرَّجُلُ
يَمُوتُ كَافِرًا أَوِ الرَّجُلُ يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا سو لفظ عسیٰ واسطے ترجی کے ہے سو جب یہ ترجی ان دو صورتوں
میں منتفی ہوئی تو وقوع اس کا ان دو میں بھی منتفی ہوگا اور وہ یہی قتل ہے بوجہ لفظ مذکور وہاں جو کافر مرا ہے

اس کی عدم مغفرت منصوص ہے باقی رہا مطالبہ مقتول کا قاتل سے دن قیامت کے سو وہ ایک حق ہے حقوق آدمیوں کے
تو یہ ساقط نہیں ہو سکتا ہے بغیر ادا ان حقوق کا طرف حقداروں کو ضرور ہے اس جگہ کچھ فرق درمیان مقتول و
مسروق و مغصوب و مقذوف سارے حقوق بنی آدم کے نہیں ہے اس لیے کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ حقوق مخلوق توبہ سے ساقط
نہیں ہوتے ہیں صحت توبہ میں ادا کرنا ان حقوق کا حقداروں کو ضرور ہے اگر یہ نہ ہو گا تو مطالبہ انکا دن قیامت کے
مقرر ہے مگر وقوع مطالبہ سے وقوع مجازات کا لازم نہیں آتا ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ قاتل کے لیے اعمال صالحہ ہوں جن کے
سبب سے بعض مقتول کو ملا دیے جاویں پھر کوئی اجر اس کو زیادہ دیکر جنت میں داخل کیا جاوے یا اللہ تعالی
مقتول کو اپنے فضل سے معاوضہ حور و قصور جنت و رفع درجہ کا کر دے ونحو ذلک واللہ اعلم ف قاتل کے
لیے دنیا و آخرت میں احکام مقرر ہیں دنیا میں ایک تسلط ہے اولیائے مقتول کا قاتل پر قال تعالی ومن قتل
مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا پھر وہ اولیا مختار ہیں قتل کریں یا عفو فرماویں یا دیت مغلظہ
لیں یعنی ثلاث ثلاثین حقہ ثلاثین جذعہ ثلاثین خلفہ جس طرح کتاب الاحکام میں لکھا ہے ائمہ کا اختلاف ہے کہ آیا عمد
اس پر کفارہ عتق رقبہ ہے یا صوم دو ماہ یا اطعام اس میں دو قول ہیں جس طرح کفارہ خطا میں ہے قول کے امام
شافعی و صحاب شافعی اور ایک طائفہ علما کا یہ قول ہے کہ ان کفارہ اسکی واجب ہے کیونکہ جب خطا میں کفارات واجب
ہوئے تو عمد میں بالاولی واجب ہونا چاہیے اس کو کفارہ یمین غموس میں سطر دکھایا ہے قضائے نماز متروکہ میں عمدا
اعتذار کیا ہے جس طرح کہ خطا میں اس پر اجماع کیا تمام اصحاب احمد اور دوسرے گروہ نے کہا قتل عمد عظیم تر ہے اس سے
کہ اس کا کفارہ ہو سکے اسی طرح یمین غموس ... اس فرق کی طرف درمیان ... ونصوص تون کا اور درمیان نماز
متروکہ کے عمدا کوئی راہ نہیں ہے اس لیے کہ وہ قضائے متروکہ کو عمدا واجب کہتے ہیں جن کا مذہب یہ ہے کہ کفارہ قتل
عمد میں واجب ہوتا ہے اس کی حجت حدیث واثلہ بن اسقع ہے قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نفر
من بنی سلیم فقالوا ان صاحبنا قد اوجب قال فلیعتق رقبة یفدی اللہ بکل عضو منها
عضوا منه من النار رواہ احمد و دوسری روایت ہے اتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صاحب لنا قد اوجب
قال اعتقوا عنه یعتق اللہ بکل عضو منه عضوا من النار رواہ ابو داود والنسائی تیسری روایت ہے اتینا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صاحب لنا قد اوجب یعنی النار بالقتل فقال اعتقوا عنه الخ اس سے معلوم ہوا کہ
قتل عمد میں جس کے سبب سے نار جہنم واجب ہو جاتی ہے کفارہ آیا ہے وہ کفارہ بھی آزاد کرنا ایک بردے کا ہے تمام ہوا
کلام ابن کثیر کا فتح البیان کا بیان ختم تفسیر آیت باب میں حدیث کے کہ یہ نہی ما کان لمؤمن سے جو ہے بمعنی مقتضی

تحریم ہوتی ہے بقولہ تعالیٰ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ یس اگر یہ غلطی ہو سکے پہوٹ کی تو خبر نہیں ہر کی خبر سلم ہر الیٰ ت کو ہوتی کہ کبھی قتل کسی مومن کا نہ کسی سے ہو جاتا قتل خطا تو ہو سکتا ہے کہ قصد تو کسی کا کیا تھا جیسے صید یا نشانہ کا اور تیر کسی کو جا لگا یا ایسی چیز سے مارا جس سے غالبا قتل نہیں ہوتا ہے سو ایسے قتل کا کفارہ بیان کیا ہے تحریر رقبہ سے مراد بردہ مومنہ ہے جو ایمان کو سمجھتا اور نماز پڑھتا ہو جمہور کے نزدیک اندہا لولا لنگڑا کانا انکے نزدیک کافی ہے دیت وہ مال ہے جو بعوض خون مقتول کے دیا جاتا ہے ورثہ مقتول کو اسکی تفاصیل دیت کو سنت مطہرہ نے بیان کر دیا ہے تقدیر دیت میں حدیثیں آئی ہیں دیت خطا دیت شبہ عمد جیسا کہ منتقی میں فرق ہے ایکی تفصیل شرح منتقی میں مذکور ہیں یہاں حاجت ذکر کی نہیں ہے اہل مقتول کا قاتل پر دیت کا معاف کر دینا اسکا نام صدقہ بغرض ترغیب کہا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر ورثہ مقتول دیت معاف کر دیں تو بہتر ہے ایک وقت اداکرنا اس کا ضرور نہ ہوگا **ف** فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ یہ مسئلہ اس مومن کا ہے جس کو مسلمان بلاد کفار میں مار ڈالیں اور انہیں میں کا تھا مگر مسلمان ہو کر انہوں نے ہجرت نہ کی تھی مسلمانوں نے اس گمان پر کہ وہ اسلام نہیں لایا ہے اپنے دین باطل پر باقی ہے اس کو قتل کر ڈالا تو اس صورت میں اس قاتل پر دیت واجب نہیں ہے آزاد کرنا ایک گردن یا بردہ کا کافی ہے وجہ سقوط میں اختلاف ہے کسی نے کہا اس لیے کہ اولیائے قتیل کفار ہیں انکا کوئی حق دیت میں نہیں ہے کسی نے کہا قتیل کی حرمت تھوڑی تھی اس لیے کہ ایمان لا کر اس نے ہجرت نہ کی بقولہ تعالیٰ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس کی دیت واجب ہے واسطے بیت المال کے **ف** دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ وہ مقتول قوم معاہدہ سے ہو خواہ وہ عہد موقت ہو یا مؤبد جیسے اہل ذمہ تو اس کے قاتل پر دیت لازم ہے وہ دیت اولیائے مسلمان مقتول کو جو اس کے ورثہ ہیں دی جاوے گی یہ دیت ثلث دیت مومن کی ہے اگر یہودی ہو یا نصرانی اور دو ثلث عشر ہے اگر مجوسی ہو اور آزاد کرنا ہے ایک گردن مومن کا اگر نہ ہو سکے تو دو ماہ لگاتار روزے رکھے اگر ایک دن بھی روزہ نہ رکھے گا تو ہر نزدیک جمہور کے سب سے روزے رکھنا پڑیں گے سعید بن جبیر نے کہا ہے تَوْبَةً مِنَ اللّٰهِ کے معنے یہ ہیں کہ تجاوز کیا اللہ نے اس امت سے اس طرح کہ خطا میں کفارہ مقرر کیا ہے قتل عمد میں اختلاف ہے علما کا عطا نخعی وغیرہما نے کہا ہے قتل عمد وہ ہے جو تیز چیز سے ہو جیسے تیغ خنجر و سنان سے یا اس چیز سے جس میں موت کو جاتا ہے جیسے بھاری پتھر کلڑ وغیرہ یا جہو نے کہا ہر قتل ہے ہر قاتل کا جبکہ قصد قتل کا کرے عمدا یا پتھر یا عصا وغیرہ سے بعض اہل علم نے یہ قید لگائی ہے کہ ایسی چیز سے ہو جو عادۃ قاتل ہو ہے بعض علما نے کہا ہے قتل تین قسم کے ہوتے ہیں عمد شبہ عمد خطا اس سبب کا

دلیلون سے استدلال کیا ہی مگر ابطال اس جگہ ضرور نہیں ہے بعض نے کہا یون نہین بلکہ وہ ہی قسم ہو جو منطوق اس دلیل سے کہ قرآن مجید مین جہان جہان قسم لکے ہیں اُس کا جواب دیا گیا ہے کہ انحصار قرآن پاک کا دو قسم پر کچھ نافی ثبوت قسم ثالث کو نہین ہے جو کہ سنت مطہرہ سے ثابت ہوا ہو واللہ اعلم **ف** آیت جزاء جہنم مین حق قاتل مومن متعمد کے عقوبت کی فرمائی ہو ایک کہ سبب گناہ بزرگ کے مستحق جہنم کا ہوتا ہے پہر اس نار مین خالد رہے گا یہ دوسری جزا ہی تیسری اللہ کا غضب وغصہ ہے گا تیسری سزا ہے پہر اللہ کی لعنت ہر یہ چوتھی جزا ہوئی پہر اس کے لیے عذاب عظیم ہے بہ نسبت دیگر انواع عذاب کے یہ پانچوین سزا ہوئی اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ اب اس سے بڑہکر اور کیا تشدید ہوگی کوئی وعید مثل اس وعید تہدید کے نہین ہو سکتی ہر **ف** توبہ مین قاتل عمد کی علماء کا اختلاف ہے بخاری مین مذہب ابن عباس کا عدم قبول توبہ روایت کیا گیا ہے جمہور قائل قبول توبہ کے ہین بدلیل اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّئَاتِ وقوله تعالیٰ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وقوله وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ وقوله وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ یہی کہا ہو کہ جمع درمیان اس آیت سورۂ نسا اور سورۂ فرقان کے ممکن ہے یعنی یہ جزا اُس کی جہنم ہو مگر جب توبہ کی اس جگہ سبب قتل ورجوع کے تو عذاب متعمد ہے دوسری دلیل حدیث عبادہ بن صامت ہر صحیحین مین مرفوعاً آیا ہے تم بیعت کرو مجھ سے اس بات پر کہ شریک کرو تم ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ زنا کرو اور نہ قتل کرو جان کو جو حرام ہو مگر حق سے پہر فرمایا فَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ تیسری دلیل حدیث ابو ہریرہ کی مسلم وغیرہ مین حق میں اس شخص کے جس نے سو قتل کیے تھے ابو حنیفہ وحنفیہ وشافعی کا مذہب یہی ہے کہ قاتل عمد تحت مشیت میں ہے کسی آیہ کی تخریج منتقی میں متمسک ہر وہ حدیث کو وضع کیا ہے فتح القدیر میں لکہا ہے حق یہ ہے کہ دروازہ توبہ کا کسی عاصی سے بند نہین ہے بلکہ جو کوئی اس کا قصد کرے تو اس کے لیے کہلا ہوا ہے جب چاہے اس دروازہ مین داخل ہو سکتا ہے میان شنیدن من تو بہ تو بستن در وفتح باب شنوم **ف** شرک بڑا گناہ سخت تر کون گناہ ہوگا اس کو تو توبہ الی اللہ محو کر دیتی ہے شرک سے نکلنا اس کا دام شرک سے مقبول کرلیا جاتا ہو پہر کسی اور گناہ کی کیا ہستی ہو کہ وہ سب اس شرک سے کمتر ہین قتل عمد بھی گو ایک گناہ بڑا ہے مگر شرک سے کمتر ہے لکن توبہ قاتل عمد مین ضرور ہے کہ اعتراف بقتل کرے اپنی جان کو واسطے قصاص کے سونپ دے اگر واجب ہو یا تسلیم دیت کرے اگر قصاص واجب نہ ہو اور قاتل غنی ہو تسلیم کل یا بعض پر قدرت رکہتا ہو باقی سچی توبہ قاتل عمد کی اور عزم اس کا عدم عود پر طرف کسی کے قتل کے بدون اعتراف وتسلیم نفس کے سوا اس کے قبول پر ہم یقین کامل نہین کر سکتے

ہی اللہ تعالی احکم الحاکمین ہو درمیان اپنے بندون کے اس چیز میں جس میں اختلاف کرتے تھے حکم دیگا معتزلہ نے
اس آیت کو دلیل ٹھیرایا ہے اس بات پر کہ فاسق خلد فی النار ہوگا اسکا جواب یہ ہے کہ نزول اس آیت کا حق
مین ایک کافر کے ہوا ہے جس نے ایک مسلمان کو قتل کیا تھا اُس کا نام مقیس بن ضبابہ ہے اس صورت مین آیت
مخصوص ہوئی یا یہ معنے ہین کہ جس نے قتل کیا کسی مسلمان کو حلال سمجھکے حالانکہ وہ کفر ہے تو اسکے لیے خلود
ہوگا ابو مجلز نے کہا ہے جَزَآؤُہٗ فَاِنْ شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنْ جَزَآئِہٖ فَعَلَ بیضاوی نے کہا خلود
مقتضی تابید نہین ہو بلکہ بمعنے طول مکث ہے انتہے لیکن اس مین نظر ہے احادیث صحیحہ شفاعت مین اخراج
موحدین کا نار سے آیا ہے کرخی نے کہا ہے ظاہر یہ ہے کہ مراد تغلیظ و تخویف و زجر عظیم ہے قتل مؤمن سے عدم
قبول توبہ حقیقۃ ابو السعود کا میل خاطر بھی اسی طرف ہے وآمدی نے کہا ہے اصل بات یہ ہے کہ اللہ پر خلف وعید جائز
ہے کہ خلف وعد ممتنع ہو حدیث انس مین مرفوعا آیا ہے مَنْ وَعَدَہُ اللّٰہُ عَلٰی عَمَلِہٖ ثَوَابًا فَھُوَ مُنْجِزٌ لَّہٗ وَ
مَنْ اَوْعَدَہٗ عَلٰی عَمَلِہٖ عِقَابًا فَھُوَ بِالْخِیَارِ تحقیق یہ ہے کہ کچھ ضرورت تفریع کی اس اصل پر نہین ہے اسلیے
کہ اللہ نے خبر دی ہے کہ اُس کی جزا یہ ہے تو یہ نہین فرمایا ہے کہ یہ جزا اُسکو دیجاویگی دیکھو اللہ نے کہا ہے جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ
سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا اگر یہ بات ہوتی کہ ہر سیئہ کی جزا سیئہ ہوا کرتی تو کریمہ وَیَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ سارا ضائع ہوتا ہے انتہے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا
تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰہِ مَغَانِمُ کَثِیْرَۃٌ کَذٰلِکَ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَتَبَیَّنُوْا

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۰ ترجمہ اے ایمان والو جب سفر کرو اللہ کی راہ مین تو تحقیق کر لو اور مت کہو جو شخص
تمھاری طرف سلام علیک کرے کہ تو مسلمان نہین ہے چاہتے ہو مال دنیا کی زندگی کا تو اللہ کے یہان بہت غنیمتین ہین
تم ایسے ہی تھے پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا سو اب تحقیق کر لو اللہ تمھارے کام سے واقف ہے **ف** حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین مسلمانون کی فوج پہونچی ایک بستی پر وہان ایک مسلمان تھا اپنے مواشی کنارے کرکے کھڑا
ہوا تھا اُس نے مسلمانون کو سلام علیک کی لوگون نے سمجھا کہ غرض کو مسلمانی جتاتا ہے اُس کو مار ڈالا اور مواشی چھین لیے تب
یہ آیت اتری یہ جو فرمایا کہ تم بھی ایسے ہی پہلے تھے یعنے غرض دنیا پر خون ناحق کرنیوالے تھے لیکن مسلمان ہو کر یہ کام
نہ چاہیے یا تم ایسے ہی تھے یعنے کافرون کے شہر مین رہتے مستقل حکومت نہ رکھتے تھے انتہی ابن عباس کا لفظ
یہ ہے کہ ایک مرد بنی سلیم کا گذرا کچھ نفر پر صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا وہ بکریان چراتا تھا اُس
نے ان پر سلام کیا انہون نے کہا سلام نہین کیا ہم کو مگر اس لیے کہ پناہ پکڑے ہم سے قصد کیا اُس کو جا کر مار ڈالا غنیمت

پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے آیت اتری رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ
اس باب میں ام سلمہ بن بشیر یشکری کی حدیث آئی ہے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا اور روایت کیا
ابن جریر نے وقال ھذا خبر عندنا صحیح سندہ ہو سکتا ہے کہ اسی کی نزدیک اس میں اہل یمن کسی نے کہا حق میں محلم
بن جثامہ کے آئی ہے کسی نے کہا حق میں اسامہ بن زید کے اتری ہے ابن کثیر نے کہا یہ کلام ابن جریر کا غریب ہے کئی
وجہ سے مردود ہے ابن عباس نے کہا ہے عرض نیل سے مراد غنیمت ہے پھر کہا کہ حضرت نے مقداد سے کہا تھا جب کوئی
مومن آدمی اپنا ایمان قوم کفار میں مخفی رکھتا ہو پھر وہ اس ایمان کو ظاہر کرے اور تو اس کو مار ڈالے تو تو بھی
تو مکے میں ایسا ہی تھا کہ قبل اس کے اپنا ایمان مخفی رکھتا تھا اس کو بخاری نے معلقاً مختصراً ذکر کیا ہے مگر مطولاً
موصولاً بھی نزدیک بزار کے مروی ہے پھر فرمایا کہ اللہ کے پاس بہتر اس غنیمت سے ہے جس کے لیے تم نے ایک مسلمان
کو مارا اور اس کے سلام علیک پر تہمت منافقت کی لگائی اللہ کے پاس جو رزق حلال ہے وہ اس کے مال سے
بہتر ہے تم بھی اسی طرح پر تھے قبل اس کے کما قال تعالیٰ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ سعید بن
جبیر نے کہا یعنی تم بھی پہلے اپنا ایمان مشرکوں میں چھپاتے تھے جس طرح اس آدمی نے چھپایا ابن جریر نے بھی یہی معنی
کیے ہیں اسامہ بن زید نے حلف کیا کہ اب کسی کو بعد اس کے جو لا الہ الا اللہ کہے گا نہ ماروں گا فَتَبَيَّنُوْا تاکید بعد تاکید
کی اللہ کا واقف ہونا تہدید و وعید ہے فتح البیان میں کہا ہے ضرب فی الارض سے مراد سفر ہے واسطے تجارت یا
غزو وغیرہ کے تبین کرنے میں تامل کرنا کسی نے اس صیغہ کو تثبت سے بھی پڑھا ہے فَتَثَبَّتُوْا یہ تبین سفر و حضر دونوں
میں واجب ہے بعد مقتول کے بلا خلاف سفر کا ذکر اس جگہ فقط اس لیے ہے کہ سبب نزول کا سفر ہی میں تھا سلام کو
بھی پڑھا ہے معنے ایک ہی ہیں یعنے انقیاد یا دونوں کے معنے اسلام کے ہیں یا سلام معنے تحیت ہے اس میں
نہی ہے مسلمانوں کو اس بات سے کہ جب کوئی ایسی بات کہے جس سے استدلال اس کے اسلام پر ہو سکے تو عمل
نہ چھوڑیں یہ نہ کہیں کہ تعوذ و تقیہ کی راہ سے کہتا ہے بلکہ خوب سمجھو کما کہا یعنی یہ آیت دلیل ہے اس بات کی
جس نے کسی کافر کو بعد کہنے لا الہ الا اللہ کے قتل کیا تو وہ اس کے عوض مارا جاوے گا اس لیے کہ اس کا خون
مال بسبب کلمہ طیبہ کے معصوم ہو چکا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں جو قتل ایسے شخص کا
ہو گیا وہ اس لیے ہوا کہ انھوں نے تاویل کی تھی یہ گمان کیا تھا کہ جو کوئی اس کلمہ کو خوف سے ہتھیار کے کہتا ہے
وہ مسلمان نہیں ہوتا یہ نہ سمجھا کہ اس کا خون و مال معصوم ہوتا ہے بلکہ اس کو کہنا اس کلمہ کا حالت اطمینان و غیر خوف میں
چاہیے تھا حکم میں تکلم بکلمہ اسلام کے ایک اظہار انقیاد بھی ہے اس طرح پر کہ کہے میں مسلمان ہوں یا تیرے دین پر ہوں

اسیکی کہ تحقیق کرنے سے اسلام و انقیاد کی بیچ ہر قول و فعل سے حاصل ہوتا ہی جیسے کلمہ شہادت کا کہنا یا کلمہ تسلیم کا بجا لانا پھر فرمایا آخر تم بھی تو پہلے اسلام میں اسی طرح کے کفار تھے جب تم نے کلمہ شہادت کہا تب تمہارا مال و جان بچا اللہ پاک نے تم پر احسان کیا کہ تم کو مسلمان ہو گئے بعد تحقیق تم کو چاہیے کہ کسی مومن کے قتل میں بلا تحقیق جلدی نہ کیا کرو ۝ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

ترجمہ: برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان جن کو بدن کا نقصان نہیں اور لڑنے والے اللہ کی راہ میں اپنی مال اور جان سے اللہ نے بڑائی دی لڑنے والوں کو اپنے مال و جان سے ان پر جو بیٹھے ہیں ایک درجہ میں اور سب کو وعدہ دیا اللہ نے خوبی کا اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھنے والوں سے بڑے ثواب میں بہت درجوں میں اپنے یہاں کے اور بخشش میں اور مہربانی میں اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف بدن کے نقصان والے یعنی اپاہج جہاد کے حکم سے معاف ہیں باقی لوگوں میں لڑنے والوں کو بہتر سمجھے ہیں کہ بیٹھنے والوں کو نہیں اگرچہ بیٹھنے والے بھی جنتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں یعنی بعضے جہاد کرتے رہیں تو نہ کرنے والے معاف ہیں اور جو سب توقف کریں تو سب گنہگار ہوں گے صحیح بخاری میں براء سے آیا ہے کہ جب آیت اتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بلا کر یہ آیت لکھائی ابن ام مکتوم آئے شکایت اپنی نابینائی کی لائے اس پر لفظ غیر اولی الضرر نازل ہوا یہ حدیث کئی لفظ و طریق سے آئی ہے مختصرًا و مطولًا ابن کثیر نے سب طرق کو ذکر کیا ہے اس آیت نے اہل العذر بیچ کو اس حکم سے خارج کر دیا جیسے نابینائی لنگڑی بیماری انس نے مرفوعًا کہا ہے مدینہ میں کچھ لوگ ہیں کہ نہ چلے تم کسی راہ میں اور نہ قطع کیا تم نے کوئی صحرا مگر وہ تمہارے ساتھ تھے وہاں کہا باوجودیکہ وہ مدینے میں ہیں فرمایا ہاں روکا ان کو عذر نے رواہ البخاری و احمد شاعر نے اسی باب میں کہا ہے ۔ یا راحلین الی البیت العتیق لقد ۔ سرتم جسومًا وسرنا نحن ارواحًا ۔ انا اقمنا علی عذر و عن قدر ۔ و من اقام علی عذر فقد راحا ۔ پھر فرمایا کہ اللہ نے وعدہ جنت و جزا کا ہر دو فریق سے کیا ہے مجاہدین قاعدین کی اس میں دلیل ہوا یہی کہ جہاد فرض کفایہ ہے نہ فرض عین لیکن اتنی بات ہے کہ مجاہدین کا اجر قاعدین سے عظیم ہے جنت میں ان کو درجات عالیات ملیں گے مغفرت ذنوب اور زلات کی ہو گی اور نزول رحمت و برکات حاصل ہو گی یہ محض ان کا احسان و تکریم ہے واسطے ان کے صحیحین میں ابو سعید خدری سے مرفوعًا آیا ہے کہ جنت میں سو درجے ہیں جن کو

اللہ نے واسطے مجاہدین فی سبیل اللہ کے تیار کر رکھا ہے ان میں ہر دو درجوں کے اتنا فاصلہ ہے جیسے درمیان آسمان و زمین کے
ابن مسعود کا لفظ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک تیر چلایا اس کو ایک درجہ ہے ایک شخص نے کہا درجہ
کیا ہے اے رسول خدا فرمایا تیری ماں کے گھر کی چوکھٹ نہیں ہے درمیان دو درجوں کے سو برس کا فرق ہے فتح البیان
کا لفظ سنو کہ اس آیت میں بیان تفاوت درجات کا ہے درمیان قاعدین بلا عذر و مجاہدین بمال و نفس کے
یہ فرق اگرچہ سب کو معلوم ہے لیکن اللہ نے مجاہدین کے خوش کرنے کو اور قاعدین کے غیرت دلانے کو بیان فرمایا جیسے
نحو قوله تعالیٰ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ اس میں تحریک ہے طالب علم کو توبہ
رضا بالجہل پر اہل ضرر سے مراد اہل عذر ہیں ظاہر نظم قرآنی یہ ہے کہ صاحب عذر کو اجر مثل اجر مجاہد کے ملے گا
نسفی نے کہا مگر بغیر تضعیف کے مجاہد کو فضیلت تضعیف کی ہوگی بسبب مباشرت عمل کے قرطبی نے کہا اول اصح ہے
ان شاء اللہ تعالیٰ بدلیل حدیث صحیح اہل مدینہ جو اوپر گذر چکی یہ دلیل ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی بندہ
بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لکھو میرے بندے کے لیے جو عمل کرتا تھا صحت میں یہاں تک کہ اچھا ہو یا اس کو
قبض کر لوں ابن عباس نے کہا اولی الضرر وہ ہیں جو بدر میں نہیں گئے انس بن مالک نے کہا آیت حق میں ابن ام مکتوم
اتری ہے میں نے ان کو بعض مشاہد مسلمین میں دیکھا کہ ان کے ہمراہ ایک نشان تھا نسفی نے کہا اس قوم کے حق میں نازل
ہے جن کو امراض و اوجاع نے روکا درجات سے مراد منازل ہیں کہ بعض فوق بعض کے ہوں گی ابن زید نے کہا درجات
سات ہیں جن کا ذکر اللہ نے براءت میں کیا ہے یعنے قوله لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ الیٰ قوله
إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ ابن جریج نے کہا یوں کہتے ہیں اسلام ایک درجہ ہے ہجرت بلد اسلام کے دوسرا درجہ ہے جہاد بعد
ہجرت کے تیسرا درجہ ہے قتل ہونا جہاد میں چوتھا درجہ ہے وعلیٰ ہذا القیاس ابن محیریز نے کہا درجات ستر ہیں
درمیان ہر دو درجہ کے حضر سبک کی راہ ہے حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے اللہ پاک سے نقل کر کے فرمایا جو
بندہ میرے بندوں میں سے نکلا جہاد کرنے کو راہ خدا میں میری مرضی کی تلاش میں میں ضامن ہوں اس کا اگر واپس
پھیر دوں اس کو تو پھیروں اجر یا غنیمت دیکر اور اگر مار دوں تو مغفرت و رحمت کروں اس پر رواه النسائی الخ

الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا
أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا إِلَّا
الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا
فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝ وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ

الْأَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ

فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا بن لوگون کی جان کھینچ رہین فرشتے اُس حال مین کہ
وہ برا کر رہے ہین اپنا کہتے ہین تم کس بات مین تھے وہ کہتے ہین ہم تھے مغلوب اُس ملک مین کہتے ہین کیا نہ تھی زمین اللہ کی
کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہان سو ایسون کا ٹھکانا ہے دوزخ اور بہت بری جگہ پہنچے مگر جو ہین بے بس مرد اور عورتین اور لڑکے
کر سکتے ہین تلاش اور نہ جانتے ہین راہ سو ایسون کو امید ہے کہ اللہ انکو معاف کرے اور اللہ ہے معاف کرنے والا بخشتا اور جو کوئی وطن
چھوڑے اللہ کی راہ مین پاویگا اُسکے مقابلہ مین جگہ بہت اور کشایش اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ و رسول کی
طرف پھر آ پکڑے اسکو موت سو ٹھہر چکا اُسکا ثواب اللہ پر اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف یعنی فرمایا انکی جو کافرون کے
ملک مین دل سے مسلمان ہین تنہا ہر نہین ہوسکتے ہین انکو ظلم سے تو اگر اپنی کمائی آپ کرتے ہین اور سفر کی تدبیر سے
واقف ہین تو انکا عذر قبول نہین اور ملک مین جا رہین یہی اللہ کی کشادہ ہے اور اگر نا چار ہین پڑے اسی مین
تو امید ہے کہ معاف ہون ف اس سے معلوم ہوا کہ جس ملک مین مسلمان کہلا نہ رہ سکے وہان سے ہجرت فرض ہے
ف روزی کا ڈر نہ چاہیے کہ بہت جگہ روزی مل رہتی ہے کشایش سے اور یہ خطرہ نہ چاہیے کہ شاید راہ ہی
مین مر جاوین کہ اس میں ثواب پورا ہے اور موت نہ وقت سے پہلے نہین آتی انتہی ما فی موضح القرآن
عکرمہ نے کہا یہ آیت حق مین جوانان قریش کے اتری ہے جو مکے مین کلمہ اسلام کہتے تھے ان مین سے ہین علی بن امیہ
بن خلف اور ابو قیس بن ولید بن مغیرہ اور ابو منصور بن حجاج اور حارث بن زمعہ ضحاک نے کہا حق مین منافقین
کے اتری ہے جو مکے مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سے متخلف ہو کر بدر مین ہمراہ مشرکون کے نکلے اور ہمراہ انکے
مارے گئے یہ آیت کریمہ عام ہے حق مین ہر اس شخص کے جو درمیان مشرکین کے بستا رہتا ہو اور وہ قادر ہے ہجرت پر اور
ممکن نہین ہے اقامت دین پر سو وہ ظالم نفس ہے مرتکب حرام ہے بالاجماع اور بنص اس آیت کے معنے یہ ہین کہ وہ
لوگ ظالم نفس ہین بسبب ترک ہجرت کے فرشتے جب ان سے یہ پوچھتے ہین تم اس جگہ کیون تھے ہجرت کیون نہ کی تو وہ
کہتے ہین ہم عاجز تھے نکلنے پر شہر سے اور سفر کرنے پر زمین مین سمرہ بن جندب کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِکَ وَسَکَنَ مَعَهٗ فَاِنَّهٗ مِثْلُهٗ رواہ ابو داؤد سدی نے کہا جب عباس
و عقیل و نوفل گرفتار ہو کر آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عباس سے فرمایا فدیہ دو اپنی جان اور اپنے بھتیجے کی جان کا کہا
اے رسول خدا کیا ہم نہ تھے نماز پڑھتے تمہارے قبلے کی طرف گواہی نہین دیتے تھے تمہاری گواہی کو فرمایا اے عباس
تم نے خصومت کی اس مین تم سے خصومت کی گئی پھر انپر یہ آیت پڑھی اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً الآیة رواہ

ابن ابی حاتم ف یہ مثال ان مستضعفین کی ہے جنکی طرف سے ترک ہجرت کا الزام یہ کہ ان کو قدرت تخلص کی ہاتھ سے
مشرکوں کے نہ تھی اور اگر قدرت بھی پاتے تو راہ نہ پہچانتے کہ کدھر جاویں اس لیے آگے کہا کہ استطاعت حیلہ ہو نہ راہ
پاتے تو ہے کہ عفو ان سے تجاوز کرے ترک ہجرت پر جیسی اس کی طرف سے سو سبب ہوا ہے بخاری میں ابو ہریرہ سے آیا
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا میں بعد سمع اللہ لمن حمدہ کے قبل سجدہ کرنے کے دعا کرتے تھے اللّٰھم انج عیاش بن
ابی ربیعۃ اللّٰھم انج سلمۃ بن ہشام اللّٰھم انج الولید بن الولید اللّٰھم انج المستضعفین من المؤمنین اللّٰھم
اشدد وطأتک علی مضر اللّٰھم اجعلھا سنین کسنی یوسف دوسری روایت میں ہے کہ بعد سلام اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا
کیا کرتے تھے اللّٰھم خلص الولید بن الولید وعیاش بن ابی ربیعۃ وسلمۃ بن ہشام وضعفۃ المسلمین الذین
لا یستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا من ایدی الکفار رواہ ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے بھی روایت
کیا ہے اس حدیث کا شاہد صحیح میں کئی وجہ سے مروی ہے ابن عباس نے کہا کنت انا وامی من المستضعفین من النساء
والولدان بخاری کا لفظ یہ ہے کنت انا وامی ممن عذر اللہ عز وجل ف یہ اللہ نے ہجرت پر تحریض فرمائی
مفارقت مشرکین میں ترغیب دی کہا مومن جہاں کہیں جاوے گا اس کو جگہ و توانگری ملے گی ابن عباس نے کہا
مراغم تحول ہے ایک زمین سے دوسری میں کہ اسی طرح ضحاک ربیع ثوری وغیرہم سے مروی ہے مجاہد نے کہا مراغما
کثیرا یعنی متزحزحا عما یکرہ سفیان بن عیینہ نے کہا یعنی بروجا ابن کثیر نے کہا الظاھر واللہ اعلم
انہ المنع الذی یتحصن بہ ویراغم بہ الاعداء سعت سے مراد رزق ہے یہی قول ہے اکثر کا منہم قتادہ
پھر فرمایا کہ جو کوئی اپنے گھر سے بہ نیت ہجرت نکلا اور راہ میں مر گیا تو اس کو نزدیک اللہ کے ثواب ہجرت کا حاصل ہو گیا
جس طرح حدیث عمر بن خطاب میں مرفوعاً آیا ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی فمن کانت ہجرتہ
الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبھا او امرأۃ یتزوجھا
فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ یہ حدیث صحاح ومسانید وسنن میں آئی ہے اس کا حکم ہجرت میں اور تمام اعمال میں ہے
ہے دوسری حدیث اس شخص کی ہے جس نے ننانوے نفس قتل کیے تھے پھر اس عابد کو مار کر پورے سو کیے پھر ایک عالم سے پوچھا
کہ اس کی توبہ قبول ہے یا نہیں اس نے کہا ومن یحول بینک وبین التوبۃ پھر اسے کہا تو اس شہر سے دوسرے
شہر کو چلا جا جہاں اللہ کو پوجتے ہیں سو جب مہاجر ہو کر نکلا تو اس کو آدھی راہ میں موت آگئی ملائکہ رحمت و ملائکہ
عذاب میں جھگڑا ہوا رحمت والوں نے کہا وہ تائب ہو کر نکلا ہے عذاب والوں نے کہا وہ اب تک نہیں پہنچا حکم ہوا کہ
مابین ہر دو زمین کو ناپو جس میں کو وہ زیادہ قریب ہے اسی کا سمجھو اللہ نے حکم بھیجا کہ وہ زمین دور اور یہ میت ہجرت

ہو جاوے دیکھا تو اس کو زمین ہجرت سے قریب پایا ملائکہ رحمت نے لے لیا رواہ الشیخان ایک روایت مین آیا ہے کہ جب اس کو
موت آئی تو وہ اپنے سینے سے طرف زمین ہجرت کے سرکنے لگا زبیر بن عوام نے کہا خالد بن حزام نے ہجرت کی تھی
طرف زمین حبشہ کے راہ مین ایک سانپ نے کاٹ کھایا وہ مرگئے اس پر یہ آیت اتری ابن کثیر نے کہا اس خبر مین غرابت
ہو اسلیے کہ یہ قصہ مکہ کا ہے اور آیت مدینہ مین اتری ہو شاید مراد یہ ہے کہ حکم آیت کا عام ہو ہر مہاجر کے لیے گو خاص ہو سبب
سبب نزول سو واللہ اعلم ابن عباس نے کہا ضمرہ بن جندب نے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلے راہ مین مرگئے حضرت
تک نہ پہنچے اسی پر یہ آیت نازل ہوئی ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْحَاجِّ إِلَى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْمُعْتَمِرِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْغَازِي إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ أَبُو يَعْلٰى یعنی جو حاجی معتمر غازی راہ مین مرجاتا ہے
اسکے لیے قیامت تک عمل اس کا لکھا جاتا ہے ابن کثیر نے کہا یہ حدیث غریب ہے اس جگہ سے ف فتح البیان کا لفظ یہ ہے
آیت دلیل ہو اس پر کہ جو شخص قادر نہو اقامت دین پر کسی شہر مین جس طرح کہ واجب ہے کسی سبب سے کیون نہو
وہ جانتا ہے کہ کسی اور شہر مین اقامت دین پر قدرت رکھتا ہے تو اس پر ہجرت کرنا حق ہو رجال سے مراد رجال بالغ
ولدان کا ذکر باوجود عدم تکلیف کے اس لیے کیا تاکہ مبالغہ امر ہجرت مین ثابت ہو اور یہ بات سمجھی جاوے
کہ اگر غیر مکلف بھی ہجرت کر سکتا تو اس پر بھی واجب ہوتی پھر مکلف کا کیا ذکر ہے یا مراد ولدان سے مراہقین و
ممالیک ہین لفظ حیلہ عام ہے سارے انواع خلاصی یعنے کوئی حیلہ بھی ان کو نکلنے کا ہاتھ نہیں آتا فقیر ہین عاجز
ہین کوئی رستہ ملتا ہو ف یہ آیت کہ جو ہجرت کرے گا اس کو جگہ و رزق ملیگا دلیل ہے اس بات پر کہ ہجرت نیت
صحیح کا ہونا ہو خالص ہو تو ثواب ہو اور دنیا سے بہت ضرور ہے مراغم کے معنے یہ ہین کہ مہاجر برغم انف اپنی قوم
کی زمین مین جا سکونت پاوے گا سعت سے مراد رزق ہو یا اظہار دین یا تبدیل خوف بامن یا ہدایت بلکہ
لفظ سعت ان سب معانی سے عام تر ہے ف پھر فرمایا مہاجر اگر راہ مین مرجاوے گا تو اس کا اجر ثابت ہو وہ کہین نہ
جاوے گا یہ وجوب جو کچھ براہ استحقاق نہیں ہے محض اللہ نے براہ تفضل اپنے نفس مقدس پر واجب کیا ہے اس آیت سے
استدلال کیا ہے اس بات پر کہ ہجرت واجب ہے ہر اس شخص پر جو دار شرک مین ہو یا ایسے دار مین جہاں کھلم کھلا
گناہ کیے جاتے ہین جب کہ قادر بھی ہو ہجرت پر اور مستضعفین مین سے نہ ہو اس لیے کہ آیت شریف عام ہے اگرچہ سبب
خاص ہے ظاہر عدم فرق ہے درمیان مکان و مکان اور زمان و زمان کے باب ہجرت مین بہت سی حدیثین آئی ہین کتاب دلیل الطالب
مین یکجا فراہم ہین اس مین شک نہیں کہ حالت موجودہ اکثر بلاد کی لائق ہجرت کے ہے ان کے مسلمانون پر ہجرت فرض

ہر اگر ضعفہ میں نہیں ہیں اور علاوہ کار کتنے ہیں یا آسودہ حال ہیں مگر مشکل یہ آن پڑی کہ ہجر غالباً ہاتھ نہیں آتا
جس کسی جگہ کو مہجر خیال کیا جاتا ہو وہاں امن نہیں ہے کہ اقامت دین ہو سکے عدم اقامت دین میں یہ بلاد اور وہ بلاد
دونوں برابر ہیں فقط اتنی بات ہے کہ ظاہر میں فرق حکومت کا ہے کسی جگہ نام کے مسلمان حاکم ہیں جہاں کہیں حال اقامت
دین کا سنا جاتا ہے وہاں کوئی حیلہ رزق کا نہیں ہے یا ہے مگر مہاجرین کو سلیقہ تحصیل رزق کا اس ملک میں حاصل نہیں ہے
یا مسافر غریب الدیار کو وہاں باوجود اتحاد مذہب کے امن حاصل نہیں ہے ایسے اسباب سخت و درشت پیش ہیں کہ جن کے
سبب سے ترک ہجرت پر بسبب استضعاف کے یقین عفو ہو سکتا ہے نہ بصورت ہجرت کوئی حیلہ ورستہ ہاتھ لگتا ہے لیکن
کل شرم اللہ کے ہاتھ ہے اسلئے اللہ تو ہی توفیق عمل و فہم حق کی دینے والا ہے ہمارے ساتھ وہ معاملہ کر جو موافق تیری مرضی
ہو ہم سے وہ کام لے جس میں ہماری نجات ہو ہم کو راہ حق سمجھا دے اس مسئلہ مشتبہ سے بچا دے ہم باوجود ہزار مقدرت
و تونگری کے مستضعفین سے بھی زیادہ عاجز و درماندہ ہو رہے ہیں کسی جگہ کا شکوہ نہیں کرتے اپنی بدبختی پر
روتے ہیں سوا تیرے ہمارا نہ کوئی یار ہے نہ مددگار تو ہی ہم کو آفات دنیا و آخرت سے اگر بچا دیگا اور ہماری ناتوانی
و عجز و ذلت پر رحم کریگا تو کام نکلیگا ورنہ ہم سر سے پاؤں تک معصیت کی دلدل میں گرفتار رہینگے ہم پر اگر کوئی مسئلہ
حق ظاہر ہوتا ہے تو ہم اس پر عمل نہیں کرتے یا کر سکتے ہیں لیکن حیلے گریز تلاش کرتے ہیں تو ہاتھ نہیں آتی الملجأ
منہا الا الیک والخیر کلہ بیدیک اللہم غفراً وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا
مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا ۝ جب تم
سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں اگر تم کو ڈر ہو کہ ستا دینگے کافر کافر البتہ کافر تمہارے دشمن ہیں
صریح ف سفر جو تین منزل کا ہو اس میں چار رکعت فرض میں سے دو ہی پڑھنی چاہییں کافر وں کے ستانے کا
اس وقت تھا جب حکم آیا اس تقریب سے معافی ملی ہر وقت کو اور یہ بھی نرمی ہے اللہ کی بخشش ہے پروائی جو
بلا سنت کا آقید سفر میں نہیں ہوتا تھا ف مراد قصر نماز سے یہ ہے کہ چار رکعت کی دو رکعت پڑھے جو بعض نے
اس آیت کا مطلب اسی طرح سمجھا ہے قصر صلوۃ پر سفر میں استدلال کیا ہے کسی نے کہا یہ سفر طاعت کا ہے جیسے جہاد
یا حج یا عمرہ یا طلب علم ابن عمر و عطا و یحییٰ سے اسی طرح مروی ہے کسی نے کہا سفر قربت شرط نہیں ہے بلکہ سفر مباح ہونا
چاہیے لقولہ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ ان سفر میں عاصی ہو شافعی و احمد وغیرہ کا
مذہب یہی ہے ابراہیم نے کہا ایک آدمی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ایک مرد سوداگر ہوں بحرین کو جاتا ہوں آپ نے حکم
دیا کہ دو رکعت نماز پڑھ یہ حدیث مرسل ہے کسی نے کہا مطلق سفر کافی ہے خواہ مباح ہو یا ممنوع یہاں تک کہ اگر باغی

اور خوف ان کے واسطے نکلے تو بھی رخصت ہے اسلیے کہ مطلق سفر پایا گیا یہ قول ہے ابو حنیفہ و ثوری و داؤد کا بدلیل عموم
آیت جمہور ان کے مخالف ہیں خوف فتنہ کفار کی قید خارج مخرج غالب ہے وقت نزول آیت کے یہی حال تھا کیونکہ بعد اسلام کے
بہت برس تک غالب اسفار خوفناک تھے بلکہ سفر ہی نہ کرتے تھے مگر غزو عام یا سریۂ خاصہ میں باقی اوقات میں حرب اہل اسلام تھے
سو جب کوئی منطوق خارج مخرج غالب ہوتا ہے تو اس کیلیے کوئی مفہوم نہیں ہوتا کقولہ تعالیٰ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ
إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا وکقولہ تعالیٰ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ عمر بن خطاب نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ قصر نماز میں قید لگی ہے فرمایا یہ ایک صدقہ ہے جو اللہ نے تم پر کیا تم اس صدقہ کو
قبول کرو رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَهْلُ السُّنَنِ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے علی بن المدینی کا لفظ یہ ہے هٰذَا حَدِيثٌ
حَسَنٌ صَحِيحٌ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ وَلَا يُحْفَظُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَرِجَالُهُ مَعْرُوفُونَ ابن عباس کہتے ہیں نکلے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے طرف مکہ کے نہیں ڈرتے تھے مگر رب العالمین سے پڑھیں آپ نے دو رکعتیں رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ
دوسرا لفظ ان کا یہ ہے کہ نماز پڑھی ہم نے ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین مکہ و مدینے کے اور ہم امن میں تھے بے خوف
دو رکعت رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالنَّسَائِيُّ انس نے کہا نکلے ہم ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے
طرف مکہ کے نماز پڑھتے تھے دو دو رکعت یہاں تک کہ پھرے مدینے کو یحییٰ بن اسحاق راوی نے کہا میں نے پوچھا کہ تم کچھ مکہ
میں ٹھیرے تھے کہا ہاں دس دن رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَهٰكَذَا أَخْرَجَهُ بَقِيَّةُ الْجَمَاعَةِ حارثہ بن وہب خزاعی کا لفظ
یہ ہے کہ پڑھی ہم نے نماز ظہر و عصر کی ہمراہ حضرت کے منے میں جبکہ لوگ خوب ہی امن میں تھے دو رکعت رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْجَمَاعَةُ
سِوَى ابْنِ مَاجَةَ بخاری کا لفظ یہ ہے صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم آمَنَ مَا كَانَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ ابن عمر کا لفظ
یہ ہے نماز پڑھی میں نے ہمراہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو رکعت اور ہمراہ ابوبکر و عمر و عثمان کے شروع میں ان کی
امارت کے پھر پورا کیا اس کو یعنی عثمان نے رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مسلم کا لفظ یہ ہے کہ نماز پڑھی عثمان بن عفان نے ساتھ
ہمارے منے میں چار رکعت ابن مسعود سے یہ حال کہا انہوں نے انا للہ پڑھا پھر کہا نماز پڑھی میں نے ساتھ حضرت کے منے میں
دو رکعت اور ساتھ ابوبکر کے دو رکعت اور ہمراہ عمر کے دو رکعت کاش عوض چار رکعت کے دو ہی رکعت میری قبول ہوں
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَصَحَّحَهُ یہ حدیثیں دلیل ہیں اس بات پر کہ قصر کے لیے وجود خوف شرط نہیں ہے اسی لیے بعض علماء نے کہا
ہے کہ مراد قصر سے اس جگہ قصر کیفیت ہے نہ کمیت یہی قول ہے مجاہد و ضحاک و سدی کا حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اسی کی
مؤید ہے کہ فرض ہوئی نماز دو دو رکعت سفر و حضر میں پھر مقرر رہی نماز سفر کی اور بڑھائی گئی نماز حضر کی رَوَاهُ
مَالِكٌ اس حدیث کو شیخین و نسائی نے بھی روایت کیا ہے سو جب اصل نماز سفر میں دو رکعت ہے تو پھر قصر کس طرح

رکعت مراد ہو سکتا ہو اصل کے حق میں کیونکر کہہ سکتے ہیں فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اس سے
زیادہ صریح دلالت میں حدیث عمرؓ کی ہو کہ نماز سفر دو رکعت ہے نماز ضحیٰ دو رکعت ہے نماز فطر دو رکعت ہے نماز جمعہ دو رکعت
ہو یہ نمازیں تمام ہیں قصر نہیں بزبان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَابْنُ
حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ یہ اسناد شرط مسلم پر ہے مسلم میں ابن عباسؓ سے آیا ہو فرض کی اللہ نے نماز زبان پر تمہارے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے حضر میں چار رکعت سفر میں دو رکعت خوف میں ایک رکعت جو نماز جس طرح کہ حضر میں قبل و بعد اسکے
پڑھی جاتی ہو اُسی طرح سفر میں پڑھی جاتی ہو رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ یہ کچھ خلاف حدیث متقدم عائشہؓ کے نہیں
ہو اس لیے کہ عائشہؓ نے یہ خبر دی ہو کہ اصل نماز دو رکعت تھی حضر میں زیادہ کر دی گئی سو جب بات ٹھہر چکی تو یہ کہنا صحیح ہے
کہ فرض نماز حضر میں چار رکعت ہیں جس طرح کہ ابن عباسؓ نے کہا واللہ اعلم لیکن حدیث ابن عباسؓ و عائشہؓ دونو متفق
ہیں اس پر کہ نماز سفر دو رکعت ہو اور وہ تمام غیر مقصور ہے جس طرح کہ حدیث عمرؓ میں صریح آیا ہے اس صورت میں مراد آیت
شریف سے قصر کیفیت ہو جس طرح کہ نماز خوف میں ہو اس لیے خوف فتنہ کفار کا ذکر کیا بعد اسکے فرمایا وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ
فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوۃَ مقصود قصر کا اس جگہ بیان کر دیا صفت کیفیت کو اس کے ذکر کیا ہو اسی لیے بخاری نے
جب کتاب صلوٰۃ الخوف منعقد کی تو اسکے اول میں یہ آیت لکھی وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ الی قولہ عَذَابًا
مُّهِیْنًا اسی طرح ضحاک نے کہا یہ حکم وقت قتال کا ہے کہ سوار دو تکبیر کہے جدہر اسکا منہ ہو سدی نے کہا جب سفر
میں دو رکعت نماز پڑھے تو یہ تمام تقصیر ہوئی حلال نہیں ہے کہ کافروں سے ڈرے کہ وہ ہمیں نماز میں فتنہ ڈالیں یا
تقصیر ایک رکعت ہے مجاہد نے کہا حضرت مع اصحاب عسفان میں تھے مشرک ضجنان میں تھے ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اصحاب چار رکعت نماز ظہر پڑھی مع رکوع و سجود و قیام کے مشرکوں نے چاہا کہ متاع و اثقال
پر غارت گری کریں یہی قول ہو سدی جابر ابن عمر کا اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہو کئی حکایت اقوال کے بعد
کہا ہو وَهُوَ الصَّوَابُ امیہ بن عبد اللہ نے ابن عمرؓ سے کہا ہم اللہ کی کتاب میں قصر صلوٰۃ خوف کا پاتے ہیں قصر
صلوٰۃ مسافر کا نہیں پاتے کہا ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کرتے دیکھا تھا ویسا کیا نماز خوف کا نام مقصور
اسی کا محمل ہو نہ قصر صلوٰۃ مسافر یہ ابن عمرؓ نے اسی پر کو مقرر رکھا ہے قصر صلوٰۃ سفر میں احتجاج فعل شارع کیا
ہو نہ نص قرآن سے اس سے زیادہ صریح روایت سماک حنفی کی ہو کہا میں نے ابن عمرؓ سے حال نماز سفر کا پوچھا کہا دو
رکعت ہیں یہ تمام ہیں قصر نہیں قصر تو نماز مخافت میں ہے میں نے کہا وہ کیا نماز ہے کہا امام ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت
نماز پڑھے دوسری جگہ پر چلا جاوے دوسرا گروہ آوے اسکے ساتھ ایک رکعت پڑھے امام کی دو رکعتیں ہوئیں اور وہ

کی ایک آیت کمت ہوئی ف فتح البیان میں کہا ہے آیت کے یہ معنے ہیں کہ جب تم سفر کرو تو چار رکعت کو دو
رکعت کر دو یعنی نماز ظہر و عصر و عشا میں اصل قصر معنے تضییق ہے یا لانا کسی شی کا اصل سے ابن جوزی نے
کہا ہے قصر معنے نقص ہے لیکن کسی مفسر نے یوں نہیں کہا ہے کہ مِن واسطے تبعیض کے ہے آیت دلیل ہے اس کی
کہ واجب نہیں ہے جمہور اسی طرف گئے ہیں کم لوگوں نے کہا ہے کہ واجب ہے جیسے عمر بن عبد العزیز و کوفیین و
قاضی اسمٰعیل و حماد بن ابی سلیمان امام مالک وغیرہ ان کی دلیل وہی حدیث متقدم عائشہ و عمر رضی اللہ عنہما
ظاہر آیت یہ ہے کہ قصر سفر میں جائز نہیں ہے مگر وقت خوف فتنہ کے طرف سے کفار کے نہ وقت امن کے لیکن سنت مطہرہ
سے قصر حالت امن میں ثابت ہو چکا ہے یہ دلیل ہے اس بات پر کہ قصر مع الخوف ثابت بکتاب ہے اور قصر مع الامن
ثابت بسنت صحیحہ ہے شرط کا مفہوم معارضہ خبر متواتر کا نہیں کر سکتا ہے داؤد ظاہری کا مختار یہ ہے کہ اباحت قصر سفر
میں اُسی کے لیے ہے جس کو ڈر ہو دشمن کا اور جس کو امن ہے اُس کے لیے قصر نہیں ہے بعض نے کہا قول اِنْ خِفْتُمْ متصل
قبل نہیں ہے کلام لفظ مِنَ الصَّلٰوۃِ پر تمام ہوا اب اِنْ خِفْتُمْ سے دوسرا جملہ چلا کسی نے کہا ذکر خوف منسوخ ہے بحدیث
متقدم ع وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۤىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ
فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۤىِٕكُمْ وَلْتَاْتِ طَاۤىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا
حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً
وَّاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ
وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ جب تو ان میں ہو پھر ان کو نماز میں کھڑا
کرے تو چاہیے ایک جماعت ان کی کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ لیویں اپنے ہتھیار پھر جب سجدہ
کر چکیں تو ہو جاویں پرے اور آوے دوسری جماعت جس نے نماز نہیں کی وہ نماز کریں تیرے ساتھ اور پاس لیویں
اپنا بچاؤ اور ہتھیار کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے تو تم پر جھک پڑیں
ایک حملہ کر کے گناہ نہیں تم پر اگر تم کو تکلیف ہو مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لو اپنا بچاؤ اللہ نے
رکھی ہے منکروں کے لیے ذلت کی مار ف یہ نماز خوف فرمائی کہ اگر وقت مقابلے کا ہو تو فوج دو حصے ہو جاوے ہر
جماعت آدھی نماز میں امام کی شریک ہو آدھی تنہا پڑھے جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے
اور اگر وقت نماز میں عین وقت مصافحہ ہتھیار بازو یا سپر ساتھ رکھیں اگر اسقدر بھی فرصت نہ ہو تو جماعت
موقوف کریں تنہا پڑھ لیں پیادہ و سوار باشارہ اگر یہ بھی فرصت نہ ہو تو قضا کریں آخر ف نماز خوف کی طرح

پڑہی ہو اس لیے کہ دشمن کبھی سامنے قبلے کے ہوتا ہو اور کبھی غیر قبلہ کی طرف اور نماز کبھی چار رکعت کی ہوتی ہو
اور کبھی تین کی جیسے مغرب اور کبھی دو کی جیسے صبح و نماز سفر پہر کبھی جماعت سے ادا کرتے ہیں اور کبھی بسبب گرمی ہنگامۂ
حرب کے جماعت نہین کر سکتے بلکہ الگ الگ و بقبلہ و روبغیر قبلہ سوار یا پیادہ یا چلتے پہرتے ایسی حالت
مین پڑہتے ہیں اور تین نماز مین ضرب لگاتار ملتے ہین بعض علما نے کہا ہو ایسی حالت مین ایک ہی رکعت
پڑہتے ہین بدلیل حدیث متقدم ابن عباس امام احمد بہی اسی کے قائل ہین منذری نے حواشی مین کہا ہے یہی
قول ہو عطا جابر حسن مجاہد حکم قتادہ حماد کا اسی طرف عطا و ضحاک بہی گئی ہین محمد بن نصر مروزی نے کہا خوف مین
نماز صبح ایک ہی رکعت ہے ابن حزم کا بہی یہی مذہب ہے ابن ہبیرہ نے کہا وقت مسابقت کے ایک ہی رکعت باشارۂ
تحریمہ کفایت کرتی ہو اگر یہ بہی نہ ہو سکے تو ایک سجدہ بس ہے اسلیے کہ اللہ کا ذکر تو ہے اوروں نے کہا ایک تکبیر ہی کافی
ہے شاید مراد تکبیر سے ایک رکعت ہے یہی قول ہو احمد و صحابہ محمد کا اسی کے قائل ہین جابر بن عبداللہ و ابن عمر
اور کعب وغیرہ صحابہ سے ہی جنہون نے ایک تکبیر کو حکایت کیا ہے بظاہر کافی سمجہا عبدالوہاب بن بخت مکی نے یہان
تک کہا ہو کہ اگر تکبیر پر بہی قدرت نہ ہو تو جی مین ضرور کہہ لے یعنے نیت کر لے بعض علما نے تاخیر نماز کو بعذر قتال و
مناجزہ مباح کہا ہو جس طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن خندق کے تاخیر نماز کی تہی یہانتک کہ سورج ڈوب گیا پہر پڑہا
پہر مغرب پہر عشا پڑہی یا جس طرح کہ بعد آنے حضرت کے طرف بنی قریظہ کے روانہ کیا فرما دیا تہا نہ پڑہے کوئی تم مین
نماز عصر کی مگر بنی قریظہ مین ان کو نماز نے اثنا راہ مین پایا بعض نے کہا مراد تعجیل سیر ہے نہ تاخیر نماز وقت
سے انہون نے اپنی نماز مین وقت پر اثنا راہ مین پڑہ لی اور دوسرون نے بنی قریظہ مین پہونچ کر پڑہی بعد غروب کے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک پر بہی دونون فریق کی ملامت نہ کی ابن قیم کہتے ہین ہم نے اس پر اپنی کتاب
السیرۃ مین کلام کیا ہے اور یہ بیان کیا ہو کہ جن لوگون نے نماز عصر عین وقت پر پڑہی وہ اقرب الی اصابۃ حق
تہے نفس الامر مین اگرچہ دوسرے بہی معذور تہے حجت اس جگہ ان کی عذر مین تاخیر نماز مین بسبب جہاد اور
مبادرت کرنے کے طرف محاصرۂ عہد شکن لوگون کے طائفۂ ملعونہ یہود سے باقی نہین رہی ان کا قول یہ
کہ یہ سب منسوخ ہے ساتہ نماز خوف کے اس لیے کہ وہ اس وقت تک نازل نہین ہوئی تہی جب نازل ہوئی
تو حکم تاخیر نماز کا منسوخ ہوگیا یہ بات حدیث ابی سعید خدری سے بروایت شافعی و اہل سنن بخوبی
روشن ہو لیکن مشکل یہ ہے کہ بخاری نے باب الصلوۃ عند مناہضۃ الحصون و لقاء العدو
مین حکایت کیا ہو کہ اوزاعی نے کہا کہ اگر فتح ہونے والی ہو اور نماز پر قدرت حاصل نہ ہو تو ہر شخص

سے نماز پڑھے اگر اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز میں تاخیر کرے یہاں تک کہ لڑائی ہو چکے یا امن ملے اس وقت
دو رکعت پڑھے اگر امن نہ ہوا ایک رکعت پڑھے دو سجدہ کرے یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر تکبیر ان کو کفایت نہ
کرے گی نماز کو تاخیر کریں یہاں تک کہ لڑائی تھمے امن ملے یہی قول ہے مکحول کا انس بن مالک نے کہا حاضر تھے
ہم وقت مناہضت قلعہ شہر تستر کے وقت اضاءت فجر کے آتش جنگ گرم تھی نماز پڑھ نہ سکے ہوئی آخر
پڑھی مگر بعد ارتفاع نہار کے ہم ہمراہ ابو موسیٰ کے تھے ہماری فتح ہوئی انسؓ کہتے ہیں عوض اس نماز کے
مجھ کو ساری دنیا و ما فیہا اچھی نہیں لگتی انتہیٰ مَا ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ پھر اس کے بعد حدیث تاخیر نماز کی دن
احزاب کے ذکر کی ہے پھر حدیث نماز کی بنی قریظہ میں گویا مختار بخاری کا اسی طرح پر ہے واللہ اعلم جو کوئی
اس طرف مائل ہے وہ ابو موسیٰؓ و اصحاب ابو موسیٰ کی حجت دن فتح تستر کے لا سکتا ہے اس لئے کہ یہ مشہور بات
ہو گئی تھی یہ واقعہ امارت عمر بن الخطاب میں ہوا تھا یہ منقول نہیں کہ عمر نے ان پر انکار کیا ہو نہ کسی اور صحابی نے
واللہ اعلم کہتے ہیں نماز خوف شروع ہوئی خندق میں اس لئے کہ غزوہ ذات الرقاع پہلے خندق کے
تھا قول میں جمہور علماء سیر و مغازی کے محمد بن اسحاق و موسیٰ بن عقبہ و واقدی و محمد بن سعد کاتب واقدی
و خلیفہ بن خیاط وغیرہم نے اسی پر نص کی ہے بخاری وغیرہ نے کہا ذات الرقاع بعد خندق کے تھا بدلیل حدیث
ابو موسیٰ اور وہ نہ آئے مگر بعد خیبر کے واللہ تعالیٰ اعلم ف بڑا تعجب ہے کہ مزنی و قاضی ابو یوسف و ابراہیم
بن اسمٰعیل بن علیہ اس طرف گئے ہیں کہ نماز خوف منسوخ ہے بسبب تاخیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کو دن
خندق کے یہ نہایت غریب قول ہے کیونکہ احادیث بعد خندق کے بمقدمہ نماز خوف ثابت ہیں اور حمل کرنا تاخیر
صلوٰۃ کا اس دن اوپر قول مکحول و اوزاعی پر اقرب و اقویٰ ہے واللہ اعلم پس قول اللہ پاک کا کہ جب تم ان
کو نماز خوف پڑھاؤ یہ حالت غیر حالت اولیٰ ہے کیونکہ وہ ذکر قصر کا ہے ایک رکعت پر جس طرح حدیث
اس پر دلیل ہے کہ اکیلے اور پیادہ اور سوار رو بقبلہ اور رو بغیر قبلہ پڑھو پھر ذکر اس حال کا کیا کہ مقتدی لوگ
پیچھے ایک امام کے ابن کثیر کہتے ہیں کیا اچھا استدلال ہے اس شخص کا جو گیا ہے طرف وجوب جماعت کے
اس آیت کریمہ سے کیونکہ بہت سے افعال بسبب اس جماعت کے بخش دیئے گئے اگر جماعت واجب نہ ہوتی تو کبھی
یہ امر جائز نہ ہوتا اور جس نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اس بات پر کہ نماز خوف منسوخ ہے بعد نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے بقولہ وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ یعنی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ صفت فوت ہو گئی تو اس کا استدلال ضعیف ہے
یہ ویسا ہی استدلال ہے جیسا مانعین زکوٰۃ کا تھا کہ اس آیت سے کہا تھا خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ

تَغْفُلُونَ یعنی تم ہتھیار کھولو اور اسباب سے غافل ہو جاؤ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم پر ایکبارگی ٹوٹ پڑیں ایسی حالت میں تم کو ہتھیار ساتھ رکھنا ضروری ہے اگر تم کو تکلیف ہو تو ہتھیار رکھ دو لیکن اپنے بچاؤ کا سامان ساتھ رکھو وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى الخ کہا ابن عباس نے یہ آیت عبد الرحمن بن عوف کے حق میں اتری جب وہ زخمی تھے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زکوٰۃ نہ دینگے معلوم ہوا کہ بعض لوگ جس کو جاہل

تو کہتے تھے تم یہاں وَصَلِّ عَلَيْهِمْ الخ کہا اب ہم کسی کو بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زکوٰۃ نہ دینگے مرتد ہو گئے لیکن جس کو جاہلِ دین گئے آخر صحابہ نے ان پر رد کیا اور اس استدلال کو نہ مانا اور زکوٰۃ پر ان کو مجبور کیا جنہوں نے انکار کیا اُس سے لڑے

ف سببِ نزول آیت باب یہ ہے کہ قوم بنی النجار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم سفر کرتے ہیں نماز کس طرح پڑھیں اسپر یہ آیت اتری وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ الخ پھر وحی رک گئی بعد ایک سال کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کو نکلے ظہر پڑھی مشرکوں نے کہا محمد و اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو اپنی پیٹھوں پر قدرت دی ہے اب تم نے کیوں حملہ نہیں کیا ہوا ان میں سے بعض نے کہا ان کی ایک اور نماز ہے اسکے پیچھے اُس پر اللہ نے درمیان دونوں نمازوں کے یہ آیت بھیجی اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمْ اُس وقت یہ نماز خوف نازل ہوئی رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ لیکن ابن کثیر نے کہا کہ یہ سیاق حدیث کا سخت غریب ہے۔ ہاں بعض کے لیے اُس میں سے شاہد ہیں نزدیک امام احمد و اہل سنن کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف دو بار پڑھی ایک بار عسفان میں دوسری بار زمین بنی سلیم میں رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ اسکے اور بہت سے شواہد ہیں پھر ابن کثیر نے صفت نماز خوف کی لکھی ہے اور احادیث ذکر کیے ہیں جن میں انواع اسکے آئے ہیں کچھ حاجت اُنکے ذکر کی اس جگہ نہیں ہے اس لیے کہ محل بیان صفت کا کتب فروع ہیں جس صفت سے صفات ثابتہ میں سے یہ نماز ثابت ہو گی کافی وافی شافی ہے جمود ایک صفت خاص پر طریقہ مقلدین ہے نہ شیوہ محققین ف اُٹھانا ہتھیار کا نماز خوف میں نزدیک ایک گروہ علما کے محمول ہے وجوب پر بنا بر ظاہر آیہ ہی ہے ایک قول شافعی کا اسی پر آیت بھی دلیل ہے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى الآیۃ یعنی ہم لڑنے بھڑنے کو طیار رہو جس وقت حاجت ہو اپنے ہتھیار پہن لو بلا کلفت ف فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ قول کہ نماز خوف بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منسوخ ہے مرفوع ہے اسلیے کہ اللہ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدا کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي صحابہ عارف تھے ساتھ معانی قرآن کے اور انہوں نے بعد حضرت کے بار ہا یہ نماز پڑھی ہے یہ نماز سنت مطہرہ میں انواع مختلفہ پر آئی ہے صفات متعددہ ثابت ہوچکے ہیں ہر صفت کافی ہے جنہوں نے کسی ایک صفت خاص کو اہل علم میں سے اختیار کیا ہے وہ صواب سے دور جا پڑا صفات مذکورہ کو صاحب منتقی الاخبار نے فراہم کر دیا ہے اور ابن عباس نے لبہ حکم ہتھیار اتار رکھنے کا جو اس

آیت میں آیا ہے سو یہ آیت حق میں عبد الرحمن بن عوف کے نازل ہوئی ہے وہ زخمی تھے رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فَإِذَا قَضَيْتُمُ

الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ إِنَّ الصَّلٰوةَ

كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا ۝ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَأْلَمُوْنَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُوْنَ كَمَا

تألمون ۚ وترجون من الله ما لا يرجون ۗ وكان الله عليما حكيما ۝ پھر جب نماز ادا کر چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے پھر جب خاطر جمع ہو تو درست کرو نماز کو یہ نماز ہے مسلمانوں پر وقت باندھا حکم مت ہارو ان کا پیچھا کرنے سے اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو وہ بھی بے آرام ہیں جس طرح تم ہو اور تم کو امید ہے جو ان کو نہیں اللہ سے اور ہے اللہ حکمت والا **ف** یعنی خوف کے وقت اگر نماز میں کمی تاہی ہو تو بعد نماز کے اور طرح اللہ کو یاد کرو اور ایک نماز میں تقیید ہے کہ وقت ہی پر چاہیے اور یاد اللہ کی ہر حال میں درست ہے انتہی **ف** اللہ نے اس آیت میں حکم کیا ذکر کثرت ذکر خدا کا بیچ نماز خوف کے اگرچہ بعد نماز غیر خوف کے بھی مشروع و مستحب ہے لیکن اس جگہ مؤکد تر ہے کیونکہ نماز مذکور کے ارکان میں تخفیف واقع ہوئی نماز میں آنا جانا جائز ٹھیرا جو اور نمازوں میں منع ہوتا ہے جس طرح اللہ حق میں اشہر حرم کے فرمایا فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ حالانکہ غیر اشہر حرم میں بھی ظلم نفس منہی عنہ ہے لیکن ان دنوں بیچ بسبب حرمت تھہرنے کی مؤکد تر ہے اسی لیے اللہ نے فرمایا فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا الخ یعنی سب اوقات و احوال میں پھر جب بیٹھ جاؤ اور امن و طمانیت حاصل ہو تو نماز کو پورا کرو حدود و خشوع و رکوع و سجود وغیرہ سمیت ابن عباس نے کہا موقوت بمعنی مفروض ہے یہ بھی کہا کہ نماز کے لیے ایک وقت ہوتا ہے مثل وقت حج کے یہی بات مجاہد و سالم بن عبداللہ و علی بن حسین و محمد بن علی و حسن و مقاتل و سدی و عطیہ عوفی سے بھی مروی ہے ابن مسعود نے کہا اِنَّ لِلصَّلٰوةِ وَقْتًا كَوَقْتِ الْحَجِّ زید بن اسلم نے کہا موقوت بمعنی منجم ہے جب ایک نجم گیا دوسرا آیا مراد نجم سے وقت ہے پھر اللہ نے فرمایا تم طلب عدو میں ضعیف ہو بلکہ کوشش و سعی کرو ان سے لڑو اور ہر تاک کی جگہ میں بیٹھو کیونکہ جس طرح تم کو زخم و قتل پہنچتا ہے اسی طرح وہ بھی زخمی و قتیل ہوتے ہیں کما قال تعالیٰ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ بلکہ تم میں اتنی بات زیادہ ہے کہ باوجود مساوات کے ساتھ ان کی جراح و آلام میں تم اللہ سے امید ثواب و نصر و تائید کی رکھتے ہو جس طرح اللہ نے تم سے اس کا وعدہ کیا ہے اپنی کتاب میں اور زبان رسول پر اور وعدہ حق اور وہ خبر صدق ہے اور وہ کسی بات کی اس میں سے امید نہیں رکھتے تو تم بہ نسبت ان کے اولیٰ تر ہو ساتھ جہاد کے تم کو زیادہ تر رغبت چاہیے اقامت و اعلاء کلمۃ اللہ میں اللہ اعلم و احکم ہے قضاء و قدر میں اقتضا احکام کونیہ و شرعیہ میں محمود ہے ہر حال میں **ف** فتح البیان میں کہا ہے کہ یاد کرو تم اللہ کو کھڑے بیٹھے پڑے لیٹے سب حال میں یہاں تک کہ حالت قتال میں بھی ابن عباس نے کہا یعنی رات دن بر و بحر و سفر و حضر میں حالت غنا و فقر و سقم و صحت و سر و علانیہ میں ہر حال میں بعضے نے کہا ذکر سے مراد یہی نماز خوف ہے کسی نے کہا مطابق مقتضائے حال کے وقت ملحمہ و قتال کے ہے مثل اس قول کے فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کرتے تھے اللہ تعالیٰ کا سب

احیان میں بینو ہر وقت وبہرحال اَوْ جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ معلوم ہوا کہ عموم لیت اولیٰ ہو خصوص سبب کتاب سے ہیں فرض موقوت کے معنے ہیں محدود معین معلوم ہوا کہ اخراج نماز کا اوقات معینہ سے جائز نہیں ہے خواہ خوف ہو یا امن کسی نے کہا معنے یہ ہیں کہ نماز واجب ہے حضر میں چار رکعت سفر میں دو رکعت حاصل یہ ہے کہ نماز بے وقت نہ کرے مگر عذر شرعی سے جیسے نوم یا سہو یا شغل اسکے پھر فرمایا کہ جو امید اجر جزیل جزاء عظیم کی تم کو ہے وہ ان کو نہیں ہے یہ سبب وجوہ کے سو تم زیادہ مستحق صبر و عدم ضعف کے ہو بنسبت ان کے کیونکہ تمہارے دل قوی ہیں تم موت کو غنیمت دیکھتے ہو وہ مرگ کو غرامت سمجھتے ہیں اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۚ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۞ هٰۤاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۟ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۞ ہم نے اتاری تجھ پر کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگوں میں جو سمجھا دے تجھ کو اللہ سو تو دغا بازوں کی طرف سے جھگڑنے والا بخشوا اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے مت جھگڑ ان کی طرف سے جو اپنی جی میں دغا رکھتے ہیں اللہ کو خوش نہیں آتا جو کوئی ہو دغاباز گنہگار چھپتے ہیں لوگوں سے اور نہیں چھپتے اللہ سے اور وہ ان کے ساتھ ہے جب رات کو مشورہ کرتے ہیں جس بات سے وہ راضی نہیں اور اللہ کے قابو میں ہے جو کرتے ہیں سنتے ہو تم لوگ جھگڑے ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں پھر کون جھگڑے گا ان کے بدلے اللہ سے قیامت کے دن یا کون ہوگا ان کا کام بنانے والا **ف** اول و آخر ان آیت میں ذکر ہے ایک قصے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایک انصاری کی زرہ آٹے میں بھری گم ہوگئی صبح کو ڈھونڈی تو آٹے کا خط دیکھا ایک شخص کے گھر تک اس کا نام طعمہ بن ابیرق تھا وہاں جھاڑ اٹھا تو نشانی وہ خط کی دیکھا ایک یہودی کے گھر تک زید نام وہاں پائی اس یہودی نے کہا مجھ کو طعمہ نے سپرد کی طعمہ نے کہا میں بری ہوں چور وہی ہے طعمہ کی قوم نے رات کو مشورت کی کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر گواہی دیں کہ طعمہ بری ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری حمایت کریں اور یہودی چور ٹھیرے گا صبح کو یہی کیا اللہ نے یہ آیتیں اتار فرمائیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبردار کر دیا فی الحقیقت چور وہی طعمہ تھا انتہیٰ **ف** اللہ نے اس آیت میں اپنے رسول کو مخاطب فرما کر یہ کہا کہ یہ کتاب جو تم پر بھیجی ہے گئی ہے اللہ کی طرف سے اور حق کو متضمن ہے حق کو خبر و طلب میں علمائے اصول نے لفظ بما اراک اللہ سے احتجاج کیا ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو اپنے اجتہاد سے حکم کرنا جائز تھا بدلیل اس آیت کے اور بدلیل حدیث صحیحین جو ام سلمہ سے آئی ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آواز جھگڑے کی دروازہ حجرہ پر سنی باہر آئے فرمایا میں بشر ہوں جیسا سنتا ہوں ویسا
حکم دیتا ہوں شاید کوئی تم میں کا زیادہ زبان آور ہوتا ہے اپنی حجت میں بعض سے تو میں اوسی کے موافق حکم دیدیتا
ہوں سو جس کے لیے میں حکم کروں کسی مسلمان کے حق کا تو وہ ایک ٹکڑا ہے آگ دوزخ کا اب چاہے وہ اس کو اٹھالے
یا چھوڑ دے امام احمد کا لفظ ام سلمہ سے یہ ہے کہ دو مرد انصاری جھگڑتے ہوئے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
آئے مقدمہ میراث جو درمیان ان دونوں کے تھی پرانی ہوگئی ان کے پاس کوئی بینہ یعنی گواہ شاہد وغیرہ نہ تھا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جھگڑا لاتے ہو پاس میرے میں بشر ہوں شاید بعض تمہارے الحن بحجت ہیں بعض سے
یہ حکم کرتا ہوں درمیان تمہارے جیسا سنتا ہوں سو جس کسی کو اس کے بھائی کے حق میں سے کچھ دلا دوں تو وہ اس کو نہ
لے کیونکہ وہ ایک ٹکڑا ہے آگ کا جو میں اس کو دلاتا ہوں وہ اس قطعہ کو گلے کا ہار کرکے دن قیامت کے
آوے گا دونوں مرد روئے ہر ایک نے کہا میرا حق میرے بھائی کے لیے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم
ایسا کہتے ہو تو جاؤ باہم تقسیم کرلو آپس میں حق کو نکالو رکھو پھر قرعہ ڈالو پھر ایک دوسرے سے معاف کرالو اس کو ابوداؤد
نے بھی روایت کیا ہے اتنا زیادہ کیا اِنَّمَا اَقْضِیْ بَیْنَکُمَا بِرَأْیِیْ فِیْمَا لَمْ یُنْزَلْ عَلَیَّ فِیْهِ ابن عباس نے
کہا کچھ انصاری لوگ ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض غزوات میں لڑتے تھے ان میں سے ایک کی زرہ چوری گئی
گمان طرف ایک مرد انصاری کے ہوا صاحب زرہ نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ طعمہ بن ابیرق نے
میری زرہ چرائی ہے سارق نے جب یہ دیکھا تو اس کو گھر میں بری کے ڈال دیا اپنے کنبے کے لوگوں سے کہا کہ میں نے
زرہ غائب کر کے فلاں شخص کے گھر میں ڈال دی ہے اور وہ اسی کے پاس سے نکلے گی وہ سب رات کو حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے پاس گئے کہا اے نبی اللہ ہمارا یار بری ہے صاحب زرہ فلاں شخص ہے ہم کو یہ بات معلوم ہوگئی ہے
آپ ہمارے صاحب کو سب کے سامنے معذور رکھیں اس شخص سے مجادلہ کریں اگر آپ کے سبب سے اللہ اس کو نہ بچاتا تو وہ ہلاک
ہو جاتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر اس کو بری کیا سب کے سامنے اس کے عذر کو قبول کیا اللہ نے
یہ آیت اتاری یعنی پھر حق میں ان لوگوں کے جو پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئے تھے فرمایا کہ جھوٹ بولکر
لوگوں سے چھپتے ہیں خدا سے کیوں نہیں چھپتے رواہ ابن مردویہ ابن کثیر نے کہا یہ سیاق غریب ہے مجاہد و عکرمہ
و قتادہ و سدی و ابن زید وغیرہم نے ذکر کیا ہے کہ آیت حق میں سارق بنی ابیرق کے اتری ہے سیاقات
مختلف ہیں مگر متقارب ہیں اس قصے کو محمد بن اسحاق نے مطولاً روایت کیا ہے یہ داستان جامع ترمذی

مین بھی موجود ہے ابن جریر نے بھی اسکو اپنی تفسیر مین لکھا ہو ابو الشیخ صبہانی نے بھی اپنی تفسیر مین
روایت کیا ہو حاکم نے بھی مستدرک مین اُس کا ذکر کرکے کہا ہو هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَّلَمْ
يُخَرِّجَاهُ تفسیر ابن کثیر مین روایت ترمذی قتادہ بن نعمان سے مطولًا سارا قصہ مذکور ہو پہر اللہ نے فرمایا کہ اے تم
نے یہان حیات دنیا مین نزدیک حکام کے جہوٹ بول کر مدد کی حکام تو ظاہر پر حکم کرتے ہین مگر یہ تو بتاؤ کہ کل
قیامت کو سامنے عالم سر و اخفے کے تمہاری کیا گت ہوگی وہان اُس دعوی کی ترویج کے لیے کون وکیل ہوگا ف
فتح البیان مین کہا ہو کتاب سے مراد قرآن ہو حق سے مراد صدق ہے یا امر و نہی اور فیصلہ کرنا درمیان لوگون کے
بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ سے مراد وحی ہو یا جو قاعدہ وحی کے موافق ہو یہان آنکہ کا دیکہنا مراد نہین ہو بلکہ دل کا دیکہنا
مقصود ہے جو اللہ نے سجہایا دکہلایا ارشاد کیا ہے علم یقینی کو رویت اسلیے کہتے ہین کہ قوت ظہور مین بمنزلہ
رویت کے ہوتا ہو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم مین کوئی یہ بات نہ کہے کہ حکم کیا مین نے جو اللہ نے مجہہ کو سمجہایا اسلیے
کہ یہ سمجہانا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہا ہان جہد کرتے رہے ہین کیونکہ رائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مصیب تہی اللہ اُن کو دکہا دیتا تہا ہماری رائے ظن ہو نہ علم یہ آیت دلیل ہو اس بات پر کہ حکم نہ کرتے تہے حضرت صلعم
علیہ وآلہ وسلم مگر بموجب وحی الٰہی کے اور حجت ہے منع عمل سے رائے پر نہی خصومت مین دلالت ہو اس پر کہ کسی کو کسی
کی طرف سے جہگڑنا نہ چاہیے مگر جبکہ جانلے کہ وہ محق ہو آیت بقدر متہ لما بیرق اوتری پر دی تیسنه عفقد او طو
ایک جماعت تابعین سے نزدیک اہل سنن کے مروی ہو پہر اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ تم جو طرفدار
خائنین کے مخاصم ہوے اُس سے استغفار کرو اللہ غفور رحیم ہے یہ آیت دلیل ہے اس شخص کی جس نے نزدیک صادر
ہونا گناہ کا انبیا سے جائز ہے کیونکہ اگر گناہ واقع نہ ہوتا تو حکم استغفار کا نہ دیا جاتا ہو اسکے کئی جواب ہین
جو تفسیر خازن مین مذکور ہین پہر فرمایا کہ لوگون سے چہپتے ہین اللہ سے نہین چہپتے تو اس مین کمال زجر ہے
نسان کو ارتکاب ذنوب سے آیت کہ جو مشورہ بچارات کو وہ کرتے ہین اللہ کو اُس کی خبر ہے ناعی ہو اُن پر
ساتہ قلت حیا و قلت خشیت خدا کے کہ باوجود علم اس بات کے کہ اللہ حاضر ناظر ہے وہان نہ کوئی تعجب نہ
کوئی عظمت ہے پہر کہ ایسے مشورے کرتے ایسے دروغ بناتے ہین تاکہ یہان زندگی دنیا مین یہ تہیج ملیا کہ نہ ملا
کون اُن کا لت اس مقدمے کی کریگا یہ استفہام واسطے انکار و توبیخ کے ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ

ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَلَوْلَا

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ

مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ

عَظِيْمًا ۔ جو کوئی کرے گناہ یا اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشوائے پاوے اللہ کو بخشنے والا مہربان اور جو کوئی کماوے گناہ سو
کماتا ہے اپنے حق میں اللہ سب جانتا حکمت والا اور جو کوئی کماوے تقصیر یا گناہ پھر لگا دے بے گناہ کو اس نے سر دھرا طوفان
اور گناہ صریح اگر نہ ہوتا تجھ پر فضل اللہ کا اور رحمت اس کی تو قصد کر ہی چکا تھا ایک جماعت نے کہ تجھ کو بہکا دیں اور بہکا نہیں سکتے مگر آپ کو اور
تیرا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اللہ نے اتاری تجھ پر کتاب یعنی کلام کی بات اور تجھ کو سکھایا وہ جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بڑا ہے ف فرمایا کہ
اور اپنا برا وہ یہ ہے کہ کرے اپنی گوئی حکم ہے کہ توبہ کرے تو بیچ قبول ہو تو ان کے دل میں آئیں بہ ہر سند نہ رہیں کہ ہم کو عیب لگا آگے یہ ہے کہ خطا دیکھے
اگر خطا کر بیٹھے تب تحقیق یہ ہے کہ اللہ تو خبردار ہے اس کا حکم یہی ہے کہ ایک گناہ دوسرے پر نہیں ڈالتے - ابن کثیر نے کہا
اللہ نے اپنے کرم وجود سے یہ خبر دی کہ جو کوئی توبہ کرے گا اس کی توبہ قبول ہوگی کوئی سا گناہ ہو ابن عباسؓ کا
لفظ یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں کو یہ عفو وحلم وکرم ووسعت رحمت ومغفرت کی خبر دی ہے کہ جس نے کوئی
گناہ کیا چھوٹا یا بڑا پھر اللہ سے بخشوایا تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پاوے گا گو اس کے گناہ آسمانوں اور
زمین اور پہاڑوں سے زیادہ بڑے ہوں رواہ ابن جریر عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا بنی اسرائیل میں جب کسی
سے گناہ ہوتا تو صبح کو کفارہ اس کے گناہ کا اس کے دروازہ پر لکھا ملتا جب پیشاب کپڑے میں لگ جاتا تو قینچی سے
کترتا ایک آدمی نے کہا اللہ نے بنی اسرائیل کو خیر دی تھی عبد اللہ نے کہا جو اللہ نے تم کو دیا وہ اس سے بہتر ہے پانی کو تمہارے لئے
طہور کر دیا اور فرمایا وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ
وقال وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا الخ رواہ ابن جریر حبیب بن ابی ثابت نے کہا ایک عورت پاس عبد اللہ بن مغفل
کے آئی کہا ایک عورت نے فجور کیا حمل رہ گیا جب بچہ جنا اس کو مار ڈالا کہا وہ دوزخی ہے وہ روتی ہوئی چلی اس کو
بلا کر کہا میں نہیں دیکھتا تیرے کام کو مگر ایک امر ان دو امر میں سے وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا الخ وہ آنسو
پونچھتی ہوئی چلی گئی رواہ ابن جریر حدیث ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی مسلمان کہ گناہ ہو جائے اس سے پھر وہ وضو کرکے دو رکعت
پڑھ کے اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کو بخشوائے مگر اللہ بخش دیتا ہے پھر یہ دونوں آیتیں پڑھیں وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا
الخ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً رواہ احمد اس حدیث کو اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اس کی
سند میں مقال ہے ابن مردویہ نے اور طرق سے اخراج کیا ہے علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابو بکرؓ سے سنا

اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی بندہ کہ اُس سے گناہ ہو گیا ہو پھر اُٹھے اور وضو
کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی اللہ سے اپنا گناہ بخشوایا مگر اللہ پر حق ہے کہ اُس کو بخش دے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا الخ پھر ذکر کیا طرق سے اسکی تک ایک سند سے روایت کیا ہے کہ اسناد صحیح نہیں ہے ابو درداء نے کہا ہم حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گرد بیٹھتے آپ کو کچھ کام ہوتا جا کر آتے جوتے اپنی جگہ چھوڑ جاتے یا اور کچھ ایک بار
جوتے چھوڑ کر اٹھے جس میں پانی کا برتن تھا لیکن پیچھے ہو لیا ایک ساعت بعد آئے قضائے حاجت نہ کی فرمایا آیا پاس
میرے ایک آنے والا طرف سے میرے رب کے اُس نے کہا اِنَّهٗ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا الی قوله غَفُوْرًا رَّحِيْمًا میں نے چاہا
کہ اپنے یاروں کو بشارت دوں ابو الدرداء نے کہا لوگوں پر اس سے پہلے کی آیت شاق گذری تھی مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا
يُّجْزَ بِهٖ میں نے کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گو زنا کیا ہو چوری کی ہو پھر اللہ سے بخشوایا تو اُس کو
بخش دیگا فرمایا ہاں پھر تیسری دوبارہ یہی کہا فرمایا ہاں پھر تیسری بارہ کہا فرمایا وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ
اللّٰهَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِى الدَّرْدَاءِ راوی نے کہا میں نے ابو الدرداء کو دیکھا کہ انگلی سے اپنی ناک کو مارتے
تھے رواہ ابن مردویہ ابن کثیر نے کہا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ جِدًّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ بِهٰذَا السِّيَاقِ وَفِیْ
اِسْنَادِهٖ ضُعْفٌ ف یہ آیت شریف وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا الخ مثل اس آیت کے ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى
یعنی کوئی کسی کے کام نہ آویگا ہر نفس پر اُس کا عمل ہے دوسرا اُس کو نہ اُٹھاویگا اسی لیے کہا کہ اللہ علیم حکیم ہے یعنے یہ
بات اُس کے علم و حکمت عدل و رحمت سے ہے پھر ذکر کیا گناہ لگانے کا بری کو جس طرح بنو ابیرق نے [illegible]
اس مرد صالح یعنے لبید بن سہل کو جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے یا زید بن سمین یہودی کو جس طرح اور دنوں کہتے ہے
باوجود براءت گناہ چوری زرہ کا لگایا وہ لوگ بڑے ظالم خائن ٹھہرے اللہ نے اپنے رسول کو مطلع کر دیا یہ تقریر تو بیچ
عام ہے حق میں ان کے اور غیر کے جو کوئی متصف ہو ان کی صفت سے اُس کے مثل ان کی خطا کے اُس کی
عقوبت بھی مثل انہیں کی عقوبت کے ہے قتادہ بن نعمان نے کہا قصہ بنی ابیرق میں یہ آیت آئی ہے لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ
مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ الخ مراد اسید بن عروہ اور اُس کے اصحاب ہیں جنہوں نے بنی ابیرق پر ثنا کی اور قتادہ بن نعمان
کو ملامت کی کہ اُس نے اُن کو متہم کیا حالانکہ وہ صلحا و ابرار ہیں لیکن بات اس طرح پر نہ تھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو پہنچائی اسی لیے اللہ جل نے فیصلہ قضیے کا کر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکھول پھر یہ احسان کہا
کہ ہم تمہارے مددگار ہیں جمیع احوال میں عاصم ہیں ہم نے تم کو کتاب دی یعنے قرآن حکمت بخشی یعنے سنت جو تم
نہ جانتے تھے وہ تم کو سکھایا یعنے قبل نزول کتاب کے کقولہ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا

مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ وَقَالَ تَعَالَى وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَنْ يُلْقَى إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً
مِنْ رَبِّكَ اسی طرح پر یہاں کہا کہ اللہ کا فضل تم پر بہت ہے، ف فتح البیان میں کہا ہے اس آیت میں مَنْ يَعْمَلْ
سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ترغیب ہے طعمہ بنی ابیرق کو کہ توبہ استغفار کرے ضحاک نے کہا یہ آیت وحشی قاتل حمزہ
کے حق میں اتری ہے اس نے شرک کیا حمزہ کو قتل کیا پھر پاس حضرت کے آکر کہا میری بھی توبہ ہے اس پر آیت اتری بجا اعتبار عموم
لفظ کو ہے نہ خصوص سبب کو سو یہ آیت واسطے ہر بندے کے ہے اللہ کے بندوں میں سے جس سے کوئی گناہ ہوا پھر اس نے اللہ
سے استغفار چاہی ابن مسعود نے کہا جس نے ان دو آیت سورۂ نساء کو پڑھا پھر اللہ سے استغفار کی اللہ اس کو بخش دیتا ہے
وَمَنْ يَعْمَلْ الخ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا الخ قبول استغفار و محو ذنوب میں بہت سی حدیثیں کتب سنت مطہرہ میں آئی
ہیں سالہا سال ہوا اس سیاق کی تمامی وافی ہو آیت دلیل ہے اس بات پر کہ توبہ سارے گناہوں کبائر و صغائر سے مقبول ہے یہ
ایک حکم ہوا دوسرا حکم یہ ہے کہ مجرد استغفار کافی ہے بعض نے کہا کہ مقید بتوبہ ہے طبری نے کہا خطیئہ کبھی بے عمد آتا
ہوتا ہے کبھی نادانستہ اثم جب ہوتا ہے دانستہ ہی ہوتا ہے یا خطیئہ سے مراد صغیرہ ہے اور اثم سے کبیرہ یا
خطیئہ وہ گناہ ہے جو درمیان عبد و رب کے ہو اثم وہ ہے جو مظالم عباد میں ہو یا خطیئہ وہ ہے جو مختص بفاعل
ہو اثم وہ ہے جو متعدی الی الغیر ہو بہتان وہ کذب ہے جو بری پر لگایا گیا ہے جس سے وہ بیچارہ مبہوت متحیر
ہو گیا ہے مراد فضل و رحمت سے اس جگہ تنبیہ ہے حق پر بعد رمی بنی ابیرق یا عصمت و نبوت طائفہ سے مراد بنی ظفر ہیں
قوم طعمہ جنہوں نے مدد بنی ابیرق کی کی تھی وہ چاہتے تھے کہ حضرت راہ عدل چوک جاویں فیصلہ مقدمہ میں جو کہا
کہا جاوے اللہ نے کہا وبال اس دھوکے کا انہیں کی جان پر ہے کیونکہ وہ معاون علی الاثم ہوئے ہیں تمہارا
کچھ نقصان نہیں ہے تم پر تو ہم نے کتاب بھیجی حکمت اتاری جو تم نہ جانتے تھے وہ تم کو سکھا دیا یہ ہمارا فضل ہے

تم پر لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ
ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝

کچھ بھلائی نہیں اکثر ان کی مشورت میں مگر جو کوئی کہے خیرات کرنے کو یا نیک بات کو یا صلح کروانے کو لوگوں میں اور جو کوئی یہ
چیزیں کرے اللہ کی خوشی چاہ کر تو ہم اس کو دیں گے بڑا ثواب اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی اس کو راہ
کی بات اور چلے سب مسلمانوں کی راہ سے سوا تو ہم اس کو حوالے کریں وہی طرف جو اس نے پکڑی اور ڈالیں اس کو دوزخ
میں اور بہت بری جگہ پہنچا ف منافق لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں باتیں کرتے تاکہ لوگوں میں

ع

اپنا اعتبار ٹھیراوین اور مجلس مین بیٹھکر آپس مین کان مین باتین کرتے کسی کا عیب کسی کا گلہ اسکو اللہ نے فرمایا مگر ان کی
مشورت اکثر بے خیر ہے صاف بات کو حاجت نہین چھپانے کی مگر کہ اس مین غافل ہو اور چھپائے تو خیرات کو تاکہ لینیوالا
شرمندہ نہو یا مسئلہ دین کی غلطی بتلانے کو تاکہ نادان خجل نہوں یا دو شخصون مین صلح کرانے کو کہ غصہ والا جوش مین صلح
نہین مانتا اور آپس مین ٹھہرائیے پھر اُسکو سمجھائیے ف رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانون کی
جماعت پر جسنے جدی راہ پکڑی دور جا پڑا دوزخ مین یعنی جس بات پر امت کا اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہے اور منکر اُسکا
سو وہ دوزخی ہے انتہٰی ف اللہ نے کہا یہ جو اکثر لوگ کانا پھوسی کرتے باتین بناتے ہین اُس مین کوئی بھلائی
خوبی بہتری نہین ہے مگر وہ مشورہ جس مین کوئی بہتر کام ہو جنکا ذکر ہوا حدیث ام حبیبہ مین مرفوعًا آیا ہے کلام ابن
آدم کا سب اُسپر ہے نہ اُسکے لیے مگر ذکر اللہ عزوجل کا یا امر بمعروف یا نہی عن المنکر رَوَاہُ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ سفیان ثوری
نے کہا تونے نہین سُنا کہ اللہ نے کتاب مین فرمایا ہے لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ الآیۃ سو وہ
بعینہٖ یہی ہے یعنی جو اس حدیث مین آیا ہے پھر کہا تونے نہین سُنا کہ اللہ نے کتاب مین کہا ہے لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ
أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۔ فَهٰذَا هُوَ بِعَيْنِهٖ تونے نہین سُنا کہ اللہ نے کتاب مین کہا ہے وَالْعَصْرِ إِنَّ
الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ الخ یہ بعینہٖ وہی ہے اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے مگر قول
ثوری کا ذکر نہین کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ام کلثوم بنت عقبہ نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا وہ کذاب نہین جو صلح کراتا ہے درمیان لوگون کے اچھی بات سُناتا اور کہتا ہے پھر کہا رخصت نہین دی
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی شی مین اقوال ناس سے مگر تین امر مین ایک لڑائی مین دوسرے اصلاح بین الناس
مین تیسرے بات چیت میان کی بی بی سے اور بی بی کی میان سے یہ ام کلثوم ان مہاجرات مین سے تھین جنہون
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اس حدیث کو جماعت نے روایت کیا ہے سوائے ابن ماجہ کے ابو الدرداؓ
کا لفظ مرفوع یہ ہے کیا خبر دون مین تم کو اُس شے کی جو افضل ہے درجہ صیام و صلوٰۃ و صدقہ سے کہا ہان فرمایا
اصلاح ذات البین ہے کیونکہ فساد آپس کا مونڈنے والا ہے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے انس کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ایوب سے کہا مین تجھکو ایک تجارت نہ بتاؤن کہا ہان
فرمایا تو سعی کر اصلاح بین الناس مین جبکہ ان کو آپس مین فساد ہوا اور ملاپ کر ان مین جبکہ وہ الگ الگ ہوجاین
رَوَاہُ الْبَزَّارُ اس کی سند مین ایک راوی لین ہے احادیث غیر صحاح علیہا روایت کرتا ہے اسمٰعیل [illegible] یا جو کوئی
ایسا کام بامید رضائے الٰہی کریگا اسکو بڑا اجر دینگے ثواب جزیل کثیر واسع حاصل ہوگا ف جو دنیا مین کوئی

راہ شریعت سوی جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہین جدا ہو کر دوسرے رستے پر چلیگا ایک شق یہ ہوئی اور دوسری شق یہ
شرع اللہ یہ بات یعنی ہدایت اسکے ہوگی بعد ظہور حق و تبیین و وضوح صواب کے تو اُس کا انجام جہنم ہے اتباع غیر سبیل
مؤمنین ملازم صفت اُولی ہے کہ مخالفت کبھی تو نص شارع سے ہوتی ہے اور کبھی اجماع علیہ امت محمدیہ سے جس مین اتفاق
کا ہونا ثابت ہو چکا ہے اسلئے کہ اُنکا اجماع عصمت مین ضمانت عصمت کے ہمراہ تشریف ہے تعظیم نبوی کی اس باب مین بہت حدیثین
آئی ہین ابن کثیر نے کہا ذَكَرْنَا مِنْهَا طَرَفًا صَالِحًا فِي كِتَابِ أَحَادِيثِ الْأُصُولِ بعض علما نے دعویٰ اُن کی تواتر معنوی کا
کیا ہے اسی پر شافعی کا اعتماد ہے احتجاج مین اجماع کے حجت ہونے پر اور یہ کہ مخالفت اجماع حرام ہے بعد غور و فکر کے
اس آیت شریف مین یہ بہت حسن و قوی استنباط ہے اگرچہ بعض نے اس کو مشکل ٹھیرایا ہے اور دلالت کو اس پر عاید
بتایا ہے اسی لیے اللہ نے اس پر یہ وعید فرمائی قولہ مَا تَوَلَّى الخ یعنی جب وہ اس راہ پر چلیگا تو ہم اس کو جزاءً اسکی
دینگے اس کے سینے مین اس کام کو حسن و زینت بخشینگے یعنے بطور استدراج کما قال تعالیٰ فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ
بِهَذَا الْحَدِيثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ وقال تعالیٰ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ
قوله تعالیٰ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ اس کا انجام آخرت مین نار جہنم رکھا ہے اسلیے کہ جو کوئی ہدایت سے
باہر ہوا اس کا رستہ نہین مگر طرف نار کے دن قیامت کو کما قال تعالیٰ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ و
قال تعالیٰ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ف فتح البیان
مین کہا ہے نجویٰ کہتے ہین سرگوشی کرنے کو دو آدمی کرین یا جماعت ظاہر یہ ہے کہ مراد صدقے سے اس جگہ صدقہ
تطوع ہے یا فرض مگر اول اولی ہے لفظ معروف شامل جمیع انواع جمیل و فنون اعمال بر ہے مقاتل نے کہا مراد معروف
سے اس جگہ قرض ہے مگر اول اولی ہے حدیث مین آیا ہے ہر معروف صدقہ ہے یہ بھی معروف ہے کہ تو اپنے بھائی سے
بکشادہ روئی ملے کسی نے کہا معروف لغاثۃ ملہوف ہے یا اعانت محتاج مگر لفظ اوسع تر ہے ان سب کے اس
لیے عموم اولی ہے اصلاح بین الناس کا عطف خاص علی العام پر ہے اصلاح عام ہے دماء و اعراض و اموال مین بلکہ
ہر شی مین جس مین تدافع واقع ہو حدیثون مین آفات لسان سے تحذیر کی ہے خاموشی و حفظ زبان کی ترغیب
دی ہے باہم صلح کرانے پر حث فرمایا ہے ابتغاء مرضات اس لیے کہا کہ نیت خالص ہوگی تو اجر ملیگا واللہ اعلم اجر عظیم
وہ ہے جس کی حد و نہایت نہو انس سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گنوار سے کہا اے اعرابی اللہ عزوجل نے
قرآن اتارا ہے پھر یہ آیت پڑھی لَا خَيْرَ تا قوله أَجْرًا عَظِيمًا اے اعرابی اجر عظیم جنت ہے اس نے کہا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا
لِلْإِسْلَامِ رواه أَبُو النَّصْرِ السِّجْزِيُّ شاقق کہتے ہین معادات و مخالفت کو تبیین سے مراد وضوح و ظہور ہے یعنے

صحت سلف پر امین الرملی الصحۃ سو ظاہر باہر روشن ہوئی اور یہ مخالفت اہل مسلمانون کی راہ چھوڑ کسی اور کی
رستہ پر چلنے خلاف اُن کی اعتقاد و عمل و قول کو کام کیا تو وہی گمراہی اُن کو پلے پڑیگی جو اُنھون نے اپنے لیے ٹھانیا
کیا ہو اسی کی وہ والی ہون گی دُنیا مین آخرت مین انجام جہنم ہو اس آیت سے بعض اہل علم نے استدلال کیا ہو حجیت
اجماع پر بدلیل قولہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ لیکن میرے نزدیک اس مین حجت نہین ہے اسلیے کہ مراد غیر سبیل سے غیر
سوا اس جگہ خروج ہو دین اسلام سے طرف غیر اسلام کے جس طرح لفظ قرآن سے سمجھا جاتا ہو اور سبب اس کا شاید یہ ہو
یہ بات کسی عالم پر علماے ملت اسلامیہ سے جسکا اجتہاد بعض مسائل مین ہو دی بطرف مخالفت بعض مجتہدین علم کی
ہو صادق نہین آسکتی ہو کیونکہ انہے تو قصد سلوک سبیل مومنین کا کیا ہو وہ سوا اُن کی راہ کوئی اور نہین چاہا
حدیث ابن عمر مین مرفوعاً آیا ہو لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَمَنْ شَذَّ
شُذَّ فِي النَّارِ أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَأَخْرَجَاهُ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مرفوعاً اور لفظ جماعت سے احادیث
مین جماعت اہل سنت ہوتی ہو سنت کہتے ہین حدیث کو مراد اہل سنت سے اہل حدیث عامل حدیث متبع سنت تھے ہین سوا
کا ہاتھ اہل حدیث پر ہے جو اُن سے علیحدہ ہوا وہ مخالف رسول ہو مخالفت کا انجام آیت باب اور اس حدیث مستطاب مین جہنم
و نار بتلایا ہو یہ بھی حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ ایسا نہین ہو سکتا ہو کہ ساری امت ترک عمل بالحدیث پر اتفاق کرلے
بلکہ ہمیشہ ایک گروہ اس امت کا حق پر غالب ہوگا مخالفون سے اُسکو کچھ ضرر نہ پہنچیگی علی بن المدینی نے کہا ہو کہ وہ گروہ
غالب یہی اہل حدیث کا گروہ ہو وللہ الحمد إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ
يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا
لَعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۝ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ
فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَقَدْ
خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝ أُولٰئِكَ مَأْوَاهُمْ
جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا ۝
اللہ نہین بخشتا کہ اُسکا شریک ٹھیرایا جاوے اور اس سے نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا وہ دور پڑا
بہک کر اسکے سوا پکارتے ہین عورتون کو اور اسکے سوا پکارتے ہین شیطان سرکش کو جسکو لعنت کی اللہ نے اور وہ بولا کہ
مین البتہ لونگا تیرے بندون سے حصہ ٹھیرایا اور اُنکو بہکاؤنگا اور اُنکو توقعین دونگا اور اُنکو سکھاؤنگا کہ چیرین کان

گا وہان کو سکہاوونگا کہ بدلین صورت بنائی اللہ کی اور جو کوئی پکڑے شیطان کو رفیق اللہ کو چہوڑ کر وہ ڈوبا صریح
نقصان مین شیطان تو ان کو وعدہ دیتا ہی اور توقعین بتاتا ہی اور جو توقع دیتا ہی ان کو شیطان سو وہ سب دغا ہی ایسون کا
ٹہکانا دوزخ ہی اور نہ پاوینگے وہان سی بہاگنے کو جگہ اور جو لوگ یقین لائے اور عمل کیے نیک ان کو ہم داخل کرینگے باغون مین بہتی
نیچے جنکے نہرین رہا کرین وہان ہمیشہ کو وعدہ ہے اللہ کا سچا اور کس کی سچی بات **ف** اوپر سے ذکر تہا منافقون
کا جو پیغمبر کے حکم پر راضی نہ ہوا اور ربط اسکے چلا یہ آیت فرمائی کہ اللہ شرک نہین بخشتا تو خبر کر دیا حکم مین شریک کرنے کو
پیچہے سوا دین اسلام کے اور دین پسند کیا اور اس پر چلا بہک گیا یعنی جو سوا اسلام کے شبہ کرے ہر چند پوجے نہ شرک کرتا
ہون **ف** شیطان نے کہا یہ بندے اپنے مال مین میرا حصہ ٹہیرا رکہینگے جیسے دستور ہے بتون کی نیاز نکالتے
ہین **ف** جانورون کے کان چیرین یہ کافرون کا دستور تہا گائے کا یا بکری کا ایک بچہ بت کے نام کا کر دیا اس کے کان
مین نشان ڈال دیتے اور صورت بدلنا یہ کہ لڑکے کے سر پر چوٹی رکہتے بت کے نام کی مسلمان کو ان کامون سے بچنا ضرور ہے
اپنے بزرگون سے یہ معاملہ کیے کافر جن سے کرتے تہے بزرگ ہی جانکر کرتے تہے انتہے **ف** ابن کثیر نے کہا کلام
اس آیت کریمہ پر پہلے گذر چکا جو حدیثین اس سے متعلق تہین وہ بہی صدر اس سورت مین مذکور ہو چکین ترمذی
نے علی مرتضیٰ سے روایت کیا ہے کہ مَا فِی الْقُرْاٰنِ اٰیَۃٌ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ
بِہٖ الْاٰیَۃ پہر کہا کہ یہ حدیث غریب ہے یہ اللہ نے کہا کہ جس نے شرک کیا وہ راہ حق سے بہک گیا صواب سے دور جا پڑا اپنی
جان برباد کی خسر الدنیا والآخرہ ہوا سعادت دارین سے محروم رہا اُبی بن کعب نے کہا ہر بت کا ایک زنانہ تہا کہ بت کے
ساتھ ایک جنیہ تہی عائشہ نے کہا مراد اناث سے اوثان ہین یہی قول ہے ابوسلمہ عروہ و مجاہد و ابومالک و سدی و
مقاتل کا ضحاک نے کہا مشرکین ملائکہ کو اللہ کی لڑکیان کہتے تہے ان کی عبادت کو تقرب الی اللہ بتلاتے تہے پہر ان کی
ارباب ٹہیرا کر تصویر جواری بنا کر زیور پہناتے کہتے یہ مثل و مشابہ ہین دختران خدا کے یہ تفسیر مشابہ کریمہ اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ
وَالْعُزّٰی ہے وقال تعالیٰ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ الَّذِیْنَ ھُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا الآیۃ وقال تعالیٰ وَجَعَلُوْا بَیْنَہٗ
وَبَیْنَ الْجِنَّۃِ نَسَبًا ابن عباس نے کہا مراد اناث سے موتی ہین یعنی گور پرستی کرتے ہین مُردون کو پکارتے ہین
حسن نے کہا اناث ہر شے مردہ ہے جس مین جان نہ ہو خشک لکڑی یا سوکہا پتہر الخ کہا یہ درحقیقت شیطان
سرکش کو پکارتے ہین اسلیے کہ اسی نے اس کام کا حکم ان کو دیا ہے ان کی نظرون مین اس کو مستحسن و مزین بخشا ہے کما قال
تعالیٰ اَلَمْ اَعْھَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اور زبان ملائکہ سے دن قیامت کو طرف سے خبر
دی ہے بَلْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَکْثَرُھُمْ بِھِمْ مُّؤْمِنُوْنَ لعنت سے مراد طرد و ورود والبعاد ہے رحمت سے

سو لعد اکاان اپنے ہو از فضل و کرم سو نصیب مفروض سو مراد حصہ معین مقدر معلوم ہو قتادہ نے کہا ہر ہزار سو
نو سو ننانو سو آگ مین جاوین گے ایک جنت مین جاوی گا گمراہ کرنے کا مطلب ہو کر راہ حق سو باز رکہون گا
توقع سے بیجا وسے کر ان کی نگاہ مین ترک توبہ کو اچہا کرکے دکہاؤن گا طرح طرح کے وعدے بتاؤن گا تسویف تاخیر
کی طرف بلاؤن گا ان کی چارپایون سے ان کو دہوکا دون گا وہ جانورون کے کان چیر دینگے یہ علامت ہی بحیرہ و سائبہ
و وصیلہ کی تغییر خلق اللہ سے مراد خصی کرنا ہے چوپایون کا ابن عباس و ابن عمر و انس و سعید المسیب و عکرمہ و ابی عیاض
و قتادہ و ابو صالح و ثوری کا قول یہی ہو حدیث مین اس کام سو نہی آئی ہو حسن بن حسن ... نے کہا مراد وشم
ہو صحیح مسلم مین نہی فرمائی ہو وشم چہرہ سو ایک لفظ مین اس کام پر لعنت آئی ہو ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے
لعنت کرے اللہ واشمات و مستوشمات و نامصات و متنمصات و متفلجات پر حسن کے لیے جو اللہ عزوجل کی خلقت
کو بدلتی ہین پہر کہا الا العن من لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی کتاب اللہ عزوجل یعنی قولہ تعالی
ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا ایک روایت مین ابن عباس سو مجاہد و عکرمہ و نخعی و حسن
و قتادہ و حکم و سدی و ضحاک و عطا خراسانی سو یون آیا ہو کہ مراد خلق اللہ سو دین اللہ عزوجل کا ہے وہذا کقولہ
فاقم وجہک للدین حنیفا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ بعض نے کہا یہ امر
ہو یعنے اللہ کی فطرت کو نہ بدلو لوگون کو انکی فطرت پر چہوڑ دو صحیحین مین ابو ہریرہ سو مروی ہو کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ پیدا ہوتا ہے فطرت پر پہر ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی کر دیتے ہین
اس کو احادیث مسلم مین عیاض بن حماد سے آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے کہا ہے مین نے پیدا
کیا اپنے بندون کو حنیف پہر آیا پاس ان کے شیطان بہکا دیا ان کو دین سے ان کے اور حرام کر دیا ان پر اس چیز
کو جو حلال کی تہی مین نے واسطے ان کے شیطان کی دوستی مین خسران مبین ہے یعنے دنیا و آخرت دونو کا
نقصان یہ وہ خسارت ہے جس کا جبر نہین یہ وہ فائت ہے جس کا استدراک نہین پہر یہ کہا کہ شیطان ساتہ وعدے
دیکہو ... بلکہ فریب ... جس طرح اللہ نے زبان ابلیس سے دن معادلہ کے نقل کیا ہو وقال الشیطان لما
قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الی
قولہ وان الظالمین لہم عذاب الیم پہر فرمایا کہ انجام ان کا جہنم ہو ان کو اس سے کوئی جگہ گریز خلاص ... نگا
پہر سعداء و اتقیا کا ذکر ان کی کرامت کا بیان فرمایا کہ جن لوگون کے دلون مین تصدیق ہے جوارح نے عمل کیا خیرات
بجالائے منکرات سے بچے پہر ان کو داخل جنت کرینگے وہ اس مین بلا زوال و انتقال ہمیشہ کو رہینگے جہان کا وعدہ اس کا

معصیہ لامحالہ واقع ہوتا ہے کیونکہ اللہ پر کوئی سچا نہین ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ حضرت خطبہ مین
فرمایا کرتے تھے اِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ
مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ انتہی کلام ابن کثیر

ف فتح البیان مین ہے کہ آیۃ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ نص صریح ہے اس کی کہ شرک مغفور نہین ہے
جبکہ صاحب شرک بن توبہ مر جاوے لقولہ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ جو گناہ شرک سے کم ہے وہ اہل توحید کو بخشا جاتا ہے جس کو
اللہ چاہے یہ مشیت اُس کے حق مین ہے جس نے توبہ نہین کی ہے اور جس نے شرک کیا ہے وہ سب خیر سے محروم ہوا اس لیے کہ
شرک اعظم انواع ضلال و ابعدہا عن الصواب ہے بلکہ افتراء و اثم عظیم ہے اگلی آیت مین فَقَدِ افْتَرٰى فرمایا تھا اس لیے کہ وہ
حق مین اہل کتاب کے تھی وہ جانتے تھے کہ نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح ہے ان کی شریعت ناسخ جملہ شرائع ہے
ان کا مکابرہ افترا تھا یہ آیت فَقَدْ ضَلَّ حق مین قوم مشرکین کے ہے جن کے پاس کوئی کتاب ہے نہ کچھ علم اس لیے مناسب
ان کے حال کے یہی لفظ ضلال ہے تکرار اس آیت کی اس سورت مین واسطے تاکید کے ہے یا قصہ بنی ابیرق کے سبب سے
تکرار آئی ہے یا دوسرے قصے مین اتری ہے جس طرح ثعلبی قرطبی نے لکھا ہے کہ ضحاک نے کہا ایک بوڑھا آدمی عرب مین سے
پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا کہا اے رسول خدا مین بوڑھا آدمی ہون ڈوبا خطایا مین منہمک ہا مگر مین نے
اللہ کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہین کیا جب سے اللہ کو پہچانا اور ایمان لایا نہ سوا اللہ کے کسی کو ولی پکڑا اور نہ مین نے
معاصی بطور جرأت کے اللہ پر کیے نہ اللہ سے مکابرہ کیا مین نادم و تائب و مستغفر ہوتا ہون میرا حال نزدیک اللہ کے
کیا ہوگا اس پر یہ آیت نازل کی اناث سے مراد بت ہین جن کا نام مونث رکھتے تھے جیسے لات عزی منات شیطان نے
کہا مین تیرے بندون مین سے ایک حصہ لون گا یعنے ہزار مین سے ایک ناجی باقی سب ناری حدیث مین آیا ہے کہ اللہ آدم
علیہ السلام سے دن قیامت کے کہوگا نکال اپنی اولاد سے لشکر نار کو وہ کہینگے اے رب کس قدر لشکر نار کیا ہے فرماوے گا ہر ہزار
نو سو ننانوے نکال اس وقت شدت ہول سے اطفال بوڑھے ہو جاوینگے اخرجہ مسلم نصیب شیطان کا وہی حصہ
ناری ہے جس کام مین اطاعت شیطان کی گئی ہے وہی اس کا حصہ ہے مراد امانی سے وسوسہ شیطانی ہے یعنی وہ یہ کہتا ہے
کہ جنت ہے نہ نار نہ بعث یا جنت باوجود معاصی کے بھی مل سکتی ہے یا طول بقائے دنیا مراد ہے مگر کوئی مانع حمل لفظ کو
سب معانی پر نہین ہے تغییر خلق سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے چاند سورج پتھر آگ پانی وغیرہ مخلوقات بنائی کفار نے ان کو
معبود ٹھہرایا یا شیب کو سیاہ خضاب سے متغیر کیا یا حرام کو حلال کر لیا یا مخنث بن گئے یا آدمیون کو خصی کیا حمل آیت کا
ان سب معانی پر شمول لایا جا سکتا ہے حدیث مین خضاب بالسواد و خصی سے نہی آئی ہے لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ

وَلَآ اَمَانِيِّ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ ؕ مَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا يُّجۡزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدۡ لَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ۞ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰۤٮِٕكَ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَـنَّةَ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ نَقِيۡرًا ۞ وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِيۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِيۡمَ خَلِيۡلًا ۞ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ مُّحِيۡطًا ۞ تمہاری آرزو پر نہ کتاب

والون کی آرزو پر جو کوئی برا کریگا اُس کی سزا پاویگا اور نہ پاویگا اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی نہ مددگار اور جو

کوئی کچہ عمل نیک کریگا مرد ہو یا عورت اور ایمان رکہتا ہوگا سو وہ لوگ داخل ہونگے جنت مین اور انکا حق نہ

ہوگا تل بہر اور اُس سے بہتر کس کی راہ جسنے مونہہ دہرا اللہ کے حکم پر اور نیکی مین لگا ہوا اور چلا دین ابراہیم پر جو

ایک طرف کا تہا اور اللہ نے پکڑا ابراہیم کو یار اور اللہ کا ہے جو کچہ آسمانون مین اور جو کچہ زمین مین اور اللہ کے ڈہب مین ہے سب

چیز ف کتاب والون کو خیال تہا کہ ہم خاص بیٹے ہین جن گناہون پر خلق پکڑی جاویگی ہم نہ پکڑے جاوینگے

ہمارے پیغمبر حمایت کرینگے نادان مسلمان بہی حق مین یہی خیال کہتے ہین سو فرمادیا کہ برا جو کریگا سزا پاویگا کوئی

حمایت کسی کی پیش نہین جاتی اللہ کا پکڑا وہی چہوڑے دنیا کی مصیبت مین آدمی قیاس کر لو ۱۲

ف قتادہ نے کہا ہم سے ذکر ہوا کہ مسلمین و اہل کتاب نے باہم فخر کیا اہل کتاب نے کہا ہمارے نبی تمہارے نبی سے پہلے

ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے ہے ہم اولیٰ باللہ ہین تم سے مسلمانون نے کہا ہم اولیٰ تر ہین ساتھ اللہ کے تم سے ہمارے

پیغمبر خاتم النبیین ہین ہماری کتاب ساری اگلی کتابون پر قاضی ہے اللہ نے یہ آیت اوتاری لَيۡسَ بِاَمَانِيِّكُمۡ وَ

لَآ اَمَانِيِّ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ الخ پہر اللہ نے مسلمانون ہی کی حجت کو اہل ادیان پر روشن کیا ابن عباس نے کہا اس

آیت مین تخاصم اہل ادیان ہوا اہل توریت نے کہا ہماری کتاب خیر الکتب ہے ہمارے نبی خیر الانبیا ہین اہل انجیل نے

بہی اسی طرح کہا اہل اسلام نے کہا کوئی دین نہین مگر اسلام ہماری کتاب ناسخ ہر کتاب ہے ہمارے نبی خاتم انبیا ہین

تم لوگ سب کو یہ حکم ہے کہ ایمان لائین ہم تمہاری کتاب پر اور عمل کرین اپنی کتاب پر اللہ نے ان کے بیچ مین

حکم کیا آیت اوتاری پہر دین اسلام کو سب سے بہتر بتایا مجاہد نے کہا عرب نے کہا ہم مبعوث نہ ہونگے نہ ہم کو عذاب

ہوگا یہود و نصاریٰ نے کہا جنت مین جاویگا مگر وہی شخص جو یہودی یا نصرانی ہو ہم کو آگ نہ چہوئے گی مگر

گنتی کے دن معنی آیت کے یہ ہین کہ دین کچہ تحلی و تمنی پر نہین ہے مگر وہ جو دل مین موقر ہوا اعمال نے تصدیق

کی یہ بات نہین ہے کہ جو کوئی کسی شی کا دعویٰ کرے وہ بمجرد دعویٰ کے حاصل ہوجاوے نہ یہ کہ جو کوئی یہ کہے

کہ مین حق پر ہون اُس کی بات فقط دیکھنے کے لی جاوے جب تک کہ اللہ کی طرف سے برہان ہو اسی لیے

اللہ نے فرمایا کہ تمہاری اور ان کی مجرد تمنی پر نجات نہ ہو گی اعتبار اللہ کی طاعت و اتباع شرائع انبیا کا
کا ہے و لہذا یہ کہا مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا يُّجْزَ بِهٖ کقولہ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ کا مروی ہو کہ جب یہ آیت اتری اکثر صحابہ پر شاق گذری ابوبکر صدیق نے کہا اے رسول خدا اب
آپکے فلاح کی کیا صورت ہو ہم سے جو برا کام ہوا ہے ہم کو اس کی سزا ملیگی فرمایا اے ابوبکر اللہ تجھ کو بخشدے کیا تو بیمار نہیں
ہے کیا تجھ کو تکلیف نہیں پہونچتی ہو کیا تجھ کو غم نہیں لگتا ہے کیا تجھ کو آفت نہیں لگتی ہے کہا ہاں فرمایا
مِمَّا تُجْزَوْنَ بِهٖ یعنی یہی جزا ہو اس کی رَوَاهُ اَحْمَدُ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَالْحَاكِمُ دوسرا لفظ مرفوع
مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا يُّجْزَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ اَحْمَدُ ابن عمر نے ابن زبیر کو مصلوب دیکھ کر کہا واللہ میں تو تم کو
قوام و صائم رحم جانتا ہوں مجھ کو امید ہو کہ بعد اس مصیبت کے پھر اللہ تم کو عذاب نہ کریگا پھر ابوبکر صدیق سے حدیث
روایت کی اَخْرَجَهُ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ ایک لفظ میں فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ بھی آیا ہو دوسرا لفظ یہ ہو کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ نے
یہ آیت ابوبکر پر پڑھی انہوں نے کہا ہم میں وہ کون ہو جس نے برا کام نہیں کیا ہم ہر برائی پر جزا دیئے جاوینگے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تو اور تیرے یار مومن سب دنیا میں جزا پالیں گے جب تم اللہ سے ملوگے کوئی گناہ نہ ہوگا دوسرے
لیے یہاں وہاں دونو جگہ جزا ملیگی رَوَاهُ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عطا بن ابی رباح نے کہا جب آیت اتری ابوبکر نے کہا اے
خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت تو پشت شکن آئی ہو فرمایا اِنَّمَا هُوَ الْمُصِيْبَاتُ فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ ابن مردویہ
کا لفظ یہ ہو ابوبکر نے کہا آیت تو بہت سخت ہو فرمایا مصائب امراض و احزان دنیا میں جزا ہیں دوسرا لفظ یہ
ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ کُلُّ مَا نَعْمَلُ نُؤَاخَذُ بِهٖ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلَيْسَ يُصِيْبُكَ كَذَا وَكَذَا فَهُوَ
كَفَّارَةٌ عائشہ کا لفظ یہ ہے کہ ایک آدمی نے اس آیت کو پڑھکر کہا کہ جب ہم کو ہر عمل پر سزا ملی تو ہم ہلاک
یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی فرمایا نَعَمْ يُجْزٰى بِهِ الْمُؤْمِنُ فِي الدُّنْيَا فِيْ نَفْسِهٖ فِيْ جَسَدِهٖ
فِيْمَا يُؤْذِيْهِ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عائشہ نے کہا اے رسول خدا میں جانتی ہوں سخت تر آیت کو
میں فرمایا کیا ہے کہا مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا يُّجْزَ بِهٖ فرمایا هُوَ مَا يُصِيْبُ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ حَتَّى النَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا
رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ ابن مردویہ کا لفظ عائشہ سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت پر فرمایا
اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِي الْقَبْضِ عِنْدَ الْمَوْتِ مجاہد نے عائشہ سے مرفوعا روایت کیا ہو کہ جب
کے گناہ زیادہ ہوتے ہیں اور کوئی چیز کفارہ اس کی نہیں ہوتی تو اللہ اس کو مبتلائے حزن کرتا ہو تاکہ ان گناہوں
کا کفارہ ہو جاوے ابوہریرہ کہتے ہیں جب یہ آیت اتری مسلمانوں پر شاق گذری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا فَاِنَّ فِیْ کُلِّ مَا یُصَابُ بِهِ الْمُسْلِمُ کَفَّارَةٌ حَتّٰی الشَّوْکَةِ یُشَاکُهَا وَالنَّکْبَةِ یُنْکَبُهَا
رَوَاهُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَاَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ دوسرا لفظ ابو ہریرہ کا یہ ہے جب یہ آیت
اتری ہم نے کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت نے تو کچھ باقی نہ چھوڑا فرمایا قسم ہے اللہ کی آیت اسی طرح
ہے جیسے اتری لیکن تم خوش رہو مقاربت و سداد کرو کہ تم میں کسی ایک کو کوئی مصیبت دنیا میں نہیں پہونچتی ہے مگر اس
سے اللہ تعالیٰ کفارہ خطیئات کرتا ہے یہاں تک کہ جو کانٹا کسی پاؤں میں گڑتا ہے رواہ ابن سعید نے حدیث ابو سعید وابو ہریرہ
میں مرفوعاً آیا ہے نہیں پہونچتا مسلمان کو کوئی نصب وصب یا غم یا حزن یہاں تک کہ ہم جو فکرمند کرتا ہے اس کو مگر
کفارہ کرتا ہے اللہ ان سے سیئات کا اخرجاہ ابو سعید رضی نے کہا ایک آدمی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یہ
بیماریاں جو ہم کو ہوتی ہیں ان میں ہمارا کیا فائدہ ہے فرمایا کفارات ہیں رواہ المسلم ابن عباس نے کہا حضرت صلی اللہ
علیہ السلام سے پوچھا مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ فرمایا ہاں جو کوئی ایک نیکی کرتا ہے وہ دس گنی ہوتی ہے ہلاک ہوتا
ہے جس کو ایک دس پر غالب آجاوے رواہ ابن مردویہ حسن نے کہا مراد یُجْزَ بِهٖ سے کافر ہے پھر آیت پڑھی وَهَلْ
نُجٰزِیْٓ اِلَّا الْکَفُوْرَ ابن عباس سعید بن جبیر نے بھی تفسیر سوء کی اس جگہ شرک کی ہے **ف** یہ جو فرمایا کہ نہ پاوے گا
سوا اللہ کے کوئی ولی و نصیر سو ابن عباس نے کہا لیکن اگر توبہ کرے گا تو اللہ قبول کرے گا مگر صحیح یہ ہے کہ یہ عام ہے سب اعمال
میں بدلیل احادیث متعددہ اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے پھر جب اللہ نے جزاء سیئات کا ذکر کیا کہ مستحق سوء ہے
ضرور ہی مواخذہ ہوگا دنیا میں اور یہی اجود ہے یا آخرت میں تو یہ قبول اعمال صالحہ کا ذکر فرمایا کہ بشرط ایمان
ان کو اجر ملے گا مرد ہوں یا عورت سو یہ اللہ کا احسان کرم رحمت ہے مراد تسلیم وجہ سے اس جگہ اخلاص عمل ہے یعنی
عمل کیا براہ ایمان واحتساب اور اس عمل میں محسن تھا یعنے متبع ہدی دین حق تھا کیونکہ بدون ان دو شرط کے
کسی عامل کا عمل صحیح نہیں ہوتا ہے عمل کا خالص وصواب ہونا شرط ہے خالص یہ کہ محض اللہ ہی کے لیے ہو صواب یہ
کہ مطابق سنت مطہرہ کے ہو سو ظاہر تو یوں درست ہوا کہ اتباع شریعت کیا باطن یوں درست ہوا کہ اخلاص
سے عمل کیا جس عمل میں ایک شرط بھی ان میں سے مفقود ہوگی وہ فاسد ہو جاوے گا فقط اخلاص سے منافق ریاکار
ہو نکلا وہ لوگوں کے دکھانے سنانے کو عمل کرتا ہے فقط متابعت سے گمراہ جاہل متبع ہوگا اور اگر دونوں شرطیں جمع ہوں
تو عمل پھر ان لوگوں کا سا ہوگا جن کے اعمال حسنہ کو اللہ قبول کرتا ہے ان کی سیئات سے درگذر فرماتا ہے اسی لیے
اللہ نے کہا ہے ملت ابراہیم حنیف کا اتباع کر اس امت کا ایسا ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پیروی
کما قال اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ الْاٰیَةَ وقال تعالیٰ ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ

۱۵ [illegible marginal note]

مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ حنیف وہ ہے جو شرک سے الگ ہو تمام جانب سے منہ پھیر کر
صرف جانب حق پر بالکل کر لی رکھنے والا کسی اور جانب کو کوئی چیز ہو اس کو توحید خالص سے پہیر سکے پیغمبر نے ابراہیم
کو دوست بنایا اس مین ترغیب ہی اتباع ابراہیم پر اس لیے کہ وہ امام متقی تہے نہایت درجہ تقرب بارگاہ کو پہونچ کر
منتہی ہو گئی خلت تک جو ارفع مقامات محبت ہے یہ تبیان کو اسی لیے لایا کہ انہون نے کثرت سے اطاعت کی تہی رب کی جیسی
انکا وصف فرمایا ہے وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى بہت سے علماء سلف نے کہا ہے یعنی قائم ہوئے وہ ساتھ جمیع امرات کے ہر تمام
مین مقامات عبادت کے ان کو کوئی امر جلیل کسی امر حقیر سے اور کوئی کبیر کسی امر صغیر سے مشغول نہ کرتا تہا قال اللہ تعالیٰ
وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ وقال تعالیٰ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَّلَمْ يَكُ
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ الآية والآية بعد اسعاد جبریل کو گئے نماز صبح مین انہون نے یہ آیت پڑہی وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ
خَلِيْلًا ایک آدمی نے قوم مین سے کہا لَقَدْ قَرَّتْ عَيْنُ اُمِّ اِبْرٰهِيْمَ خلیل اسی لیے لقب ہوا کہ اللہ سے نہایت درجہ محبت
رکہتے تہے اللہ کی دوستی ان کی رگ رگ مین گہس گئی تہی اپنے رب کی ایسی اطاعت کی جو اس کو پسند آئی صحیحین مین
ابو سعید خدری سے آیا ہے کہ آخر خطبہ مین حضرت نے پڑہا اما بعد اے لوگو اگر مین کسی کو اہل زمین سے اپنا خلیل ٹہیراتا تو ابو بکر
ابی قحافہ کو خلیل کرتا لیکن تمہارا صاحب خلیل اللہ ہے ابن مسعود کا لفظ یہ ہے کہ اللہ نے مجہ کو اپنا خلیل کیا ہے جس طرح
ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کیا تہا ابن عباس نے کہا کیا تم کو تعجب آتا ہے اس بات سے کہ خلت واسطے ابراہیم کے ہوا اور کلام واسطے
موسیٰ کے اور رویت واسطے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رواہ الحاکم اسی طرح بہت سے صحابہ وتابعین وائمہ سلف سے بہی
مروی ہے عبید بن عمیر نے کہا ابراہیم لوگون کی مہمانی کرتے تہے ایک دن باہر نکلے کہ مہمان تلاش کرین کسی کو نہ پایا جس کو
مہمان کرتے گہر مین لوٹے ایک آدمی کو کہڑا دیکہا کہا اے بندہ خدا تم میرے گہر مین بغیر میرے اذن کے کس طرح
آ گئے کہا باذن رب الدار آیا ہون پوچہا تم کون ہو کہا مین ملک الموت ہون اللہ نے مجہ کو پاس ایک اپنے بندہ کے
بہیجا ہے کہ مین اس کو بشارت دون کہ اللہ نے اس کو اپنا خلیل بنایا ہے کہا وہ کون شخص ہے واللہ اگر تم مجہ کو بتاؤ
اور وہ شخص اقصے بلاد مین ہو تو مین اس کے پاس جاؤن اس کا ہمسایہ بنون جب تک کہ موت ہمارے درمیان جدائی
ڈالے کہا وہ بندہ تو ہی ہے کہا مین کہا ہان کہا مجہ کو کس سبب سے خلیل کیا ہے کہا اس لیے کہ تم لوگون کو دیتے ہو ان سے
سوال نہین کرتے رواہ ابن ابی حاتم اسحاق بن یسار کہتے ہین جب اللہ نے ابراہیم کو خلیل کیا تو ان کے دل مین ڈر
بیٹہ گیا یہانتک کہ خفقان ان کے دل کا دور سے سنائی دیتا تہا جس طرح پرندون کی آواز ہوا مین سنائی
دیتی ہے اسی طرح صفت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا ہے کہ سینہ مبارک سے شل دیگ کے آواز جوش کی

ہونگی تھی جب کہ روگو کا غلبہ ہوتا تھا یا ارشاد کیا اللہ کا ہے جو کچھ آسمانون مین اور زمین مین ہے اُسکا یہ معنا کہ سب
چیز اُسی کی ملک ہے مملوک و مخلوق ہے اُسی کا تصرف ہے سب مین کوئی اُسکے حکم کو پھیر نہین سکتا نہ اُس مین دخل کر سکتا
ہے اُسکی وہ عظمت و قدرت و عدل و حکمت و لطف و رحمت ہے کہ اُس کے فعل سے کوئی سوال نہین کر سکتا اُسکا علم ساری
کائنات کو محیط ہے کوئی مخفی اُس پر مخفی نہین ذرہ برابر بلکہ اُس سے بھی کم کوئی امر سارے آسمانون و زمین کا اُسکے
علم سے غائب نہین ایک ایک جزو لا یتجزی کی اُسکو خبر ہے فتح البیان مین تقریر اس آیت باب کی یون کی ہے
کہ دخول جنت یا فضل یا قرب یا کوئی سا بھی امر نہ تمہاری تمنا سے ہو نہ اہل کتاب کی تمنا سے بلکہ جو کچھ ہوتا ہے وہ ایمان
و عمل صالح سے ہوتا ہے سو بھی اللہ کے فضل و کرم سے نہ عامل کے عمل سے پھر عمل صالح مین قید ایمان کی لگائی ہے کہ
اگر وہ مومن ہے تو جنت ملیگی و الا فلا پھر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا کہ اتباع ملت ابراہیم کرو خصوصیت ابراہیم
کی اس لیے فرمائی کہ سارے یہود و نصاریٰ وغیرہما کا اُن کی تعظیم پر اتفاق ہے اللہ نے اُن کو اپنا خاص الخاص بندہ اور
دوست جانی بنایا تھا تو اُن کی راہ سب راہون سے زیادہ بہتر ہے وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ
فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ
وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ
عَلِيمًا ۝ تجھ سے رخصت مانگتے ہین عورتون کی تو کہہ اللہ تم کو رخصت دیتا ہے اُن کی اور وہ جو تم کو سناتے ہین
کتاب مین سو حکم ہے یتیم عورتون کا جن کو تم نہین دیتے جو اُن کا مقرر ہے اور چاہتے ہو کہ اُن کو نکاح مین لاؤ اور بے بس
لڑکون کا اور یہ کہ قائم رہو یتیمون کے حق مین انصاف پر اور جو کرو گے بھلائی سو وہ اللہ کو معلوم ہے ف اس سورہ کے
اول مین تقید تھا یتیم کے حق کا اور فرمایا تھا لڑکی یتیم جس کا ولی نہین مگر چچا کا بیٹا اگر جانے کہ مین اُسکا حق ادا نہ
کر سکونگا تو آپ اُسکو نکاح مین نہ لاوے کسی اور کو دے کہ آپ اُس کا حامی رہے تو مسلمانون نے ایسی عورتون کو نکاح
مین لانا موقوف کیا پھر دیکھا کہ بعضی جگہ لڑکی کے حق مین بہتر ہے کہ اپنا والی ہی نکاح مین لاوے جو وہ اُس کی
خاطر کریگا غیر نہ کریگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت مانگی اُس پر یہ آیت اتری رخصت ملی اور فرمایا کہ
جو کچھ پہلے مین منع سنا تھا سو جب ہے کہ اُن کا حق پورا نہ دو اور یتیم کے حق کی تاکید تھی اور جو بھلائی کیا چاہو
تو رخصت ہے انتہیٰ بخاری مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا ہے کہ کسی شخص کے پاس جاریہ یتیمہ ہوتی اور یہ اُس کا
ولی وارث ہوتا وہ اُسکو اپنے مال مین شریک کر لیتی یہ اُس سے نکاح کرنا چاہتا دوسرے سے بیاہنا نہ چاہتا کہ وہ
اُس کے مال مین شریک ہو جاوے گا تو اُس کو روک رکھتا ایسا ہی مسلم مین آیا ہے مطلب یہ ہے کہ جب کسی

شخص کے پاس کوئی لڑکی یتیمہ ہو اُس کی طرف رغبت بھی ہو تو اُس کو اُس سے بیاہ کرنا درست ہے اس صورت میں
مہر مثل دے اگر آپ اُس سے بیاہ نہ کرے تو پھر کسی دوسری عورت سے اپنا بیاہ کر لے اللہ نے وسعت رکھی ہے یہ معنی ہیں
پہلی آیت کے جو اول سورت میں گذر چکی ہے پھر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُس کو اس یتیمہ میں رغبت نہیں ہوتی ہے اس لئے کہ
وہ اُس کو بُری لگتی ہے یا حقیقت میں بُری ہے تو اس صورت میں اللہ نے نہی فرمائی ہے اس سے کہ اُن کو نکاح سے
روکا جاوے اس خوف سے کہ اُس کا شوہر اُس مال میں جو درمیان اُس کے اور اس یتیمہ کے ہے شریک ہو جاوے گا جس طرح
ابن عباسؓ نے کہا کہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ کسی مرد کے پاس یتیمہ ہوتی وہ اُس پر کپڑا ڈال دیتا پھر کسی کا مقدور
نہ ہوتا کہ اُس سے بیاہ کرے اگر خوبصورت ہوتی اور اُس کو چاہتا تو آپ بیاہ کر کے اُس کا مال کھاتا اور اگر بدصورت ہوتی
تو ہمیشہ بے بیاہ رکھتا یہاں تک کہ مر جاوے جب مر جاتی تو اُس کا وارث بنتا اللہ نے اس کام کو حرام کیا اور منع فرمایا
ولدان کے یہ معنی ہیں کہ جاہلیت میں صغار و بنات کو وارث نہ کرتے تھے اللہ نے اُس سے نہی کی ہر حقدار کا حق مقرر فرما دیا
مرد کو دوہرا حصہ ہے بڑا ہو یا چھوٹا قسط سے یہ مراد ہے کہ جس طرح جمیلہ و مالدار سے تو نکاح کرتا ہے اسی طرح اگر جمیلہ و مالدار
نہ ہو تب بھی اُس سے نکاح کر کر انصاف حق میں یتامی کے بھی ہے اس کہنے میں کہ اللہ جانتا ہے برانگیختہ کرنا ہے فعل
خیرات و امتثال امر پر کیونکہ جس کو علم ہے وہ جزا بھی ہر فعل کی پوری پوری دے گا انتہی ف فتح البیان کا لفظ
یہ ہے کہ استفتاء بمعنی طلب فتویٰ ہے یعنی عالم سے کسی بات کا سوال کرنا کتاب سے مراد قرآن ہے یا لوح محفوظ غرض یہ کہ عدل و
انصاف کرنا حقوق یتامی میں عظیم امور سے ہے نزدیک اللہ کے اس کی رعایت واجب ہے جو کوئی اس میں مخل ہوتا ہے وہ
ظالم ہے ما کتب لہن سے مراد میراث ہے یا مہر وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا
اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا [illegible]
[illegible] فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ [illegible]
[illegible] اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝ اگر ایک عورت ڈرے اپنے خاوند کے [illegible]
[illegible] جانے سے تو گناہ نہیں دونوں پر کہ کر لیں آپس میں کچھ صلح صلح خوب چیز ہے اور جیوں کے سامنے [illegible]
[illegible] کرو اور پرہیزگاری تو اللہ کو تمہارے سب کام کی خبر ہے تم ہرگز برابر نہ رکھ سکو گے عورتوں کو اگرچہ اس کا شوق کرو
[illegible] سو نرے پھر بھی نہ جاؤ کہ ڈال رکھو ایک کو جیسے ادھر میں لٹکتی اور اگر سنوارتے رہو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ ہے بخشنے والا
[illegible] مہربان اور اگر دونوں جدے ہو جاویں تو اللہ ہر ایک کو بے پروا کرے گا اپنی کشائش سے اور اللہ ہے کشائش والا حکمت والا ف [illegible]

مرد کا مال مہر وغیرہ اور عورت اس کی خوشی کرنے کو اپنا حق کچھ چھوڑ دے تو روا ہے کیونکہ مال ہر ایک کو عزیز لگتا ہے البتہ
اس میں مرد راضی ہو جاتا کہ انسان کی طبیعت میں مال کی حرص ہے اور ایک عورت سے زیادہ منہ نہ موڑنا چاہیے کہ تم متعدد کچھ چاہو اگر
بعد اس کے احسان بخشو تو اللہ ہے اور لوٹ پھر میں تنگی ہے یہ کہ اس کو آرام سے رکھو نہ چھوڑ دو کہ اور کسی سے نکاح کر سکتے ف اللہ
کہا اس آیت میں خبر دی ہے حال سے میاں بی بی کے کہ کبھی مرد عورت سے نفور ہوتا ہے کبھی متفق کبھی عورت سے جدائی
چاہتا ہے پہلی صورت یہ ہے کہ عورت شوہر کی نفرت و اعراض سے ڈر کر اس حالت میں وہ سارا یا بعض حق اپنا نفقہ و
کسوت و شب باشی وغیرہ کا چھوڑ سکتی ہے شوہر اس بات کو مان لے اس میں عورت پر کچھ حرج ہے کہ اس نے اپنا حق دیدیا
نہ مرد پر کہ اس نے اس بات کو قبول کر لیا اسی لیے اللہ نے کہا کہ ان دونوں پر اس صلح میں کچھ گناہ نہیں ہے پھر صلح کو فراق سے
بہتر بتایا کہ صلح و قسمت کی جدائی کرنے سے بہتر ہے اس لیے جب سودہ کی عمر زیادہ ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کا جدا کرنا چاہا تو انہوں نے اس بات پر صلح کر لی کہ ان کو نہ چھوڑیں اپنا دن عائشہ کو دے دیا حضرت نے قبول کر کے
ان کو نہ چھوڑا ابن عباس نے کہا خَشِيَتْ سَوْدَةُ أَنْ يُطَلِّقَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ لَا تُطَلِّقْنِي وَاجْعَلْ يَوْمِي لِعَائِشَةَ فَفَعَلَ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ الخ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
الطَّيَالِسِيُّ ابن عباس کہتے ہیں جس پر دونوں صلح کر لیں جائز ہے وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيبٌ دوسرا
لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ وفات کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نو بیبیاں چھوڑ کر آٹھ میں تقسیم کرتے تھے عائشہ کا لفظ یہ ہے
کہ لَمَّا كَبِرَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لَهَا بِيَوْمِ سَوْدَةَ
رَوَاهُ الشَّيْخَانِ عروہ نے کہا آیت حق میں سودہ کے اتری جب سودہ بوڑھی ہو گئیں ڈریں کہ کہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ان کو چھوڑ دیں اور انہی سبب سے یہ عمل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حضرت عائشہ سے معلوم اور مرتبہ ان کا معلوم تھا اپنا
دن عائشہ کو ہبہ کر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ اس قصہ کو بیہقی و حاکم نے بھی
روایت کیا ہے کہا کہ صحیح الاسناد ہے، قاسم بن ابی بزہ کا لفظ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ کو طلاق کہلا بھیجی وہ
عائشہ کی راہ میں بیٹھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کہا تم کو قسم ہے اس کی جس نے تم پر کتاب بھیجی اور اپنی خلق پر تم کو
چن لیا کہ تم مجھ سے رجعت کر لو میں بوڑھی ہو گئی مجھ کو حاجت مرد کی نہیں رہی لیکن میں چاہتی ہوں کہ قیامت کو تمہاری
بیبیوں میں اٹھوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کر لیا انہوں نے اپنا دن رات عائشہ کو دیا رَوَاهُ أَبُو الْعَبَّاسِ
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّغُولِيُّ فِي أَوَّلِ مُعْجَمِهِ بِسَنَدِهِ وَهٰذَا مُرْسَلٌ غَرِيبٌ عائشہ نے تفسیر آیت میں کہا
ہے یہ کہا مرد کی کوئی عورت سے ہوتی ہے وہ کچھ اس سے زیادہ علاقہ نہیں رکھتا پھر اس کو جدا کرنا چاہتا ہے وہ عورت

کہتی ہے اجعلنی من شانک فی حل یا یہ آیت اس شخص میں آئی ہے رواہ البخاری، دوسرا لفظ یہ ہے کہ یہ آیت حق اس
عورت کے ہے جو پاس مرد کے ہو وہ اس سے ناخوش ہو نہ اس سے اولاد ہو فقط صحبت ہو وہ کہے تو مجھ کو طلاق نہ دے مجھ کو
اختیار ہے الخ، یہ قصہ صحیحین میں ہے رواہ ابن جریر، یہی تفسیر الفاظ عائشہ کا یہ ہے کہ یہ اس مرد کا حال ہے جس کے پاس دو عورتیں ہوں
ایک بوڑھی دوسری حسین وہ اس سے زیادہ واسطہ نہیں رکھتا وہ کہے لَا تُطَلِّقْنِي وَاَنْتَ فِي حِلٍّ مِنْ شَانِي یہ حدیث
صحیحین میں بھی کئی وجہ سے آئی ہے عمر نے کہا مرد کے پاس سن رسیدہ عورت ہو اور وہ جوان عورت سے نکاح کر سکے لیکن اولاد
سے بچنے وہ دونوں صلح کر لیں جائز ہے رواہ ابن جریر بطولہ اسی طرح علی مرتضیٰ نے کہا ہے کہ جب مرد کسی عورت سے
آنکھ پھیرے بسبب اس کی دمامت یا کبرسن یا سوء خلق یا قذر کے اور وہ مرد کی جدائی نہ چاہے تو اس کو چھوڑ دینا
بعض اپنے مہر کا حلال ہے یا اپنا دن بخش دے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے، اسی طرح ابن عباس و عبیدہ سلمانی و مجاہد
و شعبی و سعید بن جبیر و عطاء و عطیہ عوفی و مکحول و حسن و حکم بن عتبہ و قتادہ اور بہت سلف و ائمہ نے بھی کہا ہے
اس میں خلاف کسی کا معلوم نہیں ہے، مراد آیت کی یہی ہے واللہ اعلم ابن المسیب نے کہا دختر محمد بن مسلمہ نزدیک رافع بن خدیج
کے تھی کوئی امر ان کو مکروہ معلوم ہوا کبرسن یا اور کچھ چاہا کہ طلاق دیں اس نے کہا لَا تُطَلِّقْنِي وَاقْسِمْ لِي مَا بَدَا لَكَ
اس پر یہ آیت اتری رواہ الشافعی والحاکم، بیہقی نے ابن مسیب و سلیمان بن یسار سے نقل کیا ہے کہ یہ دو آیتیں حق
میں صلح باہمی شوہر و بانو کے آئی ہیں کہ بصورت نشوز و اعراض جس طرح باہم مصالحت کر لیں وہ درست ہے ابن عباس
نے کہا صلح خیر ہے یعنی زوج مخیر ہے درمیان اقامت و فراق کے ابن کثیر نے کہا ظاہر آیت یہ ہے کہ صلح میاں بی بی کی
بترک بعض حق کے اور قبول کرنا شوہر کا اس کو بہتر ہے مفارقت کلی سے جس طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ کو
جدا نہ کیا بلکہ نوبت پر صلح کر لی یہ اس لیے کیا کہ امت اس امر میں اقتدا کرے کہ یہ فضل ہے اور چونکہ وفاق حبیب تر ہے فراق سے
نزدیک اللہ کے تو فرمایا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ بلکہ طلاق ابغض اشیاء ہے نزدیک اللہ کے اسی سبب سے حدیث ابن عمر میں مرفوعاً
آیا ہے اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ رواہ ابو داؤد پھر فرمایا کہ اگر تم مشقت صبر پر تحمل کرو ان کی مکروہات پر
تکلیف اٹھاؤ اور موافق دستور کے برتاؤ رکھو تو اللہ تم کو اس کی جزا دے گا تم سے یہ نہیں ہو سکے گا کہ تم سب طرح پر
بیبیوں میں برابری کرو گو تقسیم صوری واقع ہو کیونکہ محبت و شہوت و جماع میں ضروری تفاوت پڑے گا یہ قول
ہے ابن عباس و عبیدہ سلمانی و مجاہد و حسن بصری و ضحاک کا ابن ابی ملیکہ نے کہا یہ آیت حق میں حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کے اتری ہے وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ الخ اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم ان کو اور بیبیوں سے زیادہ چاہتے تھے جس طرح حدیث میں آیا ہے کہ عائشہ نے کہا حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم قسم کرتے تھے بیبیان اپنی عورتون کو مساوی پھر فرماتے اللّٰھم ھذا قسمی فیما املک فلا تلمنی
فیما تملک ولا املک یعنی القلب رواہ احمد وھذا لفظ ابی داؤد واسنادہ صحیح لکن فی رفعہ کلام
ف پھر فرمایا کہ جب ایک طرف جھکو تو بالکل جھکو کہ اس دوسری کو لٹکا رکھو کہ نہ خاوند والیون میں نہ مطلقہ
ہے یہی قول ہے ابن عباس مجاہد سعید بن جبیر حسن ضحاک ربیع بن انس سدی مقاتل بن حیان کا حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کی دو عورتین ہون وہ ایک کی طرف ڈھلتا ہے قیامت کو آویگا اور آدھا دھڑ اس کا
ساقط ہوگا رواہ احمد واھل السنن اللّٰھم غفرا پھر فرمایا کہ اگر تم اپنے کام سنوار لو اور عدل سے قسم کرو جس کے
تم مالک ہو اور اللہ سے جمیع احوال میں ڈرو تو اللہ تمہارے جھکنے ڈھلنے کو طرف بعض کے نہ بعض دیگر کے بخش دیگا
اللّٰھم غفرا ف پھر ذکر کیا دوسری صورت کو کہ وہ حالت فراق ہے فرمایا کہ اگر جدا ہو جاویگے تو اللہ دونون کو غنی کر دیگا
مرد کو تو اس عورت سے اور عورت کو بہتر اس مرد سے عوض دیگا اللہ کا فضل بہت بڑا ہے فتح البیان کا لفظ یہ ہے جب اپنے
زوج دوسیکے نشوز سے مراد دوام نشوز ہے یعنے شوہر ہمبستری چھوڑ دے یا نان نفقہ میں کمی کرے یا کسی جمیلہ کی طرف
لگا جاوے یا کسی طرح کا اعراض کرے تو پھر باہم کسی قرارداد پر صلح کر لینا گناہ نہیں نحاس نے کہا نشوز و اعراض
میں یہ فرق ہے کہ نشوز بمعنی تباعد ہے اعراض یہ ہے کہ بات نہ کرے مانوس نہ ہو ظاہر آیت یہ ہے کہ وقت خوف نشوز و
اعراض کے مصالحت جائز ہے کوئی سا نشوز کسی طرح کا اعراض کیون نہ ہو کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص
سبب کا صلح بھی عام ہے کسی طرح ہو خواہ باسقاط نوبت یا باسقاط بعض نفقہ یا بعض مہر بہرحال صلح نری جدائی
یا خصومت یا نشوز یا اعراض سے بہتر ہے آیہ موصوفہ کہا عدل درمیان نساء کی جماع ہے حسن نے کہا حب ہے کسی نے
کہا بات چیت کرنا پاس بیٹھنا دیکھنا متمتع ہونا ہے نہ کرے کہ معلق چھوڑ دے گویا نہ آسمان پر ہے نہ زمین میں معلق
مین لٹکتی ہے ابی بن کعب نے یون پڑھا ہے کالمسجونۃ یعنی نہ رہا ہے کہ دوسرا خاوند کر لے نہ شوہر والی ہے کہ وہ اس پر
احسان کرے پھر دونون کو تسلی دی کہ اگر یہی ٹھہرے کہ جدائی ہو حالانکہ صلح بہتر تھی تو اللہ دونون کو بے نیاز کر دیگا

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا

اللّٰهَ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰي بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا

النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ

ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان زمین میں اور ہم نے کہہ
رکھا ہے پہلی کتاب والون کو اور تم کو کہ ڈرتے رہو اللہ سے اور اگر منکر ہو گے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں اللہ ہے

بے پرواہ سب خوبیون سراہا اللہ کا ہے جو کچھ آسمان و زمین مین ہے اور بس ہے کام بنانے والا اگر چاہے تم کو دور کرے
اے لوگو اور لے آوے اور لوگ اللہ کو یہ قدرت ہے جو کوئی چاہتا ہو انعام دنیا کا سو اسکے یہان ہے انعام دنیا و آخرت کا
اللہ ہے سنتا دیکھتا ف یعنی بار بار بیان فرمایا کہ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین مین ہے پہلی بار کشایش کا بیان ہے دوسری
بار بے پروائی کا اگر تم شکر نہ کرو تیسری بار کارسازی کا اگر تم تقوی کرو تفسیر مظہری میں کہا کہ سب بلکہ شرع پر قائم ہو تو اللہ دنیا
بھی دیوے اور آخرت بھی ابن کثیر کا لفظ یہ ہے کہ اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ ہم مالک آسمان و زمین ہین و دونون مین ہماری ہی حکومت
ہے حکم کیا ور تم سے پہلے سب کو یہی وصیت کی گئی ہے کہ اللہ سے ڈرو اور اسکا کوئی شریک نہ کرو جو اگر نہ مانو گے تو سمجھ لو کہ آسمان
زمین سب ہمارا ہے کما قال اخبارا عن موسی انہ قال لقومہ اِن تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ
لغنی حمید ہ وقال فکفروا وتولوا واستغنی اللہ واللہ غنی حمید ہ یعنی غنی ہے سب عباد سے محمود
ہے جمیع مقدرات و مشروعات مین وکیل وہ ہے جو ہر نفس کے کسب پر قائم ہو ہر شے کا نگہبان ہو اللہ کو یہ قدرت
بھی ہے کہ تم کو لیجاوے تمہارے عوض اور ون کو لا دیوے کما قال وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم
لا یکونوا امثالکم بعض سلف نے کہا ہے بندے جب اللہ کا حکم ضائع کرین تو بہت ہی خوار ہین اللہ پر قال تعالی
ان یشا یذھبکم ویات بخلق جدید وما ذلک علی اللہ بعزیز یعنی بدل دینا کچھ مشکل بات نہین ہے
اللہ پر بہت آسان و سہل ہے جس کی ہمت نہین مگر یہی دنیا اس کو جان لینا چاہیے کہ اللہ کے پاس دنیا و آخرت
دونون کا ثواب ہے جب بندہ سوال کرے اور وہ مانگیگا تو وہ دونون جگہ ثواب دے سکتا ہے بے پروا کردیگا ہر چیز سے دنیا پر رہ جانا
کم سہی ہے کما قال تعالی فمن الناس من یقول ربنا اتنا فی الدنیا وما لہ فی الاخرۃ من خلاق ومنھم
من یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اولئک لھم نصیب
مما کسبوا الایۃ وقال تعالی من کان یرید حرث الاخرۃ نزد لہ فی حرثہ وقال تعالی من کان
یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید الی قولہ انظر کیف فضلنا بعضھم علی بعض الایۃ
ابن جریر نے کہا اس آیت کے یہ معنی ہین کہ جو کوئی منافقون مین سے اظہار ایمان کا کرتا ہے تاکہ دنیا ملے تو اسکو نزدیک دنیا کا
ثواب موجود ہے یعنی وہ غنیمت جو حاصل ہوتی ہے اور یہی آخرت اسکا ثواب ان کو لیے وہ عقوبت ہے جو نار جہنم مین ذخیرہ کر رکھی
ہے گویا یہ آیت مثل اس آیت شریف کے ہے من کان یرید الحیوۃ الدنیا وزینتھا الی قولہ وباطل ما کانوا
یعملون ہ اس مین شک نہین کہ معنی اس آیت کے ظاہر ہین یہی تفسیر آیت اولی کی اس طرح پر سو اس مین نظر ہے
اس لیے کہ لفظ فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ ظاہر ہے حصول خیر دنیا و آخرت مین یعنی اللہ کے ہاتھ مین

سو دنیا مین بھلائی اور آخرت مین خرچ چاہا ہم کو دوزخ کے عذاب سے یہ لوگ ان ہی کو ہے حصہ اپنی کمائی سے ١٢

یہ بہی ہو وہ بہی ہے سو کوئی قاصر الہمت اقتصار فقط دنیا پر نہ کرے بلکہ یون چاہیے کہ ہمت اُس کی طرف
نیل مطالب عالیہ دارین کی سامی ہو کیونکہ اس سب کا مرجع اُسی کی طرف ہے جس کے ہاتھ مین نفع و ضرر ہے وہ
شخص اللہ پاک ہے جسنے سعادت و شقاوت کو درمیان لوگون کے دنیا و آخرت تقسیم کیا ہے جسکو جس چیز کا مستحق
دیکہا وہ اُسکو دی سب کے درمیان مین عدل کیا انصاف فرمایا اسی لیے یہ کہا کہ اللہ سمیع بصیر ہے اھ شیخ نے فتح البیان مین کہا
کہ اگلون سے مراد یہود و نصاریٰ و اصحاب کتب قدیمہ ہین ان سب کو حکم تہا کہ تقوی کرین گویا اللہ سے ڈرنا ایک
پرانی شریعت ہے کہ سارے امم سابقہ کو زبان رسل پر اللہ نے یہی وصیت کی تہی اور واسع مراد یہ ہے کہ دوسرے بغیر
عوض تمہارے آوین یا کوئی اور ہی مخلوق سوا تمہارے بجاے تمہارے لائی جاوے جو تم سے بہتر ہو کیونکہ اللہ کو جمیع اشیا
پر قدرت کاملہ حاصل ہے وہ ہمیشہ موصوف ہے ساتہ اس صفت کے پہر جو کوئی اپنے عمل سے طالب دنیا ہے جیسے مجاہد کہ
طالب غنیمت ہو نہ طالب اجر تو وہ کیون دنی ثواب پر اقتصار کرتا ہے کیون نہین اللہ سے دنیا و آخرت دونو کا اجر و ثواب
مانگتا ہے ظاہر آیت عموم ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ
أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا
الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ اے ایمان والو قائم
رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کی طرف اگرچہ نقصان ہو اپنا یا ماں باپ کا یا قرابت والون کا اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج
ہے تو اللہ اُن کا خیر خواہ ہے تم سے زیادہ سو تم جی کی چاہ نہ مانو انصاف مین کرو برابر سمجہا کرو اگر تم زبان ملو گے یا بچا جاؤگے
تو اللہ تمہارے کام سے واقف ہے ف یعنی گواہی مین آسودہ حال کی خاطر نہ کرو محتاج پہ ترس کہاؤ قرابت نہ
دیکہو حق ہو سو کہو اگر سچ کہا پر ملی زبان سے کہ سننے کو شبہ پڑا یا تمام قصہ نہ کہا کچہہ بات کام کی رکہ لی یہ بہی گناہ
مین داخل ہے الحکم اپنے مومن بندون کو حکم دیا کہ قائم بانصاف و عدل رہا کرین یعنی جہکین نہ اللہ کی راہ مین خوف
ملامت کا نہ کرین کوئی صارف اُن کو نہ پہیرے بلکہ متعاون متساعد متعاضد متناصر ہون گواہی بہی
سچی اللہ کی رضا کے لیے دیا کرین کہ ایسی شہادت صحیح حق خالی تحریف تبدیل کتمان سے ہوتی ہے گو ضرر اُس کا
اپنی جان پر کیون نہ آوے بات حق کہو گو نقصان حاصل ہو اس لیے کہ جو کوئی اللہ کی اطاعت کرتا ہے اللہ
اُسکے لیے کشایش و مخرج نکال دیتا ہے ہر امر ضیق سے حق حاکم ہے ہر کسی پر اگرچہ گواہی مین ماں باپ پہ یا عزیز و اقربا
کو ضرر پہونچتا ہو سے خاطر کو حق ہی کہنا چاہیے نہ دے کے غنی کی رعایت کرجانے فقیر پہ ترس
کہا جانے کیونکہ اللہ ان دونون کا والی ہے وہی خوب جانتا ہے ان کی اصلاح کس امر مین ہے پہر فرمایا کہ مین

ہوسے محبت و بغض لوگون کا تم کو زنہار کام نہیں ہے بلکہ تم تو عدل ہی کو ہر حال مین لازم پکڑے رہو کما
قال تعالیٰ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى عبد اللہ بن رواحہ کو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس اہل خیبر کے بھیجا تہا کہ ان کے پہل درکہیتی کا اندازہ کرین اونہون نے ان کو
رشوت دینا چاہا تا کہ نرمی کرجاوین اونہون نے کہا واللہ مین پاس تمہارے ایسے شخص کے نزدیک سے آیا ہون سب
خلق سے زیادہ مجہ کو محبوب ہے اور تم مجہ کو بندر و سور سے بہی زیادہ مبغوض ہو سو اون کی محبت اور تمہارا بغض دونو
مجہ کو اس پر باعث و حامل نہین ہین کہ میں درمیان تمہارے عدل نہ کرون وہ کہنے لگے بہذا قامت السموات
والارض یعنے سچ ہے زمین و آسمان بدولت اسی عدل کے قائم ہین مجاہد وغیرہ سلف نے کہا ہر کہ لی کے معنے
ہین تحریف و تعمد کذب یعنے زبان پہیر کر بات بگاڑ دینا اس طرح کی گواہی ادا کرنا قال تعالیٰ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا
يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ اعراض سے مراد کتمان و ترک شہادت ہے قال تعالیٰ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ
حدیث مین آیا ہے بہترین شہدا وہ ہین جو قبل سوال کے شہادت دیتے ہین اسی لیے اللہ نے یہ وعید سنائی کہ
ہم کو تمہارے عمل کی خبر ہے ہم تم کو سزا دینگے فتح البیان مین کہا ہے قسط بمعنے عدل ہے عادل وہ ہے جو سب امور
مین انصاف کرے ایک دو بار عدل کرنے سے حقیقت مین قائم بالقسط نہین ہوتا ہے شہداء جمع ہے شہید
کی یا شاہد کی خلاف قیاس یہ آیت شامل ہے قاضی و شہود کو سو شہود کو شامل ہونا تو ظاہر ہے قاضی کو
اس طرح پر شامل ہے کہ وہ احد الخصمین سے کج لسان یا اعراض کرے کسی نے کہا خاص ہے ساتہ شہود کے
مگر عموم اولیٰ ہے ابن عباس نے کہا اللہ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ سچ بات بولین گو ان کو یا ان کے
والدین و اقارب ابناء پر ضرر اس کا عائد ہو کسی غنی کے غنا سے ہیبت نہ کہا وین نہ کسی مسکین کی مسکنت پہ
رحم کرین يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ
الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ
ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اتاری
ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تہی پہلے اور جو کوئی یقین نہ رکہے اللہ پر اور اس کے فرشتون پر اور
کتابون پر اور رسولون پر اور پچہلے دن پر وہ دور پڑا بہول کر ف ایمان والے فرمایا ہے ان کو جو ظاہر مین
مسلمان ہین سو ان کو تنبیہ ہے کہ جب تک دل سے یقین نہ لاوین ان سب چیزون کا تو خدا کے یہان مسلمان نہین ہین یا حقیقی
مومنون کو حکم ہوا کہ جمیع شرائع ایمان مین داخل ہون یعنی جو شعار کان ... عالم ایمان ہین سب کو مانین گو دل سے کہا

عہ یعنی قوم کی دشمنی سے باعث عدل نہ چھوڑو عدل اس لحاظ سے کہ تقویٰ کے نزدیک ہے "
عہ ایک لگی ہو زبان ... "

تفصیل حاصل ہے نہیں ہے بلکہ باب تفعیل کامل سے ہے اور تعریف تثبیت ثبات ہے ایمان پر جس طرح ہر مسلمان ہر نماز میں کہتا
ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ یعنی ہم کو راہ سیدھی کہا یعنی زیادہ کر ثابت قدم رکھ اسی طرح اس جگہ کہا کہ
اللہ رسول پر ایمان لاؤ کما قال تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وآمنوا برسولہ کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اگلی کتابوں سے
کتب متقدمہ ہیں قرآن کے حق میں نزل باب تفعیل سے فرمایا اس لیے کہ متفرق نجم نجم پارہ پارہ وقائع کے بحسب احتیاج عباد بطرف
معاش و معاد اترا ہے کتب متقدمہ کے حق میں صیغہ انزل فرمایا اس لیے کہ وہ ایک ہی بار اتری ہیں ضلال بعید سے مراد
یہ ہے کہ راہ ہدایت سے گمراہ ہو گیا اور حق سے بہت دور جا پڑا آمنوا ایمان کا لفظ ہے کہ آیت باب حق میں منافقوں کے
اتری ہے ان کو حکم کیا ہے اخلاص کا کسی نے کہا حق میں مشرکوں کے آئی ہے یعنی تم جو لات و عزی پر ایمان لائے ہو
سو اب اللہ و رسول پر ایمان لاؤ یہ دو نو قول ضعیف ہیں پھر فرمایا کہ جو کوئی کسی ایک چیز کا بھی کفر کرے گا اللہ و
ملائکہ وغیرہم سے وہ سخت گمراہ ہے ضحاک نے کہا مراد اہل کتاب ہیں ان سے توریت و انجیل میں عہد لیا گیا تھا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لائیں انہوں نے اس کا اقرار کر لیا تھا کہ ہاں ہم ایمان لائیں گے مگر جب
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور قرآن اترا تو کوئی تابع ہوا اور کوئی منکر رہا اِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا

ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۝ بَشِّرِ
الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ
عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ
يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ

إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۝ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر منکر ہوئے پھر مسلمان
ہوئے پھر منکر ہوئے پھر بڑھتے رہے انکار میں اللہ ان کو بخشنے والا نہیں اور نہ ان کو دیوے راہ خوشی سنا منافقوں کو کہ
ان کو ہے دکھ کی مار وہ جو پکڑتے ہیں کافروں کو رفیق مسلمان چھوڑ کر کیا ڈھونڈتے ہیں ان کے پاس عزت سو
عزت اللہ کی ہے ساری اور حکم اتار چکا تم پر کتاب میں کہ جب سنو اللہ کی آیتوں پر انکار ہوتے اور ہنسی ہوتے تو نہ
بیٹھو ان کے ساتھ جب تک وہ نہ مشغول ہوں اور بات میں اس کے سوائے نہیں تو تم بھی ان کی برابر ہوئے اللہ اکٹھا کرے گا
منافقوں کو اور کافروں کو دوزخ میں ایک جگہ ف یعنی ظاہر میں مسلمان ہے اور دل سے منکر تو اگر آخر کو یقین
مرے تو کافر رہے ہیں ان کو بخشش نہیں اور ظاہر کی مسلمانی سے وہاں کام نہ آوے گی جو شخص کسی مجلس میں طعن دین کے سنے
پھر ان میں بیٹھا رہے گو آپ نہ کہے وہ بھی منافق ہے پہلی آیت باب میں ذکر کیا اس کا حکم بیان میں فضل جاہ پر گیا

پھر ایمان لایا پھر رجوع کیا پھر اسی گمراہی پر مستمر رہا یہان تک کہ کفر پر مر گیا سو جب ہو چکے تو یہ نہین ہو سکتا ہے کہ
ایسے شخص کو اللہ بخشتا ہو نہ اُسکے لیے کوئی راہ کشایش و ہدایت کی نکالتا ہو ابن عباسؓ نے کہا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا یعنے
تمادوا على كفرهم حتى ماتوا یہی قول مجاہد کا ہے علی مرتضیٰؓ نے کہا مرتد سے تین بار توبہ طلب کرین پھر یہ آیت
پڑھی اللہ نے ایک عادت منافقون کی یہ بیان کی کہ وہ کافرون کے یار دوستدار تھے ہو رہے مسلمانون کی یعنے
حقیقت مین در پردہ اُن کے ساتھ ہین جب اُن سے اکیلے ملتے ہین کہتے ہین کہ ہم تو تمہارے ہمراہ ہین مسلمانون سے ہنسی ٹھٹھا
دل لگی کرتے ہین اظہار موافقت مین اللہ نے اُن پر اس حال کا انکار کیا فرمایا اُن کے پاس عزت تلاش کرتے ہین نہین
جانتے کہ ساری عزت اللہ کے پاس ہے وحدہ لا شریک لہ دوسری آیت مین فرمایا تھا مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ
جَمِيعًا وقال تعالى وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ مقصود اس سے برانگیختہ کرنا
ہے اس بات پر کہ طلب عزت جناب رب تعالیٰ سے چاہیے اُس کی عبادت پر متوجہ ہو جملہ عباد مومنین مین منتظم ہو اور یہ جو امام نے لکھا
حضرت نے فرمایا ہے مَنِ انْتَسَبَ إِلَى تِسْعَةِ آبَاءٍ كُفَّارٍ يُرِيدُ بِهِمْ عِزًّا وَفَخْرًا فَهُوَ عَاشِرُهُمْ فِي النَّارِ رواہ
احمد وتفرد بہ یعنے جس نے نو پشت کفار سے اپنا نسب ملایا عزت و فخر کے لیے تو وہ دسوان اُنکا ہے جہنم مین پھر فرمایا
جو ایسی مجلس مین بیٹھا ہے جہان اللہ کی آیتون پر ہنسی دل لگی ہوتی ہے تو وہ شریک ہے اُنکا بلکہ مثل اُنکے ہے گناہ مین
حدیث مین آیا ہے جو ایمان رکھتا ہو اللہ و یوم آخر پر وہ نہ بیٹھے اُس دسترخوان پر جس پر دور خمر ہوتا ہے اور جس نہی کا حوالہ
اس آیت مین ہے وہ سورۂ انعام مین ہے وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ مقاتل بن حیان
نے کہا یہ آیت ناسخ ہے آیہ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ کی بقولہ وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَلَكِنْ
ذِكْرَى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ پھر اللہ نے منافقون کافرون کا جمع ہونا جہنم مین ذکر کیا یعنی جس طرح وہ شرک و کفر مین شریک تھے
اسی طرح خلود نار مین بھی شریک ہونگے در عقوبت و نکال و قیود و اغلال و شرب حمیم و غسلین مین یکجا جمع کیے جاوینگے
فتح البیان مین تفسیر آیت باب یون لکھی ہے کہ مراد تکرار ایمان و کفر سے یہ ہے کہ وہ متلاعب ہین ساتھ دین کے نہ ان کی نیت
صحیح نہ ان کا قصد خالص بعض نے کہا مراد یہود ہین پہلے موسیٰ و تورات پر ایمان لائے پھر گوسالے کو پوج کر کافر ہو گئے
پھر جب موسیٰ واپس آئے تو پھر مومن ہو گئے پھر عیسیٰ و انجیل کا انکار کیا کافر ہو گئے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا یہ کفر کفر
ہوا مراد ازدیاد کفر سے اس جگہ استمرار ہے اس لیے کہ کافر بعد ایمان و اخلاص کے راہ پا سکتا ہے اسلام قاطع
ہر عصیان ما قبل ہے قتادہؒ نے کہا مراد یہود و نصاریٰ ہین یہود تورات پر ایمان لا کر منکر ہو گئے نصاریٰ نے
انجیل پر ایمان لا کر پھر گئے پھر کفر مین بڑھے اسطرح کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا آپ نے یہ نہ لکھا

مراد منافقین ہیں جو بار بار ایمان لاتے اور کافر ہوتے ہیں کفر ہی میں بڑھتے گئے کہ کفر ہی پر مرے اس لیے کہ جس شخص نے ایمان و کفر پھر ایمان لانے کو بار بار ہو تو یہ دلیل ہے اس کی کہ اس کے دل میں کچھ وقعت ایمان کی نہیں ہے ایسا شخص سے بعید ہے ایمان کامل صحیح نہیں ہوتا ہے آئندہ یا کفر سے مرتد ہوا، اور لا تعلب ساتھ ایمان کے مرتضیٰ علی نے لکھا ہے ایسے مقلاعب کی توبہ قبول نہیں ہوتی مگر اکثر اہل علم مقبول بتلاتے ہیں لیکن ظاہر قرآن ہمراہ علی کے ہے **ف** اللہ نے عزت جوئی پر پاس کفار کے توبیخ و سرزنش فرمائی کیونکہ جمیع انواع عزت کے مختص بخدا ہیں یہ مقتضی ہے بطلان تعزز کو ساتھ غیر اللہ کے کفار کی عزت بہ نسبت عزت مومنین کے کسی قطار و شمار میں نہ ہو اس لیے کہ عزت والا وہی ہے جس کو اللہ عزت دے ؎ مَنِ اعْتَزَّ بِالْمَوْلٰى فَذَاكَ جَلِيْلٌ ؎ وَمَنْ رَامَ عِزًّا مِنْ سِوَاهُ ذَلِيْلٌ ؎ وَلَوْ اَنَّ لِنَفْسِيْ مُدْبِرًا مَا مَلِيْكُهَا ؎ مَضَىٰ عُمْرُهَا فِيْ عِجْدَةٍ وَتَقْلِيْلٌ کے میں ایک جماعت مسلمین کی پاس مشرکین یہود کے بیٹھے جس وقت کہ آیات قرآنی سے تمسخر و استہزا کرتے اللہ نے اس حرکت سے ان کو منع کیا اسی طرح احبار یہود مدینہ میں کہ از منافق ان کے پاس بیٹھ کر استہزا میں خوض کرتے اللہ نے مومنوں کو نہی کی کہ تم ان کے پاس مت بیٹھو یہ آیت باعتبار عموم لفظ نہ خصوص سبب کے دلیل ہے اجتناب پر ہر ایسی جگہ سے جہاں ادلۂ شرعیہ پر تنقص و استہزا ہوتا ہو عوام گرفتاران ربقۂ تقلید جنہوں نے عوض کتاب و سنت کے آراء رجال کو خرید کیا ہے اور ان کے ہاتھ میں بجز اس کے کہ امام نے یہ کہا وہ کیا اور فلاں نے یہ لکھا یہ فرمایا کچھ نہیں ہے جس وقت نزدیک ان کے کوئی شخص کسی مسئلہ پر کسی آیت قرآنی یا حدیث نبوی سے استدلال کرتا ہے تو اس سے مسخرگی پیش آتے ہیں استہزا کرتے ہیں اس کی بات سننے کا اس دلیل پر کان رکھنے کا اس حق کو قبول کرنے کا کیا ذکر ہے یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ شخص ایک امر عظیم و خطب شنیع لایا ہے مخالف جناب امام عالی مقام ہے جس کو انہوں نے نازل بمنزلہ معلم شرائع ٹھیرا رکھا ہے بلکہ یہاں تک مبالغہ کرتے ہیں کہ اس امام کی رائے مجرد و اجتہاد محض کو جو منہج حق سے مائل اور جادۂ صواب سے زائل ہے اللہ کی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ پر مقدم رکھتے ہیں افسوس ہے کہ ان مذاہب کے ساتھ اہل مذہب نے کیا کام کیا حالانکہ وہ ائمہ دین اور سلف مجتہدین جن کی طرف یہ مقلدین منسوب ہوتے ہیں وہ ان کے ان افعال سے بالکل بیزار و بری ہیں انہوں نے ساری امت کو منع کر دیا ہے کہ ہماری تقلید نہ کرو نہ کسی اور شخص کے مقلد بنو مگر ان کی کون سنتا ہے سوا متبعین کے کہ سچے مقلد و مقتدی ائمہ مجتہدین کے یہی لوگ ہیں فللہ الحمد کتاب جلب المنفعہ میں اقوال ائمہ اربعہ بابت نہی کی تقلید سے ذکر ہوئے ہیں اس بنا پر جس طرح کہ ہم لوگ حنیفی ہیں اسی طرح بحمد اللہ حنفی بھی ہیں شافعی بھی ہیں حنبلی مالکی بھی ہیں جو لوگ آپ کو حنفی کہتے ہیں اور خلاف ارشاد ہدایت بنیاد حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ تقلید مذہب تقلید پر

کرتے ہیں اور مذہب حقی یا مذہب کرخی کی اساس رکھ مجبوریا اجتہاد صرف یا غرض خاص یا تحقیق قسم پہ پھر ان کو گلے باندھتے ہیں وہ درحقیقت مقلد امام صاحب نہیں ہیں بلکہ دشمن امام و ائمہ کرام ہیں بھلا کوئی شخص انکار تو ان نصوص صریحہ کا جو ائمہ اربعہ کی کتب فقہ وغیرہ میں منقول ہیں کرے جب ہم اُس کو بُرا مرد سمجھیں اس لیے کہ جس طرح فروع مسائل ان سے ماثور ہیں اسی طرح یہ اقوال بھی ماثور ہیں اور اگر خاص نبی تقلید میں ان کی تقلید نہیں ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ تو پھر ان پر جو مقلد امام مسلکی تقلید میں ہیں وہ مسائل رائے مجرد میں تقلید امام کی بمقابلہ نص کتاب یا سنت صحیح صحیح نہیں کرتے کیا ملامت ہے کہ حال دونو فریق کا یکساں ہے بلکہ فریق ثانی کفر بابعض سے ماسوی ہے اس لیے کہ امام نے کسی جگہ یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے کہ تم ہماری اجتہادی رائے ہماری رائے خالص پر چلو بلکہ اس سے منع کیا ہے یہ کہہ کر نہ ہماری تقلید کرو نہ کسی اور کی بلکہ جہاں سے ہم نے لیا ہے وہیں تم بھی لو مگر جب تک توفیق الٰہی کسی کا ہاتھ نہ پکڑے ہرگز وہ راہ راست پر نہیں آسکتا ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَّبِعِيْنَ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَبَاعِدْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اٰرَاءِ الرِّجَالِ ابن عباسؓ نے کہا دَخَلَ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ كُلُّ مُحْدِثٍ فِي الدِّيْنِ وَكُلُّ مُبْتَدِعٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ **ف** اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ یعنے اگر تم نے یہ کام کیا اور تم ان کے پاس بیٹھے اور باز نہ آئے تو پھر تم بھی مثل ان کے ہو کفر و استحقاق عذاب میں یہ مماثلت کچھ ساری صفات میں نہیں ہے لیکن احکام شرعیہ بحکم ظاہر اس آیت کو ساری اہل علم محکم کہتے ہیں فقط ایک کلبی نے منسوخ کہا ہے بدلیل وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ الخ سو یہ قول ان کا مردود ہے اس لیے کہ منجملہ تقوی کے ایک اجتناب ہے مجالس سے ان لوگوں کے جو ٹھٹھا کرتے ہیں ساتھ آیات الٰہی کے آیت دلیل ہے اس بات پر کہ رضا بالکفر کفر ہے جو کوئی راضی ہو ساتھ کسی منکر کے اور خلط ملط رکھتا ہو اہل منکر سے وہ اثم میں برابر ان کے ہے گو مباشر منکر نہ ہو ہاں اگر اس جگہ آکر پھنس گیا ہے اور دل سے ناخوش و ساخط ہے یا خوف و تقیہ سے بیٹھا ہو تو البتہ یہ بات مجالست سے اخف و اہون ہے اور اگر پاس صاحب بدعت یا منکر کے جا بیٹھے اور اُس کی بدعت و منکر میں خائض نہیں ہے تو یہ جلوس مع الکراہۃ جائز ہو سکتا ہے بعض نے کہا ہے نہیں بلکہ کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے لیکن اول اولیٰ ہے خصوصاً جب بہ نیت نصیحت ہو اَلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ وہ جو تکا کرتے ہیں تم کو پھر اگر تم کو فتح ملی اللہ کی طرف سے کہیں کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ اور اگر ہوتی کافروں کی قسمت کہیں ہم نے گھیر نہ لیا تھا تم کو اور بچا دیا مسلمانوں سے سو اللہ حکم کرتا ہے تم میں قیامت کے دن اور ہرگز نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر راہ

ع ۱۷

ف اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ناحق مصیبت میں ہو اور کفار اس سے بچھاتی ہے وہی نفاق ہو اعاذنا اللہ منہ اس
آیت میں حال سے منافقوں کی خبر دی ہے کہ وہ منتظر زوال دولت مومنین و ظہور کفار کا مسلمانوں پر رہتے اور بلاوں کی
اسلام کا کرتے ہیں اگر نصرت و تائید و ظفر و غنیمت مسلمانوں کو ہوئی تو ان سے دوستی جتانے لگتے ہیں اور اگر بعضے وقت
میں اتفاقاً کافر غالب ہو گئے جس طرح دن احد کے ہوا تھا کیونکہ رسل مبتلا ہوتے ہیں لیکن پھر انجام انہیں کو ہوتا
ہے تو کہتے ہیں ہم تو باطن میں تمہارے مددگار تھے ہم تو مسلمانوں کو دھوکا دیتے تھے دیکھو آخر تمہیں کو فتح ہوئی
غرضکہ دونوں فریق سے مصانعت رکھتے ہیں یہ کام ضعف ایمان و قلت ایقان سے کرتے ہیں واللہ نے کہا اس کرتوت کا
فیصلہ ہم قیامت میں کر دیں گے یہاں تو بسبب اظہار اسلام کے دنیا میں چھوڑ دینا تمہارا حکمت و مصلحت ہے
مگر وہاں سرائر کھل جاویں گے جو مستور ہیں ہے وہ سامنے آجاوے گا اس وقت یہاں کے ظواہر رو پوش کچھ کام نہ
آویں گے نقل ہے ابن عباس نے کہا کہ کافروں کو مسلمانوں پر راہ نہ ہوگی یعنے دن قیامت کے یہی قول ابن عباس
کا ہے سدی نے کہا اس سے مراد حجت ہے یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ مراد دنیا میں ہو یعنی ایسا تسلط کفار کو اہل
ایمان پر دنیا میں نہ ہوگا کہ وہ ان کو بالکل جڑ سے کھود کر پھینک دیں استیصال کلی کر ڈالیں گو بعض احیان مگر
بعض ناس پر ظفر حاصل ہو مگر عاقبت و اصل متقین کے ہے دنیا و آخرت میں کما قال تعالے إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا
وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اس صورت میں یہ آیت رد ہے منافقوں پر ان کی امید و رجا و انتظار زوال
دولت مومنین میں اور ان کی مصانعت میں ساتھ کفار کے بخوف جان و مال کہ اگر کافر فتح پا دیں گے تو ان کا
استیصال کر دیں گے کما قال تعالی فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ الی قولنا نَادِمِينَ اس آیت
سے اکثر علما نے استدلال کیا ہے اس بات پر کہ غلام مسلمان کا کافر کے ہاتھ بیچنا منع ہے اس لیے کہ اگر بیع صحیح ہوگی
تو کافر کا مسلمان پر مسلط کرنا اور مسلمان کا ذلیل کرنا ثابت ہوگا اور جس نے یہ کہا کہ بیع صحیح ہے وہ یہی کہتا ہے
کہ فی الفور اس کی ملک کو زائل کر دینا چاہیے بدلیل اس آیت کے ف فتح البیان میں کہا ہے کہ آیت باب میں
حال منافقوں کا فرمایا ہے أَعَاذَهُمُ اللَّهُ یہی حال ان مسلمانوں کا ہے جو ہر گروہ صاحب دنیا و مال و جاہ کی
طرف جاتے ہیں تملق و تودد و خضوع و ذلت سے پیش آتے ہیں جس کا غلبہ دیکھا اس کی طرفداری کرنے لگے جس کی
شکست دیکھا اس کے ساتھ شدت و غلظت و بدخلقی سے پیش آ کر عیب جوئی کرنے لگے ہر گروہ کا نباہ کرنے لگے بالجملہ
اخلاق اہل النفاق و أَعْدَهَا سبیل سے مراد اگر نصر و غلبہ ہے تو مراد روز قیامت ہے اور اگر مراد حجت و دلیل ہے
تو مراد دنیا ہے کیونکہ دنیا میں حجت مومنین کی کافروں پر غالب ہے کوئی ان کی دلیل ان پر غالب نہیں ہو سکتا

نے کہا سارے اہل تاویل کا یہی قول ہے کہ مراد یوم القیامۃ ہے ابن العربی نے کہا یہ قول ضعیف ہے اس لیے کہ
پھر اس خبر کا فائدہ کیا ہوا یہ وہم اس طرح پر پیدا ہوا ہے کہ آخر کلام کو راجع طرف اول کلام کے سمجھا ہے یعنی قوله فالله
يحكم بينكم يوم القيامة بعض نے کہا مطلب یہ ہے کہ جب تک مومنین عامل بحق غیر راضی بباطل غیر تارک نہی منکر
رہیں گے تب تک کفار کو ان پر غلبہ نہ ہوگا کما قال تعالى وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ابن العربی
نے کہا یہ بات بہت نفیس ہے کسی نے کہا مراد سبیل سے شرع ہے یعنی کافروں کا کوئی دین نہیں ہے اگر پایا بھی جاوے گا
تو وہ خلاف شرع ہوگا شریعت اسلام ہمیشہ تا یوم القیامۃ غالب رہے گی اس آیت سے بہت سے مسائل نکل سکتے ہیں
جیسے یہ کہ کافر وارث مسلمان کا نہیں ہوتا ہے یا کافر مال مسلمان پر مستولی ہو کر مالک اس مال کا نہیں ہو سکتا
ہے یا کافر کو خریدنا غلام مسلم کا نہیں پہونچتا ہے یا مسلمان عوض ذمی کے مقتول نہیں ہو سکتا ہے الی غیر ذلک
من الاحكام

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ
النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَمَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

منافق جو ہیں دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا جب
کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں جی ہارے دکھانے کو لوگوں کو یاد نہ کریں اللہ کو مگر کم ادھر میں لٹکتے دونوں کے بیچ نہ ان کی
طرف نہ ان کی طرف اور جس کو بھٹکاوے اللہ پھر تو نہ پاوے اس کے واسطے کہیں راہ ف اول سورۂ بقرہ میں یوں گزر
چکا ہے يخادعون الله والذين امنوا اور یہاں یوں فرمایا اس میں شک نہیں کہ اللہ کسی دغا میں نہیں آتا وہ تو
عالم سر و ضمائر ہے لیکن منافقین اپنے جہل و قلت علم و عقل سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جیسے ان کی بات سب لوگوں کے
چل جاتی رواج پا جاتی ہے اور ظاہر میں احکام شریعت ان پر جاری ہو رہے ایسا ہی حکم اللہ کا ان پر دن قیامت کے
بھی ہوگا ان کو ظاہری اسلام پر کارروائی انجام کی کیجاوے گی اور ان کی بات نزدیک خداوند عالم کے چل جاوے گی
جس طرح اللہ نے خبر دیا ہے کہ وہ دن قیامت کے حلف کریں گے کہ وہ استقامت و سداد پر تھے اور اس بنا پر اپنے کو
لیے نافع سمجھیں گے کما قال تعالى يوم يبعثهم الله جميعا فيحلفون له كما يحلفون لكم الاية یہ جو فرمایا کہ
اللہ بھی ان کو دغا دیگا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ان کو طغیان و ضلال و خذلان میں حق سے دنیا میں [illegible]
جس طرح وہ یہاں حق تک نہ پہونچے اسی طرح وہاں بھی محروم و مخذول رہیں گے کما قال تعالى يوم يقول المنفقون
والمنفقت للذين امنوا انظرونا نقتبس من نوركم الى قوله وبئس المصير حدیث میں آیا ہے
من سمع سمع الله به ومن راءى راءى الله به دوسری حدیث میں آیا ہے ان الله يأمر بالعبد الى الجنة

فَلَا يَجِدُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُدْخِلَهُ بِهٖ اِلَى النَّارِ یعنے کسی کو ظاہر مین لوگون کے سامنے علم حدیث کا دیگا اور اس کو دل
مین نہ پھر دیگا جس طرح انہون نے یاد سمجھ کیا تھا وہی حال ان کو بھی ہو گی کر دلی فاقول۔ منفی پیش پھر ایک صفت منافقین
کی بیان فرمائی کہ اشرف اعمال و افضل افعال و خیر احوال جس کو نماز کہتے ہین اس کو ایسا جانتے ہین سستی و کاہلی سے کہڑے ہوتے
ہین نماز مین نہ نیت عبادت نہ ایمان نہ خشیت ہے نماز کے سنے کہتر ہین۔ اس ہی بیان کا ہی نکتہ ابن حجر
نے کہا کہ مکروہ ہے کہ کہڑا ہو آدمی طرف نماز کے سست و کاہل ہو کر لکن کشادہ دل عظیم الرغبت شدید الفرح ہو کر کہڑا ہو
کیونکہ اللہ سے مناجات کرتا ہے اللہ اس کے سامنے ہے وہ اس کو بخشتا ہے اس کی دعا قبول کرتا ہے پھر آیت با ہیچ پیدے تو
ان کی صفت ظاہر ہوئی کہ کسلمندی سے نماز پڑھتے ہین اب ایک صفت باطن کی یاد فرمائی کہ یہ کام لوگون کے
دکہانے کو کرتے ہین نہ اخلاص ہے نہ خدا سے معاملہ بلکہ لوگون کو اپنی نماز پر گواہ بناتے ہین تقیہ و مصانعت
کرتے ہین اسی لیے اکثر اوقات نماز مین متخلف ہو جاتے ہین غائبا نظر نہین آتے جیسے نماز عشا یا نماز صبح
مین وقت غلس کہ صحیحین مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثقیل تر نماز منافقون پر نماز عشا
نماز صبح کی ہے اگر معلوم کرین کہ ان مین کیا ہے تو سینے کے بل چل کر آوین مین نے ارادہ کیا ہے کہ حکم دون نماز
کا پھر اقامت کی جاوے پھر حکم کرون کسی کو کہ نماز پڑہا دے لوگون کو پھر کچھ لوگون کو ایک گٹھہ لکڑیون کا دے
لیکے ہمراہ لے جاؤن جو لوگ نماز مین حاضر نہین ہوتے ہین ان کے گھر آگ سے جلا دون دوسرا لفظ یہ ہے کہ اگر گھر
مین عورتین بچے نہ ہوتے تو مین ان کے گھر آگ سے جلا دیتا عبد اللہ نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جس نے اچھی طرح پڑہی نماز جہان لوگ اس کو دیکھتے ہین اور بری طرح پڑہی اکیلے مین تو یہ اہانت ہے
اپنے رب عز وجل کی اہانت کی رواہ ابو یعلی ذکر قلیل سے مراد یہ ہے کہ خشوع نہین کرتے نہ یہ جانتے ہین کہ
نماز مین کیا کہتے ہین بکر ساہی لاہی ہین جو خیر ان سے مراد ہے اس سے روگردان ہین انس بن مالک کا
لفظ یہ ہے کہ یہ نماز ہے منافق کی تین بار فرمایا بیٹھا دیکھتا ہے سورج کو یہان تک کہ جب وہ درمیان دو قرن
شیطان کے ہوتا ہے تو کہڑے ہو کر چار چونچین مارتا ہے ذکر نہین کرتا اللہ کا اس مین مگر تہوڑا رواہ مالک وکذا
رواہ مسلم والترمذی والنسائی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے ف پھر بتایا کہ کافر مذبذب جو
ہین نہ ادہر ہین نہ ادہر درمیان ایمان و کفر کے نہ ساتھ مومنون کے ہین ظاہر و باطن مین اور نہ ہمراہ کافرون کے ہین
ظاہر باطن مین بلکہ ظاہر مین تو ہمراہ مومنین کے ہین اور باطن مین ہمراہ کافرون کے ہین بعضون کو
شک سمجھ آتا ہے کبھی ادہر جھکتے ہین کبھی ادہر كُلَّمَا اَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيْهِ وَاِذَا اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ

قَالَ مُجَاہِد نے کہا مذبذب ہین نہ ہمراہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور نہ ہمراہ یہود کے صحیح
ابن عمرؓ سے روایت ہے مثال منافق کی جیسے بکری درمیان دو ریوڑون کے کبھی اس طرف جاتی ہے کبھی اس طرف
نہین جانتی کہ کس کے ساتھ ہے رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَأَصْلُهُ فِي مُسْلِمٍ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ ابن عمرؓ کا لفظ یہ ہے کہ
منافق و کافر کی مثل تین نفر کے ہے کہ ایک جنگل مین پہونچے ایک پار ہوگیا دوسرا ادہر ہی جنگل تک پہونچا تہا
کہ اُس کو پکارا اُسنے جو کنارہ دلوی پر تہا خرابی ہو تیری کہان ہلاک ہونے کو جاتا ہے پہر جا جدہر سے آیا ہے
ادہر سے اُسنے پکارا جو پار ہوگیا تہا کہ ادہر آ طرف نجات کے وہ لگا دیکہنے کبھی ادہر کبھی ادہر اتنے مین ایک سیلاب
آیا اُسنے ڈبو دیا سو وہ شخص جو پار ہوگیا ہے وہ مومن ہے جو ڈوب گیا ہے وہ منافق ہے مذبذب درمیان کا
ہوتا ہے نہ اودہر اور جو کہڑا ہے وہ کافر ہے رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ قتادہ نے کہا مذبذب ہین بیچ مین یعنے نہ مومن
مخلصین ہین نہ مشرکین صحیح بشرک سو جسکو اللہ نے گمراہ کیا راہ ہدایت سے اُس کو راہ نہین ملتی منافق طریق نجات
سے گمراہ ہین ان کے لیے کوئی ہادی و منقذ نہین ہے کیونکہ اللہ کے حکم کو کون پہیر ڈالے لَا يُسْئَلُ عَمَّا
يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ ان کفار دل کے ساتھ یہ ہے کہ جو جہوٹ موٹ انہون نے
اظہار اسلام کا دنیا مین کر کے اپنا خون مال بچا لیا اللہ نے بہی اُن کو یہان چہوڑ دیا عنقریب ہے کہ دار آخرت مین
سکہا ان کو خداع کی سزا جزا اور درک اسفل نار مقرر کی حسن نے کہا دن قیامت کو اللہ ہر مومن و منافق پر ایک نور
ڈالے گا جسکی روشنی مین چلین گے جب صراط تک پہونچین گے منافقون کا نور بجہ جاوے گا مومن اپنے نور مین
چلے گا یہ خدیعت ہے اللہ کی ساتہ اُن کے اسی طرح سدی مجاہد و سعید بن جبیر نے بہی کہا ہے مگر معلوم نہین کہ
یہ تفسیر کہان سے آئی ہے ایسی تفسیر سوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی سے نقل نہین ہو سکتی ہے وَاِذَا قَامُوا
اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوا کُسَالٰی سے مراد یہ ہے کہ نماز پڑہتے ہین بوجہ کاہلی کے نہ امید ثواب کی رکہتے ہین نہ خوف عقاب کا ہے لوگون
کے دکہلانے سنانے کو نمازی بنے ہین نہ دین کے لیے حسن نے کہا واللہ اگر لوگ نہ ہوتے تو کوئی منافق نماز نہ
پڑہتا ذکر قلیل سے مراد ہے کہ تہوڑی نماز پڑہتے ہین بسبب عدم اخلاص کے یا وہ نماز مقبول نہین کیونکہ
کے سامنے پڑہتے ہین اکیلے مین نہین پڑہتے ابن عباسؓ نے کہا قلیل اس لیے ہے کہ ریا و سمعہ کے لیے پڑہتے
ہین اگر اس قلیل سے وجہ اللہ مراد ہوتا تو کثیر ہو جاتی ابن جریج نے کہا ہے یہ آیت حق میں عبد اللہ بن ابی
والے عامر بن نعمان کے اتری ہے مذبذبین درمیان کفر و ایمان کے مذبذب کہتے ہین متردد کو درمیان
دو امر کے مذبذب یعنی مضطرب ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

أَتُرِيدُونَ أَن تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ۝ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ

النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ

لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ مَّا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ

إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۝ اے ایمان والو مت پکڑو کافرون کو رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر

کیا لیا چاہتے ہو اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح منافق ہین سب سے نیچے درجے مین آگ کے اور ہرگز نہ پاویگا تو ان کے

واسطے کوئی مددگار مگر جنہون نے توبہ کی اور سنوارا آپ کو اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور نرے حکم بردار ہوئے اللہ کے سو

وہ ہین ایمان والون کے ساتھ اور آگے دیگا اللہ ایمان والون کو بڑا ثواب کیا کریگا اللہ تم کو عذاب کر کے اگر تم حق

مانو اور یقین کرو اور اللہ قدردان ہے سب جانتا ف اللہ نے مومنون کو منع کیا ہے اس بات سے کہ کافرون کے ساتھ مصاحبت

مصادقت مناصحت چھپی دوستی افشاء حال باطن اہل ایمان کا کرین کما قال تعالیٰ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ

الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَن تَتَّقُوا

مِنْهُمْ تُقَاةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ یعنی اللہ اپنی عقوبت سے ڈراتا ہے اگر تم مرتکب اس کی نہی کے ہوگے اسی

اس جگہ یون کہا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ حجت کرو اللہ کو اپنے اوپر اس کی عقوبت کرنے مین تم کو ابن عباس نے کہا

سلطان کے معنے قرآن مین ہر جگہ حجت کے ہین اس قول کی اسناد صحیح ہے یہی قول مجاہد عکرمہ سعید بن جبیر قرظی

ضحاک سدی نضر بن عدی کا ہے پھر اللہ نے کہا منافق دن قیامت کے درک اسفل نار مین ہونگے ان کے کفر غلیظ

کی یہی سزا جزا ہے ابن عباس نے کہا مراد اسفل نار سے بعض نے کہا نار کے بھی درکات ہین جس طرح جنت کے لیے

درجات ہین ابو ہریرہ نے کہا تابوت ہین کہ ان پر بند کیے ہونگے دوسرے لفظ یہ ہے تابوت ہین آگ کے ان پر بند

طبق کیے ہوئے ہونگے فوق و تحت سے ابن مسعود نے کہا توابیت من نار تطبق علیہم یعنی مغلق و مقفل

ہیں دوسرے لفظ یہ ہے توابیت من حدید مبہمۃ علیہم ای مغلقۃ مقفلۃ لا یہتدی لمکان فتحہا

یعنی بند صندوق مین جن کے کھولنے کا کوئی رستہ نہین سوجھے کا کوئی ان کا ناصر ہوگا جو ان کو اس سختی سے نکالے اور اس

عذاب الیم سے چھڑائے ان جنہون نے توبہ کی دنیا مین اور اس کو اخلاص دیا اس کو عمل صالح نفع کریگا گو قلیل ہو حدیث

معاذ بن جبل مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أَخْلِصْ دِينَكَ يَكْفِكَ الْقَلِيلُ مِنَ الْعَمَلِ ایسے

لوگ بعد قدر مومنین مین ہونگے دن قیامت کے مومنون کی اجر بڑا ہے پھر اللہ نے اپنی بے نیازی کا ذکر کیا اس کو کیا حاجت

عذاب کرنے کی کچھ پرواہ نہین ہے اگر تم اچھے کام کرو اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اللہ شکر پذیر دانا ہے وہ جانتا ہے کہ کون

ہے دل سے ایمان لایا ہو کوئی نہیں لیا تم ابیا کی لفظ یہ ہو کہ درک اسفل وہ طبقہ ہے جو جہنم کی جڑ میں ہو آگ کے ساتھ طبقے ہیں بعضا اور پر بعض کے اور منافق نیچے کے طبقے میں ہوگا اسلیے کہ اُسکا کفر بہت غلیظ تہا طبقہ اول کا نام جہنم ہی پھر لظی پھر حطمہ پھر سعیر پھر سقر پھر جحیم پھر ہاویہ کبھی سب طبقات کو جہنم کہتے ہیں منافق کا عذاب کافر سے زیادہ تر سخت اِس لیے ہوا کہ وہ دنیا میں تلوار سے بچ گیا یا کفر کے ساتھ اُسنے استہزاء بالاسلام کو بھی ملایا مگر تائب مخلص اس حکم سے باہر ہے اسی لیے کہا ہو کہ تمہارے عذاب میں اللہ کا کیا فائدہ ہی اگر تم ایمان لاؤ عمل صالح کرو

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْۗءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ اللہ کو خوش نہیں آتا بُری بات کا پکارنا مگر جس پر ظلم ہوا ہو اور اللہ ہے سنتا جانتا اگر تم کھلی کرو کچھ بھلائی یا اُس کو چھپاؤ یا معاف کرو بُرائی کو تو اللہ بھی معاف کرنے والا ہی مقدور رکھتا **ف** یعنی کسی میں عیب ہیں یا دنیا معلوم کرے تو اس کو مشہور نہ کرے کیونکہ اللہ سنتا جانتا ہی وہ ہر کسی کی جزا دیگا اسی کو غیبت کہتے ہیں اس میں مظلوم کو روا ہے کہ ظالم کا ظلم بیان کرے اسی طرح اور بھی کئی مقام میں غیبت روا ہے حکم یہاں شاید اسی لیے فرمایا کہ منافق کا نام مشہور نہ کرے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور نہیں کیا اس میں یاس کا دل زیادہ بگڑتا ہے مبہم نصیحت کرو منافق آپ سمجھ جاویگا اس میں غایت پا کے **ف** منافق کو چاہیے کہ صادق کرو تو ظاہر کے عمل سے چھپا بھلا ہے اور در گذر خوب ہے اللہ بھی جانتا ہو جتنا بندوں سے در گذر کرتا ہے انتہے ابن کثیر نے کہا ابن عباس کہتے ہیں کہ کوئی کسی پر بد دعا نکرے مگر یہ کہ مظلوم ہو اُسکو رخصت دی ہے کہ وہ ظالم کو کوسے اور اگر صبر کیگا تو بہتر ہے حسن نے کہا بد دعا نہ کرے یوں کہے اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِ وَاسْتَخْرِجْ حَقِّيْ مِنْهُ ایک روایت میں یوں ہے کہ ظالم پر رخصت ہے بد دعا کرنے کی مگر حد سے تجاوز نہ کرے عبد الکریم جزری نے اس آیت میں کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ اگر کوئی تجھ کو گالی دے تو تو بھی گالی دے مگر تجھ پر افترا کرے تو تو اُس پر افترا نہ کر لقولہ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ حدیث ابوہریرہ میں آیا ہے اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِيْ مِنْهُمَا مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ رواہ ابوداؤد مجاہد نے کہا ایک آدمی مہمانی کرتا ہے دوسرے آدمی کی پھر حق ضیافت کا ادا نہیں کرتا وہ باہر نکل کر کہتا ہے کہ میں فلان کا مہمان تہا اُس نے میرا حق ادا نہیں کیا یہی جہر بالسوء بیان نا کرے وہ دوسرا اُس کا حق ضیافت بجا لاوے دوسرا لفظ یہ ہے هُوَ الرَّجُلُ يَنْزِلُ بِالرَّجُلِ فَلَا يُحْسِنُ ضِيَافَتَهٗ فَيَخْرُجُ فَيَقُوْلُ اَسَاءَ ضِيَافَتِيْ وَلَمْ يُحْسِنْ تیسرا لفظ یہ ہے هُوَ الضَّيْفُ الْمُحَوَّلُ رَحْلُهٗ فَاِنَّهٗ يَجْهَرُ لِصَاحِبِهٖ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ حدیث عقبہ بن عامر میں آیا ہے

ہم نے کہا ای رسول خدا آپ ہم کو بھیجتے ہیں ہم جس قوم کے پاس جا کر اترتے ہیں وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے اس میں آپ
کیا فرماتے ہیں کہا جب اترو تم پاس کسی قوم کے اور وہ حکم کریں ضیافت کا واسطے تمہارے تو قبول کرو تم اور اگر نہ کریں تو
ان سے حق مہمانی کا جو لائق ہے لو رواہ اَھْلُ السُّنَنِ اِلَّا النَّسَائِی مقدام بن معدیکرب نے مرفوعاً کہا ہے جس مسلمان نے مہمانی
کیا کسی قوم کو اور صبح کی مہمانی سے محروم ہو کر تو حق ہے ہر مسلمان پر کہ مدد کرے اس کی یہاں تک کہ ایک رات کی ضیافت اس کی
کھیتی و مال سے لے رواہ احمد و تفرد بہ دوسرا لفظ یہ ہے شب مہمان کی واجب ہے ہر مسلمان پر اگر اس کو گھر میں محروم کر
صبح کرے گا تو اس پر قرض ہے چاہے لے یا چھوڑ دے رواہ احمد بعضہ اسی قسم کی حدیثوں کے سبب سے امام احمد طرف وجوب
ضیافت کے گئے ہیں اسی قبیل سے وہ حدیث ہے جس کو بزار نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی پاس حضرت کے آیا کہا
میرا ہمسایہ مجھے ایذا دیتا ہے فرمایا تو اپنے گھر کا سامان نکال کر بر سر راہ رکھ دے اس نے یہی کیا ہر کوئی گذرتا کہتا تجھ کو کیا ہوا
وہ کہتا میرا ہمسایہ مجھے ایذا دیتا ہے وہ کہتا اَللّٰھُمَّ الْعَنْہُ اَللّٰھُمَّ اَخْزِہٖ آخر اس ہمسایہ نے اس شخص سے کہا تو اپنے گھر میں
یہ سامان رکھ دے واللہ میں کبھی تجھ کو ایذا نہ دوں گا [illegible] **ف** پھر اللہ نے فرمایا کہ اے لوگو تم کھل کر بھلائی
کرو یا چھپا کر یا معاف کرو اس کو جس نے تم سے برائی کی ہو پس تمہارا تقرب اللہ سے ہے وہ تم کو اس کا اجر جزیل دے گا
کیونکہ اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ باوجود قدرت عقاب کے اپنے بندوں کو معاف کر دیتا ہے اسی لیے فرمایا کہ میں عفو قدیر
ہوں مصرع درگذر لذتے ست کہ در انتقام نیست ۔ اثر میں آیا ہے کہ حاملان عرش اللہ کی تسبیح کرتے ہیں بعض تو کہتے
ہیں سُبْحَانَکَ عَلٰی حِلْمِکَ بَعْدَ عِلْمِکَ بعض یوں کہتے ہیں سُبْحَانَکَ عَلٰی عَفْوِکَ بَعْدَ قُدْرَتِکَ صحیح
مسلم میں آیا ہے مَا نَقَصَتْ مَالٌ مِّنْ صَدَقَةٍ وَلَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ فتح
البیان کا بیان خاتمہ اس جگہ یہ ہے کہ نفی حب کی یہ ہے بغض سے جہر بالسوء بحق ظالم یہ ہے کہ کہے فلان شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے
یا وہ ظالم ہے یا مثل اس کے یا اکراہ کیا جاوے کلمہ کفر پر کہ یہ مباح ہے اس صورت میں آیت دربارہ اکراہ نہیں ہے ظاہر آیت ہے کہ
مظلوم کا برا کہنا ظالم کو روا ہے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ گردن لپٹنا آسودہ کا ظلم ہے حلال کرتا ہے اس کی آبرو و
عقوبت کو بعض نے کہا مطلب یہ ہے کہ ظالم باوجود ظلم کرنے کے زبان سے بھی مظلوم کو برا کہتا ہے اس کی بدگوئی لیتا ہے حدیث
عائشہ میں آیا ہے جس شخص کو ستایا ظالم نے اس نے اپنا بدلا لے لیا رواہ ابن ابی شیبہ والترمذی مقاتل نے کہا آیت حق میں
ابوبکر کے اتری ہے ایک آدمی نے ان کو برا بھلا کہا تھا سامنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر چپ سنا کیے کچھ جواب نہ
دیا جب بہت بڑھ گیا تو آخر کو جواب دیا حضرت اٹھ کھڑے ہوئے ابوبکر نے کہا اس نے مجھ کو گالی دی آپ کچھ نہ فرمایا جب میں نے
جواب دیا آپ کھڑے ہو گئے فرمایا ایک فرشتہ تیری طرف سے جواب دیتا تھا جب تو نے اس کو جواب دیا تو شیطان آ گیا

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّ نَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ ۙ وَّ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ۙ﴿ ﴾ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا ۚ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿ ﴾ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ لَمۡ یُفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ اُولٰٓئِکَ سَوۡفَ یُؤۡتِیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿ ﴾

ع ۱۱

جو لوگ منکر ہین اللہ سے اور اسکے رسولون سے اور چاہتے ہین کہ فرق نکالین اللہ مین اور اسکے رسولون مین اور کہتے ہین ہم مانتے ہین بعضون کو اور نہین مانتے بعضون کو اور چاہتے ہین کہ نکالین بیچ مین ایک راہ ۔ ایسے لوگ وہی ہین اصل کافر اور ہم نے رکھا ہی منکرون کے واسطے ذلت کی مار اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اسکے رسولون پر اور جدا نہ کیا کسی کو ان مین ان کو دیگا ان کو ثواب اللہ ہی بخشنے والا مہربان **ف** یہان سے ذکر ہے یہود کا قرآن مین اکثر ذکر یہود کا اور منافقون کا یکجا آیا ہی اس جگہ یہ فرمایا ہی کہ اللہ کا ماننا یہی ہی کہ ماننے پیغمبر کا حکم ماننے اس بغیر اللہ کا ماننا غلط ہی انتہی ابن کثیر کا بیان یہ ہے کہ وعید سنائی اللہ نے کافرون کو جو کہ اللہ و رسولون کے منکر ہین جیسے یہود و نصاریٰ اور فرق کرتے ہین درمیان اُن کے بعض انبیا پر ایمان لاتے ہین اور بعض کے منکر ہین بمجرد تشہی و عادت کے کیونکہ آبا کو اسی شکل پر پایا ہی بلا کسی دلیل کے جو اُن کو اس طرف پہونچائی بلکہ تفرقہ بے سبیل بمجرد ہوائے و عصبیت کے ہی یہود علیہم لعائن اللہ انبیا پر ایمان لائے مگر عیسیٰ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانا نصاریٰ بھی انبیا پر ایمان لائے مگر خاتم و اشرف انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا سامرہ بعد یوشع خلیفہ موسیٰ کے کسی نبی کے قائل نہین ہین مجوس کہتے ہین کہ وہ ایک نبی زرادشت پر ایمان لائے تھے مگر پھر اُس کی شریعت سے منکر ہوگئے وہ شرع اُن کے بیچ مین سے اُٹھ گئی واللہ اعلم مقصد یہ ہے کہ جس نے ایک نبی کا انکار کیا اُس نے ساری انبیا کا انکار کیا کیونکہ ایمان نبی پر جس کو خدا نے طرف زمین والون کے بھیجا ہو واجب ہے سو جو کوئی اُس کی نبوت کا رد کرتا ہے حسد یا تشہی یا عصبیت سے تو ظاہر ہوا کہ جس نبی پر وہ ایمان لایا ہے وہ ایمان اُس کا شرعی نہین ہے غرض یا ہوی عصبیت کی راہ سے ہے اس لیے اللہ نے اُن کا نام کافر باللہ و رسلہ رکھا ہے کیونکہ وہ اللہ اور رسولون کے درمیان جدائی ڈالنا چاہتا ہے ایمان کسی پر ایمان لاتا ہے کسی کا انکار کرتا ہے چاہتا ہے کہ ایک رستہ بیچ مین نکالے سو فرمایا کہ یہی کافر ہین اُن کا کفر ساتھ اُس کے جس پر ایمان کا مدعی ہے اس لیے کہ وہ ایمان شرعی نہین ہے کیونکہ اگر اُس پر اللہ کا رسول سمجھ کر ایمان لاتے تو اُس کے نظیر پر بھی ایمان لاتے خصوصاً اُس پر جو واضح الدلیل قوی البرہان ہے اُس اگلے نبی سے یا اُس کی نبوت مین خوب غور سے نظر کرتے سو جس طرح انہون نے یہ کام نہین کیا ہی طرح اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے عذاب مہین رکھا ہے یہ جزا ہے اُن کی عدم نظر و اعراض کی اور متوجہ ہونے کی

معلوم ہو جائیگی انکو چندان ضرورت نہیں یا کفر کرینگے بعد معلوم کر لینے نبوت کے جسطرح نبوت سے انکار کرتے
بعد حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے تھے کہ آپ کی نبوت ظاہر ہوگئی حضرت صحیح ثابت ہو چکی
لیکن ثبوت کے حاصل ہونے سے مطلب کیا اسکے بعد ہر ایک نبی کو وصول نہ ہونا خود ہی کو سنا کر پانا
تقییم ... کو ... منقطع ... ہوا ... و دلیل و غیرہ
یعنی معلوم ہے کہ جو لوگ مومن ہیں اللہ و رسل پر وہ کسی ایک میں جدائی نہیں ڈالتے ہیں اور سب کو اور
کتاب اللہ پر بھی اور جسکو خدا نے بھیجا ہے ایمان رکھتے ہیں کما قال تعالیٰ آمن الرسول بما انزل الیہ من
ربہ والمؤمنون کل آمن باللہ الآیۃ سو انکی لیے اللہ پاک نے جزا بھی اسکے جیسا کہ جس کا جیسا
اور کہا ہے انکے گناہوں کو بھی اگر بعض ہے ہو ہونگے معاف کریگا بخشنے والا فتح البیان کا لفظ ہے کہ اللہ پاک نے اس
آیت میں بعد ذکر مشرکین و منافقین کے ذکر کفار اہل کتاب کا کیا ہے کہ ایک انکار کرنا انکا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
پس یہ انکار کو سارے کتب انبیا سے بچاتے ہیں کہ ایک بیچ متوسط نکالیں بیچ شک کے کافر ہیں انکے لیے مذاب ہے
جب ساتھ انبیاء پر ایمان لائے ہیں انکا اجر دونوں پہ ہے يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ
فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِن ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا
الْعِجْلَ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَن ذَٰلِكَ وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُّبِينًا وَرَفَعْنَا
فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا
تجھسے مانگتے ہیں کتاب والے کہ اتار لاوے تو ان پر کتاب آسمان سے سو مانگ چکے ہیں موسے اس سے بڑی چیز بولے
ہم کو دکھلا دو اللہ سامنے پھر انکو کڑکا بجلی نے انکے گناہ پر پھر بنا لیا بچھڑا نشانیاں پہنچ چکے پیچھے پھر ہمنے وہ بھی معاف
کیا اور دیا موسے کو غلبہ صریح اور ہمنے اٹھایا انپر پہاڑ انکے قول لینے میں اور ہمنے کہا داخل ہو دروازے میں
سجدہ کرتے اور ہمنے کہا زیادتی مت کرو ہفتہ کے دن میں اور ہمنے لیا قول گاڑا قرطبی و سدی
و قتادہ و ابن جریج نے کہا یہود نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ جسطرح موسے علیہ السلام پر لکھی ہوئی کتاب اتری تہی
ویسی ہی ایک کتاب ہم پر اترے فلان و فلان و فلان کے پاس صحف مکتوبہ نزدیک اللہ کے آجاویں جنمیں تمہاری
نبوت کی تصدیق ہو تب ہم ایمان لاوینگے یہ کہنا انکا بطریق تعنت و عناد و کفر و الحاد کے تھا جیسے مکہ
کے قریش نے اسیطرح کا سوال پیش کیا تھا جسکا ذکر سورہ سبحان میں ہے وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا
من الارض ینبوعا الآیات اسی لیے اللہ نے کہا کہ سوال کیا ہے موسے کو اس سے بھی بڑھکر سوال کیا تھا کہ خدا

دکھائی ہمیں علیہم السلام کہا اور جس کو ان کو بجلی نے پکڑ لیا وہ حال بھی قرآن ہی میں مذکور ہے اور عجائب میں سے بھی ایک
تفسیر ہے ترجمہ ہے ونصب بقیل الخ واذ قلتم یموسی لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ فاخذتکم
الصعقۃ وانتم تنظرون ثم بعثنکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون بقولہ ثم اتخذوا العجل
العجل من بعد ما جاءتہم البینت معجزہ بعد کھلی نشانیوں کے ظاہر دلیلوں کی جماعت پر ملکے کے ہمراہ جو
ظاہر ہوئیں تھا کہ فرعون غرق لشکر فرعون جبکہ قوم بچھڑا مجھے ان پہ عاقبت ہی تو ہی سے بتے لگا کو
معبود ہمارے لئے بھی مقرر کرو جس طرح کہ ان کے پاس ہیں اللہ نے قصہ اتخاذ عجل کا سورۃ اعراف میں مفصل ذکر فرمایا
جبکہ جب کوہ طور واسطے مناجات کے گئے یہاں لوگوں نے ایک بچھڑے کو معبود ٹھہرا لیا۔ معبود ٹھہرا کے یہ بات
یہ تو معتبر قرار دی کہ جس امر کو نہیں ہوتا ہے وہ پوجنے والے کو قتل کرو بعض نے بعض کو قتل کر نا شروع کیا پھر
ان کو زندہ کیا اور دیا ہم نے ان کا قصور معاف کیا موسیٰ کو حجت ظاہر دی پھر جب التزام احکام توریت سے منع ہوئے
تو سرکشی کا کہنا مانا تو اللہ نے ان کے سر پر ایک پہاڑ لاکر کھڑا کر دیا اور کہا حکم مانو تب حکم مانا سجدہ کیا سجدہ میں
خوف سے کہ کہیں پہاڑ ان پہ گر نہ پڑے کما قال تعالیٰ واذ نتقنا الجبل فوقہم کانہ ظلۃ
وظنوا انہ واقع بہم خذوا ما اتیناکم بقوۃ الآیۃ پھر حکم دیا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے چلے گھسو اس
کو بھی نہ مانا قولا فعلا خلاف کیا ان کو کہا تھا کہ حطۃ کہو انہوں نے حنطۃ کہا یہ وصیت کی تھی کہ سنیچر کا دن
شکار نہ کرو ایک مضبوط اقرار لیا تھا انہوں نے خلاف دھیان کیا ارتکاب حرام کے لئے حیلہ نکالا جو سورۃ اعراف
میں مبسوط ہے واسئلہم عن القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر حدیث صفوان بن عسال میں یہودی کو حکم
خاصۃ یہود ان لا تعدوا فی السبت فبما نقضہم میثاقہم وکفرہم بایت اللہ وقتلہم

الانبیاء بغیر حق وقولہم قلوبنا غلف بل طبع اللہ علیہا بکفرہم فلا یؤمنون الا

قلیلا وبکفرہم وقولہم علی مریم بہتانا عظیما وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی ابن

مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ

ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما

وان من اہل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیہم شہیدا فبما نقضہم سے لیکر
قول تعالیٰ تک ہے اور یہ سبب ہے پر اللہ کی لعنت کا اور غضب کرنے پر پیغمبروں کا ناحق اور مار ڈالنے پر کہ سب کے دلوں پر
غلاف ہے کوئی نہیں ہے اللہ نے مہر کی ہے ان پر بکہ کفر کے سو یقین نہیں لاتے مگر کم اور ان کے کفر پر اور مریم پر بڑا بہتان

بر تہمت لگاتے تھے یہ کہتے تھے کہ ہم نے مار ڈالا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور فرماتا ہے اللہ ومَا قتلوہ وما
صلبوہ ولٰکن شُبّہ لھم اُن کو شبہ ہو گیا اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑے ہیں
کچھ نہیں اُن کو اس کی خبر مگر اٹکل پر چلنا اور اس کو مار نہیں ڈالا بیشک بلکہ اُس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست
حکمت والا اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو اُس پر یقین لاوینگے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان کا
بتانے والا ف اور یہ کہنا کہ ہم نے مار ڈالا مسیح کو جو رسول اللہ تھا بطور تمسخر کے کہتے تھے اللہ نے ان کو خطا پر
ڈال دیا یعنی اُس کو ہرگز نہیں مارا بلکہ اللہ نے اس کی ایک صورت بنا دی جس کو انہوں نے مارا پھر آزمایا اللہ اپنے
اہل بیت کو جب کہ مسیح کو مارا نہیں زندہ ہے لیکن تحقیق نہیں کہتے کئی باتیں کہتے ہیں تعجب کرتے ہیں کہ جان لیا ہو اگر
مسیح اللہ کے پاس اٹھ گیا ہے تو یہ صورت کیا تھی جو قبر میں مدفون ہو کر یہاں تک اتفاق ہو چکا ہے کہ اس طرح وہ بات کہ
نہیں ہوتی کہ اُس کی شکل نہیں دی یہ خبر اللہ کو ہے اُس نے بنایا کہ اُس کی صورت کو مارا اور اُن کو پکڑتے وقت نصاریٰ سے کہ گئے تھے
یہود جو پیچھے تھے اس کی خبر نہیں ان کو ف حضرت عیسیٰ ابھی زندہ ہیں جب یہود میں دجال پیدا ہوگا
تب اس جہان میں آکر اس کو ماریں گے اور یہود و نصاریٰ اور سب اُن پر ایمان لاویں گے کہ یہ نہ مرے تھے انتہی ف اس آیت
میں ان گناہوں کا ذکر ہے جن کا مرتکب یہود ہوئے اور یہ سبب آن کا بند کر کے ان پر لعنت پڑی سطر دوسری کہ
ہدایت سے دور ہو گئے یعنے انہوں نے ان عہد و مواثیق کو توڑ ڈالا جو ان سے لئے گئے تھے اللہ کے حکم و ہر ایک معجزات جو
ہاتھ پر انبیاء علیہم السلام دیکھے تھے ان کا انکار کیا پیغمبروں کو ناحق قتل کیا ایک بڑی جماعت کو مار ڈالا ابن عباس
و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و سدی و قتادہ وغیر واحد نے کہا ہے غلف بمعنی غلاف ہے مشرکین کا سا قول ہے وقالوا
قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ ہمارے دل ظرف ہیں علم کے مریم پر بہتان تھا
کہ لگایا تھا یعنی حرام کا بتایا تھا یہی قول ہے سدی و جویبر و محمد بن اسحاق وغیرہم کا یہ کہنا ان کا کہ ہم نے
مسیح کو مار ڈالا بطور تہکم و استہزاء کے ہے جس طرح مشرکوں نے کہا یاایھا الذی نزل علیہ الذکر انک
لمجنون ف یہود کا حال سنو کہ جب عیسیٰ بینات وہ لے کر آئے ان کی نبوت و معجزات پر حسد کیا وہ چند برس
بچوں کو چنگا اور مردوں کو زندہ کرتے تھے مٹی سے ایک پرندہ بنا کر روح پھونکتے تھے اللہ تعالیٰ سب لوگ دیکھتے
اس کے سوا اور بہت معجزات تھے باوجود اس کے مخالف ہو گئے جہاں تک بنا ان کو ستایا یہاں تک کہ شہر میں ان کو
رہنا مشکل ہو گیا اکثر وہ اور ان کی ماں سیاحت کرتی پھرتیں اس پر بھی قناعت نہ کی بادشاہ دمشق جو
اس زمانے میں تھا اس سے سعایت کی وہ ایک مشرک ستارہ پرست تھا اس کی ملت والوں کو اہل یونان کہتے

اونکو خبر ہو چہپی کہ بیت المقدس مین ایک آدمی لوگون کو گمراہ کرتا ہے مین ذات شریف تیا یا کو بادشاہ پر شق تہا
پیدا ہوا اونکو حبت خفتا یا اپنے نائب کو جو قدس مین تہا لکہا کہ اوس آدمی کی احتیاط رکہو بلکہ اوسکو سولی پر چڑہا کے
سر پر کانٹے رکہ تا لوگون کو اوسکی ایذا سے بچاو جب خط نزدیک اوسکے پہونچا حکم بجا لایا اور مع ایک گروہ
یہود کے اوس گہر پر گیا جس مین عیسی علیہ السلام تہے اور بارہ یا تیرہ یا سترہ اصحاب کے ساتھ بیٹھے تہے اور جمعہ کا دن تہا
بعد عصر کے شب شنبہ کو محاصرہ کر لیا حضرت مسیح نے جب یہ دیکہا کہ وہ اندر گہس آوینگے یاروں کو فرمایا کہ تم مین
سے کسکا جی چاہتا ہے کہ میرا شبیہ ہووے حق تعالی اوسکو میری صورت دیوے اور وہ بہشت مین میرا رفیق ہو ایک جوان کہا کہ مین
حاضر ہون اوسکی بات کو صغیر سمجہکے پہر دو بارہ سہ بارہ یہی فرمایا ہر بار وہی جوان بولا کہ مین حاضر ہون
تہا فرمایا تو ہی ہے وہ تب اللہ نے اوسپر شبہ عیسی کا ڈالا گویا بعینہ عیسی ہے پہر گہر کی چہت مین ایک روزن کہل گیا
عیسی علیہ السلام کو اونگہہ آگئی آسمان پر اوٹہا لیے گئے اور سوتے اونگہہ مین کما قال تعالے اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰی
اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ الآیۃ جب صبح ہو گئی تو وہ لوگ گہر سے باہر نکلے جب اوس جوان کو دیکہا گمان
کیا کہ عیسی یہی ہے پکڑ کر رات سولی پر کہینچا یا سر پر کانٹے رکہے یہود نے ظاہر کیا کہ سارے سولی دینے مین ہم
دین طوائف نصاری نے اپنی قلت عقل و کثرت جہل سے اس بات کو مان لیا سوا اون لوگون کے جو اندر گہر کے تہے اور
اونہون نے رفع انکا دیکہا تہا باقی نصاری اسی گمان پر ہے کہ عیسی مصلوب ہو گئی جسطرح یہود نے گمان کیا بلکہ
کہتے ہین مریم نیچے اوس مصلوب کے بیٹہکر روتی تہین اور ابن مریم سے باتین کہتی تہین اللہ علیم ہے سب اسرار کا۔ امتحان
ہے سا ہے اپنے بندون کے اس مین کوئی حکمت بالغہ کہی تہی پہر اللہ نے حقیقت امر کو خوب کہولکر قرآن مین روشن
کر دیا فرمایا وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ یعنی مشابہ عیسی کو دیکہکر گمان کیا کہ وہی عیسی ہین ولہذا
فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ یعنی یہود و نصاری دونون
شک مین پڑے یہود کو دعوی قتل کا ہے نصاری نے اوس دعوے کو قبول کر لیا ہے غرضکہ سب کے سب اسی حیرت
و ضلال شک و شبہ مین گرفتار ہین تب اللہ نے فرمایا وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا یعنے یقین کامل نہین کہتے ہین شک و توہم مین
ہین بلکہ بات یون ہے کہ اللہ نے اونکو اوٹہا لیا اسی عزیز یعنے منیع الجناب حکیم یعنے صاحب حکمت بالغہ و حجت
واضحہ و سلطان عظیم و امر قدیم ف ابن عباس کا مفظ ہے کہ جب اللہ نے چاہا کہ عیسی علیہ السلام کو اوٹہا لے
آسمان پر تو وہ اپنے اصحاب پاس آئے گہر مین بارہ آدمی حواریین سے تہے گہر مین ایک چشمہ تہا اور عیسی چشمے
سے باہر نکلا تہا و ترا یا تم مین آدمی ہے جو کفر کرے گا میرے ساتھ بارہ بار بعد ایمان لانے کے مجہپر پہر کہا کون ہے تم مین

کہ اللہ پاک اونکو اوپر لے گیا اور داخل ہوئے یہودی اوس گھر میں اور شبہ ہو گیا ایک شخص پر جو ان میں تھا پس اونہوں نے قتل کیا

یہ شبہ ہوا یہودیوں کو کہ یہی عیسیٰ ہے پس اونکو پکڑ کر لے گئے اور سولی دیا اور عیسیٰ کو اللہ نے اوپر اٹھا لیا اور بعض

اتنا کہتے ہیں کہ جب عیسیٰ کو اللہ نے اوٹھا لیا تو یہودیوں نے ایک شخص کو پکڑا جو ان کے مشابہ تھا اور قتل کیا

کہ وہ بعینہ وہی شخص ہے یہ اونکی گمان ہے کہ انہوں نے یقیناً قتل کیا بعض کہتے ہیں کہ ایک منافق تھا جسنے

یہودیوں کو خبر دی تھی کہ عیسیٰ اس گھر میں ہیں پس جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اوس پر عیسیٰ کی شباہت ڈال دی گئی

اور یہودیوں نے اوسکو قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے اوپر شباہت لینا قبول کیا اور عیسیٰ کو اللہ نے اوٹھا لیا

یہی تفسیر ہے کہ جب یہودی اوس گھر میں گئے تو عیسیٰ کو نہ پایا اور اوسکو پکڑ لیا اور قتل کیا

مسلمانوں میں ہے صنفوں کا ذکر ہے فرقہ نسطوریہ کہتے ہیں کہ اسلام کی قتل کیا اور بعض کہتے ہیں اسلام پایا

کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا بعد اسکے ابن ابی حاتم نے بسند صحیح ابن عباس سے روایت کی ہے

اور سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا ایکم یلقی علیہ شبہی فیقتل مکانی

ویکون معی فی الجنۃ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ شخص جسپر شبہ عیسیٰ علیہ السلام کا ڈالا گیا تھا وہ

جوان تھا جسکو کہا سولی دیا ایک یہودی کو شبہ عیسیٰ کا ڈالا گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا ابن جریر نے کہا

بیان کیا ہے اصحاب کو ڈالا گیا تھا اور ابن جریر نے کہا کہ بعض نے لیؤمنن بہ قبل موتہ میں اختلاف کیا اہل

تاویل کا بعض نے کہا ہے مراد موت عیسیٰ ہے یعنی سب یہود اونکی تصدیق کرینگے جبکہ وہ واسطے قتل دجال کے اوترینگے

اوس وقت سارے ملتیں ایک ہو جاوینگی یعنی ملت اسلام دین ابراہیم علیہ السلام یہی قول ہے ابن عباس اور ابو مالک

کا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے کوئی اہل کتاب باقی نہ رہیگا کہ وہ ایمان نہ لاوے ابن عباس نے کہا

مراد خاص یہود ہیں حسن بصری نے کہا مراد نجاشی اور اسکے یار ہیں عیسیٰ آپ نزدیک اللہ کے زندہ ہیں جب اوترینگے

سب لوگ اونپر ایمان لاوینگے دوسرا قول یہ ہے کہ ایمان لاویگا ہر ایک مرنے سے قبل قیامت کے یہی قول ہے قتادہ و عکرمہ

بن زید و غیرہ و احمد کا بھی قول حق ہے بیان اسکا بدلیل قاطع عنقریب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ دوسرا قول یہ ہے کہ ہر کتابی

کتابی کی یہ ہے یعنی یہودی نصرانی مرنے سے پہلے عیسیٰ پر ایمان لا کر مریگا اسلیے کہ جسکی موت آتی ہے اوسکی جان

نہیں نکلتی یہانتک کہ حق و باطل دین کا اوسپر کھل جاتا ہے ابن عباس نے کہا نہیں مرتا کوئی یہودی یہانتک کہ ایمان

لاتا ہے عیسیٰ پر عکرمہ نے کہا صاحب ایمان لاتا ہے جیسے پر پٹ مرے پہلے ابن عباس نے کہا اگر گردن

گردن بھی دیجاوے تب بھی اوسکی جان نکلتی نہیں جبتک کہ عیسیٰ پر ایمان نہ لاویگا مگر آنحضرت نے بھی یہانتک کہ یہی

یہ کہ قرأت اُبی کی بھی جو بعض نے نقل کی ہے معنی ہو گا بیان نہ کرے پر ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کی کہ کہا
بلا شبہ موت کے وقت ہر کتابی کو معلوم ہو جاوے گا حق اور اپنے کلام کریگا ساتھ اس کے کہا ابن عباس نے اگر اس کی گردن اُڑا دی جاوے تو بھی
زبان اُسکی حرکت کریگی ساتھ اسی بات کے اُبی کی قرأت میں ہے لا یموت یھودی حتی یؤمن بعیسیٰ وان ضرب
بالسیف تکلم بہ قال وان ھوی من فوق بیت یتکلم بہ وھو یھوی ابن ابی حاتم کی سند ابن عباس سے بھی
اسی طرح قول مجاہد و عکرمہ و ابن سیرین و ضحاک و جویبر و سدی سے ہے صحت کو پہنچا ہے حسن نے
کہا لا یموت احد منھم حتی یؤمن بعیسیٰ قبل ان یموت اس کے معنے دونوں طرح ہوسکتے ہیں پس
ابن جریر نے کہا ایک تیسرا قول یہ ہے کہ لیؤمنن بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم قبل موت الکتابی عکرمہ
نے کہا نہیں مرتا کوئی نصرانی اور نہ یہودی جب تک کہ ایمان نہ لاوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر ابن جریر نے
کہا کہ اولیٰ ان اقوال میں بلحاظ صحت قول اول ہے کہ نہ باقی رہے گا کوئی اہل کتاب زمین پر بعد نزول
عیسیٰ علیہ السلام کے مگر وہ ایمان لاویگا اُن پر قبل موت عیسیٰ علیہ السلام کے ابن کثیر نے کہا یہ بات جو ابن جریر
نے کہی ہے بیشک صحیح ہے اس لیے کہ مقصود سیاق آیات سے تقریر بطلان دعوی یہود میں بابت قتل عیسیٰ
کے اور تسلیم کرنے نصاریٰ کے اس بات کو براہ جہل ہے پھر اللہ نے کہا بات یوں نہ تھی یہود کو شبہ لگا اس
شبیہ کو انہوں نے قتل کیا اور اُن پر نہ کھلا پھر اللہ نے اُن کو اٹھا لیا وہ اب تک باقی ہیں زندہ ہیں اور
نزدیک ہے کہ قیامت سے پہلے زمین پر اتریں گے جس طرح کہ حدیث متواترہ سے ثابت ہو چکا ذکر آویگا
ان شاء اللہ تعالیٰ سورۂ زخرف میں ضلالت کو دور کرینگے صلیب کو توڑینگے خنزیر کو قتل کرینگے جزیہ
نہ لیں گے اسلام کو قبول کرائیں گے یا تلوار سے خون بہائیں گے پس اس آیت کریمہ نے خبر دی کہ اُس وقت
سارے اہل کتاب اُن پر ایمان لے آئیں گے کوئی ایک کتابی بھی اُن کی تصدیق سے متخلف نہ ہوگا
اسی لیے فرمایا ہے وان من اھل الکتاب الخ سو یہ ہی صحیح ہے برخلاف زعم یہود و تسلیم نصاریٰ مسیح مصلوب و مقتول
ہو چکے ہیں قیامت میں گواہ ہونگے اُنکے اعمال کے جن کو علم سے پہلے اور نزول سے بعد مشاہدہ کیا ہے
باقی رہا یہ قول کہ ہر مرنے والا کتابی ایمان لاتا ہے عیسیٰ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ مریگا سو یہ بات
بیشک مطابق واقع کے ہے اس طرح پر کہ وقت احتضار کے ہر کسی پر وہ بات کھل جاتی ہے جس کو وہ نہیں
جانتا تھا اس سے جاہل تھا اس وقت اس امر کی تصدیق کرتا ہے ولکن یہ ایمان نافع نہیں ہوتا جبکہ فرشتے کو دیکھ لیا جس طرح
کہ اللہ نے اس سورت کے اول میں فرمایا ہے ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت

[illegible] الآن [illegible] قالوا [illegible] [illegible]

[illegible] ایک [illegible] تھی [illegible] کہ اس بیان [illegible] ہے [illegible]

[illegible] آیات [illegible]

[illegible] کہ [illegible] سے [illegible]

[illegible] کہ [illegible] الاول [illegible]

[illegible] کہ ان کے [illegible]

[illegible] ان کو [illegible] ان کو [illegible]

[illegible] تعالیٰ عما یقولون

علوا کبیرا وتنزه وتقدس لا اله الا هو ولا رب سواه ف نزول عیسیٰ کا زمین پر

آسمان سے آخر زمان میں قبل یوم القیامت کے [illegible] احادیث صحیحہ سے

ثابت ہے چنانچہ بخاری نے کتاب ذکر الانبیاء میں اپنی جامع صحیح میں [illegible] نزول عیسیٰ علیہ السلام کا بیان

عن ابی ہریرة [illegible] والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر

الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة

خیر له من الدنیا وما فیها پھر ابو ہریرہ [illegible] کہا [illegible] پڑھو وان من اهل الکتب الا لیؤمنن

به قبل موته ویوم القیمة یکون علیهم شهیدا وکذا رواه مسلم [illegible]

اخری [illegible] ورواه ابن مردویه [illegible] فیقتل الدجال وتکون السجدة واحدة [illegible]

[illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] عیسیٰ بن مریم [illegible]

[illegible] رواه احمد وکذا مسلم [illegible] ان کا [illegible] عیسیٰ بن مریم [illegible]

[illegible] ان کے [illegible]

[illegible] ابو ہریرہ [illegible]

[illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ابو ہریرہ [illegible] رواه

[illegible] ابو ہریرہ [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیف انتم اذا نزل

فیکم المسیح ابن مریم وامامکم منکم وکذا رواه احمد [illegible] ابو ہریرہ [illegible]

انبیا ہر ہو علامات مین یا ہین انکی بالک ایک ہین وہین انکا ایک ہے اور مین اکثر ہون لوگون کا ساتھ ہے [illegible]
وہ میانہ قد ہین اور رنگ انکا [illegible] نہین ہے اور وہ اوترے ہوا ہین جب تم انکو دیکہو تو پہچان لو [illegible]
بین [illegible] قامت [illegible] سفید [illegible] کہ گویا انکا سر قطرہ ٹپکتا ہے اگرچہ اسکو تری نہین پہونچی
[illegible] توڑ دا لینگے خنزیر کو قتل کرینگے جزیہ موقوف کرینگے لوگون کو طرف اسلام کے بلاوینگے [illegible] اللہ انکے
زمانے مین سارے مذہبون کو [illegible] ہلاک کریگا اللہ انکے زمانے مین مسیح دجال کو پہر زمین پر امانت
پہیل جاویگی [illegible] اونٹ اور [illegible] ساتھ گایون کے اور بہیڑیے ساتھ بکریون کے اور کہیلینگے
بچے ساتھ سانپون کے [illegible] نقصان نہ پہونچاوینگے عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس پہر وفات کرینگے مسلمان
انپر نماز پڑہینگے وکذا رواہ ابو داؤد و ابن جریر سوا اسکے ایک حدیث [illegible] آیت باب کی [illegible]
نہین کہی پہر کہا [illegible] کرینگے اور سب لوگ اسلام پر بخاری کا لفظ ابو ہریرہ سے مرفوعاً یون ہے
انا اولى الناس بعيسى ابن مريم والانبياء اولاد علات ليس بيني وبينه نبي [illegible]
الناس بعيسى ابن مريم في الدنيا والآخرة والانبياء اخوة لعلات امهاتهم شتى ودينهم واحد مسلم کا لفظ ابو ہریرہ
سے یہ ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قایم نہوگی قیامت یہانتک کہ اترین روم یعنے نصاریٰ اعماق
مین یا دابق مین نکلیگا انکی طرف ایک لشکر مدینے سے وہ اوس دن بہترین اہل ارض ہونگے جب صف کشی
ہوگی روم کہینگے چہوڑ دو ہم کو اور ہمارے قیدیون کو کہ مقاتلہ کرین ہم اون سے مسلمان کہینگے لا واللہ ہم
تم کو اپنے بہائیون کو نہ چہوڑینگے پہر مقاتلہ ہوگا ایک تہائی لشکر شکست کہاویگا اللہ کبہی انکی توبہ قبول
نہ کریگا ایک تہائی مارا جاویگا وہ افضل شہدا ہونگے نزدیک اللہ کے ایک تہائی فتحیاب ہوگا وہ کبہی فتنے مین نہ پڑینگے
قسطنطنیہ کو فتح کرینگے اس درمیان مین کہ تقسیم غنائم کر رہے ہونگے اپنی تلوارین اونہون نے درخت زیتون
سے لٹکائی ہونگی کہ پکاریگا ایک شیطان [illegible] مین چلاویگا کہ مسیح یعنی دجال پیچہے تمہارے اہل مین ہے پس جب وہ باہر
نکلے ہونگے یہ خبر باطل ہوگی جب شام مین آوینگے تب دجال نکلیگا پہر اثنے مین کہ وہ لڑنے کو درست
ہونگے صفوف برابر کرتے ہونگے کہ اقامت نماز کی جاوے گی جیسے عیسیٰ بن مریم اوتر کر انکی امامت
جب کرینگے دشمن خدا یعنے دجال اونکو دیکہیگا ایسا گہل جاوے گا جیسے نمک پانی مین گہل جاتا ہے
اگر وہ اوسکو چہوڑ دین تو گہل کر ہلاک ہو جاوے ولکن اللہ اوسکو ہاتہ پر اونکے قتل کریگا
وہ اوسکا خون اپنے حربے مین لیکر لوگون کو دکہاوینگے ف حافظ ابن کثیر نے اس جگہ [illegible]

سنن و مسند امام احمد سے احادیث ذکر نزول عیسیٰ و خروج و قتل دجال و عشر آیات قیام ساعت کو ذکر کر کے کہا ہے
یہ حدیثیں متواتر ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک جماعت صحابہ نے ان کو روایت کیا ہے ان میں دلالت
ہے صفت نزول و مکان نزول پر کہ وہ شام بلکہ دمشق ہے نزدیک منارہ شرقیہ کے وہ اتریں گے اور یاد رہنا ان کا وقت نماز
صبح کے ہوگا اس زمانے میں اور ۷۴۱ھ سنہ سات سو اکتالیس کے جو ایک منارہ جامع اموی کا سفید پتھر تراشیدہ سے عوض
منارہ منہدمہ کے جو بسبب آگ لگا دینے نصاریٰ کے عَلَيْهِمْ لَعَائِنُ اللّٰهِ الْمُتَتَابِعَةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ بنایا گیا ہے اور
اکثر عمارت اس کی انہیں کے اموال سے ہوئی ہے گمان قوی یہ ہے کہ نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا اسی
منارہ پر ہو وہ اتر کر قتل خنزیر کسر صلیب و منع جزیہ کریں گے سوا اسلام کے کچھ قبول نہ فرماویں گے کما تقدم
من الصحیحین یہ خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یہ انہیں کی تقریر و تشریع و تسویغ ہے اس بات پر کہ
اس زمانے میں جبکہ ساری علتیں دور ہو جاویں گی سارے شبہے اٹھ جاویں گے سب دین اسلام میں
داخل ہو کر تابع عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے ان کے ہاتھ پر اسلام لاویں گے ولہذا قال تعالیٰ وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ
الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الآیۃ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے وَإِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اس کو بعلم بتحریک
بھی پڑھا ہے یعنی عیسیٰ نشانی ہیں قیامت کی اور دلیل ہیں اقتراب ساعت پر اسلئے کہ نزول ان کا بعد خروج
مسیح دجال کے ہوگا اللہ دجال کو ان کے ہاتھ پر قتل کرے گا صحیح میں آیا ہے کہ انہیں دنوں اللہ ان کے زمانے
میں یاجوج ماجوج کو بھی ہلاک کرے گا ان کی دعا سے عیسیٰ علیہ السلام کے وقد قال تعالیٰ حَتّٰی إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ
وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ الآیۃ انتہیٰ کلام ابن کثیر ب
سنہ تیرہ سو تین آگئے مسیح علیہ السلام نے ابتک نزول نہیں فرمایا اہل اسلام شب و روز گوش بر آواز ہیں حضرت
خدا کرے کہ جلد آجاویں یہ جھگڑا چکا جاوے کیونکہ آفتاب اسلام کا لب بام آگیا ہے ف اس جگہ پر بعض نے
احادیث صفت عیسیٰ کی لکھی ہیں ہم ذکر ان کا اس مقام پر بخوف طول کلام نہیں چاہتے کتاب حجج الکرامہ و
اشاعۃ و اقتراب الساعۃ میں احادیث مشار الیہا مذکور ہیں ہر قسم معلوم کرنا کافی ہے کہ وہ بعد نزول کے
زمین میں چالیس برس رہیں گے ایک روایت مسلم میں سات برس کی ہے احتمال ہے کہ مراد اس سے مدت
مجموع اقامت بعد نزول و قبل رفع کے ہو اس لئے کہ وقت رفع کے سن سی و سہ سالہ تھا بر طبق صحیح میں ابو داود
حدیث صفت اہل جنت میں وارد ہوا ہے کہ وہ صورت آدم و میلاد عیسیٰ پر سی و سہ سالہ ہوں گے یہ قول ابن
عساکر ہے بعض نے کہا ہے کہ وہ ایک سو پچاس برس کی عمر پاویں گے شاذ و غریب بعید ہے

مین کہا ہے کہ بعض سلف نے کہا ہے کہ وہ حجرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ہمراہ جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم کے دفن ہونگے واللہ اعلم **ف** یہ جو فرمایا کہ عیسے دن قیامت کو ان پر گواہ ہونگے
سو قتادہ نے کہا ہے گواہی دینگے اس بات کی انہون نے اللہ کی رسالت ان کو پہنچا دی عبودیت کا اقرار
کر چکے وھذا کقولہ فی آخر سورۃ المائدۃ وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ الآیۃ
انتہی فتح البیان مین کہا ہے اللہ فرماتا ہے جب انہون نے عہد توڑا اللہ کی آیتون سے انکار کیا پیغمبرون
کو قتل کیا اپنے دل کو غلاف مین بتایا تو اللہ نے ان کے دلون پر مہر لگا دی اب ان مین تھوڑے لوگ
ایمان لاتے ہین پھر انہون نے مسیح کا انکار کیا مریم پر بہتان باندھا عیسے کے قتل کے قائل ہوئے حالانکہ
ان کا مار ڈالنا بالکل غلط ہے جس کو مارا وہ شبیہ عیسیٰ تھا نہ خود عیسے یہ قصہ کئی طرق سے بالفاظ مختلفہ آیا ہے
عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر نے اس کو قریب بہ ترتیب انجیل ذکر کیا ہے نصاریٰ اب تک اسی شبہ مین
پڑے ہین کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے سو وہ شک محض ان کا خیال خام و اتباع گمان ہے ان کو
تو اللہ نے آسمان پر بلا لیا جامع صغیر مین تیسرا آسمان بتایا ہے بعض روایات مین دوسرا آسمان
آیا ہے مرجع ضمیر قبل موتہ مین اختلاف ہے کہ موت عیسیٰ مراد ہے یا موت کتابی یا دونو ضمیر راجع ہین طرف
عیسیٰ کی یعنی عیسے نہ مرین گے یہانتک کہ ہر کتابی جو ان کے زمانے مین ہوگا آن پر ایمان لے آئیگا یا
ضمیر اول طرف اللہ کے اور دوسری طرف محمد رسول اللہ کے ہے عکرمہ نے یون ہی کہا ہے لیکن اس کی
کوئی وجہ نہین ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر قبل اس آیت کے نہین ہوا کہ ضمیر طرف آپکے
پھرے مختار ابن جریر یہی ہے کہ مرجع ضمیر جناب مسیح ہین یہی قول ایک جماعت سلف کا ہے اور یہی ظاہر
بھی ہے یہ ایمان اس وقت لاوین گے جبکہ ملک الموت کو دیکھ لین گے مگر کیا فائدہ شہر بن حوشب
نے کہا یہودی کو جب موت آتی ہے فرشتے اس کے مونھہ اور پشت کو مارتے ہین کہتے ہین ای دشمن
خدا تیرے پاس عیسےٰ نبی ہو کر آئے تھے تو نے ان کو جھٹلایا اس وقت وہ کہتا ہے کہ مین ایمان لایا
کہ وہ بندے اور رسول ہین اللہ کے اسی طرح نصرانی سے کہتے ہین کہ عیسے نبی ہو کر آئے تھے تو نے
گمان کیا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے ہین وہ کہتا ہے مین ایمان لایا کہ وہ اللہ کے بندے ہین سو ایمان
لانا اہل کتاب کا اس وقت بیفائدہ ہوتا ہے یا مراد ایمان لانا ہے وقت نزول کے آخر زمان مین جس
طرح احادیث مین آیا ہے ابن عباس نے کہا کچھ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو اہل کتاب مین سے وقت بعث کے

پالین گے پہر اللہ نے کہا کہ عیسے گواہ ہونگے ان پر دن قیامت کو یہ ہے یہود کی تکذیب نصاری کا

غلو بیان کر چکے فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن

سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۝ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ

وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ

بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ سو یہود کے گناہ سے ہمنے حرام کین ان پر کتنی پاک
چیزین جو ان کو حلال تہین اور اس سے کہ اٹکتے تہے اللہ کی راہ سے بہت اور ان کے سود لینے پر اور ان کو اس
سے منع ہو چکا ہے اور لوگون کے مال کہانے پر ناحق اور طیار رکہی ہے ہم نے منکرون کے واسطے دکہہ کی مار
لیکن جو ثابت ہین علم پر ان مین اور ایمان لاے سو مانتے ہین جو اترا تجہہ پر اور اترا تجہہ سے پہلا اور آفرین نماز پر
قائم رہنے والون کو اور دینے والے زکوۃ کے اور یقین کرنے والے اللہ پر اور پچہلے دن پر ایسون کو ہم دینگے
بڑا ثواب **ف** یعنی اوپر سے جو شرارتین ان کی ذکر کین بعضی پہلے ہوئین اور بعضی پیچہے لیکن پہلے گناہ
پر دلیر تہے اس طرح ان کے لیے شریعت سخت رکہی کہ سرکشی ٹوٹے انتہی اللہ پاک نے اس آیت مین یہود کے
ظلم کی خبر دی ہے کہ وہ بڑی بڑے گناہ کیا کرتے تہے اس لیے حلال کو ان پر ہم نے حرام کر دیا ابن عباس
کی قرأت یہ ہے طَيِّبَاتٍ كَانَتْ أُحِلَّتْ لَهُمْ یہ تحریم یا تو قدری تہی کتاب کو محرف مبدل کر ڈالا جو چیزین
اس مین حلال تہین وہ ان پاس تحریف و تبدیل سے حرام ہو گئین اپنی جان پر آپ ہی تشدید و تضییق
قطع کیا یا شرعی تہی کہ اللہ نے تورات مین ان پر حرام کر دین جو پہلے حلال تہین کما قال تعالی كُلُّ الطَّعَامِ
كَانَ حِلًّا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ یعنے سوا اس کے
جو اسرائیل نے اپنی جان پر حرام کر لی تورات کے پہلے جیسے گوشت اور دودھ اونٹون کا پہر اللہ نے بہت سی چیزین
تورات مین حرام کر دین کما قال فی سورۃ الانعام وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ
وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذَٰلِكَ
جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ یعنے ان چیزون کو اس لیے ان پر حرام کیا کہ وہ بسبب طغیان
بغی و مخالفت رسل و اختلاف باہمی کے مستحق اس تحریم کے تہے اس لیے اس جگہ یون کہا کہ ان کو ظلم کی
وجہ سے یہ ہوا لوگون کو اللہ کی راہ سے روکتے تہے اور خود بھی اتباع حق سے باز رہتے تہے یہ خصلت یہود کی بڑی

عادت ہر قدیم زمانے سے لے کر آج تک متصف اسی صفت سے ہیں اسی لیے اللہ کے رسولوں کو دشمن ہو گئے
ایک خلق کو انبیا میں سے مار ڈالا جیسے علیہ السلام کو جھٹلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی ان کو سود
سے بھی منع کیا تھا مگر خوب سود کھایا لیا دیا طرح طرح کے حیلے نکالے شبہے پیدا کیے لوگوں کا مال ناحق
کھا گئے ہاں جو لوگ ان میں راسخ العلم ہیں ایمان لائے ہیں جو ماجرا دیکھ ابن عباس نے کہا یہ آیت حق میں
عبد اللہ بن سلام کے اتری ہے وہ اور ثعلبہ بن سعیہ زید بن سعید واسید بن عبید داخل اسلام ہوئے جو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی ف سارے مصاحف میں مقیمین ہی ہے مصحف ابی بن کعب میں بھی اسی طرح ہے
ابن جریر نے کہا مگر مصحف ابن مسعود میں مقیمون ہے پھر کہا کہ صحیح قرات جمیع ہے پھر جس نے کہا کہ وہ غلطی کاتب
ہے اس پر رد کیا ہے پھر خلاف لوگوں کا ذکر کیا کہ بعض نے کہا ہے نصب علی المدح کلام عرب میں درست ہے کما
جا فی قولہ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ دوسروں نے کہا
مجرور ہے اس لیے کہ معطوف ہے بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ پر یعنے وَبِالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ کہا کوئی
کہا وَبِاِقَامَتِهِمُ الصَّلٰوةَ یعنے معترف ہیں ساتھ وجوب نماز کے مراد مقیمین الصلوۃ سے ملائکہ ہیں ابن جریر نے
اسی کو اختیار کیا ہے مگر اس میں نظر ہے مراد زکوۃ سے زکوۃ اموال یا زکوۃ نفوس یا دونوں امر ہیں پھر
فرمایا کہ تصدیق کرتے ہیں بعث بعد الموت کی اور جزائے اعمال کی کیا خیر کیا شر سو ایسوں کو جنت ملے گی۔
ف فتح البیان کی تقریر سے سنو کہ مراد طیبات سے وہ شیا ہیں جو سورۂ انعام میں مذکور ہیں واحدی نے کہا
ہے وجہ تحریم کی کہ کس طرح ہوئی اور کب ہوئی اور کس کی زبان پر حرام ہوئی ہم نے نہیں پائی اس لیے ذکر
اس کا چھوڑ دیا انتہے خازن نے کہا واحدی نے اس بات میں انصاف کیا یہ آیت نہایت مشکل ہے انتہا لیکن
رازی اور شوکانی نے بھی سمنے ظلم میں ذکر اقوال مفسرین کا ترک کر دیا مجملاً یہ کہہ دیا کہ جب وہ کسی معصیت کا
ارتکاب کرتے تھے تو اللہ ان پر حلال کو حرام کرتا جاتا تھا جو کہ ان کے اسلاف پر درست تھا یہ تحریم بطور
عقوبت کے تھی اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَ
سُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ
عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ
حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح کو اور

نبیون کو اُس کے بعد اور دی ہم نے وحی ابراہیم کو اور اسمٰعیل کو اور اسحٰق کو اور یعقوب کو اور اُس کی اولاد کو
اور عیسیٰ کو اور ایوب کو اور یونس کو اور ہارون کو اور سلیمان کو اور دی ہم نے داؤد کو زبور اور کتنے رسول جن کا
احوال سنایا ہم نے تجھ کو آگے اور کتنے رسول جن کا احوال نہیں سنایا تجھ کو اور باتین کین اللہ نے موسیٰ سے
بول کر کتنے رسول خوشی اور ڈر سنانے والے تا نہ رہے لوگون کو اللہ پر الزام کی جگہ رسولون کے بعد اور اللہ ہے
زبردست حکمت والا **ف** یعنی عذر کی جگہ نہ رہے کہ ہم کو تیری مرضی معلوم ہوتی تو اس پر چلتے یہ اللہ
کی حکمت اور تدبیر ہے اور اگر زبردستی کرے تو اس کی حاجت نہیں ہے انتہی **ف** ابن کثیر کہتے ہین
ابن عباس نے کہا سکین و عدی بن زید نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نہیں جانتے کہ اللہ نے بعد موسیٰ
کے کسی پیغمبر پر کچھ اوتارا ہو اس پر اللہ نے یہ آیت بھیجی زبور نام ہے اس کتاب کا جس کی وحی داؤد علیہ السلام
کو کی تھی ان انبیا کا ذکر سورۂ انبیا مین انشاء اللہ تعالی آویگا جن انبیا کا نام قرآن پاک مین منصوص ہے وہ
یہ ہین آدم ادریس نوح ہود صالح ابراہیم لوط اسمٰعیل اسحٰق یعقوب یوسف شعیب موسیٰ ہارون یونس داؤد
سلیمان الیسع زکریا ایوب الیاس عیسیٰ یحییٰ ذوالکفل نزدیک اکثر مفسرین کے سب کے سردار محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہین یہ سب مع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچیس ہوئے یہ وہ انبیاء ہین جن کا قصہ بیان فرمایا
رہے وہ جن کا نام و نشان نہین بتلایا ان کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے اسی لیے عدد انبیاء و مرسلین میں
اختلاف ہے مشہور اس باب مین حدیث طویل ابو ذر ہے جس کو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے اس مین عدد
انبیاء کی ایک لاکھ چوبیس ہزار آئی ہے منجملہ ان کے تین سو تیرہ رسول ہین ابو حاتم ابن حبان بستی
نے بھی اس حدیث کو کتاب الانواع والتقاسیم مین ذکر علامت صحیح کی کہی ہے مگر ابن الجوزی نے
اس کو موضوعات مین ذکر کیا ہے ابراہیم بن ہاشم کو متہم بوضع ٹھیرایا ہے ابن کثیر کہتے ہین اس مین
شک نہین کہ غیر واحد نے ائمہ جرح و تعدیل مین سے ابراہیم مین اس حدیث کے سبب کلام کیا ہے یہ
حدیث اور طرح پر بھی دوسرے صحابی سے آئی ہے ابن ابی حاتم نے اس کو ابو امامہ سے مرفوعاً روایت
کیا ہے اس مین تین سو پندرہ رسل جم غفیر بتلائے ہین مگر اس کی سند مین معان بن رفاعہ سلامی و علی بن
یزید و قاسم بن عبدالرحمن ضعیف ہین تیسری حدیث انس کی مرفوعاً اس لفظ سے آئی ہے کہ اللہ نے
آٹھ ہزار نبی بھیجے چار ہزار طرف بنی اسرائیل کے اور چار ہزار طرف باقی لوگون کے رواہ ابو یعلی
اس کی سند مین ابذی و رقاشی ہیں دونو ضعیف ہین یہ حدیث دوسرے طریق سے بھی نزدیک ابو یعلی

کے مروی ہے تیسرے طریق سے اس کو حافظ ذہبی نے اپنی سند سے کہا ہے اس مین بہی احمد بن
طارق ضعیف ہے اگرچہ اس کی سند کو لا باس کہا ہے حدیث ابو ذر کو محمد بن حسین آجری نے بہی طول
تر سیاق سے روایت کیا ہے اس مین تعداد کتب ایک سو چار آئی ہے ہر ایک نبی کے صحف کی گنتی
الگ الگ بتائی ہے مگر ابن کثیر نے اس پر کچہ کلام جرحا و تعدیلا نہین کیا امام احمد بہی راوی حدیث ابو ذر
کے ہین مگر نہایت مختصر طور پر عبداللہ بن احمد نے ابو سعید سے ایک حدیث بلفظ مجالد روایت کی ہے
اس مین یون آیا ہے اِنِّیْ خَاتَمُ اَلْفِ نَبِیٍّ اَوْ اَکْثَرَ الخ ابو یعلی کا لفظ یون ہے اِنِّیْ اَخْتِمُ اَلْفَ اَلْفِ نَبِیٍّ
اَوْ اَکْثَرَ ابن کثیر نے کہا اس مین لفظ الف مقحم ہوگا واللہ اعلم پہر کہا کہ سیاق امام احمد کا اثبت و اولی بصحت
ہے رجال اسناد اس کی لا باس بہم ہین ابو بکر بزار نے جابر بن عبداللہ سے مرفوعًا یون روایت کیا ہے
اِنِّیْ لَخَاتَمُ اَلْفِ نَبِیٍّ اَوْ اَکْثَرَ ابن کثیر نے اس کی سند پر بہی کچہ کلام نہین کیا واللہ اعلم ف اللہ کا
بات کرنا موسیٰ سے بطور تشریف کے تہا اسی لیے ان کو کلیم کہتے ہین بعض معتزلہ نے بعض مشائخ پر یون
پڑہا تہا وَكَلَّمَ اللّٰهَ مُوسٰى تَكْلِيمًا انہون نے کہا او حرام زادے بہلا تو اس آیت مین کیا کریگا وَلَمَّا جَاۗءَ مُوسٰى
لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ یعنی اس مین تو احتمال تحریف و تبدیل کا نہین ہے ابن مسعود مرفوعًا کہتے ہین جس
دن اللہ نے موسیٰ سے بات کی تہی وہ ایک جبہ اور ایک کلی ایک سراویل صوف کی پہنے ہوئے تہے ان کی
پاپوش گدہے کے چمڑے کی تہی رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَابْنُ مَرْدُوْيَةَ صفت کلام موسی علیہ السلام مین کئی حدیثین آئی
ہین مگر انکی سند ضعیف ہے بعض کعب احبار سے مروی ہین ابن کثیر نے کہا هُوَ مَحْكِيٌّ عَنِ الْكُتُبِ الْمُتَقَدِّمَةِ
الْمُشْتَمِلَةِ عَلٰى اَخْبَارِ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ وَفِيْهَا الْغَثُّ وَالسَّمِيْنُ انتہی رسولون کا کام یہ ہے کہ جو لوگ مطیع امر
و متبع رضوان اللہ ہوتے ہین یہ ان کو خیرات کی خوشخبری سناتے ہین جو مخالف امر اللہ و مکذب رسل ہوتے
ہین یہ ان کو عقاب و عذاب کا ڈر بتاتے ہین اللہ نے رسل و کتب کو اسی لیے بہیجا ہے کہ کسی معتذر کو جگہ
عذر کی باقی نہ رہے کما قال تعالیٰ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا
رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى وقولہ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ
اَيْدِيْهِمْ الآیۃ صحیحین مین ابن مسعود سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی زیادہ غیرت دار اللہ
سے نہین ہے اسی لیے حرام کیا ہے اس نے فواحش کو کہلے ہون یا چہپے اور نہین ہے کوئی کہ محبوب تر ہو
اس کو مدح اللہ سے اسی لیے اس نے اپنی مدح آپ کی ہے اور نہین ہے کوئی کہ بہت دوست ہو اس کو عذر اللہ سے

اسی لیے بھیجا ہے اس نے انبیا کو خوشخبری سنانے والا ڈرانے والا دوسرا لفظ یعنی حروف اجمل ذلک
ارسل رسلہ وانزل کتبہ فتح البیان میں ہے زبیر بن بکار نے کہا جس کسی نبی کا ذکر قرآن میں آیا ہے وہ
اولاد ابراہیم علیہ السلام سے ہے مگر ادریس نوح وہود ولوط وصالح اور عرب میں کل پانچ نبی ہوئے ہود صالح
اسمٰعیل شعیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اکثر عرب اس لیے کہتے ہیں کہ سوا ان کسی اور نبی نے تکلم عربیت میں نہیں کیا
ذکرہ القرطبی اسباط اولاد یعقوب کو کہتے ہیں وہ بارہ شخص تھے ان میں یوسف علیہ السلام کی نبوت تو بالاتفاق ہے
ہن باقی میں اختلاف ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان سب انبیا پر وحی بھیجی اور تم لوگ بھی معترف ہو کہ وہ نبی
تھے مگر کسی ایک پر بھی اللہ نے کوئی کتاب پوری ایک بار میں نہیں اتاری سو جب یہ امر ان کی نبوت میں قادح
نہیں ہے تو اگر قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر متفرق ہو کر اترا تو کیونکر قدح ہو سکتی ہے جس طرح ان سب پر
وحی آئی تھی اسی طرح خاتم انبیا پر بھی آئی زبور میں ڈیڑھ سو سورتیں ہیں ان میں کوئی حکم ہے نہ حلال نہ
حرام ہے حکمتیں اور مواعظ ہیں انہیں سورت سے مراد مزمور ہے ہر مزمور ایک فصل ہے جو مشتمل ہے کلام داؤد پر
اس میں اللہ سے فریاد کی ہے اپنے دشمنوں کی اور بددعا کی ہے ان پر اور مدد مانگی ہے کہیں کہیں اس میں وعظ بھی کہہ
دیا ہے غالباً کنیسے میں اس کو گایا کرتے تھے وقت تکلم کے بعض آلات بھی ہوتے تھے جن کے نغمات بہم ملائم
ہوتے تھے چنانچہ بہت سے مزمورات میں اس بات کی تصریح آئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ
اشعری سے فرمایا کبھی تو دیکھتا مجھ کو آج کی رات اور میں سنتا تھا تیرا پڑھنا تحقیق کہ دیا گیا ہے ایک
مزمار مزامیر آل داؤد سے اَخْرَجَہُ الشَّیْخَانِ تکلیماً سے یہ مراد ہے کہ اللہ نے موسیٰ سے بلا واسطہ کلام
کیا اس طرح کا کلام منتہیٰ مراتب وحی ہے یہ خصوصیت انبیا میں بعد آدم کے موسیٰ ہی کو ملی لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْهَدُ بِمَا

اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِکَةُ یَشْهَدُوْنَ ۚ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ
صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ
وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ طَرِیْقًا ۝ اِلَّا طَرِیْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ۚ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا ۝ یٰٓاَیُّهَا
النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ ۚ وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَکَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۝ لیکن اللہ گواہ ہے اس کا جو تجھ کو نازل کیا ہے نازل کیا ہے اس کو
علم کے ساتھ اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ بس ہے حق ظاہر کرنے والا جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے اللہ کی راہ سے
دور بہکے ہیں بے شک جو لوگ منکر ہوئے اور حق دبا رکھا ہرگز اللہ بخشنے والا نہیں ان کو اور نہ ان کو دکھاوے

راہ گمراہ دوزخ کی پڑے رہین اُس مین ہمیشہ اور یہ اللہ پر آسان ہی لوگو تمہارے پاس آچکا رسول ٹہیک بات لیکر تمہارے رب کی سو مان لو کر بہلا ہو تمہارا اور اگر نہ مانوگے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین مین اور اللہ سب خبر رکہتا ہے حکمت والا **فائدہ** یعنے وحی ہر پیغمبر کو آتی رہی ہے کچھ نیا کام نہین ہے پر اس کلام مین اللہ نے اپنا خاص علم اتارا اور اللہ اس حق کو ظاہر کردیگا چنانچہ ظاہر ہوا کہ جسقدر ہدایت اس نبی سے ہوئی اور کسی سے نہ ہوئی انتہی ابن کثیر نے کہا کہ اللہ نے کہا کہ ہم خود گواہی دیتے ہین کہ یہ ہمارا کلام ہے جو ہم نے تم پر اتارا ہے گو تمہاری مکذب و مخالف اُسکا انکار کرین اس کتاب مین اللہ کا علم ہے بندون کو مطلع کرنے کو اس مین بیان دہدی و فرقان ہی اللہ کی مرضیات و مکروہات کا ذکر ہے غیوب ماضی و مستقبل کا حال ہے اللہ کی صفتون کا ذکر ہے جسکو نہ کوئی نبی مرسل جانتا تہا نہ ملک مقرب مگر جسکو اللہ نے سکہا دیا کما قال تعالیٰ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وقال وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا عطا بن سائب نے کہا مجھکو ابو عبدالرحمن سلمی نے قرآن مجید پڑہایا انکی عادت تہی کہ جب کوئی ان سے قرآن مجید پڑہتا تو وہ یہ بات کہتے قَدْ أَخَذْتَ عِلْمَ اللّٰهِ فَلَيْسَ أَحَدٌ الْيَوْمَ أَفْضَلَ مِنْكَ إِلَّا بِعَمَلٍ پہر یہ آیت پڑہتے أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا مراد شہادت ملائکہ سے یہ ہے کہ وہ تصدیق کرتے ہین وحی کی جو تجھ پر اتری ہے ابن عباس نے کہا ایک جماعت یہود کی پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئی اُن سے کہا واللہ مین جانتا ہون کہ تم جانتے ہو کہ مین رسول ہون اللہ کا انہون نے کہا ہم نہین جانتے اس پر یہ آیت اتری پہر اللہ نے فرمایا کہ جن لوگون نے خود کفر کیا اور حق پر نہ چلے اور لوگون کے گمراہ کرنے مین سعی کی وہ سخت گمراہ ہین اُن کو سوائے راہ جہنم کے اور کوئی راہ نہ دیجاویگی پہر کہا کہ اس حق پر جو تمہارے پاس آیا ہے ایمان لاؤ اگر نہ لاؤگے تو اللہ کو کچھ پروا نہین ہے کما قال تعالیٰ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ فتح البیان مین کہا ہے أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ مین نفی ہے قول معتزلہ کی انکار صفات مین اس لیے کہ اس لفظ مین اللہ نے اپنے لیے صفت علم کی ثابت کی ہے اللہ جب کسی بات کا شاہد ہوتا ہے تو ملائکہ بہی اُس کی شہادت دیتے ہین اگرچہ نری اللہ کی گواہی کافی ہے اللہ کی شہادت یہی ہے کہ نبی کو معجزہ واسطے ثبوت نبوت کے بخشے ان معجزات کا وجود شہادت ہے صدق دعوی نبوت پر جاننا کہ مسیح رسول اللہ کی عمر اور جگہ کا حال یہ ہے یا قرآن کریم يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ ۚ فَآمِنُوا

بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُولُوا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات مین اور مت بولو اللہ کے حق مین مگر بات تحقیق مسیح جو ہے عیسی مریم کا بیٹا رسول ہے اللہ کا اور اُس کا کلام ہے جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اُس کی یہان کی سو مانو اللہ کو اور اُسکے رسولون کو اور مت بتاؤ اُس کو تین یہ بات چھوڑو کہ بھلا ہو تمہارا اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے اس لائق نہین کہ اُس کی اولاد ہو اوسی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین مین اور اللہ بس ہے کام بنانے والا **ف** یہ خطاب ہے نصاریٰ کو کہ اللہ کو تین جگہ بتاتے ہین باپ اور بیٹا اور روح القدس فرمایا کہ دین کی بات مین مبالغہ عیب ہے ایک شخص سے اعتقاد ہو تو اُس کی تعریف مین حد سے نہ بڑھے جتنی بات تحقیق ہو وہی کہو اور فرمایا کہ فی الحقیقت بیٹا جننے یہ اللہ کو لائق نہین اور بیٹا کرے تو اُس کو بیٹا کرنے کی حاجت نہین وہ بس ہے کام بنانے والا ہے **ف** اس آیت کریمہ مین نہی فرمائی ہے اہل کتاب کو غلو و اطراء سے یہ بات نصاریٰ مین بہت ہے کیونکہ وہ حق مین عیسیٰ علیہ السلام کے حد سے تجاوز کر گئے جو رتبہ اللہ نے عیسے کو دیا تھا اوس منزلت سے کہین زیادہ اُن کو اوپر چڑھا دیا حتی نبوت سے نقل کر کے خدا بنا دیا پھر اُن کو ایسا پوجا جیسے کہ خدا کو پوجتے ہین بلکہ اتباع و اشیاع عیسیٰ کے حق مین بھی یہانتک غلو کیا کہ اُن کو معصوم سمجھ لیا ہر بات مین اُن کا اتباع کیا خواہ وہ بات حق تھی یا باطل گمراہی تھی یا ہدایت صحیح تھی یا دروغ اسی لیے اللہ نے فرمایا اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ حدیث عمر مین مرفوعًا آیا ہے لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ رواہ احمد یعنے تم مجھ کو ویسا نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسے کو بڑھایا مین تو ایک بندہ ہون تم یہی کہو کہ اللہ کا بندہ و رسول ہے علی بن المدینی نے کہا یہ حدیث صحیح مسند ہے وَهٰكَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلَفْظُهٗ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ انس بن مالک کہتے ہین ایک آدمی نے کہا یَا مُحَمَّدُ سَيِّدَنَا وَابْنَ سَيِّدِنَا وَخَيْرَنَا وَابْنَ خَيْرِنَا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِقَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنْ تَرْفَعُوْنِيْ فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِيْ اَنْزَلَنِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رواہ احمد وَتَفَرَّدَ بِهٖ پھر اللہ نے فرمایا اللہ پر افترا کر و اُس کے لیے جورو بیٹا نہ ٹھہراؤ وہ اس سے برکت ہے اپنی سیادت و کبریاء و عظمت مین متوحد ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ اسی لیے فرمایا کہ عیسیٰ تو مریم کا بیٹا ہے یعنے

ایک بندہ ہیں بندوں میں سے ایک مخلوق ہیں جو لفظ کن سے موجود ہو گیا ہے ہاں رسول ہیں ایک کلمہ سے جس کو جبرئیل پاس مریم کے لائے تھے پیدا ہوا ہے مریم کے اندر جبرئیل نے اللہ کے اذن سے روح پھونک دی سو عیسیٰ اللہ کے اذن سے ہوئے اور نفخ جبرئیل جب پیراہن مریم میں تھا وہ سعادتر کر فرج میں پہونچی جیسے ماں باپ سے باردار ہوتی ہے اور یہ سب مخلوق ہیں اسی لیے عیسیٰ کو اللہ کا کلمہ اور اُسکی طرف کی روح کہتے ہیں کیونکہ اُن کا کوئی باپ نہ تھا جس سے وہ پیدا ہوئے بلکہ اُن کا نشو و نما اللہ کی بات سے ہوا اور اُس روح سے جس کو جبرئیل لائے تھے اللہ نے فرمایا مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ وقال تعالیٰ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ وقال تعالیٰ وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ وقال تعالیٰ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا الی آخر السورۃ وقال اخبارًا عن المسیح إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ قتادہ نے کہا مراد کلمہ و روح سے قول کن فیکون ہے شاذ بن یحیی نے کہا کچھ کلمہ عیسیٰ نہیں ہو گیا بلکہ عیسیٰ کلمے سے ہوئے ابن کثیر نے کہا صحیح یہی بات ہے کہ جبرئیل کلمہ لائے تھے اسی کلمے سے عیسیٰ ہوئے نہ جیسا کہ ابن جریر نے دعویٰ کیا ہے کہ القاہا کے معنے یہ ہیں اعلمہا بہا حدیث عبادہ بن صامت میں مرفوعًا آیا ہے جس نے گواہی دی اس بات کی کہ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَىٰ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَىٰ مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ رواہ البخاری یعنے تو وہ جنت میں جاویگا جابر نے اتنا اور زیادہ کیا ہے مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ وَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ سو آیت و حدیث میں لفظ وَرُوحٌ مِنْهُ مثل اس آیت کے ہے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ یعنے سب اُس کے پیدا کرنے سے ہے اور اُس کے پاس سے ہے یہ مِنْ واسطے تبعیض کے نہیں ہے جس طرح کہ نصاریٰ کہتے ہیں بلکہ واسطے ابتداء غایت کے ہے جس طرح دوسری آیت میں آیا ہے مجاہد نے کہا رُوحٌ مِنْهُ اے رَسُولٌ مِنْهُ بعض نے کہا محبۃ منہ مگر اول اولیٰ ہے یعنی وہ مخلوق ہیں روح مخلوقہ سے اضافت روح کی طرف اللہ پاک کے بطور تشریف ہے جس طرح اضافت ناقہ و بیت کی طرف اللہ کے آئی ہے هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ یا جس طرح حدیث صحیح میں آیا ہے فَأَدْخُلُ عَلَىٰ رَبِّي فِي دَارِهِ یہ سب اضافات بطور تشریف ایک ہی قبیل سے ایک ہی نمط پر ہیں پھر فرمایا کہ ایمان لاؤ اللہ و رسول پر یعنی تصدیق کرو کہ اللہ ایک ہے نہ اُس کی ولد ہے نہ صاحبہ سو تم جان لو کہ عیسیٰ اللہ کے بندے اور رسول ہیں ولہذا فرمایا کہ تین خدا نہ کہو عیسیٰ و اُن کی ماں کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ تعالیٰ اللہ عن ذلک

علوا کبیرا یہ آیت مثل آیت سورۂ مائدہ کے ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ وما من الہ الا الہ واحد وکما قال فی آخر السورۃ واذ قال اللہ یعیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ الآیۃ وقال تعالیٰ فی اولہا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم نصاریٰ کے پاس بسبب جہل کے نہ کوئی ضابطہ ان کے کفر کی کوئی حد ہے بلکہ انکے اقوال وضلال منتشر ہین کوئی عیسیٰ کو اللہ اعتقاد کرتا ہے کوئی شریک باری تعالیٰ جانتا ہے کوئی بیٹا سمجہتا ہے انکے طوائف کثیر آرا مختلف اقوال غیر مؤتلف ہین بعض متکلمین نے کیا اچھی بات کہی ہے کہ اگر دس نصرانی جمع ہون تو گیارہ قول کہہ کر اٹھین گے بعض علماء مشاہیر نصاریٰ نے کہا ہے یعنے سعید بن بطریق بتریل اسکندریہ نے حدود چارسو ہجری مین ذکر کیا تہا کہ ایک مجمع کبیر منعقد ہوا امانت کبیرہ مین جو انکے پاس تہی حالانکہ وہ ایک خیانت حقیرہ وصغیرہ تہی یہ مجمع ایام قسطنطین بانی شہر مشہور مین ہوا تہا اُس پر ایک بڑا اختلاف کیا جو ضبط وحصر مین نہین آسکتا ہے وہ ہزار سقف بیشوا پادریون سے زیادہ جمع تہا جواب کثیرہ مجمع ہو جاتے تہے چالیس کا ایک قول بیس کا ایک قول سو کا ایک قول ستر کا ایک قول کسی کا اس سے بہی زیادہ یا کم جب ایک گروہ نے ان مین سے دیکہا کہ تین سو پر اٹہارہ نفر زیادہ ہو گئے اُن سب کا ایک قول ہے تو بادشاہ نے اسی ایک گروہ کی بات لیکر نصرت وتائید کی وہ بادشاہ ایک بڑا فیلسوف زمانہ روزگار تہا باقی اقوال کو اُس نے محق ومحو کردیا ان تین سو اٹہارہ کا داؤ چلگیا اُن کے لیے گرجا بنائے گئے کتابین طیار ہوئین قوانین ایجاد ہوگئے اُن مین وہ امانت رکہی گئی جو چہوٹے بچون کو تلقین کیجاتی ہے تاکہ اسکے معتقد رہین اُسی پر اعتماد کرین اس گروہ کے اتباع ملکانیہ کہلاتے ہین پہر انہون نے ایک دوسرا مجمع کیا اس مین گروہ یعقوبیہ حادث ہوا پہر تیسرا مجمع کیا اُس مین نسطوریہ حادث ہوئے یہ سارے فرقے مثبت اقانیم ثلثہ ہین حق مسیح کے خلاف اُن کا فقط کیفیت لاہوت وناسوت مین ہے اُن کے زعم پر کہ آیا لاہوت وناسوت دونو متحد ہو گئے ہین یا نہین یا باہم دونو کے امتزاج ہوا ہے یا لاہوت نے ناسوت مین حلول کیا ہے یہ تین قول ہوئے ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تکفیر کرتا ہے اور ہم تینون فرقہ کی تکفیر کرتے ہین ولہذا اللہ نے فرمایا ہے تم باز رہو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اللہ پاک ایک ہے اُسکے لیے کوئی اولاد نہین تعالیٰ وتقدس عن ذلک علوا کبیرا جو کچھ سارے آسمانون اور زمین مین ہے وہ سب اُسی کا ہے سارا ملک خلق اوسی کے زیر تدبیر وتصرف ہے سب اُس کے عبید ہین وہ ہمیشے کا کارساز ہے بہلا پہر اُسکے لیے صاحبہ وولد کیونکر ہو سکتا ہے کما قال تعالیٰ بدیع السموٰت والارض انی یکون لہ ولد وقال تعالیٰ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا لقد جئتم شیئا ادا الیٰ قولہ فردا فتح البیان مین کہا ہے کہ آیت باب حق مین نصاریٰ کے اُتری ہے کسی نے کہا کہ یہود کے حق مین بہی ہے علو کہتے ہین حق سے تجاوز کرنے کو

مراد بیت سی نہی ہے افراط سے کبھی اور تفریط سے کبھی افراط یہ ہے کہ نصاریٰ نے عیسےٰ کو رب ٹھیرا دیا تفریط
یہ ہے کہ یہود نے معاذ اللہ اُن کو غیر رشد کا بتایا شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ وَلَا تَغْلُ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْاَمْرِ وَ
اقْتَصِدْ کِلَا طَرَفَیْ قَصْدِ الْاُمُوْرِ ذَمِیْمٌ ۔ پھر نہی کی اس بات سے کہ اللہ کے حق مین سواے حق بات کے کچھ کہو
یہ حق بات وہی ہے جو اللہ نے اپنے حق مین کہی ہے یا اس کے رسول نے اُس کی صفت مین بیان کی ہے ناحق بات
قول یہود کا ہے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہین قول نصاریٰ کا ہے کہ مسیح ابن اللہ ہین قول مشرکین کا ہے کہ فرشتے بنات
اللہ ہین قول مجوس کا ہے کہ خالق نور خدا ہے خالق ظلمت دوسرا ہے قول ہنود کا ہے کہ چھتیس کروڑ معبود ہین
قول جہمیہ معتزلیہ کا ہے کہ اللہ کے لیے کوئی صفت نہین ہے قول مقلدہ کا ہے کہ ائمہ مجتہدین واجب الاتباع ہین
قول شیعہ شنیعہ کا ہے کہ ائمہ اہل بیت معصوم ہین قول خوارج نواصب کا ہے کہ حکم فقط قرآن کا ہے نہ سنت مطہرہ
کا غرض کہ جتنے اقوال اہل ضلال کے ہین خواہ اہل کتاب کے ہون یا نام کے مسلمانون کے وہ سب ناحق باطل
محض ہین گویا ۔ یہ جگہ مخاطب بہی اہل کتاب ہین بلکہ بالخصوص نصاریٰ اللہ نے کہا کہ مسیح اللہ کے رسول
اور اسکے کلمہ اور اسکی طرف کی روح ہے کلمہ سے مراد بشارت ہے جو بذریعہ جبرئیل مریم کو بہیجی گئی تہی اِذْ قَالَتِ
الْمَلٰٓئِکَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَةٍ مِّنْهُ یا مراد کلمے سے اس جگہ نشانی ہے ومنہ وَصَدَّقَتْ
بِکَلِمٰتِ رَبِّهَا وقوله ما نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰهِ القا سے مراد ایصال ہے یعنے وہ بات مریم کو پہونچا دی گئی
روح سے مراد ذو روح ہے روح اس لیے کہا کہ روح سے حامل ہوئی یعنے نفخ جبرئیل علیہ السلام سے اللہ نے جبریل کو بہیجا
انھون نے پیراہن مریم مین پھونک دیا وہ اللہ کے اذن سے حاملہ ہو گئین یہ اضافت بطور تفضیل کے ہے ورنہ ساری
ارواح اللہ ہی کی خلقت سے ہین جس سے اشیاے عجیبہ ظاہر ہوتے ہین اُس کو روح اللہ کہتے ہین اسے من جانبہ جس
طرح حق مین نسبت کرتے ہین اِنَّمَا مِنَ اللّٰهِ یا روح بمعنے رحمت یا برہان ہے اس لیے کہ عیسےٰ ایک برہان و حجت
تہے اپنی قوم پر معنے یہ ہوے کہ روح طرف سے اللہ کے تہی اگرچہ نفخ جبرئیل موجود تہے اس لیے کہ جبرئیل کو حکم اللہ ہی
نے دیا تہا تم جہوٹے نصاریٰ یہ زعم کرتے ہو کہ وہ ابن اللہ ہین یا اللہ ہین یا تیسرے ہین تین مین کے سو یہ
بات ٹہیک نہین ہے اس لیے کہ ذی روح مرکب ہوتا ہے اللہ ترکیب سے اور نسبت مرکب کی طرف اجزا سے منزہ
و متعالی ہے ابو موسیٰ نے کہا ہے نجاشی نے جعفر سے پوچہا کہ تمہارے صاحب یعنے پیغمبر حق مین ابن مریم کے کیا کہتے
ہین کہا وہی کہتے ہین جو اللہ نے کہا ہے یعنے اللہ کی روح کلمہ ہین ان کو بتول عذرا سے نکالا جن کو کسی بشر نے
نہ چہوا تہا ایک لکڑی زمین سے اوٹھا کر کہا اے گروہ قِسِّیْسِیْنَ وَرُهْبَانَ یہ لوگ اس لکڑی برابر بہی تمہاری بات

سے زیادہ نہیں کہتے ہیں اسی لیے اللہ نے کہا کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ پھر رسول پر ایمان لاؤ اس کو اللہ کا بندہ سمجھو خدا یا خدا کا بیٹا یا ثالث ثلثہ نہ کہو تین سے مراد تین اقنوم ہیں وجود و حیات و علم اللہ پاک کو ایک جوہر ٹھہرا کر اس کے لیے یہ تین اقنوم بتلاتے ہیں پھر ان اقانیم ثلاثہ کو بلفظ اب و ابن و روح القدس کے تعبیر کرتے ہیں اب سے مراد وجود ہے روح سے حیات ابن سے کلمہ بعض نے کہا تین خداؤں سے مراد اللہ و مریم و مسیح ہیں نعوذ باللہ منہ لیکن نصاریٰ کا اس باب میں خبط بہت طویل ہے اناجیل اربعہ کو ہمنے دیکھا عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں بڑا اختلاف پایا کبھی ابن الانسان کہلاتے کبھی ابن اللہ بتایا ہے کبھی ابن الاب ٹھہرایا ہے یہ تناقض جا بجا ہے سا تھ دین حق وہی ہے جس کی خبر اللہ نے قرآن پاک میں دی ہے توریت و انجیل و زبور میں جو کچھ مخالف قرآن کے ہے وہ تحریف محرفین تلاعب متلاعبین تہافت متہافتین ہے ایک عجیب بات یہ ہے کہ یہ انجیل اناجیل اربعہ منسوب ہے طرف ایک صحابی عیسیٰ علیہ السلام کے حاصل سب اناجیل کا یہ ہے کہ ہر ایک صحابی نے اصحاب اربعہ سے سیرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بعثت سے تا رفع کیا ہے اور جو معجزات اُن سے ہوئے اور جو جوابات انہوں نے یہود کو دیئے وہ اُن میں لکھے ہیں سو اگرچہ معانی متفق ہیں لیکن الفاظ مختلف ہیں بعض نے بعض سے کچھ زیادت بھی بقدر اقتضاء حفظ و ضبط کی ہے اقوال عیسیٰ علیہ السلام کو لکھا یا جو کچھ عیسیٰ سے کہا گیا وہ تحریر کیا ہے اللہ پاک کے کلام میں ذکر ہے بلکہ اس میں نہیں ہے عیسیٰ پر کوئی کتاب سوائے احمد کے نازل ہوئی بلکہ عیسیٰ کا احتجاج یہود پر توریت کے ساتھ تھا اور وہ فرماتے تھے کہ میں کوئی بات خلاف توریت نہیں لایا ہوں یہی حال زبور کا ہے کہ از اول تا آخر کلام داؤد علیہ السلام ہے لیکن جو کہ اللہ کی بات مستقل اور لائق خبر حق ہو اور اللہ نے ہم کو یہ خبر دی ہے کہ ہم نے انجیل کو عیسیٰ پر اتارا ہے اور وہ ہماری کتاب ہے اور زبور داؤد کو دی ہے اور اُن پر ہم نے اتاری ہے اس لیے ہم اس خبر پر ایمان رکھتے ہیں اس بات کی تصدیق کرتے ہیں یہ فرمایا کہ اللہ پاک ہے اس کے بچہ کہاں سے ہو سکتا ہے کیونکہ ولد جزو ہوتا ہے والد کا اللہ تجزی و صفات حدوث و امکان سے پاک صاف ہے وَجَعَلُوا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ مسیح ہرگز برا نمانے عار نہ کرے اس سے کہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ فرشتے نزدیک والے اور جو کوئی

کنیاوی اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے سو وہ جمع کرے اُن سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر جو ایمان لائے ہین اور عمل کیے نیک اُن کو پورا دیگا اُن کا ثواب اور بڑھتی دیگا اپنے فضل سے اور جو کنیائے اور تکبر کیا سو اُن کو دیگا دکھ کی مار اور نہ پاوینگے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار **ف** ابن عباسؓ نے کہا یستنکف یعنے استکبار ہے قتادہ کا لفظ یہ ہے کن یحتشم المسیح بعض لوگ جو ملائکہ کو بشر پر تفضیل دیتے ہین اس آیت سے استدلال کرتے ہین حالانکہ اس مین دلیل نہین کیونکہ ملائکہ کا عطف لفظ مسیح پر ہے تنکاف جب امتناع ٹھیرا تو ملائکہ مسیح سے زیادہ تر قادر ہین امتناع پر مگر اس یا وہ اقتدار سے فضیلت اُن کی لازم نہین آتی انکا ذکر اس جگہ اس لیے آیا کہ جس طرح عیسے علیہ السلام خدا ٹھیرائے گئے اسی طرح مشرکون نے ملائکہ کو بھی اللہ ٹھیرایا اس پر اللہ نے خبر دی کہ وہ سب عبید ہین منجملہ عباد کے اور ایک مخلوق ہین منجملہ مخلوقات کے کما قال تعالیٰ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَہٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ الآیۃ اسی لیے پھر یہ کہا کہ جو کوئی اللہ کی عبادت سے عار و انکار کریگا اُس کا فیصلہ دن قیامت کے ہوگا جہان کسی طرح کا جور و ظلم حکم مین نہین ہے پھر اسی لیے عاملین صالحات سے وعدہ اجر و ثواب کا بقدر اعمال صالحہ کے فرما کر زیادت فضل و احسان و سعت رحمت و امتنان کی بشارت سنائی حدیث عبداللہ مین آیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا توفیہ اجرہ دخول جنت ہے زیادہ فضل شفاعت ہے اُس کی جس کے لیے آگ واجب ہوگئی دنیا مین اُس نے اُس کے ساتھ نیکی کی تھی رواہ ابن مردویہ مگر تو ہونا اُس کا صحیح ہے نہ مرفوع ہونا پھر جو یہ فرمایا کہ جو لوگ ہماری طاعت و عبادت سے ممتنع و مستکبر ہین اُن کے لیے عذاب الیم ہے یہ مثل اس آیت شریف کے ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ یعنی غرور و عار و انکار کرنے والے ہماری عبادت سے جہنم مین ذلیل حقیر خوار ہوکر داخل ہونگے جس طرح کہ دنیا مین متکبر و مستنکف تھے فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ یستنکف بمعنی یانف ہے یعنے ناک نہین چڑھاتے مسیح جن کو تم خدا سمجھتے ہو ہماری بندگی سے یا عیب نہین جانتے اس کام کو اور نہ حملہ عرش کہ ملائکہ مقربین ہین جیسے جبریل علیہ السلام وغیرہ انکو کہ عار ہے عباد اللہ ہونے سے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝ لوگو تمہارے پاس پہونچ چکی تمہارے رب کی طرف سے سند اور اُتاری ہم نے تم پر روشنی واضح سو جو یقین لائے اللہ پر اور اُس کو مضبوط پکڑا تو اُن کو داخل کریگا اپنی مہر مین اور فضل مین اور پہنچا دیگا اپنی طرف سیدھی راہ **ف** اللہ پاک نے اس آیت پاک مین سارے لوگون کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ تمہارے پاس ہماری طرف سے برہان

عظیم آئی ہے یعنی دلیل قاطع عذر و حجت مزیل شبہ نور مبین سے مراد ضیاء روشن علی الحق ہے ابن جریج وغیرہ نے
کہا مراد برہان سے اس جگہ قرآن ہے سو جن لوگون نے دونو مقام کو جمع کیا عبادت و توکل علی اللہ کو سب امور میں اور
قرآن کو پکڑا وہ داخل رحمت یعنی جنت ہونگے اُن کو ثواب چند در چند دیا جاوے گا اُن کے درجے بلند کیے جاوینگے
اُن کو ایسا سیدھا رستہ سجھایا جاوے گا جس میں کسی طرح کی کجی نہیں ہوگی نہ انحراف یہ صفت ہے مومنون کی دنیا
و آخرت میں دنیا میں منہاج استقامت و طریق سلامت پر ہیں سارے اعتقادات و عملیات میں صراط مستقیم پر
ہونگے جو اُن کو روضات جنات میں پہونچا دیگی علی بن ابی طالبؓ نے کہا قرآن اللہ کی صراط مستقیم حبل متین ہے
الحدیث وللہ الحمد والمنۃ فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ برہان سے مراد کتب و رسل و معجزات انبیاء ہیں قتادہؒ نے
کہا مراد بینہ ہے مجاہدؒ نے کہا مراد حجت ہے کسی نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں نور مبین سے مراد قرآن مجید ہے
اُس کا نام نور اس لیے ہوا کہ وہ ظلمت گمراہی سے نکالکر حق کا رستہ دکھاتا ہے ابن عباسؓ نے کہا جنت کا نام رحمت
رکھا باسم محل فضل سے دیدار وغیرہ مواہب بہشت مراد ہیں صراط مستقیم سے مراد تمسک کرنا ہے ساتھ دین اسلام
کے چھوڑنا ہے سارے ادیان باطلہ کا یَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ
وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا
الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
أَنْ تَضِلُّوا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ٥ حکم پوچھتے ہیں تجھ سے تو کہہ کہ اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ کا اگر ایک مرد
مر گیا کہ اُس کے بیٹا نہیں اور اُس کے ایک بہن ہے تو اُس کو پہونچے آدھا جو چھوڑ مرا اور وہ بھائی وارث ہے اُس بہن
کا اگر نہ ہے اُس کو بیٹا پھر اگر بہنیں دو ہوں تو اُن کو پہونچے دو تہائی جو کچھ چھوڑ مرا اور اگر کئی شخص ہیں اس ناتے
کے مرد اور عورتیں تو مرد کو دو برابر حصہ عورت کا بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے کہ نہ بہکو اللہ ہر چیز سے
واقف ہے **ف** کلالہ کے معنے اوپر ضیف بیان فرمایا اُس کو جس کے وارثوں میں باپ دادا بیٹا نہیں کہ اصل
وارث وہی تھے تو اُس وقت سگے بھائی بہن کو بیٹا بیٹی کا حکم ہے سگے نہ ہوں تو یہی حکم سوتیلوں کا ہے نری
ایک بہن کو آدھا اور دو کو دو تہائی اور ملے ہوں بھائی بہن تو مرد کو حصہ دوہرا عورت کو اکہرا اور جو نرے بھائی ہوں
تو اُن کو فرمایا کہ وہ بہن کے وارث ہیں یعنی حصے میں معین نہیں وہ عصبہ ہیں **ف** اگر بیٹی ہو اور بہن ہو تو حصہ
بیٹی کو اور بہن عصبہ ہے یعنے حصہ والوں سے بچے سو ملے تمام ہوا کلام موضح قرآن کا براءؓ نے کہا آخر سورت نزول میں
سورہ براءت ہے اور آخر آیت نزول میں یستفتونک ہے رواہ البخاری جابر بن عبداللہؓ نے کہا آئے میرے پاس رسول

خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مین بیمار تہا کچھ سمجھتا نہ تہا یسنے بیہوش تہا وضو کیا مجھ پہ باقی چہڑکا یا فرمایا کہ پانی ڈالو مجھ کو ہوش آیا مین نے کہا کہ میرا کوئی وارث نہین ہو مگر کلالہ میراث کیونکر ہوگی اس پر اللہ نے آیت فرائض نازل کی رواہ الحمد واخرجاہ ورواہ الجماعۃ بعض الفاظ مین یون آیا ہے کہ نازل ہوئی آیت میراث یَسْتَفْتُوْنَکَ الخ ابن ابی حاتم کا لفظ یہ ہو کہ جابر نے کہا میرے حق مین اتری ہے یہ آیت کلام سنے کلالہ مین گذر چکا ہے اکثر علما کا قول یہ ہے کہ کلالہ وہ ہو جو مرگیا اور اُس کا کوئی بیٹا یا پوتا نہین ہے بعض نے کہا کلالہ وہ ہے جس کے بیٹا نہین جس طرح یہ آیت دلیل ہے اس بات پر اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ کلالہ کا حکم امیر المؤمنین عمر بن الخطاب پر نہایت مشکل ہوا جس طرح کہ صحیحین مین آیا ہے کہ عمر نے کہا تین چیزین مین چاہتا ہون کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان مین ہم سے کچھ عہد کر جاتے مین کہ ہم اُسی عہد پر رہتے جد و کلالہ و ابواب ربا امام احمد کا لفظ عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ہو کہ نہین سوال کیا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا جتنا سوال کیا مین نے کلالہ سے یہان تک کہ انگلی ماری میرے سینہ مین اور فرمایا يَكْفِيْكَ اٰيَةُ الصَّيْفِ الَّتِيْ فِيْ اٰخِرِ سُوْرَةِ النِّسَاۗءِ هٰكَذَا رَوَاهُ مُخْتَصَرًا وَاَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ مُطَوَّلًا اَكْثَرَ مِنْ هٰذَا براء بن عازب نے کہا ایک آدمی نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کلالہ کا فرمایا يَكْفِيْكَ اٰيَةُ الصَّيْفِ سناد جید ہے وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مراد آیت صیف سے شاید یہ ہو کہ موسم صیف یعنے گرمی کی فصل مین اُتری ہے واللہ اعلم **ف** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ارشاد طرف تفہم آیت کے فرمایا اور کہا کہ اُس مین کفایت ہو لکن سائل بہول گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال معنی آیت کا نہ کیا اس لیے کہا کہ اگر مین حضرت سے اُس کو سنتے ہی پوچھ لیتا تو مجھ کو یہ دوست تر ہے حمر نعم سے قتادہ نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ ابوبکر صدیق نے خطبے مین کہا سنو وہ آیت جو اول سورہ نسا مین اتری ہو شان فرائض مین وہ حق مین والد و ولد کے ہو اور دوسری آیت جو اُتری ہو حق مین زوج و زوجہ و اخوات کے ہو جو ایک ماں ہی سے ہون اور وہ آیت جس پر سورہ نسا ختم ہوئی ہو وہ حق مین اخوۃ و اخوات کے ہو جو ایک ماں باپ سے ہون اور وہ آیت جس پر سورہ انفال ختم ہوئی ہے حق مین اولی الارحام کے ہے جس کو رحم نے کہنچا ہے عصبہ سے رواہ ابن جریر فتح البیان مین کہا ہے کہ جس طرح اس سورۃ کو شروع بذکر اموال کیا تہا اسی طرح اُس کو ذکر اموال پر ختم بہی فرمایا تاکہ درمیان مبدء و ختام کے مشاکلت حاصل ہو سب آیتین مواریث کی اس سورت مین تین ہین پہلی آیت بیان ارث اصول و فروع مین دوسری آیت بیان ارث زوجین و اخوت و اخوات مادری مین تیسری جو یہ آیت

اخیر ہے بیان میں ہے ارث اخوہ واخوات حقیقی کے یا ایک باپ سے ہر سبب ہے آولی الارحام سو انکا ذکر آخر سورہ
انفال مین آیا ہے تعنی مسئلہ کلالہ کے جابر رضی اللہ عنہ تھے قتادہ نے کہا صحابہ کو مسئلہ کلالہ نے
مشکل مین ڈالا تھا اسلیے انھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اسپر یہ آیت اُتری
کلالہ کا لفظ وارث وموروث دونون پر بولا جاتا ہے اگر وارث پر بولا گیا تو وہ سواے والد وولد ہے
اور جو موروث پر بولا گیا تو وہ شخص ہے جو مرگیا اور الابوین یا اور الاولاد اُس کے وارث نہین پوری
تقریر اس کی لغۃً وخلافاً واستدلالاً وترجیحاً اول اس سورت مین گذرچکی ہے معنے آیت کہ یہ ہین
کہ اگر ایک شخص مرگیا اور اُس کے کوئی بچہ نہ تھا فقط ایک بہن تھی مان باپ سے یا فقط باپ سے نہ مان
کی طرف سے کیونکہ اُس کا فرض سدس متعین ہے تو اُس کے لیے نصف ترکہ ہے جمہور علماء صحابہ و
تابعین ومن بعدہم اس طرف گئے ہین کہ بہنین سگی ایک مان باپ سے یا نرے باپ سے
عصبہ ہین بیٹیون کی گو ان کے ساتھ کوئی بھائی نہ ہو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا مذہب یہ ہے کہ اخوات
بنات نہین ہوتین اسی طرف داؤد ظاہری اور ایک گروہ علماء کا گیا ہے کہتے ہین کہ نہین ہے میراث
واسطے اخت کے خواہ ایک مان باپ سے ہو یا نرے باپ سے دختر کے ہوتے ہوے حجت اُن کی
ظاہر آیت باب ہے کیونکہ عدم ولد کو جو شامل ذکر دختر ہے مجملہ شرایط ہے میراث اخت مین سو یہ
استدلال صحیح ہے اگر حدیث مین میراث اخت کی دختر کے ہوتے ہوے ثابت نہ ہوتی لیکن صحیح مین
آیا ہے کہ معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے حکم کیا عہد مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین دختر و
خواہر کے آدھا دختر کو دیا آدھا بہن کو اسی طرح حکم دیا حق مین دختر وبنت الابن واخت کے سو بنت کو نصف
وبنت الابن کو سدس اور اخت کو باقی دیا اس لیے یہ سنت مقتضی ہوئی کہ ولد کی تفسیر ابن ہو نہ بنت
اسی طرح بھائی وارث ہو سارے ترکہ بہن کا اگر بہن کے بیٹا نہ ہو اور اگر ایک ماں سے بھائی بہن ہین تو
بھائی کا فرض سدس ہے جس طرح اول سورت مین گذرچکا ہے اس آیت مین اقتصار نفی ولد پر کیا حالانکہ
باپ کے ہوتے ہوے بھائی ساقط ہوتا ہے جس طرح کہ ولد ذکر کے ہوتے ہوے ہی ساقط ہوتا ہے یہ
اس لیے کیا کہ مراد یہان فقط سقوط بھائی کا ہے ولد کے رہا سقوط اُس کا ہوتے ہوے باپ کے
سو سنت مطہرہ سے ثابت ہے صحیح مین آیا ہے اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ
ذَكَرٍ اور باپ اولی تر ہے بھائی سے پس اگر دو بہنین ہون یا زیادہ کیونکہ آیت حق مین جابر کے اُتری ہے اور

وہ سات یا نو بہنیں چھوڑ مرے تھے تو اُن کو دو ثلث میں ترکہ برابر دے اگر اُس کے کوئی ولد نہیں ہے اور دو
بہنوں سے جو زیادہ ہیں انکو دو ثلث بالاولی ملیں گے اور اگر بھائی ہیں بلکہ بہنیں بھی مرد عورت تو مرد کا دوہرا حصہ
ہے بسبب تعصیب کے یہ حکم کلالہ کا بلکہ سارا احکام کلالہ کا اللہ نے اس لیے بیان کر دیا کہ کہیں بہک نہ جاؤ اللہ کو سارے
مصالح عباد بابت بدء و معاد کے معلوم ہیں **فائدہ** اول سورۂ نساء مشتمل ہے کمال تنزہ و وسعت قدرت
الٰہی پر اور آخر مشتمل ہے بیان کمال علم پر یہ دو نو وصف ثبت ربوبیت اُلوہیت ہیں پھر دو نو وصف اس
بات کو واجب کرتی ہیں کہ بندہ منقاد تکالیف ہو براء نے کہا آخر آیت نزول میں بعد سو فرائض یہی آیت باب ہے
رواہ الشیخان ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا پچھلی آیت نزول میں آیت ربا ہے اور آخر سورت نزول
میں اِذَا جَاۗءَ نَصْرُ اللّٰهِ ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نزول سورہ نصر کے ایک سال زندہ رہے بعد
اُس کے برات اتری وہ آخر سورت ہے جو پوری اُتری اُس کے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شش ماہ
زندہ رہے پھر طریق حجۃ الوداع میں یہ آیت اُتری يَسْتَفْتُوْنَكَ اس کا نام آیت صیف ہوا اس لیے کہ
موسم گرما میں نازل ہوئی پھر جس وقت کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفے میں کھڑے تھے آیہ اَلْيَوْمَ
اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ نازل ہوئی اُسکے بعد اکاسی دن زندہ رہے پھر آیت ربا آئی پھر یہ آیت اُتری
وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ اس کے بعد اکیس دن زندہ رہے تمام ہوا کلام فتح البیان
کا **فائدہ** ابن کثیر نے کہا یہ ذکر ہے کلام کرنے کا معنے پر اس آیت کے اللہ نے فرمایا اگر کوئی مرد ہلاک ہوا
ہلاک سے مراد مرنا ہے یعنے مر گیا قال كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ یعنے ہر شے فانی ہے باقی اللہ
ہے کما قال تعالیٰ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

ﮯ ساقی فانی و بزم و ساغر فانی + با ہر کہ شدی در ملاقی فانی + بردار دل از ہستی بے بود جہان +
اللہ بود باقی و باقی فانی + اُس ہالک کی کوئی ولد نہیں ہے اس سے تمسک کیا ہے اُس شخص نے جو یہ
کہتا ہے کہ شرط کلالہ یہ ہے کہ والد نہ ہو بلکہ وجود کلالہ میں اقتصار ولد کافی ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
سے بسند صحیح اسی طرح آیا ہے لکن صحیح یہاں قول جمہور کا ہے اور قضائے صدیق رضی اللہ عنہ کہ کلالہ وہ
ہے جس کے نہ باپ ہو نہ بیٹا اسی پر دلیل ہے وَلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ اگر باپ موجود ہوگا تو
بہن کسی شے کی وارث نہ ہوگی اس لیے کہ باپ بالاجماع اُسکا حاجب ہے سو یہ دلیل ہے اس بات
پر کہ کلالہ وہ ہے جس کے بیٹا نہیں ہے بنص قرآن اور نہ باپ ہے بنص وقت تامل کے اس لیے کہ بہن کا

فرض نصف ہوتے ہوئے باپ کے نہیں ہوتا ہے بلکہ اُس کو بالکل میراث نہیں ملتی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
سے پوچھا کہ زوج واخت ہو ایک ماں باپ سے زوج کو آدھا دلایا آدھا بہن کو دیا جب اس باب مین گفتگو کی
ما مین حاضر ہوا پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ نے یہی حکم دیا رواہ احمد تفرد بہ
بن ہذا الوجہ ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل
کیا ہے کہ اُن کا قول حق مین میت کے جو ایک دختر وایک خواہر چھوڑ کر مرا ہے یہ تہا کہ خواہر کو کچھ نہ ملے گا دلیل
یت باب کے پہر اگر دختر چھوڑ مرا ہے تو گویا ولد چھوڑ مرا اب بہن کو کچھ نہ ملے گا جمہور ان دونوں کے خلاف
ہین کہتے ہین بنت کو نصف ملے گا از روے فرض اور آدھا بہن کو ملیگا از روے تعصیب بسبب غیر اس
آیت کے اور اس آیت نے فرض اُسکا اس صورت مین نہین رکھا رہی وراثت اُس کی از روے تعصیب
سو اس لیے کہ بخاری مین حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ اُنہون نے عہد نبوی مین دختر وخواہر دونو
کو آدھا آدھا دلایا سلیمان نے کہا لفظ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر نہین کیا یہ بھی بخاری مین ہے کہ ابو
موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک بیٹی ایک پوتی ایک بہن ہے کہا بیٹی کا آدھا بہن کا آدھا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کے پاس جاؤ ہمارے درمیان مین موجود ہین اُن سے پوچھا اُنہون نے کہا اگر مین بہی یہی کہدون تو
گمراہ ہو جاؤن مہتدین مین نہ ہون مین وہ حکم کرتا ہون جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا تہا
نصف دختر کو سدس پوتی کو واسطے پورا کرنے دو ثلث کے جو بچے وہ بہن کو جب ابو موسی رضی اللہ عنہ کے پاس آکر یہ
حال بیان کیا کہا تم مجھ سے نہ پوچھا کرو جب تک کہ یہ عالم درمیان تمہارے ہے **فائدہ** بہائی وارث سارے
ترکہ بہن کا جبکہ وہ مر جاوے اُس کا ولد نہ ہووے اور نہ والد اس لیے کہ اگر باپ ہوگا تو بہائی کسی شے کا
وارث نہ ہوسکے گا پہر اگر فرض کرین کہ کوئی ذی فرض ہے تو وہ میراث سے کم کر لے گی جیسے زوج یا بہائی طرف
سے ماں کے باقی بہائی کے ہاتہ آوے گی اس لیے کہ صحیحین مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْحِقُوا الفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا الخ **فائدہ** اگر کلالہ کی دو بہنین ہین تو
انکو دو تہائی ملے گا اسی طرح اگر دو سے زیادہ ہین تو انکا حکم انہی کا حکم ہے اسی جگہ سے جماعت نے
حکم دو دختر کا اخذ کیا ہے جس طرح کہ حکم اخوات کا بنات سے لیا ہے کریمہ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ
فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ **فائدہ** پہر اگر بہائی بہنین ہین تو مرد کو برابر دو عورت کے حصہ ملے گا یہ حکم
عصبات کا ہے جیسے بنین اور بنی بنین واخوہ جبکہ ذکور واناث مجتمع ہون تو اُسوقت مرد کا دوہرا حصہ

ہوتا ہے اللہ نے ان فرائض وحدود کو تمہارے لیے اسواسطے بیان کر دیا اور مقرر کیا کہ کہین تم حق سے
گمراہ نہ ہوجاؤ اللہ کو عواقب امور ومصالح عباد بخوبی معلوم ہین وہ جانتا ہے کہ قرابات مین کون قریب تر ہے فی
کا کس قدر حصے کا مستحق وحقدار ہے **ف** محمد بن سیرین نے کہا راہ مین چلے جاتے تھے
سر سواری حذیفہ کا پاس دم راحلہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہا اور سر راحلہ عمر کا نزدیک
ردف حذیفہ کے یہ آیت اتری وَيَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے یہ آیت حذیفہ کو سکہائی حذیفہ نے عمر کو بعد اس کے ایک وقت مین عمر نے اس آیت سے سوال کیا
حذیفہ نے کہا واللہ تم احمق ہو اگر تم کو گمان ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو
سکہائی ہے اور مین نے تمکو ویسی ہی سکہادی جیسے مجھ کو سکہائی تھی وَاللّٰهِ لَا أَزِيدُكَ عَلَيْهَا شَيْئًا
أَبَدًا یعنے مین ہرگز اپنی طرف سے کچھ بھی بڑھا کر نہین کہہ سکتا عمر کہنے لگے اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ بَيَّنْتَهَا
لَهُ فَإِنَّهَا لَمْ تُبَيَّنْ لِي رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ یعنے اے اللہ اگر اس آیت کا مطلب تونے انکو سمجھا دیا تھا تو
مجھ کو تو نہین سمجھایا ہے مگر اس کی سند منقطع ہے درمیان ابن سیرین وحذیفہ کے ہان ابوبکر
بزار نے اس کو ابن سیرین سے بذریعہ ابی عبیدہ بن حذیفہ خود حذیفہ سے روایت کیا ہے مگر
اسکے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ مین نہین جانتا کہ اس حدیث کو سوائے حذیفہ کے کسی اور نے بھی روایت
کیا ہو اور نہ کوئی طریق اس کا بجز طریق حذیفہ کے ہے ابن مردویہ کا لفظ سعید بن المسیب سے یہ
ہے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کلالہ کیونکر وارث
ہوتا ہے اللہ نے یہ آیت بھیجی عمر رضی اللہ تعالی عنہ گویا نہ سمجھے حفصہ سے کہا کہ جب تو رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش دیکھے تو اس آیت کا مطلب پوچھنا انہون نے خوش پاکر پوچھا حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے باپ نے تجھ سے ذکر کیا ہوگا مَا أَرَى أَبَاكَ يَعْلَمُهَا مین
نہین دیکھتا کہ تیرے باپ اس کو معلوم کرین اس دن سے عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے مَا
أُرَانِي أَعْلَمُهَا وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ دوسرا لفظ یہ ہے کہ
عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حفصہ سے کہا کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کلالہ کر اور یہ
آیت ایک کتف پر لکھوا دی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھ سے کس نے کہا عمر نے
مَا أُرَاهُ يُقِيمُهَا وَمَا تَكْفِيهِ آيَةُ الصَّيْفِ آیت صیف سے یہی آیت سورۂ نساء مراد ہے إِنْ

كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلَالَةً اَوِ امْرَاَةٌ کو یہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا
تو آیت خاتمہ سورۂ نساء اُتری حفصہ نے کتف ڈال دیا یہ حدیث مرسل ہے رَوَاهُ ابْنُ مَرْدُوْيَه
طارق بن شہاب کہتے ہین عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک کتف لیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو جمع کیا کہا مقدمہ کلالہ مین ایک حکم دینا چاہیے جس کو بیبیان اپنے پردون مین
بیٹھکر ذکر کرین اتفاقاً گھر مین سے ایک سانپ نکلا سب لوگ متفرق ہوگئے عمر رضی اللہ تعالی عنہ
نے کہا لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يُّتِمَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَاَتَمَّهٗ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَهٰذَا اِسْنَادٌ
صَحِيْحٌ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تین چیزین ہین اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے بیان فرماتے
تو دنیا و مافیہا سے زیادہ تر محبوب تھین خلافت کلالہ ربا حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے شرط شیخین پر
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مین آخرین مردم ہون عہد عمر رضی اللہ عنہ سے مین نے اُن کو سنا کہتے
تھے اَلْقَوْلُ مَا قُلْتُ قُلْتُ وَمَا قُلْتُ قَالَ قُلْتُ اَلْكَلَالَةُ مَنْ لَّا وَلَدَ لَهٗ اس کو بھی حاکم
نے صحیح علی شرطہما کہا ہے . . . ابن مردویہ کا لفظ یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا كُنْتُ
اٰخِرَ النَّاسِ عَهْدًا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اخْتَلَفْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ فِي الْكَلَالَةِ
وَالْقَوْلُ مَا قُلْتُ کہتے ہین عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے شریک کیا سگے بھائیون کو اور ماں کی طرف
کے بھائیون کو ثلث مین جبکہ مجتمع ہون ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلاف اُس کے کیا سعید بن المسیب نے کہا عمر
رضی اللہ عنہ نے ایک کتاب لکھی مقدمہ جد و کلالہ پھر ٹھیر گئے استخارہ کیا کہا اَللّٰهُمَّ اِنْ عَلِمْتَ فِيْهِ
خَيْرًا فَاَمْضِهٖ جب زخمی ہوئے کتاب منگاکر محو کر ڈالی کسی کو معلوم نہ ہوا کہ اُس مین کیا لکھا تھا کہا اِنِّيْ
قَدْ كُنْتُ كَتَبْتُ كِتَابًا فِي الْجَدِّ وَالْكَلَالَةِ وَكُنْتُ اسْتَخَرْتُ اللّٰهَ فِيْهِ فَرَاَيْتُ اَنْ اَتْرُكَكُمْ
عَلٰى مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہون نے کہا
کہ مجھے شرم آتی ہے کہ مین اس مسئلہ مین مخالفت ابوبکر کی کرون ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ یون کہتے
تھے هُوَ مَا عَدَا الْوَلَدِ وَالْوَالِدِ ابن کثیر نے کہا یہ بات جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہی سب اسی
پر جمہور صحابہ و تابعین و ائمہ زمان قدیم و جدید ہین یہی مذہب ائمہ اربعہ و فقہاء سبعہ کا ہے
قرآن پاک بھی اسی پر دلالت کرتا ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ہم نے اسکو بیان کر دیا
فی قولہ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ انتہی کلام تفسیر

سورہ مبارکہ مسماۃ بنساء کہ تاریخ دوم جمادی الآخرۃ سنہ ۱۳۰۳ ہجری روز سہ شنبہ کو شروع کیا تہا آج یہ
تفسیر اس وقت روز شنبہ سنہ مذکور کو بتاریخ ستائیسوین ماہ مذکور کے ستائیس دن مین وقت
نماز عصر کے جبکہ تین ساعت پچیس منٹ گذرے تہے تمام ہوئی یہ وہ زمانہ تہا کہ ماہ محرم شروع
سنہ مذکور سے اب تک ہجوم آفات و بلیات سے جان حزین کو فرصت سانس لینے کی حاصل نہ ہوئے
اگر بمقتضائے بدحواسی ظاہر و باطن کوئی بہول چوک ہوئی ہو تو وہ طرف سے مؤلف اور شیطان اور نفس
امارہ کے ہے نہ طرف سے اللہ و رسول ع کے کہ وہ اس سے بری ہین سوائے چند کراسہ اوائل تفسیر
سورہ بقرہ کے اتفاق نظر ثانی کا بہی نہین ہوا اللہ تعالی معاف کرنے والا سارے گناہون کا اور
دور کرنے والا سارے ہموم و غموم کا ہے کیونکہ سوا اُس کے کوئی نافع و ضار نہین ہے توفیق کتابت
و خدمت قرآن کریم کی ایسی حالت پر ملالت مین اُسی کی رحمت و منت و فضل و کرم و رحم پر مبنی
ہے ہم کیا اور ہماری ہستی کیا اللہ پاک سے کچہ دور نہین ہے کہ برکت اس خدمت حقیرہ کے ہم کو
ساری آفات دنیا و آخرت سے بچا کر اپنے ہی کام مین مطابق اپنی مرضی پاک کے مصروف رکہے
ہم لائق اُس کے امتحان و عدل کے نہین ہین اُس کا فضل و امتنان اپنے لیے چاہتے ہین
سو یہ بات کچہ اُسے مشکل و دشوار نہین ہے اُسی کی مدد و عون و صون نے سب بندون کو
ہر زمانے مین بڑی بڑی آفتون اور سختیون سے بچا لیا ہے نا امیدون کو
امید کے کنارے پر [illegible] لگا دیا ہے جس کا دنیا مین کوئی یار و مددگار نہین ہوتا
ہے اور اشرار و فساق و فجار درپے ایذا و ضرر رسانی کے ہوتے ہین اور وہ نرے
اللہ تعالی پر بہروسا کرتا ہے تو اللہ سبحانہ تعالی اُس کا بیڑا پار کر دیتا ہے ہماری
گناہ سببان مصائب کی ہوئے ہین سو بقدر ان گناہون کے بہی ہم سے معاملہ
نہ ہوا اور جن گناہون سے درگزر ہوا ہے اور ہم اُن کو جانتے پہچانتے ہین وہ تو بے
شمار ہین اللہ سبحانہ و تعالی کسی جان کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہین دیتا
ہم بہی باوجود ہزار معصیت کے تائب و مستغفر ہو کر ہزار دل و زبان سے امان مانگتے ہین

اپنی خطاون کا اقرار کرتے ہین امید ہے کہ ہماری
تکلیف موجودہ حالت ہذا دور ہو کر ہم کو بقیہ عمر مین اطمینان

كتاب العلم

أمسكت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا وأصابت منها طائفة أخرى
إنما هي قيعان لا تمسك ماء ولا تنبت كلأ فذلك مثل من فقه في دين
الله ونفعه ما بعثني الله به فعلم وعلم ومثل من لم يرفع بذلك رأسا ولم
يقبل هدى الله الذي أرسلت به قال أبو عبد الله قال إسحاق عن أبي
أسامة وكان منها طائفة قيلت الماء قاع يعلوه الماء والصفصف المستوي
من الأرض باب رفع العلم وظهور الجهل وقال ربيعة لا ينبغي لأحد
عنده شيء من العلم أن يضيع نفسه حدثنا عمران بن ميسرة قال حدثنا عبد
الوارث عن أبي التياح عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من
أشراط الساعة أن يرفع العلم ويثبت الجهل ويشرب الخمر ويظهر الزنا
حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى بن سعيد عن شعبة عن قتادة عن
أنس قال لأحدثنكم حديثا لا يحدثكم أحد بعدي سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول من أشراط الساعة أن يقل العلم ويظهر الجهل ويظهر
الزنا وتكثر النساء ويقل الرجال حتى يكون لخمسين امرأة القيم الواحد

بے نظیر و بے مثل تحفہ صحیح البخاری مترجم و محشی مولوی وحید الزمان صاحب المخاطب نواب وقار نواز جنگ بہادر کس قدر بیش بہا نعمت ہے

جناب احباب پر مخفی نہیں کہ مطبع احمدی لاہور محض خدمت احادیث و اشاعت علوم دینیہ میں کوشاں ہے

چنانچہ حسب ارشاد احادیث کا ترجمہ اردو میں جو عوام اہل اسلام کو حدیث کا مطلب سمجھا دے یہی کارخانہ کی بدولت تمام ہندوستان میں شائع ہوا

یعنی صحیح اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری جس کی عبارات پر تمام امت محمدیہ کا اجماع ہے باقی تھی یہ کام ابتک ختم نہیں ہوا تھا اب بفضلہ تعالیٰ جناب

وحید الزمان صاحب المخاطب نواب وقار نواز جنگ بہادر نے جو مترجم لاثانی ہیں صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و نسائی و موطا امام

وغیرہ کتب حدیث کے تراجم نہایت سلیس مطلب خیز لطیف کئے ہیں وہ سب تراجم کارخانہ میں طبع ہو کر شائع ہو چکے ہیں اس کتاب جلیل القدر

کا ترجمہ نہایت محنت سے مطلب خیز مع فوائد ضروریہ رقم فرمایا ہے اور کارخانہ خادم حدیث نے اسکو نہایت خوشخط عمدہ ولایتی کاغذ پر بارہ پارہ

مع وضع مثل بیہقی کے چھاپا ہے قرآن مجید کی طرح اصل متن مع تراجم الابواب حاشیہ تعلیقات بلا سند خوشخط با اعراب لکھی گئی کسی قسم کی

اختصار نہیں کیا گیا اور بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر ضروری فوائد لکھے گئے ہیں عمدہ لکھایا گیا ہے چنانچہ نمونہ بطور ثبوت شامل ہے

ان تمام خوبیوں کی ثبوت کے لئے یہ ترجمہ کی خوبی اور عمدگی میں کسی کلام کی گنجائش نہیں مترجم لاثانی ہے تمام ہندوستان میں

کہیں کتابت ایسی عمدہ چھپا ہوا نہیں ہے بلکہ اس سے اعلیٰ نہ چھپنا ولایتی عمدہ کاغذ اصل کتاب کی صحت میں کمال تمامتر کوشش کی گئی قیمت

رعایتی پانچ روپیہ آٹھ آنہ فی پارہ بارہ پارہ کی قیمت سے فروخت کیا جاتا ہے محصول ڈاک وغیرہ اخراجات خریدار کے ذمہ ہوں گے

لازم ہے کہ اس کتاب الجواہر کو خریدیں کارخانہ کی حوصلہ افزائی کریں اور خود اس کتاب کے مطالعہ سے مشرف ہو کر سعادت دارین حاصل کریں

امام بخاری نے اس کتاب کے پڑھنے والے کے حق میں دعا کی ہے اور امام بخاری مستجاب الدعوات تھے تو ان کی دعا بفضلہ قبول ہوئی ہوگی

امام بخاری نے دو مرتبہ دعا کی ہے جس طرح قبول ہوئی امام بخاری کہتے ہیں کہ بعد میرے دعا کی جو میری کتاب پڑھے گا اسکو ثواب

ملیگا اور اس کتاب کے پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ اس کتاب کا پڑھنے والا رسول اللہ صلعم کی کتاب کا پڑھنے والا ہوتا ہے چنانچہ ابو سہل محمد بن

احمد مروزی استاد مجری ہیں وہ کہتے ہیں میں نے ابو زید مروزی سے سنا وہ کہتے تھے میں رکن اور مقام کے بیچ میں سو رہا تھا میں نے خواب میں رسول اللہ

کو دیکھا آپ نے فرمایا اے ابو زید تو کب تک شافعی کی کتاب پڑھیگا اور میری کتاب نہیں پڑھتا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی کونسی کتاب ہے آپ نے فرمایا

محمد بن اسمعیل بخاری کی کتاب سبحان اللہ کیا کتاب ہے کہ جس کو پڑھنا گویا رسول اللہ صلعم کی حدیثیں ہیں اسکے پڑھنے میں کیا سعادت ہوگی پس جو مسلمان کہ اس

سعادت کے حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کریں مدد سے جو اس سعادت کا حاصل کرنا ایسا سہل ہو گیا ہے کہ اسکا ترجمہ اردو میں خوشخط اعراب

لکھی ہر حرف پر اعراب لگایا گیا ہے اور کلمہ کے نیچے معنی ہندی یا محاورہ مطلب خیز لکھا گیا ہے اب بھی جو شخص اس سعادت عظمیٰ سے

محروم رہے اور کتاب پڑھنے والا امام بخاری کی دعا کا فیض حاصل نہ کرے وہ محروم ہے خدا تعالیٰ سب کو نیک توفیق دے اللہم آمین

خاکسار شیخ احمد علی شیخ محی الدین مرحوم تاجر کتب و مالک مطبع احمدی بازار کشمیری لاہور